7-6-75
10-6-75

صوبائی اسمبلی پنجاب
مباحثات

9 جون 1975ء

(28 جماوی الاول 1395ھ)

جلد 15 — شمارہ 1

سرکاری رپورٹ

Provincial Assembly of the Punjab

مندرجات

(سوموار— 9 جون 1975ء)

صفحہ

تلاوت کلام پاک اور اس کا اردو ترجمہ - - - - - 1

چیئرمینوں کا پینل - - - - - - - 2

قرار داد تعزیت -

جلالۃ الملک فیصل بن عبدالعزیز مرحوم کی شہادت پر گہرے رنج و غم کا اظہار - - - - - - 2

پنجاب کا ضمنی میزانیہ برائے سال 75-1974 - - - 4

قیمت : 1 روپیہ

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا پندرھواں اجلاس

سوموار — 9 جون 1975ء

(دو شنبہ 28 جمادی الاوّل 1395ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔
مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدرت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ
خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا
مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِى الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ
مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْــَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا
مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝ پ ۳ — س ۲ — رکوع ۵ — آیات ۲۷۲ و ۲۷۳

(اے پیغمبر) تم ان لوگوں کی ہدایت کے ذمہ دار نہیں ہو بلکہ اللہ ہی جس کو چاہتا ہے ہدایت عطا فرماتا ہے۔ اور (ایمان والو) تم لوگ جو مال و دولت (فلاحی کاموں پر) خرچ کرو گے تو اس کا فائدہ تم ہی کو ہوگا اور تم جو بھی خرچ کرو گے اللہ کی خوشنودی کے لئے کرو گے، اور تم جو بھی مال و دولت (تعمیر و فلاح) پر خرچ کرو گے وہ تم کو ادا کر دیا جائے گا اور تمہارا نقصان نہیں کیا جائے گا۔

اور یہاں جو تم خرچ کرو گے تو ان ضرورت مندوں کے لئے جو اللہ کی راہ میں گھر سے بیٹھے ہیں اور ملک میں کسی طرف آنے جانے کی طاقت نہیں رکھتے اور مانگنے سے شرماتے ہیں یہاں تک کہ ناواقف شخص ان کو مالدار خیال کرتا ہے اور تم قرآن کو ان کی پیشانیوں سے پہچان لیا کرو کہ حاجت مند ہیں لیکن شرم کے باعث لوگوں سے منہ پھوڑ کر اور لپٹ کر نہیں مانگ سکتے اور تم جو بھی دولت (اللہ کی خوشنودی کے لئے) خرچ کرو گے پس بیشک اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغ

۱۵—۶—۰

چیئرمینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی : قواعد و انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ نمبر 14 کے تحت جناب سپیکر نے اجلاس ھذا کے لئے مندرجہ ذیل چار اراکین پر مشتمل بہ حسب ترتیب و تقدیم صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے :-

(1) مسٹر محمد حنیف نارو ۔

(2) میاں خورشید انور ۔

(3) ڈاکٹر حلیم رضا ۔

(4) راجہ راجہ جمیل اللہ خان ۔

قرارداد تعزیت

جلالۃ الملک فیصل بن عبدالعزیز مرحوم کی شہادت پر گہرے رنج و غم کا اظہار

ڈاکٹر عبدالخالق (وزیر تعلیم) : بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ میں قرارداد تعزیت پیش کرتا ہوں :-

> کہ صوبائی اسمبلی پنجاب جلالۃ الملک فیصل بن عبدالعزیز مرحوم کی شہادت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتی ہے ۔
>
> جلالۃ الملک فیصل (مرحوم) نہ صرف پاکستان اور سعودی عرب بلکہ تمام دنیائے اسلام میں ممتاز ترین قائدانہ حیثیت کے حامل تھے ۔ گذشتہ سال اسلامی سربراہی کانفرنس کے دوران پاکستان میں انہوں نے اس ایوان میں بنفس نفیس شرکت کی ۔ وہ نہ صرف ہمارے دلوں میں زندہ رہیں گے بلکہ ایوان کے در و دیوار بھی انہیں یاد رکھیں گے ۔
>
> خدا وند کریم انہیں آخرت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دے ۔

قرارداد تعزیت

ملاّنہ رحمت اللہ ارشد : جناب صدر ۔ محترم ڈاکٹر عبدالخالق کی طرف سے شاہ فیصل کے متعلق جن جذبات کا اظہار کیا گیا ہے غرلِب اختلاف ان جذبات میں برابر کی شریک ہے ۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ پاسبانِ حرم شاہ فیصل شہید سلطان صلاح الدین ایوبی کے بعد سب سے بڑے درویش بادشاہ تھے ۔ وہ عالم اسلام کے اتحاد کے داعی تھے اور نقیب تھے اور پاکستان کے بہت بڑے محسن اور ہمدرد دوست تھے ۔ ان کی شہادت سے عالم اسلام کا ایک بہت بڑا ستون گر گیا ہے اور عالم اسلام کے حصار میں شگاف پڑ گیا ہے ۔ ہمیں امید کرنی چاہئے کہ شاہ خالد ۔ مرحوم شاہ فیصل کے نقش قدم پر چلتے ہوئے پاکستان کے ساتھ وہی محبت اور عنایت کا سلوک کرینگے اور ان دو برادر ملکوں کے تعلقات زیادہ سے زیادہ استوار ہونگے ۔

[illegible]

میں تحریک پیش کرتا ہوں :

[illegible]

کہ مرحوم شاہ فیصل شہید کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے [illegible]

مسٹر سپیکر : یہ قرار داد ایوان میں پیش کی گئی ہے :

کہ صوبائی اسمبلی پنجاب جلالۃ الملک فیصل بن عبدالعزیز مرحوم کی شہادت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتی ہے ۔

جلالۃ الملک فیصل (مرحوم) نہ صرف پاکستان اور سعودی عرب بلکہ تمام دنیائے اسلام میں ممتاز ترین قائدانہ حیثیت کے حامل تھے ۔ گزشتہ سال اسلامی سربراہی کانفرنس کے دوران پاکستان میں انہوں نے اس ایوان میں بنفس نفیس شرکت کی ۔ وہ نہ صرف ہمارے دلوں میں زندہ رہیں گے بلکہ ایوان کے در و دیوار بھی انہیں یاد رکھیں گے ۔

خداوند کریم انہیں آخرت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے ۔

سینئر وزیر اور قائد حزب اختلاف کی طرف سے جن جذبات کا اظہار کیا گیا ہے ، میں بھی ان میں شریک ہوں ۔

سوال یہ ہے :

کہ قرارداد منظور کی جائے ۔

(قرارداد منظور کی گئی)

(اس مرحلہ پر فاتحہ پڑھی گئی)

پنجاب کا ضمنی میزانیہ برائے سال 1974-75

مسٹر سپیکر : اب ضمنی میزانیہ برائے سال 1974-75 پیش کیا جاتا ہے ۔

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) : جناب سپیکر ! میں اس معزز ایوان کے سامنے ضمنی بجٹ برائے سال 1974-75 پیش کرنے کا اعزاز حاصل کر رہا ہوں ۔ مجموعی رقم جس کا مطالبہ ضمنی امدادی رقوم کی شکل میں کیا گیا ہے وہ ایک ارب ، تینتالیس کروڑ ، اکسٹھ لاکھ ، چونتیس ہزار ، پانچ سو تیس روپے بنتی ہے جس میں سے پچاس کروڑ اٹھاسی لاکھ ، چار ہزار ، چار سو پچاس روپے کی رقم صوبائی مجموعی فنڈ (Provincial Consolidated Fund) سے وصول کی جائے گی ۔ جن حالات کے تحت ضمنی مطالبات میں اضافہ ہوا ان کا تذکرہ میں 1975-76 کے میزانیے سے متعلق اپنی تقریر میں کروں گا ۔ تاہم میں محسوس کرتا ہوں کہ ضمنی میزانیے کی خطیر رقوم کے نام سے کچھ جبینوں پر شکنیں پڑیں گی ۔ لہذا ان مدوں کا ذکر کرنے سے پہلے جن کے لئے آج ایوان کے سامنے اضافی مطالبات پیش کئے جا رہے ہیں ، میں یہ وضاحت کرنا مناسب خیال کرتا ہوں کہ محض اضافی مطالبات کی ان بڑی بڑی رقموں کو دیکھ کر یہ تصور نہیں کر لینا چاہئے کہ آپ کی حکومت اندھا دھند اخراجات کر رہی ہے ۔ در حقیقت ہم نے ایسا قطعاً نہیں کیا اور نہ ہی مستقبل میں ایسا کرنے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں ۔ البتہ اس بات کی بھرپور کوشش کی گئی ہے کہ معقول مالی ضبط کے تحت صوبائی حکومت کے ترقیاتی اور خدماتی منصوبوں کی تکمیل میں روپے کی کمی کی وجہ سے تاخیر واقع نہ ہونے پائے ۔

پنجاب کا ضمنی میزانیہ برائے سال 75-1974

میرا خیال ہے کہ آپ کے ذہن میں اس بارے میں جو بھی شکوک پیدا ہو سکتے ہیں وہ میری طرف سے ایک ارب ، تہتالیس کروڑ ، اکسٹھ لاکھ روپے کے مجموعی مطالبہ زر کی تفصیل پیش کرنے پر دور ہو جائیں گے ۔ مجموعی مطالبہ زر میں سے باسٹھ کروڑ ستتر لاکھ کی رقم کا تعلق صرف غیر حقیقی مطالبات زر سے ہے ۔ دوسرے لفظوں میں ان کا تعلق صوبائی مجموعی فنڈ سے کئے جانے والے اصل اخراجات سے نہیں ہے ۔ پنتالیس کروڑ روپے کی رقم قلیل المیعاد عارضی قرضوں کے لئے ہے جنہیں پیشگیوں (Ways and Means Advances) کا نام دیا جاتا ہے ۔ یہ پیشگیاں سٹیٹ بنک آف پاکستان سے اوورڈرافٹ کی شکل میں حاصل کی جاتی ہیں تاکہ صوبائی حکومت اپنے ملازموں اور دوسرے قرض خواہوں کی طرف سے عائد ہونے والی ذمہ داریوں سے بطریق احسن عہدہ برآ ہو سکے ۔ حکومت کے کچھ محصولات سال کے چند خاص ایام میں جمع ہوتے ہیں لیکن اسے ادائیگیاں بارہ مہینے پورے تسلسل سے کرنی ہوتی ہیں ۔ تسلسل کو برقرار رکھنے کے لئے پیشگیوں یا قرضے کا یہ طریقہ اپنایا جاتا ہے ۔ یہ قرضے خود بخود ادا ہو جاتے ہیں کیونکہ سٹیٹ بنک آف پاکستان میں صوبائی حکومت کے حساب میں اس کے تمام محصولات جمع ہوتے رہتے ہیں ۔ اس بات کا امکان ہے کہ سٹیٹ بنک آف پاکستان سے لئے گئے ان قلیل المیعاد قرضوں کی ادائیگی کی رقم موجودہ مالی سال کے بجٹ میں مہیا کردہ رقم سے ساٹھ کروڑ روپے زیادہ ہو جائے مگر پندرہ کروڑ روپے کی رقم گرانٹ کی رقم میں سے بچتوں کے ذریعے پوری کی جائے گی ۔ چنانچہ اس ضمن میں صرف پنتالیس کروڑ روپے کی اضافی رقم درکار ہے ۔ اس کے علاوہ سترہ کروڑ ستتر لاکھ روپے کی ایک اور رقم آب پاشی (مد 68) ، شہری ترقیاتی منصوبے (مد 80) مواصلات (مد 80 ۔ اے) اور سول تعمیرات (مد 81) کے تحت ادائیگیوں کے اندراجات سے تعلق رکھتی ہے صورت یہ ہے کہ ادائیگیوں کی ان رقوم میں انہی مدات کے تحت آمدنی کی اسی قدر رقوم سے توازن پیدا ہو جاتا ہے لیکن مجموعی اخراجات کے بارے میں ایوان کا ووٹ حاصل کرنے کے لئے انہیں اضافی مطالبات زر میں شامل کیا جا رہا ہے ۔

رواں مالی سال کے لئے اضافی مطالبات زر کو بڑھانے میں ایک اہم عنصر یہ کار فرما رہا ہے کہ 8 جون 1974 سے اور پھر 7 اپریل 1975 سے صوبائی حکومت بلدیاتی اداروں اور یونیورسٹیوں کے ملازمین کے لئے خاص مہنگائی الاؤنس

منظور کئے گئے ہیں ۔ صرف ان الاؤنسوں کی ادائیگی کے لئے صوبائی حکومت کو موجودہ مالی سال میں تخمیناً پچیس کروڑ ، اکیس لاکھ روپے کا خرچ برداشت کرنا پڑا ہے ۔ میں نے اس سے قبل باسٹھ کروڑ ، ستتر لاکھ روپے کے غیر حقیقی مطالبات زر کا ذکر کیا ہے اس میں مہنگائی الاؤنس پر اٹھنے والے پچیس کروڑ ، اکیس لاکھ روپے جمع کر دیں تو یہ رقم ستاسی کروڑ ، اٹھانوے لاکھ روپے بن جاتی ہے ۔ ضمنی بجٹ کی کل رقم ایک ارب تینتالیس کروڑ ، اکسٹھ لاکھ روپے میں سے ستاسی کروڑ ، اٹھانوے لاکھ روپے کی رقم نکال دی جائے تو صرف پچپن کروڑ ، تریسٹھ لاکھ روپے باقی بچتے ہیں ۔ دراصل ضمنی بجٹ کے اصل اخراجات اتنے ہی ہیں اور یہ رقم پانچ ارب ، پچاس کروڑ ، اڑتیس لاکھ روپے کے پورے بجٹ کا تقریباً دس فیصد ہے پچپن کروڑ ، تریسٹھ لاکھ روپے کی اس رقم میں وہ اضافی گرانٹیں بھی شامل ہیں جو مالی سال کے دوران پنجاب کا دورہ کرتے وقت جناب وزیر اعظم کی طرف سے ملنے والی ہدایات پر عمل درآمد کے لئے ضروری تھیں ۔

جناب والا ! آپ کو یاد ہوگا کہ جناب وزیر اعظم نے نومبر 1974 سے اپریل 1975 تک پنجاب کا وسیع دورہ کیا تھا تاکہ ان مسائل سے ذاتی طور پر آگاہ ہو سکیں جن سے اس صوبے کے عوام دو چار ہیں ۔ جناب وزیر اعظم نے عوامی نمائندوں کی جانب سے پیش کردہ مطالبات پورا کرنے کے لئے موقع پر احکامات جاری کیے تھے ۔ اگرچہ جناب وزیر اعظم نے لاہور اور لائلپور کی میونسپل کارپوریشنوں اور صوبے کی مختلف بار ایسوسی ایشنوں کے لئے جن امدادی رقموں کا اعلان کیا تھا وہ وفاقی حکومت کی طرف سے مہیا کی جا رہی ہیں مگر یہ رقمیں صوبائی حکومت کی وساطت سے صرف کی جا رہی ہیں اس لئے یہ ہمارے ضمنی بجٹ کے گوشوارے کا حصہ ہیں ۔

ضمنی بجٹ کے گوشوارے میں شامل شدہ مدات کی تفصیلات کے سلسلے میں آپ دیکھیں گے کہ یہ چھیالیس مطالبات پر مشتمل ہے جن میں سے چار تو محض دس روپے کی مالیت کے علامتی مطالبات زر ہیں ۔ جو اخراجات مطالبات میں شامل کئے گئے ہیں ان کی تفصیلات گوشوارے میں شامل توضیحی اشارات میں دے دی گئی ہیں ۔

میں باسٹھ کروڑ ، ستتر لاکھ روپے کے غیر حقیقی مطالبات کی تفصیلات

کا ذکر کر چکا ہوں ۔ ان میں پینتالیس کروڑ روپے رواں قرضوں (کسچارجڈ) کی مد کے تحت ہیں ۔ اور سترہ کروڑ ، ستر لاکھ روپے کی چار بڑی مدیں آبپاشی (68) شہری ترقیاتی منصوبے (80) مواصلات (80-A) اور سول تعمیرات (81) شامل ہیں ۔

دوسرا بڑا مطالبہ بارہ کروڑ ، ترامی لاکھ روپے کی مد ڈویلپمنٹ (63-B) کے تحت کیا جا رہا ہے ۔ جس میں مختلف ترقیاتی سکیموں کے ریونیو اخراجات شامل ہیں ۔ اس مطالبے میں آٹھ کروڑ ، اڑسٹھ لاکھ روپے کی اضافی رقم شامل ہے جو پیلز ورکس پروگرام کے لیے مختص ہے ۔ یہ رقم اس طور پر خرچ کی جائے گی کہ گزشتہ سیلاب سے ہونے والے نقصانات کی تلافی پر دو کروڑ روپے صرف ہونگے ، مختلف میونسپل کمیٹیوں کے ترقیاتی منصوبوں کے لئے دو کروڑ ، سولہ لاکھ روپے کی گرانٹ دی جائے گی ، بلدیاتی اداروں کو جن کی کارکردگی حوصلہ افزائی کے لائق سمجھی گئی ہے دو کروڑ روپے ملیں گے اور ضلعی کونسلوں کو دو کروڑ ، باون لاکھ روپے دیئے جائینگے ۔

ایک کروڑ ، بیس لاکھ روپے کی ایک اور رقم ڈیزل ٹیوب ویلوں کے لئے امدادی پروگرام کے سلسلے میں اضافی خرچ پورا کرنے کے لئے درکار ہے ۔ اس منصوبے کا مقصد صوبے میں غلے کی پیداوار میں اضافہ کرنا ہے ۔ چنانچہ کاشت کار طبقے کی طرف سے حوصلہ افزا تعاون کے پیش نظر ایک کروڑ ، پچاس لاکھ روپے کی رقم میں اضافہ کرکے اسے دو کروڑ ، ستر لاکھ روپے کر دیا گیا ہے ۔ ڈیزل ٹیوب ویلوں کے لئے امدادی پروگرام وفاق اور صوبائی حکومتوں کی مشترکہ ذمہ داری ہے اور وفاقی حکومت اس سلسلے میں اضافی بوجھ برداشت کرنے کے لئے رضامند ہے ۔ اس مد کے تحت 1973-74 اور 1974-75 میں کھلنے والے پرائمری سکولوں کے لئے سامان کی خرید کے سلسلے میں چالیس لاکھ روپے کی رقم درکار ہے ۔ اسی طرح بلوکی ہیڈورکس پر حفاظتی بند کے ساتھ ایک آبی راستہ تیار کرنے اور سیلاب سے محفوظ کرنے سے متعلق دیگر تعمیرات کے لئے تینتیس لاکھ روپے کی ایک رقم شامل کی گئی ہے ۔ تینتیس لاکھ روپے کی مزید رقم صوبے میں قائم کئے جانے والے نئے انجینیرنگ کالج کے لئے زمین اور سامان کی خرید کے سلسلے میں درکار ہے ۔ اکیس لاکھ روپے کی رقم پنجاب یونیورسٹی اور ملتان یونیورسٹی کو اضافی گرانٹ دینے کے

لئے شامل کی گئی ہے ۔ لاہور میں پوسٹ گریجوایٹ میڈیکل انسٹیٹیوٹ کے لئے مزید سولہ لاکھ روپے درکار ہیں ۔ مد 63-B ڈویلپمنٹ کے تحت دیگر متفرق اخراجات کے لئے ایک کروڑ ، باون لاکھ روپے درکار ہیں ۔

سڑکوں اور پلوں کی تعمیر سے متعلق مختلف منصوبوں کے لئے مد "مواصلات (80-A)" کے تحت گیارہ کروڑ ، سات لاکھ روپے کی مالیت کا ایک اضافی مطالبہ پیش کیا جا رہا ہے ۔ اس مد کے تحت اضافی رقوم کا کل مطالبہ تیرہ کروڑ ، تیرہ لاکھ روپے ہے جس میں سے دو کروڑ چھ لاکھ روپے کی رقم، گرانٹ کے تحت بچتوں میں سے پوری کی جائے گی ۔ لہذا گیارہ کروڑ سات لاکھ روپے کا اضافی مطالبہ پیش کیا جا رہا ہے اس مطالبے میں حسب ذیل اہم تعمیرات شامل ہے :۔

(1) شکر گڑھ کے قریب بئیں نالے پر پل ۔ (2) سیالکوٹ گوندل روڈ ۔ (3) بدو ملہی قلعہ صوبا سنگھ روڈ ۔ (4) پسرور نارووال روڈ ۔ (5) لاہور مین مال روڈ/شالا مار گارڈن روڈ ۔ (6) لاہور اور شیخوپورہ کے درمیان دوہری سڑک ۔ (7) مقبول پورہ/نارنگ روڈ (8) شاہ کوٹ/ننکانہ صاحب روڈ (9) میدہ بھیرو وال/وریام روڈ ۔ (10) جھنگ/شور کوٹ/کبیر والا روڈ کی مرمت (11) طالب والا/سرگودھا روڈ ۔ (12) قائد آباد وارچھا روڈ اور ۔ (13) لاہور کے حفاظتی بند کو مستحکم بنانے کا کام ۔ اس اضافی مطالبہ زر میں مد ۔ "سی/ دنس" کے تحت چھ کروڑ ، اسی لاکھ روپے کی ایک اور رقم بھی شامل ہے جو اسی قدر آمدنی کی رقوم سے متوازن ہو جاتی ہے اور کل اخراجات پر ایوان کا ووٹ حاصل کرنے کے لئے ضمنی بجٹ میں شامل کر دی گئی ہے ۔

مد "37—تعلیم" کے تحت دس کروڑ ، انتالیس لاکھ روپے کی رقم درکار ہے ۔ جس میں سے چھیالیس لاکھ روپے گرانٹ میں سے بچت کر کے پورے کیے جائیں گے ۔ اور نو کروڑ ، ترانوے لاکھ روپے کا مطالبہ پیش کیا جا رہا ہے ۔ دس کروڑ ، انتالیس لاکھ روپے کی اس رقم میں سے آٹھ کروڑ ، اکیاون لاکھ روپے کی رقم صوبائی حکومت اور یونیورسٹیوں کے ملازمین کو خاص مہنگائی الاؤنس اور اضافی مہنگائی الاؤنس ادا کرنے کے لئے مختص کی گئی ہے ۔ پچھلے مالی سال کے دوران اساتذہ کی ایک بہت بڑی تعداد کو قومی پے سکیل نہیں دئے جا سکے تھے ۔ ایک کروڑ اڑتالیس ، لاکھ روپے کی رقم ایسے اساتذہ کو

قومی سکیل کے مطابق تنخواہوں کے تعین کے نتیجے میں بقایاجات ادا کرنے کے لئے مطلوب ہے ۔ چودہ لاکھ روپے کی ایک اور رقم قومیائے گئے کالجوں کے اضافی عملے کے لئے چاہیئے تاکہ ان کالجوں میں اساتذہ کی کمی کو پورا کیا جا سکے ۔ ڈیرہ غازی خان کے قبائلی علاقے میں حکومت نے دو ہائی سکول ، پانچ مڈل سکول اور ایک سو تیرہ پرائمری سکولوں کا انتظام سنبھال لیا ہے ۔ اس کے لئے بارہ لاکھ روپے کی رقم درکار ہے ۔ مد "37— تعلیم" میں متفرق اخراجات کے لئے بھی چودہ لاکھ روپے صرف ہوں گے ۔

مد "68—آبپاشی وغیرہ ، کے تحت مطلوبہ اضافی رقم دس کروڑ ، اٹھارہ لاکھ ہے جس میں سات کروڑ چوبیس لاکھ روپے کی رقم مد "سسپنس" کے تحت شامل ہے ۔ جو آمدنی کی مد میں اتنی ہی رقم سے متوازن کر دی گئی ہے ۔ لیکن اس کو مطالبے میں اس لئے شامل کیا گیا ہے تاکہ مجموعی اخراجات کے لئے ایوان کا ووٹ حاصل کیا جا سکے ۔ اس مد کے تحت دوسری اہم شقیں یہ ہیں :—

تونسہ بیراج پر ہاکی پشتے کی تعمیر کے لئے پچھتر لاکھ روپے اور ستیانہ سنتدری ڈریبیج سسٹم کی تعمیر کے لئے بیس لاکھ روپے ۔ ایک کروڑ اکیاون لاکھ روپے کی رقم گرانٹ میں سے بچت کر کے پوری کر لی جائے گی ۔ اس طرح آٹھ کروڑ ، سولہ لاکھ روپے کا اضافی مطالبہ پیش کیا جا رہا ہے ۔

نو کروڑ چھپن لاکھ روپے کی ایک اضافی رقم مد "85 آے—اسٹیٹ ٹریڈنگ" کے تحت درکار ہے ۔ اس میں چھ کروڑ اڑتالیس لاکھ روپے غلے کی سرکاری تجارت اور تین کروڑ آٹھ لاکھ روپے چینی کی سرکاری تجارت پر صرف ہونگے ۔ سال گزشتہ میں ایک کروڑ تیس لاکھ روپے کی ایک ضمنی گرانٹ ایوان سے جدید گوداموں یعنی سائلوز خریدنے کے لئے حاصل کی گئی تھی تاکہ سرکاری گوداموں میں غلہ ذخیرہ کرنے کی گنجائش میں اضافہ کیا جا سکے ۔ پچھلے مالی سال میں سائلوز کی خریداری مکمل نہ ہو سکی ۔ یہ گودام موجودہ مالی سال کے دوران ایک کروڑ اٹھائیس لاکھ روپے کی رقم سے خریدے گئے ہیں جسے اضافی مطالبے میں شامل کیا گیا ہے ۔ غلے کے سلسلے میں اضافی مطالبہ زر کی وجہ جواز یہ ہے کہ دیسی گندم کی قیمت خرید پچیس روپے پچاس پیسے سے بڑھا کر ستیس روپے فی من اور درآمدی گندم کی قیمت اکیس روپے سے

بڑھا کر اکتیس روپے پچاس پیسے فی من کر دی گئی ہے ۔ اس طرح غلے کی خریداری پر صرف ہونے والے اصل زر کے سود کی رقم میں بھی اضافہ ہو گیا ہے ۔ یہاں میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ درآمدی گندم کی قیمت جسے میں نے اکتیس روپے پچاس پیسے فی من بتایا ہے وہ اصل قیمت خرید نہیں ہے جس پر مرکزی حکومت گندم درآمد کرتی ہے بلکہ یہ وہ امدادی قیمت ہے جس کے مطابق وفاقی حکومت صوبوں کو درآمدی گندم فراہم کر رہی ہے ۔ درآمدی گندم کی قیمت وفاقی حکومت دراصل بہتر روپے فی من ادا کر رہی ہے اس طرح صوبائی حکومت سے جو قیمت وصول کی جا رہی ہے اس میں چالیس روپے پچاس پیسے فی من کی امدادی رقم شامل ہے ۔ چینی کے سلسلے میں جو اضافی رقم کا مطالبہ شامل کیا جا رہا ہے اس کی بڑی وجہ اصل زر پر سود کی شرح میں اضافہ ہے "85۔اے ۔۔ سٹیٹ ٹریڈنگ" کی مد کے تحت کل نو کروڑ چھپن لاکھ روپے کی ضرورت تھی ۔ ایک کروڑ تریسٹھ لاکھ روپے گرانٹ میں سے بچت کر کے پورے کر لئے جائیں گے جبکہ سات کروڑ ترانوے لاکھ روپے کا مطالبہ پیش کیا جا رہا ہے ۔

سات کروڑ اکہتر لاکھ روپے "میونسپلٹیوں وغیرہ کو دیئے جانے والے قرضہ جات" کی مد کے تحت مطلوب ہیں ۔ اس میں سے چودہ لاکھ روپے گرانٹ میں سے بچت کر کے پورے کر لئے جائیں گے اور سات کروڑ ستاون لاکھ روپے کا ضمنی مطالبہ پیش کیا جا رہا ہے ۔ اس مطالبے میں دو کروڑ چھتیس لاکھ روپے کی وہ رقم شامل ہے جو خان پور ڈیم کے تعمیراتی کام کی رفتار کو تیز کرنے کے لئے واپڈا کو پیشگی ادا کی گئی ہے ۔ یہ منصوبہ وفاقی حکومت اور سرحد و پنجاب کی صوبائی حکومتوں کے مالی اشتراک سے مکمل کیا جائے گا ۔ ایک کروڑ پچاس لاکھ روپے کی اس لئے ضرورت ہے کہ یہ رقم لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے شعبۂ آب رسانی کو بطور قرضہ دی جائے گی تا کہ عظیم تر لاہور کی واٹر سپلائی سیوریج اور ڈرینج کے اخراجات کو پورا کیا جا سکے ۔ ترانوے لاکھ روپے دیگر بلدیاتی اداروں کو قرضوں کی فراہمی کے لیے درکار ہیں تاکہ وہ اپنی اپنی واٹر سپلائی اور سیوریج کی سکیمیں مکمل کر سکیں ۔ اس رقم میں سے تیس لاکھ روپے بلدیہ ملتان اور اٹھائیس لاکھ روپے بلدیہ لائلپور کو دلیے جائیں گے ۔ نو تشکیل شدہ پنجاب معدنیاتی ترقیاتی کارپوریشن

کے لئے نوے لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کو کاغذ کی یکمشت خریداری کے لئے پچاس لاکھ روپے عارضی قرضے کے طور پر دیئے جائیں گے جو اس سال کے اندر اندر واپس ہو جائیں گے۔ بلدیہ سرگودھا کو ریلوے لائن پر ایک بالائی پل کی تعمیر کے لیے بیس لاکھ روپے اشد ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ بلدیہ گوجرانوالہ کو بھی سولہ لاکھ روپے "بالائی پل" کی تعمیر کے سلسلے میں دینے ہیں۔ اس مد کے تحت دیگر چھوٹے چھوٹے امور کی انجام دہی کے لیے جو رقم درکار ہے اس کی میزان ایک کروڑ سولہ لاکھ روپے بنتی ہے۔

مد "29—پولیس" کے تحت کل چار کروڑ نوے لاکھ روپے کی رقم درکار ہے۔ اس میں سے انسٹھ لاکھ روپے گرانٹ میں بچت کرنے سے پورے کر لئے جائیں گے جبکہ چار کروڑ اکتیس لاکھ روپے کا مطالبہ پیش کیا جا رہا ہے۔ اس مطالبے میں دو کروڑ، چون لاکھ روپے کی رقم خاص مہنگائی الاؤنس اور اضافی مہنگائی الاؤنس کے لئے شامل ہیں۔ یکم جولائی 1974 سے پولیس کے ملازمین کے لئے راشن کی امدادی رقم گیارہ روپے پچھتر پیسے سے بڑھا کر باون روپے پچاس پیسے کر دی گئی تھی۔ اس ضمن میں زائد اخراجات کو پورا کرنے کے لئے ایک کروڑ، پچھتر لاکھ روپے کی ضرورت ہے۔ سترہ لاکھ روپے کی رقم ہنگاموں کے انسداد کے لیے آلات کی خریداری کی خاطر چاہئیں جبکہ نو لاکھ روپے پنجاب ریزرو پولیس میں اضافے کے لئے درکار ہیں۔ اس مد کے تحت دیگر چھوٹے چھوٹے امور کی انجام دہی پر مزید پینتیس لاکھ روپے خرچ ہوں گے۔

پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ نے جناب وزیر اعظم کی ہدایات کے مطابق عوام کی آسانی کے لئے ٹرانسپورٹ کی سہولتوں کو بہتر بنانے کی غرض سے جنوری 1976 تک اپنے فلیٹ میں مزید پندرہ سو پچاس بسوں کا اضافہ کرنے کا پروگرام مرتب کیا ہے۔ اس پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے تقریباً اکتیس کروڑ روپے کی رقم درکار ہے۔ اس امر کا فیصلہ کر لیا گیا ہے کہ پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ میں تیس فیصد رقم "صوبائی متفرق سرمایہ کاری" کی مد 90 کے تحت لگائی جائے اور بقایا ستر فیصد سرمایہ کاری کمرشل بنکوں اور دیگر مالیاتی اداروں سے قرضے حاصل کر کے اور حصص کے اجرا سے پوری

کی جائے ۔ حکومت پنجاب کو پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ میں اس شرح کے مطابق ''مساوی اشتراک'' کے لئے نو کروڑ روپے کی ضرورت ہے ۔ اس میں سے پانچ کروڑ روپے رواں مالی سال میں درکار ہیں ۔ پچاسی لاکھ روپے گرانٹ میں بچت کرنے سے پورے کر لئے جائیں گے جبکہ چار کروڑ پندرہ لاکھ روپے کا مطالبہ پیش کیا جا رہا ہے ۔

پانچ کروڑ ، پانچ لاکھ روپے کی اضافی رقم مد ''81—سول تعمیرات'' کے تحت اخراجات کی کفالت کے لئے درکار ہے ۔ اس سے قبل ذکر کیا جا چکا ہے کہ مذکورہ رقم میں مد ''سسپنس'' کے تحت تین کروڑ بستالیس لاکھ روپے کی وہ رقم بھی شامل ہے جسے اسی قدر آمدنی سے متوازن کر لیا گیا ہے ۔ لیکن اس رقم کو مطالبے میں اس مقصد کے تحت شامل کیا گیا ہے کہ اس سلسلے کے تمام اخراجات کے بارے میں ایوان کی تائید حاصل ہو جائے ۔ اس مطالبے میں ساٹھ لاکھ روپے کی وہ رقم بھی شامل ہے جو ڈسٹرکٹ جیل جھنگ اور دیگر سرکاری عمارات پر خرچ کی گئی ہے جنہیں سیلاب کے باعث نقصان پہنچا تھا ۔ اسی طرح تیس لاکھ روپے کی رقم تحصیل سیالکوٹ اور شکر گڑھ میں ایسے دو ہائی سکولوں اور ستر پرائمری سکولوں کی تعمیر نو پر خرچ کی گئی ہے جنہیں 1971 کی جنگ میں نقصان پہنچا تھا ۔ بارہ لاکھ روپے کی رقم گورنر ہاؤس میں ایر کنڈیشنروں کی تبدیلی اور چھ لاکھ روپے کی رقم منڈی بہاؤالدین میں حوالات کی تعمیر پر خرچ کی گئی ہے ۔ اس مد کے تحت معمولی نوعیت کے دیگر کاموں پر پچاس لاکھ روپے کی رقم خرچ کی گئی ہے ۔ ایک کروڑ اڑتالیس لاکھ روپے کی رقم گرانٹ میں بچت کے ذریعے پوری کر لی گئی ہے اور تین کروڑ ستاون لاکھ روپے کے لئے مطالبہ پیش کیا جا رہا ہے ۔

مد ''(1) 17—آبپاشی وغیرہ'' کے تحت تین کروڑ سینتالیس لاکھ روپے کی مزید رقم درکار ہے ۔ اس میں اضافی مہنگائی الاؤنس کی ادائیگی کے لئے دو کروڑ ، چون لاکھ روپے اور سکارپ (مربد کے) کے ورک چارج ملازمین کو مستقل عملہ قرار دئے جانے کے باعث اکیس لاکھ روپے کے اخراجات شامل ہیں ۔ علاوہ ازیں اس میں چوبیس لاکھ روپے کی وہ رقم بھی شامل ہے جو واپڈا کی طرف سے سکارپ (مونا) اور تونسہ پنجند لنک کا انتظام حکومت کو منتقل کئے جانے کے بعد ان تعمیرات کی نگہداشت اور مرمت پر صرف کرنی

پڑھے گی ۔ اس مد کے تحت معمولی نوعیت کے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے اکتالیس لاکھ روپے کی رقم درکار ہو گی ۔ تین کروڑ ، سینتالیس لاکھ روپے کے اضافی اخراجات میں سے اکیاون لاکھ روپے گرانٹ میں بچت ہو جانے سے پورے کر لئے گئے ہیں ۔ اور دو کروڑ ، چھیانوے لاکھ کا مطالبہ پیش خدمت ہے ۔

مد "22—قرضہ جات وغیرہ" کے تحت دو کروڑ ، تینتالیس لاکھ روپے کی اضافی رقم درکار ہے ۔ اس میں 1973-74 کے دوران ترقیاتی مقاصد کے لئے وفاقی حکومت سے حاصل کردہ اضافی قرضوں پر واجب الادا سود کے باعث بچاسی لاکھ روپے کے مزید اخراجات اور موجودہ مالی سال کے دوران لئے جانے والے ترقیاتی قرضہ جات کے سلسلے میں واجب الادا سود کے حساب پر نظرثانی کے باعث بیاسی لاکھ روپے کی رقم نیز جون 1974 میں پولیس کی جمعیت میں اضافہ کرنے کے لئے وفاقی حکومت سے جو خصوصی طور پر قرضہ لیا گیا تھا اس کے سلسلے میں سود کی ادائیگی کے لئے بائیس لاکھ روپے کی رقم شامل ہے اس کے علاوہ زر مبادلہ کی صورت میں قرضوں اور غیر ملکی قرضوں کے سلسلے میں گذشتہ سال وفاقی حکومت نے سود کی رقم وصول نہیں کی تھی ۔ لہذا ان بقایاجات کی ادائیگی کے لئے ایک کروڑ ، چودہ لاکھ روپے کی رقم فراہم کرنی پڑی ہے ۔ اس مد کے تحت معمولی نوعیت کے متفرق اخراجات کی کفالت کے لئے پندرہ لاکھ روپے کی ایک رقم درکار ہوگی ۔

مد "25— جنرل ایڈمنسٹریشن" کے تحت دو کروڑ ، ایک لاکھ روپے کی اضافی رقم درکار ہے ۔ متذکرہ رقم میں سے آٹھ لاکھ روپے کی رقم گرانٹ میں بچت ہو جانے سے حاصل ہو جائے گی ، جبکہ ایک کروڑ ، ترانوے لاکھ روپے کا مطالبہ پیش خدمت ہے ۔ اس اضافی رقم میں سے خصوصی مہنگائی الاؤنس اور زائد مہنگائی الاؤنس کی ادائیگی کے لئے مطلوبہ چھہتر لاکھ روپے کی رقم بھی شامل ہے چھتیس لاکھ روپے کی ایک اور رقم بھی اس میں شامل ہے جو ایڈیشنل ڈپٹی کمشنروں اور اسسٹنٹ کمشنروں کے لئے بائیس چھوٹی کاریں اور چوالیس جیپیں خریدنے کے لئے صرف کی گئی ہے ۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں ڈپٹی کمشنروں ، ایڈیشنل ڈپٹی کمشنروں اور سب ڈویژنوں کے انچارج اسسٹنٹ کمشنروں کی ذمہ داریوں کی نوعیت اس امر کی متقاضی ہے کہ وہ اپنے فرائض کی بجا آوری کے لئے وسیع پیمانے پر دورے کریں ۔ اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر (جنرل) اور اسسٹنٹ کمشنر اپنے فرائض بطریق احسن سر انجام دے سکیں

انہیں ٹرانسپورٹ کی سہولتیں مہیا کر دی گئی ہیں ۔ اس کے علاوہ معمولی نوعیت کے دیگر اخراجات کے لئے اس مد میں نواسی لاکھ روپے کی رقم درکار ہوگی ۔

مد "38-A—صحت" کے تحت ایک کروڑ ، چھیانوے لاکھ روپے کی اضافی رقم نوجوان ڈاکٹروں کو جونیئر ڈاکٹر الاؤنس اور دیگر مراعات دینے، محکمہ صحت میں مزید آسامیاں قائم کرنے، مختلف ہسپتالوں کے لئے ادویات کی خرید اور محکمہ صحت کے ملازمین کو خاص مہنگائی الاؤنس اور زائد مہنگائی الاؤنس دینے کے لئے درکار ہے ۔ انچاس لاکھ روپے کی رقم گرانٹ میں بچت کی صورت میں حاصل ہو جائے گی جبکہ ایک کروڑ ، سینتالیس لاکھ روپے کا مطالبہ پیش خدمت ہے ۔

مد "40—زراعت" کے تحت ایک کروڑ ، چالیس لاکھ روپے کی اضافی رقم درکار ہے جس میں اٹھانوے لاکھ روپے کی وہ رقم بھی شامل ہے جو خاص مہنگائی الاؤنس اور زائد مہنگائی الاؤنس کے سلسلے میں خرچ کرنی پڑے پینتیس لاکھ روپے کی رقم محکمہ زراعت کی طرف سے درآمد کردہ اشیاء کے سلسلے میں کسٹم اور پورٹ ٹرسٹ کے واجبات کی ادائیگی کے لئے درکار ہے ۔ اضافی رقم کی فراہمی کے اس مطالبے میں چار لاکھ روپے کے وہ متوقع اخراجات بھی شامل ہیں جو لاہور ڈویژن میں دھان کی فصل کے کیڑے مارنے کی مہم پر پٹرول ، طباعت اور تنخواہوں کی ادائیگی کے سلسلے میں برداشت کرنے پڑیں گے ۔ اس مد میں تین لاکھ روپے کی ایک اور رقم بھی شامل ہے جو متفرق اخراجات پر اٹھے گی ۔ گرانٹ میں چار لاکھ روپے کی بچت موجود ہے ۔ لہذا ایک کروڑ ، چھتیس لاکھ روپے کا مطالبہ پیش کیا جا رہا ہے ۔

مد "56— سٹیشنری اور طباعت" کے تحت ایک کروڑ ، دس لاکھ روپے کا مطالبہ پیش کیا جا رہا ہے ۔ اس میں خاص مہنگائی الاؤنس اور زائد مہنگائی الاؤنس کی ادائیگی کے لئے چودہ لاکھ روپے کی رقم اور کاغذ ، جلد سازی اور سٹیشنری کی خرید کے لئے پچانوے لاکھ روپے کی رقم شامل ہے ۔ مندرجہ بالا اشیاء کے سلسلے میں اخراجات کی منظوری کے وقت اس امر کو بھی ملحوظ رکھا جائے گا کہ یہ اخراجات پرنٹنگ اینڈ سٹیشنری ڈیپارٹمنٹ کی آمدن میں اضافے کا موجب ہوں گے کیونکہ سٹیشنری سٹور کی فروخت بڑھے گی اور جلد سازی اور طباعت کا زیادہ کام انجام دیا جا سکے گا ۔ باقی ماندہ ایک لاکھ روپے کی رقم طباعت کا

خاص نوعیت کا کام منظور شدہ نجی چھاپہ خانوں سے کروانے کے سلسلے میں درکار ہوگی ۔

مد ''57— متفرق،، کے تحت دس کروڑ ، ستائیس لاکھ روپے کی رقم درکار ہے ۔ خاص مہنگائی الاؤنس اور زائد مہنگائی الاؤنس کی ادائیگی اور پنشن میں اضافے کے باعث حکومت کو مختلف بلدیات کے سلسلے میں چار کروڑ ، ستاون لاکھ روپے کا مزید مالی بوجھ برداشت کرنا پڑا ۔ چونکہ بلدیات کے پاس ایسا مالی بوجھ جس کی گنجائش پہلے ہی سے بجٹ میں موجود نہ ہو برداشت کرنے کے لئے وسائل نہیں ہوتے لہذا یہ فیصلہ کیا گیا کہ حکومت انہیں امدادی عطیات فراہم کرے تاکہ وہ ان مالی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو سکیں۔ لہذا ضمنی مطالبے میں چار کروڑ ، ستاون لاکھ روپے کی رقم اس مقصد کے لئے شامل کی گئی ہے ۔ علاوہ ازیں دو کروڑ روپے کی رقم لاہور اور لائل پور میونسپل کارپوریشنوں کو اپنی سکیموں پر عمل درآمد کرنے کے لئے دی گئی ہے ۔ اس مطالبے میں لوکل گورنمنٹ کے عملے کے سلسلے میں دی جانے والی ایک کروڑ، بارہ لاکھ روپے کی رقم بھی شامل ہے ۔ اخراجات کی یہ تمام مدات موجودہ مالی سال میں وفاقی حکومت سے ملنے والے عطیے سے پوری ہوں گی ۔ موجودہ مالی سال کے بجٹ کی تجاویز مرتب کرتے وقت گندم کی خریداری کے سلسلے میں حکومت کی طرف سے دی جانے والی امدادی رقم کا تخمینہ دیسی گندم کے سلسلے میں چھ روپے فی من اور درآمد شدہ گندم کے سلسلے میں چار روپے چالیس پیسے فی من لگایا گیا تھا ۔ یکم جولائی 1974 سے مقامی گندم کے سلسلے اتفاقی اخراجات میں چوبیس پیسے فی من کا اضافہ ہو گیا ۔ اور یکم مئی 1975 سے یہ اخراجات آٹھ روپے بیس پیسے فی من تک بڑھ گئے ۔ جہاں تک درآمد شدہ گندم کا تعلق ہے اس کے سلسلے میں اتفاقی اخراجات 16 نومبر 1974 سے پانچ روپے سینتیس پیسے فی من تک بڑھ گئے ۔ اخراجات میں اس اضافے کے باعث مالی سال رواں میں ایک کروڑ ، تیس لاکھ روپے کے مزید اخراجات برداشت کرنے پڑے ہیں جنہیں مد ''57— متفرق،، کے تحت ضمنی مطالبے میں شامل کر دیا گیا ہے ۔ ملتان میں آڈیٹوریم کی تعمیر کے لئے ملتان آڈیٹوریم کمیٹی کو تیس لاکھ روپے کا جو امدادی عطیہ فراہم کیا گیا ہے وہ بھی اس مطالبے میں شامل ہے ۔ گذشتہ مالی سال کے اختتام پر محکمہ آباد کاری و بحالیات کو ختم کر دیا گیا تھا ۔ اس محکمہ کے باقی ماندہ کام کو نمٹانے کے لئے مزید عملہ منظور کرنا پڑا اس سلسلے میں چونتیس لاکھ روپے کی جو رقم برداشت کرنی پڑی وہ بھی

اس مطالبے میں شامل ہے ۔ اس طرح دیگر متفرق امور کے لئے چونسٹھ لاکھ روپے خرچ کرنے پڑے ۔ چار لاکھ کی رقم گرانٹ میں بچت ہونے سے پوری کر لی جائیگی چنانچہ دس کروڑ تئیس لاکھ روپے کا مطالبہ پیش کیا جا رہا ہے ۔

دیگر متفرق مدات کے لئے جو اضافی رقم طلب کی گئی ہے اس کی مجموعی مالیت: سات کروڑ ، دس لاکھ ہے ۔ ہر مد کے تحت مجوزہ اخراجات کی تفصیلات ضمنی میزانیئے کے گوشوارے میں درج ہیں ۔

جناب والا ! اب میں ضمنی میزانیے کا گوشوارہ برائے سال 1974-75 پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : وزیر خزانہ نے ضمنی بجٹ بابت سال 1974-75ء ایوان میں پیش کر دیا ہے ۔ دستور چلا آ رہا ہے کہ ضمنی اور سالانہ بجٹ کے دوران وقفہ سوالات نہیں ہوتا ۔ لہذا موجودہ بجٹ اجلاس کے دوران بھی ایوان میں وقفہ سوالات نہیں ہوا کریے گا ۔ کیا ایوان اس سے اتفاق کرتا ہے ۔

آوازیں : اتفاق ہے ۔

مسٹر سپیکر : اب ایوان کی کارروائی کل صبح آٹھ بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اسمبلی کا اجلاس 10 جون 1975ء بروز منگل صبح آٹھ بجے تک کے لئے ملتوی ہو گیا ۔)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا پندرھواں اجلاس

منگل — 10 جون 1975ء

(سہ شنبہ 29 جمادی الاوّل 1395ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۗ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ۗ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ۝

پ ۳ س ۲ رکوع ۴ آیات ۲۶۱ تا ۲۶۳

جو لوگ (انفرادی طور پر) بھی اپنی دولت اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کے مال کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیں اگیں اور ہر بال میں سو سو دانے ہوں اور اللہ جس کے لیے چاہتا ہے اضافہ کر دیتا ہے وہ بڑی وسعت والا اور سب کچھ جانتا ہے۔

جو لوگ اپنی دولت اللہ کی راہ میں صرف کرتے ہیں پھر اس کے بعد نہ تو اس خرچ کا کسی پر احسان رکھتے ہیں اور نہ کسی کو دکھ دیتے ہیں ان کا صلہ ان کے پروردگار کے پاس تیار ہے ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ کبھی غمگین ہوں گے۔ جس خیرات دینے کے بعد لینے والے کو ایذا دی جائے اس سے تو نرم بات کہہ دینی اور درگزر کرنا ہی بہتر ہے اور اللہ تو بے پرواہ اور بردبار ہے۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

۱۰-۶-۱۹۷۵

پنجاب کا میزانیہ برائے سال 76-1975

مسٹر سپیکر: اب جناب وزیر خزانہ میزانیہ برائے سال 76-1975ء پیش کرتے ہیں ۔

وزیر خزانہ: (مسٹر محمد حنیف رامے) بسم اللہ الرحمن الرحیم جناب سپیکر : نئے سال کا بجٹ پیش کرتے ہوئے میں ایک نئے وقت کی گجر سن رہا ہوں ۔ پچھلے برس میں صبح صادق اور صبح کاذب کے سنگھم پر کھڑا امید کی کرن تلاش کر رہا تھا ۔ اب رات کا بے نوا مسافر صبح امید تک آ پہنچا ہے ۔ یہ شکر کا لمحہ ہے ۔ سو خدا کا شکر ہے ۔ لیکن خدا کے بندوں کا شکریہ بھی لازم ہے ۔ سو خدا کے بندے اور اپنے قائد ذوالفقار علی بھٹو کا بھی شکریہ جس نے قوم کا مقدر وقت پکارا جب ہم منجدھار میں پہنچ چکے تھے اور ہمارے بادبانوں کی دھجیاں بدل دیا ۔ ہم نے اسے اس بکھر چکی تھیں ۔ اس لمحے صرف اسی کا عزم اور اسی کا حوصلہ زندہ تھا ۔ اسی نے یہ اعتماد بخشا تھا کہ ہمارا انجام شکست نہیں فتح ہے ۔ اور یہ مقام سجود نہیں قیام کا وقت ہے ۔

جناب والا ! آج افق پر جمی ہوئی میری نگاہ خبر دے رہی ہے کہ بحرانوں کا منہ پھر گیا ہے اور امید پروان چڑھ آئی ہے ۔ ظلمت سے نور کی جانب اس سفر میں ، بقا کی اس جدوجہد میں ، اس اقتصادی نظام سے بھی برابر نبرد آزما ہونا پڑا جو ہمیں ورثے میں ملا تھا ۔ یہ وہ نظام تھا جس کے عشرہ ترقی نے عوام کی ہڈیاں گلا دیں ۔ اس ترقی نے امیر کو سب کچھ دے دیا اور غریب سے سب کچھ چھین لیا ۔ ہمارے دور میں پہلے سے کہیں زیادہ ترقی ہوئی ہے لیکن اہم تر نکتہ یہ ہے کہ ہم نے اپنی ترقیاتی منصوبہ بندی میں اقتصادی ترقی اور معاشرتی انصاف کے درمیان ایک نیا رشتہ قائم کیا ہے ۔ اور یہ رشتہ لازم و ملزوم کا ہے ۔ یہ نہج منصوبہ بندی کے مروجہ نمونوں سے مستعار نہیں ہے ، اس کی جڑیں ہمارے عقائد اور ہمارے منشور کے ساتھ ساتھ ان عہد ناموں میں گڑی ہیں جو ہم نے سرزمین پاک کے مظلوم عوام سے کر رکھا ہے ۔ یہ نئی منصوبہ بندی بنیادی ڈھانچہ بدلے بغیر ممکن نہ تھی ۔ عوام کو ان کے حقوق دیئے بغیر ، اجارہ داریوں کو ختم کیے بغیر ہم اس منصوبہ بندی کے چنگل سے نہ نکل سکتے تھے جس کا دارو مدار نفع اندوزی کے ہلاکت آفرین تصور پر تھا ۔ یہ طرز منصوبہ بندی سامراجی طاقتوں نے ہمارے ماہرین اقتصادیات کے دماغوں میں کوٹ کوٹ کر بھر دی تھی ۔ چنانچہ اراضی ، صنعت ، محنت ، بینکاری ، انشورنس ، کرنسی ، تعلیم ، صحت

اور انتظامیہ کے شعبوں میں ہم نے جو انقلابی اصلاحات نافذ کیں وہ پرانی منصوبہ بندی کی قبر کھودنے اور ایک نئی منصوبہ بندی کو جنم دینے کے لئے ضروری تھیں ۔

جناب والا ! اگر آپ بجٹ کی وہ تمام دستاویزات ملاحظہ کریں جنہیں گذشتہ سالوں کے دوران اس معزز ایوان کے سامنے پیش کرنے کا مجھے شرف حاصل ہوا ہے تو آپ انہیں تفصیلات کے فرق کے باوجود مقاصد کے اعتبار سے مربوط پائیں گے ۔ آپ دیکھیں گے کہ وسائل کا رخ شعوری طور پر دیہی علاقوں کی طرف موڑا جا رہا ہے ۔ یہ رجحان زراعت یا آبپاشی پر کثیر اخراجات تک محدود نہیں بلکہ آپ ہر شعبے میں محسوس کریں گے کہ ترقی کے وسائل کا بہاؤ شہروں کی بلندی کے بجائے دیہات کے نشیب کی جانب ہے ۔ ترقیاتی پروگرام کے ضمن میں خوش حال علاقوں کے بجائے بدحال علاقوں پر توجہ محض انصاف کا تقاضا ہی نہیں تھا سرمایہ کاری کا یہ طریق معیشت کو اس کی اصل بنیادوں سے اوپر اٹھانے کے لئے بھی لازمی تھا ۔ زراعت ہماری معیشت کی بنیاد ہے ، اس کی ریڑھ کی ہڈی ہے ۔ زرعی پیداوار بڑھانے کے لئے سرمایہ کاری اور حوصلہ افزائی کا جو طریقہ ہم نے اپنایا ہے اس سے فائدہ صرف زراعت کو نہیں ہوا ۔ صدر ایوب کے دور میں حکومت اور سرمایہ داروں کے گٹھ جوڑ نے زراعت کو تباہی کے کنارے پہنچا دیا تھا ۔ ہم نے زراعت کو بچایا ہے ۔ لیکن مجھے کہنے دیجئے کہ اگر ہم نے زراعت کو بچایا ہے تو 1971 کی شکست کے بعد یہ زراعت ہی تھی جس نے ہمیں بچایا ہے ۔

جناب والا ! زراعت اپنی جگہ ایک ایسا میدان ہے کہ اس میں کسی حقیقی انقلاب کا خواب دیکھا جائے تو پھر پوری دیہی زندگی میں معنوی تبدیلی لانا ناگزیر ہو جاتا ہے ۔ اگر ہمیں اپنی معیشت کو ایک واضح رخ دینا ہے تو اس کے لئے ترجیحات کا ایک نظام تشکیل دینا پڑے گا ۔ اس کے بغیر محدود وسائل بہت سے شعبوں کے لامحدود منصوبوں پر پھیل جائیں گے اور کسی بھی شعبے میں خاطر خواہ ترقی نہ ہو پائے گی ۔ دوسری طرف اگر صرف کسی شعبے کو مرکز توجہ بنا لیا جائے تو اس سے بھی ترقی کی عمارت میں کجی آ جائے گی ۔ لہذا جب ہم نے زراعت کو اولین ترجیح دینے کا فیصلہ کیا تو ساتھ ہی یہ بھی طے کیا کہ جیسے جیسے زراعت میں ابھار آتا جائے اس کے شانہ بشانہ ایسے شعبے بھی ترقی کرتے چلے جائیں جو زراعت کو

اس کی معراج پر پہنچانے میں مدد دیتے ہیں ۔ اس سلسلے میں تعلیم کی اہمیت میرا جزو ایمان ہے ۔ معاشی انقلاب ہو یا سیاسی ، جب تک عوام کی ذہنیت نہیں بدلتی ، ان کا شعور بیدار نہیں ہوتا وہ ترقی کے نئے خیالات کو اپنانے میں ہچکچاتے رہتے ہیں ۔ تعلیم کو خاص طور پر دیہی علاقوں میں پہنچانے کے لئے ایک زبردست کوشش درکار تھی ۔ ایوب خان کے دور میں دیہات میں سکول کھولنے کے بجائے شہروں میں کالج کھولنے پر اور طلباء کی تعداد بڑھانے کے مقابلے میں عمارتوں میں اضافہ کرنے پر زور دیا جاتا رہا تھا ۔ ہم نے تعلیم کا رخ دیہات کی جانب موڑنے کا جتن کیا ۔ اور اب تہیہ کیا ہے کہ وہ قوم جس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کا آغاز "اقراء" سے ہوا تھا اور جن کی حدیث قدسی ہے کہ مہد سے لے کر لحد تک علم حاصل کرو لیکن جو دنیا کی جاہل ترین قوموں کی صف میں پیش پیش ہے جہالت کی لعنت کے طوق کو گلے سے اتار پھینکے اور علم کے اجالے سے اس کی موجودہ نسل جلد از جلد بہرہ ور ہو جائے ۔ چنانچہ گزشتہ چار سالوں میں تعلیم کے شعبے کے اخراجات کہیں سے کہیں جا پہنچے ہیں ۔ اور اب توقع کی جا سکتی ہے کہ چند ہی سال میں ہماری شرح خواندگی میں خاطر خواہ اضافہ ہو جائے گا ۔

جس طرح زراعت پیشہ آبادی کے شعور کو بیدار کرنے کی ضرورت تھی اسی طرح اس کی صحت کا خیال کرنا بھی لازم تھا ۔ چنانچہ دوسرے اور تیسرے سالوں میں دیہی ہیلتھ سنٹروں کا پروگرام شروع کیا گیا ۔ اور اب بنیادی ہیلتھ یونٹوں کی صورت میں اس کی وسعت میں مزید اضافہ کیا جا رہا ہے ۔ اس ضمن میں پبلک ہیلتھ کے شعبے میں پینے کے پانی کی سکیموں پر بھی زبردست توجہ دی گئی ہے تاکہ دیہی آبادی کو نہ صرف یہ بنیادی سہولت آسانی سے میسر آ سکے بلکہ اس کی صحت پر بھی اچھا اثر پڑے ۔

تعلیم اور صحت کے ساتھ ساتھ اس آبادی کی ایک اور سماجی ضرورت کا بھی احساس ہوا ۔ اور یہ ضرورت تھی سکانیت کی — شہروں میں رہنے والے اس بات کا پوری طرح اندازہ نہیں کر سکتے کہ دیہات میں رہنے والوں کی ایک بہت بڑی تعداد بے زمین اور بے گھر لوگوں پر مشتمل ہے ۔ یہ لوگ بڑے زمینداروں کے احاطوں میں کچے کوٹھے اور جھونپڑے ڈال کر زندگی کے دن پورے کرتے ہیں اور مکان کے نہیں اس کے ملبے کے مالک ہوتے ہیں ۔

جناب والا ! میں اس سلسلے میں ذرا تفصیل سے کچھ کہنا چاہتا ہوں -

ہم نے زرعی اصلاحات اس لئے نافذ کی تھیں کہ جاگیرداری نظام کی بنیادیں ہلا سکیں - کسانوں اور کاشتکاروں کے علاوہ ہمارے دیہات میں غریبوں کا ایک بہت بڑا طبقہ ایسا ہے جنہیں ہمارے معاشرے کے گمنام مظلوم کہا جا سکتا ہے - لوہار ، ترکھان ، موچی ، جلاہے ، تیلی ، کمہار سبھی ان میں شامل ہیں - صدیوں سے انہیں کمین کہا جاتا رہا - جاگیردارانہ معاشرے نے انہیں جس نام سے پکارا ویسا ہی برتاؤ بھی کیا - ان کے علاوہ مزارعے اور کھیت مزدور بھی تھے جو خود تو زمین کے ہیں لیکن زمین ان کی نہیں - یہ صدیوں کا ہارا ہوا طبقہ تھا - دیہات میں رہتے ہوئے بھی ان کی حالت خانہ بدوشوں سے بہتر نہ تھی - جس گھر میں رہتے اسے اپنا نہیں کہہ سکتے تھے کہ زمین زمیندار کی تھی - جب چاہے لات مارے اور نکال دے - ان غلاموں کی زنجیریں ہم نے توڑ دی ہیں - انہیں گھر بنانے کے لئے پانچ مرلہ زمین کے پلاٹ بلا قیمت تقسیم کئے ہیں - یہ ایک انقلابی قدم ہے - اب گاؤں میں رہنے کے لئے اس طبقے کے افراد جاگیردار کے محتاج نہیں - ان کا گھر اب ان کا اپنا گھر ہے - ساڑھے چار لاکھ پلاٹ تقسیم ہو چکے ہیں - یہ تعداد اٹھارہ لاکھ تک پہنچ جائے گی - ایک گھر میں چھ افراد بھی آباد ہوں تو پنجاب کے ایک کروڑ دیہی کاریگر ، کھیت مزدور اور مزارع "دیہہ خدا" کے چنگل سے نکل جائیں گے اور یوں جاگیرداری نظام کے تابوت میں ایک کیل اور ٹھک جائے گی

تعلیم ، صحت اور مکانیت کے ساتھ ساتھ ، جو زراعت سے تعلق رکھنے والے طبقے کی استعداد کار اور صلاحیتوں کو بڑھانے اور چمکانے میں مدد دیتے ہیں ، یہ بھی ضروری خیال کیا گیا کہ دیہات کو منڈیوں سے ملا کر ان علاقوں کو اس طرح کھول دیا جائے کہ کسان کو پیداوار کی صحیح قیمت مل سکے اور شہروں سے زراعت کو جدید خطوط پر آگے بڑھانے کا سامان آسانی کے ساتھ دیہات میں پہنچ جائے - چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ سڑکوں کی تعمیر پر خصوصی توجہ دی گئی ہے - اب اگر سڑکیں تو ہوں اور ٹرانسپورٹ کی سہولتیں نہ ہوں تو یہ بھی مناسب نہیں - اس لئے پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کی کارکردگی کو بہتر بنایا گیا ہے اور عنقریب اس کے پروگرام کو

پیپلز پارٹی کے منشور سے ہم آہنگ کرتے ہوئے ٹرانسپورٹ کے ایک حصے کو قومی تحویل میں لینے کے تجربے کی بسم اللہ کی جا رہی ہے ۔

اور اب ان تمام اقدامات میں وہ رنگ بھرنے کے لئے جو ہمارے منشور کا بنیادی رنگ ہے ۔ امداد باہمی کے نظریے کو عملی قالب دینے کی ہمت کی جا رہی ہے ۔

جناب والا ! میں امداد باہمی کے سلسلے میں خاص طور پر کچھ کہنا چاہتا ہوں ۔

زرعی پیداوار بڑھانے کا عمل محض جدید سائنسی معلومات کو کسان کے دروازے تک پہنچانے سے مکمل نہیں ہو جاتا ۔ کسانوں کو زراعت کے جدید طریقوں سے بھرپور فائدہ حاصل کرنے کے لئے خود کو منظم کرنا ہوتا ہے ، جدید طریقوں کی مہارت حاصل کرنا ہوتی ہے اور اپنے شعور کو اس سطح پر لے جانا ہوتا ہے کہ اجتماعی محنت اور مشترکہ سرمایہ کاری کا نیا نظام معیشت ان کا بنیادی انداز فکر اور طرز حیات بن جائے ۔ زمین کی ملکیت کا جو نظام انہیں وراثت میں ملا ہے وہ صدیوں کے جاگیردارانہ اور نو آبادیاتی نظام کی ناانصافیوں سے پیدا ہوا ہے ۔ زمین پر محنت کرنے والے پچاسی فیصد افراد کے پاس پینتالیس فیصد سے بھی کم زمین ہے اور وہ بھی اتنے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بٹی ہوئی ہے کہ ہر ایک کے حصے میں گزارہ یونٹ کے ساڑھے بارہ ایکڑ سے بھی کہیں کم زمین آتی ہے ۔ یہ پچاسی فیصد جفاکش کسان محنت کی بے پناہ قوت رکھتے ہیں ۔ مگر یہ وہ اکثریت ہے جو غیر منظم اور بے آواز ہے اور لٹیرے طبقوں کے ظلم و ستم کا شکار ہے ۔ اس اکثریت کو منظم کرنا ضروری ہے تاکہ وہ اپنے اتحاد کی قوت سے اپنی بے بسی کا علاج کر سکے ۔ اس اکثریت کو زراعت کے جدید طریقوں کی تربیت دینا ہوگی تاکہ وہ جدید علم کی طاقت سے قدیم فطرت کو مسخر کر کے پیداواری عمل کو آگے بڑھا سکیں ۔ جدیدیت کے اس عمل کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے سارے پیداواری وسائل کو مل جل کر استعمال کریں ۔ جدید زراعت ایک قسم کی صنعت کاری ہے جس میں ٹریکٹر اور مشینی آلات کا استعمال ، ٹیوب ویل کی تنصیب ، پیداوار کو ذخیرہ کرنے کے لئے بڑے بڑے گودام ، منڈیوں تک پیداوار کو پہنچانے کے لئے بار برداری کے ٹرک اور بیسیوں دیگر سہولتوں کا وجود لازمی ہے ۔ ان وسائل کا حصول سرمائے کا طالب ہے جو ہر چھوٹا مالک

کسان مہیا نہیں کر سکتا ۔ اگر یہ سارے وسائل حاصل کر بھی لئے جائیں تو ان سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کے لئے زمین کے کافی بڑے قطعے کی ضرورت ہے ۔ اس لئے لازم ہو جاتا ہے کہ جدید زرعی طریقوں کے رائج کرنے کے لئے چھوٹے مالک کسان امداد باہمی کے اصولوں پر اجتماعی کاشتکاری کو اپنائیں ۔ امداد باہمی کے اصولوں پر اپنے محدود وسائل کا مشترکہ استعمال دراصل معیشت کو منظم کرنے کا ایک نیا طریقہ ہے جو اب وقت کی آواز بن چکا ہے ۔ کافی عرصے سے ہماری زرعی پیداوار ایک مقام پر آ کر رک سی گئی ہے ۔ یہ صورت حال اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ پیداواری رشتوں کا ایک نیا نظام قائم کیا جائے جو جدید ضرورتوں سے ہم آہنگ ہو ۔ یہ نیا نظام صرف اجتماعیت کا نظام ہو سکتا ہے ۔ پاکستان پیپلز پارٹی اپنے منشور کی بنا پر اس بات کی پابند ہے کہ معیشت کو اجتماعیت کی طرف لے جائے ۔ حکومت پنجاب اجتماعی کاشتکاری کی حوصلہ افزائی کر کے اور اس کے لئے ہر قسم کی سہولت مہیا کر کے نہ صرف اپنے انتخابی وعدوں کا ایفا کر رہی ہے بلکہ تاریخ کے ایک تقاضے کی تکمیل کر رہی ہے ۔ آپ کو علم ہے کہ حکومت نے اجتماعی کاشتکاری کے پانچ تجرباتی منصوبے شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے ۔ ہم عوام کو امداد باہمی کے اصولوں اور فوائد سے آشنا کر کے اس تحریک کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں ۔ ایک بات یاد رہے کہ معیشت کو اجتماعیت کی طرف لے جانے میں حکومت کچھ اور اقدامات بھی کر رہی ہے ۔ اس سال سے ہم ٹرانسپورٹ کا کچھ حصہ قومی ملکیت میں لے رہے ہیں ۔ صنعت کے میدان میں بھی پبلک سیکٹر کو مزید مضبوط کیا جا رہا ہے ۔ امداد باہمی کے سیکٹر کو مضبوط بنانے کے لئے گویا سازگار سیاسی ماحول پیدا ہو چکا ہے ۔ گویا اقتصادی آب و ہوا بھی موافق ہو چکی ہے ۔ امداد باہمی کی الگ وزارت قائم کر دی گئی ہے ۔ ہمیں امید ہے کہ اس شعبے پر زیادہ سے زیادہ توجہ دے کر ہم اپنی معیشت کو سوشلزم کی منزل کی جانب لے جانے میں بڑی حد تک کامیاب ہو جائیں گے ۔

جناب والا ! میری ان گزارشات سے یہ بات واضح ہو گئی ہوگی کہ گزشتہ تین چار سال کے عرصے میں آپ کے صوبے کی اقتصادی پالیسی مرتب کرتے ہوئے ایک نئی منصوبہ بندی کو پیش نظر رکھا گیا ہے جو سابقہ استحصالی منصوبہ بندی کے مقابلے میں پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور کی روح کے عین مطابق اور عوامی امنگوں کے عین موافق ہے ۔ اس منصوبہ بندی نے

اقتصادی ترقی اور معاشرتی بہبود کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے اور زیادہ پیداوار کو منصفانہ تقسیم کے عمل کے ساتھ ہم آہنگ کر دیا ہے - یہی وہ نیا وقت ہے جس کی گجر میرے کانوں میں رچی ہے - اس میں اسی گجر کے پس منظر میں نئے سال کے بجٹ کی تفصیلات پیش کرتا ہوں -

---

نظر ثانی شدہ تخمینہ جات برائے 75-1974ء

جناب والا ! اب میں 75-1974 کے نظر ثانی شدہ تخمینوں کا ایک مختصر جائزہ پیش کرتا ہوں —

رواں مالی سال کے دوران الکحل کی فروخت پر لائسنس فیس میں پچاس فیصد اضافے سے حاصل ہونے والی آمدنی کو شمار کرتے ہوئے صوبے کے عمومی وصولیات محاصل (General Revenue Receipts) ایک سو ترانوے کروڑ ، اٹھالیس لاکھ روپے بنتے تھے - وصولیات کا نظر ثانی شدہ تخمینہ دو سو اتنالیس کروڑ ، چھبیس لاکھ روپے ہو گیا ہے جو اصل تخمینے کے مقابلے میں تقریباً چھالیس کروڑ روپے کا اضافہ ظاہر کرتا ہے - اس اضافے کی ایک وجہ پندرہ کروڑ ، پچھتر لاکھ روپے کی وہ امدادی رقمیں ہیں جو سال رواں کے دوران وفاقی حکومت کی جانب سے وصول ہوں گی - یہ عطیاتی رقمیں صوبائی حکومت اور بلدیاتی اداروں کے ملازمین کو دیئے جانے والے خصوصی مہنگائی الاؤنس اور عملہ پولیس کے راشن الاؤنس میں اضافے کے باعث عائد ہونے والے زائد اخراجات کو پورا کرتی ہیں - اس میں جناب وزیر اعظم کی خصوصی ہدایات کے تحت وفاقی حکومت کی جانب سے لائل پور اور لاہور کارپوریشنوں کو دی جانے والی ایک ایک کروڑ روپے کی خصوصی امدادی رقمیں بھی شامل ہیں - صوبائی وصولیات میں باقی ماندہ اضافہ کچھ تو وفاقی حکومت کی جانب سے وصول کردہ قابل تقسیم محصولات (Shareable taxes) میں سے صوبائی حصے میں اضافے کی بناء پر اور کچھ صوبائی حکومت کے اپنے وصول کردہ محصولات میں اضافے کی وجہ سے ہوا ہے -

صوبائی وصولیات محصول میں آٹھ کروڑ اتنالیس لاکھ روپے کا اضافہ ہوا ہے جس کی بڑی وجہ فیس اندراج ، سٹامپ ڈیوٹی اور تفریحی ٹیکس کی وصولیات میں اضافہ ہے - اجناس خوردنی میں سٹیٹ ٹریڈنگ کے تحت شکر کی قیمت فروخت میں اضافے کے نتیجے میں منافع کی صورت میں تین کروڑ پچانوے لاکھ

روپے کا نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ وصولیات میں باقی اضافہ محصولات کی بہتر وصولی کے باعث ہوا ہے جو اپنی جگہ باعث اطمینان بات ہے۔

انتظامی اور خدماتی اخراجات جنہیں عام طور پر صوبائی حکومت کے غیر ترقیاتی اخراجات سے تعبیر کیا جاتا ہے ایک سو اٹھاونوے کروڑ باون لاکھ روپے کے اصل تخمینے کے مقابلے میں اب اندازاً دو سو چھتیس کروڑ اٹھانوے لاکھ روپے ہوں گے۔ بجٹ کے تخمینہ جات میں اڑتیس کروڑ چھیاسی لاکھ روپے کے اضافے کی بڑی وجہ خصوصی مہنگائی الاؤنس کی منظوری اور صوبائی حکومت، بلدیات اور یونیورسٹیوں کے ملازمین کی پنشنوں میں اضافے ہیں جن کی مجموعی رقم چوبیس کروڑ ترانوے لاکھ روپے بنتی ہے۔ عملہ پولیس کے ماہانہ راشن الاؤنس کو 11.75 روپے ماہانہ سے بڑھا کر 52.50 روپے کر دینے سے ایک کروڑ بہتر لاکھ روپے کا اضافہ ہوا ہے۔ یہ اقدامات کم تنخواہ پانے والے سرکاری ملازمین کے حالات زندگی بہتر بنانے کے لئے ضروری سمجھے گئے ہیں۔

مجھے یہ بیان کرتے ہوئے مسرت ہو رہی ہے کہ حکومت پنجاب نے صوبائی اسمبلی کے ارکان کے الاؤنس میں مناسب اضافہ کرنے پر بھی اس سال دس لاکھ بائیس ہزار روپے زائد خرچ کئے ہیں جبکہ اس مد میں کل اڑتالیس لاکھ سترہ ہزار روپے خرچ ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ اسمبلی کا باقی خرچ چھبیس لاکھ بائیس ہزار روپے ہے۔ 1973-74 کے دوران ترقیاتی سکیموں کے لئے حاصل کردہ ترقیاتی قرضوں پر اٹھنے والے اخراجات میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ ہمارے اخراجات میں جن امور کی بنا پر نسبتاً چھوٹی چھوٹی رقوم کا اضافہ ہوا ہے ان کی نشان دہی میں نے کل ایوان میں ضمنی مطالبات زر پیش کرتے ہوئے اپنی تقریر میں کر دی تھی۔

فاضل حاصل

جناب والا! 1974-75ء کا میزانیہ پیش کرتے وقت اٹھاون لاکھ روپے کے خالص مجموعی خسارے کو ان زائد وصولیات سے پورا کرنے کی تجویز کی گئی تھی جو الکحل کی فروخت کی فیس لائسنس میں پچاس فیصد اضافے کے نتیجے میں متوقع تھیں۔ رواں مالی سال کے اختتام پر صورت حال یہ ہے کہ ہمارے انتظامی اور خدماتی میزانیے میں دو لاکھ روپے فاضل ہیں۔ اس سال کے دوران حساب حاصل پانچ کروڑ تینتالیس لاکھ روپے کے خسارے سے نکل کر

دو کروڑ انتیس لاکھ روپے کی بچت میں داخل ہو گیا ہے ۔ لیکن خالص وصولیات سرمایہ (Net Capital Receipts) اور خالص وصولیات سرکاری حسابات (Net Public Account Receipts) میں سات کروڑ بارہ لاکھ روپے کی کمی واقع ہو گئی ہے ۔ اس کمی کی بڑی وجہ پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کے بسوں میں اضافے کے پروگرام کے سلسلے میں پانچ کروڑ روپے کی سرمایہ کاری ہے ۔ جیسا کہ میں نے کل ضمنی میزانیے پر تقریر کرتے ہوئے وضاحت کی تھی ۔ پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کی بسوں میں اضافے کے پروگرام کے سلسلے میں تیس فیصد سرمایہ حکومت کی طرف سے لگایا جائے گا ۔ اور باقی ستر فیصد رقم بنکوں سے حاصل کی جائے گی ۔ گوجرانوالہ اور سرگودھا کی میونسپل کمیٹیوں کو بالائی پلوں کی تعمیر کے لئے چتیس لاکھ روپے کے قرضے بھی دیئے گئے ہیں جن کے باعث اخراجات سرمایہ میں مزید اضافہ ہوا ہے ۔ دوسری طرف خالص وصولیات سرمایہ میں اس کے نتیجے میں اتنی ہی کمی ہوئی ہے ۔ اخراجات کے بعد آمدنی میں سے بچ جانے والی دو لاکھ روپے کی رقم کو ترقیاتی اخراجات پورا کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے ۔

تخمینہ جات بجٹ 76-9175ء

جناب والا ! اب میں 76-1975ء کے بجٹ کے تخمینوں کی طرف آتا ہوں ۔

آئندہ مالی سال کے لئے کل محاصل کا تخمینہ دو ارب ستاسی کروڑ تریپن لاکھ روپے ہے ۔ جو موجودہ مالی سال کے نظر ثانی شدہ تخمینہ جات کے مقابلے میں اڑتالیس کروڑ چھبیس لاکھ روپے زائد ہے ۔ دراصل موجودہ مالی سال کے نظر ثانی شدہ آمدنی کے تخمینہ جات کے مقابلے میں آئندہ مالی سال کے تخمینہ جات ستر کروڑ بیس لاکھ روپے زیادہ ہیں ۔ لیکن چند مدات کے تخمینوں میں اکیس کروڑ چورانوے لاکھ روپے کی کمی ہو جانے کی وجہ سے مجموعی اضافہ اڑتالیس کروڑ چھبیس لاکھ روپے رہ جاتا ہے ۔ صوبائی محاصل میں ستر کروڑ بیس لاکھ روپے کے مجموعی اضافے کے بنیادی اسباب یہ ہیں : صوبائی ٹیکسوں سے آمدنی میں تقریباً تین کروڑ روپے کا اضافہ ، اقتصادی بہبود کے محکمہ جات سے وصول ہونے والی رقوم میں پانچ کروڑ اکیس لاکھ روپے کا اضافہ اور مرکزی ٹیکسوں میں سے صوبائی حکومت کے حصے کی رقم میں ساٹھ کروڑ باون لاکھ روپے کا اضافہ ۔

جناب والا ! یہاں میں ایک خاص معاملے کی جانب آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں جو ہمارے صوبے کی تاریخ میں ایک یادگار واقع ہے ۔ مرکزی ٹیکسوں سے صوبائی حکومت کو جو حصہ عموماً ملتا ہے اس میں اس سال ساٹھ کروڑ باون لاکھ روپے کا عظیم اضافہ ہوا ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) تقریباً ساٹھ کروڑ روپے کا یہ عظیم اضافہ قومی مالیاتی کمیشن کے فیصلے کا نتیجہ ہے جس کا حوالہ وفاقی وزیر مالیات کی بجٹ تقریر میں موجود ہے ۔ سابقہ طریق کار کے مطابق وفاقی حکومت کی طرف سے عائد کردہ مشترکہ ٹیکسوں سے حاصل ہونے والی آمدنی وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے مابین اس طرح تقسیم کی جاتی تھی کہ اس آمدنی کا اسی فیصد حصہ صوبوں کو دیا جاتا تھا اور بیس فیصد حصہ وفاقی حکومت کی تحویل میں رہتا تھا ۔ صوبوں میں قابل تقسیم رقم کا رف چھیالیس فیصد مغربی پاکستان کے چار صوبوں میں تقسیم کیا جاتا تھا صور چون فیصد حصہ مشرقی پاکستان کے لئے وقف تھا ۔ جب تک مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش کے طور پر تسلیم نہیں کر لیا گیا یہ حصہ مرکزی حکومت کے پاس رہا ۔ اب قومی مالیاتی کمیشن کی رپورٹ پر یہ حصہ بھی چار صوبوں کو مل گیا ہے ۔ پہلے مشترکہ ٹیکسوں کے صرف چھیالیس فیصد حصے میں سے پنجاب کو حصہ ملتا تھا اور وہ بھی آبادی کی شرح سے نہیں بلکہ آبادی کی شرح سے چھ فیصد کم ۔ اب اسی فیصد حصے میں سے پنجاب کی تاریخ میں پہلی مرتبہ اسے اس کی آبادی کے (60.25%) حساب سے حصہ ملے گا ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ہم اس فیصلے پر قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کے بے حد شکر گزار ہیں ۔ اس فیصلے سے ان تمام عناصر کے منہ بند ہو جانے چاہئیں جو صوبائی تعصب سے مغلوب ہو کر یہ کہتے رہے ہیں کہ پنجاب کو اس کے جائز حقوق سے محروم رکھا گیا ہے ۔

صوبائی ٹیکسوں سے آمدنی میں مزید دو کروڑ سولہ لاکھ روپے کے اضافے کی توقع ہو سکتی تھی اگر وہ چند اقدامات جو بلدیاتی اداروں کے مالی استحکام کے سلسلے میں کئے جا رہے ہیں نہ کیے جاتے ۔ محاصل کی چند مدات میں کمی کا جو گمان ہو رہا ہے دراصل اس کی وجہ یہ ہے کہ سال رواں میں صوبائی حکومت اور بلدیاتی اداروں کو مہنگائی الاؤنس دینے اور پولیس کے ملازمین کے راشن الاؤنس میں اضافہ کرنے کے لئے وفاقی حکومت سے موصول ہونے والی امدادی رقوم آئندہ مالی سال کے تخمینہ جات میں شامل نہیں ۔ اس بارے میں اخراجات اب صوبائی حکومت کو خود اپنے وسائل سے پورے کرنے

ہوں گے ۔ محکمہ تعلیم کی وصولیوں میں ایک کروڑ پینسٹھ لاکھ روپے کی کمی کی وجہ یہ ہے کہ بلدیاتی اداروں کے مالی استحکام کے لئے انہیں یہ رقم چھوڑ دی گئی ۔

جناب والا ! بلدیاتی اداروں کے ملازمین کو 8 - جون 1974 اور 7 - اپریل 1975 سے دیئے جانے والے خاص مہنگائی الاؤنس اور پنشنوں میں اضافے کے باعث صوبے کی ٹاؤن کمیٹیوں ، میونسپل کمیٹیوں اور ڈسٹرکٹ کونسلوں کی مالی ذمہ داریوں میں چار کروڑ ستاون لاکھ روپے کا اضافہ ہو گیا ۔ آئندہ مالی سال کے دوران یہ مالی ذمہ داریاں بڑھ کر چھ کروڑ چھتیس لاکھ روپے تک پہنچ جائیں گی ۔ چونکہ موجودہ مالی سال کے دوران بلدیاتی ادارے اس قابل نہیں تھے کہ ان زائد اخراجات کو ، جن کے لئے ان کے میزانیے میں کوئی گنجائش نہیں تھی ، اپنے وسائل سے پورا کر سکیں لہذا صوبائی حکومت نے یہ زائد اخراجات پورے کرنے کے لئے بلدیاتی اداروں کو امدادی رقوم مہیا کرنے کا فیصلہ کیا ۔ ایسا کوئی امکان نہیں کہ مستقبل قریب میں بلدیاتی اداروں کے وسائل میں اس قدر اضافہ ہو جائے کہ وہ مہنگائی الاؤنس اور پنشنوں میں اضافے کے باعث گردشی اخراجات کا بوجھ برداشت کر سکیں ۔ لہذا یہ امر ضروری ہے کہ بلدیاتی اداروں کے مالی استحکام کے لئے انہیں مستقل طور پر مالی امداد دی جائے ۔

خاص مہنگائی الاؤنس اور پنشنوں میں اضافے کی وجہ سے آئندہ مالی سال کے دوران صرف ڈسٹرکٹ کونسلوں کو تقریباً ایک کروڑ تیئیس لاکھ روپے کا مزید مالی بوجھ برداشت کرنا پڑے گا ۔ ڈسٹرکٹ کونسلیں لوکل ریٹ کا تیئیس فیصد ابتدائی تعلیم کے اخراجات کے سلسلے میں صوبائی حکومت ادا کرتی ہیں ۔ 76-1975 کے دوران اس سلسلے میں ڈسٹرکٹ کونسلوں کی طرف سے واجب الادا رقم ایک کروڑ پینسٹھ لاکھ روپے بنتی ہے ۔ میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ ابتدائی تعلیم کے اخراجات کے سلسلے میں ڈسٹرکٹ کونسلوں کی طرف سے ان کے حصے کی رقم کی وصولی یکم جولائی 1975 سے ختم کر دی جائے ۔ اس طرح ڈسٹرکٹ کونسلیں مالی لحاظ سے اس قابل ہو جائیں گی کہ اپنے ملازمین کو خاص مہنگائی الاؤنس دے سکیں اور پنشنوں میں اضافے کی رقم بھی ادا کر سکیں ۔

جناب والا ! جہاں تک میونسپل کمیٹیوں کا تعلق ہے انہیں آئندہ مالی سال کے دوران خاص مہنگائی الاؤنس اور پنشنوں میں اضافے کی وجہ سے مجموعی

طور پر پانچ کروڑ ، تیرہ لاکھ روپے کی رقم ادا کرنی پڑے گی ۔ فی الحال میونسپل کمیٹیوں کو غیر منقولہ شہری جائیداد پر ٹیکس سے ملنے والی آمدنی کا پچاس فیصد حصہ ملتا ہے۔ مروجہ شرح کے مطابق آئندہ مالی سال کے دوران غیر منقولہ شہری جائیداد پر ٹیکس کی آمدنی میں سے میونسپل کمیٹیوں کے حصے کی رقم تین کروڑ ، آٹھ لاکھ روپے بنتی ہے ۔ مختلف میونسپل کمیٹیوں کو صوبائی حکومت کی طرف سے بہم رسانی آب اور گنداب کے نکاس کے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے جو قرضے دئے گئے ہیں ان میں سے چھ کروڑ ، چھیانوے لاکھ روپے کی رقم ان کے ذمہ واجب الادا ہے ۔ آئندہ مالی سال کے دوران اِن قرضوں کے اصل اور سود کے طور پر ، بلدیات سے مجموعی طور پر قابل وصول رقم دو کروڑ ، بیاسی لاکھ روپے بنتی ہے ۔ تاہم ان بلدیات میں سے اکثر مالی طور پر اتنی کمزور ہیں کہ وہ صوبائی حکومت کی طرف اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی اہل نہیں ۔ لہذا میں تجویز کرتا ہوں کہ بہم رسانی آب اور گنداب کے نکاس کی سکیموں کے سلسلے میں میونسپل کمیٹیوں کو دیئے گئے قرضوں کے تمام کی تمام واجب الادا رقم معاف کر دی جائے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) میں یہ بھی تجویز کرتا ہوں کہ غیر منقولہ شہری جائیداد کے ٹیکس سے حاصل ہونے والی آمدنی میں سے میونسپل کمیٹیوں کا حصہ پچاس فیصد سے بڑھا کر پچاسی فیصد کر دیا جائے (نعرہ ہائے تحسین) ۔ آئندہ مالی سال کے دوران ان دو اقدامات کے باعث بہ حیثیت مجموعی میونسپل کمیٹیوں کو تقریباً چار کروڑ ، اٹھانوے لاکھ روپے کی مالی اعانت مل جائے گی ۔ اور اگر بلدیاتی اداروں نے اپنے ٹیکسوں کی وصولی کے طریق کار میں اصلاح کر لی اور اپنے اخراجات محدود کر لئے تو آئندہ وہ خود کفیل ہو جائیں گے ۔

مگر ایک بات ہے ، غیر منقولہ شہری جائیداد کے ٹیکس کے حصے میں اضافے اور قرضوں کی معافی ہی سے تمام میونسپل کمیٹیوں کے مالی مسائل حل نہیں ہو جائیں گے ۔ صوبے میں غیر منقولہ شہری جائیداد پر ٹیکس ایک سو پینسٹھ میں سے صرف چھہتر میونسپلٹیوں پر عائد ہے ۔ اور بہم رسانی آب اور گندہ آب کے نکاس کے منصوبوں کے لئے صوبائی قرضے صرف ترپن میونسپل کمیٹیوں کے ذمہ واجب الادا ہیں ۔ لہذا میونسپل کمیٹیوں کو قرضے کے بار سے سبکدوش کرنے اور غیر منقولہ شہری جائیداد کے ٹیکس میں ان کے حصے میں اضافہ کرنے سے ان چھوٹی کمیٹیوں کا بار ہلکا نہیں ہوگا جہاں غیر منقولہ شہری جائیداد پر ٹیکس عاید نہیں اور جنہوں نے صوبائی حکومت

سے قرضوں کی صورت میں ملنے والی امداد سے نہ تو استفادہ کیا ہے اور نہ ہی ان کے ذمہ کوئی قرض کی رقم واجب الادا ہے - ایسی میونسپل کمیٹیوں کا مالی بوجھ ہلکا کرنے کی غرض سے میری تجویز ہے کہ ان کمیٹیوں کو عطیات دیئے جائیں تاکہ خصوصی مہنگائی الاونس اور پنشنوں میں اضافے کے باعث ان کے اخراجات میں جو اضافہ ہوا ہے اسے بڑی حد تک پورا کر سکیں ۔ اس مقصد کے لئے آئندہ مالی سال کے میزانیے میں چھتیس لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے -

جناب والا ! اب میں 76-1975 کے لئے مصارف کی تجاویز کا ذکر کرتا ہوں - اگلے مالی سال میں صوبائی حکومت کے غیر ترقیاتی مصارف تخمیناً دو ارب ، نواسی کروڑ ، ترپن لاکھ روپے ہوں گے - ان مصارف کی کثیر رقم اور پھر لفظ ''غیر ترقیاتی'' سے جس کے ساتھ اس مد کو موسوم کیا جاتا ہے یہ غلط تاثر بھی پیدا ہو سکتا ہے کہ حکومت ایسے امور پر کثیر سرمایہ خرچ کر رہی ہے جو یا تو غیر ضروری ہیں یا جن سے اجتناب کیا جا سکتا ہے - بہتر ہے کہ اس غلط فہمی کا ازالہ ہو جائے - آپ یقیناً مجھ سے اتفاق کریں گے کہ امن عامہ کی برقراری ، عدل و انصاف کے حصول ، معاشرتی بہبود اور عوام کو بنیادی سہولتیں بہم پہنچانے کے لئے ضروری اخراجات کئے بغیر کوئی با مقصد ترقیاتی کام ممکن نہیں بلکہ تمام تر ترقیاتی اخراجات بے ثمر ثابت ہوں گے - جس معاشرے میں حکومت امن و امان برقرار رکھنے سے قاصر رہے یا انصاف مہیا کرنے کا موثر نظام قائم نہ کر سکے وہاں ترقی کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا - کیا یہ ممکن ہے کہ ترقیاتی بجٹ میں سے سکول کی عمارت تو کھڑی کر دی جائے لیکن سکول کے لئے اساتذہ مہیا نہ کیے جائیں جن کا خرچہ اس بجٹ سے دیا جاتا ہے جسے اب تک ہم ''غیر ترقیاتی'' کہتے آئے ہیں - کیا آپ کسی ایسے ہسپتال سے مطمئن ہو سکتے ہیں جو ڈاکٹروں اور ادویات سے محروم ہو ؟ میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ آپ آئندہ مالی سال کے لئے مجوزہ غیر ترقیاتی اخراجات یا صحیح معنوں میں انتظامی اور خدماتی اخراجات کا خاص طور پر تجزیہ کریں - یہ حقیقت آپ پر از خود واضح ہو جائے گی کہ ترقیاتی اور خدماتی اخراجات کا چولی دامن کا ساتھ ہے - میں تو یہاں تک کہوں گا کہ آپ کو حکومت کی سرگرمیوں کا صحیح اندازہ صرف اس وقت ہی ہو سکتا ہے جب آپ کے ترقیاتی اخراجات کے ساتھ ساتھ خدماتی اخراجات پر بھی برابر نظر رکھیں - تعلیم ہی کو لے لیجئے - اس شعبے پر

آئندہ مالی سال میں حکومت تقریباً ایک سو تین کروڑ روپے خرچ کریگی جس میں سے لگ بھگ اناسی کروڑ روپے خدمات پر صرف کئے جائینگے۔

جناب والا ! محصولات وصول کرنے والے محکموں کا خرچ پانچ کروڑ بیس لاکھ سے بڑھ کر آئندہ مالی سال میں پانچ کروڑ ساٹھ لاکھ روپے ہو جائے گا ۔ اس اضافے کی بڑی وجہ خصوصی مہنگائی الاؤنس ہے جو حکومت نے سرکاری ملازمین کے لئے 7 ۔ اپریل 1975 سے منظور کیا ہے ۔ قرضوں پر سود کے اخراجات آئندہ مالی سال کے دوران اکیس کروڑ ، تین لاکھ روپے سے بڑھ کر اکتیس کروڑ ، انتالیس لاکھ روپے ہو جائیں گے ۔ اس اضافے کا باعث صوبے کے ترقیاتی منصوبوں کے لئے وفاق حکومت سے حاصل کئے گئے قرضوں پر سود کے اخراجات ہیں ۔ انتظامی محکموں پر اٹھنے والے اخراجات اس سال کے نظر ثانی شدہ تخمینوں کے تینتیس کروڑ ، چھیاسٹھ لاکھ روپے کی جگہ آئندہ مالی سال میں انتالیس کروڑ ، چوالیس لاکھ روپے ہو جائیں گے ۔ یہی وہ محکمے ہیں جنہیں غیر ترقیاتی قرار دیتے ہوئے ماضی میں نظر انداز کیا جاتا رہا ہے لیکن اس بے اعتنائی کا نتیجہ ہمیں ان جرائم کی صورت میں بھگتنا پڑتا ہے جنہیں روکنے کے لئے پولیس بھی کم ہے اور ساز و سامان کے اعتبار سے بے دست و پا بھی ۔ فوجداری مقدمات کے تصفیے میں تاخیر اور ملزموں کو سزا ملنے میں دیر بھی امن عامہ کی صورت حال پر اثر انداز ہوتی ہے کیونکہ اس سے سزا میں عبرت کا پہلو دب جاتا ہے ۔ حال ہی میں عام شہریوں کے لئے باعث تشویش بننے والے بعض سنسنی خیز واقعات نے مجھے اس صورت حال کا تفصیلی جائزہ لینے پر مجبور کیا جس کے نتیجے میں یہ حقیقت کھل کر سامنے آئی کہ اب تک ہم انصاف کی فراہمی کے مسئلے کو مجسٹریٹوں اور عدالتوں کی تعداد میں برائے نام اضافہ کر کے حل کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں ۔ اور جب مجسٹریٹوں کی اسامیوں میں اضافہ بھی کیا گیا تو احکام کی تعمیل کرانے والے عملے اور استغاثے کے عملے کی کمی پوری کرنے کی طرف کوئی توجہ نہ دی گئی ۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس مسئلے کا بھرپور اور موثر حل تلاش کیا جائے ۔ میرے نزدیک پنجاب کے عوام کے لئے انصاف اور حفاظت کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنا مزید سکول کھولنے ، ہسپتال اور سڑکیں بنانے سے بھی زیادہ اہم ہے ۔ چاہے ۔ کوئی اسے غیر ترقیاتی خرچ ہی قرار دے ۔ اس امر کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اگلے سال کے بجٹ میں

مجسٹریٹوں کی ایک سو پچاس 'سول ججوں کی چالیس' اڈیشنل سیشن ججوں کی دس اور ہائی کورٹ کے ججوں کی دو نئی اسامیوں کی گنجائش رکھی ہے - (نعرہ ہائے تحسین) عدالتی افسروں کی تعداد میں ان اضافوں کے ساتھ ساتھ استغاثے اور تعمیل سے متعلق شعبوں کی بہتری کے لئے بھی حسب ضرورت رقوم بہم پہنچائی جا رہی ہیں - اگر عدالتی افسروں کی تعداد میں میرے وزیر اعلی بننے کے بعد تقرر پانے والے ڈیڑھ سو مجسٹریٹوں ، ستاون سول ججوں، گیارہ سیشن ججوں اور ہائی کورٹ کے چھ ججوں کو شامل کر لیا جائے تو دو سال کے عرصے میں یہ اضافہ سابقہ تمام سالوں کی نسبت کہیں زیادہ ہے - اسی طرح نئی عدالتوں کی تعمیر بھی اسی پروگرام کا حصہ ہے جس کا ذکر ترقیاتی پروگرام کے ضمن میں الگ کیا جائے گا - میں مقدمہ بازی کا شکار ہونے والے بد قسمت افراد کے ان تمام مسائل کو حل کر دینے کا دعویٰ تو نہیں کر سکتا جو ان کے لئے ڈراؤنے خوابوں کی شکل اختیار کر چکے ہیں تا ہم وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اس صوبے کے عوام کے لئے انصاف کے حصول کی جدوجہد کو کم صبر آزما بنانے کی طرف ایک مثبت قدم اٹھا لیا گیا ہے پولیس کو امن عامہ کے مسئلے سے زیادہ مؤثر طور پر نبٹنے کے قابل بنانے کے لئے پنجاب ریزرو پولیس کی نفری میں بھی مزید پانچ سو کانسٹیبلوں اور معاون عملہ نگرانی کا اضافہ کر دیا گیا ہے -

جناب والا ! سماجی بہبود کے محکموں کے لئے آئندہ مالی سال میں ایک ارب ، تین کروڑ' انتالیس لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جو موجودہ مالی سال کے لئے نظر ثانی شدہ تخمینوں میں اٹھارہ کروڑ' اٹھاون لاکھ روپے کا اضافہ ظاہر کرتی ہے - تیرہ کروڑ ، اٹھارہ لاکھ روپے کا بہت بڑا اضافہ تعلیمی شعبے میں ہو رہا ہے - 7 اپریل 1975 سے منظور کردہ خاص مہنگائی الاؤنس کے اثرات کے علاوہ آئندہ سال کے بجٹ میں یونیورسٹیوں کے لئے اضافی گرانٹیں دی جا رہی ہیں - ایسے ہائی سکولوں کو صوبائی تحویل میں لیا جا رہا ہے جن کا انتظام اس وقت میونسپل کمیٹیوں کے پاس ہے ، لیکچراروں کی سات سو دو نئی اسامیاں واضع کی جا رہی ہیں ، نئے انٹرمیڈیٹ اور ڈگری کالج قائم کئے جا رہے ہیں - قومی تحویل میں لئے گئے ہائی سکولوں کے لئے اساتذہ کی مزید اسامیاں وضع کی جا رہی ہیں اور ایک ہزار نئے پرائمری سکولوں کے لئے اساتذہ کا انتظام کیا جا رہا ہے -

جناب والا ! محکمہ صحت کے خرچ میں بھی کافی اضافہ ہو رہا ہے ۔ یہ اور یہ سال رواں کے نظر ثانی شدہ تخمینوں کے دس کروڑ ترانوے لاکھ روپے سے بڑھ کر آئندہ مالی سال میں پندرہ کروڑ ، اڑتالیس لاکھ روپے تک پہنچ جائے گا۔ خاص مہنگائی الاؤنس کے اثر کے علاوہ ، جو حکومت کے سب محکموں کے لئے یکساں ہے ، آئندہ مالی سال کے دوران مکمل ہونے والے چالیس دیہی مراکز صحت (Rural Health Centres) اور ایک سو ساٹھ بنیادی ہیلتھ یونٹوں (Basic Health Units) کے عملے اور ادویات کے لئے گنجائش رکھی جا رہی ہے ۔ اس سے ہم اپنے بہت سے دیہی علاقوں کو پہلی مرتبہ طبی سہولتیں فراہم کرنے کے قابل ہو جائیں گے ۔ تحصیلی صدر مقامات میں واقع بلدیات کے بعض ہسپتالوں اور ایسے دیگر ہسپتالوں کو بھی اپنانے کا اہتمام کیا گیا ہے جنہیں جناب وزیر اعظم کے دورے کے دوران سرکاری تحویل میں لینے کا حکم دے دیا گیا تھا ۔ اس شعبے میں دو خاص رقمیں لاہور میڈیکل کالج کے عملے کے لئے اور باغبانپورہ کے نزدیک پانچ سو بستروں کے ایک نئے ہسپتال کی تعمیر کے لئے مختص کی گئی ہیں ۔

جناب والا ! اقتصادی بہبود کے محکموں کا خرچ سال رواں کے نظر ثانی شدہ تخمینے کے پینسٹھ کروڑ اسی لاکھ روپے سے بڑھ کر آئندہ مالی سال کے دوران ستاسی کروڑ ، چار لاکھ روپے ہو جائے گا ۔ اب تک اس شعبے میں سب سے بڑا اضافہ نظام آبپاشی کی نگہداشت کرنے اور اسے جاری رکھنے کے اخراجات میں ہوا ہے ۔ یہ اخراجات اکتیس کروڑ ، اڑتالیس لاکھ روپے سے بڑھ کر اکتالیس کروڑ بیالیس لاکھ روپے تک پہنچ گئے ہیں ۔ اس اضافے کی ایک وجہ یہ ہے کہ بجلی کے نرخوں اور تیل اور فاضل پرزہ جات کی قیمتوں میں اضافے کے نتیجے میں سرکاری ٹیوب ویلوں کی نگہداشت اور انہیں چلانے کے اخراجات بڑھ گئے ہیں ۔ دوسری بڑی وجہ مٹی کے کام کے نرخوں میں معتدبہ اضافہ ہے ۔ اخراجات کے ان اضافوں کے نتیجے میں نظام آبپاشی سے ہونے والی آمدنی اور اخراجات میں تقریباً چودہ اور سود کے ساتھ چھبیس کروڑ روپے کا خلا پیدا ہو جائے گا جسے کسی حالت میں برداشت نہیں کیا جا سکتا ۔

زراعت کا خرچ اس سال کے آٹھ کروڑ پچاسی لاکھ روپے سے بڑھ کر آئندہ مالی سال میں بارہ کروڑ تینتالیس لاکھ روپے ہو جائے گا ۔ اس اضافے کی وجوہات تکمیل یافتہ ترقیاتی سکیموں کو انتظامی یا خدماتی بجٹ میں منتقل

کرنے اور محکمہ زراعت کی طرف سے درآمد کئے جانے والے بلڈوزروں کے لئے عملے اور پٹرول وغیرہ کے لئے مہیا کی گئی رقم ہیں ۔

اس کے بعد سب سے زیادہ اضافہ سڑکوں کی مرمت کے اخراجات بڑھ جانے کی وجہ سے مواصلات کے شعبے میں ہوا ہے کیونکہ تعمیراتی سامان کی قیمتیں افراط زر کے باعث بہت بڑھ گئی ہیں ۔ جنگلات کے خرچ میں بھی دو کروڑ اکیس لاکھ روپے کا اضافہ ہوا ہے ۔ اس کی دو بڑی وجوہات ہیں ۔ ایک یہ کہ آئندہ سال سے جنگلات ٹھیکے پر نہیں دئیے جائیں گے بلکہ ان سے محکمانہ طور پر استفادہ کیا جائے گا ۔ دوسری یہ کہ بعض مکمل شدہ سکیموں کو ترقیاتی بجٹ سے انتظامی بجٹ میں منتقل کر دیا گیا ہے ۔

اگلے مالی سال میں گندم کی امدادی رقم کے سلسلے میں صوبائی حکومت کے اخراجات پندرہ کروڑ اٹھارہ لاکھ روپے سے بڑھ کر بیس کروڑ نو لاکھ روپے ہو جائیں گے ۔ اس اضافے کی بنیادی وجوہ اتفاقی مصارف میں اضافہ اور اگلے سال کے دوران گندم کی زیادہ فراہمی یعنی (Procurement) ہیں ۔

زائد حاصل

جناب والا ! آئندہ مالی سال کے دوران ریونیو ، سرمایہ اور پبلک اکاؤنٹ حاصل سے ان مدات کے اخراجات منہا کرنے کے بعد ایک کروڑ بیس لاکھ روپے بچ جائیں گے ۔ اس طرح 76-1975 کا بجٹ ایک فاضل بجٹ ہے ۔ اس زائد رقم کو ترقیاتی کاموں پر خرچ کیا جائے گا ۔

جناب والا ! پیشتر اس کے کہ میں اگلے سال کا ترقیاتی بجٹ پیش کروں یہاں ایک وضاحت کرنی ضروری سمجھتا ہوں ۔

وفاقی وزیر خزانہ نے آئندہ مالی سال کا بجٹ پیش کرتے ہوئے اپنی تقریر میں بعض سرکاری ملازمین اور یونیورسٹیوں کے کچھ سٹاف کے لئے مزید مراعات کا اعلان فرمایا ہے ۔ وفاقی حکومت کے اس اعلان کی روشنی میں صوبائی حکومتوں کو بھی اپنے ملازمین کے سلسلے میں فیصلے کرنے ہوں گے ۔ لیکن طے شدہ طریقہ کار کے مطابق یہ فیصلے صوبائی حکومتیں باہم مشورے کے بعد ہی کر سکیں گی ۔ چنانچہ اس سلسلے میں صوبائی رابطہ کمیٹی کے اجلاس کا انتظار کرنا ہو گا ۔ اصولی مجبوری ہے لیکن نیت نیک ہے ۔

ترقیاتی بجٹ برائے 1975-76

A

جناب سپیکر ! اب میں 1975-76 کا ترقیاتی بجٹ پیش کرتا ہوں جو پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا ترقیاتی بجٹ ہے اور دو سو سات کروڑ اڑسٹھ لاکھ روپے تک جا پہنچا ہے (نعرہ ہائے تحسین) ۔ اس بجٹ کی تفصیلات میں جانے سے پہلے میں اس کا پس منظر بیان کرنے کی اجازت چاہتا ہوں ۔

جناب والا ! آپ کو یاد ہوگا کہ جب میں نے 1972-73 کا پہلا میزانیہ پیش کیا تھا تو ہم ایک شدید اقتصادی بحران سے دو چار تھے ۔ زرعی اور صنعتی پیداوار گر چکی تھی ۔ سیاسی اور اقتصادی بے یقینی کے باعث سرمایہ کاری تشویش ناک حد تک رک گئی تھی ۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی سے پیدا ہونے والے ہیجان نے مجبور کر دیا تھا کہ تجارت کے رخ کو بدلا جائے اور نئی منڈیاں تلاش کر کے معیشت کے بنیادی ڈھانچے میں نمایاں تبدیلیاں کی جائیں ۔ چنانچہ 1972-73 کے بجٹ کے دو بڑے مقاصد تھے ۔ اول یہ کہ ترقی کی رفتار کو تیز کر کے معیشت کو از سر نو مستحکم کیا جائے ۔ دوم یہ کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اقدامات کئے جائیں ۔ سرکاری شعبے میں سرمایہ کاری کی رفتار کو تیز کرنے کے لئے 1972-73 کے ترقیاتی پروگرام کا مجموعی تخمینہ اکھتر کروڑ نوے لاکھ روپے مقرر کیا گیا تھا ۔ لیکن انتظامی اور خدماتی میزانیے میں بچت کر کے اور وفاقی حکومت سے مزید رقوم حاصل کر کے اس سال کے ترقیاتی منصوبے ایک سو سات کروڑ روپے تک پہنچ گئے تھے جو 1971-72 کے سالانہ ترقیاتی پرگرام کے مقابلے میں جو بتیس کروڑ روپے کا تھا تین گنا زیادہ تھے ۔ گویا جب ہم نے اقتصادی شعبے کی اصلاح کا کام ہاتھ میں لیا تو پہلے ہی سال میں ترقیاتی کاموں کی رفتار کو تین گنا بڑھا دیا ۔ یہ آگے کی جانب بہت بڑی جست تھی ۔ اس سال کے دوران جس حکمت عملی کے تحت مختلف شعبوں کو رقمیں دی گئی تھیں ، اس سے پیپلز پارٹی کے منشور میں شامل ترجیحات کی پوری پوری عکاسی ہوتی تھی ۔ مثلاً ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ زرعی شعبے کو، کہ اسی پر ہماری غالب آبادی کا دارومدار ہے، زیادہ سے زیادہ اہمیت دی جائے۔ اس مالی سال کے دوران زراعت اور متعلقہ شعبوں پر اخراجات مجموعی ترقیاتی اخراجات کا تینتالیس فیصد تھے جب کہ یحییٰ حکومت کے عہد میں 1971-72 کے بجٹ کے اندر یہ صرف چوبیس فیصد تھے ۔

مقامی آبادیوں کی باشعور اور منظم کوششوں کے ذریعے دیہی ترقی کی رفتار کو تیز کرنے اور دیہی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے 1972-73 کے دوران دو نئے پروگرام شروع کئے گئے ۔ ایک عوامی تعمیراتی پروگرام جس پر تفصیلی بات بعد میں ہوگی ۔ دوسرا مربوط دیہی ترقیاتی پروگرام جس کے تحت قومی تعمیر کے مختلف شعبوں ، ایجنسیوں اور کسانوں میں ربط پیدا کرنے اور کسانوں کو ایک ہی مرکز سے بنیادی سہولتیں فراہم کرنے کی غرض سے اب تک اڑتیس مراکز قائم کئے جا چکے ہیں ۔

جناب والا! جب میں نے جون 1973ء میں اپنا دوسرا بجٹ پیش کیا تھا تو اس میں ترقیاتی اخراجات کا تخمینہ ایک سو چھبیس کروڑ روپے تھا جو نظرثانی کے بعد ایک سو بیالیس کروڑ روپے تک پہنچ گیا جو اس سے پہلے سال کی نسبت تھنتیس فی صد زیادہ تھا ۔

بدقسمتی سے اگست ، ستمبر 1973ء کے دوران ایک بلا خیز سیلاب کی وجہ سے سالانہ ترقیاتی پروگرام کو دوبارہ مرتب کرنا پڑا تاکہ متاثر اور تباہ ہونے والی تعمیرات کی فوری مرمت اور بحالی کے کاموں کے لئے گنجائش نکالی جا سکے ۔ ان کاموں کو نہایت تیز رفتاری سے پایہ تکمیل تک پہنچایا گیا ۔ اس مقصد کے لئے اس سال کے دوران تقریباً پچیس کروڑ روپے خرچ کئے گئے تھے ۔

1973-74 کے ترقیاتی پروگرام میں یہ حکمت عملی اختیار کی گئی کہ زراعت اور متعلقہ شعبوں میں اور عوامی ترقیاتی پروگرام کے تحت شروع ہونے والے کاموں کو ہم آہنگ کیا جائے ۔ جن بڑے شعبوں کو اس سال کے دوران زیادہ اہمیت دینے کے لئے منتخب کیا گیا تھا ان میں صنعت ، کم آمدنی والے لوگوں کے لئے مکانات کی تعمیر اور دیہی علاقوں میں پانی کی فراہمی وغیرہ شامل تھے ۔ پیپلز پارٹی کے منشور کی مطابقت میں سرکاری شعبے میں صنعتیں قائم کرنے اور انہیں موثر طور پر چلانے کی غرض سے 1973 میں پنجاب صنعتی ترقیاتی بورڈ" قائم کیا گیا اور اٹھارہ کروڑ روپے کی گراں رقم مہیا کی گئی تاکہ وہ صوبے میں شکر سازی کے چار ، کپڑے کے تین اور چاول کے چھ کارخانے قائم کرنے کے اپنے پروگرام کا آغاز کرے ۔ اندازہ فرمائیے کہ صنعتی شعبے کے لئے ایک سال قبل 1972-73 میں صرف چھبیس لاکھ روپے رکھے گئے تھے جو 1973-74 میں انیس کروڑ تیس لاکھ

روپے تک جا پہنچے۔ زراعت کے بعد صنعتی شعبے میں یہ ترقی بھی ایک بہت بڑی جست تھی۔ یہ تقریباً پچھتر گنا اضافہ تھا۔ اس سال عوام کو بنیادی ضروریات جلد از جلد مہیا کرنے کے لئے کم آمدنی والے لوگوں کے لئے تعمیر مکانات اور دیہی آب رسانی کے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کام کی رفتار کو تیز کر دیا گیا تھا۔ کم آمدنی والے لوگوں کے لئے مکانات کے سلسلے میں ترقی کی رفتار کا اندازہ کرنا ہو تو 1971-72 میں اس مد پر اٹھنے والی چھیالیس لاکھ روپے کی رقم کا مقابلہ بارہ کروڑ چالیس لاکھ روپے کی رقم سے کر لیجئے جو میرے پہلے دو سال کے بجٹوں میں اس مد میں رکھی گئی۔ دیہی آب رسانی پر خرچ کی رقم بھی اسی طرح پونے تین لاکھ سے بڑھ کر پونے تین کروڑ سے زائد یعنی سو گنا ہو گئی۔ امید ہے کہ آپ تسلیم فرمائیں گے کہ یہ غیر معمولی اضافہ ہے۔

جناب والا ! جو سالانہ ترقیاتی پروگرام میں نے اپنے تیسرے بجٹ برائے 1974-75 میں پیش کیا تھا وہ مجموعی طور پر ایک سو سینتیس کروڑ روپے پر مشتمل تھا۔ کچھ خزانے وسائل کو بڑھا کر اور کچھ وفاقی حکومت سے مزید رقوم حاصل کر کے ہم نے 1974-75 میں ترقیاتی پروگرام پر ایک سو پچپن کروڑ پینتیس لاکھ روپے خرچ کئے ہیں۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے 1974-75 کی شعبہ وار تقسیم سے ہماری اس خواہش کا اظہار ہوتا ہے کہ خاص طور پر زرعی شعبے میں پیداواری پروگراموں کو ترجیح دی جائے اور ان پسماندہ علاقوں پر جن کی طرف ماضی میں توجہ نہ دی جا سکی تھی خصوصی توجہ دی جائے۔ 1974-75 کے دوران شہری اور دیہی علاقوں میں عوام کے حالات زندگی کو بہتر بنانے کی غرض سے تعلیم اور صحت جیسے شعبوں پر قابل ذکر توجہ دی گئی۔ ان شعبوں پر 1973-74 کے دوران انیس کروڑ ترانوے لاکھ روپے خرچ کئے گئے تھے جو 1974-75 کے دوران بڑھ کر اکتیس کروڑ ستر لاکھ روپے ہو گئے۔ آپ مجھ سے اتفاق فرمائیں گے کہ ایک سال کے اندر اندر تقریباً ستر فیصد اضافہ معمولی بات نہیں۔ اگر اس رقم کا مقابلہ 1971-72 سے کیا جائے تو یہ اضافہ ڈیڑھ سو فی صد سے زیادہ بیٹھتا ہے۔

جناب والا ! اب میں ترقیاتی پروگرام برائے 1975-76 کی تفصیلات پیش کرتا ہوں۔ اس کی میزان دو سو سات کروڑ اڑسٹھ لاکھ روپے ہے جو

1974-75 کے نظر ثانی-شدہ تخمینوں کے مقابلے میں چونتیس فیصد اضافہ ظاہر کرتی ہے - اس ترقیاتی پروگرام کے لئے ایک سو اسی کروڑ' پچھتر لاکھ روپے تو وفاقی حکومت سے ملیں گے اور ایک کروڑ بیس لاکھ روپے ہم اپنے وسائل میں سے بچا کر شامل کریں گے - باقی رہ گئے پچیس کروڑ تہتر لاکھ روپے - ان میں سے کچھ تو شاید بعض شعبوں میں پیش آنے والی ناگزیر عملی دشواریوں کی وجہ سے خرچ نہ ہو سکیں البتہ کچھ کے لئے ہمیں اپنے وسائل میں اضافے کی کوشش کرنی ہوگی -

جناب والا ! نئے ترقیاتی پرگروام میں بھی زراعت و آبپاشی اور متعلقہ شعبے ہماری خصوصی توجہ کا مرکز ہیں - ان شعبوں کے لئے ہم نے مجموعی طور پر سڑسٹھ کروڑ بارہ لاکھ روپے رکھے ہیں - یعنی مجموعی ترقیاتی پروگرام کا بتیس فیصد جو پچھلے سال کے مقابلے میں پچاس فیصد زائد ہے -

اس سال ہم نے سڑکوں اور پلوں کے شعبے کے لئے خاص طور پر بہت بڑی رقم مختص کی ہے یعنی چالیس کروڑ روپے جو گذشتہ سال کی نسبت پچیس فیصد زائد ہے اور دوسرے لفظوں میں مجموعی ترقیاتی پروگرام کا تقریباً 19 فیصد - اسی طرح معاشرتی شعبوں تعلیم، صحت، معاشرتی بہبود، افرادی قوت کی تربیت اور ثقافت کے لئے مجموعی طور پر اکتالیس، کروڑ بیس لاکھ روپے رکھے گئے ہیں جو پورے ترقیاتی پروگرام کا تقریباً بیس فیصد ہوتے ہیں -

جناب والا ! اب تک میں نے ترقیاتی پروگراموں کا سال وار تجزیہ کر کے اس حکمت عملی کا ذکر کیا ہے جو ان پروگراموں کی تشکیل میں کار فرما رہی ہے - اس تجزیے سے یہ غلط فہمی دور ہو جانی چاہیے کہ ہمارے ترقیاتی پروگرام مناسب غور و فکر کے بغیر بنتے رہے ہیں یا کہ ان میں کوئی واضح رخ یا تسلسل نظر نہیں آتا - حقیقت یہ ہے کہ ہم نے شروع سے ہی اس سمت کا واضح تعین کر لیا تھا جو محدود وسائل کے دائرے میں رہتے ہوئے لیکن عوام کی خواہشات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ترقیاتی کوششوں کے لئے ہمیں اختیار کرنا تھی - ہم آہستہ آہستہ اور مرحلہ بہ مرحلہ آگے بڑھتے رہے ہیں - جو لوگ ہم سے معجزات کی توقع رکھتے تھے ہم انہیں مطمئن نہیں کر سکے تو اس کا مجھے غم نہیں - مجھے تو یہ اطمینان ہے کہ جب ترقی کی بجھتی ہوئی مشعل ہمارے ہاتھ آئی تو ہم نے اسے اپنے خون جگر سے روشن

رکھا اور جب یہ مشعل ایک اور نسل کو منتقل ہوگی تو یہ تابندہ تر ہوگی۔ ہو سکتا ہے کہ ہماری ترقی بعض لوگوں کے نزدیک ظاہری طور پر پرشکوہ نہ ہو لیکن ان کے لئے جن کی نگاہیں دور رس ہیں اور جو چیزوں کو صحیح منظر و پس منظر میں دیکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں یہ بات ڈھکی چھپی نہیں کہ ہم ترقیاتی کاموں کے فوائد کو ان محروم لوگوں اور علاقوں تک ، جنہیں ان کی اشد ضرورت ہے پہنچانے میں خاصی حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) نہ صرف یہ کہ مالی رقوم کی صورت میں سال بہ سال ہماری ترقیاتی کوششوں میں اضافہ ہوا بلکہ نظرثانی اور واقعاتی ہر دو اعتبار سے تدریجاً لیکن لازماً ایسی ترقی ہوئی ہے ۔ جسے بنیادی اور اصولی کہا جا سکتا ہے اور جو ہمارے منشور کے عین مطابق ہے ۔ اس سلسلہ میں کچھ اعداد و شمار تو میں پہلے پیش کر چکا ہوں ، کچھ اور اعداد و شمار ، جن سے میرے دعوے کی صداقت الم نشرح ہو جائے گی، اب ایوان کے استفادے کے لئے پیش کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب والا ! زراعت کے شعبہ کے لئے 1975-76 میں ستائیس کروڑ ، اٹھائیس لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جو 1974-75 کے نظرثانی شدہ تخمینہ جات سے تقریباً پچپن فی صد زائد ہے اور 1971-72 کے مقابلے میں آٹھ گنا ہے ۔ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ زرعی شعبے میں ہم نے کسانوں کو بنیادی پیداواری ضروریات مثلاً پانی ، بیج ، کھاد اور جراثیم کش ادویات فراہم کرنے پر زیادہ زور دیا ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

جناب والا ! بیج ایک اہم زرعی ضرورت ہے ۔ ماضی میں بیج کے پروگرام پر مناسب توجہ نہیں دی جاتی رہی ۔ اچھے بیجوں کی پیداوار اور ان کی تقسیم کے نظام میں مناسب ربط نہ ہونے کے باعث ماضی میں ہمارے کسان اچھے بیج مناسب مقدار میں حاصل نہ کر سکے ۔ اب ہم نے تہیہ کیا ہے کہ اچھے بیج نہ صرف پیدا کئے جائیں بلکہ انہیں صاف کر کے مناسب جگہ ذخیرہ کیا جائے اور ان کی تقسیم کا ایسا عمدہ نظام بنایا جائے کہ ہر کسان کو مستند اور زیادہ پیداوار دینے والا بیج مناسب داموں ہر ضرورت کے وقت اور گھر سے قریب دستیاب ہو سکے(تالیاں) ۔ 1972-73 میں ساڑھے تین لاکھ من ، 1973-74 میں ساڑھے چار لاکھ من ، 1974-75 میں پونے سات لاکھ من ۔ مستند بیج سرکاری طور پر تقسیم کیا گیا ۔ اگلے سال ہمارا پروگرام ہے کہ ساڑھے پندرہ لاکھ من مستند بیج بانٹا جائے (تالیاں) ۔ اس میں سوا تین لاکھ من گندم کا

وہ بیج بھی ہے جو ہم میکسیکو سے منگوا رہے ہیں، اور جیسے ہم 1975-76 کی ربیع میں بوئیں گے اور اس سے پیدا ہونے والی فصل کو محفوظ کر کے اگلے سال کے لئے ایک کروڑ من سے زائد بیج حاصل کر لیں گے۔ اس طرح ہمیں پوری امید ہے کہ ہم کم از کم گندم کے سلسلے میں اچھے بیج کی ضرورت کو سو فیصد پورا کر لیں گے ۔ اندازہ ہے کہ اچھے بیجوں کے استعمال سے گندم کے سلسلے میں ہم دو سال کے اندر اندر بخود کفالت کی منزل سے بھی آگے بڑھ سکیں گے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! زرعی پیداوار میں کھاد ایک اہم عنصر ہے ۔ اس کی تقسیم کے نظام کو بہتر اور مؤثر بنانے کی بیشتر ذمہداری اکتوبر 1973 میں صوبائی زرعی سپلائیز کارپوریشن کے سپرد کر دی گئی تھی ۔ اس کارپوریشن نے صوبے کے دور افتادہ علاقوں میں اپنے ڈپوؤں کا جال بچھا دیا ہے ۔ اب تک تقریباً چھ سو سیل ڈپو کھل چکے ہیں جن میں سے اکثر دیہی اور دور افتادہ علاقوں میں ہیں ۔ پچھلے سال ہمارے صوبے میں کل دو لاکھ ، سینتالیس ہزار ٹن کھاد استعمال ہوئی تھی ۔ اس سال انتیس ہزار ٹن کھاد زیادہ استعمال ہوئی ہے یعنی پچھلے سال سے تقریباً 12 فیصد زیادہ ۔ گرانی اور پانی کی کمی کے باعث ، جبکہ پاکستان کے دوسرے علاقوں میں کھاد کے استعمال میں اس سال پچھلے سال کے مقابلے میں کمی ہوئی ہے ، ہمارے ہاں اس کے استعمال میں اضافہ قابل ذکر ہے ۔ اگلے سال ہمارا ارادہ ہے کہ کم از کم تین لاکھ ، اڑسٹھ ہزار ٹن کھاد ضرور استعمال ہو ۔ تقسیم کے نظام کو مزید بہتر بنانے کے لئے ہم امداد باہمی کی انجمنوں سے بھی مدد لینے کا ارادہ رکھتے ہیں اور بعض دیگر نیم سرکاری اداروں کے وسائل کو بھی استعمال کرنے پر غور کر رہے ہیں ۔

جناب والا ! پودوں کو کیڑوں مکوڑوں سے بچانے کے لئے 1971-72 میں بارہ لاکھ ایکڑ پر دوا چھڑکی گئی تھی ۔ 1972-73 میں بارہ لاکھ ،چھتیس ہزار ایکڑ پر ، 1973-74 میں ساڑھے ستائیس لاکھ ایکڑ پر اور 1974-75 میں تیس لاکھ ایکڑ پر دوا چھڑکی گئی ۔ ہم آئندہ مالی سال کے دوران اکتالیس لاکھ ایکڑ سے زیادہ رقبے پر کیڑے مار دوا چھڑکنے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔ 1971-72 کے مقابلے میں یہ اضافہ تقریباً دو سو پچاس فیصد ہے ۔ اس کے علاوہ وفاقی حکومت بھی ہوائی جہازوں سے کھیتوں پر کیڑے مار دوا چھڑکواتی ہے ۔ چنانچہ پنجاب میں 1972-73 کے دوران نو لاکھ ایکڑ رقبے پر

دوا چھڑکی گئی اور 75-1974 میں بیس لاکھ ایکڑ پر ۔ 76-1975 کے لئے 23 لاکھ ایکڑ کا نصب العین مقرر کیا گیا ہے جو 73-1972 کے مقابلے میں ڈیڑھ سو فیصد سے زائد اضافہ ہے ۔

چاول کی فصل کے لئے پودوں کے تحفظ کے پروگرام کو خاص طور پر وسعت دی گئی ہے ۔ جس کے نتیجے میں چاول کی پیداوار 72-1971 کے ہونے دس لاکھ ٹن سے بڑھ کر 75-1974 میں گیارہ لاکھ ، چونتیس ہزار ٹن تک پہنچ گئی ۔ آپ مجھ سے اتفاق فرمائیں گے کہ تین سال کے اندر اندر چاول کی پیداوار میں سولہ فیصد اضافہ یقیناً قابل قدر ہے ۔ یاد رہے کہ کرم کش ادویہ پر جو خرچ آتا ہے حکومت زمینداروں سے اس کا صرف ایک چوتھائی وصول کرتی ہے اور باقی تین چوتھائی خود برداشت کرتی ہے ۔ اس قسم کا خرچ 72-1971 میں صرف بیاسی لاکھ روپے تھا ۔ سال رواں میں یہ آٹھ کروڑ تک پہنچ گیا ۔ اگلے سال اس مد میں دس کروڑ سے زائد کا تخمینہ ہے یعنی 72-1971 کے مقابلے میں بارہ گنا سے بھی زائد اضافہ ۔

جناب والا ! حکومت نے زمین کو ہموار کر کے نئے رقبوں کو زیر کاشت لانے کا ایک جامع پروگرام بھی شروع کیا ہے ۔ اس غرض کے لئے حکومت چھ سو نئے بل ڈوزر خریدنا چاہتی ہے جن میں سے دو سو تین کا آرڈر پہلے ہی دیا جا چکا ہے اور ان کی آمد جلد متوقع ہے ۔ 72-1971 سے اب تک ساڑھے تین لاکھ ایکڑ رقبے کو ہموار کیا جا چکا ہے ۔ اگلے سال کے لئے ارادہ ہے کہ ایک لاکھ چھپن ہزار ایکڑ رقبے کو ہموار کیا جائے ۔

زمین کو ہموار کرنے کے علاوہ محکمہ زراعت نے تحفظ اراضی کے لئے بردہ زمین کی حد بندی ، کٹی پھٹی کھالیوں کی بھرائی اور وٹ بندی کر کے اصلاح اراضی کی سکیم بھی شروع کی جا رہی ہے ۔ تحفظ اراضی کے عمل کے تحت 72-1971 میں ستائیس ہزار ایکڑ رقبے پر کام ہوا تھا ۔ 75-1974 میں ترپن ہزار ایکڑ پر کام ہوا ۔ اگلے سال کا تخمینہ ستانوے ہزار ایکڑ ہے ۔

جناب والا ! کسانوں کے لئے عام قرضے کی سہولت کا انتظام بھی کیا گیا ہے ۔ 72-1971 میں گیارہ کروڑ کے قرضے دیئے گئے تھے ۔ 75-1974 میں پچاس کروڑ کے قرضے دیئے گئے ۔ ہماری کوشش یہ ہے کہ اس خریف اور آنے والی ربیع میں کسانوں کو گذشتہ سال سے بھی زیادہ قرضے مہیا کئے جائیں تا کہ وہ کیمیائی کھاد ، اچھے بیجوں اور اسی طرح کی دوسری ضروریات پر کھلے دل سے خرچ کر سکیں ۔ آنے والی ربیع میں اللہ نے چاہا تو تربیلا بند

چالو ہو جائے گا - اس طرح جو پانی ہمیں ملے گا اس کے بہترین استعمال کے لئے یہ سہولتیں بے حد ضروری ہیں اور ہمیں ابھی سے ان کی فکر کرنی ہوگی -

کسانوں کی حوصلہ افزائی کے لئے ہم نے ہر سال ان کی بڑی بڑی فصلوں کی قیمتیں بڑھائی ہیں - مثلاً گندم کی سرکاری قیمت خرید جو 72-1971 میں صرف سترہ روپے من تھی اب سینتیس روپے من ہے - گنے کی قیمت جو 72-1971 میں محض ڈھائی روپے من تھی اب سوا پانچ روپے من ہے - باسمتی چاول کی قیمت جو 72-1971 میں محض اڑتیس روپے من تھی اب نوے روپے من ہے۔ موٹے چاول کی قیمت جو 72-1971 انیس روپے بیس روپے من تھی اب اڑتالیس روپے من ہے - اچھی قیمتوں نے کسانوں کو حوصلہ دیا ہے اور انہیں نئے زرعی آلات خریدنے کی سکت دی ہے - یہی وجہ ہے کہ 75-1974 میں تقریباً ساڑھے گیارہ لاکھ ٹن چاول ، تقریباً چوبیس لاکھ گانٹھ کپاس ، تقریباً ایک سو چالیس لاکھ ٹن گنا اور تقریباً چھپن لاکھ ٹن گندم پیدا ہوئی - اگلے سال ہماری کوشش ہوگی کہ چاول بارہ لاکھ ٹن ، کپاس چھبیس لاکھ گانٹھ ، گنا ایک سو ستر لاکھ ٹن اور گندم چونسٹھ لاکھ ٹن تک ضرور پہنچ جائیں -

جناب والا ! زرعی پیداوار کے عمل میں ایک بہت اہم عنصر آبپاشی ہے - پانی بارش سے آتا ہے جو قدرت کا عطیہ ہے - لیکن بارشیں کبھی کم ہوتی ہیں کبھی زیادہ ، کبھی تھمنے کا نام نہیں لیتیں اور سیلاب آ جاتا ہے ، کبھی ایسا تھمتی ہے کہ پیاسی زمین ایک ایک بوند کو ترستی ہے لہذا ان پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا - بارشوں کا پانی دریاؤں میں آتا ہے جن سے نہریں نکال کر ہم نے آبپاشی کے نظام کو مستحکم کیا ہے - گذشتہ چار سال کے دوران ایک سو چھپن میل نئی نہریں ، بانوے میل سیم نالیاں اور چوبیس میل بند تعمیر کئے گئے ہیں - اس کے علاوہ تین سو چھبیس میل لمبی نہروں اور چورانوے میل لمبی سیم نالیوں کو از سر نو درست کیا گیا ہے - سات چھوٹے بندوں پر تعمیر کا کام بھی جاری ہے -

جناب والا ! نہروں کے علاوہ آبپاشی کا ایک اور ذریعہ زیر زمین پانی ہے جس سے استفادے کی خاطر ہم نے سرکاری طور پر بھی ٹیوب ویل لگائے ہیں اور نجی طور پر ٹیوب ویل لگانے کے عمل کی حوصلہ افزائی بھی کی ہے - سرکاری ٹیوب ویلوں کی تعداد 72-1971 میں سات ہزار تھی ، اب یہ ساڑھے نو ہزار ہیں - نجی ٹیوب ویل 72-1971 میں نوے ہزار تھے , اب یہ ایک لاکھ لاکھ سولہ ہزار ہیں - نجی ڈیزل ٹیوب ویلوں کی حوصلہ افزائی کے لئے ہم نے

امدادی شرح منظور کی ہے جو بارہ ہزار روپے فی ٹیوب ویل تک جا پہنچی ہے ۔ ٹیوب ویل سبسڈی پر اب تک تقریباً چار کروڑ روپے خرچ ہو چکے ہیں ۔ یہ بات قابل ذکر معلوم ہوتی ہے کہ اس سال ٹیوب ویلوں پر کاشت ہونے والی گندم کے رقبے میں پانچ لاکھ ایکڑ کا اضافہ ہوا ہے ۔

جناب والا ! 76-1975 میں آبپاشی کے لئے تیس کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے ۔ اس رقم میں سے پچیس کروڑ روپے کی رقم محکمہ آبپاشی کے منصوبوں پر عملدرآمد کرنے کے لئے مختص کی گئی ہے اور پانچ کروڑ روپے کی رقم واپڈا کے منصوبوں کے لئے رکھی گئی ہے ۔ محکمہ آبپاشی کے پروگرام میں جن بڑے بڑے منصوبوں کو شامل کیا گیا ہے ان میں سے چند یہ ہیں :

اپر گوگیرہ نہر کی تشکیل نو ، غیر آباد علاقوں میں نہروں کی کھدائی، عباسیہ اور بہاول انہار کی گزر گاہوں میں توسیع ، بخت نہر میں توسیع ، اور بیمندری ، رائے ونڈ لڑکی اور ھنجرانی کے سیم نالے ۔ اس کے علاوہ مختلف چھوٹے چھوٹے بندوں پر کام جاری رکھا جائے گا ۔ مثلاً کنجور ، چنی پور ، گیرانٹی ، کھوکھر زار ، پنڈ سویکا ، پٹیاں اور وھووا ابریز ۔ ہم نے رواں مالی سال کے دوران حفاظتی بندوں کی تعمیر پر بھی بہت سے اخراجات برداشت کئے ہیں ۔

آئندہ مالی سال کے دوران بھی سیلابی تعمیراتی مثلاً حفاظتی پشتوں کی تعمیر ، پنجند پر دریائی تعمیراتی اور تونسہ بیراج اور غازی گھاٹ پر ذیلی پشتوں کی مرمت پر پانچ کروڑ روپے سے زیادہ کی رقمیں خرچ کی جائیں گی ۔

محکمہ آبپاشی کے لئے مشینری کی درآمد کے لئے پانچ کروڑ روپے کی خطیر رقم رکھی گئی ہے تاکہ پرانی اور خستہ حال مشینوں کو بدلا جا سکے ۔ اس سے محکمہ آبپاشی کے ہنگامی اور غیر ہنگامی کاموں کو تیزی سے انجام دینے کی صلاحیت بڑھ جائے گی ۔

واپڈا کے لئے جو پانچ کروڑ روپے رکھے گئے ہیں ان میں سے تین کروڑ سڑسٹھ لاکھ روپے کی رقم خان پور ڈیم کے سلسلے میں ہمارے صوبائی حصے کے طور پر ادا ہو گی ۔ ایک کروڑ اکتیس لاکھ روپے زیر زمین اور بالائے زمین پانی کے منصوبوں کی تحقیقات کے لئے رکھے گئے ہیں ۔ جن میں سے ستر لاکھ روپے بوٹھوہار اور بیس لاکھ روپے پسرور کے لئے مختص کئے گئے ہیں ۔

جناب والا! آپ کو معلوم ہے کہ زمین کے سلسلے میں ہمیں سب سے بڑا مسئلہ سیم اور تھور کا درپیش ہے ۔ جب سے مستقل نہریں جاری ہوئی ہیں پانی کی سطح ایک سے دو فٹ سالانہ تک بلند ہوتی رہی ہے ۔ پنجاب میں کل زیر کاشت نہری رقبہ دو کروڑ ایکڑ ہے ۔ اس میں ستر لاکھ ایکڑ سے زیادہ ایسا رقبہ ہے جہاں زیر زمین پانی کی گہرائی دس فٹ سے بھی کم ہے ۔ اس کا زرعی پیداوار پر بہت برا اثر پڑ رہا ہے ۔ سیم اور تھور کے انسداد کے لئے ایک جامع پروگرام واپڈا کے ذریعے سے شروع کیا گیا ہے جس پر وفاقی حکومت سرمایہ لگائے گی ۔ یہ پروگرام گیارہ سال کا ہے اور سال رواں اس کا پہلا سال تھا ۔ اس پروگرام کے تحت پنجاب میں اٹھاسی لاکھ ایکڑ رقبے کی اصلاح کی جائے گی جس پر دو سو چھیاسی کروڑ روپے کی زبردست رقم خرچ ہو گی ۔ اس پروگرام کے تحت اگلے مالی سال میں واپڈا پنجاب میں ایک ہزار برقی ٹیوب ویل نصب کرے گا اور ایک سو چالیس میل لمبے سیم نالے کھودے گا ۔ اس سلسلے کے منصوبوں میں ایک اہم منصوبہ ضلع لائل پور میں پھالنگ سیم نالے کا ہے جس پر کام شروع ہو چکا ہے ۔

جناب والا! افزائش حیوانات کے شعبے کے ترقیاتی اخراجات پچھلے چند سالوں میں بہت تیزی سے بڑھتے رہے ہیں ۔ 72-1971 میں یہ رقم صرف اسٹھ لاکھ تھی جبکہ 75-1974 میں بڑھ کر تین کروڑ ہو گئی ہے ۔ آئندہ سال کے لئے مزید اڑتیس فیصد اضافہ کر کے یہ رقم چار کروڑ چودہ لاکھ کر دی ہے ۔ اس شعبے کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم نے 1973 میں لائیوسٹاک اور ڈیری ڈویلپمنٹ کے محکمے کو الگ کرنے کا فیصلہ کیا ہے ۔ بعد ازاں گوشت، دودھ ، مرغی ، انڈوں کی فراہمی کو بڑھانے کی غرض سے نومبر 1973 میں پنجاب لائیوسٹاک ، ڈیری اینڈ پولٹری ڈویلپمنٹ بورڈ قائم کر دیا گیا تھا ۔ اس بورڈ کے ذمے افزائش حیوانات کے منصوبوں کو افادی خطوط پر قائم کرنا اور چلانا ہے ۔ خطیر رقوم کے اضافے اور نئے محکمے اور نئے بورڈ کے قیام سے ہماری معیشت کے اس نسبتاً نظر انداز شدہ شعبے کو نئی قوت حاصل ہوئی ہے ۔ اس شعبے میں پیداوار کی اس وقت یہ حالت ہے کہ بازار میں انڈے ہر دوسری چیز سے سستے ہیں اور حکومت سوچ رہی ہے کہ یا تو انہیں خرید کر خود سٹور کرے یا برآمد کی اجازت دیدے ۔ 72-1971 میں انڈہ دینے والی مرغیوں کی تعداد پانچ لاکھ تھی ۔ اس سال کا تخمینہ دس لاکھ ہے چار سال میں سو فیصد اضافہ برا تو نہیں ۔ یہی حالت گوشت کے طور پر استعمال ہونے

والی مرغیوں کی ہے ۔ وہ اتنے ہی عرصے میں گیارہ لاکھ سے ستائیس لاکھ ہو گئی ہیں ۔ یہ ڈھائی گنا اضافہ ہے ۔ شعبۂ حیوانات میں مصنوعی تخم ریزی (artificial insemination) کے میدان میں بھی قابل قدر کام ہوا ہے ۔ حیوانات کی نسل بہتر بنانا انتہائی ضروری ہے تاکہ وہ زیادہ گوشت اور دودھ دے سکیں ۔ مصنوعی تخم ریزی کا پروگرام اس سلسلے میں ایک انقلابی قدم ہے 1971-72 کے مقابلے میں اس پروگرام میں دو گنا اضافہ ہو چکا ہے جو اگلے سال پانچ گنا ہو جائیگا توقع ہے کہ چند ہی سال میں بہتر نسل کے جانور عام ہو جائیں گے ۔

جناب والا! سالانہ ترقیاتی پروگرام 1975-76 میں افزائش جنگلات کے لئے دو کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے ۔ جو سال رواں کے مقابلے میں تیس فیصد زائد ہے ۔ ابھی تک پنجاب کے جنگلات کو خاطر خواہ ترقی نہیں دی گئی ۔ پانچ کروڑ نو لاکھ ایکڑ کے مجموعی رقبہ اراضی میں سے محکمہ جنگلات کے پاس صرف پندرہ لاکھ ایکڑ رقبہ ہے ۔ اس میں سے کوئی پانچ لاکھ ایکڑ پر واقعی جنگلات موجود ہیں ۔ اس شعبے میں خاطر خواہ ترقی نہیں ہوئی اور اس کا مجھے افسوس ہے ۔ نئے لگائے جانے والے درختوں کی تعداد 1971-72 میں ایک کروڑ ، انیس لاکھ تھی ۔ 1974-75 میں یہ تعداد ایک کروڑ ، پچاس لاکھ ہو گئی ہے اور 1975-76 میں ایک کروڑ ، ستاسی لاکھ ہو جائے گی ۔ اس سال ہم طالب علموں اور اساتذہ کی مدد سے اس پروگرام میں ایک نئی وسعت پیدا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔ امید ہے کہ اس اہم قومی دولت کی افزائش میں عوام بھرپور تعاون کریں گے ۔

جناب والا ! ماہی پروری کے شعبے میں مچھلی کے بچوں کی پیداوار کو تیز تر کرنے کا ہنگامی منصوبہ بنایا گیا ہے تاکہ صوبے کے تمام آبی ذخیروں ، تالابوں اور جوہڑوں میں ماہی پروری کی جا سکے ۔ اس مقصد کے لئے مختص شدہ رقم 1971-72 کے ایک لاکھ پچانوے ہزار سے پچاس گنا بڑھا کر 1975-76 میں ایک کروڑ تک پہنچا دی گئی ہے ۔ صوبے کے مختلف تالابوں میں مچھلی کے پونگ کی تعداد 1971-72 میں صرف چھ لاکھ تھی جو سال رواں میں سترہ لاکھ ہو گئی اور اگلے سال چالیس لاکھ ہو جائے گی ۔ مچھلی کی پیداوار جو 1971-72 میں بچاسی ہزار من اور سال رواں میں ایک لاکھ پچیس ہزار من تھی آئندہ سال ایک لاکھ پچاس ہزار من تک بڑھ جائے گی ۔ لیکن اگلے سالوں میں جب پونگ کی افزائش ہو جائے گی تو یہ مقدار زیادہ نہایت تیزی سے بڑھ جائے گی ۔

جناب والا ! پچھلے سال کا بجٹ پیش کرتے وقت میں نے عوامی تعمیراتی پروگرام کی رفتار کے بارے میں قدرے بے اطمینانی کا اظہار کیا تھا - میں نے اس ارادے کا بھی اظہار کیا تھا کہ آئندہ ہم دیہی آبادیوں کے حالات کو بہتر بنانے کی ہزارہا چھوٹی سکیموں پر زیادہ توجہ دینگے اور لوگوں کو انہی بہبود سے متعلق سکیموں میں براہ راست شمولیت کا موقع فراہم کریں گے - مجھے یہ اعلان کرتے ہوئے مسرت محسوس ہوتی ہے کہ سال رواں میں ہمارے اس پروگرام نے اپنے نظریے اور طریق کار ، دونوں کے اعتبار سے نمایاں کامیابی حاصل کی ہے - رواں مالی سال کے دوران اس پروگرام نے اپنی استعداد کا ثبوت بہم پہنچایا ہے اور ہم نے مزید رقوم مہیا کرنے میں بخل سے کام نہیں لیا - اس پروگرام کے لئے بجٹ میں مختص شدہ رقم صرف چھ کروڑ تھی جسے بڑھا کر سال کے آخر تک تقریباً ساڑھے چودہ کروڑ روپے کر دیا گیا - یہاں اس بات کا اعادہ غیر مناسب نہ ہوگا کہ عوامی تعمیراتی پروگرام موجودہ حکومت کے ان بنیادی پروگراموں کا حصہ ہے جن پر عمل درآمد سے عوام کو منظم کرنا اور ان کی بھرپور شمولیت سے تعمیر نو کے کام کو آگے بڑھانا مقصود ہے - رواں مالی سال کے دوران اس پروگرام کو فعال بنانے میں ہمارے صوبائی اور قومی اسمبلی کے اراکین نے ڈسٹرکٹ ورکس کونسلوں کے چیئرمینوں کی حیثیت سے نمایاں کردار ادا کیا ہے - منصوبوں پر عمل درآمد کی رفتار ان کی ذاتی دلچسپی اور محنت کے باعث یقیناً تیز ہو گئی ہے جس کے لئے وہ مبارکباد کے مستحق ہیں -

1972-73 سے لے کر اب تک اس پروگرام کے تحت چھ سو اٹھائیس میل پختہ سڑکیں اور بارہ سو اکیس میل کچی سڑکیں تعمیر کی گئیں - منصوبوں کو دیہات کی سطح تک لے جانے کی پالیسی کے تحت سڑکوں پر پلیاں بنانے کے کام نے نئی اہمیت حاصل کی - اب تک اٹھارہ سو پچھتر پلیاں تعمیر ہو چکی ہیں - صحت اور پبلک ہیلتھ کے شعبے میں تقریباً تین ہزار دستی نل لگائے جا چکے ہیں -

ایک سو ستر ڈسپنسریاں اور ایک سو ساٹھ سے زیادہ آب رسانی کی سکیمیں پیپلز پروگرام کے تحت مکمل کی گئی ہیں - تعلیم کے میدان میں سولہ سو نئے سکول تعمیر کئے گئے اور ساڑھے پندرہ سو پرانے سکولوں میں کمروں کا اضافہ کیا گیا ہے - عورتوں کی تربیت کے لئے چودہ سو صنعتی مراکز مکمل کئے گئے ہیں -

یہ پروگرام چونکہ عوامی حکومت کی معاشی و معاشرتی اصلاحات کے بنیادی پروگراموں کا لازمی حصہ ہے اس لئے اگلے مالی سال میں اس پروگرام کو مزید آگے بڑھانے کے لئے اقدامات کئے گئے ہیں - عوام کو باقاعدہ اداروں میں منظم کرنے اور مقامی فلاح و بہبود کے کاموں کی منصوبہ بندی میں شامل کرنے کے لئے "دیہی تعمیراتی کونسل" اور "حلقہ تعمیراتی کونسل" قائم کرنے کے انتظامات مکمل کر لئے گئے ہیں - اس طرح عملی میدان میں عوامی قیادت کو آگے لا کر اور ان کی براہ راست شمولیت سے یہ پروگرام اور بھی جاندار اور موثر ہو جائیگا -

عوامی تعمیراتی پروگرام کے سلسلے میں ایک بات یاد رکھنی چاہئے کہ اس کے تحت صوبے میں کم ترقی یافتہ اضلاع کے لئے کہیں زیادہ رقمیں مختص کی گئی ہیں - اس پروگرام کے تحت قابل تقسیم رقموں کا پچپن فیصد ایسے تو پسماندہ اضلاع کے لئے مختص کیا گیا ہے جو آبادی کا صرف اٹھائیس فیصد ہیں - پنتالیس فیصد باقی ماندہ رقمیں ان دس ترقی یافتہ اضلاع کے لئے مختص کی گئی ہیں جن میں آبادی کا بہتر فیصد حصہ رہتا ہے -

جناب والا ! سڑکوں اور پلوں کے کام کو ہم نے اپنے سالانہ ترقیاتی پروگرام 1975-76 میں خصوصی ترجیح دی ہے اور اس کے لئے چالیس کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے - اس سے ہم دو سو میل لمبی نئی سڑکوں کی تعمیر اور موجودہ سڑکوں میں دو سو پچاس میل کی حالت بہتر بنا سکیں گے - اس کے علاوہ ہم متعدد چھوٹے اور بڑے پلوں کی تعمیر کا کام کر سکیں گے - 1975-76 کے پروگرام میں جو اہم سڑکیں اور پل شامل ہیں ان میں سے چند کا ذکر میں یہاں کرنے کی اجازت چاہتا ہوں :

لاہور اور گوجرانوالہ کے درمیان دوہری سڑک کی تعمیر جاری ہے اور ایسی ہی سڑک لاہور اور شیخوپورہ کے درمیان بھی تعمیر کی جا رہی ہے - ان دونوں سڑکوں پر ٹریفک کا اس قدر بوجھ ہے اور یہ بوجھ اس تیزی سے بڑھ رہا ہے کہ میرے خیال میں ان کی تعمیر بہت پہلے ہو جانی چاہئے تھی - بہر حال اب کام تیزی سے ہو رہا ہے - میں نے موقع پر جا کر کام کا جائزہ لیا ہے اور محکمے کو تاکید کی ہے کہ جلد از جلد اسے پایہ تکمیل تک پہنچا دے - زیر تعمیر بڑے بڑے پلوں میں سے ایک وزیر آباد کے نزدیک دریائے چناب پر ، ایک شکر گڑھ کے نزدیک بئیں نالے پر ، ایک بھمبر نالے پر گجرات کے قریب جی - ٹی روڈ پر ، ایک گجرات / سرگودھا روڈ پر ، ایک

گلبرگ روڈ اور لاہور چھاؤنی کے درمیان ریل کی پٹڑی پر اور ایک پل ڈیرہ غازی خان میں تونسہ کے قریب سانگڑ ندی پر بنے گا طالب والا کے نزدیک لاہور / سرگودھا روڈ پر دریائے چناب پر ایک پل کی تعمیر تحقیقاتی مرحلے سے گزر چکی ہے اور تعمیراتی کام عنقریب شروع ہو جائے گا۔ دریائے سندھ پر ملتان ۔ ڈیرہ غازی خان روڈ پر غازی گھاٹ کا پل اور دریائے ستلج پر ضلع بہاولنگر میں بھوکاں والا پتن کے نزدیک ایک پل کی تعمیر کا ابتدائی جائزہ لیا جا رہا ہے ۔ اسلام ہیڈ ورکس اور پنجند ہیڈ ورکس پر پلوں کی از سرنو تعمیر کا بھی جائزہ لیا جا رہا ہے ۔ سرگودھا ، اوکاڑہ ، صادق آباد ، رحیم یار خان اور خان پور میں آئندہ مالی سال کے دوران بالائی پلوں کی تعمیر بھی شروع کی جائے گی ۔ ملکوال کے قریب دریائے جہلم پر ، جھنگ اور سرگودھا کے درمیان دریائے چناب پر اور خوشاب کے نزدیک دریائے جہلم پر پل کی تعمیر و توسیع کا جائزہ بھی لیا جائیگا ۔

اگلے سال کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں مواصلات کے محکمے کے لئے مشینری کے ضمن میں تین کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے تاکہ بڑے بڑے تعمیراتی کاموں کو مکمل کرنے کے لئے اس کی استعداد میں اضافہ ہو جائے۔ اس مشینری میں کارپٹنگ پلانٹ بھی شامل ہونگے تاکہ سڑکوں کا کام تیزی کے ساتھ اور سردی اور برسات کے دنوں میں بھی پورے زور سے ہو سکے ۔

1971-72 میں مواصلات کے میدان میں ترقی کی جو رفتار تھی اس سے اگر گذشتہ تین سال کے دوران مکمل ہونے والے ترقیاتی منصوبوں کا موازنہ کیا جائے تو صورت حال نہایت تسلی بخش نظر آئے گی ۔ 1972-75 کے تین سالوں میں چار سو بیالیس میل لمبی نئی سڑکیں تعمیر کی گئیں ، جبکہ 1971-72 کے دوران صرف آکسٹھ میل لمبی سڑکوں کی تعمیر کی گئی تھی ۔ ایک بات کا خیال رہے کہ پروگرام مرتب کرتے ہوئے ہمیں احساس رہا ہے کہ ہمارے وسائل صرف بڑی سڑکوں تک ہی محدود نہ رہیں بلکہ انہیں دیہی علاقوں ، بالخصوص دور دراز کے علاقوں کی سڑکوں پر بھی صرف کیا جائے۔

جناب والا ! اب صنعت کی طرف آئیے ۔ صنعتی شعبے میں خاصا کام ہوا ہے مثال کے طور پر پنجاب صنعتی ترقیاتی بورڈ اور پنجاب معدنی ترقیاتی کارپوریشن جیسے ادارے قائم کئے گئے ہیں ۔ پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن اور صنعت و حرفت کی ڈائرکٹریٹ کی از سر نو تنظیم کی گئی ہے ۔ پہلے دونوں اداروں کا قیام تو اس لئے عمل میں آیا ہے کہ ان اداروں میں براہ راست سرکاری سطح پر سرمایہ

کاری کی جاسکے جن میں نجی سرمایہ کاری مطلوبہ حد تک آگے نہیں آ رہی تھی۔ البتہ دوسرے دو اداروں کی تنظیم نو اس لئے کی گئی ہے کہ نجی سرمایہ کاری کو بڑھایا جا سکے اور اس کے لئے سہولتیں فراہم کی جاسکیں۔

پنجاب صنعتی ترقیاتی بورڈ نے چینی کے چھ کارخانے، کپڑے کے تین کارخانے اور چاول چھڑنے کے چھ کارخانوں کے قیام کے لئے کام شروع کر دیا ہے۔ چینی اور کپڑے کے کارخانوں میں تو ابھی کچھ دیر لگے گی لیکن چاول چھڑنے کے چھ کارخانے چاول کی نئی فصل تیار ہوتے ہی کام شروع کر دیں گے۔ یہ بھی یاد رہے کہ قومی تحویل میں آجانے والی چودہ گھی ملیں بھی پنجاب صنعتی ترقیاتی بورڈ کے زیر انتظام کام کر رہی ہیں۔

اگرچہ پنجاب معدنی ترقیاتی کارپوریشن اپنے قیام کے ابتدائی مراحل میں ہے مگر اس میں اتنی اہلیت ہے کہ صوبے کی معدنیات کو تلاش کرنے اور ترقی دینے میں ایک موثر کردار ادا کرسکے۔ کوہستان نمک (salt range) طرح طرح کی معدنیات کا "ارضیاتی عجائب گھر" ہے۔ ان معدنیات میں نمک، کوئلہ اور چونے کا پتھر، جپسم، فائر کلے، چکنی مٹی، پیلی اور سرخ مٹی، شیشہ ریت، خام لوہا، ڈولو مائٹ وغیرہ شامل ہیں۔ اگرچہ کارپوریشن کے لئے 1975-76 میں دو لاکھ روپے کی علامتی رقم مہیا کی گئی ہے تاہم ضمنی بجٹ میں ہم نے اس کے لئے نوے لاکھ روپے کی رقم مہیا کی ہے جو تقریباً تمام تر آئندہ سال میں استعمال ہوگی۔

پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن جولائی 1972 میں ویسٹ پاکستان سمال انڈسٹریز کارپوریشن کی تحلیل کے بعد قائم کی گئی تھی جس کا مقصد صوبے میں چھوٹی اورگھریلو صنعتوں کو ترقی دینا تھا۔ اس کارپوریشن کے لئے 1972-73 کے بجٹ میں صرف تین لاکھ روپے کی برائے نام رقم تھی جو 1975-76 میں بڑھا کر ایک کروڑ نوے لاکھ کر دی گئی ہے۔ یہ تریسٹھ گنا اضافہ ہے اور ہر گز معمولی بات نہیں۔

گذشتہ دو سالوں کے دوران سمال انڈسٹریز کارپوریشن کا خصوصی پروگرام یہ رہا ہے کہ پنجاب بھر میں قالین بافی کے مراکز کا جال بچھا دیا جائے۔ 1973-74 کے دوران میں قالین بافی کے پینتیس مراکز اور 1974-75 میں مزید چھبیس ایسے مراکز قائم کئے گئے۔ 1975-76 کے دوران بارانی علاقوں کے لئے مزید دس مراکز قائم کرنے کی تجویز رکھی گئی ہے۔ ان مراکز کی تربیتی

گنجائش جولائی 1972 میں سو زیر تربیت اشخاص سے بڑھ کر جون 1975 کے اختتام تک تقریباً دو ہزار کاریگروں تک پہنچ گئی ہے -

پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے پروگرام برائے 1975-76 میں جو بڑی سکیمیں شامل کی گئی ہیں ان میں سے ایک دیہی مزدوروں یعنی لوہاروں ، ترکھانوں وغیرہ کو ٹیکنیکل ٹریننگ دینے اور انہیں جدید انداز کے آلات خریدنے کے لئے قرضہ کے دینے کا پروگرام ہے جس کے لئے تقریباً پینتیس لاکھ روپے مہیا کئے گئے ہیں - اس سکیم کا مقصد ان دیہی دستکاروں کی حالت کو بہتر بنانا ہے جو کل دیہی آبادی کا تقریباً تیس فیصد حصہ ہیں اور جن کے بغیر زرعی انقلاب کا کوئی خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا ۔

جناب والا ! میں اس منصوبے کے بارے میں خاص طور پر کچھ کہنا چاہتا ہوں - بظاہر اس منصوبے کا مقصد دیہی کاریگروں اور دستکاروں کی حالت بہتر بنانا ہے - یہ مقصد لازماً میرے پیش نظر ہے ، لیکن اس مقصد کے پیچھے اس سے بھی بڑا مقصد یہ ہے کہ ہماری زراعت میں ٹریکٹروں اور ٹیوب ویلوں کے ذریعے جو انقلاب آرہا ہے اس میں دیہی کاریگر اور دستکار پوری طرح ہاتھ بٹا سکیں - زراعت مشینی ہوتی جا رہی ہے - اگر دستکار ان مشینوں کی مرمت نہ کر سکے جو استعمال کر رہے ہیں تو زراعت میں آتی ہوئی یہ تبدیلی ڈھیلی پڑ جائے گی - ضرورت اس امر کی ہے کہ ٹریکٹر اور ٹیوب ویل کی مرمت گاؤں ہی کا لوہار یا ترکھان گاؤں ہی میں انجام دے دے - اس کے لئے ضروری ہے کہ دیہی کاریگروں کو نئے آلات بھی دیئے جائیں اور ان آلات کے استعمال کی تربیت بھی -

چونکہ دیہی مزدور غریب ہیں اور ان میں سے اکثر جدید آلات خریدنے کی سکت نہیں رکھتے اس لئے انہیں قرضوں کی سہولت بھی دلوائی جائے گی - (تالیاں) ان قرضوں کی ضمانت کے طور پر وہ ان پانچ مرلہ رہائشی قطعات کو پیش کر سکیں گے جو ان میں تقسیم کیے جا رہے ہیں -

آئندہ مالی سال کے لئے پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے پروگرام میں جہلم اور لائل پور کے مقامات پر نئی چھوٹی صنعتی اسٹیٹس کا قیام بھی شامل ہے - پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن دستکاروں کے لئے گوجرانوالہ سمال انڈسٹریل اسٹیٹ میں تریپن اور بہاول پور سمال انڈسٹریل انڈسٹریل اسٹیٹ میں پچیس نئی ورکشاپیں بھی تعمیر کرے گی -

جناب والا ! اب ہم ایک اہم معاشرتی شعبے کی طرف آتے ہیں ۔ میں نے پہلے ذکر کیا تھا کہ ہم کم آمدنی والے لوگوں کو مکان بنانے کے لئے پلاٹ مہیا کرنے اور دیہی اور شہری آبادیوں کے لئے پینے کے صاف پانی کی فراہمی پر زور دے رہے ہیں ۔ ان شعبوں میں 1975-76 کے ترقیاتی پروگرام میں انتالیس کروڑ ، چھیاسی لاکھ روپے کی خطیر رقم رکھی گئی ہے ۔ اس پروگرام میں سرکاری ملازمین کے لئے مکانات اور سرکاری دفاتر اور عمارتوں کے لئے چھ کروڑ ، چونسٹھ لاکھ روپے کی رقم بھی شامل ہے ۔ آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ 1947 سے 1972 تک کے پچیس سالہ عرصے کے دوران سرکاری شعبے میں صرف تریپن ہزار رہائشی قطعات اراضی تیار کئے گئے تھے جب کہ 1972-73 سے نئے مالی سال کے آخر تک کے چار سالہ عرصے میں چھیاسی ہزار پلاٹ تیار ہو جائیں گے ۔

(تالیاں)

آزادی سے لے کر اب تک سرکاری شعبے کے تحت کوئی بھی رہائشی فلیٹ تعمیر نہیں کئے گئے تھے لیکن جب سے عوامی حکومت برسر اقتدار آئی ہے اس وقت سے اب تک آٹھ سو بانوے کم لاگت والے رہائشی فلیٹ تعمیر ہو چکے ہیں ۔ ان میں سے 512 فلیٹ لائلپور میں صنعتی کارکنوں کے لئے اور 380 فلیٹ لاہور میں عام لوگوں کے لئے تعمیر ہوئے ہیں ۔ ماضی کی روش سے ہٹ کر کم لاگت والے مکانات کی اکثر ترقیاتی سکیمیں لاہور شہر سے باہر واقع ہیں ۔ ایوان کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ کم لاگت کے رہائشی پلاٹوں کی چھیاسٹھ سکیموں میں سے باون لاہور سے باہر مختلف مقامات پر پھیلی ہوئی ہیں مثلاً چکوال ، شور کوٹ ، ٹوبہ ٹیک سنگھ ، سمندری ، بورے والہ ، ٹیکسلا ، وزیر آباد ، صادق آباد ، ساہیوال ، تلہ گنگ ، گوجرہ ، قائد آباد ، فورٹ عباس ، راولپنڈی ، جہلم ، ملتان ، مظفر گڑھ ، سوگودھا ، لائلپور ۔

(تالیاں)

جناب والا ! ہم بڑے بڑے شہروں کی تیزی سے بڑھتی ہوئی ضروریات سے بھی بے خبر نہیں ہیں ۔ شہر لاہور جو اپنے اعلیٰ ثقافتی ورثے اور شاندار روایات کے باعث پاکستان کا دل کہلاتا ہے اس کی صفائی اس کی دلکشی اور اس کی ترقی کے لئے بہت زیادہ توجہ درکار ہے ۔ میں نے محسوس کیا کہ ماضی کی کوتاہیوں کا ازالہ کرنے کے لئے پہلا قدم لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا قیام ہونا چاہئے جس کے فرائض میں لاہور شہر کے لئے ایک جامع ترقیاتی منصوبہ بنانا اور اس پر

عملدرآمد کرنا ہوگا ۔ میں بڑی خوشی سے یہ اعلان کرتا ہوں کہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی مئی 1975 سے قائم کر دی گئی ہے اور بڑی تیزی سے اپنے فرائض انجام دے رہی ہے ۔ اس اتھارٹی کو ایک واضح لائحہ عمل دیا گیا ہے جسے ایک خاص مدت میں پورا کرنا ہوگا ۔ آپ یہ سن کر خوش ہوں گے کہ ملک کے بہت سے بڑے بڑے تعمیراتی اور کاروباری ادارے اس اتھارٹی کے ساتھ بھرپور تعاون کر رہے ہیں اور اتھارٹی کے بڑے بڑے منصوبوں کے لئے حکومت کے سرمائے کے بجائے دوسرے ذرائع سے سرمایہ کاری کے امکانات روشن ہو چکے ہیں ۔

لیکن ہم نے اگر لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی بنائی ہے تو اس کے ساتھ ساتھ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی اور مری کہوٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی بھی بنا رہے ہیں (تالیاں) تاکہ ان علاقوں کی ترقی پر بھی خصوصی توجہ دی جا سکے جنہیں اب تک نظر انداز کیا جاتا رہا ہے ۔

ہم نے بارانی علاقوں کی خصوصی ضروریات کی طرف بھی توجہ مبذول کی ہے جن کے مسائل اپنی جگہ ایک الگ دفتر کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ اس سلسلے میں ماہرین اور عوامی نمائندوں پر مشتمل پنجاب بارانی کمیشن قائم کر دیا گیا ہے ۔ کمشنر کے درجے کے ایک افسر اس کمیشن کے سیکرٹری ہیں ۔ بارانی علاقوں کی وسیع تر اور دور رس ترقی کے لئے یہ کمیشن آج کل اپنی رپورٹ مرتب کر رہا ہے ۔ ارادہ ہے کہ جیسے ہی یہ رپورٹ مکمل ہو جائے اس پر شد و مد سے عملدرآمد ہو تاکہ بارانی علاقوں کی محرومی کی تلافی ہو جائے ۔

نئے سال کے بجٹ میں پینے کے پانی کی سپلائی اور گندآب کے نکاس کے لئے سترہ کروڑ چھ لاکھ روپے کی گنجائش رکھی گئی ہے ۔ اس میں عظیم تر لاہور کی آب رسانی و گنداب کی سکیم کے دوسرے مرحلے کے لئے چھ کروڑ چھ لاکھ روپے کی رقم شامل ہے جس پر لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی عملدرآمد کرے گی اور چھ کروڑ روپے شہری آب رسانی کے منصوبوں کے لئے رکھے گئے ہیں جن پر لاہور سے باہر صوبے میں مختلف جگہوں پر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کے تحت کام ہوگا ۔ پانچ کروڑ روپے کی رقم دیہی آب رسانی کی سکیموں کے لئے مختص کی گئی ہے ۔ ہم نے اس شعبے میں کسی نئی سکیم کو شروع کرنے سے گریز کیا ہے سوائے اس صورت میں جہاں کہیں جناب وزیر اعظم نے خصوصی طور پر ہدایت جاری کی ہوں ۔ یہ فیصلہ زیر کار منصوبوں کو جلدی سے جلدی

مکمل کرنے کے پیش نظر کیا گیا ہے ۔ بہت سی سکیموں کو طویل عرصے تک کے لئے جاری رکھ چھوڑنا کوئی عقلمندی نہیں ۔ زیادہ بہتر یہ ہے کہ جو سکیم شروع کی جائے اسے جلد پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا جائے ۔

جناب والا ! سرکاری دفاتر اور عمارات اور سرکاری ملازمین کے لئے مکانات کے شعبوں کو ماضی میں بڑی حد تک نظر انداز کیا جاتا رہا ہے ۔ ہم نے اس کمی کو پورا کرنے کی ابتدا کر دی ہے ۔ سرکاری دفاتر اور عمارات کے لئے ہم نے تین کروڑ بیاسی لاکھ روپے کی رقم مختص کی ہے ۔ اس سے ہم سول ججوں کے لئے بیس عدالتی کمروں اور اسسٹنٹ کمشنروں کے لئے دفاتر کی تعمیر مکمل کر سکیں گے ۔ 1975-76 کے دوران اسسٹنٹ کمشنروں کے لئے سترہ نئے دفاتر کی تعمیر کا کام بھی شروع ہو جائے گا جو 1976-77 کے دوران مکمل ہوگا ۔ بارہ عدالتی حوالاتوں کی تعمیر کے کام کا بھی آغاز کر دیا جائے گا جن کے فقدان کے باعث انصاف کے جلد حصول میں عرصے سے بڑی رکاوٹیں پیش آ رہی ہیں ۔

میں سرکاری دفاتر اور عمارات کے شعبے میں دو اہم سکیموں کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں ۔ پہلی سکیم ایجرٹن روڈ لاہور پر معزز اراکین اسمبلی کے لئے ایک نئے ہوسٹل کی تعمیر ہے ۔ (تالیاں) میں اس امر سے پوری طرح آگاہ ہوں کہ ایوان کے اراکین کو لاہور میں رہائش کے لئے اور بالخصوص اسمبلی کے سیشن کے دوران بہت تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ شروع میں ہم نے پیپلز ہاؤس میں مزید رہائش گاہیں تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا تھا تاہم مستقبل قریب میں چونکہ ایوان کی رکنیت بڑھنے والی ہے اس لئے اب یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ پیپلز ہاؤس میں اضافے کے بجائے ایجرٹن روڈ لاہور پر ایک عظیم الشان دس منزلہ نئے ہوسٹل کی عمارت تعمیر کی جائے جہاں تمام اراکین کو رہائشی سہولت میسر ہو ۔ اس نئے ہوسٹل میں دو سو چھیاسٹھ دوہرے کمرے ، ایک بڑا ہال ، ایک میٹنگ روم بمعہ لائبریری ، ایک کامن روم اور ہر منزل پر ایک چھوٹا سا باورچی خانہ ہوگا ۔ آپ کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ پوری عمارت ایئر کنڈیشنڈ ہوگی ۔

(تالیاں)

ایک اور اہم منصوبہ جس کی گذشتہ کئی سالوں سے شدید ضرورت محسوس کی جاتی رہی ہے صوبائی سیکرٹریٹ کی نئی عمارت کی تعمیر ہے ۔ موجودہ سیکرٹریٹ کی خستہ حال عمارت ایک سو تیس سال قبل اس وقت جو سیکرٹریٹ

کے موجودہ عملے کے لئے بالکل ناکافی ہے ۔ ہماری اسی اسمبلی کی عمارت کے عقب میں الفلاح اور فلیٹیز ہوٹل کے درمیان بیس بیس منزل پر مشتمل پانچ بلاک کی صورت میں نیا سیکرٹریٹ تعمیر کرنے کی تجویز ہے ۔ اس طرح ہماری اسمبلی ، اراکین اسمبلی کا نیا ہوسٹل اور سول سیکرٹریٹ بالکل قریب قریب آ جائیں گے ۔

جناب والا ! سرکاری ملازمین کے لئے تعمیر مکانات کے ذیلی شعبے میں ہم نے دو کروڑ بیاسی لاکھ روپے کی رقم مختص کی ہے ۔ یہ رقم گو ناکافی ہے لیکن پھر بھی اس سے کافی منصوبے مکمل کئے جا سکیں گے ۔ سات مختلف جگہوں پر اکاون فلیٹ تعمیر کئے جائیں گے ۔ مختلف ضلعی صدر مقامات پر کم آمدنی والے ملازمین کے لئے ساٹھ کوارٹرز بنائے جائیں گے اور مختلف سب ڈویژنل صدر مقامات پر اسسٹنٹ کمشنروں کے لئے تیس رہائش گاہیں تعمیر کی جائیں گی ۔ اس رقم سے ہم سینئر افسروں کے لئے بارہ ، جونیئر افسروں کے لئے بارہ اور اسسٹنٹ کمشنروں کے لئے اٹھارہ نئی رہائش گاہوں کی تعمیر کا کام شروع کر سکیں گے ۔ اس کے علاوہ گجرات ، جھنگ ، ساہیوال ، رحیم یار خان اور گوجرانوالہ میں یکجا رہائشی اقامت گاہیں بھی تعمیر کر سکیں گے ۔

جناب والا ! جیسا کہ آپ جانتے ہیں شہری آبادی کی نقل و حمل کے لئے سرکاری بسوں کی فراہمی کی طرف بھی ماضی میں بہت کم توجہ دی جاتی رہی ہے ۔ مثلاً 1971-72 کے اختتام پر صرف پانچ سو چون پرانی بسیں چل رہی تھیں ۔ ان میں سے صرف تین سو اکیس شہروں کے اندر اور دو سو تینتیس ایک شہر سے دوسرے شہر جاتی تھیں ۔ 1974-75 کے آخر تک سڑک پر چلنے والی بسوں کی تعداد بڑھ کر پندرہ سو تیس ہو گئی یعنی 176 فیصد کا اضافہ ہوا ۔ ان پندرہ سو تیس بسوں میں سے صرف پچاسی پرانی ہیں ، باقی سب نئی ہیں ۔ شہروں میں بسوں کی تعداد بڑھ کر ساڑھے چھ سو ہو گئی ہے یعنی 100 فیصد سے زائد اضافہ ہوا ہے اور ایک شہر سے دوسرے شہر جانے والی بسوں کی تعداد میں 277 فیصد اضافہ ہوا ہے یعنی اب آٹھ سو اسی بسیں ان روٹوں پر چل رہی ہیں ۔ 1975-76 کے دوران پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کے (fleet) میں سترہ سو نئی بسوں کا مزید اضافہ ہوگا ۔ باڈی بلڈنگ کے سلسلے میں بورڈ کی ورکشاپ کی گنجائش 20 گاڑیوں سے بڑھ کر 1.0 گاڑیاں فی ماہ ہو جائے گی ۔ پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کے روٹوں کے اہم مراکز پر

دس نئی ورکشاپیں قائم کی جائیں گی ۔ آئندہ مالی سال کے دوران ہمارا ارادہ ہے کہ لائلپور ۔ لاہور روٹ کو تجربتاً اپنی تحویل میں لے لیا جائے ۔

جناب والا ! ہم نے تعلیم کے شعبے میں چوبیس کروڑ روپے کی رقم مختص کی ہے ۔ تعلیم کا ترقیاتی پروگرام بناتے وقت ہم نے نئی تعلیمی پالیسی کے تقاضوں کو پوری طرح مد نظر رکھا ہے ۔ اس پالیسی کے مقاصد یہ تھے کہ معیار تعلیم بلند کیا جائے اور ابتدائی تعلیم کو عام کیا جائے ، تعلیم بالغاں کو وسعت دی جائے اور اس طرح ناخواندگی کا خاتمہ کر دیا جائے ۔ اس کے علاوہ یہ بھی مقصود تھا کہ تعلیمی نصاب کی سمت کو زرعی اور فنی تعلیم کی طرف موڑ دیا جائے ۔ تعلیم کے اہم شعبے کے لئے 1971-72 میں صرف چھ کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی تھی ۔ ہم نے 1975-76 میں اس کے لئے چوبیس کروڑ روپے رکھے ہیں ، گویا چار گنا زیادہ ۔ اگر اس میں انتظامی اور خدماتی خرچ کو جمع کر دیا جائے تو اس شعبے کے لئے 1971-72 کے پینتیس کروڑ روپے کے مقابلے میں 1975-76 میں ایک سو تین کروڑ روپے رکھے گئے ہیں ۔ یعنی تین گنا ۔ ایک مرتبہ پھر سن لیجئے کہ اس سال تعلیم پر پنجاب میں ایک سو تین کروڑ روپے خرچ ہوں گے ۔ میڈیکل تعلیم پر اٹھنے والا خرچ اس کے علاوہ ہے ۔

(تالیاں)

1975-76 میں ایک ہزار نئے پرائمری سکول کھولنے ، آٹھ سو موجودہ پرائمری سکولوں کو مستحکم کرنے ، ایک سو بیس موجودہ پرائمری سکولوں کا درجہ مڈل تک بڑھانے اور چالیس موجودہ مڈل سکولوں کا درجہ ہائی سکولوں تک بڑھانے کا پروگرام ہے ۔ چھ جامع ہائی سکول اور نو دوسرے ہائی سکول بھی مکمل کئے جائیں گے ۔ نئی پالیسی کے مطابق گیارہ سو تیئس مڈل اور ہائی سکولوں میں زرعی اور فنی نصابات شروع کئے جائیں گے اور ایک سو اسی مڈل اور ہائی سکلوں میں زرعی اور فنی ورکشاپ قائم کئے جائیں گے ۔ چار پولیٹیکنیکل اور گیارہ ووکیشنل اداروں کی تعمیر کا کام بھی مکمل ہو جائے گا ۔ موجودہ پولی ٹیکنیکل اداروں میں سے دو کو ٹیکنیکل کالجوں میں تبدیل کر دیا جائے گا ۔ میں یہ اعلان کرتے ہوئے خوشی محسوس کرتا ہوں کہ آئندہ مالی سال کے دوران پنجاب کی تمام کی تمام تحصیلوں میں سے ہر ایک میں ایک ایک انٹر کالج لڑکوں کا اور لڑکیوں کا اور تمام کے تمام ضلعی صدر مقاموں پر لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے ایک ایک ڈگری کالج قائم ہو جائے گا ۔ (تالیاں)

ہم تمام تحصیلوں کے صدر مقامات پر جہاں انٹر کالج نہیں ہیں اس طریقے سے انٹر کالج قائم کرنا چاہتے ہیں کہ کسی مناسب ہائی سکول کا انتخاب کر لیا جائے اور عمارت میں مناسب اضافہ اور رد و بدل کر کے اس قابل بنا دیا جائے کہ وہاں انٹرمیڈیٹ کلاسوں کے لئے گنجائش مہیا ہو سکے۔ اس طرح نہ صرف ترقیاتی اور انتظامی امور کے سلسلے میں کم خرچ آئے گا بلکہ ہم طلباء کو سکول کے نسبتاً بہتر نظم و ضبط کے تابع بھی رکھ سکیں گے۔ علاوہ ازیں اس طرح طلباء بھی اپنے گھروں سے دور دراز مقامات پر جانے پر مجبور ہونے کے بجائے اپنے خاندان کے قریب رہ سکیں گے۔ یہ ایک بہت بڑا انقلابی قدم ہے۔ پنجاب کی بہت سی تحصیلیں ایسی ہیں جہاں ایک بھی کالج نہیں۔ اگر عام رفتار اور عام طریقے سے کالج کھولنے کی روش جاری رہتی تو جانے کتنے سال اور انتظار کرنا پڑتا۔ ہم نے ایک ہی ہلے میں تقریباً اڑتالیس کالج ایک سال میں کھولنے کا پروگرام بنایا ہے۔

(تالیاں)

جناب والا ! میں اس سال پنجاب میں ایک دوسرا انجینئرنگ کالج قائم کرنے کا اعلان کرتے ہوئے بھی خوشی محسوس کرتا ہوں۔ یہ کالج عارضی طور پر ساہیوال کے مقام پر شروع کیا گیا ہے جسے بالآخر ٹیکسلا کے مقام پر منتقل کر دیا جائے گا۔ ہمیں توقع ہے کہ ہم صوبے میں دیگر مناسب مقامات پر ضرورت اور وسائل کے دستیاب ہونے کی صورت میں کچھ اور بھی انجینئرنگ کالج کھولیں گے۔

1975-76 کے دوران دو نئی یونیورسٹیوں ، ملتان یونیورسٹی اور اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور پر کام کی رفتار مزید تیز کر دی جائے گی۔ 1974-75 کے دوران ملتان یونیورسٹی کے لئے چار سو ایکڑ اراضی خرید لی گئی ہے۔ تعمیراتی ڈیزائن تیار کئے جا رہے ہیں اور آئندہ مالی سال کے دوران تعمیر کا کام شروع ہو جائے گا اور پوسٹ گریجوایٹ سطح پر معاشیات ، شماریات ، انگریزی ، پولیٹیکل سائنس ، فزکس ، کیمسٹری ، ریاضیات اور آردو کے مضامین کی تدریس کا آغاز ہو جائے گا۔

اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور کو ایک باقاعدہ یونیورسٹی میں تبدیل کر دیا گیا ہے جہاں پر نہ صرف اسلامی تعلیمات کے مختلف شعبوں میں بلکہ آرٹس ، سائنسز ، قانون وغیرہ کے شعبوں میں بھی تعلیم دی جائے گی۔ خیال یہ ہے

کہ آہستہ آہستہ صوبے کی تمام مذہبی درس گاہوں کو اس یونیورسٹی کے ساتھ منسلک کر دیا جائے گا ۔

جناب والا ! افرادی قوت کے وسائل کو ترقی دینے کے لئے نہ صرف یہ ضروری ہے کہ صحیح سمت میں مناسب تعلیمی سہولتیں مہیا کی جائیں بلکہ یہ بھی لازم ہے کہ انسداد امراض اور علاج معالجے کی سہولتوں میں بھی اضافہ کیا جائے ۔ صحت کے شعبے کے لئے 1971-72 میں صرف پونے چھ کروڑ روپے رکھے گئے تھے ۔ 1975-76 میں ہم نے 15 کروڑ روپے رکھے ہیں یعنی اڑھائی گنا ۔ انتظامی اور خدماتی اخراجات کو بھی مد نظر رکھا جائے تو صحت عامہ پر کل خرچ 1971-72 کے گیارہ کروڑ کے مقابلے میں اگلے سال 29 کروڑ روپے تک پہنچ جائے گا ۔ ایک سو ساٹھ فیصد زیادہ ۔ صوبے میں 1975-76 کے دوران ہم تقریباً ایک ہزار ہسپتالی بستروں ، دیہی علاقوں میں اڑتیس بنیادی ہیلتھ یونٹوں کا اضافہ کرنے اور تینتالیس رورل ہیلتھ سینٹروں کے کام کو شامل کرنے کی توقع رکھتے ہیں ۔ سات تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتالوں کے علاوہ اس سال پنجاب میڈیکل کالج لائلپور اور راولپنڈی میڈیکل کالج میں مناسب اقامت گاہوں کی تعمیر کا کام بھی شروع کیا جائے گا ۔ معزز ارکان کو یہ جان کر مسرت ہو گی کہ لائل پور ، راولپنڈی اور لاہور کے تین نئے میڈیکل کالجوں کے قیام سے اور موجودہ کالجوں میں مزید سہولتیں مہیا کرنے سے ہمارے صوبے کے میڈیکل کالجوں میں نشستوں کی تعداد جو تین سال پہلے صرف 488 تھی اب بڑھ کر 1832 ہو گئی ہے ۔ یعنی پونے تین سو فیصد اضافہ میرا تو خیال ہے کہ یہ ایک قابل قدر کار نامہ ہے ۔

(تالیاں)

جناب والا ! ڈاکٹروں کی کمی جانی پہچانی ہے ۔ دیہی علاقوں میں یہ کمی خوفناک حد تک زیادہ ہے ۔ جہاں ہم ڈاکٹروں کی تعداد تیزی کے ساتھ بڑھا رہے ہیں وہاں میڈیکل اسسٹنٹوں کا ایک نیا کاڈر بھی قائم کر رہے ہیں ۔ اس سال پانچ سو اور اگلے سال ایک ہزار میڈیکل اسسٹنٹ تربیت حاصل کریں گے ۔ امید ہے کہ جونہی یہ لوگ فیلڈ میں آ جائیں گے دیہی علاقوں میں ڈاکٹروں کی کمی دور ہونے لگے گی ۔ یہ بھی ایک انقلابی قدم ہے اور اس کے بھی دور رس اور مفید نتائج برآمد ہوں گے ۔

تعلیم اور صحت کی سہولتیں مہیا کرنے کے علاوہ افرادی قوت کو مناسب فنی تربیت دینا بھی ضروری ہے تا کہ مختلف اداروں میں کام کرنے والے محنت کشوں کی مہارت چمک سکے ۔ ماضی میں افرادی قوت کی تربیت کے شعبے کے لئے برائے نام رقمیں رکھی جاتی تھیں ۔ 72-1971 کے دوران اس مد میں صرف انیس لاکھ روپے خرچ کئے گئے تھے ۔ اس رقم کو آہستہ آہستہ بڑھا کر 75-1974 کے دوران تقریباً تریسٹھ لاکھ روپے کر دیا گیا تھا ۔ اگلے سال ہم اس مد میں ایک کروڑ روپیہ خرچ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں یعنی سال رواں سے تقریباً ساٹھ فیصد زیادہ ۔ گزشتہ تین سال کے دوران لاہور اور رحیم یار خان میں دو فنی تربیتی مراکز کھولے گئے اور ایک ٹیکنیکل ٹریننگ مرکز لائلپور میں جاری کیا گیا ۔ زیر تربیت ٹیکنیکل طلباء کی تعداد کو جو 72-1971 میں پانچ سو تھی ، سال رواں میں بڑھا کر ایک ہزار کر دیا گیا ہے اور اگلے سال یہ تعداد دو ہزار تک پہنچ جائے گی ۔

جناب والا ! اب میں سالانہ ترقیاتی پروگراموں کے سلسلے میں دو شعبوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں ۔ ان میں سے ایک شعبہ معاشرتی بہبود کا ہے جس کے لئے 76-1975 کے پروگرام میں ایک کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے ۔ جب کہ رواں مالی سال میں باسٹھ لاکھ روپے رکھے گئے تھے ۔ دوسرا شعبہ ''ثقافت'' کا ہے جس کے لئے پہلی مرتبہ سالانہ پروگرام میں کوئی رقم مختص کی گئی ہے ۔ میں اس سلسلے میں کچھ وضاحت کرنا چاہتا ہوں ۔ ایک فنکار ہونے کی حیثیت سے ثقافت کے شعبے کی اہمیت میرے ذہن میں شروع ہی سے تھی ۔ میں جانتا ہوں کہ معاشرتی اور اقتصادی انقلاب برپا کرنے کے لئے ثقافتی انقلاب کا عمل بھی بے حد ضروری ہے ۔ لیکن اس عمل کو جاری کرنے سے پہلے ایک مضبوط معاشی ڈھانچے کی بنیاد رکھنا ہوتی ہے ۔ عوام کے ذہنوں کی آبیاری کرنا اور انہیں اپنے ثقافتی ورثے کی جانب رجوع کرنے کی تربیت دینا ہوتی ہے ۔ پچھلے تین سالوں میں مختلف طریقے اپنا کر یہ بنیادی کام کسی حد تک عمل میں لایا جا چکا ہے ۔ چنانچہ اب ہم نے پنجاب آرٹس کونسل قائم کر دی ہے جس نے باقاعدگی سے کام شروع کر دیا ہے ۔ حال ہی میں پاکستان آرٹس کونسل لاہور میں بھی دور رس انتظامی تبدیلیاں عمل میں لائی گئی ہیں اور اس سسکتے ہوئے ادارے کو زندگی عطا کرنے کی ابتدا کر دی گئی ہے ۔ آئندہ مالی سال کے دوران ہر ڈویژنل صدر مقام پر پنجاب آرٹ کونسل کی ایک ایک شاخ قائم کر دی جائے

گی ۔ اور وقت کے ساتھ ساتھ ہر ضلع اور ہر تحصیل کے صدر مقامات پر بھی ایسی نوعیت کے ادارے کھل جائیں گے ۔ پنجاب کے صوفی شعراء کا کلام ہماری ثقافتی زندگی کا عظیم سرمایہ ہے ۔ وارث شاہ ، سلطان باہو ، شاہ حسین ، بلھے شاہ اور خواجہ فرید کی سر زمین میں بسنے والوں کا فرض ہے کہ وہ اس قیمتی سرمائے کی حفاظت اور ترویج کا اہتمام کریں ۔ اس فرض کی ادائیگی کی جانب ہم نے اس سال ایک قدم اٹھایا ہے ۔ چنانچہ اقتصادی بے انصافی، جاگیردارانہ نظام ، استحصالی ملائیت ، مکر و فریب اور جھوٹ کے شکنجوں پر پہلی ضرب کاری لگانے والے صوفی ، مجاہد ، شاعر وارث شاہ کے مزار کو محفوظ کرنے اور اس کے خیالات کی ترویج کی خاطر وارث شاہ یادگاری کمیٹی تشکیل دی گئی گئی ہے اور پانچ لاکھ روپے کی رقم اس کام کے لئے اس کی تحویل میں دے دی گئی ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! مجھے احساس ہے کہ آج میں نے آپ کا صبر خاصا آزمایا ہے اور بہت وقت لیا ہے ۔ لیکن مجھے صرف آپ کے احساسات کا نہیں ، اس معزز ایوان سے باہر بیٹھے ہوئے پنجاب کے چار کروڑ باشندوں کے احساسات کا بھی پاس ہے ۔ وہ مجھ سے نہیں ہم سب سے ، جنہیں انہوں نے ووٹ دے کر اپنے مسائل کا حل ڈھونڈنے یہاں بھیجا ہے بہت سے چبھتے ہوئے سوال پوچھنے کے لئے بے چین ہیں ۔ میں نے کوشش کی ہے کہ میں آج کی گذارشات میں ان کے ان سوالوں کا مدلل جواب مل جائے ۔ میں اجازت چاہتا ہوں کہ ٹیکسوں کی طرف آنے سے قبل مختصر الفاظ میں دو ایک مغالطوں کا ازالہ کر دوں ۔

بہت سے لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے ترقیاتی منصوبوں کا حجم تو بڑھ گیا ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ مہنگائی بھی اس قدر ہو گئی ہے کہ زیادہ رقمیں خرچ کرنے کے باوجود ہم کم نتائج حاصل کر رہے ہیں ۔ جو سڑک دو لاکھ روپے میں ایک میل بن جاتی تھی وہ اب پانچ لاکھ میں بنتی ہے ۔ اگر ہم رقمیں بڑھا دیں تو ضروری نہیں کہ سڑکوں کی مقدار میں بھی اسی نسبت سے اضافہ ہوگا ۔ یہ جائز سوال ہے اسی لئے میں نے رقموں کے ساتھ ساتھ ہر شعبے کے ہدف کا بھی ذکر کیا ہے تا کہ جو تصویر ابھرے وہ کاغذی نہیں ، حقیقی ہو ۔ میں اصرار کے ساتھ کہتا ہوں کہ ان چار سالوں میں ٹرانسپورٹ ، مکانات اور پینے کا پانی ، کم از کم یہ تین دائرے ایسے

ہیں جن میں بے مثال کام ہوا ہے (نعرہ ہائے تحسین) ۔ اس کے علاوہ زراعت اور صنعت اور مواصلات وہ تین دائرے ایسے ہیں جن کی ترقی جلد ہی رنگ لانے والی ہے اور ہر بے لاگ مبصر گواہی دے گا کہ اس سلسلے میں بھی قابل قدر کام ہوا ہے ۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حکومت ایک طرف تو مہنگائی ختم کرنے کی کوشش کر رہی ہے اور دوسری طرف خود چیزوں کی قیمت بڑھا دیتی ہے ، سونے پر سہاگہ ، تنخواہوں میں اضافہ کر دیتی ہے ۔ یہی نہیں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ترقیاتی پروگراموں پر اتنی بڑی بڑی رقمیں خرچ کرنے سے بھی افراط زر میں اضافہ ہوتا ہے ۔ جناب والا ! حقیقت یہ ہے کہ مہنگائی ختم کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ پیداوار بڑھے ۔ اب پیدا وار بڑھانے کا بھی ایک ہی طریقہ ہے کہ سرمایہ کاری ہو ۔ اگر نجی شعبے میں ، خصوصاً صنعت میں سرمایہ کاری نہ ہو رہی ہو اور حکومت بھی ترقیاتی کاموں سے ہاتھ کھینچ لے تو معیشت کی گاڑی کیسے آگے بڑھے گی ۔ اگر ترقی ، پیداوار اور قیمتیں آپس میں ایک صحت مند توازن میں آ جائیں تو معیشت میں استحکام پیدا ہو جاتا ہے ۔ ہم اسی توازن کی تلاش میں نکلے ہیں ۔ جوں جوں ترقیاتی کام انجام پائیں گے ، پیداوار بڑھے گی اور جوں جوں پیداوار بڑھے گی ، مہنگائی کم ہو گی ۔ لیکن ایک بات یاد رکھنی چاہیے کہ ترقیاتی کاموں کے لئے سرمایہ کہاں سے آئے گا ؟ یہ وہ سوال ہے جو لوگوں کے ساتھ ساتھ میں بھی آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں اور اسی سوال کا جواب ڈھونڈتے ڈھونڈتے اب میں ٹیکسوں کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

محصولات کی تجاویز

جناب والا ! آمدنی اور خرچ میں توازن پیدا کرنا ہر بجٹ کا بنیادی مقصد ہوتا ہے ۔ دوسرے لفظوں میں بجٹ اس لئے بنایا جاتا ہے کہ ہم چادر دیکھ کر پاؤں پھیلائیں ۔ مرکزی حکومت نے بارہا ہماری توجہ اس اصول کی طرف دلائی ہے اور ہر مرتبہ آبیانے کی مثال دی ہے ۔ پنجاب کا نہری نظام جو دنیا کا بہترین اور وسیع ترین نظام ہے اپنا خرچ خود برداشت کرتا رہا ہے ۔ لیکن کچھ عرصے سے صورت حال بدل گئی ہے اور اب اس شعبے میں خرچ اور آمدنی میں تفاوت پیدا ہو گیا ہے ۔ مرکزی حکومت اگر اس طرف ہماری توجہ نہ بھی دلاتی تو بھی ہمارا فرض بنتا تھا کہ ہم اس تفاوت کو کم

کریں - نہری پانی ہمارے یہاں آبپاشی کا سستا ترین اور ساتھ ہی سب سے مفید ذریعہ ہے - پانی جس کے بغیر زراعت کا تصور نہیں کیا جا سکتا اس کی اتنی ناقدری برداشت نہیں کی جا سکتی کہ وہ اپنا خرچ بھی پورا نہ کر سکے - آپ مجھ سے اتفاق فرمائیں گے کہ یہ بات نہ صرف اقتصادی اعتبار سے غلط ہے بلکہ ہماری انتظامی کوتاہی پر بھی دلالت کرتی ہے -

اس وقت آبیانے کی جتنی شرحیں لاگو ہیں ان کی تعداد سینکڑوں پر پھیلی ہوئی ہے - یہی وہ نکتہ ہے جس سے پٹواری کو من مانی کرنے کا موقع ملتا ہے - اگر آبیانے کی شرح یکساں سطح پر مقرر کر دی جائے تو کسان آسانی کے ساتھ حساب لگا سکتا ہے کہ اسے کیا ادا کرنا ہے اور یوں اسے رشوت دینے پر بھی مجبور نہیں کیا جا سکے گا - پرانے نظام میں دوسری بڑی خرابی یہ تھی کہ امیر اور غریب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکا جاتا تھا - ایک ایکڑ کا مالک بھی اسی شرح سے آبیانہ دیتا تھا جو امیر ترین زمیندار کے لیے روا تھی - میں اپنے وزیر آبپاشی اور محکمہ آبپاشی کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے محکمہ فنانس کے ساتھ مل کر اس سلسلے میں بڑی محنت سے ایک فارمولا تیار کیا ہے جس سے آبیانے کی سینکڑوں شرحیں تین چار بڑی بڑی شرحوں تک محدود ہو گئی ہیں اور ساتھ ہی وہ ہیبت ناک تفاوت بھی ایک حد تک کم ہو گیا ہے جو اس شعبے کے اخراجات اور آمدنی میں پیدا ہو چکا ہے -

جناب والا! میرے لیے یہ فیصلہ کرنا بہت مشکل تھا کہ میں اس تفاوت کو جو سود کے بغیر چودہ کروڑ اور سود کے ساتھ چھبیس کروڑ روپے بنتا ہے ایک ہی سال میں پورا کر لوں یا نہیں - بہت غور کرنے پر میں نے مناسب سمجھا کہ نئے سال کے دوران چھبیس کروڑ روپے میں سے صرف سات کروڑ روپے کی حد تک یہ نقصان پورا کیا جائے - گویا اب بھی کاشتکاروں اور زمینداروں کی خاطر حکومت کو اپنی جانب سے نہری پانی کی مد میں انیس کروڑ روپے پلے سے ڈالنے ہوں گے - ظاہر ہے کہ سات کروڑ روپے سے میرا کام تو نہیں بنتا لیکن مجھے زیادہ خوشی اسی بات کی ہے کہ آبیانے کا جو نیا طریقہ ہم رائج کر رہے ہیں اس سے دیہی آبادی کو بہت آسانی ہو جائے گی اور رشوت میں کسی حد تک کمی واقع ہو گی - دوسری تسلی مجھے یہ ہے کہ آبیانے کی نئی شرحیں مقرر کرتے ہوئے ہم نے امداد باہمی کے اصولوں پر کاشت ہونے والی زمین پر نصف کی حد تک چھوٹ دے دی ہے جس سے اجتماعی کھیتی باڑی کے تصور کو ایک بہت بڑی ترغیب ملے گی - ساتھ ہی گزارہ یونٹ اور اس سے

چھوٹے مالکوں کو یعنی ساڑھے بارہ ایکڑ اور اس سے چھوٹے مالکوں کو بھی خاصی بڑی رعایت مل گئی ہے - گویا سات کروڑ روپے کا بوجھ اگر کسی پر پڑے گا تو ان پر جو اس کا بوجھ اٹھانے کی گنجائش رکھتے ہیں - پنجاب کے پچاس فیصد کاشتکار جو غریب ہیں اس سے بڑی حد تک مستثنیٰ رہیں گے - ہاں اگر دوسرے زمیندار بھی اس بوجھ سے ہر صورت بچنا چاہتے ہیں تو بڑی خوشی سے امداد باہمی کے اصولوں پر اجتماعی کاشت کاری کریں اور اس سے بچ جائیں -

جناب والا! آپ کو یاد ہو گا کہ اس معزز ایوان کے بہت سے اراکین نے انتخابات کے دوران عوام سے وعدہ کیا تھا کہ وہ سکارپ کے علاقوں میں دوہرے آبیانے کے خاتمے کی کوشش کریں گے - چنانچہ میں یہ اعلان کرتے ہوئے خوشی محسوس کرتا ہوں کہ آبیانے کی یکساں شرح کے نفاذ کے ساتھ ہی سکارپ کے علاقوں سے دوہرے آبیانے کا نظام بھی ختم ہو جائے گا -

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! آبیانے کی نئی یکساں شرحیں (flate rates) حسب ذیل ہوں گی :—

1 - ایسے علاقوں میں جہاں نہری پانی سال بھر ملتا ہے اور ایسے علاقوں میں جہاں صرف سرکاری ٹیوب ویلوں سے آبپاشی ہوتی ہے اور جہاں زائد نہری پانی نہیں ملتا ساڑھے بارہ ایکڑ سے زائد اراضی کے کھاتوں کے لئے پچیس روپے فی کاشت شدہ ایکڑ - ساڑھے بارہ ایکڑ یا اس سے کم اراضی کے کھاتوں کے لئے پندرہ روپے فی کاشت شدہ ایکڑ -

(تالیاں)

2 - سکارپ کے علاقوں میں جہاں نہری پانی کے ساتھ ٹیوب ویلوں کا پانی بھی مہیا کیا جاتا ہے ساڑھے بارہ ایکڑ سے زائد رقبے والے کھاتہ داروں کے لئے تیس روپے فی کاشت شدہ ایکڑ اور ایسے کھاتوں میں جو ساڑھے بارہ ایکڑ یا اس سے کم ہیں بیس روپے فی کاشت شدہ ایکڑ -

3 - ششماہی نہری علاقوں میں ربیع کی فصل کے لئے ساڑھے بارہ ایکڑ یا اس سے کم کیلئے دس روپے فی کاشت شدہ ایکڑ - ایسے رقبوں پر ایک سے

زائد آبیاری کے لئے پہلے جو اضافی آبیانہ دینا پڑتا تھا اسے آئندہ سال سے ختم کیا جا رہا ہے۔

4 ۔ منظور شدہ باغات اور پھلوں کے باغات کے لیے چالیس روپے فی ایکڑ ششماہی ۔

بنیادی شرح سے کچھ اور مستثنیات بھی ہیں جن کا الگ اعلان کیا جا رہا ہے ۔ لیکن یہ مستثنیات چنداں اہم نہیں ۔

جناب والا! غیر منقولہ شہری جائداد پر جو ٹیکس میونسپل حدود تک لاگو تھا اس سال سے کنٹونمنٹ بورڈوں کی حدود میں بھی نافذ کر دیا گیا ہے ۔ یہ فیصلہ تمام صوبوں ، مرکزی حکومت اور محکمہ دفاع کے باہمی مشورے سے کیا گیا ہے ۔ اس سلسلے میں یہ وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ جس طرح اس ٹیکس میں سے میونسپل کمیٹیوں کو نئے سال سے پچاس فیصد حصہ ملے گا اس طرح کنٹونمنٹ بورڈ بھی اسی شرح کے حقدار ہوں گے ۔

جناب والا ! میں ٹیکسوں کے سلسلے میں اپنی بات ختم کرنے سے پہلے دیہات میں بسنے والوں کو ایک خوشخبری دینا چاہتا ہوں ۔ آپ کو یاد ہوگا کہ اس سال کے آغاز میں حکومت نے انتقالات اراضی کے لیے رجسٹریشن کو لازمی قرار دینے کا فیصلہ کیا تھا ۔ یہ فیصلہ خاص طور پر دیہی عوام کے مفاد میں کیا گیا تھا کیونکہ یہ محسوس کیا گیا تھا کہ اس طریق کار کو اپنانے سے فریب دہی کے واقعات کم ہو جائیں گے اور دیہی آبادی پر پٹواری کا تسلط کم ہو جائے گا ۔ تاہم جناب وزیر اعظم کے دورے کے دوران بعض عوامی نمائندوں نے اس بات کی وکالت کی کہ اگرچہ یہ طریق کار نیک نیتی سے دیہی عوام کے مفاد میں نافذ کیا گیا ہے لیکن دیہی آبادی پر اس کے باعث مالی بوجھ بڑھ گیا ہے ۔ ماضی میں انتقال اراضی صرف مال کے ریکارڈ میں درج کرانے سے موثر ہو جاتا تھا ، اب انہیں رجسٹریشن فیس کے ساتھ ساتھ کافی زیادہ سٹامپ ڈیوٹی بھی ادا کرنا پڑتی ہے ۔ اس پر میں نے وعدہ کیا تھا کہ میں سٹامپ ڈیوٹی میں کمی کرنے پر ہمدردی سے غور کروں گا ۔ چنانچہ اب تجویز پیش کرتا ہوں کہ دیہی علاقوں میں انتقال اراضی پر پانچ فیصد کے بجائے صرف تین فیصد سٹامپ ڈیوٹی وصول کی جائے ۔ البتہ تملیک ، تقسیم یا تبادلے کی صورت میں سٹامپ ڈیوٹی پانچ فیصد کے بجائے صرف ایک فیصد وصول کی جائے گی ۔ (تالیاں) اس سلسلے میں فنانس بل 1975ء کے ذریعے متعلقہ قوانین میں ترامیم کی جا رہی ہیں ۔

جناب والا ! میں نے آغاز میں عرض کیا تھا کہ نیا بجٹ پیش کرتے ہوئے میں ایک نئے وقت کی گجر سن رہا ہوں ۔ میں اب آخر میں اس نئے وقت کے بارے میں آپ سے خاص طور پر کچھ کہنا چاہتا ہوں ۔

ہماری نسل تاریخ کے اس دور میں جی رہی ہے جب مشرق کی ہوائیں مغرب پر حاوی ہونے کے لئے طوفان بن کر امڈ چکی ہیں ۔ جنوب مشرقی ایشیا میں حریت اور انصاف کا ایک دھکتا ہوا سورج طلوع ہو چکا ہے ۔ اس سورج کی شعائیں شہیدوں کے خون سے زرنگار ہیں ۔ ان شعاؤں کی سرخی نے انسانی مقدر کے اندھیروں کو اجالوں میں بدل دیا ہے ۔ یہ لمحہ کوئی معمولی لمحہ نہیں ۔ یہ وقت کوئی معمولی وقت نہیں ۔ بندوں نے آقاؤں کے خیموں کی طنابیں توڑ دی ہیں ۔ انسانی تاریخ کا کتنا عظیم‌الشان باب ہے کہ جنہیں کمزور سمجھ کر غلام بنا لینے کی کوشش کی گئی تھی وہ اتنے زور آور ثابت ہوئے کہ زمین پر سر اٹھا کر چلنے لگے ۔ اور ان کے مقابل وہ طاقتور جو کرہ ارض پر یوں چلتے تھے جیسے زمین کا سینہ شق کر دیں گے آج اپنی شکست کا داغ دامن میں چھپائے سرنگوں ہیں اور زخموں کو چاٹ رہے ہیں ۔ خدا نے اپنے کمزور و ناتوان بندوں میں عزم و حوصلہ اور سچائی کی قوت پیدا کر دی تو انھوں نے دست ستمگر کو توڑ کر رکھ دیا ۔ ویت نام اور کمبوڈیا کے کھیتوں اور کھلیانوں میں جو جہاد حریت بپا ہوا اس کی چاپ میرے دل کی دھڑکن بن گئی ہے ۔ رگ جاں کے تار سے جو نغمات وہاں پھوٹے تھے وہ تیسری دنیا کے مظلوم اور محکوم انسانوں کا نغمہ حریت بن گئے ہیں ۔ ویت نام کی جنگ آزادی ہماری اپنی آزادی کی جنگ ہے ، ایشیا کی آزادی کی جنگ ہے ، تیسری دنیا کی آزادی کی جنگ ہے (نعرہ ہائے تحسین) ۔ چنانچہ ہمارے لئے اپنے دامن میں گہری معنویت رکھتی ہے ۔

جناب والا ! میں دیکھ رہا ہوں کہ نور کی یہ شعاع حلقۂ ظلمات کو توڑ کر ہماری جانب بڑھ رہی ہے ۔ آئیے ۔ ہم اپنے دلوں کو ٹٹولیں کہ کیا ہم نور کی اس شعاع کو اپنے دامن میں لینے کے لئے تیار ہیں ۔ کیا ہم اس کا

استقبال کرنے کے لئے قدم آگے بڑھا رہے ہیں ۔ کیا ہم حریت اور انصاف کی اٹھتی ہوئی لہروں سے خوفزدہ تو نہیں ہو گئے ۔ یہ قدر کا لمحہ ہے ۔ اور یاد رکھیئے قدر کے لمحے میں جو فیصلے بھی کئے جائیں وہ اگر صحیح ہوں تو زندگی کی نمود ہے ، غلط ہوں تو موت کا جمود ۔ صحیح فیصلہ تبدیلی کا ساتھ دینے کا فیصلہ ہے ۔ صحیح فیصلہ مظلوم و محکوم انسانوں کو استحصال اور غلامی سے نجات دینے کا فیصلہ ہے ۔ صحیح فیصلہ انسانی وقار کی سر بلندی اور سچائی کی قوتوں کی حفاظت کا فیصلہ ہے۔ صحیح فیصلہ معیشت و معاشرت میں انصاف اور مساوات بپا کرنے کا فیصلہ ہے ۔ صحیح فیصلہ انسانوں کو ہر قسم کے استبداد سے رہائی دلانے کا فیصلہ ہے اور صحیح فیصلہ خدا کی اس زمین کو خدا کے نور سے بھر دینے کا فیصلہ ہے ۔ آئیے ہم سب مل کر عہد کریں کہ قدر کے اس لمحے میں صحیح فیصلہ کریں گے ۔

جناب والا ! ہم پاکستان پیپلز پارٹی کے جھنڈے تلے اور جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں ، ہر طرح کے استحصال کے خلاف جدوجہد کرتے ہوئے ، اس معزز ایوان میں پہنچے ہیں لیکن ہماری جدوجہد ختم نہیں ہوئی ، جاری ہے اور یہ وہی جدوجہد ہے جو تیسری دنیا کے مظلوم عوام کبھی حریت کی تحریکوں اور کبھی حریت کی جنگوں کی صورت میں کر رہے ہیں ۔ یاد رہے کہ جدوجہد اور جنگ میں زیادہ فاصلہ نہیں ہوتا ۔ جدوجہد گولی کے بغیر جنگ ہے اور جنگ گولی کے ساتھ جدوجہد ہے ۔ ہم اپنی بقاء کی جدوجہد سے آگے بڑھ کر اپنی سر بلندی کی جدوجہد کا آغاز کر رہے ہیں اور یہ آغاز اس لمحے ہو رہا ہے جب سرزمین ایشیا میں ویت نام اور کمبوڈیا کے مجاہدوں نے وقت کے افق کو اپنے خون کی شعاعوں سے سرخ کر دیا ہے ۔ جن ازلی دشمنوں سے ہمیں سابقہ ہے ان سے نپٹنے کا راستہ روشن ہو چکا ہے ۔ یہ پیام دے رہی ہے مجھے باد صبح گاہی کہ اگر پاکستان کو جینا ہے اور سر بلند ہو کر جینا ہے تو اسے ایشیا کے افق پر ابھری ہوئی اس سرخی سے اپنی مانگ بھرنی ہو گی اور اس سرخی میں اضافہ کرنے کے لئے اپنے لہو میں نہانا ہو گا ۔ (نعرہ ہائے تحسین) آزادی اور انصاف کا یہ سورج

تاریخ کی تاریکیوں سے ابھر تو آیا ہے اب اسے جتنی جلدی ہم اپنی روحوں اور دلوں میں اتار لیں اچھا ہے ۔ جتنی جلدی پاکستان میں سوشلزم آئے گا اتنا ہی یہ سورج ہماری زمین سے ہم رشتہ ہو گا ۔ (نعرہ ہائے تحسین) اتنی ہی یہ زمین پھول پھل لائیگی ۔

جناب والا ! اب میں ایوان کے سامنے 76-1975 کا بجٹ پیش کرتا ہوں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر : میزانیہ 76-1975 ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے ۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ 1975

(جو ایوان میں پیش کیا گیا)

مسٹر سپیکر : اب وزیر خزانہ فنانس بل 1975 پیش کریں گے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں دی پنجاب فنانس بل 1975ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی پنجاب فنانس بل 1975ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے ۔

The House is adjourned to re-assemble on Friday the 13th June at 8-00 a. m.

(اس کے بعد اجلاس کی کارروائی 13 جون بروز جمعۃالمبارک صبح آٹھ بجے تک کے لئے ملتوی کر دی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا پندرھواں اجلاس

جمعتہ المبارک — 13 جون 1975ء

(جمعتہ المبارک 2 جمادی الثانی 1395ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۠ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۠ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝

— پ ۲۵ — س ۴۲ — رکوع ۵ — آیات ۳۸ تا ۴۰ —

اور جو (ایمان والے ہیں) وہ (ہمیشہ) اپنے پروردگار کا فرمان قبول کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور اپنے کام آپس کے مشورے سے کرتے ہیں اور جو مال ہم نے ان کو عطا کیا ہے اس میں سے (اچھی راہوں میں) خرچ کرتے ہیں۔ اور وہ جو ایسے ہیں کہ جب ان پر ظلم و تعدی ہو تو مناسب طریقے سے بدلہ لیتے ہیں اور برائی کا بدلہ تو اس طرح کی برائی ہے مگر جو درگذر کرے اور معاملے کو درست کر دے تو اس کا بدلہ اللہ کے ذمے ہے۔ حقیقت میں وہ ظلم کرنے والوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

۱۳—۶—۱۹۷۵ء

ارکان اسمبلی کا حلف

حلف وفاداری

مسٹر صادق حسین قریشی

اراکین اسمبلی کی رخصت

میاں محمد اسلام

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد اسلام صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ بوجہ بیماری مورخہ یکم اکتوبر 1974 تا یکم نومبر 1974 اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا ۔ براہ مہربانی ان ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :-

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں محمد اسلام

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد اسلام صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں بوجہ بیماری مورخہ 9 نومبر 1974 ، 16 نومبر 1974 ، 23 نومبر 1974 ، 30 نومبر 1974، اور 7 دسمبر 1974 کو گورنمنٹ انشورنش کمیٹی کی میٹنگ میں شمولیت نہ کر سکا ۔ براہ مہربانی ان ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

میاں محمد اسلام

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد اسلام صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ بوجہ بیماری مورخہ 16 دسمبر 1974 تا 19 دسمبر 1974 اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا ازراہ کرم ان ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

میاں محمد اسلام

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد اسلام صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں بوجہ بیماری مورخہ 10 فروری 1975 تا 5 مارچ 1975 اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ ازراہ کرم ان ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید کاظم علی شاہ کرمانی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخوست سید کاظم علی شاہ کرمانی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں مورخہ 15 ، 18 ، 19 فروری 1975 کو حاضر اجلاس اسمبلی نہیں ہو سکا ۔ کیونکہ میرے گھر میں چوری ہو گئی تھی ۔ ملتمس ہوں کہ رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ منور احمد

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست راجہ منور احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I could not attend the various Standing Committe meetings on the following dates :—16 Junuary 1975, 24 Junuary 1975, 3 February 1975, 4 February 1975, 17 March 1975, 20 March 1975, 21 March 1975, 28 March 1975, 8 April 1975, 9 April 1975, 10 April 1975, 22 April 1975, 23 April 1975, 24 April 1975, 2 May 1975, 3 May 1975, 6 May 1975, 13 May 1975,

14 May 1975, 15 May 1975, 22 May 1975, 24 May 1975, 27 May 1975. Leave of absence for the said dates may kindly be granted to me by the House.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر نور محمد خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر نور محمد خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ سائل شوگر کے مرض میں مبتلا ہے ۔ شوگر کی وجہ سے پاؤں میں سخت تکلیف ہے ۔ سائل اچھی طرح سے چل پھر نہیں سکتا ۔ حالیہ سیشن صوبائی اسمبلی میں حاضری مشکل ہے ۔ لہذا استدعا ہے کہ سائل کی رخصت منظور فرمائی جائے آرام آنے پر اجلاس میں پیش ہو جاؤں گا ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :-

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر تاج محمد خانزادہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

0 1220 3 Takhtbhai 5 18 = Secretary Provincial Assembly Punjab Lahore=

Request leave from fifth March till thirteenth

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید محمد رضی شاہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سید محمد رضی شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

I was not able to attend the meetings of the Standing Committee on Social Welfare, Local Government and Auqaf on the following dates :—

1. 15th of March, 1975.

2. 22nd of March, 1975.

This was on account of my pre-occupation. I would request that leave for these two days may please be sanctioned.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم زادہ سید حسن محمود

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

Dear Sir,

I attended the PAC meeting on 17th March 1975. The next meeting was

fixed for 21st March 1975 at 10.00 a. m. Expecting that the meeting would last of ther usual time, I arrived late and by the then meeting had been adjourned. Therefore, I seek that my absence should be treat as leave for that day.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر تاج محمد خانزادہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I shall be grateful if you will kindly grant me leave for 25th and 31st March as I am unable to attend the meeting due to my previous engagements.
Thanks.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مہر محمد ظفراللہ خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مہر محمد ظفراللہ خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ میں مورخہ 15 مارچ 1975 اور 22 مارچ 1975 کو لوکل گورنمنٹ کی میٹنگ

میں شمولیت نہ کر سکا لہذا دو یوم کی رخصت
منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر طاہر احمد شاہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر طاہر احمد شاہ صاحب ممبر **صوبائی** اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں مورخہ 20 مارچ 1975 اور 27 مارچ 1975 کو ٹرانسپورٹ کمیٹی کی میٹنگ میں شمولیت نہ کر سکا ۔ براہ مہربانی ان دو ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

خان محمد شفیق خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست خان محمد شفیق خان صاحب ممبر **صوبائی** اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے مورخہ 13 مارچ 1975 کو میں ٹرانسپورٹ کمیٹی میٹنگ میں شمولیت نہ کر سکا چونکہ مجھے بروقت اطلاع نہیں ملی ۔ لہذا مورخہ 13 مارچ 1975 کی رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر نذر حسین منصور

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر نذر حسین منصور صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

Sir,

I could not attend meetings of the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, due to some un-avoidable circumstances held on 12th March 1975, 19th March 1975, 25th March 1975, 31st March 1975, and 22nd April 1975.

I may kindly be excused and granted leave for the said dates and pay released.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ سکندر خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست راجہ سکندر خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

گذارش ہے کہ میں بوجہ بیماری مورخہ 18 مارچ 1975 و 22 مارچ 1975 اور 29 مارچ 1975 کو رولز آف پروسیجر کی کمیٹی میٹنگ میں شمولیت نہ کر سکا ۔ ان ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے -

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر احمد بخش تھیم

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر احمد بخش تھیم صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میرا لڑکا فوت ہو گیا تھا - اس وجہ سے مورخہ 19 - مارچ 1975 ، 25 - مارچ 1975 ، 29 - مارچ 1975 ، 15 - اپریل 1975 کی میٹنگ میں شرکت نہ کر سکا - برائے مہربانی رخصت منظور فرمائی جائے -

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری نور احمد

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری نور احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں مورخہ 31 - مارچ 1975 اور 20 - مارچ 1975 کو انفارمیشن کمیٹی کی میٹنگ میں شمولیت نہ کر سکا چونکہ مجھے اطلاع بر وقت نہیں ملی - برائے مہربانی ان ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے -

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

خان محمد ارشد خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست خان محمد ارشد خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

OK 300 1 Harappa 8 27 Secretary Provincial Assembly Punjab Lahore-Unable to attend the PAC Meeting on 8th, 9th, 10th Instant due to death of my mother. Leave of absence may kindly be granted to me for three days, thank.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں محمد اسلام

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد اسلام صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں مورخہ 19 ۔ مارچ 1975 ، 25 ۔ مارچ 1975 ، 29 ۔ مارچ 1975 ، 15 ۔ اپریل 1975 ، 23 ۔ اپریل 1975 ، 30 ۔ اپریل 1975 ، 6 ۔ مئی 1975 ، 13 ۔ مئی 1975 ، 20 ۔ مئی 1975 ، 27 ۔ مئی 1975 اور 2 ۔ جون 1975 کو گورنمنٹ انشورنس کی کمیٹی میٹنگ

میں بوجہ بیماری شامل نہ ہو سکا۔ ان ایام کی رخصت
منظور فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر احمد بخش تھیم

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر احمد بخش تھیم صاحب
ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

گذارش ہے کہ بوجہ علالت مورخہ 30 ۔ اپریل
1975 کو گورنمنٹ انشورنش کی کمیٹی میٹنگ
میں شمولیت نہیں کر سکتا ۔ برائے مہربانی اس
دن کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر تاج محمد خان زادہ صاحب
ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

0 1240 11 Takhtbahi7 18 Secretary
Provincial Assembly Punjab Lahore.
Request leave for Eleventh Instant from
Assembly.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر تاج محمد خان زادہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

Dear Sir,

Reference your No. PAI / Com-Legis-4(12)/75/2999 dated 16th April, 1975. I shall be grateful if you will kindly allow me one day leave for 22nd April, 1975.

Thanks.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

بیگم ریحانہ سرور (شہید)

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست بیگم ریحانہ سرور (شہید) صاحبہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

Sir,

I am proceeding abroad on official duty and on un-official visit and will remain outside Pakistan for about two and a half month with effect from the 17th June, 1975. Leave of absence may kindly be granted to me for two and a half month from 17th June, 1975.

Thanking you,

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر عبدالحفیظ کاردار

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر عبدالحفیظ کاردار صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

As I will be out of Pakistan from the 24th May to the middle of July, 1975. I should be grateful if I am granted leave of absence for the said period.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر نور محمد خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر نور محمد خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I respectfuly submit that I am unable to attend the meeting commencing on 4th March, 1975 due to illnese. I may kindly be allowed leave for 10 days i.e. 4th March 1975 to 13rd March, 1975 and oblige.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

راؤ محمد افضل خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست راؤ محمد افضل خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں مورخہ 13 ۔ جون 1975 سے لے کر تا اختتام بجٹ سیشن اسمبلی کی کارروائی میں حاضر نہیں ہو سکوں گا کیونکہ میں پاکستان کی طرف سے ایک وفد کے ہمراہ امریکہ جا رہا ہوں لہذا رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری ممتاز احمد کاہلوں

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چودھری ممتاز احمد کاہلوں صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں بوجہ بیمارس سروسز ہسپتال میں داخل ہوں ۔ اس لئے سیشن میں حاضر نہیں ہو سکتا ۔ لہذا 10 ۔ جون تا 14 ۔ جون 1975 پانچ یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے ۔

بڑی مہربانی ہوگی ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس استحقاقات کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

چوہدری غلام قادر : میں جناب محمد اکرم چیمہ رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 73 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : جناب محمد اکرم چیمہ رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 73 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

چوہدری غلام قادر : میں جناب راجہ محمد افضل خان رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 76 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : جناب راجہ محمد افضل خان رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر76 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

چوہدری غلام قادر : میں جناب حاجی محمد سیف اللہ خان رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 65 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : جناب حاجی محمد سیف اللہ خان رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 65 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

چوہدری غلام قادر : میں جناب حاجی محمد سیف اللہ خان رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 74 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : جناب حاجی محمد سیف اللہ خان رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 74 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

چوہدری غلام قادر : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ حاجی محمد سیف اللہ خان رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک نمبر 4 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 1975ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : کیا آپ اس سلسلے میں تھوڑی سی رعایت نہیں کر سکتے ؟

چوہدری غلام قادر : جناب ۔ اس میں کچھ کاغذات وغیرہ پیش ہونے ہیں ۔ یہ ایک سرکاری محکمے کی طرف سے پیش ہونے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : تو آپ اس کی میعاد میں فی الحال 30 جون 1975ء تک توسیع کروا لیں ۔

چوہدری غلام قادر : ٹھیک ہے جناب ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ حاجی محمد سیف اللہ خان رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 4 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 30 جون 1975ء تک توسیع کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری غلام قادر : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ رانا پھول محمد خان رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 10 کے بارے میں

مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 1975ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : اس کی میعاد میں بھی 30 جون 1975 تک توسیع کرا لیں۔

چوہدری غلام قادر : ٹھیک ہے جناب۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ رانا پھول محمد خان رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 10 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 30 جون 1975ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری غلام قادر : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ علامہ رحمت اللہ ارشد ، حاجی محمد سیف اللہ خان اور سید تابش الوری ممبران صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 72 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 1975ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : اس کی میعاد میں بھی 30 جون 1975 تک توسیع کرالیں۔

چوہدری غلام قادر : ٹھیک ہے جناب۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ علامہ رحمت اللہ ارشد ، حاجی محمد سیف اللہ خان اور سید تابش الوری ممبران صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 72 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی

میعاد میں 30 جون 1975ء تک توسیع کر
دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

چوہدری محمد حیات گوندل : میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انضباط پنبہ مغربی پاکستان مصدرہ 1974ء (مسودہ قانون نمبر 30 بابت 1974ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت منصوبہ بندی و ترقیات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انضباط پنبہ مغربی پاکستان مصدرہ 1974ء (مسودہ قانون نمبر 30 بابت 1974ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت منصوبہ بندی و ترقیات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتی ہوں :

کہ دی ویسٹ پاکستان فیملی کورٹس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1974ء (مسودہ قانون ترمیم پنجاب) عائلی عدالت ہائے مغربی پاکستان مصدرہ 1974ء) (مسودہ قانون نمبر 31 بابت 1974ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 1975ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی ویسٹ پاکستان فیملی کورٹس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1974ء (مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) عائلی عدالت ہائے مغربی پاکستان مصدرہ 1974ء) (مسودہ قانون نمبر 31 بابت 1974ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 1975ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

بیگم ریحانہ سرور : جناب والا ! میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1974ء (مسودہ قانون نمبر 28 بابت 1974ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرتی ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1974ء (مسودہ قانون نمبر 28 بابت 1974) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ہے ۔

خان محمد شفیق خان : جناب والا ! میں دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1974 (مسودہ قانون) (ترمیم پنجاب) موٹر گاڑی ہائے مغربی پاکستان مصدرہ 1974ء) (مسودہ قانون نمبر 29 بابت 1974) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون موٹرگاڑی ہائے مغربی پاکستان مصدرہ 1974ء (ترمیم پنجاب) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ہے ۔

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

خان محمد شفیق خان : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1974ء (مسودہ قانون نمبر 53 بابت 1974ء) کے بار میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 1975 تک توسیع کر دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

> کہ دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1974ء (مسودہ قانون نمبر 53 بابت 1974ء)

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 1975ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

خان محمد شفیق خان : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1974ء (مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) موٹر گاڑی ہائے مغربی پاکستان مصدرہ 1974ء) (مسودہ قانون نمبر 52 بابت 1974ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 1974ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1974ء مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) موٹر گاڑی ہائے مغربی پاکستان مصدرہ 1974ء (مسودہ قانون نمبر 52 بابت 1974ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 1975ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

بیگم بلقیس حبیب اللہ : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتی ہوں :-

مسودہ قانون (تنسیخ پنجاب) قانون (ترمیم پنجاب بابت 1974ء) مطبع و مطبوعات مغربی پاکستان مصدرہ 1974ء (مسودہ قانون نمبر 27 بابت 1974ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 1975ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : اس میں 31 جولائی کی بجائے 15 جون تک اضافہ کیا جائے :-

تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (تنسیخ پنجاب) قانون (ترمیم پنجاب بابت 1972ء) مطبع و مطبوعات مغربی پاکستان مصدرہ 1974ء) (مسودہ قانون نمبر 27 بابت 1974ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈ منسٹریشن کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 15 جون 1975 تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

چودھری امان اللہ لک : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ حاجی محمد سیف اللہ خان اور سید تابش الوری ممبران صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک کے بارے میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 1975ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :-

کہ حاجی محمد سیف اللہ خان اور سید تابش الوری ممبران صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک کے بارے میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 1975ء تک کی توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری امان اللہ لک : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ جناب رب نواز کھتران رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک کے بارے میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 1975ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ جناب رب نواز کھتران رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک کے بارے میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 1975ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری امان اللہ لک : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ سید تابش الوری رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک کے بارے میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 1975ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ سید تابش الوری رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک کے بارے میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 1975ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری امان اللہ لک : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مرزا فضل حق رکن صوبائی اسمبلی کی پیش

کردہ تحریک کے بارے میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 1975ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مرزا فضل حق رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک کے بارے میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 1975ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

مسٹر محمد اشرف : جناب والا ! میں مسودہ قانون (ترمیم) (مزارعت پنجاب) مصدرہ 1974ء (مسودہ قانون نمبر 38 بابت 1974ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم) (مزارعت پنجاب) مصدرہ 1974ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

مسٹر محمد اشرف : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) حق شفع مصدرہ 1974ء (مسودہ قانون نمبر 36 بابت 1974ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 1975ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : اس میں 31 جولائی کی بجائے 30 جون تک توسیع مناسب ہو گی ۔

تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) حق شفع مصدرہ 1974ء (مسودہ قانون نمبر 36 بابت 1974ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 30 جون 1975ء تک توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان (وزیر صحت) : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم) اطفال پنجاب مصدرہ 1974ء (مسودہ قانون نمبر 59 بابت 1974ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 1975 تک توسیع کی جائے ۔

مسٹر سپیکر : بریگیڈیر صاحب ، آپ اس میں کچھ چھوٹ کر سکتے ہیں ؟ 31 جولائی کی بجائے 15 جولائی کر دیں ؟

وزیر صحت : بالکل ٹھیک ہے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم) اطفال پنجاب مصدرہ 1974ء (مسودہ قانون نمبر 59 بابت 1974ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 15 جولائی 1975ء تک توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر صحت : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون محاسبہ و ضبطی ناجائز دولت و جائیداد پنجاب مصدرہ 1974ء (مسودہ قانون نمبر 25 بابت 1974ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 1975ء تک توسیع کی جائے

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ (مسودہ قانون محاسبہ و ضبطی ناجائز دولت و جائیداد پنجاب مصدرہ 1974ء) (مسودہ قانون نمبر 25 بابت 1974ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 1975ء تک توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر صحت : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون احترام رمضان المبارک پنجاب مصدرہ 1974ء (مسودہ قانون نمبر 46 بابت 1974ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 30 جولائی 1975ء تک توسیع کی جائے ۔

مسٹر سپیکر : اس میں بھی 15 جولائی تک توسیع مناسب رہے گی ۔

تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون احترام رمضان المبارک پنجاب مصدرہ 1974ء (مسودہ قانون نمبر 46 بابت 1974ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 15 جولائی 1975ء تک توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب ہم پرولیج موشنز لیتے ہیں۔ آج رپورٹ کے سلسلے میں کسی نے پرولیجز کمیٹی کی رپورٹ بھی پیش کی ہے ۔ میں یہ توقع کرتا ہوں کہ جو مسئلہ بہت سی پرولیج موشنز کی صورت میں میرے پاس موجود ہے ، وہ سٹینڈنگ ۔ کمیٹی کے بھی زیر غور آیا ہو گا اور اس نے اس پہ کچھ نہ کچھ فیصلہ کیا ہوگا ۔

تحریک استحقاق نمبر 16 ، چودہری منظور احمد (فاضل رکن موجود نہیں) تحریک استحقاق نمبر 17 سردار امجد حمید خان دستی (موجود نہیں ہیں) مجھے افسوس ہے ۔

پنجاب کا ضمنی میزانیہ برائے سال 1974-75

بعنوان عمومی بحث (جاری)

مسٹر سپیکر : اب ہم اگلی آئیٹم لیتے ہیں۔ ضمنی میزانیہ برائے 1974-75 پر عام بحث ۔

Begum Rehana Sarwar. As this is International Women's year, let us start the Budget discussion with an opening speech by a lady member.

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : جناب سپیکر! آج اس معزز ایوان میں 1974-75ء کا ضمنی میزانیہ زیر بحث ہے ۔ اس ضمنی میزانیےمیں وہ زائد رقوم درج کی گئی ہیں جو ہم خرچ کر چکے ہیں اور آئین کی دفعہ 124 کے تحت آج اس کی منظوری دینا مقصود ہے ۔ مجموعی طور پر ضمنی بجٹ میں جو رقم درج کی گئی ہے اس کا بیشتر حصہ ترقیاتی پروگراموں پر صرف کیا گیا ہے تاکہ عوام کی خوشحالی ترقی اور فلاح و بہبود تیز تر ہو سکے اور اس کے ساتھ ساتھ عوام کے اقتصادی ، سماجی اور معاشرتی مسائل کا بھی ازالہ کیا جاسکے ۔ کیونکہ موجودہ عوامی حکومت عوام کی اپنی حکومت ہے ، اس لیے عوام کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے ، یہ زائد اخراجات اس مقصد کے لیے کیے گئے ہیں تاکہ عوام کی ترقی خوش حالی اور فلاح و بہبود کے لیے بہتر طور پر کارہائے نمایاں سر انجام دیے جائیں ۔ جناب سپیکر ! حکومت نہیں چاہتی کہ اس قسم کی بچت کی جائے جس سے ترقی کی رفتار میں رکاوٹ پیدا ہو جائے اور اس طرح عوام کو نہ صرف انفرادی بلکہ اجتماعی طور پر بھی نقصان اٹھانا پڑے ۔ بلکہ حکومت یہ چاہتی ہے کہ عوام کی اجتماعی اور انفرادی طور پر ترقی کی جائے۔ اس خرچ میں اس بات کو خاص طور پر مد نظر رکھا گیا ہے کہ عوام کی حالت کو بہتر بنایا

جا سکیں اور اس کے ساتھ مخصوص کورش سالی کے لیے ، ترقی اور فلاح و بہبود کی راہ ہموار کرنے کے لیے یہ رقوم خرچ کی گئی ہیں ۔

جناب سپیکر ! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ، پاکستان بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے اور یہاں اکثریت زراعت پیشہ لوگوں کی ہے ۔ ہماری اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کا دار و مدار بھی زراعت پر مبنی ہے ۔ لیکن بڑے افسوس کے ساتھ اس بات کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ہمارا ملک زراعت کے میدان میں خود کفیل نہیں اور آج ہم کروڑوں روپے کی گندم دوسرے ممالک سے امپورٹ کر رہے ہیں ۔ حالانکہ گندم ہمارے عوام کی Staple food ہے اور کسان جس پر ملک اور قوم کو بڑا ناز ہے اور جس سے یہ ملک اور یہ قوم بڑی امیدیں وابستہ رکھے ہوئے ہے اس کی طرف پچھلی حکومتوں نے کوئی توجہ نہیں دی ۔ ماضی میں زرعی پیداوار بڑھانے کے لیے کسان کو کوئی ترغیب نہ دلائی گئی ، اس کی حوصلہ افزائی نشو و نما اور ترقی کے لیے کچھ نہ کیا گیا اور نہ ہی اسے صحیح تربیت دے کر ماہر اور قابل بنایا گیا اس کے ساتھ ساتھ کسانوں کو بیج کھاد اور قرضوں کی سہولتیں بھی فراہم نہیں کی گئیں ۔ گویا پچھلی حکومتوں نے پیداوار کو بڑھانے کے تمام دروازے بند کر دیے تھے ۔ جناب والا ! انہیں تو اپنی کرسیوں کی فکر تھی اور ہمیشہ انہوں نے اپنے ذاتی مفاد کو پیش نظر رکھا ۔ انہوں نے کبھی ملکی مفاد کو پیش نظر نہیں رکھا ۔ زراعت پر ملک کی ترقی کا دار و مدار ہے لیکن انہوں نے اس اہم صنعت کو پس پشت ڈال دیا اور کسانوں کے لیے کچھ بھی نہیں نہ کیا ۔ موجودہ حکومت زراعت کی طرف خاص توجہ دے رہی ہے اور پیداوار بڑھانے کے مقصد سے ٹیوب ویلوں کے لیے subsidy کا انتظام کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ کھاد ، بیج اور ٹریکٹر کے لیے عوام کو قرضے مہیا کیے گئے ہیں ۔ اس ضمن میں ایک کروڑ چھتیس لاکھ روپے کے اضافی اخراجات حکومت کو برداشت کرنے پڑے ہیں ۔

جناب سپیکر ! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ، تعلیمی پالیسی 1972ء سے لے کر 1980ء تک لاگو کی گئی ہے ۔ اس سے حکومت کا مقصد یہ ہے کہ عوام کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا جائے اور اس دن کا انتظار نہ کیا جائے جب ہمارا ملک ترقی یافتہ ممالک کی صف میں کھڑا ہوگا ، کیونکہ ایسا سوچنا ہی بے معنی ہے ۔ جہالت کے خاتمے سے ہی ملک میں ترقی اور نشو و نما ہوسکتی

ہے ، اور ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتا ہے ۔ ماضی کی حکومتوں نے قصداً تعلیم پر کوئی توجہ نہیں دی ۔ اس وقت higher ایجوکیشن کا حصول صرف کوئی امیر ہی کر سکتا تھا اور غریب بے چارہ اپنے بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ نہ کر سکتا تھا لیکن موجودہ حکومت کی یہ سوچ قابل تحسین ہے کہ جب تک جہالت کا خاتمہ نہیں ہوگا ، ملک ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہو سکتا اور یہی ہماری تعلیمی پالیسی ہے ۔ جناب والا ! ہم نے تعلیم کو بامقصد بنایا ہے اور تعلیم کا معیار بھی بلند کیا ہے ۔ آپ نے دیکھا ہے کہ سائنٹیفک اور ٹیکنیکل ایجوکیشن کو خاص طور پر ترجیح دی جا رہی ہے اور جنرل ایجوکیشن کا رجحان اب ٹیکنیکل ایگرو ٹیکنیکل اور سائنٹیفک ایجوکیشن کی طرف کر دیا گیا ہے ۔ آپ نے یہ بھی ملاحظہ کیا ہوگا کہ حکومت نے اپنی ایجوکیشن پالیسی کے تحت کتنے کارہائے نمایاں سر انجام دیے ہیں ۔ سکولوں اور کالجوں کو قومی تحویل میں لیا گیا ، ان کی حالت کو بہتر بنایا گیا اور پھر یہ کہ پرائمری سکولوں کو اپ گریڈ کیا گیا ۔ اس کے ساتھ ساتھ ملتان یونیورسٹی ، پنجاب یونیورسٹی اور انجینئرنگ یونیورسٹی کے لیے رقومات مختص کی گئی ہیں اور اس طرح تعلیم کے شعبے میں کثیر رقوم خرچ کی گئی ہیں ۔ تعلیم کے میدان میں 9 کروڑ 93 لاکھ روپے کی یہ کثیر رقم اس مقصد کے پیش نظر خرچ کی گئی ہے کہ عوام کو زیور تعلیم سے آراستہ کرکے اس ملک سے جہالت کا خاتمہ کیا جا سکے ۔

جناب سپیکر ! عوام کی صحت کو برقرار رکھنے کے لیے ڈاکٹروں کی تعداد بڑھانے کا اہتمام کیا گیا ہے ۔ چونکہ ہماری آبادی کافی حد تک بڑھ چکی ہے ، اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ ڈاکٹروں کی تعداد بھی بڑھائی جائے اس سلسلے میں طلبہ کو میڈیکل کالجوں میں داخلے کی سہولت دینے کے انتظامات بھی کیے گئے ہیں اور اس طرح ان کالجوں میں لیبارٹری کا سامان بھی مہیا کیا گیا ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ ہسپتالوں میں ادویات بڑے پیمانے پر فراہم کی جا رہی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ ڈاکٹروں کے الاؤنسز بھی بڑھا دیے گئے ہیں لہذا اس ضمن میں حکومت کو ایک کروڑ اور سنتالیس لاکھ روپے کی رقم خرچ کرنا پڑی ۔

جناب سپیکر ۔ حکومت نے امن عامہ برقرار رکھنے کے لیے بھی کافی رقم خرچ کی ہے ۔ کیونکہ آئین کے تحت حکومت پر یہ ذمہ داری عاید ہوتی ہے کہ وہ ہر شہری کے جان و مال کی حفاظت کرے ۔ لہذا پولیس کی کارکردگی کو

بہتر بنانے کے لیے پولیس کی تعداد بھی بڑھائی گئی ہے ۔ جناب والا ! بڑھتی ہوئی مہنگائی کے پیش نظر پولیس کو مہنگائی الاؤنس دیا گیا ہے ۔ میں سمجھتی ہوں کہ پولیس کی بے بہا ذمہ داریوں کے پیش نظر 4 کروڑ اور 31 لاکھ روپے کا مطالبہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا ۔

جناب والا ! حکومت جہالت کا خاتمہ کرکے ملک کی تعمیر اور ترقی کرنا چاہتی ہے حکومت بھوک افلاس اور غربت کا خاتمہ کرنے کے لیے ملکی پیداوار کو بڑھانا چاہتی ہے ۔ حکومت عوام کی صحت کو برقرار رکھنے کے لیے ڈاکٹروں کی تعداد کو بڑھانا چاہتی ہے ۔ حکومت امن عامہ کو برقرار رکھنے کے لیے پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنانا چاہتی ہے اور اس میں اضافہ کرنا چاہتی ہے ۔ مسافروں کی سہولت کے لیے بسوں کی تعداد بھی بڑھانا چاہتی ہے ، اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ ضمنی بجٹ کو بڑی خوشی کے ساتھ پاس کیا جائے ۔

جناب سپیکر ! ضروری ہے کہ میں آپ کی توجہ حزب مخالف کے شرم ناک رویہ کی طرف دلاؤں ۔ صد افسوس کا مقام ہے کہ جمہوریت کے دور میں حزب مخالف نے واک آؤٹ کیا اور خاص طور سے شرم کا مقام ہے کہ انہوں نے بجٹ سیشن میں بھی اپنا واک آؤٹ جاری رکھا ۔ آپ دنیا کے کسی بھی جمہوری ملک کو دیکھ لیجئے ۔ ملک کو تو چھوڑئیے ، آپ کسی بھی جمہوری ادارے کو دیکھ لیجئیے ۔ حزب مخالف نے جو اصول اپنایا ہے وہ بے معنی ہے ۔ یہ کوئی اصول نہیں میں تو ایسے بے اصولی کہوں گی جناب والا ! دیگر ممالک کو دیکھیں ۔ حزب مخالف کا فرض ہے کہ وہ حکومت پر تعمیری تنقید کرے ، راہبری کرے ، اپنا نقطۂ نظر حکومت کو پیش کرے ، اپنے قیمتی مشورے حکومت کو پیش کرے اور اپنا نظریہ حکومت کو پیش کرے ۔ لیکن بڑے افسوس کے ساتھ اس بات کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ حزب مخالف نے بڑا افسوس ناک اور شرم ناک کردار ادا کیا ہے ۔ جناب والا ! جمہوری اداروں حزب مخالف کی قدر کی جاتی ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ وہ تو قدر کروانا ہی نہیں چاہتے ، کیونکہ عوام ان کو ** سے بے حد نالاں ہیں اور اب ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : میں سمجھتا ہوں کہ ** کے بجائے کوئی اور لفظ استعمال کر لیا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا ۔

بیگم ریحانہ سرور : جناب والا ! انہوں نے بڑا افسوس ناک رویہ اختیار کیا ہے ۔

---

* بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے جو ** کا لفظ استعمال کیا ہے ، وہ میں نے حذب کر دیا ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : میں سمجھتی ہوں کہ اسی لیے اب وہ اپنا منہ چھپاتے پھرتے ہیں ، کیونکہ اب وہ عوام کے سامنے پیش نہیں ہو سکتے ۔ آپ کو معلوم ہے کہ جس مقصد کے لیے عوام نے انہیں منتخب کیا تھا وہ اس میں بری طرح ناکام ہو چکے ہیں اور ہاؤس میں تنقید برائے تنقید ، تقریر برائے تقریر اور بحث برائے بحث کے لیے بھی ان کے لیے کوئی گنجائش نہیں رہی ۔ اس لیے وہ ہاؤس میں پیش نہیں ہوتے ۔ عوام اب انہیں اچھی طرح سے پہچان چکے ہیں اور اب وہ ان کے دھوکے میں آنے والے نہیں ۔

جناب سپیکر : میں سمجھتی ہوں کہ آج ہمارا ملک جناب ذوالفقار علی بھٹو کے زیر قیادت ترقی کی راہ پر گامزن ہے ۔ ہم نے بڑی حد تک اپنے اندورنی اور بیرونی مسائل پر قابو پا لیا ہے اور جناب ذوالفقار علی بھٹو کی ولولہ انگیز قیادت ، ان کے فہم و تدبر جانفشانی اور خلوص کے تمام لوگ قائل ہو چکے ہیں ، اس لیے اب وہ حزب مخالف کی جھوٹی باتوں میں آنے والے نہیں ۔ ان کی باتوں پر اب کوئی یقین نہیں کرتا ۔ ہاؤس میں انہوں نے آنے کی زحمت ہی گوارا نہیں کی ۔ اس بے اصولی کے فیصلے سے پاکستان کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا ۔

مسٹر سپیکر : میرے خیال میں آپ بجٹ پر آ جائیں تو زیادہ مناسب ہوگا ۔

بیگم ریحانہ سرور : جناب والا ! میں نے بجٹ کی خصوصیات پہلے بیان کر دی ہیں حزب مخالف یہاں موجود نہیں اور یہ بہت اہم بات ہے ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔ یہ بات بڑی اہم ہوگی ، مگر آپ بجٹ پر بحث کریں ۔

بیگم ریحانہ سرور : جناب والا ! اب میں یہ کہہ کر ختم کرتی ہوں ۔

سچائی چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

*** بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری غلام قادر ، سیالکوٹ (فاضل رکن ایوان میں موجود نہ تھے) ۔ میاں خان محمد (فاضل ممبر ہاؤس میں موجود نہ تھے) (جناب ڈاکٹر عبدالخالق سے) ۔ آپ کی اسمبلی پارٹی کے سیکرٹری کون ہیں ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! ملک غلام نبی صاحب ۔

مسٹر سپیکر : کیا ملک صاحب تشریف نہیں رکھتے ۔

وزیر تعلیم : جی نہیں جناب والا ۔

مسٹر سپیکر : جو فاضل اراکین بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں ، میرے پاس اُن کے ناموں کی مختصر سی لسٹ تو آئی ہے ۔ اگر وہ حتمی ہے تو میں اس کے مطابق ٹائم دوں اور اگر آپ نے اور لسٹ بھیجنی ہے تو پھر مجھے وقت کا تعین کرنا پڑے گا ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! آپ اسی کے مطابق حکم کریں ۔

مسٹر سپیکر : میرے پاس دو دن ہیں اور پانچ نام ۔ میں تو چاہوں گا کہ اگر کوئی ممبر دن میں دو گھنٹے بھی بولنا چاہے تو میں اسے وقت دے سکتا ہوں ۔ لیکن اگر چار گھنٹے کے بعد چالیس نام ہو جاتے ہیں تو پھر میرے لیے بڑا مشکل ہو جائے گا ۔ شیخ عزیز احمد ۔ (فاضل ممبر ایوان میں موجود نہ تھے) ۔ کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جناب والا !

خزاں کی چاندنی رات میں ہے شاخ شاخ اداس
بہار کب آئے گی کس سے پوچھنا کیا

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! مجھے تو اپنے پس ماندہ علاقے کا رونا رونا ہے ۔ حالت یہ ہے کہ ضمنی بجٹ میں میانوالی کے پس ماندہ ضلع کا ذکر اس کے سینکڑوں صفحات میں ایک مرتبہ بھی نظر سے نہیں گزرا ۔ جناب والا ! قائد عوام کی هدایت ہے کہ پسماندہ علاقوں کو زیادہ ترقی دی جائے ، ان کی طرف زیادہ

توجہ دی جائے اور ان کو زیادہ فنڈز دیے جائیں ۔ آپ نے دیکھا ہے کہ مرکز نے میزانیے میں سترہ سترہ کروڑ روپے کی رقم بلوچستان اور فرنٹیر کے پس ماندہ صوبوں کو ڈیویلپمنٹ کے لیے ان کے حقوق سے زیادہ دی گئی ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر محمد حنیف نارو کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

میانوالی کا ضلع پنجاب میں تقریباً سب سے زیادہ پس ماندہ علاقہ ہے اور اس کے علاوہ کیمبل پور، ڈیرہ غازی خان، جھنگ اور مظفر گڑھ بھی پسماندہ اضلاع ہیں مگر ان تمام اضلاع کے ساتھ کوئی رعایت نہیں کی گئی ۔ جو میں سمجھتا ہوں کہ زیادتی ہے اور تقسیم کار میں غلطی ہے ۔ تقسیم اخراجات بھی غلط ہے ۔ جناب والا ! اگر آپ شالامار باغ میں مزید پھلواریاں بنا دیں یا مزید درخت اور فوارے لگا دیں تو اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا اور ملک کی کوئی ترقی نہیں ہوگی ۔ آپ اس ملک میں اس کاشت کار کی طرح کام کریں جو اپنے ایک بنجر کھیت کو یا چھوٹے چھوٹے چار کھیتوں کو پوری محنت سے آباد کرتا ہے ۔ لیکن آپ پوری طرح سے توجہ نہیں دے رہے ۔ یہ اپنے ہی گھر کے ساتھ نا انصافی کے مترادف ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر چیئرمین : کرنل یہ جنرل ڈسکشن نہیں ، ضمنی بجٹ پر بحث ہو رہی ہے ۔ اگر آپ نے اس طرح بحث شروع کر دی تو باقی ممبران بھی اس طرح کریں گے ۔ لہذا آپ صرف ضمنی بجٹ پر ہی بولیں ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جناب والا ! میں ضمنی بجٹ کی بات کر رہا ہوں ۔ ہمارا علاقہ بہت پسماندہ ہے لیکن اس کے لئے کوئی رقم نہیں رکھی گئی ۔ چاہے آپ تعلیم کا شعبہ دیکھ لیں ، چاہے صحت کا ، اس میں ہمارے علاقے پر کوئی خرچ نہیں کیا گیا ۔ اگر کیا گیا ہے تو بہت قلیل ۔ جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت غلط بات ہے ۔ یہ تو ایسے ہی ہے جیسے ''انا ونڈے ریوڑیاں مڑ مڑ اپنی جھولی وچ"۔ آپ صرف لاہور کا خیال نہ کریں ۔ یہاں پیپلز ہاؤس اور سیکرٹریٹ ہی نہ بناتے رہیں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! کرنل صاحب سالانہ بجٹ پر بحث کر رہے ہیں یا ضمنی بجٹ پر ؟

مسٹر چیئرمین : کرنل صاحب آپ ضمنی بجٹ پر بات کریں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میرے خیال میں یہ اصل بجٹ کی ریہرسل کر رہے ہیں ۔

مسٹر چیئرمین : کرنل صاحب ، یہ ضمنی بجٹ پر بحث ہے ۔ ورنہ وزیر قانون صاحب کی بات ٹھیک ہو جائے گی کہ آپ اصل بجٹ کی ریہرسل کر رہے ہیں ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جناب والا ! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ :-

کانٹوں سے دوستی کر لو جو تا عمر ساتھ دیں
پھولوں کا کیا جو سانس کی گرمی نہ سہہ سکیں

اگر آپ کو پھولوں کے چمن میں ترقی کرنی ہے تو کوئی بات نہیں ۔ یہ تو کوئی بہادری نہیں ۔ خار زار کو آپ چمن بنائیں ۔ اس لئے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر دوستی کرنی ہے تو کانٹوں سے کریں ۔ ہم کانٹے ہیں ۔ ہمیں آپ بے شک کانٹے ہی سمجھیں ، جو تا عمر ساتھ دیں ۔ پھولوں سے تو دوستی نہ کریں جو سانس کی گرمی بھی نہ سہہ سکیں ۔

جناب سپیکر ! میں نے سارے بجٹ کی ورق گردانی کی ہے ، مگر مجھے افسوس ہے کہ اس میں ہمارے علاقہ کے لئے کچھ نہیں کیا گیا ۔

مسٹر چیئرمین : کرنل صاحب ضمنی بجٹ کے متعلق جو مطالبات زر پیش ہوئے ہیں ، ان پر بحث کریں ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جناب والا ! میں ضمنی بجٹ پر بحث کر رہا ہوں ۔ آپ اس میں دیکھ لیں ۔ مواصلات کی مد میں جو رقم خرچ ہوئی ہے اس میں میانوالی ضلع کے متعلق دیکھ لیں کہ کیا رقم خرچ ہوئی ہے ۔ ایک سڑک جو کالا باغ شکردرہ کہلاتی ہے چھ میل بنا دینے سے 100 میل کی بچت ہوتی ہے ۔ جناب والا ! بابا آدم کے زمانے کی کنکریاں اور کچھ پتھر پڑے ہیں مگر اس کے علاوہ آج تک کچھ نہیں ہوا ۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے علاقے کی طرف آپ خصوصی توجہ دیں ۔ آپ دوگنے ضمنی مطالبات زر پیش کریں مگر ہمارے علاقے پر بھی تو کچھ خرچ کریں ۔ پھر میں اس کی زبردست حمایت کروں گا ۔ آپ پسماندہ علاقوں کو ترقی دیں ، گریٹر تھل کو آباد کریں ، ڈیرہ غازی خاں کو ترقی دیں ، مجھے اس سے خوشی ہوگی ۔

بے شک آپ نے ڈیرہ غازی خان میں کچھ سکولوں اور ہائی سکولوں کے لیے رقم مختص کی ہے - سڑکوں کا جال بچھایا جائے ترقی کے لئے ، تجارت اور مواصلات کے لئے سڑکیں بے حد ضروری ہیں ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ہی تھے کہ مسٹر سپیکر تشریف لے آئے اور انہوں نے کرسیٔ صدارت سنبھال لی) -

چودھری محمد اعظم : پوائنٹ آف آرڈر سر - جناب والا ! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کرنل صاحب کی تقریر بریک کرنے کے لئے تین تین سپیکر بدلے جا رہے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : مجھے اندازہ نہ تھا کہ ڈپٹی سپیکر صاحب تشریف رکھتے ہیں - ورنہ میں نہ آتا - میں اپنے دفتر میں بڑے آرام سے کام کر رہا تھا - مگر اب آپ نے کرنل صاحب کو بریک لگا دی ہے - اب مجھے ڈر ہے کہ بریک کے بعد ایکسیلیٹر پر پاؤں نہ رکھ دیں - کرنل صاحب آپ تقریر ختم کر چکے ہیں -

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جی ہاں -

مسٹر سپیکر : چودھری محمد یعقوب اعوان -

چودھری محمد یعقوب اعوان : جناب سپیکر ! میں اس ضمنی بجٹ پر بڑے اختصار کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ضمنی میزانیہ وہ خرچ ہے ، جو ہو چکا ہے ، اور ہم اخلاقی طور پر پابند ہیں کہ گورنمنٹ نے جو خرچ اب تک کیا ہے اسے approve کریں - زیادہ کہنے کی کچھ ضرورت نہیں - دوسری بات یہ ہے کہ اپوزیشن آج کل غیر حاضر ہے - اس طرح تنقید کرنے کا لطف نہیں آتا - .

جناب والا ! میں ایک بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ملک میں ایک نیا سسٹم نافذ کیا گیا ہے : پری آڈٹ سسٹم - یہ سسٹم نیک نیتی سے نافذ کیا ہے ، مگر یہ پوری طرح تمام اضلاع میں کامیاب نہیں ہو رہا - جناب سپیکر ! لوگ کافی پریشان ہیں - ان کے بل وقت پر پاس نہیں ہوتے پہلے یہ بل ایک دو روز میں پاس ہو جایا کرتے تھے ، اب اول تو بل چھ چھ دن پاس ہی نہیں ہوتے اور اگر اکاؤنٹس آفیسر کے پاس پہنچ ہی جائیں تو کوئی معمولی سا

انجکشن لگا کر واپس کر دیے جاتے ہیں ۔ پھر جناب والا ! اکاؤنٹس آفیسر صبح دفتر میں آتے ہی نہیں اور آتے ہیں تو دو تین گھنٹے کام کر کے چلے جاتے ہیں ۔ مجھے اس سکیم کے شروع کرنے پر یا اس کی نیک نیتی پر کوئی شبہ نہیں ، مگر اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے ۔ یا تو پوری آڈٹ سسٹم کے متعلق وزیر اعلیٰ صاحب کوئی احکام جاری فرمائیں ۔ وزیر اعلیٰ صاحب اس وقت موجود نہیں ، ورنہ میں ان سے عرض کرتا ۔

ایک فاضل رکن : وزیر اعلیٰ صاحب موجود ہیں ۔

چودھری محمد یعقوب اعوان : میں معذرت چاہتا ہوں ۔

جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے میں درخواست کروں گا کہ اس پر خصوصی توجہ فرمائیں ، یا کوئی ایگزیکٹیو انسٹرکشن دیں ۔ جناب والا ! فقط عوام کے بلوں کے ساتھ یہ سلوک نہیں ہوتا ، بلکہ گورنمنٹ کے اپنے محکموں مثلاً یونیورسٹی وغیرہ کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوتا ہے ۔ جناب والا ! کوئی ایسی ہدایات جاری کی جائیں جن کے تحت اڑتالیس گھنٹوں کے اندر اندر بل پاس ہونے چاہئیں ۔ ہم عوام کی ان تکالیف کو یہاں بیٹھ کر نہیں دیکھ سکتے ۔ وہ بہت تنگ ہیں ۔ جناب والا ! میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا ۔ شکریہ ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, the supplementary budget as presented to the Assembly has already been incurred. I want only to make a few observations on the expenditure and give my own view points. Sir, on page 2 on the speech of the Chief Minister, he has mentioned grants to the Municipalities of Lyallpur and Lahore. We welcome these grants.

Mr. Speaker : Would the hon'ble Member take benefit of the amplifier before him.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Thank you Sir. I will just deal very shortly with the initial speech made by the Chief Minister Punjab and offer a few suggestions for his consideration, Sir, on page 2 of his speech he has made grants of one crore each to the municipalities of Lahore and Lyallpur. Actually these grants have been given by the Prime Minister of Pakisten from the Central Government funds but they have to be channelised through the provincial budget. We welcome and are grateful for these grants but I would like to point out here that there are many municipalities in the

back-ward areas as well as in the well-developed areas which are almost at the verge of banksuptcy. Though I would not differ with him in beautifying the big towns and providing them facilities of modern age but at the same time we should look at those areas, the dumb and deaf areas of Punjab like Cambellpur, Mianwali, D. G. Khan, Bahawalpur and Jhelum whose municipalities as well as the district councils only have enough money to maintain their staff and they have no money for development. I would make submission that special grants be made for them and inquiry be held into the working of these municipalities and district councils to enable them to atleast maintain their recurring expenditure.

Referring to Cambellpur, the total imcome of its district council and municipal committee is about 30 lacs of rupees Now they spend almost 27 to 28 lacs on the establishment. Therefore, all the income of that district is merely spent in maintaining huge staff which is doing no good to anyone. In addition to that we have a separate establishment for the People's Works Programme. I suggest that the staff of the People's Works Programme and the District Council be amalgamated in such a way that one organization could work for both purposes and there should be economy. Two huge organizations incurring huge expenditure from the public exchequer and doing no work, is certainly a big burden.

Next, I would come to page 3. A subsidy of Rs. 12 thousands per tubewell is given to the zamindars in barani areas. Sir, those who have had experience in having tubewells, specially in the barani areas where there is scarcity of under-surface water, know that Rs. 12 thousand is a very meagre amount. Therefore, I suggest that this subsidy be at least doubled for those backward areas where water is deepdown. Because you will see from the record that inspite of the crores of rupees being given as subsidy, very few tubewells have been dug in backward areas like Cambellpur, Mianwali D. G. Khan etc. although these funds have been made use of by the people in those areas where the water table is high. This is because the amount of subsidy being given is very small which does not allow deep digging in areas where water table is low. Therefore, I invite the special attention of the Government to increase the amount of subsidy.

Next I would come to the grant of Rs. 11.07 crore under the head "88-A Capital Account of Communication Works" which is very laudable. We want more and more roads. We want better and better roads but certainly we want roads in the backward areas also. I do'nt say that an effort is not

being made. Probably this amount is a must for that road which had been damaged and which had to be repaired. But if you look at this, you will find not a single mile of road Sir, in the backward areas. So when we talk of 55% of development to go the backward areas, they have a right as your brothers and sisters to look up to you to make sacrifices for their sake. Please come to practice and give us something more.

Sir, next I would come to the schools, their upgradation etc. and the expenditure met from the supplementary grants for which there are different figures but the total expenditure is of Rs. 10.39 crores under the head "37-Education". Sir, here I would be rather personal. It may not be forming the part of the supplementary budget, I have repeatedly requested the Chief Minister and the Education Minister that the town of Hazro which is bigger than any other Tehsil in Cambellpur and many other tehsils where intermediate colleges have already been established, may kindly be granted an intermediate college. I had been repeatedly pleading with this house and also with the authorities concerned regarding the school of Hazro which has suffered on one excuse or the other. In his speech, the Chief Minister Punjab has said that many intermediate colleges are going to be made and that due consideration will be given on matters of principle and that consideration will be on population-demand basis. I would certainly request the hon'ble Minister for Education to please consider the case of Hazro.

Next, I will come to page 4, last paragraph where the main reason for the additional demand in case of food-grain is the increase in the procurement of indigenous wheat from Rs. 25/- to Rs. 37/- per maund and the price of imported wheat from Rs. 21.00 to Rs. 31.50 per maund. Sir, the increase in the procurement price of wheat has been a very welcome sign although the consensus of opinion at the time was that a sum of Rs. 37/- is not sufficient incentive for making this country self-sufficient in food when the imported price, as quoted by the Chief Minister himself, is Rs. 72/- per maund. My submission would be that in order to make the country self-sufficient as plained within two years and to help the 80% of the population which form the back bone of this country, the price for wheat procurement needs revision. The price of maize in the market is Rs. 50 per maund. Therefore, there is no reason why the price of wheat should be less then the price of maize, Thus, there is a case for reconsideration by the Food Minister and I hope he is listening. But sir, he is in dialogue with somebody else. (Laughter). Sir, I was

asking about the inputs and incentive to wheat for higher production in agriculture.

Sir, now I come over to the item of monoply procurement of sugar. In this budget you will find that we have made ten crores of rupees from trading in sugar. I welcome it, but this money should certainly be spent on the development of sugar-cane in this Province. Nothing or very little is being done to help development of sugar-cane. Sir, the sugar is produced in the fields and not in the mills. Mills are only processing machines. Therefore, the more we increase our crop of sugar-cane the higher will be our sugar production. The Punjab has unfortunately lagged behind in production of sugar. We should be producing at least 2.5 lac tons of sugar. This year we have only produced 1.39 lac tons.

Minister for Food : It is 2.22.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : I stand corrected. Sir, it is 2.22. However, that is nothing to do with the Government. has done every thing possible and tried to give the incentive. Sir, next I come to allocation of Rs. 2.36 crore advanced to WAPDA in order to accelerate the pace of work on Khanpur Dam which is to be financed jointly by the Federal Government and the Provincial Governments of the Punjab and N.W.F.P. Two schemes for Campbellpur are very important. One is the left bank canal lift scheme which has got its blessing from the Punjab but is still not passed by the National Economic Council which would give water to 58,000 acres of land from Hassan Abdul right upto Attock. Sir, a similar scheme for the right bank canal had already been sanctioned by the N.W.F.P Govt. and people on our side are woundering why this sensitive area should not be given their due rights. I understand they require 500 cusecs of water which I am sure the Punjab can easily afford from its own resources for the people of Campbellpur from the river Indus. Sir, you know in Campbellpur and other districts, we don't even get drinking water. Even if this scheme needs subsidy I hope the Punjab Government will put a full pressure to benefit the backward areas. Sir, the Khanpur Dam will be providing water to Haripur, Fateh Jang and to the Federal Area. Sir, last year we also pleaded this and now the Punjab Government is giving a substantial sum to share the waters but a huge portion of this water was taken by the Federal Government, Sir I would again plead that mere money payment for cusecs of water should not be the only consideration to deprive the people of Campbellpur and Fateh

Jhang from this water. The people of Fateh Jang are very backward. They have got no water, they have got no schools, they have got no hospitals and it is the first time that the present Government has come in and has taken some notice of their hardships. So I would strongly plead for the people of Fateh Jang that our due share of water must be ensured.

Sir, next I come to page 6 of the Speech. Certainly the Punjab Road Transport Board needs all the money to keep the transport in order, but I am sure our Minister of Transport is aware of the fact that the Punjab Road Transport Board has remained previously dumping ground for undesirable officers. Whenever an Inspector General of Police was not wanted to be the head of the executive he was put as the Chairman of the Road Transport Board. I am sure the Government is alive to the issue and also alive to the issue that there has been a huge wastage running into crores of rupees on spare parts which was not of any use. I don't think whether they have been disposed of or whether they are lying. I think the Minister whould know about it. But knowing from the past experience the Road Transport Board had been very badly treated. I am sure this extra money allocation which was given to them will come to the rescue of restoring communication to the satisfaction of the larger part of our people. Sir, on the same page I would like to come over to the replacement of airconditioners in the Governor's House. I think you must have noticed that a sum of Rs. 0.12 crore are required for the replacement of airconditioners in the Governor's House.

Mr. Speaker : I don't think you can act like that.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, the Budget Speech is here. Is it not the Budget speech. Shall I read it verbatim to you. It says Sir,......

Mr. Speaker : Please one minute.

(At this stage Mr. Speaker studied the rules)

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, if I am not permitted to speak......

Mr. Speaker : I have not said thad but you have to wai for a moment.

(Mr. Speaker again goes through the rules)

It is alright. There will be no voting on this but it can be discussed.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, Rs. 0.12 crore has been allocated for the 'House', for one individual. I think this is an amount which this poor Province could not afford. These replacements should, even if are necessary, take place by stages. But if we take this amount every year merely as an expenditure for the replacement of airconditioners I don't know how much more money will be spent for this. I am not against any person on any account either against the Chief Executive or against the establishment or against the realloca-tion but there must be some reasons other than the Governor's House. Certainly this is a poor province where districts like Cambellpur, Dera Ghazi Khan and Mianwali cannot get even drinking water in the total allocation, whereas we are spending 0.12 crores of rupees on keeping the rooms cool. You can go to Murree to cool yourselves and this money should go to better purposes. I am sure our socialist Chief Minister has missed that point otherwise I won't have touched this point.

Sir, next I would like to come to Page 7 of the Budget Speech. A sum of Rs. 0.36 crore has been spent on procuring 12 small cars for Additional Deputy Commissioners and the Assistant Commissioners. Sir, on this subject I only refer you to the communique where three cars have been allowed to the Secretaries for self driving and five hundred free mileage per month. Sir, this is the first time in the history of administration when secretaries have been given three cars which they can freely drive and freely use. Knowing the past of bureaucracy and the misuse of Government finances, I am sure this will not have any useful purpose except the misuse for purposes other than the Government. As far as the giving of cars to Additional Deputy Commissioners and the Assistant Commissioners is concerned I welcome it. I think they Should provided with transport to enable them to meet the people in the villages to remove their difficulties but I hope they will make very judicious use of this privilege.

Now, I will come to the last paragraph where subsidy is being given by the Provincial Government for the supply of wheat to urban areas. Sir, we have always pleaded in this House that rationing is a must for the urban areas but to give this huge subsidy to that class of people who are materially much better than the 80% of population living in villages is certainly not fair to the rural population. Merely because they are a vocal population and a vocal population can come out in the streets and create a law and order problem does not mean that we should ride rough shod over justice merely to satisfy them. The prices of wheat, sugar and vanaspati ghee have been increased due to international crisis and this was a justifiable increase. In

fact, even today, Pakistan is the cheapest country to live in. This Government has been very practical in taking these steps for increasing the prices and still looking after the needs of the masses who are poorer and cannot afford enhanced prices.

Sir, subsidy is a good thing but rupees three hundred crore out of the Central Budget and rupees one crore worth subsidy out of the Provincial Budget merely for reasons to keep quiet is certainly not justified. My submission would be that these subsidies should be reviewed and the difference of the subsidy should be carried over to the 80% of the deaf, dumb and unheard of population of Pakistan, that is, the rural population, who for centuries have suffered at the cost of the urban population. I have nothing against the urban population. The urban people are as much Pakistanis as the rural people are, but the backward areas are not able to assert their right and it is the first time that so many people from the rural areas have come formard to plead their cause. We should take practical steps to show that we are really doing some-thing for the people of the rural areas. I am grateful to the Provincial Government for their policy declaration that 55% of the funds have been allocated for backward areas but let us do as much as possible for these areas.

مسٹر سپیکر - حافظ علی اسد اللہ -

حافظ علی اسد اللہ - جناب سپیکر : سال 75-1974 کے ضمنی بجٹ میں ایک ارب 45 کروڑ 61 لاکھ 36 ہزار پانچ سو تیس روپے کی خطیر رقم رکھی گئی ہے - بظاہر یہ بہت بڑی رقم ہے لیکن قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کے زیر قیادت انقلابی حکومت نے اس ترقی پذیر ملک اور صوبے کے استحکام عوام کے فلاح و بہبود اور خوش حالی کے لیے جس تیز رفتاری سے زرعی ، تعلیمی اور دوسرے شعبوں میں اصلاحات نافذ کی ہیں ; اور عوام کی مجموعی ترقی کے لیے جو کوششیں کی ہیں اس کے پیش نظر ہر شعبے میں مزید رقم کی ضرورت ہے - یہ خطیر رقم کوئی فضول خرچی نہیں بلدیاتی اداروں اور یونیورسٹی کے ملازمین کو خصوصی مہنگائی الاؤنس دینے کے لئے 25 کروڑ 21 لاکھ کی رقم رکھی گئی یہ بھی ضروری تھی ، کیونکہ یونیورسٹی اور بلدیاتی اداروں کے ملازمین کا سالہا سال کا مطالبہ تھا کہ اس مہنگائی کے دور میں خصوصی الاونس دیے جائیں - یہ ان کی ضرورت تھی - پاکستان پیپلز پارٹی کی موجودہ پنجاب کی حکومت پاکستان کے مزدورں ، کسانوں ، طالب علموں اور چھوٹے درجے کے ملازمین کی ہمہ جہتی ترقی اور فلاح و بہبود کے لیے کام

کر رہی ہے ، اس لیے اس مد میں یا اس قسم کی دوسری مدات میں مزید رقم کا اضافہ ضروری تھا ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی پر متمکن ہوئے)

جناب والا ! جیسا کہ آپ جانتے ہیں ، گزشتہ ادوار میں عوام کی فلاح و بہبود پر کم ، لیکن کرسیوں کی جنگ کی طرف زیادہ توجہ دی گئی خاص طور پر رجعت پسند دور حکومت میں جاگیر دارانہ اور زمیندارانہ نظام کا مخصوص طبقہ جو انگریزوں کا ایجنٹ تھا اور صدہا سال سے اس ملک پر حکمران تھا ، اپنے مفادات کے لیے کام کرتا تھا ، اس لیے اسے کرسیوں اور وزارتوں کی ضرورت تھی اور اس مقصد کے لیے عوام کا استحصال بالجبر کرنا ضروری تھا ۔ لیکن آج ہم ایک عظیم لیڈر اور عظیم سیاست دان ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں کام کر رہے ہیں ہم عوام کے نمائندے ہیں اور عوام میں سے ہیں ہم 95 فی صد متوسط طبقے سے تعلق رکھتے ہیں ۔ ہم غریب طبقے سے تعلق رکھتے ہیں ۔ وہ طبقہ اس طبقے کو حقارت نظر سے دیکھا کرتا تھا ۔ ہم یہ تصور بھی نہ کر سکتے تھے کہ اس اسمبلی کے ایوان میں بیٹھیں گے ۔ یہ عظیم انقلاب قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں آیا اور ہم اسمبلیوں تک پہنچے ۔ ہماری سوچ اور ہمارا انداز اپنے منشور کے مطابق ڈھلنا قدرتی امر تھا اور مختلف شعبہ زندگی میں اصلاحات ضروری تھیں ۔ یہ غیر متوقع اور غیر معمولی اخراجات ہماری سمجھ میں نہیں آتے ۔ ہم اصلاحات اور ترقی کی طرف قدم بڑھا رہے ہیں ، ہم عوام کی فلاح و بہبود اور ترقی کے لئے کام کر رہے ہیں ، اس لئے ہمیں مختلف مدات میں کثیر رقوم کی ضرورت ہے ، لہذا یہ اضافی مطالبات زر ، جو پیش کئے گئے ہیں ، بالکل حقائق پر مبنی ہیں اور ان کی واقعی ضرورت تھی ۔

جناب والا ! جہاں تک بلدیاتی اداروں اور یونیورسٹیوں کے ملازمین کو سہولتیں فراہم کرنے کا تعلق ہے ، میں اس کی تائید کرتا ہوں ۔ پہلے بھی بلدیاتی اداروں اور دیگر شعبوں میں اصلاحات ہوئی ہیں اور لوگوں میں عوام کی خدمت کا رجحان بڑھ رہا ہے ، تاہم مزید کام کرنے کی ضرورت ہے ۔ جہاں ہم ملازمین کو اس قسم کی سہولتیں دیتے ہیں ، وہاں ملازمین پر بھی فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ عوام کی فلاح و بہبود کے لیے شب و روز کام کریں ۔ وہ جوڑ توڑ اور گروہ بندی میں حصہ نہ لیں اور سازشوں کا شکار نہ ہوں میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ عوامی حکومت میں یہ چیزیں سابقہ حکومتوں کی طرح نہیں ۔ یہ عوامی حکومت ترقی کی طرف گامزن ہے اور بہت تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے ۔

جناب والا ! آبپاشی کی مد میں بھی اسی لئے رقم رکھی گئی ہے کہ زراعت ہماری ریڑھ کی ھڈی کی حیثیت رکھتی ہے ۔ اس کے لیے خطیر رقم کی ضرورت ہے ۔ جب تک آبپاشی کے سلسلے میں عوام کو ضروری سہولتیں فراہم نہیں کریں گے ، ہم زرعی لحاظ سے خود کفیل نہیں ہو سکتے ۔ چنانچہ آبپاشی کے لیے اضافی مطالبہ زر بالکل جائز ہے اور اس کی منظوری ضرور ہونی چاہیے ۔

جناب والا ! اس کے علاوہ مواصلات ، سول تعمیرات ، لاہور اور لائل پور میونسپل کارپوریشن کے ترقیاتی منصوبوں کے لئے خطیر رقم رکھی ہے تاکہ لاہور اور اور لائل پور کو پاکیزہ ، صاف ستھرا اور خوبصورت بنایا جائے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے شہر اور قصبے سالہا سال سے گندگی کے انبار بنے ہوئے ہیں ۔ بلدیاتی نظام اس کی اصل روح ہے لیکن وہ سہل انگاری کا شکار ہے ۔ اس لیے جہاں ان بلدیاتی اداروں کو مزید سہولتیں اور رقوم دی جاری ہیں وہاں ان کے سرمایہ پر کڑی نگاہ رکھنے کی بھی ضرورت ہے ۔ بھاول پور کی مثال کو لے لیں ۔ وہاں بہت کام ہو رہا ہے اور میونسپل کارپوریشن میں جز وقتی ایڈمنسٹریٹر کی بجائے تمام اختیارات اے ۔ سی کو دے دیئے گئے ہیں ۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ، اے ۔ سی بہت مصروف ہوتا ہے ، اس لئے وہ اس طرف توجہ نہیں دے سکتا ۔ میری تجویز ہے کہ میونسپل کارپوریشن میں ایڈمنسٹریٹر کا تقرر ہونا بہت ضروری ہے ۔

اسی طرح پیپلز ورکس پروگرام کو کامیاب بنانے ، دیہاتوں میں سڑکوں کا جال پھیلانے اور دیہی عوام کے لیے سکولوں کی عمارتیں ، پل اور چھوٹی چھوٹی پلیاں تعمیر کرنے کے لیے خطیر رقم رکھی گئی ہے ۔ جب تک دیہات میں مواصلات کی سہولتیں مہیا نہیں کی جائیں گی اور پختہ سڑکیں نہیں بنائی جائیں گی جن کے ذریعے وہ اپنا مال منڈیوں میں لانے کے قابل بن سکیں اس وقت تک وہ ترقی نہیں کر سکتے اور ان کا رخ شہروں کی طرف رہے گا اور دیہاتی اور شہری کا سوال ہے اور زیادہ شدت اختیار کر جائے گا کیوں کہ 85 فی صد آبادی دیہات میں آباد ہے ۔ میں موجودہ حکومت کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ وہ دیہاتیوں کی فلاح و بہبود کی طرف خاص توجہ دے رہی ہے ۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میں یہ کہوں گا کہ ان کی خوش حالی کے لیے مزید کوشش کرنے کی ضرورت ہے ۔ کیوں کہ یہی وہ طبقہ ہے جو سالہا سال سے پستا چلا آ رہا ہے ، جو صدیوں سے محروم و مظلوم رہا ہے ، جو غلام در غلام رہا ہے ۔ کیوں کہ وہ بیک وقت انگریز کا بھی غلام تھا اور ان کے بنائے ہوئے جاگیر

فلاں ابن جاگیردار اور نواب ابن نواب کا بھی محکوم اور مظلوم رہا ہے۔ موجودہ حکومت کے دور میں یہ طبقہ ابھر رہا ہے اور خوش حالی اور پاکستان کی مضبوطی اور اپنے نشان منزل کی طرف گامزن ہے جو متعین کر دی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان میں زندگی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ وہ جوش و خروش میں آ گئے ہیں۔ وہ سمجھنے لگے ہیں کہ وہ بھی ایک آزاد ملک کے شہری ہیں۔ یہ سب اس لیے ہوا ہے کہ ان میں یہ شعور پیدا کیا گیا ہے۔ انہیں ایک انقلابی منشور اور ایک انقلابی قیادت ملی ہے۔ جب تک یہ انقلابی منشور اور انقلابی قیادت موجود ہے اس وقت تک کوئی مقتدر شخص، کوئی ظالم و جابر طبقہ ان چھوٹے طبقوں اور ان چھوٹے لوگوں پر مسلط نہیں ہو سکتا۔ کوئی ان پر جبر نہیں کر سکتا۔ کوئی ان پر اپنی، سیاست اپنا معاشی غلبہ یا اقتصادی غلبہ مسلط نہیں کر سکتا۔ اس کے لئے پاکستان کے مزدور، کسان، محنت کش اور مظلوم عوام متحد اور متفق ہیں اور اپنی بقا کی خاطر اپنی جد و جہد کو تیز کرنے اور اپنا معیار زندگی بلند کرنے کے لیے موجودہ حکومت کے ساتھ ہر طرح کا تعاون کرنے کو تیار ہیں۔ جس طرح موجودہ حکومت ان کا معیار زندگی بلند کرنے کی کوشش کر رہی ہے، اس میں مزید کوشش کی ضرورت ہے

اسی طرح جنرل ایڈمنسٹریشن کے سلسلے میں اسسٹنٹ کمشنروں کے اخراجات پورے کرنے کے لئے اور ان کے دفاتر اور عملے کے اخراجات پورے کرنے کے لئے جو رقوم رکھی گئی ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ضروری اور مناسب ہیں۔ اس مقصد کے لئے بھی رقوم کی ضرورت ہے تاکہ موجودہ حکومت جو رقوم مختلف مدات پر خرچ کر رہی ہے ان کی نگرانی ہو سکے۔

جناب والا! میں نے پچھلے ضمنی بجٹ اور سالانہ بجٹ کے موقع پر توجہ دلائی تھی کہ جہاں تعلیم پر کروڑوں روپے خرچ کئے جا رہے ہیں، وہاں محکمۂ تعلیم کے ضلعی ایجوکیشن افسران خواہ زنانہ ہوں یا مردانہ، انہیں کوئی سہولت نہیں دی جا رہی۔ میں نے دیکھا ہے کہ زنانہ ضلعی افسر، جو بھاری بھرکم ہیں، ٹریکٹروں پر بیٹھ کر سکولوں کا معائنہ کرنے جاتی ہیں یا پھر انہیں اس مقصد کے لئے کسی سے کار مانگنی پڑتی ہے۔ اس طرح بہت سی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور لوگ باتیں کرتے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جہاں تعلیم پر کروڑوں روپے خرچ کر رہے ہیں وہاں ان کی نگرانی بھی ضروری ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ جو مدرسین ہم نے درس و تدریس کے لئے رکھے

ہیں ، وہ وہاں کام درست کر رہے ہیں یا نہیں ۔ تو ضرورت یہ ہے کہ ایجوکیشن افسران کو کاریں مہیا کی جائیں تاکہ وہ کسی کے دست نگر نہ ہوں ۔

اسی طرح ٹرانسپورٹ کے لئے بھی بہت بڑی رقم رکھی گئی ہے ۔ جہاں تک ٹرانسپورٹ کا تعلق ہے میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ اس سلسلے میں بھی ہم نے کافی قدم آگے بڑھایا ہے ۔ اس سے پیشتر عوام کو سفر میں بہت تکلیف برداشت کرنی پڑتی تھی ۔ وزیر اعظم پاکستان نے اور موجودہ صوبائی حکومت نے اس طرف خصوصی توجہ دی ہے اور اس مد پر کروڑوں روپیہ خرچ کیا گیا ہے ۔ لیکن میں سوجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں بھی مزید اصلاحات کی ضرورت ہے ۔ تاہم میں یہ کہوں گا کہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کی بسوں میں سفر کرنے میں لوگ سہولت محسوس کرتے ہیں اور بروقت منزل پر پہنچ جاتے ہیں ۔ اس ٹرانسپورت کے نظام کو مزید بہتر بنانے اور عوام کو حادثوں سے محفوظ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ٹریفک پولیس کو مستعد اور منظم کیا جائے ۔ ہر دور میں وہ ماہانہ وصول کرتی رہی ہے میں نہیں کہتا کہ آج بھی کرتی ہے یا نہیں ۔ لیکن اگر کوئی ایسی بات موجود ہے تو اس کا دور کرنا ضروری ہے ۔ بہر حال اس میں بھی پہلے کی نسبت کافی اصلاح ہوئی ہے ۔ تاہم اس سلسلے میں بھی مزید اصلاحی اقدامات کرنے کی ضرورت ہے ۔ ٹریفک پولیس پوری توجہ دے جو بسوں والے بہت زیادہ سواریاں بٹھاتے ہیں یا دوسری بس سے آگے نکلنے یا تیز چلانے کی کوشش کرتے ہیں اور جس کی وجہ سے حادثات رونما ہوتے ہیں ، ہم ان سے بچ سکتے ہیں ۔

آخر میں میں یہ کہوں گا کہ ضمنی بجٹ کے لئے جو رقم مختص کی گئی ہے اس کی منظوری دی جائے ۔ کیونکہ یہ عوام کی فلاح و بہبود اور خوش حالی کے لئے خرچ کی گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : چودھری جمیل حسن خان منج ۔

چودھری جمیل حسن خان منج : جناب سپیکر ! ضمنی بجٹ میں جس قدر رقوم خرچ کی گئی ہیں ان کے لئے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ کیا اس کا کوئی جواز ہے کہ 1974-75 میں ان رقوم کو نکالا جاتا ۔ میں یہ کہوں گا کہ ہمارے جتنے منصوبے زیرتکمیل ہے ان کی تکمیل کے لئے اور ہمارے ملک میں اور ملک سے باہر بڑھتی ہوئی مہنگائی اور چیزوں کی قیمتوں میں اضافہ کے

پیش نظر یہ رقوم نہایت ضروری تھیں اور ان کا نکالنا بے حد ضروری تھا۔ جیسے کہ سول تعمیرات کے لئے رقوم نکالی گئی ہیں۔ اس طرح سے تعلیم پر جس قدر رقم خرچ کی گئی ہے وہ بھی بہت ضروری تھی۔ ہمارے ملک میں تعلیم اس قدر کم اور اب اس قدر بڑھائی گئی ہے کہ اب اس کا تناسب تمام دنیا میں کہیں نہیں ملتا۔ میں یہ کہوں گا کہ محکمہ تعلیم میں جس قدر یونیورسٹی کے سٹاف اور ان کے الاؤنس میں اضافہ کیا گیا ہے اس کے پیش نظر بھی یہ خرچ نکالنا ضروری تھا کیونکہ یہ تمام رقوم پہلا بجٹ پاس ہونے کے بعد خرچ کی گئی تھیں۔ اس طرح آبپاشی کے لئے جو رقم نکالی گئی ہے وہ بھی نہایت ضروری تھی یعنی یہ تمام رقومات جس قدر نکالی گئی ہیں یہ ملک کے مفاد اور حالات کے مطابق ضروری تھیں۔

جناب والا! زراعت کے متعلق بھی کافی رقم رکھی گئی ہے لیکن اس مد میں growers کو خاص تحفظ نہیں کیا گیا۔ پچھلے سال جب paddy کی قیمت مقرر کی گئی تھی تو وہ پہلے مقرر نہیں کی گئی تھی۔ جب بھی قیمت مقرر کی جاتی ہے تو چاول کی مقرر کی جاتی ہے۔ اور یہ صرف مڈل مین کو مفاد پہنچانے کی غرض سے کیا جاتا ہے۔ میں کہوں گا کہ اگر اصل تحفظ grower کو دیا جائے جو جنس پیدا کرتا ہے، جو paddy پیدا کرتا ہے، جو کپاس پیدا کرتا ہے۔ اگر اس کی جنس کی قیمت مقرر کی جائے تو پھر اس کی حفاظت ہو سکے گی اور وہ اپنے آپ کو محفوظ سمجھے گا۔ میں اس وقت calculate کر کے بتا سکتا ہوں کہ ہمارا پنجاب کا grower نقصان اٹھا رہا ہے۔ وہ گھاٹے میں ہے۔ آج زراعت بھی انڈسٹری کی بنیاد پر چل رہی ہے۔ اگر زراعت کو انڈسٹری کی بنیاد پر calculate کیا جائے تو اس حساب سے جو گندم وہ پیدا کرتا ہے، میں اپنے ضلع کے متعلق بتا سکتا ہوں کہ اس میں وہ فی من کم از کم 43 روپے گھاٹا کھا رہا ہے۔ اس لحاظ سے کوئی فصل بھی ایسی نہیں جس میں وہ گھاٹا نہیں کھا رہا۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ آئندہ کے لئے جب بھی قیمت مقرر کی جائے تو جو جنس grower پیدا کرتا ہے اس کی مقرر کی جائے تاکہ اسے فائدہ پہنچ سکے اور اس کا تحفظ ہو سکے۔

اس طرح سے جو بجٹ پولیس کے لئے نکالا گیا ہے اور اس پر جو رقم خرچ کی گئی ہے وہ بھی نہایت صحیح اور جائز ہے۔ پولیس کا محکمہ بدنام ہو چکا ہے۔ اگر انہیں سہولتیں مہیا کی جائیں اور انہیں ان کا جائز مقام دیا

جائے تو ہم معاشرے سے رشوت ختم کر سکتے ہیں ۔ تو میں یہ کہوں گا کہ انہیں زیادہ سے زیادہ سہولتیں دی جائیں اور اس طرح ان کے ذہنوں سے رشوت ستانی کے رحجانات کم کر دئے جائیں ۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ ضمنی بجٹ نہایت موزوں ہے اس لئے اسے پاس کر دیا جائے

مسٹر ڈپٹی سپیکر : ملک اللہ دتہ

ملک اللہ دتہ (پنجابی) : جناب سپیکر صاحب ! موجودہ ضمنی بجٹ عوامی حکومت کی طرف سے پیش کیا گیا ہے ۔ چونکہ یہ پیپلز پارٹی کی حکومت ہے ، عوام کے مسائل حل کرنا اس کے فرائض میں شامل ہے ۔ جہاں ایک طرف مہنگائی الاؤنس دیا گیا ہے وہیں ترقیاتی سکیموں کی تکمیل سے اخراجات بڑھ گئے تھے ۔ ان حالات میں یہ بجٹ میرے نزدیک ضرورت سے کم ہے ۔ بلکہ اگر حالات اجازت دیتے تو اس سے زیادہ ہونا چاہیے تھا ۔ اتنا بجٹ پیش کرنے کے باوجود اس سال کے اندر بہت سی عوامی ترقیاتی سکیمیں ابھی تک مکمل نہیں ہوئیں ۔ خاص طور پر پیپلز ورکس پروگرام کے تحت ہر ضلع میں بننے والی سڑکیں ، جن کی کسانوں کو سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے ، اس سال مکمل نہیں ہو رہیں ، بلکہ ان کی تعمیر آئندہ سال پر جا رہی ہے ۔ حضور والا ! جہاں یہ بجٹ عوامی مفاد میں پیش کیا گیا ہے ، وہیں ہمیں اس کے نقائص کو بھی دیکھنا ہوگا ۔ ہمیں دیکھنا ہوگا کہ جو سرمایہ ہم قومی مفاد میں خرچ کر رہے ہیں ۔ کیا قوم کو اس کا صحیح ثمر مل رہا ہے ؟

جناب والا ! اب میں محکمہ تعلیم کی طرف آتا ہوں ۔ ہمارے ضلع لاہور میں لڑکیوں کے جو سکول پہلے سے موجود ہیں اور جو نئے کھولے گئے ہیں ، ان کے بارے میں مختلف افسران بالا کے پاس درخواستیں موجود ہیں ۔ لیکن ہماری توجہ دلانے کے باوجود سکول بند پڑے ہیں ۔ 74-1973 میں ساڑھے تین سو کے قریب لاہور میں سکول کھولے گئے ہیں جن میں سے ریکارڈ کے مطابق جب آپ موقع پر دیکھیں گے تو انتالیس سکول چل رہے ہیں اور 311 سکولوں کا نام و نشان بھی نہیں ۔ لوگ ترستے ہیں کہ ہماری بچیاں تعلیم حاصل کریں ۔ ان 311 سکولوں کا فرنیچر کس طرف گیا ؟ جس سکول میں بائیس لڑکیاں تعلیم حاصل کرتی ہیں ، وہاں گیارہ استانیاں دکھائی جاتی ہیں ۔ باقی سکول بند پڑے ہوں گے ۔ جو سکول پندرہ سال سے چل رہے تھے ، وہ تین تین سال سے بند پڑے ہیں ۔ ان استانیوں کو تبدیل کرکے ان سکولوں میں لگایا

جائے ، جو لاہور کے دیہاتوں میں بند پڑے ہیں ۔ اس کے بارے میں پریس میں خبر آ رہی ہے اور اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ وہ جن جن سکولوں میں تعینات ہیں ، انہیں وہیں ہونا چاہیے ۔ تعینات کسی سکول میں ہیں ، اور تنخواہ کہیں اور ، یا گھر بیٹھ کر وصول کرتی ہیں ۔ ایسی مثالیں بھی موجود ہیں کہ استانیاں دو دو سکولوں سے تنخواہ وصول کرتی رہیں ۔ ضلع لاہور کے محکمہ تعلیم سے میں خاص طور پر کہوں گا کہ اس کے بارے میں رپورٹ پیش ہونی چاہیے کہ 1973-74 میں کتنے سکول کھولے گئے ، کتنے چل رہے ہیں ، تعداد کتنی ہے ، کس کس جگہ سکول ہیں ، اور کہاں کہاں استانیاں تعینات تھیں ۔ ایک سکول میں ایک مہینے کے اندر باون ہزار روپے تنخواہوں کے نکلے اور میرے اندازے کے مطابق ضلع لاہور میں محکمہ تعلیم کے اندر تقریباً پچپن لاکھ روپے کا غبن ہے ۔ ایک پرچیز کمیٹی بنائی گئی جس نے فرنیچر خریدا ۔ ایک میز پر ''دیار'' کی لکڑی لگتی تھی ، لیکن گتا لگا کر فرنیچر سپلائی کیا جا رہا ہے ۔ جناب والا ! ہماری حکومت اپنے منشور کے مطابق سکول کھول رہی ہے ۔ ساتھ ہی یہ ضروری ہے کہ اخراجات پر نظر رکھی جائے کہ آیا وہ صحیح ہو رہے ہیں یا ضائع جا رہے ہیں ۔ حکومت کو اپنی مشینری کے اوپر ہی اعتماد نہیں کرنا چاہیے کہ وہ صحیح بات کر رہے ہیں ۔ پہلے تعلیم کی نگرانی ڈسٹرکٹ کونسل کے ممبر کیا کرتے تھے لیکن پھر اس کے لیے ایجوکیشن افسران مقرر کر دیے گئے ۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ضلع لاہور میں پندرہ پندرہ سال سے چلنے والے سکول دو دو تین تین سال سے بند پڑے ہیں ۔ جو بچیاں چوتھی جماعت میں تھیں ، وہ اب تعلیم چھوڑ کر گھروں میں بیٹھی ہیں ۔ میں خاص طور پر کہوں گا کہ ضلع لاہور میں سب سے زیادہ انکوائری کی جائے اور محکمہ تعلیم کی طرف سے جناب وزیر تعلیم اس کی رپورٹ پیش کریں ۔ تاکہ ہمیں معلوم ہو سکے کہ ہم جو کچھ خرچ کر رہے ہیں ، وہ صحیح ہو رہا ہے یا ضائع جا رہا ہے ۔

جناب والا ! پیپلز ورکس پروگرام کے تحت دیہی رقبے اور آبادی کے لحاظ سے جو رقم رکھی گئی ہے ، وہ تھوڑی ہے ۔ ایک سال کے لیے اس سے زیادہ رقم ہونی چاہیے تھی ۔ اگر ہم اس سال نہیں کر سکتے ، تو جتنی سڑکیں رکھی گئی تھیں ، ہمیں آئندہ سال اس سے زیادہ رکھنی چاہیں ، تاکہ وہ مکمل ہو سکیں اور دیہاتوں کو بھی فائدے پہنچ سکیں ۔

جناب والا ! ضمنی بجٹ میں میونسپلٹیوں کو بھی گرانٹ دی گئی ہے ۔ اگر میونسپلٹیوں اور ٹاؤن کمیٹیوں کا سابقہ ریکارڈ دیکھیں ، تو وہاں ممبر موجود ہوتے تھے ، محصول اس سے کم ہوتا تھا ۔ وہاں کتنا محصول وصول کیا جاتا رہا ہے اور کتنی سالانہ آمدنی اس سے ہوتی تھیں ؟ اب ایک طرف تو محصول بڑھا دیا گیا ہے اور دوسری طرف منافع بخش میونسپلٹیاں اور ٹاؤن کمیٹیاں خسارے میں جا رہی ہیں ۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک طرف جہاں کوئی اکیلا آدمی ہے ، مجسٹریٹ یا اے سی اسے تنگ کرتے ہیں ۔ دوسری طرف نگرانی ختم ہو گئی ہے ۔

جناب والا ! آپ سابقہ ریکارڈ ملاحظہ فرمائیں ۔ جن میونسپلٹیوں سے دس دس لاکھ روپیہ محصول ملا کرتا تھا ، وہ اب ایک چوتھائی رہ گیا ہے ۔ اب وہ محصول دو اڑھائی لاکھ پر آ گیا ہے ۔ جس کے نتیجے میں ایک طرف تو غبن ہو رہا ہے ، لیکن دوسری طرف حکومت انہیں کاروں سے نواز رہی ہے ۔ اس سلسلے میں میں گزارش کروں گا کہ اگر ان میں جلد انتخابات نہیں ہو سکتے ، تو ان میں عوامی نمائندے شامل کرکے نامزد کمیٹیاں تشکیل دی جائیں تاکہ ان کا محاسبہ ہو سکے اور غبن کی روک تھام ہو سکے ۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ مطالبہ بھی کروں گا کہ آئندہ سال سے میونسپل اور ٹاؤن کمیٹیوں کو حسب سابق نیلام کرنے کی اجازت دے دی جائے ۔

حضور والا ! میں ایوان کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا اور اپنی ان گزارشات کے ساتھ آپ سے اجازت چاہتا ہوں ۔ شکریہ ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : ملک مختار احمد اعوان ۔

ملک مختار احمد اعوان : جناب والا ! ضمنی میزانیہ پر بحث کا آج پہلا دن ہے ۔ فاضل اراکین نے اپنے خیالات کا اظہار بہت مؤثر انداز میں فرمایا ہے ۔ اس سے پیشتر کہ جو رقوم مختص کی گئی ہیں ان پر بحث کروں میں اپنا فرض منصبی سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے اراکین کی موجودگی میں آپ کی وساطت سے اس بات کی وضاحت کروں کہ ایک طویل جد و جہد کے بعد اس ملک میں جمہوریت کی داغ بیل ڈالی گئی ۔ قربانیوں کے ایک سمندر سے گزرنے کے بعد اس ملک میں قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی کوششوں سے جمہوری اداروں کی قدروں کو فروغ حاصل ہوا اور آج اگر پنجاب میں مختلف مدات پر رقوم مختص کی جا رہی ہیں تو یہ ضروری ہے کہ جب ان رقوم کا مصرف ڈسٹرکٹ کونسل کی سطح پر ٹاؤن کمیٹیوں میں یا کسی بڑی سطح

پر عمل میں لایا جائے تو از حد لازمی ہے کہ جب تک عوام کے نمائندوں کو ایسے اداروں میں پوری نمائندگی حاصل نہ ہو جائے ان رقوم کے خرچ پر حکومت پنجاب کڑی نگرانی رکھے ۔ ورنہ ایسا وقت آسکتا ہے جب لوگ یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں کہ اسسٹنٹ کمشنروں کی کاروں کے لیے ، پولیس کا نظام درست کرنے کے لیے ٹاؤن کمیٹیوں کے لیے اور دوسرے ترقیاتی منصوبوں کے لیے رقومات تو مختص کی گئیں ، لیکن وہ دھاندلیوں کی نذر ہو گئیں یا چند افسران یا ڈسٹرکٹ کونسل کی سطح پر نامزد اشخاص کی جیبوں میں چلی گئیں ۔ میں ان کی integrity کو چیلنج نہیں کرنا چاہتا لیکن ایسی بد اعتمادی کی فضا پیدا ہونے کا خدشہ ہے جس سے لوگ یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں کہ ڈسٹرکٹ کونسلوں اور ٹاؤن کمیٹیوں کی سطح پر کام کرنے والے نامزد اشخاص نے ان رقوم کے مصرف میں دیانتداری سے کام نہیں لیا ۔ جناب والا ! اگر جمہوری اداروں کے فروغ کا سوال ہے تو میں پنجاب حکومت سے آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ جب تک اس ملک میں ایک ایسا منصفانہ معاشرہ قائم نہیں ہو جاتا جسے آپ بجا طور پر سوشلسٹ معاشرہ کہہ سکیں ۔ اس وقت تک کے عرصے کو میں ایک عرصہ گردانتا ہوں جس میں ہر طرف سے تنقید کا بھی سوال اٹھ سکتا ہے اور لوگوں کے دلوں میں مایوسی اور بد دلی پھیلنے کا بھی خدشہ ہے ۔ اگر وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کے تمام منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کا سوال ہے تو لازماً ترقیاتی منصوبوں کی نگرانی پر زیادہ توجہ دینی ہوگی ۔

حضور والا ! پولیس کے بارے میں یہاں پر بات کی گئی ہے کہ ایک رقم اس مد میں بھی مختص کی گئی ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جہاںتک لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال کا سوال ہے ۔ آج فاضل اراکین اور حکومت پنجاب کا یہ فرض منصبی ہے کہ اسے درست کرنے کی طرف زیادہ توجہ دی جائے ۔ لیکن جناب والا ! اگر پولیس کی مختلف ایجنسیز کی آپسمیں co-ordination نہ ہو تو کسی صورت بھی لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال پر قابو نہیں پایا جا سکتا ۔ جناب والا میں اس سلسلے میں چند گزارشات عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ اول تو یہ کہ سمنز کا طریقہ بہت ہی غلط ہے ۔ جب تک سمنز کی تعمیل وقت پر نہیں ہوتی ، اور اس سلسلے میں خاص طور پر دور دراز دیہاتوں میں سمنز کی بروقت تعمیل کا موثر انتظام نہیں کر دیا جاتا ، کیونکہ پنجاب کی 85 فیصدی آبادی دیہات پر مشتمل ہے ۔ اس وقت تک لاء اینڈ آرڈر کا سلسلہ ٹھیک نہیں کیا جا سکتا ۔ جناب والا ! کرائمز کی detection کے سلسلے میں detection سے

لے کر prosecution تک کی درمیانی ایجنسیز میں co-ordination بڑی ضروری ہے ۔ ورنہ جتنی بھی رقم مختص کی جائے پولیس کا نظام درست نہیں کیا جا سکتا ۔

جناب والا ! میں آخر میں یہ عرض کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک کی اکانومی زراعت پر مبنی ہے ۔ تقسیم ملک سے پہلے بھی پنجاب زرعی ترقی کی وجہ سے برصغیر کو feed کیا کرتا تھا ۔ جب اس ملک کی اکانومی زراعت پر منحصر ہے تو کیوں ایگریکلچر کی طرف ماضی میں اتنی توجہ نہ دی گئی ؟ اگر قائد عوام نے یہ عہد کیا ہے کہ وہ اس ملک کو خوراک میں self sufficient بنا دیں گے اور یہ ملک کسی کے سامنے جھولی نہیں پھیلائے گا ، کسی سے بھیک نہیں مانگے گا ۔ اگر قوم کے وقار کو بحال کرنے کے لئے اس سطح پر کوششیں کی جا رہی ہیں تو پھر قومی وقار کی بحالی میں پنجاب کا نمایاں اور وسیع کردار ہے اس کردار سے پنجاب کو عہدہ برآ ہونا ہوگا اور اس میں حکومت پنجاب کا ایک وسیع رول ہے ۔

جناب والا ! یہ درست ہے کہ گندم اور ایسی دوسری اجناس کی قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے ۔ اس کے لئے لازمی ہو گیا ہے کہ جس سطح پر بھی کوئی مڈل مین involve ہوتا ہے اسے eliminate کرنا ہوگا ۔ نہ صرف زرعی شعبوں میں ، بلکہ صنعت کے تمام شعبوں میں جہاں بھی غریبوں کے سرمایہ پر لوٹ کا ہاتھ آ جاتا ہے ۔ انہیں درمیان سے ختم کرنا ہوگا اور خصوصاً محکمہ خوراک کے ایسے اہل کار جو دور دراز دیہات میں آر ۔ سی ۔ کے ساتھ رابطہ رکھے ہوئے ہیں ۔ جب تک ان کے اس رابطے کو ، جو بد دیانتی پر مبنی ہے ، ختم نہیں کیا جاتا ۔ اس وقت تک کاشتکاروں کو ان کی صحیح کمائی نہیں پہنچ سکتی ۔ جناب والا ! مجھ سے پہلے فاضل اراکین نے مڈل مین کی elimination پر خصوصی توجہ دی ہے ۔ میں بھی ان کی تائید کرتا ہوں ۔ آخر میں میں یہ عرض کروں گا کہ ان تمام بنیادی شعبوں پر کڑی نگاہ رکھی جائے خلوص نیت سے کام لیا جائے جتنی بھی رقوم مختص کی گئی ہیں وہ ضروری تھیں ۔ اگر یہ رقوم صحیح طور مصرف میں لائی جاتی ہیں تو انہیں منظور کیا جانا چاہیئے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : ملک محمد اکرم اعوان ۔

ملک محمد اکرم اعوان : جناب والا ! اس ضمنی بجٹ کے سلسلے میں مجھے کچھ گزارشات کرنی ہیں ۔ مگر یہ رسمی سی بات ہے کہ بجٹ پر تقریر سے

پہلے جناب وزیر خزانہ کی کاوش اور کوششوں کی داد دینی چاہیے یا تعریف کرنی چاہیے ۔ جناب والا ! اس سلسلے میں میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے محترم وزیر خزانہ صاحب کی فصاحت اور بلاغت کی داد نہ دینا زیادتی ہو گی ۔

جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ بہت سے مطالبات ایسے ہیں جن کا کوئی معقول جواز نہیں کیا جا سکتا ۔ پچھلے سال جس انداز سے مہنگائی بڑھی ہے جس انداز پیش سے عام آدمی کے حالات زندگی پر اثر ہوا ہے ۔ اگر عام آدمی کی مشکلات کو حل کرنے یا ان کو کم کرنے کے لئے ہماری حکومت اربوں روپیہ بھی خرچ کرتی تو مجھے خوشی ہوتی لیکن ہم نے دیکھا ہے کہ پچھلے پانچ سات مہینوں میں تمام ضروریات زندگی کچھ اس انداز سے بڑھی ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے کہ یہ کیا ہوگیا ہے ۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ ایک غریب آدمی ، سفید پوش آدمی ، مزدور اور چھوٹے ملازم کو اس قدر امداد یا سہولت نہیں دی گئی کہ وہ اس بے جواز مہنگائی کا مقابلہ کر سکے ۔

جناب والا! پیپلز ورکس پروگرام کے سلسلے میں مجھے تھوڑی سی تلخ نوائی کی اجازت فرمائی جائے ۔ میں نے دیکھا ہے کہ اکثر پیپلز ورکس کونسلیں اپنے پروگرام بخیر و خوبی انجام نہیں دے رہی ہیں اور اس میں سب سے بڑی وجہ بیورو کریسی ہے ۔

جناب والا ! بڑی عجیب سی بات ہے کہ تحصیل کونسلوں میں ، جو بنیادی جمہوریت یا لوکل سیلف گورنمنٹ میں بڑا اہم ادارہ ہیں ، وہاں کا چیئرمین ایک اسسٹنٹ کمشنر بنا دیا جاتا ہے اور اس کے تحت ایم ۔ این ۔ اے اور ایم ۔ پی ۔ اے صاحبان کو بطور ممبران مقرر کیا جاتا ہے ۔ یہ کس قدر حیرت کی بات ہے کہ عوامی نمائندوں کے حقوق ، ان کی پوزیشن یا ان کی عوامی نمائندگی کا اس قدر مذاق اڑایا جاتا ہے ! ایک اسسٹنٹ کمشنر ہمارا چیئر مین ہوتا ہے اور ہم بطور ممبران کام کر رہے ہوتے ہیں ! ہم اپنے علاقے کے مطالبات بطور مسائل پیش کر رہے ہوتے ہیں اور وہ ہمارے مطالبات رد کر دیتا ہے ! بندہ نواز ان تحصیل کونسلوں میں ہماری اس طرح سے شمولیت کا کوئی جواز نہیں رہتا اور بسا اوقات یہ طبیعت میں آتا ہے کیا اس ممبری کو چھوڑ دینے کا فیصلہ کریں ۔ لیکن چونکہ یہ عوام کے مسائل کو پیش کرنے کا موقع ہوتا ہے ، اس لئے ہم مجبور ہیں کہ اپنے مسائل پیش

کرتے ہیں لیکن ہمارے مسائل صحیح طور پر پیش نہیں ہوتے۔ اسلئے میں یہ تجویز کرنی چاہتا ہوں کہ ان تحصیل کونسلوں کا چیئرمین متعلقہ حلقے کے ایم - پی - اے کو مقرر کیا جائے اور اسسٹنٹ کمشنر کو بطور سیکرٹری تحصیل کونسل کا ممبر ہونا چاہئیے - اسی طرح ڈسٹرکٹ کونسلوں میں ہم نے دیکھا ہے کہ بسا اوقات ہم جو مطالبات پیپلز ورکس پروگرام کے سلسلے میں پیش کرتے ہیں ان پر پوری توجہ نہیں دی جاتی - بہانے تراشے جاتے ہیں کہ ہمارے پاس فنڈز نہیں ، یا عملہ نہیں ، یا وقت نہیں - اس لحاظ سے دیکھا جائے تو پیپلز ورکس کی پچھلے سال کی کارگذاری مایوس کن ہے اور اس کے لئے جو رقوم بھی خرچ کی گئی ہیں میرے نزدیک ان کا کوئی معقول جواز نہیں - بہر حال یہ ہماری اپنی حکومت ہے ، ہم نے اسے چلانا ہے ہے - جمہوریت کو بھی کامیاب کرنا ہے تو ہم اس سلسلے میں ہر قسم کے تعاون کے لئے تیار ہے - لیکن اگر عوام کے مسائل حل کرنے ہیں تو عوام کے نمائندوں کو ان اداروں میں بھی پوری وقعت دی جائے اور ان کی رائے کو پوری طرح سے پرکھا اور وزن دیا جائے تاکہ اس کے مطابق لوگوں کے مسائل حل ہو سکیں -

جناب والا ! محکمہ خوراک کے عوام کے ساتھ تعلقات کے بارے میں میں خوشی کا اظہار نہیں کر سکتا - راشن ڈپوؤں پر بے انتہا دھاندلیاں ہوتی ہیں ، خوراک کے معاملے میں صحیح پڑتال نہیں کی جاتی کہ آیا آٹا صحیح مل رہا ہے یا اس میں کیڑے مکوڑے ہیں ؟ وہ کسی کے کھانے کے قابل بھی ہے یا نہیں ؟ بازار میں آٹا مہنگا ہوتا ہے ، اس لئے لوگوں کو مجبوراً ڈپوؤں سے لینا پڑتا ہے - اس طرف ان کو خصوصی توجہ دینی چاہیے اور خوراک کے معاملے میں اگر گورنمنٹ اپنی سبسیڈی (subsidy) کو بڑھائے تو یہ عوام کے ساتھ بھلائی ہوگی - عوام کو خوراک کے معاملے میں کوئی پریشانی نہیں ہونی چاہیے -

جناب والا ! روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کی کارکردگی ملاحظہ فرمائیں یہ بالکل تسلی بخش نہیں - اس میں اصلاح ضرور ہوئی ہے - بہت اچھی گاڑیاں اس میں شامل کر دی گئی ہیں اور کارکردگی بڑھی ہے - لیکن ان کا معیار ابھی تک ایسا ہے کہ وہاں اصلاح کی کافی گنجائش ہے - میں سمجھتا ہوں کہ اس میں نقائص کا باعث بیوروکریسی کا دخل ہے وہاں اسے کچھ زیادہ ہی وقعت دی جا رہی ہے - ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ان اداروں میں

پوری طرح سے کام نہیں ہو رہا ہے ۔ اس سلسلے میں میں یہ تجویز کروں گا کہ روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ میں عوامی نمائندوں کو خصوصی نمائندگی دی جائے تاکہ وہ اپنے مسائل بہتر طور پر پیش کریں اور بیوروکریسی سے بھی صحیح طور پر کام لے سکیں ۔

جناب والا ! اس کے علاوہ ضمنی مطالبات زر کی صورت میں پیش کئے گئے بہت سے اخراجات ملاحظہ فرمائیں ۔ جناب والا ! جس علاقے سے میں منتخب ہو کر آیا ہوں اس میں تحصیل خوشاب خاص طور سے قابل ذکر ہے یہ بارانی علاقہ ہے اور بہت پس ماندہ ہے ۔ اس تحصیل کے بارے میں ذکر کرتے کرتے تو میں خود پس ماندہ ہوگیا ہوں مگر ابھی تک کوئی توجہ نہیں دی گئی ۔ میں سوچتا ہوں ، خدایا اس کی پس ماندگی کب دور ہوگی؟ بعض لوگوں کو تو آبپاشی کے لئے پانی نہیں ملتا ۔ آپ حیران ہوں گے کہ ہمیں پینے کا پانی بھی نہیں ملتا ۔ جناب والا ! یہ حالت دیکھ کر رونا آتا ہے ۔ اگر میرے محترم وزیر خزانہ ضمنی بجٹ میں سے کچھ رقم ادھر بھی خرچ کرتے تو میں کہتا کہ یہ صحیح خرچ ہوا ہے ۔ اور مجھے خوشی ہوتی اب جو کچھ بھی کیا گیا ہے ، وہ نظر نہیں آتا ۔ بندہ نواز اگر اس سے ٹیوب ویل لگائے جاتے اور کنویں کھودے جاتے تو کتنا اچھا ہوتا ۔ اس سلسلے میں اگر سبسیڈی دی جاتی تو بہتر تھا ۔ میں نے بار ہا جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے کہا ہے اور جب قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب تشریف لائے تھے تو سبسیڈیز کے لئے بھی کہا تھا ، مگر آج تک کچھ نہیں ہوا ۔ جناب والا ! اگر لوگوں کی پس ماندگی دور کرنے کے لئے کچھ کیا جاتا ، اچھی خوراک مہیا کی جاتی ، بیج مہیا کئے جاتے اور اس سلسلے میں سبسیڈیز دی جاتیں تو بہتر تھا ۔ کیونکہ وہاں کے لوگوں کی قوت خرید بہت کم ہے ۔ البتہ جناب چیف منسٹر صاحب نے بارانی علاقے کے لئے ایک کمشن قائم کیا ہے البتہ جناب چیف منسٹر صاحب نے یہ ہدایت بھی کی تھی کہ چھ مہینے کے اندر اندر رپورٹ پیش کی جائے ۔ میں عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ 4 فروری کو ایک دفعہ میٹنگ ہوئی تھی مگر اس کے بعد کچھ پتا نہیں چلا کہ چیئرمین صاحب کہاں ہیں اور ممبران کہاں ہیں ۔ میں نہیں سمجھتا کہ چھ مہینے کے اندر کمیشن کیسے رپورٹ دے گا ۔

جناب والا ! میونسپل کمیٹیوں ، ٹاؤن کمیٹیوں اور ڈسٹرکٹ کونسلوں کی طرف دیکھیں ۔ ان میں اس قدر فضول اخراجات کئے جا رہے ہیں ۔ جس کی کوئی انتہا نہیں ۔ میں تو اس کے بارے میں یہ کہوں گا کہ ملازم پروری

ہو رہی ہے یا پھر افسر پروری ہو رہی ہے ۔ جناب والا! یہ غریب نوازی نہیں آپ ٹاؤن کمیٹی کے دفتر تو دیکھیں ۔ میونسپل کمیٹی کو دیکھیں ان کے پاس اس قسم کے لوازمات ہیں جو ہم جیسے کسی غریب ملک کو زیب نہیں دیتے ۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ ایک ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر سے مجھے ملنے کا اتفاق ہوا ہے ۔ دوسرے علاقے کی نہیں ، میں اپنے علاقے کی بات کر رہا ہوں ۔ ان کے کمرے میں تو ایسے لوازمات میسر ہیں ، جو جناب وزیر اعلیٰ کو بھی نصیب نہیں ہو سکتے ۔ فرنیچر قالین ، ایرکنڈیشنرز اور اس طرح کا اور قیمتی سامان ۔ اگر ایسے اخراجات ضمنی بجٹ میں پیش کئے جا رہے ہیں تو میری دانست میں یہ ترقی نہیں ، ترقی معکوس ہے ۔ یہ عوام کی خدمت نہیں ہو سکتی ۔ ایرکنڈیشنڈ دفتروں میں بیٹھنے والے عوام کے پاس نہیں جا سکتے ۔ اگر آپ انہیں اتنی سہولتیں دیں گے تو وہ کام نہیں کریں گے ، بلکہ دفتروں میں ہی بیٹھے رہیں گے ۔ جناب والا ! اس ضمن میں میری تجویز یہ ہے کہ یہ لوگ سادگی سے کام لیں ، تھوڑا وقت دفتر میں گزاریں اور زیادہ وقت عوام کے پاس جا کر ان کی تکالیف معلوم کریں ۔ اس طرح یہ ایرکنڈیشنرز کے اخراجات بھی بچ جائیں گے ۔

جناب والا ! چھوٹے ملازمین کے سلسلے میں آپ نے کافی رقم ضمنی بجٹ میں رکھی ہوگی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح مہنگائی بڑھی ہے ، اس شرح تناسب سے ان کی تنخواہ نہیں بڑھائی گئی ۔ یہ بات تو اونٹ کے منہ میں زیرہ کے مصداق ہے ۔ اگر آپ نے ایک ملازم کے تیس ، چالیس یا پچاس روپے بڑھا دیئے ۔ جب وہ اپنے بچے کی جوتی خریدنے کے لیے جاتا ہے تو ساری تنخواہ اسی پر خرچ کر آتا ہے ۔ اسے اس اضافے سے کیا فائدہ پہنچا ؟ بندہ نواز ، آپ اسے درست کیجیئے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

آپ انہیں اتنی سہولتیں دیجیئے کہ ان کی گزر بسر باآسانی ہو سکے اور وہ رشوت لینے پر مجبور نہ ہوں ۔ اس طرح رشوت کم نہیں ہو سکتی ، بلکہ بڑھے گی ۔ کیونکہ اس طرح کسی شریف آدمی کا گزارا نہیں ہو سکتا ۔ ان حالات کو ٹھیک کرنے کے لیے ان کی تنخواہیں معقول کریں ۔ اگر یہ شکایت دور نہیں کریں گے تو رشوت کی شکایت ختم نہیں ہوگی ۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کچھ افسران بوگس تقرریاں کر لیتے ہیں ۔ اب میں زیادہ بحث میں نہیں پڑنا نہیں چاہتا ، بھدی سی بات ہے ۔ وزرا صاحبان سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنے چھوٹے افسران پر زیادہ کنٹرول کریں ۔ وہاں

بد انتظامی ، رشوت اور بد نظمی موجود ہے ۔ یہ چیزیں جمہوریت کے لئے رکاوٹ ہیں ۔ اگر جمہوریت کو کامیاب بنانا ہے تو یہ رکاوٹیں دور کرنی پڑیں گی۔ اس طرح قائد عوام کا نام بھی بلند ہوگا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! میں عرض کروں گا کہ یہ نہیں دیکھنا چاہیے کہ ممبر کس علاقے سے تعلق رکھتا ہے یا کس خیال کا حامل ہے ، کیونکہ یہ مسئلہ پورے ملک کا ہے ۔ اس لیے غیر ضروری اخراجات کم کر کے جائز ضروریات پوری کی جائیں ۔ غیر ضروری اخراجات کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے ۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو یہ غریب عوام کی کمر شکنی ہو گی ۔ ہمارے حالات اور اقتصادیات اس قسم کے ہو چکے ہیں کہ رونے اور بلبلانے سے کام نہیں بنے گا ۔ جب تک آپ غریب عوام کی مدد نہیں کریں گے ، عوام کی خدمت نہیں کر سکیں گے ، اور قائد عوام کو یہ نہیں کہہ سکیں گے کہ آپ نے ہم پر جو بھروسہ کیا اس پر ہم پورے اترے ہیں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میری ممبران سے ملاقات ہوئی ہے ۔ آج ہی ضمنی بجٹ پر بحث ختم ہو جائے گی اور شاید کل اجلاس نہ ہو ۔

مسٹر سپیکر : میرے پاس غالباً چار ممبران کے نام باقی ہیں ۔ چودھری محمد یعقوب احمد اعوان صاحب تو غالباً تقریر کر چکے ہیں ۔

ایک فاضل ممبر : چودھری صاحب تقریر کر چکے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : میرے پاس اس وقت چار نام باقی ہیں :۔ جناب ڈاکٹر غلام بلال شاہ ، جناب محمد حنیف نارو ، جناب غلام احمد باجوہ اور رانا کے ۔ اے محمود ۔ ڈاکٹر غلام بلال شاہ ۔

ڈاکٹر غلام بلال شاہ : جناب سپیکر ! 1974-75 کے ضمنی بجٹ پر بحث ہو رہی ہے اس بجٹ میں ایک ارب 43 کروڑ 61 لاکھ 36 ہزار اور 550 روپے رقم رکھی گئی ہے ۔ اسے اگر غور سے دیکھا جائے تو جس طرح عوامی حکومت نے موجودہ اصلاحات، شہری ترقیاتی منصوبوں، تعلیمی اصلاحات، زرعی اصلاحات بلدیاتی اداروں کے ملازمین کے لیے مہنگائی الاونس ، آبپاشی کو ترقی دینے اور دیگر جن مدوں کے لیے یہ رقم مانگی گئی ہے ۔ اس کے پیش نظر اگر اس سے زیادہ رقم کی گنجائش ہو تو نکالنی چاہیے ۔ دراصل پہلے جو لوگ اس معزز ایوان میں آتے تھے ۔ وہ انقلابی نہیں ہوتے تھے ان کے زمانے میں موجودہ حکومت جیسی اصلاحات نہیں ہوا کرتی تھیں ، بلکہ وہ لوگ یہ نہ چاہتے تھے

کہ ان کے شہروں میں کوئی سکول بنائے جائیں اور ان پر خرچ کیا جائے۔ چنانچہ انہیں اس قسم کے اخراجات کی ضرورت نہ پڑتی تھی۔

جناب والا! شہری ترقیاتی منصوبوں کے لیے رقم مانگی گئی ہے۔ یہ رقم ضروری ہے۔ اس سے ہمارے جن شہروں کو دوسرے ممالک سے لوگ آ کر دیکھتے ہیں، ان کی خصوصیت بڑھانے کے لیے ترقیاتی منصوبوں کی اشد ضرورت ہے۔

جناب والا! تعلیمی اصلاحات پر موجودہ حکومت جو رقم خرچ کر رہی ہے وہ بہت ضروری رقم ہے۔ ہمارے اس دور میں حکومت نے جا بجا پرائمری، مڈل اور ہائی سکول کھولے ہیں۔ اسی طرح سے تحصیل لیول پر، لڑکے اور لڑکیوں کا ایک ایک کالج کھولنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا قابل تعریف قدم ہے۔ اس لیے اس رقم کی بھی اشد ضرورت تھی۔ زرعی اصلاحات کے لئے موجودہ حکومت نے جو سعی کی ہے، اور زمینداروں کو جو سہولیات دی جا رہی ہیں اس کے پیش نظر اس رقم کا ہونا ضروری تھا۔ بلدیاتی اداروں کے ملازمین واقعی بہت کم تنخواہ حاصل کر رہے تھے۔ ان کی تنخواہ بڑھانے کے لئے اس رقم کی اشد ضرورت تھی۔ اس طرح سے آبپاشی کے نظام کو بہتر بنانا بہت ضروری تھا۔ اس ملک میں تقریباً 80 ہزار کی آبادی دیہاتوں میں رہتی ہے۔ ان میں زیادہ تر کسان اور مزدور ہیں۔ ان کے لئے نظام کار کو بہتر بنانا بھی اشد ضروری تھا۔

جناب والا! سڑکوں اور پلوں کے بغیر کوئی ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ لہذا ان کی تعداد بڑھانے کے لئے موجودہ حکومت پیپلز ورکس کے تحت اور اس کے علاوہ بھی سڑکوں اور پلوں کی تعمیر پر زیادہ زور دے رہی ہے۔ چنانچہ اس پر خرچ کی جانے والی رقوم بھی ضروری تھیں۔

جناب والا! بیشتر تھانوں کو ٹیلیفون کنکشن نہیں دیا گیا، اور نہ کسی تھانے میں جیپیں اور کاریں ہیں۔ حالانکہ جرائم کے انسداد کے لئے پولیس کے پاس ٹیلیفون اور جیپ کار کا ہونا ضروری ہے۔ میری اس تجویز پر غور ہونا چاہیے۔

جناب والا! جو سکول چل رہے ہیں، ان کا سٹاف پورا نہیں۔ میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ ہم جتنے سکول چلا رہے ہیں، جناب وزیر تعلیم صاحب ان کے سٹاف پر توجہ دیں۔ سکول موجود ہیں۔ لیکن ان میں سٹاف پورا نہیں۔

ایسے سکولوں کا کوئی فائدہ نہیں ۔ جس میں سٹاف نہ ہو ۔ اس طرح ہمارے بچوں کا وقت ضائع ہوتا ہے ۔ یہ بات اشد ضروری ہے ۔ کہ حکومت جتنے بھی سکول چلا رہی ہے ان میں کم از کم سٹاف کی تعداد مکمل کی جائے ۔

جناب والا ! کتنی افسوس ناک بات ہے کہ محکمہ خوراک دیہاتوں اور قصبوں میں راشن سپلائی کرتا ہے ۔ لیکن آپ راشن کی مقدار ملاحظہ کریں ۔ ایک آدمی کو ایک ماہ کے لئے ایک سیر آٹا دیا جاتا ہے ۔ جناب والا ! یا تو اس راشن کو بند کر دیا جائے ، یا اس میں اصلاح کی جائے ۔ ہر آدمی کو اتنا راشن مہیا کیا جائے ۔ جس سے اس کا پیٹ بھر سکے ۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ایک قصبے میں ایک آدمی کو ایک ماہ کے لئے ایک سیر آٹا دیا جاتا ہے ۔ اس مذاق سے بہتر تو یہ تھا کہ ان کو یہ راشن سپلائی ہی نہ کرتے ۔

میونسپل کمیٹیوں اور ٹاؤن کمیٹیوں کو جو گرانٹ دی گئی ہے ، یہ بہت ضروری ہے ۔ کیونکہ میونسپل اور ٹاؤن کمیٹیوں میں آمدنی تو بہت کم ہے ۔ لیکن سٹاف کی تنخواہیں بڑھا دی گئی ہیں ۔ اس آمدنی سے ان کی تنخواہیں ہی پوری نہیں ہو سکتیں ۔ اس لئے یہ نا ممکن تھا کہ وہ ان گرانٹس کے بغیر شہر کی صفائی وغیرہ کرا سکتیں ۔ اس لئے یہ رقم بھی ضروری تھی ۔

جناب والا ! محکمہ تعلیم کی مد میں فرنیچر کے لئے جو فنڈ مہیا کیا گیا ہے ۔ اکثر ہیڈ ماسٹر صاحبان اس فنڈ کو اپنی تنخواہ کا حصہ سمجھتے ہیں ۔ میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ جو سکول جس ایم ۔ پی ۔ اے کے حلقۂ نیابت میں ہے ۔ جس وقت متعلقہ ہیڈ ماسٹر اس فنڈ کی رقوم کو خرچ کرنے لگیں تو کم از کم ان ایم ۔ پی ۔ اے سے مشورہ ضرور لے لیں تا کہ یہ دیکھ لیا جائے کہ ان فنڈز سے یہ چیزیں واقعی خریدی گئی ہیں ۔ یا نہیں ۔

جناب والا ! اب میں تحصیل شاہ پور کے متعلق ، جو کہ میرے حلقہ نیابت میں ہے ، عرض کروں گا ۔ یہ ایک پس ماندہ تحصیل ہے ۔ اس میں کوئی انڈسٹری ، کوئی شوگر مل اور کوئی ریلوے سٹیشن نہیں ۔ اس تحصیل میں کسی قسم کی انڈسٹری یا کم از کم ایک شوگر مل ضرور لگائی جائے ۔ اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ تحصیل شاہ پور میں شاہ پور برانچ ایک ششماہی نہر ہے ۔ زمین بہت آباد ہے ۔ لیکن اس کے باوجود اسے چھ ماہ پانی دیا جاتا ہے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ تحصیل شاہ پور کی اس نہر کو ششماہی کی بجائے سالانہ کیا جائے ۔

رانا کے - اے محمود خان : جناب والا ! یہ جنرل بحث کر رہے ہیں -

مسٹر سپیکر : جی ہاں - ضمنی بجٹ میں جنرل بحث ہوتی ہے - جنرل کے معنی بہت وسیع ہیں - ڈاکٹر غلام بلال شاہ -

ڈاکٹر غلام بلال شاہ : جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ ضمنی بجٹ سے پیسے نکال کر اس شاہ پور نہر کو ششماہی کے بجائے سالانہ کیا جائے - میرے خیال میں سال 1974.75 کے ضمنی اخراجات کے لئے یہ ضمنی رقم بالکل موزوں ہے - لہذا اس ضمنی بجٹ کو منظور کیا جائے - شکریہ -

مسٹر سپیکر : مسٹر محمد حنیف نارو ، آپ کتنا وقت لیں گے ؟ میں پابندی نہیں لگا رہا ، صرف اندازہ پوچھ رہا ہوں -

مسٹر محمد حنیف نارو : جناب والا ! بہت تھوڑا وقت لوں گا -

مسٹر سپیکر : آپ نے general term میں جواب دیا ہے -

مسٹر محمد حنیف نارو : جناب والا ! پانچ منٹ لوں گا -

جناب والا ! ضمنی بجٹ برائے سال 1974.75 زیر بحث ہے - ضمنی بجٹ ہمیشہ ایسے اخراجات کے لئے پیش کیا جاتا ہے جو غیر متوقع طور پر یا کسی اشد ضرورت کے تابع کرنے پڑتے ہیں - لیکن یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ آیا ان کا جواز تھا یا نہیں - میں اس سلسلے میں دو مثالیں دوں گا - ایک یہ کہ بین الاقوامی حالات کے پیش نظر جب پاکستان میں مہنگائی کے اثرات مرتب ہوئے تو اس سے سب سے زیادہ متاثر salaried class ہوئی - ان کی تنخواہیں بڑھانے کی بہت ضرورت تھی، اس لئے حکومت نے غیر متوقع طور پر ملازمین کی تنخواہیں بڑھائیں اور یہ اخراجات برداشت کرنے پڑے - اسی طرح میونسپل کمیٹیوں کے سلسلے میں جو اخراجات ہوئے ہیں وہ بھی انتہائی ضرورت کے تابع کرنے پڑے ہیں - وہ اس لئے کہ ان میں ملازمین کی تنخواہیں بڑھیں اور انہیں مہنگائی الاؤنس بھی دینا پڑا - لیکن اس سے بلدیاتی اداروں کے ترقیاتی پروگرام نافذ نہ ہوسکے یا جن کی منظوری ہو چکی تھی ان پر پوری طرح عمل درآمد نہ ہوسکا - حکومت نے بجا طور پر یہ محسوس کیا کہ بلدیاتی اداروں کی امداد ضرور کی جانی چاہئیے - اس لئے حکومت نے بلدیاتی اداروں کی مدد کی - میں سمجھتا ہوں کہ اس کا جواز پوری طرح موجود تھا اور یہ اخراجات بجا طور برداشت کئے

گئے ہیں - اس طرح قائد عوام نے اپنے دورے کے دوران جو احکامات موقع پر صادر کئے ان کی تعمیل میں حکومت کو اخراجات برداشت کرنے پڑے - میں یہ سمجھتا ہوں کہ باقی محکموں میں جو اخراجات ہوئے ہیں ، خواہ وہ زرعی ترقی پر ہوئے آبپاشی کی ترقی پر ہوئے یا تعلیمی ترقی پر ، سب انتہائی ضروری تھے - اس لئے میں معزز ممبر صاحبان سے درخواست کرتا ہوں کہ ان حالات کے پیش نظر ضمنی بجٹ کو منظور کیا جانا چاہئیے -

مسٹر سپیکر : رانا کے - اے محمود -

رانا کے - اے محمود خان : جناب سپیکر ! آج ضمنی بجٹ پر بحث کے آغاز کا پہلا دن ہے -

مسٹر سپیکر : آخری دن سمجھ لیں -

رانا کے - اے محمود خان : جی ، پہلا اور آخری دن ہے -

جناب والا ! اس ضمنی بجٹ میں ایک ارب پینتالیس کروڑ روپے کی خطیر رقم کا مطالبہ کیا گیا ہے - جناب والا ! یہ رقم بظاہر بہت بڑی ہے اور بقول فاضل وزیر خزانہ ، یہ رقم سن کر بہت سی جبینوں پر شکنیں پڑی ہوں گی - ہمارے وزیر خزانہ صاحب اپنی تقریر میں اگر اس رقم کی وضاحت نہ کرتے تو بہت سے لوگ جن کے دل یہ رقم سن کر دہل گئے تھے اپنے گریبان چاک کرنے پر مجبور ہو جاتے - خدا کا شکر ہے کہ ہمارے وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں اس امر کی یقین دہانی کرائی ہے کہ صوبائی حکومت کوئی اندھا دھند نہیں ، بلکہ بڑی احتیاط سے خرچ کر رہی ہے - جناب والا ! انہوں نے یہ وضاحت بھی کی ہے کہ اس خطیر رقم میں سے 62 کروڑ روپے کی رقم ایسی ہے جو غیر حقیقی مطالبہ زر پر مبنی ہے اور 17 کروڑ کی رقم جو شہری ترقیاتی منصوبوں ، مواصلات اور تعمیرات پر صرف ہوگی وہ محصولات سے واپس آ جائے گی - اسی طریقے سے 87 کروڑ روپیہ ایک ایسی رقم ہے جو قلیل المعاد قرضوں پر صرف ہوگی اور وہ بھی حکومت کو واپس آ جائے گی - اس لئے انہوں نے فرمایا ہے کہ "یہ صرف جمع خرچ کا معاملہ ہے -" اصل ضمنی بجٹ 55 کروڑ روپے کی رقم تک محدود ہے - یہ رقم ہمارے پچھلے بجٹ کا تقریباً دس فیصد بنتی ہے - اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی زیادہ رقم نہیں - جناب والا ! آپ بخوبی واقف ہوں گے کہ آج کل کے مہنگائی کے زمانے میں ایک ہاؤس وائف کا بجٹ بھی ہر مہینے up-set ہو جاتا ہے - تاہم گھر کے معاملات میں تو انسان

روکھی سوکھی کھا کر اور ادھر اُدھر سے پکڑ کر گزارا کر سکتا ہے ۔ لیکن حکومتی معاملات میں ، جہاں بہت سی چالو سکیمیں ہوتی ہیں ، وہاں جب مہنگائی کا اثر ہوتا ہے تو حکومت اس وقت اپنی سکیموں کو ترک نہیں کر سکتی ۔ کیونکہ اس کا اور زیادہ نقصان ہوتا ہے ۔

جناب والا ! ضمنی بجٹ میں مختلف مدات میں مطالبات کئے گئے ہیں ۔ کل مطالبات 46 ہیں ۔ جن میں سے چار علامتی ہیں ، باقی مطالبات میں سے 12 کروڑ روپے کی رقم کا پہلا مطالبہ ترقیاتی سکیموں اور پیپلز ورکس کے لئے کیا گیا ہے ۔ جناب والا ! جیسا کہ آپ کو علم ہے ہر ضلع میں پیپلز ورکس پروگرام پر عمل ہو رہا ہے ۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ہمارے پاس سکیمیں تو اتنی زیادہ ہیں لیکن رقوم کی کمی کی وجہ سے انہیں چالو نہیں رکھ سکتے تھے ۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ رقم ٹھیک طور پر دی گئی ہے کیونکہ اگر یہ رقمیں پیپلز ورکس کو نہ دی جاتیں تو ان کی تمام سکیمیں کھٹائی میں پڑی رہتیں ۔

جناب والا ! 10 کروڑ روپے کی رقم محکمہ تعلیم پر خرچ کرنے کے لئے ضمنی بجٹ میں مختص کی گئی ہے ۔ حکومت نے پہلے بھی محکمہ تعلیم پر بہت سے اخراجات کئے ہیں ۔ اب قبائلی علاقوں خاص طور پر ڈیرہ غازی خان کے علاقے میں دو ہائی سکول ، آٹھ مڈل سکول اور سینکڑوں پرائمری سکولوں کو اپنی تحویل میں لیا ہے ۔ چونکہ حکومت پہلے بھی ہائی سکولوں کو اپنی تحویل میں لے چکی ہے ۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ناگزیر تھا کہ ان علاقوں کے سکول بھی حکومت اپنی تحویل میں لیتی ۔ تو اس پر اٹھنے والے خرچ ، یونیورسٹیوں کے ملازمین کو مہنگائی اور اضافی الاؤنس دینے کے لئے بھی یہ رقم رکھی جانی بہت ضروری تھی ۔

جناب والا ! تیسری بڑی رقم محکمہ ٹرانسپورٹ پر خرچ کرنے کے لئے رکھی گئی ہے ۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ حکومت امسال پندرہ سو پچاس بسوں کا نیا فلیٹ ٹرانسپورٹ میں لانا چاہتی ہے کیونکہ پرائیویٹ کمپنیاں اپنے من مانے طریقے سے مسافروں کو تنگ کرتی ہیں اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے میں تکلیف محسوس کرتے ہیں ۔ حکومت نے یہ بہت اچھا اقدام کیا ہے کہ سرکاری بسیں تقریباً ہر روٹ پر چلنا شروع ہو جائیں گی ۔ ابھی فضل وزیر اعلیٰ نے ہمارے علاقے کے لئے دس بسوں کا جولائی میں چلانے کا انتظام کیا ہے ۔ اس سے ہمارے علاقے کی تکلیف کافی حد تک دور ہو جائیں گی ۔

جناب والا ! پولیس پر 4 کروڑ روپے کے خرچ کا مطالبہ کیا گیا ہے - میں سمجھتا ہوں کہ یہ مطالبہ بھی مہنگائی کے پیش نظر رکھا گیا ہے - کیونکہ پہلے پولیس ملازمین کو تقریباً 11 روپے راشن الاؤنس دیا جاتا تھا اور اب یہ رقم بڑھا کر 52 روپے کر دی گئی ہے - جناب والا ! آئے دن ملک میں ہنگاموں کی فضا رہی ہے - ہنگاموں کو روکنے کے لئے جدید آلات منگوانے جانے ضروری تھے - اس وجہ سے بھی اس مد میں یہ رقم خرچ ہوئی ہے -

جناب والا ! جنرل ایڈمنسٹریشن میں دو کروڑ روپے کے اخراجات کئے گئے ہیں - ان میں کمشنروں ، ایڈیشنل کمشنروں ، ڈپٹی کمشنروں اور اے - سی صاحبان کو جیپیں اور کاریں مہیا کرنے کے لئے رقمیں دی گئی ہیں - موجودہ دور میں ہمارے افسران کو اپنے فرائض کی انجام دہی کے سلسلے میں دور دراز علاقوں میں جانا پڑتا ہے - اس لئے ان کے لئے یہ سہولت بہت ضروری ہے - پچھلے زمانے میں تو یہ گھوڑوں اور تانگوں پر سفر کیا کرتے تھے - لیکن آج وہ دور نہیں - زمانے کے لحاظ سے یہ چیزیں بہت ضروری ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ان کی کارکردگی بہتر ہو جائے گی -

جناب والا ! صحت کی مد میں ایک کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے - جیسا کہ یہ ڈاکٹروں کا عام مطالبہ تھا انہیں الاؤنس دیا گیا ہے اور ہسپتالوں میں ادویات اور دوسری چیزیں فراہم کرنے کے لئے یہ رقم دی گئی ہے یہ ٹھیک ہے -

جناب والا ! دس کروڑ روپے کی رقم سڑکوں کی تعمیر کے لئے مختص کی گئی ہے - یہ نہایت مناسب بات ہے - میرے علاقے میں لاہور شیخوپورہ اور شاہ کوٹ ننکانہ روڈز بن رہی ہیں - اگر یہ رقم نہ دی جاتی تو یہ سکیمیں ادھوری رہ جاتیں اور یہ کام معطل ہو جاتا - اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت مناسب اور جائز ہے کہ اس میں یہ رقم دی گئی ہے -

مسٹر سپیکر : آپ کی تقریر کا بہت سا حصہ پہلے مقررین کر گئے ہیں -

رانا کے - اے محمود خان : جناب والا ! ضمنی بجٹ میں تمام مطالبات جائز ہیں -

مسٹر سپیکر : میاں صاحب - آپ تقریر نہیں کریں گے ؟ اگر آپ تقریر کرنا چاہتے ہیں تو آج آپ کے لئے اس کا موقع ہے - کیونکہ آج کے بعد

ہاؤس کل تک کے لئے نہیں ، بلکہ پیر تک کے لئے ملتوی ہوگا اور پیر کو ووٹنگ ہوگی ۔

مسٹر محمد یعقوب اعوان : جناب والا ! میں نے تقریر کر لی ہے ۔

مسٹر سپیکر : مسٹر ایس ۔ ایم مسعود ۔

Mr. S. M. Masood : Mr, Speaker Sir, I stood up to say whether the Finance Minister has to be congratulated on the presentation of the Supplementary Budget or not, but I am wondering that large amounts have been demanded in this Supplementary Budget and, as my Hon'ble friend Rana K. A. Mahmood has pointed out, every month the budget became upset and such like demands have to be put before the House in the shape of Supplementary Budget. I don't know whether the Hon'able Finance Minister has behaved like a good housewife and in this connection what should be our concern. Should we also actlike a good husband and give sanction to the amounts demanded by a good housewife ?

Mr. Speaker Sir, if we just take a glimpse of all the demands which have been put forward in the shape of Supplementary Budget, we will find that all these demands have been made on account of the large development which is being undertaken through People Works Council and Local Bodies. Sir, we have seen that the budget of the Local Bodies is not in such a position to make it capable to meet with the law of development and these undertakings which are being done or carried on for the development of different areas of the Province and this is the reason Mr. Speaker, that a large sum of money is being demanded. In fact it is needed for the development of various local areas. Mr. Speaker, Sir, I have experienced during my visit to the Chairman, Peoples Works Council that not only few crores of rupees but as much as ten crorees of rupees is needed for the development of Lahore for which I made a demand to the Finance Minister. Sir, even the Central Government was unable to deal with those demands needed for the development of Lahore. The Prime Minister was pleased to grant only one crore of rupees. In the Central Budget he was unable to grant more money which was needed for the development of Lahore. If this is the situation that development of Lahore needed twenty crores of rupees, I think it is beyond the capacity of Lahore Municipal Corporation to fix and fulfil those development programmes without the assistance of the Provincial Government and the Central Government. In such circumstances I think the

development progromme for which the Provincial Government and the Finance Minister demanded money from this House for the assistance of the Local Bodies is absolutely needed. Other programmes like education, transport, police and road construction for which the money has been demanded, are such which are needed by the society. Mr. Speaker Sir, more money, if needed for these development programmes will only show a reflection that the Province and the society itself is progressive and the development is continuing. Sir, this is a healthy sign towards development and these demands which have been made by the Hon'ble Finance Minister could only reflect that the Province is virtually going upward on the road of reconstruction and progress.

Mr. Speaker Sir, at this stage I would like to say that this Supplementary Budget would have been more appropriate, if more money could have been demanded for the industrialization of this Province. I slightly differ on this point. Unfortunately I find that that is the only factor where more and more money is needed. As far as the construction and development of roads, bridges and education is concerned, I agree on this point that all these things are needed by this Government also, but what is more needed is the development of industrial sector. Unfortunately what I find on that side is that there is more need but there is no demand. Mr. Speaker Sir, it is not only a question for the Hon'ble Finance Minister but is also for the Minister of Industries which I think certainly be considered that this is a time when we should consider that where on the one side we are undertaking the work of road construction and bridges and other development programmes the fact of industrial development should also be considered. These are the things which are needed for the society but for a better society we are to go towards industrialization for which more and more money should have come forward. What I find is that in the public sector, on which we are laying too much emphasis, there are still things to be considered and work to be done. If half of this money could have been demanded or even more money could have been demanded for industrialization that would have been a healthy sign. Some money has been demanded for providing cars and jeeps to the administrative officers. Although my friend Rana K. A. Mahmud has given the justification that our officers do need these jeeps and cars by pointing out that we are not living in a period where our officers can go on horse back but if he had just read today's newspapers he would have found that Col. Ghaddafi has visited Wheeler's Airport on horse back. I don't say that we should also behave in Col. Ghaddafi's manner .....

Mr. Speaker : I think that the word "behave" may not be a proper word.

Mr. S. M. Masud : We can also follow those lines.

Mr. Speaker : This may be changed by an appropriate word.

Mr. S. M. Masud : It is not unparliamentary, because "behaviour" is the word from which comes "behave" and it is not unparliamentary.

Mr. Speaker : I don't want to strike that off. I said it was not proper.

(*interruptions*)

But still I think that we should use a proper phrase for the head of a foreign country.

Mr. S. M. Masud : I respectfully submit that I have not used the word "behave" for Col. Ghaddafi. I said we can behave in that manner.

Mr. Speaker : You said "we should not behave like that". It means that he is actually behaving like that.

Mr. S. M. Masud : No, No, I think there is some misunderstanding. I am sorry if I used that sentence but it was not in that sense. I am only pointing that out to bring simplicity in the Administration and to say that more expenditure should not be incurred on Administration. The administrative expenditure should be curtailed so that we can show that the money which we are spending and the demands we are making through the Supplementary Budget are being used for proper functions and proper programmes.

With these submissions, I will say, on the whole, these supplementary demands which have been made by the Finance Minister are needed for the progressive works which are being undertaken in this Province and we should fully support them.

Thank you.

مسٹر سپیکر : نواب زادہ سردار عطا محمد خان لغاری -

نواب زادہ سردار عطا محمد خان لغاری : جناب والا ! ابھی دو تین روز ہوئے قائد عوام جناب وزیر اعظم نے ہم ممبران اسمبلی کو ڈویژن وار خطاب

فرمایا اور ہمیں یاد دلایا کہ انہوں نے منشور میں تین اہم نکات رکھے ہیں۔ ایک یہ کہ اسلام ہمارا دین ہے۔ دوسرے یہ کہ جمہوریت ہماری سیاست ہے اور تیسرے یہ کہ ہمارا معاشی نظام سوشلزم ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ سب سے زیادہ زور وہ اس بات پر دینا چاہتے ہیں کہ یہاں جمہوریت کو پنپنے دیا جائے۔ کیونکہ پاکستان بننے کے بعد سے جمہوریت کی اچھی طرح سے نشو و نما نہیں ہو سکی۔ تو اس سلسلے میں میں دو تین گزارشات کرنی چاہتا ہوں۔

جناب والا ! پہلی گزارش یہ ہے کہ اس ضمنی بجٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک 41 سالہ پرانے ایکٹ کی نوٹیفیکیشن کر کے 442 روپے سٹیمپ ڈیوٹی کچلتے ہوئے دیہاتی عوام پر لگائی گئی ہے۔ اسی طرح سے 42 لاکھ روپے رجسٹریشن فیس بھی ان پر لگا دی گئی ہے۔ اس سلسلے میں کسی سے مشورہ نہیں کیا گیا۔ اس اسمبلی کی ریوینیو کمیٹی بھی موجود ہے جس کے گیارہ ممبر ہیں اور جو تنخواہ لیتے ہیں۔ انہیں مشورہ دینے کے لیے ہی رکھا گیا ہے لیکن ان سے بھی نہیں پوچھا گیا۔

Mr. Speaker : I would like to know from the Secretary whether they get any salary.

(after discussion)

I hope your impression is not correct. They do not get any salary.

Nawabzada Sarda Atta Muhammad Khan Leghari : They do get a salary of Rs. 100/- per day.

Mr. Speaker : Salary?

Nawabzada Sarda Atta Muhammad Khan Leghari : Allowances. The allowances which we draw I consider them as salary.

Mr. Speaker : A member will be disqualified if he accepts any office of profit.

نواب زدہ سردار عطا محمد خان لغاری : ٹھیک ہے جناب۔ یعنی پانچ کروڑ روپے کے قریب رقم کے ٹیکس عاید کر دیے گئے ہیں اور کسی سے پوچھا تک نہیں گیا۔ کوئی پیشگی نوٹیفیکیشن نہ کیا گیا۔ کوئی سیکشن 54 کا نوٹیفیکیشن نہ کیا گیا۔ صرف یہ کہہ دیا گیا کہ بہاول پور میں نافذ کر دیا جائے، تو وہاں یہ نافذ کر دیا گیا۔ نہ وہاں کے کمشنر سے پوچھا گیا اور نہ ہی

ڈپٹی کمشنر سے رانا محمد اقبال صاحب صرف ایک ماہ کے لئے ریوینیو منسٹر تھے تو انہوں نے کہا کہ میں جا رہا ہوں - چاہے تہجد کے وقت تک بھی بیٹھنا پڑے ، بیٹھو اور یہ نوٹیفیکیشن جاری کرو - مجھے وزارت کا چارج چھوڑنا ہے - اگلے دن اسمبلی کا اجلاس ملتوی ہوتا تھا - ہم سردار صغیر احمد صاحب سے ملے - انہوں نے کہا کہ اگر بیس تیس ممبروں کے دستخط کرا دیں تو اس پر عمل درآمد روک دیا جائے گا - تو ہم نے بیس تیس نہیں ، بلکہ پچاس ساٹھ آدمیوں کے دستخط کروا کر بھیج دیے - پھر پتا نہیں کیا ہوا ، لیکن پرنالہ وہیں کا وہیں رہا اور اب اس بجٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ پانچ کروڑ روپے کے قریب ٹیکس لگا دیا گیا ہے -

وزیر قانون (سردار صغیر احمد) : پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا ! فاضل ممبر غیر متعلقہ بات کر رہے ہیں - ضمنی بجٹ میں نہ ہی سٹیمپ ڈیوٹی عاید کی گئی ہے اور نہ ہی اس میں اضافہ کیا گیا ہے -

مسٹر سپیکر : وہ کہتے ہیں کہ ضمنی بجٹ میں پانچ کروڑ روپے کی زیادہ آمدن دکھائی گئی ہے جس کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ یہ ٹیکس ہے -

وزیر قانون : میں یہ عرض کروں گا کہ ضمنی بجٹ میں اس قسم کی کوئی بات نہیں اور نہ ہی کوئی ٹیکس عاید کیا گیا ہے -

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری : جناب - میں اصل بجٹ کے متعلق بات کر رہا ہوں اور یہ نوٹیفیکیشن دسمبر 1974ء میں ہوا تھا -

Mr. Speaker : Then that will come at the proper stage. It is not the laws framed or the rules made which are under discussion. It is the budget that has been presented to this House and that is under discussion. Let us restrict ourselves to the budget.

Nawabzada Sardar Atta Muhommad Khan Leghari : Land transfer registration is in the budget.

جناب - یہ جو ضمنی بجٹ ہے اس میں پانچ کروڑ روپے کے قریب سٹیمپ ڈیوٹی عاید کی گئی ہے -

وزیر قانون : جناب والا ! ان کے ہاتھ میں وزیر اعلیٰ کی سالانہ بجٹ والی تقریر ہے اور یہ اسے دیکھ کر بات کر رہے ہیں -

مسٹر سپیکر : یہ کس صفحہ پر ہے ؟

(قطع کلامیاں)

نواب زادہ سردار عطا محمد خان لغاری : جناب میں نے کل ہی اعداد و شمار لکھے کئے تھے ۔ اتفاق سے میرے وہ نوٹ گم ہوگئے ہیں اور یہ اعداد و شمار میں نے پچھلے بجٹ سے لئے تھے ۔

مسٹر سپیکر : سردار صاحب ، ہم یہ تمام باتیں سالانہ بجٹ پر بحث کے دوران کریں گے اور انشاء اللہ میں وقت دوں گا ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں فاضل ممبر کی اطلاع کے لئے عرض کردوں کہ ہم نے سالانہ بجٹ میں سٹیمپ ڈیوٹی میں کمی کی ہے ، اضافہ نہیں کیا ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو آپ کا اپنا نقطہ نظر ہے ۔ ہو سکتا ہے کہ فاضل ممبر اس کے ساتھ متفق نہ ہوں ۔

نواب زادہ سردار عطا محمد خان لغاری : جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ میں ایک دیہاتی ہوں اور موٹی عقل کا آدمی ہوں ۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ بغیر کسی سے مشورہ کے صرف ایک نوٹیفیکیشن کے ذریعے یہ پانچ کروڑ روپے کے قریب ٹیکس لگا دیا گیا ہے اور اب وہ کہتے ہیں کہ ہم جھوٹ بکھ رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : سردار صاحب ، جب سالانہ بجٹ پر بحث ہوگی تب آپ یہ بات کریں ۔

نواب زادہ سردار عطا محمد خان لغاری : جناب ، میں یہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ وزیر صاحب کو یہ بات سمجھنی چاہیے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے ٹیکس کم نہیں کیا بلکہ اس کا بوجھ اتنا بڑھا دیا ہے کہ یہ تکلیف دہ ہوگیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ویسٹ پاکستان کے لئے بڑھا دیا تھا اور اب آپ کے مطالبے پر انہے کم کر دیا ہے ۔

نواب زادہ سردار عطا محمد خان لغاری : اب صورت یہ ہے کہ اتنی کورپشن بڑھ گئی ہے کہ ہر جگہ اخبار میں ہم نے دیکھا ۔ ہمارے وزیر صاحب نہ

مسٹر سپیکر : سردار صاحب ، اب آپ اگلی آئیٹم پر چلیں ۔

نواب زادہ سردار عطا محمد خان لغاری : محترم وزیر صاحب نے جب وہاں پر raid کیا تو چھبیس سو روپے رجسٹریشن کلرک کی جیب سے فالتو نکلے ۔ اس سے کورپشن ہی نہیں بڑھی بلکہ یہ تو لوگوں پر مصیبت آئی ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : انشاء اللہ جب آپ بجٹ پر بولیں گے تو ہم سنیں گے ۔

نواب زادہ سردار عطا محمد خان لغاری : بجٹ میں کوئی نیا ایکٹ تو نہیں بن گیا ۔

مسٹر سپیکر : جو بجٹ ہوتا ہے ، وہی ہوتا ہے ۔ اس میں قانون کا تعلق نہیں ہوتا ۔

نواب زادہ سردار عطا محمد خان لغاری : اس کے علاوہ بجٹ میں گزشتہ سال کے بارے میں ہم بحث کر سکیں گے یا اس سپلمنٹری میں ہمیں اجازت دیں گے ؟

مسٹر سپیکر : جو بجٹ میں دیا ہوگا وہ آپ ڈسکس کر سکیں گے ۔

نواب زادہ سردار عطا محمد خان لغاری : میرے پاس نوٹ تھے ، وہ اتفاق سے رہ گئے ہیں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : مثلاً یہ آپ کہہ سکیں گے کہ یہ بالکل ختم ہونا چاہیے یا جو انہوں نے کم کیا ہے ، وہ غلط ہے ، بالکل ختم ہو جانا چاہیے ۔ you can develop your argument ۔ مثلاً آپ اپنی تقریر میں کہہ سکتے ہیں کہ جو ایک اور تین روپے رکھ دیے ہیں یہ نہیں کرنا چاہیے تھا ، بلکہ معاف ہو جانا چاہیے تھا ۔

نواب زادہ سردار عطا محمد خان لغاری : میں مودبانہ گزارش کرتا ہوں کہ پہلا پروسیجر رہنے دیتے ۔ 1973ء میں پہلے ایک پرائیویٹ ممبر سے یہ بل آیا تو اسمبلی نے اس کو پیش کرنے کی اجازت نہیں دی ، مگر اب چپکے سے ایک تو نوٹفیکیشن کے ذریعے لوگوں پر یہ مصیبت ڈال دی ہے ۔ صرف رقم کی ہی مصیبت نہیں ، وہاں ان پڑھ دیہاتی آبادی ہے ، پردہ نشین خواتین ہیں ، ان کو وثیقے کے اوپر انگوٹھا لگانا پڑتا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ اگر ایک دفعہ

رجسٹریشن ہو جائے تو اس کے بعد فراڈ پروف کرنا بہت زیادہ آسان ہے ۔ آپ بہتر جانتے ہیں ۔ نہ صرف ان کو تحصیلوں کے دس دس چکر کاٹنے پڑتے ہیں بلکہ نمبردار وغیرہ بھی اپنے ساتھ ہیڈ کوارٹروں پر لانے پڑتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ ساری باتیں انشاءاللہ سالانہ بجٹ پر کریں گے ۔

نواب زادہ سردار عطا محمد خان لغاری : میں معزز ایوان اپنی وزارت اور عوامی حکومت کے سامنے فریاد پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ ہر کچہری میں پرائم منسٹر صاحب کے سامنے یہ فریاد پیش ہوئی اور وعدہ بھی کیا گیا کہ اس پر غور کیا جائے گا ، مگر ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : سردار صاحب ، پھر انشاء اللہ سالانہ بجٹ پر آپ کی تقریر سنیں گے ۔

نواب زادہ سردار عطا محمد خان لغاری : فوڈ پر تو بولنے دیں ۔

مسٹر سپیکر : فوڈ پر آپ بولیں ۔

نواب زادہ سردار عطا محمد خان لغاری : جناب والا ! میرا ضلع پنجاب کے پس ماندہ ترین اضلاع میں ہے ۔ اس میں ایک **de excluded** ایریا بھی ہے ۔ بد قسمتی سے وہاں پچھلے سال بارشیں نہیں ہوئیں ۔ وہاں دو ملین ایکڑ رقبہ ہے ۔ اس میں کوئی آبادی نہیں ہوئی ۔ وہاں پر قحط سالی کی سی کیفیت ہے ۔ وہاں کی وزارت اور نمائندوں نے یہ کیا ہے اور اگلے فصل تک انہیں ایر فورس کی گرانٹ سے فوڈ گرین مل رہا ہے ۔ مکران میں اسی طرح ہوا کہ وہاں کی گورنمنٹ نے وہاں کی خبر گیری کی ۔ ہندوستان میں اڑیسہ ، ملحیہ پردیش اور ایسی ایسی جگہوں میں ہوا اور میں نے بھی کوشش کی کہ یہ گوش گزار کروں کہ ان کی بھی مدد کی جائے ۔ اس کے اوپر مصیبت یہ ہوئی کہ تربیلا ڈیم ٹوٹ گیا ۔ اول تو جون سے ، جب سے مغربی پاکستان ٹوٹا ہے ، افسوس اس زمانے میں جیسے واپڈا ہے ، اگر اسی طرح ۔ ۔ ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر : آپ مشرقی پاکستان کہنا چاہتے ہیں ۔

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری : میں فوڈ گرین کی قلت کی بات کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : آپ کے منہ سے غلطی سے "مغربی پاکستان" نکل گیا ہے۔ آپ "مشرقی پاکستان" کہنا چاہتے تھے۔

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری : میں کہتا ہوں ، "یونٹ"۔ یونٹ جب سے ٹوٹا ہے۔ جیسے واپڈا ویسٹ پاکستان کا دیا گیا ہے ، اریگیشن یونٹ بھی ایک ہی رہ جاتا تو ڈیرہ غازی خان والوں کو وہ مصیبت نہ کرنی پڑتی جو آج کل کرنی پڑ رہی ہے۔ 20 مئی تک وہاں آٹھ ہزار کیوسک کی نہر میں چودہ سو کیوسک تک پانی آتا رہا ہے۔ سپلائیز دو تین سو کیوسک آتی رہی ہیں اور ان سے پانی پینے کے لئے ہوتا تھا اور کاشت کے لئے نہیں ہوتا تھا۔ لوگوں کو بتایا گیا کہ اس سال status quo کے مطابق ان کو اتنا پانی دیا جائے گا تا کہ وہ فصل کاشت کر سکیں۔ اڑھائی لاکھ ایکڑ گندم کاشت کی گئی مگر اس کے لئے پانی ، جیسے میں نے کہا ، اتنا دیا گیا۔ بیسوں درخواستیں دی گئیں۔ وعدے بھی ہوئے کہ ملے گا مگر اس وقت تک کچھ نہیں ہوا۔ اب جون کا مہینہ ہے اور ہمیں اپنے حق سے آدھی نہر کا بھی پانی نہیں مل رہا۔ اگر اس وقت تک کاشت نہیں ہوگی تو پھر کب ہو گی ؟ میں یہ بات جناب چیف منسٹر کے نوٹس میں لایا تھا۔ انہوں نے کہا کہ افسوس ، تربیلا ڈیم کو بھر رہے ہیں۔ پیرزادہ صاحب سے بھی بات ہوئی ، مگر وہ کہتے ہیں کہ اس کا بھرنا ضروری ہے۔ پرائم منسٹر صاحب کے نوٹس میں یہ بات لائی گئی تو انہوں نے کہا کہ مجھے نوٹ دو۔ یہ زیادہ ضروری ہے کہ ڈیرہ غازی خان کے لوگوں کی آبادی ہو ، اس کے بعد تربیلا بھرا جا سکتا ہے۔ تو میں ذکر کر رہا ہوں کہ وہاں قحط سالی کی پچھلے سالوں سے کیفیت رہی ہے مگر ہوا کیا ؟ دریشک صاحب اپنے ہی ضلع کے وزیر ہیں۔ ہمیں امید تھی کہ ان کے دل میں وہاں کے لئے حمیت ہو گی ، لوگوں کی مدد کریں گے مگر ہوا کیا ؟ وہاں علاقوں میں جس کے پاس دو بوری تھی اس سے پولیس اور مجسٹریٹ نے ایک ایک بوری پچیس روپے آٹھ آنے سے لی اور ان کو بیج کے لئے پینتالیس روپے سے بھی زیادہ رقم ادا کرنی پڑی۔ اس قحط زدہ علاقے کی حالت یہ تھی کہ اسی روپے من باجرے کی قیمت رہی ہے اور چھبیس روپے من جوار کی۔ ان لوگوں سے جو گندم لی گئی اس کے بجائے ڈھوروں سے جو گندم لوگوں کو دی گئی وہ میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

(فاضل رکن نے گندم کا نمونہ جناب سپیکر کی خدمت میں پیش کیا)

اسے مائیلو کہتے ہیں۔ یہ کھانے کے لائق نہیں۔ باسی روٹی تو بالکل کھانے

کے قابل نہیں ہوتی ۔ یہ گندم دی گئی ہے ۔ اس علاقہ کو بھوکا مارا گیا ہے اور اس فصل کی یہ حالت ہے ۔ میں ایک تو یہ عرض کرتا ہوں کہ آئندہ ایسا نہیں ہونا چاہیے ۔ پہلے یہ ہوتا تھا کہ انڈس دریا میں جو پانی آتا تھا وہ یا تو سندھ کو جاتا تھا یا ڈیرہ غازی خان اور مظفر گڑھ ضلعوں کو جاتا تھا ۔ اب ہمیں صرف چودہ سو کیوسک مل رہا ہے اور تونسہ اور پنجند میں بارہ ہزار کیوسک جا رہا ہے ۔ پونے دو لاکھ کیوسک سندھ کو جا رہا ہے۔ اور ہم تشنہ بیٹھے ہوئے ہیں ۔ اس وقت اگر فصل آباد نہ ہوئی ، نہ کپاس ہو گی اور نہ گندم ، کیونکہ وہاں ایک یا ڈیڑھ مہینے کے لئے ہمیں پانی دیتے ہیں اور اس کے بعد جو فصل بوئی جاتی ہے ، وہ آباد نہیں ہوتی ۔ یہ میں فوڈ کے بارے میں عرض کر رہا تھا ۔ اب میں امداد باہمی کے بارے میں عرض کروں گا ۔

(اس مرحلہ پر میاں خورشید انور نے کرسی صدارت سنبھالی)

جناب والا ! ہماری حکومت نے نئے بجٹ میں بھی زور دیا ہے کہ امداد باہمی کے طریقے سے زراعت، مارکیٹنگ اور طرح طرح کی سہولتیں دی جائیں گی۔ پچھلے ششماہی پیریڈ کا میں ذکر کرتا ہوں ۔ لاہور میں میں دو کواپریٹو سٹورز سے deal کرتا ہوں ۔ ایک میں تو میرا حصہ بھی ہے جو ماڈل ٹاؤن میں ہے ۔ دوسرا گلبرگ میں ہے ۔ پچھلے سال تو ہمیں وہاں پر چیزیں مل جاتی تھیں ۔ انڈے اور پیاز بھی جب بلیک میں تھا اور آلو وغیرہ سب چیزیں ملتی تھیں مگر اس سال سب مراعات ختم ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں پیسے ہی نہیں دیئے جاتے تو ہم ہر چیز کیسے کریں ۔ دوسرے ڈیرہ غازی خان ضلع میں دو کواپریٹو بنک ہیں ۔ ان میں سے ایک انڈسٹریل اینڈ اربن کواپریٹو بنک ہے جس کا مقصد ہے کہ چھوٹے چھوٹے صنعتکاروں کو قرضہ دیا جائے ۔ ہمارے اس بنک کو یونین سے ، سٹیٹ بنک یا کسی طرف سے اس وقت تک کوئی قرضہ نہیں ملتا ۔ باقی بنکوں سے بارہ فیصد فی صد سود پر لے کر لوگوں کو قرضے دے رہے ہیں ۔ یہ ربا ہے اور اس طرح لوگوں کو لوٹا جا رہا ہے ۔ عوامی دور میں یہ نہیں ہونا چاہیے ۔ میں چاہتا ہوں کہ کواپریشن کے وزیر جو ہمارے ہی ضلع سے آئے ہیں ، وہ اس طرف توجہ دیں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! فاضل ممبر کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ امداد باہمی کا محکمہ دریشک صاحب کے پاس نہیں ہے ۔

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری : اس وقت تو تھا ۔ اب کس کے پاس ہے جناب ؟

وزیر قانون : جناب چیف منسٹر صاحب کے پاس ہے ۔

وزیر مواصلات : یہ بات بھی اس وقت کی کر رہے ہیں ۔

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری : امید ہے کہ وہ اس پر غور فرمائیں گے ۔

وزیر قانون : اس کی اب تنظیم نو ہو گئی ہے ۔

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری : ہم تو یہی سمجھتے رہے ہیں کہ ضلع ڈیرہ غازی خان سے ہمارے بھائی جناب دریشک صاحب کے پاس یہ محکمہ ہے ۔ بہر حال روزانہ بیسیوں ٹیلیفون کرنے کے باوجود ڈپوؤں کو کچھ نہیں ملتا تھا جب تک کہ ان کا حکم نہ ہو اور باوجود کہ ضلع کا صدر ہونے کی حیثیت سے . . .

مسٹر چیئرمین : لغاری صاحب ، ڈپوؤں کا مسئلہ زیر غور نہیں ۔ آپ نے کافی وقت لے لیا ہے ۔ اب آپ اپنی تقریر کو ختم کریں ۔ ڈپوؤں کا یہاں پر کوئی مسئلہ نہیں اور نہ ہی جنرل پالیسی پر بحث ہو رہی ہے ۔

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری : اچھا جناب باقی باتوں میں سالانہ بجٹ پر بحث کے دوران تفصیلاً عرض کروں گا ۔ اور رجسٹریشن فیس میں کمی کرنے کے متعلق اس وقت میں چیف منسٹر صاحب سے بھی مل لوں گا ۔

مسٹر چیئرمین : بے شک ۔ بالکل ٹھیک ہے , میاں خان محمد ۔

میاں خان محمد : جناب سپیکر ! اگر سال رواں میں پنجاب کے حالات کا جائزہ لیا جائے اور ہم یہ محسوس کریں گے کہ اس سال قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے پنجاب کا اور پنجاب کے دور دراز علاقوں کا دورہ کیا۔ پنجاب کی ترقیاتی سکیموں کا خود بنظر غور مطالعہ کیا اور موقع پر ہدایات جاری کیں اور لاہور میونسپل کارپوریشن لائل پور میونسپل کارپوریشن کو الاؤنسز دیے گئے ، بار ایسوسی ایشنز کو عطیہ جات دینے کے اعلانات کیے گئے۔ اور پھر اس سال میں سرکاری ملازمین اور دوسرے ملازمین کے لئے مہنگائی الاؤنسز کا اضافہ

کیا گیا - پولیس کے الاؤنس میں 11 کی بجائے 52 روپے کا جو اضافہ کیا گیا - ان تمام چیزوں کو اگر مدنظر رکھا جائے تو جناب وزیر خزانہ نے جو اضافی بجٹ پیش کیا ہے میرے نزدیک وہ بہت تھوڑا ہے - بڑھتی ہوئی مہنگائی کے باوجود حکومت کی طرف سے تعمیرات میں اتنی شدت سے کام ہو رہا ہے کہ آپ اگر شاہراہوں سے گزریں تو آپ دیکھیں گے کہ ہر شاہراہ پر سڑکوں کی تعمیر ہو رہی ہے - دو رویہ سڑکیں بن رہی ہیں ایسے حالات میں جناب وزیر خزانہ نے ایک ارب پینتالیس کروڑ اکسٹھ لاکھ چھتیس ہزار پانچ سو تیس روپے کا مطالبہ زر اضافی طور پر ایوان کے سامنے پیش کیا ہے - میں پھر یہ کہوں گا کہ وہ بہت تھوڑا ہے - لیکن اگر اس اضافی بجٹ کو ہم بنظر غور دیکھیں تو پتہ چلے گا کہ جناب وزیر خزانہ نے میرے نزدیک عیاری سے اور چالاکی سے کام لیا ہے وہ اس طرح کہ انہوں نے ایک بہت بڑی رقم ایوان کے سامنے پیش کی ہے اور اس کو پاس کرنے کا مطالبہ کیا ہے - لیکن جب اس کو ہم بنظر غور دیکھتے ہیں تو اس میں باسٹھ کروڑ ستتر لاکھ روپے کا غیر حقیقی مطالبہ زر ہے جو کسی صورت میں بھی خرچ نہیں ہوا اور جو محض جمع تفریق ہے۔ ایک طرف سے نکال کر دوسری طرف ڈالنے کے مترادف ہے - اس کے بعد اگر ہم صوبے کے ملازمین کو دیئے گئے مہنگائی الاؤنس کو بھی اس میں شامل کر لیں تو وہ پچیس کروڑ اکیس لاکھ روپے بنتا ہے اور یہ کل رقم کسی بھی صورت میں صوبے کے اندر خرچ نہیں کی گئی اور اس کو صرف علامتی طور پر یہاں مانگا گیا ہے - یہ کل رقم 87 کروڑ 98 لاکھ روپے بنتی ہے اور حقیقی مطالبات جن کی صحیح معنوں میں وزیر خزانہ نے ایوان سے منظوری مانگی ہے وہ بنتے ہیں 55 کروڑ 63 لاکھ روپے اور یہ رقم 1974-75 کے بجٹ کا صرف دسواں حصہ ہے - اس طرح سے یہ ایک بالکل معمولی رقم ہے جس کا پنجاب کے اندر اتنی ترقی کے دور میں جب کہ تعمیرات بھی کی گئی ہیں ، جب کہ یہاں پر حالات بھی اس قسم کے پیدا ہوئے ہوں کہ جن پر خرچ ضروری تھا تو یہ تو بالکل ہی تھوڑا بنتا ہے - میں نے "عیاری" کا لفظ استعمال کیا تھا - وزیر خزانہ نے ایک بہت تھوڑی رقم مانگ کر اور اس میں سے پھر چھوٹ دیتے دیتے تھوڑی سی رقم آخر میں آپ کے سامنے رکھی ہے تاکہ آپ اس کو بالکل آسانی کے ساتھ منظور کر لیں انہوں نے اس طرح سے یہ ایک چیز پیش کی ہے -

جناب والا ایک مد میں ڈیزل ٹیوب ویلوں کے رقم رکھی گئی ہے اور وہ ہے ایک کروڑ تیس لاکھ روپیہ۔ جناب والا! بجلی کے بحران کی صورت میں یہ ضروری ہے کہ کوئی دوسرا متبادل طریقہ بھی آبپاشی کا کاشتکاروں کے پاس موجود ہو۔ سردی کے موسم میں جب دریاؤں میں پانی نہیں رہتا اور بجلی کم ہو جاتی ہے اس وقت گندم اور دوسری فصلوں کے لئے پانی کی ضرورت ہوتی ہے جن علاقوں میں بجلی نہیں پہنچی وہاں اگر ڈیزل کے ٹیوب ویل لگا لئے جائیں تو اس سے زراعت میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ حکومت نے اگر اس سلسلے میں ایک کروڑ تیس لاکھ روپے کی subsidy دی ہے تو یہ بہت ضروری تھی ملک اور صوبے میں کاشتکاری میں اضافہ کرنے کے لئے کاشتکاروں کو بجلی اور ڈیزل ٹیوب ویل لگانے کے لئے یہ susibdy دی جانی چاہیے

جناب والا ! تعلیم کی مد پر دس کروڑ انتالیس لاکھ روپیہ زیادہ خرچ کیا گیا ہے ان کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ میرے نزدیک تعلیم پر خرچ کوئی خرچ نہیں ، ایک انوسٹمنٹ ہے اگر ہم تعلیم پر زیادہ سے زیادہ رقم خرچ کرتے ہیں تو اس سے حکومت ، عوام اور معاشرے کو بہت زیادہ فائدہ پہنچتا ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس خرچ کو انوسٹمنٹ کے طور پر تصور کیا جائے اور اس کے فوائد دس کروڑ روپے سے بہت زیادہ ہوں گے جو حکومت کو بھی حاصل ہوں گے اور عوام بھی اس سے مستفیض ہو سکیں گے۔

جناب والا ! میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ سڑکوں کی تعمیر پر سب سے زیادہ توجہ دی جا رہی ہے۔ جس سڑک پر بھی آپ سفر کریں ، آپ دیکھیں گے کہ سڑک کی تعمیر نو جاری ہے ، اس کی مرمت جاری ہے اور پل بنائے جا رہے ہیں۔ جناب والا ! میں نے اس ایوان میں جناب وزیر مواصلات سے یہ درخواست کی تھی کہ ساہیوال کے نزدیک ایک موڑ یوسف والا کے مقام پر ہے جسے خونی موڑ کہتے ہیں۔ اس کی تعمیر نو کی جائے اور اس کے اوپر ایک نیا پل بنا کر سڑک کو سیدھا کیا جائے۔ جناب وزیر مواصلات نے میرے سوال کے جواب میں یہ فرمایا تھا کہ وہاں پر چار سالوں میں کوئی 48 کے قریب بڑے مہلک قسم کے حادثات ہوئے تھے جس میں پچاس کے قریب انسان مر گئے اور سو ڈیڑھ سو کے قریب زخمی ہوئے اور اسی طرح سے بے شمار گاڑیاں تباہ ہوئیں۔ جناب والا ! وہ پل پچھلے بجٹ میں نہ تھا تو وزیر مواصلات نے اور جناب وزیر خزانہ

نے مہربانی کر کے وہ موڑ سیدھا کیا اور اس پر جو پل تعمیر کیا اس پر ہونے والے اخراجات لازمی طور پر اس اضافی بجٹ میں آنے چاہئیں تھے میں وزیر مواصلات اور وزیر خزانہ کا ممنون ہوں کہ انہوں نے میری درخواست پر اس موڑ کو درست کرایا اور اس پر ایک پل بنا کر عوام کی خدمت کی اور عوام کا جانی اور مالی شکل میں جو ضیاع ہوتا تھا اس کو بھی بچانے کی کوشش کی۔

جناب والا! وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کے دورے کے دوران محسوس کیا گیا کہ صوبے کے اندر مواصلات کا نظام اتنا اچھا نہیں اور بسیں کم ہیں۔ اس لئے انہوں نے فرمایا کہ اس صوبے میں کم سے کم 1550 بسوں کا 1976ء تک اضافہ ہو جائے۔ جناب والا پچھلے بجٹ میں اس کے لئے بھی کوئی پروویژن نہ تھی۔ یہ 1550 بسیں جو قائد عوام نے پنجاب کے عوام کے لئے مختص کی ہیں اور ان کو فراہم کرنے کا حکم دیا ہے اس پر جو رقم درکار تھی اس کا بھی اس ضمنی بجٹ میں آنا ضروری تھا۔

جناب والا! جنرل ایڈمنسٹریشن اتنی مضبوط ہونی چاہیئے کہ صوبے میں امن و امان رہ سکے اور عوام تک افسران اور حکومت کے کارندے پہنچ سکیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان کے لئے وہ ضروری سہولتیں جو اس دور کی ضرورت بھی ہیں اور جن کے فقدان کی صورت میں کسی صورت میں بھی جنرل ایڈمنسٹریشن اپنی کارکردگی کو بہتر نہیں بنا سکتی۔ چنانچہ ڈپٹی کمشنروں، اسسٹنٹ کمشنروں اور ایڈیشنل کمشنروں کو اپنے فرائض منصبی کی انجام دہی کے لئے کاریں اور جیپیں مہیا کرنا زمانے کی ضرورت تھی۔ جسے پورا کیے بغیر ہم کسی صورت بھی یہ توقع نہیں کر سکتے کہ وہ عوام سے رابطہ قائم کر سکیں اور عوام کی خدمات سرانجام دے سکیں گے۔

جناب والا! اس سال ڈاکٹروں کی بہت بڑی سٹرائک ہوئی اور ہسپتالوں میں کام بند کر دیا گیا۔ ان سے مذاکرات ہوئے جن میں حکومت اور ڈاکٹر اس نتیجے پر پہنچے کہ ان کے الاؤنس وغیرہ بڑھا دیئے جائیں اور ان کی تنخواہوں میں بھی اضافہ کیا جائے۔ جناب والا! وہ عوام کی خدمت کرتے ہیں۔ اگر ان کی تنخواہوں میں اضافہ کرنے کی صورت میں مطالبہ مزیں یہاں پر پیش کیا گیا ہے تو اس میں بھی حکومت نے اپنا فرض ادا کیا ہے ڈاکٹروں

کی خدمت کی ہے اور ان کے حالات زندگی کو بہتر بنانے کی کوشش کی ہے تاکہ وہ اپنے حالات کو بہتر پا کر دکھی انسانیت کی زیادہ سے زیادہ خدمت کر سکیں ۔

جناب والا ! باقی مطالبات زر علامتی ہیں ۔ ان میں دس دس روپے کے مطالبات زر بھی ہیں جن پر زیادہ بحث کرنا اس ایوان کا وقت ضائع کرنے کے مترادف ہوگا ۔ ایسے حالات میں جب کہ تعمیری اور ترقی کا کام زیادہ ہوا ہو ۔ جناب قائد عوام نے اپنی طرف سے پنجاب کے عوام کے لئے عطیات مخصوص کیے ہوں ، بسیں زیادہ سے زیادہ خریدنی منظور کی گئی ہوں' تو اگر یہ تھوڑے سے مطالبات زر جو 55 کروڑ 63 لاکھ روپے کے ہیں ان کی ایوان منظوری دے دے ، تو جناب میں ایوان کا شکرگزار ہوں گا ۔

مسٹر چیئر مین : ڈاکٹر عبدالخالق ۔

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : بسم اللہ الرحمان الرحیم ۔ محترم سپیکر ! آج ضمنی میزانیہ پر صبح سے اب تک جو بحث ہوئی ہے ۔ اس میں فاضل اراکین نے میں سمجھتا ہوں کہ کوئی ایسا نکتہ نہیں چھوڑا جو انہوں نے cover نہ کیا ہو ۔ لیکن میں پہلے تو اپنا ایک عام ملاحظہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اگرچہ میزانیہ ہمارے ملک میں بھی اور دوسرے ملک میں ایک مہینے میں پاس ہوتا ہے اس کے آخری دن یکم جولائی سے لیکر پھر اگلے سال کے 30 جون کے لئے تخمینے کے مطابق اندازاً آمدنی اور خرچ کا حساب لگا کر پھر منصوبہ جات بنائے جاتے ہیں لیکن پس ماندہ ممالک میں جن میں پاکستان بھی شامل ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔)

عوام کی بہت سی ایسی ضروریات ہوتی ہیں جو کہ سال کے دوران نظر آتی ہیں یا عوام ان کا زیادہ پرزور مطالبہ کرتے ہیں اور پھر عوامی حکومت اور اس کے وزیر اعظم جو کہ شہر شہر ، قصبے قصبے اور تحصیلوں میں جا کر لوگوں سے خود معلوم کرتے ہیں کہ بھائی آپ کی کیا تکالیف ہیں ۔ اور موقع پر احکامات دیتے ہیں تو ان دو وجوہات کی بنا پر ایک تو یہ کہ ملک بہت پس ماندہ ہے اور دوسرے بہت کمیاں اور کوتاہیاں ہیں جو صدیوں سے ، خاص طور پر برطانوی دور سے چلی آ رہی ہیں ۔ انہیں دور کرنے میں کافی دیر لگے گی ۔ اس وجہ سے وزیر اعظم خود جگہ جگہ جا کر معلوم کرتے

ہیں ۔ تو اس ضمنی بجٹ کی دو وجوہ جواز ہیں ۔ ایک تو یہ کہ ملک عام طور پر پس ماندہ ہے اور اس میں بہت کمیاں اور کوتاہیاں ہیں ۔ سال کے دوران جن جن چیزوں کا مطالبہ کیا جائے ۔ وہ حکومت کو کرنا پڑتا ہے ، اور کرنا بھی چاہیے کیونکہ یہ عوامی حکومت ہے ، اور دوسرے یہ کہ ہم خود چاہتے کہ جا کر حالات معلوم کریں اور ان کی تکالیف کو دور کیا جائے ۔ آج اکثر فاضل اراکین نے یہ کہا ہے کہ پیسے اس طرح خرچ نہیں کرنے چاہیں تھے ۔ لیکن اکثر دوسرے اراکین کی تقاریر سے میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بھی زیادہ خرچ کرنے چاہیں تھے اور یہ حقیقت ہے کہ ہمارے ملک میں چیزوں کی اس قدر کمی ہے ۔

جناب والا ! میں آج کے پاکستان کو اس قدر دور اس دنیا میں دیکھتا ہوں جب نبی نوع آدم بھیجا گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس میں تمہارے لئے کھانے پینے کی بہت چیزیں ہیں اور تمہیں کوئی تکالیف نہیں ، اور یہ خاص کر گنا کر کہا گیا ۔

ان لک الاتجوع فیھاولا تعری ۔ وانک لاتظموا فیھا ولاتضحی ۔ کلوامن طیبت مارزقنکم ۔

تو اس لیے یہ لازمی ہے کہ ہم اسے پھر واپس لیں ۔ جو دور گزرا ہے جس میں ہم اس جنت سے دور سے دور تر ہوتے گئے ہیں اور ہمارے ملک کے عوام زیر دست مصیبتوں میں مبتلا اور بہت سی بنیادی ضروریات سے محروم ہیں ۔ اس لئے عوامی حکومت جو ابھی وسیع تر عوام کی حمایت سے حکومت میں آئی ہے ، اس پر لازم ہے کہ وہ ان کے مسائل دور کرے ۔ چنانچہ میں ان فاضل اراکین سے جن کی آج کے اجلاس میں حصہ لینے والوں میں اکثریت تھی ، اتفاق کرتا ہوں کہ اس سے بھی زیادہ خرچ کرنا چاہیئے تھا ۔ لیکن خواہشات ، تمنائیں ، حسرتیں اور پیاس ایسی چیزیں ہیں جو الفاظ سے پوری نہیں ہوتیں ۔ ان کے لئے تو طویل جدوجہد کرنا پڑتی ہے اور کئی بار لوگ یہ پوچھتے ہیں کہ کیوں امریکہ میں ایک مزدور روزانہ دو سو روپے کماتا ہے اور یہاں کا مزدور پانچ یا سات روپے کماتا ہے ۔ اس کا انحصار ملکوں کی Gross National Product پر ہوتا ہے جو تمام لوگوں پر تقسیم ہوتی ہے ۔ پھر اس میں جا کر پتا چلتا ہے کہ کس ملک میں لوگوں کی اتنی آمدنی کیوں ہے ۔ میں ایک طریقہ بتا رہا ہوں کہ ہم کیوں ان حالات سے گذر رہے ہیں ۔ جب تک ہم اپنے ملک میں اس قسم کی تبدیلی نہیں کر لیں گے جس سے

ہماری مجموعی قومی آمدنی بڑھے زراعتی آمدنی بڑھے صنعتی آمدنی ہو اور مزدوری کی شکل میں ہو اور سکلڈ مزدوروں کی شکل میں ہو جو مال ایکسپورٹ کرتے ہیں یا سروس کی صورت میں جو ہمارے ہوائی جہاز پانی کے جہاز انشورنس کمپنیاں وغیرہ حاصل کر سکتی ہیں ۔ جب تک Gross National Product پاکستان کی نہیں بڑھتی اس وقت تک یہ کمیاں اور کوتاہیاں دور نہیں ہو سکتیں اور صرف تمنائیں کرنے سے کام نہیں بنتا ۔ میں اکثر یہ کہا کرتا ہوں

Wishes are not saddled horses that everybody can ride them.

اس کے لئے بہت محنت کرنی پڑتی ہے ۔

جناب والا ! اب میں رقوم کی طرف آتا ہوں ۔ کل مطالبہ تو 1 ارب 43 کروڑ کا ہے لیکن اس میں سے جو صوبائی مجموعی فنڈ سے actually جو پیسے خرچ ہوئے ہیں وہ تقریباً پچاس کروڑ ہیں ۔ گذشتہ سال کے بجٹ سے (جس کا کا ٹوٹل خرچ ترقیات اور خدمات پر ہے اور جن کو کہ عام طور سے غیر ترقیاتی کہا جاتا ہے) اس سے ایسا پتا چلتا ہے کہ جیسے یہ کوئی فضول خرچ ہے ۔ اگر ہم تعمیری خدمات کے اخراجات جمع کریں تو ان کا یہ تقریباً 10 فی صد بنتا ہے ۔ تو اس سے ضروری نہیں کہ بجٹ بنانے والے حقیقت سے بہت ہی دور تھے اور انہوں نے اگر بجٹ دس کروڑ کا بنایا ہے تو ضمنی بجٹ سو کروڑ کا بنایا ہے ۔ ایسا نہیں ہے بلکہ پوزیشن یہ ہے کہ ضمنی بجٹ کی ٹوٹل تعداد دس فی صد ہے اور اس کا جواز بھی پیش کرنا چاہتا ہوں کہ کیوں یہ پیسے خرچ ہوئے ایک تو یہ کہ اس سال میں دوبار پیسے بڑھائے گئے ۔ تنخواہ میں ایک بار 35 روپے اور دوسری بار 50 روپے اضافہ کیا گیا ۔ اگرچہ ایک اضافہ جون میں کیا گیا تھا لیکن وہ نافذ العمل اس مالی سال کی یکم جولائی سے ہوا تھا ۔ تو اس لئے اس کی بڑی وجہ جواز یہ ہے کہ اس مالی سال میں پاکستان کی ہسٹری میں 85 روپے فی ملازم اضافہ ہوا اور اس وجہ سے کوئی تقریباً 25 کروڑ روپے کے قریب حکومت کا خرچ ہوا ۔ اس کے علاوہ اس قسم کی بہت سی خدمات کے اور پروگرام ہیں ۔ مثلاً یہاں کچھ صاحبان نے یہ کہا ہے کہ پیپلز ورکس پروگرام میں بہت سے منصوبے شروع ہو جاتے ہیں مگر پایۂ تکمیل کو کوئی نہیں پہنچتا ۔ حالانکہ اس میں 8 کروڑ روپے کا اضافہ کیا گیا ہے ۔ جناب والا ! ہمارے فاضل ممبران ہی پیپلز ورکس پروگرام کے چیئرمین ہیں ۔ ان میں کچھ ایم ۔ این ۔ اے اور زیادہ ایم ۔ پی ۔

اپنے حضرات ہی ہیں - اور یہ رقم بھی ان کے کہنے پر ہی بڑھائی گئی ہے - اصل میں ہوتا یہ ہے کہ زیادہ منصوبے شروع کر لئے جاتے ہیں - حالانکہ یہ سالانہ ترقیاتی پروگرام کے علاوہ ہے - پیپلز ورکس صرف عوام کی اشد ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے ہے - اس کی کمیٹی کے ارکان جس ضرورت کو زیادہ ضروری سمجھیں اسے پورا کر سکتے ہیں - تو جناب والا ! فاضل اراکین کو چاہئے جو منصوبہ زیادہ اہم سمجھیں اسے ہی شروع کریں اور پایہء تکمیل تک بھی پہنچائیں - اگر اس طرح نہیں کریں گے تو یوں محسوس ہوگا کہ کوئی منصوبہ زیادہ اہم نہ تھا - اب یہ ہم پر ہے کہ ہم priority کسی طرح سے fix کرتے ہیں - اس کا مکمل منصوبہ تو عوامی نمائندوں کے ہاتھ میں ہوتا ہے - کچھ افسران گائیڈ کرنے کے لئے ہوتے ہیں ، مگر اصل فیصلہ عوام کے منتخب نمائندگان ہی کو کرنا ہوتا ہے - منصوبہ بندی کاتمہ عوامی نمائندوں کے پاس ہوتی ہے -

جناب والا ! ڈیزل ٹیوب ویل کے لئے پہلے ایک کروڑ روپیہ تھا ، پھر 2 کروڑ 70 لاکھ روپے کر دیے گئے - کیونکہ بہت سے اخراجات بڑھ جانے کی وجہ سے سبسیڈیز دینی پڑیں - ایک وجہ تو بجلی کی کمی تھی کہ ڈیزل ٹیوب ویل زیادہ استعمال کرنے پڑے - دوسری وجہ بعض جگہوں پر بجلی پہنچی نہ تھی ، اس لئے اس پر زیادہ توجہ دینی پڑی - جیسا کہ وزیر زراعت صاحب فرما چکے ہیں - 5 لاکھ ایکڑ رقبہ زیادہ کاشت ہوا ہے - یہ سب کچھ ٹیوب ویل کی وجہ سے ہوا اس لئے زیادہ سبسیڈیز دینا بہتر جواز بنتا ہے -

جناب والا ! 33 لاکھ روپے سے ایک نیا انجینئرنگ کالج قائم کیا گیا ہے - ملتان یونیورسٹی کا قیام اور پنجاب یونیورسٹی کے ملازمین کے لئے مہنگائی الاؤنس ، اور دوسرے تعلیمی اخراجات کو بھی پورا کیا گیا ہے - اس کے علاوہ ، ایک پوسٹ گریجوایٹ میڈیکل کالج کا قیام بھی شامل ہے - جناب والا ! اس کالج کے قیام کی ضرورت کو میں خود بھی اچھی طرح سمجھتا ہوں - کیونکہ میں خود بھی بنیادی طور پر اس پیشے سے وابستہ ہوں - اور پھر پنجاب کے لوگوں کی کافی عرصے سے یہ ڈیمانڈ تھی جسے اب پورا کر دیا گیا ہے - جناب والا ! کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کو قائم ہوئے تقریباً سو سال ہوگئے ہیں اور میں خود بھی یہیں سے پڑھا ہوں - اس کالج کو oldest seat of learning کی حیثیت حاصل ہے - میں نے سوچا کہ پوسٹ گریجوایٹ میڈیکل کالج بھی یہیں قائم کیا جائے - یہ بات بھی کوئی پوچھ سکتا ہے کہ

اگر اتنا ہی ضروری تھا تو اسے باقاعدہ بجٹ میں کیوں نہ رکھا گیا ؟ تو جناب والا ! ہمارا ملک بنیادی طور پر پس ماندہ اور غریب ہے اس میں جو کچھ کسی وقت بھی ہو جائے ، بہتر ہے ۔ پھر میں نے دنیا کی بڑی بڑی اسمبلیوں میں بھی ایسے ضمنی مطالبات زر پیش ہوتے ہوئے دیکھے ہیں ہمارا ملک تو پھر بھی ایک غریب ملک ہے ۔ اس میں تو جس وقت بھی کوئی کام ہو جائے غنیمت ہے ۔ ایسے اخراجات کرنے ہی پڑتے ہیں جیسے سڑکوں اور پلوں کی تعمیر ہم اور آپ جناب سپیکر جہاں جاتے ہیں یہی مطالبات پیش کئے جاتے ہیں اور ابھی جناب وزیر اعظم کے دورے میں بھی یہی مطالبہ پیش کیا گیا کہ سڑکیں اور پلیں تعمیر کی جائیں ۔ ان کا یہ مطالبہ ویسے بھی جائز ہے ۔ کیونکہ وہ لوگ یوں محسوس کرتے ہیں جیسے وہ کسی دوسرے ملک کے یا ایک ہی صوبے میں رہتے ہوئے کسی دوسرے صوبے کے باشندے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں جو چیزیں ہمارے جیسے پس ماندہ ملک میں ہو جائیں ان کا انتظار کرنا ہی فضول ہے ۔ اس لئے ضروری تھا کہ اس قسم کی سہولیات مہیا کرتے ۔

جناب والا ! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے بہت سے سکول بھی نیشنلائز کئے گئے ۔ اس کے باوجود ان نیشنلائزڈ سکولوں میں ابھی استادوں کی کمی محسوس کی جا رہی ہے ۔ میں اس بات سے انکار نہیں کرتا ۔ انکار وہ شخص کرے جس نے ترقی یافتہ ممالک نہ دیکھے ہوں ، وہاں کا ماحول نہ دیکھا ہوں ، یا اس کے ذہن میں وہاں کا نقشہ نہ ہو ۔ میں قطعاً اس بات سے انکار نہیں کرتا ۔ لیکن ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ سب کچھ ایک سال میں نہیں ہو سکتا ۔ اگر ہم اسی طرح ہر سال ٹھیک طریقے سے خصوصی توجہ دیتے رہے تو یہ کام بھی ٹھیک طریقے سے سر انجام پا جائے گا ۔ جناب والا ! میں قومیائے گئے سکولوں کی بات کر رہا ہوں 1300 اساتذہ........

مسٹر سپیکر : میں فاضل اراکین کو جو اس وقت یہاں اور لابی میں تشریف فرما ہیں اطلاعاً عرض کر دینا چاہتا ہوں ، حتمی طور پر تو میں نہیں کہہ سکتا ۔ اطلاع سے اندازہ ہے کہ اراکین اسمبلی کو پرائم منسٹر آف پاکستان کل ڈنر دے رہے ہیں ۔ اس لئے وہ لاہور میں رہیں ۔ جو ممبران کسی مجبوری کے تحت نہ رہ سکیں تو اور بات ہے ۔ میں استدعا کرتا ہوں کہ تمام ممبران لاہور میں رہیں ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ اساتذہ کی تعداد بڑھانے پر خرچ ہوئی ہے ۔ ساتھ ہی ساتھ میں جواب بھی دے دینا چاہتا ہوں ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ لاہور ضلع میں دور دراز کے علاقہ میں کہ

اوّل تو کوئی سکول نہیں، اگر ہیں تو بہت دور اور ان کی حالت بھی بہت خستہ ہے - جس فاضل ممبر نے یہ شکایت کی ہے وہ بھی میرے خیال میں دیہات ہی سے تعلق رکھتے ہیں - جناب والا ! میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں - خود میں جس سکول میں پڑھا کرتا تھا وہ ایک برائے نام سکول تھا جو ایک چھپر پر قائم تھا اور ہم ٹاہلی کے درخت کے نیچے بیٹھا کرتے تھے - جب میں انگلینڈ میں تعلیم حاصل کرنے گیا تو میں اپنے سکول کا ذکر اس طرح کرتا تھا کہ یہ اوپن ائیر سکول تھا تو انگریز لوگ بڑے حیران ہوتے تھے کہ یہ اوپن ائیر سکول کیا ہوتا ہے - بہر حال بہت سے سکول اب بھی موجود ہیں جنہیں میں اوپن ائیر سکول کہتا ہوں - میں سمجھتا ہوں ان کی عمارتیں معیار کے مطابق بلڈنگ بن جائیں تو کافی ہے - اگر یہ بات ہے تو پھر میں بھی ان پڑھ رہ جاتا کیونکہ کوئی اور سکول نہ تھا - جناب والا ! شرح خواندگی سے میں اب بھی مطمئن نہیں - تاہم انہیں سکولوں کی وجہ سے لوگ کئی کئی گاؤں سے تعلیم حاصل کرنے کے لئے آتے تھے - ہم تو بوری لے کر جایا کرتے تھے پھر میں اس سکول کا شکرگزار ہوں جس نے مجھے پہلی چار جماعتیں پڑھنے کے قابل بنایا - جناب والا ! بہت سے پرائمری سکولوں کی اب بھی حالت تسلی بخش نہیں - صرف پنجاب ہی نہیں ، پورے ملک میں یہی پوزیشن ہے - جناب والا ! پاکستان سے بھی پس ماندہ ممالک ہیں جہاں حکومت کے سپاہی ننگے پاؤں ہیں - ان کو جوتا بھی میسر نہیں - بہر حال ہماری بھی اپنی قسمت ہے - ہم پر اللہ تعالیٰ کی خاص نعمت ہے -

حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"اطلبوالعلم ولو کان بالصین"

"علم حاصل کرو ، خواہ تمہیں چین بھی جانا پڑے" چین کی مثال اس لئے دی گئی ہے کہ اس کی مسافت بڑی زیادہ تھی - ہلاکو خان خاندان کے ایک بادشاہ نے چین سے ایک دلہن منگوائی - نکولو پولو ، مارکو پولو اور ملفیس پولو - ہم عام طور سے مارکو پولو کو جانتے ہیں لیکن اسکا ایک بھائی اور ایک بھتیجا بھی تھا - مارکو پولو قید ہوگیا تھا اور یہ سیاحت نامہ لکھ چکا تھا ، اس لئے وہ مشہور ہو چکا تھا - باقی دو آدمی قید نہ ہوئے تھے ، اس لئے ان کا

نام ہسٹری میں نہ آیا ۔ تینوں آدمی مل کر اس دلہن کو لائے ۔ یہ لوگ اڑھائی سال میں چین سے مشرق وسطیٰ میں پہنچے ۔ اس وقت تک وہ بادشاہ مر چکا تھا ۔ چنانچہ یہ مثال اس لئے دی جاتی ہے ۔ کہ چین کی مسافت بہت مشکل تھی ۔ تو اگر کسی کے ہادی اور پیغمبر سیدنا صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارشاد فرمائیں کہ اتنی مسافت بھی طے کرنا پڑے تو حصول علم کے لئے کوئی بہانہ نہیں ہونا چاہیے ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر مسلمانوں کو باہر بیٹھ کر بھی پڑھنا پڑے تو کوئی عذر نہ ہونا چاہیے ۔ گو میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ یہ لازمی ہے ۔ اگر ہمارے پاس پیسے ہوں اور جب بھی اللہ تعالےٰ کے فضل سے آئیں گے ۔ تو ہم اس وقت کوشش کریں گے کہ یہ تمام پرائمری سکول شاندار ہوں ۔ لیکن اب موجودہ وسائل میں یہ ممکن نہیں ۔ مسئلہ یہ ہے کہ اب ہمارا معاشرہ ڈویلپمنٹ کی سٹیج پر ہے ۔ میں اس پر پہلے بھی عرض کر چکا ہوں ۔ لیکن آج ایک ممبر صاحب نے بڑے ہی شد و مد سے اسکا ذکر کیا ہے ۔ اس لئے میں بھی جواب دے رہا ہوں کہ ہمارا معاشرہ اس حد تک ڈویلپ ہوا ہے کہ ہم اپنی بیٹیوں کو ، بہنوں کو زیادہ دور گاؤں میں اور دیہاتوں میں نہیں بھیج سکتے ہیں ۔

جناب والا ! ایک طرف تو یہ ہے اور دوسری طرف یہ ہے کہ گاؤں والوں کا کیا قصور ہے ۔ جو لوگ شہر سے 25 میل دور گاؤں میں ہیں ان کی بچیوں کو کیوں نہ تعلیم دی جائے ۔ اور خاص طور پر عورتوں کو جناب والا ! یہ ریکارڈ کی بات ہے اور سننے کے قابل ہے کہ جب سے میں نے یہ پروگرام بنایا ہے کہ ان لیڈی ٹیچروں کو ان سکولوں میں واپس بھیجا جائے ، جہاں ان کی تقرری ہوئی ہے ۔ لیکن جو دوسرے سکولوں سے تنخواہیں لے رہی ہیں جناب والا ! یہ سننے اور ریکارڈ رکھنے کی بات ہے ۔ وہی ممبران جنھوں نے یہ کہا تھا اور وہی اخبارات جنہوں نے ایڈیٹوریل لکھے تھے ۔ کہ ظلم ہوگیا ہے ۔ لاہور میں اتنے سکول ہیں اور ان میں استانیوں کا تقرر نہیں ہوا ۔ انہی ممبران نے یہ واویلا کیا اور انہیں اخبارات نے پھر ایڈیٹوریل لکھے کہ ظلم ہو گیا ۔ استانیوں کو دیہاتوں میں بھیج دیا گیا ہے ۔ اصل میں یہ ہے سستی

شہرت کا طریقہ کہ استانیاں بھی نہ جائیں اور تعلیم بھی عام ہو جائے ۔ ہمیں اس مسئلے کا مقابلہ کرنا ہوگا ۔ یہ کام مجھ اکیلے سے نہیں ہو سکتا ۔ یہ کام سب کو مل کر کرنا ہوگا ۔ اگر ایوان کے تمام فاضل ممبران جو دیہات کی نمائندگی کر رہے ہیں ۔ میرے ساتھ تعاون کریں اور ان لیڈی ٹیچرز کی حوصلہ افزائی کریں جن کی دیہات میں تقرری ہوتی ہے ۔ انہیں وہاں لے جائیں ، انہیں تسلی دیں ۔ ان کے لئے گھر کا بندوبست کریں ان کی حفاظت کریں ۔ ان کو ترغیب دیں ۔ ابھی ہماری بچیاں اس حد تک ڈیولپ نہیں ہوئیں اور نہ ہی ہمارے پاس اس قسم کے ذرائع مواصلات ہیں کہ ہماری بچیاں دور دور تک جائیں ۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے دیہاتوں کے فاضل اراکین اگر ہمارے ساتھ تعاون کریں ۔ مجھے آ کر اپنے اپنے سکولوں کی لسٹ دیں اور اساتذہ کے نام دیں تو میں ان کو بھیج دوں گا ۔ لیکن پھر وہ سفارش کرنے کے لئے نہ آجائیں ۔ کہ ان کا تبادلہ روک دیا جائے ۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جب تک ان کا تعاون نہ ہوگا ۔ یہ حل نہیں ہو سکتا ۔

جناب والا ! لاہور کے نزدیک آبپاشی کے لئے بند کو مضبوط کرنا تھا اور کچھ تونسہ بیراج کے لئے بھی کرنا تھا ۔ سمندری ڈرینیج کے لئے پیسے دینے تھے اور گندم سٹور کرنے کے لئے نئے گودام ، جن کو سائلوس کہتے ہیں ، تعمیر کرنے تھے ۔ ان پر جو رقوم خرچ کرنی تھیں ، وہ ضروری تھیں ۔ میونسپل کمیٹی کی حالت بالکل خراب تھی ۔ اس ہاؤس میں اس سال ایک تحریک التوا بھی آئی تھی ۔ کہ دو ماہ سے انہیں تنخواہ نہیں ملی ۔ تو ان میونسپل کمیٹیوں کے لئے 8 کروڑ روپے دیے گئے ۔ پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کو بسوں کے لئے روپے دیے گئے ۔ سیالکوٹ اور شکر گڑھ کے علاقے میں جو سکول سیلاب کی وجہ سے خراب ہوئے ان کے لئے بھی رقوم درکار تھیں ۔ ڈاکٹر صاحبان کے لئے جونیئر ڈاکٹر الاؤنس دینا ضروری تھا تاکہ ان کو دور دراز کے دیہاتی علاقوں میں ملازمت کرنے کی ترغیب دی جائے ۔ ور یہ سب کچھ عوام کو خدمات فراہم کرنے کے لئے کیا گیا ۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا ہے کہ میں ضمنی بجٹ کا جواز پیش کر سکوں ۔ یہ رقوم واقعی

عوام کی اشد ضروریات کے تحت ان مطالبات پر خرچ کی گئی ہیں جو کہ براہ راست ہمارے قائد اور ہمارے لیڈر جناب ذوالفقار علی بھٹو سے کیے گئے تھے اور انہوں نے احکامات صادر کیے تھے کہ یہ سڑک بنائی جائے ، پل بنائے جائیں سکول کا درجہ بڑھایا جائے ، پلیاں تعمیر کی جائیں ۔ اتنی رقم میونسپل کمیٹی کو دی جائے ۔ پانی فراہم کیا جائے ۔ گندے پانی کا نکاس اور ان تمام دیگر منصوبوں پر خالصتاً عوام کی بہبود کے لئے خرچ کیا گیا جو کہ خرچ کیا جانا ضروری تھا ۔ لہذا اس ضمنی بجٹ کو منظور کیا جائے ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : چونکہ ضمنی بجٹ پر عام بحث آج ہی ختم ہو چکی ہے ۔ نیز قاعدہ 118 کے تحت یہ ضروری بھی نہیں ۔ کہ بحث ایک دن سے زیادہ جاری رہے ۔ لہذا قاعدہ 111 کے تحت ضمنی بجٹ پر عام بحث کے لئے صرف آج کا دن مقرر متصور ہوگا ۔ کل کے لئے مقررہ دن منسوخ تصور کیا جائے ۔ اس لئے کل اجلاس نہیں ہوگا ۔ (اسمبلی کا اجلاس 16 جون 1975 بروز سوموار صبح آٹھ بجے تک کے لئے ملتوی ہوگیا ۔

اجلاس 16 جون بروز سوموار صبح 8 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے ۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا پندرھواں اجلاس

سوموار — 16 جون 1975ء

(دو شنبہ 5 جمادی الثانی 1395ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً
مِّنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ يُؤْتِى الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ
الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِىَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ
مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ۗ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝
اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِىَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ
خَيْرٌ لَّكُمْ ۗ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

پ ۳ سورہ البقرہ رکوع ۵ آیات ۲۶۸ تا ۲۷۱

شیطان تمہیں تنگدستی کا خوف دلاتا ہے اور فحش کام کرنے کو کہتا ہے اور اللہ تم سے اپنی بخشش اور رحمت کا وعدہ کرتا ہے اور اللہ بڑی وسعت والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ وہ جسکو چاہتا ہے دانائی و فراست عطا کرتا ہے اور جسکو دانائی مل گئی گویا اسکو کثیر نعمتیں عطا ہو گئیں اور نصیحت تو وہی قبول کرتے ہیں جو صاحب عقل و خرد ہیں اور تم لوگ (فلاح و بہبود) کی راہوں میں، جس طرح کا خرچ کرو یا کوئی نذر مان کر اسے پوری کرو، پس بلاشبہ اللہ اسکو جانتا ہے اور ظلم و زیادتی کرنے والوں کا کوئی مددگار نہیں۔ اگر تم صدقات ظاہر کر کے دو تو بھی خوب ہے اور اگر پوشیدہ دو اور وہ بھی اہل حاجت کو تو وہ خوب تر ہے۔ اور (اللہ کی راہ میں خرچ کرنا) تم سے تمہاری برائیاں دور کر دے گا اور اللہ تو تمہارے کاموں سے باخبر ہے۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

مسٹر سپیکر : اگر کسی وجہ سے صبح کے اجلاس میں مطالبات زر کی منظوری کا کام مکمل نہ ہوا تو بعد دوپہر دوسرا اجلاس ہوگا جو چھ بجے شام شروع ہوگا ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

مرزا خالق حسین

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مرزا خالق حسین صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ میں مورخہ 23 ۔ مئی 1975 اور 2 ۔ جون 1975 کو ہاؤس کمیٹی میں شرکت نہ کر سکا ۔ ان ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک فتح خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ملک فتح خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I was unable to attend the Assembly Session on 9 June, 1975 because of urgent work in Lahore. Therefore, you are requested to kindly grant me leave for the said date.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم حمید الدین

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مخدوم حمید الدین صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I am indisposed and under medical treatment. I, therefore, cannot attend the Assembly Session. It is requested that leave may kindly be granted to me from 9 June, 1975 to 15 June, 1975. With kindest regards.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر احسان الحق پراچہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر احسان الحق پراچہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

Consequent to the operation of Nodular Coitro which I had undergone a week back, I am still bed-ridden and not fit to attend Assembly Session.

It is therefore requested that I may please be allowed leave of absence from the attendance of the session of the Provincial Assembly from 9 June, 1975 to 16 June, 1975 because of sickness.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

کیپٹن احمد نواز خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل ٹیلگرام کیپٹن احمد نواز خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

00900 A6 Bhakkar 9.20-Brother died. Ten days leave requested.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید محمد رضی شاہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سید محمد رضی شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

Would you kindly grant me leave for two days 13 June, 1975 and 14 June, 1975 Friday and Saturday on account of certain unavoidable domestic affairs. I would not be able to attend the Assembly Session.

With best regards.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

شیخ عزیز احمد

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست شیخ عزیز احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میری پوتی کا قضائے الہیٰ سے انتقال ہو گیا ہے ۔

اس لئے اسمبلی سیشن کے اجلاس ہائے مورخہ
16 جون 1975 اور 17 جون 1975 کی رخصت
منظور فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر محمد حنیف خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر محمد حنیف صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I could not attend the Assembly Session on 13 June, 1975 kindly grant leave for this day.

Thank.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں غلام فرید چشتی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میاں غلام فرید چشتی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ فدوی 13 ۔ جون 1975 کو بوجہ
بخار اسمبلی کی کارروائی میں حاضر نہیں ہو سکا ۔ اس
لئے رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

پنجاب کا ضمنی میزانیہ برائے سال 75-1974

مطالبات زر پر رائے شماری

مسٹر سپیکر : اب ضمنی بجٹ کے مطالبات زر پیش ہیں ۔ سب سے پہلے مطالبہ زر نمبر 1 لیا جائے گا ۔ وزیر تعلیم !

(مطالبہ زر نمبر 1)

وزیر تعلیم (سینیر منسٹر) : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو 80970.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد افیون برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے :-

کہ ایک ضمنی رقم جو 80970.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 ۔ جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد افیون برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان کی تخفیف کی تحریک ہے لیکن وہ ایوان میں موجود نہیں ، اس لئے

سوال یہ ہے :-

کہ ایک ضمنی رقم جو 80970.00 روپے سے

متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30۔ جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد افیون برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 2)

مسٹر سپیکر : مطالبہ زر نمبر 2 زیر غور ہے۔ وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم : جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :-

کہ ایک ضمنی رقم جو 4885620.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے اخراجات دیگر کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30۔ جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 4885620.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30۔ جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔

اس میں بھی حاجی محمد سیف اللہ خان کی طرف سے تخفیف کی تحریک کی گئی ہے۔ لیکن وہ ایوان میں موجود نہیں،

اب سوال یہ ہے :-

کہ ایک ضمنی رقم جو 4884620.00 روپے سے

متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 ۔ جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات
کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد
مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 3)

مسٹر سپیکر : مطالبہ زر نمبر 3 زیر غور ہے ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 347390.00 روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 ۔ جون 1975 کے دوران قابل ادا
اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مد صوبائی آبکاری برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 347390.00 روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 ۔ جون 1975 کے دوران قابل ادا
اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مد صوبائی آبکاری برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 347390.00 روپے سے

متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 ۔ جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صوبائی آبکاری برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 4)

مسٹر سپیکر : مطالبہ زر نمبر 4 زیر غور ہے ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 919290.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 ۔ جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد اسٹامپ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 919290.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 ۔ جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد اسٹامپ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ایوان میں موجود نہیں ،

سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 919290.00 روپے سے

متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 ۔ جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد اسٹامپ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 5)

مسٹر سپیکر : مطالبہ زر نمبر 5 زیر غور ہے ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو 870250.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 ۔ جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد رجسٹریشن برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 870250.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 ۔ جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد رجسٹریشن برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 870250.00 روپے سے

متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا
اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مد رجسٹریشن برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 6)

مسٹر سپیکر : مطالبہ زر نمبر 6 زیر غور ہے ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 458700.00 روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا
اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مد مصارف درباره عملدرآمد بر قوانین
موٹر گاڑی ہائے برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 485700.00 روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات
کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد
مصارف درباره عملدرآمد بر قوانین موٹر گاڑی ہائے
برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 485700.00 روپے سے

متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا
اخراجات کے ماسوا دیگر اخرجات کے طور پر
بسلسلہ مد مصارف دوبارہ عملدرآمد پر قوانین
موٹر گاڑی ہائے برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 7)

مسٹر سپیکر : مطالبہ زر نمبر 7 زیر غور ہے ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو 15,61,190.00 روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران قابل ادا اخراجات
کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد
دیگر ٹیکس محصولات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 15,61,190.00 روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران قابل ادا اخراجات
کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد
دیگر ٹیکس محصولات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, you can take them up collectively with the permission of this august House.

Mr. Speaker : I wouldn't like to set that precedent.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, that is not the precedent which you are setting.

Mr. Speaker : The House may deal with many other things with the consent of the Members of the House. The whole law may be taken up together or three or four statutes may be taken up together.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, it is constitutional objection.

Mr. Speaker : But there are certain conventions of this House.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Alright Sir.

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 15,61,190.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد دیگر ٹیکس محصولات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 8)

مسٹر سپیکر : مطالبہ زر نمبر 8 زیر غور ہے وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم 29,64,5870.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا

اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مصارف آبپاشی بشمول مصارف عملہ آبپاشی برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 29,64,5870.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مصارف آبپاشی بشمول مصارف عملہ آبپاشی برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 29,64,5870.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مصارف آبپاشی بشمول مصارف عملہ آبپاشی برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی ۔)

(مطالبہ زر نمبر 9)

مسٹر سپیکر : مطالبہ زر نمبر 9 زیر غور ہے ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :-

کہ ایک ضمنی رقم جو 13,34,000.00 روپے سے

متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد دیگر اخراجات حاصل جنہیں عام محصولات سے پورا کیا جائے گا برداشت کرنے پڑیں گے۔

مسٹر سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے:

کہ ایک ضمنی رقم جو 13,34,000.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد دیگر اخراجات حاصل جنہیں عام محصولات سے پورا کیا جائے گا برداشت کرنے پڑیں گے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ایوان میں موجود نہیں۔

اب سوال یہ ہے:

کہ ایک ضمنی رقم جو 13,34,000.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد دیگر اخراجات حاصل جنہیں عام محصولات سے پورا کیا جائے گا برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 10)

مسٹر سپیکر : مطالبہ زر نمبر 10 زیر غور ہے ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :-

ایک ضمنی رقم جو 1,82,51,330.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد نظم و نسق عامہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 1,82,51,330.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد نظم و نسق عامہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 1,82,51,330.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد نظم و نسق عامہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی ۔)

(مطالبہ زر نمبر 11)

مسٹر سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر 11 زیر غور ہے - وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں:-

کہ ایک ضمنی رقم جو 30,00,010.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد معدلت گستری برداشت کرنے پڑیں گے -

مسٹر سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے:

کہ ایک ضمنی رقم جو 30,00,010.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد معدلت گستری برداشت کرنے پڑیں گے -

حاجی محمد سیف اللہ خان ایوان میں موجود نہیں -

اب سوال یہ ہے:

کہ ایک ضمنی رقم جو 30,00,010.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد معدلت گستری برداشت کرنے پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 12)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 12 زیر غور ہے ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو 59,85,520.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون ۔ 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جیل خانہ جات بستی ہائے سزا یافتگان برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 59,85,520.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون ۔ 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جیل خانہ جات بستی ہائے سزا یافتگان برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 59,85,520.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون ۔ 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جیل خانہ جات بستی ہائے سزا یافتگان برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Taj Muhammad Khanzada : What is the idea of giving cut motions when the member does not present himself in the House ?

مسٹر سپیکر : معزز ممبر ایوان میں تشریف ہی نہیں لائے ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Does that show participation or non-participation. I think, it is partial participation.

Mr. Speaker : Partial participation is very obvious.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : I would ask the Chief Minister to make a request to them that they should take a proper decision one way or the other.

Mr. Speaker : I think he will be very happy to have them in the House. He is always willing to welcome the Members of the Opposition. Isn't it so ?

(مطالبہ زر نمبر 13)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 13 زیر غور ہے ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو 4,31,48,590.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 4,31,48,590.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا

اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

"کہ ایک ضمنی رقم جو 4,31,48,590.00 روپے
سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی
سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا
اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 14)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 14 زیر غور ہے ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو 2,64,600.00 روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ
30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے
ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سائینسی
محکمہ جات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 2,64,600.00 روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال

مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا
اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مد سائینسی محکمہ جات برداشت کرنے
پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 2,64,600.00 روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا
اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مد سائینسی محکمہ جات برداشت کرنے
پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 15)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 15 زیر غور ہے ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 9,92,69,050.00 روپے
سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی
سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا
اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 9,92,69,050.00 روپے

ہے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی
سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا
اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ایوان میں تشریف نہیں رکھتے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 9,92,69,050.00 روپے
ہے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی
سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا
اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 16)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 16 زیر غور ہے ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو 1,46,96,390.00 روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو
مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران قابل
ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور
پر بسلسلہ ہیلتھ سروسز برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 1,46,96,90.00 روپے سے

متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ ہیلتھ سروسز برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان معزز ممبر ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے ۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 1,46,96,90.00 روپیہ سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ ہیلتھ سروسز برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی ۔)

(مطالبہ زر نمبر 17)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 17 زیر غور ہے ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 4,96,190.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صحت عامہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 4,96,190.00 روپے سے

متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا
اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مد صحت عامہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان معزز ممبر ایوان میں موجود نہیں ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 4,96,190-00 روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران قابل ادا
اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مد صحت عامہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 18)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 18 زیر غور ہے ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو 1,36,22,570-00 روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1975ء دوران قابل ادا
اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مد زراعت برداشت کرنا پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :-

کہ ایک ضمنی رقم جو 1,36,22,570-00 روپے سے

متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا
اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مد زراعت برداشت کرنا پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ایوان میں موجود نہیں ۔
اب سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 1,36,22,570.00 روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران قابل ادا
اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مد زراعت برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 19)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 19 زیر غور ہے ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 95,270.00 روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران قابل ادا
اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مد ماہی پروری برداشت کرنا پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 95,270.00 روپے سے

متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ماہی پروری برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ایوان میں موجود نہیں اب سوال یہ ہے

کہ ایک ضمنی رقم جو 95270.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ ماہی پروری برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 20)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 20 زیر غور ہے ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو 36,58,530.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوائے دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد امور حیوانات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 36,58,530.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے

پنجاب کا ضمنی میزانیہ برائے سال 75—1974

دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد آمور حیوانات برداشت کرنے پڑیں گے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - - - - ایوان میں موجود نہیں -

اب سوال یہ ہے :-

کہ ایک ضمنی رقم جو 3658530-00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو کہ مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ آمور حیوانات برداشت کرنے پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 21)

مسٹر سپیکر : مطالبہ زر نمبر 21 زیر غور ہے - وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو 1543440-00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد امداد باہمی برداشت کرنے پڑیں گے -

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :-

کہ ایک ضمنی رقم جو 1543440.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات

کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30۔ جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد امداد باہمی برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ۔ ۔ ۔ ایوان میں موجود نہیں ۔

سوال یہ ہے :-

کہ ایک ضمنی رقم جو 1543440.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30۔ جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد امداد باہمی برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 22)

مسٹر سپیکر : مطالبہ زر نمبر 22 زیر غور ہے ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :-

کہ ایک ضمنی رقم جو 2029290.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صنعت و حرفت برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 2029290.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات

کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صنعت و حرفت برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ۔ ۔ ۔ ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 2029290.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 ۔ جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صنعت و حرفت برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 23)

مسٹر سپیکر : مطالبہ زر نمبر 23 زیر غور ہے ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو 1794970.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرق محکمہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 1794970.00 روپے سے

متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرق محکمہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔۔۔۔ ایوان میں موجود نہیں۔

اب سوال یہ ہے:

کہ ایک ضمنی رقم جو 1794970.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرق محکمہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 24)

مسٹر سپیکر: مطالبہ زر نمبر 24 زیر غور ہے۔ وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 15970.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سول ورکس ماسوائے اخراجات عملہ برداشت کرنے پڑیں گے۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 15970.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 ۔ جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سول ورکس ماسوائے اخراجات عملہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ۔ ۔ ۔ ایوان میں موجود نہیں ۔

سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 15970.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 ۔ جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سول ورکس ماسوائے اخراجات عملہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 25)

مسٹر سپیکر : مطالبہ زر نمبر 25 زیر غور ہے ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو 1492740.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 ۔ جون 1975 کے دوران قابل ادا

اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مد سول ورکس اخراجات عملہ برداشت
کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :-

کہ ایک ضمنی رقم جو 1492740.00 روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا
اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مد سول ورکس اخراجات عملہ برداشت
کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان . . . . ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 1492740.00 روپے سے
سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی
سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا
اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مد سول ورکس اخراجات عملہ برداشت
کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 26)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 26 زیر غور ہے ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو 1000000.00 روپے سے

متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو
مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران قابل
ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور
پر بسلسلہ مد مواصلات ماسوائے اخراجات عملہ
برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 1000000.00 روپے سے
سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی
سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا
اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مد مواصلات ماسوائے اخراجات عملہ
برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ۔ ۔ ایوان میں موجودہ نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 1000000-00 روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران قابل ادا
اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مد مواصلات ماسوائے اخراجات عملہ
برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 27)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 27 زیر غور ہے ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :-

کہ ایک ضمنی رقم جو 3035380-00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مواصلات اخراجات عملہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :-

کہ ایک ضمنی رقم جو 3035380.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مواصلات اخراجات عملہ برداشت کرنا پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ۔ ۔ ۔ ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 3035380-00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مواصلات اخراجات عملہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی ۔)

پنجاب کا ضمنی میزانیہ برائے سال 75—1974

(مطالبہ زر نمبر 28)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 28 زیر غور ہے - وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں -

که ایک ضمنی رقم جو 547740.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ برداشت کرنے پڑیں گے -

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

که ایک ضمنی رقم جو 547740.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ برداشت کرنے پڑیں گے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - - - - ایوان میں موجود نہیں -

اب سوال یہ ہے :

که ایک ضمنی رقم جو 547740-00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر

بسلسلہ مد ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 29)

مسٹر سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر 29 زیر غور ہے۔ وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں:

کہ ایک ضمنی رقم جو 8917230-00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد امداد (ریلیف) برداشت کرنے پڑیں گے۔

مسٹر سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے:-

کہ ایک ضمنی رقم جو 8917230-00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر علیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد امداد (ریلیف) برداشت کرنے پڑیں گے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ۔ ۔ ۔ ایوان میں موجود نہیں۔

اب سوال یہ ہے:

کہ ایک ضمنی رقم جو 8917230-00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال

مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا
اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ امداد (ریلیف) برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 30)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 30 زیر غور ہے ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو 6692700-00 روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا جائے جو مالی سال مختتمہ
30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات
کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ
مد مواجب پیرانہ سالی (پنشن) برداشت کرنے
پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 6692700.00 روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا
اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مواجب پیرانہ سالی (پنشن) برداشت کرنے
پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ۔ ۔ ۔ ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 6692700.00 روپے سے

متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات
کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ
مد مواجب پیرانہ سالی (پنشن) برداشت کرنے
پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 31)

مسٹر سپیکر : مطالبہ زر نمبر 31 زیر غور ہے ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو 11046490.00 روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا
اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مد سامان تحریر و طباعت برداشت کرنے
پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 11046490.00 روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا
اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مد سامان تحریر و طباعت برداشت کرنے
پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ۔ ۔ ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 11046490.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سامان تحریر و طباعت برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی ۔)

(مطالبہ زر نمبر 32)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 32 زیر غور ہے ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو 102290710.00 روپیہ سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرقات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 102290710.00 روپیہ سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرقات برداشت کرنے پڑیں گے

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ۔ ۔ ۔ ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 102290710.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرقات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 33)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 33 زیر غور ہے ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو 2134960.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شہری دفاع برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 2134960.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شہری دفاع برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ ۔ ۔ ۔ ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 2134960.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شہری دفاع برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 34)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 34 زیر غور ہے ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو 55979160.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سرکاری تجارت (غلہ - چینی) کی صوبائی سکیموں پر صرف سرمایہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 55979160.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر

بسلسلہ مد سرکاری تجارت (غلہ - چینی) کی صوبائی
سکیموں پر صرف سرمایہ برداشت کرنے پڑیں گے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - - - - ایوان میں موجود نہیں -

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 55979150.00 روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا
اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مد سرکاری تجارت (غلہ - چینی) کی صوبائی
سکیموں پر صرف سرمایہ برداشت کرنے پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 35)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 35 زیر غور ہے - وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :-

کہ ایک ضمنی رقم جو 200000.00 روپے
سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی
سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا
اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مد قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین
برداشت کرنے پڑیں گے -

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 200000.00 روپے سے

متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین برداشت کرنے پڑیں گے۔

حاجی محمد سیف اللہ خاں ۔ ۔ ۔ ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 200000.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 36)

مسٹر سپیکر : مطالبہ زر نمبر 36 زیر غور ہے ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 128290560.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد برقیات برداشت کرنے پڑیں گے۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

که ایک ضمنی رقم جو 128290560.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد برقیات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ۔ ۔ ۔ ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

که ایک ضمنی رقم جو 128290560.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد برقیات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 37)

مسٹر سپیکر : مطالبہ زر نمبر 37 زیر غور ہے ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

که ایک ضمنی رقم جو 86708750.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعمیرات آبپاشی برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :-

کہ ایک ضمنی رقم جو 86708750.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعمیرات آبپاشی برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ۔ ۔ ۔ ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 86708750.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعمیرات آبپاشی برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 38)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 38 زیر غور ہے ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو 8538570.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو

سالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل
ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مد ترقیاتی منصوبہ جات برائے قصبہ جات
برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 8538570-00 روپے سے
سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی
سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا
اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مد ترقیاتی منصوبہ جات برائے قصبہ جات
برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ۔ ۔ ۔ ایوان میں موجودہ نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 8538570-00 روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران قابل ادا
اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مد ترقیاتی منصوبہ جات برائے قصبہ جات
برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 39)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 39 زیر غور ہے ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :-

کہ ایک ضمنی رقم جو 110747100.00 روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران قابل ادا
اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مد حسابات سرمایہ ماسوائے حسابات محاصل
مواصلاتی تعمیرات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 110747100.00 روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا
اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مد حسابات سرمایہ ماسوائے حسابات محاصل
مواصلاتی تعمیرات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ۔ ۔ ۔ ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 110747100.00 روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران قابل ادا
اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مد حسابات سرمایہ ماسوائے حسابات محاصل
مواصلاتی تعمیرات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 40)

مسٹر سپیکر : مطالبہ زر نمبر 40 زیر غور ہے ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :-

کہ ایک ضمنی رقم جو 34527850.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد حسابات سرمایہ ماسوائے حسابات محاصل سول ورکس برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 34527850.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد حسابات سرمایہ ماسوائے حسابات محاصل سول ورکس برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ۔ ۔ ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 34527850.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر

بسلسلہ مد حسابات سرمایہ ماسوائے حسابات محاصل
سول ورکس برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 41)

مسٹر سپیکر : مطالبہ زر نمبر 41 زیر غور ہے ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 41524000.00 روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا
اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مد متفرق معاملات میں صوبائی حکومت
کی طرف سے سرمایہ کاری برداشت کرنے
پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 41524000.00 روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا
اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مد متفرق معاملات میں صوبائی حکومت
کی طرف سے سرمایہ کاری برداشت کرنے
پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ۔ ۔ ۔ ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 41524000.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرق معاملات میں صوبائی حکومت کی طرف سے سرمایہ کاری برداشت کرنے پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 42)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 42 زیر غور ہے - وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو 75683000.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے میونسپلٹی پورٹ فنڈ برداشت کرنے پڑیں گے -

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 75683000.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا

اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مد قرضہ جات برائے میونسپلٹی پورٹ فنڈ
برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ۔ ۔ ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 75683000.00 روپے
سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی
سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا
اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مد قرضہ جات برائے میونسپلٹی پورٹ فنڈ
برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, what is this Port Fund ? There should be an explanation. We should not be made to sanction what we do not know. I hope the conventions are to be followed and we should atleast know what we are supporting for ?

Mr. Speaker : I think it is a technical term.

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں فاضل رکن خانزادہ صاحب کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ اس ہیڈ کا نام تو پورٹ ہی ہے اور فیڈرل گورنمنٹ کے بجٹ میں بھی لفظ استعمال ہوا ہے ، بہر حال پورٹس تو مرکزی حکومت کے پاس ہیں لیکن یہ میونسپلٹی کو قرضہ جات دینے کے متعلق ایک فنڈ ہے ۔

(مطالبہ زر نمبر 43)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 43 زیر غور ہے ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک علامتی رقم جو 10.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جنگلات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : صبح میرے کمرے میں دو تین ممبر صاحبان آئے تھے ۔ وہ کہتے تھے کہ یہاں لکھنے کی کیا ضرورت ہے یہ رقم تو ہم نقد ہی دے دیں گے ۔

وزیر تعلیم : خانزادہ صاحب کہہ رہے تھے کہ تمام مطالبات زر ایک دم پاس کر دیں ۔ یہ تو جناب والا کی صوابدید پر ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک علامتی رقم جو 10.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جنگلات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ۔ ۔ ۔ ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک علامتی رقم جو 10.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے

ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جنگلات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 44)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ نمبر 44 زیر غور ہے ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک علامتی رقم جو 10.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ زرعی ترقی و تحقیقات کی سکیموں پر صرف سرمایہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک علامتی رقم جو 10.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زرعی ترقی و تحقیقات کی سکیموں پر صرف سرمایہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ موجود نہیں :

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک علامتی رقم جو 10.00 روپے سے متجاوز

نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زرعی ترقی وتحقیقات کی سکیموں پر صرف سرمایہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 45)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ نمبر 45 زیر غور ہے ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک علامتی رقم جو 10.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صنعتی ترقی پر صرف سرمایہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک علامتی رقم جو 10.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صنعتی ترقی پر صرف سرمایہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک علامتی رقم جو 10.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تجارتی ترقی پر صرف سرمایہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر نمبر 46)

مسٹر سپیکر : مطالبہ زر نمبر 46 زیر غور ہے ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :-

کہ ایک علامتی رقم جو 10.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سرکاری تجارت کی صوبائی سکیموں پر صرف سرمایہ (میڈیکل سٹور و کولڈ) برداشت کرنے پڑیں گے :

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک علامتی رقم جو 10.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران قابل ادا اخراجات

کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد
سرکاری تجارت صوبائی سکیموں پر صرف سرمایہ
(میڈیکل سٹور و کوئلہ) برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ۔ ۔ ۔ ایوان میں موجودہ نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :-

کہ ایک علامتی رقم جو 10-00 روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو کہ مالی سال
مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران قابل ادا
اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ سرکاری تجارت کی صوبائی سکیموں پر صرف
سرمایہ (میڈیکل سٹور و کوئلہ) برداشت کرنے
پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

The item on the agenda is disposed of.

Before the House is adjourned I would like the Minister concerned to know that there is an Assurance Motion by Mirza Fazal-e-Haq. I would read the motion.

صوبائی اسمبلی پنجاب کے اجلاس منعقدہ 25 جولائی 1972 کو سوال نمبر 88 کے جواب میں جناب وزیر صحت نے سول ڈسپنسری ڈونگا بونگا ضلع بہاول پور میں 20 بستروں کا وارڈ تعمیر کرنے کا کام چھ ماہ میں مکمل کرنے کی یقین دہانی کرائی تھی لیکن عرصہ اڑھائی سال گزرنے کے باوجود یہ کام ابھی تک مکمل نہیں ہوا ۔ اس لئے میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ یہ مسئلہ مجلس دربارہ مواعید کے سپرد کیا جائے ۔

If the Minister would like I will take it up tomorrow.

وزیر تعلیم : مجھے کوئی اعتراض نہیں ۔ اس مجلس میں اس کی وضاحت ہو جائے گی ۔

Mr. Speaker : I will take it up tomorrow.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, it is a simple matter. Why not today.

Mr. Speaker : It is a simple matter but there are some complications. I am not taking it up today. I will take it up tomorrow. It is with me since 18th of February, 1975.

There is another Assurance Motion by Rao Maratab Ali. I will take it up tomorrow.

The House is adjourned till 8.00 A.M. tomorrow.

(اسمبلی کا اجلاس 17 جون 1975 بروز منگل 8 بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا ۔)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا پندرھواں اجلاس

منگل — 17 جون 1975ء

(سہ شنبہ 6 جمادی الثانی 1395ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ۗ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِي الْاَرْضِ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ
خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًا بَعِيْدًا ۗ
وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۗ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ۝ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ
فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

پ ۳ ـــ س ۳ ـــ رکوع ۱۲،۱۱ ـــ آیات ۲۹ تا ۳۱ ـ

(اے پیغمبر) آپ لوگوں سے کہہ دیجئے کہ تم اپنے دل کے بھیدوں کو چھپاؤ یا انھیں ظاہر کرو، اللہ کو ہر حال ان کا علم ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ کو ہر چیز پہ قدرت حاصل ہے۔

وہ دن یاد رہے، جب ایک ایک متنفس اپنے نیکی کاموں کا نتیجہ موجود پائے گا اور برے کاموں کا نتیجہ بھی آرزو کرے گا کہ کاش اس دن اور اس کے درمیان ایک عرصۂ دراز حائل ہو جاتا (یاد رکھو) اللہ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ تو اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے۔

اے پیغمبر! آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ کو اپنا محبوب دوست بنانا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو تو اللہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور وہ بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مسٹر سپیکر : اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔ چوھدری امان اللہ لک ۔

مسلم پردہ گرلز ہائی سکول گجرات میں دھاندلیوں کی تحقیقات

3711* چوھدری امان اللہ لک : کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مسلم پردہ گرلز ہائی سکول گجرات قومی تحویل میں لیا جا چکا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سکول کی سابقہ انتظامیہ نے سکول کو قومی تحویل میں دیتے وقت سکول کا سارا فرنیچر ، پنکھے اور سامان وغیرہ اپنے قبضہ میں کر لیا ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ انتظامیہ نے متذکرہ سکول کو حکومت کی تحویل میں دینے کے بعد بھی دخل اندازی کرتے ہوئے سکول کو بہت نقصان پہنچایا اور ہیڈ مسٹریس نے اس دھاندلی کی شکایت پولیس کو دی لیکن کوئی کارروائی نہ ہوئی ۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سابقہ انتظامیہ نے ہیڈ مسٹریس ۔ ٹیچروں اور لڑکیوں کو تنگ کیا ۔

(ہ) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا وزیر موصوف ڈپٹی کمشنر گجرات کو تحقیقات کرنے کا حکم دینے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔ کسی حد تک درست ہے ۔

(ج) جی ہاں ۔ درست ہے البتہ پولیس کا ایک سپاہی سکول کے گیٹ پر متعین کر دیا گیا تھا ۔

(د) جی ہاں ۔ کسی حد تک درست ہے ۔

(ہ) اس شکایت کی عکیانہ تحقیقات کی گئی تھی اور سکول بھکھورہ کو اسی علاقے میں ایک متبادل بلڈنگ میں منتقل کر دیا گیا ہے ۔ سابقہ انتظامیہ اب کوئی دخل اندازی نہیں کر رہی ہے ۔

ضلع گجرات کی تحصیلوں میں گرلز ہائی سکولوں کی تعداد

*4153 ۔ چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) 1970 تا اکتوبر 1973 ضلع گجرات کی تینوں تحصیلوں میں کتنے نئے گرلز ہائی سکول کھولے گئے اور کتنے سکولوں کا درجہ بڑھایا گیا ہر تحصیل کی علیحدہ علیحدہ تفصیل بتائی جائے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل پھالیہ میں آبادی کے تناسب کے لحاظ سے نئے گرلز ہائی سکول کھولنے اور upgrade کئے جانے والے سکولوں کی تعداد نسبتاً کم ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو تحصیل پھالیہ میں دوسری کم آبادی والی تحصیلوں کی نسبت کم سکول کھولنے کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق : (الف) ضلع گجرات (1973-1970) ۔ صرف دو گرلز مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ دیا گیا ہے ۔
کنجاہ 72-1971 ۔

شادی وال 73-1972 ۔

(ب) نہیں ۔

(ج) تحصیل پھالیہ کو دوسری دونوں تحصیلوں کے مقابلہ میں تعلیمی لحاظ سے نظر انداز نہیں کیا گیا ۔ 1970 سے قبل گرلز ہائی سکولوں کی تعداد تحصیل وار یوں ہے گجرات 2 ۔ پھالیہ 3 ۔ کھاریاں 3 ۔

1970 سے 1973 تک صرف دو گرلز سکول کے تحصیل گجرات میں درجہ
بڑھائے گئے اور تعداد سکولز گجرات 4 پھالیہ 3 اور کھاریاں 3
ہو گئی ہے ۔ 1973-74 تحصیل پھالیہ میں جو کالیاں گرلز مڈل
سکول کو ہائی کا درجہ دیا گیا ہے اور منڈی بہاؤالدین انٹر کالج
برائے خواتین کھولا گیا ہے ۔ مزید برآں عوام کی طرف سے کوئی
تحریری مطالبہ نہیں کیا گیا کیونکہ وہاں کے عوام تعلیم نسواں
مخصوص روایات کے باعث اب تک پسند نہیں کرتے رہے ہیں ۔
اب جبکہ عوامی حکومت کے زیر اثر تعلیم نسواں کا رجحان بڑھ
رہا ہے امید کی جاتی ہے کہ اب تحصیل پھالیہ تعلیم نسواں میں
پیچھے نہیں رہے گی ۔

جناب والا ! میں ایک جنرل بات کرنی چاہتا ہوں ۔ یہ سوالات بہت پرانے ہیں اور ان کے جوابات بھی وہی چھپے ہوئے ہیں جو پرانے تھے ۔ اصل میں یہ جوابات مجھے نومبر کے اجلاس میں دینے چاہئیں تھے ۔ چونکہ میں اس وقت یہاں حاضر نہ تھا ۔ اس لئے اس وقت نہ دے سکا ۔ اس لئے جو جوابات میں اب پڑھ رہا ہوں انہیں درست سمجھا جائے ۔

صوبہ میں کالجوں کا اجراء

4368* ۔ مرزا فضل حق : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت صوبہ میں 1973-74 میں نئے کالج کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ کالج کہاں کہاں کھولے جائیں گے اور اس مقصد کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) سال 1973-74 میں مندرجہ ذیل مقامات پر 9 نئے انٹر کالج کھولے جا چکے ہیں ۔

1 ۔ چکوال 2 ۔ منڈی بہاؤالدین

3 ۔ بھکر | 4 ۔ جڑانوالہ
5 ۔ خانپور | 6 ۔ لیہ
7 مظفر گڑھ | 8 ۔ کوٹ ادو
9 ۔ کلر سیداں

اور اس مقصد کے لئے 12,20,075 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی تھی ۔

صوبہ میں پرائمری سکولوں کے زنانہ اور مردانہ اساتذہ کو الاؤنس کی مطالبگ

*4369 ۔ مرزا فضل حق : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ میں پرائمری سکولوں کے زنانہ اور مردانہ اساتذہ کو تنخواہ کے علاوہ کون کون سے دیگر الاؤنس دیئے جاتے ہیں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : صوبہ میں پرائمری سکولوں کے زنانہ اور مردانہ ٹیچروں کو مندرجہ ذیل الاؤنس دیئے جاتے ہیں ۔

1 ۔ مری کے علاقہ میں پرائمری اساتذہ کے لئے تنخواہ کا 15 فی صد الاؤنس مقرر ہے ۔

2 ۔ ڈیرہ غازی خان کے آزاد علاقہ میں بھی پرائمری اساتذہ کو پہاڑی الاؤنس ملتا ہے ۔ بجٹ میں کل رقم 1,30,000 روپے مختص کی گئی ہے اور تنخواہ کا 15 فی صد الاؤنس مقرر ہے ۔

شہری علاقہ

3 ۔ لاہور کارپوریشن اور چھاؤنی کے علاقہ میں تمام زنانہ و مردانہ پرائمری اساتذ کو تنخواہ کے علاوہ مندرجہ ذیل الاؤنسز ملتے ہیں ۔

(الف) د ر لخلافہ الاؤنس 7-1/2 فی صد تنخواہ پر ۔

(ب) کرایہ مکان	15 فی صد تنخواہ شروع سکیل پر (جن اساتذہ نے قومی سکیل منظور کئے ہیں) اور 7-1/2 فی صد اصل تنخواہ پر (جو اساتذہ پرانے سکیلوں میں کام کر رہے ہیں) ۔
(ج) آمدورفت الاؤنس	15 روپے اگر فاصلہ 7 میل سے زیادہ ہو ۔ 10 روپے اگر فاصلہ 3 میل سے زیادہ ہو ۔
(د) چارج الاؤنس انچارج ٹیچر	5 روپے بشرطیکہ طلباء/طالبات کی تعداد 150 سے زیادہ ہو اور کم از کم 5 ٹیچر سکول میں کام کرتے ہوں ۔

4 ۔ لائل پور ۔ راولپنڈی اور ملتان کے شہری اور چھاؤنی کے سکولوں کے ان اساتذہ کو جنھوں نے نئے قومی سکیل منظور کر لئے ہوں کرایہ مکان بشرح 15 فی صد بنیادی تنخواہ پر دیا جاتا ہے ۔ بصورت دیگر یعنی وہ اساتذہ جو پرانے سکیلوں پر کام کر رہے ہیں بشرح 7-1/2 فیصد کرایہ مکان دیا جاتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے دارالخلافہ الاؤنس کہا ہے یہ کون سا الاؤنس ہے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! یہ کیپٹل الاؤنس ہے ۔

پنجاب یونیورسٹی میں درس و تدریس دینے والی فیشن ایبل خواتین اساتذہ

*5010 ۔ **ملک شاہ محمد محسن** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کی خواتین اساتذہ بناؤ سنگھار کرکے اور فیشن ایبل لباس پہن کر درس کے لئے آتی ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ صوبے میں طالبات کے سکولوں اور کالجوں میں خواتین اساتذہ بناؤ سنگھار کر کے بے پردہ بغیر سر پر دوپٹہ اوڑھے اور قیمتی فیشن ایبل لباس پہن کر درسگاہوں میں آتی ہیں ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے ۔ تو کیا یہ درست ہے کہ حصول علم کے لئے آنے والی طالبات پر اس کا اثر اچھا نہیں ہوتا ۔ اگر ایسا ہے تو حکومت اس بارے میں کیا اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی نہیں ۔ وہ عورتوں کا مروجہ لباس پہن کر یونیورسٹی میں آتی ہیں ۔

(ب) جی نہیں ۔ بیشتر خواتین اساتذہ سادہ لباس میں اداروں میں آتی ہیں ۔ ان میں سے اکثر پردہ کی پابند ہیں ۔

(ج) تمام تعلیمی اداروں میں طالبات کے لئے یونیفارم کی پابندی ہے ۔ جو سادہ لباس پر مشتمل ہوتی ہے اور دوپٹہ یونیفارم کا لازمی جزو ہے چونکہ اکثر اساتذہ کا لباس بھی سادہ ہوتا ہے ۔ لہذا طالبات پر کوئی برا اثر نہیں پڑتا ۔

کالجوں کے لیکچراروں کی آسامیاں پر کرنا

5304* ۔ سردار محمد عاشق : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ 1973 میں راولپنڈی ریجن کے ڈائریکٹر تعلیم نے کالجوں کے لیکچراروں کی جو آسامیاں پر کیں ان کا انحصار یونیورسٹی اور بورڈ کے امتحانوں میں حاصل کردہ ڈویژن اور نمبروں کی بجائے انٹرویو میں دیئے گئے نمبروں پر تھا ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : جی نہیں ۔ 1973 میں ڈائریکٹر تعلیم راولپنڈی ریجن نے لیکچراروں کی آسامیاں پر کرنے کے لئے جو [illegible] کیا وہ میٹرک سے ایم ۔ اے ۔ ایم ۔ ایس ۔ سی تک حاصل کردہ ڈویژن اور [illegible] کو مد نظر رکھ کر کیا گیا ۔ اس کے علاوہ زائد تعلیم تدریس تجربہ اور شخصیت کو بھی ملحوظ خاطر رکھا گیا جس کا جائزہ انٹرویو میں لیا گیا ۔

پسماندہ علاقوں میں صنعتوں کا قیام

*5565 ۔ ملک محمد اعظم : کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ آئندہ سال سے صنعتیں قائم کرنے کے لئے پسماندہ علاقوں کو ترجیح دی جائے گی ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حکومت ایسے علاقوں میں صنعتیں قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جہاں صنعتوں کے لئے خام مال دستیاب ہے اور وہاں آج تک کوئی صنعت قائم نہیں کی گئی ؟

وزیر صنعت (ڈاکٹر عبدالخالق : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

کپڑے کی پیداوار

*5567 ۔ ملک محمد اعظم : کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ میں کپڑے کے کارخانوں میں گذشتہ سالوں کی نسبت موجودہ سال میں صنعتی پیداوار کم ہوئی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور حکومت اس کا کیا تدارک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر صنعت (ڈاکٹر عبدالخالق) : جی نہیں ۔ سال رواں یعنی 1974-75ء کی پہلی سہ ماہی کی پیداوار 1973-74ء کی پہلی سہ ماہی کی پیداوار سے قدرے بہتر ہے ۔ اس ضمن میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ درآمد کی ہوئی مشینری پر 20 فی صد advalorum ٹیکس لگتا ہے ، امپورٹ ڈیوٹی سوائے اس کے کہ جن تحصیلوں کا میں نام لوں گا ، ان میں بیس فی صد ہے اور باقی تحصیلوں میں جو پسماندہ ہیں اور جن میں ہم صنعتوں کی حوصلہ افزائی کرنا چاہتے ہیں ، وہاں پر یہ صرف دس فی صد ہوگی ۔ دوسرے لائل پور ، شاہدرہ ،

لاہور ، گوجرانوالہ ، راولپنڈی ، سیالکوٹ اور اسلام آباد کے وفاقی علاقے میں بیس فی صد ہے ۔ اس کے علاوہ پنجاب کا باقی حصے میں ، یعنی یہ نو تحصیلیں خارج کرکے باقی چونسٹھ تحصیلیں ہیں اگر اس کے بعد کوئی نئی نہیں بنتی تو ان میں چھوٹ دی گئی ہے ۔ صنعتوں کو پسماندہ علاقوں میں لگانے کے لئے ۔ امپورٹ ڈیوٹی میں دس فی صد تک encouragement ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! یہ پچھلے سال کے متعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر : پچھلے سال سے کیا مراد ہے ؟

وزیر تعلیم : مجھے نومبر 1974ء میں جواب دینا تھا ۔ یہ سوال 1973-74 کے متعلق پوچھا گیا تھا ۔ اب تو ہم 1974-75ء میں داخل ہو چکے ہیں ۔ اس سوال کے چھپے ہوئے میں موجودہ صورت حال درج نہیں ہے ۔ یہ میں بار بار اس لئے کہہ رہا ہوں کہ آج بہت سے سوالات کے ایسے چھپے ہوئے ہیں جو موجودہ حقیقت حال سے کافی مختلف ہوں گے ۔ اس لئے ان کا جواب وہی ہے ، جو میں یہاں دے رہا ہوں ۔ میں خاص طور پر آپ کے ذریعے صحافی حضرات کو مخاطب کر رہا ہوں ۔ ہوسکتا ہے کہ وہ چھپے ہوئے جواب اخباروں میں دے دیں اگر ایسا ہوا یہ حقیقت حال نہیں ہوگی ۔

ملک محمد اعظم : پوائنٹ آف آرڈر ۔ کیا یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ جو جوابات منسٹر صاحب کے پاس ہیں وہ ہمیں ایک روز پہلے مل جاتے ؟ یہ شائع بھی ہو سکتے تھے ۔

مسٹر سپیکر : جس موجودہ سال کے متعلق آپ نے یہ سوال کیا ہے ، سوال کے مطابق وہ سال ہی موجودہ سال ہے ۔ اور جو اس سے پہلے سال گزرے ہیں، وہ گزشتہ سال ہیں ۔ لیکن اگر آج کے دن سے دیکھا جائے ، تو اس میں آپ نے جو موجودہ سال لکھا ہے ، وہ بھی گزشتہ سال بن چکا ہے ۔ وہ اس کی وضاحت کر رہے ہیں ۔

ملک محمد اعظم : پھر تو جواب وہی آنا چاہئے ، جس سال میں سوال دیا گیا ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں اسے آپ پر چھوڑتا ہوں ۔ اور فاضل رکن کی تسلی کے لئے عرض کرتا ہوں ۔ اگر انہیں چھپا ہوا جواب ہی چاہئے ۔ تو وہ سوال کو دوبارہ لے آئیں ۔

ملک محمد اعظم : دو سال کا فرق پھر پڑ جائے گا ۔

چوھدری محمد حیات گوندل : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! جو طریق کار آپ نے اسمبلی کی منظوری سے بنایا تھا کہ بیس پچیس سوال روزانہ آیا کریں گے ، اس سے اتنے سوال اکٹھے ہوگئے ہیں کہ سوالوں کی باری نہیں آتی ۔ سوال دیے ہوئے ایک ایک ڈیڑھ ڈیڑھ سال گزر چکا ہے اور اس طرح ان کا مقصد اتنی لمبی مدت گزرنے سے فوت ہو جاتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ اس کو اس پرائیویٹ ممبر ڈے پر موشن کی صورت میں لے آئیں تاکہ ہاؤس اس پر غور کرے ۔ جس طرح پہلے haphazard فیصلے ہوتے ہیں ، اس طرح نہ ہوں ۔ ایوان اس پر غور کر کے جو بھی فیصلہ کرے گا ، اس کے مطابق کام کریں گے ۔

Let us not take snap decisions.

تحصیل ملتان میں سیلاب سے متاثرہ سکولوں کی عمارات کی تعمیر

*5671—**سید ناظم حسین شاہ :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) تحصیل ملتان میں 1973 کے سیلاب سے کتنے سکولوں کی عمارات کو نقصان پہنچا تھا ۔

(ب) کیا حکومت سیلاب سے متاثرہ سکولوں کی عمارات کی دوبارہ تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) **: (الف)** کل پرائمری سکولوں جن کو سیلاب سے نقصان پہنچا ہے ۔ — 42 (29 لڑکوں کے 13 لڑکیوں کے)

(1) ان سب سے جو بالکل ہی بہہ گئے ۔ — 15 (8 مردوں کے 7 زنانہ)

(2) جو جزوی طور پر بہہ گئے ۔ 16 برائے طلباء

(3) جنہیں بھاری مرمت درکار ہے ۔ 9 (4 لڑکوں کے
5 لڑکیوں کے)

(4) جنہیں معمولی مرمت درکار ہے ۔ 2 (ایک لڑکوں کا
ایک لڑکیوں کا)

فہرست پرائمری مدارس منسلک ہے ۔

ان کے علاوہ ایک مڈل سکول اور سات ہائی سکول بھی سیلاب اور بارشوں سے متاثر ہوئے ۔ جن کے نام درج ذیل ہیں :-

بھاری مرمت درکار ہے	(1) گورنمنٹ گرلز مڈل سکول ۔ قادر پورراں ۔ تحصیل ملتان ۔
ایضاً	(2) نصرت الاسلام ہائی سکول ملتان ۔
بھاری مرمت درکار ہے	(3) سمرہ ہائی سکول ملتان ۔
ایضاً	(4) اسلامیہ ہائی سکول حرم گیٹ ملتان ۔
ایضاً	(5) ملت ہائی سکول کچہری روڈ ملتان ۔
ایضاً	(6) انجمن اسلامیہ ہائی سکول مظفر آباد (ملتان)
ہلکی مرمت درکار ہے	(7) رفاہ عام ہائی سکول ملتان ۔
بھاری مرمت و تعمیر نو درکار ہے ۔	(8) گورنمنٹ ہائی سکول کمہروڑ پکا ۔

(ب) جی ہاں ۔ موجودہ مالی سال کے اختتام تک یہ کام مکمل ہو جانے کی امید ہے ۔

فہرست پرائمری سکول جو مکمل طور پر بہہ گئے
(تحصیل ملتان)

برائے طلباء	برائے طالبات
1 ۔ بوسن ہتھار	1 ۔ بوسن ہتھار

2 ۔ رام لب دریا	2 ۔ جھوک وینس
3 ۔ سروانی بیلا	3 ۔ چک ماہنی
4 ۔ انھوگ والا	4 ۔ کھجن والا
5 ۔ شیخ والا	5 ۔ شیر شاہ
6 ۔ جھوک وینس	6 ۔ تارہ کھڑ
7 ۔ جھوک وینس پارلی	7 ۔ جلال آباد
8 ۔ پروت	

فہرست پرائمری سکول جو جزوی طور پر بہہ گئے
(تحصیل ملتان)

(1) سمبل (2) بخش والا (3) گھری والا (4) جھوک بالو (5) چک ماہنی (6) بستی طالب (7) امبالہ کچور (8) سحری والا (9) بچ اسٹیشن (10) کوٹ قاسم (11) شیر شاہ (12) شیر شاہ پرانا (13) راجہ پور (14) حامد پور (15) باکھڑی (16) بستی قدیر ۔

فہرست پرائمری مدارس جو بھاری مرمت طلب ہیں

برائے طلباء	برائے طالبات
(1) علی والا	(1) بستی طوران
(2) جھوک عربی	(2) کروڑ والا
(3) ڈسٹرکٹ جنیل	(3) بنلہ شربلہ
(4) چک 14 فیض	(4) عالم پور
	(5) مظفر آباد

فہرست مدارس جو پلک مرمت طلب ہیں

برائے طلباء	برائے طالبات
(1) پیر تنو	(1) عمر پور

ملک ثناء اللہ خان : سپلمنٹری ۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ صوبہ پنجاب کے اضلاع میں سیلاب سے کتنے سکولوں کو جزوی طور پر نقصان پہنچا ہے ۔

مسٹر سپیکر : ملک صاحب ، سوال ملتان کے متعلق ہے ۔ آپ تحصیل ملتان کے متعلق بڑے شوق سے ان سے پوچھیں ۔ پنجاب کے متعلق آپ سوال کرنا چاہتے ہیں تو میں اس کی اجازت نہیں دوں گا ۔

ملک ثناءاللہ خان : میں جنرل سوال پوچھ رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : ایک مخصوص سوال کا ضمنی سوال جنرل نہیں ہو سکتا ۔ اس کے لئے آپ کو علیحدہ سوال دینا پڑے گا ۔ انہوں نے فائلیں دیکھنی ہوتی ہیں ۔ ان کے پاس واقعات ، حقائق اور اعدادو شمار کا ہونا بڑا ضروری ہے ۔

صنعتوں میں سرمایہ کاری کرنے والے لوگوں میں بداعتمادی

5742* ۔ **میاں خورشید انور** ۔ کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ کی مختلف صنعتوں میں سرمایہ کاری کرنے والے لوگوں میں بد اعتمادی موجود ہے ۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو اس بداعتمادی کو دور کرنے کے لئے حکومت کیا تدابیر کر رہی ہے ؟

وزیر صنعت ۔ (ڈاکٹر عبدالخالق) : جی نہیں ۔

نسیم اولک ڈائریکٹر تعلیات ملتان کی تعلیمی استعداد

5919* **مسز حسینہ بیگم** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ نسیم اولک ڈائریکٹر تعلیات ملتان کی تعلیمی استعداد کیا ہے ۔ نیز

انہوں نے میٹرک ، ایف - اے ، بی - اے اور ایم - اے کا امتحان کس ڈویژن میں اور کس کس سال میں پاس کیا تھا ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : مس نسیم اولک ڈائریکٹر تعلیمات ملتان کی تعلیمی استعداد ایم اے (اردو) اور ایم ایڈ ہے - نیز انہوں نے میٹرک سے ایم - اے اور ایم ایڈ دیگر امتحانات مندرجہ ذیل سالوں میں ظاہر کردہ ڈویژنوں میں پاس کیے گے :-

	نمبر حاصل کردہ	ڈویژن	سال
میٹرک	547/850	فرسٹ	1957
ایف - اے	444/900	تھرڈ	1959
بی - اے	254/500	سیکنڈ	1961
بی - ایڈ	650/1050	فرسٹ	1963
ایم - اے	332/700	سیکنڈ	1968
ایم - ایڈ	2058/3000	فرسٹ	1967

موصوفہ نے ایم اے اردو سال 1965 میں تھرڈ ڈویژن میں پاس کیا اور پھر 1968 کو دوبارہ امتحان دے کر اس کو سیکنڈ ڈویژن میں پاس کر لیا -

---

نسیم اولک ڈائریکٹر تعلیمات ملتان کی بطور ٹیچر تقرری

*5920 - **مسز حسینہ بیگم** - کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ نسیم اولک ڈائریکٹر تعلیمات ملتان کی تاریخ تقرری بطور استانی کیا ہے اور وہ کس تاریخ کو ڈسٹرکٹ انسپکٹریس کے عہدہ پر فائز ہوئیں - بطور ڈویژنل انسپکٹریس ان کی ترقی کس تاریخ کو ہوئی اور ان کی ڈویژنل انسپکٹریس سے ڈائریکٹر تعلیمات تاریخ تقرری کونسی ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : مس نسیم اولک کی تاریخ تقرری -

1 - بطور ٹیچر 13-6-63

2 ۔ بطور ڈسٹرکٹ انسپکٹریس 6-4-71

3 ۔ بطور ڈویژنل انسپکٹریس 28-8-72

4 ۔ بطور ڈائریکٹر تعلیمات 25-1-75

مسز حسینہ بیگم کھوکھر : سپلیمنٹری ۔ اس کو speedy promotion دینے کی کیا ضرورت تھی ؟

مسٹر سپیکر : پہلے آپ ان سے یہ پوچھیں کہ یہ بڑی speedy promotion ہوئی ہے ۔ آپ سے یہ پوچھ رہی ہیں کہ کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ یہ بڑی speedy promotion ہے ۔؟

وزیر تعلیم : یہ بات کس حد تک درست ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کا دوسرا سوال کہ اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

چوہدری محمد انور سمہ : جناب یہ حد کی تعریف کریں ۔ انہوں نے کہا ہے کہ کس حد تک تو What are the limitations?

وزیر تعلیم : اس کے لئے limitations یہ ہیں کہ سینیئر کلاس ون کا 12 سال کا تجربہ ہو اور مرد ہو یہ بھی ایک دلچسپ بات ہے جو رولز میں لکھی ہوئی ہے کہ مرد ہو عورت نہ ہو تو اس کو ہم نے relax کر دیا تھا کیونکہ یہ تو کوئی بات نہیں ہے ۔

Mr. Speaker : That is as well the spirit of the Constitution.

وزیر تعلیم : اس لئے ہم نے تو اس سلسلے میں چھوٹ دے دی تھی اور آپ نے دیکھا ہو گا کہ ہماری حکومت نے ایک محترمہ کو اسلام آباد یونیورسٹی میں وائس چانسلر جس کے لئے کم از کم بارہ سال سینیئر کلاس ون کا تجربہ ہو بھی مقرر کیا ہے ۔

چوہدری محمد انور سمہ : ٹیچر سے ڈسٹرکٹ انسپکٹریس آٹھ سال سے بھی کم عرصہ میں promote کیا گیا ہے کیا یہ رولز کے مطابق ہے ؟

وزیر تعلیم : پونے آٹھ سال کے عرصے میں ٹیچر سے ڈسٹرکٹ انسپکٹریس آف سکولز بنا دینا میرے خیال میں کوئی ایسی اچنبے کی بات نہیں ہے ۔

چوھدری محمد انور سمہ : اس کے لئے کتنے سال کی پابندی ہے ؟

وزیر تعلیم : اس کے لئے کوئی پابندی نہیں ہے کہ اتنی سروس ہو - اس وقت ڈسٹرکٹ انسپکٹریس جونئیر کلاس ون ہوتی تھی اور جونیئر کلاس ون میں ڈائریکٹ ریکروٹمنٹ بھی ہوتی تھی اور پروموشن بھی ہوتی تھی - اس لئے جونیئر کلاس ون میں سروس کی کوئی شرط نہیں ہے لیکن اس میں شرط ہے -

مسٹر سپیکر : مگر حسینہ بیگم کھوکھر کا سوال تو ابھی موجود ہے کہ اس سپیڈی پروموشن کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر تعلیم : اصل میں تو سارے سوال کا مطلب ہی یہی ہے کہ ان کو اتنی سپیڈی پروموشن کیوں دی گئی تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایک تو میں اس وقت وزیر تعلیم بھی نہیں تھا - اس وقت کاردار صاحب وزیر تعلیم تھے کیونکہ ان کو 25 جنوری 1975ء کو اس عہدے پر تعینات کیا گیا ہے - دوسری بات یہ ہے کہ اس وقت کے جو وزیر اعلیٰ تھے انہوں نے اس بارہ سال کی سروس کے rule relax کئے تھے اور پروموشن دی تھی -

---

محکمہ تعلیم ملتان میں عملہ کی تقرری

5979* - قاضی محمد اسماعیل جاوید : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ڈائریکٹریس تعلیم ملتان ڈویژن تمام او - ٹی، بی - ٹی - آئی اور ایس - ویز ڈرائنگ ماسٹر اور جونیئر انگلش ٹیچرز کی تقرریاں خود ہی کرتی ہیں - جب کہ یہ اختیارات از روئے قانون ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسرز کو حاصل ہیں -

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ ڈائریکٹریس نے تمام افسران مذکور کو یہ اختیارات استعمال کرنے سے تحریری طور پر روکا ہوا ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں -

(ب) جی ہاں - ڈائریکٹریس مذکورہ کو جبری چھٹی پر بھیج دیا گیا

تھا اور اس کے خلاف محکمانہ کارروائی ایس - اینڈ جی - اے - ڈی میں ہو رہی ہے اور انہیں فی الحال کمپلینٹ سیل میں پوسٹ کر دیا گیا ہے -

---

محکمہ تعلیم ملتان میں چھوٹے ملازمین کی تقرری کے سلسلہ میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر کے اختیارات کا ناجائز استعمال

5980* - قاضی محمد اسماعیل جاوید : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان کریں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر (عملہ) محکمہ تعلیم ملتان درجہ چہارم کے ملازمین کی تقرری و تبادلے کے احکامات اور کارکنوں کی تقرری و تبادلے کے احکامات پر ''برائے ڈائریکٹر ایجوکیشن'' دستخط کر کے آرڈر جاری کر رہا ہے حالانکہ اسے ایسے اختیارات حاصل ہی نہیں - اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجوہ ہیں ؟

وزیر تعلیم : ہاں - اگر ڈائریکٹر محکمہ تعلیم فائل پر کسی تقرری یا تبادلے کا حکم دے دیں تو اسسٹنٹ ڈائریکٹر صاحبان بجائے ڈائریکٹر دستخط کرنے کے مجاز ہیں تاکہ کام کی کارکردگی صحیح طور پر ہو سکے اور یہی طریق کار محکمہ تعلیم میں ہر جگہ رائج ہے - بلکہ دوسرے محکموں میں بھی یہی طریقہ کار رائج ہے -

---

ضلع راولپنڈی میں پی - ٹی - سی کی خالی آسامیاں

5999* - شیخ محمد انور : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ایجوکیشن کمیٹی راولپنڈی نے اب تک جن پی - ٹی - سی امیدواروں کو بھرتی کیا ان کی تعداد کیا ہے -

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع راولپنڈی میں پی - ٹی - سی کی خاصی تعداد میں آسامیاں خالی پڑی ہیں - اگر ایسا ہے تو خالی آسامیوں کی کل تعداد کیا ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) ایجوکیشن کمیٹی راولپنڈی نے 727 امیدواروں کو منتخب کیا تھا جن میں سے اب تک جب کہ میں جواب دے رہا ہوں 597 امیدواروں کا تقرر ہو چکا ہے اور صرف 21 آسامیاں خالی ہیں ۔

دریائے راوی کے کناروں سے ریت کی ناجائز فروخت

***6711 ۔ سردار محمد عاشق :** کیا وزیر صنعت سوال نمبر 6079 کے جواب کے حوالے سے جو ایوان میں 2 اکتوبر 1974ء کو دیا گیا تھا از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا جائنٹ ڈائریکٹر جنرل نے اپنی رپورٹ مرتب کر کے محکمہ ہذا کو دے دی ہے ۔ اگر دی ہے تو رپورٹ کیا ہے ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ۔

(ب) میسرز عبدالقادر اینڈ کمپنی لاہور کو دریائے راوی کے مغربی کنارے پر ریت نکالنے کے لئے کتنا رقبہ الاٹ ہوا اور کس کس تاریخ کو مذکورہ کمپنی کے رقبہ میں اضافہ کیا گیا ۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ میسرز عبدالقادر اینڈ کمپنی نے موضع گنجاہ کلاں کے زمینداروں سے مل کر ناجائز طور پر ریت کی فروخت شروع کر رکھی ہے ۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ کمپنی کے مالکان موضع ٹھوکر نیاز بیگ (ملتان روڈ) کے زمینداروں سے مل کر وہاں سے بھی سرکاری ریت نکال کر ناجائز فروخت کر رہے ہیں اور اس طرح سے حکومت کو ہزاروں روپیہ کا نقصان پہنچا رہے ہیں ۔

(ہ) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ کمپنی کے خلاف محکمہ کو متعدد شکایات موصول ہوئی ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو ان شکایات پر محکمہ نے کیا کارروائی کی ہے اگر اب تک کوئی کارروائی نہیں کی گئی تو اس کی وجہ کیا ہے ۔

(و) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مائنر منرل رولز کے تحت پٹہ پر دیئے جانے والے رقبہ پر برجیاں لگائی جاتی ہیں تاکہ کوئی پارٹی سرکاری ملکیت کو نقصان نہ پہنچا سکے ۔

(ز) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ منرل رولز کی خلاف ورزی کرنے پر منرل ایکٹ کے تحت قید یا جرمانہ کی سزا دی جا سکتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو مذکورہ کمپنی کے مالکان کو منرل رولز کی خلاف ورزی کرنے پر کیا سزا دی گئی ۔ اگر ایسا نہیں کیا گیا تو اس کی کیا وجہ ہے ؟

وزیر صنعت (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں ۔ جائنٹ ڈائریکٹر ترقی معدنیات نے رپورٹ پیش کر دی ہے اس کے مطابق میسرز عبدالقادر اینڈ کمپنی محکمہ کو ریت نکلوائی کم رپورٹ کرتے رہے ہیں ۔ اور اس طرح سے حکومت کو رائلٹی کم کر دی ہے اس رپورٹ نے یہ بھی انکشاف کیا ہے کہ زیر پٹہ رقبہ کی برجیاں موقع پر ملاحظہ کے وقت موجود نہ تھیں ۔ جس کی وجہ سے دریا کے مشرقی کنارے پر کمپنی مذکورہ کی ریت نکالنے کا تعین نہ ہو سکا آیا کہ یہ جگہ زیر پٹہ رقبہ کے اندر ہے یا باہر ۔

(ب) کمپنی مذکورہ کو سب سے پہلے مورخہ 5 اکتوبر 1965ء کو 389.8 ایکڑ رقبہ ریت نکالنے کے لئے پانچ سال کے پٹہ پر الاٹ ہوا تھا ۔ بعد ازاں نظامت ترقی معدنیات نے مورخہ 12 مارچ 1969ء کو رقبہ کم کر کے 280 ایکڑ کر دیا اور پٹہ کی میعاد 15 اکتوبر 1970ء سے تیس سال کر دیا ۔

(ج) یہ درست ہے ۔ نظامت صنعت و ترقی معدنیات کی ایک سروے ٹیم نے مورخہ 11 نومبر 1974ء کو میسرز عبدالقادر اینڈ کمپنی کے زیر پٹہ رقبہ کی حدود کی پڑتال کی جس سے یہ معلوم ہوا ہے کہ کمپنی مذکور موضع کنجوں کلاں کے زمینداروں کی اعانت سے دریا کے مشرقی کنارے پر اپنے رقبے سے کوئی 500 گز باہر ریت نکال رہی ہے ۔

(د) اس امر کی تصدیق نہیں ہو سکی کہ کمپنی مذکور ناجائز طور پر نیاز بیگ (ملتان روڈ) کے قریب بھی کام کر رہے ہیں ۔ البتہ 24 اکتوبر 1974ء کو اس علاقے کے معائنے کے وقت ایک آدمی مسمی محمد حسین ریت نکالنے والے ٹرکوں سے رقم وصول کرتا ہوا پایا گیا ۔ استفسار کرنے پر محمد حسین نے بتایا کہ وہ میسرز عبدالقادر اینڈ کمپنی کے مالک میاں محمد یوسف کی طرف سے یہ رقم وصول کر رہا ہے اور یہ کہ میاں محمد یوسف اور اے ۔ جی کارپوریشن (جن کے پاس ماضی میں اس رقبے کا پٹہ تھا) کے درمیان اس سلسلہ میں شاید کوئی معاہدہ ہو چکا ہے اس کے بر عکس میاں محمد یوسف پارٹنر میسرز عبدالقادر اینڈ کمپنی نے یہ بیان دیا ہے کہ محمد حسین اس وقت اس کی ملازمت میں نہیں اور ایک سال چھ ماہ پہلے عبدالقادر اینڈ کمپنی نے اسے ملازمت سے برخاست کر دیا تھا ۔ چنانچہ ڈپٹی کمشنر لاہور کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ اس شخص (محمد حسین) کے خلاف جو ناجائز طور پر ٹھوکر نیاز بیگ سے ریت نکلواتا ہوا پایا گیا ہے مناسب قانونی کارروائی کی جائے ۔

(ہ) یہ درست ہے کہ محکمہ متعلقہ کو کمپنی مذکور کے خلاف کچھ شکایات موصول ہوئیں ۔ افسران متعلقہ نے کئی دفعہ موقع ملاحظہ کیا اور کمپنی کو اظہار وجوہ کے نوٹس جاری کئے نتیجتاً پٹہ دار نے حال ہی میں حکومت پنجاب سے نظامت صنعت و ترقی معدنیات کے خلاف ثالثی کی درخواست جو منظور کر لی گئی ۔ اس سے پہلے اس فرم نے حکومت کے خلاف کچہری میں جا کر حکم امتناعی حاصل کر لیا تھا ۔ اس کے نتیجہ میں پٹے دار سے مزید رائلٹی کی وصولی کا حکم دیا گیا ہے ۔ اور دوبارہ حد بندی کرنے کا بھی حکم دیا گیا ہے ۔

(و،ز) جی ہاں ! پاکستان مائیننگ کنسیشن رولز 1960ء میں سزا رکھی گئی ہے جو زیر پٹہ رقبہ سے باہر کام کرنے پر دی جا سکتی ہے ۔ میسرز عبدالقادر اینڈ کمپنی کے معاملہ میں معتمد محکمہ صنعت و ترقی معدنیات دوبارہ حد بندی کرنا باقی ہے جو دریائے راوی میں زیادہ پانی ہونے کی وجہ سے تکمیل نہیں پا سکی ۔ اس حد بندی کے بعد خلاف ورزی ہونے پر ہی کمپنی مذکور کے بارے میں مزید کوئی کارروائی کی جا سکتی ہے ۔

چوہدری محمد انور سمہ : یہ سوال منسٹر صاحب کو کب موصول ہوا تھا اور محکمے سے اس کا جواب کب آیا تھا تاکہ پھر آخری سوال کے متعلق پتہ چل سکے کہ اس وقت راوی میں پانی تھا یا نہیں تھا ۔

مسٹر سپیکر : یہ آپ کے ریکارڈ میں ہوگا کہ کب بھیجا گیا تھا ۔

چوہدری محمد انور سمہ : یہ سوال میری طرف سے نہیں دیا گیا ۔

مسٹر سپیکر : تو پھر یہ اسمبلی سیکریٹریٹ کا کام ہے کہ اس کا ریکارڈ رکھے کہ کب سوال آیا تھا اور کب جواب آیا ہے اس کے متعلق تو ممبران کو اجازت نہیں ہے کہ وہ سوال پوچھ سکیں ۔

چوہدری محمد انور سمہ : اچھا یہی بتا دیں کہ منسٹر صاحب کو کب موصول ہوا ہے یا یہی بتا دیں کہ ان کو جواب کب موصول ہوا ہے تو پھر میرا پہلا سوال حذف ہو جائے گا ۔

وزیر تعلیم : اس سال 30 مئی کو ۔

چودھری غلام قادر : سپلیمنٹری ۔ جناب والا ! ضمن (الف) میں یہ فرمایا گیا ہے کہ وہاں برجیاں نہ ہونے کی وجہ سے یہ پتا نہیں چل سکا کہ وہ جگہ پٹہ کے اندر ہے یا باہر ہے ۔ تو جناب والا ! اس کے لئے کیا انتظامات کئے گئے ہیں ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! اس کے لئے میں نے اس سوال کے آخری حصہ میں یہ عرض کی ہے کہ ہم نے ان کو نوٹس دیا تھا پھر یہ کچہری میں چلے گئے اور ان کو stay order مل گیا ۔ اس کے بعد انہوں نے ثالثی کے لئے apply کیا جو مائیننگ رولز 1960ء میں موجود ہے ۔ اس کے مطابق اب ثالثی ہو چکی ہے اور ان کو کہا گیا ہے کہ آپ اتنے پیسے بھی دیں اور اتنی برجیاں بھی لگائیں تو جناب والا ! یہ ان کا انتظام کیا گیا ہے ۔

Mr. Speaker :The process of law has been followed in this matter.

چوہدری امان اللہ لک : سپلیمنٹری ۔ جناب والا ! میں وزیر موصوف سے اس امر کی مزید وضاحت چاہوں گا کہ اس سوال کے جواب میں جو ضمنات

دیئے گئے ہیں۔ اس میں میری اطلاع کے مطابق کچھ حصے غلط ہیں اگر جناب والا ! وزیر موصوف کے علم میں صحیح واقعات لائے جائیں تو کیا وہ ذاتی طور پر انکوائری کروانے کے لئے تیار ہیں ؟

وزیر تعلیم : بالکل ۔ بلکہ میں شکرگزار ہوں گا ۔ اگر آپ مجھے کچھ بتائیں ہم ضرور انکوائری کروائیں گے اور جو آدمی بھی اس میں ملوث ہو گا اس کے خلاف ایکشن لیا جائے گا ۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سمال انڈسٹریز کارپوریشن کا قیام

86 ۔ **سردار امجد حمید خان دستی**— کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) ون یونٹ کے خاتمے کے بعد حکومت پنجاب نے سمال انڈسٹریز کارپوریشن کو کب قائم کیا ۔ اور کارپوریشن نے ابھی تک کہاں کہاں کس کس قسم کی چھوٹی صنعتیں قائم کی ہیں ۔ نیز ان کے قائم کرنے پر آج تک کتنا سرمایہ خرچ ہوا ہے ۔

(ب) چھوٹی صنعتوں کے قائم ہونے سے کتنے افراد برسرروزگار ہوئے ہیں اور چھوٹی صنعتوں کے تیار شدہ مال کی خرید و فروخت کا کیا انتظام کیا گیا ہے ؟

وزیر صنعت (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) سمال انڈسٹریز کارپوریشن پنجاب کا قیام یکم جولائی 1972 بروئے پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن ایکٹ XV مجریہ 13 اگست 1973 عمل میں لایا گیا ۔

جس وقت کارپوریشن کا قیام عمل میں لایا گیا اس وقت کارپوریشن کو مغربی پاکستان سمال انڈسٹریز کارپوریشن سے 29 پراجیکٹ منتقل ہوئے تھے جو کہ صوبہ کے مختلف ضلعی و تحصیلی مقامات پر کام کر رہے تھے ۔ تاہم کارپوریشن ہذا نے سال 1973-74 میں مندرجہ ذیل نئی چھوٹی صنعتیں قائم کی ہیں :۔

1 ۔ پاکستان ہینڈی کرافٹس شاپ سرگودھا ۔

2 ۔ پاکستان ہینڈی کرافٹس شاپ لائلپور ۔

3 ۔ پاکستان ہینڈی کرافٹس شاپ فورٹریس سٹیڈیم ۔

4 ۔ کندر کے پتوں سے چٹائی اور ٹوکریاں بنانے کا مرکز علی پور ۔

5 ۔ قالین باقی کے 35 مراکز (فہرست لف ہے) ۔

6 ۔ پروٹوٹائپ ڈویلپمنٹ شاپ برائے کٹلری نظام آباد ۔

ان مندرجہ بالا 6 منصوبوں پر کارپوریشن نے ماہ مارچ 1974 کے اختتام تک مبلغ سولہ لاکھ چون ہزار روپیہ کا سرمایہ بعدات مشینری و عمارات و اراضی وغیرہ لگایا ہے ۔ ان تمام کارخانوں نے کام شروع کر دیا ہے ۔ تاہم ان کی اپنی عمارات کے تخمینہ جات تیار کر لئے گئے ہیں اور کچھ عمارات کا کام بھی شروع ہو گیا ہے ۔

(ب) ان چھ منصوبوں کے قیام کے بعد 206 آدمیوں کو براہ راست روزگار مہیا کیا گیا جبکہ قالین باقی و کندر کے پتوں سے چٹائیاں وغیرہ بنانے والے مراکز ہیں 30/30 بچوں کو ان صنعتوں میں تربیت دی جائیگی ۔ اس طرح 1080 افراد کو سالانہ تربیت کے ساتھ ساتھ بالواسطہ روزگار کے مواقع فراہم کئے جائیں گے ۔ جہاں تک ان مراکز کی پیداوار کو فروخت کرنے کا تعلق ہے کارپوریشن ان تمام اشیاء کو اپنی پاکستان ہینڈی کرفٹس شاپس کے ذریعہ فروخت کرنے کا اہتمام کرتی ہے ۔

مقامات مراکز قالین بافی

نمبر شمار	نام جگہ جہاں پر 1973-74 میں مراکز قائم کئے گئے	نام ضلع
1	کار سیدان	راولپنڈی
2	حضرو	کیمبلپور
3	پنڈی گھیپ	کیمبلپور

4	چکوال	جہلم
5	چوہا سیدن شاہ	جہلم
6	دینا	جہلم
7	جلالپور جٹاں (آئی آر ڈی پی پراجیکٹ ایریا)	گجرات
8	پھالیہ	گجرات
9	شجاع آباد	ملتان
10	کہروڑ پکا	ملتان
11	عارفوالہ	ساہیوال
12	شہر سلطان (آئی - آر - ڈی پی - پروجیکٹ ایریا)	مظفر گڑھ
13	تلیری	مظفر گڑھ
14	جام پور	ڈیرہ غازیخان
15	راجن پور	ڈیرہ غازیخان
16	پھاگانوالہ (آئی آر ڈی پی پراجیکٹ ایریا)	سرگودھا
17	شاہ پور صدر	سرگودھا
18	کمالیہ	لائلپور
19	لالیاں	جھنگ
20	بھوانہ (آئی آر ڈی پی پراجیکٹ ایریا)	جھنگ
21	کلور کوٹ	میانوالی
22	عیسیٰ خیل	میانوالی
23	کاہنہ نو	لاہور
24	مانانوالہ (آئی آر ڈی پی پراجیکٹ ایریا)	شیخوپورہ
25	چینڈ پور	شیخوپورہ
26	واہنڈو (آئی آر ڈی پی پراجیکٹ ایریا)	گوجرانوالہ
27	حافظ آباد	گوجرانوالہ
28	ستره (آئی آر ڈی پی پراجیکٹ ایریا)	سیالکوٹ
92	کوٹ نیناں	سیالکوٹ

30	سکھو چک	سیالکوٹ
31	حاصلپور	بہاولپور
32	فورٹ عباس	بہاولنگر
33	منچن آباد	بہاولنگر
34	ظاہر پیر (آئی آر ڈی پی پراجیکٹ ایریا)	رحیم یار خان
35	رحیم یار خان	رحیم یار خان

پی ٹی سی اساتذہ کا تقرر

105 - چوہدری علی بہادر خان - کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) ضلع ملتان میں یکم جنوری 1974 سے اب تک جن پی - ٹی - سی اساتذہ کا تقرر کیا گیا ہے ان کے تحصیل وار نام کیا ہیں - یہ اساتذہ کس تحصیل سے متعلق ہیں -

(ب) مذکورہ اساتذہ میں سے ہر ایک نے میٹرک اور پی - ٹی - سی میں کتنے نمبر حاصل کئے تھے اور انہوں نے کس سال میں پی - ٹی - سی کا امتحان پاس کیا تھا - نیز ان کی تقرری بطور اساتذہ کس معیار پر کی گئی تھی ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) ضلع ملتان میں یکم جنوری 1974 سے اب تک 78 پی - ٹی - سی مردانہ امیدواروں کا تقرر کیا گیا ہے - ان کے مطلوبہ کوائف فہرست میں درج ہیں جس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں -

(ب) مذکورہ فہرست ملاحظہ فرمائیں -

ان کی تقرری ڈسٹرکٹ ایجوکیشن ریکروٹمنٹ کمیٹی ملتان کی منظور شدہ میرٹ لسٹ کے مطابق کی گئی ہے -

---

فہرست کوائف پی ۔ ٹی ۔ سی مردانہ امیدوار تعینات شدہ یکم جنوری 1974

نام تحصیل	نمبر شمار	نام	نمبر حاصل کردہ پی ۔ ٹی ۔ سی	نمبر حاصل کردہ میٹرک	تحصیل متعلقہ	تحصیل تعیناتی	جس سال پی ۔ ٹی ۔ سی کی
خانیوال ۔	1 ۔	زاہد رضا	775	421	خانیوال	خانیوال	1973
	2 ۔	دلیر عباس	758	651	,,	,,	,,
	3 ۔	عبدالحمید	756	فرسٹ ڈویژن	,,	,,	,,
	4 ۔	محمد اسلم	756	490	,,	,,	,,
	5 ۔	محمد یونس	745	فرسٹ ڈویژن	,,	,,	,,
	6 ۔	محمد جمیل	743	سیکنڈ ڈویژن	,,	,,	,,
	7 ۔	محمد رمضان	727	سیکنڈ ڈویژن	,,	,,	ٹیچر سن
	8 ۔	خلیل الرحمان	601	436	,,	,,	ٹیچر سن
	9 ۔	عبدالرزاق	603	سیکنڈ ڈویژن	,,	,,	فرسٹ گروپ
	10 ۔	انور علی	546	سیکنڈ ڈویژن	,,	,,	ٹیچر سن
لودھراں ۔	1 ۔	منظور حسین	801	496	لودھراں	لودھراں	1973 فرسٹ گروپ
	2 ۔	عبدالقیوم	801	736	,,	,,	,,

نام تحصیل	نمبر شمار	نام	نمبر حاصل کردہ پی - ٹی - سی	نمبر حاصل کردہ میٹرک	تحصیل متعلقہ	تحصیل تعیناتی	جس سال پی - ٹی - سی کی
لودھراں -	3 -	محمد نواز	801	522	لودھراں	لودھراں	1973 فرسٹ گروپ
	4 -	شاہ علی	786	644	"	"	"
	5 -	اللہ دتہ	746	688	"	"	"
	6 -	ناصر احمد	730	591	"	"	"
	7 -	محمد ارشاد	720	525	"	"	"
	8 -	عبدالغفور	715	سیکنڈ ڈویژن	"	"	"
	9 -	محمد انور	666	—	"	"	ان سروس
	10 -	محمد اشرف	—	—	"	"	"
میلسی -	1 -	محمد یعقوب	810	615	میلسی	میلسی	1973
	2 -	محمد سعی	785	449	"	"	"
	3 -	تاج دین	742	523	"	"	فرسٹ گروپ

میلسی ۔	4 -	نذیر احمد	740	519	میلسی	میلسی	فرسٹ گروپ
	5 -	محمد نعیم	733	498	,,	,,	,,
	6 -	عمر فاروق	679	633	,,	,,	,,
	7 -	گلزار احمد	647	531	,,	,,	,,
	8 -	محمد اشرف	631	سپیشل کیس	,,	,,	ان سروس
	9 -	محمد رمضان	627	سیکنڈ ڈویژن	,,	,,	,,
شجاع آباد ۔	1 -	اللہ وسایا	819	—	شجاع آباد	شجاع آباد	فرسٹ گروپ 1973
	2 -	جلیل احمد	787	631	,,	,,	,,
	3 -	نیاز حسین	746	602	,,	,,	فرسٹ گروپ
	4 -	محمد بخش	741	561	,,	,,	,,
	5 -	فیض اللہ	720	—	,,	,,	,,
	6 -	محمد اسلم	667	—	,,	,,	,,
	7 -	محمد حسین	635	471	,,	,,	ٹیچر سن
	8 -	حسین بخش	581	581	,,	,,	ان سروس
	9 -	محمد سعید	فرسٹ گروپ	—	,,	,,	,,

نام تحصیل	نمبر شمار	نام	نمبر حاصل کردہ پی - ٹی - سی	نمبر حاصل کردہ میٹرک	تحصیل متعلقہ	تحصیل تعیناتی	جس سال پی - ٹی - سی کی
شجاع آباد۔	10 -	محمد سہراب	ملٹری مین	سیکنڈ ڈویژن	,,	,,	ملٹری 1973
کبیر والا۔	1 -	عاشق علی	776	432	کبیر والا	کبیر والا	سیکنڈ
	2 -	محمد خلیل	770	631	,,	,,	سیکنڈ
	3 -	علی اکبر	746	—	,,	,,	سیکنڈ
	4 -	غلام یوسف	743	621	,,	,,	سیکنڈ
	5 -	عبدالغفار	743	743	,,	,,	سیکنڈ
	6 -	خلیل احمد	737	481	,,	,,	سیکنڈ
	7 -	عبدالرحمان	724	627	,,	,,	سیکنڈ
	8 -	محمد عالمگیر	713	431	,,	,,	سیکنڈ
	9 -	ذوالفقار علی	643	—	,,	,,	سیکنڈ
	10 -	محمد سلیم	587	تھرڈ ڈویژن	,,	,,	ان سروس
وہاڑی۔	1 -	عبدالغفار	806	568	وہاڑی	وہاڑی	فرسٹ گروپ 1973
	2 -	مظہر حسین	762	تھرڈ ڈویژن	,,	,,	ملٹری مین
	3 -	فضل الہی	751	فرسٹ گروپ	,,	,,	سیکنڈ

وہاڑی -	4 -	فاروق احمد	743	595	وہاڑی	وہاڑی	سیکنڈ
	5 -	مشتاق احمد	733	سیکنڈ ڈویژن	,,	,,	سیکنڈ
	6 -	خوشی محمد	720	516	,,	,,	سیکنڈ
	7 -	نعمت علی	690	507	,,	,,	فرسٹ
	8 -	عبدالرشید	614	408	,,	,,	فرسٹ
	9 -	محمد اسلم	559	وہاڑی	وہاڑی	,,	1973 فرسٹ گروپ
	10 -	محمد حسین	ملٹری مین	تھرڈ ڈویژن	وہاڑی	,,	1973 ملٹری مین
ملتان -	1 -	محمد سلیم	818	فرسٹ گروپ	ملتان	ملتان	,,
	2 -	عبدالرزاق	787	703	,,	,,	,,
	3 -	محمد رمضان	780	—	,,	,,	,,
	4 -	اللہ وسایا	754	—	,,	,,	,,
	5 -	فضل کریم	729	فرسٹ ڈویژن	,,	,,	ان سروس

6 -	محمد یاسین	717	—	"	"	"
7 -	یونس احمد	710	396	"	"	"
8 -	مطیع محمد	710	492	"	"	"
9 -	سیف الرحمن	708	587	"	"	"
10 -	عاشق حسین	702	—	"	"	"
11 -	اختر علی	687	—	"	"	ان سروس
12 -	عبدالرزاق	678	596	"	"	"
13 -	جمشید علی	676	597	"	"	فرسٹ گروپ
14 -	محمد حسین	650	فرسٹ ڈویژن	"	"	"
15 -	غلام حیدر	635	سیکنڈ ڈویژن	"	"	ان سروس
16 -	محمد اکرم	635	340	"	"	فرسٹ گروپ
17 -	محمد امین	628	—	"	"	ان سروس
18 -	محمد مسیح	608	سیکنڈ ڈویژن	"	"	فرسٹ گروپ
19 -	منظور حسین	603	491	"	"	ٹیچر من

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کیمبل پور کی طالبہ مسمات ضوبیہ رحمان کو وظیفے کی ادائیگی

118 . چوھدری علی بہادر خان : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کیمبلپور کی طالبہ مسمات ضوبیہ رحمان نے 1973 کے مڈل سکول کے امتحان میں 850/764 نمبر حاصل کرکے سرگودھا بورڈ میں اول پوزیشن حاصل کی تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ طالبہ مذکور وظیفے کی ادائیگی کے لئے متعلقہ حکام اور وزیر موصوف کو بیشتر درخواستیں گزار چکی ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو طالبہ مذکور کو اب تک وظیفہ ادا نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں یہ درست ہے ۔

(ب) یہ بھی درست ہے ۔

(ج) مسمات ضوبیہ رحمان کو ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کیمبلپور نے مورخہ 19-3-1975 کو وظیفہ کے احکام جاری کر دئے ہیں ۔ ہیڈ مسٹریس صاحبہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول رحیم یار خان وظیفہ کی رقم کی ادائیگی جلد ہی کر دیں گی ۔

سرکاری مواعید

سول ڈسپنسری ڈونگا بونگا ضلع بہاولنگر میں 20 بستروں کا وارڈ تعمیر کرنے کے متعلق یقین دہانی

مسٹر سپیکر : ایک assurance motion کے متعلق کل میں نے کہا تھا کہ I will take it up today یہ ایک assurance motion ہے کہ صوبائی اسمبلی پنجاب کے اجلاس منعقدہ 25 جولائی 1972ء کو سوال نمبر 88 کے جواب میں جناب وزیر صحت نے سول ڈسپنسری ڈونگا بونگا ضلع بہاولنگر میں 20

بستروں کا وارڈ تعمیر کرنے کا کام چھ ماہ میں مکمل کرنے کی یقین دہانی کرائی تھی لیکن عرصہ اڑھائی سال گزرنے کے باوجود یہ کام ابھی تک مکمل نہیں ہوا ۔ اس لئے میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ یہ مسئلہ مجلس دربارہ مواعید کے سپرد کیا جائے ۔

وزیر صحت : جناب والا ۔ اس مسئلے کا جواب اس وقت کے وزیر صحت جناب چوہدری ارشاد احمد صاحب نے دیا تھا ۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ یہ دوبارہ assurance committee کے پاس چلی جائے تاکہ پتا چل جائے کہ اس کی اصل وجوہات کیا ہیں ۔

Mr. Speaker : It is referred to the Committee on Assurances, the report to come within thirty days.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! اس کی limit بڑھا دیں ۔

Mr. Speaker : Three multipied by ten-thirty days available to this Committee.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! 31 جولائی 1975ء تک فرما دیں اپنے فیصلے پر نظر ثانی فرما دیں وقت واقعی بہت تھوڑا ہے ۔

مسٹر سپیکر : پھر دیکھیں گے کہ یہ کمیٹی کتنی efficient ہے ۔
They are so keen that the work should be completed within six months and they cannot submit a report within thirty days.

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

ملک ثناء اللہ خان : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :-

کہ دی ویسٹ پاکستان پریس اینڈ پبلیکیشنز (پنجاب ریپل) بل 1974ء مسودہ قانون (تنسیخ پنجاب) قانون (ترمیم پنجاب بابت 1973ء) ۔طبع و مطبوعات مغربی پاکستان ۔صدرہ 1974ء امسودہ قانون نمبر 27 بابت 1974ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی

رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 15 جولائی 1975ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :-

کہ دی ویسٹ پاکستان پریس اینڈ پبلیکیشنز (پنجاب اپیل) بل 1974ء مسودہ قانون (تنسیخ پنجاب) قانون (ترمیم پنجاب بابت 1973ء) مطبع و مطبوعات مغربی پاکستان مصدرہ 1974ء (مسودہ قانون نمبر 27 بابت 1974ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹ کرنے کی میعاد میں 15 جولائی 1975ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

رانا کے ۔ اے ۔ محمود خا ن : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی ویسٹ پاکستان مسلم پرسانل لاء شریعت (اپلیکیشن) (امنڈمنٹ) بل 1974ء (مسودہ قانون) (ترمیم اطلاق) شریعت مسلم شخصی قانون مغربی پاکستان مصدرہ 1974ء (مسودہ قانون نمبر 59 بابت 1974ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 15 جولائی 1975ء تک توسیع کیجائے۔

سپیکر مسٹر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :-

کہ دی ویسٹ پاکستان مسلم پرسانل لاء شریعت (اپلیکیشن) (امنڈ منٹ) بل 1974ء (مسودہ قانون (ترمیم اطلاق) شریعت مسلم شخصی قانون مغربی پاکستان مصدرہ 1974ء (مسودہ قانون نمبر 59 بابت 1974ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 15 جولائی 1975ء تک توسیع کیجائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

اراکین اسمبلی کی رخصت

مسٹر خالد نواز خان وٹو

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر خالد نواز خان وٹو صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے -

I could not attend the session on 16th June, 1975 Monday due to illness. I may please be granted leave.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر نذر حسین منصور

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر نذر حسین منصور صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی سےطرف موصول ہوئی ہے -

Respectfully I beg to request for the grant of one day leave for 13th June, 1975 as I was not feeling well.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری بشیر احمد چٹھہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر بشیر احمد چٹھہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے -

Respectfully I beg to request for the

grant of one day leave for 16th June, 1975 as I was not feeling well.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :-

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

قاضی محمد اسماعیل جاوید

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست قاضی محمد اسماعیل جاوید صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

بندہ علالت کی وجہ سے سوموار مورخہ 16 جون 1975 کو حاضر نہیں ہو سکا رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری ممتاز احمد کاہلوں صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

اسلام و علیکم ! میں بغرض علاج سروسز ہسپتال کے میڈیکل وارڈ میں داخل ہوں ۔ اس لئے مورخہ 17 جون 1975 تا 21 جون 1975 اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکتا ۔ رخصت کی منظوری اور اپنی مکمل صحت کے لئے دعا کا خواستگار ہوں ۔
شکریہ

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

تحریک ہائے التواء کار

مسٹر سپیکر : اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں ۔

تحریک التوائے کار نمبر 2 ۔ میاں منظور احمد موہل ۔ (میاں صاحب ایوان میں موجود نہیں تھے)

تحریک التوائے کار نمبر 3 ۔ میاں منظور احمد موہل ۔ (میاں صاحب ایوان میں موجود نہیں تھے)

تحریک التوائے کار نمبر 4 میاں منظور احمد موہل ۔ (میاں صاحب ایوان میں موجود نہیں تھے)

تحریک التوائے کار نمبر 5 میاں منظور احمد موہل ۔ (میاں صاحب ایوان میں موجود نہیں تھے)

تحریک التوائے کار نمبر 6 ۔ میاں منظور احمد موہل ۔ (میاں صاحب ایوان میں موجود نہیں تھے)

تحریک التوائے کار نمبر 7 ۔ میاں منظور احمد موہل ۔ (میاں صاحب ایوان میں موجود نہیں تھے)

تحریک التوائے کار نمبر 8 ۔ میاں منظور احمد موہل ۔ (میاں صاحب ایوان میں موجود نہیں تھے)

تحریک التوائے کار نمبر 9 ۔ میاں منظور احمد موہل ۔ (میاں صاحب ایوان میں موجود نہیں تھے)

تحریک التوائے کار نمبر 10 ۔ میاں منظور احمد موہل ۔ (میاں صاحب ایوان میں موجود نہیں تھے)

**

تحریک التوائے کار نمبر 11 ۔ میاں منظور احمد موہل ۔ (میاں صاحب ایوان میں موجود نہیں تھے)

تحریک التوائے کار نمبر 12 ۔ میاں منظور احمد موہل ۔ (میاں صاحب ایوان میں موجود نہیں تھے)

تحریک التوائے کار نمبر 13 ۔ میاں منظور احمد موہل ۔ (میاں صاحب ایوان میں موجود نہیں تھے)

تحریک التوائے کار نمبر 14 ۔ میاں منظور احمد موہل ۔ (میاں صاحب ایوان میں موجود نہیں تھے)

تحریک التوائے کار نمبر 15 ۔ میاں منظور احمد موہل ۔ (میاں صاحب ایوان میں موجود نہیں تھے)

تحریک التوائے کار نمبر 16 ۔ ۔ میاں منظور احمد موہل ۔ (میاں صاحب ایوان میں موجود نہیں تھے)

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, what is the subject matter of these adjournment motions.

Mr. Speaker : Subject matter is contained in these adjournment motions.

تحریک التوائے کار نمبر 17 ۔ میاں منظور احمد موہل ۔ (میاں صاحب ایوان میں موجود نہیں تھے)

تحریک التوائے کار نمبر 18 ۔ میاں منظور احمد موہل ۔ (میاں صاحب ایوان میں موجود نہیں تھے)

تحریک التوائے کار نمبر 19 ۔ میاں منظور احمد موہل ۔ (میاں صاحب ایوان میں موجود نہیں تھے)

(*Interruption*)

He may like to come in on any adjournment motion. It is his right.

(*Interruption inaudible*)

I know that. But even if he is not sitting I have an obligation to perform in due course.

تحریک التوائے کار نمبر 20 ۔ میاں منظور احمد موہل ۔ (میاں صاحب ایوان میں موجود نہیں تھے)

تحریک التوائے کار نمبر 21 ۔ میاں منظور احمد موہل ۔ (میاں صاحب ایوان میں موجود نہیں تھے)

تحریک التوائے کار نمبر 22 ۔ میاں منظور احمد موہل ۔ (میاں صاحب ایوان میں موجود نہیں تھے)

تحریک التوائے کار نمبر 23 ۔ میاں منظور احمد موہل ۔ (میاں صاحب ایوان میں موجود نہیں تھے)

تحریک التوائے کار نمبر 24 ۔ میاں منظور احمد موہل ۔ (میاں صاحب ایوان میں موجود نہیں تھے)

There is no other Adjournment Motion.

Mr. Speaker : Now we go on the legislation.

وزیر قانون : جی ۔ جناب والا !

رانا کے اے محمود خان : جناب سپیکر ۔ اپوزیشن کا بھی عجیب حال ہے ۔

صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں
عجب پردہ ہے کہ لابی میں دبے بیٹھے ہیں

ہنگامی قوانین

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

دی پنجاب ایسینشل آرٹیکلز (کنٹرول) (امنڈمنٹ) آرڈیننس 1975

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا! میں دی پنجاب ایسینشل آرٹیکلز (کنٹرول) (امنڈمنٹ) آرڈیننس 1975ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی پنجاب ایسینشل آرٹیکلز (کنٹرول) (امنڈمنٹ) آرڈیننس 1975ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

که جہاں تک دی پنجاب ایسینشل آرٹیکلز (کنٹرول) (امنڈمنٹ) بل 1975ء کا تعلق ہے ۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

که جہاں تک دی پنجاب ایسینشل آرٹیکلز (کنٹرول) (امنڈمنٹ) بل 1975ء کا تعلق ہے ۔ قواعد انضباط کا صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

که جہاں تک دی پنجاب ایسینشل آرٹیکلز (کنٹرول) (امنڈمنٹ) بل 1975ء کا تعلق ہے ۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

دی ویسٹ پاکستان فوڈ سٹف (کنٹرول) (پنجاب امنڈمنٹ) آرڈیننس 1975ء

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں دی ویسٹ پاکستان فوڈ سٹف (کنٹرول) (پنجاب امنڈمنٹ) آرڈیننس 1975ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر: دی ویسٹ پاکستان فوڈ سٹف (کنٹرول) (پنجاب امنڈمنٹ) آرڈیننس 1975ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ جہاں تک دی ویسٹ پاکستان فوڈ سٹف (کنٹرول) (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1975ء کا تعلق ہے۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی :

> کہ جہاں تک دی ویسٹ پاکستان فوڈ سٹف (کنٹرول) (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1975ء کا تعلق ہے ۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

> کہ جہاں تک دی ویسٹ پاکستان فوڈ سٹف کنٹرول) (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1975ء کا تعلق ہے ۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی ۔)

دی پنجاب ایگریکلچر ڈویلپمنٹ اینڈ سپلائیز کارپوریشن (امنڈمنٹ) آرڈیننس 1975ء

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں دی پنجاب ایگریکلچر ڈویلپمنٹ اینڈ سپلائیز کارپوریشن (امنڈمنٹ) آرڈیننس 1975ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی پنجاب ایگریکلچر ڈویلپمنٹ اینڈ سپلائیز کارپوریشن (امنڈمنٹ) آرڈیننس 1975ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ جہاں تک دی پنجاب ایگریکلچر ڈویلپمنٹ اینڈ سپلائیز کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1975ء کا تعلق ہے ۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ جہاں تک ایگریکلچر ڈویلپمنٹ سپلائیز کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1975ء کا تعلق ہے ۔ قواعد انضباط کارصوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ جہاں تک دی پنجاب ایگریکلچر ڈویلپمنٹ اینڈ سپلائیز کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1975ء کا تعلق ہے ۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ کے نمبر 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی ۔)

دی مری کہوٹہ ہل ایریاز ڈویلپمنٹ اتھارٹی آرڈیننس 1975ء

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں دی مری کہوٹہ ہل ایریاز ڈویلپمنٹ اتھارٹی آرڈیننس 1975ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی مری کہوٹہ ہلی ایریاز ڈویلپمنٹ اتھارٹی آرڈیننس 1975ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ جہاں تک دی مری کہوٹہ ہلی ایریاز ڈویلپمنٹ اتھارٹی بل 1975ء کا تعلق ہے ، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 اور 165 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ جہاں تک دی مری کہوٹہ ہلی ایریاز ڈویلپمنٹ اتھارٹی بل 1975ء کا تعلق ہے ، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 اور 165 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ جہاں تک دی مری کہوٹہ ہلی ایریاز ڈویلپمنٹ اتھارٹی بل 1975ء کا تعلق ہے ۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 اور 165 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

دی پنجاب منسٹرز (سیلریز الاؤنسز اینڈ پرولیجز) آرڈیننس 1975ء

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں دی پنجاب منسٹرز (الاؤنسز اینڈ پرولیجز) آرڈیننس 1975ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی پنجاب منسٹرز (اسیلریز لاؤنسز اینڈ پرولیجز آرڈیننس 1975ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ جہاں تک دی پنجاب منسٹرز (سیلیریز الاؤنسز اینڈ پرولیجز) بل 1975ء کا تعلق ہے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 اور 165 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ جہاں تک دی پنجاب منسٹرز (سیلیریز الاؤنسز اینڈ پرولیجز) بل 1975ء کا تعلق ہے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 اور 165 کی مقتضیات کو معطل کر دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ جہاں تک پنجاب منسٹرز (سیلیریز ، الاؤنسز اینڈ پرولیجز) بل 1975ء کا تعلق ہے ۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 اور 165 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی ۔)

دی پراونشل پنجاب اسمبلی سپیکر (سیلری الاؤنسز اینڈ پرولیجز) آرڈیننس 1975ء

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا! میں دی پنجاب پروانشل اسمبلی سپیکر (سیلری الاؤنسز اینڈ پرولیجز) آرڈیننس 1975ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی پنجاب پرونشل اسمبلی سپیکر (سیلری ، الاؤنسز اینڈ پرولیجز) آرڈیننس 1975ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

> کہ جہاں تک دی پنجاب پرونشل اسمبلی سپیکر (سیلری الاؤنسز اینڈ پرولیجز) بل 1975ء کا تعلق ہے ۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 اور 165 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

> کہ جہاں تک دی پنجاب پرونشل اسمبلی سپیکر (سیلری الاؤنسز اینڈ پرولیجز) بل 1975ء کا تعلق ہے ۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 اور 165 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے ۔

> کہ دی پنجاب پرونشل اسمبلی سپیکر (سیلری الاؤنسز اینڈ پرولیجز) بل 1975ء کا تعلق ہے ۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 اور 165 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی ۔)

دی پنجاب پرونشل اسمبلی ڈپٹی سپیکر (سیلری ، الاؤنسز اینڈ پرولیجز) آرڈیننس

وزیر قانون : جناب والا ! میں دی پنجاب پرونشل اسمبلی ڈپٹی سپیکر (سیلری ۔ الاونسز اینڈ پرولیجز) آرڈیننس 1975ء ہنگامی قانون مشاہرہ ۔ مواجب ۔ واستحقاقات) ڈپٹی سپیکر صوبائی اسمبلی پنجاب مجریہ 1975ء ہنگامی قانون نمبر 16 بابت 1975ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی پنجاب پرونشل اسمبلی ڈپٹی سپیکر (سیلری ۔ الاونسز اینڈ پرولیجز آرڈیننس 1975ء ہنگامی قانون (مشاہرہ ۔ مواجب ۔ استحقاقات ۔)

ڈپٹی سپیکر صوبائی اسمبلی پنجاب مجریہ 1975ء) ہنگامی قانون نمبر 16 بابت 1975 ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ جہاں تک دی پنجاب پرونشل اسمبلی ڈپٹی سپیکر ۔ (سیلری ۔ الاونسز ۔ اینڈ پرولیجز) بل 1975ء ہنگامی قانون (مشاہرہ ۔ مواجب ۔ واستحقاقات) ڈپٹی سپیکر صوبائی اسمبلی پنجاب مجریہ 1975ء کا تعلق ہے ۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973 کے قاعدہ نمبر 77 اور 165 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔ اور سوال یہ ہے ۔

کہ جہاں تک دی پنجاب پرونشل اسمبلی ڈپٹی سپیکر ۔ (سیلری ۔ الاونسز ۔ اینڈ پرولیجز) بل 1975ء ہنگامی قانون (مشاہرہ۔ مواجب واستحقاقات) ڈپٹی سپیکر صوبائی اسمبلی پنجاب مجریہ 1975 کا تعلق ہے ۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973 کے قاعدہ نمبر 77 اور 165 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

دی پنجاب بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری آرڈیننس 1975

وزیر قانون : جناب والا ! میں دی پنجاب بورڈ آف انٹر میڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن آرڈیننس 1975ء (ہنگامی قانون بورڈ آف انٹر میڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن پنجاب مجریہ 1975ء) ہنگامی قانون نمبر 17 بابت 1975ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی پنجاب بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن آرڈیننس 1975ء (ہنگامی قانون بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن پنجاب مجریہ 1975ء) ہنگامی قانون نمبر 17 بابت 1975ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے !

وزیر قانون : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ جہاں تک دی پنجاب بورڈ آف انٹر میڈیٹ

اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن بل 1975ء (ہنگامی
قانون بورڈ آف انٹر میڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن
پنجاب مجریہ 1975) ہنگامی قانون نمبر 17 کا تعلق
ہے ۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت
1973 کے قاعدہ نمبر 77 ، 165 کی مقتضیات کو
معطل کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔ اور سوال یہ ہے :

کہ جہاں تک دی پنجاب بورڈ آف انٹرمیڈیٹ
اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن بل 1975ء (ہنگامی قانون
بورڈ آف انٹر میڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن
پنجاب مجریہ 1975ء) ہنگامی قانون نمبر 17 بابت
1975ء کا تعلق ہے ۔ قواعد انضباط کار صوبائی
اسمبلی پنجاب بابت 1973 کے قاعدہ نمبر 77 ، 165
کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

دی پنجاب ہاؤسنگ فسیلٹیز فار نان پروپرائیٹرز ان رورل ایریاز (امنڈمنٹ) آرڈیننس 1975

وزیر قانون : جناب والا ! میں دی پنجاب ہاؤسنگ فسیلیٹیز فار نان پروپرائیٹرز ان رورل ایریاز (امنڈمنٹ) آرڈیننس 1975ء (ہنگامی قانون (ترمیم) رہائشی سہولیات برائے دیہی غیر مالکان پنجاب مجریہ 1975ء (ہنگامی قانون نمبر 18 بابت 1975ء) ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی پنجاب ہاؤسنگ فسیلیٹیز فار نان پروپرائیٹرز ان رورل ایریاز (امنڈمنٹ) آرڈیننس 1975ء (ہنگامی قانون (ترمیم) رہائشی سہولیات برائے دیہی غیر مالکان پنجاب مجریہ 1975ء (ہنگامی قانون نمبر 18 بابت 1975ء) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ جہاں تک دی پنجاب ہاؤسنگ فیسیلیٹیز فار نان
پروپرائیٹرز ان رورل ایریاز (امنڈمنٹ) بل 1975ء
(ہنگامی قانون (ترمیم) رہائشی سہولیات برائے
دیہی غیر مالکان پنجاب مجریہ 1975ء (ہنگامی

قانون نمبر 18 بابت 1975ء) کا تعلق ہے - قواعد
انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء
کے قاعدہ نمبر 77 ، 165 کی مقتضیات کو معطل
کو دیا جائے -

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ جہاں تک دی پنجاب ہاؤسنگ فسیلیٹیز فار نان
پروپرائیٹرز ان رورل ایریاز (امنڈمنٹ) بل 1975ء
(ہنگامی قانون) (ترمیم) رہائشی سہولیات برائے دیہی
غیر مالکان پنجاب مجریہ 1975ء (ہنگامی قانون
نمبر 18 بابت 1975)ء کا تعلق ہے - قواعد
انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے
قاعدہ نمبر 77 ، 165 کی مقتضیات کو معطل
کر دیا جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Mr. Speaker, bundle of Ordinances are being placed on the table of the House. At least the copies of these Ordinances should be given to us for study. Every thing is being put on the table of the House.

Minister For Law : Office has circulated copies of all these Ordinances.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Where ? They have not been given to us. Not a single copy of any Ordinance has been given to us.

Minister for Law : Copies have been despatched to your address and it is also lying at your desk.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, let us have some opinion on some thing, let us observe some traditions of this House at least. If you want one year's work to be finished in five days.......

Mr. Speaker : I have been told by the Secretary of the Assembly that four days ago all these Bills were circulated amongst the Members and even notice of the same was sent day before yesterday.

مسٹر تاج محمد خانزادہ : ہمیں تو نہیں ملا ۔

مسٹر مصطفیٰ ظفر قریشی : جناب سپیکر ۔ اتنی انفارمیشن تو ہونی چاہیے کہ جناب کی تنخواہ پہلے کتنی تھی ۔ اور اب کتنی ہو جائیگی ۔

وزیر قانون : جناب والا ! وہ بل آ رہا ہے اس میں لکھا ہے ۔

مسٹر سپیکر : میرے علم کے مطابق تو میری تنخواہ میں کوئی فرق نہیں پڑا ہے ۔ مگر یہ وزیر صاحب بتائیں گے ۔ یہ ان کا کام ہے ۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ : جناب والا ! آپ کی تنخواہ ہم بڑھائیں گے ۔ لیکن کیا یہ بھی convention ہے کہ جس کی تنخواہ بڑھے وہ خود ہو preside کرے ۔ یعنی یہ تو اچھا ہے کہ دونوں کا آپس میں تعلق ہی آپ preside کریں ۔ اور وہ کہیں ۔ "ہاں ۔ ہاں" یعنی کچھ ہمیں بھی تو بتائیں ۔ ہاؤس کو کچھ تو پتہ ہو ۔ کہ کتنی تنخواہیں بڑھ رہی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : خان زادہ صاحب ۔ بات یہ ہے ۔ میں تو بہر حال vote نہیں کرتا ۔ یہاں اس ہاؤس میں جب ممبران کی تنخواہ کا بل پیش ہوتا ہے ۔ وہ تو اس پر ووٹ دیتے ہیں ۔ اور اس ووٹ کو اپنے حق میں استعمال کرتے ہیں ۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ : جناب اگر آپ کا یہی منشأ ہے تو ضرور ووٹ کیجئیے ۔میں یہ کہتا ہوں کہ جب آپ کی تنخواہ بڑھتی ہے تو ممبرز کی تنخواہ کیوں نہ بڑھے ۔ انہوں نے کیا قصور کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر: میں نے تو کچھ نہیں کہا ۔ مگر اس ہاؤس کی کنونشنز ہیں ۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ : سر اس ہاؤس کی کنونشنز یہ ہیں ۔ جو کہ آپ نے اس دن بھی کہا تھا ۔ جب میں نے کہا تھا ۔ کہ اس تمام بجٹ کو پاس کریں ۔ آپ نے کہا تھا ۔ کہ میں individual items کو لوں گا ۔ اس ہاؤس میں یہ کنونشنز نہیں ہیں ۔ کہ بغیر کسی کو سمجھائے کسی بات میں ہاں یا نہیں کہلوائی جائے اور ہاں کہہ کر پاس نہیں کرواتے ۔

وزیر قانون : یہ پاس نہیں ہو رہے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ : پاس ہو جائیں گے اور ہمیں پتہ ہی نہیں ہوگا ۔

وزیر قانون : جب اس پر بحث ہو گی ۔ آپ کو حق ہو گا ۔ کہ آپ اس پر بحث کریں ۔ میں فاضل ممبر کی اطلاع کے لئے یہ عرض کر دوں ۔ کہ وزیر اعلیٰ صاحب ۔ سپیکر صاحب اور ڈپٹی سپیکر صاحب کی تنخواہ میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا ہے ۔ محض ایک آئینی تقاضا پورا کرنے کے لئے ۔ کہ ہر اسمبلی کو ان عہدوں کی تنخواہ وغیرہ مقرر کرنے کے لئے 13 اگست تک کی میعاد ہے ۔ اس لئے یہ بل اسمبلی میں لائے گئے ہیں ۔ کسی کی تنخواہ میں ایک پائی کا بھی اضافہ نہیں ہوا ۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ : ہم کہتے ہیں ۔ کریں ۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ۔ چاہے آپ ڈبل کر دیں ۔ کیونکہ مہنگائی کافی ہو گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں convass تو نہیں کرتا ۔ لیکن اگر میری تنخواہ ڈبل ہو جائے ۔ تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں وضاحت کرتا ہوں ۔ کہ نہ تو وزیر اعلیٰ کی تنخواہ میں نہ ہی کسی دیگر منسٹر کی تنخواہ میں ۔ نہ سپیکر صاحب کی تنخواہ میں اور نہ ہی ڈپٹی سپیکر کی تنخواہ میں ایک پیسے کا اضافہ ہو رہا ہے ۔ یہ فقط آئینی تقاضے کو پورا کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے ۔ آئین میں ایک آرٹیکل ہے ۔ کہ اس اسمبلی کو ان کی تنخواہ مقرر کرنی ہے ۔ وہ پہلے جو تنخواہیں لے رہے ہیں ۔ وہ مارشل لا ریگولیشن کے ذریعے مقرر ہوئی تھیں ۔ ان کو قانونی شکل دینے اسمبلی میں بل لایا گیا ہے ۔ فاضل ممبر کی اطلاع کے لئے یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں ۔ کہ آج سے کچھ عرصہ پہلے اس ہاؤس نے ممبران کی تنخواہ میں اضافہ کا ایک بل پیش ہوا تھا ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر مگر یہ کوئی طعنے کی بات نہیں ہے ۔ وہ بھی law کی ایک constitutional requirement تھی اور یہ بھی law کی ایک constitutional requirement ہے ۔ اس میں بھی تھا ۔ کہ ممبرز کی salaries, privileges کا تعین اس ایوان میں ایک قانون پاس کر کے کریں ۔ خان زادہ صاحب کا اعتراض اصل میں اس سے مختلف ہے ۔ ان کا اس بات پر اعتراض نہیں ہے ۔ کہ یہ بل آپ کیوں زیر غور لا رہے ہیں ۔ ان کا اعتراض یہ ہے کہ اتنے سارے آرڈیننسیز جو ہیں ۔ ان کے بارہ میں قواعد کی دفعہ 77 اور 165 کو اسطرح معطل نہ کریں ۔

وزیر قانون : وہ سمجھتے تھے کہ یہ بل ساتھ ہی ساتھ پاس بھی ہو رہے ہیں ۔ انہیں یہ غلط فہمی ہوئی ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ : جناب والا ! پندرہ سال مجھے ہو گئے ہیں ۔ میں اتنا ignorant نہیں ہوں جتنا آپ سمجھتے ہیں ۔ جب آپ اعلان کریں گے تو ہم اسے ہاں کہہ دیں گے ۔ یہ اور بات ہے : لیکن ہوا اعتراض یہ ہے کہ یہ ordinances ہمارے پاس آئے نہیں ہیں ۔ آپ نے کہا تھا ۔

The ordinanaces will be the minimum. The country will be ruled by legislation and not by ordinances. We had enough of ordinances in the past and I hope you are not going to respeat the same. I am sure.

رانا کے ۔ ایم ۔ حمید خان : جناب والا ! دراصل خانزادہ صاحب خود تو روپے پیسے سے بے نیاز ہیں ۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ دوسرے بھی بے نیاز ہیں ۔

وزیر قانون : نہیں نہیں ایسی بات نہیں ہے ۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ : کس سے بے نیاز ہیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ کی درویشی کی تعریف ہو رہی ہے ۔ (قہقہہ)

وزیر قانون : ان آرڈیننسز کی کاپیاں تمام ممبران کو پہنچ چکی ہیں ۔ لیکن ہم پھر بھی اس بات کی احتیاط کریں گے ۔ کہ اگر ان کو یہ کاپیاں نہیں ملی ہیں ۔ تو آئیندہ میں سیکرٹری صاحب سے درخواست کروں گا ۔ وہ خاص طور پر ان کی تقسیم کا اہتمام کریں ۔

Mr. Taj Muhkmmad Khanzada. Thank you, Sir.

جناب والا ! یہ آرڈیننس اردو میں ہیں یا انگریزی میں ہیں ۔

مسٹر سپیکر : دونوں زبانوں میں ہیں ۔ انگریزی میں بھی اور اردو میں بھی ۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ : جناب والا ! ان کی کاپی ایک آدمی کو بھی نہیں ملی ۔ جس تاریخ سے ہم آئے ہیں اس تاریخ سے لے کر آج تک ہمیں ان آرڈیننسز کی کاپیاں بالکل نہیں ملیں ۔ کوئی معزز ممبر کہے ۔ کس کو ملی ہیں ۔

ہنگامی قانون (ترمیم پنجاب) ترقیات تھل مجریہ 1975

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں ہنگامی قانون (ترمیم پنجاب) ترقیات تھل مجریہ 1975ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : ہنگامی قانون (ترمیم پنجاب) ترقیات تھل مجریہ 1975ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے -

وزیر قانون : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ جہاں تک ہنگامی قانون (ترمیم پنجاب) ترقیات تھل مجریہ 1975ء کا تعلق ہے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قواعد نمبر 77 و 165 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے -

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے -

اور سوال یہ ہے :

کہ جہاں تک ہنگامی قانون (ترمیم پنجاب) ترقیات تھل مجریہ 1975ء کا تعلق ہے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قواعد نمبر 77 و 165 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

ہنگامی قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور مجریہ 1975

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں ہنگامی قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور مجریہ 1975ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں -

مسٹر سپیکر : ہنگامی قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور مجریہ 1975ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے -

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ جہاں تک ہنگامی قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور مجریہ 1975ء کا تعلق ہے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قواعد نمبر 77 و 165 کی مقتضیات کو معطل کیا جائے -

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

اور سوال یہ ہے :

کہ جہاں تک ہنگامی قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور مجریہ 1975ء کا تعلق ہے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قواعد نمبر 77 و 165 کی مقتضیات کو معطل کیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ہنگامی قانون (ترمیم ثانی پنجاب) (انضباط) اشیائے خوردنی مغربی پاکستان مجریہ 1975

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں ہنگامی قانون (ترمیم ثانی پنجاب) (انضباط) اشیائے خوردنی مغربی پاکستان مجریہ 1975ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : ہنگامی قانون (ترمیم ثانی پنجاب) (انضباط) اشیائے خوردنی مغربی پاکستان مجریہ 1975ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ ہنگامی قانون (ترمیم ثانی پنجاب) (انضباط) اشیائے خوردنی مغربی پاکستان مجریہ 1975ء کا جہاں تک تعلق ہے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قواعد نمبر 77 و 165 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

اور سوال یہ ہے :

کہ ہنگامی قانون (ترمیم ثانی پنجاب) (انضباط) اشیائے خوردنی مغربی پاکستان مجریہ 1975ء کا جہاں تک تعلق ہے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 73ء کے قواعد نمبر 77 و 165 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسودات قانون

مسودہ قانون (ترمیم) (انضباط ضروری اشیاء پنجاب) مصدرہ 1975

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم) (انضباط) ضروری اشیاء پنجاب مصدرہ 1975ء کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم) (انضباط) ضروری اشیاء پنجاب مصدرہ 1975ء کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

آپ اس سٹیج پر کچھ کہنا نہیں چاہتے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں اس کے اغراض و مقاصد جناب کی خدمت میں ،اور اس معزز ایوان میں پیش کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب والا ! ضروری اشیاء کو ان کی تیاری ان کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانا ۔ ان کو گوداموں میں سٹور رکھنا ۔ ان کا دکانوں میں پہنچانا اور ٹھیک نرخوں پر بیچنا ان تمام مراحل کے لئے عوام کے فائدے کے لئے اور کنٹرول کرنے کے لئے یہ بنیادی قانون پہلے سے موجود ہے ۔ لیکن موجودہ حالات میں خاص کر مات اپریل کے فیصلے کے بعد جس میں کچھ ضروری اشیاء کی قیمتوں میں نظرثانی کی گئی تھی اور اضافہ کیا گیا تھا ۔ ان کے تحت حکومت کو یہ خدشہ تھا کہ شائد اس سے کچھ لوگ اس قسم کی کارروائیاں کریں اور اجناس جن کی قیمتوں میں براہ راست کوئی اضافہ نہیں کیا گیا ان کی قیمتوں میں اضافہ کر دیا جائے یا اجناس کو روک لیا جائے یا ذخیرہ اندوزی کر دی جائے یا ان کے خام مال کو مہنگا کر دیا جائے یا اس کی نایابی ہو جائے ۔ تو ان تمام چیزوں کو کنٹرول کرنے کے لئے ہم تین ترامیم جناب والا کے سامنے پیش کر رہے ہیں ۔ ان میں سے پہلا جرم یعنی اسپیشل آرٹیکل (کنٹرول) ایکٹ کی خلاف ورزی ایک ناقابل دست اندازی پولیس جرم تھا ۔ تو اس ترمیم کے ذریعے اس جرم کو قابل دست اندازی پولیس بنا دیا ہے تاکہ ہم عوام کو اس کا حق دیں اور اس قانون کے ذریعے چیزوں کی قیمتوں کو غیر معقول حد تک بڑھنے نہ دیں ۔ اسپیشل آرٹیکل کنٹرول ایکٹ کی ہر خلاف ورزی جس کا میں نے بہت تفصیل

سے ذکر کیا ہے ۔ اس ترمیم کے ذریعے اس جرم کو قابل دست اندازی پولیس بنا دیا ہے ۔ اس ضمن میں دوسری تبدیلی یہ ہے کہ اس کو فعال بنایا چاہئے تاکہ ہم اس کے ذریعے کوئی کارروائی کر سکیں ۔ اسپیشل آرڈیننز کنٹرول ایکٹ کی خلاف ورزی کرنے والوں کی سمری سماعت کی جانی چاہئے ۔ تیسری چیز یہ ہے کہ اس سے پہلے قانون میں یہ سقم رہ گیا تھا کہ اس میں دی گئی اسٹ جس میں 43 آئٹمز ہیں اس میں کسی آئٹم کے اضافہ کرنے کے لئے ہاؤس کی اجازت درکار ہوتی تھی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حالات میں عوام کی فلاح و بہبود کے لئے فوری اقدام لینے ہوتے ہیں تجار اور کاروباری حضرات ہر وقت بھاؤ پر نظر رکھتے ہیں کہ فلاں چیز مہنگی ہوگی یا بہت سے پہلے مہنگی ہونے کا خدشہ ہے وہ اس کا ذخیرہ کر لیتے ہیں اور بعد میں اس کو مہنگے داموں فروخت کرتے ہیں ۔ اسی طرح اس مرتبہ مرکزی وزیر خزانہ نے ان کو چکر دیا ہے تاکہ وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکیں اور جن لوگوں نے اس مرتبہ جن اشیا کو سٹور کیا تھا ان کو کوئی فائدہ نہیں ہوا اور چونکہ کاروباری آدمی کا reaction بہت تیز ہوتا ۔ اس لئے حکومت نے اس چیز کو روکنے کے لئے کہ کسی چیز کو سٹور نہ کیا جائے ۔ یہ اقدام کئے ہیں تاکہ اسمبلی کی اجازت کے بغیر بھی مذکورہ فہرست میں اضافہ کیا جا سکے ۔ آج کا زمانہ economic age کا زمانہ ہے اس لئے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے حکومت کے رد عمل کو فعال بنانے کے لئے یہ تبدیلی کی گئی ہے ۔ آئندہ صرف گزٹ نوٹیفیکیشن کے ذریعے اعلان کر دیا جائیگا کہ فلاں چیز بھی اسپیشل کنٹرول کے تحت آ گئی ہے ۔ اس کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ بل کی صورت میں اسمبلی میں آئے اور پاس ہو اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ اس قسم کے فوری اقدام کئے جا سکیں اور عوام کے فائدہ کے لئے حکومت کے پاس بھی اس قسم کا کوئی قانون اور اختیار ہونا چاہئے تاکہ اس کو فوری فیصلہ کے لئے گزٹ نوٹیفیکیشن کرنے کے بعد یہ چیز قانون کے دائرہ میں آ جائے ۔ جناب والا ! یہ تین ترامیم تھیں جن کے ذریعے کاقابل دست اندازی جرم کو قابل دست اندازی پولیس بنا دیا ہے ۔ دوسرے سمری ٹرائیل کو introduce کر دیا گیا ہے ۔ تیسرے یہ جس کو حکومت ضروری آرٹیکل سمجھے اور جو مفاد عامہ کے لئے ضروری ہو وہ قانون جو پہلے سے موجود

ہے اس کے تحت اس چیز کا صرف گزٹ نوٹیفیکیشن کے ذریعے بتا دینا ہی کافی سمجھا جائیگا ۔ شکریہ ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : These amendments which have been suggested are constructive but, for the sake of information, I would like to know that instead of having Gazette Notification why not have an Ordinance ? The Assembly can still retain its powers. What is the difference? By Gazette Notification we are depriving the legislature of its powers. I think the difference is only of name and not anything else.

Mr. Speaker : That is about the schedule as to what are the items to be included.

مسٹر تاج محمد خانزادہ : پہلے لیجسلیچر سے پاور لینی پڑتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : پاور تو اب بھی لیجسلیچر سے لی ہے ۔

That is not what he has said. What he has said is.
کون سے آرٹیکل ہیں جن پر حکومت نے کنٹرول کرنا ہے ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : I have heard it with my own ears. I may be wrong and I stand corrected but he has said that this power was with the legislature.

Mr. Speaker : Now the member is trying to make his speech relevant. That is why I interfered.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Just for my own information I would like to know what is the difference between an Ordinance and a Gazette Notification because in one case the legislature retains its powers and in the order the legislature is deprived of its powers although the ultimate object in both cases is the same ?

وزیر تعلیم : اس کا جواب بالکل عیاں ہے اور میں نے واضح طور پر بیان کیا ہے کہ اسنشل آرٹیکلز میں روز تبدیلیاں ہوتی ہیں اور فاضل رکن خود بھی ایک صنعت کار ہیں انہیں معلوم ہے کہ ایک دن میں ٹیلیفون کے ذریعے دو تین چیزوں کے بھاؤ کم یا زیادہ بھی ہو سکتے ہیں ۔ اور وہ کسی چیز کو store کر سکتے ہیں اور اس کی قیمتیں بڑھا سکتے ہیں ۔ اس لئے اس کے مقابلہ میں اگر حکومت کے پاس پاور نہ ہوں اور میں یہ کہنے

میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتا کہ عوام ہم سے توقع رکھتے ہیں کہ ہم فوراً اس کا رد عمل کریں کیونکہ یہ مفاد عامہ کے لئے بہت ضروری ہے -

مسٹر تاج محمد خانزادہ : میں deny نہیں کرتا - میں نے تو صرف یہ پوچھا ہے کہ نوٹیفیکیشن اور آرڈیننس میں کیا فرق ہے - میں نے یہ نہیں کہا کہ مفاد عامہ میں کیا فرق ہے -

I am a soldier both by birth and profession. My 'sanat' is entirely in Government hands. No personal reference should have been made about me on that account.

وزیر تعلیم : میں نے کوئی غلط حوالہ نہیں دیا ہے - میں نے کہا ہے کہ آپ ایک صنعت کار ہیں اور اگر آپ مجھے ڈاکٹر کہیں تو کیا یہ غلط حوالہ ہوگا آپ تجربہ کار ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ اسی تجربہ کی روشنی میں بول رہے ہیں -

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :-

کہ دی پنجاب ایسنشل آرٹیکلز (کنٹرول) (امنڈمنٹ) بل 1975 فی الفور زیر غور لایا جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 2)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز نمبر 2 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 2 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 3)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 3 زیر غور ہے -

اب سول یہ ہے :

کہ کلاز 3 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Taj Mahammad Khanzada : May I still ask from the Minister-in-Charge what difference does this amendment make "Government may by Notification in the Official Gazette make additions to the Schedule"? It is only a question of one and the other........

Mr. Speaker : I should not interfere but the Constitution already provides that no law is required to make law by Ordinance.

(کلاز 4)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 4 زیر غور ہے -

اور سوال یہ ہے :

کہ کلاز 4 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 1)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 1 زیر غور ہے -

اور سوال یہ ہے :

کہ کلاز 1 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(پری ایمبل)

مسٹر سپیکر: اب بل کا پری ایمبل پیش ہے ۔

اور سوال یہ ہے :

کہ پری ایمبل بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر: اب بل کا لونگ ٹائیٹل زیر غور ہے چونکہ اس پر کوئی ترمیم نہیں ہے ۔ اس لئے یہ بل کا حصہ بنتا ہے ۔

وزیر قانون: جناب والا ! میں یہ تحریک کرتا ہوں ۔

کہ دی پنجاب ایسنشل آرٹیکلز (کنٹرول) (امنڈمنٹ) بل 1975 منظور کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم) (انضباط) ضروری اشیاء مصدرہ 1975ء منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) (انضباط) اشیائے خوردنی مغربی پاکستان مصدرہ 1975

وزیر قانون: جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) (انضباط) اشیاء خوردنی مغربی پاکستان مصدرہ 1975ء فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) (انضباط) اشیاء خوردنی مغربی پاکستان مصدرہ 1975ء فی الفور زیر غور لایا جائے۔

کیا اس کے متعلق کسی نے کچھ کہنا ہے ؟

وزیر قانون : جی ہاں جناب والا ! اس کے متعلق میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب والا ۔ اس قانون میں اس غرض کے لئے یہ ترمیم لائی گئی ہے جیسا کہ آپ جانتے ہیں ہمارا معاشرہ ہوس زر کی لعنت میں ایک مرض کی حیثیت اختیار کرتا چلا آ رہا ہے اور جب بھی کوئی موقع آتا ہے تو کسی بھی شعبہ سے تعلق رکھنے والے لوگ اس بات سے گریز نہیں کرتے کہ وہ ناجائز منافع حاصل کریں ۔ چنانچہ جب بھی کبھی قیمتوں میں رد و بدل کا موقع آتا ہے تو یہ لوگ زیادہ سے زیادہ نفع کمانے کی کوشش کرتے ہیں ۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے اگر اشیاء خوردنی کی قیمتوں پر کنٹرول نہ رکھا جائے تو اس سے زیادہ تکلیف ان بے کس اور غریب عوام کو پہنچتی ہے جن کی آمدنی محدود ہوتی ہے ۔ اس مقصد کے لئے جو قانون اس صوبے میں پہلے سے رائج تھا وہ ایک موثر قانون نہ تھا اس میں جو طریقہ کار وضع کیا گیا تھا اس کے مطابق ایسے مجرموں کو موثر طریقہ سے نہیں پکڑا جا سکتا تھا ۔ چنانچہ اس ترمیم کے ذریعے ان مقدمات کے طریقہ سماعت اور اس کی نوعیت میں تبدیلی کی گئی ہے ۔ جیسا کہ اس قانون سے واضح ہے اب جو شخص بھی اشیاء خوردنی کی فروخت میں زیادہ اور ناجائز منافع حاصل کرتا ہے یا غلط طریقہ کار اختیار کرتا ہے تو اب یہ جرم قابل دست اندازی پولیس ہوگا اور ایسے شخص کو بلا وارنٹ گرفتار کیا جا سکتا ہے ۔ اسی طرح سے اب یہ جرم ناقابل ضمانت بھی ہوگا اور اس کے طریقہ سماعت میں بھی تبدیلی کی گئی ہے ۔ اب ایسے مقدمات کو سمری ٹرائل کے لئے سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں لایا جا سکتا ہے اور ٹرائی کیا جا سکتا ہے تا کہ یہ لوگ عوام کا اور غریبوں کا خون چوسنے سے باز رہیں ۔ اس لئے یہ اصلاحی قانون اس ایوان میں برائے منظوری پیش کیا گیا ہے ۔

نواب زادہ سردار عطا محمد خان لغاری : جناب ۔ میں مودبانہ گزارش کروں گا کہ ہمارے وزیر اعظم صاحب نے ابھی ابھی کہا تھا کہ وہ چاہتے ہیں کہ اس صوبے میں اور اس ملک میں جمہوریت نشوونما پائے ۔ میں نے پچھلی دفعہ

بھی گزارش کی تھی کہ اسمبلی کا اجلاس بلائے جانے کے بعد اگر کوئی آرڈیننس نافذ کیا جائے تو کم از کم اتنا تو کیا جائے کیا وہ آرڈیننس متعلقہ کمیٹی کے سامنے پیش ہو۔

وزیر قانون : پوائنٹ آف آرڈر ۔ فاضل رکن نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اسمبلی کے اجلاس کے دوران آرڈیننس نافذ نہیں ہونا چاہیئے ۔ میں فاضل ممبر کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی بھی آرڈیننس آئین کی رو سے نہ تو اسمبلی کے اجلاس کے دوران نافذ کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی حکومت پنجاب نے اسمبلی کے اجلاس کے دووان کوئی ایسا آرڈیننس نافذ کیا ہے ۔

نواب زادہ سردار عطا محمد خان لغاری: جناب والا ! میں نے یہ نہیں کہا کہ اسمبلی کے اجلاس کے دوران یہ کیا گیا ہے ۔ ہمارے پاس ایک ایسا بھی آرڈیننس ہے جو اسمبلی کا اجلاس شروع ہونے سے پہلے ۔ جب کہ اسمبلی کا اجلاس بلایا جا چکا تھا نافذ کیا گیا ۔ اگر کسی آرڈیننس کے نافذ کرنے کی اشد ضرورت ہو تو کم از کم اس کے لئے اسمبلی کی متعلقہ کمیٹی کو تو اعتماد میں لیا جانا چاہیئے تا کہ جمہوریت کی نشوونما ہو ۔ کیونکہ اگر کیبنٹ منسٹر صاحبان اس اسمبلی کی مشاورت نہیں چاہتے اور وہ گورنر صاحب کے پاس جا کر دستخط کرا سکتے ہیں تو میں مودبانہ التماس کروں گا کہ جمہوریت کو قائم رکھنے کے لئے یہ ضرور فرمائیں کہ کم از کم اسمبلی کا اجلاس بلائے جانے کے دس ۔ پندرہ دن پہلے تک اگر کسی آرڈیننس کا نافذ کرنا اشد ضروری ہو تو اس کے لئے فوڈ کمیٹی یا ریونیو کمیٹی یا اریگیشن کمیٹی کو بلا لیا جائے اور تب اسے نافذ کیا جائے نہیں تو اسمبلی کے سامنے پیش کیا جائے ۔ یہ میرا موؤبانہ التماس ہے کیوں کہ اگر یہاں جمہوریت نے چلنا ہے تو اسی طریقہ سے چل سکتی ہے یہ نہیں کہ آرڈیننس ہوگیا اور یہ نہ تو پارٹی میٹنگ میں پیش ہوا اور نہ ہی اسمبلی کی متعلقہ کمیٹی میں پیش ہوا۔ یہ میری مودبانہ رائے اور گزارش ہے اسے ملحوظ خاطر رکھا جائے ۔ کیونکہ قائد عوام نے یہ کہا ہے کہ یہ بہت نازک پودا ہے اور اس کی آبیاری بہت ضروری ہے ۔ اگر 2 جون کو یا 22 مئی کو اس کی اشد ضرورت ہے تو پہلے اسمبلی کی متعلقہ کمیٹی میں پیش ہوتا تا کہ اس میں عوام کے مفاد کی خاطر ارکان کمیٹی کوئی تجویز پیش کر سکتے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں فاضل رکن کی بات کا جواب دینا چاہتا ہوں ۔ انہوں نے ایک اعتراض یہ کیا ہے کہ اس طریقہ کار سے جمہوریت کی نفی ہوتی ہے ۔ جناب والا ! اس صورت میں جب حکومت کا کوئی اعمال ۔

حکومت کا کوئی کارکن یا کوئی وزیر آئین کی مخالفت کرتا ہے اور آئین کے خلاف کوئی کام کرتا ہے تو اس صورت میں جمہوریت کی نفی ہوتی ہے ۔ آپ آئین ملاحظہ کریں ۔ جناب والا ! اس حکومت نے یہ آرڈیننس نافذ کر کے آئین کی خلاف ورزی نہیں کی بلکہ اپنے آئینی اختیارات کا استعمال کیا ہے اور اس سے جمہوریت کو تقویت ملی ہے ۔ جمہوریت کا یہ مطلب نہیں کہ مفاد عامہ کے لئے کوئی کام کرنے کے لئے انتظار کیا جائے ۔ اسی لئے آئین میں اس بات کی گنجائش رکھی گئی ہے کہ کسی بھی حکومت کو آرڈیننس کے ذریعے ہنگامی قوانین نافذ کرنے کا اختیار ہے تا کہ مفاد عامہ کے کاموں کے لئے اسمبلی کے اجلاس کا انتظار نہ کرنا پڑے ۔ اگر کوئی حکومت یہ محسوس کرتی ہے کہ کوئی قانون مفاد عامہ کے لئے نافذ کرنا ضروری ہے تو اسے فی الفور ایسا کرنا چاہیئے ۔ میرے فاضل دوست محض جمہوریت کی خاطر اسمبلی کے اجلاس کا اعتراض کر رہے ہیں ۔ میں تو یہاں تک کہوں گا کہ اگر کوئی حکومت فوری طور پر مفاد عامہ کی خاطر کوئی قانون نافذ نہیں کرتی تو وہ جمہوریت کی نفی کرتی ہے اور مفاد عامہ کے خلاف کام کرتی ہے ۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کی ہے یہ قانون اصلاحی ہے اور اس کا نافذ کرنا مفاد عامہ کی خاطر نہایت ضروری تھا ۔ اس لئے حکومت نے اس قانون کو نافذ کر کے اپنا فرض نہایت مستعدی کے ساتھ پورا کیا ہے ۔ اس لئے فاضل رکن کا یہ اعتراض سرا سر بے جا ہے ۔ دوسرا اعتراض میرے فاضل دوست نے یہ کیا ہے کہ یہ قانون کم از کم اسمبلی کی متعلقہ کمیٹی کے سپرد کر دیا جاتا ۔ جناب والا ! معلوم ہوتا ہے کہ میرے فاضل دوست نے غالباً اسمبلی کے قواعد و انضباط کار کا ملاحظہ نہیں کیا ۔ جب تک کوئی قانون اس ایوان میں پیش نہیں ہوتا اس وقت تک اسے براہ راست کسی بھی سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد نہیں کیا جا سکتا ۔ کیونکہ یہ حق صرف اس اسمبلی کو حاصل ہے کہ وہ کسی قانون کو کسی متعلقہ کمیٹی میں غور و خوض کے لئے پیش کرے ۔ آج اس قانون کو اسمبلی میں پیش کیا گیا ہے اس لئے آج یہ اسمبلی یہ حق رکھتی ہے کہ اسے اسمبلی کی کسی کمیٹی کے سپرد کر دے ۔ لیکن اسمبلی میں پیش ہونے سے پیشتر کسی بھی قانون کو کسی کمیٹی کے سپرد نہیں کیا جا سکتا ۔ اس لئے میرے فاضل دوست کا یہ اعتراض بھی غیر قانونی اور قواعد کے خلاف ہے بلکہ میں یہاں تک کہوں گا کہ میرے فاضل دوست نے دراصل قواعد کا مطالعہ نہیں کیا ورنہ وہ ہر گز یہ اعتراض نہ کرتے ۔

نواب زادہ سردار عطا محمد خان لغاری : جناب والا ! میں پچھلے سیشن کے تجربہ کی وجہ سے یہ کہہ رہا ہوں کہ لینڈ ریوینیو کا ترمیمی ایکٹ بھی اسمبلی کی ریوینیو کمیٹی کے پاس جانا چاہئے تھا لیکن وہ نہیں بھیجا گیا اور اس میں بھی اسی طرح جلدی میں توسیع کر دی گئی تھی اور ایک دو اور بھی ایسے قوانین تھے ۔ میں کہتا ہوں کہ اگر قانونی طور پر نہ سہی کم از کم مشاورت کا تو قرآن حکیم میں بھی حکم ہے جو سب سے بہترین آئین ہے ۔ اس میں لکھا ہے "مشاور بنہم" یعنی مشاورت کی جائے۔ اسمبلی کی کمیٹیوں کے اجلاس تو ویسے بھی ہوتے رہتے ہیں ۔ اگر ان معاملات میں بھی ان سے مشورہ لے لیا جاتا تو بہتر ہوتا ۔ پھر انہیں عوام میں مشتہر بھی نہیں کیا جاتا۔ اگر عوام سے ہی مشورہ لے لیا جائے تو یہ بھی اسلامی نظام اور جمہوری نظام کے عین مطابق ہے ۔ میں کوئی ایسی تنقید نہیں کر رہا کہ ضروری قوانین نافذ نہ کئے جائیں ۔ میں تو کہتا ہوں کہ یہ مشاورت کے بعد نافذ کئے جائیں اور اس اسمبلی کے ارکان کی مشاورت سے کئے جائیں ۔ اسمبلی کی کمیٹیاں ہیں ۔ ان کے گیارہ گیارہ ممبر ہیں ان سے مشورہ لے لیا جائے۔ اگر آپ یہ بھی مناسب نہیں سمجھتے تو پھر میں اس پر مزید اعتراضات نہیں کر سکتا ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) (انضباط) اشیاء خوردنی مغربی پاکستان مصدرہ **1975ء فی الفور** زیر غور لایا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب اسے فی الفور زیر غور لایا جاتا ہے ۔

(کلاز 2)

اب اس کی کلاز نمبر 2 زیر غور ہے ۔

اور سوال یہ ہے :

کہ کلاز 2 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 3)

اور مسٹر سپیکر : اب کلاز نمبر 3 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 3 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 1)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز نمبر 1 بل زیر غور ہے -

اور سوال یہ ہے :

کہ کلاز 1 کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(تمہید)

مسٹر سپیکر : اب بل کا پری ایمبل زیر غور ہے -

اور سوال یہ ہے :

کہ پری ایمبل بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب بل کا لانگ ٹائٹل زیر غور ہے - چونکہ اس میں کوئی ترمیم نہیں - اس لیے یہ بل کا حصہ بنتا ہے -

اب ہم تھرڈ ریڈنگ شروع کرتے ہیں -

وزیر قانون : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی ویسٹ پاکستان فوڈ سٹف (کنٹرول) (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1975ء منظور کیا جائے -

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی ویسٹ پاکستان فوڈ سٹف (کنٹرول) پنجاب امنڈمنٹ) بل 1975 منظور کیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

دی پنجاب ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ اینڈ سپلائز کارپوریشن (امنڈمنٹ بل 1975ء

وزیر قانون : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ اینڈ سپلائز کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1975ء فی‌الفور زیر غور لایا جائے۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ دی پنجاب ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ اینڈ سپلائز کارپوریشن (امنڈ منٹ) بل 1975ء فی‌الفور زیر غور لایا جائے۔

وزیر قانون : جناب والا ! آپ جیسا کہ کو معلوم ہے ، حکومت پنجاب نے اس صوبے میں ایک زرعی کارپوریشن قائم کر رکھی ہے جس کا مقصد کاشتکاروں اور زمینداروں کو کاشت میں ترقی کے لئے قرضے اور سہولتیں فراہم کرنا ہے۔ کھاد ، آلات کشاورزی ، بیج اور کاشت کاروں اور زمینداروں کی دوسری زرعی ضروریات کو پورا کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ یہ ضرورت اس لئے محسوس کی گئی تھی کہ پنجاب میں ہم نے ہندوؤں سے آڑھت اور ساہوکارے کی شکل میں یہ نظام ورثے میں لیا تھا جو زمینداروں اور کاشتکاروں کا خون چوستے تھے اور ان کو ان کی پیداوار کا پورا معاوضہ نہ دیتے تھے۔ آپ کو معلوم ہے ، اس کارپوریشن کے قیام کے بعد حکومت کی طرف سے ایک گراں بہا رقم ، ایک ارب روپیہ ، زمینداروں اور کاشتکاروں کو پنجاب میں بیج اور کھاد کے لئے قرضہ دیا گیا ہے۔ جناب والا ! اس کارپوریشن کے قیام کو موثر بنانے اور اس کے مفادات کو جاری رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے دبئے ہوئے قرضہ جات

کی وصولی بھی ساتھ ساتھ ہوتی رہے ۔ تاکہ یہ قرضہ جات زمینداروں اور کاشتکاروں کی ضروریات کو پورا کر سکیں اور انہیں آڑھتیوں اور ساھوکاروں کے چنگل سے نجات مل سکے ۔ کاشتکاروں اور زمینداروں نے کہیں کہیں غفلت سے کام لیا ہے اور اس کارپوریشن کے قرضہ جات کو واپس نہیں لوٹایا ۔ چنانچہ ان بقایاجات کی وصولی کو موثر بنانے کے لئے اس قانون میں ایک معمولی سی ترمیم کی جا رہی ہے کہ اگر کاشت کار اور زمیندار بروقت واجب الادا رقم واپس نہ کریں تو اس کی وصولی بطور بقایا مال گزاری ہو سکتی ہے ۔ اس لئے یہ مسودہ قانون اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ اینڈ سپلائیز کارپوریشن (اسنٹمنٹ) بل 1975ء فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 2)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز نمبر 2 زیر غور ہے ۔

اور سوال یہ ہے :

کہ کلاز 2 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 3)

مسٹر سپیکر : اب کلاز نمبر 3 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 3 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 1)

مسٹر سپیکر : اب کلاز نمبر 1 زیر غور ہے ۔

اور سوال یہ ہے :

کہ کلاز 1 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(تمہید)

مسٹر سپیکر : اب بل کا پری ایمبل زیر غور ہے ۔

اور سوال یہ ہے :

کہ پری ایمبل بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب بل کا لانگ ٹائٹل زیر غور ہے ۔ چونکہ اس میں کوئی ترمیم نہیں ، اس لئے یہ بل کا حصہ بنتا ہے ۔

اب ہم تھرڈ ریڈنگ شروع کرتے ہیں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ اینڈ سپلائز کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1975ء منظور کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے ۔

اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ اینڈ سپلائز کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1975ء منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

دی پنجاب ٹیننسی (ریموول آف ڈاؤلس اینڈ اسنڈمنٹ) بل 1975ء

وزیر قانون : جناب والا ! میں دی پنجاب ٹیننسی Removel (ریموول آف ڈاؤلس اینڈ اسنڈمنٹ) بل 1975ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی پنجاب ٹیننسی (ریموول آف ڈاؤلس اینڈ اسنڈمنٹ) بل 1975ء پیش کر دیا گیا ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ جہاں تک دی پنجاب ٹیننسی (ریموول آف ڈاؤلس اینڈ اسنڈمنٹ) بل 1975ء کا تعلق ہے ، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے ۔

اور سوال یہ ہے :

کہ جہاں تک دی پنجاب ٹیننسی (ریموول آف ڈاؤلس اینڈ امنڈمنٹ) بل 1975ء کا تعلق ہے ، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر قانون : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب ٹیننسی (ریموول آف ڈاؤلس اینڈ امنڈمنٹ) بل 1975ء فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ دی پنجاب ٹیننسی (ریموول آف ڈاؤلس اینڈ اسنڈمنٹ) بل 1975ء فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! یہ ترمیمی قانون اس لئے ایوان میں لایا گیا ہے ۔ دراصل یہ کیمبل پور کا مسئلہ ہے ۔ اس ضلع میں ایک بہت بڑی تعداد ایسے موروثی مزارعان کی ہے جنہیں ریونیو ریکارڈ میں مقرری داران کے نام سے موسوم کیا گیا ہے ۔ جناب والا ! اس صوبے کی موروثی مزارعت ختم کرنے اور موروثی مزار عین کو ان کے استحقاق کے مطابق زمین کا مالک بنانے کے لئے قانون نافذ ہوا تو مقرری داران کا اس قانون میں کہیں ذکر نہیں کیا گیا ۔ 1952ء کے بعد کسی حکومت نے اس مسئلے کی طرف توجہ نہیں دی کہ ضلع کیمبل پور کے ان موروثی مقرری داران کے مسئلے کا حل نکالا جائے ۔ چنانچہ اس بات کی تحقیقات کی گئی ۔ جناب والا ، ان مقرری داران کا بھی اتنا ہی حق ہے جو پنجاب کے دوسرے موروثی مزارعان کو حاصل ہے ۔ چنانچہ جب موروثی مزارعان کو حکومت نے زمین کا مالک بنایا تو ضروری تھا کہ ان مقرری داران کو بھی وہ حق تفویض کیا جاتا جو صوبے کے دوسرے علاقوں میں ان جیسے مزارعان کو حاصل تھا ۔ چنانچہ کیمبل پور میں ، مقرری داران زیادہ ہیں ، اور دوسرے اضلاع میں بھی ہیں انہیں یہ حق دینے کے لئے یہ ترمیمی قانون پیش کیا ہے تاکہ انہیں بھی اپنی زمین کا مالک بنایا جائے جو وہ صدیوں سے کاشت کرتے چلے آرہے ہیں ۔ انہوں نے اس زمین کو آباد کیا اور ان کی حیثیت بھی موروثی مزارعین کے برابر ہے ۔ چنانچہ ضلع کیمبل پور کے مقرری داران کو حقوق ملکیت تفویض کرنے کے لئے قانون مزارعت میں ان شکوک و شبہات کو رفع کیا گیا ہے جس کے تحت یہ محسوس کیا گیا تھا کہ مقرری داران کو وہ حق حاصل نہیں ہے جو پنجاب کے دوسرے اضلاع میں موروثی مزار عین کو حق حاصل تھا ۔ چنانچہ ان کو ان کے برابر درجہ دینے کے لئے مقرری داران کو زمین کا مالک بنانے کے لئے یہ قانون پیش کیا جا رہا ہے ۔ جناب والا ! اس قانون کے نافذ ہونے سے ضلع کیمبلپور کے ہزار ہا مقرری داران مزار عین پہلی مرتبہ اس صوبے میں زمین کے مالک بن جائیں گے اور اس سے اس ضلع کے غریب عوام کو بہت بڑا فائدہ پہنچے گا ۔ اس لئے میں ان معروضات کے ساتھ اس ہاؤس سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ اس قانون کو خوشدلی کے ساتھ منظور فرمایا جائے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب ٹیننسی (ریموول آف ڈاؤٹس اینڈ

امنڈمنٹ) بل 1975ء کو فی‌الفور زیر غور لایا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 2)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز نمبر 2 زیر غور ہے ۔

اور سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز 2 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 3)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز نمبر 3 زیر غور ہے ۔

اور سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز 3 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 4)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز نمبر 4 زیر غور ہے ۔

اور سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز 4 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 1)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز نمبر 1 زیر غور ہے ۔

اور سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز 1 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(تمہید)

مسٹر سپیکر : اب بل کا پری ایمبل زیر غور ہے ۔

اور سوال یہ ہے :

کہ بل کا پری ایمبل بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب بل کا لانگ ٹائٹل زیر غور ہے چونکہ اس میں کوئی امنڈمنٹ نہیں ہے ۔ اس لئے یہ بل کا حصہ بنتا ہے ۔ اب ہم بل کی تیسری خواندگی پر آتے ہیں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب ٹیننسی (ریموول آف ڈاؤٹس اینڈ امنڈمنٹ) بل 1975ء منظور کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے ۔

اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب ٹیننسی (ریموول آف ڈاؤٹس اینڈ امنڈمنٹ) بل 1975ء منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

دی پنجاب ٹیننسی (امنڈمنٹ) بل 1975ء

وزیر قانون : جناب والا ! میں دی پنجاب ٹیننسی (امنڈمنٹ) بل 1975ء پیش کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر : دی پنجاب ٹیننسی (امنڈمنٹ) بل 1975ء پیش کر دیا گیا ہے -

وزیر قانون : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ جہاں تک دی پنجاب ٹیننسی (امنڈمنٹ) بل 1975ء کا تعلق ہے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے -

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے -

اور سوال یہ ہے :

کہ جہاں تک دی پنجاب ٹیننسی (امنڈمنٹ) بل 1975ء کا تعلق ہے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر قانون : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب ٹیننسی (امنڈمنٹ) بل 1975ء فی‌الفور زیر غور لایا جائے -

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے -

اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب ٹیننسی (امنڈمنٹ) بل 1975ء فی الفور زیر غور لایا جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز نمبر 2 زیر غور ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں اس سے پیشتر چند ایک معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : جیسے آپ کی مرضی ۔

وزیر قانون : جناب والا ! اس ایوان کے در و دیوار اس بات کے گواہ ہیں کہ 1952ء میں یہاں کی ایک نام نہاد ترقی پسند حکومت نے مزارعین کو کچھ حقوق دینے کی عیارانہ کوشش کی تھی ۔ جناب والا ! عیارانہ کوشش یہ تھی کہ انہوں نے اس بات کا اعادہ کیا کہ اس وقت سے مزارعین کو پیداوار میں ساٹھ فیصد اور مالکان کو چالیس فیصد حصہ ملا کرے گا ۔ جناب والا ! اس کے ساتھ ساتھ جیسا کہ میں نے عیارانہ کا ذکر کیا ہے ، عیاری انہوں نے یہ کی کہ مزارعین پر کاشتکاری اور دیگر اخراجات جو مالک اور مزارعے مل کر برداشت کرتے تھے وہ بھی چالیس اور ساٹھ فیصد کے حساب سے مزارع کی طرف منتقل کر دئیے گئے ۔ چنانچہ جناب والا ! لوگوں کو دکھانے کے لئے کہ ہم نے مزارعے کی بٹائی میں دس فیصدی حصہ زائد کر دیا ہے ۔ لیکن اس طرح زیادہ بوجھ جو اخراجات کا تھا وہ مزارعے پر ڈال دیا گیا ۔ چنانچہ اس قانون کا جناب والا ! اس صوبے میں یہ حشر ہوا کہ تمام ممبران اس بات کے گواہ ہیں کہ اس قانون پر آج تک صوبہ پنجاب کے کسی گاؤں میں ، کسی حصے میں عملدرآمد نہیں ہوا ۔ جناب والا ! پنجاب کے دیہات میں ہمارے ہاں بٹائی کا جو طریقہ کار صدیوں سے ایک رواج کے تحت چلا آ رہا ہے مالکان اور مزارعین کے درمیان جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ صوبے کے مختلف اضلاع میں اور مختلف علاقوں میں زمین کی حیثیت اور کاشتکاری کے طریقوں میں نمایاں فرق ہوتا ہے اور ماحول اور حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمارے بزرگوں نے بٹائی کا طریقہ کار بھی رواج کے تحت منصفانہ طور پر مقرر کیا تھا ۔ اور آج بھی وہی طریقہ کار جو صدیوں پیشتر ہمارے بزرگوں اور ہمارے آباؤ اجداد نے مقرر کیا تھا وہ موثر اور صحیح چلا آ رہا ہے ۔ جناب والا ! اس کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں نے ہر علاقے کے حالات اور ماحول کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ منصفانہ طور پر متعین تھا لیکن اس ترقی پسند حکومت نے جس کا میں ذکر کر رہا تھا یہ کوشش کی کہ مزارعین کو چپ کرانے کے لئے کہ آپ کو پیداوار میں زیادہ حصہ دیا گیا ہے اور دوسری طرف ان پر آبیانے مالیے اور دیگر اخراجات کا بوجھ ڈال کر ان کو جو حصہ دیا گیا تھا اس سے بھی کہیں

زیادہ واپس لے لیا گیا ۔ چنانچہ اب موجودہ حکومت نے زرعی اصلاحات اس صوبے میں وسیع پیمانے پر نافذ کیں تو اس حکومت نے مزارعین کو بے شمار حقوق و مراعات سے نوازا ۔

جناب والا ! آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت صوبے میں تمام مالیہ اراضی اور آبیانہ مالک ادا کرتا ہے ۔ کھاد میں مالک کو نصف حصہ ادا کرنا پڑتا ہے اور اس طرح آبیانے یا بیج میں بھی مالک کو اپنا حصہ ادا کرنا پڑتا ہے ۔ یہ رعائتیں موجودہ حکومت نے مارشل لاء کے ضابطہ کے ذریعے جو زرعی اصلاحات سے متعلق ہے اس کے تحت ان مزارعین کو دی تھیں ۔ چنانچہ جب یہ مزارعین کو دی گئیں تو کہیں اس بات میں تنازعہ پیدا ہوا کہ آیا مزارعین اور مالکان کے درمیان بٹائی کا تعین کیا ہے ۔ شرح پیداوار جو ان کے درمیان تقسیم ہوتی ہے وہ کیا ہونی چاہیئے ۔ جناب والا ! اس فرسودہ قانون کی موجودگی میں جو اس ترقی پسند حکومت نے 1952ء میں نافذ کیا تھا اور جس میں صوبہ کے کسی گاؤں میں بھی آج تک عمل نہیں ہوا اس کے شکوک و شبہات کو دور کرنے کے لئے اس حکومت نے مالکان پر یہ پابندی عائد کر دی ہے کہ وہ مزارعین کو وہی حصہ ادا کریں گے جو وہ رواج کے تحت صدیوں سے حاصل کرتے آئے ہیں اور جو مزاعات مزارعین کو ان زرعی اصلاحات کے تحت دی گئی ہیں ان کے معاوضے میں کس صورت میں وہ زیادہ حصہ وہ مزارعین سے حاصل نہ کر سکیں گے ۔ چنانچہ یہ ترمیمی قانون اس لئے نافذ کیا جا رہا ہے تا کہ جو بھی مراعات زرعی اصلاحات کے تحت مزارعین کو دی گئی ہیں وہ اس سے موثر طریقے سے استفادہ حاصل کر سکیں اور کسی مالک کو اس بات کی اجازت نہیں دی جائے گی کہ وہ ان سے اپنے حق سے زیادہ حصہ محض اس بناء پر کہ اب مزارعین کو کھاد ، بیج اور مالیے وغیرہ کی جو رعائتیں دی گئی ہیں زیادہ حاصل کر سکیں ۔ چنانچہ جناب والا ! مزارعین اور مالکان کے درمیان اس تنازعہ کو اور اس شک و شبہ کو رفع کرنے کے لئے ایک حتمی قانون میں ترمیم کی جا رہی ہے تاکہ مزارعین پیداوار میں وہی حصہ اور وہی حق حاصل کر سکیں جو صدیوں سے رواج کے تحت حاصل کرتے چلے آ رہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ وہی مراعات جو زرعی اصلاحات کے تحت انہیں حاصل ہوئی ہیں وہ اضافی صورت میں مالکان سے لیتے رہیں تا کہ ان اصلاحات کا انہیں زیادہ فائدہ ہو اس لئے یہ ترمیمی قانون منظوری کے لئے ایوان میں پیش کیا گیا ہے ۔

(کلاز 2)

مسٹر سپیکر : اب کلاز نمبر 2 زیر غور ہے ۔
اور سوال یہ ہے :
کہ کلاز 2 بل کا حصہ بنے ۔
(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 1)

مسٹر سپیکر : اب کلاز 1 زیر غور ہے ۔
اور سوال یہ ہے :
کہ کلاز 1 بل کا حصہ بنے ۔
(تحریک منظور کی گئی ۔)

(تمہید)

مسٹر سپیکر : اب بل کا **Preamble** زیر غور ہے ۔
اور سوال یہ ہے ۔
کہ **Preamble** بل کا حصہ بنے ۔
(تحریک منظور کی گئی ۔)

مسٹر سپیکر : اب بل کا لانگ ٹائٹل زیر غور ہے ۔ کیونکہ اس میں کوئی ترمیم نہیں ہے اس لئے یہ بل کا حصہ بنتا ہے ۔

Mr. Speaker : Now we go on to the third reading.

وزیر قانون : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :
کہ دی پنجاب ٹیننسی (امنڈمنٹ) بل 1975ء
منظور کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔
کہ دی پنجاب ٹیننسی (امنڈمنٹ) بل 1975ء
منظور کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے ۔

کہ دی پنجاب ٹیننسی (امنڈمنٹ) بل 1975ء
منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

دی یونیورسٹی آف ایگریکلچر لائلپور (تھرڈ امنڈمنٹ) بل 1975

وزیر قانون : جناب والا ! میں دی یونیورسٹی آف ایگریکلچر لائلپور (تھرڈ امنڈمنٹ) بل 1975 پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : دی یونیورسٹی آف ایگریکلچر لائلپور (تھرڈ امنڈمنٹ) بل 1975ء پیش کیا گیا ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ دی یونیورسٹی آف ایگریکلچر لائلپور (تھرڈ امنڈمنٹ) بل 1975ء کا جہاں تک تعلق ہے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قواعد نمبر 77 و 165 کی مقتضیات کو معطل فرما دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

اور سوال یہ ہے :

کہ دی یونیورسٹی آف ایگریکلچر لائلپور (تھرڈ امنڈمنٹ) بل 1975ء کا جہاں تک تعلق ہے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قواعد نمبر 77 و 165 کی مقتضیات کو معطل فرما دیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Speaker : The House is adjourned till 8-00 A. M. tomorrow.

(The House then adjourned till 8-00 a. m. on Wednesday the 18th June 1975.)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا پندرھواں اجلاس

بدھ — 18 جون 1975ء

(چہارشنبہ 7 جمادی الثانی 1395ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔
مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَیَعْلَمُوْنَ
اَنَّهَا الْحَقُّ ۗ اَلَآ اِنَّ الَّذِیْنَ یُمَارُوْنَ فِی السَّاعَةِ لَفِیْ ضَلٰلٍۢ بَعِیْدٍ ○ اَللّٰهُ
لَطِیْفٌۢ بِعِبَادِهٖ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ ○ مَنْ كَانَ یُرِیْدُ
حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِیْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الدُّنْیَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَ
مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِیْبٍ ○ اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا
لَمْ یَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِیَ بَیْنَهُمْ ۚ وَاِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَهُمْ
عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○

پ ۲۵ — س ۴۲ — رکوع ۲/۳ — آیات ۱۸ تا ۲۰

جو لوگ اس پر ایمان نہیں رکھتے وہ (قیامت) کے لئے جلد بازی کر رہے ہیں اور جو ایمان والے ہیں وہ (اس دن) سے ڈرتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ برحق ہے۔ دیکھو جو لوگ قیامت کے بارے میں جھگڑتے ہیں وہ پرلے درجے کی گمراہی میں ہیں۔

اللہ تو اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے وہ جس کو چاہتا ہے رزق عطا کرتا ہے اور وہ زور آور اور زبردست ہے۔ جو شخص آخرت کی کھیتی کا طلبگار ہو اس کے لئے ہم اس کی کھیتی میں افزائش کریں گے۔ اور جو صرف دنیا کی کھیتی کا خواستگار ہو اس کو ہم اس میں سے دیں گے البتہ اس کا آخرت میں کچھ حصہ نہ ہوگا

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

مسٹر سپیکر : درخواست ہائے رخصت ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

راؤ مراتب علی خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست راؤ مراتب علی خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں بوجہ بیماری 9 جون 1975ء سے صوبائی اسمبلی پنجاب کے شروع ہونے والے اجلاس میں شمولیت کرنے سے مجبوراً قاصر رہا ہوں مکمل آرام ہونے تک اجلاس میں شمولیت سے قاصر رہوں گا ۔ اندریں صورت 9 جون 1975ء لغایت 20 جون 1975ء ایوان سے میری رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری فرزند علی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری فرزند علی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

بندہ بوجہ تکلیف پیٹ 13 جون 1975ء کو حاضر اجلاس نہیں ہو سکا رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید محمد رضی شاہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سید محمد رضی شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

On account of my pressing personal engagements, it has been difficult for me to attend the Assembly Session from 16th to 21st June, 1975, 6 days. It is therefore, requested that I may kindly granted leave for these days. I will be feel highly grateful for this favour.

With best regards.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! ہاؤس میں کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : گنتی کریں ۔

(گنتی کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب 53 ممبر صاحبان ایوان میں موجود ہیں ۔ لہذا ہاؤس کورم میں ہے ۔

مسئلہ استحقاق

مسٹر سپیکر : اب ہم تحریک ہائے استحقاق لیتے ہیں ۔ یہ دو تحریک ہائے استحقاق آئی ہیں ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔۔۔ حاجی صاحب معلوم ہوتا ہے کہ تحریک استحقاق کے متعلق آئین کی ایک دفعہ (1) 69 جو کہ بڑی absolute ہے شاید آپ کی نظر سے نہیں گزری ۔

I wish you were present here Yesterday and might have raised this point.

Article 69(1) :—

"The validity of any proceedings in

> Parliament shall not be called in question on the ground of any irregularity of procedure.

This is absolute and in view of this absolute mandate of the Constitution I can't entertain any motion which directly or indirectly challenges the validity of procedure in this House.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! ہم نے پروسیڈنگ کو چیلنج نہیں کیا ۔

Mr. Speaker : It amounts to challanging.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں ۔ اس میں فرق ہے ۔ چیلنج یہ ہے کہ جو قانون پاس ہوتے ہیں ہم ان کی vailidity کو عدالت میں چیلنج کریں ۔

مسٹر سپیکر : وہ اگلی کلاز ہے ۔ دیکھئے Constitution بنانے والوں نے اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے ۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ کے پاس Constitution ہوتا اور آپ دیکھتے ۔ یہ ایک absolute bar ہے ۔ کورٹ کے متعلق bar ہے ۔ اس کو آپ دیکھ لیں ۔ اس آرٹیکل کا دوسرا حصہ یہ ہے ۔

Article 69(2)—

> No office or member of the Parliament in whom powers are vested by or under the Constitution for regulating procedure or the conduct of business, or for maintaining order in Parliament, shall be subject to the jurisdiction of any court in respect of the exercise by him of those powers.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جی ہاں ۔ ٹھیک ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس میں میرے لئے mandatory ہے ۔ 69(1) یہ ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : Correct.

Mr. Speaker : I can't permit any one whether he is a member or not to challenge the validity of proceedings in the Assembly either by direct or indirect method.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Correct.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! آپ میری تحریک کو دیکھیں ۔ میں نے اس میں پروسیڈنگ کو چیلنج نہیں کیا بلکہ اپنا وہ حق مانگا تھا جو اس معزز ایوان کے ہر معزز ممبر کو حاصل ہے ۔ کہ جب کوئی مسودہ قانون اس ایوان میں پیش ہو تو اس پر ہر ممبر ترمیمات دے سکتا ہے موشن دے سکتا ہے جو کہ قواعد کے تحت دینے کا اختیار ہے ۔

Mr. Speaker : You should have come yesterday and I would have certainly considered it.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں نے اپنا حق مانگا ہے ۔ یہ کہاں لکھا ہے کہ ممبر اپنا حق چھوڑ دے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کل تشریف لے آتے اور یہ چیز point out کرتے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں نے تحریک میں کہاں لکھا ہے کہ اس کو غیر موثر قرار دے دیں ۔ میں تو آپ سے اپنا حق چاہتا ہوں آپ ممبران کو ترمیمات دینے کا حق نہیں دے رہے ہیں ۔ آپ ان کو موقع نہیں دے رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اگر آپ کل یہاں تشریف لاتے اور میرے سامنے یہ سوال لاتے تو میں قواعد کے مطابق اس پر ضرور غور کر سکتا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں کل یہ اعتراض پیش نہیں کر سکتا تھا ۔

مسٹر سپیکر : اگر آپ یہ سمجھتے کہ یہ ٹھیک ہے تو آپ کل اعتراض کر سکتے تھے اور یہ پوائنٹ میرے سامنے لا سکتے تھے کہ یہ اس طرح consider نہیں ہو سکتا ۔

And I would have given my decision. The authority that vested in me to take a decision, by this particular method is being taken away to the Privileges Committee.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Never Sir.

Mr. Speaker : It is for me to decide whether the motion be considered immediately and after a decision has been taken by the House that it shall be considered forthwith and whether further proceedings could be taken or not was for me to decide and not for the Privileges Committee. This authority does not vest in the Privileges Committee. That is why this provision was made in the rules. It was for me to decide whether the procedure that was being adopted here or was proposed was in accordance with law, constitution, rules and procedure. Now instead of the Speaker deciding the issue, a method is being followed by which this right will go to the Privileges Committee. How can it be done ?

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! قوانین آئین اور روایات کے تابع ہیں ۔ جناب والا اس ایوان کے محافظ ہیں اور آپ اس بات سے انکار نہیں کر سکتے کہ ہر ممبر کے لئے یہ لازم ہے کہ موجودہ قواعد اسمبلی پر اعتراض نہ کرے اور جب تک کوئی ممبر اس پر اعتراض نہ کرے کہ کارروائی قانون کے مطابق چل رہی ہے یا نہیں اس وقت تک جناب والا میں یہ توقع کرتا ہوں کہ آج جب بل پیش ہوئے تو ان کے اوپر تین دن تک کارروائی نہیں ہو سکتی ۔

Mr. Speaker : I am not permitting discussion on the move.

حاجی محمد سیف اللہ خان : آپ نے کہا ہے کہ اگر اس پر اعتراض کرنا تھا تو آپ کو یہاں موجود ہونا چاہئے تھا ۔

Mr. Speaker : If not, any other Member could have done it.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! آپ کسٹوڈین ہیں لیکن میں اس کا جواب دے رہا ہوں کہ جب آپ نے دو دن clear رکھے ہوئے ہیں تو پھر کیا کوئی ترمیم نہیں دی جا سکتی ؟

Mr. Speaker : I am not going into the merits.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جب تک کوئی بل پیش نہیں ہو سکتا ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : I don't propose to decide it.

مجھے پھر وزیر قانون کو سننا ہوگا اگر یہ کل اعتراض کرتے تو میں وزیر قانون کو سنتا یا نہ سنتا ۔

It is not required to be decided.

میں دیکھتا کہ اس میں میری رائے کیا ہے لیکن اب تو آپ نے وقت کھو دیا ہے ۔

I am sorry I cannot entertain this.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! مجھے یہ تو معلوم ہے کہ کچھ ہو نہیں سکتا لیکن میں آپ کو احساس دلانا چاہتا ہوں کہ کس طرح قواعد وضوابط اور آئین کی مٹی پلید کی جا رہی ہے کیونکہ یہ صاف ظاہر ہے کہ ترمیمات کے دینے کا موقع نہیں دیا جا رہا ہے قواعد کی پابندی نہیں کی جا رہی ہے اور جن قواعد کا آپ حوالہ دے رہے ہیں وہاں immunity حاصل ہے کسی قسم کا چیلنج نہیں دیا جا سکتا ۔ یہ چیز بالائے طاق رکھ دیں ۔ جو کچھ مرضی میں ہے وہ کریں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! آپ نے ایک حتمی فیصلہ دے دیا ہے کہ کارروائی کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا اس کے بعد جو بھی بحث ہوئی ہے اس کو حذف ہونا چاہئے اور میں اس شک کا ازالہ کر دینا چاہتا ہوں اور مجھے اس ہاؤس میں بیان دینے کا موقع دینا چاہئے تاکہ واقعات کا صحیح پتہ لگ جائے ۔

Mr. Speaker : It is all right.

As I do not propose to decide the point involved in the privilege motion.

اس لئے ضروری نہیں ہے کہ

you give a statement.

یہ میاں منظور احمد موہل کی نمبر 28 تحریک استحقاق ہے اس میں انہوں نے اخباری رپورٹ پر انحصار کیا ہے ۔ میں نے ابھی اس پر اپنی consent نہیں دی ہے ۔

I have requested the hon'ble Member to obtain a copy of the official report and to verify whether the contents of his privilege motion are correct or not.

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! میری تحریک کو ایوان کے سامنے پڑھا جائے ۔

Mr. Speaker : I have requested the member to obtain a copy.

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! میں نے پڑھی ہے اور سرکاری ریکارڈ دیکھا ہے یہ آرڈر سردار صغیر احمد نے مارشل لا آرڈر کے تحت جاری کیا تھا ۔

Mr. Speaker : I have requested the hon'ble Member to supply me with a copy of the proceedings and I have directed the office to supply him the same.

میاں منظور احمد موہل : یہ کل کا واقعہ ہے ۔ کل خان زادہ صاحب نے بھی یہ اعتراض اٹھایا تھا کہ سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کی مراعات سوائے الاؤنس کے بڑھائی گئی ہیں ۔

Mr. Speaker : I do not recollect all these details.

میاں منظور احمد موہل : میری تحریک کو ایوان میں پڑھا جائے ۔

Mr. Speaker : I don't permit this.

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! جب آپ دورے پر جاتے تھے تو آپ کو 20 روپے ملتے تھے اب آپ کو 75 روپے ملتے ہیں ۔

Mr. Speaker : I have a very vivid recollection that the statement that has been made by the hon'ble Minister was not made in totality. When the matter will come before the House, they will consider it.

آپ کی تحریک 29 نمبر پر ہے ۔ ۔ ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! آپ نے یہ روایت خود بڑھنے کی قائم کی ہے ۔

Mr. Speaker : I think I have informed the hon'ble Member.

آپ نے اخبار کی رپورٹ پر rely کیا ہے اگر آپ آفیشل رپورٹ پر rely کریں ۔

The report is available to the hon'ble Members, because I know what is reported in the Press is not correct.

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! میں نے ریکارڈ پڑھا ہے انہوں نے کہا ہے کہ مارشل لاء کا حکم تھا اور میں چیلنج کرتا ہوں ۔

Mr. Speaker : Therefore, I am requesting the hon'ble Member and hope that he will look into the official report.

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! اس کو ایک دن کے لئے پنڈنگ کر دیں ۔

Mr. Speaker : This could have been done yesterday.

مسٹر سپیکر : میں نے راجہ صاحب آنے والا کل کہا تھا اگر آپ تشریف نہ لائے تو ۔ ۔ ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! آپ نے یہ ترکیب نمبر 12 استعمال کی ہے کہ کل ہم نہیں ہونگے ۔

چوہدری منظور حسین جنجوعہ : آپ کل آئیں ۔

مسٹر سپیکر : میاں منظور احمد موہل نے تحریک استحقاق نمبر 29 ۔

میاں منظور احمد موہل کی رہائی کے بارے میں ایس ۔ پی جھنگ کی طرف سے جناب سپیکر کو غلط اطلاع کا فراہم کیا جانا

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے واضح ۔ اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو اسمبلی میں زیر بحث لانا چاہتا ہوں ۔ جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ واقعہ یہ ہے کہ مورخہ 30/31 مئی کی درمیانی رات کو جھنگ صدر کی مسجد میں تقریر کرنے کے جرم میں مورخہ 31 مئی 1975 کو مجھے جھنگ پولیس نے گرفتار کیا ۔ اور بعد ازاں میری رہائی ہوئی ۔

میری رہائی کے بارے میں جو ٹیلیگرام نمبری ایس / 9884 مورخہ 31 مئی 1975 ایس ۔ پی جھنگ نے جناب سپیکر صوبائی اسمبلی پنجاب کو روانہ

کی ۔ وہ غلط اطلاع پر مبنی ہے ۔ انہوں نے اس تار میں تحریر کیا ہے کہ مسٹر منظور احمد موھل ایم پی اے کی عبوری ضمانت ایڈیشنل سیشن جج جھنگ نے جرائم 49 ڈی ۔ پی ۔ آر 16/19 ڈبلیو ۔ پی ۔ ایم ۔ او ۔ پی ۔ او 1960 اور 550 ت پ مورخہ 5-6-1975 تک منظور کر لی ہے ۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ایڈیشنل سیشن جج صاحب جھنگ نے اس روز صرف میری ضمانت 16 تحفظ امن عامہ میں منظور کی تھی ۔ باقی دفعات کے بارے میں نہ تو مجھے علم تھا ۔ کہ ان جرائم کے تحت مقدمہ درج ہوا ہے نہ ہی ان دفعات کی سیشن جج صاحب کی عدالت میں ضمانت کے لئے درخواست دی گئی ۔ ایس ۔ پی صاحب جھنگ نے سپیکر صاحب کو غلط رپورٹ مہیا کی ہے ۔ اس رپورٹ کی بنیاد پر سپیکر صاحب نے جملہ اراکین اسمبلی کو اطلاع فراہم کی ۔ اس اطلاع سے نہ صرف میرا بلکہ جملہ اراکین اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ بحث کی جائے ۔

جناب والا ! بات یہ ہے کہ مجھے جھنگ میں 9 بجے گرفتار کیا گیا اور زبانی طور پر اطلاع دیتے ہوئے ایس ایچ او نے کہا کہ میرے خلاف 16 ایم پی او کے تحت کیس رجسٹر کیا گیا ہے ۔ چنانچہ اسی سیکشن کے تحت درخواست ضمانت دی گئی جسے ایڈیشنل سیشن جج کو مارک کر دیا گیا اور اسی روز میری رہائی کا حکم ہو گیا ۔

Mr. Speaker : The House would like to discuss it or it should go the privileges committee.

وزیر قانون : جناب والا ! اگر انہیں اس پر بولنے کا موقع دیا گیا تو ہمیں بھی اس کے جواب کا موقع ملنا چاہئے ۔

مسٹر سپیکر : یہ کوئی ضروری نہیں ۔

You are opposing the proposal that it should go to the committee.

وزیر قانون : جناب سپیکر! اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیا جائے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :-

کہ اس مسئلہ کو مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیا جائے ۔

Mr. Speaker : The motion is referred to the Privileges Committee. the report to come within a fortnight. Now we go on to the agenda.

پنجاب کا میزانیہ بابت سال 76-1975ء

(بحیثیت مجموعی میزانیہ پر عام بحث)

مسٹر سپیکر : اب میزانیہ برائے سال 76-1975ء پر عام بحث ہوگی اور اس کی ابتدا حزب اختلاف کی طرف سے کی جائے گی ۔ قائد حزب اختلاف ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جیسے کہ جناب کو معلوم ہے جناب سپیکر ۔ کہ میں گذشتہ ڈیڑھ برس سے بیمار ہوں اور اس وقت میں کچھ گزارشات کرنی چاہتا ہوں ۔ اس سلسلے میں میں آپ کی اجازت چاہوں گا کہ مجھے بیٹھ کر یہ گزارشات پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : کیوں نہیں آپ بیٹھ کر تقریر فرما لیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب صدر گرامی قدر ۔ جمہوریت بالخصوص پارلیمانی جمہوریت میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف لازم و ملزوم بنیادی عناصر کی حیثیت رکھتے ہیں جن کے وجود و نمود اشتراک و اعتماد اور مشاورت و مفاہمت کے بغیر پارلیمانی نظام حکومت کا تصور بھی ممکن نہیں - - -

وزیر قانون : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ فاضل قائد اختلاف لکھا ہوا بیان پڑھ رہے ہیں ۔ انہیں تقریر کرنی چاہئے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : میں لکھا ہوا بیان پڑھ سکتا ہوں ۔ آپ نئے آئے ہیں اس لئے آپ کو معلوم نہیں کہ میں بحیثیت قائد حزب اختلاف لکھا ہوا بیان پڑھ سکتا ہوں جیسے وزیر خزانہ لکھا ہوا بیان پڑھ سکتے ہیں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! یہاں میزانیہ پر بحث ہو رہی ہے وہ بھی میزانیہ پر بحث فرمائیں ہم اس کا خیر مقدم کریں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں فاضل وزیر قانون کی توجہ قواعد کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ سپیکر کی اجازت کے بعد کوئی بھی ممبر لکھا ہوا بیان پڑھ سکتا ہے ۔

وزیر قانون : لیکن مسٹر سپیکر نے تو ابھی تک انہیں اجازت نہیں دی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : اجازت کا مطلب یہ ہے کہ ان کے روبرو پڑھا جا رہا ہو اور وہ اعتراض نہ کریں ۔ تو یہ بھی ایک طرح کی اجازت ہی ہوتی ہے ۔ اب تو جناب سپیکر نے اجازت دے دی ہے ۔ میں اس کی ایک مثال دیتا ہوں ۔ جیسے کہ اردو میں لکھا ہوا ہو لیکن کوئی ممبر انگریزی میں بولنا شروع کر دے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں کرتا ۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ بھی درست ہے ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب ۔ ان دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے لیکن اکثر اوقات یہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی فاضل رکن لکھی ہوئی عبارت پڑھنا چاہے تو میں دیکھ نہیں رہا ہوتا کہ وہ لکھا ہوا پڑھ رہے ہیں یا تقریر کر رہے ہیں اور علامہ صاحب کے متعلق تو کسی کو وہم بھی نہیں ہو سکتا کہ وہ لکھا ہوا پڑھتے ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! گزارش یہ ہے کہ یہ میری معذوری ہے لیکن اس ایوان کی روایت یہ ہے کہ قائد حزب اختلاف اپنی تقریر چھپوا کر تقسیم بھی کر سکتا ہے جیسے وزیر خزانہ کر سکتا ہے ۔ تو یہ روایت ہے ۔

مسٹر سپیکر : بہر حال ایسی کوئی روایت میری نظر سے نہیں گزری ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : مگر جناب اجازت دے سکتے ہیں آپ کو یہ اختیار ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! اس ایوان کی ایسی کوئی روایت نہیں ۔

مسٹر سپیکر : اچھا جی ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب صدر گرامی قدر ۔ جمہوریت بالخصوص پارلیمانی جمہوریت میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف لازم و ملزوم بنیادی عناصر کی حیثیت رکھتے ہیں جن کے وجود و نمود اشتراک و اعتماد اور مشاورت و مفاہمت کے بغیر پارلیمانی نظام حکومت کا تصور بھی ممکن نہیں ۔ پاکستان بھی اپنی ابتدائے آفرینش ہی سے جمہوریت کا علمبردار چلا آتا ہے لیکن ہماری تاریخ کا یہ عجیب المیہ ہے کہ جمہوریت کے نام پر بر سراقتدار آنے والے اکثر ابن الوقتوں نے اپنی حکمرانی کو دوام بخشنے کے لئے جمہوریت ہی کو تہ تیغ

کیا ہے - "جمہوریت ہماری سیاست ہے" کا نعرہ لگانے والے موجودہ حکمرانوں نے بھی اس قاتلانہ روایت کو ترک نہیں کیا بلکہ اور بھی لہو رنگ کیا ہے - ان کے بے رحم ہاتھوں جمہوریت سسک سسک کر دم توڑ رہی ہے - جناب صدر - جمہوریت کشی کی - - - - -

وزیر قانون : پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا ! آپ نے تو میزانیہ پر بحث کی اجازت دی ہے اور انہیں دعوت دی ہے کہ وہ میزانیہ پر بحث کریں لیکن فاضل ممبر غیر متعلقہ تقریر کر رہے ہیں -

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر : اگر میں آپ کی جگہ ہوتا تو کم از کم یہ بات تسلیم کر لیتا کہ وہ آج بجٹ پر عام بحث میں حصہ لینے کے لئے آئے ہیں - اب چاہے وہ تقریر پڑھ کر کر رہے ہیں یا ویسے کر رہے ہیں ہمیں اس کی اجازت دینی چاہئے -

وزیر قانون : جناب والا ! میں نے یہ پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے کہ وہ جو تقریر فرما رہے ہیں وہ میزانیہ سے متعلق نہیں اس لئے غیر متعلقہ ہے - اس کی اجازت نہیں ہونی چاہئے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اگر جناب وزیر قانون نے جناب وزیر خزانہ کی تقریر کا بغور مطالعہ کیا ہوتا تو انہیں اعتراض کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی کیونکہ اس تقریر میں بھی 90 فیصدی مواد بجٹ سے متعلق نہیں اور صرف 10 فیصدی مواد بجٹ سے متعلق ہے -

وزیر قانون : جناب والا ! اگر فاضل ممبر اس وقت ایوان میں موجود ہوتے تو وہ اعتراض کر سکتے تھے - انہوں نے اپنا حق خود کھویا ہے اور اس میں میرا قصور نہیں - لیکن مجھے یہ حق پہنچتا ہے کہ اگر کوئی فاضل ممبر غیر متعلقہ تقریر کرے تو میں اعتراض کروں -

مسٹر سپیکر : سردار صاحب - جب یہاں بجٹ پیش کیا جا رہا ہو تو ہم یہ توقع رکھتے ہیں کہ نہ حزب اقتدار اور نہ حزب اختلاف ہی کا کوئی فاضل ممبر کوئی پوائنٹ آف آرڈر اٹھائے گا - یہی وجہ ہے کہ اگر وزیر خزانہ اپنی تقریر میں کوئی ایسی بات بھی کہیں جو کسی فاضل ممبر کے نقطہ نظر سے غیر متعلقہ ہو - چاہے وہ متعلقہ ہی ہو لیکن کسی دوسرے ممبر کی نگاہ میں وہ غیر متعلقہ بھی ہو تو روایت یہی ہے کہ کوئی ممبر اعتراض نہیں کرتا اور نہ

اس میں کوئی مداخلت ہی کرتا ہے۔ اب قائد حزب اختلاف ان کی تقریر کا جواب دے رہے ہیں۔ ممکن ہے آپ کے نقطہ نظر سے ان کی تقریر غیر متعلقہ ہو لیکن میں اسی روایت کو برقرار رکھنا چاہتا ہوں کہ انہیں جواب دینے کا مناسب موقع دیا جائے۔

وزیر زراعت : جناب والا ! اگر یہ ان کی اپنی تقریر ہے تو کریں لیکن مجھے شک ہے کہ یہ کسی اور کی لکھی ہوئی ہے۔

سید تابش الوری : جناب والا ! یہ عجیب بات ہے کہ جب علامہ صاحب کی تقریر میں جمہوریت کا ذکر آیا تو وزیر قانون نے جمہوریت کو غیر متعلقہ قرار دے دیا ہے۔ یہ بڑی سنگین بات ہے۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! معلوم ہوتا ہے کہ جناب خاکوانی نمبر لگوانا چاہتے تھے تو میرا خیال ہے کہ ان کے دس نمبر لگ گئے ہیں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! خاکوانی صاحب جن ریاضتوں اور جن کوششوں کے بعد وزیر مقرر ہوئے ہیں یہ بھی ہمیں معلوم ہے۔ اس کے بعد انہیں اس قسم کی بات کہنے کا حق نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن اگر آپ فرماتے ہیں تو آپ میرے پاس تشریف لے آئیں میں اس تقریر کو الگ کرکے آپ کو ابھی ڈکٹیشن دے سکتا ہوں۔

جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ جمہوریت کشی کی یہی وہ انتہائی الم ناک صورت ہے جس نے حزب اختلاف کو ملک کے تمام قانون ساز اداروں کے مقاطعہ جیسے انتہائی اقدام پر مجبور کیا ہے۔

کون نہیں جانتا کہ واک آوٹ اور بائیکاٹ ایک مسلمہ پارلیمانی طریق احتجاج ہے جسے دنیا بھر میں حزب اختلاف ہمیشہ موثر ہتھیار کے طور پر استعمال کرتی ہے۔ لیکن ہمارے یہاں اسے غداری سے تعبیر کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ ہماری ساری تاریخ میں اس کی کوئی مثال موجود نہیں۔

میں ان تاریخ فراموش اور پارلیمانی روایات سے بے خبر بزرجمہروں کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ اسمبلی کا مقاطعہ 1941ء میں بھی ہوا تھا اور اگر یہ غداری ہے تو اس کا ارتکاب قائد اعظم محمد علی جناح رح نے کیا تھا۔ مسئلہ ایگزیکٹو کونسل میں توسیع اور دفاعی کونسل کی تشکیل کا تھا۔ قائد اعظم علیہ الرحمہ

نے مطالبہ کیا تھا کہ یہ توسیع و تشکیل مسلم لیگ کی مشاورت کے بغیر عمل نہ ہونی چاہئے ۔ اور جب ان کا موقف تسلیم کرنے سے انکار کر دیا گیا تو انہوں نے اسمبلی کے پورے سیشن کا بائیکاٹ کر دیا ۔ لیکن ان کے اس اقدام پر انگریز اور ہندو سامراج نے بھی انہیں مفت خور ، مکار ، آلہ کار اور غدار کے لقب سے نہیں نوازا تھا ۔

جناب سپیکر ! اگر مدینہ و نجف کی جگہ کمبوڈیا یا ویت نام اور اسلام کے سبز ہلالی پرچم کی جگہ سوشلزم کے سرخ پھریروں کے عاشق زاروں کو قائد اعظم کی پارلیمانی روایت پسند خاطر نہ ہو تو ان کے سامنے ان کے قائد عوام آج کے واجب الاحترام وزیر اعظم اور 1970 کے حزب اختلاف کے رہنما جناب ذوالفقار علی بھٹو کی مثال پیش کروں جنہوں نے ڈھاکہ میں ہونے والے قومی اسمبلی کے پہلے اجلاس کے مقاطعہ کا اعلان کرتے ہوئے شمولیت کرنے والے اراکین کی ٹانگیں تک توڑ دینے کی دھمکی دے ڈالی تھی ۔ اور یہ بھی فرمایا تھا کہ اکثریت کو اقلیت پر اپنی رائے تھوپنے کا حق حاصل نہیں ۔ کیا یہ عجب تضاد نہیں کہ جو قائد 1970 میں اکثریت کو فیصلے کا حق بھی دینے کے لیے تیار نہیں تھے وہ اب خود صاحب اکثریت ہونے کے باعث اقلیت یعنی حزب اختلاف کو بولنے ، پنپنے بلکہ جینے تک کا حق دینے پر آمادہ نہیں ۔ لیکن انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ

راستے بند کئے دیتے ہو دیوانوں کے
ڈھیر لگ جائیں گے بستی میں گریبانوں کے

جناب سپیکر ! آج یہ ملک اور کروڑوں مفلس اور بے کس عوام حکمرانوں کی عاقبت نااندیشی ، بدنیتی اور نااہلی کے باعث حالات کے جس جہنم سے دوچار ہیں اس نے قلب و نظر کو جھلسا کر رکھ دیا ہے ۔ اور فکر و عمل کی انفرادی و اجتماعی قوتیں مفلوج ہوتی جا رہی ہیں ۔ پورا ملک ایک اضطراب مسلسل میں مبتلا نظر آتا ہے ۔ جمہوریت بتدریج یک جماعتی فسطائیت میں ڈھلتی جا رہی ہے ۔ بلوچستان اور سرحد کے بعد پنجاب میں بھی سیاسی عدم استحکام پیدا کیا جا رہا ہے ۔ صوبوں کے درمیان نفرت و عداوت کی خلیج بڑھائی جا رہی ہے ۔ ثقافتی و لسانی عصبیتوں کو ابھارا جا رہا ہے ۔ بھوک مہنگائی اور بے روز گاری میں نت نئے اضافوں سے عام آدمی کی قوت عمل سلب کی جا رہی ہے ۔

مسٹر منظور حسین جنجوعہ : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ، قائد حزب اختلاف کی تقریر کا ایک لفظ بھی بجٹ سے متعلق نہیں ۔ (قطع کلامی) یہ ایک سیاسی نوعیت کی تقریر ہے اور وہ بھی لکھی ہوئی پڑھ رہے ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : آپ تشریف رکھیں آپ کی کارروائی ہو گئی ۔

مسٹر منظور حسین جنجوعہ : جناب سپیکر ، میں آپ کی اجازت سے چند الفاظ کہنا چاہتا ہوں ۔ آپ اپنی اپنی شکایات بتانے کے لئے یہاں آئے ہیں ۔ انہوں نے بھی اپنی ذاتی تحریک پیش کی ہے اور پھر انہوں نے کہا ہے کہ کل ہم نہیں آئیں گے ۔ اس کا کیا مطلب ہے ؟ اگر ان کو کوئی ذاتی تکلیف ہو تو اسمبلی کا سٹیج استعمال کرتے ہیں ، لیکن کوئی عوام کا نقطہ نظر بیان کرے ، تو پھر یہ یہاں نہیں آئیں گے ۔

سید تابش الوری : یہ عوام کا نقطہ نظر ہی بیان ہو رہا ہے ۔ یہ اسمبلی ہماری مشترکہ سٹیج ہے ۔ کسی کی جاگیر نہیں کہ ہمیں روکے ۔

مسٹر منظور حسین جنجوعہ : اس لئے ہم عرض کرتے ہیں کہ یہ آپ کی جاگیر ہے ، آپ اسے استعمال کریں ۔

سید تابش الوری : ہم استعمال کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : میں دونوں حضرات سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ تشریف رکھیں ۔

سید تابش الوری : آپ نے خود فرمایا ہے کہ مداخلت نہ کی جائے ۔ لیکن پارلیمانی سیکرٹری ، جن کا نام بھی منظور ہے ، اسے نامنظور کر رہے ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : میں عرض کر رہا تھا کہ قائد اعظم علیہ الرحمۃ نے مطالبہ کیا تھا کہ یہ توسیع و تشکیل مسلم لیگ کی مشاورت کے بغیر نہیں ہونی چاہئے اور جب ان کا موقف تسلیم کرنے سے انکار کر دیا گیا ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : میرے خیال میں آپ پیچھے چلے گئے ۔ آپ تو بھوک اور مہنگائی کی بات کر رہے تھے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : رشوت ، بد عنوانی ، بے راہ روی ، بے حیائی اور غنڈہ گردی کا برہنہ رقص جاری ہے ۔ طالب علموں ، کسانوں اور مزدوروں کے حقوق غصب کرکے انہیں جبر و تشدد کا بد ترین نشانہ بنایا جا رہا ہے ۔ فیڈرل سیکورٹی فورس ، خفیہ ایجنسیوں اور پولیس کو ظلم و قہر کی اندھی قوت بنا دیا گیا ہے ۔ عوامی قوتوں کو کچلنے کے لئے انتظامی اخراجات کروڑوں کی رفتار سے بڑھ رہے ہیں ۔ جنھیں پورا کرنے کے لئے نت نئے ٹیکسوں اور قیمتوں میں اضافے کے ذریعے عوام کے جسم سے خون کشید کیا جا رہا ہے ۔ عوام درد و کرب کی شدت سے تڑپ رہے ہیں ۔ مگر ان کے ارد گرد خوف و دہشت کی فصیلیں کھڑی کر دی گئی ہیں ۔ ہنگامی قوانین کے ذریعے اظہار رائے اور آزادی اجتماع پر پابندی عاید کر دی گئی ہے ۔ دفعہ 144 کا نفاذ مستقل فیچر بن گیا ہے ۔ صحافت پابہ زنجیر ہو گئی ہے ۔ ذرائع ابلاغ پر پہرے بٹھا دیے گئے ہیں اور جمہوری عمل کی راہیں ہر طرف پوری قوت سے مسدود کر دی گئی ہیں ۔

جناب صدر ! گرامی قدر ! ایک طرف اسمبلیوں سے باہر سیاسی و انتظامی جبر و قہر کے یہ افسوس ناک مناظر عام ہیں اور دوسری جانب اسمبلیوں کے اندر پارلیمانی کارروائیاں محض ایک مذاق ، ایک ڈھونگ اور ایک فریب بن کر رہ گئی ہیں ۔ اسمبلی کے قواعد و ضوابط کی دھجیاں بکھیر دی گئی ہیں ۔ حزب اختلاف سے اظہار رائے کا حق چھین لیا گیا ہے اور قانون ساز اداروں کو خانہ ساز اداروں کی شکل دے دی گئی ہے ۔ 6 فروری کا معاہدہ اس صورت حال کے خلاف احتجاج کا نتیجہ اور بحرانی کیفیت کا حل تھا جس کے ذریعے یہ طے پایا تھا کہ آئندہ تمام اہم قانون سازی میں حزب اختلاف سے مشورہ کیا جائے گا ۔ ان کی تحریکیں اسمبلی کے چیمبر میں قتل نہیں کی جائیں گی ۔ ان کے خلاف کردار کشی کی مہم بند کر دی جائے گی ۔ یہ معاہدہ کوئی رعایت نہیں تھا ۔ حق تھا جو مرکزی وزراء اور حزب اختلاف کے اتفاق رائے سے سینیٹ اور قومی اسمبلی کی کارروائی کا حصہ بن گیا ۔

مسٹر سپیکر : یہاں تو کوئی شکایت نہیں ہے کہ یہاں کسی معاہدے کی ۔۔۔

سید تابش الوری : ابھی تحریک استحقاق کے ذریعے شکایت کی گئی کہ قواعد کی دھجیاں بکھیر دی گئی ہیں اور اسمبلی کو ترامیم کا حق بھی نہیں دیا گیا ۔

مسٹر سپیکر : آپ وقت پر آتے اور اعتراض کرتے تو میں اس پر غور کرتا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : اس طرح تو ہر ممبر کو حق حاصل ہو گا کہ وہ میری بات کو غلط یا صحیح کہہ سکے ۔

مسٹر سپیکر : میں نے تو آپ سے یہ پوچھا تھا کہ اراکین اسمبلی کے طور پر آپ کو شکایت ہے ؟

علامہ رحمت اللہ ارشد : میں اپنے پوائنٹ پر آرہا ہوں ۔ یہ حق تھا جو مرکزی وزرا اور حزب اختلاف کے اتفاق رائے سے سینٹ اور قومی اسمبلی کی کاروائی کا حصہ بن گیا اور بعد میں خود وزیر اعظم بھٹو نے اسے قابل احترام قرار دیا ۔ لیکن چند روز ہی میں اس معاہدے پر خط تنسیخ پھیر دیا گیا ۔ دستور میں ایسی عجلت میں ترامیم کی گئیں جن سے عوام کے بنیادی حقوق مجروح کر دیے گئے ۔ سیاسی جماعتوں پر پابندی کا قانون بدل دیا گیا ۔ اراکین قومی و صوبائی اسمبلی کے بنیادی استحقاق ختم کر دیے گئے اور حزب اختلاف کے ارکان کی ایک بڑی تعداد نظر بند کر دی گئی ۔

جناب صدر ، معاہدے کی خلاف ورزی ہی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ اب یہ موقف اختیار کیا گیا ہے کہ یہ معاہدہ تحریری نہیں تھا اور اب حالات بھی یکسر تبدیل ہو گئے ہیں ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر قومی سطح کے معاہدوں کو اس طرح بے آبرو کیا جائے اور حالات کی تبدیلی کے ساتھ معاہدوں کی تبدیلیاں معمول بن جائیں تو قومی و بین الاقوامی سطح پر ہمیں کون قابل اعتبار سمجھے گا اور ہماری قوم سے کون سی قوم معاہدے پسند کرے گی ۔

جناب سپیکر ! 6 فروری کے معاہدے سے انحراف ایک قومی المیہ ہے جس کے نتیجے میں آج ملک بھر کے قومی و صوبائی قانون ساز اداروں میں حزب اختلاف کا بائیکاٹ جاری ہے ۔ یہ بائیکاٹ خوش دلی سے نہیں ، انتہائی کبیدگی خاطر کے ساتھ کیا گیا ہے ۔ حزب اختلاف نے بد ترین حالات میں بھی اپنا بہترین پارلیمانی کردار پیش کیا ہے ۔ لیکن جب اسمبلیوں میں پارلیمانی فرائض کی ادائیگی ہی نا ممکن بنا دی جائے ۔ ان کے اظہار رائے پر قدغن عاید کر دی جائے ۔ ان کے خیالات و جذبات کی نشرواشاعت پر پہرے بٹھا دیے جائیں تو ان ایوانوں میں بے کار اور غیر موثر شرکت لا حاصل ہو جاتی ہے ۔ بائیکاٹ سے یہ باور کرانا مقصود ہے کہ منتخب نمائندوں کو عوامی ترجمانی

کے مقدس حق سے محروم کر دیا گیا ہے تا کہ رائے عامہ کی بیدار قوتیں حکمرانوں کو ان کی جمہوریت کش روش تبدیل کرنے پر مجبور کر سکیں اور اس ملک میں جمہوریت کاملہ کی بحالی کی تحریک تیز تر کی جا سکے ۔

جناب سپیکر ! آپ گواہ ہیں کہ پنجاب کے اس اعلیٰ ترین ایوان میں حزب اختلاف نے ہمیشہ حالات کی ناسازگاری کے باوجود بے باکی و استقامت کے ساتھ حب وطن سے بھر پور ایک مثبت اور صحت مند پارلیمانی کردار ادا کیا ہے جس کا اعتراف خود حزب اقتدار کے ارکان کرتے رہے ہیں ۔ لیکن گزشتہ سیشن کے مقاطعہ کے بعد بعض وزراء نے ہم پر نیپ سے رقم بٹورنے اور غداری کرنے کے جو غیر ذمہ دارانہ الزامات عاید کیے ہیں ، ان سے ہمارے دل مجروح اور سینہ فگار ہیں ۔ حب الوطنی کسی کی جاگیر نہیں زندہ قوموں میں اسے ایک مقدس جذبے بلکہ ایمان کی حیثیت دی جاتی ہے ۔ لیکن ہمارے ملک میں حب وطن کو ذاتی جماعتی یا حکومتی مفادات کے پیمانوں سے ناپنے کی لعنت عام ہو کر رہ گئی ہے اور غدار سازی کو سیاسی شعار بنا لیا گیا ہے۔ اگر غدار قرار دینے کا یہ بےکنار سلسلہ جاری رہا تو ملک میں شائد کوئی محب وطن نہیں رہے گا ۔ ہمارے ضمیر مطمئن ہیں کہ ہم نہ غداروں میں شامل ہیں اور نہ غدار سازوں میں ۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ایثار و بے نفسی کے ساتھ حزب اقتدار سے الگ اپنا فریضہ ادا کر رہے ہیں ۔ حب وطن لہو کی طرح ہماری رگ و پے میں رواں دواں ہے اور جب تک خون کا آخری قطرہ بھی جسم میں موجود ہے پاکستان کی سالمیت اور اسلام کی سر بلندی ہمارا مقصد وحید رہے گا ۔

مسٹر سپیکر : علامہ صاحب آپ ابھی اور کتنا ٹائم لیں گے ؟

علامہ رحمت اللہ ارشد : صرف پانچ منٹ اور ۔ ویسے میں تیس منٹ تک تقریر کر سکتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : تحریری تو شارٹ سٹیٹمنٹ ہو سکتی ہے آپ بجٹ پر تقریر کر رہے ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب سپیکر : ہم پر یہ الزام بھی عاید کیا جا رہا ہے کہ ہم اپنے حلقوں کی نمائندگی کئے بغیر الاؤنس وصول کر رہے ہیں اور مطالبہ کرایا جا رہا ہے کہ مقاطعہ کی بجائے ہمیں مستعفی ہو جانا چاہئے ۔ ہم واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ہم پرورز شمشیر نہیں ، اپنے اصول و مقبولیت

کی بنیاد پر منتخب ہو کر آئے ہیں اور اپنے جرأت مند رائے دھندوں کے احساسات و جذبات کی بھرپور تائید کے ساتھ ان کے حقوق کی حفاظت کے لئے اسمبلیوں کا مقاطعہ کر رہے ہیں ۔ پیپلز پارٹی کو جو انفرادی طور پر ہمارے مقابلے میں شکست خوردہ ہے ہم سے استعفے طلب کرنے کا کوئی اختیار نہیں ۔ رہی الاؤنسز کی بات تو ہم نے بحیثیت حزب اختلاف کبھی کوئی مخصوص رعائت طلب نہیں کی اور ارکان اسمبلی کی حیثیت سے ہمارا مساوی استحقاق کوئی سلب نہیں کر سکتا ۔ یہ الزام بے بنیاد ہے کہ مقاطعہ کے باوجود ہم تمام الاؤنسز وصول کر رہے ہیں ۔ ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہم نے گذشتہ سیشن کے مقاطع کے دوران دو ماہ تک ماہانہ الاؤنس وصول نہیں کیا ۔ اور آئندہ بھی اس سلسلہ میں کسی رعایت کے طلب گار نہیں ہوں گے ۔

جناب سپیکر ! یہ بڑی عجب بات ہے کہ ہماری چند روز کی خاموشی پر تو استعفے طلب فرمائے جا رہے ہیں لیکن اراکین کی اس اکثریت سے کبھی الاؤنس کی واپسی اور استعفے کا مطالبہ نہیں کیا گیا جو ہاں اور نہیں کو بھی زحمت بے جا سمجھتی ہے اور سو فیصد حاضری لگانے کے باوجود کورم تک برقرار رکھنے کی روادار نہیں ۔

مقاطعہ کے نتیجہ میں اسمبلیوں کی بے رونقی سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ پارلیمانی نظام میں محنت اور کام کون کرتا ہے ۔ عوام کی ترجمانی کون کرتا ہے اور مستعفی کسے ہونا چاہئے ۔ جناب سپیکر ! ملکی و صوبائی حالات و واقعات کے اس پس منظر و پیش منظر میں، میں پارلیمانی حزب اختلاف کے ملک گیر فیصلے کے مطابق صوبائی اسمبلی پنجاب کے بجٹ سیشن کے بائیکاٹ کا اعلان کرتا ہوں ۔ بائیکاٹ کے اسباب ملک گیر ہیں لیکن اگر یہ موجود نہ ہوتے تو وزیر خزانہ پنجاب کی موجودہ بجٹ تقریر ہی تنہا بائیکاٹ کا کافی جواز تھی ۔ جس میں اسلام سے صریحاً انحراف کر کے سوشلزم کو اس ملک اور صوبے کی تقدیر بنانے کا اعلان کیا گیا ہے ۔

میں وزیر خزانہ کی خدمت میں وضاحت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسلام اول و آخر ہمارا نصب العین ، ہمارا نظام حیات ، ہماری منزل اور ہماری تقدیر ہے ۔ ہم سب کچھ برداشت کر لیں گے لیکن اسلام اور محمد عربی سے رو گردانی برداشت نہیں کریں گے اور اس ملک میں جو بھی قوت اسلام کی حکمرانی میں حائل ہو گی فنا ہو جائے گی ۔

جناب سپیکر ! یہ اسلام ہی کی معجزہ نمائی تھی کہ اس ایوان میں گذشتہ سال اسلامی کانفرنس کے موقعہ پر عالم اسلام کے مقتدر سربراہ جمع ہوئے اور جناب بھٹو کی صدارت میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا عہد کیا گیا ۔ کیا سوشلزم کی بنیاد پر ایسا اجتماع ممکن تھا ۔ یہ بات صبح کے نور کی طرح عیاں ہے کہ اسلام ہمارے ماضی حال اور مستقبل پر محیط ہے ۔ یہی ہمارے فکر و عمل کا محور ، جذبہ و احساس کی اساس نظریہ و اعتقاد کی بنیاد اور قومی سالمیت کا ضامن ہے ۔ میں واشگاف الفاظ میں کہہ دینا چاہتا ہوں کہ اسلام کی قیمت پر ہم کسی بڑے سے بڑے ہمہ مقتدر شخص یا جماعت سے کبھی مصالحت نہیں کر سکتے ۔

میں آخر میں یہ بھی عرض کر دوں کہ ہمیں حکمران جماعت سے کوئی ذاتی عناد نہیں سیاسی اختلاف ہے ۔ اس اختلاف کے اظہار میں ہم نے ہمیشہ باہمی عزت و احترام کو ملحوظ رکھا ہے اور آئندہ بھی اس روایت کو برقرار رکھا جائے گا شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : قائد حزب اختلاف کے علاوہ میرے پاس اور بھی بہت سے نام آ چکے ہیں سب سے پہلے ملک عبدالقیوم ہیں ، شیخ محمد ریاض ، ملک منور ، چوہدری محمد سرور جوڑا ، چوہدری جمیل حسن خان سنج ، کرنل محمد اسلم خان نیازی ، دیوان سید غلام عباس بخاری ، میاں خورشید انور ، میاں ناصر علی خان بلوچ ، سیدہ عابدہ حسین اور اس کے علاوہ جو بھی اراکین تقاریر کرنا چاہیں وہ اپنے نام مجھے دس بجے تک دے دیں ۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! اس سے پیشتر کہ بجٹ پر تقاریر کا آغاز ہو میں قائد حزب اختلاف کے چند ایک اعتراضات کا جواب دینا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! آج قائد حزب اختلاف جناب علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب نے مناسب خیال فرمایا کہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ تھوڑی دیر کے لئے اسمبلی میں تشریف لائیں اور ہمیں اور پنجاب کے عوام کو یہ یاد دلائیں مبادا وہ بھول جائیں کہ پنجاب کی اسمبلی میں حزب اختلاف کا وجود ہے ۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنی گفتگو کا آغاز اس بنیادی اصول سے کیا کہ جمہوریت کی بقا اور اس کی نشوونما کے لئے حزب اختلاف اور حزب اقتدار دونوں لازم و ملزوم ہیں ۔ جناب والا ! سب سے پہلی بات جو میں کرنا چاہتا

ہوں وہ یہ ہے کہ اگر جمہوریت کی بقا کے لئے یہ دو ہاتھ ہیں جن سے تالی بجائی جا سکتی ہے جن سے جمہوریت کی گاڑی آگے چل سکتی ہے ، جن سے جمہوریت کا کاروان اگلی منزلیں طے کر سکتا ہے تو جناب والا ! حزب اقتدار تو یہاں موجود ہے حزب اختلاف کہاں ہے ؟ ہم اگر لازم ہیں تو وہ ہمارا ملزوم کہاں ہے ؟ اگر اسے جمہوریت عزیز ہے تو پھر وہ یہاں کیوں موجود نہیں اور اس کا کیا مطلب ہے اس کا ایک ہی مطلب ہے کہ جو لوگ موجود ہیں وہ تو جمہوریت چاہتے ہیں جو یہاں سے غائب ہیں جو لوگ یہاں موجود نہیں ہیں جو لوگ اس گاڑی کا دوسرا پہیہ ہونے کا اعلان توکرتے ہیں لیکن اپنے پہیے کو اتار کر اپنے گھر میں رکھ لیتے ہیں اس کا کیا مطلب ہے ؟ اس کا ایک ہی مطلب کہ وہ جمہوریت کی گاڑی کو چلتا ہوا نہیں دیکھنا چاہتے ۔ وہ جمہوریت کے حق میں نہیں ہیں وہ جمہوریت کا نام لینا چاہتے ہیں یہ نہیں چاہتے کہ جمہوریت اگلی منزلوں پر پہنچے ۔ اس لئے یہ ان کی زبانی بات ہے کہ جمہوریت میں حزب اختلاف اور حزب اقتدار لازم و ملزوم ہیں اگر وہ واقعی اس کو اپنے دلوں میں اپنے ذہنوں میں اپنی روحوں میں اپنے وجودوں میں محسوس کرتے تو پھر ان کا فرض تھا کہ جس طرح ہم یہاں ایوان میں بیٹھے ہیں اور ان کی تمام باتوں کو صبروتحمل سے سننے کے لئے تیار ہیں اور ہم نے آج بھی ان کی تمام تر گفتگو خواہ وہ relevant یا irrelevant تھی خواہ اس کا تعلق بجٹ سے تھا یا نہیں تھا خواہ اس کا تعلق صوبہ کے نظم و نسق سے تھا یا نہیں تھا اس کو ہم نے دل کھول کر سینہ کھول کر سنا اسی طرح انہیں بھی چاہئے تھا کہ وہ بھی یہاں بیٹھتے اور جب ہماری باری آتی تو وہ بھی سنتے لیکن انہیں دراصل صرف جمہوریت کا نام لینا ہے بالکل اسی طرح جیسے انہوں نے پچیس سال تک اسلام کا نام لیا اور ان کے زبانی کلامی اسلام کا نام لینے سے اسلام کا اس ملک میں کچھ نہیں بنا اسی طرح جمہوریت کے بارے میں ان کے زبانی کاموں سے جمہوریت کا بھی کچھ نہیں بنا ۔

(نعرہ ہائے تحسین ۔)

اسلام جو دنیا کے تمام ادوار میں اور تمام زمانوں میں انسانوں کے مسائل حل کرنے کے لئے ایک انقلابی پیغام تھا اس اسلام کا آج انہوں نے حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا ہے ۔ قرآن پاک کو انہوں نے جزدانوں میں باندھ کر طاقوں پر رکھ دیا ۔ کبھی آنکھوں سے لگایا کبھی سر پر اٹھایا لیکن اس انقلابی پیغام کو

کھول کر اس کی روح اپنے وجودوں میں رچانے کی جرات تک نہیں کی ۔ کبھی انہوں نے اسلام کے ان عادلانہ اصولوں کے مطابق اس ملک میں کوئی نیا معاشرہ برپا کرنے کی کوشش نہیں کی کبھی اسلام کے اندر عادلانہ اصولوں کے مطابق امیر اور غریب کے فرق کو مٹانے کی کوشش نہیں کی اور انہوں نے صرف اسلام کا منہ زبانی نام لیا ۔ جناب والا ! انہوں نے انسانوں کو اس منزل پر پہنچا دیا کہ وہ لوگ یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ کیا اسلام ہمارے مسائل کا حل پیش بھی کرتا ہے یا نہیں ؟ وہ لوگ جمہوریت کے مجاور بنے ہوئے ہیں ۔ وہ اسلام کے ساتھ اسلامی جمہوریت کا ورد کرتے رہتے ہیں ۔ جب جمہوریت کی طاقت آئی تو وہی لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم بزور شمشیر نہیں ہم اپنے زور سے آئے ہیں ۔ جناب والا ! ہاں ہمارے پاس اپنی قوت اور اپنی مقبولیت کا بھی زور تھا وہ زور ہمارا اس لئے تھا کہ ہمارے قائد کی مقبولیت کا زور تھا ۔ وہ ان کے قائد کی مقبولیت کا زور نہیں تھا ۔

(نعرہ ہائے تحسین :)

جناب والا ! پھر وہ کہتے ہیں کہ ہم بزور شمشیر آئے ۔ حالانکہ وہ اس شمشیر کا زور تھا جو ہمارے انتخابی پروگرام کا انتخابی نشان تھا وہ اپنے کے گڈوں ۔ بیلوں ۔ ان کے ہوائی جہازوں اور ان کی لالٹینوں کا زور نہیں تھا جن کو عوام نے قبول نہیں کیا ۔

(نعرہ ہائے تحسین ۔)

اس لئے وہ زور ہمارا تھا ہم اس زور میں شامل ہیں ہم اس زور کے معمولی سے ترجمان تھے ہم اس زور کے ادنیٰ سے کارکن تھے ۔ ہمیں فخر ہے کہ ہم اس تحریک کی پیداوار ہیں جس تحریک نے اس ملک کے بے بس انسانوں کو ہمت اور حوصلہ دیا ہے ان کی آنکھوں میں چمک دی ہے ان کے ضمیروں میں روشنی دی ہے انہیں جینے کی ہمت دی ہے انہیں ایک امید دی ہے کہ ہاں اس ملک میں جو خدا کے نام پر خدا کے بندوں کے لئے بنا تھا جہاں خدا کے بندے عزت کی زندگی گزار سکتے ہیں ۔ بے شک وہ بڑے بڑے علامہ نہیں ہیں بے شک وہ بڑے بڑے جاگیردار نہیں ہیں بیشک وہ بڑے بڑے سیٹھ نہیں ہیں وہ عام آدمی ہیں وہ معمولی آدمی ہیں وہ متوسط طبقہ سے ہیں وہ غریب طبقوں سے ہیں وہ قوم پرست ہیں ۔ خواہ وہ امیر طبقوں سے ہیں لیکن اگر وہ اس پارٹی کے جھنڈے تلے آئے ہیں جسے جناب ذوالفقار علی بھٹو نے بلند کیا ہے تو پھر جناب والا ! میں اس شمشیر سے کوئی گریز کرنے کے لئے تیار نہیں

ہوں شمشیر ہمیشہ مسلمانوں کے ہاتھ میں ایک قوت رہی ہے - ہاں شمشیر اس وقت خراب ہوتی ہے جب دوسرے ہاتھ میں قرآن نہ ہو- شمشیر اگر برہنہ ہو لیکن اس کے پیچھے علم نہیں ہے اور اسلام کی صحیح انقلابی تعلیم نہیں ہے تو وہ مکمل ایمان ہی نہیں ہے بلکہ وہ شمشیر چنگیز خان کا نقشہ پیدا کرتی ہے ہلاکو خان کا نقشہ پیدا کرتی ہے - لیکن جناب والا ! جب شمشیر کے پیچھے قرآن حکیم موجود ہو تو پھر یہی شمشیر سیف اللہ بن جاتی ہے - پھر یہی شمشیر علی حیدر کرار بن جاتی ہے یہی شمشیر ذوالفقار علی بھٹو بن جاتی ہے اور ایک انقلاب برپا کرتی ہے مجھے اس شمشیر سے کوئی گریز نہیں - میں اس شمشیر سے گریزاں نہیں ہوں میں اس شمشیر کو خوش آمدید کہتا ہوں آج مسلمانوں کو ہمیشہ سے زیادہ شمشیر کی ضرورت ہے آج مسلمانوں کو خواہ وہ فلسطین میں ہوں یا کشمیر میں ہوں ہمیشہ سے شمشیر کی ضرورت رہی ہے - یہ لوگ اگر شمشیر سے گریزاں ہو گئے ہیں ، ان لوگوں سے اب اگر تلوار کی چمک اور اس کی آب و تاب نہیں دیکھی جاتی تو یہ بائیکاٹ کریں اور جا کر لابیوں میں بیٹھ جائیں اس سے بھی آگے جائیں اور جا کر گھروں میں بیٹھ جائیں - لیکن ہم جو کہ خدا کے کلام کے وارث ہیں جنہیں خدا نے ایک انقلابی پیغام دیا ہے کہ جاؤ انسانوں کے درمیان جاؤ - جاؤ جا کر ان کی زندگیوں کو بدلو - جاؤ ان غریبوں مسکینوں - بیواؤں اور یتیموں کو جینے کا حوصلہ دو - جاؤ ہماری کتاب کھولو اور دیکھو کہ اس میں کیا لکھا ہے کیسے عدل کرنا ہے کیسے انصاف اور اگر عدل اور انصاف کے راستے میں کوئی دیوار کھڑی ہو تو پھر ایک شمشیر بھی برہنہ کرو اور تلوار کو بھی بے نیام کرو اور راستے میں آئی ہوئی ہر دیوار کو کاٹ کر رکھ دو -

(نعرہ ہائے تحسین -)

یہی وہ پیغام ہے جو ہمیں آج کے دور میں جناب ذوالفقار علی بھٹو نے دیا ہے - ہم بھی اپنی شمشیر نیام میں رکھتے ہیں - جناب والا ! ہم بھی اس وقت تک اپنی شمشیر بن نیام میں رکھتے ہیں جب تک وہ ناگزیر نہ ہو جائیں لیکن ہم بتا دینا چاہتے ہیں کہ وہ دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا سامراج ہو وہ ہمارا کوئی ہمسایہ ہو وہ ہمارے اندر چھپا ہوا دشمن ہو اگر اس وطن پر کوئی آنچ آئے اور اس وطن میں رہنے والے مظلوم انسانوں پر کوئی آنچ آئے گی تو ہماری یہ تلوار برہنہ ہوگی ، بے نیام ہو گی اور اس وقت تک

بے نیام رہے گی جب تک ہم ان کے انقلابی دشمن اور عوام دشمن قوتوں کا خاتمہ نہیں کر ڈالیں گے ۔

(نعرہ ہائے تحسین ۔)

جناب والا ! میں ان لوگوں سے پوچھنا چاہتا ہوں جنہوں نے عوام کے بارے میں ابھی کہا کہ عوام نے ان کو مقبولیت کیوجہ سے اسمبلیوں میں بھیجا تھا ۔ تو کیا انہیں بائیکاٹ کرنے کے لئے بھیجا تھا یا اسمبلیوں میں اس لئے بھیجا تھا کہ جاؤ قانون سازی میں حصہ لو جس سے غریب عوام کو کوئی فائدہ پہنچے ؟ جناب والا ! آج اگر یہ سعادت نصیب ہو رہی ہے تو قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی اس پیپلز پارٹی کو ہو رہی ہے کہ جو قانون بنتا ہے وہ عوام کے فائدہ کے لئے بنتا ہے اور جو قانون بنتا ہے ان عوامی نمائندوں کی قوت سے بنتا ہے ان کی اکثریت کے زور سے بنتا ہے ۔ اگر ان لوگوں کو توفیق ہے تو صرف روڑے اٹکانے کی ہے کہ آؤ روڑے اٹکائیں اس سے ایک فائدہ ہے اور وہ یہ ہے کہ جہاں کہیں ان قوانین میں کوئی سقم ہو گا کوئی کمی ہو گی ۔ کوئی خلا ہو گا ۔ کوئی اس میں خامی ہو گی تو ہم اس کی اصلاح کر لیں گے لیکن یہ عوام کی طرف سونپی گئی ذمہ داری ادا کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اور انہوں نے اسمبلیوں کا بائیکاٹ کر دیا ہے ۔

جناب والا ! میں ان سے کہتا ہوں کہ اگلے انتخاب میں عوام کے پاس جائیں اور جا کر ان سے کہیں کہ ہمیں ووٹ دو ہم بائیکاٹ کریں گے ۔ ہم اسمبلیوں میں نہیں جائیں گے ۔ ہم ان اسمبلیوں کے ممبر تو بنیں گے لیکن ہم وہاں جا کر جس دن ہمارا دل چاہے گا تقریر کر دیا کریں گے ۔ بیٹھ کر تقریر کرنے سے مجھے خیال آیا کہ آپ فاضل دوست بشیر احمد کو ہمیشہ ٹوکتے تھے کہ بھئی تم پڑھی ہوئی تقریر کیوں کرتے ہو ۔ میں علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ بشیر صاحب کو بھی شکریہ ادا کرنا چاہیئے کہ انہوں نے آج ان کے لئے راستہ کھول دیا ہے کہ ایک تو لکھی ہوئی تقریر کی اور دوسرے بیٹھ کر کی ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ شاید آپ اس وقت موجود نہیں تھے جب انہوں نے کہا تھا کہ میں بیمار ہوں ۔ میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس لئے لکھ کر لایا ہوں اور بیٹھ کر تقریر کروں گا ۔

وزیر اعلیٰ : بیٹھ کر تقریر کرنے کی حد تک تو بالکل ٹھیک ہے لیکن یہ کہ لکھ کر تقریر کرنے کی حد تک میں اس بات کو تسلیم نہیں کرتا ۔ میرا خیال ہے کہ وہ بیمار تھے اس لئے انہیں دھری تکلیف ہوئی ایک دفعہ انہوں نے لکھا ہوا پڑھا اور دوسری دفعہ جب پڑھا نہیں گیا تو پھر دوبارہ پڑھا تو اس طرح ان کو تین دفعہ تکلیف ہوئی تو اس سے زیادہ اچھا یہ تھا کہ آرام سے بیٹھتے ۔

جناب والا ! ان لوگوں کو اگر چند بدقسمت لوگوں نے یہ سمجھ کر منتخب کر لیا تھا کہ یہ لوگ جائیں گے اسمبلوں میں بیٹھیں گے اول تو یہ ہمارے لئے کوئی اچھا قانون بنائیں گے اور اگر قانون نہیں بنائیں گے تو جو دوسری اکثریتی پارٹی قانون بنائے گی ۔ اس میں یہ حصہ لیں گے تو جناب والا ! آج اگر ہم ان کے اس کردار کو دیکھیں تو ہمیں پتا چلتا ہے کہ انہوں نے اپنے کردار کو کسی طرح سے بھی ادا کرنے کی ذمہ داری قبول نہیں کی ۔ حزب اختلاف میں رہنے کے مقابلے میں حکومت کرنا زیادہ مشکل بات ہے ۔ کیوں ؟ جناب والا ! حزب اختلاف میں رہ کر آپ اللہ کی زمین اور اللہ کے آسمان کے درمیان جو بھی زمانے کی چیزیں ہیں سب پر آپ تنقید کر سکتے ہیں سب پر آپ انگشت نمائی کر سکتے ہیں لیکن جب آپ حکومت میں آتے ہیں تو آپ کا جو اپنا کہا ہوتا ہے وہ سب کچھ کر کے دکھانا پڑتا ہے تو جناب والا ! آج تک ہم اس بات کا خمیازہ بھگت رہے ہیں ۔ پاکستان کی تاریخ میں جتنی بھی حکومتیں آئیں انہوں نے جو کچھ کہا ہے انہوں نے کر کے نہیں دکھایا اس کی ایک وجہ تھی اور وہ یہ تھی کہ وہ تمام حکومتیں جھوٹ موٹ اسلام کا نام لیتی تھیں ۔ جمہوریت کا کلمہ پڑھتی تھی اور جو کچھ کہتی تھیں نہ ان کے دل میں ہوتا تھا نہ ان کے دماغ میں ہوتا تھا وہ تو طوطوں کی طرح رٹے ہوئے تھیں اور اس کو وہ دہراتے چلی جاتی تھیں اس لئے حکومت کا اعتبار نہیں بن سکا ۔ حکومت ایک ادارے کے طور پر لوگوں کی نظروں میں قابل اعتبار نہیں بن سکی کیونکہ حکومت نے جو کچھ کہا وہ اس نے کر کے نہیں دکھایا ۔ جناب والا ! پہلی مرتبہ ہم اس دردناک اور افسوس ناک ورثے کے وارث بنے ۔ ہم قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کے ساتھ ان کی تحریک کے نتیجے میں اس ایوان میں پہنچے ، میں جناب والا ! نہایت درد کے ساتھ اس بات سے آگاہ کرتا ہوں کہ ہم اس وقت حکومت میں آئے جب حکومت کے اداروں پر

لوگوں کا اعتماد اٹھ چکا تھا اور ہمارے اوپر یہ ذمہ داری آئی کہ ہم نے جو کچھ لوگوں سے وعدہ کیا تھا اس کو پورا کر کے دکھانا ہے - اس کے ساتھ ساتھ جناب والا ! یہ ذمہ داری بھی آئی ہے کہ ہم نے حکومت کے اداروں پر عوام کا اعتماد بحال کرنا ہے اور اس کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم وہ سب کچھ کریں جس کا ہم نے عوام سے وعدہ کیا ہے - جناب والا ! ہم نے جو کچھ وعدہ کیا ہے وہ کسی کو پسند آئے یا نہ آئے - اس سے کسی کی جبین پر شکن پڑے یا نہ پڑے - اس سے کسی کے دل میں خوشی پھوٹے یا نہ پھوٹے لیکن ہم مجبور ہیں ! ہم نے یہ سب کچھ کرنا ہے اور کر کے رہنا ہے اور اسی طریقہ سے ہم نے تاریخ کا یہ فرض ادا کرنا ہے - ہم جب حکومت میں آئے تو ہم نے وہ سب کچھ کیا جس کا ہم نے اپنے منشور کے ذریعہ سے عوام سے وعدہ کیا تھا - ہماری تمام تر بحث ہماری تمام تر کاوشیں ہمارے تمام تر قوانین ، اس جانب رواں دواں ہیں اور یہ اس لئے ہے کہ جب تک ہم نے حکومت کے اداروں کا عوام میں اعتماد بحال نہ کیا تو پھر کبھی کوئی بھی حکومت اس قابل نہیں ہوگی کہ یہ اعتماد بحال کر سکے - کیوں ؟ اس لئے کہ آج پاکستان میں مرکزی حکومت قائم ہے ، چاروں صوبوں میں حکومت قائم ہے - جناب والا ! یہ پارٹی جو چاروں صوبوں میں حکمران ہے - جناب والا ! وہ پارٹی جو چاروں صوبوں میں حکمران ہو ، چاروں صوبوں میں حکمرانی کر رہی ہو - اس موقع پر مرکزی نقطہ مہیا نہیں کر سکتی جہاں تمام لوگ آپس میں متفق اور متحد ہوتے نظر آتے ہیں - جناب والا ! پھر ہم تاریخ کا فرض ادا کرنے میں ناکام رہیں گے - تاریخ نے جو ہمیں موقع دیا ہے بے شک یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے - لیکن جناب ہم یہ ذمہ داری ہر صورت میں نبھائیں گے - اس لئے اگر حزب اختلاف اپنے پہیے کو پنکچر کر کے اس کو گاڑی میں سے اتار کر ، اس کے پیچ ڈھیلے کر کے اس کو نکال کے اس کو چرا کے رات کو ، دن کو ، اس کو گاڑی سے لے بھی جاتے ہیں تو جناب والا! ہم اپنی اکثریت کے بل پر انشاءاللہ تعالیٰ یہ کوشش کریں گے کہ اگر ہمیں یہ گاڑی تین پہیوں سے چلانی پڑے تو ہم سب مل کر بھی اسے منزل تک پہنچائیں گے -

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اس ملک کے غریب عوام جنہوں نے پاکستان پیپلز پارٹی کے ان جیالے کارکنوں کو جو پہلے کارکن ہیں اور بعد میں کوئی ممبر ، وزیر ہیں ۔ جنہیں ان ایوانوں میں بیٹھنے کا موقع ملا ۔ جمہوریت کی اس گاڑی کو چلانے کے لئے جس کا ایک پہیہ نکال کر یہ لوگ لے گئے ، اب میں یہ نہیں کہتا کہ جو پہیہ لے جاتا ہے وہ کون ہوتا ہے ۔ بہر حال یہ لوگ اس کا ایک پہیہ لے گئے ہیں ۔ اس پہیہ کی کمی کو دور کرنے کے لئے اس کمی کو پورا کرنے کے لئے میری اگر یہاں بیٹھی ہوئی بہنیں ، میرے یہاں بیٹھے ہوئے بھائیوں کو ان کی اولادوں کو اپنے کندھوں پر بھی جناب والا ! اٹھا کر آگے لے جانے کی ضرورت پڑی تو ہم آگے لے جائیں گے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اس لئے کہ یہ کہتے ہیں اسلام کسی کی جاگیر نہیں جمہوریت کسی کی جاگیر نہیں یہ کہتے ہیں یہ اسمبلی کسی کی جاگیر نہیں ۔ ہم بھی کہتے ہیں جناب والا یہ جس جمہوریت کا کلمہ پڑھتے ہیں ان کی بھی جاگیر نہیں جب ایوب خان نے آمریت کا سماں ایک باندھا ہوا تھا ۔ جناب والا! یحییٰ خان نے آمریت کا ایک نقشہ کھینچا ہوا تھا تو یہ اس وقت کہاں تھے اور کس میدان میں لڑ رہے تھے ، میں آپ کو ان کے بارے میں ایک شخص کے متعلق بتا سکتا ہوں کہ اس وقت جناب ذوالفقار علی بھٹو کے انقلابی جھنڈے کے نیچے یہ لوگ یہ عورتیں یہ مرد یہ جوان یہ خواتین ان کی اولادیں اس وقت جب فوج ، پولیس ، ایوب اور یحییٰ کے غنڈے اس ملک کے میدانوں میں جمہوریت کا جنازہ نکالنے پر تلے ہوئے تھے ۔ جناب والا ! یہی لوگ تھے ۔ یہی لوگ تھے ، یہی لوگ تھے ۔ جنہوں نے جمہوریت کی بازی کو اپنے سروں کی بازی بنا لیا تھا ۔ جنہوں نے سروں پر کفن باندھ کر اس وقت جمہوریت کے جھنڈے کو سر بلند کیا تھا ۔ کہاں تھے یہ لوگ جب ایوب خان للکار کر کہہ رہا تھا اور اس طرح کی سازش کر رہا تھا کہ میں اور میرے بعد میرا بیٹا اس ملک کا حکمران بنے گا ۔ اس وقت یہ لوگ کہاں تھے کس میدان میں تھے ؟ میں بتاتا ہوں ۔ اس وقت ہم لڑ رہے تھے ۔ ہم لوگ موچی دروازے میں لڑ رہے تھے ، ہم لوگ گول باغ میں لڑ رہے تھے ، ہم لوگ کراچی کی گلیوں میں لڑ رہے تھے ، ہم لوگ پشاور کی گلیوں میں لڑ رہے تھے ،

ہم لوگ ڈیرہ اسماعیل خان کی سڑکوں پر اسی پولیس اور اسی فوج کی گولیوں کے آگے سینہ سپر بنے ہوئے تھے ۔ جناب والا ! ان ایوانوں میں یہ بات ایسے نہیں آئی ۔ اس کے پیچھے ایک طویل جدوجہد ہے ، اس کے پیچھے اس پارٹی کی جدوجہد ہے ۔ اس پارٹی کے قائد کی جدوجہد ہے ۔ یہ لوگ اب جمہوریت کا نام لیتے ہیں "جب حلوہ پک گیا" اور بقول میرے قائد کے جب ہم نے ہاتھی کو گرا لیا تو جنگل کے کیڑے مکوڑوں کی طرح یہ لوگ بھی ہاتھی کی لاش پر آ کر چڑھ گئے اور انہوں نے بھی کہا ہم نے یہ ہاتھی گرایا ہے ۔ جناب والا ! یہ آمریت کا ہاتھی ان لوگوں نے نہیں گرا یہ اس شیر نے گرایا ہے جس کے ایک نعرہ کی وجہ سے ملک کا گوشہ گوشہ گونج رہا تھا ۔ جس کے ایک نعرہ کی آواز سے اس ملک کے کروڑوں بے بس عوام اپنے گھروں سے نکل آئے تھے ۔ سروں پر کفن باندھ کر نکل آئے تھے ۔ جناب والا ! جمہوریت کی بات کرنا آسان ہے ۔ جمہوریت کی جدوجہد ان اسمبلیوں میں بھی ہوتی ہے ۔ میں مانتا ہوں ان ایوانوں میں بھی جمہوریت کی جدوجہد کو دیکھنا ہے جناب والا ! جمہوریت کی جدوجہد کو اس ملک کی گلیوں میں ، اس ملک کے بازاروں میں ، کھیتوں میں کھلیانوں میں اور کارخانوں میں بھی دیکھی ہے ۔ جب سڑکوں پر مزدوروں اورکسانوں ، مزاروں اور غریبوں میں ، جب دوکانداروں کارخانوں ، کلرکوں ، عام طبقوں ، وکیلوں ، دانشوروں غرضیکہ سب لوگوں نے جمہوریت کے لئے سروں پر کفن باندھا تھا اور خیبر سے لے کر کراچی تک جمہوریت کا ایک کاروان ابھرتا ہوا نظر آتا تھا اور اس کاروان کے نتیجہ میں ایوب خان کی آمریت کا بت پاش پاش ہوا ، اس کے بعد یحییٰ خان کا بت گرا اور اس کے بعد کہیں جا کر جمہوریت کا سورج طلوع ہوا ۔ جناب والا ! ان لوگوں کے سنہ میں بات آ گئی ہے ۔ کہ بار بار ہمیں سوشلزم کے نام سے چڑاتے ہیں اور چڑانے کی کوشش کرتے ہیں ۔ ہاں ہمارا یہ وعدہ ہے اگر ہم نے یہ کہا ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے تو ہم نے یہ بھی کہا ہے جمہوریت ہماری سیاست ہے اور جب تک ہمارے وجود میں ایک بھی خون کا قطرہ ہے ، ہم اپنے تیسرے بنیادی اصول کی بھی حفاظت کریں گے ۔ جس کا مطلب یہ کہ سوشلزم ہماری معیشت ہے جناب والا ! اگر ہم سوشلزم کا نام لیتے ہیں ۔ ہمارے دوستوں کو اتنی تکلیف کیوں ہوتی

ہے ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا سوشلزم کا لفظ حرام ہے ؟ اس لئے حرام ہے کہ قرآن پاک میں نہیں آیا ۔ جناب والا ! میں قرآن پاک کے ایک ادنیٰ طالب علم کے طور پر ان سے پوچھتا ہوں کہ مجھے سارے قرآن مجید میں جمہوریت کا لفظ دکھا دیں ۔ اگر اسلام کافی ہے ، اگر اسلام مکمل ہے ، اور ہم مانتے ہیں اسلام مکمل ہے تو پھر یہ کہتے ہیں کہ سوشلزم کا نام لینے کی کیا ضرورت ہے ؟ جناب والا ! اگر سوشلزم کا نام لینے کی کوئی ضرورت نہیں ۔ اگر اسلام کافی ہے تو پھر جمہوریت کا نام لینے کی کیا ضرورت ہے ۔ اگر تم یہ کہتے ہو کہ مولانا مودودی صاحب اور ان کے بزرگوار یہ کہتے ہیں کہ دیکھیے صاحب اس وزیر اعلیٰ نے تین چیزوں کا نام لیا ۔ اسلام ، جمہوریت اور سوشلزم تو ان کے تین خدا ، اور تین دین ہیں ، بہت اچھا ، اگر اسلام کا نام لینے سے اسلام دین ہوا ، جمہوریت کا نام لینے سے دوسرا دین ہوا اور سوشلزم کا نام لینے سے تیسرا دین ہوا ، تو میں ان سے پوچھتا ہوں کہ ہمارا گناہ اتنا ہوا کہ ہم تین خدا کو مانتے ہیں ۔ لیکن تم دو کا نام لیتے ہو ۔ اسلام اور جمہوریت تو پھر یہ دو خداؤں کو مانتے ہیں ۔ تو پھر ہم اور آپ میں کیا فرق ہوا ''تم بھی کافر ہم بھی کافر'' لیکن اصل بات یہ نہیں ہے نہ تم کافر ہو نہ ہم کافر ہیں ۔ اس لئے کہ (اسلام نے) جس جمہوریت کا نام لیا ہے اگر اس نے اس کو جمہوریت کے لفظ سے عبارت نہیں کیا بلکہ ایک بنیادی اصول جسے قرآن نے شوریٰ کے لفظ سے بیان فرمایا ہے اور تم نے اس جمہوریت کے اصول سے انکار کیا ہے ۔ ہم عدل اور احسان کے بنیادی اصولوں سے سوشلزم کے اصولوں کا انکار نہیں کر سکتے ۔ میں پوچھتا ہوں ۔ شوریٰ اور جمہوریت کا کیا فرق ہے ؟ مشورہ کا تعلق ہے ۔ شوریٰ کا مطلب مشورہ ہے ۔ جمہوری نظام وہ نظام ہے جس میں کہ مشورہ کیا جاتا ہے ۔ کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسمبلیاں تھیں ؟ کیا اس زمانہ میں اس طرح ووٹنگ ہوتی تھی ؟ کیا اس وقت حزب اختلاف اور حزب اقتدار کا تصور تھا ؟ میں پوچھتا ہوں کہ مسلمانوں میں حزب اقتدار کے علاوہ اور کوئی حزب اختلاف اس وقت موجود تھی ؟ کیا نبی پاک ص کے دور میں حزب اختلاف کا وجود تھا ؟ حضرت ابوبکر رض حضرت عمر فاروق رض ، حضرت عثمان غنی رض اور حضرت علی رض کے زمانہ میں حزب اقتدار تو تھی ۔

لیکن یہ ثابت کر کے دکھائیں کہ کیا حزب اختلاف کا کوئی وجود تھا؟ کس جمہوریت کی آپ بات کرتے ہیں؟ اگر آپ اسلام کی جمہوریت کی بات کرتے ہیں تو اس میں حزب اختلاف کا کوئی وجود نہیں تھا ۔ اس میں ایک جماعت اور ایک پارٹی ہوتی ہے اس میں پورے مسلمان ایک جماعت ہیں ۔ مسلمانوں کو دوسری جماعت بنانے کی اجازت ہی نہیں ۔ میں نے بھی تھوڑا سا قرآن کا مطالعہ کیا ہے ۔ اس لئے اگر یہ جمہوریت کو خدا بنانا چاہتے ہیں ۔ تو شوریٰ کے اصولوں سے جمہوریت ثابت ہوتی ہے ۔ عدل اور احسان جن کا ذکر شوریٰ کے مقابلہ میں پورے قرآن پاک میں سورۃالحمد سے لیکر سورۃ والناس تک ہے مگر شوریٰ کا ذکر زیادہ سے زیادہ دو یا تین مرتبہ آیا ہے ۔ میں پوچھتا ہوں ۔ اس سے زیادہ کتنی مرتبہ آیا ہے؟ لیکن قرآن کے صفحے صفحے پر عدل اور احسان کا ذکر ہے ۔ عدل کیا ہے ۔ عدل انسان کو اپنی کوششوں کے مطابق ۔ اپنی محنت کے مطابق جو کچھ وہ پیدا کر سکتا ہے ۔ وہ اسی کا حقدار ہے ۔

لیس للانسان الا ما سعیٰ

لیکن احسان کیا ہے ۔ احسان یہ ہے کہ جو کچھ پیدا کرو ۔ اس پر اس کا حق ہے ۔ لیکن اگر اس کی ضرورت کم ہے تو وہ اس پیداوار میں سے کم لے لے ۔ اور جو حاجت مند ہے ۔ جس نے اتنا نہ پیدا کیا ہو ۔ لیکن جس کی ضرورت زیادہ ہو ۔ اس کی ضرورت کے مطابق وہ اس کو دیے دے ۔ یہ ہے احسان ۔ جناب والا ۔ میں زیادہ تفصیل میں نہیں جاؤں گا ۔ لیکن سوشلزم اور اس سے بھی آگے کے نظریات کا جب میں نام لوں گا ۔ تو ان کو تکلیف ہوگی ۔ ان کی بنیاد عدل اور احسان پر ہے ۔ اور یہ عدل کا ایک اصول ہے ۔ مگر یہ اصول اس لئے انہیں چبھتا ہے ۔ کہ یہ انقلابیوں کے ہاں انہیں نظر آتا ہے ۔ یہ ان کو کارل مارکس اور ماؤزے تنگ کے ہاں نظر آتا ہے ۔ میں نے قرآن پاک کی آیت پڑھ کر بتایا ہے ۔ اس کی بنیاد ہمارے لئے قرآن پاک پر ہے ۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ یہ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں ۔ "یسئلونک ما ذا ینفقون قل العفو" نبی پاک صل اللہ علیہ وسلم یہ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں ۔ کہ ہم اللہ کی راہ میں کیا خرچ کریں ۔ آپ ان سے کہہ دیجئے ۔ کہ جو کچھ آپ کی ضرورت سے زیادہ ہو اس کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کریں ۔ قرآن پاک کے مطابق انسان صرف اس حد تک لینے کا حقدار ہے ۔ جس سے کہ اس کی ضروریات پوری ہو سکیں ۔ جو کچھ اس کی ضروریات سے زیادہ ہے ۔ وہ اس کو دوسرے لوگوں کے لئے عام کر دے اور آپ یہ دیکھیں گے ۔ کہ

خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رض ۔ حضرت عمر فاروق رض ۔ حضرت عثمانؓ غنی رض اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جب وقت آیا ۔ اور جب ان کو رسول پاک صل اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ لاؤ جو کچھ تمہارے پاس ہے ۔ تو اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی ساری پونجی میں سے آدھی گھر میں رکھ کر آدھی نبی پاک صل اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے ۔ اور دل ہی دل میں خوش ہو رہے ہیں ۔ کہ آج تو حضرت ابوبکر صدیق رض سے سبقت لے جاؤں گا ۔ آج میں زیادہ لینے کر جا رہا ہوں ۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رض آتے ہیں ۔ جو کچھ گھر میں تھا ۔ سب کچھ لے کر نبی پاک کی جھولی میں ڈال دیا ۔ نبی پاک بھی اپنے ساتھیوں کے حالات سے واقف ہیں پوچھتے ہیں کہ کچھ لے آئے ہیں ۔ کچھ اپنے لئے بھی رکھا ہے یا نہیں ؟ صدیق اکبر رض کہتے ہیں کہ آقا ”میرے لئے خدا کا رسول بس ۔“ یہ ہے وہ اسلام ۔ مولانا ۔ جس کی آپ بات کرتے ہیں ۔ یہ اسلام تو آپ کی جان نکال کے رکھ دے گا ۔ یہ اسلام تو آپ کی ہڈیاں گلا دے گا ۔ یہ اسلام تو آپ کے پاس کچھ نہیں چھوڑے گا ۔ یہ تو آپ کے موتی لگے جوتے اتار لے گا ۔ یہ تو آپ کی اچھی اچھی سلی ہوئی اچکیں اتار لے گا ۔ جناب والا ! اسلام تو لوگوں کے پاس کچھ نہ رہنے دے گا ۔ ان کے لئے تو صرف ۔ ”خدا کا رسول بس“

آپ اسلام کی بات کرتے ہیں ۔ اسلام کی بات کرنا ہے تو ڈرو ۔ خدا کہتا ہے کہ لوگ اسلام سے ڈرتے ہیں ۔ کس طرح ؟ اس طرح جس طرح گدھے شیروں سے ڈرتے ہیں ۔ یہ قرآن کی زبان ہے ۔ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں ۔ اندر سے ان کا یہ حال ہے ۔ اسلام کہتا ہے کہ سب کچھ میرے قدموں میں ڈال دو ۔ آیت یہ پڑھی گئی ہے ۔

”ان صلاتی و نسکی ومحیای و مماتی للہ رب العلمین“

یہ آیت کیا کہتی ہے ؟ یہ آیت کہتی ہے ۔ میری نماز ۔ میری قربانی ۔ میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے ۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا یہ خداوند تعالیٰ کے لئے جی رہے ہیں ۔ خدا کے لئے مر رہے ہیں ۔ تمام تر اقتدار کی خواہشات ۔ تمام تر صلواتیں ۔ جو کہ یہ لوگ ہمیں سنواتے ہیں ۔ تمام تر وہ آرزوئیں ۔ جو کہ لالے بن کر ان کی رالوں سے ٹپک رہے ہیں ۔ یہ سب کچھ کس نقشہ کو ظاہر کرتا ہے ۔ کیا یہ سب کچھ اسلام کی محبت کو ظاہر کرتا ہے ؟ اسلام کے لئے محبت یہ ہے کہ ہم اپنے دلوں میں دیکھیں ۔ ان کے اندر جھانکیں ۔ ان کو ٹٹولیں ۔ اپنی آستینوں کو دیکھیں ۔ کہ کہیں ان

میں بت تو نہیں چھپے ہوئے ہیں - ہم نے آذانیں جو شروع کی ہوئی ہیں - ہم پہلے یہ تو دیکھ لیں - کہ ہماری آستینوں میں بت تو نہیں ہیں - یہ بت کیا ہیں ؟ خواہشوں اور مفادات کے بت - ان بتوں سے ابھی تو بہت سے لوگ نہیں نکلے ہیں - جب ہم اپنی پارٹی کی بات کرتے ہیں - جہاں جہاں جتنے جتنے بت ہیں - اس حد تک - ان باتوں ، اور فیصلوں کے خلاف بھی آواز اٹھتی ہے - جہاں کچھ دینا پڑتا ہے - وہاں دے دیتے ہیں - لیکن ہم ایک جماعت ہیں - ایک منظم جماعت - ایک قائد اور ایک منشور کے تحت ہم کام کرتے ہیں - اس لئے اگر پہلے سے کچھ جاتا بھی ہو - تو ہم بولتے نہیں ہیں - سسکتے بھی ہیں - اور آہیں بھی بھرتے ہیں - لیکن اپنے اصول اور اپنے منشور اور اپنے قائد کی قیادت کے احترام میں ہم نہیں بولتے ہیں اسی لئے ہم تو یہ کہتے ہیں - کہ ہم اسلام کی تعلیم پر عمل کر رہے ہیں - لیکن آپ کونسی اسلام کی خدمت کر رہے ہیں - آپ نے کونسا ایسا قانون پیش کرنے کی کوشش کی ہے - جو کہ اسلام کی روح کے عین مطابق ہو - تم نے اسلام کا خول چڑھا رکھا ہے - تم خالی اسلام کے نام کو پوجتے ہو - ہم اس خدا کی پرستش کرتے ہیں - انسانوں کے درمیان محبت اور اخوت کا پیغام دیتے ہیں - مساوات عدل اور احسان کا پیغام دیتے ہیں - اسلام کو اگر آپ نے اس کی صحیح روح میں دیکھنا ہے - تو وہ آپ پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور میں دیکھیں گے - انہیں پاکستان پیپلز پارٹی کے نام سے چڑ ہے - انہیں سوشلزم کے نام سے چڑ ہے آپ کہتے ہیں - کہ یہ ہمارے عرب بھائی یہ ہماری اسلامک سمٹ یہ کیسے ہوگی - آئیے میں آپ کو بتاتا ہوں - یہ کیسے ہوگی - کیا الجزائر جہاں تمام اسلامی ممالک اکٹھے ہوتے ہیں - ایک سوشلسٹ ملک نہیں ہے - وہ الجزائر جس میں ایسے 77 ممالک ہیں - جو تیسری دنیا میں شامل ہیں - وہ جمع ہوتے ہیں - کیا وہ سوشلسٹ ملک میں جمع نہیں ہوتے ؟ کیا مصر جو کہ آج فلسطین کی آزادی کے لئے سر بکف ہے - اور جو سب سے پہلے اسرائیل سے ٹکر لیتے ہیں - میں پوچھتا ہوں - کہ مصر کی اس جماعت کا نام کیا ہے ؟ اس ملک میں ایک ہی جماعت ہے - one party system ہے - میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کا کیا نام ہے ؟ اور اب سوشلسٹ یونین سے کیا سعودی عرب نے تعلقات منقطع نہیں کر لئے ؟ کیا باقی مسلمان ممالک نے ان سے تعلقات نہیں رکھے ہوئے ؟ کیا ان کو مسلمان نہیں سمجھا جاتا ؟ کیا لیبیا کے لوگ سوشلزم کا نام نہیں لے سکتے ؟ یمن کے لوگ تو الاشتراکیہ

الاسلامیہ کا جھنڈا بلند کر سکتے ہیں ۔ عراق کے لوگ تو کر سکتے ہیں ۔ مصر کے لوگ تو کر سکتے ہیں ۔ نہیں کرسکتا تو یہ بیچارہ پاکستان نہیں کر سکتا ۔ کیوں نہیں کر سکتا ؟ ہم بھی کر سکتے ہیں ۔ لیکن یاد رکھیئے ہم کریں گے لیکن ہماری سوشلزم مانگے تانگے کی سوشلزم نہیں ہوگی ۔ ہم اپنی سوشلزم کیوبا سے درآمد نہیں کریں گے ۔ ہم اپنی سوشلزم روس سے درآمد نہیں کریں گے ۔ ہم اپنی سوشلزم چین سے درآمد نہیں کریں گے ۔ ہماری سوشلزم اسلام کے بنیادی اصولوں سے پھوٹے گی ۔ ہماری سوشلزم عدل اور احسان کے بنیادی اصولوں سے پھوٹے گی (نعرہ ہائے تحسین) سوشلزم کا لفظ آپ کو چبتا ہے ؟ اس لئے کہ حدیث میں نہیں آیا ۔ اس لئے کہ قرآن میں نہیں آیا ۔ اگر حدیث اور قرآن آپ کو یاد ہو ۔ میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جمہوریت کا لفظ کہاں ہے وہاں ؟ ایک اصول ہے شوریٰ کا جسے آپ نے جمہوریت کا لفظ بنا لیا ۔ اگر جمہوریت کا لفظ نہیں آیا تو وہ آپ قبول کر سکتے اور سوشلزم کا لفظ نہیں آیا جو کہ عدل کے بنیادی اصول کے مطابق ہے تو پھر سوشلزم کے لفظ سے آپ کو چڑ کیوں ہے ؟ جناب والا ۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ نہیں جمہوریت تو ایک ایسی چیز ہے جو ملک کے ساتھ چل سکتی ہے لیکن سوشلزم بذاتہ خود ایک مذہب ہے ۔ کمال کرتے ہیں آپ ۔ اگر اسلام کے ان چھ سات ملکوں کا جن کا میں نے نام لیا ان کی سیاست سوشلزم پر مبنی ہو سکتی ہے ۔ ان کی معیشت سوشلزم پر مبنی ہو سکتی ہے تو پھر یہ دین سے کہاں ٹکراؤ ہے ؟ یہ دین سے ٹکراؤ نہیں ۔ صرف جناب والا ! آپ کے مفادات سے ٹکراؤ ہے۔ ان بتوں کو یہ پاش پاش کرنا چاہتی ہے جو آپ نے آستینوں میں چھپائے ہوئے ہیں ۔ اس لئے آپ ہم پر بے شک الزام دیں کہ ہم سوشلزم کا نام لیتے نہیں لیکن سوشلزم کا نام ہم اس لئے لیتے ہیں کہ بنیادی طور پر یہ ہمارے ایک اصول سے مشترک ہے ۔ ہماری معیشت کی بنیاد سوشلزم پر ہوگی ۔ یہ اصول ہر اس شخص نے قبول کیا ہے جو پاکستان پیپلز پارٹی کا رکن ہے ۔ وہ تمام اراکین جو یہاں بیٹھے ہیں جو پاکستان پیپلز پارٹی کے بنچوں پر بیٹھے ہیں انہوں نے پاکستان پیپلز پارٹی کے چار اصول تسلیم کئے ہیں اور اسی لئے وہ اس کے ممبر ہیں ۔ اگر ان میں سے ایک اصول وہ تسلیم نہیں کرتے تو وہ پاکستان پیپلز پارٹی کے ممبر نہیں بن سکتے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہی اصول عالم اسلام کے بیشتر اسلامی ملکوں نے قبول کیا ۔ تیسری بات ہم عدل و

انسان کی بنیادی اصولوں سے لائے ہیں۔ اس لئے آپ جب چاہیں کہیں۔ جو چاہیں مغالطے پیدا کریں۔ یہ ہمیشہ سے ہے۔ یہ ہمیشہ نے ہمارے ان بزرگوں کا کام ہے جنہیں علماء کرام کہا جاتا ہے۔ جب بھی سرمایہ داروں اور مفادات رکھنے والے طبقوں کو یہ ضرورت پڑی کہ ان کے مفادات کو جب وہ خود آگے بڑھ کر محفوظ نہیں کر سکے تو انہوں نے کسی نہ کسی عالم کو آگے کر دیا۔ تاریخ ہمیشہ اس بات کو یاد رکھتی ہے اور جانتی ہے کہ کسی خاص وقت اس طبقہ کا کیا کردار رہا۔ لیکن ہم جانتے ہیں جہاں علماء سو تاریخ میں ہوئے ہیں وہاں علماء حق بھی ہوئے ہیں۔ عالم بنتا ہے تو کلمہ حق کہنے کے لئے عالم بنو اور کلمہ حق کہو۔ جو خدا نے کہا جو خدا کے رسول نے کہا۔ جس نے کہا ہے کہ یہ لوگ جو زمین پر بڑے بن بیٹھے ہیں اور جنہوں نے انسانوں کو طبقات میں تقسیم کر دیا ہے۔ کچھ کو نیچے کر دیا ہے اور کچھ کو اوپر کر دیا ہے۔ اب خدا کی یہ مشیت ہے کہ اس نے اپنے پیغمبروں کے لئے حکم دیا ہے کہ وہ آگے بڑھیں اور وہ جنہیں زمین پر کمزور کر دیا گیا ہے انہیں اوپر لائیں۔ انہیں زمین کی حکمرانی بخشیں اور تم میں اگر اسلام کی دعوے کو زندہ رکھنے کی ہمت ہے تو پھر خدا کے اس حکم کو پورا کرنے کے لئے آگے بڑھو اور وہ جنہیں زمین پر کمزور کر دیا گیا ہے انہیں اوپر لانے کے لئے ہمارے شانہ بشانہ جد و جہد کرو۔ پھر ہم جانیں کہ واقعی تم کو لوگوں نے اس لئے بھیجا تھا کہ تم اس زمین میں خدا کے پیغام کو عام کرو گے۔ تم خدا کے بندوں کے لئے کوئی اچھا کام کرو گے۔ لیکن اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تمہیں بائیکاٹ کرنے کے لئے انہوں نے بھیجا تھا تو تم ایک غلطی میں مبتلا ہو۔ اگر اس کو ٹیسٹ کرنا چاہتے ہو تو جاؤ اگلے انتخاب میں لوگوں سے کہنا کہ ہمیں ووٹ دو تاکہ ہم اسمبلی میں نہ جائیں۔ پھر ہم دیکھیں گے کہ وہ تمہیں ووٹ دیتے ہیں یا کچھ اور دیتے ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! میں معافی چاہتا ہوں۔ ہو سکتا ہے میں نے کچھ تلخ اور ترش باتیں کہی ہوں۔ میرا ہرگز یہ مقصد نہیں تھا لیکن یہ مہربان لوگ

دل کو جلانے آ جاتے ہیں ۔ اس لئے کبھی کبھی دل کے پھپھولے پھوٹ پڑتے ہیں اور وہ آگ جو دلوں میں رہے وہ قابو میں رہتی ہے ۔ کبھی کبھی وہ ہونٹوں پر زبان کا شعلہ بن جاتی ہے ۔ بجٹ پر جو بحث ہوگی اس کو بجٹ کی حد تک سمیٹنے کے لئے میں آخر میں گزارش کروں گا ۔ اب میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں ۔ بہت بہت شکریہ ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر : تیس ارکان اسمبلی کے نام آئے ہیں جو اس بجٹ میں حصہ لینا چاہتے ہیں حزب اختلاف کے قائد نے جیسا کہ یہاں آج اعلان کیا ہے اس کے پیش نظر ممکن ہے مجھے بجٹ کی ڈیبیٹ کا اور اس کے پروگرام کا جو شیڈول ہے اس میں کچھ رد و بدل کرنا پڑے ۔ تو میں آج سیکرٹری صاحب سے مشورہ کر کے اس میں جو مناسب رد و بدل ہوگا وہ میں کروں گا اور آپ کو اس کا نوٹس مل جائے گا ۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان : جناب سپیکر ! میرا نام بھی نوٹ فرما لیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : بہت اچھا ۔ ملک عبدالقیوم ۔

اگرچہ میں وقت کی پابندی نہیں لگانا چاہتا لیکن میں یہ توقع کرتا ہوں کہ فاضل اراکین پندرہ منٹ کے اندر اپنی تقریر ختم کرنے کی کوشش کریں گے ۔

ملک ثناء اللہ خان : جناب والا ! مہربانی کرکے ان معزز ممبر صاحبان کے نام بتا دیں جن کے نام فہرست میں درج ہیں ۔

مسٹر سپیکر : میں بتا دیتا ہوں ۔ اب تو میں نے فاضل رکن کو بلا لیا ہے ۔ ان کی تقریر سے بعد فہرست کا اعلان کر دوں گا ۔

ملک عبدالقیوم : جناب والا ! میں جناب محمد حنیف رامے صاحب کو مستحق مبارکباد سمجھتا ہوں اس لئے کہ انہوں نے جب سے وزارت خزانہ کی

ذمہ داریاں سنبھالی ہیں اور اپنا پر بجٹ پیش کرتے وقت انہوں نے پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور اور پاکستان پیپلز پارٹی کے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو کے نظریات سے گہری وابستگی کا بھرپور اظہار کیا ہے ۔ جناب والا ! وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں بار بار پاکستان پیپلز پارٹی کی منشور اور پاکستان پیپلز پارٹی کے قائد کی ہدایات کی تکمیل کا حوالہ دے کر نہ صرف پارٹی کی قیادت کے ساتھ اپنی والہانہ عقیدت کا اظہار کیا ہے بلکہ ہم سب کو اپنے فرض کا احساس دلایا ہے ۔

جناب والا ! آپ اور ہم سب یہ جانتے ہیں کہ 1970ء کے عام انتخابات میں پنجاب کے عوام کی بھاری اکثریت نے پاکستان پیپلز پارٹی کی منشور اور پارٹی کے پروگرام کو ووٹ دیا تھا ۔ انہوں نے اس وقت افراد کو ووٹ نہیں دیا بلکہ ان کے سامنے صرف ایک شخصیت جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی تھی ۔ وہ بھٹو جس نے اس ملک میں بحالی جمہوریت کا آغاز کیا ۔ وہ بھٹو جس کی قربانیوں سے آج یہ ایوان سجا ہے جس میں آپ اور ہم بیٹھے ہیں ۔ حضور والا ! اگر آج ہم اس ایوان میں بیٹھنے والے دانستہ یا نادانستہ طور پر کوئی بھی ایسی حرکت کریں جس سے جمہوریت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو نہ صرف یہ کہ ان کروڑوں غریب مزدوروں ، کسانوں اور محنت کشو کی نظروں میں ہم مجرم ٹھہریں گے جنھوں نے جناب ذوالفقار علی بھٹو کی بحالی جمہوریت کی جد و جہد میں ساتھ دیا ۔ بلکہ آنے والی نسلیں ہمیں معاف نہیں کریں گی ۔ حضور والا ! پنجاب پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ اور پاکستان کا دل اور دوسرے صوبوں کے مقابلہ میں بڑے بھائی کی حیثیت رکھتا ہے ۔ ہمارے طرز عمل کا اثر یقیناً دوسرے صوبوں پر پڑ سکتا ہے اگر یہ طرز عمل جمہوریت کے لئے خوشگوار نہیں تو مجھے خدشہ ہے کہ استحصالی قوتیں ابھریں گی اور آمریت کی شکل میں ہم پر مسلط ہونے کی کوشش کریں گی ۔ اس لئے ہم جو پنجاب میں بستے ہیں ہم پر زیادہ ذمہ داری عاید ہوتی ہے کہ اس سلسلے میں اور ہمارا طرز عمل زیادہ محتاط اور زیادہ ذمہ دارانہ ہو ۔ حضور والا ! آج اگر ہم نے صحیح معنوں میں نمائندگی کا حق ادا کرنا ہے اگر آج ہم نے صحیح

عوامی اعتماد کو عزیز رکھنا ہے ، اگر آج ہم نے صحیح معنوں میں عوام کے فیصلوں کا احترام کرنا ہے تو ہم پر لازم ہے کہ ہم پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور کا احترام کریں - ہم پر لازم ہے کہ ہم پنجاب کے غریب عوام کے ساتھ کئے گئے وعدوں کا احترام کریں - ہم پر لازم ہے کہ ہم ذوالفقار علی بھٹو کے فیصلوں کا احترام کریں - اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو ہم اس امانت میں خیانت کے مرتکب ہوں گے جو پنجاب کی غریب عوام نے ذوالفقار علی بھٹو کے نام پر ہمارے سپرد کی ہے جب ہم نے ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں اس عوامی تحریک کا آغاز کیا تو اس کا مقصد محض اس وقت کی حکومت کو بدلنا نہ تھا بلکہ ہمارا مقصد اس نظام کو بدلنا تھا - ہم نے اس نظام کے خلاف آغاز جہاد کیا تھا جس کی بنیاد استحصال پر تھی اور اس نظام میں امیر امیر تر غریب غریب تر ہوتے جا رہے تھے ایسے نظام میں دولت تھی محنت نہ تھی - ایسے نظام میں میرے ملک کے کروڑوں مزدور دن بدن پستے جا رہے تھے- حضور والا ! اس وقت ہم نے عوام کے ساتھ وعدے کئے تھے کہ ہم ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کریں گے جو استحصال سے پاک ہو جو انصاف پر مبنی ہو مساوات کے اصول پر مبنی ہو طبقاتی اونچ نیچ سے مبرا ہو اور ایک ایسا معاشرہ جس میں مظلوم اور محکوم انسانوں کو ہر قسم کے ظلم اور استبداد سے نجات دلائی جائے - حضور والا ! مجھے خوشی ہے کہ میرے محترم قائد وزیر خزانہ نے جو بجٹ پیش کیا ہے وہ ان وعدوں کی پاسداری کا ثبوت ہے - حضور والا! وزیر خزانہ نے پنجاب کی تاریخ میں سب سے بڑا ترقیاتی بجٹ پیش کیا ہے اور یہ اس لئے ممکن ہو سکا کہ پنجاب کی تاریخ میں پہلی مرتبہ مرکزی حکومت کی آمدن میں سے صوبہ پنجاب کو حصہ ملا اور صوبہ پنجاب کو اس کی اکثریت کی بنیاد پر یہ حصہ ملا اور میں اس اضافے کا شکر گزار ہوں کہ ہمارے قائد ذوالفقار علی بھٹو نے قومی مالیاتی کمشن کی سفارشات پر یہ حکم صادر فرمایا ہے اور میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ کوئی بھی دیدہ دلیر یہ جرأت نہیں کر سکے گا کہ وہ کہے کہ پنجاب کو اس کے جائز حقوق سے محروم کیا

جا رہا ہے ۔ حضور والا ! بجٹ پر ایک نظر ڈالیں تو ہمیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ شعوری طور پر ہم نے اپنے وسائل کا رخ دیہات کی طرف موڑ دیا ہے جو ہمارے صوبہ کی 85 فیصد آبادی دیہات میں رہتی ہے ۔ جب تک اس دیہاتی آبادی کی خوشحالی اور اس کی دیہی زندگی کو بہتر بنانے کا انتظام نہ کیا جائے ایک مضبوط اور خوشحال پاکستان کا تصور نہیں کیا جا سکتا ۔ حضور والا ! ہماری اس 85 فیصد آبادی کا زیادہ انحصار زراعت پر ہے ۔ اس لئے ہم نے موجودہ بجٹ میں زراعت کو زیادہ اہمیت دی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ زراعت ہی ہماری معیشت کی بنیاد ہے اسلئے حضور والا اس سال 27 کروڑ 28 لاکھ روپے کی رقم زراعت کی ترقی کے لئے خرچ کی جا رہی ہے یہ بہت بڑی رقم ہے نہ صرف یہ کہ زراعت بلکہ دیگر دیہی ضروریات کی طرف بھی توجہ دی جا رہی ہے اس کے لئے بہت سا روپیہ زراعت کی ترقی کے لئے مخصوص کیا گیا ہے ہم نے جہاں پانی کھاد بیج اور فصلوں کی کیڑا مار ادویات کا بندوبست کیا ہے وہاں ہم نے چھ سو بلڈوزر بھی منگائے ہیں تا کہ نا ہموار زمین کو ہموار اور قابل کاشت بنایا جا سکے کھاد کی بہتر سپلائی کے لئے دور افتادہ علاقوں میں چھ سو ڈپو قائم کیے جا رہے ہیں ۔ ہم کسانوں کے لئے قرضوں کا انتظام اور دیگر سہولتیں فراہم کر رہے ہیں تا کہ زرعی آلات اور دیگر ضرورت کی چیزیں آسانی سے خرید سکیں ۔ حضور والا ! زراعت کے ساتھ دیگر شعبوں کی طرف بھی توجہ دی جا رہی ہے جو زراعت کو اس کی معراج تک پہنچانے میں مدد دیتے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں اس سلسلے میں تعلیم سب سے اہم شعبہ ہے ۔ سیاسی انقلاب ہو یا معاشی انقلاب جب تک عوام کا ذہنی شعور بیدار نہیں ہوتا وہ ترقی کے لئے نئے نئے خیالات کو اپنانے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتے رہتے ہیں ۔ اس لئے ہم نے دیہی عوام کو تعلیم سے روشناس کرانے کا ارادہ کیا ہوا ہے ۔ اس سلسلے میں 103 کروڑ روپے خرچ کئے جا رہے ہیں اور یہ پنجاب کی تاریخ میں سب سے زیادہ رقم ہے گذشتہ حکومت کے دور میں دیہاتوں میں سکول کھولنے کی بجائے شہروں میں کالج کھولنے پر زور دیا طلبا کی تعداد بڑھانے کی بجائے عمارتوں کی تعداد بڑھانے پر زور دیا گیا تھا لیکن ہم نے

زیادہ سے زیادہ سکول کھولنے کا ارادہ کیا ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم کالج کھولنے کی طرف توجہ نہیں دے رہے ہیں ۔ میں یہ فخر سے اس ہاؤس میں اعلان کرتا ہوں کہ اس مالی سال میں پرویژن رکھی ہے کہ پنجاب کی ہر تحصیل میں ایک انٹر کالج لڑکیوں اور لڑکوں کے لئے اور پنجاب میں ہر ضلعی ہیڈ کوارٹر پر ایک ڈگری کالج لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے قائم کئے جائینگے ۔ حضور والا ! تعلیم اور صحت کے بعد ہم نے اپنی دیہی آبادی کی سماجی ضرورت کو محسوس کیا ہے وہ ضرورت ہے مکانیت کی ۔ یہ ضرورت ان لوگوں کی ہے جو وزیر اعلیٰ کے الفاظ میں اس معاشرہ کے گمنام لوگ مظلوم لوگ جو دیہات میں بستے ہیں جن کے پاس گھر نہیں ہے اور جو بے زمین ہیں بے اسرا ہیں اور جاگیردار کے چنگل میں پھنسے ہوئے ہیں وہ جو اپنے لئے مکان نہیں بنا سکتے ہیں یا جو بڑے بڑے زمیندار کے ہاتھوں کچے جھونپڑے بناتے ہیں اور جب زمیندار چاہتا ہے ان کو لات مار کر نکال دیتا ہے اس میں کون لوگ تھے ان میں کسان کاشتکار تیلی لوہار ترکھان ہیں اسی طرح ان لوگوں کو جنہیں اس معاشرہ نے "کمیں" کا نام دیا ان لوگوں کے لئے پانچ مرلے کے پلاٹ بلا قیمت تقسیم کرنے کا ارادہ کیا ہے اس طرح 18 لاکھ پلاٹ غریبوں میں تقسیم کئے جائینگے اس طرح یہ لوگ یعنی کسان کھیت مزدور مزارع ان کے چنگل سے نکل جائیں گے ۔ حضور والا ! زراعت کی ترقی کے سلسلے سڑکوں کی ترقی کا بھی زیادہ خیال رکھا گیا ہے تا کہ زرعی اجناس منڈیوں میں پہنچانے کے لئے اور پیداوار سے معقول روپیہ حاصل کرنے کے لئے زرعی اجناس کی شہروں میں با آسانی پہنچایا میں لائے کہ یہ فیس زیادہ ہے تو جناب بھٹو کے زیر ہدایت اسے کم کر دیا گیا ہے ۔ یہ بھی قابل تعریف بات ہے ۔ اس کے علاوہ سکارپ کے علاقوں میں دھرے آبیانے کی معافی بھی قابل قدر ہے ۔ حضور والا ! میں سمجھتا ہوں کہ وزیر خزانہ نے انصاف اور عوام کی حفاظت کے لئے جو رقم مخصوص کی ہے وہ بڑی بہت زیادہ ہے اس لئے یہ عوام کو انصاف اور حفاظت فراہم کرنا نئی سڑ کیں بنانا ۔ نئے ہسپتال تعمیر کرنا اور نئے سکول کھولنا کسی طرح بھی کم اہمیت نہیں رکھتا ۔ وزیر خزانہ نے اس بات کا بھی اہتمام کیا ہے کہ مجسٹریٹوں و سول ججوں ۔ ایڈیشنل سول ججوں اور ہائی کورٹ کے ججوں کی

تعداد بڑھائی جائے تا کہ لوگوں کو جلد از جلد انصاف مہیا ہو سکے۔ حضور والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ تمام ایسی باتیں ہیں جن پر اگر غور کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ حکومت واقعی نچلے اور بتوسط طبقے کے حالات کو بہتر بنانا چاہتی ہے اور ان غریب لوگوں کے حقوق کو تسلیم کر کے ان میں خود اعتمادی کا احساس پیدا کرنا چاہتی ہے اور انہیں اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل بنانا چاہتی ہے۔ حضور والا! اب آخر میں میں اپنی طرف سے اور اپنے ضلع کے غریب عوام کی طرف سے جناب ذوالفقار علی بھٹو کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جن کے حکم سے جہلم میں مہال انڈسٹریل اسٹیٹ قائم کی جا رہی ہے۔ شکریہ۔

مسٹر سپیکر : چودھری بشیر احمد (ساہیوال)۔

چودھری بشیر احمد : جناب۔ میں نے تو اپنا نام 20 تاریخ کے لئے دیا تھا۔

مسٹر سپیکر : اگر سب کے سب ممبران 20 تاریخ کو تقریر کرنی چاہیں گے تو اس طرح بات کیسے بنے گی۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب سپیکر! بہتر یہ ہو گا کہ آپ مقررین کے نام ایوان کو بتا دیں۔

مسٹر سپیکر : چودھری علی بہادر خان۔ سردار رب نواز خان کھتران۔ رائے سخاوت علی خان۔ میاں محمد افضل حیات۔ میاں خان محمد۔ بابو محمد حنیف۔ ملک ثناء اللہ خان۔ مسٹر ناصر علی خان بلوچ۔ میاں خورشید انور۔ مسٹر تاج محمد خانزادہ۔ کرنل محمد اسلم خان نیازی۔۔ میاں عبدالرؤف۔ مسٹر عبدالمجید خان فقیر۔ ملک محمد اکرم اعوان۔ دیوان سید غلام عباس بخاری۔ بیگم سیدہ

جا سکے۔ ہم نے سڑکوں کی اہمیت پر بھی توجہ دی اور سڑکوں کے لئے بھی بہت سا روپیہ مخصوص کیا ہے۔ حضور والا! آج کے دور میں زراعت ایک صنعت کی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ زراعت میں اب مشینی آلات استعمال ہو رہے ہیں۔ ٹریکٹر استعمال ہو رہے ہیں۔ ٹیوب ویل استعمال ہو رہے ہیں اور

بہت سی ایسی چیزیں استعمال ہو رہی ہیں جن سے یہ ایک صنعت کی شکل اختیار کر گئی ہے ۔ ان تمام چیزوں کے حصول کے لئے سرمایہ چاہئے جو ایک چھوٹا کسان فراہم نہیں کر سکتا ۔ ہم نے جدید زراعت سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے اجتماعی کھیتی باڑی کی سکیم یہاں پر رائج کی ہے اور اس کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں تا کہ چھوٹے مالک اور چھوٹے کاشتکار اجتماعی کھیتی کے اصولوں پر زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کر سکیں اور یہ سکیم ان کے لئے فائدہ مند ثابت ہو۔ حضور والا! اس کے ساتھ ساتھ حکومت پنجاب نے یہ اہتمام کیا ہے کہ دیہی مزدوروں ۔ دیہات کے اندر ترکھانوں اور لوہاروں کی ٹیکنیکل تربیت کا اہتمام کیا جائے جو اپنے دیہات میں ٹریکٹر اور ٹیوب ویل مرمت کر سکیں ۔ یہ ترکھان اور لوہار ہمارے صوبے کی آبادی کا تقریباً 30 فیصد ہیں ۔ اس سکیم سے ایک تو ان کی حالت بہتر ہو جائیگی اور دوسرے زراعت پر بھی اس کا خوشگوار اثر پڑے گا کیونکہ اگر ترکھان اور لوہار گاؤں میں ہی ٹریکٹر یا ٹیوب ویل کی مرمت کر دیتا ہے تو اس سے وقت بچے گا ۔ حضور والا ! موجودہ میزانیہ میں پس ماندہ علاقوں کی ترقی کے لئے بھی توجہ دی گئی ہے ۔ اگر ہم نے لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی قائم کی ہے تو اس کے ساتھ ساتھ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی اور مری کہوٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی بھی قائم کی ہے تا کہ ان لوگوں کی ترقی کا اہتمام کیا جا سکے جنہیں آج تک نظر انداز کیا جاتا رہا ہے ۔ حضور ! وزیر خزانہ نے آبیانہ کا جو نیا نظام رائج کیا ہے اس میں آبیانہ کی ان گنت شرحوں کی بجائے آبیانہ کو ملکیت اور آمدن کے معیار پر مقرر کیا گیا ہے ۔ آبیانہ کے اس نظام میں جہاں چھوٹے زمینداروں کو رعایت دی گئی ہے وہاں بڑے زمینداروں پر کچھ بوجھ بڑھا دیا گیا ہے کیونکہ وہ اس بوجھ کو اٹھا سکتے ہیں ۔ حضور والا ! میں سمجھتا ہوں کہ جناب ذوالفقار بھٹو کی ہدایت پر رجسٹریشن فیس میں بھی کمی کی گئی ہے اور انتقال اراضی کے لئے رجسٹریشن کو لازمی قرار دیا گیا ہے کیونکہ اس کی فیس واقعی زیادہ تھی ۔ جناب بھٹو کے دورہ پنجاب کے دوران جب لوگ یہ بات ان کے نوٹس

حافظہ وسیمہ - چوہدری جمیل حسین خان ملغانی - چوہدری محمد سرور جوئیہ - ملک منور خان - شیخ محمد رمضان - ملک اللہ دتہ - چوہدری غلام قادر - حافظ علی اسد اللہ - نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری - چوہدری بشیر احمد (ساہیوال) - سید کاظم علی شاہ - میاں غلام فرید چشتی - سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ - ملک شاہ محمد عسق - مسٹر محمد یعقوب اعوان - رانا کے - اے - محمود - خان امیر عبداللہ خان نیازی - میاں مطفر ظفر قریشی - چوہدری محمد حیات -

یہ نام ان تمام دنوں کے لئے ہیں جن میں بجٹ پر بحث ہو گی -

(قطع کلامیاں)

وزیر اعلیٰ : جن کے نام نہیں آئے وہ اب لکھوا دیں - کوئی فرق نہیں پڑتا -

مسٹر سپیکر : میں ایک بات واضح کر دوں کہ کسی ممبر کے لئے کوئی خاص دن مقرر نہیں - اس لئے میں نہیں چاہوں گا کہ کوئی فاضل ممبر ایوان سے غیر حاضر ہو - ان کا نام غالباً اسی دن پکارا جائے گا جس دن وہ موجود نہ ہوں گے - اس لئے انہیں حاضر رہنا چاہئے - اس بات کی کوئی گنجائش نہیں کہ کس ممبر نے کس دن تقریر کرنی ہے - یہ تو حساب یہ ہے کہ کتنے نام آئے ہیں اور کتنا وقت ہے - میں چاہتا ہوں کہ فاضل ممبران صرف اپنی تقریر کے لئے ہی ایوان میں حاضر نہ ہوں بلکہ دوسروں کی تقریر سننے کے لئے بھی موجود رہیں اور اس بات کا خطرہ مول نہ لیں کہ وہ ایوان میں موجود ہوں گے تو ان کا نام پکارا جائے گا - اس لئے انہیں چاہئے کہ جب ان کا نام لیا جائے تو وہ ایوان میں موجود ہوں -

I don't want them to be absent. Begum Syeda Abida Hussain.

Begum Syeda Abida Hussain : Sir, in the usual conventional manner I would like to congratulate the Chief Minister who is also the Finance Minister for having presented a budget which does not impose any fresh burdens on any body. In that sense it is a very mild and very non-controversial budget. There is very little that can be said to condemn it or using strong language against it. Perhaps this is

why the Leader of the Opposition in his speech or in his short statement did not deem it fit to comment on the state of economy or the budget. There was not very much that they could find to speak against it. He dwelt instead on the virtues of democracy and I would like to point out in this context that democracy is a static condition. Sir, it is a school of thought and philosophy that involved a great deal of substance and that has an entire history behind it. First of all it must be acknowledged and accepted by all students of democracy that democracy is not an instant process. It is a formula, it is a style of Government that has evolved and developed over a period of time in those countries in which it is practised. Let us not forget that having been colonised, as long as we were colonised, it was the colonial power that perfected the institution of democracy, and that, in fact, the institution of democracy was initiated at a time in those parts of the world which were under colonial powers, at a time when these parts of the world were thoroughly expolited very nakedly, immorally exploited by those very countries who professed very high democratic ideals within their own State. The example of British democracy is quoted through out the world and British democratic institution is indeed a very fine one but let us not forget that this very House, today in which we are fortunate enough to speak as members of a sovereign independent State, this very House was constructed as an edifice of the Raj. It was constructed as an instrument of an alien rule, and it was in this very House these speeches were made, debates were extended and points were enunciated under the aegis of colonial rule. We were termed as native populace, we were looked upon as native populace and the upper strata of this native populace was converted into a clerical class which became an instrument of colonial rule. We were taught to respect the edifice of British democracy and we failed to see that this edifice was being built with our blood, was being built with our wealth and was being built on our cost to the extent that when the Brtish left and we became a sovereign indenpendent State, we continued to nurture, we continued to believe in the concept that the British Parliamentary Democracy or the British

concept of rule has been the ideal one notwithstanding the fact that this very edifice, this very democracy, this very concept of egalitarianism, and liberalism, and idealism that we have learnt to look up was the instrument and the tool of our own exploitation. Today when we stand with 28 years of independence behind us we must consider that this independence has unhappily, unfortunately not taught us to think entirely separate from our independent colonial pre-conditions. Many of the members in this august House that have had prior parliamentary experience in a sense have a right because of venerable age and that very experience to pontificate. These august members have had their conditions, their indoctrination and their mental processes maturing in a condition that we are not sovereign, that we are the instrument of worst exploitation and yet psychologically made to believe that this instrument of their own exploitation was yielding something that they look up. The result is that we are all victims, we are all neocolonial class, Mr. Speaker Sir, and a neo-colonial class that looked upon its own exploiters. We talk in terms of Islam and confuse Islam with great many moral concepts that should not be in any way connected with religion, because religion is something independent and separate of modern day controversial topics but we pull religion into it. We do not understand and we don't realise that at a time when we were thoroughly exploited, when we had alien rule upon our heads our religion continued. We were Muslaman even when the colonial rule was here. We have grown up, we have been brought up and nurtured and made to think in a certain way by an alien folk, and after that alien rule removed its socialist spectrum, we have become a sovereign independent State. We have failed to make analysis of this situation to the extent that some one like myself who is a child of Pakistan, who has known no other pre-condition is speaking in that very alien term which is the instrument of colonial exploitation, because after the British left and we became independent, those people that inherited this land and that have made sacrifices and that in fact brought it into being, did not take a step to the extent of removing from their minds those concepts which had been given to them by their own exploiters, and beginning anew, we have continued with the same

edifice that was made at our cost and to our detriment, and this edifice we have tried to improve with little bits of patch work occasionally. Some of it has been robbed, some of it has corroded, some of it has fallen to the way side. We see most of us, educated Pakistanis, when we sit together we condemn corruption and the decay of Institutions but these are the institutions that we have not built. These are the traditions of which we are not masters. All these were given to us at a time when we were not sovereign and yet in the period of our sovereignty we have not learnt to give birth to any thing entirely of our own, entirely new. For the first time, the people of Pakistan were given their right to express what were their aspirations and it goes to the credit of the present Government and it was a sign of political maturity and sagacity of the people. They were very often prone to be treated as sheep. The truth of their sagacity is that they voted not for an individual but for a concept which, as the Leader of the House has pointed out earlier, stands for egalitarianism and that stands for justice and to remove the remainders of colonialism and exploitation. We attempt Assembly boycott or we talk in terms of parliamentary democracy and we talk in terms of freedom of speech and rights of opposition and rights of Government. Let us not forget that democracy is a process that has been built up over a period of time in those countries where it is perfected. I would like to ask the Hon'ble Leader of the Opposition if he has made the study of the emergence of the American democracy which is supposed to be the most competent democracy in the world. Sir, if you go back in a hundred year's of American history you will see instances of democratic methods which are unparallel at any rate in 28 years of Pakistan and yet despite the fact that there was a tremendous struggle and desire that sitting Governments were often very brutal in their approach to their opposition. Democracy bit by bit gain ground and develop and prosper to the extent that in 1974 we have seen the unfolding of the Water Gate, but this democracy was not born through boycotts but through a series of realities, because they do not have the power, they can't protest in alienation, they can't protest in opposition. The failure of the Opposition in Pakistan today is a tactical

failure, they must learn to criticise us to teach us where we are going wrong. Their fight of speech within the Assembly in a manner will upgrade our conscience perhaps and make us to see what is better. But to go on repeating the same point, stressing the same points budget after budget year after year and at the end feel a sense of futility to the extent that a boycott is effected or admitted, is only conceding the point that our Opposition is perhaps not entirely capable of furthering the cause of democracy when they are not part of the state Government. Mr. Speaker, Sir, to my humble way of thinking we lay much stress and the result is that we are sponsoring a society that inclined to be spoon fed. Every individual, the citizen of Pakistan today that has problem wants the Government to give a solution to that individual problem. The best kind of Government is the kind of Government that makes the least not the most. But we Pakistanis are demanding that Government should solve every thing because we don't wish to make individual exercise. We don't wish to encourage within ourselves the ingenuities that existed in every human mind and in every human-being. We talk in terms of opening new schools and colleges all the time, the result is that at the end of it we have lines of unemployed persons that are not willing to go out into the world and find jobs for themselves. We find every time when there is any vacancy, occurs in one office perhaps one for clerk or some such junior officer you get some thing like a thousand applications. This is not because of unemployment problem in Pakistan that it is bigger than the unemployment problem in most parts of the third world, it is because we as a people are not beginning to rely on our genius, we as a people not beginning to find our own solutions and trust on our own ingenuities. We want to be spoon fed. We want to be taught all the time. It goes to the credit of the present Government that it has been able to withstand the pressure of this kind of demands, it goes to the credit of the present Government that it worked, and the Leader of this Party set a pace of hard work which is *containing* to these demands and being able to rise up to the extent of making Annual Development Programmes making provisions which are bigger than ever before. The annual development programme which is being extended by the Punjab Govern-

ment, this year, is a bigger programme financially then ever before. The allocations that have been made in the agrarian sector, the communications sector, the housing and physical planning sector and the education sector are bigger within the frame-work of the fact that it is a poor country and these are big programmes. As far as implemention of these programmes is concerned, it is upto every citizen of Pakistan, be they part of the Government or outsiders, to ensure that the implementation of these programmes is honest and sound so that the benefit of these programmes actually does get down to the common man—to that man in whose name this state was created and, I think, who is the biggest patriot in this land because it is that man who by virtue of his limitations and by virtue of the injustices extended to him has no choice. He does not think in terms of leaving this country, he does not think in terms of finding job in Abu Dhabi and he does not think in terms of migrating to Canada. He and she are the sons and daughters of the soil. These are the people to whom these annual development programmes must extend themselves and they will extend themselves properly and efficiently when every citizen of this State is bent upon correcting those corruptions and those faults of which ultimately all of us become victims.

I would like to represent a backward area where there has been very litle development. I would like to talk a little bit about the problems of my area. Sir, in the district of Jhang only five miles of road have been constructed. This is not because the government has not made the necessary allocations. It is because we have to deal with the tedious problems of contractors, of inefficient bureaucracy, of officials not putting themselves out to get certain tasks fulfilled or not being able to meet the targets and of a certain amount of laxity. Because of all this, the result is that these backward areas remain backward. You can criticise the Government for laxity but, in all honesty and fairness, Government's entire concentration is to make its targets meet. When there is laxity it is the elected representatives of the people who are more responsible for administrative laxity than anybody else because it is their function to ensure that development schemes which are extended in their area should

meet their targets. It is when the elected representatives become parties to intrigue, they become parties to conspiracies and kind of interest in self-promotion that one has been prone to see during the last 28 years of Pakistan's existence and when correct stresses are shifted and instead of having a constructive approach the elected representatives of the people, as they call themselves, tend to shift their concentration to those matters which concern them more immediately than the people whom they represent that these development schemes do not reach their targets.

Mr. Speaker I would like to bring to the notice of the Chief Minister, who is also the Finance Minister, the fact that Sargodha Division which happens to have two of the most backward districts of Punjab, namely, Jhang and Mianwali, within its confine has been made the smallest allocation of all the five divisions for the communications sector. This is an unfortunate thing because out of the four districts in this Division, two are extremely backward and if this situation can be corrected the people of this region will be very grateful and happy particularly in view of the fact, as I have said, that the road-building pace in this area during the last five years has been somewhat slow. As far as stress on agriculture is concerned, there can be no argument about it. Ours is an agrarian economy and this Province particularly is the backbone of our agrarian economy and the more stress we lay on agriculture the more, undoubtedly, it will affect our economy. We are fortunate to be going through a period of time where raw material producers in the world economy are getting a better deal than they used to get in the last two or three decades but we find that the Government's spending in the agrarian sector very often amounts to setting-up of Corporations, Awards and Institutions which don't actually get to the ground as they should. You have your Punjab Agricultural supply Corporation, the Agricultural Development Bank and the Live-stock and Dairy Boards. Then you have your Seed Corporation and also you have the Live-stock Department in the Animal Husbandary and you have your Fisheries Department and so on and so forth. In fact, this Government has put forward large sums of money in extending the administration infra-structure to assist agricultural

development but I regret to say that very often I am speaking from my own practical experience as a farmer, one finds that these Corporations and the august bodies work at the provincial level. These bodies and corporations have capable gentlemen who sit in the province, who attend many ministerial meetings and, to some extent, may be motivated and inspired but I assure you that their field staff whose job it is actually to extend the facilities that the government has provided to the average grower, to the small grower, to the progressive farmer ; that field staff is entirely lacking in sprit and that field staff has such tremendously rigid mental blocks that it works in an extremely bureaucratic manner. Although many of these people are newly recruited and many of these people do not came through the normal channels of bureaucracy yet they become so bureaucratic within a period of few months that they think so much in terms of staff car, jeep, clerk, telephone and TA/DA that by the time public funds are expended we find that most of them have been utilized on the establishment of these institutions rather than extend the benefit to the grower and the progressive farmer for which purpose they have been created. As I said, I speak with the personal experience as a registered grower in whose case these corporations are supposed theoretically to take certain pains in their farming that need certain targets of yield. These institutions are supposed to aid and facilitate the growers' effort and sustain it to the extent that production is increased but every single time, without exception, when one has had dealings with these institutions of Government, one finds that instead of being assisted one is being injured and it is this very fault in the mechanism of field extension which you find not only in the agrarian sector but you also find it amongst your social circles. It is all very well in our budgetary proposals to increase the number of schools and colleges and the number of dispensaries but, Mr. Speaker, when you are faced with reality wherein you find that in a District like ours a large number of schools exists on paper but in reality they do not exist at all or schools that have been given allocations for Chak X and Chak Y are actually being carried out by the school teachers in Mohalla A and Mohalla B of the town because she can't make the effort of actually going into that Chak and when you come across these institutions where

teachers are absent for months at a time and when a complaint is made against them, they seek protection from some political quarters or the other or some bureaucratic channel or the other and go scot free then you realise how can these teachers, how can these trainers possibly train the channels of Pakistanis that will have a sense of commitment and a sense of duty and to whom the benefits of education will mean anything. When we make these proposals we the elected representatives of the people and these who listen to these debates, must also motivate our people and we can only motivate our people by being motivated ourselves. When we think in the terms of further extension of social welfare facilities we must realise that our institutions like the Social Welfare Department, the Health Department and the field staff workers, with no conscience and no sense of duty, are invariably so bureaucratic minded that unless they have a transport at their disposal all time, unless they have clerical staff and peons and so on and so forth according to their liking at their disposal,; they won't work. They simply do not work. There is no cognizance of lack of meeting targets. If a particular target is not met within a department you find that the senior officers in the department will dig out some sort of procedural cover and will present it in such a way to the political interest taken within that Department that there is absolutely no cornering of anybody and the result is that, despite the administrative reforms and despite the fact that the Prime Minister has made very realistic policies, you find that the attitude of average officer at the grass root level is that for the time being as long as they are in government let them do as well as they can, let them have as good a time as they can, let them be as indifferent to government policies as possible. The day they are sacked, they will see. This is the attitude of the junior officers at the field level. This is very painful for those people that come from backward areas and the lives of the backward people are not directly governed by the more diligent, more cultivated and more duty-bound senior officers. These people have to deal with those junior officers that show absolutely no concept of any kind of duty and have absolutely no conscience regarding their problems. They are not motivated by any kind of nationalism. This is also the failing of the elected representatives because it

was our duty to motivate these people to inspire them and one can only inspire through personal examples. One can only motivate and inspire those people that are functionaries of Government when one is setting a personal example of hard work and integrity and I am sure that the members of this august House are aware of this responsibility and will work in the direction that the democratic edifice is protected because the true protection of democratic edifice come through parliamentary procedure. It comes through the success of the individual representative. It comes through the extent to which the individual representative is able to convince his people, or his electorate or his constituents that he has relevance or that he or she is able to represent their task or give their people an evidence in a factual manner that actually their economic condition is ameliorated.

Mr. Speaker Sir, I am very grateful to you for having given me so much time and to the members for giving me a patient hearing. In conclusion I would like to mention that 1975 has been declared as International Women's Year and it is a bit late because we are half way through the year to mention in this House. But I remember, in the first session this year, Mr. Speaker Sir, I spoke to you to move a resolution from this august House supporting the International Women's Year and then this idea was dropped because we felt that perhaps this concept of calling the International Women's Year and expressing solidarity with the women of the World may be misunderstood. We are not, perhaps broad minded enough or educated enough in this House to have agreed to passing a resolution of this kind. Therefore, the idea was dropped. However, it is my duty as a woman member of this House to stress the importance of International Women's Year here. Mr. Speaker Sir, recently there was a TV spokesman who is very popular in the Western media, who visited Pakistan and on Pakistan TV there was a question about what he felt about the women's movement in Pakistan and he gave a very wise reply. He said that instead of having a women's movement or fight for equality of rights in American or in the Western countries, the movement for women's right and their liberation should have started in this country. Mr. Speaker Sir, the fact is that 50% of the

population lives in the most abysmal conditions of poverty, degradation, ignorance, dirt, lack of dignity and this one half of our population is being kept in those shackles because of prejudices and ignorance. We, men and women as a whole, are scared to strip aside those conventions that have failed to have a meaning in the latter half of the 20th century. We are too nervous and too apprehensive for having fatwahs attached to our names. We are too scared of the orthodox minded people who very often will condemn anything without having to explain the contention. We are too intimidated and the result is that we deemed to be a society that limps along with one foot non-functioning and the other foot barely functioning. Unless this society stand on both feet, as our hon'ble Chief Minister said, with all its wheels going, we will not reach a balanced stage of growth and civilvation. I in my own individual capacity express solidarity with all struggling women of the World. Many of us in this country have broken barriers of traditions, conventions and of prejudices and have made advances. I am sure that in the land of Pakistan there will be increasing number of daughters of this soil that will take up their responsibility as citizens of the state and justify those constitutional and legal privileges that have been extended to them. They will justify, and show and prove through personal examples that they are equal citizens of this country.

Mr. Speaker Sir, now a final word on the fact, on the very sad fact that this year when the national budget was announced, we have had to face a very sorry situation that our population is outstripping our gross national product. This is a situation that calls for great deal of thought, perhaps a great deal of courage and perhaps a great deal of the same kind of grip that is required in stripping aside all those unnecessary conventions, prejudices, walls of ignorance that we cannot continue to advance with. Because if we advance with these redundancies, then we will fail to reach those ideals and those aspirations for which we became sovereign and independent and for which we live as Pakistanis in heart and practice.

I thank you, Mr. Speaker.

مسٹر سپیکر : بابو محمد حنیف۔

مسٹر محمد حنیف خان : جناب سپیکر ! برسراقتدار جماعت اپنے ماحصل کو اس طرح ترتیب دیتی ہے کہ اس میں ان وعدوں کی بھی جھلک ہو جو انہوں نے عوام سے کئے ہوں اور جن پر عوام نے انتخابات کے دوران اپنے اعتماد کا اظہار بھی کیا ہو جناب سپیکر جب ہم اس بجٹ کو دیکھتے ہیں تو اس میں ہمیں وہ عکس نظر آتا ہے کہ اس بجٹ کی ان بنیادوں پر ترتیب دی گئی ہے جو ہم نے عوام سے وعدے کئے تھے اس لئے میں وزیر خزانہ کو یہ بجٹ پیش کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

جناب والا ! میں اس میں چند گزارشات بھی پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اس بجٹ میں 58 فیصد رقوم under developed districts جن کو پسماندہ قرار دیا گیا ہے ان کے لئے مختص کی گئی ہیں اور 42 فیصد رقوم جن کو پسماندہ قرار نہیں دیا گیا یا جن کو یہ سمجھ لیا گیا کہ یہ ترقی یافتہ اضلاع ہیں ان کے لئے رکھی گئی ہیں جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ ان میں بیشتر اضلاع اب بھی ایسے ہیں جو پسماندہ ہیں۔ مثال کے طور پر جناب والا ! راولپنڈی کا ضلع ہے اگر اسلام آباد کی چند عمارتوں کو اس سے نکال دیا جائے تو وہ صحیح طور پر ایک پسماندہ ضلع ہے اور میں یہ گزارش کروں گا کہ راولپنڈی ڈسٹرکٹ کو اس کی پسماندگی کے پیش نظر پسماندہ ضلع قرار دیا جائے اور اس کی پسماندگی کو دور کرنے کے لئے مناسب اقدامات کئے جائیں۔ جناب والا ! تحصیل مری انتہائی پسماندہ ہے اس کے لئے اضافی رقمیں جو پیپلز ورکس پروگرام کی صورت میں ہیں یا کسی اور مد میں اس کے لئے مختص کی جائیں تا کہ اس کی پسماندگی کو دور کیا جا سکے۔ دوسرے جناب والا ! اس بجٹ میں اگر پلین علاقے کے لئے سڑکوں کی مد میں فرض کر لیجیئے کہ دس دس یا پندرہ پندرہ لاکھ روپے رکھے گئے ہیں یہ تو مری تحصیل میں جو سڑکیں منظور کی گئی ہیں جو on-going سکیمز ہیں اور جو نئی سکیمز ہیں ان کے لئے پانچ پانچ۔ چھ چھ لاکھ روپے رکھے گئے ہیں جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ ہماری cost of construcrion بہ نسبت پلین علاقے کے بہت زیادہ ہے یہ صورت حال بالکل اس کا الٹ ہے ہوتا تو یہ تھا کہ اگر دس لاکھ روپے پلین علاقے میں مختص کئے گئے ہیں تو اس کے بر عکس مری جیسے پہاڑی علاقے میں جہاں heavy retaining wall and colverts بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے cost of construction بہت زیادہ آتی ہے۔ وہاں پر بیس پچیس لاکھ روپے مختص ہوتے مگر افسوس ناک صورت یہ ہے کہ وہاں دس لاکھ روپے کی بجائے

6 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ جناب والا! اس پر غور کیا جائے۔ تیسری چیز میں یہ عرض کرتا ہوں کہ مری ایک پسماندہ علاقہ ہے۔ کچھ منصوبے اس کے لئے تیار کئے گئے ہیں مگر ان سے مری کی پسماندگی کو دور کرنے کے لئے کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں ہو گا۔ میں جناب والا! اپنے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کا اور وزیر اعلیٰ پنجاب جناب محمد حنیف رامے صاحب کا شکر گزار ہوں جنہوں نے مری کہوٹہ کے لئے ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے قیام کی منظوری دے دی ہے۔ اس اتھارٹی کے شروع ہو جانے سے مری کی معیشت میں بڑا انقلاب آئے گا۔ دوسرے علاقوں کی طرح یہاں کے لوگ بھی معیاری زندگی کو بہتر بنانے کے قابل ہو جائیں گے۔ جناب والا! ہمارا علاقہ بہت پسماندہ ہے جہاں تک چھوٹی صنعتوں کا تعلق ہے اس کے لئے ہمارے علاقہ کو خصوصی رعایات دیں۔ تا کہ پرائیویٹ سیکٹر میں زیادہ سرمایہ کاری ہو سکے۔ جناب والا! کاٹیج انڈسٹری کے ساتھ ساتھ ہمارے علاقہ میں دوسری انڈسٹریاں بھی قائم کی جائیں۔

جناب والا! 20 لاکھ روپیہ ٹورزم کے لئے رکھا گیا ہے میں حکومت کا مشکور ہوں کیونکہ جناب والا! مری واحد شہر ہے جو پاکستان میں ترقی یافتہ ہل سٹیشن ہے۔ اس لئے جناب میں یہ کہوں گا کہ مری واقعی اس رقم کا مستحق تھا۔ مری میں ٹورزم اس وقت صنعت کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ یہاں غیر ممالک سے بھی کافی لوگ آتے ہیں اور اپنے ملک کے مختلف حصوں سے بھی لوگوں کا اس میں کافی حد تک آنا جانا ہے لیکن جناب والا! غیر ملکیوں کے لئے اس علاقہ میں کوئی کشش نہیں ہے سوائے اس کے کہ یہاں جو کچھ نیچرل بیوٹی ہے۔ کیونکہ جناب والا! یہ ہل سٹیشن بھی پاکستان کا سب سے بڑا ہونے کے باوجود بنیادی سہولتوں سے بھرپور نہیں ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ 20 لاکھ روپیہ اس کے لئے رکھا گیا ہے اس کے صحیح طریقہ سے خرچ کیا جانا چاہیے۔ اس سے پارک بنائے جائیں جیسے کہ بھوربن کا علاقہ ہے وہاں پارک یا چڑیا گھر بن سکتا ہے۔ اور چند اور دوسرے علاقہ ہیں جن کو ترقی دی جا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ مری میں چیئر (chair) لفٹ سسٹم شروع کیا جائے کیونکہ ٹریفک کا اس وقت مسئلہ پیدا ہو چکا ہے اس سے ٹریفک کا مسئلہ ٹھیک ہو جائے گا۔ اس طرح اگر چند خاص جگہوں کو آپس میں منسلک کر دیا جائے تو ٹریفک کا مسئلہ بھی کافی حد تک حل ہو سکتا ہے۔

جناب والا ! پچھلے سال بجٹ کے موقع پر میں نے عرض کیا تھا کہ مری میں پانی کی بہت قلت ہے میں حکومت کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس سلسلہ میں 27 لاکھ روپے مختص کئے ہیں ۔ مگر اس کام کی رفتار تسلی بخش نہیں ہے ۔ جناب والا ! اتنا عرصہ کام ہونے کے باوجود ابھی تک کوئی شکل و صورت نظر نہیں آئی ۔ جناب والا ! میں عرض کروں کہ 27 لاکھ روپے سے ہم پانی تو لا سکتے ہیں مگر سٹوریج نہیں کر سکتے اس کے لئے ہمیں مزید رقم کی ضرورت ہے ۔ پہلے ایک تجویز ہے کہ پنڈی پوائنٹ پر ایک سٹوریج ٹینک بنا دیا جائے اور پھر مری میں کشمیر پوائنٹ پر ایک اور سٹور قائم کیا جائے ۔ جناب والا ! پانی کی قلت سیاحوں کے لئے بڑی پریشانی کا باعث ہوتی ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے بغیر ٹورزم انڈسٹری ختم ہوتی جا رہی ہے ۔ ان حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے پانی کے مسئلہ پر خاص توجہ دینی چاہئے ۔ جناب والا ! دوسری بات محکمہ جنگلات کی اس کے لئے میں عرض کرتا ہوں کہ سوئی گیس ، یا الیکٹرک کنکشن دئے جائیں تا کہ لکڑی کی بچت ہو سکے اس سے جنگلات کو نقصان پہنچ رہا ہے ۔ یہ نہ صرف مری کا نقصان ہے بلکہ پورے پنجاب کا بھی نقصان ہے ۔ اس عظیم نقصان سے بچنے کے لئے مناسب اقدامات کئے جائیں ۔ اس کے علاوہ جناب والا ! کامن لینڈ کو ہم شاملات دہ کہتے ہیں ۔ ان کو لوگ مشترکہ ملکیت سمجھتے ہوئے جنگلات کو تباہ کر رہے ہیں ۔ جناب والا ! ان شاملاتی رقبہ جات کو تقسیم کیا جائے ۔ یا گاؤں لیول پر لوگوں کی کواپریٹیو سوسائیٹیاں قائم کی جائیں جو ان جنگلات کی دیکھ بھال کریں تا کہ یہ جو غلط فہمیوں کی وجہ سے نقصان ہو رہا ہے اس کو روکا جائے ۔ اس کے بعد جناب والا ! میں تعلیم کے سلسلہ میں عرض کرتا ہوں ۔ جناب والا ! ہمارے علاقہ میں اس وقت آٹھ نو استاد ایسے ہیں جو میڈیکل لیو پر ہیں اور محکمہ تعلیم کے مطابق جب تک ان استادوں کو معطل نہ کیا جائے دوسری بھرتی نہیں ہو سکتی ۔ جناب والا ! ہمارے علاقہ کے مخصوص حالات میں وہاں باہر کے لوگ دور دراز علاقہ سے نہیں آ سکتے۔ اس لئے میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ داخلوں میں مری کے لئے ایف ۔ اے سی ٹی اور ایس وی ٹیچر کی نشستیں مخصوص کی جائیں تا کہ ہمارے علاقہ کے لوگ بھی وہاں پر کام کر سکیں ۔ ورنہ بچوں کو تعلیم کے سلسلہ میں نقصان ہو گا ۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ تحصیل کی سطح پر ہمارے

لئے کچھ سیٹیں مخصوص کی جائیں ۔ نیز سروس رولز میں تبدیلی کی جائے یہ لوگ آٹھ آٹھ نو نو مہینے چھٹی پر نہ رہیں ۔ اس کے علاوہ جناب والا ! کمرشل انسٹیٹیوٹ کی عمارات کے لئے رقوم رکھی گئی ہیں ،مگر ہمارے علاقہ کے لئے کوئی رقم مخصوص نہیں کی گئی ۔ میں جناب کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ ہمارے علاقہ میں جلد از جلد بلڈنگ بنائی جائے ۔ اور اس کے لئے فنڈ مہیا کیا جائے ۔

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر حلیم رضا کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اس کے علاوہ جناب والا میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج حزب اختلاف کی طرف سے کچھ پوائنٹ واک آوٹ کے بارے میں اٹھوائے گئے ہیں ۔ میں ان کے بارہ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ قائداعظم نے بھی اسمبلی کا بائیکاٹ کیا تھا تو میں جناب والا ! عرض کرتا ہوں کہ اس وقت کے حالات کچھ مختلف تھے اس وقت انہوں نے تو ہندو برہمن اور سامراج کے خلاف مہم چلائی تھی ۔ یہاں کوئی ہندو برہمن نہیں ہے جن کے خلاف یہ لوگ بائیکاٹ کر رہے ہیں ۔ وہ تو مسلمانوں کے حقوق کے لئے لڑ رہے تھے اب یہ پوزیشن قطعاً نہیں ہے ۔ جناب والا ! انہوں نے جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے متعلق 1970ء میں مشرقی پاکستان کے حوالے سے کہا ہے تو جناب میں عرض کرتا ہوں کہ اس وقت کی صورت حال اور موجودہ صورت حال میں کافی فرق ہے اس وقت عوامی لیگ بڑی اکثریت سے منتخب ہو کر آئی تھی اور اس کا مغربی پاکستان میں سے کوئی ممبر کامیاب نہیں ہوا تھا جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب اس ونگ کے لئے لڑ رہے تھے اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی فیصلہ اسمبلی میں اکثریت کے بل بوتے پر مغربی پاکستان کے لوگوں پر ٹھونس دیا جائے جو ہمارے وقار کے خلاف ہو ۔ جناب والا ! اگر ایسا ہو جاتا تو اس ونگ کے لوگوں کا اچھا خاصا نقصان ہوتا ۔ یہی سب سے بڑی وجہ تھی جو انہوں نے بائیکاٹ کے متعلق فیصلہ فرمایا تھا ۔ جناب والا ! آج کے حالات کسی طرح بھی ویسے نہیں ہیں ۔ موجودہ حالات کو ہم کسی صورت میں بھی ان حالات سے مشابہت نہیں دے سکتے ۔ جناب والا ! آج وہ لوگ صرف اپنے غلط انداز کو چھپانے کے لئے اور اپنی غلطیوں کو چھپانے کے لئے غلط قسم کی مثالیں پیش کرتے ہیں ۔ اور یہ اسمبلیوں کا بائیکاٹ کرتے ہیں ہم کسی طور پر بھی ان کی حوصلہ افزائی نہیں کر سکتے ۔ آپ کے سامنے میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم یعنی بر سر اقتدار جماعت

انشاء اللہ صحیح طور پر اپنے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں بالکل صحیح رفتار سے اپنی منزل کی طرف سے بڑھ رہے ہیں ۔ باوجود اس کے بہت سی رکاوٹیں ہمارے راستے میں آئی ہیں ۔ یہ ملک افراط زر کی لپیٹ میں رہا ہے ۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ پوری کی پوری دنیا ہی افراط زر کی لپیٹ میں رہی ہے ۔ یہاں خوفناک قسم کے سیلاب آتے رہے ہیں ۔ خشک سالی رہی ہے ۔ اور ایسی مختلف قسم کی دیگر رکاوٹوں کے باوجود بھی ہم اپنی منزل اور اپنے راستہ پر آگے بڑھ رہے ہیں ۔ مگر ایک بڑی رکاوٹ جو کہ ہمارے سامنے ہے وہ ہماری حزب اختلاف ہے ۔ اس کا سیاست میں منفی رجحان سب سے بڑی رکاوٹ ہے ۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے ۔ کہ ان کے بیشتر راہنما آمریت کے دور کی اور استحصالی دور کی پیداوار ہیں ۔ اس وجہ سے ان کو بر سر اقتدار جماعت سے ایک چڑ ہے ؛ ورنہ حزب اختلاف کا سب سے بڑا رول پارلیمنٹری نظام حکومت میں یہ ہوتا ہے کہ وہ ایوان کے اندر آ کر بیٹھے ۔ اور آ کر دیکھے کہ ایوان میں کیا ہو رہا ہے ۔ اور اس میں کیا کارروائی ہو رہی ہے صحت مند طریقہ سے اور اپنے مشوروں سے اس کی اصلاح کریں اور عوام کو بتائیں ۔ اگر ان کے خیال کے مطابق ہم کوئی صحت مند کام نہیں کر رہے ہیں ۔ تو وہ باہر آ کر عوام کو بتائیں ۔ کہ یہ خامیاں قانون یا کسی اور شعبے میں ہو رہی ہیں ۔ اگر وہ ایوان میں نہیں آئیں گے اور آ کر ایوان کی کارروائی میں حصہ نہیں لیں گے ۔ تو وہ عوام کو کیسے بتا سکیں گے ۔ یہ ان کا ایک منفی رجحان ہے ۔ آپ یہ دیکھتے ہیں ۔ کہ اس سے پہلے بھی ان کا یہ سلسلہ اسی طرح سے چلتا رہا ہے ۔ ان کو اس قسم کی ایک لت پڑ چکی ہے ۔ اس ملک میں چور دروازے سے لوگ آتے رہے اور جاتے رہے ہیں ۔ اور آج پھر وہ لوگ یہ چاہتے ہیں ۔ کہ جس طرح وہ چور دروازے سے آتے رہے ۔ اسی طرح چور دروازے سے حکومت میں داخل ہوں کیونکہ ان کا صرف ایک ہی مقصد ہے اور وہ یہ ہے ۔ کہ یہ حکومت ختم کر دی جائے ۔ یا اس کو توڑ دیں یا وقت سے پہلے الیکشن کرا لئے جائیں ۔ یا آئین کی دھجیاں اڑا دی جائیں ۔ آئین کو بالائے طاق رکھ کر جمہوری اداروں کے تقدس کو پامال کر دیا جائے ۔ یہ ہے ان کی خواہش ۔ ان کی یہ خواہش کسی صورت میں بھی اس ملک کے مفاد کے مطابق ہو ۔ تو ہم بھی اس کی تعریف کریں ۔ مگر ہم یہ یقین کہتے ہیں ۔ کہ ہمارے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو ان لوگوں کو جو

کہ غلط طریقہ سے نظام حکومت چاہتے ہیں ۔ وہ ان لوگوں کے دماغ سے یہ فتور نکال دینا چاہتے ہیں کہ وہ بغیر آئینی طریقوں کے برسر اقتدار آ سکتے ہیں۔ اور جب بھی دوبارہ انتخابات ہوں گے وہ آئین کے تحت ہوں گے ۔ اور وہ مقررہ وقت پر ہوں گے ۔ اور یہ میں سمجھتا ہوں ۔ کہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو اور اس کی پارٹی کی اس ملک کے لئے بہت بڑی خدمت ہوگی ۔ کہ جب اس الیکشن کے کارنامے کو ہم پایہ تکمیل تک پہنچالیں گے ۔ کیونکہ کم از کم ہم ایک ڈسپلنڈ ۔ اور منظم قوم ہیں ۔ اور آئین کی حدود میں رہ کر کام کرنا ملکی مفاد کے لئے ضروری سمجھتے ہیں ۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں ۔ کہ جمہوریت کی بقا کے لئے اور اس ملک کی بقا کے لئے یہ ضروری ہے کہ جمہوری اداروں کو صحیح طور پر چلنے کا موقع دیا جائے ۔

رانا پھول محمد خان : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! میں نے بھی بولنے کے لئے نام لکھایا ہوا تھا آیا میری باری بھی آج آجائے گی ؟

مسٹر چیئرمین : آپ کا نام لکھا ہوا ہے ۔

مسٹر محمد حنیف خان : جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا ۔ کہ ہمارے یہ معزز فاضل اراکان اسمبلی ، اسمبلی ہال میں آنے سے کتراتے ہیں ۔ اور جب یہ متحدہ محاذ کے ساتھ ہوتے ہیں ۔ تو بڑی شان سے وہاں جاتے ہیں ۔ اور وہاں جا کر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں ۔ اور اس ہاؤس میں نہیں آتے اور الزام ہم پر لگاتے ہیں ۔ کہ جمہوری اداروں کی بے حرمتی ہو رہی ہے ۔ جناب والا ! یہ کہاں کا انصاف ہے ۔ یہ بات ہماری سمجھ سے بالاتر ہے ۔ جناب والا ! اس کی مثال پیش کرتا ہوں ۔ کہ ایک پریس رپورٹر وہاں پر کارروائی میں حصہ لینے کے لئے جاتا ہے ۔ تو باہر دروازے پر ہی اسے روک دیا جاتا ہے اور اندر داخل نہیں ہونے دیتے پھر یہ نعرہ لگاتے ہیں ۔ کہ آزادی صحافت کے سب سے بڑے علمبردار ہم ہیں ۔ ہمیں کہتے ہیں ۔ کہ یہ لوگ سیاسی آزادی پر پابندی لگا رہے ہیں ۔ جناب والا ! آپ یہ دیکھ رہے ہیں ۔ اخبارات میں ہماری کارروائی کی صحیح رپورٹ چھپتی ہے یہ صحیح ہے کہ صحافت کا مقصد ضمیر کی صحیح آواز بلند کرنا ہوتا ہے ۔ اس میں شاید صحافی حضرات ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہوں ۔ لیکن مختلف اخبارات میں کچھ نہ کچھ سامنے آتا رہتا ہے ۔ لیکن پھر بھی ہم پر الزام لگاتے ہیں ۔ کہ جی زیادتی ہو رہی ہے ۔ جناب والا ! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ کہ ہم متحدہ محاذ کو دیکھتے ہیں ۔ ان میں ہمیں ایسے ایسے لوگ آتے ہیں ۔ جو کہتے ہیں کہ

ہندوستان سے دوستی کر لیں ۔ ہندوستان سے جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کر لیں ۔ انہیں کے ساتھ وہ لوگ بھی بیٹھے ہیں جو کہ کہتے ہیں کہ ہندوستان کے ساتھ ہماری تصادم کی پالیسی جاری رہنی چاہئے ہم ہندوستان کے کسی صورت میں بھی نزدیک نہیں ہو سکتے ہیں ۔ جب ہم اسلامی سوشلزم کا نعرہ لگاتے ہیں ۔ تو متحدہ محاذ میں وہ لوگ بھی ہیں جو ہمیں کافر کہتے ہیں ۔ انہیں لوگوں نے ان کا ساتھ دیا ۔ اور آن کی قیادت میں بڑے فخر سے کام کیا ۔ یہی لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس ملک میں دہریہ نظام ہونا چاہیئے وہ لادینی نظام کے اصولوں کے قائل ہیں ۔ مگر ہمیں یہ سمجھ نہیں آتی کہ ایسے لوگوں کو امام مان کر یہ کیسے کام کرتے ہیں ۔ اور ان پر فخر کرتے ہیں ۔ جناب والا ! ان کے ساتھ وہ لوگ بھی موجود تھے ۔ جو کہتے تھے ۔ کہ کشمیر کی جنگ آزادی کو جہاد کہنا مناسب نہیں ہے ۔ بلکہ یہ کہتے تھے کہ یہ جو لوگ اس جنگ میں مر رہے ہیں ۔ یہ حرام موت مر رہے ہیں ۔ اس حد تک وہ فتویٰ دیتے تھے ۔ اور آج وہ ان کے ساتھ کندھے سے کندھا جوڑ کر بیٹھے ہوئے ہیں ۔ جن کو کشمیر کا مجاہد اول کہتے ہیں ان کے قول و فعل میں اس حد تک تضاد ہے ۔ تو جناب والا ! ہم کیا سمجھیں ۔ ان کی ہر بات میں ایک اختلافی پہلو ہے ۔ وہ کبھی بھی کسی بھی مسئلہ پر بہت کم متفق ہیں ۔ ان کا کوئی منشور نہیں ہے ۔ کوئی متفقہ پروگرام نہیں ہے ان مختلف نظریات کیوجہ سے ان کا کوئی کام پایہ تکمیل تک نہیں پہنچتا ۔ ان میں اگر ہے تو ایک قدر متفق ہے ۔ اور وہ ہے ۔ کہ بھٹو کی حکومت کو ختم کریں ۔ اور وہ بھی غیر آئینی طور پر ۔ میں سمجھتا ہوں ۔ کہ عوام اب اتنے بھولے نہیں ہیں ۔ اب وہ اتنے احمق نہیں ہیں ۔ کہ یہ ان کو کوئی مزید چکر دے سکیں ۔ لوگ جانتے ہیں ۔ کہ انہوں نے جن لوگوں کو منتخب کرکے بھیجا تھا ۔ اگر وہ لوگ اسمبلیوں میں نہیں جاتے ہیں تو وہ عوام کی کون سی خدمت کر رہے ہیں ۔ اور وہ جو باتیں کر رہے ہیں ۔ وہ کونسی باتیں کر رہے ہیں ؟ وہ باتیں اب عوام کے علم میں ہیں ۔ عوام نے ایک مرتبہ پہلے 1970ء کے الیکشن میں ہی فیصلہ کیا تھا ۔ ان لوگوں نے آپ کو دل سے تسلیم نہیں کیا ۔ اب بھی جب کبھی عوام کو آزمائش میں ڈالا جائے گا ۔ تو ان کا فیصلہ اس سے بہتر ہو گا ۔ وہ اپنے مفاد اور اپنی فلاح و بہبود کے لئے ووٹ دیں گے : اس ملک کے استحکام اور اس کی بقا کے لئے ووٹ دیں گے ۔ اور انشاءاللہ

وہ ووٹ بھی جناب ذوالفقار علی بھٹو اور اس کی پارٹی کو ملے گا اور ان کی پارٹی کے ارکان کو واضح اکثریت سے جالیگا اور یہ ایوان اس طرح سجے گا ۔ یہ ایوان ان کی پارٹی کے کارکنوں سے سجائے جائیں گے ۔ جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا ۔ یہ لوگ کہتے ہیں ۔ کہ ہم اسلامی نظام لے آئیں گے ۔ اسلام کی خدمت کریں گے ۔ آپ دیکھیں ۔ ہم نے اسلام کی خدمت کی ہے ۔ ہم نے اسلامی دستور کا نفاذ کیا ۔ اسلامی مشاورتی کونسل کا قیام عمل میں لایا گیا ۔ حج پر سے پابندیاں ختم کی گئیں ۔ اسلامی سر براہی کانفرنس کا انعقاد کیا گیا ۔ سواد اعظم کی خواہشات کے مطابق قادیانی مسئلہ کو مستقل طور پر حل کیا گیا ۔ تمام اسلامی ممالک سے ہمارے ایسے شاندار تعلقات ہیں ۔ جو کہ ماضی میں ایسے کبھی بھی نہ تھے ۔ اس کا سہرا جناب ذوالفقار علی بھٹو اور اس حکومت کے سر ہے ۔ یہ اسلام کی بہت بڑی خدمت ہے ۔ میں نہیں سمجھتا ۔ کہ وہ کونسا اسلام ہے جس کی یہ مزید خدمت کرنا چاہتے ہیں ۔ ہم بدستور اسلام ہمارا دین ہے کے اصول کو مد نظر رکھ کر اس طرح آگے بڑھتے رہیں گے اور جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں بڑھتے رہیں گے ۔ ہم نے اسلام کی جتنی خدمت کی ہے ۔ یہ لوگ 25 سال تک اتنی نہیں کر سکے ۔ یہ لوگ صرف اسلام کا نام لے کر اس کے ڈھنڈھورچی بنے رہے ہیں ۔ اس کے نام نہاد علمبردار بنے رہے ہیں ۔ یہ لوگ بتائیں ۔ یہ کونسا ایسا ٹھوس قدم اسلام کی خدمت کے لئے اٹھائیں گے ۔ یا پہلے انہوں نے کون سا قدم اٹھایا ؟ آخر مختلف شکل و صورت میں یہی لوگ ہی مختلف اوقات میں برسراقتدار رہے ہیں ۔ کبھی ایک پارٹی میں ' کبھی دوسری پارٹی میں اور کبھی تیسری پارٹی میں ۔ انہوں نے اسلام اور دین کی کونسی خدمت کی ہے ۔ میں نے آپ کے سامنے چند چیزیں بیان کی ہیں ۔ اس کے علاوہ بہت سے مسائل موجودہ حکومت نے حل کئے ہیں اور اسلام کی بہت بڑی خدمت سر انجام دی ہے ۔

جناب والا ! ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اچھا خاصا وقت دیا ہے اور میں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے ۔

مسٹر چیئر مین : حافظ علی اسد اللہ صاحب ۔

حافظ علی اسد اللہ : نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذان لاالہ الااللہ

جناب سپیکر ! پیشتر اس کے کہ میں بجٹ پر تبصرہ کروں ۔ میں چند باتیں کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب والا ! عوامی حکومت کا قیام چند حالات میں عمل میں آیا اور وہ آپ سب پر عیاں ہے ۔ مشرقی پاکستان ہم سے الگ ہوا اور نہایت مخدوش حالات میں پاکستان پیپلز پارٹی کو حکومت ملی ۔ جناب والا ! آج یہ کہا جا رہا ہے کہ قائد اعظم علیہ رحمت نے اسمبلیوں کا بائیکاٹ کیا اور جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اسمبلی کا بائیکاٹ کیا ۔ میں کہتا ہوں آزادی کی جدوجہد دو قسم کی ہوتی ہے ۔ ایک غیر ملکی استعمار سے نجات حاصل کرنے کی جدوجہد اور دوسری ملک میں آمریت کے خلاف جدوجہد ۔ یہ حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے ہمارے بھائی آمریت میں اور غیر ملکی استعماریت میں کوئی فرق محسوس نہیں کر رہے ۔ جب آمریت کے خلاف جدوجہد جاری تھی اس وقت بھی ان کی رفتار سست تھی ۔ یہ عوام کے جذبات و احساسات کا اس انداز سے ساتھ نہیں دے رہے جس انداز سے آمریت سے نفرت کرتے تھے اور جب بدیشی حکومت کے خلاف ، انگریزی حکومت کے خلاف بنیا سامراج کے خلاف اسلامیان ہند کی جدوجہد جاری تھی تو اس وقت بھی اسلام کے نام پر ان کا رول عجیب تھا ۔ بعض علماء ایسے تھے جنہوں نے اس دور میں ہندوستان کو دارالحرب قرار دیا تھا لیکن ایسے لوگ بھی موجود تھے جنہوں نے ہندوستان کو دارالاسلام قرار دیا تھا ۔ اس طرح انہوں نے انگریز سے نجات دلانے کی راہوں کو مسدود کرنے کی کوشش کی ۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے سر سید کی تحریک پر قدغن لگانے کے لئے ان پر کفر کے فتوے لگائے حالانکہ وہ مسلمانوں کی تعلیمی لحاظ سے ان کی تعلیمی پسماندگی اور معاشی پسماندگی کے دور میں اپنے مخصوص طریقہ کار کے تحت اس دور کے جو حالات تھے ان کے تحت پسماندگی کو دور کرنا چاہتے تھے ۔ یہی وہ طبقہ تھا جنہوں نے فرقہ وارانہ رنگ دیکر سید احمد شہید کو اور اسماعیل شہید کو شہید کروایا اگر وہ تحریک کامیاب ہو جاتی تو بھلا پاکستان کا رنگ ہی اور ہوتا ۔ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے پاکستان کی جدوجہد میں کانگریسی لیڈروں اور کانگریسی آقاؤں کا ساتھ دیا ۔ اگر یہ

لوگ ساتھ نہ دیتے تو پاکستان کا نقشہ اور ہوتا۔ پاکستان کی بدقسمتی ہے کہ یہ ایسے برہاتی لیڈروں اور ایسے موقع پرست لیڈروں کی سازشوں کا ہمیشہ سے آلہ کار رہا ہے۔ ہر دور میں رجعت پسند لیڈروں نے مذہبی تفریق پیدا کرنے کی کوشش کی۔ سیاست میں غلط رنگ بھرنے کی کوشش کی۔ طبقاتی منافرت پیدا کرنے کی کوشش کی۔ آزادی کے بعد ان لوگوں نے قومی علاقائی لسانی تنازعات کو ہوا دینے کی کوشش کی۔ یہ کہتے ہیں کہ اسلام کے لئے پاکستان حاصل کیا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ اسلام کہاں کہتا ہے؟ اسلام تو کہتا ہے:

ہر ملک ملک ما است کہ ملک خدائے ما است

جناب والا! اسلام کہاں صوبائی تعصب کی تعلیم دیتا ہے اسلام کہاں کہتا ہے کہ کسی خاص حصے کو علیحدہ صوبہ قرار دو۔ کسی خاص ٹکڑے کو علیحدہ صوبہ بناؤ۔ اسلام کہاں کہتا ہے کہ بہاولپور بہاولپوری کے نام پر علیحدہ صوبہ بناؤ۔ اسلام کہاں کہتا ہے کہ سرائیکی کے نام پر سرائیکی صوبہ بنانے کی سازشیں کرو، اسلام کہاں کہتا ہے کہ بیس بیس میل کے ٹکڑے پر جہاں ہمارے زبانی لسانی لہجے بدل جاتے ہیں انہیں الگ زبان قرار دے کر بیس بیس پچیس پچیس کے ٹکڑے پر علیحدہ صوبہ بنانے کی سازشیں کرو۔ یہ اسلام کی اپنی تعلیم ہے۔ میں کہتا ہوں کہ سوشلزم نے ہمارے ساتھ فساد کیا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ اسلام ہمارا دین ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ لاالٰہ الااللہ اور جب ہم اسلام کو اپنا دین قرار دیتے ہیں تو خدا کے سوا جتنی بھی طاقتیں ہیں ہم اس کا انکار کر دیتے ہیں۔ خدا کے سوا اسلام کے سوا جتنے بھی دنیا کے نظام ہیں ہم ان کا انکار کرتے ہیں۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ اسلام کے اندر رہتے ہوئے قرآن اور حدیث کی جب ہم تعبیر کرتے ہیں جب ہم حدیث کو غلط یا صحیح کسوٹی کے معیار پر پرکھتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ ایسی حدیث کو رد کر دو جو قرآن سے ٹکراتی ہے۔ آب و ہوا اور خطوں کے لحاظ سے جب فقہیں ترتیب پاتی ہیں جیسے فقہ حنفی فقہ شافعی فقہ مالکی فقہ حنبلی ہیں۔ تو اس قسم کی فقہیں جب ترتیب پاتی ہیں تو میرے خیال میں خطوں کے لحاظ سے اور ملک کے مخصوص حالات کے لحاظ سے ہم ایک قسم کی فقہ کو ترتیب دے سکتے ہیں۔ تو اسلامی سوشلزم کا نام اگر اسلام سے بغاوت ہے تو ہم اس کے سخت خلاف ہیں۔ اسلامی سوشلزم کا نام استحصال سے نجات ہے۔

جابروں ۔ غاصبوں اور لٹیروں سے نجات ہے اور ایسے استحصالی نظام سے نجات ہے جو صدیوں سے مجبوروں ۔ مزدوروں محکوموں مزارعوں اور لوٹ کھسوٹ کا مرکز رہا ہے۔ اگر اس نظام سے وہ نظام مراد ہے تو ہم اسے خوش آمدید کہتے ہیں اگر اس نظام میں خدا کے وجود کا انکار شامل نہیں ہے ۔ اگر اس نظام میں عبادات پر پابندی نہیں ہے ۔ اگر اس نظام میں ہر طبقہ آزاد ہے ۔ اگر اس نظام میں ہمیں حریت فکر کی آزادی ہے ۔ اگر اس نظام میں ہم بول سکتے ہیں ۔ ہم آزادی سے لکھ سکتے ہیں ۔ اگر ہم اس نظام میں جمہوریت کو پروان چڑھا سکتے ہیں اور اگر اس نظام میں ہم اپنے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کام کر سکتے اور اگر اس کا نام اسلامی سوشلزم ہے تو ہم اس سے انکار کیسے کر سکتے ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی جو یہ تعبیر کی جاتی ہے اور اس میں کفر کے فتوے لگائے جاتے ہیں ۔ اس کی جو الحاد سے تعبیر کی جاتی ہے یہ کسی لحاظ سے درست نہیں ہے ۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان کو مضبوط بنانے میں لسانی علاقائی قومی صوبائی بلکہ ہر قسم کے تعصب سے بالاتر ہو کر ایک قوم کی شکل میں ملت وحدت شکل میں مسلمان قوم کی حیثیت سے ہم پاکستان کو مضبوط مستحکم اور خوشحال بنانے کی جدوجہد کریں ۔ اس ملک میں منفی تحریکیں زیر زمین اور بیرون زمین چل رہی ہیں ان تحریکوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہو گا ۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے اندر بھی ان لوگوں نے بعض لوگ چھوڑ رکھے ہیں اور پاکستان پیپلز پارٹی کے باہر رجعت پسندوں کا ایک ٹولہ موجود ہے ۔ بیک وقت ہم اس محاذ پر بھی رجعت پسندوں کا جابروں کا لٹیروں کا غاصبوں کا اور عوام دشمن طاقتوں کا جب تک مقابلہ نہیں کرتے ہم عظیم اور خوشحال پاکستان کی قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی زیر قیادت پاکستان پیپلز پارٹی کے پرچم تلے بنیاد نہیں رکھ سکتے ۔

جناب والا ! جہاں تک اس بجٹ کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ 1975-76ء کا ترقیاتی بجٹ پنجاب کی تاریخ میں سب سے بڑا ترقیاتی بجٹ ہے ۔ جو کہ 2 ارب 7 کروڑ 68 لاکھ روپے کی رقم پر مشتمل ہے ۔ اور جن حالات میں یہ بجٹ پیش کیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں اس میں پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور کو قائد عوام کے نظریات کو محکوموں مزارعوں محنت کشوں پسماندہ لوگوں اور ہمارے جو غریب عوام ہیں ان کے حالات کو مد نظر

رکھ کر پیش کیا گیا ہے ۔ ہمارے دیہات کی 85 فیصد آبادی جسے ماضی میں ہر حکومت نے نظر انداز کیا آج ہماری پنجاب کی عوامی حکومت نے قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی زیر قیادت ہمارے ترقیاتی منصوبوں کا رخ 85 فیصد آبادی جو دیہات میں رہتی ہے کی طرف موڑ دیا ہے ۔ میں اس پر جناب وزیر اعلیٰ صاحب کو مبارک باد دیتا ہوں اور جناب ذوالفقار علی بھٹو کو بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں جنہوں نے پنجاب کی آبادی کی صورت میں حصہ دے کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ پنجاب کے عوام سے اور پنجاب کے صوبے سے محبت کرتے ہیں ۔

جناب والا ! ہمارے موجودہ بجٹ میں زراعت کو اہمیت دی گئی ہے اس کے لئے 27 کروڑ 28 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں اور بلڈوزر خریدے جا رہے ہیں ۔ ٹیوب ویل لگانے کے لئے لوگوں کو امدادیں دی جا رہی ہیں ۔ اچھے اور عمدہ بیج مہیا کئے جا رہے ہیں زرعی سپلائی کارپوریشن کے ذریعے کاشتکاروں کو کھاد مہیا کی جا رہی ہے ۔ اگرچہ یہ اصلاح طلب ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس ضمن میں پہلے سے زیادہ کام ہوا ہے ۔ ہم بہتر نتائج کی توقع رکھ رہے ہیں ۔ زراعت کے میدان میں کرم کش دوائی کے چھڑکاؤ کی بدولت ہمارے چاول کی پیداوار گندم کی پیداوار اور گنے کی پیداوار بڑھی ہے ۔ گندم کی قیمت پہلے 17 روپے من تھی اور اب 37 روپے من کر دی گئی ہے ۔ گنے کی قیمت پہلے اڑھائی روپے من تھی اب سوا پانچ روپے من کر دی گئی ہے ۔ اسی طرح ہمارا جو دیہی طبقہ اور ہمارا محنت کش کسانی طبقہ ہے جو محنت کر کے روزی کماتا ہے اس کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لئے اور مشینی کاشت کے ذریعے کاشت کے قابل بنانے کے لئے یہ اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔ میں حکومت پنجاب اور جناب وزیر زراعت کی طرف سے ان اقدامات کو بہتر خیال کرتا ہوں ۔ سیم اور تھور بھی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے ۔ سیم اور تھور سے دو لاکھ ایکڑ رقبہ ناقابل کاشت ہو گیا ہے زمین سے پانی اونچا ہو گیا جس کی وجہ سے زمین کا بیشتر حصہ سیم اور تھور کی زد میں آنے سے خراب ہو رہا ہے ۔ اگر اس کا انسداد نہ کیا گیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم بحران کا شکار ہو جائیں گے اور ہمارا ملک جو اب باہر سے گندم منگواتا ہے منگواتا رہے گا غریب لوگ پستے رہیں گے اور یہ مہنگائی کا شکار ہوں گے ۔ ہمیں اس کا مداوا کرنا چاہئے ۔ مرکز نے ایک گیارہ سالہ منصوبہ مرتب کیا ہے اس منصوبہ پر کام ہو رہا

ہے ۔ اس منصوبے پر دو ارب اور 46 کروڑ روپے خرچ ہوں گے ۔ اس میں میں نے ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی تھی اور اب حکومت پنجاب کی توجہ اس طرف مبذول کراتا ہوں کہ مرکز سے اس امر کی سفارش کرے کہ اس منصوبہ کو پانچ سالہ منصوبہ میں تبدیل کر دے چونکہ یہ ایک خوش آئند کام ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ وفاقی حکومت کا یہ بہتر قدم ہے لیکن رفتار بہت سست ہے اور گیارہ سال میں اور بہت سا رقبہ سیم اور تھور کا شکار ہو جائے گا اس کو پانچ سال میں مکمل ہونا چاہئے ہمارا ضلع ایک پسماندہ ضلع ہونے کے علاوہ سیم اور تھور کا شکار ہے ۔ صادقیہ نہر پر ٹیوب ویل لگائے جائیں اور سیم نالے کھودے جائیں ۔ افزائش حیوانات کے لئے چار کروڑ چودہ لاکھ کی رقم رکھی گئی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے سالوں کی نسبت مرغیاں بھی بہت زیادہ پیدا ہوئی ہیں اور انڈے بھی تعداد میں بڑھ گئے ہیں اس سے عوام کو جو گوشت کی تکلیف تھی وہ کسی حد تک پوری ہوئی ہے ۔ افزائش جنگلات کے لئے دو کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے یہ ایک درست اقدام کیا ہے جہاں تک جنگلات کا تعلق ہے ان کی حفاظت کرنا بہت ضروری ہے ۔ میرے ذاتی علم میں ہے کہ جنگلات کو بہت بیدردی کے ساتھ کاٹا جا رہا ہے ۔ لوگ محکمہ کے ساتھ مل کر لاکھوں درخت کاٹ لیتے ہیں اور جنگلات کی لاکھوں روپوں کی لکڑی اس طرح سے خرد برد کر دی جاتی ہے اس سلسلے میں موثر اقدامات کئے جائیں ۔ جو لوگ تباہی کا موجب بنتے ہیں اور اپنے اغراض کی خاطر جنگلات کاٹتے ہیں انہیں سنگین سزائیں دی جائیں ۔ ماہی پروری کے لئے ایک کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے یہ قدم گوشت کی کمی کو پورا کرنے کے لئے اٹھایا گیا ہے اس طرح ہمارے ملک میں ماہی پروری سے گوشت کی کمی پوری ہو جائے گی ۔ اور جیسا کہ حکومت نے یقین دلایا ہے کہ ڈیڑھ لاکھ من مچھلی پیدا ہو گی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اچھا قدم ہے اس کے علاوہ ترقیاتی پروگرام کے لئے کافی رکھی گئی ہے لیکن مزید رقم کی ضرورت ہے ۔ عوامی تعمیراتی پروگرام کے متعلق کھل کر عرض کرنا چاہتا ہوں عوامی نمائندوں اور انتظامیہ کو مل جل کر ہم کرنا چاہئے اور دیہی ترقیاتی منصوبوں کو مکمل کرنے کے لئے اسی پروگرام کی بنیاد رکھی گئی ہے اور اس کا عملی طور پر تجربہ کیا

کیا گیا تھا - بعض وزرا صاحبان کے سپرد یہ کام کیا گیا تھا بعد میں جب یہ محسوس کیا گیا کہ یہ طریقہ کار ٹھیک نہیں ہے کیونکہ وزرا صاحبان مصروف ہوتے ہیں عوامی نمائندوں میں سے ایک پیپلز ورکس پروگرام کا ڈسٹرکٹ کا چیرمین بنا دیا ہے - اس ضمن میں میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ عام طور پر جہاں پیپلز ورکس پروگرام کے مضبوط آدمی ہیں وہاں تو ٹھیک کام ہوا ہے لیکن جہاں یہ آدمی مضبوط نہیں ہیں وہاں پر انتظامیہ حاوی ہو گئی ہے اس طرح پیپلز ورکس پروگرام کا مقصد جو تھا کہ اس کو عوام کی طرف پھیرنا اور عوام کے تعاون سے اسے چلانا اور منصوبوں کو مکمل کرنا اس پر یہ بات کافی نظر انداز ہوئی ہے اس میں یہ ہے کہ ضلع کے حکام پیپلز ورکس پروگرام کے چیئرمین مقرر کئے گئے اس طرح حسب سابق تحصیل کمیٹیوں کے چیئرمین بھی ایم - پی - اے ہونے چاہیں بجائے اس کے کہ اے سی صاحبان کو مقرر کیا جائے - میں سمجھتا ہوں کہ یہ مضحکہ خیز بات ہے کہ پیپلز ورکس پروگرام کا چیئرمین تو صوبائی یا قومی اسمبلی کا ممبر ہو لیکن تحصیل سطح پر چیئرمین اے - سی ہو یہ مناسب نہیں ہے جب کہ یہ پروگرام چلانا ہی عوامی نمائندوں کے تعاون سے ہے تو اس میں محکمے کے افسروں کو بطور سیکریٹری کا کام کرنا چاہئے - ضلعی سطح پر بھی اور تحصیل سطح پر بھی جہاں تک اس بات کا سوال ہے کہ عوامی نمائندے گڑ بڑ اور بد عنوانی کر سکتے ہیں تو اس میں دوسرے لوگ بھی گڑ بڑ کر سکتے ہیں - اس کے لئے قانون بنایا جائے تا کہ جہاں کوئی بد عنوانی کا مرتکب ہو خواہ صوبائی اسمبلی کا ممبر ہو یا قومی اسمبلی کا ممبر ہو یا گورنمنٹ ملازم ہو اس کو کڑی سزا دی جا سکے - لیکن عوامی نمائندوں پر مکمل اعتبار کرنا اور اس کو مزید آگے بڑھانا ہے اس کو چکوک اور دیہات تک پھیلانا ہے اور اس سلسلے میں کونسل اور دیہی کونسل کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے - اور جہاں تک میں نے مطالعہ کیا ہے اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ جب تک الیکشن نہیں ہوتا اس کی نگرانی انتظامیہ کے ہاتھ میں ہو گی اور انتظامیہ کی زیر نگرانی سب کچھ ہوگا - جناب سپیکر - آپ کے توسط سے حکومت پنجاب کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ دیہی کونسل اور حلقہ کونسل میں وہ لوگ جو منتخب ہوں گے اگر وہ انتظامیہ کے تعاون سے منتخب ہوں تو ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کے سلسلے میں وہ انتظامیہ کی بالا دستی کا شکار ہوں گے

اور انتظامیہ سے مل کر بد عنوانی کر سکتے ہیں ۔ دوسرے الفاظ میں اگر انتظامیہ ایماندار ہو گی تو جو لوگ آئیں گے وہ بھی ایماندار ہوں گے اور اگر انتظامیہ بد دیانت ہو گی تو جو لوگ بھی آئیں گے وہ بد دیانت ہوں گے۔ لیکن ایم - پی - اے جو کہ اپنے علاقے میں جواب دہ ہوں گے اگر وہ کوئی گڑ بڑ کریں گے تو اس کے علاقے کے عوام اس کا محاسبہ کریں گے - اس لئے دیہی کونسل کے عوام میں اپنا اعتماد پیدا ہونا چاہئے اس کے لئے ہم خیال لوگ منتخب ہونے چائیں تا کہ وہ ایک ٹیم کی شکل میں ترقیاتی منصوبوں کے کام کو آگے بڑھا سکیں - میں جو تجویز پیش کرتا ہوں کہ جہاں تک میونسپل کمیٹیوں کا مسئلہ ہے ان میں جب تک انتخاب نہیں ہوتے اس وقت تک ایم - پی - اے اور ایم - این - اے حضرات کو ان کا چیئرمین بنا دیا جائے چونکہ حلقہ کونسل بن رہے ہیں اور ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کے لئے اور اس میں کوئی امر مانع نہیں ہے کہ جب تک انتخاب نہیں ہوتا وہ بطور چیئرمین کام کریں اور ہمارے ترقیاتی منصوبوں کے سلسلے میں وہ اپنے علاقے کے عوام کے سامنے جواب دہ ہیں اور وہاں کاموں کی تکمیل میں مد ہوں گے جہاں تک پیپلز ورکس پروگرام کا تعلق ہے - اس میں ہم نے پلیاں تعمیر کی ہیں ڈسپنسریاں تعمیر کی ہیں عمارتیں بنائی ہیں سڑکیں بنائی ہیں اور جہاں تک میرے حلقے کا تعلق ہے پورے تین چار سال میں صرف ڈیڑھ میل لمبی سڑک بنی ہے میں اس کے خلاف احتجاج کرتا ہوں اور میں حکومت کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ میرے علاقے میں سڑکوں کے معاملہ میں نظر انداز کیا گیا ہے یہ بڑی نا انصافی ہے وہاں ہمارے حلقے میں چک دانولا تا 209 مراد ایک علاقہ ہے جہاں چشتیاں تحصیل ہیڈ کوارٹر تک پہنچنے کے لئے لوگوں کو 30/35 میل سفر کرنا پڑتا ہے - میں نے وزر اعظم کے دورے پر بھی اور وفود کے ذریعے بھی اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے اور میں نے جناب وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں بھی 7/8 دفعہ عرض کیا ہے - انہوں نے اس کا وعدہ بھی فرمایا تھا کہ دو حصوں میں کر دیں گے جب میں نے بجٹ دیکھا تو اس میں تحصیل چشتیاں کے لئے کچھ بھی نہیں ہے - تحصیل چشتیاں 131 مراد تا 129 مراد سات میل کا ٹکڑا ہے اس سے ایک آدھ چک کو فائدہ ہو گا لیکن باقی چکوک کو خسارہ ہو گا : ان کو کوئی فائدہ نہیں ہوا ہمارے علاقے میں 209 مراد ایک سڑک ہے اس کو اولیت دی جائے اس کو فوری طور پر بجٹ میں رکھا

جائے وزنہ وہاں کے عوام کے ساتھ بے انصافی ہو گی سڑکوں اور پلوں کے معاملے میں میں کہہ چکا ہوں کہ چشتیاں تونسہ شریف چشتیاں تا مکھانہ شریف یہ دو سڑکیں زیر تعمیر تھی یہ عرصہ 10 سال سے زیر تعمیر ہیں لیکن ابھی تک مکمل نہیں ہوئیں جناب وزیر تعمیرات نے یقین دلایا تھا کہ اس سال مکمل ہو جائیں - گی میں اس اس کی طرف توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کیونکہ شوگر سیس کمشنر صاحب کے پاس ہوتا ہے اور یہ ڈسٹرکٹ چیئرمین کے تحت آتا ہے اور جو شوگر مل ایریا ہے جو ان کی حدود میں آتا ہے یہ ان کی صوابدید پر ہے کہ عوامی نمائندوں کے ساتھ مل کر اس کام کو تیزی سے سر انجام دیں - میں معذرت خواہ ہوں میں ایک دو منٹ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں - سال میں چونکہ ایک ہی تو موقع ملتا ہے اور جہاں تک پتنوں کا تعلق ہے میں اس کام سے خوش ہوں - بھوکوں والے پتن پر ایک پل بن رہا ہے جب سے یہ عوامی حکومت قائم ہوئی ہے - میں اس وقت سے توجہ دلا رہا ہوں کہ ماتا دھیدوں کے مقام پر ایک پتن ہونا چاہئے ایک پختہ پل ہونا چاہیے جب تک پختہ پل تعمیر نہیں ہوتا کشتیوں کا پل بنا دیا جائے گورنمنٹ کو کوئی نقصان نہیں ہے عوام کا فائدہ ہے اگر یہ کشتیوں کا پل بنا دیا جائے تو تحصیل فورٹ آباد ہارون آباد چشتیاں کے عوام چیچہ وطنی لاہور لائل پور پہنچنے کے لئے 70 میل کا زائد فاصلہ کرنا پڑتا ہے - لہذا وہ 70 میل کا فاصلہ بچ جائے گا اس طرح عوام کو معاشی معاشرتی ہر لحاظ سے فائدہ ہوگا -

اسی طرح سال انڈسٹری کے لئے بھی کافی رقم رکھی گئی ہے - میرا خیال ہے کہ یہ ایک کروڑ 90 لاکھ روپے کے قریب ہے لیکن میرے علاقے چشتیاں میں اس سلسلہ میں کچھ نہیں کیا گیا - میں حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ چشتیاں - ڈاھرانوالہ بخش خان اور دوسرے مختلف مقامات پر جہاں ضروری ہو انڈسٹری کے مراکز قائم کئے جائیں - قالین سازی کے مراکز قائم کئے جائیں - چشتیاں جو ضلع بہاولنگر کی مرکزی تحصیل ہے اسے انڈسٹریل اسٹیٹ بنا دیا جائے - اسی طرح سے حکومت کم آمدنی والے لوگوں کے لئے فلیٹ تعمیر کر رہی ہے اور دے رہی ہے - یہ بہت اچھا اقدام ہے اور اس پر میں حکومت کو مبارکباد دیتا ہوں اور مطالبہ کرتا ہوں کہ چشتیاں - ڈاھرانوالہ اور بخش خان میں بھی اسی قسم کی کالونیاں تعمیر کی جائیں اور وہاں بھی تعمیر کا آغاز کیا جائے - یہ جو آبیانہ کی شرح کو یکساں کیا گیا ہے اس پر بھی میں

حکومت کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ آبیانہ کی چار قسموں کو یکساں کرکے حکومت نے زمینداروں اور کاشتکاروں کو بہت سی الجھنوں سے بچا دیا ہے ۔ اسی طرح امداد باہمی کے تحت کاشت کرنے والے لوگوں کو بھی چھوٹ دے دی گئی ہے ۔ اس ضمن میں میں یہ عرض کروں گا کہ پنجاب میں امداد باہمی کے تحت جو پانچ مراکز قائم کئے جا رہے ہیں اور پانچ سالہ پٹہ پر کاشتکاروں کو عارضی رقبہ دیا جا رہا ہے ۔ اس میں یہ لازمی کر دیا جائے کہ جس چک میں 100 ایکڑ سے زائد رقبہ موجود ہے وہاں لوگ مشترکہ کاشت کریں اور پانچ سال کی بجائے اس کی میعاد 15 سال کر دی جائے ۔ اس طرح لوگ آبیانہ بھی کم دیں گے اور مشترکہ کھیتی باڑی کی طرف بھی راغب ہوں گے ۔ ٹرانسپورٹ کے معاملہ میں بھی ہم نے کافی ترقی کی ہے اور لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے 1700 نئی بسیں آ رہی ہیں ۔ اس ضمن میں میں وزیر ٹرانسپورٹ اور حکومت پنجاب کی توجہ دلاؤں گا کہ اس میں مزید اصلاح کرکے بسوں کی باڈیاں مضبوط بنائی جائیں اور بسوں کے پرزوں کی چوری کا جو احتمال ہے اس کا انسداد کیا جائے ۔ میرا خیال ہے کہ اگر تمام ٹرانسپورٹ کو قومی تحویل میں لے لیا جائے تو یہ زیادہ مفید ہوگا کیونکہ جو لوگ اس کے پرزے بیچتے ہیں وہ نہیں بیچ سکیں گے ۔ اس کے علاوہ سرکاری دفاتر اور عمارات کے لئے جو رقم خرچ کی جا رہی ہے اس میں چشتیاں کو بھی حصہ دیا جائے ۔ وہاں اسسٹنٹ کمشنر کے لئے اور مجسٹریٹوں کے لئے جگہہ نہیں ۔ اسی طرح تعلیم کے لئے 24 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں اور ایک ارب تین کروڑ کے دوسرے مصارف بھی اس میں شامل ہیں جو خدمات کے سلسلے میں دئے جائیں گے ۔ میں موجودہ حکومت پنجاب کو اور وزیر تعلیم کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے تعلیمی پالیسی کو کامیاب بنانے کے لئے اتنی بڑی رقم رکھی ہے اور یہ عوامی حکومت کا ایک زرین کارنامہ ہے کہ لاتعداد سکول اور لاتعداد کالج کھولے جا رہے ہیں اور بہت سے سکولوں کو ترقی دی جا رہی ہے ۔ اس کے علاوہ تین چار میڈیکل کالج بھی کھولے گئے ہیں ۔ ایک لائلپور میں ۔ ایک لاہور میں اور ایک راولپنڈی میں ۔ اسی طرح ساہیوال میں ایک انجینئرنگ کالج بھی کھولا جا رہا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بے پناہ ترقی ہے اور ہمارے وسائل سے بڑھ کر ترقی ہے ۔ اس کے علاوہ تحصیل ہیڈ کوارٹروں پر لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے انٹرمیڈیٹ

کالج کھولے جا رہے ہیں اور ضلعی ہیڈ کوارٹروں پر ڈگری کالج کھولے جا رہے ہیں ۔ ہمیں توقع نہ تھی کہ ہم اس میں اتنی جلدی کامیاب ہوں گے ۔ میں اس پر وزیر تعلیم کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور حکومت پنجاب کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں ۔ اس کے ساتھ ہی یہ مطالبہ بھی کرتا ہوں کہ گرلز مڈل سکول چک 54 فتح بخش خان کو ہائی سکول کا درجہ دیا جائے ۔ اسی طرح چک 95 فتح کے مڈل سکول کو بھی ہائی سکول کا درجہ دیا جائے ۔ صحت کے معاملے میں بھی امسال 29 کروڑ روپے خرچ کئے جائیں گے ۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ ڈاھرانوالہ اور بخش خان میں دیہی مراکز قائم کئے جائیں ۔ اسی طرح سے ضلع بہاولنگر میں جو ایک پس ماندہ ضلع ہے زیادہ سے زیادہ صحت عامہ کی سہولتیں مہیا کی جائیں ۔ بخش خان میں بھی مربوط دیہی ترقیاتی مرکز قائم کیا جائے اور بخش خان میں غلہ منڈی قائم کی جائے جس کے لئے تحریک کی جا چکی ہے ۔ پولی ٹیکنک انسٹیٹوٹ کے متعلق بھی میں کہوں گا کہ ہماری دیہی آبادی 85 فیصدی ہے ۔ میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ ہر ڈویژن کے کسی موزوں مقام پر دیہی مرکز پر ایک پولی ٹیکنک انسٹیٹیوٹ قائم کیا جائے تاکہ دیہی عوام اس سے استفادہ کر سکیں ۔ ہمارے ضلع بہاولنگر میں ڈاھرانوالہ ایک دیہی ترقیاتی مرکز ہے اور ہمارے ضلع میں اس سے بہتر کوئی نہیں بلکہ پورے صوبہ پنجاب میں کوئی نہیں ۔ اگر حکومت وہاں ایک پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ تجربہ کے طور پر قائم کر دے تو اس میں کامیابی بھی ہوگی اور دیہی عوام کو بھی فائدہ ہوگا ۔ ڈاھرانوالہ میں مربوط دیہی ترقیاتی مرکز ضرور قائم کر دیا گیا ہے اور فنڈ بھی دئے گئے ہیں لیکن اس کے لئے مزید فنڈ کی ضرورت ہے ۔ میں نے بجلی کی سپلائی کے لئے جناب وزیر اعلیٰ اور جناب وزیر بجلی کی توجہ دلائی تھی ۔ انہوں نے واپڈا سے رابطہ قائم کیا ۔ میں ان کا شکر گزار ہوں ۔ اب ڈاھرانوالہ میں بجلی کے سلسلے میں کام ہو رہا ہے ۔ آخر میں میں جناب سپیکر کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے اپنے خیالات کے اظہار کے لئے اور اپنے علاقے کے ترقیاتی مسائل پیش کرنے کے لیے موقع فراہم کیا اور میں ایک بار پھر وزیر اعلیٰ صاحب اور حکومت پنجاب کو موجودہ عوامی ترقیاتی بجٹ پیش کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ تدریجی طریقے پر جیسے ہم 72-1971 سے آگے بڑھ رہے ہیں

اس طرح ہم اپنی معیشت کو انقلابی بنیادوں پر استوار کر کے پاکستان کے عوام کو متحد ۔ خوشحال ۔ مستحکم اور نئے ۔ ۔ ۔ ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

پاکستان کی تعمیر میں ایک اہم رول ادا کریں گے ۔ اور جناب ذوالفقار علی بھٹو کی زیر قیادت ایک وسیع اور خوشحال پاکستان کی تعمیر کریں گے ۔

مسٹر سپیکر : شیخ محمد ریاض ۔

شیخ محمد ریاض : جناب سپیکر ! پچھلے سال کی طرح اب میں کوئی نظریاتی تقریر نہیں کرنی چاہتا ۔ ۔ ۔ اس سلسلہ میں ہماری توجہ جناب وزیر اعلیٰ کی تقریر کے کچھ ایسے حصوں کی طرف مبذول کرائی گئی ہے جن کی وجہ سے نہ صرف حزب اختلاف میں ہیجان پیدا ہوا بلکہ باہر کے کچھ طبقوں میں بھی شکوک و شبہات پیدا ہوئے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا تھا کہ پیپلز پارٹی کے منشور کے تحت سوشلزم ہمارا نصب العین ہے اور اس کی تکمیل کی راہ میں اگر لوگوں نے رکاوٹیں پیدا کرنے کی کوشش کی تو کوئی وجہ نہیں کہ اس میں ہمارا خون بھی شامل ہو اور بہر حال ہمیں اپنی مانگ میں سرخ رنگ بھرنا ہو گا ۔ ان کی اس تقریر سے کچھ لوگوں کو شبہ پیدا ہوا کہ وہ ایک لا دینی معاشرہ قائم کرنے کا ذکر کر رہے تھے اور انہوں نے اسلام کے منافی کچھ کہا ہے ۔ لیکن آج انہوں نے اپنی تقریر میں واضح طور پر یہ بیان کر دیا ہے کہ ہمارا سوشلزم اسلام کے تابع ہے ہمارے منشور میں یہ بات واضح طور پر لکھ دی گئی ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے اور ہم کوئی ایسا قانون نافذ نہیں کریں گے کہ جو قرآن و سنت کے منافی ہو ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے ان لوگوں کی تسکین ہو جانی چاہئے کہ پیپلز پارٹی اس ملک میں کوئی لا دینی قسم کی تنظیم یا نظام نافذ نہیں کرنا چاہتی ۔ جناب والا ! اب میں آپ کی توجہ علامہ اقبال کے ایک خطبے کی طرف دلاتا ہوں جس میں انہوں نے فرمایا تھا کہ سوشلزم جمع خدا اسلام کے برابر ہے ۔ حضور والا ۔ ہمارے چند علماء نے اسلام کو ایسا رنگ دیا ہے کہ یہ ایک سرمایہ دارانہ نظام ہے حالانکہ اسلام ایک سوشلسٹ مذہب تھا ۔ اسی وجہ سے اس چیز کی ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ پیپلز پارٹی واضح طور پر اس بات کو اپنے منشور میں واضح کر دے کہ ہماری معیشت سوشلزم پر مبنی ہو گی ۔ قائد حزب اختلاف نے جناب ذوالفقار علی بھٹو کی

اس تقریر کا حوالہ دیا جس میں انہوں نے اپنی پارٹی کے ممبران کو ڈھاکہ کے اجلاس میں شمولیت سے روکا تھا ۔ جناب والا ! آپ یہ جانتے ہیں کہ اس وقت ملک میں کوئی آئین نہ تھا اور ایک آمر یہاں پر حکمران تھا ۔ وہ یہ چاہتا تھا کہ یہاں پارٹیوں میں اختلاف پیدا ہو اور انتخابات کو کالعدم قرار دے دے ۔ دوسری صورت یہ تھی کہ شیخ مجیب اپنا چھ نکاتی پروگرام لے آئے جسے وہ تمام پاکستان پر نافذ کرنا چاہتا تھا ۔ آپ غور فرمائیں کہ اگر ان کے چھ نکات کو تسلیم کر لیا جاتا اور وہی نظام یہاں پر بھی نافذ ہو جاتا تو مغربی پاکستان کی سالمیت بھی خطرے میں پڑ جاتی ۔ جناب والا ! ہمارے وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں کمبوڈیا اور ویت نام کے مجاہدوں کی یاد دلائی ہے جنہوں نے مسلسل جدوجہد کے بعد ایک غیر ملکی آمریت کا جوا اپنے گلے سے اتار پھینکا ۔ میں ان کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں اور انہیں سلام کرتا ہوں ۔ لیکن میں ساتھ ہی ساتھ آپ کی توجہ ان مجاہدوں کی طرف بھی مبذول کرانا چاہتا ہوں جنہوں نے اسلام اور مسلمانوں کی جنگ سویز کے کناروں ، صحرائے سینا ، جولان کی بلندیوں اور بیت المقدس کے قرب و جوار میں ، جس میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے برکتیں ہی برکتیں رکھی ہیں ، لڑی اور لڑ رہے ہیں ۔ ہم انہیں فراموش نہیں کر سکتے وہ شمع رسالت کے پروانے اسلام کی سر بلندی ، ترقی اور مسلمانوں کی عزت کے لئے اپنی زندگیاں قربان کر رہے ہیں ۔

حضور والا ! اس میں کلام نہیں ، کہ امسال کا بجٹ تمام سابقہ بجٹوں پر سبقت لے گیا ہے ۔ اس سال حکومت نے اتنی بڑی رقمیں مختص کی ہیں ، جن کی مثال پنجاب کے بجٹوں میں اس سے پہلے نہیں مل سکتی ۔ میں حکومت کا شکر گزار ہوں ۔ ہم مرکزی حکومت اور جناب ذوالفقار علی بھٹو کے بھی شکر گزار ہیں ۔ اس سلسلے میں حکومت پنجاب کی مساعی یقینی طور پر شامل ہیں کہ پہلی دفعہ پنجاب کو اس کی آبادی کے تناسب سے ایڈ دی گئی ۔ ہم اس کے لئے مرکزی حکومت کے شکر گزار ہیں ۔

جناب والا ! زراعت ، تعلیم ، صحت ، مواصلات اور پبلک ورکس پروگرام کے سلسلے میں اتنی رقوم مختص کی گئی ہیں کہ یہ حکومت پنجاب کا نہایت قابل تحسین کارنامہ ہے ۔ ہم بجا طور پر امید کر سکتے ہیں کہ ان پروگراموں کی تکمیل کے بعد انشاءاللہ تعالیٰ ہم ہر شعبے میں نمایاں ترقی کریں گے اور وہ دن دور نہیں جب کہ ہم غلے کے سلسلے میں خود کفیل

ہو جائیں گے ، پاکستان کا بچہ بچہ زیور تعلیم سے آراستہ ہو گا اور ہم ترقی یافتہ اقوام کی صف میں کھڑے ہونے کے قابل ہو سکیں گے ۔

جناب والا ! ہاؤسنگ کے سلسلے میں حکومت پنجاب نے جو پانچ مرلہ کی سکیم نافذ کی ہے ، وہ قابل ستائش ہے ۔ وہ طبقہ جو صدیوں سے زمینداروں اور بڑے بڑے جاگیرداروں کے تلے پس رہا تھا ، اب انشاءاللہ تعالیٰ اس قابل ہوگا کہ اسے سر چھپانے کے لئے کم از کم گز بھر زمین تو مل سکے گی اور وہ اپنی مزدوری کا معاوضہ اور حق حاصل کر سکیں گے ۔ میرے بعض دوستوں نے جو باہر بھی ہیں ، اس کام کی مخالفت کی تھی کہ آپ ایسا نہ کریں ۔ ہم مشکل میں پڑ جائیں گے ۔ لیکن چونکہ ہم نے اپنے منشور میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہر شخص کو روٹی ، کپڑا اور مکان مہیا کیا جائے گا ، میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا یہ پہلا قدم ہے کہ ہم ان کو مکان مہیا کر رہے ہیں اور اس سے ان کی عزت اور وقار میں اضافہ ہوگا ۔

حضور والا ! میں ضروری سمجھتا ہوں کہ میں اپنے حلقہ نیابت کی ضروریات کے سلسلے میں معروضات آپ کی خدمت میں پیش کروں ۔ جناب والا ! اوکاڑہ میں لڑکیوں کے کالج کے سلسلے میں بلڈنگ نہایت ہی نہ ناکافی ہے ۔ جس عمارت میں وہ کالج چل رہا ہے ، وہ ایک پرنسپل کی رہائش گاہ کے طور پر تعمیر ہوئی تھی جس میں چند کمرے ہیں ۔ جناب حنیف رامے صاحب ایک دفعہ وہاں تشریف لے گئے تھے اور انہوں نے خود اس عمارت کا ملاحظہ کیا تھا ۔ اب حکومت پنجاب نے ایک un-approved سکیم کے تحت لڑکوں کا ایک کالج اوکاڑہ میں تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا ہے ۔ تجویز یہ ہے کہ وہ لڑکوں کا کالج لڑکیوں کو دے دیا جائے ۔ میں جناب وزیر تعلیم کی توجہ خاص طور پر مبذول کراؤں گا کہ وہ اوکاڑہ میں کالج کا منصوبہ اپنی خاص توجہ کا مرکز بنائیں تا کہ لڑکیوں کا مسئلہ بھی حل ہو جائے ۔ جناب والا ! لڑکیوں کی تعلیم کے سلسلے میں داخلے کی نہایت دقت اور دشواری پیش آ رہی ہے ۔ ہمیں ہیڈ مسٹرس سے باقاعدہ جنگ کرنی پڑی کہ باقی کون سی لڑکیاں ایسی ہیں جنہیں نویں کلاس میں داخلہ نہیں مل سکا ۔ اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ لڑکیوں کے میونسپل ماڈل ہائی سکول کو ہائی سکول کا درجہ دیا جائے تا کہ لڑکیوں کو داخلہ مل سکے ۔

جناب والا ! اوکاڑہ کا ایک بہت بڑا مسئلہ یہ ہے کہ اوکاڑہ شہر کی آدھی آبادی جو کہ ریلوے لائن کے جنوب کی طرف واقع ہے ، زیادہ تر کچے مکانوں

پر مشتمل ہے - اور کچھ مکان نشیب میں بھی بنے ہوئے ہیں - ہر سال برسات کے موسم میں آدھے سے زیادہ مکان گر جاتے ہیں اور ان لوگوں کی استطاعت نہیں کہ اپنے مکان دوبارہ تعمیر کر سکیں - اس سلسلے میں میونسپل کمیٹی اوکاڑہ کی جانب سے ایک درخواست حکومت پنجاب کو بھیجی گئی تھی کہ ایک سیوریج سکیم کی منظوری دی جائے - تا کہ اس علاقے میں ایک نہایت مکمل سیوریج سسٹم قائم کیا جائے - اگرچہ میونسپل کمیٹی اوکاڑہ اپنے محدود وسائل سے لاکھ ڈیڑھ لاکھ کی رقم ہر سال مختص کرتی ہے - لیکن وہ ایک جامع سکیم کے لئے بالکل ناکافی ہے اور حکومت پنجاب کی مدد سے ہی ہم اس پر قابو پا سکیں گے اور لوگوں کی تکلیف رفع کر سکیں گے - چونکہ پنجاب کا میں شکر گزار ہوں کہ اس نے low income گروپ کے تحت اوکاڑہ میں ایک کالونی تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا ہے - پچھلے سال دس لاکھ کی رقم بھی مختص کی گئی تھی - لیکن افسوس کا مقام ہے کہ کام بہت تھوڑا ہوا ہے - اگرچہ اس سال بجٹ میں چالیس لاکھ کی مزید رقم مختص کر دی گئی ہے ، اس سلسلے میں وزیر ہاؤسنگ کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اپنی خاص توجہ دیں تا کہ یہ سکیم پایہ تکمیل کو پہنچے - اوکاڑہ کی آبادی اتنی بڑھ گئی ہے اور اس قدر لوگوں کی تعداد ہے کہ ان کو رہنے کے لئے مکان نہیں ملتے - اس سکیم کی تکمیل کے بعد بہت سے لوگوں کو رہنے کے لئے مکان مہیا ہو جائیں گے -

حضور والا ! یہ میرے مطالبات تھے جو میں نے اپنے حلقے کے متعلق معروضات کی شکل میں یہاں پیش کر دیے ہیں - اب اس سلسلے میں مزید کچھ عرض نہیں کرنا چاہتا اور اجازت چاہتا ہوں -

چوہدری محمد حیات گوندل : پوائنٹ آف آرڈر - جو ممبر حضرات تقریریں کر رہے ہیں ، وہ اپنے اپنے علاقے کے مطالبات پیش کرتے ہیں لیکن ان مطالبات کو سننے کے لئے کوئی موجود نہیں ہے -

مسٹر سپیکر : سننے والے موجود ہیں -

چوہدری محمد حیات گوندل : وزرا میں سے کوئی بھی موجود نہیں -

مسٹر سپیکر : موجود ہیں -

چوہدری محمد حیات گوندل : ایک بھی موجود نہیں -

مسٹر سپیکر : سینیر وزیر صاحب کا میرے کمرے میں فون آیا ہے ۔ وہ ایک لمحے میں واپس آ جائیں گے ۔

چوہدری محمد حیات گوندل : باقی وزرا کو بھی کہیں کہ وہ موجود رہا کریں ۔

مسٹر سپیکر : سینیر منسٹر موجود ہوں ، تو سمجھیے کہ سارے وزرا موجود ہیں ۔

رانا پھول محمد خاں : جناب سپیکر ۔ میں تقریر شوقیہ تو نہیں کرنا چاہتا تھا اپنے علاقے کے کچھ مطالبات پیش کرنے کی خواہش لے کر آیا ہوں ۔ لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایوان میں کوئی بھی وزیر موجود نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : سینئیر منسٹر صاحب موجود ہیں وہ میرے کمرے میں ٹیلیفون سننے گئے ہیں ۔

رانا پھول محمد خاں : جناب والا ! حد تو یہ ہے کہ ایوان میں کوئی پارلیمنٹری سیکریٹری بھی موجود نہیں ہے اور بجٹ پر عام بحث کے موقع پر وزراء کا نہ ہونا میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ بری بات یا اس ہاؤس کی اور کوئی توہین نہیں ہو سکتی ۔ جناب والا ! اس عوامی بجٹ کی تعریف کئے بغیر کوئی شخص بھی نہیں رہ سکتا اور ۔ ۔ ۔

(اس مرحلہ میں سینئیر وزیر (ڈاکٹر عبدالخالق) ایوان میں تشریف لے آئے)

مسٹر سپیکر : دیکھ لیجئے میں نے جھوٹ نہیں کہا تھا ۔

رانا پھول محمد خاں : جناب والا ! بجٹ پر عام بحث کے وقت ہم نے اپنے مطالبات پیش کرنے ہیں اور صرف ایک سینئیر وزیر پر ہی سارے محکموں کا بوجھ ڈال دینا بھی کوئی انصاف کا تقاضا نہیں ہے ۔ جناب والا ! میں اس بجٹ کی تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتا ۔ یہ بجٹ عوام کی امنگوں کا آئینہ دار ہے اور اس بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس عاید نہیں کیا گیا ۔ اس لئے یہ نہایت ہی اچھا بجٹ ہے ۔ اس پر جس قدر بھی میں مبارک باد پیش کروں وہ کم ہے ۔ لیکن اس بجٹ میں شہروں میں بسنے والے امراء تاجروں اور بڑے بڑے سرمایہ داروں پر بھی کوئی ٹیکس عاید نہیں کیا گیا ۔ لیکن ہمارے ایک مظلوم طبقے کے ساتھ سخت ناانصافی کی گئی ہے ۔ اس لئے میں جناب وزیر آبپاشی کی خدمت

میں نہایت ادب کے ساتھ یہ گزارش کروں گا کہ وہ اپنے اس فیصلے پر نظر ثانی کریں کیونکہ نظر ثانی کیے بغیر ہمیں ہمارا حق نہیں مل سکتا ۔ جناب والا ! زمیندار اور کاشتکار کا ایک طبقہ جو اپنی دن رات کی محنت سے اس ملک کے لئے غلہ پیدا کرتا ہے اس پر آبیانے کا 30 روپے فی ایکڑ فلیٹ ریٹ کا ایک اتنا بڑا بوجھ ڈال دیا گیا ہے کہ جس کو برداشت کرنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے ۔ جناب والا ! جہاں گندم کی قیمت دوگنا کی گئی ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ کھیت کسان رات دن ایک کر دے اور غلہ اگائے وہاں کھاد کی قیمت پانچ گنا بڑھا دی گئی ہے ۔ آبیانے کی شرح گندم پر تین گنا بڑھا دی گئی ہے یعنی بارہ روپے سے تیس روپے کر دی گئی ہے ۔ ہم زمیندار کاشتکار اپنے مویشیوں کے لئے جو چارہ کاشت کرتے ہیں اس پر ہمیں چھ روپے کچھ پیسے آبیانہ ادا کرنا پڑتا تھا ۔ لیکن اب ہمیں اس چارے کے لئے بھی تیس روپے فی ایکڑ آبیانہ ادا کرنا پڑے گا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے ساتھ سراسر ناانصافی ہے یا تو فلیٹ ریٹ مقرر کرنے والے صاحبان کو زمینداری اور کاشتکاری کا علم نہیں ہے اور اگر علم ہے تو دیدہ دانستہ انہوں نے زمینداروں کے ساتھ یہ ناانصافی کی ہے ۔ جناب والا ! اب آپ اندازہ لگائیں کہ دو گنا قیمت گندم کی بڑھا کر پانچ گنا کھاد اور تین گنا آبیانے کا ہم پر بوجھ ٹھونس دیا گیا ہے یہ ہماری قوت برداشت سے باہر ہے ۔ جناب والا ! پھر اس میں ایک اور ناانصافی کی گئی ہے کہ زیر کاشت رقبہ پر تیس روپے فی ایکڑ آبیانہ وصول کیا جائے گا ۔ جناب والا ! کوئی بھی نہر ایسی نہیں ہے کہ جو ہمیں سو فیصدی پانی دیتی ہو کہ ایک زمیندار کا یا ایک کاشتکار کا یا اگر ایک غیر مالک نے ٹھیکے پر لے کر کوئی زمین کاشت کی ہے تو وہ تمام زمین کو نہر کے پانی سے کاشت نہیں کر سکتا ۔ اس کو کاشت کرنے کے لئے ایسے علاقے جن کا پانی نیچا ہے وہاں لوگوں نے زرعی ترقیاتی کارپوریشن سے قرضے لے کر اپنی زمینیں گروی رکھ کر اپنے پرائیویٹ ٹیوب ویل لگائے ہوئے ہیں اور وہ اس نہری رقبے کے ساتھ ساتھ ٹیوب ویل بھی چلاتے ہیں نہر کا پانی ہمیں ہفتے میں ایک دن ملتا ہے کیونکہ دیہات میں وارہ بندی ہوتی ہے اور ہمارے ٹیوب ویل چوبیس گھنٹے چلتے ہیں اور ان ٹیوب ویلوں کی وجہ سے زیادہ رقبہ کاشت ہوتا ہے ۔ چاہئیے تو یہ تھا کہ جناب والا ! جہاں پرائیویٹ ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں وہاں کم از کم 75 فیصد چھوٹ دی جاتی اور اس

میں سے 25 فیصد رقبے پر یا تیس فیصد رقبے پر آبیانے کی شرح تیس روپے کر دیتے تو پھر ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوتا لیکن انہیں علم نہیں ہے کہ ٹیوب ویل کا پانی لگانے کے لئے ہمیں کم از کم ساٹھ روپے فی ایکڑ خرچ کرنے پڑتے ہیں - زمیندار اور کاشتکار جو گندم اگاتا ہے اس پر پچاس اور ساٹھ روپے فی ایکڑ پانی کے لئے خرچ کرتا ہے - جناب والا ! اس طرح سے یہ شرح بڑھا کر نوے روپے کر دی گئی ہے - میں اس پر نہایت ادب سے بہر یہ گزارش کروں گا کہ اگر اس پر نظر ثانی نہ کی گئی تو ہمارے ساتھ سراسر ناانصافی ہوگی اور پندرہ فیصد آبادی کے امراء پر کوئی ٹیکس عاید نہیں کیا گیا۔ لیکن اس سے دیہات کی پچاسی فیصد آبادی متاثر ہوگی - جناب والا ! مجھے کوئی وزیر صاحب یہ بتا دیں کہ کہاں نہر ہے جس سے ہمیں سو فیصد پانی ملتا ہے پچیس اور تیس فیصد سے زیادہ نہری پانی سے کوئی زمیندار اپنے رقبے کو کاشت نہیں کر سکتا اور اب ہم ملکی پیداوار کو بڑھانے کے لئے ملک کے خوراک کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے اور ملک کو خوراک کے مسئلے میں خود کفیل کرنے کے لئے ستر فیصد تک رقبہ کاشت کرتے اور حالت یہ ہے کہ انہیں علم نہیں ہے کہ ساٹھ روپے کا ہم بل ادا کرتے ہیں اور محکمہ بجلی والے جو کھال اتارتے ہیں وہ ہم ہی جانتے ہیں - مثال کے طور پر میں جناب سینئر منسٹر صاحب کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ ہمارے علاقے میں ایک گاؤں ہے کھڈیاں وہاں کے لوگوں نے بجلی حاصل کرنے کے لئے درخواستیں دیں کہ ہم یہاں ٹیوب ویل لگائیں گے اور لائیٹ کے لئے ہمیں بجلی دی جائے ان کی درخواستیں موجود ہیں ابھی تک اس علاقے میں کھمبے تک نہیں لگائے گئے تاریں نہیں بچھائی گئیں اور میرے پاس ثبوت موجود کے کہ بل پہنچا دئیے گئے کہ تم نے اتنی بجلی استعمال کی ہے - حالانکہ بجلی اس گاؤں میں ہے ہی نہیں ان کی درخواستیں بھی منظور نہیں ہوئیں اور میں نے جناب چیف منسٹر صاحب کو عوامی عدالت کے موقع پر بتایا تھا کہ ہمارے پاس یہ بل ہیں اس گاؤں میں تو بجلی ہی نہیں ہے اور بل ہمیں بھیج دئیے گئے ہیں - بل کس لئے بھیج دئیے گئے ؟ اس لئے کہ ایک لائین سپرنٹنڈنٹ ان کے ساتھ ناراض ہو گئے انہوں نے کہا اچھا تمہارے گاؤں میں بجلی تو ہے نہیں لیکن تم پر بجلی ضرور ڈال دی جائے گی - اس پر بڑا شور ہوا اور بڑی مشکل سے اس مسئلے کو حل کیا لیکن میرے پاس ابھی تک وہ بل موجود ہیں - جناب والا ! میں یہ بھی سینئر

منسٹر صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ ہمارے علاقے کے ایک گاؤں میں بجلی نہیں تھی لائین سپرنٹنڈنٹ صاحب نے دو ہزار روپیہ ان لوگوں سے لینا کیا ان کا ٹرانسفارمر جل گیا تھا چھ دن سے نہ گاؤں میں پانی تھا نہ لائیٹ تھی۔ لائین سپرنٹنڈنٹ صاحب نے ان سے تین ہزار روپیہ مانگا کہ تین ہزار دو پھر ٹرانسفارمر ملے گا انہوں نے دو ہزار اس سے طے کر لیا۔ لائن سپرنٹنڈنٹ نے چٹ لکھ دی کہ جا کر بھائی پھیرو کے سٹور سے لے آؤں اور وہ ٹرانسفارمر لینے گئے تو ایس ڈی او صاحب وہاں نہیں تھے وہ لاہور آئے ہوئے تھے۔ جب وہ ٹرانسفارمر لے کر چلے کہ وہاں ایکس ای این صاحب پہنچ گئے اور کہا کہ کس کے حکم سے لے جا رہے ہو انہوں نے کہا کہ ہمیں لائین سپرنٹنڈنٹ نے کہا ہے انہوں نے کہا کہ ان کے خلاف پرچہ دو ان بے چارے گاؤں کے لوگوں کے ساٹھ آدمیوں کے خلاف پولیس میں کیس رجسٹر کرا دیا گیا ہے۔ بجائے اس کے کہ ان کی رہبری کرتے ان سے کچھ پوچھتے لیکن ان کے خلاف پرچے درج ہو گئے ہم وہ مقدس جھیلتے کے باوجود گندم پیدا کرتے ہیں۔ گنا پیدا کرتے ہیں اور ہر چیز پیدا کرتے ہیں لیکن ہمیں وہ سہولتیں نہیں دینی چاہئیں جو بڑے مل مالکان کو دیتے ہیں۔ یہاں بیٹھ کر گالیاں دیتے ہیں کہ جاگیردار ہیں زمیندار ہیں اب زمیندار اور جاگیردار کون ہیں کہاں ہیں؟ زرعی اصلاحات کے بعد اب کوئی جاگیردار نہیں ہے زمیندار جو ہیں وہ کاشتکار ہیں اور میں حلفاً کہتا ہوں کہ دو مربے زمین کا مالک سے لاہور شہر کا ایک سگریٹ اور پان کا کھوکھا لگانے والا زیادہ اچھی حیثیت رکھتا ہے۔ ان کے بچے اچھے سکولوں میں پڑھتے ہیں ان کے بچوں کے لئے اچھی خوراک ہے۔ لیکن ہمارے ہاں دو مربعے کا مالک زمیندار کا بچہ نہ لاہور میں پڑھ سکتا ہے نہ اچھا علاج کرا سکتا ہے اور نہ ہی ان کو کوئی دوسری سہولت مہیا ہو سکتی ہے اور ان کے پڑھنے کے لئے جو پرائمری سکول ہیں وہ وزیر تعلیم صاحب جانتے ہیں کہ ان کی کیا حالت ہے میں یقین سے کہتا ہوں کہ کاشتکاروں میں ایک ایسی لہر دوڑ گئی ہے ان پر ایک ایسی بجلی ٹوٹ پڑی ہے کہ جس کو وہ برداشت نہیں کر سکتے۔ اس لئے میں نہایت ادب سے پھر گزارش کروں گا کہ اس پر نظر ثانی کرنی چاہئیے اور میرے فاضل دوست نے ابھی کہا تھا کہ یہ آبیانے کی شرح بہت اچھی ہے۔ میرے خیال میں ان کو کبھی آبیانہ دینا نہیں پڑا انہوں نے کاغذوں میں آبیانے کا نام پڑھ لیا ہے

یا لوگوں کو کاشتکاری کرتے دیکھ لیا ہے لیکن یہ نہیں پتہ کہ آبیانہ دینے والوں کے لئے کس قدر مصیبتیں ہیں ۔ آپ یقین کریں کہ ہم اپنی تمام جنس بیچ کر آبیانہ پہلے ادا کرتے ہیں ۔ ورنہ چپڑاسی ہمارے دروازے پر کھڑا ہوتا ہے اور یہ تیس روپے کا فلیٹ ریٹ جو ہے اس میں ہم پر یہ ظلم کیا گیا ہے کہ یکساں شرح کر دی گئی ہے اور اس کے لئے دلیل یہ دی گئی ہے کہ گنے پر بھی اب تیس روپے فی ایکڑ کے حساب سے آبیانہ ادا کرنا پڑے گا ۔ جو پہلے چالیس پچاس روپے ادا کرنا پڑتا تھا ۔ حضور والا ! کوئی زمیندار کوئی کاشتکار کوئی ٹھیکے دار کوئی پٹے دار ایسا نہیں ہے کہ جو دو فی صد یا ایک فیصد سے زیادہ اپنے رقبے میں گنا کاشت کر سکے اور گنے پر تو کہتے ہیں کہ چھوٹ دے دی گئی ہے ۔ چارہ جو ہے اب ہمیں اس اس پر بھی تیس روپے فی ایکڑ کے حساب سے آبیانہ دینا پڑے گا اور زمیندار مویشیوں کے لیے کوئی 1/3 رقبہ پر چارہ کاشت کرتا ہے پہلے اسے چھ روپے کچھ پیسے آبیانہ دینا پڑتا تھا اور اب یہ پانچ گنا بڑھا دیا گیا ہے ۔ خدا کے لیے کچھ تو خوف کریں ان کی حالت دیکھیں ان کے ذرائع آمدن دیکھیں ان کے دوسرے اخراجات دیکھیں کہ انہیں کیا خرچ کر کے پیداوار حاصل کرنا پڑتی ہے ۔ اب چارے پر بھی تیس روپے گندم پر بھی تیس روپے مونجی پر بھی تیس روپے ۔ سن اگر کسی نے بیج دیا یا گوارہ کسی نے کھاد کے لئے بیج دیا جس کو ہم بونے کے بعد اس کھیت میں ہل چلا کر دبا دیتے ہیں تاکہ فصل کو سبز کھاد لگ جائے تو جناب والا ! اس کے لئے بھی تیس روپے ۔ جناب والا ! میں گزارش کروں گا کہ اس پر غور کیا جائے اور نظرثانی کی جائے اور جن نہری رقبوں میں ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں وہاں کاشت کے رقبے پر صرف تیس روپے آبیانہ لگنا چاہیئے اور اس میں سے تیس فیصد رقبے کو مستثنیٰ قرار دینا چاہیئے یہ انصاف کا تقاضا ہے جب ہم ٹیوب ویلوں کا بل ادا کرتے ہیں تو پھر نہری آبیانہ ہم پر کیوں ٹھونس دیا جاتا ہے ۔ جہاں آپ نے سکارپ ایریا ہیں ٹیوب ویلوں کا آبیانہ معاف کیا ہے ٹیوب ویل اور نہر کا صرف تیس روپے فلیٹ ریٹ مقرر کر دیا ہے وہاں پرائیویٹ ٹیوب ویلوں پر نظر دوڑائیں ۔ ان ٹیوب ویل والوں کو بھی بڑی مصیبت ہے انہیں بڑے اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں ۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا

کہ اس سے ہمیں نجات دلائی جائے اور اس بوجھ کو ہلکا کر دیا جائے چونکہ عوامی حکومت ہے اور ہم بھی عوام میں سے ہیں۔ دیہات میں 85 فیصد لوگ بستے ہیں اس لئے ہمارے مسائل پر ہمدردی سے غور کیا جائے۔ مجھے افسوس ہے کہ میرے سامنے بیٹھے ہوئے وزیر مال جو کاشتکار کے بیٹے ہیں اور جو خود بھی کاشتکار ہیں اور جن کو پتا ہے کہ نہری پانی ہماری رگوں میں خون کا کام کرتا ہے اگر نہر میں پانی ہے تو کھیت میں پودا اگے گا اور ہماری رگوں میں خون حرکت کرے گا ورنہ بند۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں تو یہ نہیں چاہتا کہ رانا صاحب کی رگوں میں خون کی بجائے پانی بہے۔ ان کی رگوں میں تو خون ہی چلنا چاہیئے۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا ! وہ تو اسی صورت میں ہی چل سکتا ہے کہ آپ آبیانہ کی شرح کم کریں۔

جناب والا ! میں نہری پانی کے متعلق کچھ عرض کر رہا تھا اور اس سلسلے میں 1967ء میں اس اسمبلی نے ایک قرارداد بھی پاس کی تھی۔ میرے علاقے کے بارہ چودہ دیہات ہیں جن کی زمینیں نہری ہیں لیکن بلوکی سلیمانکی لنک سے ایک نہر نکلنے کی وجہ سے وہاں پر ایک پل بنایا گیا۔ پل ایسا بنایا گیا ہے کہ وہ راجباہ کے اوپر سے گزرتا ہے اور وہاں کے دیہات کو پانی نہیں پہنچتا وہاں پر ایک ٹیوب ویل بھی لگایا گیا وہ بھی ناکام ہو گیا۔ اس لئے اس اسمبلی نے ایک قرارداد منظور کی تھی کہ بلوکی سلیمانکی لنک سے بلوکی گاؤں کے قریب لفٹ کے ذریعے ان دیہات کو پانی دے دیا جائے تاکہ ان کے نہری پانی کی کمی پوری ہو جائے۔

جناب والا ! اس کے علاوہ میں یہ گزارش کروں گا کہ میرے علاقے کے کچھ اور مسائل بھی ہیں۔ میں اپنے دیانتدار اور رحم دل وزیر تعلیم کا مشکور ہوں کہ انہوں نے میرے قصبہ بھائی پھیرو میں ایک کالج عنایت فرمایا ہے۔ لیکن اس کے لئے نہ کوئی عمارت ہے نہ کوئی پیسہ ہے۔ ہائی سکول کا ایک کمرہ لیا گیا ہے اور اس میں وہ کالج چل رہا ہے۔ جناب والا ! میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ ہمارے حال پر رحم فرماتے ہوئے اس کی طرف ضرور توجہ دیں۔

اس کے علاوہ جناب والا ! میں یہ گزارش کروں گا کہ میرے حلقہ میں ایک گاؤں جو کافی بڑا گاؤں "بھہ وال" ہے جس میں 1928ء میں ایک مڈل سکول بنایا گیا اب اندازہ کیجئے کہ 1928ء میں جس جگہ مڈل سکول کی ضرورت محسوس ہوئی اس کو ابھی تک ہائی سکول کا درجہ نہیں دیا گیا۔ اس کے لئے ہم نے درخواست دی ہے اسی طرح سے موضع بھوئے آسل ہے جس میں 1938ء میں تحصیل چونیاں اور 1938ء ہی میں بھہ وال تحصیل چونیاں میں مڈل سکول قائم ہوا لیکن اس کو آج تک ہائی سکول کا درجہ نہیں دیا گیا۔ جناب والا ! میں یہ گزارش کروں گا کہ ان مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ دینے کی سفارشات دوسری سفارشات سے زیادہ ضروری ہیں۔ لہذا ان کو اہمیت دی جائے یہ before partition مڈل سکولز چلے آرہے ہیں اور یہ ان کا حق ہے۔

جناب والا ! اس کے علاوہ میں یہ گزارش کروں گا کہ جناب وزیر مال جو میرے ساتھ کے دیہات میں پیدا ہوئے جن پر ہمیں فخر ہے کہ وہ ہم میں سے ہیں۔ میں ان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ زمینوں کی منتقلی کا قانون جو بذریعہ رجسٹری بنایا گیا ہے وہ ہمارے لئے ایک مصیبت بن گیا ہے۔ آپ یقین کیجئے کہ چار کنال زمین اگر کسی نے بیع کرنی ہے یا ہبہ کرنی ہے یا کسی کو منتقل کرنی ہے اس کی رجسٹری کرانے کے لئے تحصیل کے ہیڈ کوارٹر پر جانا پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک بیوہ عورت ہے اس کے ساتھ اس کو لے جانے والا ہے تو اس کو پہلے نمبردار کی خوش آمد کرنی پڑتی ہے پھر وہاں پر جا کر سٹیمپ خریدنے کرنی پڑتی ہے اور سٹیمپ خریدنے کے بعد جب ہم اس پر رجسٹری لکھواتے ہیں تو اس وقت تک دفتر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ دفتر کا وقت ختم ہو جانے کے بعد اگلے روز پھر وہاں جانا پڑتا ہے پانچ۔ دس۔ آدمیوں کو چار کنال کے انتقال* کے لئے تحصیل کے ہیڈ کوارٹر پر دو۔ تین دن جانا پڑتا ہے چھ۔ سات روز بعد جا کر پھر اس کی نقل حاصل کرنی پڑتی ہے۔ جناب والا ! جس بلا سے انہوں نے ہمیں بچایا تھا یعنی پٹواری کے لوٹ کھسوٹ سے اب جب وہ رجسٹری ہو جاتی ہے اس کے بعد پھر اس کا انتقال پٹواری کے پاس آ کر درج ہوتا ہے اور پھر اسے تحصیلدار یا نائب تحصیلدار تصدیق کرتا ہے۔ جناب والا ! رجسٹری محرر اور تحصیل کے عملہ کی فیس کم نہیں ہے آپ کو علم ہے اس لئے میں یہ گزارش کرونگا کہ ہمیں اس سے نجات دلائی جائے اور انتقالوں کا سلسلہ اور زبانی بیع کا

سلسلہ بند کیا جائے اور اس میں ایک شرط عائد کی جائے کہ نائب تحصیلدار یا تحصیلدار اسی گاؤں میں آ کر اس انتقال کو کریں گے - جناب والا! بہت سارے واقعات ایسے ہیں اور میں مانتا ہوں کہ زبانی انتقال میں بھی رشوت ہے لیکن میں دعوے سے کہتا ہوں کہ رجسٹری میں زیادہ رشوت ہے لیکن گاؤں میں رہنے والے لوگ غریب لوگوں کو مدد اس طرح سے کر دیتے ہیں - کہ پٹواری گرداور اور تحصیلدار کی منت کر دیتے ہیں کہ جی یہ غریب آدمی ہے اس طرح سے اس کا انتقال کرتے وقت بہت سے انتقال مفت بھی ہو جاتے ہیں اس لئے ہمیں اس بوجھ سے بچایا جائے اس سے ہمارے دیہاتی لوگوں میں سخت پریشانی ہے اور ان کو بڑی مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا ہے -

اس کے علاوہ جناب والا ! میں جناب وزیر تعلیم کی خدمت میں گزارش کرونگا کہ دیہاتوں کے لئے ملازمتوں کے بہت کم مواقع مہیا ہوتے ہیں - کیونکہ دفتروں میں شہروں میں بسنے والے 15 فیصد دیہات کے لوگ ہیں وہ جب کلرک کی جگہ بھی نکلتی ہے تو اپنے عزیزوں کو لے آتے ہیں اور اخبار جن میں اسامیوں کا ذکر ہوتا ہے وہ تو ہمارے دیہاتوں میں ملتا ہی نہیں اور دوسرے وہ لوگ پڑھتے ہی نہیں - آپ کی مہربانی ہے کہ آپ نے پی - ٹی - سی میں بہت سارے نوجوانوں کو داخلہ دیا اور انہوں نے پی - ٹی - سی کر لی - لیکن اس کے بعد اب انہیں ملازمتیں نہیں مل رہی ہیں -

جناب والا ! ہمارے دیہاتی سکولوں کی حالت یہ ہے کہ ساٹھ - ساٹھ طالب علم ایک سکول میں ایک جماعت میں ہیں اور ان کے لئے صرف ایک استاد ہے - جناب والا ! وہ استاد ان کو کیا پڑھائے گا اور وہ بچے کیا یاد کریں گے - اس لئے جناب والا ! میں گزارش کرونگا کہ دیہاتوں میں استادوں کی تعداد بڑھنی چاہیئے اور ان بے روزگار پی - ٹی - سی نوجوانوں کو روزگار مہیا کیا جانا چاہیئے -

اس کے علاوہ میں یہ گزارش کرونگا کہ ضلع لاہور کی تحصیل لاہور کو مربوط دیہی ترقیاتی مرکز میں شامل کیا گیا ہے- لیکن میرا حلقہ اس سے پانچ میل کے فیصلے پر ہے اسے محروم رکھا گیا ہے - جناب والا! میں نہایت ادب کے ساتھ ان سے گزارش کرونگا کہ میرے حلقہ کو بھی (تحصیل چونیاں کے علاقہ کو بھی) مربوط دیہی ترقیاتی مرکز مقرر کیا جائے -

چوہدری علی بہادر خان : جناب سپیکر ! میں موجودہ بجٹ کو ایک انفرادی منفرد ، اور حقیقت پسندانہ بجٹ قرار دیتا ہوں کیونکہ یہ ایسا بجٹ ہے جس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا ۔ بلکہ بڑی بڑی رقوم ترقیاتی کاموں کے لئے رکھی گئی ہیں ۔ اس بجٹ میں جو سب سے اچھی چیز ہے وہ یہ ہے کہ ہر تحصیل ہیڈ کوارٹروں پر لڑکے اور لڑکیوں کے سکول بنانے کی اجازت دے دی گئی ہے ۔ اس کے لئے ہم وزیر تعلیم کے نہایت ممنون ہیں کہ یہ سکیم شروع کر کے انہوں نے عوام کا دیرینہ مطالبہ پورا کیا ہے ۔ ہم لوگ جو کافی عرصہ سے اس مشکلات میں مبتلا تھے ۔ اسمبلی میں اور پارٹی میٹنگ میں آپس میں لڑتے رہتے تھے ہر آدمی کوشش کرتا تھا کہ سکول ہمارے علاقے میں کھولے جائیں اس سلسلہ میں ہم وزیر تعلیم کے مشکور ہیں ۔ انہوں نے بیک قلم یہ فیصلہ کر دیا ۔ اس کے علاوہ جناب والا ! میں زراعت کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ زراعت کے لئے سب سے بڑی رقم مخصوص کی گئی ہے ۔

جناب والا ! زراعت ہمارے ملک میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اور اگر ہم زراعت کی طرف توجہ نہیں دیں گے تو تمام ترقی رک جائے گی ۔ جناب والا ! اس میں بعض ایسی چیزیں مہیا کی گئی ہیں جو ضروری نہیں تھیں ۔ مثلاً انسپکٹروں کو موٹو سائیکل مہیا کرنے کے لئے رقومات مہیا کی گئی ہیں ۔ جناب والا ! پہلے بھی ایک دفعہ یہ سکیم شروع کی گئی تھی مگر وہ ناکام ہوگئی اور سارا سرمایہ ضائع ہوگیا اگر انہیں سائیکلیں مہیا کی جائیں جس طرح میٹوں یا بیلداروں کو سائیکلوں کے لئے قرض دیا جاتا ہے یا پھر انہیں بھی موٹر سائیکل خریدنے کے لئے قرضہ مہیا کیا جاتا تاکہ اس کی دیکھ بھال وہ خود کرتے اور سرمایہ کا ضیاع بھی نہ ہوتا ۔

اس کے بعد جناب والا ! میں آبیانہ کی شرح کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ ابھی میرے فاضل دوست رانا پھول محمد خان نے اس بات کی مخالفت کی ہے کہ آبیانہ کی شرح یکساں کیوں کی گئی ہے جناب والا ! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں کیونکہ اس طرح فلیٹ ریٹ مقرر کر دینے سے بہت سی برائیاں اور تکالیف ختم ہوگئی ہیں ، میں نہیں کہتا اس سے تمام برائیاں ختم ہوگئی ہیں اور بہت سی سہولیات میسر آ گئی ہیں ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ پہلے آبیانہ کی شرح کا انحصار تمام تر پٹواری نہر پر ہوا کرتا تھا ۔ یہ ٹھیک ہے بعض با اثر لوگ پٹواری سے مل کر آبیانہ کی شرح مختلف طریقہ سے کم کروا لیتے تھے مگر یہ رقم غریب

کسانوں اور چھوٹے زمینداروں سے وصول کی جاتی تھی پہلے بعض لوگ پٹواری سے مل کر یہ کر لیتے تھے کہ اگر گنے کی فصل کاشت کی ہے تو کوئی اور لکھوا دی اور اس طرح آبیانہ 40 کی بجائے 6 روپے لگ جاتا تھا۔ اور پٹواری چھوٹے کاشت کار سے یہ کمی پوری کرتا تھا۔ اور اگر وہ احتجاج کرتا تھا تو اسے طلب کرتا تھا اور کافی قباحتیں ہوتی تھیں۔ اب ہر کاشت کار کو پتہ ہوگا کہ اس نے کتنا آبیانہ ادا کرنا ہے اور وہ اپنا بندوبست کر سکے گا۔ اور چیک بھی کر سکتا ہے۔ اس سے اب کاشت کار کو آزادی میسر آ گئی ہے۔

اس کے علاوہ جناب والا! جو سب سے اچھی بات مجھے اس میں نظر آئی ہے وہ یہ ہے کہ ساڑھے بارہ ایکڑ کے مالکان کو رعائت دی گئی ہے۔ جناب والا! یہ ہماری پارٹی کا وعدہ تھا کہ چھوٹے کاشت کار کو اور سہولتیں بہم پہنچائی جائیں گی۔ میں وزیر خزانہ سے التماس کروں گا کہ آئندہ بجٹ پیش کرتے وقت اس بات کا بھی خیال کیا جائے کہ آبیانے کی طرح مالیہ میں بھی چھوٹے کاشت کار کو رعایت دی جائے۔

تیسری بات جناب والا! اس بجٹ میں جو بڑی اچھی ہے وہ یہ ہے کہ سڑکوں کے لئے کافی رقم رکھی گئی ہے جناب والا! یہ بات ٹھیک ہے کہ جب تک کسی ملک میں سڑکوں کا جال نہیں ہوتا وہ ملک ترقی نہیں کر سکتا کیونکہ ایسا نہ ہونے سے رسل و رسائل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے۔ لوگ ایک دوسرے سے کٹ کر رہ جاتے ہیں، اپنا مال لوگ منڈیوں تک نہیں پہنچا سکتے اور سستے داموں وہیں فروخت کر دیتے ہیں۔ لیکن اس پر مجھے ایک اعتراض یہ ہے کہ ضلع ملتان کے لئے یہ رقم کم رکھی گئی ہے۔

مسٹر سپیکر: وزیر مواصلات و تعمیرات نے یہ مناسب خیال کیا ہوگا کہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ تمام رقم اپنے ضلع میں لے گئے ہیں۔

چوہدری علی بہادر خان: جناب والا! اس کے علاوہ ایک اعتراض یہ ہے جو میں سینئر منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اس کی تحقیقات کروائیں۔ مجھے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جو رقم ضلع ملتان کے لئے رکھی گئی تھی اس میں وزیر مواصلات نے انصاف نہیں برتا اور جو سڑکیں اس میں دی گئی ہیں وہ سب میاں چنوں اور چیچہ وطنی کے ارد۔گرد گھومتی نظر آتی ہیں۔ جناب والا! آپ ملاحظہ فرمائیں میاں چنوں اور چیچہ وطنی کے قریب کیا کوئی ٹریفک زیادہ ہو جاتی ہے؟ وہاں سڑک ڈبل کرنے

لئے رقم مخصوص کی گئی ہے ۔ اگر یہ رقم مناسب منصوبوں پر خرچ ہوتی تو بہتر تھا اور اس طرح لوگوں کی کافی مشکلات حل ہو سکتی تھیں ۔ آپ دیکھیں یہ رقم ضلع کے ایک حلقہ میں خرچ کی جا رہی ہے ۔ حالانکہ اس کا پورا ضلع مستحق ہے ۔ اس کے علاوہ جناب والا ! میں پیپلز ورکس پروگرام کے متعلق عرض کرتا ہوں 13 کروڑ روپے رکھے گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھا منصوبہ ہے اور غریب لوگوں کے لئے ایک کارنامہ ہے ۔ میں اس سلسلہ میں سینئر منسٹر صاحب سے عرض کروں گا کہ اس میں سے 2 کروڑ روپیہ سپاہ خدمت پر خرچ کیا جا رہا ہے جو سراسر پیسے کا ضیاع ہو رہا ہے ۔ جناب سپیکر ! آپ نے خود دیکھا ہوگا کہ یہ لوگ کوئی کام نہیں کرتے اور پرائیویٹ کام کر رہے ہیں ۔ بعض لوگ کالج میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور حکومت سے وظیفہ حاصل کر رہے ہیں ۔ ان کی حیثیت سفید ہاتھی کی سی ہے اور اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں ۔ آپ کے ذاتی مشاہدے میں بھی جناب والا ! یہ بات آئی ہوگی کہ جب کبھی ان کی ضرورت پڑے تو یہ لوگ ڈھونڈنے سے بھی نظر نہیں آتے البتہ کاغذوں میں یہ لوگ ضرور موجود ہیں ۔ میں اپنے ضلع کی بات کر رہا ہوں یہاں یہ لوگ ہر تحصیل میں موجود ہیں ۔ جناب والا ! ان پر 13 لاکھ روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے مگر ان کی کارکردگی ایک روپیہ بھی نہیں ہے۔ اگر جناب والا ! یہ رقم ہمارے ضلع کے ترقیاتی کاموں کے لئے خرچ کی جائے تو زیادہ بہتر ہے ۔

جناب والا ! ابھی بات ہو رہی تھی زبانی انتقال کی یہ بات جناب ٹھیک ہے کہ اس میں کچھ سہولتیں موجود تھیں ۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب والا ! میں عرض کروں کہ زبانی انتقال میں بہت سی مشکلات بھی تھیں زبانی انتقالات میں لامحدود اختیارات حاصل ہوتے تھے ۔ اور اس میں جس کو چاہتے جس کی زمین چاہتے بغیر بلائے دوسرے شخص کے نام منتقل کر دیتے تھے ۔ ویسے جناب والا ! آپ نے خود بھی دیکھا ہوگا کہ بہت سے ایسے کیس ہوتے ہیں کہ اصل مالک کو پتہ نہیں ہوتا تھا اور زمین منتقل ہو چکی ہوتی تھی ۔ اور جب وہ ان کی نقلیں حاصل کرتے تھے جب تاریخ گزر چکی ہوتی تھی ۔ اور اس کے پاس سوائے دیوانی عدالت کے برس ہا برس مقدمے لڑنے کے اور کوئی جواز نہ ہوتا تھا ۔ جہاں رجسٹری کی تھوڑی سی فیس لگتی ہے ۔ وہاں اتنا تو ازالہ

ہوگیا ہے کہ اگر ایک آدمی بیع کرتا ہے ۔ تو واقعی وہ رجسٹرار کے پاس جا کر رجسٹری کی شکل میں اس کو پیش کرتا ہے ۔ کوئی آدمی اس کی تصدیق کرتا ہے ۔ اور اس کا انگوٹھا یا دستخط اس رجسٹر پر لگتے ہیں ۔ جناب والا ! یہ درست ہے کہ اس سے پہلے جب کہ یہ 50 روپے ہزار تھا ۔ تو اس وقت مشکلات تھیں ۔ لیکن موجودہ بجٹ میں جب کہ اس شرح کو ایک روپیہ فی سینکڑہ کر دیا گیا ہے ۔ اور دس روپے ہزار رجسٹری کی فیس کر دی گئی ہے ۔ تبادلہ یا تملیک کے سلسلہ میں تو اس کو ختم کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے ۔ کیونکہ دس روپے ہزار میں ایک آدمی کو یہ سیکورٹی بھی ہو جاتی ہے کہ واقعی اس کی جائیداد صحیح طور پر بیع ہو رہی ہے ۔ 10 روپے ہزار تو پٹواری بھی انتقال درج کرنے کے وقت لے لیا کرتا تھا ۔ اس لئے میں یہ پر زور مطالبہ کرتا ہوں کہ اس موجودہ نظام کو نہ بدلا جائے ۔ اور جو رجسٹریشن ہے ۔ اس کو پہلے کی طرح سے کمپلسری (ضروری) رکھا جائے۔
اس کے علاوہ جناب والا ! میں ضلع ملتان کی ایک پس ماندہ تحصیل شجاع آباد سے تعلق رکھتا ہوں ۔ جو کہ میرا حلقہ ہے ۔ اس حلقہ کو جناب گزشتہ چوتھائی صدی سے بالکل نظرانداز کیا جا رہا ہے ۔ جیسا کہ جناب والا ! میں عرض کروں کہ اس سال سڑکیں جو ہیں ۔ وہ ملتان ضلع کے کسی مخصوص حلقہ میں بنائی جا رہی ہیں ۔ لیکن اس حلقہ میں آج تک صوبائی حکومت نے گزشتہ 25 سال میں کوئی بھی سڑک تعمیر نہیں کی ہے ۔ بلکہ اس سے پہلے جب سے یہ وجود میں آیا ہے ۔ ایک گز بھی وہاں پر سڑک کی تعمیر نہیں ہوئی ہے ۔ میں نے 1972-73ء کی بجٹ تقریر میں کہا تھا ۔ اور یہ مطالبہ کیا تھا کہ شجاع آباد کی سڑکوں کو حکومت کیوں نظر انداز کر رہی ہے ۔ چنانچہ اس اسمبلی میں یہ یقین دہانی کرائی گئی تھی ۔ اور چند سڑکوں کے نام لکھے گئے تھے اور کہا گیا تھا کہ 1975-74ء میں شجاع آباد میں وہ سڑکیں جو کہ پبلک ورکس نے منظور کی ہیں ۔ یہ ضرور آئندہ مالی سال میں شامل کی جائیں گی ۔ لیکن جناب والا ! جب بجٹ آیا ۔ تو اس میں وہ سڑکیں غائب تھیں ۔ جب میں نے وزیر مواصلات سے یہ بات پوچھی کہ جب اسمبلی میں واضح طور پر یقین دہانی کرائی گئی تھی کہ ہم اس حلقہ کی سڑکیں بنائیں گے ۔ تو پھر یہ کیوں نہیں بنائی گئی ہیں ۔ تو اس معاملہ میں انہوں نے ایسی بات کہی تھی ۔ جو کہ میں اس ایوان میں نہیں کرنا چاہتا ہوں ۔ کیوں کہ وہ ایوان کے

وقار کے منافی ہے ۔ انہوں نے کہا تھا کہ میں نے جھوٹ بولا تھا ۔ اب میں مجبور ہوں ۔ یہ ان کے الفاظ ہیں ۔ جناب والا ! اگر اسمبلی کے تقدس کا بھی خیال نہ کیا جائے۔ اور وہ یہاں پر وعدہ کر کے مکر جائیں ۔ تو اس سے زیادہ ہاؤس کی کیا توہین ہو سکتی ہے ۔ میں جناب والا ! سینئر منسٹر صاحب سے عرض کروں گا کہ وہ اس حلقہ کو بھی نظر انداز نہ کریں ۔ اور یہ دیکھیں کہ گزشتہ 25 سال میں اس حلقہ کو بھی کوئی امداد دی گئی ہے ۔ کوئی پیسہ دیا گیا ہے ؟ جناب والا ! شجاع آباد ایک تاریخی شہر ہے ایک پرانا قصبہ ہے اور تمام پاکستان میں دو چار شہر ایسے ہیں ۔ جن کے چاروں طرف باقاعدہ فصیل ہے ۔ اور جو پرانی روایات ہیں ۔ وہ ابھی باقی ہیں ۔ شجاع آباد کے چاروں طرف ایک فیصل ہے ۔ اور چار دروازے ہیں ۔ رات کے وقت اگر چاروں دروازے بند کر دیئے جائیں تو کوئی بھی اس شہر میں داخل نہیں ہو سکتا فصیل اور دروازے ابھی تک اس شہر کے ارد گرد سابقہ طریقہ سے بحال ہیں ۔ لیکن اب کچھ عرصہ سے اس فصیل میں شگاف پڑنے شروع ہوگئے ہیں ۔ لہذا میں جناب والا ! آپ کے توسل سے یہ عرض کروں گا کہ صوبائی حکومت اس بارے میں ضرور توجہ کرے اور اس فصیل کی مرمت کے لئے مناسب روپیہ فراہم کرے چونکہ بلدیہ اس قابل نہیں ہے ۔ اس کا تمام بجٹ عملہ کی تنخواہ پر صرف ہوتا ہے ۔ اس لئے ان کے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کہ وہ اس کی مرمت کر سکیں ۔ لہذا میں صوبائی حکومت سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس کی مرمت کرا دے ۔ اس کے علاوہ جناب والا ! گزشتہ سال جناب وزیر اعلیٰ نے ہمارے لئے واٹر سپلائی سکیم منظور کی تھی ۔ لیکن یہ واٹر سپلائی سکیم بھی ایک سال گزرنے کے بعد بھی ابھی تک ابتدائی مراحل میں ہے ۔ میں جناب والا ! کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اس سکیم کو جلد از جلد مکمل کر لیا جائے ۔ اور اس کو مکمل کرانے کے بعد سیوریج کی سکیم بھی منظور کرائی جائے ۔ کیونکہ اس کے بغیر واٹر سپلائی کا کوئی بھی فائدہ نہیں ہے ۔ اس کے علاوہ جناب والا ! شجاع آباد میں ایک زنانہ ہائی سکول کافی عرصہ سے موجود ہے ۔ وہ میونسپل کمیٹی کا ہے ۔ اور اب اس کو صوبائی حکومت اپنی تحویل میں لے رہی ہے ۔ یہ سکول جس بلڈنگ میں قائم ہے ۔ وہ صرف تین چار کمروں پر مشتمل ہے ۔ اور لڑکیوں کی تعداد ہزاروں میں ہے ۔ اس کے لئے میونسپل کمیٹی نے ایک بلڈنگ مہیا کی تھی ۔ جس کے لئے

صوبائی حکومت نے یہ یقین دھانی کرائی تھی کہ یہ بلڈنگ اس ہائی سکول کے لئے دیں گے - لیکن حکومت کے افسران نے راتوں رات اس بلڈنگ پر قبضہ کر کے اس پر وہاں عدالت لگا دی - اب زنانہ ہائی سکول کے لئے کوئی بلڈنگ نہیں ہے جو بلڈنگ اس سکول کے لئے مختص کی گئی تھی - اس میں عدالت قائم کر دی گئی ہے - لہذا میں جناب سینئر منسٹر سے یہ عرض کروں گا کہ جب وہاں پر گرلز کالج قائم کرنے کے لئے منظوری دے دی گئی ہے - تو کم از کم اس عمارت کو جو حکومت کے لوگوں نے بلدیہ کی منظوری کے بغیر اور بلدیہ کو کوئی کرایہ دیئے بغیر زبردستی اس پر قبضہ کر کے اس میں عدالت لگائی گئی ہے - اس کو خالی کرایا جائے - وہ انٹرمیڈیٹ کالج کے لئے بھی کافی ہے اور ہائی سکول کی لڑکیاں بھی اس میں تعلیم پانے کے لئے منتقل کی جا سکتی ہیں - دوسرے جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ اس وقت ہم میں جو ہوس زر کی حالت ہے - وہ دن بدن بڑھتی جا رہی ہے - وزیر قانون نے پچھلے دنوں اعلان کیا تھا کہ وہ ناجائز دولت کو ضبط کرنے کے لئے مؤثر قدم اٹھائیں گے - لیکن دوسرے بل تو فوراً پیش کر کے منظور کرا لئے جاتے ہیں - معلوم نہیں کہ اس بارے میں کیا سوچ و بچار ہے - کہ یہ کیوں نہیں پیش کر سکے منظور کرا لیا گیا - جو کہ ایک نہایت اہم بل ہے - اس لئے میں جناب وزیر قانون سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ بجائے سوچ بچار میں پڑنے کے اس بل کو اسمبلی سے منظور کروائیں - تاکہ جن لوگوں نے ناجائز دولت کما کر یا پرمٹ حاصل کر کے دولت حاصل کی ہے اور کمائیاں کیں - ان کا محاسبہ ہو سکے اور پیپلز پارٹی کے منشور کے مطابق ان سے حساب لے کر ان کی گرفت کی جا سکے - یہ ٹھیک ہے - جناب والا ! کہ اس میں مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑے گا - کچھ لوگ اس کی مخالفت بھی کریں گے - لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ بغیر خوف و خطر اس بل کو پیش کریں اور اس کو پاس کرائیں -

جناب والا ! اس کے علاوہ میں جناب وزیر قانون سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ جہیز کی لعنت کو ختم کرنے کے لئے اس اسمبلی میں ایک بل

پیش کیا گیا تھا ۔ اس کے لئے اتنی عجلت دکھائی گئی تھی کہ اسمبلی کے قواعد بھی معطل کر کے اس کو فی الفور انٹروڈیوس کرایا گیا تھا ۔ تاکہ جہیز کی لعنت کو دور کیا جا سکے ۔ اس وقت یہ بھی بتایا گیا تھا کہ اس جہیز کی لعنت کو اس لئے بھی ختم کرنا ضروری ہے کہ غریبوں کو اپنی لڑکیوں کی شادی کے لئے بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ اس کے علاوہ بڑے بڑے لوگ شادی کے وقت تحفے طائف کے بہانے سے لاکھوں روپے کماتے ہیں ۔ اس وقت یہ بھی نوٹس میں لایا گیا تھا کہ ایک سیکرٹری انڈسٹری کی لڑکی کی شادی میں اس کو 100 فرج تحفہ میں موصول ہوئے ہیں ۔ اس لئے اس قانون میں تحفے کی حد کو گھٹا کر 20 یا 200 روپے کر دیا گیا تھا ۔ لیکن پتہ نہیں کہ اس قانون کو سرد خانہ میں ڈال دیا گیا ہے ۔ اس کے بعد کتنے قانون اور آئے اور پاس ہوگئے ۔ لیکن وہ قانون وہاں سے نہ نکلا ۔ میں اپنی بہنوں کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ وہ اس معاملہ میں آواز اٹھائیں اور کوشش کرا کر جہیز کی اس لعنت کو ختم کرانے کے لئے اس بل کو پاس کرائیں ۔ اس کے علاوہ جناب والا ! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ہمارے معاشرہ میں اخلاق بے راہ روی ہے اور فحش چیزیں بڑھ رہی ہیں ۔ فلموں میں عریانی ہو رہی ہے ۔ جس کے لئے روزانہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب بیان دیتے ہیں اور دوسرے افسران بھی بیان دیتے ہیں ۔ حتیٰ کہ وزیر اعظم صاحب کو بھی اس طرف توجہ مبذول کرانی پڑی اور انہوں نے بھی احکامات صادر کئے ہیں کہ فحاشی کو روکا جائے ۔ لیکن اس کے باوجود بھی وہ جاری ہے اور اس میں کوئی کمی نہیں آئی ہے ۔ میں جناب سینئر منسٹر صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ سخت سے سخت قانون بنائیں ۔ تاکہ فحاشی اور سینماؤں میں اس بے راہ روی کو ختم کیا جا سکے ۔

آخر میں میں وزیر خزانہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک حقیقت پسندانہ بجٹ پیش کر کے ہم سب لوگوں کو شکریہ کا موقعہ دیا ہے ۔ شکریہ

مسٹر سپیکر : میاں خان بھد ۔

میاں خان بھد : جناب والا ! میں کل تقریر کروں گا ۔

مسٹر سپیکر : ملک اللہ دتہ ۔

ملک اللہ دتہ (پنجاب) : جناب سپیکر ! جناب وزیر اعلیٰ نے بحیثیت وزیر خزانہ جو موجودہ مالی سال کا میزانیہ پیش کیا ہے ۔ اس میں سب سے زیادہ رقم ترقیاتی سکیموں کے لئے رکھی گئی ہے ۔ اس میزانیہ میں کوئی نیا ٹیکس عائد نہ کر کے بلیک مارکیٹنگ کرنے والوں جنہوں نے سٹاک کر کے رکھے ہوئے ہیں کی اُمیدوں پر پانی پھیر دیا ہے ۔ لہٰذا جناب وزیر خزانہ مبارکباد کے مستحق ہیں اور میں انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔ کیونکہ اس سے زیادہ بہتر بجٹ پیش نہیں کیا جا سکتا تھا ۔ اس کے ساتھ ساتھ عوامی حکومت نے جو وعدہ کیا تھا ۔ اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے سب سے زیادہ ترقیاتی سکیموں پر زور دیا گیا ہے ۔ اس میں سات کروڑ روپے کا جو بوجھ کاشتکاران پر ڈالا گیا ہے اور جن شرحوں سے آبیانہ مقرر کیا گیا ہے ۔ اسے دیہات کے رہنے والے لوگ تشویش کی نظر سے دیکھ رہے ہیں ۔ ہم تو چاہتے تھے کہ یہ خامیاں دور ہوں لیکن خامیاں دور کرنے کی بجائے اور زیادہ بوجھ ڈال دیا گیا ہے ۔ جس طرح رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ جہاں ٹیوب ویل نصب نہیں ہیں اور نہری رقبہ ہے ۔ وہاں پہلے فی کیارہ آبیانہ چھ روپے تھا اور اب جو ساڑھے بارہ ایکڑ کا مالک ہے ۔ اب اسے آبیانہ پندرہ روپے ادا کرنا پڑے گا اور جو پچیس ایکڑ کا مالک ہے وہ پچیس روپے آبیانہ ادا کرے گا ۔ جناب والا ! جس شخص کی ساڑھے بارہ ایکڑ زمین ہے ۔ اسے ایک کیارے پر سوا چھ روپے کی بجائے پندرہ روپے ادا کرنا پڑے گا اور جو شخص تیرہ ایکڑ کا مالک ہے اور صرف چار کنال زمین زیادہ ہے ۔ اسے پچیس روپے آبیانہ ادا کرنا پڑے گا ۔ خواہ ساڑھے بارہ ایکڑ والے کے پانچ افراد ہوں اور تیرہ ایکڑ والے کے بیس افراد ہوں ۔ اس طرح تیرہ ایکڑ والے پر زیادہ بوجھ ڈال دیا گیا ہے ۔ جناب والا ! یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو لوگ امداد باہمی کی بنیاد پر کاشت کریں گے انہیں رعایت ملے گی ۔ لیکن میں یہ بات جناب کے گوش گزار کروں گا کہ وہ لوگ جنہیں عام الفاظ میں جاگیر دار کہا جاتا ہے اور وہ بڑے زمیندار ہیں ۔ انہوں نے زرعی اصلاحات سے بچنے کے لئے پہلے ہی اپنے بچوں

کے نام زمینیں منتقل کی ہوئی ہیں ۔ اگر آپ کسی زمیندار کے علاقے میں جائیں تو آپ یہ دیکھیں گے کہ ان لوگوں نے مزید فوائد حاصل کرنے کے لئے اپنی اپنی زمینوں پر یہ کتبے لگائے ہوئے ہیں جن پر یہ لکھا ہوا ہے "ماڈل فارم"۔ان لوگوں کے لئے کوئی مشکل نہیں ہے ۔ کیونکہ وہ "ماڈل فارم" کی جگہ کواپریٹو سوسائٹی لکھ دیں گے اور وہ ان کے اپنے آدمیوں کی ہو گی ۔ اس طرح یہ آبیانے کا بوجھ بڑے زمیندار پر نہیں پڑے گا ۔ بلکہ چھوٹے زمیندار پر پڑے گا ۔ آبیانہ بڑھانے کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ چونکہ محکمہ اریگیشن کے اخراجات بہت زیادہ ہوگئے ہیں ۔ اس لئے ایسا کرنا پڑا ۔ حضور والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ اگر محکمہ اریگیشن کی کارگذاریوں کا محاسبہ کیا جائے تو جو ٹیکس عائد کیا گیا ہے ۔ اس سے زیادہ بچت ہو سکتی ہے ۔ جس طرح کہ اخبارات میں شرقپور بند کے متعلق آ چکا ہے کہ اس کی تعمیر میں 38 لاکھ روپے کا غبن ہو چکا ہے ، کیس رجسٹرڈ ہو چکا ہے اور انکوائری بھی مکمل ہو چکی ہے ۔ اس لئے میں نے عرض کیا ہے کہ محکمہ اریگیشن کا محاسبہ ہونا انتہائی ضروری ہے ۔

جناب والا ! اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ سیم اور تھور میرے ضلع کی زمین کو تباہ کر رہی ہے ۔ جناب سپیکر ! آپ بھی دو چار دفعہ قصور تشریف لے گئے ہوں گے ۔ آپ کو معلوم ہے کہ لاہور سے قصور تک کا جتنا ایریا ہے ۔ وہ انتہائی سرسبز و شاداب تھا ۔ لیکن اب یہ پوزیشن ہے کہ اس کا کافی رقبہ سیم و تھور کا شکار ہو چکا ہے ۔ اس ایریا کے مکین انتہائی کسمپرسی کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور لاہور میں آ کر محنت مزدوری کر کے اپنے بال بچوں کا پیٹ پال رہے ہیں ۔ اس لئے اس مسئلے کی طرف خصوصی توجہ دی جائے ۔ سیم تھور کے انسداد کے لئے جو تین نالیاں پہلے تیار کی گئی تھیں ان کی مرمت اور کھدائی کے لئے کہا گیا تھا ۔ تاکہ سیم اور تھور کا کچھ انسداد کیا جا سکے ۔ لیکن ان سیم نالیوں کے سلسلے میں بھی 25 لاکھ روپے کا غبن ہو چکا ہے ۔ جس کا کیس رجسٹر ہو چکا ہے اور اس کیس میں محکمہ اریگیشن کے ہائی لیول کے افسران ملوث ہیں ۔ دوسری طرف محکمہ ٹیوب ویل

بھی محکمہ اریگیشن کے ماتحت ہے - آپ صبح ہی کسی کو سکارپ ایریا میں بھیج کر دیکھ لیں کہ وہاں ٹیوب ویلوں کی عمارتوں کی مرمت اور سفیدی پر لکھوکھا روپیہ غبن کیا گیا ہے - جو ٹیوب ویل سڑکوں کے قریب ہیں ان کی عمارتوں کی مرمت اور سفیدی کر دی گئی ہے اور جو سڑکوں سے ذرا دور ہیں ان کی عمارتیں اسی طرح مخدوش حالت میں پڑی ہیں - محکمے کے رولز کے مطابق ٹیوب ویلوں کے سلسلے میں لاگ بک موجود ہوتے ہیں - ٹیوب ویل میں جو خرابی ہوتی ہے یا کوئی پرزہ تبدیل کیا جاتا ہے تو اسے لاگ بک میں درج کیا جاتا ہے - لیکن وہاں یہ حالت ہے کہ اگر آپ تیس لاگ بکیں دیکھیں تو ان میں ایک لفظ تک درج نہیں ہے اور کروڑہا روپیہ ٹیوب ویلوں کے فالتو پرزوں کی خرید کے نام پر ٹھیکے داروں کے ساتھ مل کر ہضم کیا جا رہا ہے - اس کے علاوہ نہروں کی صفائی ، پلوں کی مرمت اور کناروں پر مٹی ڈالنے کے نام پر کافی پیسہ غبن کیا جا رہا ہے - اس سلسلے میں میرے علاقے کی ایک جگہ کوٹھی گندیاں کے کارکنوں نے افسران بالا اور وزراء کی خدمت میں بہت زیادہ عرضیاں بذریعہ رجسٹری بھیجی ہیں - لیکن ابھی تک ان پر کوئی غور نہیں کیا گیا - جناب والا ! آپ کسی ایک ٹھیکے دار کے ساتھ مل کر وہاں کسی جگہ کا ملاحظہ کریں اور ساتھ چیف انجینئر اور سیکرٹری دونوں کو لے جائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہاں کتنے لاکھ کیوسک مٹی دکھائی گئی ہے - حالانکہ حالت یہ ہے کہ وہاں سوائے ایک برجی کے یا چند سینکڑے مٹی کے کہیں بھی مٹی نہیں ڈالی گئی -

حضور والا ! ہم سب سے زیادہ یہی کہتے ہیں کہ ہماری زراعت کیوں ترقی نہیں کر رہی اور ہم خوراک کے معاملے میں کیوں خود کفیل نہیں ہو رہے حالانکہ ہمارے پاس زمین موجود ہے اور محکمہ نے کھاد بھی مہیا کر دی ہوئی ہے - لیکن میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ جب تک زراعت کے کے مطابق پانی مہیا نہیں کیا جائے گا - اس وقت تک زراعت ترقی نہیں کر سکے گی اور ہم خوراک میں خود کفیل نہیں ہو سکیں گے - جناب والا ! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ اگر محکمہ کینال کے ایکسیئن کے

ہاتھوں میں اسی طرح سرمایہ دیا جاتا رہا اور ان کی نگرانی نہ کی گئی تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ زراعت بجائے ترقی کرنے کے تنزلی کا شکار ہو جائے گی۔ حضور والا! اس علاقہ کا دارو مدار نہروں پر ہے - اس لئے اس کو دیکھنا چاہئے میں عرض کروں گا کہ میرے علاقہ میں رکھ راجباہ اور واہ راجباہ ہے ان کے اوپر دس دس گاؤں کا انحصار ہے ان کو جا کر دیکھا جائے کہ وہاں کتنی کاشت ہو رہی ہے اور ان کا ریکارڈ دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان کے موگوں سے ایک ہزار ایکڑ کے لئے تین فٹ پانی مل رہا ہے - لیکن موقع پر جا کر دیکھیں تو وہ زمین بنجر ہو رہی ہے - اس کے علاوہ یہاں کھارا پانی ہے - میں وزیر آبپاشی کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس سے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ رکھ راجباہ اور واہ راجباہ پتوکی کا علاقہ کہلاتا ہے - اس کا زیادہ پانی کھارا ہے جیسے اگر مویشی پی لے تو اس کو برداشت نہیں کر سکتا اور دو راجباھوں سے تین کیوسک پانی ایک ہزار ایکڑ کے لئے کافی نہیں ہے کیونکہ ان راجباھوں کے پانی پر 90 یا 100 گاؤں کا انحصار ہے۔ اس لئے ان گاؤں کا اس کا پانی ہزار ایکڑ کے پیچھے 5 فٹ کر دیا جائے اور اس کے علاوہ میں محکمہ تعلیم کی طرف آؤں گا - وزیر تعلیم ہمارے ہاں تشریف لے گئے تھے وہ غریب علاقہ ہے اور سب سے زیادہ اکثریت کا علاقہ ہے اور ہمارے ہاں ساڑھے سات سو لڑکوں کا کالج ہے - یہاں دو اڑھائی سو کرسیاں ہیں اور باقی لڑکے زمین پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے ہیں اور اس کے برآمدے اور کمرے نامکمل ہیں - پچھلے سال ڈیڑھ لاکھ روپے اس پر خرچ کرنے کے لئے رکھے گئے تھے لیکن وہ واپس لے لئے گئے ہیں - مہربانی کر کے اس فیصلے پر نظرثانی کی جائے تاکہ وہ برآمدے اور کمرے مکمل ہو سکیں اس کے علاوہ پتوکی میں چند سکول ہیں - جو مڈل ہیں لیکن ہائی سکول کی ضرورت ہے - چھانگا مانگا جہاں لوگ سیر کرنے کے لئے جاتے ہیں اور چک نمبر 112 سہجو وال ایسی جگہیں ہیں - جہاں مڈل سکول کو ہائی کا درجہ دیا جانا چاہئے - لڑکیوں کے لئے مڈل سکول ہیں - تحصیل چونیاں کی ساری سوا چھ لاکھ کی آبادی ہے - صرف چار ہائی سکول ہیں - کھڈیاں ، کنگن پور ، پتوکی اور بھائی پھیرو بھر اس کے علاوہ

دیہات کی لڑکیوں کو دور دراز سے تعلیم حاصل کرنے کے لئے آنا بہت مشکل ہے - وہ اتنی دور نہیں جا سکتیں اس لئے چھانگا مانگا کے مڈل سکول کو ہائی کا درجہ دیا جائے - چک نمبر 7 کوٹھیال والا کو بھی ہائی کا درجہ دیا جائے تاکہ لڑکیاں تعلیم حاصل کر سکیں - اس کے تنخواہ کے سلسلے میں وزیر تعلیم سے گزارش کروں گا کہ یہ ایک ایسا خطرناک مسئلہ ہے کہ وہ کسی بھی وقت سنگین حادثہ بن سکتا ہے - ضلع لاہور کے تمام سنٹر انچارج کو لاہور تنخواہ لینے کے لئے آنا پڑتا ہے اور ان کو یہاں چار چار روز یہاں رہنا پڑتا ہے - ان کے پاس چالیس ہزار روپیہ ہوتا ہے - ان کو رقم حاصل کر کے واپس جانا پڑتا ہے - یہ کبھی بھی حادثہ کا شکار ہو سکتے ہیں - اس لئے جبکہ دیہاتوں میں بنک موجود ہیں ان سینٹروں کی تنخواہ ان بنکوں کے ذریعے بھی ادا کی جا سکتی ہے - لہذا ان کا حساب بنکوں میں کھولا جائے یا اس کی چیک جو بھی نزدیک ترین بنک ہو سنٹر انچارج کو وہاں سے تنخواہ ملنی چاہئے اور انہیں لاہور میں آنے کی ضرورت نہ ہو اس طرح وہ یہاں آ کر جو چار چار روز خراب ہوتے ہیں - اس سے بچ جائیں گے اس کے علاوہ لڑکیوں کے لئے ایف - ڈی - آئی کی رہائش گاہ سینٹروں میں ہے جتنی لاہور کی اے - ٹی - آئی ہیں وہ لاہور میں رہتی ہیں - تمام ہیڈ آفس میں رہتی ہیں - اگر کسی استانی کو چھٹی درکار ہو تو ایسے دور دراز علاقوں سے آنا پڑتا ہے - اس کے لئے ضروری ہے کہ سنٹر انچارج کو ایک کلرک دیا جائے کیونکہ اگر وہ سنٹر میں رہیں گی تو جو معاملہ سکولوں میں ہوتا ہے وہ سنٹر کی نگرانی بھی اچھی طرح کر سکیں گی - لاہور میں رہ کر وہ نگرانی نہیں کر سکتیں - اس کے علاوہ میں وزیر تعلیم کو سکول کے سامان کے متعلق عرض کروں گا اور اس سلسلے میں مجھے ایجوکیشن آفیسر نے بتایا ہے جنہوں نے سامان بنوایا ہے یا خریدا ہے - انہیں یہ سامان خریدتے وقت 78 فیصد کمیشن ملا ہے - اس لئے ان پر کنٹرول کیا جائے اور اس سلسلے میں عوامی نمائندوں کو شامل کیا جائے تاکہ وہ اس کی نگرانی کر سکیں کہ سامان غلط تو نہیں خریدا گیا - اس کے علاوہ ایک مسئلہ یہاں یہ پیش ہوا تھا کہ انتقال زبانی ہوا کرے - اس سلسلے میں ایک قانون پاس ہوا تھا - حضور والا ! کم از کم ضلع لاہور میں اگر آپ

پڑتال کروائیں گے تو پتہ لگے گا کہ وہ آدمی جن کو خبر نہیں کہ ان کی زمین بیع ہو چکی ہے اور ان کے اوپر زبردستی قبضہ کر لیا گیا ہے ۔ دس دس سال سے مقدمے چل رہے ہیں ۔ لیکن ابھی تک ان کو قبضہ واپس نہیں ملا ۔ اس طرح اب میں پیپلز ورکس پروگرام کی طرف آتا ہوں ۔ اس کے تحت عوامی مسائل حل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ ہمارے ضلع لاہور کی تحصیل چونیاں کا 1970-71ء سے لے کر آج تک استحصال کیا جاتا رہا ہے ۔ اگر سابقہ پیپلز ورکس پروگرام کا فنڈ دیکھا جائے اور انکوائری کرائی جائے تو ہمارا حق مار کر تحصیل لاہور پر خرچ کیا گیا اس کا ایک اسسٹنٹ ڈائریکٹر بی ۔ ڈی جو آج کل ڈائریکٹر ہیں ۔ ان کے ہاتھ میں تمام پاور ہیں یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ وہ ہمیں ignore کرتا رہا ہے ۔ میں اس لئے وزیر اعلیٰ سے مطالبہ کروں گا کہ اس کیس کی انکوائری کرائی جائے اور جتنا ہمارا سابقہ موجودہ اور آئندہ سال میں حق بنتا ہے وہ پورا کیا جائے تاکہ ہم عوامی مسائل کو حل کر سکیں ۔ ورنہ جن لوگوں نے ہمیں ووٹ دے کر ہمیں کامیاب کیا ہے وہ ہم سے یہ مطالبہ کرتے ہیں ۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ انہوں نے ہمیں نمائندہ بنا کر بھیجا ہے کہ ان کے حقوق جو غصب کئے جا رہے تھے وہ انہیں مل سکیں ۔ تو حضور والا ! میں وزیر اعلیٰ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس کی باقاعدہ تحقیق فرما کر ہماری حق رسی فرمائی جائے ۔ اس کے علاوہ میں حکومت کی توجہ اس طرف بھی دلانا چاہتا ہوں کہ جب سے پاکستان بنا ہے تین اضلاع ۔ ضلع لاہور ۔ ضلع ساہیوال اور ضلع ملتان اور تھوڑا سا بہاولپور کا علاقہ بارڈر کا علاقہ قرار دے کر وہاں کوئی صنعت نہیں لگائی گئی ۔ اس وقت حالت یہ ہے کہ پشاور تک تو سوئی گیس پہنچ گئی ہے اور ملتان سے ہو کر لائل پور تک اور لائل پور سے ہو کر لاہور تک تو پہنچ گئی ہے اور راولپنڈی تک پہنچ گئی ہے ۔ لیکن اس علاقے کے بدنصیب لوگوں کی ترقی کے لئے یہاں سوئی گیس مہیا نہیں ہو سکی ۔ اگر موجودہ حالات میں جنگ کو دیکھا جائے تو کوئی جگہ بھی اس کے اثرات سے محفوظ نہیں ۔ اس لئے میری عرض ہے کہ ان اضلاع کو اگر آبادی کے لحاظ سے دیکھا جائے

تو یہ اکثریت آبادی کے اضلاع ہیں ۔ لیکن ترقی کے لحاظ سے یہ بالکل پس ماندہ سے بھی پس ماندہ اضلاع ہیں ۔ اس لئے میری تجویز ہے کہ ملتان سے لے کر پتوکی تک سوئی گیس کی لائن بچھائی جائے اور پتوکی میں سٹیشن بنا کر اسے آگے بذریعہ سڑک نیاز بیگ تک پھیلایا جائے اور دوسری طرف پتوکی سے ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ کوٹ لکھپت تک پہنچایا جائے ۔ تاکہ اس علاقے میں بھی صنعت قائم ہو سکے ۔ اس کے علاوہ میں ایک سب سے زیادہ اہم مسئلہ بھی آپ کے گوش گزار کروں گا ۔ وہ یہ ہے کہ پتوکی کے علاقے کی افرادی قوت بالکل ضائع ہو رہی ہے ۔ پتوکی کے علاقے میں جب زمینیں لوگوں کو دی گئیں یعنی 1898ء میں تو کسی کو بھی ایک مربع سے زیادہ زمین نہ ملی ۔ اگر وہ دو بھائی تھے تو بھی ایک مربع اور اگر ایک بھائی تھا تب بھی ایک مربع ۔ وہ زمین اب تقسیم در تقسیم ہو کر موجودہ مالکان کے پاس چند کنال رہ گئی ہے ۔ دوسری طرف قصور کے راستے سے جو مہاجر آتے رہے ۔ ان میں زیادہ تعداد غیر مالکوں یا چھوٹے مالکوں کی تھی ۔ تو یہ مہاجر وہاں سر چھپا کر بیٹھ گئے ۔ جب مستقل الاٹمنٹ شروع ہوئی تو وہ زمینیں دوسروں کو مل گئیں اور مقامی آبادی کے چونکہ اپنے مکانات موجود تھے تو وہ وہیں بیٹھے رہے ۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس علاقے میں کوئی بھی صنعت نہیں لگی ۔ پتوکی کے علاقہ میں ایک سالم چک نمبر 66 ہے ۔ جہاں گورنمنٹ نے محکمہ جیل کو ساڑھے چار سو ایکڑ زمین دی ہوئی ہے ۔ جہاں کھلی جیل ہے ۔ وہاں چند قیدی جا کر کاشت کرتے ہیں اور باقی ساری زمین انہوں نے کرائے پر دی ہوئی ہے ۔ اسی زمین میں سے تین سو ایکڑ زمین شوگر مل کے لئے دی گئی ہے ۔ یعنی خوش قسمتی سے یہی ایک شوگر مل کی صنعت ہے جو اس علاقے میں لگے گی ۔ باقی چودہ سو ایکڑ زمین گورنمنٹ کے پاس موجود ہے ۔ وہاں کے بسے ہوئے عوام اور وہاں کے نوجوانوں کا یہ مطالبہ ہے کہ اس چودہ سو ایکڑ زمین کو سمال انڈسٹری کا علاقہ قرار دے دیا جائے جیسے گوجرانوالہ اور سیالکوٹ کے علاقوں کو انڈسٹری کا علاقہ قرار دیا گیا ہے ۔ جب یہ علاقہ انڈسٹری کا علاقہ قرار دیا جائے گا تو نہ صرف اسی علاقہ کے لوگ بلکہ مختلف دیگر جگہوں سے بھی لوگ وہاں چھوٹی چھوٹی صنعتیں لگا

سکیں گے اور اس وقت شہروں پر جو آبادی کا بوجھ بڑھ رہا ہے یہ بھی ہلکا ہو جائے گا اور دوسرے یہ کہ وہاں کی افرادی قوت جنہیں کوئی جگہ نہیں ملتی کہ اپنی قوت صرف کر سکیں وہ بھی محنت کر کے اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پال سکیں گے اور پاکستان کو ترقی دے کر آگے بڑھ سکیں گے۔ میں زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا اور میں بڑا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا اور میں اپنے خیالات کا اظہار کر سکا۔

مسٹر سپیکر : چودھری جمیل حسن خان منج۔

چودھری جمیل حسن خان منج : جناب ! میں کل تقریر کروں گا۔

مسٹر سپیکر : ملک محمد اکرم اعوان۔

ملک محمد اکرم اعوان : جناب والا ! مجھے ایسے وقت پر تقریر کا موقع دیا گیا ہے جب کہ ماحول کچھ امید افزا نظر نہیں آ رہا ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : ابھی تو چار ممبران نے آپ کے بعد تقریر کرنی ہے۔

ملک محمد اکرم اعوان : بہر حال ، میرا خیال تھا کہ متعلقہ وزیر صاحبان موجود ہوتے کیونکہ ۔ ۔ ۔ ۔

رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی سے معاف
آج کچھ درد میرے دل میں سوا ہوتا ہے

میں چاہتا تھا کہ اس بجٹ تقریر میں اپنے حلقے اور پنجاب کے حالات کے بارے میں اپنے خیالات کا کھل کر اظہار کرتا ۔ شاید اس سے کچھ اصلاح کی صورت پیدا ہوتی ۔ بہر حال جناب نے مجھے حکم دیا ہے تو میں اسی سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہوں اور کچھ معروضات پیش کرتا ہوں ۔ جناب والا ! میرے بعض دوستوں نے موجودہ بجٹ پیش کرنے پر فاضل وزیر خزانہ صاحب کو مبارک باد پیش کی ہے کہ انہوں نے بہت اچھا کیا ہے کہ کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا ۔ لیکن میں حیران ہوں کہ پہلے ہی کیا گنجائش باقی رہ گئی تھی کہ وہ کوئی مزید ٹیکس لگاتے اور اگر ان حالات میں

وہ مزید ٹیکس تجویز فرما دیتے تو انہیں کوئی روک نہیں سکتا تھا۔ لیکن یہ اونٹ کے کمر پر آخری تنکا والی مثال ہو جاتی۔ بندہ نواز! منہگائی اس قدر ہوش ربا ہو چکی ہے کہ ایک عام سفید پوش اور متوسط طبقے کا آدمی ان حالات میں بسر اوقات کرنے سے معذور ہو گیا ہے اور ہمارے اقتصادی اور معاشی حالات اس قسم کے ہو گئے ہیں کہ بعض اوقات ایسے حوصلہ شکن حالات میں سے گزرنا پڑتا ہے اور اگر ان حالات میں مزید ٹیکس بھی لگا دیے جاتے تو یہ بڑی زیادتی ہوتی۔ بہر حال میں عرض کرتا ہوں کہ دیہات میں جہاں ہماری آبادی کی اکثریت ہے اور وہاں کی آبادی 80-70 فیصدی کے برابر ہے وہاں کے حالات ہماری بعض پالیسیوں کی وجہ سے بہت حد تک نا گفتہ بہ ہو گئے ہیں خاص طور پر ہماری زرعی پالیسی اور اقتصادی پالیسی اس طرح سے چل رہی ہے اور ایسی نہج پر چل رہی ہے کہ اس کی وجہ سے چھوٹے زمیندار۔ چھوٹے کسان۔ مزدور دوکاندار۔ ملازمین اور متوسط طبقہ کے لوگوں کے بس میں یہ بات نہیں رہی کہ وہ اطمینان۔ آرام اور سہولت سے بسر اوقات کر سکیں۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ جن حضرات نے بجٹ تجاویز مرتب کرتے وقت عرق ریزی کی ہے، ان میں سے اکثریت کو دیہاتی ماحول، معاشرت اور غالباً زراعت سے کوئی مس نہیں۔ انہیں کچھ علم نہیں کہ دیہات میں کیا ہوتا ہے۔ وہاں کا معاشرہ کیسا ہے اور وہاں کے کیا حالات ہیں۔ ان حالات میں زرعی پالیسی مسلسل کچھ اس طرح سے چل رہی ہے کہ ہمارے یہاں اقتصادی ترقی تو درکنار اقتصادی بد حالی ضرور پیدا ہو چکی ہے۔ اب فلیٹ ریٹ کو ہی لے لیجئیے۔ اس کے بارے میں میرے ساتھیوں نے تعریف کے پل باندھ دیئے ہیں کہ اب کسی کو کوئی شکایت کا موقع نہیں ملے گا، اور پٹواری ہیر پھیر نہیں کر سکیں گے۔ مگر میں حیران تھا کہ ایک پٹواری کے ہیر پھیر سے بچانے کے لئے ہم نے یک قلم سب لوگوں پر یکساں آبیانہ لگا دیا ہے اور یہ نہیں دیکھا کہ کس جنس پر آبیانہ زیادہ لگنا چاہئے اور کس کے متعلق بالکل انصاف کرنا چاہئے تھا۔ کیونکہ اجناس اور فصلات کو پانی دینے کے مختلف طریقے ہیں۔ مثلاً کماد کو ہمیں سال میں بیس دفعہ یا

اس سے بھی زیادہ دفعہ پانی دینا پڑے گا ۔ گندم کے لئے ہمیں سال میں یا اس فصل کے دوران پانچ چھ دفعہ پانی دینا پڑے گا ۔ اس طرح کپاس کو سات پانی چاہئیں ۔ گوارے کو ایک اور چارے کے لئے تھوڑا پانی چاہیئے ۔ اگر ہم نے ایک ہی فلیٹ ریٹ لگا دیا ہے تا کہ پٹواری ہیر پھیر نہ کر سکے تو یہ ہماری قابلیت اہلیت کے منہ پر طمانچہ کی حیثیت رکھتا ہے ۔ اس سے تو ظاہر ہے کہ ہم اپنے پٹواری پر کنٹرول نہیں کر سکتے کہ وہ غلط کاریاں نہ کرے اور اپنی نااہلیت کو چھپانے کے لئے ہم نے کسانوں پر یکساں شرح سے آبیانہ لگا دیا ہے ۔ یہ ہمارے لئے قابل تعریف کام نہیں ۔ فلیٹ ریٹ سسٹم سے بہتوں کا نقصان ہوگا ۔ غالباً تھوڑے بہت کو فائدہ ہو ۔ بہر حال آپ کو بہت سی تقاریر سے واضح ہو چکا ہو گا کہ کسانوں کے حالات کاشتکاری کی ترقی کی راہ میں حائل ہیں ۔ کھاد کی بھاری قیمت پر دستیابی ، کیڑے مار دوائیوں کی نایابی ، اور دستیابی بھاری قیمت پر ، پانی کے آبیانے کی یہ شرح ، مارکیٹنگ کی سہولتیں نہ ہونے کے برابر ۔ ان حالات میں اگر کاشتکار مایوس ہو کر پیداوار بڑھانے کی بجائے گھٹانے پر مائل ہو جائے تو یہ کوئی عجیب بات نہ ہو گی ۔ اس زرعی پالیسی سے ہمارا وہ مقصد پورا نہیں ہو سکا جو ہم چاہتے تھے کہ ملکی پیداوار بڑھے ۔ اور اجناس کی قیمت گھٹے ۔ اور عام لوگوں کی اقتصادی حالت بہتر ہو ۔ ایسی پالیسی کا الٹا اثر ہو گا اور زرعی پیداوار گھٹے گی ۔ میری گزارش ہے کہ فلیٹ ریٹ سسٹم ختم کیا جائے اور حسب حالت ، جیسی ضرورت ہو ، جتنا پانی کسی فصل کے لئے درکار ہو ، اس کے مطابق آبیانہ لگایا جائے تو یہ انصاف بھی ہو گا ، معقولیت بھی ہوگی اور اس سے فائدہ بھی ہو گا ۔

جناب والا ! اقتصادیات کے ماہرین نے مفروضے گھوڑ رکھے ہیں ۔ وہ بڑے ٹھنڈے ایرکنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھ کر ، کاغذی گھوڑے دوڑا کر سبز باغ دکھانے میں بڑی مہارت دکھاتے ہیں ۔ لیکن حالات اس طرح کے ہیں کہ آج ایک غریب آدمی اپنے بال بچے کی پرورش کے سلسلے میں ، اس کی تعلیم کے سلسلے میں اور اس کو ایک معقول شہری بنانے کے سلسلے میں استطاعت نہیں

رکھتا ۔ ہماری پالیسی تو یہ ہونی چاہئے تھی ، جیسا کہ ہمارا منشور بھی ہے، اس کے مطابق عمل کرنا چاہئے تھا کہ غریب کو مزید غریب ہونے سے بچایا جاتا اور امیر کو امیر تر ہونے سے روکا جاتا لیکن میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ہماری ایک ہی لاٹھی سے سب کو ہانکنے کی پالیسی کی وجہ سے غریب غریب تر ہو رہے ہیں اور ان کو اقتصادی حالت بہتر کرنے میں کوئی مدد نہیں دی جا رہی ۔ خصوصاً اس مہنگائی کے زمانے میں اگر وزیر خزانہ صاحب چھوٹے ملازمین ، چھوٹے دکاندار ، کسان ، کاشتکار اور زمیندار کی سہولت کے لئے کچھ رعایت تجویز کرتے تو یہ زیادہ مناسب ہوتا ۔ اس کے بر عکس میرے بعض فاضل دوست وزیر خزانہ صاحب کو مبارک باد دیتے ہیں کہ انہوں نے کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا ۔ جناب والا ! میں کہتا ہوں، ریلیف دینے کے سلسلے میں کیا اقدامات کیے گئے ہیں ؟ غریب آدمی کی اقتصادی حالت بہتر کرنے کے لئے کیا اقدامات کیے گئے ہیں ؟ میں ان کی تعریف کرنے کے لئے حاضر ہوں ، بشرطیکہ وہ بجٹ تجاویز میں نظر آئیں ۔

مسٹر سپیکر : میں مداخلت کرنا چاہتا ہوں ۔ دیوان صاحب ! آپ کی باری کل ہی آئے گی ۔ ٹائم ڈیڑھ بجے تک ہی ہے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : ٹھیک ہے جناب ۔

Mr. Speaker : The time is extended till Malik Muhammad Akram Awan finishes his speech.

ملک محمد اکرم اعوان : شکریہ ۔ جناب والا ! دیگر مسائل کی طرف آئیں تو عرض کرنا پڑتا ہے :

تن ہمہ داغ داغ شد
پنبہ کجا کجا نہم

ایسے حالات ہیں ۔ ایڈمنسٹریشن کو لے لیجئے ۔ محکموں کی کارکردگی کو لے لیجیے ۔

افسوس بے شمار سخن ہائے گفتنی
خوف فساد خلق سے ناگفتہ رہ گئے

بہر حال ، میں ایڈمنسٹریشن کے بارے میں کچھ معروضات پیش کرتا ہوں ۔ شاید اصلاح کی کچھ صورت نکل آئے ۔ ہمارے صوبے میں ٹاپ ہیوی ایڈمنسٹریشن پر خصوصی توجہ دی جا رہی ہے ۔ ایڈمنسٹریشن پر اخراجات اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ ان کا کوئی معقول جواز نظر نہیں آتا ۔ چھوٹے ملازمین کی ریلیف کے لئے ، بلکہ میں تو تجویز پیش کرتا ہوں کہ گریڈ نمبر 17 تک کے ملازمین کی اقتصادی حالت بہتر بنانے کے لئے ان کی تنخواہیں بڑھائی جائیں اور ان کے الاؤنسوں میں اضافہ کیا جائے اور ان کو دیگر سہولتیں دی جائیں ۔ اس کے بر عکس گریڈ نمبر 20 ، 21 ، 22 ، 23 کے ملازمین کی اگر تنخواہیں ، اخراجات اور ان کی تعداد گھٹا دی جائے تو اس سے بہتوں کا بھلا ہو گا ۔ بھاری ایڈمنسٹریشن بھی قلیل ہو جائے گی اور رشوت کے مواقع بھی کم رہ جائیں گے اور ایڈمنسٹریشن efficient ہو جائے گی ۔ لیکن یہ دیکھ کر دکھ ہوتا ہے کہ مرکزی مقامات اور دارلحکومت میں ایڈمنسٹریشن پر اس قدر اخراجات اٹھائے جاتے ہیں کہ ہمارے باقی صوبے کے پانچ ڈویژنوں کے اضلاعی مقامات پر ان کا عشر عشیر بھی نہیں ملتا ۔ میں اس پالیسی کو بدلنے پر زور دیتا ہوں ۔ ٹاپ ہیوی ایڈمنسٹریشن کے اصول کو ختم کرنا چاہئے ۔ موجودہ حالات میں کسی بھی محکمے کی طرف نگاہ دوڑائیں efficiency کہیں نظر نہیں آتی ۔ محکمہ مال کو ہی لے لیجئیے ۔ میرے فاضل دوست یہاں بیٹھے ہیں جو اس پر توجہ فرمائیں گے ۔ کہ محکمہ مال کے عملے کا خدا ہی حافظ ہے اور ان پر کسی کا کنٹرول نہیں ہے ہر کوئی اپنی مرضی سے جو جی میں آتا ہے کر رہا ہے ۔ ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے اور میں یہ بات اپنے ذاتی علم سے اور بڑے دعوے سے کہتا ہوں کہ پٹواری مال اپنے حلقے میں کبھی نہیں گیا ۔ اس کا کام صرف اتنا ہوتا ہے کہ محکمہ انہار کے پٹواری سے ہیڈ کوارٹر میں بیٹھ کر گرداوری نقل کر لیتا ہے خواہ وہ غلط ہو خواہ وہ صحیح ہو خواہ اس میں کتنا ہی تضاد کیوں نہ ہو اس کو تو صرف کاروائی ڈالنی ہے ۔ لوگ روتے چیختے رہ جاتے ہیں کہ یہ بات ایسے نہیں بلکہ ایسے ہے اور جناب سپیکر آپ کے علم میں بھی یہ بات ہو گی اور میں یہ بھی دعوے سے کہتا ہوں کہ نہ کبھی نائب تحصیلدار نہ کبھی تحصیلدار اپنے کسی حلقے میں

گرداوری کے سلسلے میں جاتا ہے کہ جا کر چیک کرے کہ آیا جو کچھ پٹواری نے کیا ہے وہ کسی حد تک ٹھیک بھی ہے یا نہیں ۔ اگر ہم ان کو بھی کنٹرول نہیں کر سکتے ان سے بھی کام نہیں لے سکتے تو اتنی فوج ظفر موج اور اتنے اہلکاران رکھنے کی کیا ضرورت ہے ۔ کیا ہم ٹیکس گزاران پر ظلم نہیں کر رہے ؟ اور کیا یہ ان کا خون چوسنے کے مترادف نہیں ہے ؟ کہ ان کے خون پسینے کی کمائی ایک پٹواری بیک جنبش قلم تحس نحس کر کے رکھ دیتا ہے ان پر کڑی نظر رکھنی چاہئے ان کو راہ راست پر لانا چاہئے اور اسٹنٹ کمشنر صاحبان اور ڈپٹی کمشنر صاحبان کا تو ذکر ہی کیا کہ کبھی وہ جا کر کوئی گرداوری چیک کریں اور پتہ کریں کہ آیا کبھی اس حلقے کا پٹواری اس حلقے میں آیا بھی ہے یا نہیں ۔ محکمہ انہار کو لے لیجئیے اب اس کے متعلق میں کیا عرض کروں آپ نے خود بھی ملاحظہ کیا ہو گا کہ وہاں کے حالات کس قدر خراب ہیں بس اللہ ہی حافظ ہے ۔ میں وزیر آبپاشی صاحب سے التماس کرتا ہوں کہ پٹواری سے لے کر تحصیل دار تک سے صحیح طور پر کام لیں ۔ جناب والا ! میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ ان لوگوں کی ملی بھگت سے گورنمنٹ کو اتنا نقصان ہوتا ہے کہ جس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا ۔ جناب والا ! اس قدر زیادتی ہے کہ محکمہ انہار کا ایک معمولی سا بیلدار محکمہ انہار کے پٹواری اور دوسرے عملہ کی ملی بھگت سے نہروں کے کناروں پر لگے ہوئے لاکھوں کروڑوں روپے کے درختوں کو فروخت کر دیتا ہے یا چوری کر لیتا ہے یا کاٹ لیتا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ نہروں کے کنارے درختوں سے خالی ہو گئے ہیں اور بغیر سایہ کے رہ گئے ہیں ۔ لیکن محکمہ کو ان خرابیوں اور برائیوں کا کوئی علم نہیں اور اگر علم ہے تو ان کے خلاف کسی مصلحت کی بنا پر ایکشن نہیں لیا جاتا اس قدر غبن اور فراڈ ہوتا ہے کہ آپ اندازہ نہیں لگا سکتے ۔ لیکن اس سلسلے میں آج تک نہ کوئی سخت رویہ اس سلسلے میں اپنایا گیا ہے اور نہ کوئی تفتیش ہوئی ہے ۔ کوئی انکوائری آج تک اس سلسلے میں نہیں کی گئی تو نہروں کی پٹڑیوں کے ساتھ ساتھ جو علاقہ ہے وہ بھی غیر آباد ہوتا جا رہا ہے ۔ اس لئے اس طرف بھی خصوصی توجہ کی ضرورت ہے ۔ جناب والا ! محکمہ مال کے انچارج وزیر

موجود ہیں ۔ میرے حلقے میں جوہر آباد میں چار کروڑ روپے کا زرعی اراضی کا فراڈ ہوتا ہے جس کی تفصیلات سے وہ بخوبی واقف ہیں اور وہاں عوام نے شور مچایا کہ یہ کیا ظلم ہے تو اس کی تھوڑی سی تفصیلات آپ کے علم کے لئے عرض کرتا ہوں ۔ میرے فاضل وزیر مال تو تفصیلات سے آگاہ ہیں تھل کے علاقہ میں ایک موضع ہے جس کو نیلم شہید کا نام دیا جاتا ہے وہاں ایک زمیندار کی 154! ایکڑ اراضی ہے جو بارانی ہے اور جس کی مارکیٹ پرائس زیادہ سے زیادہ پچاس ہزار روپے بنتی ہے ۔ اس 154 ایکڑ کو اس زمیندار نے نے اپنے اثر و رسوخ سے اور محکمے کے عملے سے مل کر جوہر آباد ٹاؤن کی اربن اراضی سے ایکسچینج کرائی جو ہاؤسنگ سکیم کے لئے مختص کی گئی تھی اور دوسرے ترقیاتی اداروں کے مختص تھی اور جو کسی قانون کے مطابق ایکسچنج نہیں ہو سکتی تھی اور کسی پرائیویٹ ادارے کو الاٹ نہیں ہو سکتی تھی ۔ لیکن کیونکہ وہ زمیندار جس کا وہ رقبہ تھا وہ ہمارے ایک بڑے بااثر پیپلز پارٹی کے اہلکار کمہ لیجئیے کا رشتہ دار تھا ۔ لہذا اس کے اثر سے افسران کی ساز باز سے اور رشوت وغیرہ کے سلسلے میں سب اس کی ایکسچنج منظور کی جاتی ہے اور وہ رقبہ جو جوہر آباد ٹاؤن کا ہے اس کی قیمت کوئی چار کروڑ روپے بنتی ہے اور اس کا رقبہ جو ہے اس کی قیمت زیادہ سے زیادہ پچاس ہزار روپے ہے اس قدر بڑا تضاد اور فراڈ اس کے متعلق حلقے میں شور مچ جاتا ہے ۔ بار ایسوسی ایشن جوہر آباد نے ایک قرار داد پاس کر کے چیف منسٹر صاحب کو بھیجا اور بہت سی اتھارٹیز کو بھیجا تو اس کے نتیجے میں اس ٹرانسفر کو nul and void قرار دیا گیا لیکن آج تک جن لوگوں نے وہ فراڈ کیا تھا ان کے خلاف کوئی مقدمہ درج نہیں کیا گیا ۔ خدا جانے اس میں کیا مصلحت پیش نظر ہے تو جناب والا ! ان حالات میں میں نے یہ بات مثال کے طور پر عرض کی ہے اور بھی بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ جن کو دیکھ کر محکمہ مال کی کارکردگی پر حیرت ہوتی ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

وزیر قانون : جناب سپیکر ! مجھے توقع ہے کہ فاضل ممبر بخل سے کام

نہیں لیں گے اور یہ بھی بتائیں گے کہ وزیر مال نے اس کیس میں کیا کیا ہے کیونکہ یہ بھی ان کے نوٹس میں ہے کہ حکومت کی طرف سے کیا ایکشن لیا گیا ہے ۔

ملک محمد اعظم : وہ چاہتے ہیں کہ اور بھی زیادہ ایکشن لیا جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : میں انہیں مجبور نہیں کر سکتا ۔ بہر حال یہ ان کی اپنی مرضی ہے کہ وہ بتائیں یا نہ بتائیں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میری عرض یہ ہے کہ ان کو بتانا چاہئیے کہ جو اس محکمہ کو کنٹرول کرنے والے ہیں جو اس محکمہ کو چلانے والے ہیں ۔ انہوں نے اس سلسلے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی اور جونہی کیس ہمارے نوٹس میں لایا گیا ہم نے اس پر فوراً ایکشن لیا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : میں نے آپ سے اتفاق کیا ہے لیکن میں مجبور ہوں کہ میں انہیں یہ بات کہنے پر مجبور کروں وہ خود اس بات کا احساس رکھتے ہیں ۔

ملک محمد اکرم اعوان : جناب والا ! میں وزیر مال سردار صغیر احمد صاحب کی اس سلسلے میں ضرور تعریف کروں گا کیوں کہ جب اہل جوہر آباد نے ان کے پاس پہنچ کر اس غبن کے بارے میں ان کی توجہ دلائی تو انہوں نے اپنے محکمہ کو فوراً اس کی تحقیقات کا حکم دیا ان کا دامن اس مسئلے میں بالکل پاک ہے ۔ لیکن میں ان کے محکمے کے بارے میں گزارش کر رہا تھا کہ وہاں اس قسم کی دھاندلیاں ہوتی ہیں اور آج تک ان کے خلاف کوئی پرچہ نہیں ہوا ۔ اس کے بعد جناب والا ! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ میرے بعض دوستوں نے بڑی تعریف فرمائی ہے کہ فلیٹ ریٹ ہو گیا ہے لوگوں کو سہولت ہو گی آرام ہو جائے گا ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اس سے پانچ ایکڑ کا کاشتکار مالک بھی یکساں طور پر متاثر ہوگا اور پانچ سو ایکڑ زمین کا مالک بھی یکساں طور پر متاثر ہو گا تو بجائے اس کے پانچ ایکڑ والے کو یا ساڑھے بارہ ایکڑ والے تک مالک کو کسان کو اپنے منشور کے مطابق اپنی پالیسی

کے مطابق اور اپنے نصب‌العین کی بنیاد پر ان کو رعایت دیتے اور اس کو سہولت دیتے ۔ ہم نے ان پر بھی وہی فلیٹ ریٹ لگا دیا ہے ۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ یہ کہاں کا انصاف ہے اور اس میں کون سی مصلحت ہے تو میں بصد ادب جناب والا ! یہ عرض کرتا ہوں کہ ساڑھے بارہ ایکڑ کے مالک تک کو آبیانے اور مالیے کی مکمل چھوٹ اور رعایت ملنی چاہئے ۔ تاکہ اس کے اقتصادی حالات بہتر ہو سکیں اور وہ بھی معاشرے میں کوئی اچھا اور مناسب مقام حاصل کر سکے۔ اور آج کل جو حالات ایک چھوٹے کاشتکار کے ہیں ۔ وہ اس قدر درد ناک ہیں کہ میں اگر عرض کروں تو شکایت ہوگی ۔ بہر حال چھوٹے کاشتکار کو جناب والا ! نہ تو پوری پیداوار ملتی ہے اور بسا اوقات اس کے ساتھ مزارع بھی انصاف نہیں کرتا ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ساڑھے بارہ ایکڑ کی ملکیت تک کاشتکار کو مارشل لاء ریگولیشن سے بھی مستثنیٰ کیا جانا عین انصاف اور ہمارے منشور کے مطابق ہوگا ۔ اگر ہم یہ نہیں کرتے تو آپ دیکھیں گے کہ بہت تھوڑے عرصے کے بعد ہماری ساری پیداوار متاثر ہو جائے گی تو ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی آبادی کا بیشتر حصہ کی اصلاح کی کوشش کریں اور یہ کوشش کریں کہ وہ خراب سے خراب تر نہ ہو سکے ۔ بہر حال یہ میں اپنی طرف سے اس لئے کہہ رہا ہوں کہ ہمارے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو کے منشور اور لیڈر شپ کے مطابق ہوگا اور ان کے اقوال کے مطابق ہوگا کہ ہم غریب لوگوں کے حالات کو بہتر بنانے کی پوری کوشش کریں گے اور اگر اقتصادی طور پر انقلاب لانا ہے تو ہمیں ساڑھے بارہ ایکڑ تک کے کاشتکار کو مارشل لاء ریگولیشنز سے مستثنیٰ قرار دینا انتہائی ضروری ہے ۔

جناب والا ! اس کے علاوہ محکمہ برقیات بھی ہے تو جناب والا ! اس طرف توجہ نہ دینا تو زیادتی ہوگی ۔ ہمارے بجلی کے سسٹم میں کچھ ایسی خرابی آ چکی ہے کہ یہ کبھی تو باقاعدہ طور پر کر دی جاتی ہے اور کبھی بڑھا دی جاتی اور کبھی کم ہو جاتی ہے اور کبھی بند ہو جاتی ہے اور بسا اوقات کئی گھنٹوں تک بجلی غائب کر دی جاتی ہے اور پھر اچانک چلی جاتی ہے تو اس طرح سے جناب والا ! قیمتی مشینری بری طرح سے متاثر ہوتی ہے ۔ بلکہ

بسا اوقات اس کو نقصان پہنچتا ہے اور خراب بھی ہو جاتی ہے ۔ تو جناب والا ! اس طرح سے عوام کو بڑی کوفت ہوتی ہے ۔ جناب والا ! اس پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے ۔ اگر بجلی کے ریٹ میں دو ۔ چار پیسے کا بھی اضافہ کر دیا جائے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا اور لوگوں کو اور consumers کو کوئی شکایت نہیں ہوگی ۔

جناب والا ! ٹرانسپورٹ کے محکمے کے بارے میں میں یہ عرض کروں گا کہ یہاں سے بے شمار بسیں منگوائی جا رہی ہیں ۔ لیکن ان کی کارکردگی کچھ ایسے ہاتھوں میں آ جانے کی وجہ سے متاثر ہو رہی ہے کہ روزانہ یہ اصول بن چکا ہے کہ چار ۔ چار ۔ پانچ ۔ پانچ لاکھ روپے کی بسیں حادثات میں برباد ہو رہی ہیں ۔ اس طرح سے گورنمنٹ کا نقصان ہوتا ہے اور لوگوں کی جانیں بھی ضائع ہوتی ہیں ۔ جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلہ میں ڈرائیورز کنڈیکٹرز اور سپروائزرز کی تربیت کی طرف خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے اور اس بات کی ضرورت ہے کہ صبح سویرے جب بس سٹارٹ کی جائے ۔ تو یہ دیکھا جائے کہ آیا یہ درست حالت میں ہے ۔ اس کی بریکیں ٹھیک ہیں ۔ اس کی مشینری ٹھیک ہے ۔ نقصان والی حالت میں تو نہیں ہے ۔ اگر ٹھیک نہیں ہے تو اس کو نہیں چلنا چاہئے۔ پی ۔ آئی ۔ اے والے روزانہ جہازوں کو چلنے سے پہلے چیک کرتے ہیں ۔ بسوں کے سلسلے میں یہ ضروری قرار دینا چاہئے کہ بس کو اس وقت تک روانہ نہ کیا جائے ۔ جب تک یہ سرٹیفکیٹ نہ ہو کہ وہ صحیح حالت میں ہے اور ڈرائیوروں اور کنڈیکٹروں کی ٹریننگ کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہئے ۔ تاکہ ان کی وجہ سے یہ نقصان نہ ہو ۔

اس کے علاوہ جناب والا ! ہمارا محکمہ پولیس ہے ۔ اس کے بارے میں مجھے یہ کچھ کہتے ہوئے ڈر سا لگتا ہے ۔ ابھی پچھلے دنوں کی بات ہے کہ میرے بعض ساتھیوں کے ساتھ اور میرے ساتھ بھی رات کے دو اڑھائی بجے ایسا ہوا تھا کہ ہمیں نیند سے بیدار کیا گیا ۔ جب ہم نے دیکھا تو پوری پلٹن کی پلٹن موجود تھی ۔ ڈی ۔ ایس ۔ پی تھا ۔ انسپکٹر تھا اور دوسرا عملہ تھا ۔ تو جناب والا ! وہ اڑھائی بجے رات کو ممبران صاحبان کو نیند سے بیدار کرنے میں مصروف تھے اور کچھ ایسی ایسی باتیں ہوتی تھیں ۔ جن کی تفصیل یہاں بتانا مناسب نہیں ہے ۔ بہر حال مجھے یہ بات کہنی چاہئے کہ مجھے ان سے

خوف آتا ہے ۔ اگر اس طرف بھی ہمارے وزیر اعلیٰ جو لاء اینڈ آرڈر کے ذمہ دار ہیں توجہ دیں تو ہمیں خوشی ہوگی ۔ آپ ہمیں کاغذات میں اور اپنے ریکارڈ میں وی ۔ آئی ۔ پی مانتے ہیں ۔ ایم ۔ پی ۔ اے جو ایک لاکھ آدمیوں کا نمائندہ ہوتا ہے ۔ اس کا اتنا احترام رکھا جائے کہ رات کے اڑھائی بجے اس کو پریشان نہ کیا جائے ۔ جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ اس طرح کا خوف و ہراس پھیلا دینے سے کہ فلاں ایم ۔ پی ۔ اے پر چھاپہ پڑ گیا ۔ طرح طرح کی باتیں بنتی ہیں اور بڑے بڑے سکینڈل بن جاتے ہیں کہ کئی ایم ۔ پی ۔ اے قتل کے کیس میں آ گئے کئی اغوا میں ملوث ہوگئے ۔ تو جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ ان کا کم از کم اتنا لحاظ کرنا چاہئے کہ اگر کسی کو پکڑنا ہی ہے یا بلانا ہی ہے تو دفتر میں بلا لیا جائے ۔ وزیر اعلیٰ صاحب بلائیں ، وزراء صاحبان بلائیں ۔ لیکن اس طرح سے ان کی insult کرنا اس طرح سے ان کو بلانا ۔ ہراساں کرنا اور پریشان کرنا یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے اس طرح کرنے سے حکومت کے حق میں کوئی اچھا اثر نہیں ہوتا اور نہ ہی ایم ۔ پی ۔ اے کی عزت میں کوئی اضافہ ہوتا ہے ۔ تو جناب والا ! اس کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہئے ۔

جناب والا ! میں پولیس کے بارے میں عرض کرتا ہوں ۔ ہمارے ہاں پولیس کا سسٹم وہی چل رہا ہے جو 1945ء ۔ 1946ء کا سسٹم تھا ۔ وہی ہماری پولیس کی ٹریننگ ۔ وہی ہمارا پولیس ایکٹ اور وہی اصول ہیں ۔ تو جناب والا ! بدلے ہوئے معاشرہ میں کم از کم پولیس کا وطیرہ تو وہ نہیں ہونا چاہئے جو انگریز کے وقت تھا ۔ لوگ فخر کرتے ہیں کہ برطانیہ کی پولیس اتنی اچھی ہے کہ وہاں پر اگر سپاہی بھی کچھ کہہ دے تو گواہ کی ضرورت نہیں پڑتی ۔ ہمارے ہاں یہ حالات ہیں کہ پولیس کی کارروائی پر ہماری عدالتیں بھی اعتبار نہیں کرتیں ۔ تو جناب والا ! کیوں نہ ہم ان کی اصلاح کریں ۔ کیوں نہ ہم پولیس افسروں کو ذمہ دار بنائیں ۔ تاکہ وہ درست کام کریں اور غلط کام نہ کریں ۔ کیوں ہم ان سے غلط کام لیتے ہیں ۔ ہمارے پاس تو کام ہی یہ رہ گیا ہے کہ ہم پولیس کو ایسے فضول کاموں کے لئے استعمال کرتے ہیں کہ اپنے مخالفین پر ظلم کروایا جائے ۔ تو جناب والا ! اگر ہم نے ترقی کرنی ہے تو اس چیز کو بھی بدلنے کی از حد ضرورت ہے اور ہمیں ان کی اصلاح کرنی چاہئے ۔

جناب والا ! یہ تمام باتیں میں اس انداز میں کر گیا ہوں کہ ان کی اصلاح ہونی چاہئے ۔ حضور والا ! جو سچی بات ہے ۔ اس کے کہنے میں ہر ایک کا بھلا ہو جاتا ہے ۔ تو میں ان تمام باتوں کو اپنے conviction کے مطابق صحیح سمجھتا ہوں اور سچ سمجھتا ہوں اور آپ کے نوٹس میں لا رہا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : کتنے پوائنٹ باقی ہیں ۔

ملک محمد اکرم اعوان : بس تھوڑے ہیں ۔

اس کے بعد جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ ہمارے جو لوکل باڈیز کے ادارے ہیں ۔ ان کی کارکردگی ٹھیک نہیں ہے ۔ بعض جگہوں پر میونسپل کمیٹیاں ، ڈسٹرکٹ کونسل اور ٹاؤن کمیٹیاں میرے علم میں ہیں ۔ جن تک بجٹ کا 95 فیصد اس کے عملے کی تنخواہوں پر لگ جاتا ہے اور ترقیاتی منصوبوں پر کوئی رقم نہیں خرچ ہوتی ۔ اگر جناب والا ! ان اداروں پر آپ نے عوام کا اعتماد بحال کرنا ہے تو ان کو عوامی نمائندوں کے سپرد کر دینا چاہئے ۔ ان کے علاقہ کے ایم ۔ پی ۔ اے یا ایم ۔ این ۔ اے کو علاقہ کی میونسپل کمیٹی کی یا ڈسٹرکٹ کونسل کا چیئرمین یا ایڈمنسٹریٹر مقرر کیا جائے ۔ تاکہ ہم بتا سکیں کہ عوامی نمائندے عوام کے لئے کیا کر رہے ہیں ۔ بیورو کریسی کے ہوتے ہوئے ان اداروں کی آمدنی نہیں بڑھ سکتی ۔ ان حالات میں حکومت کو امداد دینی پڑتی ہے ۔

اس کے بعد جناب والا ! میں عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ چونگی کے نظام کو بھی تبدیل کیا جائے اور چونگیوں کو نیلام کرنا چاہئے ۔ یہ سکیم پہلے شروع بھی کی گئی تھی ۔ مگر نہ جانے یہ سکیم کیوں ختم کر دی گئی ۔ حالانکہ اس سکیم سے حکومت کو فائدہ ہو رہا تھا اور بدعنوانیاں کافی حد تک ختم ہوگئی تھیں ۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ان کو دوبارہ نیلام کیا جائے ۔

پھر جناب والا ! میں ایک بات آپ کی وساطت سے عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ تاثر عام ہے کہ عوامی نمائندگان کو بدنام کیا جائے ۔ تاکہ نوکر شاہی پر ان کی گرفت نہ ہو سکے اور بیوروکریسی اپنے مطلب میں کامیاب ہوتی رہے ۔ جناب والا ! اس سلسلہ کو بند کر دینا چاہئے اور عوامی نمائندگان کی عزت اور وقار کو بحال کرنا چاہئے ۔ اگر آپ یہ نہیں کریں گے تو اس طرح نہ عوام کے مسائل حل ہوں گے نہ عوام کا آپ پر اعتماد بحال

ہوگا ۔ اس طرح نہ حکومت صحیح معنوں میں کام کر سکے گی اور نہ ہی ہمارا حکومت پر اعتماد ہوگا ۔ البتہ صرف بیورو کریسی کو فائدہ پہنچے گا اور اس بیورو کریسی نے ہم سب کو فیل کیا ہوا ہے ۔ اس لئے میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ ایم ۔ پی ۔ اے وزراء صاحبان کو جس وقت ملنا چاہئیں مل سکیں اور ان کو فوراً انٹرویو ملنا چاہئے ۔ ان حالات میں ضروری ہے کہ افسران بالا کو بھی جس وقت ملنا ہو مل سکیں ۔ تاکہ ہم اپنے علاقہ کے مسائل پیش کر سکیں ۔ اب تو کئی کئی دن انٹرویو میں لگ جاتے ہیں ۔ یہ سلسلہ اب بند ہو جانا چاہئے ۔ اس طرح عوام کا اعتماد بحال ہو سکتا ہے ۔ معاشرہ کی اصلاح کی بھی ضرورت ہے ۔ اس وقت ہمارے معاشرہ کے اخلاق کی دھجیاں اڑ چکی ہیں ۔ اس افراتفری کو ختم کرنے کے لئے دل گردے کی ضرورت ہے ۔ تب جا کر یہ کہیں ختم ہوگی ۔ آخری بات جناب والا ! میں اپنے حلقہ کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ بارہا میں نے کہا ہے کہ میرا علاقہ بہت پس ماندہ ہے ۔ جواب ملتا ہے کہ خوشاب تحصیل ہے ضلع نہیں ۔ ضلع ہوتا تو ضرور پس ماندہ قرار دیتے ۔ لہذا میں عرض کرتا ہوں کہ اس میں یہ ترمیم کی جائے کہ ضلع کی بجائے اگر تحصیل بھی پس ماندہ ہو تو اسے پس ماندہ علاقہ قرار دیا جا سکے ۔ کیونکہ جناب والا ! ہمارا علاقہ بہت پس ماندہ ہے اور اس کی ترقی کے لئے بھی کچھ کیا جا سکے ۔ خاص طور پر تحصیل خوشاب کے ساتھ بہت ناانصافی ہو رہی ہے ۔ یہ ضلع شیخوپورہ کے برابر ہے ۔ لیکن پس ماندگی کے لحاظ سے جناب یہ کسی بدترین پس ماندہ علاقہ سے بھی بدتر ہے ۔ اس لئے اس پر خصوصی توجہ کی ضرورت ہے ۔ کارخانے وہاں لگ سکتے ہیں ۔ بجلی مہیا کی جا سکتی ہے ۔ ٹیوب ویل اور کنوؤں پر سبسیڈیز دی جانی چاہئے ۔ اس طرح آب پاشی اور آب نوشی کے مسائل کو حل کیا جا سکتا ہے ۔ یہ سہولتیں آج تک وہاں نہیں ہیں ۔ بہر حال آپ نے مجھے بڑا وقت دیا ہے ۔ میں آپ کا مشکور ہوں اور شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

Mr. Depty Speaker : The House is adjourned for tomorrow to meet again at 8-00 a.m.

(اسمبلی کا اجلاس 19 جون 1975ء بروز جمعرات 8 بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہوگیا ۔)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا پندرھواں اجلاس

جمعرات — 19 جون 1975ء

(پنجشنبہ 8 جمادی الثانی 1395ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ [illegible] نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ؕ اِنَّ
اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَمَا
لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَ
الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ
قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

پ ۱۱ س ۹ رکوع ۳ آیات ۱۱۵ تا

اور اللہ ہرگز ایسا نہیں کہ کسی قوم کو ہدایت دینے کے بعد گمراہ کر دے جب تک کہ ان کو وہ چیزیں نہ بتا دے جس سے وہ پرہیز کریں۔ بلاشبہ اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔ اللہ ہی ہے جس کے لئے آسمان و زمین کی بادشاہت ہے۔ وہی زندگی عطا کرتا ہے اور وہی موت دیتا ہے اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی دوست اور مددگار بھی نہیں۔ بیشک اللہ نے پیغمبر پر بڑی مہربانی کی ہے اور مہاجرین پر بھی جو باوجودیکہ ان میں سے بعضوں کے دل پھر جانے کو تھے۔ مگر مشکل کی اس گھڑی میں وہ پیغمبر کے ساتھ رہے۔ پھر اللہ نے ان پر مہربانی فرمائی۔ بلاشبہ وہ ان پر نہایت شفقت کرنے والا اور مہربان ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

اراکین اسمبلی کی رخصت

مسٹر سپیکر : اب اراکین اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت پیش کی جائیں گی۔

میر بلخ شیر مزاری

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میر بلخ شیر مزاری صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I was unable to attend the Assembly Session from 13th Feb, to 19th Feb. 1975 and also 5th of March, 1975. I shall be grateful if you will kindly permit me leave of absence for the above days. Thanks.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم زادہ سید ارشاد حسین شاہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مخدوم زادہ سید ارشاد حسین شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

25 فروری 1975ء تا 5 مارچ 1975ء کے دوران میں اجلاس اسمبلی میں بوجہ بیماری حاضر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے چھٹی کی درخواست منظور فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید الطاف حسین شاہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سید الطاف حسین شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی صاحب کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ بندہ 16 جون 1975ء کو بوجہ بیماری حاضر اجلاس نہیں ہو سکا ۔ استدعا ہے کہ بندہ کی 16 جون 1975ء کی رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم زادہ سید ارشاد حسین شاہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مخدوم زادہ سید ارشاد حسین شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں بوجہ بیماری مورخہ 9 جون 1975ء تا 17 جون 1975ء اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا ۔ اس لئے ان دنوں کے لئے چھٹی منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم زادہ سید ارشاد حسن شاہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مخدوم زادہ سید ارشاد حسین شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں بوجہ بیماری 19 جون 1975ء تا 28 جون

1975ء تک اسمبلی کے اجلاس میں شرکت
نہیں کر سکتا ۔ اس لئے ان دنوں کی چھٹی منظور
فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

کیپٹن احمد نواز خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست کیپٹن احمد نواز خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں نے بھائی کی وفات کی وجہ
سے 10 دن کی رخصت کے لئے تار دی تھی مگر میں
مورخہ 13 جون 1975ء سے اسمبلی میں حاضر ہوں
اس لئے براہ مہربانی مورخہ 9 جون 1975ء تا
12 جون 1975ء کی رخصت منظور فرمائی جائے اور
باقی رخصت کینسل منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر تاج محمد خانزادہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I shall be grateful if I could be granted leave from the 20th June, 1975 till the end of the present Session.

Thanks.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ تحلیق زر تحریک منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

پنجاب کا میزانیہ بابت سال 76-1975ء

بحیثیت مجموعی میزانیہ پر عام بحث (جاری)

مسٹر سپیکر : میزانیہ برائے سال 1975.76ء پر عام بحث جاری ہے ۔ دیوان سید غلام عباس بخاری ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب سپیکر ! جناب وزیر خزانہ اور ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے 1975.76ء کا بجٹ جس کی وصولیات کی آمدنی 7 ارب 87 کروڑ 83 لاکھ ظاہر کی گئی ہے پیش فرمایا ہے جس میں سابقہ بجٹ سے 70 کروڑ 20 لاکھ زیادہ رقم بتائی گئی ہے ۔ اور اسی قدر یہ رقم مصارف میں ظاہر کی گئی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ واقعات اور موجودہ نظام کے تحت جو کچھ ممکن تھا ۔ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کے مطابق ایک بہتر اور اعلیٰ کوشش کا مظاہرہ کیا ۔

جناب والا ! میں زراعت اور کاشت کار برادری سے تعلق رکھتا ہوں ۔ ہمیں ہر سالانہ بجٹ سے خطرہ ہوتا ہے کہ ہم پر ٹیکس لگا دیے جائیں گے ۔ کیونکہ عموماً deficit بجٹ کی کمی کو پورا کرنے کے لیے حکومتیں اس مظلوم ، بے زبان اور غیر منظم طبقے پر ٹیکس عائد کرتی رہی ہیں ۔ جناب بجٹ کے دنوں میں ہمیں خطرات ہوتے ہیں کہ وزیر خزانہ شاید ایسی روایات دہراتے ہوئے اس طبقے پر زیادہ ٹیکس عائد نہ کر دیں ۔ لیکن میں نے دیکھا ہے کہ زراعت پیشہ برادری یا کسی طبقے پر ٹیکس بڑھانے کی بجائے ہمارے محترم وزیر اعلیٰ نے ، جن کی قابلیت اور شرافت پر کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا ، ہمیں ایک ریلیف عنایت کیا ۔ اس لیے میں اپنے صوبے کی پوری کاشت کار برادری کی طرف سے ، ان کا شکر گزار ہوں ۔

جناب والا ! میں مرکزی مالیاتی کمشن اور جناب وزیر اعظم ذوالفقار

علی بھٹو کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے پہلی دفعہ صوبوں کے ترقیاتی پروگرام سے پنجاب کو اس کا حصہ اس کی آبادی کے لحاظ سے عنایت فرمایا ہے ۔ صوبوں کے ترقیاتی پروگرام کی 3 ارب 35 کروڑ کی کل رقم میں سے پنجاب کو 1 ارب 80 کروڑ کی رقم عنایت کی گئی ہے جو کل رقم کے نصف سے زیادہ ہے ۔ یہ بھی ایک پہلی مثال ہے کہ اس دفعہ پنجاب کو اس کے حق کے مطابق حصہ دیا گیا ہے اور سابقہ روایات کے مطابق نہیں کیا گیا کہ پنجاب سے نصف قربانیاں لی جائیں ۔ ۔ ۔ ۔

(اس مرحلہ پر میاں خورشید انور کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا ! میں محترم وزیر خزانہ کا اس لحاظ سے بھی شکرگزار ہوں کہ سکارپ ایریا میں زمینداروں اور کاشتکاروں پر دوہرے آبیانے کا جو ظلم چلا آتا تھا ۔ انہوں نے اسے ختم کر دیا ہے ۔ سرکاری ٹیوب ویل عموماً ناکارہ رہتے ہیں اور ان سے کاشتکاروں کو کوئی خاص فائدہ نہیں ۔ لیکن بے چارے اس طبقے کو ، جس میں کوئی ایسا نظر نہیں آتا کہ جو مقروض نہ ہو ۔ دوہرے آبیانے سے زیر بار کیا گیا تھا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ محترم وزیر خزانہ کی یہ فیاضی ہی نہیں انصاف پرستی اور دور اندیشی تھی کہ اس طبقے پر سے دوہرے آبیانے کا ظلم اور نا انصافی ختم کر دی گئی ہے ۔

جناب والا ! یہاں میں اپنے علاقے تحصیل شجاع آباد کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں ۔ اس میں بھی سرکاری ٹیوب ویل لگائے گئے ہیں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ سرکاری ٹیوب ویل سال میں ایک دو ماہ چلتے ہیں اور باقی مہینے بند رہتے ہیں ۔ سرکاری کاروبار جس طرح چلتا ہے ، وہ سب کے علم میں ہے ۔ ان بے چاروں کاشتکاروں سے ٹیوب ویلوں کا آبیانہ لیا جا رہا ہے ۔ یہ بے حد نا انصافی اور ظلم ہے ۔ میں اپیل کروں گا کہ سکارپ ایریا کی طرح میرے علاقہ میں بھی دوہرے آبیانے کا یہ سسٹم اور ظلم ختم کیا جائے ۔ میں عرض کروں گا کہ یہ ٹیوب ویل جو حکومت نے کافی سرمایے سے لگائے ہیں ، ہوا میں تحلیل نہیں ہو سکتے ۔ اس لئے میں تجویز پیش کروں گا کہ ان ٹیوب ویلوں کو صحیح طور پر چالو رکھنے کے لئے ، اگرچہ یہ ممکن نہیں ، انہیں زمینداروں اور کاشتکاروں کو اسان اقساط پر دے دیئے جائے ۔ تاکہ وہ ان کی صحیح طور پر نگرانی کر سکیں اور ان سے فائدہ اٹھا سکیں اور پروڈکشن میں بھی اضافہ ہو سکے ۔

جناب والا ! مرکزی اور صوبائی بجٹ اور ان کے ترقیاتی مصارف بھی میں نے دیکھے ہیں ان میں دکھائے گئے اخراجات اکثر آمدن کا حصہ ہوتے ہیں - جناب والا ! صوبائی بجٹ میں بھی میں نے دیکھا ہے کہ ہماری آمدن دو ارب 87 کروڑ 53 لاکھ ہے اور دو ارب 90 کروڑ ترقیاتی کاموں کے لئے رکھے گئے ہیں - یہ بہت اچھی بات ہے - یہ ایک اچھی علامت سمجھی جاتی ہے - ہمارا ملک اربوں روپے کا مقروض ہے اور دو ارب روپے سالانہ بطور سود ادا کرنے پڑتے ہیں - غیر ترقیاتی مصارف پر بجٹ کا ¼ یا ⅓ حصہ خرچ ہونا چاہئے - اور باقی رقم ترقیاتی مصارف پر خرچ کرنی چاہئے - تاکہ ملک پر سودی قرضے کو باسانی اُتارا جا سکے - میں نے پچھلی تقریر میں بھی عرض کیا تھا کہ میرے نزدیک اگر ترقیاتی کام پر کسی سڑک، پل یا عمارت کی تعمیر پر سو روپے خرچ کئے جاتے ہیں - تو حقیقت میں صحیح نگرانی نہ کرنے اور اسے صحیح طور پر مصرف میں نہ لانے کی وجہ سے قوم کو اس کا ⅓ حصہ حاصل ہوتا ہے - یہ میں نہایت وثوق سے کہہ رہا ہوں -

جناب والا ! اگر صحیح طور اخراجات کئے جائیں تو کافی رقم بچ سکتی ہے - دوسرا ظلم یہ ہوتا ہے کہ ایک سڑک سال کے شروع مکمل ہوتی ہے تو سال کے آخر میں وہ ٹوٹنی شروع ہو جاتی ہے - پھر تخمینہ لگنا شروع ہو جاتا ہے - اس طرح عوام کی خون پسینے کی کمائی اور بہت سے فنڈ ضائع ہو جاتے ہیں - اسی طرح اس غریب ملک میں بہت سے فضول محکمے اور عہدے قائم کئے گئے ہیں جن کا کام فائل کو طوالت میں ڈالنا ہے - میرے نزدیک ایسے محکمے اور عہدے قوم کی ترقی میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں - انہیں ختم کرنا چاہئے اور زیادہ مفید محکموں پر اخراجات بڑھانے چاہئیں - مثلاً محکمہ پولیس کے اختیارات تو بہت زیادہ ہوتے ہیں - لیکن تنخواہ اتنی کم ہے کہ ایک پولیس کنسٹیبل اپنی تنخواہ سے پانچ افراد کے کنبہ کے لئے غذا تک حاصل نہیں کر سکتا - چہ جائیکہ تعلیم ، مکان اور شادی و غم کے اخراجات برداشت کر سکے - اس سے ہم یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ رشوت نہ لے اور عوام کے ساتھ نا انصافی نہ کرے - میری تجویز ہے کہ اس کے لئے ایک کمیشن بٹھایا جائے - جس میں سرکاری اہل کار اور عوامی نمائندے اپنی اپنی تجاویز پیش کریں - فضول اخراجات ، فضول عہدے اور فضول محکمے ختم کر کے ضروری محکموں مثلاً تعلیم ، پولیس ، زراعت ، صحت کے ملازمین کی تنخواہیں اتنی واجبی کر دیں

کہ وہ رشوت لینے پر مجبور نہ ہوں - اگر پھر بھی کوئی رشوت لے تو اس کے خلاف سخت قوانین بنائیں اور سخت اقدامات کریں - تو اس ملک سے سماجی برائیاں ختم ہو جائیں گی -

جناب والا ! اس ایوان میں سوشلزم کے متعلق کافی زور شور سے کہا گیا ہے اور مظلوم اسلام کے متعلق ہیں نے کوئی پرمغز اور پراثر تقریر نہیں سنی - حالانکہ ہم فرزندان اسلام اور سو فی صد مسلمان ہیں - نظریہ حیات قوم کی منزل ہوتی ہے - جب قوم کے سامنے منزل نہیں ہوتی تو وہ ہمیشہ اندھیروں میں بھٹکتی رہتی ہے - انشاء اللہ ، میں آج وضاحت کروں گا کہ اسلام ہمارے لئے کیوں ضروری ہے -

جناب والا ! نظریہ حیات پر تقریر کرنے اور دیگر سماجی اور معاشرتی برائیوں پر تفصیلی روشنی ڈالنے سے پہلے مجھے ڈر ہے کہ سپیکر صاحب میرا وقت ختم نہ کر دیں - میں اسی موقع پر احتیاط کے طور پر یہ پہلے ہی کہہ دوں گا کہ جس حلقے سے میں نمائندہ چنا گیا ہوں - ان غریب عوام اور اس پس ماندہ علاقے کی نمائندگی کرنا میرا اولین فرض ہے - مجھ سے پہلے میرے بھائی چودھری علی بہادر خان صاحب نے تحصیل شجاع آباد کی طرف توجہ مبذول کرائی ہے - مجھے ان سے مکمل طور پر اتفاق ہے کہ تحصیل شجاع آباد اور اس کے ساتھ لودھراں اور وہاڑی یہ تینوں تحصیلیں دریائے ستلج کے کنارے ضلع ملتان کے جنوبی اور شرقی طرف واقع ہیں اور پس ماندہ ترین علاقہ شمار کی جا سکتی ہیں - میرے بھائی نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ جہاں کسی ضلع کو پس ماندہ قرار دیا جا سکتا ہے - وہاں پر یہ بھی لازم ہے کہ خصوصی سطح پر خصوصی مراعات کے طور پر بجٹ میں اس کے اوپر نظر کرم فرمائی جائے - میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ضلع ملتان آپ کو ایک ترقی یافتہ ضلع نظر آئے گا - مگر اس کے متعلق میں یہ عرض کر دوں کہ یہ تینوں تحصیلیں پس ماندہ ترین تحصیلیں ہیں اور ان کا نقشہ بھی ڈیرہ غازی خان اور بلوچستان کی طرح ہی نظر آئے گا - میں ایک حکیم صاحب کے پاس بیٹھا تھا اور ایک دوست کے ساتھ وہاں گیا تھا - تو حکیم صاحب نے پوچھا کہ آپ کو کیا تکلیف ہے - تو انہوں نے کہا کہ حکیم صاحب آپ مجھ سے یہ سوال کریں کہ مجھے کون سی تکلیف نہیں -

جناب والا ! اگر آپ نے یہ دیکھنا ہو کہ کس علاقے میں سڑکیں

نہیں اور اگر کوئی ایک آدھ پختہ سڑک ہے بھی تو وہ ٹوٹی پڑی ہے ، تو آپ شجاع آباد ، لودھراں اور وھاڑی چلے جائیں ۔ اگر آپ نے دیکھنا ہو کہ نہریں تو ہیں مگر وہ سلٹ اپ ہو چکی ہیں اور مدت سے remodelling اور silt clearance چاہتی ہیں تو آپ شجاع آباد تشریف لائیں ۔ اگر آپ نے دیکھنا ہو کہ فلڈ کمیشن نے دنیا جہان میں تو بند باندھ دیئے ہیں ۔ لیکن اگر کسی علاقے کو اس سے محروم رکھا گیا ہے تو وہ تحصیل شجاع آباد کا قصبہ جلال پور ہے ۔ اگر آپ نے دیکھنا ہو کہ علاقہ تو گنجان آباد ہے ۔ لیکن میل ہا میل تک آبادی نہیں اور کسی کو پتا نہیں کہ کن merits پر کوئی ہائی سکول کھولا گیا ہے تو آپ غازی پور تشریف لائیں ۔ یہ علاقہ شجاع آباد کا گنجان آباد علاقہ ہے ۔ جس کے آموں سے لاہور بھی مستفیض ہوتا ہے ۔ وہاں کے لئے میں ہائی سکول کا مطالبہ پورے پانچ سال سے کر رہا ہوں اب پھر میں حکومت کی توجہ اس طرف دلاتا ہوں کہ اس کے مڈل سکول کا چار ایکڑ رقبہ موجود ہے اور ہائی سکول کو feed کرنے کے لئے بہت سے پرائمری سکول اور مڈل سکول موجود ہیں ۔ مگر میری اس درخواست کو پذیرائی نہیں بخشی گئی کہ وہاں کے سکول کو ہائی سکول کا درجہ دیا جائے ۔

جناب والا ! میں اس بات کے لئے شکر گزار ہوں کہ حکومت نے میری درخواست پر پنجند کے قریب ایک کشتیوں کا پل قائم کیا ہے ۔ مگر وہ پل اتنی بے جا صورت میں قائم کیا گیا ہے کہ عوام اس سے استفادہ نہیں کر سکتے ۔ میں نے درخواستیں دی ہیں اور میں تجویز کرتا ہوں کہ اگر اس پل سے صحیح طور پر استفادہ کرنا ہے تو اسے ستلج پر جلالپور اور خیر پور ڈاھر کے درمیان رکھا جائے ۔ اس سے عوام کو بڑا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے اور وہاں سے ٹریفک گزر سکتی ہے اور وہی صحیح مقام ہے جہاں سے لوگ استفادہ کر سکتے ہیں ۔ سڑک جلالپور پیر والہ تا اوچ شریف پختہ ہو چکی ہے ۔ آٹھ دس میل کا ٹکڑا ابھی تک کچا ہے ۔ اگر یہ ٹکڑا پختہ ہو جائے تو مجھے یہ واضح کرتے ہوئے خوشی محسوس ہوتی ہے کہ اس سے کراچی سے لاہور آنے والی ٹریفک کے لئے بذریعہ بہاولپور اور لودھراں پچاس ساٹھ میل کی مسافت بچے گی اور یہ میرے علاقے کا نہیں ، میری تحصیل کا نہیں ، میرے ضلع کا نہیں بلکہ پورے پاکستان کا مسئلہ ہے ۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ایک ایسا شارٹ کٹ قائم کیا جائے ۔ جس سے لوگوں کو روزانہ فائدہ حاصل ہو اور

ڈیفنس کے نقطہ' نظر سے ، بھی فائدہ حاصل ہو تو براہ مہربانی اس پل کو جلالپور پیر والہ اور اوچ شریف کے درمیان بنائیں اور اس سڑک کو بھی پختہ بنائیں ۔ تاکہ جو لوگ کراچی سے سیدھا لاہور جانا چاہتے ہیں ان کی پچاس ساٹھ میل کی مسافت بچ سکے ۔

جناب والا ! میں نے شجاع آباد ، لودھراں اور وھاڑی کے پس ماندہ علاقوں کا ذکر کیا ہے ۔ ان کو آپس میں ملانے کے لئے سڑک جلالپور تا لودھراں جس کی تعمیر محکمہ ہائی وے نے شروع کی ہوئی ہے ۔ بہت ضروری سڑک ہے اور آمد و رفت کے لئے انتہائی اہمیت کی حامل ہے ۔ آپ کو یہ سن کر حیرانی ہوگی کہ اس سڑک کے 27 میل ٹکڑے کے لئے اس بجٹ میں صرف ایک لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے ۔ جس سے تقریباً ایک میل کا ٹکڑا بنے گا اور اس طرح اس سڑک کے مکمل ہونے میں 27 سال لگیں گے ۔ اور اگر کام کی رفتار یہی رہی تو کہیں ایک صدی اسے مکمل ہونے میں لگے گی ۔ اس لئے میں تجویز کرتا ہوں کہ براہ مہربانی ان پس ماندہ عوام کے لئے اس سڑک کی تعمیر کے لئے زیادہ فنڈ دیئے جائیں ۔ تاکہ یہ سڑک پختہ ہو ، کیونکہ یہ اس علاقے کے لئے شاہ رگ کی حیثیت رکھتی ہے ۔ چونکہ یہ سڑک جلالپور کی طرف بے حد قریب ہے اور دوسری طرف کئی نالے اور کئی رکاوٹیں ہیں تو میں یہ عرض کروں گا کہ اس کی تعمیر کا آغاز بجائے لودھراں کی طرف سے شروع کرنے کے جلالپور پیر والہ کی طرف سے کیا جائے ۔ ایک ملتان تا لودھراں اور بہاولپور سڑک ہے ۔ تحصیل لودھراں والے دوست اس سے استفادہ کر سکتے ہیں ۔ چاہے وہ ملتان جائیں یا بہاولپور ۔ مگر جلالپور کے ارد گرد رہنے والے لوگ اگر لودھراں جائیں یا بہاولپور ، ان کے لئے سوائے اس سڑک کے اور کوئی راستہ نہیں ۔ اس سے ٹھیکیدار صاحب کو کچھ تکلیف تو ہوگی ۔ مگر میری درخواست ہے کہ اس کی تعمیر جلالپور کی طرف سے لودھراں کی جانب کی جائے ۔

جناب والا ! جلالپور کو اس کے ضلع ہیڈ کوارٹرز سے ملانے کے لئے ایک پختہ سڑک موجود ہے ۔ جس کا نام شجاع آباد ، جلالپور روڈ ہے جو 27 میل لمبی ہے ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ایک میل کا ٹکڑا بھی ایسا نہیں جس پر موٹر کی رفتار پچیس تیس میل رکھی جا سکے ۔ اس میں ہر جگہ کھڈے پڑ چکے ہیں اور جیسے میں نے کہا کہ ایک سال سڑکیں بنتی ہیں اور اگلے سال ٹوٹ جاتی ہیں ۔ اسی طرح یہ سڑک بھی ٹوٹ چکی ہے ۔ میری استدعا

ہے کہ اس سڑک کو پیپلز ورکس پروگرام میں سب سے زیادہ اہمیت دینی چاہئے اور میں اپنے بھائی چودھری علی بہادر خان کی تائید کرتا ہوں کہ حکومت اس سڑک کے کام کو اپنی تحویل میں لے ۔ تاکہ یہ سڑک صحیح طور پر بنے اور بننے کے بعد قائم رہے ۔

جناب والا ! جو مسئلہ میں اب پیش کر رہا ہوں ، وہ صرف جلال پور اور شجاع آباد کا ہی نہیں ، پورے پنجاب کا مسئلہ ہے ۔ بعض قصبہ جات جن کی آبادی دس ہزار سے بیس پچیس ہزار تک ہے ، ان میں آبادی بڑھ رہی ہے اور ایک ایک مکان کے چار چار پانچ پانچ حصے ہوگئے ہیں ۔ وہ شہر یا قصبے congested ہوگئے ہیں جو صحت کے لحاظ سے بھی مناسب نہیں اور انسانی زندگی کے لحاظ سے بھی اچھا تاثر نہیں دیتے ۔ ایسے قصبہ جات کے نزدیک اگر حکومتی یا لوگوں کے رقبے موجود ہوں ، تو وہ حاصل کر کے وہاں سیٹلائٹ ٹاؤن سکیمیں شروع کی جائیں ۔ حکومت اس کے متعلق معلومات حاصل کرے ۔ جن قصبہ جات کی آبادی بڑھ گئی ہے اور وہ باہر کو نہیں پھیل سکتے اور ان میں congestion زیادہ ہوگئی ہے، وہاں ہر قصبے کے لئے سیٹلائٹ ٹاؤن سکیمیں شروع کی جائیں ۔ جلال پور اور شجاع آباد میں بھی ایک ایک گھر آٹھ آٹھ کمروں میں تقسیم ہو چکا ہے اور باہر کوئی ایسی developed جگہ یا سڑکیں یا پلاٹس نہیں ، جنہیں وہ لوگ خرید کر اپنے مکان بنا سکیں ۔ اس کو اولین اہمیت دی جائے ۔

جناب والا ! جلال پور قصبے کی آبادی چودہ پندرہ ہزار کے قریب ہے ۔ آپ کو یہ سن کر حیرت اور افسوس ہوگا کہ اس قصبے کا پینے کا پانی کڑوا ہے ۔ جہاں دربار ہے ، قدرتی طور پر اس کے غرب میں پانی اچھا ہے ، لیکن شرق جانب پانی صحیح نہیں ۔ اس کے لئے گورنمنٹ نے از راہ نوازش واٹر ورکس سکیم کا اجرا کیا ہے ۔ موقع پر ٹینکی بھی بن چکی ہے ۔ ٹیوب ویل بھی مکمل ہے ۔ مگر اس سے آگے ہمیں کوئی پتا نہیں ۔ نہ کوئی پائپ لائن بچھائی جا رہی ہے اور نہ ہی اس میں ہم کوئی کام ہوتا دیکھ رہے ہیں ۔ اس کے لئے جو نقشہ بنایا گیا تھا ۔ اس میں لوگوں کے زیادہ آبادی کے اہم محلوں کو نظر انداز کر دیا گیا تھا ۔ میں نے محکمے کو درخواست دی تھی کہ اس طرح تو بیشتر حصے کے لئے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر چیئرمین : آپ کے دو منٹ رہ گئے ہیں ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : میں نے سپیکر صاحب کو عرض کیا تھا - - - -

مسٹر چیئرمین : وہ تو چلے گئے - آپ کے دو منٹ باقی ہیں -

دیوان سید غلام عباس بخاری : آپ ان کے جانشین ہیں - ابھی تو مجھے نظریہء حیات اور سماج کے متعلق بھی عرض کرنا ہے - آج آپ نے سوشلزم کی بات سنی ہے تو اسلام کی بات بھی سن لیں -

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی : پوائنٹ آف آرڈر - معزز رکن نے فرمایا ہے کہ سپیکر صاحب سے میں نے کہا تھا - حالانکہ سپیکر وہ نہیں ، جو چلے جائیں بلکہ وہ ہیں جو اس وقت صدارت کر رہے ہیں -

مسٹر چیئرمین : اگر سپیکر صاحب فیصلہ دے گئے ہیں ، تو اس کا احترام تو کرنا پڑے گا -

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر : پنتیس منٹ سے دیوان صاحب تقریر فرما رہے !

دیوان سید غلام عباس بخاری : تو پھر میں بیٹھ جاؤں ؟

مسٹر سپیکر : آپ کی مرضی ہے -

دیوان سید غلام عباس بخاری : میں نے آج خاص طور پر عرض کیا تھا - - - -

مسٹر سپیکر : میں نے صبح بھی استدعا کی تھی کہ فاضل اراکین کے پندرہ سے بیس منٹ ہیں - وزراء صاحبان کے لئے تیس منٹ ہیں - آپ کے متعلق میں نے یہ عرض کیا تھا کہ آپ اگر وقت لینا چاہتے ہیں تو اتنا لے لیں جتنا کسی وزیر کو دیا جائے گا ، چلئے پانچ منٹ اور تقریر کر لیں -

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب والا ! میں نے یہ دیکھا ہے کہ بہت کم دوستوں نے نام دیئے ہوئے ہیں -

مسٹر سپیکر : میرے پاس اس وقت ستر نام ہیں ۔ اس میں وزیروں کے نام نہیں ہیں ۔ نو وزیروں نے بھی تقریریں کرنی ہیں ۔ اس طرح اسی نام ہیں ۔ تیس پنتیس اور نام آنے کی بھی مجھے توقع ہے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : ابھی ان اسی حضرات نے بولنا ہے ۔

مسٹر سپیکر : جی ہاں ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : پھر مجھے پانچ کی بجائے سات منٹ دیے دیں ، میں ختم کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : چلئے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب والا ! میں اس کے لئے یہ عرض کروں گا کہ صرف جلال پور قصبے کے لئے ہی نہیں ، بلکہ جہاں جہاں حکومت نے واٹر ورکس سکیم جاری کی ہوئی ہے ، اس سکیم کے ساتھ ساتھ ڈرینج سکیم کا چلنا بھی بہت ضروری ہے ۔ اگر پانی مہیا ہوگا اور اس کے نکاس کا سسٹم نہیں ہوگا تو جن مکانوں کے پاس سے پانی گزرے گا ، ان کی دیواریں گرنے کا خطرہ ہے ۔

جناب والا ! جلال پور پیر والا کے باہر ایک چک میں رورل ہیلتھ سنٹر کی سکیم کا تحریک کیا گیا تھا ۔ ڈویژنل کونسل سے ایسے سنٹر قائم کرنے کے لئے جگہوں کے نام مانگے تھے ، ڈسٹرکٹ کونسل نے دس نام 1963ء میں تجویز کئے تھے ۔ ان دس ناموں میں جلال پور نمبر ایک پر تھا ۔ آپ کو یہ سن کر حیرت اور افسوس ہوگا کہ نو جگہ ہیلتھ سنٹر بن چکے ہیں ، جہاں پر ایک روحانی بزرگ کا دربار ہے اور جو پندرہ ہزار کی آبادی کا رقبہ ہے ، جس کا ہسپتال وہاں کے لئے صحیح طور پر سکتی نہیں ہو سکتا ۔ اس جگہ ہیلتھ سنٹر کے لئے ایک اینٹ بھی نہیں رکھی گئی ۔ اسے منظور نہیں کیا گیا ۔

جناب والا ! ایک اور مسئلہ ہے جسے سن کر آپ افسوس کریں گے ۔ میرے حلقہ نیابت میں ایک لاکھ کی آبادی ہے ۔ شہر میں چودہ پندرہ ہزار کی آبادی ہے ۔ وہاں پر ایک بھی لیڈی ڈاکٹر نہیں ۔ اب آپ خود اندازہ فرمائیں کہ وہاں کی خواتین جن کے بڑے ہی complicated cases ہوتے ہیں ، اس وقت ان کی کیا حالت ہوگی ۔ جب کہ سڑک بھی خراب ہے اور ان کو ملتان لے جانا پڑتا ہے ۔ موقع پر ایک بھی لیڈی ڈاکٹر نہیں ۔ چودہ پندرہ ہزار کی

آبادی ہے ۔ میں ان مظلوم خواتین کی طرف سے جناب وزیر صحت سے دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ براہ مہربانی ایک معالج وہاں دیا جائے ۔

جناب والا ! جو مسئلہ میں اب پیش کر رہا ہوں ، اگرچہ یہ میرے علاقے سے تعلق نہیں رکھتا ، لیکن مجھے اس علاقے سے کچھ روحانی تعلق ہے ۔ وہ راجہ منور احمد صاحب کا حلقہ نیابت ہے ۔ وہاں تحصیل چکوال ضلع جہلم میں ایک علاقہ ہے ڈھمن ۔ علاقہ تکیہ شاہ مراد ۔ وہاں تین مواضعات ہیں : موڑہ سلیاراں ، موڑہ بخاراں ، موڑہ مست ۔ اس کے نزدیک دو برساتی نالے گزرتے ہیں : نالہ کتین اور نالہ بنور ۔ یہ مسئلہ محکمہ نہر اور فلڈ کمیشن کا ہے ۔ جب بھی ان میں فلڈ آتا ہے ۔ ان کی کاشت شدہ زمینیں نالے اٹھا لیتے ہیں ، اپنے اندر داخل کر لیتے ہیں ۔ کئی بستیاں تباہ کر دیتے ہیں ۔ پھر بستیاں بنتی ہیں اور کئی جانور تباہ ہوتے ہیں اور کئی چاہات ان نالوں نے تباہ کر دیئے ہیں ۔ زرعی نقطہ نگاہ سے اور فلڈ کمیشن کے نقطہ نگاہ سے اور انسانی نقطہ نگاہ سے ان میں ایسے بند بنائے جائیں کہ ان کی تباہی کا رخ آبادی کی طرف سے ہٹ کر ان کی اپنی طرف ہو جائے یا اس طرف ہو جائے جس طرف آبادی نہیں، بلکہ اونچے اونچے ٹیلے ہیں ۔ تاکہ یہ آبادیاں تباہی سے بچ جائیں ۔ جناب والا ! ہمارے علاقے کے یہ مائنر جو میلسی کینال سے تعلق رکھتے ہیں ۔ محمود واہ ، لطف پور واہ ، بتی مائنر ، چنوں مائنر ، بہشتی واہ ، جلال پور پیر والا مائنر ، مبارک واہ یہ سارے تین چار سال سے silt up ہو چکے ہیں ۔ ان کا اس علاقے میں آ کر silt up ہونے کی وجہ سے لوگوں کو پانی نہیں ملتا ۔ بلکہ پیچھے بلاک ہوکر پچھلے لوگوں کو زیادہ سیراب کرتا ہے ۔ تو میں جناب کی خدمت میں یہ اپیل کرتا ہوں کہ براہ مہربانی محکمہ انہار اپنی پہلی فرصت میں ان کی remodelling کرے اور ان کی صحیح طور پر silt clearance کرے ۔ تاکہ پانی کا صحیح حصہ tail پر پہنچ سکے اور وہاں کے لوگ صحیح طور پر اپنی زمین کاشت کر سکیں ۔

جناب والا ! اگر اجازت ہو تو اب میں اسلام اور سوشلزم کے بارے میں کچھ وضاحت کروں ۔

مسٹر سپیکر : میں اس میں کیا کہہ سکتا ہوں ۔ آپ کے وعدے کے مطابق ساڑھے چھ منٹ ہو چکے ہیں ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب والا ! یہ آپ کی مرضی ہے ۔ اگر

آپ آج مجھے تھوڑا سا اور ٹائم عنایت فرما دیں تو میں ایک مظلوم نظریے کے لئے آواز اٹھاؤں گا ، جس کے لئے میں نے ابھی تک کوئی آواز نہیں سنی ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج یہ آواز بھی بلند ہو جائے اور سننے والے بھی فرزندان توحید ہوں ۔

آوازیں : جزاک اللہ ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : اور یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ مجھے توقع نہیں کہ اب کوئی اس مظلوم نظریے کی تائید کر سکے ۔ کیوں کہ کچھ حجاب اور کچھ پابندیاں ہیں ۔ جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ ہر قوم اور ملک کا ایک نصب العین اور ایک نظریۂ حیات ہوتا ہے جو اس قوم کے اکابرین اور افراد کے مدنظر رہتا ہے ۔ جب تک کوئی نصب العین ، کوئی نظریۂ حیات سرتاپا کسی قوم کے افراد کے ، اکابرین کے بدنظر نہ ہو وہ اسی طرح انتشار اور مخمصوں میں رہتی ہے ، جس طرح ہماری قوم ہے ۔ جناب والا ! قائد اعظم نے دس پندرہ سال مسلم لیگ کے جھنڈے تلے اور مسلم لیگ کا جھنڈا تھام کر اگر عوام سے اور مسلمانوں سے کوئی مطالبہ کیا اور اظہار خیال کیا تو وہ صرف اسلام اور صرف اسلام کے لئے تھا ۔

چودھری محمد یعقوب اعوان : ان کی تقاریر میں سوشلزم کا بھی ذکر آیا ہے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : آپ اپنی تقریر میں تقریر فرمایئے گا ۔ میری تقریر میں مداخلت نہ کریں ۔ اگر آپ کی تقریر ہوگی تو میں خاموشی سے سنوں گا ۔ اگر ایک ممبر فرزند اسلام کے ذکر کو لے کر اٹھا ہے تو اس کی تقریر میں آپ مداخلت نہ کریں ۔

چودھری محمد یعقوب اعوان : میں مداخلت نہیں کر رہا ۔ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ غلط بیانی سے کام نہ لیں ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : میں غلط بیانی سے کام نہیں لے رہا ۔ میں جھوٹے پر لعنت کرتا ہوں اور بڑے وثوق سے کہتا ہوں کہ انہوں نے یہ سب کچھ اسلام کے لیے کیا تھا ۔

مسٹر سپیکر : آپ براہ راست ایک دوسرے سے بات نہ کریں ،

بلکہ سپیکر کو مخاطب کر کے بات کریں - پھر آپ کی لعنت کا تو پتا ہی نہیں کہ اللہ میاں نے بھیجی ہے یا آپ کے پاس ہے -

دیوان سید غلام عباس بخاری : میرے پاس ہے - اگر خود اللہ میاں کے پاس ہے تو ہر شخص کے پاس ہے - جھوٹا تو ہوتا ہی لعنتی ہے - جناب والا ! مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ میں اسلام کا نام لینے لگا ہوں تو چوہدری صاحب کیوں چڑ گئے ہیں - حالانکہ صرف سوشلزم پر وزیر اعلیٰ صاحب نے آدھا گھنٹہ تقریر کی ہے اور ایک بھی مسلمان نے نہیں کہا کہ اسلام کے لیے بھی ایک دو فقرے کہہ دیں -

چوہدری محمد یعقوب اعوان : مجھے چڑ نہیں ہو رہی - میں تو یہ بتا رہا ہوں کہ قائد اعظم نے اپنی تقاریر میں سوشلزم کا ذکر کیا ہے -

دیوان سید غلام عباس بخاری : آپ اگر سننا نہیں چاہتے تو میں بیٹھ جاتا ہوں - ایک فقرہ بھی کسی دوست نے اٹھ کر نہیں کہا کہ سوشلزم کے علاوہ کوئی اور بھی نصب العین ہے جس کے لیے قوم نے قربانیاں دی تھیں - میں یہ عرض کرنے کے لئے پیش خدمت ہوا ہوں کہ انہوں نے پندرہ بیس سال میں جتنی بھی تقریریں کیں انہوں نے مسلمانوں کو یہی بتایا کہ تمہارے لیے ایک علیحدہ ملک کی ضرورت ہے - اس لئے ہندو قوم متعصب ہے اور یہاں آپ اپنے نظریہ حیات کے مطابق نہ اپنے رسم و رواج کو قائم رکھ سکیں گے اور نہ اپنی عبادات کر سکیں گے - حالانکہ میری معلومات یہی ہیں کہ جواہر لال نہرو نے پیش ہو کر قائد اعظم کو کہا تھا کہ ملک کو اکٹھا رہنے دیں - نہ ہمارا ہندودھرم چلے نہ آپ کا اسلام آئے - ہم سوشلسٹ معاشرہ تیار کریں گے - ہم سوشلسٹ معاشرے پر اتفاق کر لیں اور علیحدہ ملک نہ مانگیں - لوگوں کو تکالیف ہوں گی ' ہجرتیں ہوں گی - مگر قائد اعظم سمجھتے تھے کہ سوشلزم بذات خود head to tail ایک نظریہ حیات ہے - اس کا نظام صرف اقتصادی نہیں ، بلکہ سماجی تمدنی ، عدلیہ اور انتظامیہ کا سوشلزم اپنا ایک مزاج ہے اور اسلام کا اقتصادی ، معاشرتی عدلیہ اور انتظامیہ اپنا مزاج ہے انھوں نے اس چیز کو دیکھ کر ہی یہ فیصلہ کیا تھا جس کے نتیجے میں پاکستان بنا کہ یہاں سر تا پا اسلام اور اسلامی قوانین ، اسلامی آئین ، اسلامی تمدن ، اسلامی عبادات اور اسلامی معاشرہ ہوگا - پاکستان کے لئے لاکھوں مسلمانوں نے اپنی جائیدادوں ، اپنے بچوں ، اپنی مستورات ، اپنی عزت اور اپنی عصمت کی قربانیاں دی تھیں تو ان کے

ذہن میں ، کم از کم میرے ذہن میں تو یہی تھا کہ ہم اسلام کی خاطر یہ سب کچھ کر رہے ہیں ۔ جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ اگر دیانتداری سے یہ سمجھتے ہیں کہ سوشلسٹ معاشرہ ہی تمام سماجی برائیوں اور تمام جرائم کا ایک صحیح علاج ہے تو ہمیں برملا اسلامی سوشلزم سے نکل کر سوشلزم کے لئے کہنا چاہیے ' جیسے ہمارے وزیر اعلیٰ نے کہا ہے ۔ ہمیں اس تکلف کی ضرورت نہیں کہ ہم اسلامک سوشلزم کہیں پھر ہمیں چاہیے کہ سوشلزم کہیں ، کیوں کہ اسلام کا نظام بذات خود head to tail ایک اپنا نظام ہے جس کے لئے میرے پاس ثبوت موجود ہے ۔ کارل مارکس سے لے کر لینن تک ، اور لینن سے لے کر ماؤزے تنگ تک آپ کسی کا لٹریچر پڑھ لیں ۔ سوشلزم کا اقتصادی نظام اور اسلام کا اقتصادی نظام ایک نظر نہیں آئیں گے ۔ انہوں نے کبھی بھی چکہ کسی مذہب کا ذکر نہیں کیا کہ یہ نظام ہم پیش نہیں کر رہے ۔ یہ اقتصادی ، انتظامی یا سماجی اور تمدنی نظام ہم پیش نہیں کر رہے ، بلکہ ہماری تائید میں ایسی بزرگ اور اولوالعزم ہستی نے ، جسے کروڑوں انسان مانتے ہیں ، انہوں نے بھی احادیث اور قرآن میں اس اقتصادی نظام کی تائید کی ہے ۔ جناب والا ! حضور پاک کے وقت کی پیشین گوئیاں موجود ہیں جس میں سرکار دو عالم نے اپنی احادیث میں ذکر کیا ہے ۔ کہ یہ یہ کچھ ہوگا اور ایک بھی حضرت غفار ﷺ آئی کہ حضور نے یہ پیشین گوئی کی ہو کہ اسلام کو کوئی اور نظام حیات cover کرنے کے لئے آئے گا اور فلاں صدی میں ایک نظام روشیا سے یا شمالی یا جنوب سے آئے گا جو اس کام کو پورا کرے گا ، بلکہ ایسی احادیث موجود ہیں کہ ۔ ۔ ۔ ۔

چوہدری غلام قادر : جناب والا ! دیوان صاحب کو قرآن کریم کی روشنی میں ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : اس وقت تو حدیث مبارک کا ذکر ہو رہا ہے ۔

چوہدری غلام قادر : ایک منٹ سر ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کو چاہئیے کہ وہ اسلام کا معاشی نظام قرآن کریم کی آیات کے مطابق بیان کریں ۔ ایسی آیات ہیں ۔ ان کی تشریح کریں ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب ! یہ کوئی درس قرآن نہیں دیا جا رہا ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, let this Assembly be not turned into a church.

مسٹر سپیکر : میں اشارتاً کہہ سکتا ہوں ۔ آپ نے ذرا زیادہ وضاحت سے کہہ دیا ہے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اگر اسلام کو گزشتہ اٹھائیس سال کی طرح اب بھی نہ اپنایا گیا ، جیسا کہ خود مسلم لیگ نے اس مظلوم مذہب کو نہیں اپنایا جس کے نام پر حکومتیں قائم کی جاتی ہیں جیسا کہ کہا گیا کہ عراق اور فلاں مسلمان حکومتیں ۔ میں کہتا ہوں کہ مسلمان حکومتیں اور چیز ہیں ، اسلامی حکومتیں اور چیز ہیں اسلامی نظام اور چیز ہے ۔ میں خود مسلم لیگ سے تعلق رکھتا ہوں ۔ لیکن میں نے دیکھا ہے کہ مسلم لیگیوں نے خود اس ملک میں شراب منگوائی ۔ مسلم لیگیوں نے خود اس ملک میں جوا کھیلنے کی اجازت دی ۔

مسٹر سپیکر : آپ غالباً ریفرنس کر رہے ہیں ۔ چیف منسٹر صاحب کی تقریر کے متعلق انہوں نے سوشلزم کا ذکر کیا ہے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : نہیں جناب ، میں تو جامع طور پر کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ، آپ جامع طور پر نہیں کر سکتے ۔ آپ context میں ہی بات کریں گے ؟ ان کی اصل میں دلیل اور تھی ۔ ان کی دلیل تو یہ تھی کہ جمہوریت کا لفظ قرآن یا احادیث مبارکہ میں درج ہے اور نہ ہی سوشلزم کا ۔ اب اگر اسلام کا نام لینے والے جمہوریت کو قبول کرتے ہیں اور اس کے لئے تیار ہیں تو پھر سوشلزم میں کیا اعتراض ہے ۔ انہوں نے اپنے argument کو اس طرح develop کیا تھا ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب والا ! اس کا جواب بھی میں نے لکھا ہوا ہے ۔ اگرچہ آپ ذرا سنیں تو میں آپ کو بتاؤں ۔

مسٹر سپیکر : سنے گا تو ایوان ۔ میں تو یہ دیکھ رہا ہوں کہ کتنی بات relevant ہے اور کتنی relevant نہیں ۔

چوھدری محمد یعقوب اعوان : جناب والا ! ذرا وقت کا بھی خیال رکھیں ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ، اب میں اس کو دوھرانا نہیں چاہتا ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب والا ! جمہوریت کے متعلق میں یہ وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ جمہوریت اب بھی اس ملک میں ، اس دنیا میں اور دوسرے ممالک میں ایک جیسی نہیں ۔ اسلام میں بھی خلفائے راشدین کی سلیکشن کا ایک جمہوری طریقہ ہے اور اس میں نمونہ پیش کیا گیا ہے کہ مدینے کے لوگ اکٹھے ہوتے تھے اور اپنا امیر چنتے تھے ۔ اس وقت سائنٹفک دنیا نہ تھی ۔

مسٹر سپیکر : تو پھر آپ ان کو support کر رہے ہیں ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : نہیں ، جناب والا ! میں تو جمہوری نظام کی تعریف کر رہا ہوں کہ اسلام میں بھی جمہوری نظام ہے اور اس وقت چونکہ اتنے ذرائع نہ تھے، سائنٹفک ترقی نہ ہوئی تھی کہ وہ بیک وقت عراق کے اور مصر کے لوگوں کو بھی ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : یہ بات تو وزیر اعلیٰ ابھی کہہ چکے ہیں ۔

Let us not repeat what he has said. Let the member not repeat what the other member has already said.

مسٹر منظور حسین جنجوعہ : جناب والا ! اگر جمہوریت کے لئے اس وقت اتنی سائنٹفک ترقی نہ ہوئی تھی تو سوشلزم کے لئے کب ہوئی تھی ۔ یہاں تو دونوں کا ایک ہی معاملہ ہے ۔

Mr. Speaker : No such controversy.

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب والا ! اگر ہم جمہوریت قبول کرتے ہیں تو یہ اسلام کے خلاف نہیں ، کیونکہ مسلمانوں کے لئے حکم ہے کہ اگر آپ پانچ بچ جائیں ، تو ان میں سے آپ اپنا امیر چن لیں وہ پانچ مل کر جمہوری لحاظ سے اپنا امیر چنیں گے یہ اسلامک verdict ہے ۔ یہ حدیث ہے ۔ یہی جمہوریت کا حکم ہے کہ مسلمانوں ! اگر آپ سو بچ جائیں تو ان میں سے ایسے امیر چنیں جو آپ میں سے زیادہ صالح اور زیادہ بہتر ہو۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسلام کا مزاج غیر جمہوری نہیں ، جمہوری ہے ۔ لیکن آپ کی آج کی جمہوریت اس سے مختلف ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں نے یہی کہا ہے کہ آپ وہی کچھ دوہرا رہے ہیں جو وزیر اعلیٰ نے کہا تھا ۔ آپ کوئی نئی بات کہیں انہوں نے بھی کہا ہے کہ قرآن پاک اور حدیث نبوی میں ارشاد سے ہم یہ مترشح کر سکتے ہیں کہ جمہوریت ہونی چاہئے ۔ تو آپ اب یہ کہہ رہے ہیں کہ اس وقت جمہوریت اتنی develop نہ ہوئی تھی ، اب تیرہ سو سال میں جمہوریت تو develop ہو گئی ہے لیکن قرون اولیٰ میں جمہوریت ایسی نہ تھی تو آپ ان ہی کی تائید کر رہے ہیں ۔ کوئی نئی بات کہئے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : اچھا جناب والا ! اب میں سات آٹھ پوائنٹ چھوڑ کر آخری پوائنٹ پر آتا ہوں ، کیونکہ میرے دوستوں کو یہ ناگوار گزرتا ہے کہ میں زیادہ وقت لے رہا ہوں اور پھر اسلام پر بول رہا ہوں ۔

جناب والا ! میرے نزدیک اسلام میں کہیں بھی اقتصادی مساوات نہیں ۔ خیر اقتصادی مساوات ناممکن ہی نہیں ، غیر فطری بھی ہے ۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ کسی ایک ماں اور ایک باپ کے پانچ بچے ہوتے ہیں ۔ تو ان میں سے ایک ایسا پیدا ہوتا ہے کہ وہ پتنگ بازی کرتا اور جوا کھیلتا ہے اور اس طرح سے اپنا وقت ضائع کرتا ہے ، اور انہی پانچ میں سے ایک ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو علم میں حصہ لیتا ہے ، ہنر سیکھنے کی کوشش کرتا ہے ، محنت کرتا ہے اور ایک روز اونچا ہو جاتا ہے ۔ اب میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر اسلام میں اقتصادی مساوات ہو یا فلسفہ بھی اقتصادی مساوات ہو سکتا ہے ۔ and it is possible تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب ایک ہی ماحول میں پیدا ہونے والے ایک ہی ماں اور ایک ہی باپ کی اولاد میں سے ایک بچہ اپنی محنت اور علم و ہنر کی وجہ سے امیر ہو جاتا ہے ۔ تجارت کرتا ہے صنعت لگاتا ہے اور دوسرا بچہ مست رہتا ہے تو انہیں اقتصادی لحاظ سے کیسے برابر کیا جا سکتا ہے ۔ جناب والا ! اسلامی یا محمدی مساوات تمدنی اور سماجی مساوات تھی ، اقتصادی نہیں ۔ تمدنی اور سماجی مساوات یہ تھی کہ جب حضور پاکؐ اصحابہ کرامؓ میں بیٹھتے تھے اور عربی آتے تھے تو وہ رسول پاکؐ کے بیٹھنے کی طرز سے یہ نہیں سمجھ سکتے تھے کہ ان کے نبی کون ہیں ۔ جب سفر کرنا ہوتا تھا تو ایک خلیفہ کو اتنا ہی سواری کا وقت اپنے غلام کو

دینا پڑتا تھا جتنا وہ اپنے گھر کے ممبران کو دیتے تھے ۔ جناب والا ! جب شادی غمی میں مسلمان شریک ہوتے تھے تو غریب کے پاس جب جاتے تھے تو اس کی بوریاں پر اس کے ساتھ بیٹھ جاتے تھے ۔ جب کھانا لگتا تھا امیر اور غریب ایک ہی دستر خوان پر کھاتے تھے ۔ جب نماز شروع ہوتی تھی تو امیر ، غریب ، بادشاہ اور اس کے ملازمین ایک ہی صف میں کھڑے ہو جاتے تھے ۔ جناب والا ! یہ تھا عبادتی نظام ، یہ تھا سماجی نظام ، یہ تھا تمدنی نظام اور یہاں تو خیر اسلام مظلوم ہے ہی ۔ مسلم لیگیوں نے بھی ایسے نہ اپنایا اور اب موجودہ "اسلامی سوشلزم پارٹی" رسول پاکصہ کی بتائی ہوئی تمدنی اور سماجی مساوات پر اس طرح عمل کر رہی ہے کہ ایک ایک گورنر ہاؤس ، جس میں ایک فرد رہائش کرتا ہے ، دس میل دور سے نظر آئے گا اب اسلامی تمدن یا سوشلزم اس طرح ظاہر کیا جا رہا ہے ۔ جناب والا ! میں نے وزرا کی تقاریر سنی ہیں جن میں انہوں نے کہا ہے کہ ہم کاشتکار کے بیٹے ہیں ۔ ہم تو غریبوں میں سے آئے ہیں اور غریب اور کاشتکار کے بچے جب وزیر بنتے ہیں تو کیا کرتے ہیں ؟ تین لاکھ روپے کے ہاؤس میں بیٹھتے ہیں ۔ یہ ہے سوشلزم جو لایا جا رہا ہے ۔

جناب والا ! ان کی سوشلزم اسلامی مساوات نہیں ۔ اسلامی مساوات تو وہ ہے جس کا سبق رسول پاکصہ نے دیا اور جس کی پیروی خلفائے راشدین نے کی کہ جب تک ایک بھی انسان بھوکا یا ننگا ہے ، جب تک ایک بھی انسان کو مکان نہیں ملتا انہیں چین نہ آتا تھا ۔ یہ ہیں انسانوں کے راہبر ۔ جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ اس مساوات بھی سے انہیں تکلیف ہوتی ہے ۔

سوشلسٹ معاشرے میں آپ ماوزے تنگ کی مثال دیکھیں ۔ وہ ایک تنگ کمرے میں رہ رہا ہے اور اس کے لئے اسی کروڑ انسان جان دینے کو تیار ہیں ۔ جب ایک کمرے میں ماوزے تنگ جیسے عظیم لیڈر کا گزارا ہو سکتا ہے تو ہمارے وزرا اور گورنر کیوں کروڑوں روپے اپنے محلوں ، بجلی ، ایرکنڈیشنروں گارڈن اور فرنیچروں پر لگا رہے ہیں ؟ اگر آپ بھی مساوات پر نہیں چلنا چاہتے تو نہ سہی ۔ آپ سوشلسٹ معاشرہ کے مطابق تو اپنے آپ کو بدلیں اور اپنے آپ کو سادہ زندگی کی طرف لے آئیں ، انصاف کریں ، غلط کام کے لئے پولیس کو استعمال نہ کریں ، غلط احکامات نہ دیں اور ہر ایک کو ایک ہی نگاہ سے دیکھیں ۔

مسٹر سپیکر : میاں خورشید انور ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : میں اب صرف چند منٹ لوں گا ۔

جناب والا ! جب تک آپ سادگی ، انصاف ، شرافت اور اخلاق کا مظاہرہ نہیں کریں گے اس وقت تک اس ملک میں آپ کو انصاف نظر آئے گا اور نہ ہی ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : سید صاحب ! آپ کی تقریر irrelevant ہوتی چلی جا رہی ہے اور ابھی تک آپ نے ایک بات بھی نہیں کہی ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : مجھے تو جو کہنا تھا کہہ دیا ہے اب آپ تقریر کرتے رہیں ۔

مسٹر سپیکر : مجھے کیوں کرنا ہے ؟ اگر مجھے تقریر کرنا ہوتی تو وہاں بیٹھا ہوتا ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب والا ! سچی بات دل سے نکل جاتی ہے ۔ میں نے جو کچھ کہا ہے ، میرے دل کی آواز تھی ۔ اگر کسی کو ناگوار گزری ہو تو میں معافی چاہتا ہوں جس طرح وزیر کی آواز دل میں آ گئی ۔ اسی طرح میری بات بھی زبان پر آ گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : سید صاحب ! آپ نے اپنی تقریر میں اس بات کا تو کہیں ذکر ہی نہیں کیا کہ قانون پر عمل درآمد نہیں ہو رہا ، پولیس زیادتی کر رہی ہے یا عوام پر ظلم ہو رہا ہے ۔ مگر یہ باتیں آپ کہہ دیں for this last argument پہلے آپ اپنی premises تو lay down کریں ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : آپ بات کر رہے تھے میں نے اس کا جواب دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں نے آپ سے کہا ہے کہ آپ irrelevant ہیں ۔ اس کا تو کوئی جواب نہیں ہوتا ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : There is no dialogue.

یہ کوئی جواب نہیں ۔ میں نے کہا ہے کہ آپ irrelevant ہیں ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب والا ! اگر آپ ٹائم دیتے تو میں اپنے علاقے اور دوسرے شعبوں کے بارے میں بھی کچھ عرض کرتا ۔ آپ نے ٹائم ہی نہیں دیا کہ پولیس اور اپنے علاقے کی تکالیف کے متعلق بیان کرتا ۔

مسٹر سپیکر : میاں خورشید انور ۔

میاں خورشید انور : جناب سپیکر ! وزیر اعلیٰ کی عدم موجودگی میں سینیئر منسٹر صاحب مختلف علاقوں کے مسائل کے بارے میں notes لے رہے تھے ۔ وہ بھی اب جا چکے ہیں ۔

آوازیں : بیٹھے ہیں ۔ آ گئے ہیں ۔

میاں خورشید انور : پھر ٹھیک ہے ۔

جناب والا ! سب سے پہلے میں اپنے علاقے کے چند مسائل پیش کرتا ہوں ۔ وہاڑی اگرچہ صوبہ کا سب سے زیادہ زرخیز علاقہ ہے لیکن اس کے باوجود پسماندگی میں بھی وہ سب سے آگے ہے ۔ وہاں کے بڑے بڑے جاگیردار اور سرمایہ دار وہاں نہیں رہتے ، بلکہ دوسرے بڑے بڑے شہروں ملتان ، لاہور وغیرہ میں جا کر رہتے ہیں اور ہر سال کروڑوں روپے حاصل کر کے دوسرے شہروں میں خرچ کرتے ہیں ۔ لیکن ہمارا علاقہ زرخیزی کے باوجود ان رقوم سے قاصر رہتا ہے اور یہاں کی آمدنی دوسرے شہروں میں چلی جاتی ہے ۔ ان بڑے بڑے آدمیوں کا اتنا فائدہ بھی نہیں کہ سال میں ایک دو مہینے اپنے علاقے میں رہیں اور یہاں کے لوگوں کو بھی کوئی پیسہ مل سکے اور چھوٹی کلاس کو کوئی فائدہ پہنچ سکے ۔ اس طرح جیننگ فیکٹری کے سارے مالکان باہر سے تعلق رکھتے ہیں ۔

جناب والا ! وہاڑی کو ضلع بنانے کی تجویز قیام پاکستان سے پہلے کی ہے ، مگر آج تک اس پر عمل درآمد نہیں ہو سکا ۔ اس مقصد کے لئے چالیس پچاس مربع اراضی بھی رکھوی گئی تھی جو اب تک خالی پڑی ہے ۔ 1960 میں فیصلہ ہونے کے باوجود آج تک عمل درآمد نہیں ہو سکا ، کیونکہ علاقے کے بڑے بڑے زمینداروں نے اس کی مخالفت کی ۔ 1970 کے عام انتخاب کے

موقع پر قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے یہاں کے لوگوں سے وعدہ کیا تھا اگر ہم اقتدار میں آگئے تو وہاڑی کو علیحدہ ضلع کا درجہ دے دیا جائے گا ۔ چنانچہ لوگوں کو امید پیدا ہو گئی تھی کہ اب بڑے بڑے لوگوں کی حکومت ختم ہو گئی ہے اور عوامی حکومت قائم ہے ۔ اب ہمارا مطالبہ تسلیم کر لیا جائے گا ۔ جناب والا ! موجودہ بجٹ میں نئے اضلاع کے لئے رقم مخصوص کی گئی ہے مگر یہ فیصلہ ابھی تک نہیں ہو سکا کہ کس علاقے کو ضلع کا درجہ دیا جائے گا ۔ تو میں جناب کی وساطت سے حکومت سے درخواست کرتا ہوں کہ عوام کے اس دیرینہ مطالبے کو اب پورا کر دیا جائے اور وہاڑی کو ضلع کا درجہ دیا جائے ۔ تحصیل میلسی ، بورے والا اور وہاڑی پر مشتمل نیا ضلع بنایا جائے ۔ اس ضلع کی زرعی پیداوار دوسرے تمام اضلاع سے انشاء اللہ زیادہ ہو گی ۔ صرف یہ دو تین تحصیلیں جن کا میں نے ذکر کیا ہے کپاس کی پیداوار کا ½ حصہ پیدا کرتی ہیں ۔ ساہیوال کا علاقہ بھی اس میں شامل کیا جا سکتا ہے ۔ وہاڑی ہر لحاظ سے ضلع کے لئے موزوں ہے ۔ جناب والا ! میرے حلقہ کے کچھ دیہات ایسے ہیں جو 110 میل ضلع سے دور واقع ہیں ۔ اب آبادی اور مسائل میں بہت زیادہ اضافہ ہو چکا ہے ۔ مجھے امید ہے کہ حکومت اس سلسلے میں بخل سے کام نہیں لے گی اور امید ہے کہ اس اجلاس کے دوران وہاڑی کو ضلع بنانے کا اعلان کر دیا جائے گا ۔

جناب والا ! عوامی حکومت نے ان دو تین سال میں کچھ ترقیاتی کام کئے ہیں ۔ جو پچھلی حکومتیں پچھلے چھبیس ستائیس سال میں نہ کر سکیں ۔ پچھلے سال لڑکیوں کے لئے ایک انٹر کالج قائم ہوا تھا مگر اس کی بلڈنگ پر ابھی تک کوئی توجہ نہیں دی گئی عرصے سے ہمارے اپنے بنائے ہوئے ایک انٹر کالج کو ڈگری کا درجہ نہیں دیا گیا ۔ اس طرح لڈن کے علاقے میں قیام پاکستان سے قبل مڈل سکول قائم ہوا تھا ۔ اٹھارہ بیس میل کے علاقے میں اب تک کوئی ہائی سکول نہیں عوام کا دیرینہ مطالبہ ہے کہ اسے ہائی سکول کا درجہ دیا جائے ۔

جناب والا ! مجھے افسوس ہے کہ سڑکوں پر بھی کوئی توجہ نہیں دی گئی ۔ ویسے تو پورے پنجاب میں سڑکوں کی حالت خراب ہے ۔ اس سال حکومت نے بڑی بڑی سڑکوں کی منظوری دی ہے ۔ مگر وہاڑی میں صرف

ایک سڑک موڑ میاں پکھیوکی تعمیر کی گئی ہے۔ اس کے لئے جو رقم مختص کی گئی ہے اس سے تو صرف نصف میل تعمیر ہو سکے گی۔ میں اپیل کرتا ہوں کہ ہمارے ساتھ اس معاملے میں انصاف برتا جائے۔ دوسرے سڑکوں کے متعلق فاضل ممبران دیوان صاحب اور چوہدری علی بہادر صاحب بھی عرض کر چکے ہیں کہ صرف میاں چنوں کی سڑکوں پر توجہ دینے کے بجائے دوسرے شہروں پر بھی توجہ دی جائے۔

جناب والا! پیپلز ورکس پروگرام کا بھی یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ ایک اچھا پروگرام ہے، مگر ہمیں اس کے مقاصد میں اب تک کوئی کامیابی حاصل نہیں ہو سکی۔ میں خود سب سے بڑی کونسل کا چیئرمین ہوں۔ مگر یہ بری طرح سے ناکام ہو رہی ہیں۔ یہ خزانہ پر بوجھ ثابت ہو رہی ہیں۔ میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ ان کونسلوں کو ختم کر دیا جائے، کیونکہ ان سے مطلوبہ مقاصد حاصل نہیں ہو رہے۔ فلسفہ ان کا یہ تھا کہ کوئی اچھے نتائج مرتب ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر آپ نے اس سے مطلوبہ نتائج حاصل کرنے ہیں تو پھر ان کونسلوں کو ممبران اسمبلی کو موثر اختیارات دیئے جائیں۔ جناب سپیکر! آپ حیران ہوں گے کہ ہم ان کونسلوں کے چیئرمین ہیں۔ مگر میں خود آپ کو اپنا واقعہ بتاتا ہوں کہ تین سال سے مسلسل ایک سڑک کی تعمیر بجٹ میں رکھی گئی ہے مگر آج تک وہ سڑک تین فرلانگ سے آگے نہیں بڑھ سکی۔ اگرچہ معزز ارکان قومی و صوبائی اسمبلی اس کے چیئرمین ہیں، مگر ان کے پاس بجٹ پاس کرنے کے اختیارات کے سوا کچھ نہیں۔ تمام اختیارات نوکر شاہی کے پاس ہیں۔ یا تو اس دو عملی کو ختم کیا جائے یا پھر ان کونسلوں کو ختم کر دیا جائے۔

جناب والا! ہمیں بڑی خوشی ہوئی ہے کہ دو طرح آبیانے کا طریقہ ختم کر کے زراعت کی مد پر کافی توجہ دی گئی ہے۔ اسی طرح شعبہ تعلیم میں بعض بڑے بڑے اقدامات کئے گئے ہیں۔ مثلاً پورے صوبے کے میونسپل سکولوں کو گورنمنٹ نے اپنی تحویل میں لے لیا ہے۔ اسی طرح چھوٹی میونسپل کمیٹیاں اپنے وسائل سے اب ترقیاتی منصوبوں پر توجہ دیں گی۔ پہلے آمدنی کا بیشتر حصہ یہ سکول لے جاتے تھے۔ بہر صورت یہ فیصلہ بڑا مفید ہے۔

جناب والا! جیسا کہ آپ جانتے ہیں، ملک کے تمام بنک قومی تحویل میں لے لئے گئے ہیں۔ لیکن کوآپریٹو بنک کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا۔

کواپریٹو بنک کے نام سے تقریباً چھتیس مختلف بنک کام کر رہے ہیں اور ان کے لاکھوں ملازمین کی ملازمت کا کوئی تحفظ نہیں ہو سکا ۔ ان کی تنخواہوں میں کوئی یکسانیت نہیں ۔ ان کے مسائل کو حل کرنے کے لئے ضروری ہے ، اور ویسے بھی اس کواپریٹو نام کی سکیمیں مفید ہیں ، اس قسم کی سکیم کو کامیاب بنانے کے لئے ضروری ہے کہ ان پر بھی حکومت کا اس قسم کا کنٹرول ہو کہ ایک ہی بنک کواپریٹو بنک کے نام پر تمام صوبے میں کام کرے اور حکومت اس پر زیادہ کنٹرول کرے ۔ شکریہ

مسٹر سپیکر : چودھری شوکت علی ۔ ۔ ۔ ایوان میں موجود نہیں ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! میں آپ کی وساطت سے ایک بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں ۔ جو مسودات قانون ابھی ایوان میں برائے غور بقایا تھے ، ان تمام کی نقول تقسیم ہو چکی ہیں ۔ ہر دفعہ اعتراض ہوتا ہے کہ نقول قبل از وقت تقسیم نہیں ہوئیں ، اس لئے آج یہ بات ریکارڈ پر آ جانی چاہئے کہ تمام فاضل ممبران کو مسودات کی نقول مہیا کر دی گئی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : رانا ۔ کے ۔ اے محمود سید کاظم علی شاہ کرمانی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایوان میں تشریف نہیں رکھتے ۔ چودھری محمد یعقوب اعوان ۔

Chaudhri Mohammad Yaqoob Awan: Mr. Speaker Sir, before I enter upon the general discussion of the Budget, I would like to say something on the problems of my constituency and my district. So far as my constituency is concerned, I request the Senior Minister or the Law Minister that my request may be conveyed to the Chief Minister that there are two roads in my constituency which are partly built. One leads from Salarwala to Shahkot and the other from Chak Jhumra to Shahkot. So far as Salarwala Road is concerned, I think only two miles are left but that land falls in district Sheikhupura. As such I think, it is only the Provincial Government who can get this road completed.

وزیر قانون : جناب والا ! فاضل رکن کی اطلاع کے لئے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ان سڑکوں کی تکمیل کے لئے اس بجٹ میں گنجائش رکھی گئی ہے ۔ دھولو والا سے لاہور تک ایک سڑک جو کہ سالار والا سے ہوتی ہوئی جائے گی وہ بن جائے گی ۔

چودھری محمد یعقوب اعوان : اور دوسری چک جھمرہ والی سڑک ؟

وزیر قانون : جناب چک جھمرہ والی جو تین میل سڑک جھنگ میں ہے وہ کچی ہے ۔ باقی ساری کی ساری لائل پور ضلع کی پختہ ہے ۔ چک جھمرہ والی سڑک یونین کونسل سے سانگلہ پل تک پکی ہے ۔ باقی زیر تعمیر ہے ۔

Chaudhri Mohammad Yaqoob Awan: And Sir, now the only demand left, so far as my constituency is concerned, is for a college at Khurrianwala. The college at Shahkot is at a distance of 14 miles. The college at Jaranala is also at a distance of 14 miles and the colleges at Lyallpur are also at the same distance from that place. There is a High School, a portion of which can be spared for this purpose and I am prepared for the preparation of 2,3 or 4 rooms through private funds of which I myself take reponsibility to collect if the Government is kind enough to open a college at Khurrianwala.

Then Sir, as regards the problems of Lyallpur proper, I would say a few words for the kind consideration of the Government. Firstly, there is the problem of Pahari Nullah. Everybody knows that it created a havoc and almost more than half of the Lyallpur city was flooded by this Nullah. I know that some efforts have been made in this direction. Some bridge's had been constructed then. But so far this scheme has not been completed. Even this year there is a danger that Lyallpur city may again be flooded. I will request that the scheme for the exodus of water of this Nullah may kindly be expedited at its earliest.

Sir, I would like to bring to the notice of the entire ministry that the allotment of some plots in People's Colony, not those which have been created afresh but old plots, have been made through irregular methods during the last months. These allotments have not been made by the Allotment Committee. The orders come direct from Lahore and they are carried out on the spot. Even people from outside Lyallpur having no concern there, have got the allotments. Those plots were sold and the sale proceeds were distributed. I think this is really something in which the

Punjab Government should hold an inquiry into the allotments made during the last 3/4 months. The inquiry may be open because it smells of corruption out right. I think I am justified in making this request and hope that due heed shall be paid by the Government and the Chief Minister to hold an inquiry in this behalf.

Then Sir, I will come to the general discussion of the Budget. So far as transport and education are concerned, I think much advances have been made during the last year. Even during the present Budget there is an allocation of funds for expansion of these facilities still further.

Sir, so far as the policies of Central Government are concerned, it is not a proper forum for their discussion. We can only say in a cursory manner that our foreign policy and our efforts in Sarhad and Baluchistan provinces are most commendable that nobody will be able to deny.

So far as the road development programme is concerned, I have got a proposal to make to our Government and I think if that proposal is accepted this road development will go ahead by leaps and bounds. I think this road construction can be carried out through private companies as it was done in America. Students of Economic History in America know that the entire net-work of roads over there was built through private companies and those roads were later acquired by the Government and those companies were paid for them. During the time that they were not paid, those companies were allowed to collect tolls duly sanctioned by that government.

Then Sir, instead of praising our own budget, the budget prepared by our own Party, by our own Finance Minister, it will be better if we reply to the criticism levelled by our opponents, because we know that this budget is a progressive and a poor man's budget prepared by a finance minister who is an economist. Before entering upon any other item, I would like to say something upon which my learned brother, Diwan Ghulam Abbas Bokhari has just now dwelt. I will respectfully submit that he should have given some picture of that Islami Nizam which we must also appreciate because we are Muslims. Merely to say that Islami Nizam is the only remedy is not

understandable. I would like to inform him that the best period of Islam is that of خلفائے راشدین and if we probe into the political conditions, I must say, I think there was no democracy of the time which is prevalent today. There was no specific economic system prevalent at that time. If you accept it I think we will also accept gladly that the "*Khalifa*" the Caliph used to enjoy his office for life time. will you agree to it? At the present moment, because we believe in democracy, we will not agree to it, but if my brothers on the Opposition side believe in the real Islamic Systm of Government they should readily accept it and the present rulers may be given a life time, if they like, we will have no objection.

Mr. Taj Muhammad Khanzada: I hope the Hon'ble Member is not bringing Yahya Khan back to throne.

Chaudhri Muhammad Yaqoob Awan: I say that we stand for democracy because we believe in it, but you plead for Islamic System in which there is a provision only for life term. The next objection that is rightly levelled against us is that of price spiral. Our leader has admitted at times that in spite of our best and bona-fide efforts we have not been able to successfully control the prices, but I think concerted efforts are being made. Sir, the present conditions prevailing in our neighbouring countries also affect this price system in our country and besides that I am of the opinion that this mixed economy in which we believe at present is also responsible for this price spiral to some extent, because either of the two systems be taken one by one. If we adopt socialist system naturally the production will be in the hands of the Government and the prices will also be under the direct control of the Government. There is no question of the prices rising so high in a socialist economy, I may say this, and if it is a capitalistic economy outright in that case there would be competition, and by that competition the prices would automatically fall. I think the pace with which our leader is socialising this country is a bit slow, I most respectfully say that. If he expedites these efforts sooner, we come nearer to a socialist economy the sooner these prices will fall, and that is my submission.

Then Sir, I will also concede that corruption is prevalent in the country and nobody can deny this fact. I think in this case too this corruptian would not be uprooted completely unless and until we socialised this country. By socialization I specifically mean the Islamic Socialism. The difference between the two is pure and simple. All socialisms abolish private property as an institution while Islamic socialism recognises the institution of private property but it controls it and I think if it is duly controlled, if these lands are allowed to the minimum possible extent, say half a square of canal irrigated or the other irrigated lands and a square of *Barani* land is allowed, I think by an efficient co-operative system we can work quite efficiently. We will be true to Islam because we will be maintaining private property and at the same time through those corperative methods we can provide machinery to those coops and the cultivation will be converted into mechanical cultivation. So my submission is that this corruption will automatically go as soon as we go nearer to socialistic scale, otherwise this corruption is bound to increase in the present system which is partly socialistic and partly capitalistic. I think I should not bring the word Islamic in this context.

Then Sir, I respectfully tell my colleagues that smuggling is still going on. I think it is the responsibility of the Central Government to check it. If this sumggling is effectively checked I am hopeful that we will become self-sufficient in food much earlier than the period we normally expect.

Then Sir, I also feel honestly that there is some political suffocation in the country and we should not deny this fact. We should not shut our eyes to it. I say our party with such a large majority in the Provincial Legislature as well as in the Central Legislature can make that atmosphere much more favourable for flourishing these democratic institutions for the freedom of speech as compared to one that existed at present. This suffocation can be removed and I assure my colleagues that it will not effect its present political position at all.

Then Sir, so far as this budget is concerned I have already stated that it has been framed by a person who

honestly believes in socialism, who comes from a family rather who is a commoner and who was never born in a capitalist family. Normally the budget compiled by such a Minister, I think, should be commended by our colleagues and by me personally. I accordingly congratulate my brother Mr. Mohammad Hanif Ramey for the compliation and preparation of this budget. Thanks.

Mr. Speaker : Mr. Taj Muhammad Khanzada.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, I am fully conscious of the fact that during the budget speech you can speak on any think under the sun, but I think we have spoken already so much in relevance or irrelevance on the budget on so many subjects. Sit, I shall confine myself only to the budget and on few salient points that may be connected with it. Sir, the budget speech is the longest that I ever heard and the biggest review of the collective number of years that I have been to any Assembly. This budget has given us a review from 1971-72 right upto 1975-76 and has given us comparative figures both of expenditure and also of the policies which have been persued. Sir, number of references have been made to Islamic socialism, socialism, capitalism, egalitarian society and to so many other things.

I would not fall into the controversy of names but, I am sure, we are all unanimous on the one issue that this should be a welfare State. This should be a State where every man should have dignity, this should be a State where every man can protect his self-respect and dignity through judicial and executive means and this should be a State where a man should not be in need of a man to feed him. This should be a State where a man should be able to look-after himself and this should be a State which fails into the ideology for which it was carved out of a major portion of India. I hope there is no difference of opinion on those issues. Let us not quarrel over names.

My other submission is that let us not become Ulemaas and translators of Qu'ran and Hadith in this House. These different translations and these differences of opinion can lead to very serious consequences and very serious

differences among the people and the Members themselves. This party in power came with an economic programme and they are trying their best to carry it out according to the means available in this country. Sir, Rome was not built in a day. Any economic programme will take several decades before its completion but, while we are in the process of implementing the manifesto, we should not forget the fact that those who have left us and are no more in this world have not done too badly. If they have faltered on certain issues it should not become a permanent habit of this House to curse them when they are no longer living amongst us. If our Prophet can excuse Abu Sufian and Hinda who ate the liver of his uncle in the battle of Ohad then why can't we forgive if some-body has faltered in making economic programmes having good intentions ? I think it is about time that we called a halt to curse President Ayub. It would be only befitting the bigger Islamic traditions that we should not bring in names of those people who are no longer living in this world and should not make them point of discussion. They may have faltered, they may not have faltered, they may have done certain things with good intentions which ultimately may not have proved useful, they may not have done certain bad things intentionally' they may have differed with you politically, they may have differed with you Constitutionally, they may have differed with you democratically and they may have differed with on other points but difference of opinion in Islam is the very basis for its existence. Sir, for that matter, we have difference of opinion among ourselves but ultimately we carry out the mandate of the majority. The mere fact that we differ is no sign of enmity—personal or impersonal. I would quote from Lincoln who was a poor man and rose to the most distinguished position of the President, United State of America. He said :

> You cannot bring about prosperity by discouraging thrift. You cannot strengthen the weak by weakening the strong. You cannot help the wage earner by destroying the wage payer."

I challenge that these words of Abraham Lincoln are as true today as they were 100 years ago in 1865. You cannot

help the poor by destroying the rich. For God's sake get rid of this idea that by destroying the rich you will make the poor richer. Try and bring the rich to such a stage of sufficiency that they become a source of richness to the poorer and their wealth is used in such a way that they can make many people lead a dignified life and help them in their life to stand on their feet. You cannot keep out of trouble by spending more than you earn. We have to cut our coat, as the Finance Minister said, according to our cloth. You must have made a reference to the 1100 crore of rupees that the Central Government had to get from our Arab brothers and all those countries which are well-wishers of Pakistan in order to sustain ourselves during the last year. It is time for heart-searching. How can a country exist by taking loans? How long can you live on begging? Just as it is abnoxious for an individual to be in need of a third person to earn his living it is equally abnoxious for a nation to be in debt. There are definitely certain periods in the life of a nation that they need help as it was in the case of Pakistan after the break-up of East Pakistan. At that time Pakistan needed help from its brothers, and it was essential, in order to be able to put the pieces together and enable the Head of the State to utilize these pieces in a constructive way so that a large part of the community, who looked towards the administration to organize them and organize their resources, could live a dignified and respectable life in this country compatible with the pristine times of Islam. Every-time we get up, we curse the last three decades of those who have sponsored Pakistan. They may have made many mistakes but don't forget there were great Mujahids among them who sponsored this country, who nursed this country and who looked after this country. When we came into existence in 1947 we had nothing. We had just to go and occupy a piece of land across the borders where there was no organization, no Government and to bring this country into existence and to look-after it for so many years was no mean achievement for those who may have been looking-after the affairs of this country.

You cannot give character and courage by taking away initiative and inedpendence of a man. You can't help men permanently by doing for them what they could do and should

do for themselves. A man has to make personal endeavour and the government has to help him with all the Constitutional and material means at their disposal. With these remarks I come to the point that the urban population has been nursed and looked-after at the cost of the poor, dumb and deaf 85% rural population because our politics is centered around certain big towns and the governments were changed and installed in those towns while the poor people, who heaved and cut wood for them, had never any say. They may have been doing jobs here but they had never any say. Whoever came in power was the marvel genius. When he went out of power, he was the worst man. We, in Punjab, have been particulurly guilty of not using our own opinions and only following the opinions of people in power. This must be discouraged.

(*applause*)

How can we bring self-respect to our people when a landlord owning two murabbas goes to a Thanedar and says, "you are Bandaparwar"? He calls a Thanedar "Bandaparwar" merely because he wants him to cover some goondas or do injustice to somebody or to give some help to some-one who might be in jail. Now, Sir, in the meetings that we have had with the Prime Minister it was said in many cases that the MPAs are not given importance by the bureaucracy. We are all honourable members of this House but whatever respect we can command depends on our individual self. The mere appendage of 'MPA' itself is not going to bring you eht respect and the honour unless you come up to the ideals of the MPA-ship.

Sir, bureaucracy has inherited certain materialistic trends but in the three decades that we have lived through it is about time that we had destroyed that legacy and we had designed our own dignified way of life. Even today if I happen to go to see the tehsildar, I would have to wait for him. Even there are cases where I am told that the Minister has refused to see an MPA. Is this the Awami Government.?

(At this stage Mr. Chairman, Mian Khurshid Anwar occupied the Chair).

Is this the *Awami Hakoomat* if we are just going to occupy the same offices, big cars and big bungalows then it is no use to call themselves Awami. Then there is no use sitting in this House as Ministers. They are there in order to put a bit in the mouth of bureacuracy. I do not stand for these who are whole the time roaming either for the transfer of their S.H.O or a constable or a patwari. I am not making any particular reference to any individual person. I am talking in generalised terms.

Now Sir, I want to say a few words in regard to the dumb and deaf population i.e. rural population of this country. I am glad that this Government has taken pains to see that wrongs done to them should be undone in the minimum possible time and therefore, I will quote from the Ist page of the Finance Minister's speech when he says :—

> "You will discern a conscious transfer of resources towards the rural areas........ This shift in concentration of development programmes from the developed to the under-developed area is not based on equity alone......"

The effect of this cannot be very immediate because after all it will take a long time. But we are laying the foundation of right policies.

Sir, again we have talked of certain Islamic countries being socialist republics and other countries not being socialist republics. We say Egypt the Socialist Republic, Syria the Socialist Republic and Libya the socialist republic and on the other hand Sundan is not, Jorden is not, Morocco is not. Saudi Arabia is not. So there is no justification calling for any slogans that we should follow. We have our own peculiar circumstances. We know that there is a great difference between the rich and the poor. There is need for bringing the poor population to a higher standard of living. There is need for the richer people to make more sacrifices to help

their poor brethern. There should be more human relationship. Unless that comes, we cannot tread the path of welfare. But I am sure, we are all alive to the issue and God willing before long we shall achieve our goals.

Sir, a reference has been made to the 'Kamins', 'Moins' in the village. Sir, I detest this word very much because they are one amongst us. They are our brothers. They are kith and kins and the treatment betwean them and farmers at the movement is like brothers. A certain amount of height is going to be given to them which is very welcome. But these people now a days in the villages are far better off than the average poor farmer in the village. A carpenter, a black smith is far richer than the man who owns 12 acres of land or six acres of land. In fact he and his children are far better off than the poor farmer for raising of whose life standards we are speaking.

Sir, a lot of money is being given for transport and roads which is a very welcome sign. We need more roads. We need more transport but at the same time while we are on this subject, we must not forget that there have been accidents in this country. There are no traffic rules. The man can do what he likes. Whether he is on the wrong side or right side, he expects you to get off and if you do not get off, the man will come straight on to you. Sir, the reason is that the Police is not giving driving licences on merits. They are giving licences on bribery. You can get a licence without having to drive a car. Sir, I suggest that there should be a test in writing as in Europeon countries that before a man can get a licence he must be able to answer all the queries that the traffic sense would require e.g. narrowness of the road, the intensity of transport etc.

Sir, now I come to the Revised Estimates of 1974-75 where the General Revenue Receipt of the Province was estimated as Rs. 193.28 crores after taking into account the effect of 30 per cent increase in the licence fee on the sale of alcohol introduced from the current financial year. The Revised Estimates of receipts have gone up to Rs. 2,39.26 crore showing an increase of approximately Rs. 46 crore. Sir, alcohol may be liked by some but it is certainly socialis-

tic nor Islamic. Sir, I pleaded on the floor of this House no less than 10 years ago that prostitution and drinking are the biggest curse of this Islamic country and many westernised people tried to defend prostitution by calling it a necessary evil and others by trying to make justification of their own making. I was really surprised that in an Islamic State drinks should be served to their own MPAs the other day in the Government House. When I saw the people drinking, I said is this Islamic Ideology for which we are working? India which is better off then many countries do not serve these drinks in their own parties. They do not even serve drinks in their diplomatic missions abroad. Where we are? We should be ashamed of ourselves that we are taking a glass of whisky, especially when

چون کفر از کعبہ می خیزد کجا ماند مسلمانی

It it necessary for us, the 184 members of this House, that when we go to Governor's House and its lush lawns to enjoy chickens and plaos, we must have whisky too. Sir, I would plead for total prohibition of drinking and total ban on prostitution. Is this Islamic State that you have to give a licence for *zana*. Quran says for *zana* the punishment is *sangsar* while you want to make it an examination of the woman before she can get into partnership with another man. Then you call yourselves Islamic. By whatever names you call yourselves, socialism or Islamic socialism, but certainly we should undo the wrong which has been done in the past 25 years. Let this Government take full credit for showing that they are Islami just as they held Islamic Summit in this House which is unprecedented. Let this House pass a resolution that prostitution and drinking will be totally banned in Punjab.

(*Applause*)

We the Punjabis are the bearers of Islam. I have known what the name of Hazrat Ali and what the name of Islam inspires in the minds of Muslims. They are like lions. They will make any sacrifices for the sake of Islam.

Sir, there have been grants to Lyallpur, Multan and other municipalities of one crore each. It is certainly very

laudable. We need them. But, Sir, there are other unfortunate districts like Cambellpur, Mianwali, D. G. Khan, Muzaffargarh and so many others such as Pindi, Jhelum etc. they have got no means of resources. Therefore, the Government should pay attention to them as well. I do not say that they have not paid but some thing more should be paid to them so that their genuine needs are looked after and their towns do not become slums but should be hygenic places to live in.

Sir, now I would come to the Finance Minister's budget speech on page 7. Sir, we have always been feeling that the share of the Punjab in the Central Revenues was not fair and that the present Government in power was not doing itself sufficiently to get their due rights. I am glad and it is matter of congratulation that the National Finance Commission has restored our legitimate rights to us and they have given us our percentage on population basis thereby increasing taxes by 60.52 crores in this year's budget. The other thing is that the Local Bodies, specially in the less fortunate areas, are in a very bad condition. The Finance Minister has given here some incentive in order to meet the dearness in the shape of Dearness Allowance. Certaintly it will lessen the burden they have to undergo. And also from the Primary Schools thirty per cent of their revenues which they used to pay to the Provincial Government will also this time be left to the them. But my submission is that this thirty per cent which has been left this year should permanently be left to the District Council so that they may be able to meet the needs of the students.

Sir, I quote :--

> The District Councils are required to pay 30 per cent of the local rate to the Provincial Government as their contribution towards the cost of primary education. The amount payable by the District Councils on this account during the year 1975-76 is Rs. 1.65 crore. I propose that the contribution of the District Councils towards meeting the

> cost of primary education may be discontinued with effect from 1st July, 1975. This would enable the District Councils to discharge their liability on account of payment of Special Dearness Allowances and increases in pensions to their employees and pensioners.

Sir, some more resources should be given to them and that will enable them to keep their head above the water.

Sir, on page 11 of the Budget Speech a reference has made. 150 posts of Magistrates, 57 posts of Civil Judges, 11 posts of Sessions Judges and 6 Judges of the High Court along with additional grants. There is no doubt about it that justice delayed is justice denied. But I hope that all will be filled through Public Service Commission and no one will come in through the back door. Sir, I think it may not be considered as contempt of court, because some of may learned friends made a reference to it and I agree with them.

Sir, I again quote :—

> ......The strength of the Punjab Reserve Police has also been augmented by the addition of another 500 constables with complementary supervisory staff to enable the police to tackle the law and order situation more effectively."......

Sir, the law and order position in this Province is very unsatisfactory. Whether the addition of five hundred constables will restore law and order is yet to be seen. An incident took place in Sahiwal near Okara where a car was driven by a gentleman who was waylaid by not less than thirty five people armed with guns. His car was taken away from him, he was shot and then he was burnt. What happened in that connection, and Sir, today we don't know what has happened to the public. Sir, let us take the example of Saudi Arabia where the justice is going on. You must have

seen in the newspaper that head of the murderer of King Faisal was cut in the open square today. Sir, such like incidents warrant ruthless punishments. The police will take the FIRs, they will go round, they will be bribed, they will be corrupted and in this way all the culprits will get away with it. I, strongly plead in this august House that strictest measures should be taken in this matter.

Sir, I have been asked to cut my speech short. Sir, I will just say one or two words about agiculture. It is a very good idea that 28 lacs of rupees have been given for agriculture. I am not going into the details whether this money is going to be spent on the purchase of cars and other things. I hope this money which we are giving will certainly be spent and some thing solid will be done. The Agricultural Development Corporation was a very laudable idea, to help the farmers, but they failed to achieve the object. It is all due to the red tapism. As the Hon'ble Member Syeda Abida Hussain pointed out yesterday the moment the man becomes bureaucrat then he wonders of his office, wonders of his transport, he wonders how he looks like. He is not aware of his missionary spirit of doing the work. I am sure when the agriculturist like Mr. Khakwani is at the helm of affairs we expect better results and I am sure he will leave no stone unturned to see that these national resources are utilized to the maximum advantage of our country. Sir, the Barani Commission is established which is going to come into operation very quickly. This is very essential for the backward areas especially of Jhelum, Rawalpindi Mianwali and Dera Ghazi Khan. I hope sufficient allocation will be given to introduce modern methods for them. A sum of Rs. 5 crore has been earmarked for water supply. Sir, I congratulate this Government for taking necessary steps to bring at least drinking water within the reach of backward areas but I feel that much more is required and that the Government is alive of the issue. I would also request to the Education Minister that he will do maximum to open intermediate colleges and hope that he will not forget us and will do what is possible with in his reach.

In the end I would say one thing more. Sir, let us not

make this House a pulpit of religious interpretations of our Holy Book. Let it be left to other people [illegible] our other social reforms.

Mr. Speaker : Sardar Zulfiqar Ali Khan Khosa.

Sardar Zulfiqar Ali Khan Khosa : Mr. Speaker Sir, it is for the first time that I am taking the floor. I am not here to make any claim towards policy neither I am here to prove myself an eloquent speaker. I have occupied the floor through you Sir, to put forward the difficulties and problems that we are facing, the people of Dera Ghazi Khan are facing today.

Before I come to the particular problems of my district, may I speak on something which is common for the entire rural population of the Province of Punjab. In this connection I would submit that the rural areas are grossly neglected in the senior services. It is a fact that between 80 to 85% of the population of this Province hails from the rural areas and yet it is equally a proved fact that hardly 20% representation is given to the rural population in the senior services. Through your good offices can we hope, Sir that this *Awami Government*, which is wedded to the policy of uplifting the rural and specially the backward areas, will in future give us our due share and representation in the services? While I am speaking on the rural areas, may I point out to you and through you to this House and the Government that some quarters are propagating that the *zamindars* or the landowners, if I may be allowed to call them, and the tenants are not at good terms. This is a gross mis-statement. The fact of the situation is that the *zamindar* or the land-owner and his tenant have always been, are still and can be expected to remain in furture on best of terms. We participate in their weddings and in their happiness. We share their grief and we attend their funerals. We are always there to extend a helping hand whenever they need our help and yet it is said that so and so is a zamindar and is mis-treating his tenants. An isolated case can always be quoted. It has existed in the past and it will go on existing but, by and large, a greater majority of *zamindars* or landowners has always had sympathetic feelings towards their tenants

and have always had brotherly or fatherly feelings towards their *Kammi* and I strongly feel today and state in this House that that feeling cannot be removed merely because some political personalities or parties interested in disrupting the peace of rural areas are propagating against it.

Sir, it is very heartening to hear that shortly Tarbla Scheme will come into operation and Tarbela, through Chashma Barrage and other links, or other link canals as I would say, will be irrigating lands in the entire Province of Punjab right upto the borders with India. But may I be allowed to say here, that whereas in Punjab and the rest of the district they can expect to benefit from the operation of Tarbela Dam, we from Dera Ghazi Khan have again been neglected and have not been considered for our due share of irrigation water. For your information, Sir, river Indus, which will become the major source of irrigation for the entire Province of Punjab, runs for a length of 250 miles within our district. In the previous set-up of inundation canals, we had a much more satisfactory irrigation system for the district. With the Taunsa Barrage running from 1960-61, our share of water was reduced from 9.5 cusecs per thousand acres to 6.3 cusecs per thousand acres and, we apprehend, with the operation of Tarbela it may be reduced further because through post-operation Tarbela more of the Province is to be covered by the river Indus. We have always been given what remains from the river and have never been given our due share of the water from the river Indus. I would like to inform you that for the entire length of the district we have one major canal which has a length of about 200 miles and a further net-work of distributories which run for about 800 miles, *i.e.* a total length of 1000 miles. I may point out here that the supply given to us during the Rabbi season 1974-75 in October 1974 was 2300 cusecs which was to cover a net-work of 1000 miles of canals and minor canals. Our indent for that period was 6700 cusecs. In November, during the first half of the month, we did not receive any water whereas it may be pointed out here that it is the peak sowing season for wheat. In the second half of November, we got only 1600 cusecs. Again, the indent was for 6700 cusecs. In December, we were given 1100 cusecs. In January 1975, the

first half was nil and in the second half we got 800 cusecs. In February, we got 400 cusecs and in March 100 cusecs. When we consider the length of the canals and the distributories, which is 1000 miles we feel what can one hundred cusecs water, runing in this 1000 miles, do for the farmers of the district ? I hope, Mr. Speaker, through your good offices, the Irrigation Minister. who also comes from a similar backward area, and who also faces similar problems, will be able to help solve our difficulties and I am sure we would get just share from the river Indus.

As far as industry or industrial development is concerned, this unfortunate district of D. G. Khan has the distinction of not having one single large industry in the entire district. May I point out that this is not due to the fact that we lack in raw material or we lack potential to set-up large industries. It is simply due to the reason that all the past and previous governments have always neglected our district. It is not that we did not approach the past governments but it is due to the fact that we have never been heard. In this connection, may I suggest that a cement factory should be set up in Taunsa Tehsil where ample raw materials, essential for this industry, exist. This fact can be verified from the records of the Industries Department. A sugar mill at Rajan Pur, a Taxtile Mill at Jam Pur and a mini steel mill in D. G. Khan must be set-up where ample deposits of iron ore have been discovered. In addition, Mr. Speaker, I will suggest that the Abu Dhabi Oil Refinery which is to be set-up in Punjab should be established in D. G. Khan. I will give you two or three points which are in favour of this suggestion. D.G. Khan is situated on the Western bank of the river Indus and the pipe-line which starts from Karachi runs along the Western bank of the Indus Highway. The government will be avoiding extra expenditure, some 3.5 crore of rupees, just to cross the pipe-line to the East of the river. Secondly, this district is so ideally and centrally located that it touches all the four Provinces. On the West we have Punjab, on the East we have Sind and in the North we have N.W.F.P. Would it not be better and more suitable if the Refinery is set up here ?

(Mr. Speaker occupied the Chair)

Last of all, to support this suggestion, I would say that.

D. G. Khan is the safest place from defence point of view. It is deep in the hinter-land and, God forbid, in case of war with our hostile neighbours, this district can only be reached if the enemy crosses hundreds of miles of our homeland. That would be the safest place to put up one of the largest oil refinery in the country.

Sir, I am sure, as I feel happy today the entire House will have felt the same feeling when the Chief Minister who is also the Finance Minister, announced the Education Policy. We were happy to hear him say in the House that an intermediate college will be opened at all tehsil levels. In this connection Sir, I from D. G. Khan would like to make a request to the Chief Minister and his cabinet through your kind offices. In the past it was a practice that lecturers and other staff members of colleges etc. were recruited not from Dera Ghazi Khan but from elsewhere. It is not that we lack teachers from Dera Ghazi Khan but the fact remains that we cannot compete with people from other areas. They have higher marks and higher divisions because we lack all facilities to acquire that standard of education which other developed districts already have and have had for decades. I would suggest here, Sir, that preference should be given to local people to serve these colleges to be set up in various tehsils because when outside people or lecturers are posted to Dera Ghazi Khan or to the outlying tehsils and remote areas, they refuse to take up their appointments with the result that students suffer and add to the further deteriorating of the standard of competing with the rest of the province.

Mr. Speaker Sir, the present Government is doing its utmost to carry out development schemes in all areas of the Province. I do not say that Dera Ghazi Khan is not receiving its share but through your good offices I would like to impress upon the Chief Minister and his cabinet that D. G. Khan has suffered neglect for the past 27 years and if today we are given only the fair share it will not be enough to bring us up to the level of the rest of the developed districts of the Province. I, therefore, request that when developmental schemes are being prepared for outlying districts, especially for backward areas, it should always be kept in mind that Dera Ghazi Khan has not received its share, even a portion of its share

[illegible] from the past governments. And from this Awami Government which is trying its utmost to develop the backward districts; we expect that we shall receive special share in order to bring us up atleast to some extent with the rest of the Province. In this connection may I say that we have only one metelled road running from north to south of the district and apart from this main road there is no other road worth mentioning. Even today the major mode of transporting our agricultural produce from the areas into the mandis is the old camel or bullock-cart. We cannot utilise trucks or modern methods simply because we have no other road. In order to improve the lot of the farmer, big or small that does not matter, because the farmer has to bring his produce into the market, it would be so desirable to bring in a net-work of roads facilitating the movement of agricultural produce from areas into the mandis.

While I speak of farmers and his produce, may I point through you to the Chief Minister and certainly to the Agriculture Minister who is sitting in the House today that Dera Ghazi Khan has a very big problem, *i. e.*, the black-headed cricket. This is a nuisance Sir, which emerges in the end of April or the beginning of May which is peak season for the sowing of cotton. When the plant emerges from the soil and is about two to three days old this cricket which is almost locust like in formation comes out and destroys the plant. So much so Sir, that I have personal experience that we have to sow cotton or plant the cotton three to four times before we succeed in getting out of the problem. The Government very kindly subsidised pesticides in order to enable us to combat this pest. Now, I am told Sir, that from the 30th of June this scheme is going to be cancelled, finished or stopped. I would therefore, request Sir, that Government review its decision and allow the scheme to continue for the benefit of farmers of Dera Ghazi Khan. Sir, whereas it is a fact that the governments of N.W.F.P. and Baluchistan are spending crores and crores of rupees for the development of their tribal areas, the tribal area of Dera Ghazi Khan is still neglected and the people of that area are living as though they were in 19th century and not in 20th century. So much so Sir, that they do not have drinking water supplies. May, I inform you Sir,

that the method for collecting water is centuries old of digging in a pond, hoping and praying for rain, storing that rain water and using it as long as it lasts. It may be for a month. It may be slightly longer if the rains have been heavier. The Government has not given us a policy which exists in the N.W.F.P. and Baluchistan as regards our tribal areas in D. G. Khan. May I again through you Sir, draw the attention of the Government towards the tribal areas of Dera Ghazi Khan.

As my learned friend, Mr. Taj Mohammad Khanzada was pointing out, the bigger municipalities have received large sums as grants from the Punjab Government. We from Dera Ghazi Khan have again suffered neglect and it would not be out of place to request here that D. G. Khan Municipal Committee be given special grants to have drinking water schemes, to put in metalled roads, to pave some streets at least to give it some semblance of a modern livable and habitable town.

Now, I come to the conditions of the Hospitals in the district. Sir, we have one Civil Hospital at the District Headquarters. It is my sad duty to inform you that we have not even one specialist in the Hospital. The nearest place where we can approach a specialist is 117 miles from us, the Nishter Hospital at Multan. The building is very much there but there is nothing or practically nothing inside. The operation theater does not even have a stand-by generator in case there is a break-down of electricity and break-downs of power in Dera Ghazi Khan are not very uncommon. We have at times had one week of electric break-down in the entire town. I, therefore, request that when admissions to .various medical colleges are given to students from all over the province, Dera Ghazi Khan should be given special seat in all the five medical colleges of the Province for the simple reason that those boys who will be admitted into these medical colleges would give in writing that they will serve first in the district for so many years as is the Govnrnment policy because it has been noticed that when doctors are posted from anywhere else in the Province to Dera Ghazi Khan, they fail to take up their appointments. Patients are found sitting in the corridors or verandahs or the Hospital with noboding to attend them. The conditions of outlying dispensaries and hospitals in the remote tehsils

and far flung areas are even worse than the Civil Hospital because nobody bothers to go there.

With this statement I thank you, Mr. Speaker, for allowing me this opportunity to express myself.

(*Applause*).

مسٹر سپیکر : خان نوازش علی خان ۔

خان نوازش علی خان : حضور سپیکر صاحب قبلہ ! گزارش ایہہ ہے کہ میری زبان ٹھیٹھ پنجابی اے ۔ لکھن والیاں نوں تے اخبار والیاں نوں بڑی تکلیف ہوندی ہوسی پر اسیں صرف دو پنجابی بولن آلے ان ۔ دو تے بندے ہین اک اللہ دتہ تے اک میں ۔

ہن میں بجٹ آلے پاسے آندا واں ۔ حضور ! ساڈے وزیر خزانہ صاحب نے بڑا اچھا بجٹ پیش کیتا اے ۔ اوہ مبارک دے مستحق ہن کیوں جے اونہاں غریباں تے کوئی نواں ٹیکس نئیں لایا ۔ کوئی ہور گزارش کرن توں پہلے میں ایہہ عرض کر چھوڑاں کہ ہنے سوشلزم تے اسلام دی بحث چل پئی اے ۔ حضور شیخ صاحب ! سوشلزم تے اسلام وچ کوئی فرق نئیں ۔ اسلام دی گل اوہ کر رہے نیں جنہاں نوں زمیناں تے رقباں انگریزاں کولوں ملیاں ، تے او ایہہ سمجھدے نے پئی سوشلزم اسلام دے خلاف ہے ۔ حضور ! میں زیادہ پڑھیا لکھیا تے نئیں ، پر عام آدمی دی طراں گل سمجھ سکدا واں ۔ اسلام اصل او چیز اے جہڑی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تے اساں انہاں دے گھر وچ آئی ، تے اساں انہاں دے مطابق عمل کرناں اے ۔ میں پچھناں ہاں کیا اسلام وچ ایہہ گل نئیں کہ کوئی تہاڈا ہمسایا بھکھا نہ سووے ۔ کوئی وی تی دا بندا بھکھا ناں ہووے ۔ سوشلزم اسلام توں آگے نئیں ، پر اساں اس تے عمل نئیں کیتا ۔ اس توں بعد حضور میں ہن اپنی اک نکی جئی گل کریناں ۔

مسٹر سپیکر : تسیں جناب نکی کیوں وڈی گل کرو ۔

خان نوازش علی خان : حضور ! کیا وڈی تے نکی ، سندا تے کوئی ہے نئیں ۔ میں بڑے ہی پسماندہ علاقے دا بندا ہاں ۔ ایہناں علاقیاں وچ میرا گھر اے : مظفر گڑھ ، ڈیرہ غازی خان ، میانوالی ، کیمبل پور ، بھکر ۔ لیکن ساڈے نال متری ماں والا سلوک کیتا جا رہا اے ۔ جہڑا سلوک لائل پور سرگودھا تے ساہیوال نال اے ، اوہی سلوک ساڈے نال آبیانے دے معاملے وچ

کیتا جا رہا اے ۔ حضور والا ! انہاں دی زمیناں وچ تے بناسپتی ستر اسی من ہندی اے ۔ اسا لوک بیج کریندے تاں اوہ لوکی تے کھاد دا خرچہ اتی پورا نئیں ہوندا ۔ او وچارے سارا سال لگے رہندے نیں ۔ پر انہاں نوں لبھدا کجھ نئیں ۔ ایہہ ساڈے نال زیادتی اے ۔ جناب والا ! ایہہ پچھڑے لوک نے میں انہاں دی ترجمانی کر رہیاں ہاں ۔ اس تھوڑی عوام واسطے کجھ کرو حکومت دا فرض اے پئی انہاں دے واسطے کجھ کرے ۔ ٹھیک اے پئی ساڈی زبان انگریزی نئیں ، پر ساڈا الحاق تاں پاکستان نال اے ۔ اساں وی ووٹ دتے نے ۔ اساں وی پیپلز پارٹی نال تعلق رکھدے آں ۔ قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو دی پارٹی دے آں ۔ ہن ساڈے نال متری ماں والا سلوک نہ کرو ۔ جے کریسو تے ول وی ٹھیک اے ۔ اللہ مالک اے ۔

جناب ! سڑکاں دی گل وی آئی اے جہڑیاں سڑکاں ساڈے حصے دیاں ہن اوتاں تساں ملتان ، لاہور تے دوسرے ترقی یافتہ علاقیاں نوں دے دیتاں نیں ۔ تے سانوں تے تساں ٹوٹے وی نئیں بنا کے دتے ۔ تسی 30 لکھ دیاں سڑکاں تے دوسریاں نوں دے دتیاں نیں ۔ ساڈیاں مزدوراں دا حق دوسریاں نوں دے دتا اے ۔ کوئی ساڈے ول وی توجہ کرو ۔ مثلاً ساڈی آبادی شور کوٹ جلال پور اور ڈب کراں اے ۔ ملتان نال ملان واسطے دو میل سڑک چاہی دی اے تساں سانوں ایہہ ٹوٹا وی نئیں بنا کے دتا ۔

جناب والا ! میرا علاقہ پیر عبدالرحمن اے ۔ میں تحصیل شور کوٹ دی گل کر رہیا ہاں ۔ پیر عبدالرحمن بڑی وڈی آبادی اے ۔ جہدے نال گمبر شاہ جتھی مرالی تے احمد پور سیال بڑی گنجان آبادی اے ۔ اوتھے سرکار گھوڑے آلا بندا وی نئیں جا سکدا ۔ جناب والا ! ایہہ لوگ باقاعدہ ٹیکس وی دے رہے نیں ۔ انہاں علاقیاں نوں ملایا جاوے ۔ ایہہ کس طرح ہو سکدا اے پئی ایہہ لوک حکومت دا ساتھ وی دین ، پر خدمت کرن ، پر لنگھن واسطے رستہ وی نہ ملے ۔ ہن تسیں آپ ای غور کرو ۔

جناب والا ! دوسری گل تعلیم دے سلسلے وچ اے ۔ شور کوٹ ضلع جھنگ دی پس ماندہ تحصیل اے ۔ اک دو اوتھے ہائی سکول ہن ۔ اگر اتھے زیادہ سکول ہون تے ٹھیک اے کیوں جے آتھے زیادہ لوک جاہل ہن تے نا اہل ہن ۔ آتھے سکولاں دا ہوناں لازمی اے ۔ روڈو سلطان ، تے ڈب کلاں اے ، پیر عبدالرحمن اے میرے علاقے وچ وڈیاں وڈیاں آبادیاں ہن ۔ جہڑی آبادی ہن ہزاراں تک پہنچ گئی اے ۔ میری گزارش اے پئی تیسی آتھے سکول قائم کرو ۔

ایہہ پیر عبدالرحمن وچ بلڈنگ دی ڈھیر واسطے تیار آں - میں وزیر تعلیم نوں گزارش کراں گا پئی صرف عملہ بھیج دیون ایہد اسے پئی اوہ بھیج دیون گے ۔

وزیر تعلیم : ضرور جناب بھیجاں گے -

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر صاحب ! اوہ تہاڈے واسطے اج پنجابی زبان وچ بول رہے نیں - تے تسیں پنجابی نئیں بول رہے اپنی جھنگ والی زبان وچ بول رہے ہیں -

وزیر تعلیم : جناب میں سمجھتا ہوں -

خان نوازش علی خان : جناب میں لاہور دی زبان وچ نئیں بول رہیا بلکہ اپنی جھنگ دی زبان وچ بول رہاں - اتھے لاہور وچ میرا لڑکا اے - اوہ اتھوں دی زبان البتہ بول سکدا اے ۔

(قہقہہ)

جناب عالی جاہ ! پیر عبدالرحمان ایسی جگہ وے جتھے بڑی آبادی اے - ایتھے لڑکیاں دا اک سکول بنا دتا جاوے - ایہہ بڑے ثواب دا کم اے - اہو جیا علاقہ تساں نئیں ویکھیا ہوناں -

جناب والا ! دریائے سندھ توں لے کے چناب جہلم دے کنڈھے تک کوئی منڈی نئیں - لوکاں نوں بڑی تکلیف ہندی اے - میرے علاقے احمد پور، پیر عبدالرحمن ، گڑھ مہاراجہ تے کوٹ بہادر شاہ وچ کوئی منڈی نئیں - جناب 36 چک ہوون سڈے علاقے دے تے اوتھے کوئی منڈی نہ ہووے ! یعنی کم از کم چار پنج منڈیاں ہونیاں چاہیدیاں نیں لیکن سنن والا کوئی نئیں - تے جیہڑا ساڈوں بھار چکناں پیندا وے اوہدے اتے - پنج ست روپے کرایہ لگ جانے گا تے لین والا کوئی نئیں ہوندا - پولیس دا ایہہ حال اے کہ کئی میل لمبا تے کئی ای میل چوڑا علاقہ اے تے ایہدے وچ اک تھانہ تے اک چوکی اے - قتل کدی ہو جانے تے اٹھ اٹھ دن پولیس نئیں پہنچدی - گزارش اے کہ اینی گنجان آبادی وچ کم از کم اک تھانہ ہور ہوناں چاہی دا اے تے دو تن چوکیاں ہور ہونیاں چاہی دیاں نیں - تے تھانہ جیہڑا اے جناب اوہ قلعہ وچ بہہ گیا سی تے ہن تک کھٹیا پیا اے - اوہدی تعمیر نویں سرے توں نئیں کرائی گئی ، تے منشی اوہدے وچ اج لک کے بیٹھدا اے جنویں کسے اروڑی وچ کوئی جانور لک کے بیٹھ رہندا اے تے پہرے تھانیدار

تھانیدار نوں وی کوئی جا نہیں لبھدی پئی دی ۔ خدا دی حکمت اے پئی باہر جیہڑا پھل اے اوہ وی سک گیا اے ۔ ایس توں علاوہ عالی جاہ ! اک ہور وی نقص اے کہ تھانہ آبادی وچ آ گیا اے تے بڑا شور ہوگیا اے ۔ اہنوں نیلام کر دتا جائے تے نواں تھانہ آبادی توں باہر بر لب سڑک کوئی ہور جگہ لے کے تعمیر کیتا جاوے ۔ عالی جاہ ! اک ہور عرض اے پئی اوتھے اک کافی ہاؤس دی عمارت اے جہدی کوئی ضرورت نئیں تے اے عمارت اگر مسجد واسطے دے دتی جاوے ۔ جیہڑی کافی ہاؤس دی اے تے لوکی کونسل ہال دے نال جیہڑی زمین اے اوہ زمین دین واسطے تیار نیں ۔ میری عرض ایس توں علاوہ عالی جاہ! اے وی ہے پئی ساڈی تحصیل پار اے، دریا توں مشرق کنارے تے ہے، تے اسی مغربی کنارے تے آں ۔ تحصیل شور کوٹ مشرق اے تے اسی مغرب آں ۔ ہور علاقہ زیادہ تر مغرب اے تے لوکاں نوں تریموں تائیں جاناں ہوے سو ڈیڑھ سو میل دا سفر کرناں پیندا اے ۔ حالانکہ سدھا رستہ زیادہ توں زیادہ داہ میل اے ۔ سو ڈیڑھ سو میل سفر کر کے تحصیل وچ جاناں پیندا ہے ۔ سب تحصیل گڑھ مہاراجہ توں اگے ہے ۔ اگر مناسب ہووے تے مناسب وی ہے کہ گڑھ مہاراجہ نوں تحصیل بنایا جائے ۔ تا کہ لوکاں نوں جیہڑی مصیبت ہے اوہ دور ہو سکے ۔

عالی جاہ ! ایس علاقے دے وچ صحت دا کوئی خاص انتظام نئیں ۔ بڑی وڈی تحصیل اے ۔ کوئی ہسپتال ہووے ۔ اوتھے تے ڈسپنسریاں تک وی نئیں ہن ۔ کم از کم اٹھ دس ڈسپنسریاں ہونیاں چاہی دیاں نیں ۔ بڑی گنجان آبادی اے ۔ اوتھے سرکاری زمیناں وی بڑیاں پیاں ہوئیاں نیں ۔ لیکن سکیم کوئی نئیں بنائی گئی پئی جنگلات بنائے جان ۔ لکڑی دی بڑی تھوڑ اے ۔ کیوں پئی اوتھے سوئی گیس دا وی کوئی انتظام نئیں ۔ میرے خیال وچ جنگلات دی کوئی سکیم وی ہوتی چاہی دی اے ۔ ایس توں علاوہ قبلہ فارم ہے نیں اک ریکلیمیشن دا فارم اے اوہدے تے گورنمنٹ دی کوئی نگاہ نئیں ۔ کوئی زرعی فارم ہونے چاہی دے نیں ۔ کوئی ہور فارم ہونے چاہی دے نیں ۔ تا کہ اوہ پس ماندہ علاقہ اے تے اوتھے دے لوک دیکھ دا کھ کے اپنے واسطے کوئی کم کرن ، تے اپنے لئی روزی کمان ، تے صوبے نوں وی کوئی فائدہ پہنچان ۔

عالی جاہ ! میریاں ایہہ کجھ گزارشاں ہن تے مینوں امید ہے پئی وزیر اعلیٰ صاحب وی ، تے باقی وزیر صاحب وی ایہدے نال ای جناب سپیکر صاحب وی غور کرن گے ۔ میریاں عرضاں ہن تے بہت کم دیاں ، اگے جناب دی مرضی ۔ السلام علیکم ۔

مسٹر سپیکر : میاں خان بھٹہ ـ

میاں خان بھٹہ : جناب سپیکر ! میں سب سے پہلے جناب وزیر خزانہ کو جس نے 73-1972 میں شب تیرہ و تار میں ایک بے نوا مسافر کی طرح اپنا سفر اختیار کیا تھا ، اور پھر وہی مسافر جو کہ پچھلے سال 74-1973 میں کچھ زاد سفر لے کر صبح صادق اور صبح کاذب کے سنگھم پر کھڑا بار بار انکھیں جھپکتا تھا ـ ـ ـ ـ

مسٹر سپیکر : اچھا ، ہمیں تو ابھی تک آپ کی شاعری کا علم ہی نہ تھا ـ please continue

میاں خان بھٹہ : اور ایک امید کی کرن کا متلاشی تھا ـ میں ایسے صبح امید پا لینے پر دلی مبارک پیش کرتا ہوں ـ دوسری مبارک باد 76-1975 کا بجٹ پیش کرنے پر دیتا ہوں ـ کاش ، وہ یہاں پر تشریف فرما ہوتے ـ اس ایوان کی پرانی روایت چلی آ رہی ہے ـ کہ وزیر خزانہ ہمہ وقت تشریف رکھتے ہیں اور اس ایوان کے ممبران اپنے اپنے علاقے کی جن تکالیف اور ضروریات کا اظہار کرتے ہیں ـ وہ بذات خود بھی ان کو نوٹ فرماتے ہیں اور اس موجودہ بجٹ ان کو جگہ نہ مل سکتی ہو تو 77-1976 کے یعنی آئندہ سال کے بجٹ میں ان کو کوئی مقام مل سکتا تھا ـ

جناب والا ! کل یہاں پر حزب اختلاف کے قائد تھوڑی دیر کے لئے اپنے چند دوستوں کے ساتھ تشریف لائے ، اور پھر آپ کی اجازت کے ساتھ بیٹھ کر پاکستان پیپلز پارٹی اور اس حکومت کو طعنوں کا نشانہ بنا کر ایک لمبی چوڑی بحث کا آغاز کر کے اور اس کا جواب سنے بغیر تشریف لے گئے ـ جناب والا ! انہوں نے یہ طنز کی تھی ـ کہ حکومتی پارٹی کے منشور میں یہ بات درج ہے کہ جمہوریت ہماری سیاست ہے ـ لیکن جمہوریت پر عمل نہیں ہو رہا ـ انہوں نے حزب اقتدار اور اس کے ممبران کو یہ طعنہ دیا تھا ـ جناب والا ! پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور کی عمارت چار ستونوں پر تعمیر ہے ـ اس کا پہلا ستون یہ ہے ـ ”اسلام ہمارا دین ہے“ جناب والا ! میں دعوے سے اور اس ایوان کے ممبران کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی اور قائد عوام نے اسلام کی بے پناہ خدمت کر کے جو شرف حاصل کیا ہے ، اس سے پہلے پچیس سالہ دور کی حکومتوں نے اس کا عشیر عشیر بھی حاصل نہیں کیا اس حکومت نے اسلام کے لئے جو کارنامے سرانجام دیئے ہیں

ان کی فہرست بہت طویل ہے ۔ آپ جانتے ہیں کہ اس نے سب سے پہلے ملک کو ایک اسلامی آئین دیا ۔ اس امر کی پروا کئے بغیر کہ کتنا زرمبادلہ خرچ ہوگا اور خزانے پر بوجھ پڑے گا حج پر سے پابندی اٹھائی ۔ ہمارے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو نے یہ حکم دیا ۔ کہ جس کا جی چاہے خانہ کعبہ میں جائے ، جو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر جا کر سبز گنبد کو چھونا چاہے اسے بوسہ دینا چاہے ۔ وہ یہاں سے جا سکتا ہے ۔ اس کے لئے زرمبادلہ کو خاطر میں نہیں لایا جائے گا اور اس کے راستے میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کی جائے گی ۔ چنانچہ پہلے سال 93 ہزار کے قریب لوگوں کو حج کی سعادت نصیب ہوئی ۔ جناب والا ! آئین میں اسلامی مشاورتی کونسل بنانے کا سلسلہ لکھا گیا اور اسلامی مشاورتی کونسل قائم کی گئی ۔ اب کوئی قانون اسلام کے خلاف نہیں بن سکتا اور جو چیز اسلام سے متقابل ہوگی اس کے مخالف ہو گی ۔ یہ کونسل ہر وقت اس پر نظر رکھ سکتی ہے اور اس امر کا قطعاً امکان نہیں کہ کوئی قانون اسلام کے خلاف بن سکے ۔

جناب والا ! احمدیت ایک بہت بڑا فتنہ تھا جو نوے سال سے اس قوم کے لئے ایک مسئلہ اور ایک مصیبت بنا ہوا تھا ۔ آئے سال ہنگامے ہوتے تھے ۔ کشت و خون کے بازار گرم ہو جاتے تھے ۔ آپ نے 1953 میں دیکھا جب ابھی پاکستان اپنی عمر کے صرف چند سال گذار چکا اور ابھی اچھی طرح اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا بھی نہ سیکھا تھا کہ لاہور کی گلیاں اور سڑکیں خون سے سرخ ہو گئیں اور یہاں پر مارشل لاء نافذ ہوا ۔ تو اتنے بڑے مسئلے کو حل کرنے کا شرف صرف پاکستان پیپلز پارٹی ، اس کی حکومت اور قائد عوام کو حاصل ہوا ۔ جناب والا ! عرب اسرائیل جنگ میں پاکستان نے صرف اور صرف اسلام کی خاطر عرب بھائیوں کی امداد کی ۔ دامے ، درمے سخنے ، ہر طریقہ سے ان کو امداد پہنچائی ۔ جناب والا ! اس کے بعد اس معزز ایوان میں اسلامی کانفرنس منعقد کر کے مسلمانان عالم کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنے کا شرف بھی اسی حکومت کو حاصل ہوا ۔

جناب والا ! پاکستان پیپلز پارٹی کی عمارت کا دوسرا ستون یہ ہے ۔ "جمہوریت ہماری سیاست ہے" اسی پر کل طعنہ دیا گیا تھا ۔ کہ گو منشور میں لکھا ہوا ہے کہ جمہوریت ان کی سیاست ہے ۔ لیکن انہوں نے جمہوریت کے

لیے کیا گیا ۔ جناب والا ! اس پارٹی سے پہلے ان حضرات کو کہاں توفیق تھی ؟ پاکستان پیپلز پارٹی نے سب سے پہلے اس معزز ایوان کے دروازے کھولے اور طعنہ زنی کرنے والے احباب کو ان در و بام میں اپنی آواز بلند کرنے اور پنجاب کے عوام کی ترجمانی کرنے کا موقع بخشا ۔

جناب والا ! پاکستان پیپلز پارٹی نے ہر مسئلے میں جمہوریت کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ۔ قومی اسمبلی سے منظوری لی ۔ شملہ معاہدہ بھی قومی اسمبلی نے پاس کیا ۔ بنگلہ دیش کو منظور کرانے کا مسئلہ بہت کٹھن اور بڑا مشکل تھا ۔ لیکن اس پارٹی نے اس کو بھی منظور کرنے کا اختیار قومی اسمبلی سے لیا جو اس ملک میں سب سے بڑا ادارہ ہے ۔ اس پارٹی نے سرحد اور بلوچستان کے صوبوں میں نیپ اور جے یو آئی کو حکومتیں بنانے کا اختیار دیا ۔ مگر وہ خود مستعفی ہو گئیں ۔ انہوں نے آئین کی خلاف ورزی کی اور اگر ان پر کوئی پابندی لگائی گئی تو وہ بھی آئین کے تحت لگائی گئی ۔ پھر یہ نہیں کہ پابندی لگا کر یونہی بیٹھ گئے ، بلکہ اس کا ریفرنس سپریم کورٹ میں بھیجا جو ملک کی اعلیٰ ترین عدالت ہے ۔ جس کا فیصلہ پاکستان پیپلز پارٹی اور حکومت سب تسلیم کرنے کو تیار ہیں ۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جمہوریت کے ہم قاتل ہیں ۔ کسی صورت میں ہم اور عوام یہ بات تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ۔ ہم تو خود جمہوریت کے دعوے دار ہیں ۔ ہم تو جمہوریت کے احسان مند ہے ۔ جس نے ہمیں اس ایوان اور دوسرے ایوانوں تک پہنچایا لہٰذا جس چیز کے ممنون احسان ہیں ، اس کے قاتل کس طرح ہو سکتے ہیں ؟ ہم اس کے مخالف کس طرح ہو سکتے ہیں ؟ قاتل تو وہ خود ہیں جو لوگوں سے یہ وعدے کر کے آئے تھے کہ ہم اس ایوان میں آ کر ان کے مطالبات منوائیں گے ۔ ان کے لئے سڑکیں بنوائیں گے ، ان کے لئے سہولیات زندگی فراہم کرائیں گے ۔ لیکن آج ان کی نشستیں خالی پڑی ہوئی ہیں ۔ یہاں پر ان کے عوام کی ترجمانی کرنے والا کوئی نہیں ۔ ان کے ممبران انہیں داغ مفارقت دے گئے ہیں ۔

جناب والا ! علامہ رحمت اللہ ارشد نے جاتے جاتے چڑ کر فرمایا تھا کہ چیف منسٹر کی تقریر میں سوشلزم کا لفظ بار بار آیا ہے ۔ میں آخر میں اس کے متعلق بھی عرض کرتا جاؤں ۔ سوشلزم کے معنی عام فہم الفاظ میں پاکستان پیپلز پارٹی اور ہم لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ ہر انسان سے اس کی طاقت

کے برابر کام لیا جاتا ہے اور اس کی ضرورت کے مطابق اسے دیا جاتا ہے ۔ اس سے بڑا انصاف پر مبنی قول اور کیا ہو سکتا ہے ۔ دوسری صورت سوشلزم میں یہ ہے کہ استحصال ہر صورت میں اور ہر مشکل میں حرف غلط کی طرح مٹا دیا جاتا ہے ۔ یہاں پر تشریف فرما معزز رکن سید دیوان غلام عباس بخاری نے بھی سوشلزم کی مخالفت کی اور اپنے اظہار خیال میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ اسلام اور سوشلزم میں ٹکراؤ ہے ۔ میں آپ کی وساطت سے جناب دیوان صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ اگر انہوں نے اسلام کو جانا بوجھا ہے تو پھر سوشلزم کو بھی پڑھیں ۔ سوشلزم کے متعلق بھی معلومات حاصل کریں ۔ سوشلزم کے اصول اسلام قوانین سے مشترک ہیں ۔

جناب والا ! ایک پاکستانی شخصیت ماؤزے تنگ سے ملاقات کرنے گئی ۔ اس نے ماؤ سے پوچھا کہ ہم پاکستان کے لئے کیا کریں ؟ انہوں نے یہ فرمایا کہ آپ سلام پر کاربند ہو جائیں ۔ تو آپ سوشلزم کو محسوس کریں جو اسلام سے مشترک ہے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : پھر ہو جائیں اسلام پر کاربند ۔

میاں خان بھد : وہ فرماتے ہیں کہ ہم اسلام سے حاصل کرتے ہیں ۔ ہم تو یہ کہتے ہی نہیں کہ اسلام اور سوشلزم میں کوئی فرق ہے یا ان میں کسی قسم کا ٹکراؤ ہے ۔ آپ صرف نام سے بدکتے ہیں ۔ جیسے کل وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ فرمایا کہ جمہوریت کے نام سے آپ کو ڈر نہیں آتا ۔ اگر جمہوریت سے آپ کو پیار ہے ، اگر آپ جمہوریت سے عشق کرتے ہیں تو سوشلزم کو بھی قبول کریں ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : کیوں ؟

مسٹر سپیکر : بخاری صاحب بڑا واضح طور پر کہہ چکے ہیں کہ اسلام میں معاشی اور اقتصادی مساوات نہیں ۔ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں ۔

میاں خان بھد : جناب والا ! میں دیوان صاحب کا نام یہاں پر لے چکا ہوں ۔ آپ دعویٰ کرتے ہیں کہ اسلامی تاریخ کو پڑھا ہے ۔ تو آپ کو معلوم ہوگا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لے گئے تو انہیں معلوم ہوا کہ ایک صحابی رض نے اپنا پختہ مکان بنا لیا ہے ۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ اس مکان کو مسمار کر دیا جائے

اور مزید فرمایا جب تک تمام لوگوں کے گھر کچے ہیں اور جھونپڑے موجود ہیں ، کسی صحابی کو کسی صورت میں یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ پختہ مکان بنائے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : ضرور مسمار کر دیں ۔

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری : جناب والا ! اس قسم کی کوئی حدیث موجود نہیں ۔

میاں خان محمد : جناب والا ! اسلام اور سوشلزم دونوں میں جاگیرداری کا کہاں وجود ہے ؟ دونوں اس چیز کی نفی کرتے ہیں ۔ زراعت کا تصور اسلام میں کہاں ہے ؟ پٹوں پر زمین دینے کا تصور اسلام میں کہاں ملتا ہے ؟

(اس مرحلہ پر نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری صاحب کچھ کہنے کے لئے کھڑے ہوئے)

مسٹر سپیکر : نواب صاحب ! اس سلسلے میں میں نے آپ کو وقت دیا ہوا ہے ۔ جب آپ کہیں گے آپ کو وقت دے دوں گا ۔

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری : جناب والا ! میں پوائنٹ آف انفارمیشن پر کھڑا ہوا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جاگیرداری کہاں موجود ہے ؟

میاں خان محمد : جناب والا ! میں عرض کر رہا ہوں کہ باوجود اسلام کا بار بار نام لینے کے وہی لوگ مخالفت کرتے ہیں جو جاگیردار ہیں ۔ جنہوں نے اپنی زمینیں مزارعین کو دے رکھی ہیں ، مدتوں اور پشتوں سے ان کا خون چوس رہے ہیں ۔ جن کی پرورش ہی ان کے خون اور ان کے کمائے ہوئے مال سے ہوئی ہے وہ کس طرح سوشلزم قبول کریں گے ۔ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ اسلام کسی صورت میں جاگیرداری کو تحفظ نہیں دیتا ۔ اسی طرح سے سوشلزم بھی جاگیرداری کو تحفظ نہیں دیتا ۔ آپ سوشلزم کی مخالفت کر کے اسلام کی مخالفت کرنا چاہتے ہیں ۔

جناب والا ! بجٹ کا بنظر غائر مطالعہ کرنے سے سب سے اچھی چیز مجھے یہ محسوس ہوئی ہے کہ ترقی کا رخ بڑے بڑے شہروں اور بڑے بڑے جزیروں سے اب ریگستانوں ، اجڑے دیاروں اور دیہاتوں کی طرف موڑ دیا گیا ہے اور اس سلسلے میں پرانے اقتصادی ڈھانچے کو ختم کر کے ایک نیا نظام نافذ کرنے

کی کوشش کی جا رہی ہے - جناب والا ! مجھے تسلیم ہے کہ پہلی حکومتوں کے دور میں بھی اس ملک اور صوبے میں ترقی ہوئی ہے - لیکن کس چیز کی ؟ 22 خاندانوں کی ، امرا کی ، اور غربا کی غربت اور ترقی کے عشرے منائے جاتے رہے ہیں - جب عشرہ منایا جا رہا تھا - اس وقت عوام کے اندر نفرت کا لاوا پھوٹ پڑا اور عشرہ منانے کا ڈھونگ رچانے والے کو نیست و نابود کر دیا - جناب والا ! اس سلسلے میں موجودہ حکومت کو نفع اندوزی کے ہلاکت آفرین نظام کو اور ماہرین اقتصادیات کے ذہنوں میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی اس سوچ کو بدلنا پڑا کہ پرانے اقتصادی اصول نافذ کئے بغیر اس ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن نہیں کیا جا سکتا - اس انقلابی حکومت نے صنعت ، محنت ، بنک کاری ، تعلیم ، انشورنس ، کرنسی ، صحت اور انتظامیہ میں اصلاحات نافذ کرنے کے بعد اپنی نئی منصوبہ بندی کو بروئے کار لائی ہے اور اس کے نتائج اب محسوس کئے جا رہے ہیں - مجھے یقین ہے کہ ان اصلاحات کے نتیجے میں یہ صوبہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو جائے گا -

جناب والا ! میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ وسائل کو دیہات کی طرف موڑ کر - اس حکومت نے صحیح معنوں میں انقلابی قدم اٹھایا ہے - یہ رخ ترقی یافتہ علاقوں کی بجائے پس ماندہ علاقوں اور خوش حال علاقوں کی بجائے بد حال علاقوں کی طرف موڑ دیا ہے - حکومت نے یہ محسوس کیا کہ جب تک صرف زمین پر گزر بسر کرنے والی 85 فی صد دیہاتی آبادی کے حالات زندگی کو سنوارا نہ جائے - اس وقت تک زراعت کو ترقی نہ دی جائے گی - اس وقت تک شہر بھی ترقی یافتہ نہیں ہو سکتے اور شہروں کے باسی بھی ترقی یافتہ نہیں کہلا سکتے - اس ملک کی معیشت کا انحصار ہی زراعت پر ہے - زراعت کو ہمارے ملک کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی سے تعبیر کیا جا سکتا ہے - کیونکہ اس ملک کی ایک عظیم اکثریت دیہاتوں میں رہ کر زراعت یا زراعت سے متعلقہ پیشہ اختیار کر کے اپنی گزر بسر کر رہی ہے - گو دیہات کی زندگی میں ابھی تک تھوڑی سی تبدیلی آئی ہے - ابھی اس چہرے پر تھوڑا سا غازہ ملا گیا ہے - لیکن پھر بھی اس کے طور طریقے سے ہمیں دیہات کی زندگی کا کرب محسوس ہوگا وہ کن چیزوں کے نہ ملنے سے ہے ؟ اس کا باعث تعلیم اور صحت کی سہولتوں کا فقدان ، ذرائع آمد و رفت کی عدم موجودگی اور

دیہی آبادی کا رسم و رواج کے فرسودہ نظام میں گھرا ہونا ہے ۔ زراعت ہماری ریڑھ کی ہڈی اور ہماری معیشت کی بنیاد ہے ۔ لیکن اس کے لیے فرسودہ آلات کشاورزی استعمال کئے جاتے ہیں ۔ اس نے بستی اور مشکل میں وہ آبادی پھنسی ہوئی ہے ۔ اس حکومت کا سب سے بڑا کارنامہ یہی ہو سکتا ہے کہ دیہی آبادی کی خدمت کرے اور آج کل کے سائنسی دور کی تمام سہولتیں ، جو دنیا کی تمام تہذیب یافتہ قوموں کو میسر میں پاکستانی دیہی عوام کو بھی حاصل ہو جائیں ۔

جناب والا ! میں حکومت کا شکر گزار ہوں کہ کوئی گاؤں ایسا نہیں رہنے دیا گیا جس میں پرائمری سکول نہ کھولا گیا ہو ۔ جہاں تک صحت کا تعلق ہے ۔ اس سلسلے میں ہیلتھ سنٹر کھولے جا رہے ہیں اور سب سے زیادہ امید افزا بات یہ ہے کہ جب اس حکومت نے زمام حکومت سنبھالی ۔ اس وقت پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں صرف 488 نشستیں تھیں ، اب اس میزانیہ میں 1832 نشستیں ڈاکٹری تعلیم کے لئے موجود ہیں اور اتنے ہی طالب علم پڑھ رہے ہیں ۔ جب وہ ایم ۔ بی ۔ بی ایس کر کے باہر آئیں گے تو مجھے یقین ہے کہ یہ 1832 کی ہر سالہ کھیپ ہماری طبی ضرورت کو پورا کرنے کے قابل ہو جائے گی ۔

جناب والا ! میں زراعت کے متعلق عرض کر رہا تھا ۔ زراعت کو اس طریقے سے درست کیا جا سکتا ہے کہ بیج اچھے ملیں ۔ اس سلسلے میں میں حکومت کا شکر گزار ہوں کہ وزیر زراعت نے کافی تگ و دو کی اور یہاں کے ماہرین کی مخالفت مول لے کر میکسیکو سے دوبارہ میکسی پاک کا بیج منگوا کر اس صوبے میں کاشت کر کے زیادہ بیج اُگا کر آئندہ کے لئے اس قسم کے بیج کی ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش ہے ۔ کھاد کے نئے کارخانوں کے قیام اور باہر سے کھاد درآمد کر کے کھاد کی ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ کرم کش ادویات بھی کم قیمت پر دیہاتی عوام کو مہیا کر رہی ہے ۔ میں حکومت کا شکر گزار ہوں ۔ اس کے بعد اجناس کی اچھی قیمتیں ملنے کا مسئلہ آتا ہے ۔ جیسے مجھ سے پہلے مقررین نے فرمایا ہے کہ ان کے علاقے میں دور دور تک منڈیوں کہیں نام و نشان نہیں ۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ کچے راستوں پر ریڑھوں اور گڈوں پر جنس کو لاد کر لانا اور سینکڑوں میل سفر کرنا دیہی عوام کے لئے ایک مصیبت ہے ۔

پھر انہیں اپنی جنس کے پیسے بھی کم ملتے ہیں اور نقصان ہوتا ہے اور اس اس نقصان کی وجہ سے زراعت کے راستے میں بھی رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں ۔ ایک اور بات کی طرف میں حکومت کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اس سال آلو کی فصل کو جس بے دردی سے تباہ کیا گیا ہے ۔ اس سے زمینداروں کو جتنا نقصان ہوا ہے وہ اس سے قبل کبھی نہیں پہنچا تھا ۔ جناب سپیکر ! آپ جا کر مشاہدہ کریں کہ لوگوں نے ہزاروں کی تعداد میں بوریاں آلوؤں سے بھر کر کولڈ سٹوریج کے سامنے ڈھیر کر دیں اور جب وہاں جگہ نہ ملی تو یہ سوچ کر کہ انہیں گھر لے جا کر کیا کریں گے ۔ وہ انہیں پھینک کر چلے گئے ۔ اس سلسلے میں اگر حکومت وقت سے پہلے کوئی تدابیر اختیار کرتی تو ایسی صورت حال کا سامنا نہ کرنا پڑتا ۔ اس لئے میں درخواست کرونگا کہ آئندہ کے لئے محتاط رویہ اختیار کیا جائے اور یہ فصل جو بڑی قیمتی فصل ہے اسے آئندہ کبھی بھی تباہی کا سامنا نہ کرنا پڑے ۔

جناب والا ! ایک اور بات جو قابل ذکر ہے ۔ وہ پنجاب کو مرکز سے اس کے حصے کا ملنا ہے ۔ یہ رقم وفاقی حکومت نے پنجاب کو مدد کے طور پر دی ہے اور اس میں اہم نکتہ یہ ہے کہ پہلی بار پنجاب کو اس کی آبادی کے تناسب سے اس کا حصہ ملا ہے اور اس پر ہم وفاقی وزیر خزانہ اور وزیر اعظم پاکستان کے تہہ دل سے ممنون ہیں ۔

جناب والا ! اس بجٹ میں یہ مژدہ سنایا گیا ہے کہ آبیانہ کے فلیٹ ریٹ کر دیے گئے ہیں ۔ جناب والا ! فلیٹ ریٹ اس طرح سے نہیں ہوتا جیسے اب نافذ کیا گیا ہے ۔ فلیٹ ریٹ کو اس پانی پر لگایا جاتا ہے ۔ جو زمیندار کو میسر آتا ہے اور ان کیوسکس پر عائد ہوتا ہے ۔ جو زمیندار نہر سے حاصل کرتا ہے ۔ لیکن یہاں تو فلیٹ ریٹ اس فصل پر بھی لگا دیا گیا ہے جس کو ہم اپنے کنوئیں یا اپنے ٹیوب ویل سے سیراب کرتے ہیں ۔ اسے فلیٹ ریٹ کا نام دینا غلط ہے ۔ آپ اس کا کوئی اور نام تجویز کر لیں ۔ فلیٹ ریٹ تو اس پانی پر لگتا ہے جو موگہ سے حاصل کیا جاتا ہے ۔ اس سلسلے میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ اب پٹواری رشوت نہیں لے سکے گا ۔ میں پوچھتا ہوں کہ پٹواری کی رشوت کا تدارک کہاں کیا گیا ہے ؟ اگر پٹواری 10 ایکڑ کی کاشت کو 6 ایکڑ لکھ دے گا تو 4 ایکڑ کے لئے رشوت طلب کرے گا ۔ اسے روکنے والا کون ہے ؟ اسی طرح سے سکارپ کے علاقے والوں سے یہ وعدہ کیا گیا

تھا کہ انہیں دوھرا آبیانہ معاف کر دیا جائے گا ۔ جناب والا ! دو کروڑ ایکڑ زمین کی جو آبپاشی ہوتی ہے پنجاب میں اس میں سے 45 لاکھ ایکڑ کے لئے سکارپ کے لوگوں کو رعایت دی گئی ہے ۔ اگر یہ رعایت دینی ہے تو حکومت اپنی گرہ سے دے لیکن اس کا بوجھ باقی ڈیڑھ لاکھ ایکڑ اراضی کے مالکان پر بھی ڈال دیا گیا ہے ۔ اگر حکومت ان لوگوں کو ممنون کرنا چاہتی ہے تو اس کا بوجھ خود اٹھائے اور باقی کاشتکاروں پر نہ ڈالے ۔

جناب والا ! اس ملک میں آج کل ایک مخصوص مسئلہ ہو گیا ہے ۔ یہ مسئلہ پیدا ہو گیا ہے ۔ یہ مسئلہ مہنگائی کا ہے جس کی طرف کم توجہ دی گئی ہے ۔ اس مہنگائی نے عوام کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے ۔ عوام بلبلا رہے ہیں ۔ اس سلسلے میں وہ پیپلز پارٹی اور عوامی حکومت سے بجا طور پر یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ اس مہنگائی کا قلع قمع کرنے کی کوشش کرے ۔ ہم اس بات سے واقف ہیں کہ یہ مہنگائی صرف پاکستان میں ہی نہیں ، صرف پنجاب میں ہی نہیں ، بلکہ اس نے تمام دنیا کو اپنی لپٹ میں لیا ہوا ہے ۔ لیکن وہ چیزیں جن پر کسی صورت بھی مہنگائی کا اثر نہ ہونا چاہیئے انہیں مہنگائی سے بچایا جائے ۔ یہاں پر آج ایک چیز کا بھاؤ 10 روپے ہوتا ہے تو پانچ دنوں کے بعد وہ 15 روپے کیوں ہو جاتا ہے ۔ سیمنٹ کی بوری کی قیمت 18 روپے مقرر کی جاتی ہے تو وہ 32 روپے کی کیوں بک رہی ہے ۔ اگر سیمنٹ کی بوری موجود نہیں ۔ پھر تو اسے کسی قیمت پر بھی نہیں ملنا چاہیئے ۔

جناب والا ! آخر میں میں آپ کے توسط سے اپنے ضلع کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں ۔ سب سے پہلے تو میں وزیر خزانہ کا شکر گزار ہوں ۔ کیونکہ ساہیوال میں ہاؤسنگ سکیم کے لئے رقم رکھی گئی ہے ۔ اس میں سے غریب عوام اور کسانوں کو بھی مکانات ملیں گے ۔ یہ سکیم 156 ایکڑ پر جاری کی گئی ہے جس کے لئے حکومت نے روپیہ دیا ہے ۔ میں ساہیوال کی عوام کی طرف سے حکومت کا شکر گزار ہوں دوسری چیز یہ ہے کہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ساہیوال ایک زرعی ضلع ہے اور ہمارے صوبے میں زراعت کے میدان میں کسی دوسرے ضلع سے کم اور پیچھے نہیں ۔ لیکن حکومت نے زراعت کے بعد دوسری ترجیح صنعت کو دی ہے اوراس میں ساہیوال کو پیچھے رکھا گیا ہے ۔ قیام پاکستان سے پہلے اوکاڑہ میں ایک گھسی پٹی ہوئی ٹا کارہ سی

مل تھی ۔ اس کے علاوہ آپ تمام ضلع پر نظر دوڑائیں تو آپ کو کوئی صنعت بھی نظر نہیں آئے گی ۔ اس سلسلے میں میں آپ سے درخواست کروں گا کہ حکومت اس ضلع کے عوام کی حق رسی کرتے ہوئے اس ضلع کو صنعت کے لحاظ سے پس ماندہ قرار دے اور جو صنعتیں دوسرے پس ماندہ علاقوں میں لگائی جا رہی ہیں وہ ضلع ساہیوال کو بھی ملنی چاہیئں ۔ اس سلسلے میں میں حکومت سے یہ درخواست کرونگا کہ اس ضلع میں دو لاکھ ایکڑ اراضی پر گنا کاشت کیا جاتا ہے ۔ اس سے تین شوگر ملیں چل سکتی ہیں ۔ اگر حکومت اس طرف غور فرمائے تو یہ دولت ضائع ہونے سے بچ سکتی ہے اور ایک کی بجائے تین شوگر ملیں اس ضلع میں چل سکتی ہیں ۔ اگر وہاں ایک مل بھی لگا دی جائے تو عوام نہایت شکر گزار ہوں گے ۔ دوسرا مطالبہ سوئی گیس کا ہے ۔ پہلے کہا جاتا تھا کہ وہاں صنعت نہیں اس لئے وہاں سوئی گیس کی ضرورت نہیں ۔ اور جب صنعت کار ان کے پاس جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ چونکہ وہاں سوئی گیس نہیں اس لئے وہاں صنعت نہیں لگ سکتی ۔ میری گزارش یہ ہے کہ ہمیں یہ دونوں چیزیں ملنی چاہئیں ۔ اور اب تو ملک اللہ دتہ صاحب نے پتوکی کے لئے بھی سوئی گیس مانگی ہے ۔ وہ ضلع ساہیوال سے گزرے گی ۔ اس سلسلے میں اہل ساہیوال اہل لاہور کے دیہاتی بھائیوں کے ہم زبان اور ان کی پوری پوری تائید کرتے ہیں ۔ ساہیوال میں ایک انجینئرنگ کالج بھی وقتی طور پر کھولا جا رہا ہے اور حکومت کا پروگرام ہے کہ اسے کسی اور جگہ تبدیل کر دیا جائے گا ۔ اس سلسلے میں وہاں کے لوگوں کا مطالبہ ہے کہ کسی صورت میں بھی یہ کالج ساہیوال سے منتقل نہ کیا جائے ۔ اس سلسلے میں قبل اس کے کہ وہ کوئی احتجاج وغیرہ کریں ۔ میں اس وقت عرض کر دیتا ہوں ۔ اس کالج کو وہاں رہنے دیا جائے ۔ اگر آپ نے اتنی کرم بخشی کی ہے تو اس کو باقی دنوں کے لئے بھی جاری رکھنے میں کون سی قباحت ہے ۔

جناب والا ! میں نے آج سے دو سال پہلے اس ایوان میں تجویز پیش کی تھی کہ ضلعی صدر مقامات پر واقع ہسپتالوں میں میڈیکل کالجوں کے سو سو طالب علموں کی سیٹوں کا اجرا کیا جائے ۔ اس وقت میری اس تجویز کو نہ مانا گیا ۔ لیکن اب خود محکمہ صحت اس بات پر غور کر رہا ہے کہ ضلعی

ہسپتالوں میں اس قسم کی گنجائش ضرور موجود ہے کہ وہاں پر میڈیکل کالج کی پچاس یا سو سیٹیں بڑھانے کا انتظام کیا جائے۔ اس سلسلے میں ساہیوال کو ترجیح دی جائے۔ ڈپٹی کمشنر ساہیوال نے دو اڑھائی ایکڑ زمین بھی مخصوص کر رکھی ہے تاکہ اگر ساہیوال میں میڈیکل کالج بنایا جائے تو اس کے لئے زمین کی ضرورت پوری ہو سکے۔

جناب والا! میونسپل کمیٹیاں پہلے ہی اپنی کم مائیگی کا اعلان کر رہی ہیں۔ ایسٹیبلشمنٹ کے اخراجات اتنے بڑھ گئے ہیں کہ میونسپل کمیٹیوں کے لئے اپنے منصوبے جاری رکھنا ناممکن ہوگیا ہے۔ ساہیوال میں واٹر سپلائی اور محکمہ پبلک ہیلتھ کی دو سکیمیں چل رہی ہیں جس میں اڑھائی لاکھ یعنی پانچ لاکھ روپیہ ہر سال دینا پڑتا ہے۔ صوبے میں باقی جہاں منصوبے چل رہے ہیں۔ وہ حکومت کی طرف سے اور اس کی مدد سے چل رہے ہیں۔ حکومت اپنی گرہ سے خرچ کر رہی ہے۔ میونسپل کمیٹی پر بار نہیں۔ اگر لاہور اور اور لائل پور کی میونسپل کمیٹیوں کو ایک ایک کروڑ روپیہ مل سکتا ہے۔ تو میونسپل کمیٹی ساہیوال کو بھی پانچ لاکھ روپے کی معافی دی جائے جو اسے ہر سال کا دینا پڑتا ہے۔ اور وہ روپیہ حکومت اپنی گرہ سے دے۔

جناب والا! آخر میں میں عرض کروں گا کہ صوبہ کے حالات اب روبہ اصلاح ہیں۔ صوبہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو چکا ہے۔ پیپلز پارٹی کی جو آئینی طور پر باقی مدت ہے۔ اس کے اختتام پذیر ہونے تک انشاء اللہ تعالیٰ یہ صوبہ اور یہ ملک اپنی ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے اپنی آخری منزل تک پہنچنے کی کوشش کرے گا۔ لیکن جب تک حکومت کے اہل کار خوش دلی سے کوشش نہیں کریں گے۔ محنت نہیں کریں گے۔ اس صوبے کے نظم و نسق کو اچھے طریقے سے نہیں چلائیں گے۔ امن عامہ کو بحال نہیں کریں گے۔ یہاں ہر شخص کو انصاف میسر نہیں آئے گا۔ یہ بات ممکن نہیں۔ امن و امان کی تباہی کا یہ عالم تھا کہ کسی کا جان و مال محفوظ نہ تھا۔ اب ان حالات کو درست کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

جناب والا! جاتے جاتے میں پولیس کی کارکردگی کے بارے میں بھی عرض کرتا چلوں۔ پولیس کی کارکردگی کا شاہکار آج سے پندرہ روز پہلے اوکاڑہ کے قریب سامنے آیا ہے جب کہ اس ایوان کے سابق ممبر میاں نذیر احمد اور ان کے منیجر کو قتل کر دیا گیا۔ آپ نے اخبارات میں پڑھا ہوگا۔ ان کی جیپ کو شاہراہ پر روک کر انہیں گولی کا نشانہ بنایا گیا اور ان کی لاشوں پر پٹرول

چھڑک کر جلایا گیا اور لاشوں کو مسخ کیا گیا ۔ مدعیوں کی اطلاع کے متعلق وہاں کے علاقے کا ڈی ۔ ایس ۔ پی اس میں ملوث تھا ۔ اس نے کوشش کی کہ اس کے خلاف پرچہ نہ ہو چنانچہ اس نے رکاوٹیں پیدا کیں ۔ بڑی مشکل سے پرچہ درج ہوا اور پھر پولیس نے کارروائی شروع کی ۔ پولیس بھی ساہیوال سے آئی جس نے کارروائی کی ۔ ملک اور صوبے میں ایسے واقعات آئے دن ہو رہے ہیں ۔ امن و امان کی بحالی کے بغیر باقی سہولیات زندگی اور ترقی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ۔ پھر جب پرچے میں ڈی ۔ ایس ۔ پی کا نام درج ہے کہ وہ اس سازش میں شامل ہے ۔ پہلے تو اسے جبری رخصت پر بھیج دیا گیا لیکن بعد میں پتا نہیں اس نے کسی طریقے سے اپنے آپ کو بحال کرا لیا اور اب وہ ڈی ۔ ایس ۔ پی بن کر بیٹھا ہوا ہے ۔ اس کا کردار پولیس کے نام پر دھبہ ہے ۔ اس کے اور اس کے بیٹوں کے ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : I think that the case is subjudice and I would request the Member that reference may be reasonable but anything beyond that may not be fair.

میاں خان بھد : جناب والا ! میں آخر میں یہ توقع کرتے ہوئے کہ جو حالات 1971 میں تھے ۔ ان کے اندر 1972 میں اصلاح ہوئی ۔ جو 1972 میں تھے ان کے اندر 1973 میں اور اصلاح ہوئی اور پھر 1974 اور 1975 آئے ۔ میں توقع کرتا ہوں کہ اگر حکومت ۔ پارٹی اور قائد عوام اس دل لگی سے اس ملک اور صوبے کی خدمت کرتے رہے اور عوام نے محنت کی تو وہ دن دور نہیں جب ہم سب مقاصد پا لیں گے جن کے لئے پاکستان بنا تھا ۔

جناب والا ! آپ نے شاعری کی بات کی تھی ۔ دو شعر سنا کر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں :۔

ابھی سے جشن بہاراں ابھی سے شغل جنوں
کبھی کسی کو گلستان میں سرخرو تو کرو
یہیں سے لالہ و گل کا ہجوم دیکھو گے
خلوص دل سے بہاروں کی آرزو تو کرو

مسٹر سپیکر : منسٹر فار ایگریکلچر ۔

وزیر زراعت : جناب والا ! موجودہ بجٹ کو زرعی بجٹ کے نام سے پکارا گیا ہے اور ہمارے وزیر اعلیٰ نے کافی تفصیل کے ساتھ اپنی بجٹ تقریر میں

زراعت کے بارے میں بیان فرمایا ہے ۔ اس لئے میں صرف چند موٹی موٹی باتوں کا ذکر کروں گا ۔

جناب والا ! پاکستان کا کل رقبہ 20 کروڑ ایکڑ ہے ۔ exactly انیس کروڑ اسی لاکھ ایکڑ ۔ اس میں سے ایک چوتھائی مزروعہ ہے ۔ exactly چار کروڑ سینتالیس لاکھ ایکڑ ۔ اس چار کروڑ سینتالیس لاکھ ایکڑ میں سے تین کروڑ تیس لاکھ ایکڑ نہری پانی سے آبپاش ہوتی اور باقی ایک کروڑ چالیس لاکھ بارانی ہے ۔ میں نے یہ ذکر اس لئے کیا ہے کہ دنیا میں کہیں بھی 33 ملین یا تین کروڑ تیس لاکھ ایکڑ نہری پانی سے آبپاشی ہونا ایک جگہ سے ایک بلاک میں میسر نہیں ۔ دنیا کے کسی ملک میں ۔ یہ irrigated رقبے ہوتے ہیں جہاں پیداوار بہت زیادہ ہوتی ہے ۔ باوجود اس حقیقت کے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس قدر اچھی زمین اور اس قدر اچھے وسائل دیے ہیں ۔ ہماری پیداوار بہت کم ہے ۔ اب پنجاب میں دیکھیں ۔ پنجاب میں کل رقبہ پانچ کروڑ ایکڑ ہے جس کا نصف حصہ یعنی اڑھائی کروڑ مزروعہ ہے ۔ اس میں سے دو کروڑ ایکڑ نہری پانی سے آب پاش ہوتا ہے ۔ اور باقی نصف بارانی ہے پنجاب کی صورت حال دیکھیں تو وہ پاکستان کی مجموعی صورت حال سے بھی اچھی ہے ۔ لیکن پیداوار کے لحاظ سے دیکھیں ۔ تو ہماری گندم کی پیداوار 14 من فی ایکڑ ، مکئی کی 12 من ، جوار چھ من ، باجرا پانچ من ، کپاس 9 من فی ایکڑ ہے ۔ مجھے یہ کہتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ دنیا میں یہ سب سے کم پیداوار ہے ۔ خاص طور پر اتنا اعلیٰ رقبہ ہونے کے باوجود ۔ اس کی وجہ کیا تھی ؟ مجھے تاج محمد خانزادہ صاحب سے اتفاق ہے کہ سابقہ حکومتوں نے زراعت پر کوئی توجہ نہیں دی ۔ بلکہ ایک سیاسی مصلحت کی بنا پر انہوں نے 80 یا 85 فی صد آبادی کو تباہ کر کے رکھ دیا تھا ۔ لیکن یہ صرف کہنے کی بات نہ تھی ۔ ہمارا زراعتی شعبہ سب سے بڑا تھا ۔ آج ہم باہر سے اتنے اربوں روپے لگا کر اپنے خسارے کو بھی پورا نہیں کر پا رہے ۔ آپ کو یاد ہوگا کہ وزیر اعظم نے اس وقت جب وہ صدر تھے ۔ 20 دسمبر 1971 کو اپنی پہلی تقریر میں یہ کہا تھا کہ زراعت ہمارا main شعبہ ہے ۔ لیکن اس کو پچھلی حکومتوں نے نظر انداز کر دیا تھا اور ہم نے اس کی طرف بھرپور توجہ دیں گے ۔ تو ان کا یہی وعدہ تھا اور ہماری حکومت نے ایسے ایسے اقدام کئے ہیں جس سے اب ہمارے مخالف بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ زراعت کچھ نہ کچھ آگے چلنے لگی ہے ۔

سب سے پہلے تو میں جناب یہ عرض کروں گا کہ ٹیوب ویل کی جو subsidy scheme تھی پچھلی کسی حکومت نے ایسا نہیں کیا۔ ہم نے 1972 میں یہ سکیم شروع کی اور یہ تین سال کا پروگرام تھا۔ جس میں چھ ہزار سات سو ٹیوب ویل لگنے تھے۔ مجھے یہ کہتے ہوئے بڑی خوشی ہوتی ہے کہ ہم نے چھ ہزار چار سو ٹیوب ویل لگا دیئے ہیں۔ جس میں سے پچھلے دو سالوں میں صرف دو ہزار لگائے گئے تھے اور اس سال چار ہزار چار سو ٹیوب ویل لگا دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح ہم نے ایگریکلچر سپلائیز کارپوریشن بنائی۔ لوگوں کا یہ خیال تھا کہ اگر پبلک سیکٹر میں یہ چیزیں جائیں گی۔ تو اس میں بلیک ہوگی۔ ملک کا نقصان ہوگا، یہ چلا نہیں سکیں گے۔ لیکن ان کی ساری باتوں کی نفی ہوگئی۔ ان کی ساری باتیں غلط ثابت ہوئیں۔ ہماری کارپوریشن کے کوئی چھ ہزار سیل ڈپو ہیں۔ جس میں باسٹھ bulk ڈپو ہیں۔ جہاں سے کھاد آگے سیل ڈپو کو جاتی ہے۔ باقی 538 عام سیل ڈپو ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ ہر چیز میں کچھ نہ کچھ خامی ہوتی ہے۔ لیکن میں دعوے سے یہ کہتا ہوں کہ جتنا اس کارپوریشن نے کام کیا ہے اور کاشتکاروں کی خدمت کی ہے۔ کسی نے پہلے اس طرح نہیں کی ہوگی۔ ہو سکتا ہے کہ کہیں ایک دو جگہ کوتاہی ہوئی ہو۔ جیسا کہ بعض ممبران نے کہا ہے کہ شکائتیں آئی ہیں۔ یہ تو ہوتا ہی رہتا ہے۔ لیکن یہ بھی تو سمجھیں کہ ایک کارپوریشن اپنی اسی فی صد آبادی کے لئے کیسے کافی ہو سکتی ہے۔ یہ بھی غلط بات ہے، اس لئے ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ پنجاب سیڈ کارپوریشن قائم کریں۔ ورلڈ بنک کی ٹیم یہاں آئی ہوئی تھی۔ اس نے بھی ہمیں رپورٹ دی ہے اور میں نے یہی کہا تھا کہ سیڈ کارپوریشن اصل میں یہی ادارہ ہے جو دیہاتوں میں جائے گا۔ یہ تو صرف سیلز بنک ہیں، ان کے ڈپو وہاں ہو سکتے ہیں۔ جہاں بنک موجود ہوں تاکہ جب پیسہ آئے تو بنک میں جمع کرایا جا سکے اور وہاں سڑکیں ہوں۔ یہ سیڈ کارپوریشن چالیس کروڑ روپے سے بنے گی۔ اس میں بیج صاف کرنے کے اٹھائیس کارخانے ہوں گے اور بیس بہت بڑے کارخانے ہوں گے۔ یہ ساری باتیں میں اس لئے بتا رہا ہوں کہ یہ موٹی موٹی چیزیں ہمارے پروگرام میں شامل ہیں۔

جناب والا! ہمارے مربوط دیہی ترقیاتی پروگرام کے پنجاب میں 38 مراکز ہیں۔ اس سال ہم یہ سوچ رہے تھے کہ 19 مزید ہونے چاہئیں۔ یعنی ہر ضلع

میں تین ہونے چاہئیں ۔ ہماری حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ بجائے اس کے کہ ہم اور مراکز ہر ضلع میں کھولیں ، جو پہلے موجود ہیں ۔ ان کو زیادہ بہتر کیا جائے ۔ اس کے نتیجے میں بارانی علاقوں میں سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا ہے کہ یہاں کی آبادی پہلے یہ سمجھتی تھی کہ کھیت میں اگر پانی نہ ہو اور کھاد ڈال دی جائے تو گندم کا بیج جل جائے گا ۔ یہ پچھلے دو سال سے ہو ایس ایڈ کے ساتھ وہاں تجربے ہو رہے ہیں لیکن اب ان لوگوں کو یہ یقین ہو گیا ہے کہ اگر کھاد کاشت کے وقت پہلے ڈال دیں اور کوئی بارش نہ ہو تو بھی کوئی فکر کی بات نہیں ۔ کیونکہ اب انہوں نے دیکھ لیا ہے کہ پیداوار دوگنا تین گنا بڑھ گئی ہے ۔ ایک تو یہ impact ہے کہ کھاد اگر پہلے خشک زمین میں ڈال دیں تو جب بھی بارش ہو گی وہ کھاد گندم یا کسی اور فصل کو لگ جائے گی ۔ یعنی irrigated علاقوں میں اور یہاں لاہور اور ملتان میں بھی انہوں نے precision land levelling یہ نکالا ہے ۔ یہ سب سے بڑی چیز ہے ۔ ہمیشہ ایسے علاقوں میں سب سے پہلے یہ ہوتا ہے کہ اس کا سروے کیا جائے ، اس کو لیول کیا جائے ، water management ہو تو وہاں اب یہ سب کچھ ہو رہا ہے اور وہاں 44 لاکھ روپے کی ایک سکیم ہے جس سے یہاں کی زمین کو ہموار کیا جا رہا ہے ۔ واٹر مینجمنٹ کی اس سکیم پر لاہور اور ملتان کے اضلاع میں یہ تجربات ہو رہے ہیں کیونکہ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ جہاں بھی موگے سے کھیت کو پانی جاتا ہے وہاں تیس سے ستر فیصد تک پانی ضائع ہوتا ہے ۔ اس لئے اب جدید طریقے استعمال کئے جا رہے ہیں کہ کھال زمین کی سطح سے اوپر ہوں ، سیدھے ہوں اور جہاں زمین ریتلی ہے وہاں پکے بنائے جائیں ۔ credict کے بارے میں جناب پہلے یہ صورت تھی کہ صرف ایک بینک ہوتا تھا ؛ ایگریکلچرل ڈیویلپمنٹ بینک ۔ ہم نے یہ سارے بینک نیشنلائز کئے ہیں ، اور اب بینکوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ قرضے دیں ۔ اب وہ تمام کے تمام قرضے دیتے ہیں اور ہم نے اب یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس فصل خریف میں بینک پندرہ کروڑ روپے قرضے دیں گے ۔ حضور والا ! اس طرح ہماری حکومت نے سستی شہرت حاصل نہیں کی ، بلکہ جہاں ہم دیکھتے ہیں کہ غلطی ہے اس کو

درست کیا ہے ۔ مثلاً اجناس کی قیمتیں بہت کم تھیں ۔ ہم نے گندم ، کپاس چاول اور دوسری اجناس کی جائز قیمت رکھی ہے لیکن پھر دنیا میں پاکستان سب سے سستا ملک ہے ۔ اس میں اصل بات یہ تھی کہ پچھلی حکومتوں کا کوئی long term plan نہ ہوتا تھا ۔ ہم نے سب سے پہلے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جب تک اچھا بیج نہیں ہو گا ، ہماری زراعت آگے نہیں چل سکتی ۔ کیونکہ ہم نے دیکھا ہے کہ آلو کا اچھا بیج باہر سے منگوایا تو اس سال اتنا آلو پیدا ہوا کہ ہم مجبوراً اسے ایکسپورٹ کر رہے ہیں ۔ چنانچہ ہم نے اب میکسیکو سے کوئی ساڑھے تین لاکھ ٹن بیج منگوا رہے ہیں ۔ live stock میں ہم نے کافی حد تک ترقی کی ہے ۔ ایک ایسا سیکٹر تھا جو پہلے بالکل نظر انداز کیا گیا تھا ۔ اس کا بھی impact ہوا ہے اور وہ یہ کہ مصنوعی نسل کشی کے تقریباً ساٹھ سینٹر اب صوبے میں کھل گئے ہیں ۔ آپ اخبار میں پڑھتے ہوں گے کہ ہمارے لائیو سٹاک بورڈ نے اب گوشت بھی بیچنا شروع کر دیا اور اس کے علاوہ ہم اچھی اور اعلیٰ قسم کے تیتر بھی منگوا رہے ہیں ۔ جو تیتر جتنے بڑے ہوں گے ۔

مسٹر سپیکر : مگر ہمارے پاس تو اس کا کوئی ثبوت نہیں پہنچا ۔

(قہقہے)

وزیر زراعت : جناب ابھی ہم منگوا رہے ہیں ۔ ویسے صادق آباد میں ایک پرائیویٹ آدمی نے یہ کام شروع کر رکھا ہے ۔

میاں خورشید انور : ایک جوڑا شیخ صاحب کو ضرور بھیج دیں ۔

وزیر زراعت : جناب والا ! فشریز میں بھی پہلے کوئی خاص ترقی نہیں ہوئی ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ہمارے ہاں کی اچھی قسم رہو اور پوری وغیرہ ٹھہرے پانی میں بچے نہ دیتی تھیں ۔ اب ہم نے چین سے ایک ایسی مچھلی کی قسم منگوائی ہے جو کھڑے پانی میں بھی بچے دیتی ہے ۔ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایک ہیچری بنائی جائے جہاں یہ بچے پیدا ہوں گے ، اور یہ ہر ضلع میں ہوگی ۔

جناب والا ! فارسٹ ڈیپارٹمنٹ کے متعلق بجا طور پر یہاں شکایات آئی ہیں اور جنگلات کے مقابلے میں بھی کوئی اتنا خوش نہیں ۔ لیکن ہم اس میں بھی ترمیم کر رہے ہیں ۔ پہلے لکڑی کے لئے ٹھیکے دیئے جاتے تھے وہ طریقہ

ختم کر دیا گیا ہے اور اب حکومت خود اس بات کا انتظام کرے گی کہ اچھی اچھی قسم کی مشینیں اوز کرینیں لا کر وہ خود لکڑی کاٹے گی ۔ اسی طرح سے پہلے جو lease پر رقبہ دیا جاتا تھا اسے بھی ہم نے ختم کر دیا ہے اور اب اس رقبے میں حکومت خود ٹیوب ویل لگا کر درخت لگوائے گی ۔

حضور والا ! کپاس کے بارے میں بھی یہاں باتیں ہوئی تھیں ۔ اس کے بارے میں بھی آپ کو یاد ہو گا کہ پچھلے سال ہمارے دوستوں نے بڑا شور مچایا کہ پیسے ہمیں نہیں ملتے ۔ لیکن یہ پہلی دفعہ ہماری حکومت نے کیا ہے آج تک نہیں ہوا تھا کہ زمینداروں اور مل والوں کے ساتھ اس کا معاہدہ ہے ۔ جب حکومت کی مشنری حرکت میں آ گئی تو مل کے ذمے واجب الادا گیارہ کروڑ روپیہ حکومت نے کاشتکاروں کو دلوایا ۔ اسی طرح جب ہماری کاٹن ایکسپورٹ کارپوریشن کھلنے لگی تو لوگ اعتراض کرتے تھے کہ سب کچھ پبلک سیکٹر میں لئے جا رہے ہیں ۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جو ہمارے پاس فالتو کپاس تھی وہ تمام بیرونی ممالک میں فروخت کر دی گئی ۔ حضور والا ! اس میں جو زبردست نقص تھا وہ یہ تھا کہ پہلی حکومتیں اپنے وعدوں سے پھر جاتی تھیں ۔ آپ کو یاد ہو گا کہ لال قسم کا ایک بیج باہر سے منگوایا گیا جو حکومت کو 34 روپے فی من پڑتا تھا ۔ تو حکومت نے لوگوں کو کہا کہ اس کو خرید لو ۔ اس وقت سولہ سترہ روپے فی من بیج عام ملتا تھا تو لوگوں نے نہ خریدا ۔ پھر زبردستی ان کی بندوقوں کے لائسنس منسوخ کر دیئے گئے نمبرداروں کو گرفتار کر کے حوالات میں بھیجا گیا ۔ آخر میں یہ کہا کہ آپ 34 روپے پر خرید لیں تو انہوں نے یہ بھی برداشت نہ کیا اور سولہ روپے فی من پر بھی نہ خریدا ۔ تو جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ سابقہ حکومتیں ایسا کرتی رہیں ۔ وہ جو وعدہ کرتی تھیں ، پورا نہیں کرتی تھیں ۔ اس طرح سے لوگوں کو ان پر اعتماد نہ رہا ۔ ہم نے جو کہا پورا کیا ہے ۔ کپاس کے سلسلے میں ہم آپ کو پیسے دلوائیں گے ، وہ ہم نے دلوائے ۔

جناب والا ! اب میں آلو اور انڈوں کے بارے میں عرض کرتا ہوں میں یہ نہیں کہتا کہ یہاں لوگ آلو کھائیں ۔ یہ تو ان کی عادت ہے کہ آلو نہیں کھاتے ۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ بادی ہوتے ہیں ۔ یہ انڈے بھی نہیں کھاتے ۔

میں نے حساب لگایا ہے کہ صرف آٹھ انڈے فی کس پاکستان میں سال میں کھائے جاتے ہیں - جرمنی میں 340 انڈے فی کس سال میں کھائے جاتے ہیں - اسی طرح سے آلو کی حالت ہے - یہ لوگ اپنی عادت نہ بدلیں تو مجبوراً ہمیں یہ باہر ہی بھیجنا پڑیں گے - میں نے یہ مثال اس لئے دی ہے کہ اس ملک میں اتنی potential ہے کہ اگر ہم تھوڑے سے بھی اس کی طرف چلیں تو یہ ملک خود کفیل ہو سکتا ہے -

جناب والا ! re-organization بھی ہم نے کی ہے - جیسا کہ پہلے یہاں ذکر ہوا ہے کہ گریڈ 17 کا ای - اے - ڈی اے جو ضلع میں بیٹھا ہوتا تھا تحصیل میں چلا جائے گا - 18 گریڈ کا جو ڈویژن میں ہوتا تھا وہ ضلع میں چلا جائے گا اور یہاں 19 گریڈ کا ڈائریکٹر ہوتا تھا وہ ڈویژن کا ہیڈ ہو جائے گا - تو جناب والا ! یہ چند مشکلات ہمارے راستے میں تھیں جو ہم نے دور کر دی ہیں تا کہ کاشتکار کو صحیح مشورہ وہیں آ کے اپنے کھیت میں ملے - اس re-organization میں سب سے پہلے میں نے یہ کہا تھا کہ ان کے اعداد و شمار غلط ہوتے تھے - گرداوری میں بھی ہم نے تبدیلی کروائی اور جو samples دیہاتیوں میں لیتے تھے وہ ایک مرلے کے حساب سے لیتے تھے - ہم نے کہا کہ آپ پورے ایکڑ کے لیں اور mechanized سسٹم سے کریں - جناب والا ! مجھے خوشی ہوتی ہے کہ میں آج پہلی دفعہ سرکاری طور پر اعلان کر رہا ہوں کہ ہمارے پاس اعداد و شمار آ گئے ہیں - ہم نے یہ target رکھا تھا کہ ہماری گندم 52 لاکھ ٹن ہو گی - جناب ہم نے حساب لگایا تو اس وقت یہ 93 لاکھ ایکڑ تھی - لیکن ٹیوب ویل کی وجہ سے بڑھ کر ایک کروڑ اور چار لاکھ ایکڑ ہو گئی - جو ٹیوب ویل لگائے گئے ہیں ، اس کی وجہ سے 5 لاکھ ایکڑ زیادہ گندم کاشت ہوئی - ٹیوب ویلوں کے لئے ہم نے subsidy دی ہے - تو اس وقت پھر ہم نے کہا کہ اب رقبہ بڑھ گیا ہے - پہلے 93 لاکھ تھا پھر ایک کروڑ چار لاکھ ہو گیا تو ہم نے اپنا وہ target بڑھا دیا - ہم نے کہا کہ 52 لاکھ ٹن سے اب 54 لاکھ ٹن ہوگا - لیکن لوگوں نے کھاد بھی زیادہ دی ہے ، موسم بھی اچھا تھا - انہوں نے محنت بھی کی ہے - اب جو اعداد و شمار ہمارے پاس پہنچے ہیں ان کے مطابق ہمارے پاس گندم 57 لاکھ ٹن ہو گی - یہ ایک خوش خبری ہے -

جناب والا! مرکز کے چند وزرا صاحبان نے یہ اعلان کیا ہے کہ جس رفتار سے چل رہے ہیں، ہم دو سال میں خود کفیل ہو جائیں گے۔ لیکن میں اس ایوان میں یہ کہنے کو تیار ہوں کہ گندم کا بیج باہر سے منگوایا جا رہا ہے۔ (صرف گندم ہی کا نہیں بلکہ ہر فصل کا بیج منگوا رہے ہیں) اس لئے اس پر زور دے رہے تھے کہ یہ ہمارے کھانے کے لئے ہے۔ لیکن ہم جوار یا باجرہ غرض کہ تمام چیزوں کے بیج منگوا رہے ہیں۔ اس میں بھی ہماری shortage ہے، سیڈ کم ہے۔ ہائی ریٹ سیڈ بیج ہم باہر سے منگوا رہے ہیں۔ جس طرح ہم نے یہ ارادہ کیا کہ بیج باہر سے منگوایا جائے یہاں سیڈ کارپوریشن ہو اور ری۔ آرگنائزیشن ہو، اگر وہ بیج مل جائے اور کاشتکار کو اس کی اپنی جائز رقم ملے تو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ہم ایک سال میں خود کفیل ہو سکتے ہیں۔ شکریہ۔

مسٹر سپیکر: چودھری غلام قادر۔

چودھری غلام قادر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب والا! 1975-76 کے میزانیے اور وزیر خزانہ کی تقریر کا عوامی سطح پر پرجوش خیرمقدم ہوا ہے۔ اس میں کوئی بھی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا دھرا مالیہ معاف کر دیا گیا ہے اور زراعت کی طرف خاص توجہ دی گئی ہے جو کہ دیہاتیوں سے متعلق ہے۔ میں اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں:

مشک آنست کہ خود بگوید نہ کہ عطار بگوید

جناب والا! میں "نوائے وقت" مورخہ 15 جون 1975ء کا ایک حوالہ دینا چاہتا ہوں۔ اس میں عبدالقادر حسن نے لکھا ہے کہ جناب محمد حنیف رامے کے لہجے کی شائستگی، ان کے علم و مطالعہ کی گہرائی، فنون لطیفہ سے عملی شناسائی۔ ان کی انصاف کی کوشش۔ میاں ممتاز دولتانہ کے بعد پنجاب کے پہلے پڑھے لکھے اور پنجاب کے پہلے مڈل کلاس سے تعلق رکھنے والے وزیر اعلیٰ کی یہ سب باتیں ایسی تھیں۔ جن پر مجھے ایک پنجابی ہونے کی حیثیت سے فخر ہے۔ علاوہ ازیں ان کے دور میں مرکز سے پنجاب کو اس کی آبادی کے مطابق مالی اور حقوق ملے ہیں جو معمولی بات نہیں۔ اس طرح انہوں نے پنجاب کے دوسرے حقوق کی بھی مقدور بھر حفاظت کی۔ مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے اپنی حد تک صوبے میں سیاست اور صحافت کی آزادی برقرار رکھنے کی کوشش کی۔

جناب والا : یہاں تک تو انہوں نے ان کی تعریف کی ہے اور اس کے بعد میرے دوست دیوان سید غلام عباس بخاری کی طرح انہوں نے کہا ہے کہ انہوں نے ایک لفظ کہہ دیا ہے جو کہ عوام میں ناپسندیدہ ہے ۔ اس کو کہتے ہیں : "سوشلزم" ۔ تو میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر یہ کہا گیا ہے کہ اسلام کی بات کوئی نہیں کرتا ۔ میں کہتا ہوں کہ اسلام کا معاشی نظام کیا ہے ؟ چار آیات میں اسلام کا معاشی نظام بیان کیا گیا ہے ۔ سب سے پہلی آیت یہ ہے :

> والذین یکنزون الذھب و الفضۃ و لا ینفقون فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم
> نبی کریمؐ کا زمانہ ہے اور قرآن کا بیان یہ ہے کہ سونا اور چاندی جو جمع کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں نہیں دیتے ہیں ان کو درد ناک عذاب کی خبر دیدو ۔

جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں نہیں دیتے وہ صحیح معنوں میں مسلمان نہیں ۔ اور یہ ان کے لئے عذاب عظیم کا باعث ہے ۔ تو اس وقت جو صحیح مسلمان تھے ۔ انہوں نے سونا اور چاندی بیت المال میں جمع کروا دیا ۔ پھر جو نیک مسلمان تھے ۔ انہوں نے اپنے نبی سے پوچھا کہ اب ہم اور کیا خرچ کریں ۔ یسئلونک ماذا ینفقون (اور پوچھتے ہیں پیارے نبی اور کیا خرچ کریں) ۔ تو کہا گیا کہ جو ضرورت سے زائد ہے وہ سب خرچ کر دیا جائے ۔

لیکن جناب والا ! آج کل تو ایسا نہیں کیا جاتا ۔ ایک خاندان کے لئے ایک کار کی ضرورت ہوتی ہے تو ہر بچے کے لئے ایک کار اور کوٹھی رکھتے ہیں ۔ جناب والا ! اسلام میں یہ نہیں ۔ بلکہ ایک خاندان کے لئے ایک مکان کافی ہے ۔ یہ نہیں کہ ہر ایک کے لئے علیحدہ کار اور کوٹھی ہو ۔ یہ دو آیات اسلامی معاشی نظام کے لئے ہیں ۔ تیسری آیت سورۃ اعراف میں آتی ہے ۔ اس میں یہ بات آئی ہے کہ آدمی جب کلمہ پڑھ لیتا ہے تو مسلمان ہو جاتا ہے اور صحیح مومن اس وقت تک نہیں ہوتا ۔ جب تک وہ اپنے مال اور جان کی قربانی نہ دے ۔ میں کہتا ہوں کہ سوشلزم تو اسلام سے پیچھے ہے ۔ سوشلزم تو اتنا کہتا ہے کہ ضرورت کے مطابق دو ، لیکن اسلام میں یہ ہے کہ جتنی کسی نے محنت کی ہے ۔ اس کا معاوضہ اتنا ہی دیا جائے ۔ جتنی کسی نے کوشش کی ہے اس کو اتنا دیا جائے ۔ لایکلف اللہ نفساً الاوسعھا (اللہ تعالیٰ طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا) ۔ میں پوچھتا ہوں کہ یہ کہتے ہیں کہ اسلام

میں مساوات نہیں - کیوں نہیں ؟ اگر کوئی پڑوسی بھوکا سو جائے تو فرشتے تم پر لعنت نہیں کرتے ؟ کیا یہ مساوات نہیں ؟ جناب والا ! اسلام میں سب سے پہلے مساوات موجود ہے - سب کو کھانے کے لئے ملتا ہے - سب کے لئے اسلام میں مکان ضروری ہے -

جناب والا ! ہمارے ملک میں 18 لاکھ وہ کنبے تھے - جن کے پاس رہنے کے لئے کوئی جگہ نہ تھی - میرے ایک دوست نے کہا ہے کہ لوہار ، ترکھان دوسروں سے کچھ امیر ہو گئے ہیں - جناب والا ! وہ اپنی محنت سے کچھ امیر ہوگئے ہیں - لیکن آپ ان کی سماجی حالت بھی تو دیکھیں - نہ کوئی مکان ہے ، نہ کوئی زمین - زمیندار جس وقت چاہے انہیں اٹھا سکتا ہے اور حکم دے سکتا ہے کہ اپنا ملبہ اٹھا لو - جناب والا ! میں یہ کہوں گا کہ یہ ہماری پارٹی کا ایک عظیم کارنامہ ہے - جس نے ان کی رہائشی مشکل حل کر دی ہے -

جناب والا ! ہم " اسلامی سوشلزم" اس لئے کہتے ہیں کہ سوشلزم کی انتہا وہاں ہے جہاں وہ خدا کی نفی کرتا ہے - وہاں سے کمیونزم شروع ہوتا ہے - بات کمیونزم کی کرتے ہیں نام سوشلزم کا لیتے ہیں - میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جمہوریت اسلام میں کہاں ہے ؟ یہ تو یونان سے لی گئی ہے - ڈیموکریسی کا مطلب ہے ، سو آدمیوں کو منتخب کر کے بھیج دو اور اکثریت کا فیصلہ قبول کرو - جناب والا ! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر اکثریت شریعت کے خلاف فیصلہ دے دے تو کیا آپ وہ فیصلہ قبول کر لیں گے ؟ وہ فیصلہ آپ مان لیں گے ؟ اس لئے ہم "اسلامی جمہوریت" کہتے ہیں ! اگر اس کو اپنا لیا ہے تو اسلامی سوشلزم کو اپنانے میں کیا قباحت ہے ؟ ایک یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ محمد حنیف رامے صاحب نے کیوں کمبوڈیا اور ویت نام کے جوانوں کا نام لیا ہے - کیوں ان کی قربانیوں کا ذکر کیا ہے ؟ کیوں ان کو خراج عقیدت پیش کیا ہے - میں کہتا ہوں کہ جب انہوں نے یہ کہا ہے کہ مشرق سے ابھرتی ہوئی سرخی سے ہمیں اپنی مانگ بھرنی ہوگی - تو ٹھیک کہا ہے - وہ وقت یاد کرو جب غزوہ بدر ، غزوہ حنین میں اپنی زندگی کو خون کی سرخی سے سرخ کیا تھا - کیا نواسہ رسول نے خون کی قربانی نہ دی تھی ؟ عیدالاضحیٰ پر کیا ہم خون کی قربانی دنبہ ذبح کر کے نہیں دیتے ؟ جناب والا ! ضرورت کے وقت ہمیں یہ قربانی دینا ہوگی

اور خون سے اپنی زندگی کی مانگ کو بھرنا ہوگا ۔ اگر غریب لوگ آزاد ہوگئے ہیں تو کیا ہوگیا ۔ اس میں کسی کو کیا تکلیف ہے ۔ مذہب کے نام پر لڑنا اچھی بات نہیں ۔ جو لوگ مذہب کے نام پر اب بھی غلط پراپیگنڈہ کرتے ہیں وہ سرمایہ دار ، جاگیردار اور ان کے ایجنٹ ہیں ۔ وہی لوگ شور مچا رہے ہیں ۔ جناب والا ! جب یہ لوگ خون کی سرخی کو دیکھتے ہیں تو اسے اپنی موت سمجھتے ہیں ۔ جاگیردار ، سرمایہ دار خون سے بہت گھبراتا ہے ۔

جناب والا ! پنڈت جواہر لال نہرو نے پاکستان بننے سے پہلے ایک کتاب میں لکھا تھا :

"Communism is nothing but Islam without God."

وہی تمام چیزیں جو اسلام میں ہیں ۔ سوشلزم میں بھی ہیں ۔ کیا وہاں انجینئر کو غلط سڑک بنانے پر سزا نہیں ملتی ؟ کیا وہاں مقررہ وقت پر کام نہ کرنے پر سزا نہیں ملتی ؟ وہاں بھی سزا دی جاتی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ تمام دنیا نے ترقی کر لی ، مگر ہم حلال اور حرام کے غلط چکروں میں الجھ کر رہ گئے ۔ یہ چکر بھی ان سرمایہ دار لوگوں نے پیدا کئے ہیں ۔ علامہ اقبال کا ایک شعر مجھے یاد آتا ہے :

آڑائی قمریوں نے طوطیوں نے عندلیبوں نے
چمن والوں نے مل کر لوٹ لی طرز فغاں میری

مسٹر سپیکر : علامہ صاحب لوٹ کر لے گئے ہیں ۔

چودھری غلام قادر : جناب والا ! جب زمین خدا کی ہے ۔ تو پھر اس کی پیداوار بھی خدا کے بندوں کے لئے ہے ۔ پھر یہ لوگ سانپ بن کر کیوں اس کے اوپر بیٹھ گئے ہیں ۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا جاگیر داروں نے تاریخ اٹھا کر دیکھی ہے کہ انہوں نے یہ دولت کہاں سے اور کس سے حاصل کی ہے ؟ کیا انہوں نے یہ جائیدادیں محنت کر کے حاصل کی ہیں ؟ جناب والا ! اب جب یہ لوگ پاکستان پیپلز پارٹی میں شامل ہو ہی گئے ہیں ۔ تو انہوں نے پاکستان پیپلز پارٹی کا پروگرام دیکھ لیا تھا ۔ اب انہیں اس کے پروگرام پر کاربند رہنا چاہئے اور سرتسلیم خم کر دینا چاہئے ۔

جناب والا ! ابھی محترمہ سیدہ عابدہ حسین نے اپنی تقریر میں یہ کہا تھا کہ عورتوں کا عالمی سال ہونے کی وجہ سے ان کی آزادی کے سلسلے

میں تعاون کریں۔ میں عرض کر دوں عورتوں کے حقوق کے سلسلہ میں قرآن مجید میں آ چکا ہے۔ جب یورپ کی عورت کو بھی آزادی حاصل نہ تھی، اسلام نے انہیں جائز مقام لے کر دیا۔ لیکن قرآن مجید میں یہ بھی آیا ہے کہ عورت کو محفلوں کی رونق نہیں - گھر کی زینت بننا چاہئے۔ وہ بو علی سینا، قائد اعظم رح اور قائد عوام جیسے مرد مجاہدوں کو جنم دیں۔ میں اس بات کی تائید کرتا ہوں کہ **Great men have great mothers.**

جناب والا! اب میں اپنے حلقے سے متعلق کچھ عرض کر دینا چاہتا ہوں۔ کہا گیا ہے کیا ہے کہ پنجاب میں سڑکیں بن رہی ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ یہ سڑکیں کہاں بن رہی ہیں؟ مجھے تو ساڑھے تین سال کے عرصے میں کوئی سڑک بنتی نظر نہیں آئی۔ میرے علاقے میں تو ایک فٹ سڑک بھی نہیں بنی۔ پہلے میں نے سابق وزیر مواصلات سے کہا کہ ہمارے علاقے میں کوئی سڑک نہیں بنی۔ تو وہ کہنے لگے کہ نام دے دیں، بن جائے گی۔ لیکن کوئی سڑک نہ بن سکی۔ میں نے اپنے علاقے کے لوگوں سے کہا کہ سڑک بن جائے گی۔ وہ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ وہ آپ کی سڑک کہاں گئی۔ اس کے بعد دوسرے وزیر صاحب آئے اور کہنے لگے کہ آدھی سڑک آپ بنا دیں اور آدھی پیپلز ورکس پروگرام سے بن جائے گی۔ میں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ بنائیں تو سہی۔ پھر کہنے لگے کہ نقشہ بنے گا، یہ ہوگا، وہ ہوگا۔ پھر آخر میں کہنے لگے کہ یہ سڑک نہیں بن سکتی۔ میں نے پوچھا کیوں؟ کہنے لگے کہ یہ سرحدی علاقہ ہے۔ اگر ہم نے سڑک بنائی تو ہندوستان کے فوجی جنگ میں فوراً آ جائیں گے۔ میں نے کہا کہ ساتھ ہی جموں کو سڑک جا رہی ہے، اسے بھی اکھاڑ دیں۔ وہاں سے بھی فوجی آ جائیں گے۔ وہاں جیرار سے بجوات کو سڑک جاتی ہے۔ بڑا پس ماندہ علاقہ ہے۔ پریشانی کا یہ عالم ہے کہ اگر ان سڑکوں پر ایک دن کا سفر کیا جائے تو دو دن ریسٹ کے لئے چاہئیں۔ تب جا کر کہیں یہ ہڈیاں سیدھی ہوتی ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہندوستان کی فوجیں آ جائیں گی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ سڑک نہیں بنے گی۔ ہمیں یہاں سے کوچ کرنا پڑے گا۔ باہر کے لوگوں سے اگر پوچھا جائے تو کہیں گے کہ سیالکوٹ تو بہت ترقی یافتہ شہر ہے۔ وہ تو بڑا صنعتی علاقہ ہے۔ سیالکوٹ شہر کو جب لوگ باہر سے دیکھتے ہیں۔ تو وہ کہتے ہیں کہ یہ ایک بڑا صنعتی شہر ہے۔ وہ ضلع کو ایک شہر کہتے ہیں۔ شہر تو وہ صنعتی ہے۔ لیکن اس میں

ابھی تک سوئی گیس بھی نہیں دی گئی ۔ پورے ضلع کو اس طرح کہا جائے جیسا کہ کبھی خیبر کا درہ ہوتا تھا ۔ اگر جنگ آئے تو پہلے یہاں آئے ۔ سیلاب آئے تو سب سے پہلے یہاں آئے اور 1947ء میں اگر 3 لاکھ کے قریب مہاجرین آئے تو وہ بھی سب سے پہلے اس شہر سیالکوٹ میں آئے ۔ لیکن اس شہر کو ملتا کیا ہے ۔ جب جنگ ختم ہو جاتی ہے تو ایک وزیر صاحب یا کوئی بڑا آدمی وہاں جاتا ہے ۔ وہاں پر ایک قلعہ ہے ۔ ایک میونسپل ہال ہے ۔ وہاں جا کر یہ لوگ کہتے ہیں کہ اے سیالکوٹ تو زندہ و تابندہ رہے ۔ یہ اس کو ملتا ہے ! ہم کہتے ہیں کہ یہ ایک پس ماندہ ضلع ہے ۔ اس کو پس ماندہ ضلع قرار دیا جائے ۔ لیکن میں یہ ادب سے کہوں گا کہ جب کسی وزیر سے کہا جائے کہ اس ضلع کی طرف کوئی توجہ فرمائیں ۔ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ضلع کے نہیں ۔ اپنے ضلع کے وزیر ہیں ۔ ہمارا آپ کے ضلع سے کوئی تعلق نہیں ۔ ہم کہتے ہیں کہ وہ پنجاب کے وزیر ہیں ۔ وہ پورے صوبہ پنجاب کی طرف توجہ دیں ۔

جناب والا ! میرے حلقہ نیابت میں چاروں طرف سے دس دس پندرہ پندرہ میل سے مزدور آتے ہیں ۔ وہاں کوئی سڑک نہیں بنائی گئی ۔ چار پانچ سڑکیں پہلے کی بنی ہوئی ہیں ۔ میں نے ایک سڑک کا مطالبہ کیا تھا ۔ تین ساڑھے تین سال ہوگئے ہیں ۔ میں مطالبہ کرتے کرتے تھک گیا ہوں ۔ لیکن اس سڑک کو آج تک نہیں بنایا گیا ہے ۔ میں نے وزیر اعلیٰ سے بھی کہا تھا ۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے تو لکھ کر بھیج دیا ہے ۔ چیف انجینئر صاحب اگر یہاں ہوں تو وہ اس کو نوٹ کر لیں ۔ کتنی بار کہا گیا اور کتنی بار لکھا گیا ۔ پھر جب عوامی عدالت لگی ۔ تو میں نے اس میں جناب بھٹو صاحب سے لڑائی کر کے یہ مسئلہ منظور کروایا کہ شاید اس سے کچھ اثر پڑ جائے ۔ ان مطالبات میں دیکھ لو ۔ میں نے کہا کہ سیالکوٹ ، چترال سڑک کو بنانا ہی شروع کر دو ۔ چلو ساری نہ سہی ۔ ایک ہمارے دوست کہہ رہے تھے کہ دو لاکھ روپیہ مل گیا ۔ میں نے کہا کہ دو لاکھ سے تو ایک دو فرلانگ بنے گی ۔ چلو ، ہم کہیں گے کہ شروع تو ہوگئی ۔ 20 سال میں بنے ، 30 سال میں بنے ۔ ہماری ذمہ داری تو نہیں ۔ لیکن یہ تو کہیں گے کہ ہم نے شروع کروا دی ہے ۔

جناب والا ! ہمارے علاقے میں لڑکیوں کے سکولوں کی کمی ہے ۔ شہر کے قریب قریب دو تین سکول مڈل سٹینڈرڈ کے ہیں ۔ لیکن میرے حلقے میں لڑکیوں کا کوئی مڈل سکول نہیں ۔ لڑکیوں کو بہت دقت ہوتی ہے ۔ یا تو لوگ پڑھانے سے معذور ہوتے ہیں ۔ یا کسی نے اگر اپنی لڑکی کو بھجوانا ہو تو وہ سیالکوٹ وغیرہ پر بھجواتے ہیں ۔ لہذا میں پرزور مطالبہ کروں گا کہ میرے حلقے کے رائے پور گاؤں میں ایک مڈل سکول کھول دیا جائے ۔ لڑکوں کے لئے تین مڈل سکول ہماری زندگی سے بھی پہلے کے چل رہے ہیں ۔ مزید کوئی نہیں کھولا گیا ۔ کچھ سکول ایسے ہیں ۔ جن کے ساتھ سات سات ایکڑ زمین پڑی ہے ۔ ان کو ہائی سکول کا درجہ دیا جائے ۔ تو ہماری مشکل حل ہو جائے گی ۔ جناب والا ! اس تھوڑی سی عرض کو بہت سمجھا جائے اور ہم پر رحم کیا جائے ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : ویسے تو فہرست کے مطابق اب محمد اعظم صاحب کی باری ہے ۔ لیکن مسٹر جاوید حکیم قریشی صاحب نے یہ التجا کی ہے کہ وزیر اعظم صاحب نے انہیں کل یاد کیا ہے ۔ یہ کل جانا چاہتے ہیں ۔ اس لئے آج تقریر کریں گے ۔ مسٹر جاوید حکیم قریشی ۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی: جناب سپیکر! کسی میزانیے کو پرکھنے کے لئے کچھ موٹے موٹے اور واضح اصول ہیں ۔ سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ میزانیہ کے تجویز کردہ اقدامات کے نتیجے میں اس صوبے یا ملک کے عوام پر کوئی بوجھ تو نہیں پڑ رہا ہے ۔ دوسرے یہ دیکھنا چاہیے کہ اس کی تجویز کردہ اقدامات کے نتیجے میں صوبے کی عام آبادی پر یا اکثریت پر اس کے کیا اثرات مرتب ہوں گے ۔ تیسری اور اہم بات یہ ہے کہ بجٹ کے اقدامات کے تحت کس حد تک دور رس نتائج حاصل ہوں گے اور اس ملک یا اس صوبے کی مجموعی معیشت اور معیشی ترقی پر اس کا کیا اثر پڑے گا ۔ جب ہم موجودہ میزانیے کا ان تینوں اصولوں کو سامنے رکھ کر جائزہ لیتے ہیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ یہ ان تینوں اصولوں پر پورا اترتا ہے ۔ اس لحاظ سے جناب محمد حنیف رامے صاحب یقیناً نہ صرف میری اور پورے ایوان کی ، بلکہ صوبے کے عوام کی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے نہ صرف اس سال ، بلکہ اس گزشتہ سالوں میں بھی جو بجٹ پیش کیے ہیں ان میں عوام پر کوئی بوجھ نہیں ڈالا گیا اور ان پر کوئی نیا ٹیکس نہیں

لگایا گیا ۔ اس سال بجٹ سے پہلے بالخصوص مختلف افواہیں گشت کر رہی تھیں اور بین الاقوامی معاشی حالات کی خرابی کے پیش نظر شاید یہ سوچنا حق بجانب تھا کہ موجودہ بجٹ میں کچھ نہ کچھ نئے ٹیکس ضرور تجویز کیے جائیں گے ۔ لیکن ہمارے وزیر خزانہ مبارکباد کے مستحق ہیں ۔ انہوں نے نہایت چابک دستی اور مہارت کے ساتھ اس بجٹ کو ترتیب دیا ہے اور اس صوبے کے عوام پر کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا ۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس بجٹ کے نتیجے میں صوبے کی اکثریتی آبادی کو ، جسے ہم دیہاتی آبادی کہتے ہیں فوری طور پر اور مستقبل قریب میں جو امداد اور مستقبل بعید میں جو بھی فائدے پہنچیں گے ، اس کے لئے محمد حنیف رامے صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں ۔ پہلے وزیر اعلیٰ صاحب کے متعلق یہ بات کہی جاتی تھی کہ وہ تو شہری وزیر اعلیٰ ہیں ۔ انہیں دیہات کے مسائل کا کیا علم ہو گا ، یا وہ تو دیہات کی طرف پوری توجہ نہیں دے سکیں گے ۔ لیکن جناب محمد حنیف رامے صاحب نے اس بجٹ میں جو اقدامات کئے ہیں ، اس سے دیہات میں اپنے رہنے والوں کا گلہ بے جا نظر آنے لگا ہے ان سے یہ شکایت ہم شہر والوں کو تو پیدا ہو جائے گی ، کہ آپ نے تو سب کچھ دیہات والوں کو دے دیا ہے ۔ لیکن دیہی آبادی کو یہ شکایت نہیں ہو سکتی ہے کہ انہوں نے اس صوبے کی 85% آبادی کو ذہن میں نہیں رکھا ۔ اس کی بھی کچھ وجوہ ہیں ۔ پہلی اور بنیادی بات یہ ہے ۔ کہ ہماری اکثریت دیہات میں رہتی ہے ۔ ان لوگوں کو اس ملک کی ترقی میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے ۔ ان لوگوں کو ان کا حصہ ملنا چاہیئے ۔ لیکن اس سے اہم بات شاید یہ ہے کہ پنجاب جو کہ ہمیشہ اناج کا گھر کہلاتا رہا ہے اور غیر منقطع ہندوستان کی اناج کی ضروریات پوری کرتا تھا وہ ماضی کی حکومتوں کی غلط پالیسیوں کی بنا پر خود محتاج ہو گیا اور غذائی طور پر خود کفیل نہ رہا ۔ لیکن مجھے اس بات کا یقین ہے ، جیسا کہ وزیر زراعت نے بھی یہ فرمایا ہے کہ انشاءاللہ تعالیٰ جو اقدامات کیئے گئے ہیں ، اس کے نتیجے میں پنجاب نہ صرف اپنی غذائی ضروریات کو پورا کرے گا ، بلکہ دوسرے صوبوں کا بوجھ بھی آسانی سے اٹھا سکے گا ۔

جناب والا ! یہ باتیں تو اکثر دوستوں نے اپنی اپنی تقاریر میں کہی ہیں ، کہ اس لحاظ سے ایک بڑا اہم بجٹ ہے ، کہ یہ پنجاب کا مثب سے

بڑا ترقیاتی بجٹ ہے ۔ یہ بات بھی کہی گئی ہے ، کہ پہلی مرتبہ پنجاب کو ، آبادی کے لحاظ سے مرکزی فنڈ سے اپنا حصہ مل رہا ہے ۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ سب سے اہم بات یہ ہے وزیر اعلیٰ نے اپنی بجٹ تقریر میں اور کل کی تقریر میں بھی ایک بات ہم سب کو پاکستان پیپلز پارٹی کے اس ایوان میں منتخب اراکین کو ہی نہیں ۔ بلکہ صوبے کے عوام کو بھی اور صوبے کی بیورو کریسی کو بھی ، یاد دلائی ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی جن چار اصولوں کی بنیاد پر منتخب ہو کر آئی تھی ۔ وہ اصول آج بھی پیپلز پارٹی کے کارکنوں کے دلوں میں دھڑکتے ہیں ، اور پیپلز پارٹی ان اصولوں کی سچائی پر یقین رکھتی ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

بدقسمتی یہ ہے کہ ایک پرانی بحث کو کچھ لوگوں نے اپنے مفادات کی خاطر از سر نو زندہ کرنا چاہا ۔ وہ بحث جس کا خاتمہ 1970 کے انتخابات میں ہو گیا تھا ۔ جس کے سلسلے میں پاکستان کے عوام اپنی رائے کا اظہار کر چکے تھے ۔ لہٰذا سوشلزم کی جو متنازع بحث تھی اس کو دوبارہ شروع کرنا میں سمجھتا ہوں کہ خاص مقاصد کے لئے ہے ۔ اس کے پیچھے خاص مفادات ہیں ۔ لیکن جناب وزیر اعلیٰ نے کل کی تقریر میں وضاحت کے ساتھ اس بات کا اعلان کر دیا ہے اور پاکستان پیپلز پارٹی کے ارکان جناب وزیر اعلیٰ کو اس بات پر مبارکباد ہی نہیں دیتے بلکہ ان کے ہم آواز بھی ہیں کہ پاکستان پیپلز پارٹی جہاں اسلام ہمارا دین ہے ، جمہوریت ہماری سیاست ہے پر یقین رکھتی ہے وہاں ہمارا یہ یقین بھی پختہ ہے کہ سوشلزم ہماری معیشت ہے ۔ جناب وزیر اعلیٰ نے جو بجٹ پیش کیا ہے وہ سوشلزم کی طرف ایک قدم ہے اور انشاءاللہ پاکستان پیپلز پارٹی اپنے چاروں بنیادی اصولوں پر قائم ہے اور آئندہ بھی قائم رہے گی ۔ مضبوطی کے ساتھ قائم رہے گی یہ عہد جناب وزیر اعلیٰ نے بھی کیا ہے اور جناب قائد عوام بھی اس عہد کا بار بار اعلان کرتے رہے ہیں ۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے ارکان اسمبلی بھی اس عزم کو دہراتے ہیں کہ ہم اپنے ان اصولوں پر مکمل طور قائم ہیں ۔ اور ان اصولوں کی ترویج و ترقی کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کام کرتے رہیں گے ۔

جناب سپیکر ! مجموعی طور پر یہ ایک بہت اچھا بجٹ ہے بہرحال ہمارے وسائل محدود ہیں - ہر رکن اسمبلی کو اپنے اپنے حلقے کے کچھ مسائل کا بھی سامنا ہے - دوستوں نے اظہار بھی کیا ہے لیکن میں بالخصوص آپ کی وساطت سے اس ایوان کی توجہ اور وزیر اعلیٰ کی توجہ اپنے شہر کی طرف دلانا چاہتا ہوں - اس شہر کے متعلق اکثر اوقات احباب اور دوست بڑی غلط فہمیوں کا شکار ہیں - اسلام آباد کی رعایت سے یہ سمجھا جاتا ہے - کہ راولپنڈی بڑا ترقی یافتہ علاقہ ہے - حالانکہ راولپنڈی میں بسنے والوں کو بھی یہ شکایت پیدا ہونے لگی ہے کہ شاید راولپنڈی شہر کو اسلام آباد کی کوئی مضافاتی یا نواحی بستی بنانے کا ارادہ ہے - اسلام آباد کو لاکھوں کروڑوں روپیہ لگا کر develop کیا جا رہا ہے - لیکن اس مناسبت سے راولپنڈی کو نظرانداز کیا جا رہا ہے - راولپنڈی کی زبوں حالی اور خستہ حالی کو وہاں کے بسنے والے جانتے ہیں - یہ بات میں آپ کی وساطت سے آپ دوستوں کے لئے اس معزز ایوان میں عرض کرونگا اور آپ حیران ہوں گے کہ راولپنڈی شہر میں میرے حلقہ انتخاب کی ایک تہائی آبادی ابھی تک پانی اور بجلی کی سہولتوں سے محروم ہے - راولپنڈی جسے عبوری دارالحکومت بھی کہتے ہیں - اکثر اوقات اس ایوان میں یہ بھی سننے میں آتا ہے کہ صاحب تمام ملکی دولت راولپنڈی کی طرف منتقل ہو رہی ہے - اس راولپنڈی شہر کا عالم یہ ہے کہ وہاں کی ایک تہائی آبادی بجلی اور پانی کی سہولیات سے محروم ہے - میونسپل کمیٹیوں اور میونسپل کارپوریشنوں کے متعلق اور بھی دوستوں نے توجہ دلائی ہے - بدقسمتی سے راولپنڈی کارپوریشن ان کارپوریشنوں میں سے ہے جو 95 فی صد سے زائد اپنی آمدنی کا حصہ اپنی establishment پر خرچ کرتی ہے - ترقیاتی کاموں کے لئے ان کے پاس کوئی پیسہ بچتا ہی نہیں - میں نے جناب وزیر اعظم صاحب سے بھی عرض کیا تھا اور اب اس ایوان کی وساطت سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ جس طرح لاہور اور لائلپور کے لئے ترقیاتی رقوم دی گئی ہیں اور لاہور اور لائلپور کی میونسپل کارپوریشنوں کو ایک ایک کروڑ روپے کی امداد دی گئی ہے اسی طرح راولپنڈی کی کارپوریشن کے لئے بھی امداد کا اعلان کیا جائے کیونکہ جب تک راولپنڈی کی کارپوریشن کو یہ رقم نہیں ملے گی اس وقت تک راولپنڈی کے مسائل حل نہیں ہوں گے - وہ شہر

جو دارالحکومت کا حصہ بنتا جا رہا ہے ، جس کی سڑکوں پر قترا حضرات بھی گزرتے ہیں اور بڑی بڑی شخصیتیں بھی وہاں تشریف لاتی ہیں ۔ اس کی سڑکیں اور گلیاں ابھی تک شاید عہد قدیم کا نقشہ ہمارے سامنے رکھتی ہیں ۔ مجھے یقین ہے کہ ہمارے سینیر منسٹر جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب اس سلسلے میں میرے ہم آواز ہوں گے اور یقینی طور پر کوشش کریں گے کہ راولپنڈی شہر کو ایک معقول رقم دی جائے جس سے اس کی حالت کو بہتر بنایا جا سکے۔ اس لئے کہ ڈاکٹر صاحب کا خاصا بڑا حلقہ انتخاب راولپنڈی شہر ہی پر مشتمل ہے ۔ ایک اور اہم مسئلہ راولپنڈی شہر کا ہے ۔ یہ ایک پرانی بات ہے آج سے گیارہ سال پہلے ایوب خاں صاحب کے دور میں یہ طے کیا گیا کہ چونکہ اسلام آباد اب بڑا ماڈرن شہر ہوگا ، لہذا یہاں پر بڑا ماڈرن سلاٹر ہاؤس بنانا چاہئیے ۔ اس مذبح خانے کو بنانے کے لئے تمام کا تمام مالی بوجھ راولپنڈی میونسپل کارپوریشن اور کنٹونمنٹ بورڈ پر ڈال دیا گیا ۔ اس سلاٹر ہاؤس کے لئے اب تک راولپنڈی میونسپل کارپوریشن 36 لاکھ روپے ادا کر چکی ہے ۔ جس وقت یہ سلاٹر ہاؤس بنا ، اس وقت راولپنڈی میونسپل کمیٹی تھی ۔ اس وقت اس کی سالانہ آمدنی اپنے مذبح خانے سے دو لاکھ روپے کی قریب تھی جبکہ آج کے دور میں یہ آمدنی ، میں پورے دعوے سے کہہ سکتا ہوں ، پانچ سے چھ لاکھ روپے سالانہ ہو سکتی ہے ۔ گذشتہ گیارہ سال میں ایک طرف 36 لاکھ روپیہ راولپنڈی میونسپل کارپوریشن کا غصب کر لیا گیا اور اس کا کوئی مالی فائدہ اس کو آج تک نہیں ملا اس کا نفع تو کیا ملتا ۔ اصل رقم بھی معرض التوا میں پڑگئی ہے کہ کہاں گئی ۔ دوسری طرف گیارہ سال میں ، اگر ہم دو لاکھ روپے سالانہ آمدنی کا اندازہ لگائیں ، تو 22 لاکھ روپے کی آمدنی میونسپل کارپوریشن کی ماری گئی ہے ۔ 22 لاکھ روپیہ خاصی بڑی رقم ہوتی ہے جس سے راولپنڈی شہر کے ترقیاتی کام ہو سکتے تھے ۔ اب بھی یہ اصرار کیا جا رہا ہے اور Joint meat board سے ہم راولپنڈی شہریوں کا یہ مطالبہ ہے کہ راولپنڈی میونسپل کارپوریشن کی گرتی ہوئی مالی حالت کے پیش نظر سلاٹر ہاؤس کو سہالہ سے واپس لایا جائے ۔ راولپنڈی میونسپل کارپوریشن اپنا مذبح خانہ خود بنائے ۔ جہاں ایک طرف مذبح خانہ بننے سے چار سے پانچ لاکھ روپے کی آمدنی کا اضافہ ہوگا وہاں دوسری طرف شہر میں گوشت کی قلت بھی ختم ہوگی اور قصابوں کی مشکلات بھی دور

ہوں گی اس لئے کہ اب قصابوں کو شہر سے بیس بائیس میل دور جانوروں کو لے جانا پڑتا ہے اور ان پر باربرداری کے اخراجات کا بوجھ پڑتا ہے۔ اس کی وجہ سے گوشت کی قیمتوں میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ راولپنڈی کنٹونمنٹ بورڈ پہلے ہی اس مذبح خانے سے اپنی جان چھڑا چکا ہے اور چار سال ہوگئے ہیں، انہوں نے کہہ دیا ہے کہ صاحب، ہمارا کوئی واسطہ نہیں۔ ہم اپنا مذبح خانہ خود بنائیں گے۔ تو مجھے یقین ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ صاحب اس سلسلے میں توجہ فرمائیں گے اور راولپنڈی شہر کی جان بھی اس joint meat board اور سہالہ سلاٹر ہاؤس سے چھڑائیں گے۔ اس طرح کارپوریشن کی آمدنی بھی بڑھے گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو 36 لاکھ روپیہ راولپنڈی کارپوریشن نے سلاٹر ہاؤس کے لئے دیا ہے وہ بھی واپس دلانے کا بندوبست کیا جائے۔ کیونکہ اب اس سلاٹر ہاؤس کو کسی پرائیویٹ پارٹی کے پاس ٹھیکہ پر چڑھا دیا گیا ہے۔ اب تو وہ سرکاری کام بھی نہیں رہا۔ اب اس پرائیویٹ پارٹی کا کام ہے کہ وہ ٹھیکے کی رقم کہاں سے پوری کرتی ہے۔ اب یہ ذمہ داری سرکاری نہیں رہی۔ ایک طرف تو ہماری آمدنی کھائی گئی ہے اور سلاٹر ہاؤس کو مسلسل خسارے میں دکھایا گیا ہے، دوسری طرف اس میں جو افسران مامور ہیں، انہوں نے اسلام آباد میں آٹھ آٹھ اور سولہ سولہ کنال کی کوٹھیاں بنائی ہیں۔ وہ آمدنی کہاں سے آئی ہے؟ وہ آمدنی اس سلاٹر ہاؤس کی آمدنی ہے۔ وہ آمدنی جس پر راولپنڈی میونسپل کارپوریشن کا جائز حق تھا، وہ سلاٹر ہاؤس کے افسران کی جیبوں میں پہنچ گئی ہے۔

جناب والا! راولپنڈی شہر کا تیسرا بڑا اہم مسئلہ پانی کی فراہمی ہے۔ مجھے اس بات کا پورا یقین ہے کہ راولپنڈی کی گریٹر واٹر سپلائی سکیم ناکام ہوگئی ہے، اور اگر راولپنڈی میں پانی کی سپلائی کے لئے کوئی متبادل بندوبست فوری طور پر نہ کیا گیا تو شاید اگلے دو تین سالوں میں پانی کسی قیمت پر دستیاب نہیں ہوگا۔ اس سال بھی مئی کی شروع ہی سے یہ صورت حال پیدا ہوگئی تھی کہ راولپنڈی شہر کی تقریباً آدھی آبادی پانی سے محروم تھی اور ہر طرف ہائے ہائے پڑی ہوئی تھی۔ جون کے مہینے میں اگر گرمی کی شدت میں اور اضافہ ہوا تو یہ مسئلہ اور زیادہ ابھر کر سامنے آیا۔ راولپنڈی شہر کو راول ڈیم سے پانی ملتا ہے۔ راول ڈیم میں پانی اس مقدار میں جمع نہیں

ہو سکا جتنا کہ اندازہ تھا۔ دوسری طرف راول ڈیم سے اسلام آباد کو پانی سپلائی ہوتا ہے۔ پھر راولپنڈی شہر کی آبادی بھی بڑی تیز رفتاری سے بڑھ رہی ہے۔ جناب والا! اس گریٹر واٹر سپلائی سکیم نے جہاں ایک طرف یہ نقصان پہنچایا ہے کہ راولپنڈی کے لوگوں کو پینے کے لئے پانی نہیں مل رہا، وہاں دوسری طرف ایک بڑا مسئلہ پیدا کر دیا ہے جو راولپنڈی کی تمام عمارتوں اور شہریوں کے لئے ایک بڑا خطرہ بن کر سامنے آیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ گریٹر واٹر سپلائی کی وجہ سے راولپنڈی شہر میں زیر زمین پانی کی سطح بلند ہوتی جا رہی ہے۔ راولپنڈی شہر کے بہت سے علاقے ایسے ہیں جہاں دو اڑھائی فٹ زمین کھودنے پر پانی نکل آتا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ عمارتوں کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ لہذا یہ بھی حکومت کا فوری فرض ہے کہ گریٹر واٹر سپلائی سکیم کو ترک کرنے کے لئے سوچے یا اس کو improve کرنے کی سوچے اور ساتھ ہی ساتھ کوئی متبادل بندوبست کیا جائے تاکہ زیر زمین پانی کی سطح کم ہو۔ میرے نزدیک اس کی ایک ہی صورت ہو سکتی ہے۔ وہ یہ کہ ٹیوب ویل کے ذریعے مختلف چھوٹے چھوٹے یونٹوں میں پانی کی سپلائی کی جائے۔ وہ کم خرچ بھی ہوگا اور ساتھ ہی اس طرح دونوں مسئلوں پر قابو بھی پایا جا سکتا ہے۔

جناب والا! راولپنڈی شہر میں اس لحاظ سے بھی کچھ مجبوری ہے کہ اس کی سڑکیں مختلف محکموں سے تعلق رکھتی ہیں کہ کچھ سڑکیں میونسپل کارپوریشن کی ہیں، کچھ سڑکیں ہائی وے کی ہیں۔ اور کچھ سڑکیں شہر ہی میں ہیں لیکن وہاں سے اسلام آباد کے سی۔ ڈی۔ اے کا عمل دخل شروع ہو جاتا ہے۔ جہاں تک میونسپل کارپوریشن کی سڑکوں کا تعلق ہے وہ تو ہم مقامی طور پر دیکھتے ہی رہتے ہیں۔ کسی طرح بھی ہو سکے ان سڑکوں کو کچھ نہ کچھ جو بنایا جانا چاہیے مالی وسائل اجازت دیں یا نہ دیں لیکن کچھ سڑکیں ایسی بھی ہیں جن کا تعلق ہائی وے سے ہے اور ظاہر ہے کہ ان پر محکمہ ہائی وے ہی توجہ دے سکتا ہے۔ ان میں سے ایک سڑک کئی سالوں سے بڑی خستہ حالت میں چلی آ رہی ہے۔ اس سڑک کا نام سید پور روڈ ہے۔ یہ وہ سڑک ہے جو پنڈی شہر کو اسلام آباد سے ملاتی ہے اور ایک متبادل راستہ ہے انڈسٹریل ایریا ہے۔ بڑی اہم سڑک ہے جس پر ٹریفک کا خاصا رش ہے پچھلے سال بھی اس بات کا وعدہ کیا گیا تھا کہ اس سڑک کو

دوبارہ بنایا جائے گا ۔ وہ سال تو گزر گیا ۔ ٹھیک ٹھاک کیا جائے گا ۔ لیکن اگلے سال میں بھی اس بات کے کوئی آثار نظر نہیں آتے کہ اس سڑک کو ٹھیک ٹھاک کیا جائے گا ۔

جناب والا ! ایک اور اہم مقامی مسئلہ پنڈی شہر کی آبادی کا ایک تہائی ، بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے ۔ وہ مسئلہ یہ ہے کہ ایک نالہ ، جسے نالہ لئی کہتے ہیں ، شہر کے وسط سے گزرتا ہے ۔ یہ وہ لوگ لیکن جو اس جدید دور میں رہتے ہوئے بھی نہ صرف یہ کہ ہر قسم کی سہولتوں سے محروم ہیں ، بلکہ ان کا شہر کے ساتھ کوئی رابطہ ہی نہیں ، اس لئے کہ اس نالے پر کوئی پل نہیں ۔ یہ پانچ دس ہزار کی آبادی نہیں ، بلکہ لاکھوں کی ہے اور خاص طور پر برسات کے دنوں میں ، جب اس نالے میں پانی بھر جاتا ہے ، تو یہ لوگ کئی کئی ہفتے تک بعض اوقات پنڈی شہر کے باقی حصے سے منقطع رہتے ہیں ۔ ویسے بھی عموماً روزمرہ کے معاملات کے سلسلے میں لوگوں کو اس نالے سے گزر کر جانا پڑتا ہے ۔ اگر وہاں کوئی موت ہو جائے یا کوئی بیمار پڑ جائے ، یا کسی مریض کو ہسپتال میں لے جانا پڑے تو نہ وہاں کوئی ٹیکسی جا سکتی ہے اور نہ کوئی ٹانگہ اور نہ کوئی اور سواری وہاں جا سکتی ہے ۔ وہ لوگ جو اسلام آباد اور پنڈی کے درمیان رہ رہے ہیں ، جن کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ یہ تو دارالحکومت کے پڑوسی ہیں ، یہ تو روشنیوں کے شہر کے ساتھ بسنے والے ہیں ۔ جناب والا ! میری یہ درخواست ہے کہ ان لوگوں کے مسائل اور حالات پر توجہ دی جائے ۔

آخر میں میں ایک مرتبہ پھر جناب محمد حنیف رامے ، وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ کو اتنا متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد دیتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ جو کچھ انہوں نے اپنی بجٹ تقریر میں اور کل کی تقریر میں کہا ہے ، ہم سب ان کے ہم آواز ہیں اور انشاء اللہ پاکستان پیپلز پارٹی اپنے اصولوں کو نہیں چھوڑے گی اور اپنے اصولوں کی روشنی میں اس صوبے اور اس ملک کے عوام کی بہتری کے لئے کام کرتی رہے گی ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : ملک محمد اعظم ۔

ملک محمد اعظم : جناب والا ! میں وزیر خزانہ کی خدمت میں ایک متوازن اور عوامی امنگوں سے ہم آہنگ بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔ جناب والا ! اکثر معزز اراکین نے بجٹ کی خصوصیات بیان کی ہیں جس میں زراعت ، تعلیم کے متعلق منصوبہ جات اور سالانہ ترقیاتی پروگرام

کے متعلق دیگر شعبوں میں ترقی کا ذکر کیا گیا ہے واقعی ایک بہت بڑی خوبی جو بیان کی جاتی ہے وہ یہی ہے کہ کوئی نیا ٹیکس عاید نہیں کیا گیا۔ حالانکہ منافع خور اور بلیک کرنے والے ہمیشہ بجٹ کی تقریر کے منتظر رہتے ہیں اور ان سے زیادہ ان کی تجوریاں بے چین رہتی ہیں کہ کب ان میں یہ رقم آتی ہے۔ ان سب کو مایوسی ہوئی ہے اور شاید اب وہ آئندہ سال کی تقریر کے منتظر ہوں گے۔ جناب والا! ہر خوبی کے دامن میں کچھ خامیاں بھی ضرور ہوتی ہیں۔ خوبی خوبی نہیں ہوتی اگر اس پر خامیاں غالب آ جائیں اس لحاظ سے بجٹ میں کچھ خامیاں بھی ہیں لیکن مجموعی طور پر یہ خوبیوں کا حامل ہے، اس لئے اس کو ایک کامیاب بجٹ قرار دیا جا سکتا ہے۔ جہاں ایک خوبی یہ بیان کی جاتی ہے کہ نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا یا لگے ہوئے ٹیکسوں میں اضافہ نہیں کیا گیا، وہاں پر یہ ایک خامی بھی ہے کہ جس چیز پر ٹیکس لگنا چاہیے تھا اس پر ٹیکس نہیں لگایا گیا مثال کے طور پر یہ درست ہے کہ ناقابل فہم وجوہات کی بنا پر اس صوبے یا اس ملک سے شراب نوشی اور ریس کو بند نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن کم از کم جوا کھیلنے والوں اور شراب پینے والوں کی حوصلہ شکنی کے لئے ٹیکس میں اضافہ کیا جا سکتا تھا۔ اس ٹیکس سے ترقیاتی پروگراموں کے لئے رقم حاصل ہو سکتی تھی۔

جناب والا! افسر شاہی کے متعلق بہت کچھ کہا گیا ہے۔ افسر شاہی کی جو مشینری ہمیں ملی، اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ فرسودہ اور پرانی ہے۔ لیکن وہی مسلمہ اصول جو مشینری کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں اگر ہم اس انتظامیہ کی مشینری کے لئے بھی استعمال کریں، بروئے کار لائیں تو میرے خیال میں بہت اچھے نتائج نکل سکتے ہیں۔ مشینری کے لئے کچھ پرزوں کو کسنا پڑتا ہے، کچھ پرزوں کو تھوڑا سا تیل دینا پڑتا ہے اور کچھ پرزوں کو تبدیل کرنا پڑتا ہے۔ اگر ان اصولوں پر انتظامی مشینری کو چلایا جائے تو میرے خیال میں اس کے اچھے نتائج برآمد ہو سکیں گے۔ کیونکہ دیکھنے میں آیا ہے، یہ روز کا معمول ہے کہ وزرا صاحبان کے احکام کو بھی رد کیا جاتا ہے اور اس میں فخر محسوس کیا جاتا ہے۔ جب افسران اکٹھے ہوتے ہیں تو بڑے فخریہ انداز میں ایک دوسرے کو یہ بتاتے ہیں کہ میں نے اپنے وزیر کا یہ حکم اس طریقے سے ٹال دیا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ بات ایک بہت بڑے افسر نے کہی تھی کہ اس

ملک میں سب سے منظم اور باا‌ثر جماعت افسر شاہی کی جماعت ہے جو ہمیشہ اقتدار میں رہتی ہے اور جس کا اثر ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ جب عزائم یہ ہوں، جب مقاصد یہ ہوں تو پھر ہمیں بڑے غور سے یہ سوچنا پڑے گا کہ ہم اس کا تدارک کیا کر سکتے ہیں۔

زراعت کے شعبے میں بہت کچھ کہا گیا ہے۔ ابھی ابھی جناب وزیر زراعت نے بھی بہت کچھ بتایا ہے۔ انہوں نے ایک بہت دلچسپ بات کہی کہ ہم ایسے بٹیرے لائیں گے جو تیتر کے برابر ہوں گے۔ تو میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ بٹیرے کو بٹیر رہنے دیں اور تیتر کو تیتر۔ کہیں آدھا تیتر اور آدھا بٹیر والی بات نہ ہو۔ کیونکہ جب تک آپ باقی پیداوار میں اضافہ نہیں کریں گے اس وقت تک ایسی باتیں کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ آج مہنگائی اور پیداوار کی کمی کی وجہ سے یہ حالت ہے، آپ یقین جانیے کہ جب کوئی دال کھاتا ہے تو ایسے ایسا لگتا ہے کہ وہ مرغ کھا رہا ہے۔

مسٹر سپیکر : مزے میں یا خرچ میں ؟

ملک محمد اعظم : خرچ میں۔

جناب والا ! اس سلسلے میں پیداوار کے اضافہ کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ سمگلنگ کی روک تھام کے متعلق کچھ اقدام کئے جائیں۔

آبیانے کے متعلق فلیٹ ریٹ کے بڑے قصیدے پڑھے گئے ہیں۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ جن دوستوں نے یہ قصیدے پڑھے ہیں انہیں شاید یہ بھی نہیں پتا کہ آبیانہ فصلات پر لگتا ہے، مویشیوں پر لگتا ہے یا عمارات اور دلیل کیا دیتے ہیں ؟ دلیل یہ دیتے ہیں کہ پٹواری کو رشوت نہیں لینے دی جائے گی۔ اس پر رشوت کے دروازے بند کر دیے جائیں گے۔ یہ پرانی بات تو میں نے سنی ہوئی ہے کہ پٹواری بڑا با اختیار ہوتا ہے اور ایک ڈی سی کو اس کی ماں نے یہ دعا دی تھی کہ اللہ کرے تو پٹواری ہو جائے۔ مجھے یہ بات سن کر یہ ڈر لاحق ہو گیا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ وزیر خزانہ صاحب یا کسی اور وزیر صاحب کو کہیں سے یہ دعا ملے کہ اللہ کرے تم بھی پٹواری ہو جاؤ۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ آبیانہ کے فلیٹ ریٹ کے متعلق ضرور غور کیا جائے۔ دیہاتیوں میں عام طور پر یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ اگرچہ کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا لیکن ایک بہت بڑا بوجھ عام کاشتکار اور زمیندار پر ڈال دیا گیا ہے۔ انتقالات کی رجسٹری کے متعلق بھی ذکر

میلا ہے ۔ واقعی یہ درست ہے کہ انتقالات کے نظام میں خرابیاں تھیں لیکن رجسٹری سے وہ مقاصد حاصل نہیں ہو سکتے جیسا کہ بتائے جاتے ہیں یا جو کبھی ہوتے تھے کہ حاصل ہوں گے ۔ یہ بحث کہ ایسے ہے یا ویسے ہے ۔ کہا یہ جاتا ہے کہ فراڈ پر مبنی کچھ انتقالات کرا لیے جاتے تھے ۔ یہ انتقالات یا کرانے والے کراتے تھے یا پھر نائب تحصیلدار ، تحصیلدار یا پٹواری کراتے تھے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس کا یہ حل ہے ۔ اس کا حل یہ ہے کہ ان لوگوں کو عبرتناک سزائیں دی جائیں ، کیونکہ کچھ اس طرح سے ہو گیا ہے کہ رشوت عام طور پر ایک ہاتھ وصول کرتا ہے ۔ لیکن رجسٹریشن کا محکمہ یا رجسٹریشن افسر رشوت کا ایک بہت بڑا ہاتھ لینے کھڑا ہوتا ہے ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ انتقالات کے پرانے طریقِ کار کو ہی بحال کیا جائے ۔

تعلیم کے سلسلے میں واقعی قابلِ ستائش اور قابلِ تعریف ترقی ہوئی ہے اور اس سلسلے بہتر منصوبے پیش کئے گئے ہیں ۔ میں جناب وزیر تعلیم کی توجہ اس طرف دلاؤں گا کہ دیہات میں جو سنگل ٹیچر سکول ہیں یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے ۔ ٹیچر رخصت پر ہو یا بیمار ہو جائے تو سکول بند ہو جاتا ہے ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس سلسلے میں بھی کچھ اقدام کیا جائے اس طرح ایک تو تعلیم میں جو خرچ ہوتا ہے اس سے چھٹکارا مل جائے گا اور دوسرے دیہات میں جو ہزاروں سینکڑوں پی ۔ ٹی ۔ سی پاس ٹیچرز ہیں ، ان کے لئے روزگار کے مواقع میسر آئیں گے ۔ اس کے علاوہ میں ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں ایک اور عرض کروں گا ۔

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر صاحب سے آپ کی مراد وزیر تعلیم ہے ؟

ملک محمد اعظم : جی ہاں ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں حاضر ہوں ۔

ملک محمد اعظم : جناب ، میں عرض کر رہا تھا کہ جتنے بھی ضلع میں ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افسر مقرر کئے گئے ہیں ان میں ایک بہت بڑی قباحت ہے کہ خواتین کو بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ خواتین کے لئے خواتین ہی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افسر مقرر کی جائیں ۔

جنابِ والا ! اب میں اپنے حلقہ انتخاب کی طرف توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔ تحصیل خوشاب بہت بڑی لیکن بہت پس ماندہ تحصیل ہے ۔ علاقہ

بھی میں نے بجٹ کے موقع پر گزارش کی تھی کہ اس تحصیل کو ضلع کا درجہ دے دیا جائے تو بہت اچھا ہو گا ۔ نہ صرف اس تحصیل کو بلکہ پورے ضلع کو پس ماندہ قرار دیا جائے۔ اگرچہ اس سلسلے میں دوسری تحصیل والوں نے یہاں یہ بھی کہا تھا کہ یہ تو علیحدگی پسند ہیں لیکن یہ حقیقت ہے ۔ کیونکہ اس کا اور کوئی علاج نظر نہیں آتا ۔ تحصیل خوشاب میں ایک تھانہ نور پور ہے ۔ ابھی چند روز ہوئے ہمیں اطلاع ملی کہ اب کہیں سے امداد و شمار اکٹھے کر کے یہ کہا جا رہا ہے کہ اسے تحصیل بھکر کے ساتھ ملا دیا جائے۔ اس سلسلے میں میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ بہت بڑی ناانصافی ہو گی اور لوگ اس پر بہت احتجاج کریں گے ۔ جناب والا ! تحصیل شاہ پور میں کوئی صنعت نہیں ۔ وہاں پر صنعتیں قائم کی جائیں ۔ اسی طرح سے تحصیل خوشاب کے علاقوں سون ، دامن پہاڑ اور دریائے جہلم کے شمالی کنارے پر کسی گاؤں میں بجلی نہیں ۔ وہاں پر بجلی فراہم کی جائے۔ تحصیل خوشاب کے مواضعات راجڑ، خالق آباد ، ہی وال ، رنگ پور اور جالی وغیرہ کے مڈل سکولوں کو ہائی سکولوں کا درجہ دیا جائے ۔ علاقہ تھل میں سیم ایک بہت بڑی مصیبت بن گیا ہے اور اس سے بہت اچھی زمین برباد ہوتی جا رہی ہے ۔ میں حکومت سے گزارش کروں گا کہ اس طرف بھی توجہ دی جائے۔ تحصیل خوشاب میں کٹھہ سگرال میں ایک ڈسپنسری ہے جس کے ارد گرد 20 میل تک کوئی ہسپتال نہیں ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس ڈسپنسری کو ہسپتال بنا دیا جائے اور باقی مواضعات راجڑ، ناڑی وغیرہ میں ڈسپنسریاں قائم کی جائیں ۔ آپ حیران ہوں گے کہ جوہر آباد کا ڈگری کالج ایک ہسپتال کی چھوٹی سی عمارت میں چل رہا ہے ۔ خیال تھا کہ شاید اس بجٹ میں اس کے لئے کوئی فنڈ رکھے جائیں گے ۔ لیکن ایسا نہیں ہوا ۔ وہاں کوئی ہوسٹل بھی نہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کی عمارت کے سلسلے میں کچھ کیا جائے ۔ اس کے علاوہ ایک اور بات کا بھی پتہ چلا ہے کہ ایک نہر بمقام جلالپور ضلع جہلم سے نکالی جا رہی ہے جو اس علاقے کو سیراب کرے گی ۔ لیکن اس کا سروے بالکل غلط ہوا ہے ۔ میری گزارش یہ ہے کہ اسی قیمت پر اس سے زیادہ علاقے کو سیراب کیا جا سکتا ہے ، اس لئے اس کا سروے دوبارہ کرایا جائے تا کہ زیادہ سے زیادہ آبادی کو اس سے فائدہ پہنچ سکے ۔

مسٹر سپیکر : اجلاس کا وقت پانچ منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے ۔

ملک محمد اعظم : تحصیل خوشاب میں ٹاؤن تو نہیں آپ اسے گاؤں ہی کہہ لیں ، جس کا نام قائد آباد ہے ۔ میرے خیال میں اس پورے ملک میں بانی پاکستان کے نام پر صرف یہی ایک شہر آباد کرنے کی کوشش کی گئی تھی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ احسان فراموشی کے مترادف ہے ۔ آپ اس کی حالت جا کر دیکھیں کہ وہ بد تر ہے ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس میں ہمارے قومی وقار کا سوال ہے ۔ اس کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دی جانی چاہئے ۔

جناب والا ! تحصیل خوشاب کی سڑکوں کی حالت اتنی بری ہے کہ میں کیا عرض کروں ۔ کچھ سڑکیں تو ایسی ہیں جن پر میرا خیال ہے کہ ٹرک بسیں یا کاریں نہیں چل سکتیں ۔ ان پر تو کوئی چاند گاڑی ہی چلائی جا سکتی ہے ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ سڑکوں پر خصوصی توجہ دی جائے ۔ ایک اور مسئلہ جو دفاعی اور عوامی لحاظ سے بہت اہم ہے ، یہ ہے کہ دریائے جہلم پر ایک پل ہے جسے ڈی مانٹ مورنس پل کہتے ہیں ۔ یہ ایک ایسا پل ہے جو میانوالی اور بھکر تحصیل کو سرگودھا سے اور باقی صوبے کے حصوں کو ملاتا ہے ۔ یہ دفاعی لحاظ سے بھی بہت اہمیت کا حامل ہے ۔ اس کی حالت اب زیادہ خراب ہوتی جا رہی ہے ۔ اور خدانخواستہ کسی دن کوئی بڑا حادثہ بھی رونما ہو سکتا ہے کیونکہ اس پل پر سے ریل بھی گزرتی ہے اور باقی سڑکیں بھی ۔ اس وقت اس کی حالت یہ ہے کہ کم رقم سے اس کی مرمت کی جا سکتی ہے ۔

جناب والا! یہ میری معروضات تھیں ۔ میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں ۔

Mr. Speaker : The House is adjourment till 8.00 A.M. tomorrow.

اسمبلی کا اجلاس 20 فروری 1975 بروز جمعۃالمبارک 8 بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا ۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا پندرھواں اجلاس

جمعۃ المبارک — 20 جون 1975ء

(جمعۃ المبارک 9 جمادی الثانی 1395ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَ
خَلَقَ كُلَّ شَىْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ۝ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَىْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ لَا تُدْرِكُهُ
الْاَبْصَارُ ؗ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝ قَدْ جَآءَكُمْ
بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِىَ فَعَلَيْهَا ؕ وَمَاۤ اَنَا عَلَيْكُمْ
بِحَفِيْظٍ ۝ پ ۷ — س ۶ — رکوع ۱۹ — آیات ۱۰۱ تا ۱۰۴

وہی آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس کے اولاد کہاں سے ہو جبکہ اس کی بیوی ہی نہیں۔ اور وہ ہی ہر چیز کا خالق اور وہ ہر چیز سے باخبر بھی ہے۔ یہی (اوصاف رکھنے والا) اللہ تم سب کا پروردگار ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے پس اس کی عبادت کیا کرو، اور وہ ہر چیز کا نگران بھی ہے۔

نگاہیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں وہ نگاہوں کا ادراک کر سکتا ہے اور وہ بھید کا جاننے والا خبردار ہے۔ (اے پیغمبر!) لوگو کہ تمہارے پاس پروردگار کی طرف سے روشن دلیلیں پہنچ چکی ہیں تو جس نے آنکھ کھول کر دیکھا اس نے اپنا بھلا کیا اور جس نے اندھا پن دکھایا اس نے اپنے حق میں برا کیا اور میں تمہارا نگہبان نہیں ہوں۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

اراکین اسمبلی کو رخصت

خان محمد شفیق خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست خان محمد شفیق خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

گزارش ہے کہ میں مورخہ 17 جون 1975 کو پی ۔ ایم کی ملاقات کے لئے ملتان گیا تھا ۔ اس لئے حاضر اجلاس نہ ہو سکا ہوں ۔ لہذا رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے ۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری علی بہادر خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ازاں چوہدری علی بہادر خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

I could not attend Session on 16th and 17th June due to illness. Kindly allow leave.

Thanks.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے ۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

اراکین اسمبلی کی رخصت

پیر محمد شاہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ازاں پیر محمد شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں بوجہ بیماری مورخہ 17 تا 18 جون 1975
کو حاضر نہ ہو سکا اس لئے چھٹی منظور فرمائی
جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

کرنل محمد اسلم خان نیازی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ازاں کرنل محمد اسلم نیازی ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I request for leave for the dates 18 and
19 June 1975. I have to go for the
P.M. to Multan.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :-

کہ مطلوبہ رخصت منظور کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید ناظم حسین شاہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ درخواست ازاں سید ناظم حسین شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے۔ کہ مورخہ 16 تا 20 جون 1975

بوجہ خرابی صحت حاضر نہیں ہو سکا۔ برائے
نوازش پانچ دن کی رخصت دی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :-

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید فدا حسین

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ازاں سید فدا حسین صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں مورخہ 16 تا 19 جون 1975
بوجہ خرابی صحت حاضر اجلاس نہیں ہو سکا۔
برائے مہربانی چار دن کی رخصت دی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :-

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک سرفراز احمد

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ازاں ملک سرفراز احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

مجھے ایک ذاتی کام کی غرض سے ساہیوال جانا
ہے۔ لہذا 20 جون 1975 کو اسمبلی کی
کارروائی میں شمولیت نہ کر سکوں گا ملتمس ہوں
کہ اس دن کی عدم حاضری معاف فرمائی دی
جائے۔

مسٹر سپیکر: سوال یہ ہے :-

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر احسان الحق پراچہ

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست ازاں مسٹر احسان الحق پراچہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

In continuation of my previous letter of 12 June 1975 requesting leave of absence from the attendance of the Session of the Provincial Assembly upto 16 June 1975, because of illness, I beg to state that I am still not fit to attend the Assembly session and therefore request that I may be allowed further leave of absence from 17 to 23 June 1975, because of my indisposition.

مسٹر سپیکر: سوال یہ ہے :-

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

دیوان سید غلام عباس بخاری

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست ازاں دیوان سید غلام عباس بخاری صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

بوجہ ضروری ذاتی کام مجھے 17 جون 1975 کو ملتان جانا پڑا۔ برائے مہربانی ایک یوم کی رخصت عنایت فرما دی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :-

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

رائے نہال خان کھرل

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ازاں رائے نہال خان کھرل صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ میں مورخہ 16 جون 1975 کو اسمبلی کے اجلاس میں بوجہ ناسازی طبیعت حاضری سے قاصر رہا ہوں ۔

براہ کرم ایک یوم کی رخصت عطا فرمائی جائے ۔
18 جون 1975 ء

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :-

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مرزا طاہر بیگ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ازاں مرزا طاہر بیگ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I have not been able to attend the Session of the Assembly on 16 and 17 June being out of Lahore. It is therefore requested that my absence for these two days be excused.

Thanking you.

اراکین اسمبلی کی رخصت

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید مہتاب احمد شاہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ازاں سید مہتاب احمد شاہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

> میں بوجہ بیماری 16 اور 17 جون 1975ء کو اجلاس سے غیر حاضر رہا ہوں مہربانی فرما کر میری رخصت منظور فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ڈپٹی سپیکر : مولانا سید غلام عباس بخاری نے مجھے ایک مراسلہ بھیجا ہے جس میں انہوں نے اپنی اس بات کی وضاحت کی ہے کہ نوائے وقت نے ان کے متعلق یہ لکھا ہے کہ وہ پاکستان پیپلز پارٹی کے رکن ہیں۔ لیکن ان کا کہنا ہے کہ وہ مسلم لیگ قیوم گروپ سے تعلق رکھتے ہیں۔

ملک خورشید انور : جناب سپیکر! اگر آپ مناسب سمجھیں تو ان کی سیٹ seat بھی اس طرف کر دیں۔ گیلری والوں کو کیا پتہ کہ وہ کس پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ ہمارے درمیان میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس سے غلط فہمی پیدا ہو جاتی ہے۔

پنجاب کا سالانہ میزانیہ بابت سال 76-1975ء

بابت مجموعی میزانیہ پر عام بحث (جاری)

مسٹر سپیکر : اچھا جی میں اس پر کچھ کہوں گا۔ ڈاکٹر حلیم رضا صاحب نہیں ہیں۔ ملک شاہ محمد محسن صاحب بھی نہیں ہیں۔ سردار عطا محمد لغاری صاحب

بھی نہیں ہیں - یہ تینوں صاحبان تو مجھے آج کے لئے خاص طور پر کہہ گئے تھے ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی : جناب سپیکر ! جناب وزیر خزانہ نے اپنے مخصوص انداز میں بجٹ پیش کیا ہے - اور بظاہر اس میں کوئی نیا ٹیکس عائد نہیں کیا گیا ماسوائے آبیانے کے فلیٹ ریٹ کے جس کا پسماندہ اضلاع پر اثر پڑا تھا - اس ضمن میں پسماندہ اضلاع کا ایک وفد وزیر اعلیٰ جو وزیر خزانہ بھی ہیں سے ملا اور اپنی تکالیف بیان کیں کہ ہمارے علاقے کی زمینیں اتنی پیداوار نہیں دیتیں جتنی لاہور ساہیوال یا اس قسم کی زمینیں پیداوار دیتی ہیں - انہوں نے اصولی طور پر اتفاق فرمایا اور حکومت کی طرف سے غور کرنے کا وعدہ کیا جناب والا ! اس کے بعد یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بجٹ میں جو اعتراض کیا گیا تھا کہ - - - - - اسلام کا نام نہیں آیا سوشلزم کا نام آیا ہے - تو جناب والا ! وزیر اعلیٰ کی تقریر کے بعد بہت سے شکوک و شبہات دور ہو گئے ہیں - خاص طور پر جو انہوں نے کہا ہے کہ ہم کسی سوشلسٹ ملک یعنی روس - چین یا کسی اور سے ان کا نظریہ نہیں لیں گے - جناب والا ! یہ بات صاف ظاہر ہے کہ دوسرے ممالک نے اسلام سے یہ چیزیں لی ہیں - مثال کے طور پر انہوں نے حقوق العباد کا نام نہیں لیا - اسلام میں تو سب کچھ موجود ہے - بنیادی حقوق - حقوق انسانی یہ سب اسلام سے لئے گئے ہیں - اس لئے ہم اس طرف جائیں گے جہاں سے یہ لئے گئے ہیں - میں آپ کی خدمت میں ایک چھوٹا سا واقعہ پیش کرتا ہوں کہ "جبلا" مسلمان تھا سردار تھا ، قوم کا بہت بڑا آدمی تھا مسجد میں موجود تھا ، سر پر جبہ تھا - قریب ہی ایک بد و مسلمان تھا اس کا پیر اس کے جبہ پر آ گیا اس نے غصہ میں آ کر مسلمان بدو کے سر پر تھپڑ مارا تھپڑ اتنے زور سے مارا کہ اس کے دانت تک ٹوٹ گئے - قصاص کا حکم ملا - یہ صدیق اکبر رض کا زمانہ تھا (سبحان اللہ) سردار کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس طرح ایک غریب آدمی میرے منہ پر تھپڑ مارے - اس نے کہا یہ تو نہیں ہو سکتا - میں سردار ہوں اگر تھپڑ مارے تو کوئی قریش خاندان کا سردار میرے منہ پر تھپڑ مارے - حکم ملا نہیں وہی بدو تمہارے منہ پر تھپڑ مارے گا - جناب والا ! وہ مرتد ہو گیا لیکن فیصلہ اپنی جگہ پر قائم رہا - میں نے یہ معمولی سی مثال پیش کی ہے ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں - بھائی چارے اور اخوت کی مثالیں مسلمانوں میں اور مذہب اسلام

میں موجود تھا کہ جس اور یہ ملک میں سوشلزم موجود نہیں ہے ۔ اس لئے میں عرض کرتا ہوں ہمیں مثالیں وہیں سے دینی چاہئیں ۔ مجھے امید ہے کہ ہم وہی مساوات بھی کا نظام قائم کریں گے ۔ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا ۔ اور اسی مساوات کا ہمیں ذکر کرنا چاہیے کبھی سوشلزم وغیرہ کا ذکر نہیں کرنا چاہیے ۔ اور ہمیں کسی ازم کے سہارے کی ضرورت نہیں ہے ۔ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ناموس رسالت کی خلعت کرنے والے مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے والے وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو اب ضرور اسلامی نظام (نظام مصطفوی) نافذ کریں گے ۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ اس ملک میں اسلامی نظام ہوگا اور اسلامی آئین نافذ ہوگا ۔ اور یہی وزیر اعظم انشاء اللہ نافذ کریں گے ۔ اس لئے ہمیں اب یہ نہیں کہنا چاہیے کہ ایشیا سرخ ہے اس کی بجائے ہمیں روضہ کے سبز گنبد کی مثالیں دینی چاہئیں ۔ کیونکہ سبز رنگ ہی ہمارا مذہبی اور اسلامی نشان ہے ۔ اور خوشحالی اور شادمانی کا پیغام ہے ۔

جناب والا ! اس کے بعد میں بجٹ کی طرف آتا ہوں ۔ اس ملک کا انحصار زراعت پر ہے ۔ پنجاب کو خاص طور پر زرعی اہمیت حاصل ہے پنجاب ایک زرعی صوبہ مشہور ہے ۔ جناب والا ! یہ ٹھیک ہے کہ اس کے لئے پہلے سے زیادہ رقم رکھی گئی ہے ۔ مگر اس میں کروڑوں روپے advertisement اور demonstration پر خرچ کئے جا رہے ہیں ۔ اس کی بجائے اگر بلڈوزروں اور ٹریکٹروں پر خرچ کئے جاتے اور یہ زیادہ منگوا لئے جاتے تو زیادہ بہتر تھا ۔ اس کے علاوہ جناب والا ! میں عرض کروں گا کہ ہر نیا بیج دو تین سال کے بعد اپنی افادیت ختم کر لیتا ہے ۔ جس طرح میکسی پاک جب شروع ہوا تو اس کی افادیت موجود تھی مگر آہستہ آہستہ اس کی افادیت ختم ہوتی گئی ۔ پہلی دفعہ گندم کی مختلف اقسام کے بیج دئے گئے تاہم تو ان کے اچھے نتائج خاطر خواہ نہیں نکلے البتہ جو باہر سے منگوائے گئے تھے اچھے تھے مگر یہ ایک تو تعداد میں کم تھا دوسرا بروقت میسر نہیں ہو سکا ۔ اور زمیندار اسے اچھی طرح بو نہیں سکے ۔ بہرحال اس کے لئے میں استدعا کروں گا کہ آئندہ سال اس بات کا خاص خیال رکھا جائے اور جو بیج اپنی افادیت کھو دے اس کی جگہ پہلے بروقت ہمیں نیا بیج دیا جائے ۔ اور اس کے لئے ہمیں انتظار نہ کرنا پڑے ۔

اس کے بعد جناب والا ! میں عرض کروں کہ پچھلی دفعہ بجٹ سیشن میں سب سے پہلے میں نے جرأت کرکے یہ تجویز پیش کی تھی کہ گندم کی قیمت بڑھائی جائے اس وقت بعض لوگوں نے اسے بڑی حیرانگی سے دیکھا تھا جناب والا ! اس کی ضرورت میں بیان کروں گا کہ ہماری 85 فیصد آبادی کا انحصار گندم پر ہے اس سے ہی ہمارے زمیندار چھوٹے کاشت کار سب ہی اپنی ضروریات پوری کرتے ہیں اسی سے دوائیاں کپڑا اور دوسری ضروریات پیدا کرتے ہیں اور اس طرح پیسہ بھی circulate ہوتا ہے ۔ اس پر کچھ ریٹ تو بڑھا دیا ہے مگر میں اب بھی سوچتا ہوں کہ اس کے جب ریٹ مقرر کئے گئے تو کہا گیا تھا کہ باقی چیزوں کے ریٹ بڑھنے نہ پائیں گے لیکن اس وقت معلوم کیا گیا کہ جوار کا ریٹ 60 روپے من اور مکئی کا ریٹ 75 روپے اور چنے کا ریٹ 60 روپے من تھا ۔ یہ سب جناب دو تین مہینے کی فصلیں ہیں ۔ ان کے یہ ریٹ تھے ۔ اور گندم کا ریٹ 37 روپے من رکھا گیا ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بات ٹھیک ہے یہی ریٹ ہوں یا اس سے بھی کم ہوں گورنمنٹ سبسیڈیز دے سکتی ہے ۔ اگر زرمبادلہ کی صورت میں کروڑوں روپے حکومت باہر خرچ کر سکتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ اپنے ملک میں خرچ کر دئے جائیں ۔ اس طرح زمیندار کی آپ حوصلہ افزائی کر سکیں گے سبزیاں ترکاریاں جو مہنگی چیزیں ہیں وہ اس طرح نہیں بوئیں گے ۔ بلکہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ زمیندار جو گندم بوئے ۔ اس کا بیج اس کو مفت دیا جائے کھاد اور ڈیزل مفت دیا جائے ۔ اس طریقہ سے ہم حکومت کی امداد سے زمیندار کا حوصلہ بڑھائیں گے ۔ تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ گندم اگائے ۔ اس کی حالت درست ہو ۔ دوسری بات یہ ہے ۔ اب تو شکر ہے کہ یہ بات کم ہوگئی ہے ۔ شروع شروع میں جب میں آیا تو دیہات کے متعلق بہت سی باتیں کہی جاتی تھیں ۔ زمیندار مزارع میں اور کمی کے متعلق یہ ہوتا ہے ۔ وہ ہوتا ہے ۔ اب ہمارے دوستوں کو بہت حد تک یہ پتہ چل گیا ہے ۔ کہ وہاں یہ سب کچھ نہیں ہوتا تھا ۔ جناب والا ! میں نے اس سلسلہ میں یہ عرض کرنا تھا ۔ کہ بہت سی غلط قسم کی باتیں ہم تک پہنچتی ہیں ۔ جو ہم یہاں بیٹھ کر سنتے ہیں ۔ آپ نے دیہات ضرور دیکھا ہوگا ۔ دیہات میں گئے بھی ہونگے اور شاید رہے بھی ہونگے ۔ یہاں ہمارے شہری دوست جو یہاں پر رہتے ہیں جن کے ذرائع ابلاغ ۔ پروپیگنڈہ اور ان کی اطلاعات کا ذریعہ پنجابی فلمیں ہوتی ہیں ۔ جس میں کسی ایک کو

بصورت زمیندار اور دوسرے کو بصورت مزارع پیش کرکے دکھایا جاتا ہے ۔ اور وہ جو چاہتے ہیں کرتے پھرتے ہیں ۔ میرے سب دوست جانتے ہیں ۔ کہ کسی بھی دیہات میں کہیں بھی یہ نہیں ہوتا ہے ۔ شہر والوں کو تفریح کے لئے کچھ کہانیاں ۔ کچھ لطیفے ۔ کچھ دلچسپ پہلو اور کچھ ڈانس وغیرہ پیش کئے جاتے ہیں ۔ جناب والا ! آپ بتایئں کس دیہات میں عورت اور مرد اکٹھے گاتے ہیں ۔ یہ لوگ جہاں عریانی اور باقی چیزیں بڑھا رہے ہیں ۔ وہاں یہ طبقاتی نفرت بھی بڑھا رہے ہیں ۔ میں یہ کہتا ہوں ۔ کہ یہ دیہاتیوں کی توہین ہے بہت سی غلط باتیں ان سے منسوب کی جاتی ہیں ۔ ٹھیک ہے بعض اوقات زمیندار اور مزارع میں جھگڑا بھی ہوتا ہے ۔ لیکن وہ بالکل اسی طرح سے جس طرح سے دو بھائیوں میں جائیداد کا جھگڑا ہوتا ہے ۔ چاہے وہ دونوں جج ہوں ۔ وزرا ہوں کچھ بھی ہوں ۔ ہر گھر میں کسی نہ کسی صورت میں جائیداد میں جھگڑا ہوتا ہے ۔ وہاں پر یہ مثالیں کیوں نہیں دی جاتی ہیں ۔ زمیندار اور مزارعہ ایک دوسرے پر جان دیتے ہیں اور بھائیوں کی طرح رہتے ہیں ۔ اچھی باتیں بھی ہوتی ہیں اور بری باتیں بھی ہوتی ہیں ۔ جناب والا ! اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے ۔ کہ معاشرے میں ہر جگہ پر اچھے اور برے لوگ ہیں ۔ لوفر اور غنڈے ہر جگہ موجود ہوتے ہیں ۔ جو غلط کام ہوتے ہیں یہ عوام نہیں کرتے ہیں ۔ یہ کوئی ایک خاص طبقہ نہیں ہے ۔ یہ کام ہر جگہ لوفر اور غنڈے کرتے ہیں اور یہ میں سمجھتا ہوں کہ دیہات میں کم اور شہروں میں زیادہ ہوتے ہیں ۔ اس طرح یہ ہوا دیتے ہیں ۔ کہ وہاں یہ ہوتا ہے وہ ہوتا ہے ۔ گورنمنٹ مداخلت کرے ۔ کیونکہ اس میں اور چیزوں کے علاوہ زراعت کا بھی نقصان ہے ۔ تعلیم زیادہ نہیں ہے پروپیگنڈہ کے طور پر مخصوص لوگ فائدہ اٹھانے کے لئے اس قسم کی باتوں کو ہوا دیتے ہیں میں یہ عرض کروں گا ۔ یہ چیز نہیں ہے بلکہ وہاں بھائی چارہ کا یہ عالم ہے ۔ کہ شادی اور غمی میں مزارع کاشتکار آپس میں مل کر بیٹھتے ہیں ۔ جنازہ کو کندھا دیتے ہیں ۔ وہاں پر یہ نہیں ہے کہ ایمبولینس آتی ہے اور وہ لاش لے کر چلی جاتی ہے ۔ وہاں یہ بھی ہوتا ۔ 4 - 5 میل تک سب اکٹھے چلتے ہیں ۔ البتہ ایک بات ہے ۔ جس کا کبھی کسی نے نوٹس نہیں لیا ہے اور وہ سب کو پتہ ہے کہ کوئی غریب دیہاتی تھانے ایسے نہیں جا سکتا ہے ۔ جب

تک اس کے ساتھ پولیس کا کوئی آؤٹ نہ ہو۔ وہ جا کر ایف آئی آر نہیں درج کرا سکتا ہے جب تک اس کو رقم نہ دیں۔ اس کے متعلق کبھی کسی نے کہا تھا کہ اس کی تکلیف رفع ہو۔ جناب والا! اب بھی مزارع کاشتکار اور معین پٹواری اور تحصیل دار کو پیسے دیئے بغیر کام نہیں کرا سکتا۔ زیادہ نہیں تو تھوڑے بہت پیسے دے کر ہی غریب کا کام ہوتا ہے۔ اس کو باقی تکلیفیں بھی ہیں۔ رہائشی تکالیف کے علاوہ باقی دیگر سہولتوں کا فقدان ہے۔ جب تک ہم ان کا ازالہ نہ کریں گے۔ اس وقت تک ہمارا ملک اور قوم ترقی نہیں کر سکے گی۔

جناب والا! اس کے بعد میں چھوٹی سی بات عرض کروں۔ وہ ہے افسر شاہی یا نوکر شاہی۔ یہ ہماری ایڈمنسٹریشن ہے۔ اس کے متعلق ایسی ہی بات ہے کہ رسی جل گئی پر بل نہ گیا۔ بہت دفعہ یہ لوگ نکالے بھی گئے۔ لیکن باقی ماندہ لوگ اپنی روش نہ بدل سکے اور کسی طرح بھی عوام کی ہمدردی حاصل نہ کر سکے۔ جناب والا! یہ اپنی آنکھوں دیکھی چند دنوں کی بات ہے۔ ایک بیوروکریٹ مظفر گڑھ تشریف لے گئے۔ میں نے حیران ہو کر دیکھا کہ یہ کون صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ آگے پائلٹ تھا۔ پیچھے کار تھی جھنڈا نہ تھا۔ ویسے فلیگ لگا تھا۔ پیچھے ٹیل پر پولیس کار تھی۔ پتہ چلا کہ وہ ڈیرہ غازی خان تشریف لے گئے ہیں۔ وہاں ان کے لئے سرخ رنگ کی قالین بچھائی گئی۔ سلامی بھی دی گئی اور وہاں بگل بھی بجائے گئے۔ یہ ممبر بورڈ آف ریوینیو تھے۔ میں نام نہیں بتانا چاہتا۔ اس کو کتنی کی جرأت ہے کہ منہ پر کہے کہ تم قوم کے خادم ہو۔ عوام کے نوکر ہو۔ کیا یہ کوئی کہہ سکتا ہے؟ کوئی نہیں کہہ سکتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ حرکتیں کر کے ہم پر رعب ڈال رہے ہیں۔ وہ دل ہی دل میں خوش ہوتے ہیں۔ لیکن عوام جتنی نفرت کرتے ہیں۔ کاش ان کو یہ پتہ ہوتا۔ اس میں ایک حد تک ہمارا اپنا قصور ہے پرانی مثال ہے۔ کوئیں میں کوئی حرام چیز چلی گئی۔ کسی نے کہا کہ اتنے ڈول پانی نکال دو۔ پاک ہو جائے گا۔ چیز وہیں کی وہیں رہی۔

جناب والا! یہ ہماری سول سروس اکیڈمی۔ جہاں پر اب بھی افسران کو یہی ٹریننگ دی جاتی ہے کہ چھری کانٹے سے کیسے کھایا جاتا ہے۔ صاحب کس طرح بنا جاتا ہے۔ حاکم کیسے کہلایا جاتا ہے جیسے انگریزوں کے وقت ٹریننگ ہوتی تھی۔ ویسے ہی اب دی جاتی ہے۔ انتظار کس طرح

کرایا جاتا ہے ۔ منگوایا کیسے جاتا ہے ۔ کھانا کس طرح بنوایا جاتا ہے ؟ باقی سب لوازمات بنائے جاتے تھے ۔ پھر ہم کہتے ہیں ۔ نوکر شاہی ، نوکر شاہی ۔ اس میں کچھ ہمارا اپنا قصور ہے ۔ ہم نے خود ہی رقم سے اٹھتے سرکاری خزانہ سے ایک ایسا محکمہ بنا رکھا ہے ۔ جہاں صاحب بنانے کے لئے رقم خرچ کرتے ہیں ۔ تاکہ وہ ہم پر حکومت کر سکیں ۔ بالکل اسی طرح سے جس طرح سے انگریز اپنے دور حکومت میں کرتے تھے ۔ جناب والا ! کیا ہی اچھا ہوتا ۔ اگر یہی سنٹر ملک کی 85 فیصد آبادی یعنی دیہات میں ہوتے ۔ یہ اکیڈمی کسی دیہات میں ہوتی ۔ تاکہ یہ افسر لوگ وہاں گاؤں میں جا کر ان غریبوں کے ساتھ رہتے ۔ ان کے طور طریقے جانتے ۔ ان کو پتہ چلتا کہ غریب کس طرح سے رہتے ہیں ۔ چھری کانٹے سے نہیں ۔ بلکہ ان کے ساتھ مل جل کر ان کے صحیح دکھ جان کر ان کے ساتھ مل کر کام کرتے ۔ جس سے کتنی تکلیفیں دور ہو جاتیں ۔ جناب والا ! میں یہ استدعا کروں گا کہ سول سروس یا کسی بھی سروس کے لئے یہ ضروری قرار دیا جائے کہ وہ لوگ گاؤں میں جا کر کچھ عرصہ کے لئے غریبوں کے ساتھ رہیں ۔ ۔ ۔ ۔

وزیر قانون : وہاں چھری کانٹے کہاں سے آئیں گے ۔

میاں خورشید انور : وہ یہاں سے ساتھ لے جائیں گے ۔

میاں مصطفیٰ قریشی ظفر : ٹھیک فرما رہے ہیں ۔ چھری کانٹے مہنگے ملیں گے اور شاید کھانے کی اچھی اچھی چیزیں نہ مل سکیں ۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ پاکستان سے باہر کی سمندر پار کی یہ چیزیں انگلستان وغیرہ تو ہوں ۔ یہاں نہ ہوں ۔ جناب والا ! اس کے بعد ملاوٹ کی اکثر باتیں سنتے ہیں ۔ کوئی ڈر ہوتا تھا ۔ کبھی کسی چیز میں ملاوٹ ہوتی تھی ۔ لیکن تمام میں نہیں ۔ جناب والا ! ملاوٹ کا تصور کر کے چیزیں کھانے کو جی نہیں چاہتا ۔ اب گرم مسالے میں اگر نیل ، گوہا وغیرہ پیس کر ڈالا جائے ۔ تو وہ مضر صحت ہونے کے علاوہ حرام بھی ہے اور یہی چیز مسلمان کر رہے ہیں ۔

جناب والا ! دوائیوں پر اعتماد نہیں رہا ۔ جناب بریگیڈیئر صاحبداد صاحب بھی سن رہے ہیں ۔ ہر دوائی کے متعلق ہوتا یہ ہے کہ لیڈر سائی تین کے کیپسول ہیں ۔ کوئی کہتا ہے کہ اس کے اندر میدہ ہے ۔ اس میں کوئی اور چیز ہے یا مکی کا آٹا پسا ہوا ہوگا ۔ یہ گولیاں چونے کی بنی ہوئی ہیں ۔ اس میں وہ چیز نہیں ہے ۔ اب جناب والا ! اس میں دو چیزیں ہیں ۔ ایک تو یہ کہ مریض کے دل میں ہر وقت یہ ڈر رہتا ہے کہ میں جو دوائی کھا رہا ہوں

یہ اصل دوا نہیں ہے اور دوسرے زیادہ percentage بھی یہی ہے کہ وہ اصل نہیں ہے ۔ اس کے علاوہ باقی کھانے کی جتنی چیزیں ہیں ۔ مثلاً آٹا ہے باقی چیزیں ہیں ۔ جن میں ملاوٹ ہو سکتی ہے اورکوکا کولا جیسی لعنت ہے ۔ میرے ایک دوست کو مظفر گڑھ میں کوکا کولا پینے سے reaction ہوگیا ۔ اس کو پسینے آنے لگے sinking شروع ہوگئی ۔ اس کے pulses ٹھیک نہیں رہے ۔ کچھ پتہ نہیں کہ یہ کس چیز سے بنا ہوا تھا ۔ جناب والا ! اس کے متعلق میری عرض یہ ہے کہ ایسی عدالتیں بنائی جائیں جن کے پاس اختیارات ہوں کہ وہ موقع پر سزا دے سکیں اور کوڑے تک لگانے کی سزا ملے ۔ کیونکہ یہ خطرناک لعنت ہے اور اس کا مجرم کسی صورت میں بھی ہمدردی کا مستحق نہیں ہے ۔

جناب والا ! میں مختصراً تھوڑا سا اپنے پس ماندہ ضلع کے لئے بھی عرض کروں گا اور میں نے بارہا کہا ہے کہ وہاں تعلیم اور باقی چیزیں کم ہیں ۔ میں بے حد ممنون اور شکر گزار ہوں کہ جو کچھ میں یہاں کہتا رہا ہوں اس پر نوٹس لیا جاتا رہا ہے اور عمل ہوتا رہا ہے ۔ مثال کے طور پر میں نے سڑکوں کے متعلق کہا تھا ۔ چند ایک سڑکیں بنا دی گئی ہیں ۔ لیکن جناب وزیر تعلیم صاحب موجود ہیں ۔ میں عرض کروں کہ پاکستان میں خواندگی کی جو percentage ہے ۔ گیارہ فی صد سے پندرہ فی صد ہے ۔ اس percentage کو مظفر گڑھ خراب کر رہا ہے ۔ کیونکہ یہاں تعلیم ہے ہی نہیں ۔ جناب والا ! میں نے پہلے بھی مثال دی تھی کہ یہاں وزراء اعلیٰ اور گورنر رہے ہیں ۔ پاکستان کے تھوڑے سے عرصے میں تھوڑے سے دور میں اکثر دوست مجھ سے ایک گورنر کے متعلق پوچھتے تھے کہ اس کی تعلیم کیا ہے ۔ ٹھیک ہے یہ کس کا قصور ہے ۔ آپ نے ہمیں نہیں دی اور پھر پوچھتے ہیں کہ یہ کیوں ہوتا ہے ۔ اگر آپ کا ایک ضلع ہر لحاظ سے کسی نہ کسی طرح خدمت کے لئے تیار نہیں ۔ تو پھر آپ تعلیم کے متعلق نہ پوچھا کریں ۔ یہ ٹھیک ہے کہ آپ وہاں کالج بھی کھولتے ہیں ، سکول بھی کھولتے ہیں ۔ لیکن وہ کم ہیں کیونکہ وہاں سکول وغیرہ پہلے بالکل نہیں تھے ۔ اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ اب بھی سکول کھول دیں ۔ اب بھی ٹائم ہے ۔ جناب والا ! میں یہ بھی عرض کروں گا کہ وہاں چھوٹے چھوٹے لیول پر سکول کھولیں اور اچھا سٹاف دیں ۔ جناب والا ! آپ سکول کھول دیتے ہیں ۔ لیکن وہاں پر ٹیچر لیکچرار اور

پروفیسر جانے کے لئے تیار نہیں ہوتے ۔ کیونکہ وہ دور افتادہ پس ماندہ ضلع ہے ۔ کوئی وہاں کیوں جائے ۔

جناب والا ! اس کے بعد مجھے ایک چیز عرض کرنی ہے ۔ جو سارے پنجاب کے لئے ضروری ہے اور مظفر گڑھ کے لئے تو خاص طور پر بہت ضروری ہے ۔ وہ یہ ہے کہ شہروں میں ہم اچھی کالونیاں بنا رہے ہیں اور اچھے اچھے فلیٹ بنا کر لوگوں میں تقسیم کر رہے ہیں ۔ لیکن جناب والا ! یہ چیز چھوٹے لیول پر دیہات میں کرنا چاہئے ۔ اگرچہ فلش سسٹم نہ ہوں ۔ باقی ضروریات نہ سہی ۔ لینٹر کی چھتیں نہ سہی ۔ سیمنٹ اور چپس نہ سہی دیہاتی علاقے میں پانچ مرلے کے پلاٹ لوگوں کو دینے کی کوشش کی ہے ۔ لیکن ان کے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کہ وہ کچے مکان بنائیں ۔ ہم نے ان کو زمینیں دی ہیں ۔ یہ ٹھیک ہے کہ وہ اس پر خوش ضرور ہوتے ہیں ۔ لیکن ہمیں کچھ اس حد تک ضرور سوچنا چاہئے کہ دیہاتی علاقوں میں نمونے کے طور پر اچھی اچھی بستیاں یا کالونیاں بنا کر دیں ۔ اگر پکی نہیں ہیں ۔ زیادہ اچھی نہیں بن سکتیں تو کوئی بات نہیں ۔ لیکن اس حد تک ان کو ہم بنا دیں کہ وہ ان میں آباد ہو سکیں اور بعد میں قسطوں کی صورت میں پیسے لیتے رہیں گے ۔ لیکن اس 85 فی صد آبادی کو احساس محرومی نہیں ہونا چاہئے ۔ ہمارے دیہات کے لوگ اس چیز سے بالکل سنسٹو ہیں اور ان کو کوئی چیز نہیں مل رہی ۔ میں عرض کروں گا کہ ہاؤسنگ سکیم میں 85 فی صد حصہ دیہاتوں سے شروع ہونا چاہئے ۔ کیونکہ شہروں نے بہت ترقی کی ہے ۔ ویسے بھی اب شہروں میں زیادہ رش نہیں ہونا چاہئے ۔

جناب والا ! اس کے بعد میں صحت کے متعلق عرض کروں گا ۔ مظفر گڑھ میں ایک ہسپتال ہے ۔

مسٹر سپیکر : میاں صاحب آپ اندازاً کتنا وقت لیں گے ؟

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی : جناب والا ! آپ نے تو ابھی تک سگنل بھی نہیں دیا ۔

مسٹر سپیکر : میں سگنل نہیں دے رہا ہوں ۔ میں کوشش یہ کر رہا ہوں کہ سگنل نہ دوں فاضل اراکین کوشش کریں اور پندرہ پندرہ منٹ کے قریب قریب اپنی تقریر ختم کریں ۔ میں سگنل دینا نہیں چاہتا ...

میاں محمد مصطفیٰ ظفر قریشی : جناب بڑی مہربانی ۔

مسٹر سپیکر : اب چونکہ میں نے آپ کو ٹوک دیا ہے لہذا میں ایک بات کا اعلان بھی کر دینا چاہتا ہوں ۔ وہ یہ ہے کہ مقررین کی فہرست ان کی اس ایوان میں آمد کے مطابق بناتا ہوں جو ممبر پچاسویں نمبر پر آتا ہے ۔ اس کا نمبر پچاسواں لکھا جاتا ہے اور جو ممبر اس ایوان میں پہلے نمبر پر داخل ہوتا ہے تو مقررین میں اس کا نمبر ایک لکھا جاتا ہے ۔ ان دوستوں سے جو لیٹ تشریف لاتے ہیں یہ استدعا کرتا ہوں کہ بعد میں مجھے یہ آ کر نہ کہیں کہ میں ڈیڑھ گھنٹہ لیٹ آیا ہوں اور مجھے نمبر تین پر رکھ دیں ۔ لہذا ان کا اپنے حساب سے نمبر آئے گا ۔

مسٹر بشیر احمد : جناب والا ! میرا نام بھی ہے ؟

مسٹر سپیکر : آپ کا نام میں نے لکھا ہے ۔

رانا میاں خان کھرل : جناب سپیکر ! میرا نام بھی فہرست میں لکھا ہوا ہے ؟

مسٹر سپیکر : آپ تو ابھی ایوان میں داخل ہوئے ہیں اور دس منٹ ہو گئے ہیں ۔ میاں صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی : جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ اس کے بعد میں صحت کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب سارے کے سارے ضلع میں ایک ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہے ۔ جہاں ایم ایس بھی ہوتا ہے اور باقی ڈاکٹر صاحبان بھی اور سپیشلسٹ کے لئے کہا گیا ہے ۔ لیکن آج تک وہاں کوئی سپیشلسٹ نہیں پہنچا ۔ مارشل لاء کے دنوں میں صرف اتنا کر دیا گیا تھا نشتر کالج سے ڈاکٹر وہاں کا دورہ کرتے تھے اور ہر روز کوئی نہ کوئی ڈاکٹر آتا تھا کبھی کسی محکمے کا کبھی کسی شعبے کا ۔ تو وہ بھی ٹھیک تھا اور اب وہ بھی بند ہوگیا کیونکہ ڈاکٹر صاحبان تو یہ بات پسند نہیں کرتے کہ وہ مظفر گڑھ جائیں اور مریضوں کو مفت میں دیکھ کر آئیں ۔ وہ انتظام تو ختم ہوگیا کیونکہ نشتر ہسپتال سے ان کا جو وقت بچتا ہے اس میں وہ اپنی زیادہ آمدنی کے لئے ملتان شہر میں نشتر ہسپتال کے سامنے ملتان کلینک ۔ سیال کلینک وغیرہ وغیرہ میں بیٹھ کر پریکٹس کرتے ہیں اور عام فیس بھی وہیں کرتے ہیں ۔ جناب والا ! اس سلسلے میں میں عرض

کروں گا کہ باقی شہر والوں کو یا بڑے آدمیوں کو تو شاید اس بات کا کوئی خاص فرق نہیں پڑتا کیونکہ ان کے اچھا علاج میسر ہے ۔ اتنے تک لئے سیال کوٹ بھی نشتر ہسپتال ہے کیونکہ وہیں ڈاکٹر ہیں وہیں سپیشلسٹ ہیں ۔ کیا ہوا اگر اس نے پیسے زیادہ لے لئے ۔ جناب والا ! اگر بیچارے غریب لوگ مبتلا ہو جائیں تو ان کی حالت بے حد پریشان کن ہوگی کیونکہ ان کا وہاں نہ کوئی ٹھکانہ ہے نہ کوئی کچھ دیتا ہے ۔ مریض ساتھ ہے ۔ کوئی attend نہیں کر رہا ۔ جناب والا ! قابل رحم چیز ہے اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ مظفر گڑھ کے ہسپتال کے لئے سپیشلسٹ ضرور مہیا کئے جائیں اور ساتھ ہی میں ڈسپنسریوں کے متعلق عرض کروں گا کہ یہاں ڈسپنسریاں تو کہیں کہیں بن گئی ہیں لیکن ان میں سٹاف نہیں پہنچا ۔ اس سلسلے میں جناب میں ایک بات عرض کروں گا کہ وہاں ایک شرط لگائی گئی ہے کہ قصبے سے چار ایکڑ یا پانچ ایکڑ زمین ضرور ملے لیکن چار ایکڑ سے کم نہ ہو تو پھر وہاں ایک ڈسپنسری قائم کی جائے گی ۔ جناب والا ! جب سے قصبات ترقی کر گئے ہیں اس وقت سے زمین کی قیمت فروخت بھی بڑھ گئی ہے ۔ اور پھر وہاں اتنی زیادہ زمین بھی نہیں ہوتی ہے ۔ شہری زمین کے چھوٹے چھوٹے قطعات ہوتے ہیں ۔ مثال کے طور پر خان گڑھ ایک پولیس سٹیشن ہے ۔ تو وہاں زمین کے نرخ 25 ہزار کنال تک ہیں ۔ لہٰذا کسی آدمی کے لئے 40 کنال زمین گورنمنٹ کو مفت دینا ممکن نہیں ہے ۔ میں نے یہ بات جناب وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کی خدمت میں ان کے دورہ مظفر گڑھ پر عرض کی تھی اور یہ ایسا ہے کہ نہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی ۔ یہ اس قسم کی شرط لگا دی گئی ہے ۔ غیر ترقی یافتہ علاقوں میں جہاں زمین کے نرخ نہیں ہوتے ۔ جہاں لوگوں کی اصل زمینیں پڑی رہتی ہیں ۔ وہاں کوئی نہ کوئی پیشکش کر دیتا ہے ۔ وہاں رورل ہیلتھ سنٹر وغیرہ بنا دیتے ہیں ۔

جناب والا ! اس میں میری ایک گزارش ہے ، وہ یہ کہ جہاں ضرورت ہے ، جہاں موزوں ہے ۔ وہاں گورنمنٹ خود زمین حاصل کر کے خرید کر کے یا کسی صورت میں بھی اپنے وسائل سے زمین حاصل کر کے وہاں ضرور ہسپتال بنائے ۔ اگر وہاں کوئی ایسا آدمی نہ ہو جو 40 کنال زمین دے سکتا ہو تو یہ اس علاقہ کے لئے برا ہے ۔ اس لئے میری خاص طور پر عرض ہے کہ اس ضرورت پر ضرور توجہ فرمائیں ۔ اس کے بعد مظفر گڑھ کے پاس دریا کا

گزر ہے ۔ ایک طرف تو دو اڑھائی سو میل گزرتا ہے ۔ ایریگیشن سسٹم ایسا ہے کہ non-perennial پتنوں میں نہروں میں پانی آتا ہے اور وہ بھی چار ہزار کیوسک کی بجائے آٹھ سو کیوسک پانی چھوڑا جاتا ہے ۔ جو ناکافی ہوتا ہے ۔ اس کے بعد ایک غلط فہمی دور کر دوں ۔ سکارپ ایریا میں ٹیوب ویل زمین کا واٹر لیول نیچا کرنے کے لئے لگائے گئے تھے اور کھارے پانی کے لئے خاص طور پر نالے بنائے گئے ۔ تاکہ یہ پانی بہا دیا جائے ۔ لیکن اس کے باوجود یہ پانی استعمال ہو رہا ہے اور بتایا جاتا ہے کہ یہ پانی اتنا خراب ہوتا ہے کہ یہ زمین کو بھی خراب کر دیتا ہے ۔

جناب والا ! اس کے ساتھ اب میں یہ عرض کروں گا کہ مظفر گڑھ کو انڈسٹری کے نام پر چند ایک چیزیں دی گئی ہیں ۔ لیکن وہ اچھی طرح نہیں چل رہی ہیں ۔ اس لئے وہاں سوئی گیس بھیجی جائے ۔ چونکہ جناب والا ! یہاں کپاس ۔ گندم کی فصلیں نہیں ہوتیں گنا ہو سکتا ہے ۔ اس لئے ایک شوگر مل بہت ضروری ہے اور یہ مظفر گڑھ یا علی پور تحصیل میں ہونا ضروری ہے ۔ جناب والا ! بڑے بڑے قصبات ہیں ۔ رولاں والی ، خان گڑھ ، کینجھر ، محمود کوٹ ایسی جگہوں پر چھوٹی صنعتوں کو قائم کیا جائے اور چھوٹی چھوٹی کالونیز بھی بنائی جائیں ۔ ڈسٹرکٹ کونسل نے اس سلسلے میں ایک ریزولیشن کیا ہے ۔ مظفر گڑھ میں ڈپٹی کمشنر ہاؤس تقریباً آدھا مربعہ میں واقع ہے ۔ یہ ایک مٹی کا ڈھیر ہے اور یہ بہت قیمتی زمین ہے ۔ اگر اس کو ایک پارک قسم کی کوئی چیز بنا دی جائے اور اس کے ارد گرد دوکانیں بنا دی جائیں ۔ تو وہاں سے سالانہ لاکھوں روپوں کی کرایے کی آمدنی ہو سکتی ہے ۔ اس طرح سے بہت فائدہ ہے ۔ ڈپٹی کمشنر ہاؤس کسی اور جگہ پر بنایا جا سکتا ہے ۔ ڈاکٹر خالق صاحب و محمد حنیف رامے صاحب ۔ محمد انور سماں صاحب اور باقی وزرا صاحبان بھی وہاں گئے ہیں ۔ ان کو یاد ہوگا کہ مظفر گڑھ کیا ہے اور اس کا نقشہ کیا ہے ۔ اس کی حالت کیا ہے ۔ میری یہ عرض ہے کہ اس طرح دوکانیں بھی بن جائیں گی اور ایک چیز بھی وہاں ہو جائے گی ۔ آخر میں یہ میری مؤدبانہ عرض ہے کہ یہ چیزیں وہاں ضرور کی جائیں ۔ کیونکہ ضلع مظفر گڑھ ایک پس ماندہ ضلع ہے اور اس وجہ سے وہاں افسران کے لئے force of attraction نہیں ہے ۔ اس لئے جس افسر سے ناراضگی کا اظہار کیا جاتا ہے ۔ تو اس کو مظفر گڑھ بھیج دیا جاتا ہے یا کسی کی ترقی کی جاتی

ہے ۔ تو اس کو وہاں بھیج دیا جاتا ہے ۔ حالانکہ مظفر گڑھ Under Developed District ہے ۔ اس کے لئے وہاں کسی تجربہ کار آدمی کو بھیجنا چاہئے جو اس نظریہ سے جائے کہ اس نے وہاں کام کرنا ہے ۔ یہ نہیں کہ ہم میں سے کسی کو تنگ کرے گا ۔ تو اسے معلوم ہے کہ شکایت کرا کر تبدیل کرا دیا جائے گا ۔ ان کو وہاں رہائشی سہولت فراہم کی جائے اور ان کو کوئی خاص الاؤنس دیا جائے ۔ جس کی وجہ سے یہ افسران وہاں رہ سکیں ۔ لاہور اور لائل پور کے مقابلے میں وہاں گرمی بہت زیادہ پڑتی ہے ۔ اس لئے یہ الاؤنس نہایت ضروری ہے ۔ تاکہ وہ وہاں پر دل لگا کر کام کریں اور اس نیت سے کام کریں کہ انہوں نے دو سال وہیں رہنا ہے ۔

مسٹر سپیکر : مرزا طاہر بیگ ۔ نذر محمد ۔ ناصر علی خان بلوچ ۔

مسٹر ناصر علی خان بلوچ : جناب سپیکر ! میں اپنی تقریر کا آغاز ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : آپ کی تقریر کا آغاز ہونے سے پہلے میں فاضل اراکین سے توقع رکھتا ہوں کہ ممبر صاحبان اپنی تقریر کو پندرہ منٹ کے اندر ختم کر لیں گے یا ایک دو منٹ زائد لے لیں گے ۔

A **مسٹر ناصر علی خان بلوچ :** جناب سپیکر میں اپنی تقریر کا آغاز کرنے سے پہلے اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے خوشی محسوس کرتا ہوں کہ وزارت خزانہ کا قلمدان واقعی ایک صاحب قلم کے پاس ہے جناب سپیکر ہر صاحب ذوق اس امر سے آشنا ہے کہ رامے صاحب کو زندگی بھر میں کئی نشیب وفراز کا سامنا کرنا پڑا لیکن انہوں نے کسی لمحہ بھی ضمیر و قلم کا سودا نہیں کیا ۔ جناب سپیکر انہوں نے اس معاشرہ میں چند ناانصافیوں اور معاشی ناہمواریوں کا ہر زاوئے سے جائزہ لیا اور اس درد کو شدت سے محسوس کیا یہی وجہ ہے کہ انہیں جب بھی موقع ملا انہوں نے اپنے قلم و تحریروں کی مدد سے تصویروں میں اجاگر کیا جناب سپیکر ہم نے اور انہوں نے اپنے تصورات اسلامی مساوات کے خاکے کے مطابق بنائے تھے ان میں رنگ بھرنے کے مواقع میسر آ رہے ہیں جناب سپیکر ہم ان کے عزم صمیم کو مبارک باد کا مستحق سمجھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا انہیں منزل مقصود سے ہمکنار کرے جو اسلامی تعلیمات اور دینی اعتبار کی امین ہو جناب سپیکر بظاہر بجٹ اعداد و شمار کے مجموعے کا نام ہے لیکن انہوں نے بجٹ جیسے خشک مضمون کو اس انداز سے بیان کیا کہ ان کی چند تحریروں میں ایسی شیرینی سموئی ہوئی تھی کہ کسی لمحہ بھی گراں بار خاطر نہیں ہوا جناب سپیکر ! میں نے

پچھلے سال کے بجٹ پر کچھ اس طبقہ کے متعلق عرض کیا تھا جن کو کمی اور کچھ عرصہ سے معین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جن لوگوں کا تعلق دیہات سے ہے اور میں اس دفعہ بڑی خوشی کے ساتھ عرض کروں گا کہ اس طبقے کا چھٹکارا انشا اللہ پانچ مرلے سکیم کے تحت ہوتا جا رہا ہے جو لوگ یہ محسوس کرتے ہیں کہ اس معاشرے میں انہیں باعزت مقام نہیں ملا اب وہ لوگ کسی باعزت جگہ پر کھڑے ہو سکتے ہیں اور اب اپنے آپ کو اس قیدوبند سے آزاد پائیں گے جناب سپیکر ! اس کے بعد میں سب سے پہلے دیہات کی 85 فیصد آبادی کے متعلق عرض کروں گا جو ہمارے ملک کا بہت بڑا حصہ ہے اور ہم نے اس بجٹ میں بھی زراعت کی اس ضرورت پر توجہ دی ہے لیکن چند ایسی گذارشات ہیں جو میں ضروری سمجھتا ہوں ، اور آپ کے توسط سے حکومت تک پہنچا دوں اور اس پر عمل ہونا بہت ضروری ہے کچھ ایسی چیزیں باقی رہ گئی ہیں جو فوری توجہ کی مستحق ہیں جناب سپیکر ! زراعت کے سلسلے میں جدید زرعی مشینری جراثیم کش ادویات کھاد وغیرہ کے متعلق یہاں عرض کروں گا اس میں شک نہیں کہ ان دو تین سالوں میں بہت کچھ ہوا ہے لیکن طریقہ تقسیم کے متعلق اور زیادہ توجہ دینی چاہئے کئی دفعہ سننے میں آیا ہے کہ جن لوگوں کو ضرورت نہیں ہوتی ان کو ٹریکٹر پہنچ جاتے ہیں جن لوگوں کو ضرورت ہوتی ہے وہ انتظار میں رہتے ہیں کہ باری کب آئے گی ایسا نہیں ہونا چاہئے بلکہ جن لوگوں کو ٹریکٹروں اور زرعی آلات کی ضرورت ہے ان کو وقت پر مل جانے چاہئیں : ان سے ہمارے ملک اور قوم کو فائدہ ہو گا جناب سپیکر جناب وزیر زراعت موجود نہیں ہیں میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ انسپکٹر سے لے کر بیلداد تک زراعت کا عملہ بے کار اور دیہات میں تو قطعاً کام نہیں کرتا بلکہ میں اس کی مثال پیش کرتا ہوں کہ پچھلے سال کپاس کی فصل کو جو نقصان پہنچا ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ اس فصل کو بر وقت سپرے spray نہیں کیا گیا ۔

(اس مرحلہ پر میاں خورشید انور کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر ناصر علی خان بلوچ : اگر اس موقع پر بھی یہ عملہ ان بیاد زمینداروں اور کاشتکاروں کو یہ محسوس کراتا کہ سپرے spray ہونے سے یہ فصل بچ سکتی ہے تو یقیناً اس ملک کی کپاس کو نقصان نہ ہوتا ۔ جناب سپیکر ! جہاں تک ٹیوب ویلوں کا تعلق ہے کئی لوگ ہمارے اس لئے پریشان پھر

رہی ہے کہ انہیں ٹیوب ویلوں کے لئے بجلی کے کنکشن نہیں ملے ۔ دوسری بات یہ کہ حکومت نے ٹیوب ویل کے لئے جو سب سڈی subsidy دی ہے اس کے لئے یہ شرط ہے کہ اس سے ڈیزل انجن لگائیں حالانکہ کوئی چھوٹا کاشتکار حکومت سے سب سڈی لے کر ڈیزل انجن لگانے کا باقی خرچ برداشت نہیں کر سکتا اور خود خرچ کر کے ڈیزل انجن نہیں لگوا سکتا ۔ اس کے لئے ہونا یہ چاہیئے کہ جہاں بجلی ملتی ہے وہاں انہیں بجلی کی موٹر لگانے کا بھی اختیار ہوتا کہ وہ ٹیوب ویل لگوا سکیں اور اس کے پانی کا مسئلہ حل ہو سکے ۔ جناب سپیکر ! اس کے علاوہ ایک اور مسئلہ نہری پانی سے متعلق ہے کہ کئی جگہوں پر ایسی مثالیں ہیں کہ تمام گاؤں تو نہری پانی سے سیراب ہوتا ہے لیکن 8-10 مربعے اس قسم کے پڑے ہیں جو بارانی ہیں ۔ جب ان کے لئے پانی مانگا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ سی - سی - اے میں نہیں ۔ اس سلسلہ میں میری گزارش ہے کہ یہ پابندی اٹھائی جائے اور یہ مسئلہ بھی حل کیا جائے ۔ وہ رقبہ جو نہری پانی سے سیراب ہوتا ہے وہاں ٹیوب ویل کا پانی بھی اچھا نہیں ملتا اور ٹیوب ویلوں کا پانی قابل کاشت نہیں ہوتا وہاں نہری پانی کا دیا جانا نہایت ضروری ہے ۔ جناب سپیکر ! اس کے علاوہ یہ بات یقیناً قابل تعریف ہے کہ کاشتکاروں کو بنکوں سے قرضے لینے کا طریقہ بہت آسان کر دیا گیا ہے جس کے لئے پہلے کاغذات مکمل کرنے میں کافی وقت لگتا تھا ۔ اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس طریقہ سے لوگ قرضے لے کر اپنی ضروریات پوری کر سکتے ہیں ۔ جناب سپیکر ! اس بجٹ میں سڑکات اور پلوں کی طرف بھی توجہ دی گئی ہے اور میں اس بات کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جناب وزیر اعلیٰ نے اس سلسلہ میں ذاتی دلچسپی لی ہے ۔ اس کے متعلق صرف اتنی گزارش کرنی ہے کہ یا تو انہیں یہ اطلاع نہیں ملتی کہ کوئی نہایت اہم سڑک رہ گئی ہے اور کچھ غیر اہم سڑکیں بنتی جا رہی ہیں ۔ ان اہم سڑکوں کی طرف بھی توجہ دی جانی چاہئے ۔ میں پلوں کا ذکر کرتے ہوئے ایک مثال پیش کروں گا کہ ضلع لائلپور اور ساہیوال میں دو پل ہیں ایک دریائے راوی پر چیچہ وطنی کے مقام پر اور دوسرا ماڑی پتن کے مقام پر زیر تعمیر ہے اور ایک تیسرا پل ماڑی پتن سے تین میل کے فاصلے پر کشتیوں کا بنایا جا رہا ہے حالانکہ ان کے درمیان ایسی جگہوں پر پل بنائے جا سکتے تھے جن سے زیادہ سے زیادہ لوگ مستفید ہو سکتے تھے

ان دو پلوں کے درمیان اپنے انجینئرز بھیج کر جو جگہ مناسب ہو ان پلوں کے درمیان ایک پکا پل بنایا جائے تاکہ لائلپور اور ساہیوال کے درمیان پل بنے - - -

کرنل محمد اسلم خان نیازی (ریٹائرڈ) : یہ آپ سنا کس کو رہے ہیں ؟

مسٹر ناصر علی خان بلوچ : ڈاکٹر عبدالخالق صاحب سینئر وزیر بیٹھے ہیں اور میں محسوس کرتا ہوں کہ وہ ان باتوں کو نوٹ فرما رہے ہیں - جناب کرنل محمد اسلم صاحب نے اعتراض کیا ہے کہ سننے والا تو کوئی نہیں تو آپ کس کو یہ تجویز پیش کر رہے ہیں -

مسٹر چیئرمین : کرنل صاحب - سینئر وزیر صاحب تشریف رکھتے ہیں -

وزیر تعلیم : جناب چیئرمین - ایوان کے لاؤڈ سپیکروں کے علاوہ ایک لاؤڈ سپیکر وزیر اعلیٰ صاحب کے کمرے میں بھی لگا ہوا ہے اور وہاں ہر بات باقاعدہ نوٹ ہو رہی ہے - جب وہ جواب دیں گے تو ایک ایک بات کا جواب دیں گے جیسے پہلے تین سالوں میں وہ کرتے رہے ہیں - وہاں ایک ایک بات ریکارڈ ہو رہی ہے -

مسٹر ناصر علی خان بلوچ : جناب والا ! اس کے بعد میں ٹرانسپورٹ کے متعلق چند گزارشات کرنی چاہتا ہوں - بظاہر تو یہ بات بڑی قابل تعریف ہے کہ حکومت نے بہت سی بسیں خرید کر لوگوں کی تکلیف کا ازالہ کیا ہے لیکن ایک چیز بہت ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ان بسوں کے ڈرائیور صاحبان یا وہ لوگ جو ان کے ذمہ دار ٹھہرائے گئے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ پرایا مال ہے ان کا جتنا بھی نقصان کیا جائے کوئی پوچھنے والا نہیں - آپ دیکھتے ہیں کہ حادثات میں یہ ہوتا ہے کہ گورنمنٹ بس دوسری بس سے ٹکرا گئی - ایک تو وہ 50-60 یا اس سے بھی زیادہ سواریاں بٹھاتے ہیں دوسرے یہ کہ تیز رفتاری بھی کرتے ہیں - یہ باتیں مناسب نہیں - وہ وقت تو ضرور بچاتے ہیں مگر وقت سے زیادہ قیمتی شے جان ہے - ان کے متعلق ضرور ایکشن لینا چاہئے اتنی تیزی مناسب نہیں - جنگلات کے متعلق بجٹ میں بہت کچھ کہا گیا ہے - میں اس سلسلے میں ایک تجویز پیش کرتا ہوں - دریاؤں کے کناروں پر جو نشیبی جگہیں ہیں وہاں اکثر پانی کھڑا رہتا ہے - اگر وہاں جنگلات لگائے جائیں تو توجہ بھی کم دینی پڑے گی اور اس زمین کو اگر کسی وقت پانی نہ بھی دیا جائے تو درختوں کو دریا کا پانی ملتا رہتا ہے - اس کے

علاوہ طغیانی کے دنوں میں بھی یہ علاقہ بہت رکاوٹ کا باعث ہو سکتا ہے اور جو پتے گریں گے ان سے نشیبی جگہیں بھی پر ہو جائیں گی ۔ میری تجویز ہے کہ دریاؤں کے کنارے جو خالی زمین پڑی ہے وہاں جنگلات لگائے جائیں ۔ جناب سپیکر ! ہماری حکومت نے صنعت کے متعلق بھی بہت کچھ کیا ہے لیکن جیسا کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ وہ شہروں کی نسبت دیہات کی طرف زیادہ توجہ دیں گے ۔ تو میں اس ضمن میں گزارش کروں گا کہ چھوٹے چھوٹے صنعتی پلانٹ دیہات میں لگائیں تاکہ وہ غریب عوام جن کی آبادی شہروں سے کہیں زیادہ ہے ان بیچاروں کی مزدوری کا کچھ انتظام ہو جائے اور وہ غریب لوگ جو متوسط طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں وہ بھی اپنا گذارہ چلا سکیں ۔ جناب سپیکر ! تعلیم اور طبی سہولیات کے متعلق بھی حکومت نے بہت کچھ کیا ہے لیکن گاؤں میں اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ وہاں پر ڈسپنسریاں نہیں اور جہاں پر ڈسپنسری ہے وہاں ڈاکٹر نہیں ۔ صرف ایک ڈسپنسر ہوتا ہے وہ جتنا لکھا پڑھا ہوتا ہے آپ بھی جانتے ہیں تو وہ تکلیف کا ازالہ نہیں کر سکتا ۔ اس لئے میں یہ درخواست کروں گا کہ ان ڈسپنسریوں میں ایک ایک کوالیفائیڈ ڈاکٹر ہونا چاہئے ۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ ہماری حکومت نے ڈاکٹروں کو باہر جانے سے روک دیا ہے کیونکہ اندرون ملک ڈاکٹروں کی بہت ضرورت ہے ۔ تو دیہات کے عوام کو اس وقت تک فائدہ نہیں پہنچ سکتا جب تک ان ڈسپنسریوں میں ڈاکٹر موجود نہ ہوں ۔ جناب سپیکر ! تعلیم کی طرف واقعی بہت توجہ دی گئی ہے اور خاص طور دیہات میں بہت توجہ کی گئی ہے اور ہوا یہ ہے کہ جن بڑے بڑے قصبوں میں پرائمری سکول نہ تھے وہاں مڈل اور ہائی سکول کھل رہے ہیں لیکن اب بھی کچھ علاقے ایسے ہیں جن میں بظاہر کاغذات میں تو سکول چل رہے ہیں لیکن عملاً نہ تو وہاں کوئی استاد ہے نہ چوکیدار ۔ تو اس سلسلہ میں میں یہ عرض کروں گا کہ ضلع کی سطح پر محکمہ تعلیم کے افسران کو حکماً یہ کہا جائے کہ ان سکولوں کو عملاً چلایا جائے تاکہ دیہات کے عوام کو بھی فائدہ ہو سکے ۔ کئی دیہات ایسے ہیں جن کے متعلق میں یہ عرض کر سکتا ہوں کہ وہاں سکول کاغذات میں تو موجود ہیں لیکن عملاً چل نہیں رہے اس کے علاوہ میں سب سے ضروری چیز عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کل آپ نے اخبار میں پڑھا ہوگا ۔ غالباً ''نوائے وقت'' میں قتل کے

مضمون لکھا گیا تھا کہ اس سال اتنے قتل ہوئے ہیں جو سابقہ سالوں سے بہت زیادہ ہیں - جناب والا ! جہلم میں قتل کی وارداتوں کی وجہ سے بہت بے چینی پیدا - آدمی آدمی کو دن دہاڑے قتل کر دیتے ہیں - ایسی مثالیں آپ ہر روز اخبارات میں پڑھتے ہیں - کوئی پروا کئے بغیر دن دہاڑے آدمی قتل کر دیے جاتے ہیں - ابھی کل ہی میاں خان محمد صاحب نے بتایا ہے کہ ساہیوال کے ایک سابق ایم - پی - اے میاں نذیر احمد کو ان کی جیپ سے نکال کر نہ صرف قتل کیا گیا بلکہ ان کی جیپ اور ان کی لاش کو آگ بھی لگا دی گئی - یہ بہت ظلم ہے اور اس پر محکمہ پولیس کو خاص طور پر تنبیہ کرنی چاہیے کہ وہ امن عامہ کا خیال رکھے -

جناب والا ! قتل کے ساتھ ساتھ اغوا کی وارداتیں بھی بڑھتی جاتی ہیں - جب کسی سے پوچھا جاتا ہے تو پولیس والے صرف یہ کہہ دیتے ہیں - - - -

بیگم آباد احمد خان : اس کا تدارک تو شاہ فیصل کی طرح اسلامی قانون کے نفاذ سے ہی ممکن ہے -

مسٹر ناصر علی خان بلوچ : جی ہاں - وہ تو بہت ہی اچھا ہے - اغوا کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ اس کے متعلق قانون خاموش ہے حالانکہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے - اس کا رد عمل یہ ہے کہ کسی غریب کی عزت محفوظ نہیں - بلکہ جو کسی لڑکی کو اغوا کرکے لے جاتا ہے ، قانون اس کو بچاتا ہے - ایسی کئی مثالیں ہیں - اگر ہم قانون میں ترمیم کی سفارش کر سکیں تو ضرور کرنی چاہیے تاکہ غریب بچ سکیں -

جناب والا ! آخر میں میں اپنے علاقے کے متعلق چند گزارشات پیش کروں گا - جیسا کہ میرے بھائی میاں مصطفیٰ ظفر صاحب نے فرمایا ہے - میں بھی بہت ممنون ہوں کہ پچھلے سال کی نسبت اب میرے مطالبات کی لسٹ بھی بہت کم ہو چکی ہے - لیکن دو تین اہم چیزیں ابھی باقی ہیں - ان کے متعلق میں ضرور عرض کروں گا - جناب والا ! جناب وزیر تعلیم صاحب کا میں بہت ممنون ہوں کہ جو سکول میں نے اپنے علاقے کے لئے عرض کئے تھے اور جن کی ضرورت تھی - وہ ہمارے حصے کے مطابق دیئے ہیں - لیکن ابھی کچھ سکول باقی ہیں - وہ علاقے بظاہر لائل پور میں ہیں - لیکن دریائے راوی کے اوپر کا علاقہ اتنا پس ماندہ ہے کہ وہاں سکول قائم کرنے کی بہت ضرورت ہے - انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حصے کے مطابق اور اس علاقے کی پس ماندگی کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ حصہ ہر سال ملتا جائے گا -

جناب والا ! ایک میرا بہت دیرینہ اور جائز مطالبہ تھا - میرا قصبہ تاندلیانوالہ ہے - یہ قصبہ پنجاب کی بہترین منڈیوں اور قصبوں میں شمار ہوتا ہے - میری تحصیل سمندری کے علاوہ دو قصبے تاندلیانوالہ اور ماموں کانجن ہیں - کئی تحصیلوں کی مثالیں موجود ہیں کہ وہاں تین تین کالج ہیں - لیکن سمندری میں ایک ہی کالج ہے - میری گزارش ہے کہ تاندلیانوالہ میں بھی کالج قائم کیا جائے - تاکہ جو لوگ اپنے بچوں کو دور دراز بھیج کر انہیں زیور تعلیم سے آراستہ نہیں کر سکتے - انہیں یہ سہولت میسر آ جائے - اس کے علاوہ میرے حلقے میں دو مڈل سکول بہت کامیابی سے چل رہے ہیں - ایک چک نمبر 541 چکیانوالہ میں اور دوسرا پنڈی شیخ موسیٰ میں ہے - ان دونوں سکولوں کو ہائی کا درجہ دیا جائے - ایک دریائے راوی کے کنارے پر ہے اور دوسرا مہاجر علاقے میں ہے - وہ غریب اپنے بچوں کو دور بھیج کر ہائی درجہ کی تعلیم نہیں دلوا سکتے - جناب سپیکر - میں نے پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ میرا دوسرا مطالبہ دریائے راوی کے پل کا ہے - آپ جانتے ہیں کہ ساہیوال اور لائل پور دونوں اضلاع کتنے بڑے ہیں - ان دونوں پلوں کے درمیان چالیس پینتالیس میل کا فاصلہ بنتا ہے - ایک ماڑی پتن ہے - اس کے درمیان دو پتن ہیں - ایک شیراز اور دوسرا مہر شاند - میں گزارش کروں گا کہ آپ بے شک کسی انجینئر کو بھیج کر سروے کروائیں - ان دونوں پلوں کے درمیان جو بھی پتن مناسب سمجھا جائے - جس پر حکومت کے اخراجات کم آئیں - جو قریب ترین راستہ ہو - وہاں بنا دیا جائے - کیونکہ ان دونوں پلوں کے درمیان جو لوگ آباد ہیں - ان کو ساہیوال آنے کے لئے بہت لمبا چوڑا فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے -

جناب سپیکر - میں اس بات کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ جناب وزیر اعظم کے دورہ پنجاب کے وقت جب ہمارے ڈویژن کا دورہ شروع ہونے والا تھا - تو جناب وزیر اعلیٰ نے سرگودھا ڈویژن کے ممبران کو بلایا تھا - اس وقت میں نے تحصیل سمندری کے لئے شوگر مل کا مطالبہ کیا تھا - انہوں نے بڑی مہربانی فرمائی اور دوسرے ہی دن انہوں نے اعلان کر دیا کہ وہاں شوگر مل بنے گی - جناب والا ! سمندری کا علاقہ شوگر مل کے لئے ہر لحاظ سے بہترین ہے - اگر آپ کبھی سمندری منڈی میں تشریف لے جائیں - تو آپ دیکھیں گے کہ منڈی میں گڑ اور شکر کی بو آتی ہے - اتنا زیادہ گنا اور کسی علاقے میں

نہیں ہوتا ۔ اب میں یہ مطالبہ کروں گا کہ اس کا کام جلد از جلد شروع کیا جائے ۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ کس کے حلقے میں ہو ۔ میرا مطالبہ یہ ہے کہ سمندری کا جو بھی علاقہ مناسب سمجھیں ۔ وہاں مل لگائی جائے اور اس پر جلد عمل درآمد ہونا چاہئے ۔ جناب سپیکر ۔ ان گزارشات کے ساتھ میں اجازت چاہوں گا اور میں امید کرتا ہوں کہ جناب سینئر منسٹر صاحب ان مطالبات پر متعلقہ وزرا صاحبان کی توجہ دلائیں گے ۔ جو تشریف نہیں رکھتے اور ان مطالبات کو پورا کرنے پر توجہ دی جائے گی ۔

مسٹر چیئرمین : چودھری جمیل حسن خان منج ۔

چودھری جمیل حسن خان منج : جناب سپیکر ۔ اس ایوان میں بجٹ پر بحث کا آج تیسرا دن ہے ۔ حزب اختلاف کے رویے کے متعلق کافی کچھ کہا جا چکا ہے ۔ میں اس کے متعلق یہی کہوں گا کہ حزب اختلاف کا یہ رویہ یقیناً جمہوری روایات کے خلاف ہے ۔ لیکن اس میں ان کا بھی کچھ اتنا زیادہ قصور نہیں ہے ۔ کیونکہ ہمارے ملک میں قائد اعظم محمد علی جناح کی وفات کے بعد جمہوریت کا گلا گھونٹ دیا گیا ۔ جمہوریت کے جو سکول چل رہے تھے انہیں بند کر دیا گیا ۔ نوکر شاہی کا دور دورہ تھا ۔ نوکر شاہی نے جمہوریت کو پنپنے نہ دیا ۔ اس لئے حزب اختلاف ان جمہوریت کے سکولوں سے نہ پڑھ سکے کہ وہ جمہوری روایات کو قائم کر سکتے ۔ اس لئے میں یہ کہوں گا کہ ہمیں ان کو اتنا کوسنا نہیں چاہئے ۔ پہلے ہمیں ان کو جمہوریت کے لئے ذہنی طور پر آمادہ کرنا چاہئے اور ان کی ذہنی طور پر نشو و نما کرنی چاہئے ۔ تاکہ وہ جمہوری روایات کو قائم کر سکیں ۔ انہیں احساس دلایا جائے کہ اس ایوان کی روح وہ ہیں ۔ اس ایوان کی شان وہ ہیں ۔ جب تک وہ اس ایوان میں حاضر نہ ہوں ۔ اس وقت تک حزب اقتدار کو اپنی خامیوں اور اپنی غلطیوں کا علم نہیں ہو سکتا ۔ یہ ان کا ایک بہت بڑا فرض ہے ۔ جس کی بجا آوری سے وہ کوتاہی کر رہے ہیں ۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ وہ اپنے فرائض کی عدم ادائیگی کر کے تمام صوبے سے غداری کر رہے ہیں ۔ سالانہ بجٹ ایسا ہوتا ہے کہ اس میں ان کی حاضری ہر اصولی قوانین کے مطابق ضروری تھی ۔ اگر وہ اپنے فرائض کو نہیں سمجھ سکتے اور نہیں سمجھے تو میں آپ کی وساطت سے اپنے معزز اراکین کی طرف سے ان سے ایک بار پھر درخواست کروں گا کہ وہ آئیں اور اس ایوان کی روح اور اس کی شان بنیں ۔

جناب والا ! اسلامی سوشلزم کے متعلق بہت کچھ کہا گیا ہے ۔ لیکن جناب چیف منسٹر نے اسلامی سوشلزم کی جو وضاحت کی ہے میں اس سے مطمئن ہوں ۔ اس سے بڑھ کر کوئی دوسری وضاحت نہیں ہو سکتی ۔

جناب والا ! نوکر شاہی کو بھی بہت کوسا گیا ہے ۔ میں اس کے متعلق عرض کروں گا کہ نوکر شاہی پاکستان ہی سے آئی ہے ۔ کوئی باہر سے نہیں آئی ۔ ان کو بھی اتنا نہیں کوسنا چاہئے ۔ کیونکہ ان کا بھی کوئی قصور نہیں ہے ۔ وہ بھی آمریت کے زمانے کے پلے ہوئے ہیں اور وہ انگریز کی قائم کردہ اکیڈیمی سے نکلے ہوئے ہیں ۔ انگریز کی اکیڈیمی پاکستان بننے کے بعد بھی اسی طرز پر کام کرتی رہی ہے ۔ جس طرح انگریز نے چلائی تھی اور آج تک اسی طرز پر چلتی آئی ہے ۔ اب اس کا رخ بدل چکا ہے ۔ اب ان کا نظام بدل چکا ہے ۔ اس لئے آئندہ کے لئے جتنی بھی نوکر شاہی آئے گی ۔ وہ اس احساس سے آئے گی کہ ان کو اپنی قوم اور ملک کی خدمت کرنی ہے ۔ لیکن ہماری موجودہ نوکر شاہی کچھ اس میں اتنی قصوروار نہیں ہے ۔ ان کی تربیت ہی اس طرح سے کی گئی ہے کہ وہ حاکم ہیں اور ان کو حکومت چلانا ہے ۔ حکومت کرنی ہے ۔ ان کا صرف یہی طرز عمل ہے ۔ اس لئے ان کو اتنا نہیں کوسنا چاہئے ۔ اس کے لئے ہمیں کام کرنا چاہئے ۔ ہم اراکین اسمبلی پی ۔ ڈبلیو ۔ پی کے ادارہ کو اتنا مضبوط اتنا اچھا اور بہتر بنائیں ۔ تاکہ اس میں ہر ضلعی لیول پر تحصیل لیول پر ان کو اس کا جواب دہ ٹھہرائیں ۔ جیسا کہ میاں خورشید انور صاحب نے کہا تھا کہ ان اداروں کے ذریعے سے ملک اور قوم کی بہت خدمت ہو سکتی ہے ۔ یقیناً ان کے خیال کا حامی ہوں اور اس سے واقعی ملک اور قوم کی خدمت ہو سکتی ہے ۔ بشرطیکہ ہم وہاں مثالی بن کر بیٹھیں اور جتنے حاکم ہیں ان کو راستہ دکھلائیں ان کی اصلاح کریں ۔ ان کو بتائیں کہ وہ ان کرسیوں پر ملک اور قوم کی خدمت کے لئے آئے ہیں ۔ حکومت کرنے کے لئے نہیں آئے جب تک ان کے ذہنوں سے یہ بات نہیں نکلتی اس وقت تک ہمیں محنت کرنی چاہئے اور کام کرنا چاہئے ۔ ان کی برین واشنگ کرنی چاہئے نہ کہ برملا جہاں دیکھ لیا ۔ جہاں کھڑے ہوئے وہیں ان کو کوسنا شروع کر دیا یہ انسان کی فطرت ہے ۔ اس طرح انسان ڈھیٹ ہو جاتا ہے کہتا ہے کہ ٹھیک ہے کہ اگر ایسا ہی ہے تو ایسا ہی ہوگا اور ایسا ہی چلے گا ۔ اس لئے میں یہ کہتا ہوں کہ ہمیں آئندہ کے لئے ان کی اصلاح کے لئے کام کرنا چاہئے اور متحد ہو کر کرنا چاہئے اور تحصیل کی سطح سے لے

کر ضلعے ، ڈویژن اور پھر صوبے کی سطح پر ان کے لئے کام کرنا چاہئیے اور ان کو اس سطح پر لانا چاہئیے ۔ جس سطح پر ان میں عوام کی خدمت کا صحیح معنوں میں جذبہ پیدا ہو ۔ اس کے علاوہ میں وزیر زراعت صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ جیسا کہ طاہر احمد شاہ صاحب نے فرمایا ہے کہ سالانہ بجٹ میں ممبر صاحبان کی تجاویز آتی ہیں اور ان کے علاقے کی ضروریات پیش ہوتی ہیں ۔ لیکن ان کے لئے نہ کوئی سمری تیار کی جاتی ہے نہ کہا جاتا ہے کہ ان چیزوں کے لئے اس بجٹ میں گنجائش رکھ دی گئی ہے یا آئندہ بجٹ میں ان کی جو تکالیف ہیں ۔ ان کی جو علاقائی ضروریات ہیں وہ اگلے بجٹ میں دور ہو جائیں گی ۔ ایسا کوئی عمل اختیار نہیں کیا جاتا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جیسا کہ پچھلے اجلاس میں بھی عرض کر چکا ہوں کہ میرا ضلع رائس ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایریا ہے پیڈی گروئنگ ایریا ہے اس کے لئے تحقیقاتی فارم کالا شاہ کاکو میں قائم ہے لیکن میں وزیر زراعت کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ کالا شاہ کاکو کی زمین کا اگر تجزیہ کر لیا جائے تو وہ گوجرانوالہ کی اراضیات سے بالکل مختلف ہے ۔ اس لئے وہاں کی تجربہ گاہ ہمارے علاقے میں کام نہیں دیتی وہ سیالکوٹ کے ضلع میں کام نہیں دیتی وہ شیخوپورہ کے ضلع میں کام نہیں دے سکتی اور میں متعدد بار یہ عرض کر چکا ہوں کہ اس فارم کو غذا کے لئے منتقل کرکے ضلع گوجرانوالہ میں جو تینوں اضلاع کا نمائندہ ضلع ہے قائم کیا جائے تاکہ تجزیے کے مطابق وہاں کام ہو اور صحیح معنوں میں ریسرچ کا کام باقی ضلعوں کے لئے بھی سود مند ہو ۔ اس کے علاوہ لائیو سٹاک کی ایک problem ہے ۔ گوشت دودھ عنقا ہو رہا ہے ۔ میں نے پچھلے دنوں میں بحیثیت چیئرمین پی ڈبلیو پی محکموں کو لکھا کہ ہمیں کچھ نو عمر بھینسیں اور کچھ نو عمر گائیں دی جائیں میں نے کچھ زمینداروں کو آمادہ کیا ہے کہ وہ ان کی افزائش کریں ۔ لیکن محکمہ کی طرف سے جواب ملا کہ ہم یہ بھینسیں اور گائیں آپ کو فراہم نہیں کر سکتے ۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ کیا یہ محکمہ محض عملے کو پالنے کے لئے کھولا گیا ہے ۔ اگر یہ کسی ضلعے کو مویشی نہیں دے سکتے کسی ضلعے میں اگر مویشیوں کی کمی ہے وہاں قیمتاً مویشی نہیں دے سکتے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ محکمہ عملے کی پرورش کرنے کے لئے کھولا گیا ہے اور عملہ ہی ان سے پنپ سکتا

ہے ۔ میں ان سے یہ عرض کروں گا کہ ہمارے ضلع کے لئے کچھ جانور مہیا کریں تاکہ ہم اپنے ضلع میں کوئی اچھی بریڈ پیدا کر سکیں کسی اچھی بریڈ کی افزائش کر سکیں تاکہ ہمارا ضلع گوشت دودھ وغیرہ کے سلسلے خود کفیل ہو سکے ۔ اس کے علاوہ میں یہ گزارش کروں گا بی ڈبلیو پی کو اتنے قلیل فنڈ دئیے جاتے ہیں اور ایم پی اے صاحبان کا آپس میں جیسے کہتے ہیں کہ افلاس میں لڑائی جھگڑا پیدا ہوتا ہے اسی طرح ہمارے اضلاع میں بھی ایم پی اے صاحبان کا آپس میں جھگڑا ہو جاتا ہے ۔ میں یہ کہوں گا کہ فنڈز زیادہ سے زیادہ دئیے جائیں اور ان فنڈز کا تصرف ان علاقوں میں کیا جائے ان دیہاتوں میں کیا جائے جہاں وہ لوگ خود اپنی مدد آپ کے تحت کام کرنے کے لئے تیار ہوں تاکہ ہماری لیبر کا جو خزانہ ہے ہماری قوم اور ملک اسے بروئے کار لا سکیں اور کچھ پیسے ہمارے بچ سکیں اور تھوڑے پیسے میں ہم زیادہ سے زیادہ سڑکیں یا دوسری چیزیں جو بھی پراجیکٹس ہیں ان پر کام کر سکیں اور ان کو کامیاب بنا سکیں ۔ لیکن ایسا نہیں ہو رہا ہو یہ رہا ہے کہ اگر سو گز سڑک بنے تو گورنمنٹ کے پیسے سے بنے ہماری قوم میں جذبہ خدمت اور جذبہ تعمیر ہے اور یہ انشاء اللہ زندہ رہے گا اور اس کو اگر زندہ رکھا جائے تو وہ اپنی طاقت کے خزانے کو ہمارے ساتھ شامل کرکے کام کرنے کے لئے تیار ہیں ۔ اس لئے ان سے کام لیا جائے اس طرح سے قومی یکجہتی ، بہبودی اور استحکام کے لئے بھی کام ہو سکے گا اور قوم ترقی کی راہوں پر بھی گامزن ہو جائے گی ۔ اس کے علاوہ میرے ضلع کے بے شمار مسائل ہیں چار میونسپل کمیٹیز ایسی ہیں جن کا بالکل دیوالیہ نکل چکا ہے ۔ وزیر آباد کامونکی ایمن آباد قلعہ دیدار سنگھ یہ میونسپل کمیٹیز محض عملے کی تنخواہیں پوری کرتی ہیں ۔ یہ قابل افسوس بات ہے میں متعدد بار فنڈز کے لئے مطالبہ کر چکا ہوں لیکن ان کو فنڈز نہیں دئیے جا رہے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ان کمیٹیز کے لئے فنڈز دئیے جائیں اور ان کمیٹیوں میں خاص کر کامونکی کی میونسپل کمیٹی بالکل نشیبی جگہ میں ہے یہاں کوئی تقریباً ایک لاکھ کے لگ بھگ آبادی ہے اور وہاں نہ کوئی ہسپتال ہے نہ پینے کے پانی کا انتظام ہے وہی گندا پانی جو نلکوں میں سے دوبارہ کھینچ لیا جاتا ہے وہی آگے دیا جا رہا ہے اور میں پھر مطالبہ کروں گا کہ کامونکی قصبے میں ایک ہسپتال دیا جائے اور وہاں واٹر ورکس بھی ضرور قائم کیا جائے سیوریج کا انتظام کیا جائے اور اتنی بڑی آبادی کے لئے صرف

ایک ایک لڑکوں اور لڑکیوں کا ہائی سکول ہے حالانکہ وہاں کم از کم دو تین اور ہائی سکولوں کی ضرورت ہے تاکہ ارد گرد کے دیہاتوں کے بچے بھی وہاں آ کر تعلیم حاصل کر سکیں - مگر ان سکولوں میں اتنا رش ہے کہ وہاں باہر میدان میں سکول کی گراؤنڈ میں کلاسیں لگتی ہیں اور کوئی ان کا پرساں حال نہیں ہے - میری گزارش ہے کہ اس قصبے کی طرف خاص طور پر توجہ دی جائے تاکہ اس قصبے میں کچھ بہتری ہو سکے - اس کے علاوہ سڑکوں کی جو حالت ہے وہ ایسی ہے کہ وہ ٹوٹ پھوٹ گئی ہیں وہ بالکل ناکارہ ہو چکی ہیں اور میری گزارش ہے کہ سڑکوں کے لئے بھی فنڈز مہیا کئے جائیں - کچھ لوگوں نے پی ڈبلیو ہی کے تحت اور عوامی نمائندوں کی ترغیب پر کام کیا اور انہوں نے لاکھوں روپے کی مٹی سڑکوں پر ڈال دی یہ سات یا آٹھ سڑکیں ہیں - جناب ذوالفقار علی بھٹو کی طرف سے تمام نمائندوں نے وہاں وعدہ کیا تھا کہ اگر آپ سڑکوں پر مٹی ڈال دیں گے تو ہم پختہ سڑکیں بنا دیں گے - لیکن وہ ویسے کی ویسی پڑی ہیں آگے بارش کے دن آ رہے ہیں اور یہ لاکھوں کی محنت ضائع چلی جائے گی - اس کے لئے میں متعدد بار گزارش کر چکا ہوں کہ فنڈز دئیے جائیں تاکہ لوگوں میں جذبہ تعمیر زندہ رکھا جا سکے اور ان کے جذبہ کو ٹھیس نہ پہنچے اور آئندہ ان کو دیکھ کر دوسرے اضلاع کے لوگوں میں تحریک پیدا ہو سکے اور وہ بھی اس جذبے کے تحت کام کر سکیں - لیکن آج تک ان کو کوئی فنڈز نہیں دئیے گئے - میری گزارش ہے کہ ان سڑکوں کے لئے سب سے پہلے فنڈز مہیا کئے جائیں - میں ان گزارشات کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر : چوہدری بشیر احمد -

چوہدری بشیر احمد : بسم اللہ الرحمن الرحیم -

جناب سپیکر ! میرے پاس جناب ایک لکھی ہوئی تقریر ہے اور میں بیمار بھی ہوں - (قہقہہ) - جناب سپیکر- اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب کی طرح بیٹھ کر تقریر کر لوں -

مسٹر سپیکر : وہ وزیر اعلیٰ صاحب کا اپنا انداز بیان ہے اور اس میں ان کا ارشد اپنی جگہ ٹھیک ہے لیکن ابھی تک ایسا حادثہ نہیں ہوا آپ وزیر ہو جائیں یا لیڈر آف دی اپوزیشن ہو جائیں - جب یہ حادثہ ہوگا تو پھر یہ اختیارات میں آپ کو دے دوں گا -

چوہدری جمیل حسن خان منج : جناب والا ! اس ایوان کے ہر ممبر کے وہی حقوق ہیں جو اپوزیشن کے لیڈر کے ہیں - اگر یہ بیمار ہیں اور ان کی صحت اگر اجازت نہیں دیتی تو انہیں جناب بیٹھنے کی اجازت ہونی چاہیئے -

مسٹر سپیکر : نہیں اس میں یہ بات ہے کہ اگر وہ بیمار ہیں تو بیٹھ سکتے ہیں -

چوہدری جمیل حسن خان منج : جناب والا ! وہ عینک لگا کر پڑھ سکتے ہیں کیونکہ بڑی مشکل سے لیٹ کر انہوں نے تقریر لکھی ہے -

مسٹر سپیکر : یعنی آپ یہ تو نہیں کہہ رہے جس طرح جناب خاکوانی صاحب نے کہا تھا کہ لکھوائی ہے -

(قہقہہ)

فرق تو بڑا واضح ہے -

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جناب والا ! میں منج صاحب کی تائید کرتا ہوں آپ نے لیڈر آف دی اپوزیشن کو بہت زیادہ مراعات دی ہیں -

مسٹر سپیکر : اگر ان کی طبیعت واقعی علیل ہے اور وہ بیٹھ کر تقریر کرنا چاہئے -

I would request the member to resume his seat when تو Speaker is speaking.

چوہدری بشیر احمد : جناب والا ! یہ جو پندرہ منٹ کا وقت گزرا ہے - -

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب - آپ میری بات تو سن لیں - اگر آپ کی طبیعت ناساز ہے تو آپ بیٹھ کر تقریر کر سکتے ہیں -

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جناب والا !

کر کر منتیں ہم نے ان کی عادت بگاڑ دی
(یا آپ نے ان کی عادت بگاڑ دی)
ستمگر دانستہ دانستہ تم نے ہم کو ستمگر بنا دیا

(قہقہہ)

حافظ علی اسد اللہ : جناب والا ! جہاں تک حادثات کا تعلق ہے اس سے پہلے اس سے بھی سنگین حادثات ہو چکے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : کیا آپ بھی میرے ساتھ اس حادثہ کے منتظر ہیں ۔

(قہقہہ)

چوہدری بشیر احمد : جناب والا ! آج سے تیس پینتیس سال پہلے جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے اسلام کا نام بہت سنا ہے اور آج تک سن رہا ہوں ۔ لیکن اسلام پر عمل بہت کم نظر آیا ہے ۔ جناب والا ! بڑے افسوس کی بات ہے کہ اسلام فروشوں نے اسلام اسلام کہہ کر اسلام کو رسوا کرنے کی کوشش کی ہے وجہ بھی یہی ہے کہ جب سے اسلام کی تبلیغ ہمارے نبی کریمؐ نے کی تھی اس اسلام سے ان کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہے ۔

جناب والا ! اسی جماعت اسلامی نے اسی جمیعت العلماء ہند اور مجلس احرار اسلام نے تحریک پاکستان کی مخالفت اسلام کے نام پر کی تھی ۔ میں بھی اس وقت مسلم لیگ کا ادنیٰ کارکن تھا تو اس وقت یہ دوست جو انگریزوں اور ہندوؤں کے ہاتھ میں تھے پاکستان کی مخالفت صرف اسلام کے نام پر کرتے تھے۔ جناب والا ! آج پاکستان کے لوگ گلہ پھاڑ پھاڑ کر یہ کہہ رہے ہیں کہ پاکستان اسلام کے نام پر لیا تھا میں ان دوستوں سے پوچھتا ہوں جنہوں نے مخالفت کی تھی ان کو کیا حق پہنچتا تھا کہ وہ یہ بات کہتے ۔ قائد اعظم کو کافر اعظم اسلام کے نام پر کہا گیا تھا ۔ جناب والا ! علامہ اقبالؒ پر کفر کا فتویٰ ان اسلام فروشوں نے لگایا تھا ۔ جناب والا ! بزرگان دین پر بھی کفر کا فتویٰ لگایا گیا ۔ جناب والا ! جناب ذوالفقار علی بھٹو اور ان کے غریب ساتھیوں پر ان اسلام پسندوں نے کفر کا فتویٰ لگایا تھا اور بہت بڑے بڑے پوسٹر اور اشتہار بھی لگائے تھے ۔ انگریز کے اقتدار کو اسلام کے نام پر لمبا کیا گیا تھا ۔ جب مسلم قوم انگریز کے چنگل سے نکل رہی تھی تو یہ اسلام فروش بڑی گھناؤنی سازش کے ساتھ دوبارہ ہندوؤں کے خونخوار پنجے میں اس قوم کو جکڑنے کی ساز باز کر رہے تھے ۔

جناب والا ! ایوب کی حکومت اسلام کے نام پر قائم رہی ۔ اس سے پہلے کی حکومتیں بھی اسلام کے نام پر قوم کو دھوکا دیتی رہیں ۔ اس وقت جاگیردار سرمایہ دار لٹیرے ۔ استحصالی سارے اپنے اپنے تحفظ کی خاطر اسلام اسلام پکار رہے ہیں ۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم ان کے اسلام کو اسلام

سمجھیں یا کفر سمجھیں ۔ جناب والا ! جن لوگوں کو ہم کافر کہتے ہیں ۔ انگریز ، کارل مارکس ، ماؤزے تنگ ان ہی لوگوں کو کافر کہتے ہیں ۔ اور یہ ہیں بھی کافر ۔ لیکن ان لوگوں نے اپنی قوم کے ساتھ نہ کبھی دغا کیا نہ کبھی فریب کیا نہ ہی اپنی قوم کو بیچا نہ اپنی قوم سے کبھی رشوت لی اور نہ کبھی اپنے ملک کے ساتھ کبھی غداری کی ہمیشہ اپنے وطن کو وطن عزیز سمجھا اور غیر کو غیر سمجھا ۔ جناب والا ! ان اسلام فروشوں نے روز اول سے لیکر آج تک اپنی ہی قوم کے ساتھ دغا کیا اور فریب کیا اپنی ہی قوم سے رشوت لی اپنی ہی قوم کو بیچا اپنے ہی ملک کے ٹکڑے ٹکڑے کئے ۔ جناب والا ! یہ ہاؤس خود ہی فیصلہ کرے ہم ان اسلام فروشوں کو اپنا راہنما سمجھیں یا چور سمجھیں ۔ جناب والا ! جن کو ہم کافر کہتے ہیں انہوں نے اسلام کے سنہری اصولوں اور تعلیم کو اپنایا ہے یہی کارل مارکس ۔ ماؤزے تنگ اور انگریزوں نے اسلام ہی سے سنہری اصول وضع کئے ہیں ہمارے ان دوستوں اور اسلام فروشوں نے شراب ۔ جوا ۔ عیاری ۔ مکاری ۔ عیاشی ۔ اور لوٹ کھسوٹ ان سے سیکھی ہے ہم تو یہ کہتے ہیں کہ حضور پاکؐ کے زمانے کا وہ نظام ابوذر غفاری ۔ حضرت سلیمان فارسی کا فلسفہ معاشیات اپنایا جائے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ماؤزے تنگ سے لیا جائے یا انگریز سے لیا جائے ان لوگوں نے یہ معاشی فلسفہ اسلام سے ہی لیا ہے ہم اس طرف اشارہ کرتے ہیں لیکن خواہ مخواہ ہم ان کی طرف گھسیٹے جاتے ہیں ۔ جناب والا ! کیا حضور پاکؐ کا زمانہ پہلے تھا یا ماؤزے تنگ کا زمانہ پہلے ہے آج بھی جو دوست چین سے آتے ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں کہ وہاں کے نظام کا کیا حال ہے اور جو بھی وہ بتاتے ہیں میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر وہاں کلمہ نبی رکھ دیا جائے تو وہ صحیح نظام اسلام ہے ۔ جناب والا ! میں 35 سال سے اسلام کا نام تو سن رہا ہوں لیکن مجھے کہیں بھی عمل نظر نہیں آتا اگر کہیں تھوڑا بہت نظر آیا ہے تو کسی غریب کے گھر میں آیا ہے یا کسی شریف کے گھر میں نظر آیا ہے ورنہ خدا ہی حافظ ہے ۔ جناب والا ! پھر یہ کہتے ہیں کہ اسلام خطرے میں ہے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی اس دنیا میں آئے ۔ کیا لے کر آئے ۔ دین اسلام لیکر آئے ۔ دین نامکمل رہا ۔ کامل نہ ہوا تو آخری نبی محمدؐ آئے اللہ کی طرف سے آواز آئی کہ آج سے دین کامل اور مکمل ہو چکا ہے اور اس کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا کہ میں

کروں گا آج تک اللہ تعالیٰ اسلام کی حفاظت کر رہا ہے اور قیامت تک کرتا رہے گا یہ دین کے ٹھیکیدار یہ اسلام فروش کیسے دعویٰ کرتے ہیں کہ محافظ ہم ہیں اگر اللہ تعالیٰ محافظ نہ ہوتا تو خدا جانتا ہے کہ یہ دین کو اکٹھا کر کے سمندر میں پھینک دیتے لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ محافظ ہے اس لئے خطرہ دین کو نہیں ہے خطرہ اسلام کو نہیں ہے ان کی اپنی برائیوں کو ان کی اپنی جاگیروں کو اپنے ظالمانہ طریقوں کو خطرہ ہے یہ خطرہ دین کو کہہ رہے ہیں جناب والا ! آپ دیکھیں کہ ایک طرف تو عیش و عشرت کی زندگی بسر ہو رہی ہے دوسری طرف دیکھیں کہ جس غریب آدمی کی زندگی میں خوشی گزری نہ ہو کھانے کو غم کے سوا کچھ نہیں ملتا دوائی کے لئے پیسے نہیں پہننے کے لئے کپڑا نہیں رہنے کے لئے مکان نہیں دوسری طرف عیش و عشرت کی زندگی گزر رہی ہے اور غریب آدمی کو یہی کہا جا رہا ہے کہ بھوئی تمہارا مقدر ہی ایسا ہے ۔ جناب والا ! امیر آدمی کو تو پرمٹ مل جاتا ہے لائسینس مل جاتا ہے جو راتوں رات لاکھوں پتی بن جاتا ہے مگر اس غریب کو کچھ نہیں ملتا اس کو تو کہا جاتا ہے کہ تمہارا مقدر ہی خراب ہے ۔ جناب والا ! جب تک یہ لوٹ کھسوٹ والا نظام ختم نہیں ہو جاتا تو اس وقت تک یہ بات چلتی رہے گی اور جب تک ہم اس ظالمانہ نظام کو ختم نہیں کرتے ہیں اصول اور انصاف پیدا نہیں ہو سکتا ۔ جناب والا ! ان سرمایہ داروں جاگیرداروں اسلام فروشوں نے غریبوں کا خون چوس رکھا ہے ۔ ان کے چہرے غریبوں کا خون چوس کر سرخ ہو چکے ہیں اور دامن داغدار ہو چکا ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا ایسے لوگوں کو معاشرہ کسی صورت میں برداشت نہیں کر سکتا ۔

جناب والا ! اب زمانہ آگے کو بڑھ رہا ہے اور یہ لوگ پیچھے کی طرف جانے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ جناب والا ! پیپلز پارٹی کے دور میں غریبوں کو ذرا لفٹ ملی ہے ۔ اور اب ان لوگوں نے بلا وجہ یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ اسلام خطرے میں ہے ۔ اس کے بعد جناب والا ! میں اپنے علاقہ کے مسائل کا ذکر کرتا ہوں ۔ میاں خورشید انور صاحب نے اپنی تقریر میں خاص طور پر گگو کا نام لیا ہے ۔ میں اسی حلقہ سے تعلق رکھتا ہوں ۔ جناب والا ! میں اس بات کی مکمل حمایت کرتا ہوں کہ وہاڑی کو ضلع قرار دیا جائے ۔ یہ وہاں کے عوام کا دیرینہ مطالبہ ہے ۔ جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے یہ بھی التماس کروں گا کہ وہاڑی ۔ میلسی اور ساہیوال کے کچھ علاقہ پر مشتمل یہ نیا ضلع

بنایا جائے۔ ہمیں اپنے کاموں کے لئے بڑے دور تک جانا پڑتا ہے بعض لوگوں کو تو 104 میل تک جانا پڑتا ہے ۔ اور انہیں اپنے کام کے لئے کم از کم ایک دن پہلے چلنا پڑتا ہے ۔ جناب والا ! اگر ہم ادھر لاہور کی طرف جائیں تو ساتھ ساتھ لاہور ، گوجرانوالہ ، شیخوپورہ ، جہلم اور گجرات کے ضلع آجاتے ہیں ۔ جناب والا ! ہمارا علاقہ اگر بوریوالہ ، وہاڑی ، میلسی اور ساہیوال پر مشتمل نیا ضلع بنا دیا گیا تو یہ شیخوپورہ اور گوجرانوالہ سے بڑا ضلع بن جائے گا ۔ دوسرا جناب والا ! منڈی پر بھی جھگڑا رہتا ہے لوگوں کو گندم کے سلسلہ میں بڑی تکلیف ہوتی ہے ۔ اس طرح کئی اور فائدے بھی ہو جائیں گے ۔

ایک آواز : دوسرے محکموں پر بھی تنقید کریں ۔

چوہدری بشیر احمد (ساہیوال) : جناب محکموں پر اب کیا تنقید کرنی ہے وہ تو ہوتی ہی رہتی ہے ۔ سنتا تو کوئی ہے نہیں اور پھر جب تک یہ نظام نہیں تبدیل کیا جائے گا ۔ اس وقت تک یہ لوگ ٹھیک نہیں ہو سکتے ۔ پہلے یہ نظام تبدیل کیا جائے ۔ جناب اب تو ہم تھانوں میں بھی نہیں جاتے کہیں یہ نہ کہیں سرکار کے کام میں مداخلت کر رہے ہیں اور اندر ہی کر دیں ۔ جناب میں یہ ٹھیک کہہ رہا ہوں ۔ دفعات ہی بہت لگ جاتے ہیں کیا پتہ چلتا ہے ؟

اس کے بعد جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ اس دفعہ سوشلزم اور اسلام کی پھر بحث چل پڑی ہے ۔ مجھے تو کوئی خاص پتہ نہیں ہے ۔ البتہ یہ ہے کہ صحیح بات کو ہر آدمی سمجھ سکتا ہے میں کہتا ہوں ۔ جو موٹے موٹے سنہری اصول ہیں ۔ کم از کم ان پر تو عمل کر لیا جائے ۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ باہر سے فلاں چیز درآمد کی ہے ۔ مجھے تو اس کا بھی کوئی پتہ نہیں چلتا اس میں کوئی فائدہ بھی ہے یا نہیں ۔

آخر میں میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ اسلام علیکم ۔

مسٹر سپیکر : میاں عبدالرؤف ۔

میاں عبدالرؤف : جناب سپیکر ۔ آج بجٹ پر بحث کا تیسرا روز ہے ۔ میرے بہت سے دوستوں نے بجٹ کی تعریف اور بہت سی خصوصیات بیان کی ہیں ۔ اگرچہ اس بجٹ میں بہت سی خصوصیات ہیں ۔ مگر پھر بھی ایک اور خصوصیت جو اس بجٹ اجلاس میں ہے ۔ وہ یہ کہ اس دفعہ اپوزیشن نے واک آؤٹ کیا ہوا

ہے ۔ اگر جناب والا ! یہ دیکھا جائے کہ اپوزیشن کا رویہ کہاں تک درست ہے یا درست نہیں ہے ۔ میرے ان بنچوں پر بیٹھے ہوئے دوست جو اب جا چکے ہیں ۔ بڑی دفعہ بڑے فخر کے ساتھ یہ کہا کرتے تھے کہ یہ درو دیوار گواہ ہیں اور ہم نے بہت کچھ یہاں دیکھا ہے اور آپ تو نئے نئے آئے ہیں ۔ آپ تو ابھی پیپلز پارٹی کی پیداوار ہیں ۔ اس لئے ہم اس ایوان کے ٹھیکیدار ہیں ۔ ٹھیکیدار رہے ہیں ۔ لیکن جناب والا ! میں عرض کر دوں کہ میں نے ایسا کبھی نہیں دیکھا کہ اپوزیشن ہمیشہ کے لئے واک آؤٹ کر جائے ۔ جناب والا ! واک آؤٹ ہوتا ہے ایک دن کے لئے ۔ ایک منٹ کے لئے یا پانچ منٹ کے لئے یہ نہیں کہ پورے اجلاس اور اجلاسوں کا ہی بائیکاٹ کر دیا جائے ۔ میں نے یہ کسی تاریخ میں بھی نہیں پڑھا ۔ اب وہ کہاں در و دیوار گواہی دے رہے ہیں ۔ اب تو یہ در و یوار گواہی دیں گے کہ عوام کے منتخب نمائندوں نے اپنے فرائض کی صحیح ادائیگی نہیں کی اور واک آؤٹ کرتے رہے ۔

جناب والا ! میں کہتا ہوں کہ کہیں ایسا وقت نہ آ جائے کہ یہ لوگ مطالبہ کرنے لگیں کہ آپ یہ سیٹیں خالی کر دیں اور یہ لوگ ہمیشہ کے لئے روندے جائیں ۔ میں آگاہ کرتا ہوں کہ قوم آپ کو نہیں بخشے گی ۔ پھر ایسا نہ ہو ۔ آپ بلوں میں گھس جائیں ۔ جناب والا ! یہ چیز سیاہ لفظوں سے تاریخ میں لکھی جائے گی ۔

جناب والا ! اس برصغیر میں بھی بڑے بڑے مرد قلندر آئے ۔ (میرا اشارہ مسلمانوں کی طرف ہے) ۔ انہوں نے مسلمانوں کے لئے بڑی بڑی قربانی دی مگر پھر بھی کچھ لوگوں نے رکاوٹیں پیدا کرنے کی کوشش کیں ۔ جناب والا ! حضرت شاہ ولی اللہ ہوں یا جمال الدین افغانی، علامہ اقبال، سر سید یا بابائے قوم حضرت قائد اعظم سب کی راہ میں انہوں نے رکاوٹیں کھڑی کیں ۔ اس طرح قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی راہ میں بھی رکاوٹیں کھڑی کیں ۔ حالانکہ سب نے ملک و قوم کے لئے قربانی دی اور قائد عوام کی تحریک میں بھی یہی رویہ اختیار کیا ۔

جناب والا ! چاہئے تو یہ تھا کہ ان لوگوں کا شکریہ ادا کیا جاتا ان کی سیاسی زندگی بتائی جاتی ۔ مگر ان پر الٹا کیچڑ اچھالا گیا اور قائد عوام اور قائد اعظم کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کی گئیں ۔ جناب والا ! وہ ہم میں سے نہیں سامراجیوں نے تو ہمیشہ دشمنوں کا ساتھ دیا ہے ۔ چاہے وہ سمندر پار سے آئے ہوں یا کہیں اور سے ۔ جناب والا ! اگر یہ سلسلہ جاری رہا ۔ تو ملک کو کوئی

قالبہ نہیں پہنچے گا اور یہ کام پھر کیسے چلے گا ۔ جناب والا ! ہمیں زیادہ خطرہ انہیں آستین کے سانپوں سے ہے ۔ اگر انہیں آستین کے سانپوں نے نقصان نہ پہنچایا ہوتا تو آج پاکستان کا نقشہ کچھ اور ہوتا انہیں آستین کے سانپوں کی وجہ سے مشرقی پاکستان کا المیہ ہمیں دیکھنا پڑا اور ہمارا ایک بازو ہم سے الگ ہوگیا ۔ جناب والا ! اب اگر کسی نے ترقی کی راہ میں اب روڑے اٹکانے کی کوشش کی تو وہ خود مٹ جائیں گے ۔ اب ہم پاکستان کی ترقی کے لئے بھرپور کوشش کریں گے ۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ہم اس کی ترقی کے لئے بھرپور کوشش کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے ۔ تو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ جس رب العزت نے اس ملک کو دنیا کے نقشے پر نقش کیا ہے ۔ وہ خود اس کی حفاظت کا ذمہ دار بھی ہے ۔ ان کو منہ کی کھانی پڑے گی اور یہ لوگ بلوں میں گھس جائیں گے اور قوم ان پر سو بار لعنت بھیجے گی ۔ اس کے بعد آخر میں میں بڑے ادب کے ساتھ اپنے دوستوں سے جو کہ اس غلط فہمی میں ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اگر اس ایوان میں نہیں جائیں گے ۔ تو شاید ان کا کوئی ریٹ بڑھ جائے گا ۔ ان کی کوئی شنوائی ہوگی اور یہ حکومت بدل جائے گی اور وہ برسر اقتدار آ جائیں گے ۔ جو کہ ان کی کوشش ہے ۔ میرا خیال ہے کہ اب کافی حد تک ان کے سامنے نقشہ آ چکا ہوگا ۔ وہ اب اپنی پشیمانگی اور خفت کو مٹانے کے لئے یہ چکر چلا رہے ہیں ۔ یہ ناکام ہو چکے ہیں ۔ ان کو چاہئے کہ یہ اپنی پس ماندگیوں کو ختم کر دیں اور اسمبلیوں میں آ جائیں ۔ اس کے بعد جناب والا ! چونکہ آج کا دن بجٹ کی بحث کا دن ہے اور یہ ایک ضمنی بات آ گئی تھی ۔ جو میں نے اپنے نظریہ اور علم کے مطابق بیان کر دی ہے ۔ اب میں بجٹ کی طرف آتا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : تو اب تک آپ بجٹ کے علاوہ کسی اور مضمون پر بول رہے تھے ۔ مجھے پہلے آپ بتاتے تو میں آپ کو ٹوک دیتا ۔

(قہقہہ)

میاں عبدالرؤف : سر سب سے پہلے 1972-73ء کا بجٹ عوامی حکومت نے پیش کیا ۔ اس سے پہلے کی حکومت عوامی حکومت نہ تھی ۔ وہ ایک مارشل لائی حکومت تھی اور اس نے 1971-72ء کا بجٹ پیش کیا تھا ۔ میں نے تمام سالوں کے حکومتی اعداد و شمار جمع کر رکھے ہیں ۔ میں اب ان کا تھوڑا سا مقابلہ کروں گا ۔ پرانے بجٹوں کا موجودہ بجٹ سے 1971-72ء میں زراعت کے لئے 5 کروڑ 25 لاکھ تھے ۔ جب کہ اس بجٹ 1975-76ء میں یہ 37 کروڑ

12 لاکھ ہیں ۔ اس فرق کا آپ اندازہ کریں ۔ 5 کروڑ سے 37 کروڑ ۔ میرے دوست موجود نہیں ۔ وہ اگر موجود ہوتے تو یقیناً وہ بھی کہتے کہ یہ کوئی خاص بجٹ نہیں ہے ۔ یہ ترقی کیا ترقی ہے ۔ ایسے بجٹ تو پہلے بھی بنتے رہے ہیں ۔ لیکن یہ کوئی خاص ترقی نہیں ہے ۔ زمانہ مہنگائی کا آ چکا ہے ۔ اس سال سب سے بڑا بجٹ جو دیا گیا ہے ۔ وہ زراعت کو ہی دیا گیا ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عوام کی زیادہ بڑی آبادی جو 80 اور 85 فی صد کے درمیان ہے اور جو دیہاتوں میں آباد ہے اور جس کی گزر اوقات تمام تر زراعت پر ہے ۔ اس کے لئے ایک بڑا بجٹ بنانا لازمی تھا ۔

اس کے بعد جناب والا ! تعلیم کا نمبر آتا ہے ۔ 72-1971ء میں تعلیم کے لئے 6 کروڑ 25 لاکھ روپے دیئے گئے ۔ اس دفعہ جو ڈویلپمنٹ کا بجٹ ہے ۔ وہ 24 کروڑ ہے اور اس وقت 73-1972ء میں ٹوٹل 37 کروڑ 5 لاکھ کا بجٹ بنایا گیا تھا ۔ اس وقت 1500 سو ہائی سکول 78 کالجز کو نیشنلائزڈ کیا گیا ۔ اس طریقہ سے اس بجٹ کو خرچ کیا گیا ۔ اب صرف ڈویلپمنٹ پر 25 کروڑ روپے دیئے گئے ہیں ۔ اس طرح ہر دفعہ بجٹ بڑھتا گیا ۔ ٹوٹل بجٹ 72-1971ء میں 25 کروڑ تھا ۔ اس دفعہ ٹوٹل بجٹ 103 کروڑ ہے ۔ آپ اس سے اندازہ لگائیں ۔ کہاں 25 کروڑ ۔ کہاں 103 ۔ زیادہ تر گورنمنٹ نے جو اقدامات اٹھائے ہیں ۔ وہ تعلیم پر ہیں ۔ تعلیم میں جتنی کوشش کی ہے ۔ میرا خیال ہے ۔ اس بجٹ میں اس سے زیادہ کوشش نہیں ہو سکتی ۔ اس میں میڈیکل کالجز کی رقم شامل نہیں ہے ۔ وہ صحت کی مد میں شامل ہے ۔ جناب والا ! اس سال 1000 پرائمری سکول ۔ 40 ہائی سکول ۔ 130 مڈل سکول بنائے جا رہے ہیں ۔ جناب والا ! آپ اندازہ لگائیں کہ اس قوم کے لئے تعلیم کی طرف کتنی توجہ دی جا رہی ہے ۔ جتنی جلدی تعلیم کی طرف توجہ کریں گے ۔ اتنی جلدی ناخواندگی دور ہوگی ۔ اس سے پہلے بجٹ سے ناخواندگی دور ہوئی ۔ خواندگی کو بڑھانے کے لئے اور ناخواندگی کو دور کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ تعلیم پر توجہ دی گئی ہے اور یہی قوم کا معیار ہے ۔ قوم کو آگے بڑھانے کے لئے یہی اقدامات ہو سکتے ہیں ۔ جناب والا ! اب میں ہیلتھ پر آتا ہوں ۔ 72-1971ء میں صحت کے لئے 7 کروڑ 25 لاکھ روپے اور اس دفعہ 39 کروڑ اور 86 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں ۔ ٹرانسپورٹ کے لئے اس وقت 6 کروڑ 97 لاکھ روپے ہے اور اس موجودہ بجٹ میں 41 کروڑ 50 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں ۔ 1700 نئی بسیں منگائی جا

رہی ہیں - جب کہ پچھلے سال ایک ہزار سے زائد بسیں آئی تھیں - اس طرح سے یہ سہولیات ہیں - جن سے کہ قوم اور ملک کو فائدہ پہنچتا ہے اور یہ عام آدمی کے فائدے کے لئے یہ بسیں ہیں جو کہ ان پر سفر کرتے ہیں - ہاؤسنگ سکیم - جناب والا ! کے لئے 72-1971ء میں 3 کروڑ 20 لاکھ روپے دیئے گئے تھے - جو کہ برائے نام تھی - جو نہ ہونے کے برابر ہے - اس کے مقابلہ میں اس دفعہ یہ 39 کروڑ ہے - اس طرح سے پیپلز ورکس پروگرام جو کہ عوام کے قریب تر جانے کے لئے ان کی چھوٹی چھوٹی ضروریات ، چھوٹی چھوٹی سڑکیں ، چھوٹے چھوٹے راستے درست کرنے کے لئے جو کہ پہلے نہیں تھے - اس میں 13 کروڑ روپے رکھے گئے تھے - اگرچہ یہ آواز آئی تھی کہ یہ تھوڑے ہیں - میں بھی ایک ڈسٹرکٹ کا چیئرمین ہوں - مجھے معلوم ہے - اس پر میں بحث کروں گا کہ یہ واقعی تھوڑے ہیں - میں نے موٹی موٹی مدات پر یہ موازنہ کر کے ہاؤس کے سامنے پیش کیا ہے - جس سے بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اگر یہ بجٹ ترقی یافتہ نہیں ہے - تو اور کیا ہے - اس سے بڑھ کر اور اتنے ذرائع اور ایسے حالات میں اس سے بہتر بجٹ پیش نہیں کیا جا سکتا تھا - اس پر میں جناب وزیر خزانہ کو جو کہ وزیر اعلیٰ پنجاب بھی ہیں - میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں - ان کی بڑی مستعدی اور مساعی ہے - جد و جہد ہے کہ انہوں نے بغیر ٹیکسوں کے اتنا بڑا بجٹ پیش کیا اور بجٹ کا سب سے بڑا حصہ عوام کے لئے میرا مطلب ہے - عوام کی اس بڑی آبادی کے لئے جو کہ دیہاتی آبادی ہے - اس پر خرچ کیا ہے - یہ ایسے لوگ تھے - جو آج تک محروم چلے آتے تھے اور یہ واقعی ان کا حق تھا اور اب ان کا جو حق بنتا تھا - دیا جا رہا ہے - اس بات پر میں پھر ایک بار مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ہاؤس کو میں مبارکباد پیش کرتا ہوں اور میں یہ کہتا ہوں کہ اگر اس ہاؤس میں اس طرح سے بجٹ آتے رہے اور اس طرح سے عوام کی بہتری کے لئے کام ہوتا رہا - تو وہ دن دور نہیں - جب اس دنیا کو معلوم ہو جائے گا اور یہ دیکھے گی کہ پاکستان کے لوگوں نے اور اس کے عوام نے ترقی کی ہے اور یہ ترقی کس قائد کے ذریعہ ہے - وہ ترقی قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کے ذریعے کی ہے -

اس کے علاوہ کچھ میرے اپنے علاقہ کے مسائل بھی ہیں - میں ان پر عرض کروں گا - میرا حلقہ نیابت ہارون آباد ہے - پچھلے سال اس کے لئے ایک

کالج منظور ہوا تھا ۔ مگر بلڈنگ نہ ہونے کی وجہ سے وہ شروع نہ ہو سکا ۔ اس سال پھر اس کے شروع کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ لیکن بلڈنگ نہیں ہے ۔ میں نے پچھلے سال بھی عرض کیا تھا کہ اس کے لئے کچھ رقم منظور کی جائے ۔ جس سے بلڈنگ بن سکے ۔ لیکن نہ پچھلے سال منظور ہوئی اور نہ ہی اس سال کے بجٹ میں میں نے دیکھا ہے ۔ اگر صرف کالج منظور کرنے کا تعلق تھا ۔ تو وہ تو ایک دن میں بہت سے کالج منظور کئے جا سکتے ہیں ۔ جناب وزیر تعلیم صاحب تشریف رکھتے ہیں ۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ اگر کالج کو چلانا مقصود نہ ہو ۔ تو پھر اس کو منظور کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ وہ اس طرف توجہ کریں کہ دو تین سال سے کالج منظور ہوگیا ہے اور لوگ خوش ہیں ۔ مگر وہ چالو نہیں ہو سکا ۔ وہ ذرا اس پر توجہ کریں ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس کی بلڈنگ کے لئے کچھ نہ کچھ رقم مختص کی جائے ۔ تاکہ اس طرح سے عوام کو سہارا ملے اور ان کے لئے یہ جو خوشی ہے یہ خوشی ہی رہے ۔ جناب والا ! ایک عرض اور ہے کہ وہاں پر ھاؤسنگ سکیم منظور ہوئی تھی اور پورے ضلع میں بہت سی جگہوں پر ہاؤسنگ سکیم چل رہی ہے ۔ لیکن ہارون آباد میں نہ پچھلے دو سال میں سکیم دی گئی ہے اور نہ اس سال دی گئی ہے ۔ یہ ہماری حق تلفی ہے کہ پورا سب ڈویژن چھوڑ دیا گیا ہے جسے کہ تحصیل کا درجہ حاصل ہے ۔ تو اس میں کچھ نہ کچھ ہاؤسنگ سکیم کے لئے ضرور ہونا چاہئے اور کچھ رقم مل جاتی جس سے سڑکیں اور کچھ گلیاں اور دوسری چیزیں بن سکتیں ۔ اس کے بعد ڈویلپمنٹ ہوتی رہتی ۔

جناب والا ! تیسری بات میں پانی کی فراہمی کے متعلق عرض کرنی چاہتا ہوں ۔ میرے حلقہ انتخاب میں ایک بڑا قصبہ ہے اور ایک چھوٹا قصبہ ہے ۔ ایک کا نام فقیر والی ہے اور دوسرے کا نام ہارون آباد ہے ۔ وہاں سے میں نے سکیم منظور کرا کے محکمہ کو کہا کہ آپ اسے اوپر بھیجیں تاکہ اے ڈی پی کے پروگرام میں آ جائے لیکن اب تک کوئی سکیم نہیں آئی حالانکہ وہاں پر پانی کی اتنی شدید کمی ہے ۔ ایک جگہ پر 46 لاکھ کی سکیم بنے تو پھر وہ پانی دے سکتی ہے دوسری جگہ پر پچیس تیس لاکھ کی سکیم بنے تب پانی مل سکتا ہے ۔ تو جہاں اتنی پانی کی کمی ہو تو پھر وہاں پر ایسی سکیم نہ دینا یہ سراسر نا انصافی ہے ۔ جناب والا ! پورے ضلع میں نو سکیمیں دی گئی ہیں ۔ لیکن

ہارون آباد میں ایک بھی نہیں دی گئی جو تحصیل بنی ہے اور سب ڈویژن بنی ہے اب یہ بالکل ناانصافی ہے ۔ میں عرض کروں گا کہ متعلقہ وزیر صاحب اس پر توجہ دیں اور وہاں پر کوئی نہ کوئی سکیم ضرور دیں جس سے وہاں کے عوام کا بھلا ہو اور وہ اس مد سے پانی لئے پیسے لے سکیں ۔

جناب والا ! چوتھی بات میں یہ عرض کروں گا کہ میرا علاقہ ریتلا ہے ۔ اس میں 3.6 واٹر الاؤنس دیا گیا ہے ۔ یہ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کا اصول ہے کہ جو ریتلا علاقہ ہو وہاں پر 5.5 اور 4.25 پر دیا جاتا ہے ۔ تو ان دونوں مدات سے ہمیں محروم رکھا گیا ہے ۔ جب میں نے اس سے پہلے کوشش کی تو یہی جواب ملا ۔ جب تربیلا بند بنے گا تو اس میں سے اس وقت آپ کے لئے گنجائش نکل سکے گی اور اس وقت آپ کو پانی دیا جا سکے گا ۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ تربیلا کا کام اس دفعہ مکمل ہو جائے گا تو جب پانی کی allocation ہو تو ہمارا واٹر الاؤنس بڑھا دیا جائے کیونکہ ساتھ ہی چولستان لگتا ہے اس کے لئے بھی سکیم تیار کی جائے ۔ یہ بہت بڑا علاقہ ہے جو ریگستانی تلفظ آتا ہے ۔ اگر پانی کی سکیم وہاں کے لئے بن جائے اور پانی وہاں پہنچ جائے تو وہ سرسبز و شاداب ہو سکتا ہے ۔ وہاں پر آمدنی اتنی زیادہ ہو سکتی جتنی پہلے پورے ضلع میں نہیں ہو رہی کیونکہ وہاں پر رقبہ وسیع و عریض پڑا ہے اور بہت لیول میں ہے جس پر زیادہ محنت اور جدوجہد کی ضرورت نہیں صرف پانی کی ضرورت ہے ۔ تو میں جناب وزیر اعلیٰ صاحب اور اریگیشن منسٹر صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ وہ اس پر توجہ دیں کیونکہ یہ قوم اور ملک کا مسئلہ ہے ۔ اور اگر اس میں اناج کی کمی پوری ہو گئی تو وہاں پر جو لوگ بسیں گے ان کا بھی گزارہ ہو سکے گا ۔ لہٰذا اس طرح سے اس کے دو فائدے ہیں ایک تو اناج کی کمی پوری ہو گی اور دوسرے وہ لوگ جو بے گھر ہیں جن کے پاس رہنے کے لئے زمین نہیں ہے ان کو چھوٹے چھوٹے قطعات میں وہاں پر زمین دے دی جائے اور پانی مہیا کر دیا جائے تو دونوں فائدے ہو سکتے ہیں ۔

جناب والا ! پانچویں بات میں سیم اور تھوڑ کے متعلق عرض کروں گا ۔ ہارون آباد کا علاقہ پورے ریجن میں سب سے بہترین علاقہ شمار کیا جاتا ہے ۔ وہاں کی پیداوار بہت ہے اور وہاں اجناس سب سے زیادہ پیدا ہوتی ہیں لیکن وہاں پر ایک مسئلہ سیم اور تھور کا پیدا ہو گیا ہے ۔ اگر اس پر فوری توجہ نہ دی گئی تو پھر وہ علاقہ سرسبز و شاداب نہیں رہے گا اور چند سالوں میں

برباد و ویران ہو جائے گا ۔ کیونکہ وہاں پر جو واٹر ٹیبل ہے وہ 2.5 ہر سال بڑھتا ہے اب اس وقت آٹھ فٹ کے فاصلے پر پانی ہے اور 2.5 کے حساب سے آپ اگر اندازہ لگائیں تو میرے خیال میں تین چار سال سے زیادہ نہیں نکلیں گے ۔ اس سے پہلے بھی میں نے گورنر پنجاب اور وزیر اعلیٰ پنجاب اور جناب وزیر اعظم کی خدمت میں عرض کیا تھا اور انہوں نے یقین دہانی کرائی تھی کہ اس مسئلہ کو جلدی take up کیا جائے گا ۔ تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس پر زیادہ توجہ دی جائے ۔ اتنے بڑے اور اتنے اچھے علاقے جو پاکستان کی منڈیوں میں سے ایک منڈی ہے کو بچایا جائے اور اس کی آبادی کے منتقل ہونے کا جو خطرہ ہے وہ بھی ختم ہو جائے ۔ ہمارے علاقے کو پنجاب کے ساتھ ملانے کے لئے ایک دریا راستے میں ہے جسے ستلج کہتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ آپ کیا بات کر رہے ہیں ؟

B

میاں عبدالرؤف : جناب والا ! یہ بات پہلے نکل گئی ہے میں معافی چاہتا ہوں ۔ جناب والا ! یہ ایک خطہ ہے یا ہمارا ڈویژن سمجھ لیجئے ۔ اس کو لاہور یا ملتان کے ساتھ ملنے کے لئے ایک راستہ ہے اور اس راستے میں دریائے ستلج پڑتا ہے ۔ تو میں سابقہ ریاست بہاولپور کے نام سے کہہ دیتا ہوں ۔ اب تو آپ سمجھ سکیں گے ۔ جناب والا ! لاہور کا ایک پتن ہے جو لائلپور کو ملانے کے لئے قریب ترین راستہ ہے لیکن میرا علاقہ کچھ اس طرح سے لمبا ہے جو بھارت کے ساتھ ساتھ بیکانیر کے بارڈر کے ساتھ چلا گیا ہے ۔ وہ فاصلہ دور پڑتا ہے ۔ اگر اوپر سے سلیمانکی کی طرف سے یا پھر ہیڈ ملہ سے جائیں تو یہ سیدھا راستہ ہے چشتیاں سے ساہوکے پتن پر کشتیوں کا پل یا پختہ پل بنا دیا جائے اگر پختہ پل نہیں بن سکتا تو پہلے کشتیوں کا پل بنا دیا جائے کیونکہ اس سے 70 میل کا راستہ کم ہو جاتا ہے ۔ اس لئے آپ سے میں عرض کرتا ہوں کہ اس فاصلے کو کم کر کے وہاں لوگوں کو وقت اور پیسے کی سہولیات بہم پہنچائی جائیں ۔

جناب والا ! چھٹی بات میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ ہارون آباد میں ایک live stock فارم بنایا جائے کیونکہ اس کے پاس بہت بڑا علاقہ ہے ۔ لیکن وہاں پر ایک سال سے کوئی ترقی نہیں ہوئی ۔ عملے کے تین چار آدمی بیٹھے ہیں اور زمین انہوں نے پٹے پر دے رکھی ہے اور اس طرح سے وہ فارم نظر نہیں آیا ۔ تو میں جناب وزیر زراعت سے یہ عرض کرتا ہوں کہ وہاں پر اگر روپے کی کمی ہے تو وہاں پر روپیہ بہم پہنچایا جائے اگر جانوروں کی کمی

ہے اور پہلے breeds پہنچائی جاتی ہیں تو وہ پہنچائی جائیں اور اس پر خصوصی توجہ دی جائے ورنہ فارم بنانے کا کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا ۔

جناب والا ! آخر میں میں انتظامیہ کے بارے میں کہنا چاہتا ہوں ۔ سب دوستوں نے اس بات پر حکومت کی توجہ دلائی ہے کہ افسران نمائندگان کے ساتھ تعاون نہیں کرتے ۔ میں یہ کہتا ہوں نمائندگان سے تعاون نہ کرنا یہ نمائندگان کی شان کے خلاف نہیں بلکہ یہ عوام کے ساتھ غداری ہے ۔ عوام کے ساتھ دھوکہ ہے ۔ میرے دوست جناب جمیل حسن خاں منج صاحب نے اپنی تقریر میں کچھ بنیادی مسائل کی طرف توجہ دلائی ہے کہ افسران کی تربیت اس حساب سے کی جاتی ہے کہ ان کو آداب سلطانی سکھائے جاتے ہیں جس کسی کو آداب سلطانی سکھائے جائیں اس کا خادم بننا بہت مشکل ہے ۔ اگر اس کو آداب سلطانی کی بجائے اس بات سے روشناس کرایا جائے کہ آپ کا تعاون عوام سے کس طرح ہو سکتا ہے اور عوام کو کس طرح اعتماد میں لیا جا سکتا ہے تو یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے ورنہ آپ پوری کی پوری ٹیم نکال دیں یا پوری کی پوری ٹیم بھر دیں قطعاً کوئی فائدہ نہیں ہوگا ۔ جب تک ان کی توجہ آداب سلطانی کی طرف سے نہ ہٹائی جائے اور وہ تربیت ان کی بند نہ کی جائے ۔ جناب والا ! پاکستان ایک غریب ملک ہے یہاں پر کسی افسر کو یا کسی آدمی کو چھری کانٹے سے کھانے کی تربیت دینا اس کی ترقی میں اضافہ نہیں کر سکتے ۔ اس جگہ پر اس ملک میں وہی لوگ کامیاب ہو سکتے ہیں وہی لوگ اس قوم اور ملک کی خدمت کر سکتے ہیں جو ان کے پاس جائیں جو مشکل میں مبتلا ہیں ۔ جن کو پریشانیاں ہیں ۔ جن کے لئے وہ بنائے گئے ہیں ۔ لیکن اس ملک میں چونکہ انگریز حکومت کرتے رہے ہیں ۔ انہوں نے عوام کو گھسیٹ کر اپنے درباروں میں بلایا اب وہی طریقہ رائج ہے اور اسی وجہ سے یہ پریشانیاں اور خرابیاں ہیں ۔ اگر اس طریقہ کار کو بدل دیا جائے تو میں یہ دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ ان سے میرا خیال ہے کہ 95 فیصد خرابیاں دور ہو جائیں گی ۔ اگر 5 فیصد رہ گئی ہے ۔ وہ مزاج کی ہے کیونکہ یہ ایک طریقہ کار ہے کہ ایک دکھی انسان کے دکھ کو سن کر کوئی زیادہ

مائل ہوتا ہے اور کوئی نہیں ہوتا 5 فیصد کی خرابی قابل قبول ہے اگر ہم عوامی نمائندے ان کے خادم ہیں تو وہ کیوں خادم نہیں بنتے جبکہ وہ اس خزانے سے پیسہ وصول کرتے ہیں ہمارا کیا قصور ہے کہ کام کرانے جائیں تو وہ آگے سے ایک لمبی چوڑی چکنی چپڑی باتیں کر کے بتا دیتے ہیں کہ صاحب ہم کیا کر سکتے ہیں یہ ہو رہا ہے وہ ہو رہا ہے ان کے پاس کئی بہانے موجود ہوتے ہیں ہمارا کوئی کام نہیں ہوتا جب ہم عوام کے کام کرتے ہیں تو وہ عوام کے کام کیوں نہیں کرتے اس طریقہ کار کو فوری طور پر بدلا جائے ۔ اگر پاکستان کی عوام کو سکھی بنانا ہے ان کو دکھوں سے نجات دلانا ہے اس کے لئے ایک ہی علاج ہے کہ اس نہج پر کام کیا جائے کہ وہ ہر ایک کے کام کو اپنا کام سمجھیں اور دوسروں کے دکھ درد کو اپنا دکھ درد سمجھیں ۔ شکریہ

مسٹر سپیکر : ظہور احمد ۔ مہر اختر عباس بھروانہ ۔ رب نواز کھتران محمد سرور جوڑا ۔ ملک ثناء اللہ ۔

ملک ثناء اللہ خان : جناب صدر گرامی میں وزیر خزانہ کو پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا ترقیاتی بجٹ 207 کروڑ 68 لاکھ اور کوئی نیا ٹیکس نہ لگانے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں چونکہ عوام کے ہر طبقہ نے اس کو ایک عوامی بجٹ قرار دیا ہے اور اس کا خیر مقدم کیا ہے ۔ حضور والا ! اس میزانیہ میں سب سے بڑی بات جو پنجاب کے لئے خوشی کا باعث ہے وہ یہ ہے کہ فیڈرل ریوینیو میں سے پنجاب کو اس کی آبادی کے لحاظ سے 23 سال کے بعد اس کو یہ حصہ ملا ہے ۔ حضور والا ! ون یونٹ کے قیام کے بعد 1956 میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ پنجاب بڑا صوبہ ہونے کی وجہ سے دوسرے چھوٹے صوبوں کو اپنے حصہ سے 10 فیصد حصہ دس سال تک ادا کرتا رہے گا دس سال گزر گئے اور ایوبی آمریت کا دور اور یحییٰ حکومت کے دور میں بھی پنجاب کو اس کا حصہ نہ دیا گیا اور وہ حصہ ہم پر 20 سال تک مسلط رہا ۔ حضور والا ! میں قائد عوام اور وزیراعظم پاکستان کا بے حد مشکور ہوں اور شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے 20 سال تک جو پنجاب کے ساتھ ناانصافی ہو رہی تھی پنجاب کو اس کا جائز حصہ آبادی کے لحاظ سے دے دیا گیا ۔ حضور والا ! میں اس کا پس منظر بیان کرنا چاہتا ہوں 20 سال تک پنجاب نے جو حصہ دوسرے صوبوں کے لئے قربان کیا تھا اسے دوسرے چھوٹے صوبوں سے کیا صلہ ملا دوسرے

چھوٹے صوبوں سے اس کو نفرت اور برائی کے سوا اور کچھ نہیں ملا۔ حضور والا ! آج سے دو سال قبل نیپ حکومت نے بلوچستان میں جو ہمارے پنجابی بھائی تھے اور وہ بلوچستان میں ملازمت کر رہے تھے اپنا کاروبار کر رہے تھے جنہوں نے بلوچستان کی ترقی کے لئے بلوچستان کی غربت اور جہالت کو دور کرنے کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی تھی ان چھ ہزار ملازمین کو نفرت کے ساتھ پنجاب میں واپس بھیج دیا ۔

مسٹر سپیکر : میرے خیال میں دوسرے صوبوں میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ ہمارے بجٹ کا حصہ نہیں ہے ۔

ملک ثناء اللہ خان : وہ ہمارے پنجابی بھائی ہیں اور پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں ان کے اوپر ظلم و ستم ہو رہا ہے ۔ میرا یہ فرض ہے کہ میں اس کو گوش گزار کروں ۔ حضور والا ! اس سے ہمیں نقصان ہوا ہے کہ ہمارے تعلیم یافتہ نوجوان جنہیں ملازمتیں ملتی تھیں وہ چھ ہزار پنجابی ملازمین جو بلوچستان میں تھے ۔ وہ واپس آئے اور انہیں یہاں کھپانا پڑا اور یہاں کے لوگ اپنے حق سے محروم ہوگئے اور وہ آج تک بے روزگار ہیں ۔ جس کا پنجاب کی معیشت پر برا اثر پڑا ہے ۔ حضور والا ! جہاں تک زراعت پیشہ لوگوں کی 85 فی صد آبادی دیہات میں بستی ہے جن کا ذریعہ معاش زراعت سے وابستہ ہے اور اس مرتبہ وزیر خزانہ نے زراعت کے لئے کافی فاضل بجٹ رکھا ہے ۔ حضور والا ! جہاں تک زراعت کا تعلق ہے جب اس میں انقلابی اور بنیادی تبدیلیاں نہیں لائیں گے ۔ اس وقت تک پیداوار نہیں بڑھے گی ۔ میں اس چیز کا اعتراف کرتا ہوں کہ ہمارے موجودہ وزیر زراعت اس مضمون میں سپیشلسٹ ہیں اور ان کی دلی آرزو ہے کہ پیداوار بڑھائیں اور کاشتکاروں کی بہبود کے لئے ان کے دل میں کافی درد موجود ہے ۔ حضور والا ! آج تک یہ ہوتا رہا ہے کہ لاکھوں کروڑوں روپوؤں کے بیج باہر سے منگوا لئے جاتے تھے ۔ لیکن کسانوں اور کاشتکاروں کو بروقت بیج مہیا نہیں کئے جاتے تھے ۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ پیداوار میں کمی آ جاتی تھی ۔ حضور والا ! جہاں تک زراعت کا تعلق ہے اور دوسری اور چیزوں کا تعلق ہے ۔ جب تک محکمہ زراعت کا عملہ فیلڈ میں جا کر کسانوں اور زمینداروں سے براہ راست رابطہ قائم نہیں کریں گے ۔ جب تک وہ کھیت کو اپنا کھیت

نہیں سمجھے گا - ہر فصل کو اپنی فصل نہیں سمجھے گا - اس وقت تک ترقی نہیں ہو سکتی - حضور والا ! محکمہ زراعت کے عملے کا کاشتکاروں اور کسانوں سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے - گاؤں میں یونین کونسل کی سطح پر فیلڈ اسسٹنٹ رکھے ہوئے ہیں - لاکھوں روپے ان کی تنخواہوں پر خرچ ہوتے ہیں - اپنے محدود حلقوں میں بھی فیلڈ ورکر کسانوں اور زمینداروں سے رابطہ قائم نہیں رکھتے ، کسانوں اور زمینداروں کو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ ان کا فیلڈ اسسٹنٹ کون ہے - ان کے زراعت کے افسران کون ہیں - یہ لوگ مفت میں پنشن لے رہے ہیں اور جب تک یہ لوگ ایک مشنری جذبے کے طور پر کام نہیں کریں گے - اس وقت تک زراعت ترقی نہیں کر سکتی - حضور والا ! محض پختہ سڑکوں یا چند نمائشی پلاٹ بنانے سے پیداوار نہیں بڑھے گی - حضور والا ! حکومت نے کروڑوں روپوؤں کی کھاد زمینداروں کو بطور تقاوی تقسیم کی ہے - لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس کا چھوٹے کسانوں اور زمینداروں کو ان کا مناسب حصہ نہیں ملا اور اور کئی نام نہاد جعلی با اثر لوگوں نے جعلی ناموں پر کھاد کے تھیلے حاصل کر کے بلیک میں فروخت کئے ہیں - میں مطالبہ کرتا ہوں کہ وزیر زراعت اس ایوان کو یقین دلائیں کہ وہ اس سلسلے میں انکوائری کرائیں گے اور بلیک کا انسداد کرنے کے اقدامات کریں گے -

(اس مرحلہ مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

حضور والا ! جہاں تک زراعت کے شعبہ انجینئرنگ کا تعلق ہے - اس میں کروڑوں روپے کی مشینری مثلاً بل ڈوزر ، سکریپر ، ٹریکٹر وغیرہ بے کار پڑے ہیں یا تو ان کے فالتو پرزے منگوائے جائیں یا ان کی خرابی دور کرنے کا کوئی معقول انتظام کیا جائے - ایک تو خرابی یہ ہے کہ مقامی طور پر اسسٹنٹ ایگریکلچرل انجینئر کو ایک پائی بھی اس مشینری کی مرمت پر خرچ کرنے کا اختیار نہیں اور جو زمیندار روپیہ جمع کرا کر بل ڈوزر اپنی زمین پر لے جاتے ہیں - اگر وہ ایک دن اسے استعمال کرتا ہے - تو اس کے بعد ایک وہ وہاں بے کار کھڑا رہتا ہے - جس سے زمین کو ہموار کرنے کی سکیم بری طرح متاثر ہو رہی ہے - جناب والا ! اس کے ساتھ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ ایک سال کے عرصہ میں بل ڈوزر کی ایک گھنٹہ کی فیس 30 روپے کر دی گئی ہے - جو پہلے 14 روپے فی گھنٹہ تھی - اس ضمن میں ان زمینداروں کو جو

اپنی زمین ہموار کرانا چاہتے ہیں ۔ کم از کم 50 فی صدی سب سیڈی ملنی چاہئیے ۔ تاکہ پیداوار میں اضافہ ہو ۔ حضور والا ! میرے علاقہ میں موضع سراکی وال کے مقام پر آئی ۔ آر ۔ ڈی ۔ پی مرکز چل رہا ہے ۔ آج تک اس کے عملہ کے سوا حکومت کی طرف سے اس علاقہ کے زمینداروں کو یا کسانوں کو ایک روپیہ بھی سب سیڈی کے طور پر نہیں دیا گیا ۔ تاکہ ان کی فلاح و بہبود کے کام ہو سکیں ۔ میں وزیر زراعت کی خدمت میں یہ استدعا کروں گا کہ موجودہ زمانے میں اگر اس علاقے کے غریب زمینداروں کی بہبود کرنی ہے ۔ تو اس علاقے کے آئی ۔ آر ۔ ڈی ۔ پی مرکز کے لئے معقول بجٹ رکھا جائے ۔ تاکہ وہاں عمارات اور دفاتر کی تعمیر ہو سکے ۔ حضور والا ! حکومت نے کسانوں اور زمینداروں کی بہبود کے لئے پاس بک سسٹم شروع کیا ہے ۔ لیکن اس سسٹم کے ہوتے ہوئے بھی محکمہ مال کے عملہ نے اور دوسرے لوگوں نے درمیان میں کافی دھاندلیاں کیں اور رشوت لی اور زمینداروں کو سال سال چھ چھ ماہ خراب کر کے ان کی پاس بکیں تیار کیں ۔ حضور والا ! عوامی حکومت کا یہ ایک عظیم کارنامہ ہے کہ اس نے بنکوں کو قومی تحویل میں لیا ۔ لیکن جہاں تک دیہی آبادی اور غریب عوام کا تعلق ہے ۔ انہیں قومی تحویل میں لئے جانے کے بعد بھی ان بنکوں سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا ۔ اب بھی یہ بنک سرمایہ داروں کے مفادات کا تحفظ کرتے ہیں اور وہی سرمایہ داران سے استفادہ کرتے ہیں ۔ پاس بک ہونے کے باوجود ان غریب زمینداروں کو قرض نہیں ملتا اور جو سہولتیں شہریوں کو ملتی ہیں ۔ وہ دیہاتوں میں نہیں ہیں ۔ اگر ایک شہری کے پاس ایک چھوٹا سا مکان ہی ہے ۔ تو وہ اسے بھی گروی رکھ کر قرض لے لیتے ہیں ۔ لیکن دیہات میں کسی کا مکان ہونے کے باوجود اسے اتنی سہولت نہیں کہ وہ اسے گروی رکھ کر ایک پائی بھی بطور قرض لے سکے چاہے وہ کاروبار کے لئے ہو یا زراعت کی ترقی کے لئے ہو ۔ میں آپ کی وساطت سے اور جناب سینئر وزیر کی وساطت سے حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ عوام کی خدمت اور بہبود کی خاطر بنکوں کو ہدایات دی جائیں کہ 95 فی صدی آبادی جو دیہات میں رہتی ہے ۔ انہیں بھی وہی مراعات دی جائیں ۔ جو شہروں میں سرمایہ داروں یا

دوسرے لوگوں کو حاصل ہیں - حضور والا ! جہاں تک ٹریکٹروں کا تعلق ہے وہ بھی چھوٹے زمیندار کو نہیں ملتے ۔ یہ کہنے کی بات ہے کہ حکومت نے یہ اعلان کیا ہے کہ 25 فی صدی ٹریکٹر چھوٹے زمینداروں کو نقد ادائیگی پر دیئے جائیں گے - لیکن - چھوٹے مالک سرمایہ کہاں سے لائیں گے - آج ٹریکٹر کی قیمت 52 ہزار روپے کر دی گئی ہے - حضور والا ! یہ سب کچھ سابق مرکزی وزیر کے بلا جواز اور یک طرفہ فیصلہ کا نتیجہ ہے - جس سے زراعت پر ٹریکٹروں کا اور دوسری بنیادی ضرورتوں کا اتنا بوجھ پڑ گیا ہے - حضور والا ! میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ ٹریکٹروں پر سے کسٹم ڈیوٹی اور سیلز ڈیوٹی معاف کر دی جائے اور چھوٹے زمینداروں کو ٹریکٹروں کا 50 فی صدی تو قسطوں پر دیا جائے ۔ یہ درست ہے کہ ہمارے ملک میں ایک لاکھ اسی ہزار ٹریکٹروں کی ضرورت ہے - جب کہ ملک میں اب تک صرف 36 ہزار ٹریکٹر موجود ہیں ۔ اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ جب تک ملک میں ٹریکٹر تیار نہ کئے جائیں یہ کمی پوری کرنے میں کافی وقت لگے گا - حضور والا ! میں یہ درخواست کروں گا کہ ٹریکٹر ، بل ڈوزر اور زراعت کو ترقی دینے والی چیزیں درآمد کی جائیں - حضور والا ! جہاں تک بیجوں کا تعلق ہے - ہمیں یہ سن کا کر بڑی خوشی ہوئی ہے کہ اس سال حکومت میکسیکو سے ہزاروں ٹن بیج منگوا رہی ہے - جو بیج پہلے میکسیکو سے منگوائے گئے تھے - اب وہ اپنی افادیت کھو بیٹھے ہیں - پرانے وقت میں جو پرانے زمیندار ایک یہ کھیت کا بیج دوسرے کھیت میں استعمال کرتے تھے- تاکہ پیداوار ہو زیادہ اور بھی ہمارے لئے ایک نوید مسرت ہے کہ حکومت باہر سے چھ سو بل ڈوزر منگوا رہی ہے - لیکن جب تک یہ بل ڈوزر درآمد نہ ہوں پرانے بل ڈوزروں کی مرمت کا انتظام کیا جائے ۔ تاکہ وہ بھی اس ترقی میں شامل ہوں یا ناکارہ بل ڈوزروں کو نیلام کر دیا جائے ۔ تاکہ اس محکمہ کی آمدن میں اضافہ ہو - حضور والا ! ماضی کی حکومتیں مزدوروں کو یوم مئی نہیں منانے دیتی تھیں - لیکن عوامی حکومت نے مزدوروں اور کسانوں کی بہبود کے لئے لیبر ریفارمز نافذ کی ہیں اور اب سرکاری سطح پر یوم مئی منایا جاتا ہے ۔ حضور والا !

جب تک مزدور اور کسان کی بہبود کے لئے اقدامات نہیں کئے جاتے یہ ملک ترقی نہیں کر سکے گا ۔ اب مزدور اور کسان متحد ہو چکے ہیں ۔ حضور والا ! مجھے افسوس ہے کہ جب یہاں مزدور کی تعریف کی جاتی ہے اس میں کھیت مزدور کو شامل نہیں کیا جاتا۔ حضور والا! جو مراعات مزدوروں کو دی گئی ہیں وہی کھیت مزدور کو بھی ملنی چاہئیں کیونکہ بنیادی مزدور وہی ہے جس کے نہ ورکنگ آورز ہیں۔ نہ اسے بونس دیا جاتا ہے اور نہ ہی اسے دیگر سہولیات دی گئی ہیں۔ نہ ہی اسے راشن دیا جاتا ہے ۔ حضور والا ! نظم و نسق کی یہ حالت ہے کہ وہ مزدور جو سارا دن اپنے بال بچوں سمیت دن رات ملکی پیداوار کے لئے اور ترقی کے لئے کام کرتا ہے اور رات کو اسے جرائم پیشہ لوگ ۔ چور اور ڈاکو سونے نہیں دیتے ۔ اسے آرام نہیں کرنے دیتے ۔ وہ اپنے بیلوں سے رسے ، تھیں اور دمیں پکڑ کر ساری رات بیٹھے رہتے ہیں ۔ اس کے باوجود جرائم پیشہ لوگ ان کے بیل چرا کر اور چھین کر لے جاتے ہیں ۔ جہاں تک ملک میں لا اینڈ آرڈر اور پولیس کا تعلق ہے ، حکومت نے پولیس کو سہولتیں ، ترقی ، کنوینس ، لور موٹریں اور اکموڈیشن دینے کے لئے کروڑوں روپے موجودہ میزانیہ میں مختص کیے ہیں ۔ لیکن یہ کروڑوں روپے خرچ کرنے سے بھی لا اینڈ آرڈر کی حالت بہتر نہیں ہو سکے گی جب تک ان میں ذہنی انقلابی شعور اور سوچ کی تبدیلی نہیں لائی جائے گی ۔ حضور والا ! ہوتا یہ ہے کہ ہمارے تھانے ٹھیکوں پر **on commercial grounds** چل رہے ہیں ۔ میرے حلقہ سیالکوٹ میں موضع ہنڈی بھرا میں آج سے تین چار ماہ پہلے ایک غریب کسان اپنے بال بچوں سمیت اپنے کوٹھے پر سویا ہوا تھا ۔ وہ کنبہ سات افراد کا تھا ۔ انہیں کسی نے زہر یا کسی اور کیمیکل چیز سے ہلاک کر دیا ۔ چار پانچ ماہ گزرنے کے باوجود آج تک ملزمان کا پتہ نہیں چل سکا ۔ پولیس نے بے گناہ لوگوں کو مقدمات میں ملوث کر کے پریشان اور ذلیل و خوار کیا ۔ لیکن اصل مجرمان آج تک سامنے نہیں آئے ۔ میں جناب سینیر منسٹر سے درخواست کروں گا کہ وہ ہنڈی بھرا کے اس کیس کو نوٹ فرمائیں ۔ ان میں ایک ڈیڑھ سال کا سب سے چھوٹا بچہ تھا ۔ اسے بھی قتل کر دیا گیا ۔ اس کی تحقیقات کرائی جائے ۔ بلکہ حکم دیا جائے کہ

آئی جی صاحب بنفس نفیس تحقیقات کریں - کیونکہ اس علاقے کے غریب عوام میں خوف و دہشت پھیلی ہوئی ہے ، ان کی ہمت افزائی کریں - انہیں انصاف ملنا چاہئے -

جناب والا ! میں آلو کے کاشتکاروں کے سلسلے میں وزیر زراعت سے کافی دفعہ ملا ہوں اور انہوں نے اس معاملے میں کافی ہمدردی اور دلچسپی دکھائی ہے - لیکن وفاقی حکومت کے مشیروں نے ایسے غلط اعداد و شمار مہیا کی ہیں کہ اگر آلو کو برآمد کیا گیا تو عام آدمی کو مہنگے ملیں گے اور یہاں ایک اور بحران پیدا ہو جائے گا - حضور والا ! ایک ایکڑ آلو کے کھیت پر کم از کم موجودہ مہنگائی کے دور میں پانچ چھ ہزار روپے خرچ ہوتے ہیں - مارکیٹ کے نہ ہونے کی وجہ سے سردیوں کی ، یعنی خریف کی فصل نہ اٹھائی جا سکی اور لوگوں نے مجبوراً آلو کو ضائع کر دیا - اب گرمیوں کی ، ربیع کی فصل کے لئے بھی کولڈ سٹوریج کا کوئی انتظام نہیں کیا گیا اور زمینداروں نے 99 فی صد آلو کھیتوں میں ہل چلا کر مجبوراً ضائع کر دیئے ہیں - گرمیوں کا آلو سٹوریج کے بغیر زیادہ دیر تک نہیں رکھا جا سکتا - کاشتکار بالکل تباہ ہو چکے ہیں - جب تک ان کو سبسڈی نہیں دی جائے گی وہ اپنے پاؤں پر کھڑے نہیں ہو سکیں گے - میں یہ نہیں چاہتا کہ انہیں ہزاروں روپے دے دیں یا انہیں ہزاروں روپوؤں کا نفع ملے - لیکن انہیں اس قابل ضرور بنانا چاہئے کہ آلو ایکسپورٹ کر کے کم از کم اتنے پیسے ضرور بچ جائیں جن سے وہ اپنے بال بچوں کا پیٹ بھر سکیں - اس کے لئے حکومت نے پیسکو PASCO کو اجازت دی کہ وہ پانچ ہزار ٹن آلو ایکسپورٹ کر دے - لیکن پیسکو نے اس سلسلے میں کوئی دلچسپی نہیں لی - اور انہوں نے معذوری ظاہر کی کہ ہمیں سٹوریج کی سہولتیں نہیں ملتیں - جب پیسکو کا ادارہ معرض وجود میں آیا تو اس نے یہ پلاننگ کیوں نہ کی کہ خود سٹوریج تعمیر کرتا - اور زمینداروں کو تباہی سے بچاتا - جناب والا ! جہاں تک چاول کا تعلق ہے ، حکومت نے اس کی قیمت 90 روپے فی من مقرر کی ہے - جب مونجی مارکیٹ میں آئی تو اس چاول کی قیمت نوے روپے فی من قیمت کے حساب

سے ساٹھ روپے فی من بنتی تھی لیکن کسانوں کو چالیس روپے فی من کے حساب سے بھی نقد قیمت نہ ملی اور بیس روپے ڈیلرز مڈل مین اور سرمایہ دار کھا گئے۔ جب زمیندار کا مال منڈی میں جاتا ہے تو وہاں کئی بھنے دار اور چکا ٹیکس قسم کے لوگ ہوتے ہیں جو زمیندار کی آدھی رقم ہتھیا کر لے جاتے ہیں۔ جناب والا! اس کے علاوہ گنے کی قیمت حکومت نے اڑھائی روپے سے بڑھا کر سوا پانچ روپے کر دی ہے۔ یہ بھی ایک مستحسن اقدام ہے۔ لیکن اس سلسلے میں ابھی کچھ اور کرنا باقی ہے۔ جب چینی کی قیمت اڑھائی روپے تھی، تو اس وقت یہ قیمتیں مقرر کی گئی تھیں۔ اب چینی کی قیمت ڈپوؤں پر چار روپے فی سیر ہے۔ اس لئے گنے کی قیمت موجودہ حالات کی مناسبت سے کم از کم آٹھ روپے فی من مقرر کی جائے۔ زمینداروں کو کھاد جو پچھتر روپے فی بوری ہے، اور کھیت تک اس کے کیرج کے اخراجات ڈال کر اسی روپے فی بوری پڑتی ہے۔ آسے اس میں بھی رعایت ملنی چاہئے اس لئے کہ جب عوامی حکومت نے عنان اقتدار سنبھالا اس وقت گندم کی قیمت 17 روپے من تھی اور کھاد کی قیمت بھی 17 روپے فی بوری تھی۔ اب حکومت نے گندم کی قیمت 37 روپے فی من مقرر کی ہے اور کھاد کی قیمت 75 روپے فی بوری مقرر کی گئی ہے۔ جناب والا! گندم کی قیمت کو ڈبل کر دیا گیا لیکن کھاد کی قیمت پانچ گنا زیادہ بڑھا دی گئی جو غریب کسان کی قوت خرید سے باہر ہے۔ حضور والا! جہاں تک کوآپریٹو مومنٹ کا تعلق ہے ترقی امداد باہمی کا تعلق ہے کوآپریٹو سنٹرل بنکوں کا تعلق ہے وہاں ان بینکوں پر چند سرمایہ دار اور اجارہ دار خاندانوں کا قبضہ ہے اور وہ ان بینکوں کے لاکھوں روپے کے سرمائے کو کروڑوں روپے کے سرمائے کو اپنے ذاتی مفادات اور فائدے کے لئے استعمال کر رہے ہیں اور جو دیہات میں ہزاروں اور لاکھوں کوآپریٹو کسان بیٹھے ہوئے ہیں اور جن کی ایک ایک سوسائٹی کی پانچ ہزار روپے تک ایم سی ایل حد ہوتی ہے آج کے موجودہ حالات میں اس مہنگائی کے دور میں پانچ ہزار میں ایک بھینس بھی نہیں خریدی جا سکتی۔ ایک تو یہ ہے کہ دیہات کی ان سوسائیٹیوں کی جو ایم سی ایل ہے اسے موجودہ حالات کے

مطابق بنایا جائے۔ حضور والا ! آج سینٹرل بینکوں نے سرمایہ داروں کو کمرشل لون دے رکھے ہیں اور ان کی ریکوری کا کوئی انتظام نہیں ہے کیوں کہ وہ اتنے با اثر لوگ ہیں کہ وہ محکمے کے حساب سے اونچے ہیں اور جو غریب زمیندار ہیں جن کو پانچ سو یا ایک ہزار روپے تک قرضے دیئے جاتے ہیں اور جب ایک سال تک وہ اصل اور سود واپس نہ کریں تو اے آر کو یہ اختیارات دے دیئے گئے ہیں کہ وہ اس کی قرقی کرے اور سر بازار اس کی عزت بھی نیلام کر دے ۔ حضور والا ! ان قوانین میں موجودہ حالات کے مطابق ترمیم کرنے کی اشد ضرورت ہے ۔ ہر سال عالمی سطح پر کوآپریشن ڈے منایا جاتا ہے اور اس میں اس کی یہ سپرٹ ایک شعر کی صورت میں بیان کی جاتی ہے ۔

ہیں سب کے کام آؤں شب میرے کام آئیں

اک فرض آدمیت امداد باہمی ہے

لیکن جب کوآپریشن ڈے گزر جاتا ہے بڑے بڑے لمبے اور خوبصورت مقالے لکھے جاتے ہیں کہ ہم یوں کریں گے ہم ووں کریں گے لیکن عملی طور پر اس کے بالکل بر عکس ہوتا ہے ۔ حضور والا ! اس ضمن میں ہمارے سامنے جاپان کی مثال موجود ہے جو دوسری عالمگیر جنگ کے نتیجے میں بالکل تباہ ہوگیا تھا لیکن کوآپریشن موومنٹ کی بدولت آج وہ دنیا کی متمدن اور صنعتی اعتبار سے ترقی یافتہ اقوام کی صف اول میں آ کھڑا ہوا ہے ۔ وہاں زراعت سے لے کر ہر شعبہ زندگی پر کوآپریشن موومنٹ کا کنٹرول ہے اور کھیتوں میں جو نرسری ہوتی ہے وہاں ہر سوسائٹی کے اپنے ٹرانسپورٹ جہاز ہوتے ہیں وہ کھیتوں میں نرسری تک جراثیم کش ادویات پہنچا دیتے ہیں اور ان کو دوسری سہولیات بہم پہنچائی جاتی ہیں ۔ ڈیری فارمنگ ہے وہ بھی دودھ وغیرہ اٹھا لیتے ہیں اور مارکیٹ کی سہولتیں زمیندار کو دی جاتی ہیں اور مزے کی بات یہ ہے کہ کھیت میں دی جاتی ہیں ۔ حضور والا ! میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ ہمارے زمیندار اور کسان کو بھی مارکیٹنگ کی سہولتیں جاپان کی طرز پر مہیا کی جائیں تا کہ وہ بھی معاشرے میں باعزت مقام حاصل کر

سکیر :- حضور والا ! جہاں تک لائیو سٹاک ڈیری اینڈ پولٹری ڈیویلپمنٹ کا تعلق ہے ہم اس معاملے میں بہت پیچھے رہ گئے - - - -

(اس مرحلہ پر میاں خورشید انور کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

- - - - ہماری پچاسی فیصد آبادی دیہات میں رہتی ہے ہمارے کئی غریب بھائی ایسے بھی ہیں جنہیں سارا سال گوشت نصیب نہیں ہوتا اور عید قربان کے مقدس موقع پر جو لوگ قربانی دیتے ہیں وہ بھی سرمایہ داروں کی نظر ہو جاتا ہے اور غریب اس سے بھی محروم رہ جاتا ہے اور اس محکمہ کے لئے اس کی ترقی و ترویج کے لئے کروڑوں روپے اس میزانیے میں مختص کئے گئے تھا -

حضور والا ! اس سلسلے میں میں یہ عرض کروں گا کہ صرف لاہور میں چھبیس گوشت کے ڈپو کھولنے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا - آپ 85 فیصد آبادی کا حق پندرہ فیصد آبادی کو کیوں دے رہے ہیں - کیا ان لوگوں کا یہ حق نہیں ہے کہ انہیں بھی گوشت انڈے دودھ اور دیگر بنیادی ضروریات دی جائیں - حضور والا ! جہاں تک راشن کا تعلق ہے بار بار عوام کے شدید دباؤ اور اس ہاؤس میں مطالبہ کے پیش نظر حکومت نے چند ماہ قبل دیہاتی آبادی کا چار چھٹانک چینی کا کوٹہ مقرر کیا اور پندرہ فیصد آبادی کو غالباً تقریباً ایک سیر پر ماہ راشن دیا جاتا ہے - حضور والا ! پہلا میں سیر یہ مژدہ سنایا گیا کہ پیداوار میں کمی ہو گئی ہے اور ایک چھٹانک جو ایک سیر لیتا ہے اس کا کوٹہ کم کر دیا گیا اور چار چھٹانک کوٹہ جس کو ملتا ہے اس کا بھی اسی طرح سے ایک چھٹانک کوٹہ کم کر دیا گیا : اس کا تین چھٹانک کر دیا گیا اور اس کا پندرہ چھٹانک کر دیا گیا حضور والا ! یہ منطق میری سمجھ سے بالا تر ہے کہ دیہاتی آبادی کو 1961 کی مردم شماری کے مطابق راشن کیوں دیا جاتا ہے : جب کہ دیہات کی موجودہ آبادی کئی گنا بڑھ چکی ہے - حضور والا ! کھیت مزدور اور غریب دیہاتی کا جہاں تک تعلق ہے وہ grower بھی ہے اور پچھلے دنوں میں

دیہات ہیں ایسا آٹا جسے جانور بھی پسند نہیں کرتے ساٹھ روپے فی من فروخت ہوتا رہا ہے ۔ میں بار ہا جناب وزیر خوراک کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ مؤدبانہ گزارش کر چکا ہوں کہ حضور والا ! سیالکوٹ ایک deficit area ہے وہاں لینڈ ہولڈنگ بھی مال ہے آبادی زیادہ ہے وہاں راشن دیا جائے لیکن میرے علم کے مطابق پچاسی فیصد آبادی کو پنجاب بھر میں ایک چھٹانک آٹا بھی نہیں دیا گیا اور جو باہر سے گندم امپورٹ ہو رہی ہے ہم ہر روز اخبارات میں پڑھتے ہیں ریڈیو میں سنتے ہیں کہ چار لاکھ ٹن آ گئی اتنے لاکھ ٹن آ گئی حضور والا ! ہمیں اس سے کوئی سرورکا نہیں ہے یہ آج بھی دیہات میں پچاس روپے من ناقص آٹا بلیک میں فروخت ہو رہا ہے ۔ حضور والا ! ہمارے بھی کچھ حقوق ہیں کیا ہم دوسرے درجے کے شہری نہیں ہیں ؟ حضور والا ! میں جناب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ میرا حلقہ بجوات ہے جو جنگ زدہ بھی اور سیلاب زدہ بھی ہے میرے حلقہ کے مسائل بھی اتنے زیادہ ہیں کہ جب گھنٹی کی آواز سنتا ہوں تو میں چونک اٹھتا ہوں تو حضور والا ! میرے ساتھ فراخدلانہ سلوک فرمایا جائے یہ میری استدعا ہے ۔

مسٹر چیئرمین : آپ اپنی تقریر تو جاری رکھیں ۔

ملک ثناء اللہ خان : حضور والا ! میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ دیہاتوں کو دوسرے درجے کا شہری نہ سمجھا جائے ۔ جب ملک کی سلامتی استحکام اور حفاظت کا وقت آتا ہے اور ملک کی سلامتی کو خطرہ ہوتا ہے ۔ تو ہم دیہاتی غریب لوگ ہیں ہمارے پاس کچھ نہیں ہوتا ایک زندگی اور جان ہوتی ہے جو ہم قوم کی خاطر خون کا نذرانہ پیش کرتے ہیں اور دشمن سے ٹکرا جاتے ہیں اور اس طرح سے یہ ہماری 15 فیصد آبادی تباہ ہوتی ہے حضور والا ! میری اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ میں کوئی طبقاتی منافقت پیدا کروں یا میں کوئی clash کرانا چاہتا ہوں ۔ میں تو حق مانگتا ہوں بھیک نہیں مانگتا ہوں حضور والا ! جب امن کا زمانہ آتا ہے تو ہم بہت پیچھے ہوتے ہیں اور

15 فیصد لوگ بہت آگے ہوتے ہیں ہر حکومت انہیں ان کی تنظیموں ۔ ان کے مظاہروں اور ان کی ہڑتالوں سے ڈر کر انہیں راشن دیتی ہے کیونکہ ہم لوگ غیر منظم ہیں scattered آبادی ہے ۔ حضور والا ! وہ دن دور نہیں جب مزدور ۔ کسان متحد ہو کر آئینی طور پر حکومت سے درخواست کریں گے کہ ہمیں بھی ہمارے بنیادی حقوق دیئے جائیں ۔

حضور والا ! حکومت نے مزدوروں کی بہبود کے لئے labour reforms نافذ کی ہیں جس سے مزدوروں کو کافی فائدہ پہنچا ہے ۔ حضور والا! میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ کسانوں کو بھی وہی مراعات دی جائیں جو فیکٹری کے مزدوروں کو دی جاتی ہیں جناب والا ! یہاں اسلام اور سوشلزم کی باتیں ہوتی ہیں ۔ حضور والا ! سوشلزم ایک معاشی اصطلاح ہے یہ اسلام سے مشتق ہے ۔ حضور والا ! سب سے پہلے جناب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ نے نے مزدوروں ۔ غریبوں اور لوٹے ہوئے طبقوں کے لئے ایک عظیم تاریخ شروع کی اس کے لئے مصیبتیں جھیلیں اور غلاموں کو بلند کیا مساوات قائم کی سرمایہ داری کے خلاف جہاد کیا یہاں تک کہ انہیں مکہ سے ہجرت کرنا پڑی ۔ حضور والا ! جب حضور سفر میں ہوتے تو آدھا سفر خود اونٹ پر سوار ہوتے اور آدھا سفر غلام سوار ہوتا ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر چیئر مین : ملک صاحب آپ اپنے علاقے کے مسائل بیان کریں ۔

ملک ثناء اللہ خان : اچھا حضور والا !

حضور والا ! ہمارے تمام مسائل کا حل مصیبتوں کا حل اقربا نوازی کا حل corruption دھاندلی کا حل صرف سوشلزم میں ہے یہ اسلام کے متصادم نہیں ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ سوشلسٹ ملکوں نے اسلام کے تمام اصولوں کو اپنا لیا ہے اور اپنے ملکوں میں یہ نظام رائج کیا ۔ حضور والا ! جب تک سرمایہ داری ۔ جاگیرداری کی لعنت کو ختم نہیں کیا جائے گا ۔ جب تک مزدور ۔ کسان ان ہاؤسوں تک ۔ ایوانوں تک نہیں پہنچیں گے اس وقت تک انہیں اپنے حقوق حاصل کرنے میں کچھ وقت لگے گا ۔

جناب والا ! جہاں تک فلیٹ ریٹ کا تعلق ہے موجودہ شرح آبیانہ گندم بارہ روپے فی ایکڑ - مکئی دس روپے فی ایکڑ - کپاس بارہ روپے فی ایکڑ - کماد اٹھارہ روپے فی ایکڑ اور چارہ ہر قسم کا چھ روپے فی ایکڑ - آلو دس روپے فی ایکڑ - پیاز بیس روپے فی ایکڑ - یہ ششماہی آبیانہ ہے - حضور والا ! موجودہ آبیانہ کی جو یکساں شرح اس ہاؤس میں پیش کی گئی ہے وہ ساڑھے بارہ ایکڑ سے کم مالک 15 روپے فی ایکڑ ادا کرے گا اور اس سے زیادہ کا مالک خواہ اس کی دو کنال یا چار کنال سے زیادہ زمین ہو جیسا کہ میرے دوست ملک اللہ دتہ صاحب نے فرمایا تھا کہ 13 ایکڑ کا مالک 25 اور 30 روپے ادا کرے گا - حضور والا ! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ 13 ایکڑ کا مالک بڑا لینڈ لارڈ ہوتا ہے یا بڑا زمیندار ہے حضور والا ! میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ پہلے ہی مہنگائی کی وجہ سے پیداواری اخراجات بہت زیادہ ہیں اور جہاں تک چارے کا تعلق ہے ہم چارے پر چھ روپے ادا کرتے ہیں اور اس سے ہم مویشی پالتے ہیں اور قوم کو دودھ گوشت اور مکھن دیتے ہیں چمڑہ دیتے ہیں - حضور والا ! یہ زمینداروں کے ساتھ بہت بڑی ناانصافی ہوئی ہے زیادتی ہوئی ہے - اس لئے موجودہ شرح آبیانہ کی روشنی میں یکساں شرح مقرر فرمائی جائے -

حضور والا ! جہاں تک جنگلات کا تعلق ہے میں وزیر زراعت کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ہر سال ہمیں کروڑوں پودوں کا مژدہ سنایا جاتا ہے 28 سال گزر گئے ہیں اس تناسب سے ملک کو جنگلات کے معاملہ میں لکڑی کے معاملہ میں خود کفیل ہو جانا چاہیئے تھا - حضور والا ! پودے لگا دینا مشکل کام نہیں ہے ایک مزدور دو - تین - چار سو قلمیں بھی لگا سکتا ہے اصل بات ان کی نگہداشت اور حفاظت کی ہے - حضور والا ! میں سمجھتا ہوں کہ 5 فیصد سے زیادہ محکمہ جنگلات اپنا ٹارگٹ حاصل نہیں کر سکا اور یہ کروڑوں روپے کا ضیاع ہر سال ہوتا ہے ہاں یہ اتنا ضرور کرتے ہیں کہ ہری - پارٹیشن کے وقت کے جو pre-matured درخت ہیں ان کا قتل عام ضرور کر رکھا ہے - حضور والا ! یہی حال فشریز کا ہے جس نے

ہمیں گوشت مہیا کرتا تھا ہمیں تو یہ پتہ نہیں لگتا کہ اس کا دفتر کس طرف ہے اس کا لوگوں کے ساتھ کوئی رابطہ نہیں ہے یہ ہر سال کہتے ہیں کہ ہم نے اتنے لاکھ ٹن مچھلی پیدا کی ہاں یہ ضرور ہوتا ہوگا کہ جو محکمہ میں سر براہ ہوں گے ۔ افسران اعلیٰ ہونگے ان کے گھروں میں مچھلی فراق ہوتی ہوگی ۔

مسٹر چیئرمین : میرا خیال ہے کہ آپ کی تقریر اب ختم ہوگئی ہوگی ۔

ملک ثناء اللہ خان : نہیں جناب ۔

خدا خدا کر کے پسرور کے مقام پر قائد عوام نے مہربانی کی ہیں ان کا شکر گزار ہوں کہ ایک شوگر مل منظور ہوئی ۔ 1965 کی جنگ سے قبل بھی وہاں ایک شوگر مل منظور ہوئی تھی لیکن سرمایہ داروں کی سازش سے وہ منڈی بہاؤالدین منتقل ہوگئی ۔ حضور والا ! پسرور شوگر ملز کے ساتھ اس ملک میں اور ملیں بھی منظور ہوئی تھیں اور کئی ملوں کے متعلق سننے میں آتا ہے کہ وہ اس سال کام کرنا شروع کر دیں گی لیکن جہاں تک پسرور شوگر ملز کا تعلق ہے وہاں ابھی تک خشت اول بھی نہیں رکھی گئی ہے ۔ حضور والا ! پسرور کے بارانی علاقوں کے لئے اس بجٹ میں بیس لاکھ روپے کی رقم ٹیوب ویلوں کے لئے رکھی گئی ہے جو بالکل ناکافی ہے ایک ٹیوب ویل پر تقریباً دو لاکھ روپے خرچ آتے ہیں اور اس سے صرف دس ٹیوب ویل لگیں گے ۔ حضور والا ! قائد عوام کے دورہ سیالکوٹ کے موقع پر تحصیل سیالکوٹ کے بارانی علاقے کی ٹیوب ویل کمیٹی کے ارکان سید شاکر حسین ، چوہدری خضر حیات ، سید خادم حسین اور مفتی محمد وغیرہ نے ان لوگوں کی طرف سے پوسٹر شائع کئے اور مطالبہ کیا کہ سیالکوٹ کے بارانی علاقہ میں بھی ٹیوب ویل لگائے جائیں اور یہ علاقہ شوگر ملز کے 25 میل کے اندر واقع ہے ۔ حضور والا ! میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ ایک تو بیس لاکھ کی رقم کو کم از کم ایک کروڑ تک بڑھا دیا جائے اور سیالکوٹ کو بارانی علاقہ میں شامل کیا جائے ۔

مسٹر چیئرمین : آپ کے پانچ منٹ تو گزر گئے ہیں ۔ ذرا جلدی کریں ۔

ملک ثناء اللہ خان : جناب والا ! جہاں تک میرے حلقے کا تعلق ہے یہ تین اطراف سے مقبوضہ کشمیر سے گھرا ہوا ہے ۔ صرف ایک طرف سے راستہ کھلا ہے ۔ یہ بھی دریائے توی اور دوسرے ندی نالوں پر منحصر ہے ۔ جناب والا ! ہمارے اس علاقہ میں ساٹھ ستر ہزار لوگ رہتے ہیں ۔ سارا سال یہ علاقہ دوسرے علاقوں سے کٹا رہتا ہے ۔ حضور والا ! میں اپیل کرتا ہوں کہ یہاں پکا پل تعمیر کیا جائے ۔ حضور والا ! اس بجٹ میں کشتیوں کا پل تعمیر کرنے کے لئے رقم مختص کی گئی ہے ۔ جناب والا ! میری یہ گزارش ہے کہ 20 لاکھ روپے کی رقم سے بے روزگاری ختم کرنے کے لئے گنے کی یا کوئی اور مل لگائی جائے ۔ تاکہ بے روزگاری ختم ہو سکے اور یہاں پختہ پل تعمیر کیا جائے ۔ تاکہ غریب عوام فائدہ اٹھا سکیں ۔ حضور والا ! سیالکوٹ میں ایک میڈیکل کالج قائم کیا جائے ۔ جناب وہاں حد ملکیت بہت چھوٹی ہے ۔ میں غریب لوگوں کی طرف سے اپیل کرتا ہوں کہ وہاں بے روزگاری ختم کرنے کے لئے کوئی بندوبست کیا جائے ۔ وہاں کوئی ہیوی انڈسٹری یا سمال انڈسٹری کاٹیج انڈسٹری لگائی جائے ۔ حضور والا ! سیالکوٹ تین دفعہ جنگ میں اُجڑ چکا ہے اور سیلابوں نے بھی اسے کئی دفعہ اجاڑا ہے ۔ اس لئے اب کوئی آدمی انڈسٹری لگانے کے لئے تیار نہیں ہے ۔ جناب والا ! دنیا کے تمام ممالک میں بارڈر ایریا کو بھی اتنی اہمیت دی جاتی ہے ۔ جتنی کے ملک کے دوسرے حصوں کو ۔ لیکن ہمارے ہاں بارڈر ایریا پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی ۔ جب کہ ملک کی تمام زمین قیمتی ہے ۔

حضور والا ! ہماری فوج کو اعزازات بخشے جاتے ہیں اور اس اعزاز کے ساتھ یقیناً کچھ مراعات بھی ہوتی ہیں ۔ لیکن سیالکوٹ کو اس کے باوجود کے ہلال استقلال دیا گیا ہے ۔ لیکن آج تک سیالکوٹ کو کوئی مراعات نہیں دی گئیں ۔

جناب والا ! میں جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے 6 ستمبر کو پرچم کشائی کی اور اس موقع پر جناب نے مرے کالج

سیالکوٹ میں ایم ۔ اے کلاسوں کے اجراء کا اعلان کیا ۔ میں ان کا مشکور ہوں ۔ لیکن اس کے ساتھ ہی عرض کروں گا کہ وہاں سائینس کی کلاسیں بھی شروع کی جائیں ۔ حضور والا ! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے میرے خیالات سنے اور مجھے اتنا ٹائم دیا ۔ شکریہ ۔

مسٹر چیئرمین : آپ نے اپنے ٹائم کا چوتھا حصہ تو حضور والا ! میں گزار دیا ۔ وزیر خوراک ۔

وزیر خوراک (سردار نصراللہ خان دریشک) : جناب والا ! اس ایوان میں میرے بہت سے بھائیوں نے بجٹ پر سیر حاصل بحث کی ہے ۔ میرا خیال ہے کہ میں اپنے محکمہ کے متعلق ہی کچھ عرض کروں تو زیادہ بہتر ہوگا ۔ جناب والا ! میں صرف ایک بات عرض کر دینے کے بعد اپنے محکمہ کے متعلق عرض کروں گا ۔ اس ایوان میں اس دفعہ سوشلزم اور اسلام پر جو بحث چل پڑی ہے میں صرف اتنا ہی عرض کروں گا کہ یہ بڑی افسوس ناک بات ہے ۔ ہمیں اس الجھن سے بالاتر رہنا چاہئیے ۔ اگر آپ اخبار کا مطالعہ کریں تو اس بحث سے ملک اور قوم کے فائدہ کی کوئی بات نظر نہیں آتی ۔ ہمیں اپنے قائد پر مکمل اعتماد ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے قائد جو کچھ بھی کریں گے ۔ وہ ملک اور قوم کے فائدہ کے لئے ہوگا ۔ ہمیں اس بحث سے پرہیز کرنا چاہئیے ۔

چودھری محمد یعقوب اعوان : پوائنٹ آف آرڈر سر ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کی وساطت سے یہ بات نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ یہ بات ہماری پارٹی کے منشور میں پہلی بات ہے ۔ اس پر میں اپنے بھائی سے گزارش کروں گا کہ ہمیں اس پر بحث کرنے سے نہیں روکا جا سکتا ۔

وزیر خوراک (سردار نصر اللہ خان دریشک) : جناب سپیکر ۔ میں اپنی رائے کا اظہار کر رہا تھا اور مجھے حق پہنچتا ہے کہ میں اپنی رائے کا اظہار کروں ۔ اس کے بعد جناب والا ! میں بجٹ کی طرف آتا ہوں ۔ میں جناب وزیر اعلیٰ کو پنجاب کی آبادی کی بنیاد پر اپنا حصہ ملنے پر مبارک باد پیش

کرتا ہوں کیونکہ یہ انہیں کے دور میں ہوا ہے ۔ اس کے بعد جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ میرے پاس محکمہ خوراک ہے اور یہ ایسا خوش نصیب محکمہ ہے ۔ جس سے عوام کا 4 کروڑ عوام کا براہ راست رابطہ ہے ۔ جناب والا ! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ۔ ہمارے ملک میں ماشا اللہ سیاسی شعور بیدار ہو چکا ہے اور اتنا سیاسی شعور بیدار ہو چکا ہے کہ اس ملک کا ہر باشندہ جس وقت چاہے اور جس سٹیج پر چاہے تنقید کر سکتا ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا ! سب سے پہلے اس ایوان میں میں گندم کے متعلق بات کرتا ہوں ۔ بہت سے میرے دوستوں نے اعتراض کیا کہ گندم کی قیمت 37 روپے من کیوں مقرر کی گئی ۔ یہ قیمت ٹھیک نہیں ہے ۔ جناب والا ! جب ہماری حکومت نے اقتدار سنبھالا تھا ۔ اس وقت گندم کی قیمت 17 روپے من تھی اور اس وقت گندم کی قیمت ساڑھے 37 روپے من ہے ۔ جناب والا ! آپ کی وساطت سے میں یہ بات بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ گندم کی قیمت بین الاقوامی مارکیٹ میں پچاس فی صد کم ہو چکی ہے ۔ اور اب انٹرنیشنل مارکیٹ کی قیمت اور ہمارے ملک کی گندم کی قیمت میں بہت تھوڑا سا فرق باقی رہ گیا ہے ۔ پچھلے سالوں میں ہم گندم ایک سو دس اور ایک سو بیس روپے فی من امپورٹ کرتے تھے ۔ اور ساڑھے پچیس روپے من کے حساب سے گندم پیدا کرنے والوں کو ادا کرتے تھے ۔ اب صورت حال یہ ہے کہ انٹرنیشنل مارکیٹ میں تھوڑا سا فرق رہ گیا ہے ۔ مگر پھر بھی ہم 37 روپے کے حساب سے خرید رہے ہیں ۔ اب جناب والا ! صرف تھوڑا سا فرق رہ گیا ہے ۔

اس وقت جناب والا ! کھاد کی پوزیشن یہ ہے کہ جو کھاد حکومت امپورٹ کرتی ہے ۔ وہ 250 روپے کی بوری پڑتی ہے اور 75 روپے کے حساب ہم سے عوام کو دے رہے ہیں ۔ یعنی ہم عوام کو اس سلسلہ میں سبسڈیز دے رہے ہیں ۔

جناب والا ! اس قسم کا مطالبہ کرنا بہت آسان ہوتا ہے ۔ مگر ہم نے جب کبھی بھی گندم کے ریٹ بڑھائے ہیں ۔ لوگوں نے ہمیشہ برا منایا ہے ۔ تو جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ ہم نے کھاد کے سلسلہ میں بھی سبسیڈیز دی ہے ۔ جناب والا ! حکومت کی یہ دلی خواہش ہے کہ زمینداروں کو زیادہ سے زیادہ سہولت دے ۔ لیکن اس قسم کے مطالبات کرنا آسان ہے ۔ یہ ایوان اس کی گواہی دے گا ۔ میرے خیال میں یہ مطالبہ کرنا آسان ہے کہ گندم کی قیمت بڑھاؤ ۔ ادھر آپ نے دیکھا ہے کہ جہاں گندم یا آٹے کی قیمت میں اضافہ کیا گیا ۔ تو ہمارے شہر کے بھائیوں نے کیا رد عمل اختیار کیا ۔ حکومت کی بھی کچھ مجبوریاں ہیں ۔ ان مجبوریوں کو بھی ذہن میں رکھنا چاہئے ۔ حکومت چاہتی ہے کہ اس ملک کی پیداوار بڑھے ۔ اس وجہ سے اس کا نرخ 17 روپے سے 37 روپے کیا گیا ۔ اس وقت جناب والا ! پوزیشن یہ ہے کہ ہم صوبہ میں اس سال 9 لاکھ ٹن گندم کا آٹا تقسیم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔ آپ کو علم ہونا چاہئے کہ اس وقت ڈپوؤں پر جو آٹا تقسیم کیا جاتا ہے ۔ اس میں صوبائی حکومت کی subsidy امداد 8 روپے 30 پیسے فی من ہوگی ۔ اس طرح سے اس کل سپلائی پر حکومت اپنی طرف سے 20 کروڑ 9 لاکھ روپے خرچ کرے گی ۔ اسی گندم میں 5 روپے فی من مرکزی حکومت ہماری امداد کرتی ہے ۔ کل رقم مرکزی حکومت کی امداد کی 12 کروڑ 25 لاکھ ہوگی ۔ اس طرح سے صوبائی اور مرکزی حکومت کی کل subsidy 32 کروڑ اور 34 لاکھ روپے ہوگی ۔ جو کہ موجودہ سال کے دوران حکومت برداشت کرے گی ۔ یہ ہے وہ امداد جو کہ حکومت اپنے عوام کی خدمت میں حقیر سا نذرانہ پیش کرے گی اور اس کی خدمت کر سکے گی اور میں آپ کے توسط سے یہ عرض کروں گا کہ ہم آٹا 34 روپے 80 پیسے فی من بیچ رہے ہیں ۔ اس میں 8 روپے اور 30 پیسے صوبائی حکومت اور 5 روپے مرکزی حکومت ایک من میں subsidy کے طور پر شامل کرتی ہے ۔ یعنی 13 روپے اور 30 پیسے فی من حکومت حقیر سا نذرانہ عوام کو پیش کرتی ہے ۔ اگر ایک گھر میں 2 من گندم کا آٹا بھی ایک ماہ میں خرچ ہو رہا ہو تو آپ یہ اندازہ کریں ۔ ہر گھر میں 25.26 روپے ماہوار حکومت اپنی طرف سے امداد

دیتی ہے ۔ اس کے علاوہ جیسا کہ مرکزی وزیر خزانہ صاحب نے واشگاف الفاظ میں کہا ہے ۔ اور میں بھی آپ کے توسل سے اس ایوان کے تمام ممبران پر یہ بات بالکل واضح کرنا چاہتا ہوں ۔ کہ گندم کی قیمت خرید کے بڑھانے کا قطعی طور پر کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے ۔ یہ ایک عام سی بات ہے کہ پچھلے سال چاول کی قیمت بڑھی ۔ باسمتی چاول کی قیمت 60 روپے سے 90 روپے ہو گئی ۔ sugar cane گنے کی قیمت بڑھائی گئی ۔ coarse rice موٹا چاول 28 روپے سے 48 روپے کیا گیا ۔ پچھلے سال گندم کی قیمت 25.50 روپے سے 37 روپے کی گئی ۔ اس سال چاول کی پالیسی کا اعلان ہو چکا ہے ۔ چاول ہمارا سونا اور تیل ہے ۔ اگر چاول جیسی چیز کی قیمت نہیں بڑھائی گئی ۔ تو گندم کی قیمت بڑھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے ۔

جناب والا ! اس گندم کے ساتھ دوسرا ہمارا شعبہ ڈپوؤں کا ہے ۔ اس وقت صوبہ پنجاب میں 4000 ڈپو شہروں میں اور 18000 ڈپو دیہاتوں میں چل رہے ہیں ۔ آپ اندازہ کریں کہ 22000 ڈپوؤں پر مکمل کنٹرول محکمہ کے ایک یا دو یا چار یا سو ۔ دو سو اور 500 آفیسران کے بس کا روگ نہیں ۔ جناب والا ! میں تسلیم کرتا ہوں کہ ہمارے محکمہ میں بھی blach sheep ہیں ۔ لیکن یہ توقع کرنا کہ معجزانہ طریقہ سے 500 آدمی 22000 ہزار ڈپوؤں کو کنٹرول کریں ۔ یہ جناب والا ! زیادہ توقع کرنے والی بات ہے ۔ میں عوام سے اپیل کرتا ہوں ۔ کہ ہمارے ہاتھ بٹائیں ۔ اگر کوئی ڈپو کسی غلط کاری کی وجہ سے پکڑا جاتا ہے ۔ تو اس کے لئے کئی لوگ آ کر کہتے ہیں ۔ کہ اس کو چھوڑ دیا جائے ۔ عوامی حلقوں سے لوگ آ کر کہتے ہیں کہ یہ پارٹی بازی کا شکار ہوا ہے ۔ اس کو چھوڑ دیں ۔ آپ کو غلط رپورٹ ملی ہے ۔ اس قسم کی چیزیں ہوتی ہیں ۔ تو اس وجہ سے بعض اوقات ہمارے ہاتھ کمزور پڑ جاتے ہیں ۔ ہم نے اس کو زیادہ موثر بنانے کے لئے کچھ اصلاحات کی ہیں ۔ میں نے گزشتہ دفعہ ایوان میں عرض کیا تھا کہ اس صوبے کی تاریخ میں پہلی مرتبہ محکمہ خوراک کے ملازمین جو کہ بد دیانتی کرتے ہیں ۔ ان کے خلاف پورے طریقہ سے مقدمات درج کرائے گئے ۔ اور

پھر ان کو صحیح طریقہ پر ان کی پیروی کی گئی - اس ملک ۔ اس صوبے میں محکمہ خوراک کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے ۔ کہ 2 فوڈ انسپکٹروں کو ایک ایک سال کی سزا اور 35000 روپے جرمانہ کی سزا حاصل کر چکے ہیں - پہلے لاکھوں روپے کے غبن ہوتے تھے - ایک سے دوسرے دن جیل میں نہ رہتے تھے - میں نے جناب والا ! رائے ونڈ کا ایک کیس پکڑا - جس میں 3 ، 4 لاکھ روپے کا غبن تھا - 10 ہزار بیگ چوری ہوئے۔ 4،3 ہزار من گندم خرد برد تھی - اس کے لئے میں نے پرسنل لیول پر اس کو tackle کیا - سارے کے سارے کئی بیگ اور گندم برآمد کی گئیں۔ اور اس میں جو جو ملازمین involved تھے - گزشتہ ۔ 10 ماہ سے جیل میں ہیں - سپریم کورٹ میں تین دفعہ ان کی ضمانت نامنظور ہو گئی ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین ۔)

اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ ہماری شہروں کی آبادی ہے - وہ زیادہ بیدار ہے - یہاں پر اگر ڈپو والے گڑ بڑ کرتے ہیں - تو ان کی باز پرس زیادہ ہوتی ہے لیکن دیہات کے بے زبان عوام - غریب عوام جو دیہات میں رہتے ہیں ۔ ان کے ساتھ ڈپوؤں کا رویہ زیادہ نا مہربانی والا ہے - میں آپ کے توسل سے تمام ڈپو ہولڈروں کو بالعموم اور دیہات کے ڈپو ہولڈروں کو بالخصوص یہ وارننگ دیتا ہوں کہ اگر ان کے رویے میں تبدیلی نہ آئی - تو ہم ڈپوؤں کے سسٹم کو ختم کرنے سے بھی احتراز نہیں کریں گے - ہمارے پاس یونین کونسلیں موجود ہیں - 22000 یونین کونسلز کے دفتر دیہات میں موجود ہیں - یونین کونسل کا سیکرٹری ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھا رہتا ہے - اس کے پاس کوئی کام نہیں ہے - ہم دیہاتوں میں چینی کا کوٹہ یونین کونسل کے ذریعہ سے تقسیم کرنے سے بھی احتراز نہیں کریں گے - مجھے یہ رپورٹ ملی ہے کہ دیہاتوں کا چینی کا کوٹہ شہروں میں بلیک ہو رہا ہے ۔ جناب والا ! ہم نے اس کا سدباب کیا ہے - آپ کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ اس کے لئے اس اسمبلی نے دو قانون ایسے بنائے ہیں - جس سے ہماری گرفت ایسے ڈپو ہولڈرز پر اور دوسرے لوگوں پر زیادہ ہو سکے

گی - ہم نے hoardings کو ایک cognizable offence قرار دیا ہے - summary trial کے ذریعہ trial ہوگا - summary tribunal بنا دیئے گئے ہیں - اس قسم کے اقدامات اٹھائے گئے ہیں - میں توقع کرتا ہوں کہ قانون کی وجہ سے جو تکلیف ہوتی ہے - ان کو ہم نے کافی حد تک رفع کر دیا ہے - اب ہمارا کنٹرول effective ہوگا - پہلے تو جیسا میں نے کئی بار عرض کیا ہے کہ ایک آدمی تھا - ریلوے کے ایک ڈپو ہولڈر نے کچھ گندم تقریباً 6000 بوری گندم خرد برد کی - ہم نے اسے پکڑا - بدقسمتی یہ ہے - ہماری طرف سے ہائی کورٹ میں جو وکیل پیش ہوا - اس نے کہا اگر یہ سپرداری میں اس ڈپو ہولڈر کو دے دیں - تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے - گندم کی 6000 بوری اسے مل گئی - اس کا یہ نتیجہ نکلا کہ وہ perishable commodities تھی - وہ اس کو کھا بھی سکتا ہے - بیچ بھی سکتا ہے - اس کے بجائے وکیل یہ کہتا کہ کسی اور کو سپرداری میں دے دو - اس نے اس کے ساتھ مل کر اس کو یہ فائدہ پہنچا دیا - پھر میں نے اس کے بعد یہ خصوصی تدابیر اختیار کی ہیں کہ ہر کیس میں کافی commodities ہوتی ہے - کوشش کرتا ہوں کہ کوئی اچھا وکیل کیا جائے تاکہ اس قسم کی حرکت کا احتمال نہ ہو -

جناب والا ! اس ہاؤس میں فاضل اراکین حزب اختلاف تشریف نہیں رکھتے ہیں - ورنہ بہت سی دھواں دھار تقاریر آٹے کی کوالٹی کے بارے میں ہوتیں - جیسے ہمارے بعض حزب اقتدار کے دوستوں نے بھی شکایت کی ہے - جناب سپیکر - آپ نے دیکھا ہوگا کہ پچھلے دنوں وزیر اعظم کے دورے پر خاص طور پر یہ compaign چلا تھا کہ آٹے کی کوالٹی خراب ہے - اس کے لئے ہم نے regular enforcement teams مقرر کی ہیں - ان کو جیپیں دی گئی ہیں - جس وقت بھی کوئی آدمی مجھے یا میرے سٹاف کو آ کر کہتا ہے تو فوری طور پر کارروائی کی جاتی ہے - گزشتہ دنوں پرانی انارکلی کا ہماری پارٹی کا ایک ورکر آیا - اس نے میرا شکریہ ادا کیا کہ آپ موجود نہ تھے - میں نے آپ کے سٹاف کو کہا کہ فلاں جگہ 15-10 چینی کی بوری

بلیک ہونے کا احتمال ہے - وہ اس وقت میرے ساتھ جیپ پر گئے اور انہوں نے پکڑ لیا - شاید وہ تھوڑی سی تاخیر کی وجہ سے نہ پکڑے جاتے - اپنی طرف سے ہم سے جتنی کوشش بھی ہو سکتی ہے ہم کرتے ہیں - اب بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ جب اس قسم کی چیزیں زیادہ تر پریس میں آنی شروع ہو جاتی ہیں - تو ذہنی طور پر بھی لوگوں کو ایک قسم کا **psychological effect** ہو جاتا ہے - جیسا کہ آپ کو معلوم ہے - جب نئی گندم آئے تو اس کی نسبت پرانی گندم کی روٹی زیادہ عرصہ نرم رہتی ہے - آپ کے اور ہمارے بزرگ ہمیشہ دو تین مہینے کے لئے پرانی گندم بھی رکھ چھوڑتے تھے - صرف اس وجہ سے رکھتے تھے کہ نئی گندم کی روٹی پکانے کے بعد جلدی سوکھ جاتی ہے اور جلدی خشک ہو جاتی ہے - میں نے اپنے ڈائریکٹر کی ڈیوٹی لگائی ہے - اس نے چوبرجی کوارٹر میں جا کر انسپکشن کیا اور وہاں انہوں نے لوگوں کو اکٹھا کیا - تو ایک آدمی نے کہا کہ میں نے روٹی گھر میں پکا کر رکھی ہوئی ہے - میں لا کر آپ کو دکھاتا ہوں - آٹا بڑا گندہ ہے خراب ہے - وہ روٹی لے کر آیا - چونکہ وہ بدقسمتی سے ابھی نرم تھی - تو وہ کہنے لگا کہ جی یہ نرم اس لئے ہے کہ میں نے اسے پولیتھین کے لفافے میں بند کر کے رکھا ہوا تھا - وہی روٹی ڈائریکٹر نے وہاں موجود آدمیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھلائی - سب نے کہا کہ یہ تو ٹھیک ہے - لیکن اخباروں میں آ رہا ہے آخر کچھ نہ کچھ ، کہیں نہ کہیں خرابی تو ضرور ہے - اس چیز کا میرے پاس کوئی علاج نہیں ہے -

جناب والا ! میں نے ریڈیو پریس کانفرنس کی - اس میں میرے ایک فاضل دوست بھی - وہ وہاں آٹا لائے ہوئے تھے اور کہا کہ جی یہ کرم خوردہ ہے ، خراب ہے ، گندہ ہے - میں نے انہیں کہا کہ آپ مہربانی کریں لو جیسے آپ کا جی چاہے - آپ ڈپو چیک کر سکتے ہیں - اس سلسلے میں میرا سارا سٹاف پی - آر - او آپ کے disposal پر ہے - نرخ چیک کریں اور اگر آپ کو کوئی نقص ملے - تو آپ اس کے بارے میں میری طرف سے کھلی اجازت ہے کہ آپ publicity کریں - اگر آپ کو کوئی چیز اچھی ملے - تو آپ کوئی

publicity نہ کریں اور خاموشی اختیار کر لیں - جناب والا ! پہلے انہوں نے فرمایا کہ کل پرسوں آئیں گے اور ڈپوؤں پر چلیں گے - پھر انہوں نے جانے پر اعتراض کیا - پھر انہوں نے کہا کہ وہ ڈپوؤں کی بجائے ملوں پر جائیں گے - میں نے ابھی یہاں آ کر اپنے پرائیویٹ سیکرٹری کو یہ لکھا تھا کہ پی - آر - او سے پوچھیں کہ وہ امروز کے چیف رپورٹر کو لے کر ملوں اور ڈپوؤں پر گیا تھا یا نہیں - اگر نہیں تو کب جانا ہے ؟ آیا اس نے لکھ کر اسے کہا تھا کہ وقت اور تاریخ مقرر کریں - تاکہ آپ کو چیکنگ کے لئے بھیجا جائے - یہ میرے لائزن آفیسر نے لکھا ہے کہ جناب پی - آر - او نے چیف رپورٹر کو لکھ کر بھیج دیا تھا اور چیف رپورٹر نے وقت اور تاریخ سے مطلع کرنے کا وعدہ کیا تھا - باوجود یاد دھانی کے چیف رپورٹر نے ابھی تک تاریخ اور وقت مقرر نہیں کیا - جناب والا ! اب میرا تعاون اس سے زیادہ تو نہیں ہو سکتا اور باقی یہ کہ میں نے ایک دفعہ پریس کانفرنس کی - اس پریس کانفرنس میں میں نے کہا تھا کہ بھائی آپ بتائیں - آپ کو آٹے کی کوالٹی کے بارے میں کوئی شکایت ہے ؟ تو ایک صاحب نے کہا جی ہاں شکایت ہے - وہ یہ کہ میں نے رات روٹی تندور سے خریدی تھی اور وہ فوراً سوکھ گئی تھی - میں نے کہا تندوروں کے بارے میں میں ذمہ نہیں لے سکتا - آپ کسی ڈپو کے بارے میں بتائیں کہ فلاں ڈپو سے آپ نے آٹا لیا ہے اور اس کی روٹی اچھی نہیں - تو جناب والا ! یہ تو ایسا ہوا جیسے آپ کسی کے گھر میں جا کر مہمان ہوتے ہیں اور وہ آپ کو جوار اور آدھے چاول ملا کر روٹی سخت کر کے کھلا دے - تو وہ میری ذمہ داری نہیں ہوگی - باوجود اس کے کہ میں نے اپنے دوست پریس والوں کو یہی عرض کیا تھا کہ آپ کی مجبوریوں کا ہمیں پورا احساس ہے کہ آپ حکومت کی جائز تعریف بھی کریں - تو لوگ کہتے ہیں کہ جی یہ حکومت کے ہاتھوں بک گئے ہیں - آپ کی اس قسم کی مجبوریوں کا ہمیں احساس ہے - لیکن میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ کبھی کبھی کوئی اچھی بات ہو تو اس کا ذکر کر دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہوتا -

جناب والا ! اس کے علاوہ آپ کو پتہ ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو پانچ وقت کی نماز پڑھنے کا موقع مل جاتا ہے۔ ورنہ میرے جیسے بدنصیبوں کو پانچ وقت کی نماز پڑھنے کا موقع نہیں ملتا۔ لیکن تین وقت کا کھانا یعنی ناشتہ، دوپہر کا کھانا پھر رات کی روٹی کھا لیں۔ تو جناب والا ! چار کروڑ آدمیوں کو دن میں تین دفعہ میرے متعلق اظہار خیال کرنے کا موقع ملتا ہے۔ تو اس سے خود اندازہ فرما لیں کہ ان میں سے دو چار آدمی ناراض ہوں۔ تو ان کی بات کہیں سے کہیں جا پہنچتی ہے۔ اور صورت حال یہ ہے کہ جنرک نیم اور جعلی ادویات کے بننے کی وجہ سے جس آدمی کے پیٹ میں درد ہو جائے تو وہ بھی کہتا ہے کہ یہ آٹے کی خرابی کی وجہ سے میرا پیٹ خراب ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اب آپ بتائیں۔ جناب والا ! مجھے اس سلسلے میں انوری کا ایک لطیفہ یاد آیا ہے۔ انوری فارسی کے بڑے شاعر تھے۔ انہوں نے بڑی مشکل سے پیسے ویسے کما کر اپنی ایک دستار خریدی۔ اس کو مایہ وایہ لگائی اور اس کو خشک کرنے کے لئے ڈال دیا۔ ہوا یہ کہ بڑی تیز آندھی چلی اور انوری کی دستار کو اڑا کر لے گئی۔ وہ بیچارہ پیچھے بھاگتا رہا۔ پھر بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا :-

ہر بلا کہ از آسمان مے گزرد
ہر بلا کہ از آسماں آید
بر زمین نارسیدہ مے پرسد
خانہ انوری کجا باشد

کہ جو بھی مصیبت آسمان سے گرتی ہے زمین پر پہنچنے سے پہلے پوچھتی ہے کہ انوری کا گھر کدھر ہے۔ تو جناب والا ! میرا مسئلہ بھی کچھ اس قسم کا ہے۔

جناب والا ! اس کے بعد گندم کی خریداری کے بارے میں میں نے

گذشتہ ریڈیو پریس کانفرنس میں بھی کچھ کہا تھا - اس پر بعض دوستوں نے اعتراض بھی کیا ہے - اور ہمارے پریس میں بھی آیا ہے کہ ہماری گندم کی خریداری کی رفتار ٹھیک نہیں ہے - لیکن میں نے جو اپنا ٹارگیٹ بنایا ہوا ہے اس کے مطابق گندم کی خریداری کی رفتار بالکل مناسب ہے -

بیگم آباد احمد خان : جناب والا ! مجھے خطرہ ہے کہ گندم کی خریداری کم کی گئی ہے -

وزیر خوراک : جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے بیگم صاحبہ کی خدمت میں ابھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پرسوں میں نے ساہیوال میں جا کر تقریباً دس سنٹر دیکھے ہیں - ان کی figures سے آپ کو کچھ تھوڑا سا اندازہ ہو جائے گا - مثال کے طور پر قبولہ ایک جگہ ہے وہاں ہماری حد خریداری 15 ہزار بوریاں ہے - لیکن وہاں اس وقت تک 28 ہزار بوریاں خریدی جا چکی ہیں - احمد یار کی 5 ہزار بوریوں کی حد خریداری تھی وہاں 9 ہزار بوریاں خریدی جا چکی ہیں - گگو کی حد خریداری 80 ہزار بوری تھی وہاں 55 ہزار بوری خریدی جا چکی ہے - جناب والا ! اسی طرح تنبر ایک جگہ ہے وہاں کی حد خریداری 20 ہزار بوری تھی وہاں کوئی 11 ہزار بوری خریدی جا چکی ہے - عارف والا کی حد خریداری ایک لاکھ بوری تھی وہاں 42 ہزار بوری خریدی جا چکی ہے - اسی طریقے سے میرا اپنا خیال ہے کہ غازی آباد کی حد خریداری 30 ہزار بوریاں تھی وہاں کوئی 17 ہزار کے قریب خریدی جا چکی ہے - اس میں کوئی شک نہیں کہ اس سال بارشوں کی وجہ سے اور ہوا کے بر وقت نہ چلنے کی وجہ سے ہماری گندم کی خریداری جس طریقے سے ہونی چاہئے تھی اتنی نہیں ہوئی - لیکن اگر آج کی تاریخ کی خریداری ہم جمع کر ڈال لیں تو پونے چار لاکھ ٹن کے قریب ہم نے گندم خرید لی ہے - میرا اپنا ٹارگیٹ یہ ہے کہ اس مہینے کے آخر تک میں تقریباً 5 لاکھ ٹن گندم خرید لوں گا - ابھی میں ٹوبہ ٹیک سنگھ گیا ہوں ساہیوال گیا ہوں -

جناب والا ! آپ کی وساطت سے میں اس معزز ایوان کو اس بات سے

آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے سرگودھا ڈویژن ، لاہور ڈویژن ، ملتان ڈویژن کے بیشتر حصوں کا خود جا کر معائنہ کیا ہے ۔ خود جا کر جو purchase سنٹر کو دیکھا ہے اور ایسے سنٹر میں بھی گیا ہوں ۔ جہاں اے ۔ ایف ۔ سی اور ڈی ۔ ایف ۔ سی بھی شائد نہ گئے ہوں ۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ ادائیگی کا انتظام بھی ٹھیک ہے اور اگر بارشیں نہ ہوئی ہوتیں ۔ تو شائد ہماری خریداری اس وقت تک ساڑھے چار پانچ لاکھ ٹن کے قریب ہو گئی ہوتی ۔ لیکن میرا ٹارگیٹ یہ ہے کہ پانچ لاکھ ٹن کے قریب جون کے آخر تک خرید لوں گا ۔ اڑھائی سے تین لاکھ ٹن جولائی میں اور بقیہ اگست کے مہینے میں خرید لوں گا ۔ میرا ٹارگیٹ جو ہے انشاء اللہ definitely پورا ہو جائے گا ۔ یہ میرے خیال میں میرے دوست کو غلطی لگی ہے کہ جون کی تیس کو ہماری procurement ختم ہو جاتی ہے ۔ ایسا نہ کبھی پہلے ہوا ہے نہ اس سال ہوگا ۔ بلکہ ہمارے قریبی بھائی صوبہ سندھ کی پوزیشن یہ ہے کہ اس کی فصل ہم سے تقریباً ایک مہینہ پہلے آتی ہے اور ان کی خریداری جولائی کے آخر تک اور وسط اگست تک چلتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : لغاری صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں ؟

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری : جناب والا ! میں ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں ۔ I am on a point and information.

مسٹر سپیکر : اس میں آپ سوال نہیں پوچھ سکتے ۔

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری : جناب والا ! یہ جو انہوں نے چار کروڑ کہا ہے ۔ اس میں ہمارے محروم ضلع ڈیرہ غازی خان کے لئے اور اس قحط زدہ ضلع کے کتنے آدمیوں کو یہ گندم اور اجناس ملے گی ؟

وزیر خوراک : جناب سردار عطا محمد خان لغاری صاحب میرے پاس تشریف لے آئیں ۔ میں ان کو سارے facts and figures مہیا کر دوں گا ۔ جناب والا ! اس کے علاوہ ہم نے گندم کی خریداری کے لئے پانچ سو مراکز مقرر کئے ہیں ۔ میں آپ کے توسط سے اپنے بھائیوں کو دعوت دیتا ہوں اور

مجھے بعض علاقوں سے رپورٹیں ملی ہیں اور مجھے ایم - پی - اے حضرات نے بھی بتایا ہے کہ کافی گندم موجود ہے - لیکن وہاں مراکز خریداری کافی دور دور تک نہیں ہیں - میں یہ بات خوشی سے بتاتا ہوں کہ ایسی جگہیں جہاں مراکز خریداری موجود نہیں ہیں - وہاں کافی گندم موجود ہے - تو ہم ایسی جگہوں پر مراکز کھولنے پر غور کر رہے ہیں - جناب والا ! ایک اور اہم مسئلہ ہے - جس کے بارے میں میں اپنے دوستوں کو بتانا چاہتا ہوں - وہ بوگس راشن کارڈوں کے متعلق ہے - یہ مسئلہ بہت پرانا ہے اور یہ ایک لا علاج بیماری کی حیثیت رکھتا ہے - فی الحال ہم اس کا علاج کر رہے ہیں اور میں اس ہاؤس میں اعلان کرتا ہوں کہ 1973.74ء و 1974.75ء کے دوران ہمارے محکمہ خوراک نے دو لاکھ 80 ہزار بوگس راشن کارڈ پکڑے ہیں - جس کے 27 لاکھ یونٹ بنتے ہیں - ان کو کینسل کیا گیا ہے - جناب والا ! ہم نے ڈپو ہولڈرز کو انتباہ کیا ہے - کہ وہ ایک ماہ کے اندر بوگس راشن کارڈوں کو جمع کرا دیں اور حکومت کے ساتھ اس معاملہ میں تعاون کریں - اگر حکومت کے ساتھ کسی قسم کا تعاون نہیں کیا - تو وہ کسی قسم کی نرمی کے مستحق نہیں ہوں گے - جناب والا ! اس کے علاوہ میں فاضل اراکین کی دلچسپی کے لئے عرض کرتا ہوں کہ اکثر کہا جاتا ہے کہ گندم سٹور نہیں ہوتی اور بارشوں کی وجہ سے خراب ہو جاتی ہے - اس وقت چھ لاکھ ٹن گندم سٹور کرنے کی گنجائش موجود ہے - ساڑھے سات لاکھ ٹن گندم سٹور کر سکتے ہیں - اس سلسلے میں 5 لاکھ 10 ہزار ٹن کے لئے مزید سٹور بنا رہے ہیں - اور اس کے علاوہ مرکزی حکومت بھی صوبہ پنجاب کے لئے گودام بنا رہی ہے - جناب والا ! گندم ایک اہم ترین مسئلہ ہے - اس کے بعد چاول کی طرف آتا ہوں اور میں اسمبلی کے اراکین کو بتانا چاہتا ہوں کہ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ چاول ہمارا سونا ہے چاول ہے ہمارا تیل ہے - اگر میں یہ کہوں کہ چاول ہمارے ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے - تو حق بجانب ہوں گا - جناب والا ! آپ یہ سن کر خوش ہوں گے کہ پنجاب کی تاریخ میں ہم نے اس سال باسمتی چاول دو لاکھ 72 ہزار ٹن خریدا اور موٹا چاول 35 ہزار ٹن خریدنے کی بجائے 60 ہزار ٹن چاول خریدا اور ٹوٹا چاول تین لاکھ 32 ہزار ٹن خریدا تھا - پچھلے

سال دو لاکھ 24 ہزار ٹن میں سے دو لاکھ چھ ہزار ٹن باسمتی 18 ہزار ٹن ٹوٹا خریدا گیا تھا ۔ جناب والا ! میں آپ کے توسط سے اس ایوان میں بتانا چاہتا ہوں کہ میرے محکمہ کے لوگ مجھ سے شکایت کرتے ہیں کہ جب کوئی شکایت آتی ہے ۔ آپ ہمیں بہت سخت سزائیں دیتے ہیں ۔ لیکن جب کوئی ہم سے اچھا کام ہوتا ہے ۔ تو آپ اس کا خراج تحسین نہیں دیتے آج میں یہ اعلان کرنے میں خوشی محسوس کرتا ہوں کہ میرا محکمہ اس بات میں فخر کرتا ہے اور ان کے اس کام کی خود وزیر اعظم صاحب نے بذریعہ مراسلہ خراج تحسین ارسال کی ہے کہ پنجاب کی کارکردگی قابل فخر ہے ۔ میں آج آپ کے توسط سے اپنے محکمہ والوں کو ان کی کارکردگی پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں ۔ جناب والا ! اس کے علاوہ ایک اہم ترین چیز چینی ہے ۔ چینی کے بارہ میں بہت سی باتیں کہی گئی ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ چینی کوئی ایسی چیز نہیں ہے ۔ جس کے بغیر گذارہ نہ ہو سکے ۔ جناب والا ! ہمارا غریب ملک ہے ۔ اس سال پچھلے سال کی نسبت گنے کی پیداوار میں کمی ہوئی ہے اور یہ چیز حکومت کے کنٹرول سے باہر ہے ۔ پچھلے سال 163 لاکھ ٹن گنا پیدا ہوا تھا ۔ اس سال محکمہ زراعت نے 137 لاکھ ٹن کا اندازہ لگایا تھا ۔ اس کے بعد انہوں نے نظرثانی شدہ اندازہ 134 لاکھ ٹن لگایا تھا ۔ اس کے باوجود کمی واقع ہوئی اور جناب والا ! تمام گنے کی چینی نہیں بنتی ۔ مشکل سے 25 فی صد کی چینی بنتی ہے۔ اور باقی 75 فی صد کا گڑ شکر بنتا ہے اور یہ خرچ میں آتی ہے ۔ اس کے علاوہ پانچ سیر grower کو علیحدہ کوٹہ دیا جاتا ہے ۔ میں آپ کے توسط سے اپنے بھائیوں سے اپیل کرتا ہوں کہ ہمارا غریب ملک ہے ۔ ہم میں کم از کم پندرہ بیس روپے سیر کی چینی درآمد کرنے کی استطاعت نہیں ہے ۔ ہم نے چینی کو cut نہیں کیا ہے ۔ ہم نے تو صرف uniform cut لگایا ہے ۔ تاکہ limit میں رہ سکیں ۔ جناب والا ! یہ چیز آپ کے علم میں ہونی چاہئے ۔ جب بھی کوئی بات کرتے ہیں ۔ تو ہندوستان کا مقابلہ کیا جاتا ہے ۔ ہندوستان نے 50 فی صد cut لگایا ہے ۔ بلکہ انہوں نے 100 کروڑ کی چینی برآمد کی ہے ۔ ہم نے درآمد سے بچنے کے لئے یہ کیا ہے ۔ اگر ہم ایک پیالی چائے چھوڑ دیں ۔ تو یہ کمی پوری ہو سکتی ہے ۔ چینی کے بغیر خدانخواستہ صحت پر کوئی برا اثر نہیں ہوتا ۔

میں اپنے دوستوں سے اپیل کروں گا کہ وہ اس چیز کو فراخدلانہ قبول کریں ۔ اس کمی کے متعلق کچھ دوستوں نے اعتراض کیا ہے ۔ تو انہیں صحیح اعداد و شمار کا پتہ نہیں ہے ۔ میں نے 5 فی صد کا ایک uniform cut لگایا ہے ۔ بڑے شہر میں 12 چھٹانک ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر میں 6 چھٹانک اور دیہات میں 5 چھٹانک ۔ میں ایک بات واضح کرنا چاہتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ میں نے اپنے دیہاتی بھائیوں کی بہت بڑی خدمت کی ہے ۔ میرے محکمہ کی طرف سے مجھے جو سفارشات وصول ہوئی تھیں ۔ وہ یہ تھیں کہ ہمیں سال 1973ء کے کوٹے پر واپس ہو جانا ہے اور 1973ء کا کوٹہ کیا ہے ۔ بڑے شہر کے لئے 12 چھٹانک ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کے لئے 6 چھٹانک اور دیہات کے لئے 2 چھٹانک ۔ لیکن میں نے کہا کہ نہیں یہ نہیں ہوگا ۔ آپ uniform cut لگائیں ۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں اگر کوئی بات اچھی نہیں ہے ۔ تو کوئی بات بری بھی نہیں ہے ۔ جناب والا ! آپ یہ سن کر خوش ہوں گے کہ اس سال ہم چار نئی ملیں اور لگا رہے ہیں ۔ جو پسرور ، کمالیہ ، کوٹ ادو اور پتوکی کے مقام پر لگیں گی ۔ اس طرح ان ملوں کے چلنے کے بعد 70 ہزار ٹن کے قریب چینی اور بڑھ جائے گی ۔ یہ عارضی کمی ہے ہم اس پر قابو پا لیں گے ۔ جناب سپیکر ۔ یہ چند چیزیں میرے محکمہ کے متعلق تھیں ۔ جن کے بارہ میں اپنے فاضل اراکین کو آگاہ کرنا چاہتا تھا ۔ آخر میں میں آپ کا مشکور ہوں کہ اتنے خشک مضمون کی باتیں آپ نے سنیں ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔

نوابزادہ سردار عطا اللہ خان لغاری : کیا وزیر محترم یہ ارشاد فرمائیں گے کہ سندھ اور فرنٹیئر میں بھی چینی پر ٹیکس لگا ہے یا صرف پنجاب میں ہی لگا ہے ؟

وزیر خوراک : جناب سپیکر ! کیا آپ اس سوال کی اجازت دیتے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ اس کا جواب دے سکتے ہیں تو دے دیں ۔ فاضل ممبر کو ضرور وقت ملے گا اس وقت وہ یہ تمام باتیں کر سکیں گے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! کل ہفتہ مورخہ 21 جون کا اجلاس بجٹ پر عام بحث کے لئے مقرر ہے - تمام اراکین اسمبلی نے خواہش ظاہر کی ہے کہ کل چھٹی کر لی جائے اور بحث کے لئے 5 دن کافی ہیں -

مسٹر سپیکر : ابھی تو تمام ممبران کے نام پڑے ہوئے ہیں - ابھی تک صرف 22 ممبران نے تقریریں کی ہیں اور 60—65 کے نام باقی ہیں -

وزیر قانون : جناب والا ! سب یہ محسوس کرتے ہیں کہ اگر کل چھٹی کر لی جائے تو وہ بقایا دو دنوں میں بحث مکمل کر لیں گے - - -

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری : جناب والا ! کون یہ محسوس کرتا ہے - ہم تو کہتے ہیں کہ اجلاس ہونا چاہیئے -

وزیر قانون : جناب والا ! ممبران کی اکثریت اس سلسلے میں مجھے ملی ہے اور انہوں نے یہ کہا ہے کہ کل چھٹی کر لی جائے -

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری : حزب اختلاف تو ہے ہی نہیں ہم لوگوں کو اپنے دکھ درد بتانے کی اجازت ملنی چاہئے -

وزیر قانون : جناب والا ! اس کے ساتھ ہی میں یہ تحریک کروں گا کہ رائے شماری کے لئے جو دو دن مخصوص کئے گئے ہیں ان میں بھی ایک دن کی کمی کر دی جائے - یہ ایک دن میں کام مکمل ہو جائے گا -

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری : جناب میں نے نہیں کہا کہ کل چھٹی کی جائے - میں کہتا ہوں کہ جو ممبران اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں انہیں بولنے کا موقع ملنا چاہئے -

مسٹر سپیکر : سردار صاحب آپ کو پورا وقت دیا جائیگا - میں نے آپ کو دو مرتبہ پہلے بلایا ہے لیکن آپ کہتے ہیں کہ آپ تیاری کر رہے ہیں - تو یہ ہماری مجبوری ہے -

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری : جناب والا ! گلبرگ میں تو اندھیرا ہی اندھیرا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں -

مسٹر سپیکر : وہ اور بات ہے ۔ میں نے تو صبح آپ کو ایک مرتبہ بلایا تھا ۔ کیونکہ میں آپ کو دوبارہ وہ موقع دینا چاہتا تھا ۔ لیکن آپ نے کہا کہ آپ نے ابھی تیاری نہیں کی ۔ ہم انشاء اللہ آپ کو موقع دیں گے ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی : پوائنٹ آف انفارمیشن ۔ جناب والا ! گلبرگ میں اندھیرے کا اس ایوان میں تقریر کرنے سے کیا تعلق ہے ؟

مسٹر سپیکر : میں وزیر قانون کی تجویز پر ایوان سے فیصلہ لینا چاہتا ہوں ۔ کیا ایوان یہ چاہتا ہے کہ ہفتے کے دن اجلاس نہ ہو ۔

آوازیں : ہاں ۔

مسٹر سپیکر : وزیر قانون کی اس تحریک کے پیش نظر کہ کل یعنی ہفتہ 21 جون کو اجلاس نہ کیا جائے اور اراکین اسمبلی نے بھی اس خواہش کا اظہار کیا ہے ۔ بجٹ پر عام بحث کے لئے چھ دن مقرر کئے گئے تھے ۔ ایوان کی اس خواہش اور وزیر قانون کی اس تحریک کے پیش نظر بحث کے لئے ایک دن کم کیا جاتا ہے ۔ اس طرح کل اجلاس نہیں ہو گا ۔ ۔ ۔

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری : جناب ۔ آج شام اجلاس کر لیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : سردار صاحب ۔ آپ نے وقت لینا ہے ۔ اگر میں آپ کو بند کروں تو پھر آپ اعتراض کریں کہ میں نے آپ کی تقریر روک دی ہے ۔ بجٹ اور تخفیف زر کی تحریکوں پر رائے شماری کے لئے دو دن مقرر ہیں ۔ مگر موجودہ حالات کے پیش نظر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کام کے لئے دو دنوں کی ضرورت نہیں ہوگی ۔ اس لئے رائے شماری مذکور کے لئے اب ایک دن کی تخفیف کی جاتی ہے ۔ اب رائے شماری صرف بدھ یعنی 25 جون 1975 کو ہو گی اور اس دن شام کا اجلاس ہوگا ۔ جمعرات 26 جون اگرچہ غیر سرکاری دن بنتا ہے مگر مرتب کردہ پروگرام کے مطابق اس دن بلوں اور قراردادوں کے لئے قرعہ اندازی نہ ہو سکے گی ۔ اس لئے 26 جون کو

غیر سرکاری کارروائی کی بجائے سرکاری کارروائی ہو گی ۔ کیونکہ اس اجلاس میں دو غیر سرکاری ایام سرکاری کام کے لئے استعمال ہوں گے تو ان کی بجائے 27 اور 28 جون غیر سرکاری کارروائی کے لئے مخصوص کئے جاتے ہیں ۔ کیا ایوان اس سے اتفاق کرتا ہے ۔

آوازیں : جی ہاں ۔

مسٹر سپیکر : تو آئندہ کے لئے یہ پروگرام طے ہو گیا ہے ۔ اب اجلاس کا وقت ایک بجے تک بڑھایا جاتا ہے ۔ خان امیر عبداللہ خان ۔

خان امیر عبداللہ خان (ملتان) : اللہ ہی کے لئے جو کچھ ہے ۔ آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی ہے افضل صفت والا ۔ کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کر سکتے ۔

مسٹر سپیکر : جو فاضل اراکان غیر موجود ہوں گے ۔ وہ اپنی ذمہ داری پر جائیں گے کیونکہ اجلاس کا وقت ایک بجے تک ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان : بڑی بیزاری ہے اللہ کے ہاں کہ کہو وہ چیز جو نہ کر سکو ۔ جناب سپیکر ! یہ اس صوبے کی عوامی حکومت کا چوتھا بجٹ ہے اور ان چار سالوں کے عرصہ میں جو فنڈ مقرر کئے گئے ہیں ان کا مجموعہ پانچ ارب روپے بنتا ہے ۔ اتنی قلیل مدت کے دوران اتنی کثیر رقم کا مہیا کرنا اس امر کی عکاسی کرتا ہے کہ یہ عوام کے لئے خرچ کی گئی ہے اور یہ ایک اہم قدم ہے ۔ عوام کے لئے روزگار مہیا کرنا اور ان کے لئے سہولتیں مہیا کرنا اور روٹی کپڑے اور مکان کے جو وعدے تھے وہ اللہ کے فضل سے قائد عوام کی قیادت میں ضرور پورے ہوں گے ۔ اور ہم ان کی تکمیل کے لئے رواں دواں ہیں ۔ بجٹ کی مختلف شقوں پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے وزیر خزانہ نے عوام کی بہبود کے لئے اور خاص طور پر دیہاتی عوام جن کی آبادی 85 فیصدی ہے اور جن پر ہمارے ملک کی معیشت کا انحصار ہے ان کی ترقی کے لئے ایک اہم قدم اٹھایا ہے ۔ اس سے ہمارے دیہی عوام کی قسمت ایک اچھے موڑ پر آ چکی

ہے اور ان کے حقوق کا تحفظ کیا گیا ہے ۔ جناب والا ! میں جناب وزیر اعلیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے محکمہ امداد باہمی کی ایک الگ وزارت قائم کر کے یہ ثابت کر دیا ہے ۔ جو کام ہم اپنے عوام کی ترقی کے لئے اور ان کی خدمت کے لئے کرتے ہیں وہ اس تحریک کے بغیر نہیں ہو سکتے اور اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں ۔ اگر ہم ضروریات زندگی کی تقسیم کا کام امداد باہمی کے ذریعے سے شروع کریں تو انشاء اللہ بلیک مارکیٹ کی لعنت ختم ہو جائے گی ۔ اگرچہ یہ ایک تحریک ہے اور تحریکوں پر جو قدغنیں لگائی جاتی ہیں تحریکیں ان سے نہیں پنپتیں لیکن میں عرض کروں گا کہ امداد باہمی کے ایکٹ میں ترمیم کی جائے تاکہ اس تحریک کو آزادانہ طور پر کام کرنے کا موقع ملے اور عوام کی خدمت کا موقع ملے اور امداد باہمی کا محکمہ ایک مشنری سپرٹ اور ایک گائڈ کے طور پر ہماری خدمت کرے ۔ کل میاں خورشید انور صاحب نے کوآپریٹو بنکوں کی طرف اشارہ کیا تھا کہ اس وقت اس صوبے میں 36 بنک ہیں جن کے ملازمین کو تکلیف ہے انہیں قومیایا جائے ۔ اس سلسلے میں میں یہ عرض کروں گا کہ یہی ایک تحریک تھی اور یہی امداد باہمی کا محکمہ تھا جس نے قیام پاکستان کے وقت ملک کی خدمت کی اور آڑے وقت میں حکومت کے کام آئی ۔ میں جناب خورشید انور صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ان کی اپنی منڈی کی رونق اور آبادی انہی بنکوں کی وجہ سے تھی ۔ اگر اس وقت یہ بنک نہ ہوتے تو میرے خیال میں ہمارے ملک کی اقتصادی صورت کا اس وقت نقشہ کچھ اور ہوتا ۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اس تحریک سے وابستہ لوگوں کی غلطیوں کی وجہ سے یہ تحریک بہت بدنام بھی ہوئی ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر حلیم رضا صاحب ۔ آپ نے اپنا نام 20 تاریخ کے لئے لکھایا تھا ۔ صبح سے تین بار آپ کا نام پکارا گیا لیکن آپ نہیں تھے ۔ کیا آپ کی تقریر کرنے کی نیت نہیں تھی ؟

ڈاکٹر حلیم رضا : جناب ۔ مجھے ایک ضروری کام تھا ۔

مسٹر سپیکر : خان صاحب ۔ اپنی تقریر جاری رکھئے ۔

خان امیر عبداللہ خان : تو ایسے لوگوں کی غلطیوں کی وجہ سے اس تحریک کو کچھ نقصان پہنچا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ کسی تحریک کی افادیت افراد کی غلطیوں کی وجہ سے کم ہو جاتی ہے - یہ ایک اہم تحریک ہے اور یہ بین الاقوامی سطح پر بنی ہوئی ہے - اس سے باقی ممالک میں کافی فائدہ اٹھایا جاتا ہے - میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اس تحریک کے ذریعے اشیاء ضروری کی تقسیم کا انتظام کیا جائے - اس سے جیسے کہ ہمارے وزیر خوراک نے فرمایا ہے کہ ڈپو والے بدعنوانیاں کر رہے ہیں اور بلیک مارکیٹ کی شکائتیں بھی آئے دن آتی رہتی ہیں - اب دیہات میں بھی اس قسم کی شکائیتیں شروع ہو گئی ہیں - تو بجائے اس کے یونین کونسلوں کی معرفت یہ کام کرایا جائے اور ایک اور بدعنوانی کا اڈہ کھول دیا جائے - یہ شہروں میں بھی کوآپریٹو سٹور موجود ہیں اگر ان کی معرفت تقسیم کا کام کیا جائے تو یہ زیادہ موزوں اور زیادہ بہتر ہو گا - اور یہ بلیک مارکیٹ کی لعنت ختم ہو سکتی ہے -

جناب والا ! اس کے علاوہ میں اپنے علاقے کے مسائل عرض کرتا ہوں - میں جناب کی وساطت سے جناب وزیر اعلیٰ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آبیانے کی شرح میں جو اضافہ کیا گیا ہے - جس طرح میرے دوست ملک ثناء اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ گندم کا ریٹ بارہ ہے ، کپاس کا بارہ ، چارے کا چھ ، کماد کا سولہ ہے - اب فلیٹ ریٹ کر کے اور اس پر پچیس روپے تک یکلخت بڑھا کر عام غریب کسان کی حق تلفی کی گئی ہے - اس کے متعلق دوبارہ غور کیا جائے - ساتھ ہی میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ساڑھے بارہ ایکڑ کے کسان اور تیرہ یا پندرہ ایکڑ کے کسان میں کوئی فرق نہیں - تیرہ ایکڑ کے کسان کے لئے پچیس روپے ہے اور ساڑھے بارہ ایکڑ کے کسان کے لئے پندرہ روپے - اگر اس کی حد رکھنی ضروری ہی ہے تو یہ ساڑھے بارہ کی بجائے کم از کم پچیس ایکڑ تک کر دی جائے - تاکہ عام کسانوں اور غریب آدمیوں پر اتنا بوجھ نہ پڑ جائے کہ وہ بالکل ہی تباہ ہو جائیں - اول تو آبیانے کے فلیٹ ریٹ کو رائج ہی نہ کیا جائے - - -

مسٹر سپیکر : شاہ صاحب ، صبح سے آپ کا انتظار ہو رہا ہے بارہ بج کر بیس منٹ پر رقعہ بھیجنے کا شکریہ ۔ آپ آج کہاں تھے ۔

مسٹر طاہر احمد شاہ : میں نے اپنا نام اس سے پہلے نہیں لکھوایا تھا ۔

مسٹر سپیکر : میرے ہاں تو لکھا ہوا ہے ۔

مسٹر طاہر احمد شاہ : اگر کل اجلاس نہیں ہوگا تو پیر کو تقریر کر لوں گا ۔

خان امیر عبداللہ خان : جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ فلیٹ ریٹ کی شرح عام کسان کی طاقت سے باہر ہے ۔ اس پر دوبارہ غور فرمایا جائے اور اس کی شرح میں کمی کی جائے ۔ اگر ایسا کرنا مشکل ہو تو پھر ساڑھے بارہ ایکڑ کی بجائے پچیس ایکڑ تک حد کر دی جائے تاکہ عام کسان اس کی زد سے بچ سکیں ۔

جناب والا ! اب میں اپنی تحصیل کے متعلق عرض کروں گا ۔ جہاں کی میں نمائندگی کرتا ہوں ۔ خانیوال کی تحصیل زرعی پیداوار کے لحاظ سے صوبے میں نمبر ایک پر ہوگی ۔ یہ ترقی یافتہ تحصیل شمار ہوتی ہے اور گنجان آباد ہے ۔ اس کی گنجان آبادی اور یہاں سے صوبے کے حاصل ہونے والے محاصل کے لحاظ سے اس تحصیل کے لئے متواتر چار سال سے بجٹ میں جو کچھ مہیا کیا جاتا ہے ۔ وہ اس کے لئے نہ ہونے کے برابر ہے اور اس کو پسماندگی کی طرف گھسیٹا جا رہا ہے ۔ اس لئے میں عرض کروں گا کہ خانیوال تحصیل میں اور خاص طور پر جس علاقے کی میں نمائندگی کرتا ہوں ، اس میں کچھ نہ کچھ صنعتوں کا انتظام کیا جائے اور اس علاقے کی بہتری کے لئے کچھ نہ کچھ مزید سہولتیں مہیا کی جائیں ۔ ہم محکمہ تعلیم کے سامنے متواتر تین سال سے چلا رہے ہیں اور جناب وزیر تعلیم کی خدمت میں عرض کرتے رہے ہیں ۔ کہ ہم نے ڈگری کالج لڑکوں کا اور انٹرمیڈیٹ کالج گرلز اور ہائی سکول حکومت کے حوالے اچھی حالت میں کئے تھے اور ہم نے صرف اتنی استدعا کی تھی کہ انٹرمیڈیٹ گرلز کالج کو ڈگری کا درجہ دیا جائے ۔ میں

نے یہ بھی گارنٹی دی تھی کہ اگر حکومت کو سٹاف وغیرہ رکھنے میں کوئی تکلیف ہو تو اس کالج کا ایک سال تک کا خرچہ میں اپنی جیب سے دینے کے لئے تیار ہوں۔ وہاں بارہ لاکھ کے قریب آبادی ہے۔ شہر کی آبادی ایک لاکھ ہے۔ مضافات تحصیل کی آبادی چھ لاکھ کی ہے۔ کبیر والا تحصیل کی آبادی تین چار لاکھ ہے۔ اس بارہ لاکھ کی آبادی کے لئے لڑکیوں کا ایک ڈگری کالج کا ہونا ضروری ہے لیکن اس پر آج تک کوئی کان نہیں دھرا گیا۔ میں دوبارہ اپیل کروں گا کہ خانیوال کے انٹرمیڈیٹ گرلز کالج کو ڈگری کا درجہ دیا جائے اور اس کے اخراجات میں اپنے پلے سے بھی دینے کو تیار ہوں۔ یہ میری استدعا ہے، امید ہے کہ اسے قبول فرمائیں گے۔ اس کے علاوہ میں نے پچھلے سال بھی عرض کیا تھا۔ خانیوال کی بڑھتی ہوئی آبادی کو ریلوے کے پھاٹک سے بڑی تکلیف ہے۔ اوور ہیڈ برج کے لئے میں نے درخواست کی تھی۔ جناب قائد عوام جب ملتان میں تشریف لائے تھے اور وزیر اعلیٰ جب خانیوال تشریف لے گئے تھے۔ تو اس وقت بھی میں نے اپنی یہ تکلیفیں بیان کی تھیں اور ان کو میں نے یہ عرض کیا تھا کہ اگر اوور ہیڈ برج کا خرچ زیادہ ہو تو زیر زمین (انڈر گراؤنڈ) بنا دیا جائے۔ اس سے بھی تکلیف رفع ہو جائے گی۔ میں جناب وزیر اعلیٰ کا شکر گزار ہوں کہ اس سال انہوں نے اوور ہیڈ برج کے لئے پانچ لاکھ روپے کی پروویژن رکھی ہے۔ لیکن میں یہ ضرور عرض کروں گا کہ یہ نہ رکھنے کے برابر ہے۔ اس سے ہماری حوصلہ افزائی نہیں ہوئی۔ یہ دل شکنی کی بات ہے۔ ایک کروڑ کے منصوبے کے لئے پانچ لاکھ روپیہ رکھ کر ہماری حوصلہ افزائی نہیں کی گئی اور پتا نہیں اس کام کی کب تکمیل ہوگی۔ خانیوال شہر کی آبادی اضلاع کے ہیڈ کوارٹرز، مثلاً مظفر گڑھ، ڈیرہ غازی خان، میانوالی، جھنگ اور کیمبل پور کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے۔ لیکن ہم ہمیشہ بجٹ میں دیکھتے ہیں کہ خانیوال کی آبادی کے لئے حکومت کوئی سہولت مہیا نہیں کرتی۔ اور نہ ہی اس شہر کو کوئی صنعت، کوئی ڈرینیج یا کوئی واٹر سپلائی کے کاموں میں مدد دی جاتی ہے۔ میں جناب کی وساطت سے عرض کروں گا کہ خانیوال ایک مقامی شہر ہے۔ مثالی شہر ہے اور اہم سنٹر ہے۔ وہاں کی آبادی کو ملحوظ خاطر رکھتے

ہوئے ۔ اس کے لئے ایک ڈرینیج کا انتظام کیا جائے ۔ واٹر سپلائی کا انتظام کیا جائے اور وہاں باقی سہولتوں کا انتظام کیا جائے ۔

جناب والا ! جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا ۔ خانیوال کی آبادی گنجان آباد ہے ۔ لیکن وہاں کے غریب علاقے کے لئے کوئی ہیلتھ سنٹر چار سال کے عرصے میں نہیں کھولا گیا ۔ میں جناب وزیر صحت کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ڈویژن کو آٹھ رورل سنٹر ملے ہیں ۔ میں توقع کرتا ہوں کہ خانیوال تحصیل میں کسی جگہ جو میونسپل کمیٹی اور ٹاؤن کمیٹی سے کم از کم دس میل کے فاصلے پر دیہات میں واقع ہو ۔ یہ نہ ہو کہ میونسپل کمیٹی یا ٹاؤن کمیٹی کے ساتھ رکھ دیا جائے ۔ کوئی ہیلتھ سنٹر کھولا جائے ۔ تاکہ وہاں کی گنجان آبادی کو اس سہولت سے کچھ فائدہ ہو سکے ۔ اس کے علاوہ رورل واٹر سپلائی سکیم کے متعلق میں عرض کروں گا کہ اگر شہروں کے ساتھ کوئی چک یا دیہات ہوں ۔ تو ان میں یہ سہولت پیدا کر دی جائے ۔ اگر وہ میونسپل کمیٹی یا ٹاؤن کمیٹی پر پہلے ہی ایک میل کے فاصلے پر موجود ہیں ۔ وہاں کی بجائے شہروں سے دور بیس میل ، دس میل یا پندرہ میل کے فاصلے پر ایسے مقامات پر کئے جائیں ۔ جہاں کے عوام کو زیادہ تکلیف ہے ۔ جہاں آمدورفت کے ذرائع نہیں ہوتے ۔ ان کے لئے سہولت پیدا کی جائے ۔ تاکہ ان کو بھی اس سکیم سے فائدہ ہو ۔ وزرا صاحبان اور ان کے مقربین کو ہی ترقیاتی منصوبوں اور سروسز میں مراعات حاصل ہوتی ہیں ۔ وہ صرف انہی تک محدود نہ ہوں ۔ اس کا عمل انصاف پر مبنی ہو ۔ میں جناب کی وساطت سے جناب وزیر اعلیٰ کی خدمت عرض کروں گا کہ ان چیزوں کو ملحوظ خاطر رکھا جائے ۔

اس کے علاوہ سڑکات کا سلسلہ ہے ۔ میں اپنے ضلع کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایسی سڑکیں جو انٹر ڈویژنل لیول کی ہیں ۔ دوسرے شہروں سے ملاتی ہیں ۔ وہ تو نظر انداز کر دی گئی ہیں ۔ ان کو تو ہائی ویز والے نہیں دیکھتے اور جو ایک قصبے سے دوسرے قصبے تک جاتی ہیں ۔ ان کو انہوں نے ہائی ویز میں رکھا ہوا ہے ۔ کئی ایسی مثالیں ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں

کہ خود غرضی اور لالچ سے امر جو صحیح ہائی ویز کا کام ہے۔ اس پر عمل درآمد نہیں ہوتا۔ 1930ء سے خانیوال سے چک شہانہ دو سو ایک ہائی ویز کی سڑک ہے۔ وہ آٹھ میل پختہ ہے اور آٹھ میل بقایا ہے۔ ہم متواتر تین سال سے چلا رہے ہیں کہ اس سڑک پر جو خانیوال اور میلسی تحصیل کو ملاتی ہے۔ عمل درآمد نہیں ہو رہا۔ جو دیہاتوں کی سڑکیں ہیں۔ ان پر تو ہائی ویز کا کام شروع ہے اور جو ہائی ویز کی سڑکیں ہیں۔ ان پر کوئی عمل نہیں ہو رہا۔ اس کے علاوہ سر یہ ایک بین الاضلاعی سڑک ہے۔ اور یہ ایک ایسی سڑک ہے کہ جو جھنگ سرگودھا کے اضلاع کو ملتان اور ادھر ملتان سے بہاولپور اور بہاولنگر کے اضلاع کو ملاتی ہے۔ اور صرف آٹھ نو میل کا ٹکڑا ہے وہ کچا ہے باقی تمام طرف کی سڑکیں پکی ہیں۔ اس کو آج تک ہائی ویز نے تعمیر نہیں کیا وہ میرے حلقے میں بھی نہیں ہے وہ وزیر زراعت جناب خاکوانی صاحب کے حلقے میں آتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود کہ ان کی توجہ دلائی گئی اور ضلعی حکام کی بھی توجہ دلائی گئی اور استدعا کی گئی اور وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی کہا گیا کہ مہربانی کریں کیونکہ یہ ایک ایسی سڑک ہے ایک ایسی شاہراہ ہے جو مختلف اضلاع کے علاوہ مختلف ڈویژنوں کو لنک کرتی ہے تو اس سڑک کو فوقیت دی جائے۔ لیکن وہ اس سال کے بجٹ میں بھی نظر نہیں آئی اور امر میں بھی اس کے لیے کوئی فنڈز مہیا نہیں کیے گئے۔ ملک ثناء اللہ خان صاحب میرے دوست نے کوآپریٹیو موومنٹ کے لئے فرمایا تھا اور جاپان کی مثال دی تھی کہ وہاں ایسے ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے بینکوں کے متعلق کوئی شکایت کی تھی کہ وہاں کے کوآپریٹیو بینک ٹھیک کام نہیں کر رہے۔ ٹھیک ہے سیالکوٹ کے ضلع میں ایسی چیزیں ہوں گی اور میں اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ انفرادی طور پر ہم لوگوں کا جو کیریکٹر ہے ہم میں بھی غلط لوگ ہیں اور ہم بھی غلط کاریاں کرتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی انہوں نے جاپان کی مثال دی تھی کہ وہاں کی طرح سوسائٹیاں اور سٹور بنائے جائیں تو میں جناب کی وساطت سے وزیر اعلیٰ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے ملک میں تحریک امداد باہمی کو جس قدر جلد فروغ دیا جا سکتا ہے دیا جائے اور اس کی اصلاح کی جائے

تاکہ یہ تحریک صحیح معنوں میں پہنچے اور عوام کی خدمت کر سکے ۔ اس لئے اس لحاظ سے میں یہ عرض کروں گا کہ اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ صاحب جو کہ اس محکمے کے انچارج بھی ہیں خاص توجہ دیں ۔ آخیر میں میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارا پنجاب پروونشل کوآپریٹیو بینک جو اس صوبے کا سب سے بڑا بینک ہے اور جس کے ممبر ہمارے کوآپریٹیو بینک ہیں اس کو قومی تحویل میں لے لئے گیا ہے ۔ وہ ایک کوآپریٹیو ادارہ ہے ۔ ہمارے تمام ضلع کی سطح پر یا تحصیل کی سطح پر جتنے بینک ہیں ۔ وہ اس کے ممبر ہیں ۔ مہربانی کر کے اس سے اس تحریک کو جو دھچکا لگا ہے تو اس کو نیشنلائز نہ کیا جائے اور میں وزیر اعلیٰ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ وزیر اعلیٰ صاحب جو اس تحریک کے منتظم اعلیٰ ہیں ۔ اس کے لئے وفاقی حکومت سے استدعا کریں کہ اس کو ڈی نیشنلائز کیا جائے ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : چودھری محمد حیات گوندل ۔

چودھری محمد حیات گوندل : جناب سپیکر! مجھ سے پہلے بہت سے حضرات اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر چکے ہیں ۔ میں 1975-76ء کے بجٹ پر جناب وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ جناب محمد حنیف رامے صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے جو بجٹ پیش کیا ہے ۔ وہ عین عوام کی امنگوں کے مطابق ہے ۔ اور اس میں کوئی نیا ٹیکس عائد نہیں کیا گیا سوائے سات کروڑ روپے کا جو دیہاتی عوام کاشتکاروں پر ٹھونسا گیا ہے ۔ جو کہ ایک بے زبان قوم ہے اور وہ پہلے بھی جب کبھی کوئی ٹیکس لگا ۔ وہ نہیں بولے تو وہ انشاء اللہ اب بھی نہیں بولیں گے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اور نہ ہی وہ جرأت کریں گے کہ اس ٹیکس کے خلاف کوئی آواز اٹھائیں ۔ اور آبیانہ کی شرح کو مساوی کرنے کے سلسلے میں سات کروڑ روپے کا مزید ٹیکس زمینداروں اور کاشتکاروں پر لگ گیا ہے ۔ اس کے سوا وزیر اعلیٰ صاحب نے کوئی ٹیکس نہیں لگایا ۔ اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ

صحت ، تعلیم ماہیئے کا پانی پاؤسنگ سکیمیں ، ماہی پروری مصنوعی نسل کشی اور دوسری سکیموں پر بہت زیادہ رقمیں صرف کی جائیں گی - اور دیہات کو کافی ترقی دینے کے سلسلے میں انہوں نے ایک بہت اچھی کوشش کی ہے - سڑکوں کے لیے کافی رقم رکھی گئی ہے - مگر بد قسمتی سے ضلع گجرات کی سڑکوں کے لیے جو رقم رکھی گئی ہے - وہ اندازے کے مطابق بہت کم ہے - اور وہاں سڑکوں کی ڈیمانڈ بہت زیادہ تھی - لیکن بہت تھوڑی رقم گجرات کی سڑکوں کے لیے مختص کی گئی ہے - وہاں لوگوں نے وزیر اعظم صاحب اور وزیر اعلیٰ صاحب کی کھلی کچہری میں سڑکوں کا مطالبہ کیا تھا - کہ ان کو جلد از جلد تعمیر کیا جائے - اور وزیر اعلیٰ صاحب نے وہاں کھلی کچہری میں سڑکوں کا نام بتا کر وہاں وعدہ کر آئے تھے کہ فنڈز مہیا کر دیں گے - ہم نے ان کو پیپلز ورکس پروگرام کے تحت ابتدائی طور پر ایک ایک میل کے قریب ٹکڑا تعمیر کر دیا ہے - ان کو مکمل کرنے کے لیے مزید رقم کی ضرورت ہے - تو میں وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا - کہ وہ یا خود اپنی جیب کو ٹٹولیں یا کسی اور کی جیب کاٹ کر وہ رقم مہیا کریں - - - - -

(قہقہے)

- - - تاکہ وہ وعدہ جو یہ وہاں کر آئے تھے - ایفا ہو جائے - ٹیکس میں ایک رقم دکھائی گئی ہے - کہ شراب سے خاصی آمدنی ہوتی ہے - اس پر پچھلے سال ڈبل ٹیکس لگایا گیا تھا - اس وجہ سے خاصی آمدنی ہوئی ہے - میرے ناقص رائے میں اس اسلامی ملک میں شراب کو قطعاً ممنوع قرار دیا جائے -

(نعرہ ہائے تحسین)

اس آمدنی سے اگر کوئی ترقی ہو گی یا حکومت کے کوئی اور کام ہوں گے - تو ان کے بغیر ہمارا گزارا چل سکتا ہے اور اگر اس رقم میں کمی ہے تو وہ بھی اگر مزید کاشتکاروں پر آبیانے کی صورت میں ڈال دی جائے - تو وہ پھر بھی اس کو برداشت کر لیں گے - اور بجٹ میں جو پیسے کی کمی نہیں آئے گی -

اس لیے میں گزارش کروں گا کہ اس ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے - اس لیے شراب کو قطعی طور پر اس ملک میں ممنوع قرار دیا جائے۔ اور اس کے پینے پر اور اس کی درآمد پر قطعی پابندی لگائی جائے۔ اس کے بعد میں گزارش کروں گا کہ لوگوں نے یہاں بیٹھے ہوئے فاضل ممبران نے کافی شکایات کی ہیں کہ فلاں جگہ فلاں ممبر کو قتل کیا گیا فلاں جگہ پر ڈاکے ڈالے جا رہے ہیں - فلاں جگہ چوریاں ہو رہی ہیں - سب کچھ ٹھیک ہے ہوتا ہے - لیکن وہ اس کا حل یہ بتاتے ہیں - کہ پولیس کی نفری میں اضافہ کیا جائے۔ پولیس نے اچھا کام نہیں کیا فلاں محکمے نے اچھا کام نہیں کیا - لیکن اس کی اصل وجوہات میں بیان کرنا چاہتا ہوں - جو دن بدن جو جرائم بڑھ رہے ہیں اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ مجرموں کو صحیح سزا نہیں ملتی۔ یہ انگریز کا بنایا ہوا قانون فرسودہ ہو چکا ہے - وہ اب اس ملک کے لیے قابل قبول نہیں ہے - ایک شخص کی چوری ہوتی ہے اس مقدمے میں ایک آدمی کا چالان ہوتا ہے تو وہ چار چار سال پانچ پانچ سال مقدمے میں گھسیٹے رہتے ہیں اور آخر میں وہ مقدمہ پرانا ہو کر خراب ہو جاتا ہے - اور مجرم بری ہو جاتا ہے - اور مجرم کو سزا نہیں ملتی - یہی قانون کی حالت ہے - لوگ کیوں قتل کرتے ہیں - اس لیے کرتے ہیں کہ وہ قتل کی سزا سے بچ جائیں گے اور اکثر یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے - کہ لوگ جب قتل کرتے ہیں - وہ اس ناقص قانون کی وجہ سے قتل کی سزا سے بچ جاتے ہیں - اور کئی کئی بے گناہ چار چار سال پانچ پانچ سال جیلوں میں پڑے رہتے ہیں - ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا اس تمام مسئلے کا حل صرف اور صرف اسلامی قوانین میں ہے - اسلامی قوانین میں چور کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے - قاتل کا سر اڑا دیا جاتا ہے اور اس طرح دوسرے جرائم کی جو بھی سزا دی جاتی ہے وہ اسلام نے متعین کر دی ہے - ابھی حال ہی میں شاہ فیصل شہید کے قاتل کا سر تلوار سے قلم کر دیا گیا - اس ملک میں کون قتل کرے گا - لوگ اس سے جو عبرت حاصل کریں گے اور سبق حاصل کریں گے اور آئندہ کبھی کوئی ایسی جرأت نہیں کرے گا - اس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ اس متمدن دور میں اسلامی سزائیں بڑی سخت ہیں - یہ سزائیں

قانون میں سختی ہے - لیکن ان سزاؤں کو دیکھنے کے بعد کم ہی انسان ہوتا ہے کہ چوری کریں - اگر ایک دو آدمیوں کے ہاتھ کاٹ دیے جائیں۔ تو کوئی آدمی چوری کرنے کی جرأت نہیں کرے گا - اگر قاتل کا سر قلم کر دیا جائے - تو کوئی بھی آدمی قتل کرنے کے لیے تیار نہیں ہوگا -

جناب والا ! یہ قتل اس لئے ہوتے ہیں کہ لوگوں کو سزا نہیں ہوتی اور اگر سزا ہوتی ہے - تو بہت کم لوگوں کو ہوتی ہے اور یہ ساری خرابیاں اس فرسودہ قانون کی وجہ سے ہوتی ہیں - جو انگریزوں نے بنایا ہوا ہے - تو جناب والا ! مسئلہ یہ ہے کہ اسلامی آئین نافذ کر دیا جائے - اسلامی قانون کی اس ملک میں سخت ضرورت ہے اور یہ نوشتہ دیوار ہے جب تک اس ملک میں اسلامی قانون نہیں ہوگا - اس ملک کے مسائل قطعی طور پر حل نہیں ہو سکیں گے اور جرائم دن بدن بڑھتے جائیں گے -

اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ اس ملک میں رشوت جو ملک کو گھن کی طرح کھا رہی ہے - ہر آدمی امیر سے امیر تر بننے کا خواہشمند ہے - سرکاری ملازمین کو لے لیجیئے اور خاص کر پولیس والوں کو لے لیجیئے تھانے رشوت کا گھر بنے ہوئے ہیں - وہاں غریب لوگوں کا کوئی پرسان حال نہیں - اتنی رشوت چل رہی ہے کہ سب انسپکٹر کی ایک ہفتے کی آمدنی بھی چیف منسٹر کی تنخواہ سے زیادہ ہے جو کہ صوبہ کا سربراہ ہے -

وزیر صحت : ایک دن کی آمدنی کہیئے -

چودھری محمد حیات گوندل : ہاں - اگر ایک دن کی بھی کہہ لیجیئے تو زیادہ مناسب ہوگا - لیکن میرا خیال ہے کہ ہفتے کی کمائی ان کی تنخواہ کے برابر ہو جاتی ہے -

تو جناب والا ! انہوں نے بجٹ میں یہ رکھا ہے کہ پولیس کی نفری میں اضافہ کیا جائے -

مسٹر سپیکر : (وزیر صحت سے) - کیا آپ نے ان کی تائید کی ہے یا ان کے فقرے کو درست کیا ہے -

چوہدری محمد حیات گوندل : جناب والا ! انہوں نے تائید کی ہے ۔انہوں نے کہا ہے کہ ایک ہفتے کی نہیں بلکہ سب انسپکٹر کی ایک دن کی کمائی وزیر اعلیٰ کی ایک مہینے کی تنخواہ کے برابر ہوتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں وزیر صحت سے خطاب کر رہا ہوں ۔ آپ نے ان کے فقرے کو درست کیا ہے یا اپنی اس observation سے ان کی تائید کی ہے ۔

وزیر صحت : جناب والا ! فاضل ممبر فرما رہے تھے کہ ایک ہفتے کی کمائی وزیر اعلیٰ کے تنخواہ کے برابر ہوجاتی ہے تو میں نے کہا کہ شاید ایک دن کی ہو تو جناب والا ! ایک دن کی اور ایک ہفتے کی کمائی میں کوئی فرق ہے ۔

مسٹر سپیکر : تو گویا آپ نے استفہامیہ انداز میں پوچھا ہے ۔

چوہدری محمد حیات گوندل : نہیں جناب والا ! انہوں نے تائید کی ہے کہ سب انسپکٹر کی ایک دن کی آمدنی وزیر اعلیٰ کی تنخواہ کے برابر ہوتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : تو وزیر موصوف ہی اس کی وضاحت کر سکتے تھے میں اور آپ تو نہیں کر سکتے۔ میں نے تو پوچھا تھا کہ ایک ہفتہ کہا ہے یا ایک دن کہا ہے ۔

چوہدری محمد حیات گوندل : جناب والا ! اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ انہوں نے ایک خاص رقم پولیس کی نفری میں اضافہ کرنے کے لئے مختص کی ہے تاکہ ان جرائم کا انسداد ہو سکے ۔ جناب والا ! میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ انسانی خونخوار بھیڑیوں کی تعداد میں اضافہ ہوگا اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا یہ تو قوم اور ملک کے لئے وبال جان بن جائے گی ۔

مسٹر سپیکر : میں سمجھتا ہوں کہ جو الفاظ آپ نے ابھی استعمال کئے ہیں - - - - -

میاں خورشید انور : جناب والا ! کیا یہ پارلیمانی الفاظ ہیں ؟

مسٹر سپیکر : بہر حال میں اس کو دیکھوں گا کہ اس میں ہے کیا منفی کرنا ہے ۔ چوھدری محمد حیات گوندل ۔

چوھدری محمد حیات گوندل : تو جناب والا ! ان مسائل کا حل اسلامی قانون کے نفاذ سے ہو سکتا ہے اور پولیس کو یکسر بدلنے کی ضرورت ہے ۔ ان کے رویہ کو بدلنے کی ضرورت ہے ۔ جناب والا ! چوری ہونے پر جب لوگ تھانوں میں جاتے ہیں تو یہ پولیس والے ان کو گالیاں دیتے ہیں اکثر لوگ تو چوری ہونے پر تھانوں میں جاتے ہی نہیں ۔ اگر بیچارے چلے جائیں تو پولیس والے ان کو لتر مارتے ہیں کہ تم کیوں آئے ہو اگر کوئی رپورٹ وہ درج کرا بھی دیں تو اس کی تفتیش نہیں ہوتی تو میرا خیال ہے کہ یہ مسئلہ اس طرح سے حل نہیں ہوگا ۔ یہ مسئلہ تو اس طرح سے حل ہو سکے گا کہ اس ملک میں اسلامی قانون نافذ کیا جائے اور پولیس والوں کے رویہ میں تبدیلی لائی جائے ۔

شیخ عزیز احمد : جناب والا ! کیا لتر اور جوتے میں کوئی فرق ہے ۔

چوھدری محمد حیات گوندل : ہاں ایک ہی ہے ۔

مسٹر سپیکر : ظاہری طور پر تو نہیں ہے ممکن ہے کہ اندرونی طور پر ہو ۔

میاں خورشید انور : شاید کوئی پنجابی کا لفظ ہو ۔

چوھدری محمد حیات گوندل : جناب والا ! اس کے بعد میں آبیانہ کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں جس کے متعلق میں نے شروع میں کہا تھا ۔ کہ صرف سات کروڑ ٹیکس لگایا گیا ہے اور وہ غریب کاشتکاروں پر لگایا گیا ہے ۔ جناب والا ! اس کے لئے میں یہ عرض کروں گا کہ پنجاب میں کچھ ایسے بھی علاقے موجود ہیں جو سیم و تھور کی وجہ سے خراب ہیں ناقص ہیں اور وہ نہری علاقہ میں شامل ہیں ۔ وہاں اگر کاشتکار پوری محنت کرے تو بھی وہاں سیم و تھور کی وجہ سے بیج بھی نہیں ہو سکتے کیونکہ پیدا نہیں ہوتا ۔ جناب والا ! ایسے حالات میں ان کاشتکاروں پر بھی اتنا ہی آبیانہ لگانا اور جو اچھے زمیندار

ہیں ان پر بھی وہی آبیانہ لگانا میرے خیال میں انصاف نہیں ہے ۔ جناب والا ! میں عرض کروں گا کہ اس سے چھوٹے کاشتکاروں کو نجات دلائی جائے ۔

پھر جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ گندم جو باہر سے منگوائی جاتی ہے اس پر ہمارا بہت سا زرمبادلہ خرچ ہوتا ہے وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنی تقریر میں بتایا ہے کہ جو گندم ہم درآمد کرتے ہیں وہ 72 روپے فی من کے حساب سے ہمیں پڑتی ہے اگر وہی رقم جو 72 روپے فی من کے حساب سے گندم باہر سے منگوانے میں صرف ہوتی ہے ان کاشتکاروں کو سستے داموں کھاد اور بیج مہیا کرنے میں صرف کی جائے اور رعایت دی جائے تو میرا خیال ہے کہ وہ اتنی محنت کریں گے کہ ہم گندم کے معاملے میں خود کفیل ہو سکتے ہیں ۔ تو اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ بجائے اس کے کہ وہ رقم باہر کے ممالک کو دی جائے اور وہاں سے گندم منگوائی جائے اور بھیک مانگی جائے ۔ میرا خیال ہے کہ اگر آپ وہی رقم ان کاشتکاروں پر خرچ کریں تو ان کی حالت بہتر ہوگی اور گندم کے معاملے میں ہم خود کفیل ہو جائیں گے اور ہمیں باہر سے گندم نہیں منگوانی پڑے گی ۔

اس کے بعد جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ گورنمنٹ نے باسمتی چاول اور موٹے چاول کی قیمت مقرر کی ہے اس سے آڑھتی صاحبان کو فائدہ پہنچتا ہے اور کاشتکاروں کو بہت کم فائدہ پہنچتا ہے ۔ جناب والا ! اس سلسلہ میں میں یہ عرض کروں گا کہ اگر گورنمنٹ چاول کی قیمت میں اضافہ کی بجائے مونجی کی قیمت میں اضافہ کر دے تو کاشتکاروں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے اور انہیں صحیح قیمت مل سکتی ہے آڑھتی اور سرمایہ دار سستے داموں مونجی خرید لیتے ہیں اور چاول نکال کر وہ مہنگے داموں حکومت کو سپلائی کرتے ہیں تو اس طرح سے فائدہ آڑھتیوں اور سرمایہ داروں کو ہوتا ہے اور کاشتکاروں کو بہت کم فائدہ پہنچتا ہے ۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ گورنمنٹ چاول کی بجائے مونجی کا ریٹ مقرر کرے تاکہ کاشتکار کو فائدہ پہنچ سکے ۔

جناب والا ! اس کے بعد میں subsidy کے بارہ میں کچھ عرض کروں

کا ۔ جناب والا ! حکومت نے نہری علاقہ کے لئے پہلے 4 ہزار روپیہ کی رقم رکھی تھی پھر چھ ہزار روپے ہوگی اور پھر آٹھ ہزار روپے ہو گئی ۔ دریائی علاقہ کے لئے چھ ہزار اور بارانی علاقہ کے لئے آٹھ ہزار اس مہنگائی کے دور میں میرا خیال ہے کہ ایک ٹیوب ویل پر کم از کم تیس اور پینتیس ہزار روپے خرچ ہوتے ہیں بہت سے کاشتکار ٹیوب ویل لگانا چاہتے ہیں اور گورنمنٹ کی اس مدد سے استفادہ حاصل کرنا چاہتے ہیں ۔ لیکن یہ امدادی رقم کم ہونے کی وجہ سے وہ ایسا نہیں کر سکتے ۔ اس لئے میرا یہ استدعا کروں گا کہ رقم ضرورت کے مطابق بڑھائی جائے اور زیادہ امداد کے طور پر وہ کاشتکاروں میں تقسیم کی جائے ۔

اس کے بعد جناب والا ! میں بڑھتی ہوئی بے روزگاری کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اس ملک میں اس صوبہ میں پڑھے لکھے طبقہ کے ایسے لوگ ہیں جو ملازمت کے متلاشی ہیں اور بیچارے مارے مارے پھر رہے ہیں انہیں کوئی ملازمت نہیں ملتی اور نہ ہی کوئی روزگار ملتا ہے ۔ اس کے لئے یہ حکومت کا فرض ہے کہ وہ اپنے شہریوں کو روزگار مہیا کرے ۔ جناب والا ! میں اس سلسلہ میں یہ عرض کروں گا کہ اس سلسلہ میں کوئی جامع منصوبہ بنایا جائے بہت سارے لوگ ہمارے پاس آتے ہیں اور ہم سے کہتے ہیں کہ ہم ایم ۔ بی ۔ اے ۔ ہیں ہمیں ملازمت دلاؤ لیکن ہم اس سے محروم ہیں ۔ ہمارے پاس کون سی ملازمت ہے جو ہم ان کو دیں اگر کوئی ملازمت نکلتی بھی ہے اسکا ہمیں بہت کم علم ہوتا ہے ۔ اول تو اتنی ملازمتیں ہیں نہیں کہ ہم ہر ایک کو ملازم کرا سکیں اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ ایک ایسا پڑھا لکھا نوجوانوں کا طبقہ موجود ہے جو بالکل بے روزگار ہے اور وہ کسی بھی وقت گورنمنٹ اور ملک کے لئے وبال جان بن سکتا ہے ۔ جناب والا ! اس کے لئے کوئی جامع منصوبہ بنایا جائے کہ انہیں مناسب روزگار کے مواقع مہیا کئے جائیں ۔ اس کے بعد میں جناب والا ! عرض کرتا ہوں کہ اغوا کی اس صوبہ میں بہت سی وارداتیں ہوتی ہیں اور قانون اس مسئلہ پر بالکل خاموش ہے ۔ بالغ عورت کی رپورٹ تھانہ میں درج نہیں کی جاتی جس کی

عمر 16 سال سے زیادہ ہو ۔ جناب والا ! اس سے اور زیادہ مسائل پیدا ہو جاتے ہیں ۔ جب کوئی اغوا کرتا ہے تو دوسری پارٹی پھر قتل کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتی ۔ اور اس طرح پھر قتل کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے ۔ اگر قانون میں اغوا کی سزا رکھ دی جائے تو پھر یہ جرائم بھی کم ہو سکتے ہیں ۔ جناب والا ! اگر بھینس کی چوری پر رپورٹ درج ہو سکتی ہے مگر اغوا پر رپورٹ نہیں لکھی جاتی ۔ تو اس سلسلہ میں قانون میں ترمیم کی جائے ۔ میں جناب سپیکر آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ اس سلسلہ میں قانون میں ترمیم کی جائے ۔

دوسرا جناب میں اپنے ضلع کے کچھ مسائل بھی بیان کر دینا چاہتا ہوں ۔ میں جناب کی وساطت سے یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ جب پرائم منسٹر آف پاکستان گجرات تشریف لائے تھے تو ان کے سامنے کچھ مسائل پیش کئے گئے تھے جنہیں انہوں نے حل کرنے کا وعدہ کیا تھا ۔ جناب والا ! ملک وال سڑک پر ایک پل موجود ہے یہ سڑک کھیوڑہ کی طرف جاتی ہے ۔ وہاں کے عوام نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ اسے ٹریفک کے لئے کھول دیا جائے دونوں طرف سڑکیں موجود ہیں ۔ پہلے منصوبہ بنا تھا کہ اس پل کو ٹریفک کے لئے کھول دیا جائے ۔ جناب والا ! یہی بات وزیر اعظم کی خدمت میں بھی پیش کی تھی وہاں بھی انہوں نے وعدہ کیا تھا اسے کھول دیا جائے گا ۔ پھر مطالبہ کیا گیا تھا کہ اس کے لیے رقم مختص کی جائے لیکن اس بجٹ میں کوئی رقم مختص نہیں کی گئی ۔ جناب وزیر اعظم نے جب راولپنڈی ڈویژن کے ممبران سے ملاقات کی تھی اس وقت بھی میں نے یہ مطالبہ پیش کیا تھا اور ڈاکٹر صاحب بھی اس وقت موجود تھے اور انہوں نے کہا تھا کہ اس سال رقم مختص کرکے یہ کام کیا جائے گا ۔ جناب والا ! میں عرض کروں گا ۔ اب وزیر اعظم کے وعدہ کو پورا کرنے کے لئے کوئی رقم اس کے لئے مختص کی جائے ۔ تاکہ وہاں جلد از جلد ٹریفک کھولی جا سکے ۔ اس کے بعد جناب میں عرض کروں گا کہ میرے موضع رکن کی بیس ہزار کی آبادی ہے ۔ پہلے وہاں 1932-1930ء سے ایک ہائی

سکول قائم ہے ۔ مگر اس کی عمارت 20 کمروں اور 12 ایکڑ پر مشتمل ہے ۔ وہاں کچھ عرصہ ہوا کہ امتحانی مرکز میں ایک لڑکے کی سپرنٹنڈنٹ سے گڑبڑ ہوگئی ۔ تو اس سکول کو مڈل کا درجہ دے دیا گیا ۔ حالانکہ چاہئے تو یہ تھا ۔ اس لڑکے کو سزا دی جاتی ۔ مگر اس سے سب لوگوں کو نقصان پہنچایا گیا ۔ کئی دفعہ کہا جا چکا ہے کہ 20 ہزار کی آبادی ہے اور آٹھ سات دیہات اس کو لگتے ہیں ۔ براہ مہربانی اسے ہائی سکول کا درجہ دیا جائے اور اس سے تمام لوگوں کو سزا نہ دی جائے ۔

ایک جناب والا ! بابا بلیانی میں مڈل سکول ہے ۔ اس کو بھی ہائی سکول کا درجہ دیا جائے ۔ یہ وہاں کے عوام کا مطالبہ ہے ۔ میرا ایک علاقہ بیوٹ گراں ہے ۔ یہاں بھی مڈل سکول ہے ۔ یہاں کی آبادی کافی زیادہ ہے ۔ اسے بھی ہائی سکول کا درجہ دیا جائے ۔ جناب والا ! بھاگو وال میں ایک پرائمری سکول ہے ۔ جب گورنمنٹ نے سکول نیشنلائز کئے ۔ یہ سکول کسی غلطی کی وجہ سے نیشنلائز نہیں ہو سکا ۔ اسے بھی مڈل کا درجہ دیا جائے ۔ یہ تحصیل پھالیہ میں ہے ۔ اس کے بعد جناب میں عرض کروں گا کہ ملک وال روڈ پر پچاس ساٹھ میل کا علاقہ فوڈ پروگرام کے تحت بنتا تھا ۔ یہ سڑک جناب ضلع کے ایک کونہ سے دوسرے کونہ کو جاتی ہے ۔ دو تین سال ہوئے ۔ یہ سڑک بن گئی تھی ۔ مگر اس کی سولنگ نہیں ہو سکی ۔ اگر جناب یہی سلسلہ رہا ۔ تو یہ چار پانچ سال میں ختم ہو جائے گی ۔ تو میں آپ کی وساطت سے التماس کرتا ہوں کہ اس کو پی ۔ ڈبلیو ۔ ڈی کے حوالے کیا جائے ۔ تاکہ اس کی دیکھ بھال ہو سکے اور اس طرح کروڑوں روپیہ محفوظ رہ سکے گا ۔ موضع رکن کی ایک سڑک ہے ۔ یہ صرف پانچ میل کا علاقہ ہے ۔ بہت سے دیہات اس میں آتے ہیں ۔ اس کو بھی پی ۔ ڈبلیو ۔ ڈی کو دے دیا جائے ۔

جناب والا ! گنے کی قیمت کھانڈ کے برابر نہیں مقرر کی گئی ۔ گنے کی قیمت 8 روپیہ ہے ۔ اس کی بھی قیمت بڑھائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کا ٹائم ختم ہوگیا ہے ۔ ذرا جلدی کریں ۔ میں نے ایک اطلاع بھی ہاؤس کو دینی ہے ۔

چوہدری حیات محمد گوندل : اس کے بعد جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ تحصیل کی سطح پر تمام سول ہسپتال گورنمنٹ نے اپنی تحویل میں لینے کا اعلان کر دیا ہے - لیکن جناب منڈی بہاؤالدین تحصیل نہیں ہے - سب ڈویژن ہے - یہ بھی ہسپتال سرکاری تحویل میں لیا جائے - اس کے بعد جناب ملک وال کی 20 ہزار کی آبادی ہے - ٹاؤن کمیٹی ہے - یہاں کوئی اچھا ہسپتال قائم کیا جائے - جس میں تمام سہولتیں میسر ہوں - جناب والا ! پھالیہ تحصیل ہیڈ کوارٹر پر کوئی لیڈی ڈاکٹر نہیں ہے - لیڈی ڈاکٹر کا فوری طور پر بندوبست کیا جائے - اس کے بعد جناب میں عرض کروں گا کہ پیپلز ورکس پروگرام میں جو رقم مختص کی جاتی ہے - وہ عوامی مطالبات کے پیش نظر بہت کم ہوتی ہے اور پھر جناب یہ شرط رکھی جاتی ہے کہ اسے جون میں ختم کر دیا جائے - جناب مئی کے مہینہ میں یہ رقم دی جاتی ہے اور پھر اس خطرہ سے کہ کہیں یہ فنڈز lapse نہ ہو جائیں - جو اس وقت بھٹوں سے کچی بھی ہوئی اینٹیں ملتی ہیں - وہی منگوائی جاتی ہیں - جناب یا تو جون والی شرط ختم کی جائے یا پھر شروع میں رقم مہیا کر دی جائے - تاکہ اس کو صحیح طریقہ سے خرچ کیا جا سکے - میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرتا ہوں کہ ہماری گزارشات چیف منسٹر صاحب تک پیش کر دی جائیں -

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری : جناب والا ! پچھلے سال یہ فنڈز lapse نہیں ہوتے تھے - اس سال پھر آرڈر ہوا ہے کہ یہ lapse ہو جائیں گے -

مسٹر سپیکر : جناب آپ کی جب باری آئے گی - اپنی تقریر میں جو کچھ کہنا ہے کہہ دینا - انہیں تقریر کرنے دیں -

چوہدری حیات محمد گوندل : بس جناب والا ! میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں اور ساتھ ہی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر : قاضی محمد اسماعیل جاوید -

قاضی محمد اسماعیل جاوید : بسم اللہ الرحمن الرحیم - جناب والا ! میں آپ

کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے تقریر کرنے کا موقع دیا ۔ جناب والا ! اس بجٹ میں جو سب سے اچھی چیز ہے ۔ جسے میں پسند کرتا ہوں ۔

Mr. Speaker : The time is extended by another five minutes.

ابھی میں نے اعلان کیا تھا کہ 27-26 تاریخ کو غیر سرکاری کارروائی ہوگی ۔ اس سلسلہ میں یہ اعلان بھی ضروری ہے کہ ان ایام کی فہرست ہائے کارروائی کے لئے متعلقہ فہرستیں دفتر سے 21 جون کو اوقات کار میں اور 23 جون کو ایک بجے بعد دوپہر تک کھلی رہیں گی ۔ قرعہ اندازی ہر دو ایام کیلئے ایک بجے بعد دوپہر کمیٹی روم (سی) اسمبلی سیکرٹریٹ میں ہوگی ۔ اسمبلی سیکرٹریٹ کا مراسلہ بھی ایوان میں تقسیم ہوگیا ہے ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جناب والا ! اس بجٹ میں جو چیز مجھے سب سے زیادہ پسند آئی ہے ۔ وہ لال سرخی ہے ۔ میں اسے امید سمجھوں یا یقین دھانی سمجھوں میں یہ سمجھتا ہوں کہ تمام کوتاہیوں کا واحد ازالہ اسی سرخی میں ہے ۔ یہی چیز میں نے اپنے قائد کی آنکھوں میں پڑھی ہے ۔ جناب والا ! چونکہ ٹائم تھوڑا ہے ۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ پہلے اپنے علاقہ کے مسائل بیان کروں ۔

جناب والا ! اس وقت سب سے اہم ضرورت وہاڑی ضلع کی ہے ۔ اس کی تجویز بار بار ہو چکی ہے ۔ لیکن آج تک اس پر عمل درآمد نہیں ہوا ۔ جناب والا ! میں اعداد و شمار دینے کے لئے بھی تیار ہوں ۔ پورے پاکستان کی کپاس کا ⅓ حصہ وہاڑی میلسی اور بورے والہ میں ہوتا ہے اور تقریباً ساڑھے چار لاکھ گانٹھیں بنتی ہیں اور اس کی آبادی ساڑھے گیارہ لاکھ بنتی ہے ۔ میرا خیال ہے یہ بہت بڑا ضلع بنتا ہے اور اس طرح وہاں کی عوام کو جو تکلیفیں ہیں ۔ وہ بھی دور ہو جائیں گی ۔ یہ جناب والا ! ہمارا پرزور مطالبہ ہے کہ فوری طور پر وہاڑی کو ضلع کا درجہ دیا جائے ۔

جناب والا ! اس کے بعد جو باقی مسائل ہیں ۔ میں ان کی طرف آتا ہوں ۔ میلسی میں کالج کے لئے بار بار کہا گیا ۔ میں اپیل کرتا ہوں کہ جس طرح

ہے ہر تحصیل میں ایک کالج کھولا گیا ہے اور اب صرف میلسی رہ گئی ہے ۔ جو اس سے محروم ہے ۔ اس میں ایک کالج کھولا جائے ۔ اس کے بعد سڑکیں ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ جب تک ذرائع آمد و رفت صحیح نہ ہوں گے ۔ وہاں کی پیداوار ٹھیک نہیں ہو سکتی ہے ۔ سب لوگ جانتے ہیں کہ میلسی میں گندم سب سے زیادہ ہوتی ہے ۔ کپاس بھی زیادہ ہوتی ہے اور مہندی کی ایک منڈی ہے ۔ لہسن اور کھجور کی بھی ایک منڈی ہے ۔ میلسی سے وہاڑی ایک 9 میل کی سڑک بنایا ہے ۔ میلسی سے کروڑ پکا ۔ 16 میل ہے ۔ میلسی سے مترو 16 میل ہے اور اس 16 میل پر عوام نے اپنی مدد آپ کے تحت مٹی بھی ڈال رکھی ہے اور میلسی سے لڈن ادھر سے ساڑھے چھ میل اور ادھر سے پانچ میل ہے ۔ ان تمام سڑکوں کو پختہ کیا جائے اور ایک اور سڑک کرم پور سے ٹبہ سلطان پور براستہ نور شاہ ہے ۔ یہ ایک جرنیلی سڑک ہے ۔ جو کہ اورنگ زیب کے زمانہ کی بنی ہوئی ہے ۔ اس پر دھیان دیا جائے ۔ اس کو پختہ کیا جائے۔ جھد شاہ سے نور شاہ روڈ ہے ۔ اس کو پختہ کیا جائے ۔ نور شاہ سب سے بڑی آبادی ہے ۔ وہاں بجلی کی بے حد ضرورت ۔ کرم پور ، احمد پور ، ڈکوٹہ ، ٹروڑ ول ، سنڈل ، کوٹلی جنید ۔ شاہدار ، کوٹلی ماتم اور دوسرے ایسے قصبات ہیں ۔ جو کہ بجلی سے محروم ہیں ۔ مہربانی کر کے وہاں بجلی پہنچائی جائے ۔ جناب والا ! اس کے علاوہ میلسی میں 20 کے قریب جننگ فیکٹریاں ہیں ۔ لیکن وہاں پر کوئی مل نہیں ہے ۔ مل کا لگایا جانا وہاں از حد ضروری ہے ۔ غریب لوگوں کا یہ شہر ہے ۔ مل لگانے سے غریب لوگ مزدوری بھی حاصل کر سکیں گے اور ہماری کپاس بھی ضائع ہونے سے بچ جائے گی ۔ جناب والا ! دوسری تحصیلوں کی طرح میلسی میں بھی پلاٹوں کی جگہ رکھی جائے ۔ ان لوگوں میں پلاٹ تقسیم کئے جائیں ۔ میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ وہاں استحصال پسندوں کا قبضہ ہے ۔ جو وہاں ارد گرد بستے ہیں ۔ ایک مرلہ بھی غریبوں کو خریدنے کے لئے نہیں ملتا ہے اور نہ ہی وہ لوگ خریدنے دیتے ہیں ۔ اگر گورنمنٹ کی طرف سے کوئی سکیم آئے ۔ تو لوگ خوشی محسوس کریں گے ۔ اس کے بعد ڈسپنسریاں ہیں ۔ جناب والا ! کافی ایسی جگہیں ہیں ۔ جہاں ڈسپنسریاں نہیں ہیں ۔ مثلاً جھد شاہ کی دس بارہ ہزار کی آبادی ہے ۔ اس کے ساتھ

ایک اور 40-50 ہزار کی آبادی ہے ۔ وہاں پر نہ تو کوئی ویٹرنری ڈسپنسری ہے اور نہ ہی کوئی دوسری سول ڈسپنسری انسانی صحت کے لئے ہے ۔ میں وزیر صحت سے اپیل کروں گا کہ میلسی کے لئے بجٹ میں اگلے سال ایک ہسپتال کی گنجائش رکھی جائے ۔ جو رقم پچھلے سال رکھی گئی تھی ۔ وہ اگرچہ approve شدہ تھی ۔ لیکن وہ خرچ نہ ہو سکی اور پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکی ۔ اس سال پھر یہ سکیم رکھی گئی ہے ۔ اس سال اس کو ضرور پایہ تکمیل تک پہنچائیں۔

جناب والا ! وزیر تعلیم صاحب تشریف فرما ہیں ۔ میلسی میں جتنے ہائی سکول ہیں ۔ ان کی حالت ناگفتہ بہ ہے ۔ استادوں کی کمی ہے ۔ کمرے ایسے ہیں کہ 1400 بچے 8 کمروں میں گزارہ کرتے ہیں ۔ سٹاف میں صرف 17 ٹیچر ہیں ۔ پہلے وزیر تعلیم صاحب نے مہربانی کی تھی ۔ دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ یا تو اس سکول کو ڈبل سسٹم کیا جائے یا کمروں کے لئے مزید رقم دی جائے ۔ میلسی شہر کے لئے فائر برگیڈ کا ہونا لازمی ہے ۔ تین چار واقعات ایسے ہوئے ہیں کہ لاکھوں روپے کی روئی جل چکی ہے ۔ اس کے لئے لازمی ہے کہ ایک فائر برگیڈ بمع عملہ اور سامان بندوبست کیا جائے ۔ شکریہ ۔

Mr. Speaker : The House is adjourned till Monday, 23rd June, 1975. When we will meet at 8.00 a.m.

(اسمبلی کا اجلاس 23 جون 1975 بروز سوموار 8 بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہوگیا ۔)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثِ صوبائی اسمبلی پنجاب کا سرکاری ایڈیشن

سوموار — 23 جون 1975ء

(مطابق: 12 جمادی الثانی 1395ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔
مسٹر سپیکر (رفیق احمد شیخ) کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری غلام اسد شاہ نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا ۖ وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ
فِي شِقَاقٍ ۖ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ صِبْغَةَ اللَّهِ ۖ
وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً ۖ وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ ۝ قُلْ أَتُحَاجُّونَنَا
فِي اللَّهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ وَلَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ وَنَحْنُ
لَهُ مُخْلِصُونَ ۝

پ ۱ — س ۲ — رکوع ۱۶ — آیات ۱۳۷ تا ۱۳۹

پس اگر لوگ اس طرح ایمان لے آئیں جس طرح تم (مسلمان) اللہ پر اور اس کتاب پر ایمان لائے ہیں۔
تو یقیناً انہوں نے ہدایت پائی اور اگر انہوں نے منہ پھیر لیا تو یہ لوگ تعصب و مخالفت میں ہیں اور ان کے مقابلہ میں تمہیں خدا کافی ہے اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ (کہو کہ ہم نے) اللہ کا رنگ اختیار کیا ہے اور اللہ سے بہتر رنگ کس کا ہے اور کس کا رنگ بہتر ہو سکتا ہے اور ہم تو اس اللہ کے پرستار ہیں۔ کہہ دیجئے کیا تم اللہ کے معاملے میں ہم سے جھگڑا کرنا چاہتے ہو حالانکہ وہی ہمارا رب ہے، اور وہی تمہارا رب ہے۔ ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال اور ہم تو اسی کے مخلص بندے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ

پنجاب کا میزانیہ بابت سال 1975-76

بحیثیت مجموعی میزانیہ پر عام بحث (جاری)

مسٹر سپیکر : اب ہم میزانیہ بابت سال 1975-76ء پر عام بحث جاری رکھیں گے ۔ میاں غلام فرید چشتی ۔ خان محمد شفیق خان ۔ مسٹر انور علی بٹ چونکہ یہ تینوں حضرات اس وقت ہاؤس میں حاضر نہیں ہیں ۔ لہذا میں چودھری محمد سرور جوڑا سے کہوں گا کہ وہ تقریر کریں ۔

Before the Hon'ble Member takes the floor I have some announcement to make.

I have received information from the Additional Deputy Commissioner (General), Gujrat.

It is from Ch. Muhammad Latif, Additional Deputy Commissioner (General), to the Speaker, Provincial Assembly of the Punjab.

Dated 19-6-1975

Subject : Release on bail of Ch. Muhammad Anwar Samma, M. P. A.

I have the honour to inform you that Ch. Muhammad Anwar Samma, M.P.A who was arrested on 6-6-1975, by the Police of Police Station, Sadar, Gujrat, under section 188 P.P.C., was released on bail on 7-6-1975 pending trial of the case. (Challan with Police).

Sd/-
Additional Deputy Commissioner
(General) Gujrat.

It is from Ch. Muhammad Latif, Additional Deputy Commissioner (General) Gujrat to the Speaker, Provincial Assembly of the Punjab.

Dated 19-6-1975

Subject : Release on bail of Mr. Muhammad Anwar Samma, M. P. A.

I have the honour to inform you that Ch. Muhammad Anwar Samma, M.P.A.,

who was arrested on 6-6-1975 by the Police of Police Station. Sadar, Gujrat, under sections 506, 440, 447, 148 and 149 P.P.C., was released on bail on 7-6-1975 pending trial of the case. (Challan with Police).

Sd/-

Additional Deputy Commissioner
(General) Gujrat.

It is from Ch. Muhammad Latif, Additional Deputy Commissioner (General) Gujrat to to the Speaker, Provincial Assembly of the Punjab.

Dated 19-6-1975

Subject : Release on bail of Mr. Amanullah Lak, M. P. A.

I have the honour to inform you that Mr. Aman Ullah Lak, M. P. A., who was arrested on 5-6-1975, by the Policy of Police Station, Paharianwali of Gujrat District, under sections 392, 393, 397, 353, 355, 506, 447, 148 and 149 P. P. C., was released on bail on 6-6-75, pending trial of the case. (Challan with Police).

Sd/-

Additional Deputy Commissioner
(General) Gujrat.

This information was received on the 21st on June, 1975.

چودھری صاحب ! اب آپ تقریر فرمائیں ۔

چودھری محمد سرور جوڑا : میرا طریق امیری نہیں فقیری ہے

خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر

جناب سپیکر ۔ 76-1975ء کا بجٹ اس ایوان میں زیر بحث ہے ۔ میں نے اپنی حکومت اور جناب ذوالفقار علی بھٹو کو ایک چٹھی "ٹائم" رسالے کے حوالے سے لکھی تھی کہ بھارت ایٹم بم بنا رہا ہے اور اب پھر میں نے اپنے قائد عوام

جناب ذوالفقارعلی بھٹو کے نام ایک چٹھی لکھی ہے کہ اب بھارت ہائیڈروجن بم کی تیاری کر رہا ہے - اس لئے میں بھی اپنی حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ بھی ایٹم بم یا ہائیڈروجن بم کا ایک دھماکہ کر دیں - جناب سپیکر - میں نے اللہ کی بارگاہ میں جانا ہے اور اللہ کے حضور میں پیش ہونا ہے - مجھے نہ کوئی وزارتوں کا لالچ ہے اور نہ کسی اور چیز کا - لیکن جو کچھ بھی میں کہوں گا وہ برحق ہوگا سچ ہوگا - جیسا کہ میں نے ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کا ذکر کیا ہے - اسی طرح ہمارے ہمسائے یا ایک اسلامی ملکوں کے ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم بنانے میں مصروف ہیں - جناب سپیکر - بھارت کا سیارہ زمین کے محور کے ارد گرد گھوم رہا ہے - وہ زمین کے محور کے ارد گرد چکر لگا رہا ہے - لیکن ہم وزارتوں کے گرد گھوم رہے ہیں - جناب سپیکر - وزیر اعلیٰ نے جو وزیر خزانہ بھی ہیں - انہوں نے ہر بات میں چین کا ذکر کیا ہے اور جیسا کہ ہمارے سینئر منسٹر صاحب نے بھی کہا تھا کہ اگر تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہو تو چین جاؤ - اس بجٹ میں بھی وزیر خزانہ نے چین کا ذکر کیا - لیکن جب میں چین کا ذکر کروں گا - تو وہ کسی اور طرح کا ہوگا - جناب سپیکر اور معزز ایوان کے معزز اراکین - چین کی اسی کروڑ کی آبادی میں کوئی عدالت نہیں ہے - وہاں کوئی شخص کسی سے نہیں لڑتا اور نہ کوئی لڑکا کسی لڑکی کے پیچھے بھاگتا ہے اور نہ کوئی لڑکی کسی لڑکے کے پیچھے بھاگتی ہے - جناب سپیکر - اسی کروڑ کی آبادی میں کوئی نہیں جھگڑتا - میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ جب میں اپنے گھر سے نکلوں - تو مجھے وہاں کوئی جھگڑتا ہوا نظر نہ آئے - لیکن کیا دیکھتا ہوں کہ سکول کے بچے سکول کی بجائے جی ٹی روڈ پر کھڑے ہیں - کوئی بس والا انہیں نہیں بٹھاتا - بچے بس والے سے جھگڑ رہے ہیں - کنڈیکٹر سے لڑ رہے ہیں - بچیاں گھنٹوں کھڑی رہتی ہیں - انہیں بس پر کوئی سوار نہیں کرتا - صنعت کار مزدور سے لڑ رہے ہیں - مزدور صنعت کاروں سے لڑ رہے ہیں - زمیندار مزارع سے لڑ رہا ہے - مزارع زمیندار سے لڑ رہا ہے - جدھر دیکھتا ہوں - افراتفری پھیلی ہوئی ہے - انارکی پھیلی ہوئی ہے - میرا تو دماغ شل ہوگیا ہے کہ یا باری تعالیٰ کیا ہونے والا ہے - اس روز جب سوشلزم کا نام لیا گیا - تو میرے دوست یعقوب اعوان صاحب برہم ہوئے - ہر وقت لڑائی جھگڑا ہوتا رہے - اس کا نام

تو سوشلزم نہیں ہے ۔ میں نے تو سر سکندر حیات سے لے کر آج تک اس طرح اس ہاؤس کو نہیں دیکھا کہ اس طرح عدم دلچسپی پیپلز پارٹی اراکین اسمبلی ظاہر کر رہے ہوں ۔ میں جناب سپیکر ۔ اس بات کا اگر آپ برا نہ منائیں ۔ تو میں برملا کہوں گا کہ آج تک شاید ہی 186 کی تعداد میں [illegible] ممبران یہاں ہاؤس میں حاضر ہوئے ہوں ۔ جناب والا ! میں باری باری ایک ایک محکمے کو لوں گا اور اس کی کارکردگی آپ کے گوش گزار کروں گا ۔

محکمہ خوراک ہی کو لے لیجئے ہر سال کروڑوں روپے کی گندم برآمد کی جاتی ہے ۔ لیکن اس سے کسی عام آدمی کو فائدہ نہیں ہوا ؟ فائدہ کس کو ہوا ؟ ڈپو ہولڈروں یا محکمہ خوراک کے بددیانت افسروں کو میں برملا کہتا ہوں اور اب بھی یہ کہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نوٹ کر لیں کہ شاید ہی محکمہ خوراک کا کوئی ایسا حصہ ہوگا ۔ جہاں ذخیرہ اندوزی ہوتی ہو ۔ اس میں شاید ہی اناج پڑا ہوا ہے ۔ لاہور کے متعلق تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا ۔ لیکن گجرات کے متعلق کہتا ہوں کہ وہاں پر جتنے بھی ڈپو ۔ ایف ۔ سی کے ماتحت محکمے ہیں ۔ جتنے بھی انسپکٹرز ہیں ۔ انہوں نے کبھی گجرات کی ملوں [illegible] ہزاروں [illegible] کی تعداد میں وہاں سے آٹا نکالتے ہیں اور باہر افغانستان سمگل کر دیتے ہیں ۔ میں نے خود یہ دیکھا ۔ [illegible] میں یہ نہیں کہتا کہ تمام عملہ بددیانت ہے ۔ اچھے لوگ بھی ہیں ۔ نیک بھی ہوں گے ، پارسا بھی ہوں گے ، دیانت دار بھی ہوں گے ۔ لیکن آج تک خوراک کی کوئی اچھی پالیسی طے نہیں ہو سکی ۔ لیکن کیا ہوتا ہے کہ آٹا دو روپے سیر بک رہا ہے ۔ میرے خیال میں جتنا وقت اس خوراک کے مسئلے پر صرف کیا گیا ہے ۔ وہ بالکل ضائع کیا ہے ۔ اگر حکومت چاہتی ہے کہ صحیح عوام کو آٹا ملے ۔ [illegible] ملے تو [illegible] پالیسی کو [illegible] چاہیے جیسا کہ [illegible] نے کہا کہ ہم ان کو بدلیں گے [illegible] ابھی تک [illegible] ہی ان ڈپو ہولڈروں نے اپنے آپ کو بدلا ہے ۔ میرے خیال [illegible] کی حکومت کا یہ چوتھا بجٹ سیشن ہے ۔ اب بھی ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر اب بھی ڈپو ہولڈروں نے اپنے آپ کو نہ بدلا تو میرا خیال ہے کہ ایک [illegible] سیشن اور آئے گا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : یہ کتنا بجٹ سیشن ہے ؟

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر : چوتھا جی -

مسٹر سپیکر : کیا چوتھا بجٹ سیشن ہے -

چودھری محمد سرور جوڑا : ہاں جی -

جناب والا - ایک روز جب راولپنڈی ڈویژن کے تمام ممبر صوبائی اسمبلی قائد عوام کو ملے تو قائد عوام نے بھی اس وقت یہ کہا تھا - کہ الیکشن قریب ہے - شاید ایک بجٹ سیشن اور آئے گا اس کے بعد الیکشن ہوں گے -

جناب والا - سمگلنگ کے متعلق بڑے بلند بانگ دعوے کیے گئے - کہ سمگلروں کو گولی مار دی جائے گی - لیکن میں نے دیکھا ہے کہ تیس سالہ دور میں شاید ہی تین سمگلروں کو گولی ماری گئی ہو گی - جناب والا - میں کہتا ہوں کہ کچھ کہتا ہو اس پر عمل کریں - action میں آئین صرف کہہ دینے سے کیا ہوتا ہے - جب کسی سمگلر کی بات ہوتی ہے - تو تمام پنجاب کے سمگلروں کو پکڑ لیا جاتا ہے - پھر کیا ہوتا ہے - سودے بازی ہوتی ہے اور ایک ایک سمگلر کو رہا کر دیا جاتا ہے - جیسا کہ پچھلے روز جب آزاد کشمیر کے الیکشن ہونے والے تھے - تو میں سٹی پولیس سٹیشن پر گیا - تو وہاں میں نے دیکھا کہ چالیس پچاس کے قریب شہری حوالات میں بند ہیں - میں نے پوچھا ان غریبوں کا کیا قصور ہے - تو وہ کہنے لگے کہ یہ سماج دشمن عناصر ہیں - ایک دفعہ میں صدر پولیس گیا - تو میں نے پوچھا اس غریب کو کیوں پکڑا ہے - تو کہنے لگے کہ اس نے آج سے بارہ برس پہلے چوری کی تھی - وہاں ایک بچہ تھا میں نے پوچھا کہ بھئی یہ بچہ کس سلسلہ میں آیا ہے - اس نے کہا اب میری عمر کوئی چالیس پچاس برس کے قریب ہوگئی ہوگی - جب میں سکول میں پڑھتا تھا اس وقت میں نے چوری کی تھی - تو جناب والا ! مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ کیا ہو رہا ہے -

مسٹر سپیکر : میرے خیال میں پری پارٹیشن (Pre-partition) کا ریکارڈ ہو گا کہ چالیس - پچاس برس کی اس کی عمر ہو گئی تھی - تو وہ معاملہ تو پاکستان بننے سے پہلے کا ہو گا -

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker : I don't want any interruptions.

چوہدری محمد سرور جوڑا : جناب سپیکر - میں پولیس کی کارکردگی بتا رہا ہوں -

مسٹر سپیکر : میں اس لیے فاضل ارکان کو کہہ رہا ہوں کہ وہ interrupt نہ کریں -

چوہدری محمد سرور جوڑا : جناب والا - میں تو پولیس کی کارکردگی بتا رہا ہوں - جیسا کہ ہمارے وزیر خزانہ نے کہا کہ ہم دو سو مجسٹریٹ بھرتی کریں گے مجسٹریٹ تو پہلے ہی عدالتوں میں نہیں آتے - جب دیکھو ریٹائرنگ روم میں بیٹھے ہوتے ہیں اور ریڈر ہیسے بٹور رہے ہوتے ہیں - کبھی کسی وزیر نے آج تک surprise visit نہیں کی ہوگی - میں اب بھی چیلنج کرتا ہوں کہ اب بھی surprise visit کریں ساڑھے سات بجے عدالت کا وقت ہے - اب نو بجنے والے ہیں - میرے خیال میں شاید ہی عدالتوں میں دو - چار - مجسٹریٹ حاضر ہوں گے - وہاں کوئی مجسٹریٹ حاضر نہیں ہوں گے - ریٹائرنگ روم میں بیٹھے رہتے ہیں - میں حیران ہے کہتا ہوں - کہ نئے مجسٹریٹ آپ بھرتی کر رہے ہیں - پہلے تو اس طرح بھرتی نہیں ہوا کرتے تھے - میں دیکھتا تھا کہ انگریزوں کے وقت جب کسی ایک مجسٹریٹ کو بھرتی کرنا ہوتا تھا - یا کسی ایک چپڑاسی کو بھرتی کرنا ہوتا تھا - تو محکمہ فنانس کے پاس کیس جاتا تھا کہ ہمارے خزانے میں اتنے پیسے ہیں - اور کیا ہمارے فنانس اس کی اجازت دے سکتے ہیں اور کیا وہ اتنے پیسے خرچ کر سکتے ہیں - جناب والا ! ایک مجسٹریٹ کو لگانے کے لیے - ایک عدالت کا اضافہ کرنے کے لیے میرے خیال میں ایک سال لگ جاتا تھا - لیکن اب کیا ہے - اب تو لیڈر آف دی ہاؤس بڑے فخر سے کہہ رہے تھے - کہ میں نے سو مجسٹریٹس زیادہ بھرتی کئے اور اب دو سو مجسٹریٹس بھرتی کر رہا ہوں - تو جناب والا - وہ کسی ممبر کے بیکار ایل - ایل - بی - یا ایم - اے - یا بے - اے رشتہ دار ہوں گے جن کو انہوں نے بھرتی کرنا ہے - میں کہتا ہوں کہ پہلے بھی جو سو مجسٹریٹس بھرتی کیے تھے - کیا وہ قابلیت کی بنا پر کیے تھے ؟ نہیں - وہ بھی ہم میں سے تھے - کسی غریب باپ کے بیٹے کو مجسٹریٹ نہیں بنایا گیا - میں چیلنج کرتا ہوں کہ وہ مجسٹریٹس کون تھے - وہ بھی جاگیرداروں کے اور بڑے بڑے زمینداروں کے اور بہت سے ارکان اسمبلی کے بیٹے یا رشتہ دار تھے -

بھی ارکان اسمبلی کا نام نہیں لینا چاہتا ۔ جناب والا ! اگر کچھ efficiency دکھانی ہے ۔ تو اس کے لئے پہلے ہی مجسٹریٹس کافی ہیں ۔ کوئی بھی مجسٹریٹ کام نہیں کرتا ۔ پہلی ہی عدالتوں کو efficient بناؤ ۔ جہاں انصاف نہیں ملتا ۔ جہاں ہم نے دعوے کئے تھے کہ انصاف سستا ہوگا ۔ خدا کی قسم جتنا انصاف اب مہنگا ہوا ہے ۔ وہ آج سے تیس سال پہلے کبھی نہیں ہوا تھا ۔ پہلے کچھ سکیمیں ہوتی ہیں ۔ کوئی پلاننگ ہوتی ہے ۔ پانچ سو پولیس افسر بھرتی کر لو یا اتنے سپاہی بھرتی کر لو جا کر تھانوں میں دیکھو کہ کیا ہو رہا ہے ۔ اگر میں کسی کے ساتھ گھوڑے پھر کر گیا ہوں ۔ تو پولیس افسر کہے گا کہ جوڑا صاحب آپ کی گھوڑی تو بہت خوبصورت ہے ۔ یہ میرے حوالے کر دو اور جس کو ساتھ لائے ہو ۔ اس نے بوسکی بڑی خوبصورت پہنی ہوئی ہے ۔ اس بیل میں نے اپنے بچوں کے لئے کپڑے نہیں بنائے ۔ اس کو کہو کہ کپڑے تو بنا دے ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر : میں نے پہلے بھی استدعا کی تھی کہ وقت بہت کم ہے ۔ آج اور کل کا دن ہے اور تقریباً 65 ممبران نے حصہ لینا ہے ۔ اس لئے interrupt نہ کریں ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا : جناب سپیکر ۔ پھر مجھے کہنا پڑے گا کہ میں نے پہلی اسمبلی دیکھی ہے کہ آٹھ بجے کا وقت ہوتا ہے ۔ ڈیڑھ دو گھنٹے سے پہلے کبھی اسمبلی شروع نہیں ہوئی ۔ تمام اسمبلی کا عملہ مجھے جانتا ہے کہ سب سے پہلے سرور جوڑا اس ایوان میں آتا ہے ۔ میں ساڑھے سات یا پونے آٹھ بجے یہاں اس اسمبلی میں داخل ہوتا ہوں اور میں یہ فخر کہتا ہوں کہ اس چار سالہ دور میں میں چار دن بھی غیر حاضر نہیں ہوا ۔ جناب والا ! جب سیشن ختم ہوتا ہے ۔ تو میں سیدھا اپنی زمینوں پر چلا جاتا ہوں اور صبح سات بجے یہاں پہنچ جاتا ہوں اور سب سے پہلے یہاں داخل ہو جاتا ہوں ۔ جب میں نے عوام سے وعدہ کیا ہے کہ ملک و قوم کی خدمت کے لئے اور اپنے عوام کی بہتری کے لئے مجھے اس ہاؤس بیٹھنا چاہئے ۔

جناب والا ! اس معزز ایوان کے ممبران کی تعداد 186 ہے اور میں نے آج تک اس ہاؤس میں سولہ سے بیس سے زیادہ ممبران کو یہاں نہیں دیکھا ۔

مسٹر منظور حسین جنجوعہ : جناب والا ! اس وقت بھی ممبران کی تعداد 20 سے زیادہ ہے۔

مسٹر سپیکر : آپ اتفاق کریں یا نہ کریں ۔ لیکن یہ ان کی اپنی رائے ہے ۔

چودھری محمد سرور جوڑا : جناب والا ! اگر یہ پوائنٹ آف آرڈرز اٹھائیں گے ۔ تو میں پھر اس حد تک جاؤں گا کہ آپ نے جتنے بھی یہاں بل پاس کئے ہیں ۔ وہ ایمان سے ایک بھی کورم کے ساتھ پاس نہیں ہوا اور جتنی عدم دلچسپی میں نے یہاں دیکھی ہے ۔ آج تک کسی اسمبلی میں نہیں دیکھی۔

جناب والا ! میں پولیس کے بارے میں عرض کر رہا تھا کہ پولیس کا نام آپ بدل دیں ۔

شیخ عزیز احمد : پوائنٹ آف پرولیج سر ۔ جناب والا ! ان کی تقریر کے یہ اقتباسات حذف کر دیئے جائیں ۔ یہ ہاؤس کی توہین ہے ۔

مسٹر سپیکر : کوئی توہین نہیں ہے ۔ اگر انہوں نے غلط بیانی سے کام لیا ہے ۔ تو آپ اپنی تقریر میں کہہ دیں ۔

چودھری محمد سرور جوڑا : جناب سپیکر ۔ میں آپ کی وساطت سے چیلنج کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : آپ چیلنج ہی نہ کرتے رہیں ۔ میں نے کہہ دیا ہے۔

چودھری محمد سرور جوڑا : جناب والا ! میں پولیس کی بھرتی کے متعلق عرض کر رہا تھا کہ آپ پورے پاکستان کی پولیس کو سکاٹ لینڈ یارڈ میں ایکسپورٹ کر دیں اور سکاٹ لینڈ یارڈ کی پولیس یہاں امپورٹ کر لیں ۔

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر صاحب یہ سکاٹ لینڈ یارڈ انگلستان میں ہے۔

(قہقہہ)

چودھری محمد سرور جوڑا : جناب سپیکر ۔ سکاٹ لینڈ یارڈ کی پولیس پوری دنیا میں مشہور ہے ۔

اس کے بعد جناب میں ٹرانسپورٹ کے متعلق یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر ٹرانسپورٹ نے لائلپور کے روٹوں کو قومی تحویل میں لے لیا ہے - میں اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ یہ تجربہ پنجاب میں کیوں کیا جا رہا ہے ؟ ایسا تجربہ سندھ میں بھی ہوتا چاہئے - سرحد میں بھی ہونا چاہئے تھا -

مسٹر سپیکر : آپ پنجاب کے بجٹ پر بات کریں -

چودھری محمد سرور جوڑا : جناب سپیکر - یہاں لوکل سیلف گورنمنٹ کا بل پاس کیا ہے اس کو بھی صرف پنجاب . . . .

مسٹر سپیکر : دوسرے صوبوں کے متعلق یہاں بحث نہیں ہونی چاہئے -

چودھری محمد سرور جوڑا : جناب سپیکر میں عرض کر رہا تھا کہ پبلک سیکٹر کو موقع دیا جائے -

مسٹر سپیکر : یہ آپ حمایت میں بول رہے ہیں یا مخالفت کر رہے ہیں -

چودھری محمد سرور جوڑا : جناب والا ! کچھ کچھ مخالفت کر رہا ہوں اور کچھ کچھ حمایت کر رہا ہوں - دونوں طرف سے کر رہا ہوں - جناب والا ! اب میں ڈسٹرکٹ پیپلز ورکس پروگرام کی طرف آتا ہوں جس میں ہمارے عوامی نمائندے چیئرمین ہیں - میں یہ کہوں گا کہ شائد ہی کسی ڈسٹرکٹ پیپلز ورکس پروگرام میں غبن نہ ہوا ہو -

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جناب والا ! میں میانوالی ڈسٹرکٹ کا چیرمین ہوں میں چیلنج کرتا ہوں کہ ثابت کیا جائے کہ اگر وہاں کوئی غبن ہوا ہے - اور اگر مجھ پر ایک ٹیڈی پیسہ بھی غبن نکل آئے تو میں اپنی پوری جائیداد دینے کے لئے تیار ہوں بلکہ میں لکھ کر دینے کے لئے بھی تیار ہوں -

مسٹر سپیکر : انہوں نے شاید کہہ کر کافی گنجائش رکھی ہے -

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جناب سپیکر ! انہوں نے کہا ہے کہ تمام ڈسٹرکٹ پیپلز ورکس پروگرام میں غبن ہوا ہے - جناب والا ! اگر وہ میرے ضلع میں جہاں میں چیئرمین ہوں کوئی غبن ثابت کر دیں تو میں اپنی تمام جائیداد لکھ کر دینے کے لئے تیار ہوں -

مسٹر محمد نواز (گجرات): جناب سپیکر! میں گجرات کے متعلق اچھی طرح سے جانتا ہوں وہاں میں نے کوئی غبن نہیں دیکھا۔ معزز ممبر غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔

چودھری محمد سرور جوڑا: جناب سپیکر! میں عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ گجرات ڈسٹرکٹ پیپلز ورکس پروگرام کا پورا عملہ معطل تھا اور ضمانت پر ہے اور سی۔ آئی۔ ڈی کے ایس پی صاحب دو ماہ تک وہاں ڈسٹرکٹ پیپلز ورکس پروگرام کے ہیڈ کوارٹر میں بیٹھا رہا۔ اس وقت کے تمام عملہ کو معطل کر دیا گیا ہے۔ اس میں جناب والا! اتنا غبن ہے کہ شاید ہی کوئی ایسا آدمی ہو جس کے خلاف عدالت میں مقدمہ نہ چل رہا ہو۔ چوہدری نواز صاحب نے جو کہا ہے میں ان کو چیلنج کرتا ہوں اور حکومت کو اپنی وساطت سے یہ بتانا چاہیے کہ کیا مقدمہ چل رہا ہے یا نہیں؟ تمام عملہ ضمانتوں پر ہے یا نہیں؟ میں جناب والا! یہاں تک کہتا ہوں کہ ورلڈ فوڈ پروگرام کے تحت جو 44 لاکھ روپے رکھا گیا تھا۔ اس میں بھی لاکھوں روپے کا غبن تھا۔ اس کو اس صورت میں ختم کر دیا گیا کہ فلڈ آیا اور سارا 44 لاکھ روپے ختم ہو گیا۔ اس کا جناب والا! آپ کو علم ہے۔ اور یہ حقیقت پر مبنی ہے۔ میں کوئی بات اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں۔

جناب والا! زراعت کے محکمہ کے متعلق عرض کرتا ہوں۔ اگلے ہی روز اخبار میں آیا تھا کہ ساہیوال کا پتہ نہیں یہ کون سا محکمہ تھا جہاں 67 لاکھ روپیہ کا غبن ہوا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کسی محکمہ کو لے لیں۔ آئے دن اخبار میں آیا ہوتا ہے کہ اتنے لاکھ روپے کا اتنے کروڑ روپے کا فراڈ ہوگیا ہے۔ ہمارے جو ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ ہیں وہ پتہ نہیں کیا پارٹ ادا کرتے ہیں۔ کاش ہمارے ہاتھ میں اگر کچھ ہوتا تو ہم کرکے دکھاتے۔ ہم کر سکتے تھے۔ میں کہتا ہوں جتنی مرضی آپ پولیس کی بھرتی کر لیں۔ جتنے مرضی مجسٹریٹ بھرتی کر لیں۔ آپ جرائم پر قابو نہیں پا سکتے، اس پر قابو پانے کے لئے ایک ہی طریقہ ہے جو کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور میں ہے کہ اسلامی آئین کو نافذ کریں۔ آئین ہمارے پاس آج سے نہیں چودہ سو سال سے موجود ہے۔ اور جناب وہ آئین بھی کیا ہے۔ زنا کرنے والے کو سنگسار کر دیا جائے۔ شرابی کو کوڑے مارے جائیں۔ چوری کرنے والے کے ہاتھ کاٹ دیے جائیں۔ جناب والا! اس طرح پاکستان جنت میں تبدیل ہو جائے گا اور میں حکومت

کو چیلنج کرتا ہوں اور برملا کہتا ہوں کہ کبھی بھی آپ جرائم پر قابو نہیں پا سکتے جب تک آپ اسلامی نظام نافذ نہیں کریں گے - میرے ایک دوست کہا کرتے تھے -

گزر گیا وہ دور ساقی چھپ کے پیتے تھے -
بنے گا سارا جہان میخانہ ہر کوئی بادہ خوار ہوگا -

جناب والا ! سب کو خدا کے حضور میں جانا ہے - سب کو جواب دہ ہونا ہے - * * * * * * * * * * * *
* * * * * * * * * * * * * *
* * * * * * * * * * * * * *
* * * * * * * * * * * * * *
* * * * * * * * * * * * * *
* * * * * * * * * * * * * *
* * * * * * * * * * * * * *
* * * * * * * * * * * * * *
* * * * * * * * * * * * * *
* * * * * * * * * * * * * *
* * * * * * * * * * * * * *

جناب والا ! میں کہتا ہوں - کہ ہم اس ہاؤس میں کاریں اور ٹریکٹر لینے کے لئے یا کہ شادمان کالونی میں زمینوں کے لئے پرمٹ لینے کے لئے نہیں آئے ہیں - یہ چیز ہمارے منشور میں نہیں ہے - جناب والا ! تمام وزیر تو یہاں پر موجود نہیں ہیں - صرف چار وزیر یہاں بیٹھے ہیں - میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ وزراء صاحبان مجھے بتائیں کہ کبھی میں نے کسی آدمی کی سفارش کی ہے کہ فلاں کو فلاں چیز دے دو - میں نے کبھی نہیں کہا ہے - مجھے پتہ ہے کہ یہ لوگ ہمیں مشکوک نظروں سے دیکھتے ہیں - یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان لوگوں سے پیسے لے کر ان لوگوں کے پاس کوئی ناجائز کام کرانے جاتے ہیں - جناب والا ! میں جب بھی اس اسمبلی کا ممبر بنا تھا - تو میں نے یہ قسم اٹھائی تھی اور میں

---

* بحکم مسٹر سپیکر - حذف کر دیا گیا -

اب بھی اس ایوان میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ قسم ہے اس رب العزت کی کہ جس کے قدرت قبضہ میں میری جان ہے کہ میں جب سے اس اسمبلی کا ممبر بنا ہوں ۔ میں نے کبھی کرپشن نہیں کی ہے ۔ میں بھی اس شادمان کالونی میں مکان بنانے کے لئے ایک دو کنال اراضی لے سکتا تھا ۔ یا وہ اراضی لے کر بلیک میں فروخت کر سکتا تھا ۔ ایک لاکھ میں وہ مل جاتی ہے اور مارکیٹ میں بلیک میں اس کا بھاؤ دو لاکھ کے قریب ہے ۔ اس طرح سے میں بھی اس میں سے ایک لاکھ یا 40 ـ 50 ہزار روپیہ کما سکتا تھا اور فائدہ اٹھا سکتا تھا ۔ جناب والا ! جیسا کہ میرے نیک دل دیانت دار وزیر برگیڈیئر صاحب اس ایوان میں موجود ہیں ۔ میں بھی ان کے علاقے کا ایک زمیندار ہوں ۔ مجھے بھی ٹریکٹر کی ایک ضرورت تھی ۔ جناب والا ! جب میں ٹریکٹر لینے کے لئے گیا ۔ تو وہاں پر کواپریٹو بنک کا جو مینجر تھا ۔ اس نے کہا کہ جناب محمد حنیف رامے صاحب کا ٹیلیفون آیا ہے اور انہوں نے فرمایا ہے کہ تمام وہ آدمی جنہوں نے پرمٹ لیئے ہیں اور جو کہ پرمٹ کے ذریعہ سے ٹریکٹر لینا چاہتے ہیں ۔ وہ دوبارہ مجھ سے بات چیت کریں ۔ شاید انہوں نے یہ سمجھا ہوگا کہ میں ان ایم ۔ پی ۔ اے میں ایک ہوں کہ جنہوں نے ان کے خلاف دستخط کر کے استعفے دیئے تھے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : تو آپ کے پاس پرمٹ تھا ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا : تھا جناب والا ! اور اب بھی ہے اور میں اس ہاؤس میں بھی لایا ہوں ۔ جناب والا ! میں بھی اس کو بیچ کر 10 ـ 12 ہزار روپیہ کما سکتا تھا ۔ جناب والا ! مگر میں نے ایسا نہیں کیا اور نہ ہی میں رامے صاحب کے پاس گیا ہوں ۔ جناب والا ! یہ جو پرمٹ مجھے دیا گیا تھا ۔ میں نے سوچا کہ یہ بھی میرے لئے ایک کرپشن ہے ۔ جناب والا ! اگر مجھے اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے ۔ تو میں پرمٹ کے بغیر بھی ایک ٹریکٹر خرید سکتا تھا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ٹریکٹر کا پرمٹ بھی ایک کرپشن ہے ۔ چنانچہ میں اس ٹریکٹر کے پرمٹ کو پھاڑ دیتا ہوں ۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر نے پرمٹ کو پھاڑ دیا)

جناب والا ! میں نے ایک اور بھی کرپشن کی تھی ۔ وہ اس وقت کی تھی ۔ جب کہ ہمارے سپیکر صاحب نے قرعہ اندازی کی اور مجھے ایک کار ملی تھی ۔

میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی ایک کرپشن ہے اور میں سوچ رہا ہوں کہ 30 جون 1975 کے بعد وہ بھی حکومت کو واپس کر دوں - - -

مسٹر سپیکر : پرمٹ واپس کریں گے - یہ کار واپس کریں گے ؟

چودھری محمد سرور جوڑا : جناب والا ! کار واپس کروں گا - یہ میں اپنے بھائیوں کی نصیحت کے لئے کہہ رہا ہوں - میرا کیا ہے - مجھے اللہ تعالیٰ نے سب کچھ دیا ہوا ہے - میرے پاس کسی چیز کی کمی نہیں ہے - میں جو کچھ کرنا چاہتا ہوں - کر سکتا ہوں - لیکن نہیں میں نہیں کرتا - - -

مسٹر سپیکر : راؤ سخاوت علی خان -

چودھری محمد سرور جوڑا : جناب والا ! میں نے اپنے علاقے کے متعلق بات کرنی ہے -

مسٹر سپیکر : وہ پھر کبھی اگلے بجٹ میں کر لیں -

چودھری محمد سرور جوڑا : مجھے جناب 5 - 10 منٹ دیئے جائیں -

مسٹر سپیکر : نہیں جی - پانچ منٹ نہیں دیئے جا سکتے ہیں - 30 منٹ آپ کو تقریر کرتے ہوئے ہو گئے ہیں - راؤ سخاوت علی خان -

چودھری محمد سرور جوڑا : جناب والا ! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ مجھے پانچ یا دس منٹ دے دیں - میں نے اپنے علاقے کے متعلق عرض کرنا ہے - - - -

مسٹر سپیکر : دس منٹ آپ کو نہیں مل سکتے ہیں - آخر 186 ممبران نے اس بجٹ میں حصہ لیا ہے - ہم جمعہ کے دن آپ کا انتظار کرتے رہے - آپ تشریف فرما نہ تھے -

You were not present even for a second, even for a split of a second....

چودھری محمد سرور جوڑا : جناب والا ! آپ نے کہا تھا کہ خاکوانی صاحب نے تقریر کرنی ہے - ان کو وقت دے دیں - اس لئے میں نے آپ کے کہنے کے مطابق ان کو وقت دے دیا - ورنہ جناب سب سے پہلے میں نے اپنا نام دیا تھا -

مسٹر سپیکر : یہ کس دن کی بات ہے ۔ خاکوانی صاحب نے کس دن تقریر کی تھی ۔

شیخ عزیز احمد : جمعہ کو خاکوانی صاحب نے تقریر کی تھی ۔

چودھری محمد سرور جوڑا : جمعرات کو میری تقریر تھی ۔ میں اس دن کا کہہ رہا ہوں ۔

Mr. Speaker : You were not present on Friday, I waited for the whole day.

یہاں کسی کا کوئی دن مقرر نہیں ہے ۔

مسٹر محمد سرور جوڑا : جناب والا ! مجھے صرف پانچ منٹ دے دیں ۔

چودھری امان اللہ لک : جناب والا ! صرف پانچ منٹ نہیں دے دیں ۔ سال کے بعد تو بولتے ہیں ۔ آپ کی مہربانی ہوگی ۔ آپ انہیں پانچ منٹ دے دیں ۔

Mr. Speaker : There are about hundred members who have to speak.

چودھری امان اللہ لک : جناب ایک ایک منٹ کم کر دیں ۔ انہیں 5 منٹ دے دیں ۔

مسٹر سپیکر : اور پھر یہ اتنی غلط باتیں کرتے ہیں کہ جناب یہ نو بجے اجلاس شروع ہوا ۔ I came here by watch

چودھری محمد سرور جوڑا : جناب والا ! آج جلدی ہوگیا ہوگا ۔ ورنہ پہلے تو کبھی بھی یہ ساڑھے نو بجے سے پہلے نہیں ہوا ہے ۔ میں نے اس وقت گھڑی کو نہیں دیکھا ہے ۔ بہرحال آپ پونے نو کی بات کرتے ہیں ۔ ساڑھے نو بجے سے پہلے کبھی نہیں ہوا ۔

مسٹر سپیکر : کم از کم آج تو گھڑی کی طرف دیکھ لیتے ۔ میں نے اس لئے آپ کو interrupt نہیں کیا ہے ۔ کہ آپ اتنا wide expression کرتے ہیں ۔ But this is your entitlement about things

چودھری محمد سرور جوڑا : جناب والا ! پہلے بھی ممبر بولتے رہے ہیں ۔ لیکن آج جب ہماری باری آئی ہے ۔ تو یہ گھنٹیاں بھی بجنے لگ گئی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اس کے متعلق بھی میں کچھ نہیں کہہ سکتا ۔

This is your privilege and you can make any statement you may like.

ہم اگر عرض کریں گے ۔ تو شکایت ہوگی اور مجھے ایک شاعر کا ایک شعر یاد آیا کہ :

یہ عذر امتحان جذب دل کے کیسا نکل آیا
میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

Please continue for five minutes.

چودھری محمد سرور جوڑا : جناب والا ! میں نے کچھ اپنے ضلع کے متعلق عرض کرنا ہے ۔ جو بھی حکومتیں آئی ہیں ۔ آج تک گجرات میں کوئی بھی ٹیکسٹائیل مل نہیں لگائی گئی ہے ۔ جناب والا ! یہ گجرات کے ساتھ ایک سوتیلی ماں جیسا سلوک ہو رہا ہے ۔ جناب والا ! بریگیڈیئر صاحب اس ہاؤس میں موجود ہیں ۔ یہ بھی اس ضلع گجرات سے تعلق رکھتے ہیں ۔ ہمارے صدر پاکستان چودھری فضل الہی بھی اس ضلع سے ہیں ۔ پھر ہم تو غلط باتیں کہتے ہیں ۔ ہمارے لئے نہیں تو صدر پاکستان کے ضلع کو ہی مد نظر رکھتے ہوئے ہمارے وزیر صحت کا ضلع سمجھتے ہوئے ہی اس پر نظر کرم فرمائیں ۔ لہذا میں یہ گزارش کروں گا کہ کم از کم 30 سال سے وہاں پر کوئی ٹیکسٹائیل مل نہیں لگی ۔ وہاں اس کا بندوبست کریں ۔ تین سال میں کوئی وہاں مل نہیں بنی ۔ وہاں پنکھوں کی فیکٹریاں کوئی 105 کے قریب ہیں ۔ وہاں ان کے لئے کوئی ریسرچ سنٹر قائم کر دیں ۔ کوئی لیبارٹری بنا دیں تاکہ پنکھوں کی اچھی دیکھ بھال ہو سکے ۔ وہاں برتنوں کے بڑے بڑے کارخانے ہیں ۔ لہذا کوئی برتنوں کا سنٹر ہی بنا دیتے ۔ لیکن آج تک وہاں نہ کوئی مل لگائی گئی ہے اور نہ ہی کوئی سنٹر قائم کیا گیا ہے ۔ جب قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو وہاں تشریف لائے تھے تو ہم نے ان سے سوئی گیس کے متعلق ذکر کیا ۔ ملوں کے متعلق ذکر کیا ۔ انہوں نے وعدہ کیا تھا اور جو تقریر انہوں نے کی اس میں بھی ذکر کیا کہ ہم ٹیکسٹائل مل لگائیں گے ۔ آپ کوئی شوگر مل لگا دیتے کوئی سوجی کی مل لگا دیتے لیکن کچھ نہیں کیا ۔ کہاں ہو رہا ہے ؟ ملتان میں ہو رہا ہے ۔

کہاں ہو رہا ہے؟ مظفر گڑھ میں ہو رہا ہے۔ کہاں ہو رہا ہے؟ بہاولپور میں ہو رہا ہے۔ کیا گجرات کا خطہ اس پنجاب سے باہر ہے؟ اس لئے میں جناب سینیئر منسٹر صاحب سے عرض کرتا ہوں کہ ان کا بھی کچھ لگاؤ ان کا بھی گجرات سے تعلق ہے تو خدایا اس ضلع پر رحم کریں۔ آخر ہم نے بھی اپنے عوام کے پاس جانا ہے۔ ان کے پاس میں نے پھر جانا ہے ان سے کچھ تو میں کہہ سکوں۔ جناب والا! وہاں کی جو میونسپلٹی ہے اس کی sanitation اتنی خراب ہے کہ پنجاب میں شائد ہی کسی میونسپلٹی کی ہو۔ تمام شہر میں اندھیرا چھایا ہوا ہوتا ہے۔ کوئی روشنی نہیں ہے۔ کوئی sanitation نہیں ہے۔ وہاں کرپشن ہی کرپشن ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کیا وجہ ہے کہ ملتان کو 3 کروڑ روپیہ دیا گیا۔ لائلپور کو ایک کروڑ روپیہ اور لاہور کو ایک کروڑ روپیہ دیا گیا۔ لیکن وہاں ایک ٹیڈی پیسہ نہیں دیا گیا۔ مجھے اس بات کا علم نہیں کہ آخر کیا بات ہے۔ بہر حال میں آخر میں اپنے وزیر خزانہ صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں جنہوں نے بجٹ پیش کیا۔ مبارکباد پیش کرنے کی بھی ایک رسم ہے۔ اگر میں یہ نہ کہوں تو ہو سکتا ہے کہ میرا نام بھی غداروں میں شامل نہ ہو جائے اور بلیک لسٹ میں نہ آ جائے۔ میں ضرور کہوں گا کہ بجٹ ہندسوں کا ہیر پھیر ہے۔ مجھے خدشہ ہے کہ کہیں گھنٹی نہ بج جائے اس لئے میں زیادہ باتیں نہیں کرنا چاہتا۔ جو کچھ میں نے کہا ہے یہ کسی کے خلاف نہیں ہے بلکہ یہ میرے اپنے خیالات ہیں اچھے یا برے ہیں۔ اگر غلطی ہو گئی ہو تو آپ سب بھائیوں سے معافی چاہتا ہوں۔ اب میں زیادہ باتیں نہیں کرنا چاہتا۔ اگر مجھے وقت ملتا تو پھر میں بتاتا کہ کیا کچھ ہو رہا ہے اور کیا کچھ نہیں ہو رہا۔ اب اجازت چاہتا ہوں۔

مسٹر سپیکر: رائے سخاوت علی خان۔

وزیر تعلیم: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! محترم رکن نے شروع میں یہ فرمایا تھا کہ میں نے (ڈاکٹر عبدالخالق نے) یہ کہا ہے کہ تعلیم حاصل کرنا ہو تو چین جاؤ۔ میرا خیال ہے کہ وہ میں نے حضور اکرم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا حوالہ دیا ہوگا۔

مسٹر سپیکر: بہر حال آپ نے ابھی کوئی آرڈر کسی کو نہیں دیا۔

وزیر تعلیم : اطلبوالعلم و لوکان بالصین ۔ اگر علم حاصل کرنا ہو تو چین جاؤ ۔ تو اس لئے میں کہنا چاہتا ہوں کہ میں نے نہیں کہا ۔ نعوذ باللہ ۔ بلکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ الہ علیہ وسلم کی حدیث ہوگی ۔ جو یہاں میں نے quote کی ہوگی ۔

مسٹر سپیکر : رائے سخاوت علی خان ۔

رائے سخاوت علی خان : جناب سپیکر ! جناب وزیر خزانہ صاحب نے جو بجٹ پیش کیا ہے وہ بہت اچھا بجٹ ہے ۔

مسٹر سپیکر : رائے صاحب ۔ آپ کی تقریر شروع ہونے سے پہلے میں دو باتوں کا اعلان کرنا چاہتا ہوں ۔ ایک تو یہ کہ تقریر کرنے کے لئے جن اراکین اسمبلی کا اب اعلان کیا جائے گا اگر وہ موجود نہیں ہوں گے یا اپنی تقریر کے اس موقع کو avail نہیں کریں گے ان کو دوبارہ موقع نہیں دیا جائے گا ۔ دوسری بات یہ ہے کہ عام طور پر رولز کے مطابق سیشن کی sitting ایک بج کر تیس منٹ پر ختم ہو جاتی ہے ۔ آج میں اس پابندی کو waive کر رہا ہوں اور آج صبح کا یہ سیشن indefinitely چلے گا جب تک کہ میں اس کے ختم ہونے کا اعلان نہیں کرتا ۔

آوازیں : فہرست پر جن معزز ممبران کے نام ہیں وہ بتا دیں ۔

مسٹر سپیکر : میرے پاس ان ممبران اسمبلی کے نام ہیں جنھوں نے تقریر کرنی ہے ۔ صوفی نذر محمد ۔ شیخ عزیز احمد ۔ میاں غلام فرید چشتی ۔ خان محمد شفیق خان ۔ ویسے ان میں سے تین صاحبان صبح موجود نہیں تھے مگر میں نے پہلے اعلان نہیں کیا ہوگا اس لئے repeat کروں گا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مسٹر انور علی بٹ ۔ میاں افضل حیات ۔ رائے میاں خان کھرل ۔ چودھری محمد نواز ۔ ملک شاہ محمد محسن ۔ سردار عطا محمد خان لغاری ۔ رانا کے ۔ اے ۔ محمود ۔ پیر مہتاب احمد ۔ کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ ملک منور خان سید کاظم علی شاہ ۔ چودھری شوکت علی ۔ خان محمد ارشد خان لودھی ۔ چودھری محمد اشرف ۔ ڈاکٹر حلیم رضا ۔ چودھری کام اللہ ۔ سردار محمود خان لغاری ۔ میاں ظہور احمد ۔ مرزا طاہر بیگ ۔ مہر اختر عباس بھروانہ ۔ سید طاہر احمد شاہ ۔ سید محمد مسعود ۔ سید فدا حسین ۔ چودھری علی محمد خادم ۔ مس ناصرہ کھوکھر ۔ ڈاکٹر سید غلام بلال ۔ چودھری عبدالعزیز ڈوگر ۔ ملک خان محمد کھوکھر ۔

جی ۔ رائے سخاوت علی خان ۔ اب آپ تقریر کریں ۔

A رائے سخاوت علی خان : جناب والا ! میزانیہ 76-1975 پنجاب کی ہسٹری میں سب سے بڑا میزانیہ پیش کیا گیا ہے ۔ وزیر خزانہ نے ہر مد میں بڑی فراخدلی سے روپیہ دیا ہے اور خاص طور پر تعلیم اور صحت کی مدات پر ہماری ضرورت کے مطابق روپیہ خرچ کیا گیا ہے ۔ موجودہ حالات کا تقاضا ہی ایسا ہے کہ ان پر زیادہ خرچ کیا جائے ۔ تعلیم پر 24 کروڑ روپے اور صحت پر 29 کروڑ روپے خرچ کئے جائیں گے یہ بہت احسن اقدام ہے ۔ قوم کی صحت جس وقت بین الاقوامی تقاضوں کو پورا نہیں کر سکتی تو اس وقت ایسے اقدامات کرنے پڑتے ہیں ۔ شائد یہ بھی اسی لئے کیا گیا ہے کہ یہ زیادہ پیسے رکھے گئے ہیں ۔ ترقی پذیر ممالک جتنے بھی ہیں ان میں بیشتر کا صحت کا مقام زیرو پوائنٹ ہے جیسے ہماری حکومت کے آنے سے پہلے دیہات میں تھا ۔ ہمارے دیہات میں صحت کا انتظام بالکل نہیں تھا ۔ مثلاً دور دراز علاقے میں سادہ سی ڈسپنسری بھی نہیں تھی جب کہ اس بجٹ میں تحصیل ہیڈ کوارٹر پر سات ہسپتال ۔ بنیادی سنٹر 38 ۔ ہیلتھ سنٹر 43 اور ایک ہزار بستروں پر مشتمل ہسپتال ۔ یہ مختلف جمع کئے گئے ہیں مثلاً لاہور میں باغبانپورہ میں ۔ ان حالات کے مطابق بہت سا خرچ شہروں میں دیا جائے ۔ میں یہ مطالبہ کروں گا اور میرے مطالبہ کو نوٹ کر لیا جائے وہ یہ کہ میرا تعلق تحصیل سمندری پ پ 62 لائلپور سے ہے ۔ جناب والا ! یونین کونسلوں میں ایک ایک ڈسپنسری ضروری ہے حالانکہ بہت سی یونین ایسی ہیں جہاں ایک ایک ڈسپنسری بھی نہیں ہے ۔ میں گزارش کروں گا کہ اس محرومی کو دور کیا جائے اور ہر یونین کونسل میں دو سے لے کر چار تک ڈسپنسریاں قائم کی جائیں ۔

جناب والا ! تعلیم کے لئے بھی بہت خرچ کیا گیا ہے ۔ تعلیم ہمارے لئے بے حد ضروری ہے کیوں کہ ہر چیز کے جاننے کا تعلق تعلیم ہی سے ہے ۔ جوں جوں ہم باشعور ہوتے جاتے ہیں ہمیں اپنی پسماندگی کا خیال بھی ہمیشہ پریشان کرتا رہتا ہے ۔ میرا علاقہ برسوں سے صدیوں سے ایک ویرانہ کہہ دوں تو بڑی بات ہے بہر کیف پسماندہ کہہ کر گزارہ کروں گا ۔ یہ علاقہ لائلپور کا ہے لیکن لائلپور سے اس کا دور کا تعلق بھی نہیں ہے ۔ جو دریائے راوی

کے ساتھ ساتھ پھیلا ہوا ہے جہاں کے لوگوں کے وسائل بھی محدود ہیں ۔ وہاں سڑکیں قطعاً نہیں ہیں لیکن تعلیم کے مراکز جو اب نئے کھلے ہیں اور پرائمری سکول کھل جانے سے وہاں کی حالت پہلے سے بہتر ہو رہی ہے ۔ فلیٹ ریٹ ان علاقوں میں بہتر رزلٹ پیدا کرے گا مثلاً جن علاقوں کا تعلق سوئی سے ہے اور فوگر ملوں سے ہے۔ لیکن باقی حصے جو ہیں ان کے لئے اچھی خاصی تکلیف کا باعث بنے گا ۔ اور حالات یہ بتا رہے ہیں کہ کتنی تکلیفیں ہے ۔ ملک کی معیشت کے لئے ۔ جانوروں کا وجود قائم رکھنا بہت ضروری ہے ۔ 85 فیصد آبادی چونکہ دیہات پر مشتمل ہے اور جانور نہایت ضروری ہیں ۔ جب فلیٹ ریٹ ہوگیا تو جانوروں کا رکھنا نہایت مشکل ہو جائے گا بلکہ دشوار ہو جائے گا ۔ جانور صرف ہمارے لئے کھاد ہی نہیں پیدا کرتے بلکہ ہم ان کے گوبر سے کھاد حاصل کرتے ہیں اور استعمال کرتے ہیں اور ہم سبز چارہ گوارہ بیچ کر اس کو مٹی میں ملا کر کھاد بناتے ہیں اور اس طرح کھاد کی کمی پوری کر لی جاتی ہے ۔ اس طرح سے ہم کھاد کی کمی کو پورا نہیں کر سکتے ۔ لکڑی ہماری آبادی کے لئے بہت ضروری ہے ۔ رقبے کی آبادی کے لحاظ سے ہمارے ملک میں پہلے ہی جنگلات کم ہیں اور جو چھوٹے موٹے درخت ہیں ہم انہیں اپنی ضرورت کے مطابق کاٹ لیتے ہیں اور ان سے اپنی ضرورت پوری کر لیتے ہیں اور اس مہنگائی کے دور میں خاص کر دیہاتوں میں رہنے والوں کے لئے جو لوگ آٹے اور چینی جیسی چیز کے لئے ترستے ہیں جہاں ڈپو نہیں ہیں اگر کوئی آٹے کا ڈپو ہے تو وہ لوگ اس سے پوری طرح استفادہ نہیں کر سکتے ۔ اس لئے میرا یہ مطالبہ ہے کہ کم از کم آٹے کے ڈپو ضرور کھولے جائیں اگر کوئی جھگڑا ہے تو ڈپو کی وجہ سے دوسرے لوگوں کی اس کی سزا نہیں ملنی چاہئیے ۔ جو لوگ دیہات میں 5 یا 6 ایکڑ کے مالک ہیں ان کے لئے آٹے کے ڈپو ضرور ہونے چاہئیں اور ان کو آٹا ضرور ملنا چاہئیے ۔ اگر کوئی جھگڑا ہے ۔ تو اس میں قصور باقی آبادی کا نہیں ہے ۔ باقی آبادی کو اس کا متبادل انتظام کرنا چاہئیے ۔ کیونکہ یہ مفاد پرستوں کا آپس کا جھگڑا ہے ۔ پھر آپ نے جو ملکیت کا اعلان کیا ہے اس لئے جو بھی ملکیت ہو کم از کم شہروں میں جس کے ایک یا دو مکان ہیں اس کی ملکیت کا احترام ہونا چاہئیے جب مالک کو مکان کی ضرورت ہو تو اس کو عدالت کے چکر نہیں کاٹنے چاہئیے ۔ اس قسم کا قانون

ہونا چاہیئے کہ جب اس کو اس مکان کی ضرورت ہو اس کو خالی ملنا چاہیئے وغیرہ
بھلا ایک آدمی ریٹائر ہو جاتا ہے یا وہ ہروس میں ہے قضا الٰہی سے وہ
مرجاتا ہے اس کے بیوی بچوں کو مکان کی ضرورت ہوتی ہے تو اس کو مکان
ملنا چاہیئے لیکن کرایہ دار اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ان کو عدالتوں کے چکر
کاٹنے پڑتے ہیں ۔ یہاں تک کہ ان کو عدالت کی ڈگری بھی ملی ہوئی ہوتی ہے
لیکن مکان خالی نہیں ہوتا ۔ میرا مطالبہ یہ ہے کہ کم از کم شہری آبادیوں میں
جہاں ایک آدمی کا ایک مکان ہے اور وہ اپنے رہنے کے لئے مکان خالی کروانا
چاہتا ہے ۔ کرایہ بڑھانے کے لئے خالی نہیں کرانا چاہتا تو اس کو اس کا مکان
ملنا چاہیئے ۔ دوسرے آمدنی کم ہوتی جا رہی ہے ۔ یہ بڑی تکلیف دہ بات ہے کہ
ہمارے دیہاتوں میں ملکیت کا احترام ختم ہو گیا ہے ۔ جس کی وجہ سے پیداوار
میں بھی کمی ہو رہی ہے ۔ اجناس کی صورت میں چھوٹے مالکوں کو ضروری
حصہ نہیں دیا جاتا ۔ یتیموں اور بیوؤں کی زمین کا حصہ مزارع نہیں دیتے وہ
لوگ جو شہروں میں رہتے ہیں یا جو ملازمین ہیں ان کو ان کی زمین کا حصہ
نہیں ملتا اور جن لوگوں کی زمین ساڑھے بارہ ایکڑ سے کم ہے ۔ وہ اس رقبہ
کو خالی نہیں کرا سکتے بلکہ بڑے بڑے زمیندار آج بھی اسی حالت میں ہیں ۔
لیکن ساڑھے بارہ ایکڑ سے کم اراضی کے مالک ایک مصیبت میں پھنسے ہوئے
ہیں اگر ان کی مضبیت دیکھنی ہے تو دیہات میں جا کر دیکھو کہ چھوٹے
مالکان کی لوگوں نے کیا حالت بنا رکھی ہے ۔ جو غریب پانچ ایکڑ کے مالک
ہیں وہ تو کوئی کام نہیں کر سکتے مزارع تو پھر بھی شہر میں جا کر مزدوری
وغیرہ کر سکتا ہے ۔ لیکن یہ بیچارہ نہ تو مزدوری کر سکتا ہے نہ اس کو اس
کا پورا حصہ مل رہا ہے نہ مزارع زمین خالی کر رہا ہے اگر یہ بیچارہ کوئی
کام کرتا ہے تو وہ اس کی شایان شان نہیں ہے ٹھیک ہے زمیندار کا تصور کم
ہو رہا ہے لیکن اتنا ضرور ہونا چاہیئے کہ مالک کا احترام ضرور ہو لیکن یہ
نہیں ہو رہا ہے ۔ اس لئے یہ میرا مطالبہ ہے کہ ملکیت کا احترام ضرور ہونا
چاہیئے ۔ یہی حالت ملوں کی ہے اس میں شک نہیں ہے کہ مل مالکان کسی زمانے
میں فرعون تھے ۔ بغیر کسی وجہ کے جس کو چاہتے تھے نکال دیتے تھے اس
لئے مزدوروں کا تحفظ لازماً ہونا چاہیئے تھا ۔ چنانچہ اس میں کچھ مزدور ہی

کیوں نہ ہوں ۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ اُن پر کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا ہے ۔ شاید وزیر خزانہ کو مہنگائی کا احساس ہو ۔ یہ بہت بڑا پیشہ ہے جس کا ہم تحفظ کریں گے نیا ٹیکس نہیں لگا یہ بڑی مہربانی ہے ۔ ہم پہلے ہی بارگراں کے نیچے دبے ہوئے تھے ۔ میں پہلے بھی گزارش کر چکا ہوں کہ آبادی کا اکثر حصہ جو شہروں کے نزدیک رہتا ہے وہ پہلے ہی منظور نظر ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنے مطالبات منوا لیتے ہیں کیونکہ وہ اکثر سیاہ جھنڈے لیکر اپنا حق منوانے کے لئے شہر میں پہنچ جاتے ہیں اور اپنا حق منوا لیتے ہیں لیکن دور دراز علاقوں میں جو لوگ بستے ہیں ۔ وہاں سڑکیں بہت کمیاب ہیں اور ان کے آنے جانے میں نہایت تکلیف ہوتی ہے ۔ اس سلسلے ہیں ڈسٹرکٹ کونسل میں پیپلز ورکس پروگرام کے تحت جو اجلاس ہوا ہے تو اس میں صبح سے شام تک بحث ہوتی رہی ہے لیکن وہی حصے رکھے ۔ ایسے لوگ جن کا تعلق دور دراز علاقوں سے ہے ۔ بلکہ ان علاقوں سے ہے جو شہروں سے نہیں ملتے جن کے درمیان دریا ایک حد ہے ۔ ان علاقوں میں نہ تو کوئی ہسپتال ہے ۔ نہ کوئی سڑک ہے نہ ان کو تعلیم کی سہولت دی گئی ہے ۔ مثال کے طور پر تاندالیانوالہ ایک اچھی خاصی آبادی ہے اس کے لئے ہمیں ایک لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے کالج چاہیے ۔ وزیر تعلیم سے گزارش ہے کہ ہمارے پاس عمارت موجود ہے لہذا کالج کی منظوری دی جائے ۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ یہ ایک ایسا علاقہ ہے ۔ جہاں بسوں میں سفر کرنے کے لئے ایک اچھے خاصے تندرست آدمی (نہ کہ چائے پینے والا آدمی) کے لئے دشوار ہے ۔ وہ بھی بس میں سفر نہیں کر سکتا ۔ اس قدر بھیڑ ہوتی ہے کہ وہ بس میں داخل نہیں ہو سکتا ۔ اخبار پاکستان ٹائمز کے کارٹون کا نتھا میں دکھایا گیا وہ اپنے کپڑے اتار رہا ہے تاکہ وہ بس میں سوار ہو سکے ۔ ہماری یہ حالت ہوتی ہے کہ جب ہم بس میں سوار ہونے کے لئے جاتے ہیں اور چونکہ ہمارے کپڑے موٹے ہوتے ہیں ۔ یہ پھٹتے تو بہت کم ہیں لیکن جو مالش ہماری ہوتی ہے ۔ وہ ایک ہفتہ تک یاد رہتی ہے ۔ بسوں میں لڑکیوں کا سفر کرنا نہایت تکلیف کا باعث ہے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ ابھی تک ہم اتنے ترقی یافتہ نہیں ہوئے کہ ہم اپنی بچیوں کو دوسرے علاقے میں رہائش کا انتظام کرکے بھی رکھ سکیں ۔ ابھی ہمارا تعلق

ان گھرانوں سے ہے جہاں لوگ ابھی تک اپنے دیہات سے لڑکیوں کو جب تک ان کی شادی نہیں ہوتی ان کے ننیال بھی نہیں بھیجتے ۔ تو ان بچیوں کو سکول یا کالج میں تاندلیانوالہ سے کسی ملحقہ دیہات یا کسی دوسری جگہ بھیجنا بڑا ہی تکلیف دہ مسئلہ ہے ۔ تو اس سلسلے میرا یہ مطالبہ نوٹ کر لیا جائے کہ تاندلیانوالہ میں لڑکیوں کا کالج قائم کیا جائے ۔ وہاں اچھی خاصی آبادی ہے اور اسے سب تحصیل بنانے کا مطالبہ ہم پہلے کر چکے ہیں ۔ بہت سی باتیں سرور جوڑا صاحب نے اس انداز سے کی ہیں ۔ وہ کچھ مبالغہ آرائی سے بھی کام لے رہے تھے ۔

چودھری محمد سرور جوڑا : جناب میں نے تو کچھ کہا ہی نہیں ۔

رائے سخاوت علی خان : لیکن میں نے تو اس طرف تھوڑا سا حوالہ بھی دیا ہے کہ یہ بھی نہیں ہوا ۔ ۔ ۔ ۔

چودھری محمد سرور جوڑا : جناب میری تو ابھی تمہید ہی بندھ رہی تھی کہ میرا وقت ختم ہو گیا ۔ ۔ ۔ (قہقہہ)

رائے سخاوت علی خان : یہ بد قسمتی کی بات ہے کہ ہم نے تھوڑے عرصے میں اتنے وزراء اعلیٰ بدلے ۔ ہمارے ایک سابقہ وزیر اعلیٰ کے دور میں لائلپور میں سی آئی اے سٹاف کے تحت ایک ٹیم کام کر رہی تھی جس میں سپاہی تھے ۔ حوالدار تھے ۔ اے ۔ ایس ۔ آئی تھے اور ایسے ہی ان کا انچارج تھا ۔ وہ تو خیر تھا ۔ تو وہ ایک بھیڑیوں کا ایسا گروہ تیار ہوتا رہا ۔ ایک طرف تو ان کی اتنی ترقیاں ہوئیں کہ جو پہلے لال فیتہ لگانے پھرتے تھے آج وہ دو پھول لگائے پھرتے ہیں ۔ وہ زیادتی کی ۔ ان لوگوں نے علاقہ کے لوگوں سے حد سے اس قدر گزر گئے کہ بیان سے باہر ہے ۔ میں اس مقدس ایوان میں اب جو کچھ کہوں گا ایمان سے کہوں گا اور یہ شرم کی بات ہے کہ ان لوگوں پر اس حد تک تشدد کیا گیا کہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ۔ تاریخ رسل ملوک میں دوسری ہجری کے ایک واقعہ کا ذکر ہے ۔ اس میں یہ حوالہ دیا گیا ہے کہ ام روما ایک بلو مسلمان عورت تھی ۔ ایک یہودی خارث بن عدنان نے اس کے سر سے دوپٹہ کھینچا اس پر ایک خون خرابہ ہوا اور جنگ ہوئی ۔ تو اس واقعہ جس کا ذکر میں اب کروں گا کے بارے میں بھی میرا مطالبہ ہے کہ اس کی تحقیقات پولیس سے نہ کرائیں ۔ کیونکہ پولیس والا ہمیشہ پولیس کی

امداد کرتا ہے ۔ اس کی تحقیقات کسی اور ذریعہ سے کرائیں ۔ یہ رات کا واقعہ نہیں یہ دن کا واقعہ ہے ۔ چار میل کا لمبا سفر جس میں کچھ مرد اور کچھ عورتیں تھیں ۔ ان کی چادریں اتروا کر ان کے سروں کے اوپر باندھ دی گئیں اور ایک بہن سے کہا گیا کہ اپنے بھائی سے منہ کالا کرلے یہ لوگ اسی حالت میں سات آٹھ چکوک سے گزرے اور دن دھاڑے یہ ننگا مارچ کرتا ہوا قافلہ چک 463 میں پہنچا ۔ وہاں ایک عورت نے کہا کہ تمہارا بیڑہ غرق ہو جائے ۔ تم مرد ہو کر پولیس والوں سے ڈرتے ہو ۔ یہ جو مرد ننگے ہو کر آئے ہیں ۔ انہیں روکو ۔ تم نے کیوں ہمارا ستیاناس کر دیا ہے ۔ مردوں کو تو پھر بھی ہمت نہ پڑی ۔ لیکن اس عورت نے کہا کہ بے غیرتو تمہاری کوئی ماں بہن نہیں ۔ تم ہمیں یہ ننگے مرد دکھانے آئے ہو ۔ یہ ان میں سے ایک آدمی کی کہانی ہے جو اس وقت لال فیتے والا تھا ۔ سابقہ حکومت میں اور اس وقت دو پھول لگا کر ایک تھانے میں انچارج لگا ہوا ہے اور جو لوگ اس وقت اس کے نیچے کے عملے کے تھے ۔ سپاہی تھے وہ اب اے ایس آئی کے عہدے پر ہیں ۔ ایک کے ذمے تو تھانہ کھڑیانوالہ کا ایک قتل کیس ہے ۔ مرنے والے کا نام میاں خان ہے جو اپنے ماں باپ کا اکلوتا بیٹا تھا ۔ وہ اس وقت تک نہیں مل رہا ۔ پولیس والے کہتے ہیں کہ ہم نے اسے پوچھ گچھ کے بعد فارغ کر دیا ہے حالانکہ اس کے خلاف پرچہ درج ہوا تھا ۔ میاں خان کے وارث ہائی کورٹ کے چکر لگا رہے ہیں لیکن کوئی شنوائی نہیں ہوئی ۔ دوسرا واقعہ چوکی جھوک دتہ کا ہے ۔ اس میں بھی جو شخص ملوث ہے وہ بھی اسی سٹاف میں اس وقت ایک سپاہی تھا جو اس وقت ایک پھول لگائے پھرتا ہے ۔ اس نے ایک شخص کو اتنا پیٹا کہ لوگوں میں افواہ پھیل گئی کہ وہ مر گیا ہے ۔ کافی دیر تگ و دو ہوتی رہی لیکن اس نے ریکارڈ میں سے اسے ایسا صاف کیا کہ جب اسے ہائی کورٹ نے طلب کیا تو اس نے کہا کہ ہم نے تو اسے گرفتار ہی نہیں کیا ۔ اس کے بعد ہائی کورٹ میں ایک مہینہ کی جد و جہد کے بعد ۔ اتنی بڑی عدالت کی جد و جہد کے بعد ۔ تو ایک دوسرے تھانے میں اس کا ایک عزیز تھا رشتہ داروں میں سے اس نے اس کے اوپر پرچہ دیا اور وہاں حاضر کیا ۔ لیکن اب اس کی یہ حالت ہے کہ اگر اس کا میڈیکل سرٹیفکیٹ بھی پیش کیا جائے تو وہ فٹ نہیں ہوگا ۔ ان حالات کے تحت اور کچھ نہیں تو کم از کم یہ چار میل کا سفر جو ان پولیس والوں نے مردوں کو ننگا کرکے

گرایا ۔ ان پولیس والوں کے متعلق میں یہ کہوں گا کہ انہیں محکمہ پولیس نے نکال دینا چاہئے ۔ ہمارے آئی جی صاحب بڑے نیک ہیں ۔ وہ ہمیشہ حکم دیتے رہتے ہیں کہ ہم بد دیانت افسران کو نکال دیں گے ۔ تو یہ بھیڑیوں کا گروہ ان لوگوں میں سے ہے ۔ جو لوگوں کے لئے وبال جان بنے ہوئے ہیں ۔ میرا مطالبہ یہ ہے کہ ایک تو میرے حلقہ انتخاب میں تاندلیانوالہ میں ایک بچیوں کے لئے ہائی سکول ہے اور کوئی سکول بچیوں کے لئے نہیں ۔ میرا مطالبہ ہے کہ قطروال چک نمبر 170 میں بچیوں کے لئے مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دیا جائے ۔ دوسرا مطالبہ چک نمبر 364 بھوآنا میں مڈل سکول کے متعلق ہے ۔ اس کے علاوہ اچھا خاصا مڈل سکول بھی ہے ۔ پرائمری سکول بھی ہیں ۔ اسے ہائی سکول کا درجہ دیا جائے ۔ جھامرا میں بچیوں کا ایک پرائمری سکول ہے ۔ چک 230 بہادر والا کے سکول کو بھی پرائمری سے مڈل کا درجہ دیا جائے ۔ سڑکوں کے بارے میں میں نے اپنی ویرانی کا ذکر وزیر اعلیٰ صاحب سے کیا تھا تو انہوں نے دو سڑکوں کے بنانے کا حکم ڈی سی صاحب کو دیا تھا جنہوں نے کل اس بارے میں کچھ غیر یقینی باتیں کی ہیں ۔ میرا مطالبہ ہے کہ ان دو سڑکوں کے بارے میں وزیر اعلیٰ کے حکم کا احترام کرایا جائے اور وہ سڑکیں بنائی جائیں ۔ اس کے علاوہ وہ ایک نئی سڑک کا بھی مطالبہ ہے وہ ہے چک نمبر 433 سے جھوک آدمکی بس کا چک نمبر 424 ہے ۔ یہ چار میل کا سفر ہے ۔ یہ جرنیلی سڑک ہے ۔ اس کے دونوں اطراف اچھی خاصی آبادی ہے جس کے لئے آنے جانے کا یہی راستہ ہے ۔ اس کے علاوہ چھانورا کے لئے ایک ہیلتھ سنٹر کی بھی ضرورت ہے ۔ باقی گزارشات میں پہلے کر چکا ہوا ہوں کہ ہر یونین کونسل میں دو سے چار تک کا وجود لازمی قرار دیا جائے کیونکہ ان کے بغیر لوگوں کو بہت تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ آخر میں میں سب سے ضروری اور نہایت اہم اس کی جانب توجہ دلانا چاہتا ہوں ۔ خزانہ کا عوامی حصہ ہم دیہات والوں سے لیا جاتا ہے اور ہم ہیں کہ اس عوامی حصہ کے ادا کرنے کی طاقت نہیں ۔ جو کام ہم شہری آبادی میں کرتے ہیں ہم دیہات والوں کی آبادی جو 85 فیصدی ہے چاہے انہیں مزارعہ کہہ لو چاہے کچھ اور کہہ لو ۔ ہم انہیں سبزیاں دیتے ہیں ۔ پھل دیتے ہیں اور ارزاں قیمت پر دیتے ہیں یہ الگ بات ہے کہ ریڑی والا ان سے کریلوں کا بھاؤ آٹھ یا دس روپے لگا لے ۔ لیکن ہم

انہیں دو تین روپے کے حساب سے دیتے ہیں - جب یہ سبزی شروع میں آتی ہیں - تو جب شہری آبادی سے آپ خزانہ کا 50 فیصدی عوامی حصہ نہیں لیتے تو ہمارے ساتھ اس سلسلہ میں جو زیادتی ہو رہی ہے اسے ہٹایا جائے۔ ہماری بہت سی ترقیاتی سکیمیں اس لئے اب نہیں ہو سکتیں کہ ہم عوامی حصہ دینے سے قاصر رہتے ہیں - ہم میں علم کی بھی کمی ہے۔ ہم انفرادی کاموں پر تو ہزاروں روپیہ خرچ کر دیتے ہیں جب کسی مصیبت میں پھنس جاتے ہیں - وہ صاحب جائداد لوگ یا جنہوں نے زرعی اصلاحات میں زمینیں چھوڑیں یا جب انہیں کوئی اور مصیبت آ جائے تو میں کہتا ہوں کہ وہ لاکھوں روپیہ تک بھی خرچ کر دیتے ہیں لیکن عوام کے بچوں کے لئے کہیں کہ ہم عوامی حصہ کے لئے کچھ رقم چاہتے ہیں تو وہ نہیں دیتے ۔ لہذا یہ عوامی حصہ والی زیادتی دور ہونی چاہئے - ہم انفرادی طور پر سوچتے ہیں اور خرچ کرتے ہیں اور ابھی اس قابل نہیں ہوئے کہ اجتماعی طور پر سوچیں - لہذا اس بات کے متعلق مہربانی کی جائے۔ اس دفعہ ہمیں آبادی کے لحاظ سے بجٹ ملا ہے - - - -

مسٹر سپیکر : آپ کے پندرہ منٹ کی بجائے تیس منٹ ہوگئے ہیں -

رائے سخاوت علی خان : میری درخواست ہے کہ مجھے بھی سرور جوڑا صاحب کی طرح وقت دیا جائے۔

مسٹر سپیکر : اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے پاس ساٹھ نام ہیں - میں آپ کو اجازت تو دے دوں گا - اگر یہ یہ ساٹھ فاضل اراکین پندرہ منٹ بھی تقریر کریں تو آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مجھے اس طرح کتنے گھنٹے چاہییں -

رائے سخاوت علی خان : آخری صفحہ پلٹوں گا تو end (آخر) بھی آ جائے گا -

مسٹر سپیکر : یہ صرف آپ کے لئے نہیں ، بلکہ سب فاضل اراکین کے لئے ہے - جو فاضل رکن مقررہ وقت سے زیادہ وقت لیتا ہے وہ اصل میں کسی دوسرے ممبر کا وقت لے رہا ہے -

رائے سخاوت علی خان : میں اس بارے میں معذرت چاہوں گا - گزارش ہے کہ پنجاب میں پہلی دفعہ اس کی آبادی کے لحاظ سے بجٹ ملا ہے - میں وزیر

خزانہ سے مودبانہ گزارش کروں گا کہ دیہات میں 85 فی صد آبادی ہے ۔ یہ ٹھیک ہے کہ پہلے کی نسبت ہم بہت سے لوگ زیادتیوں ، یا بھوک اور افلاس یا کسی اور وجہ سے دیہاتوں کو چھوڑ کر شہروں میں آ گئے ہیں ۔ لیکن جتنی دیہاتوں میں آبادی ہے ، اس آبادی کے لحاظ سے ہمیں بجٹ میں حصہ ملنا چاہئے ۔ یہ نہیں کہ باغبانپورہ میں تو پچاس بستروں کا ہسپتال بنا دیں ۔ لیکن ہم ڈسپنسری چاہیں تو وہ بھی نہ بنے ۔ آبادی کو مد نظر رکھ کر ہمارے حالات کو بدلنے کی کوشش کریں ۔ ہم بڑی بری حالت میں ہیں ۔

بہت سی باتیں کرنے سے رہ گئی ہیں ۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : صوفی نذر محمد تشریف نہیں رکھتے ۔ میاں غلام فرید چشتی ۔ یہ بھی تشریف نہیں رکھتے ۔ شیخ عزیز احمد ۔ ۔ ۔ میں فاضل اراکین سے یہ استدعا کروں گا کہ اپنی تقریر کو پندرہ بیس منٹ کے اندر ختم کرنے کی کوشش کریں ۔ میرے پاس ساٹھ نام اور ہیں اور صرف آج اور کل کا دن بجٹ میں حصہ لینے کے لئے ہیں ۔

شیخ عزیز احمد : جناب سپیکر ! آج 76-1975 کے بجٹ پر چوتھے روز بحث ہو رہی ہے ۔ صوبہ پنجاب کی تاریخ میں یہ آٹھ ارب آٹھ کروڑ روپے کا پہلا بجٹ ہے جس میں دو ارب نوے کروڑ انتظامیہ پر دو ارب آٹھ کروڑ روپے ترقیاتی پروگراموں پر دو ارب پانچ کروڑ روپے زراعت پر خرچ کیے جاتے ہیں ۔ جب کہ کیپٹل بجٹ میں پچاس کروڑ روپے مختص کیے گئے ہیں ۔ صوبہ پنجاب کا چوتھا میزانیہ پیش کرتے ہوئے جناب وزیر خزانہ نے اکیاس صفحوں پر مشتمل تقریر کرتے ہوئے جن امور کی نشاندہی کی ہے اور جس طرح بجٹ کی تفصیلات پر روشنی ڈالی ہے ، وہ ان کی فراست ، معاملہ فہمی اور دانش مندی کا بین ثبوت ہے ۔ میں امید کرتا ہوں کہ ان کی آرزوئیں اور خواہشیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بر آئیں گی ۔ اس بجٹ پر میری عام بحث کی تقریر کو نکتہ چینی نہ سمجھا جائے بلکہ میں ان امور کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں جو کہ اصولوں پر مبنی ہو گی ۔ نہ صرف اصولوں پر بلکہ ان کا براہ راست تعلق صوبے کے پچاسی فی صد عوام سے ہے جن کے متعلق وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں یہ کہا ہے ۔

قدر کے لمحے میں صحیح فیصلہ زندگی کی نمود
ہے ۔ ۔ ۔ صحیح فیصلہ مظلوم و محکوم انسانوں کو

استحصال اور غلامی سے نجات دلانے کا فیصلہ
ہے ۔ صحیح فیصلہ معیشت و معاشرت میں انصاف
اور مساوات پیا کرنے کا فیصلہ ہے ۔

اب میں ایوان کی توجہ آپ کی وساطت سے اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ وائٹ پیپر کے ٹیبل نمبر 10 پر ، جو کہ اکنامک سروسز ڈیپارٹمنٹ کے متعلق ہے ، متفرق اخراجات کے مطابق تخمینہ لگایا گیا ہے جس پر سبسڈی کا اندازہ بیس کروڑ نو لاکھ روپے لگایا ہے جو کہ گندم کی خرید اور اسے کم قیمت پر فروختگی کے درمیانی فرق پر خرچ کرنا ہوگا ۔ آپ اندازہ کریں کہ حکومت سینتیس روپے فی من گندم خرید کر آٹھ روپے بیس پیسے فی من اس پر باربرداری اور سٹوریج کے خرچ کرنے کے بعد عوام کو بتیس روپے فی من پر آٹا مہیا کرے گی ۔ اور اس تفاوت کے 8.20 روپے فی من حکومت پنجاب کو برداشت کرنا ہوگا اور پانچ روپے فی من وفاقی حکومت ادا کرے گی ۔ جس کا کل اندازہ بیس کروڑ نو لاکھ روپے ہوگا ۔ اس بیس کروڑ نو لاکھ روپے میں سے فائدہ کس کو پہنچے گا ؟ اس کا فائدہ صرف پندرہ فی صد آبادی کو پہنچ رہا ہے ۔ جو کہ شہروں اور ٹاؤن کمیٹیوں میں بستی ہے ۔ کسان تو یہاں ہیں نہیں ۔ ان میں مزدور ، دکان دار ، تاجر ، امرا اور رؤسا شامل ہیں جو کہ اس وقت شہروں میں قیام پذیر ہیں ۔ گندم پیدا کرنے والا کسان ، جو کہ پچاسی فی صد آبادی پر مشتمل ہے ، وہ تو اس فائدے سے محروم ہے ، لیکن پندرہ فی صد آبادی پر حکومت بیس کروڑ نو لاکھ کی سبسڈی دینے کے لئے تیار ہے ۔ کیا اس لئے کہ وہ آبادی جھنڈے اٹھا کر سڑکوں پر نہیں نکل سکتی ؟ کیا اس بیس کروڑ نو لاکھ روپے کو دیہات میں ترقیاتی کاموں پر خرچ نہیں کیا جا سکتا ۔ شہروں میں مزدوروں کو تو سبسڈی دینے کا جواز ہو سکتا ہے ۔ لیکن تاجروں ، دکانداروں ، امرا ، رؤسا اور کارخانے داروں کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ اس سبسڈائزڈ ریٹ پر گندم اور آٹا خریدیں ؟ جناب وزیر اعلیٰ نے وزیر خزانہ کی حیثیت سے اپنی بجٹ تقریر میں فرمایا ہے :-

زمین پر محنت کرنے والے 85 فی صد افراد کے
پاس 45 فی صد سے بھی کم زمین ہے اور وہ
بھی اتنے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بٹی ہوئی ہے

کہ ہر ایک کے حصے میں گزارہ یونٹ کے ساڑھے بارہ ایکڑ سے بھی کہیں کم زمین آتی ہے - یہ 85 فی صد جفاکش انسان محنت کی بے پناہ قوت رکھتے ہیں - مگر یہ وہ اکثریت ہے جو غیر منظم اور بے آواز ہے اور لٹیرے طبقوں کے ظلم و ستم کا شکار ہے - اس اکثریت کو منظم کرنے کی ضرورت ہے تا کہ وہ اپنے اتحاد کی قوت سے اپنی بے بسی کا علاج کر سکے -

یہ ہیں وہ الفاظ اور یہ ہے تقریر کا وہ متن جو کہ ہمارے وزیر خزانہ نے اس حقیقت کو چھپا کر نہیں ، بلکہ علی الا علان اپنی تقرر میں درج کر دیا ہے - یہ وہ پچاسی فی صد انسان ہیں - جو بے کس اور مظلوم ہیں - جو اتنی قوت نہیں رکھتے کہ اپنے لئے کوئی مظاہرہ کر سکیں یا اپنے حقوق جائز طریقوں سے حاصل کر سکیں - خداوند تعالیٰ نے قران کریم میں ارشاد فرمایا ہے :

ھوالذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً ؕ

(وہی ذات ہے جس نے جوکچھ بھی زمین میں ہے سارے کا سارا تمہارے لئے پیدا کیا ہے) - کسی ایک کے لئے نہیں صرف امرا اور رؤسا کے طبقے کے لئے نہیں بلکہ ہر انسان کے لئے ہے اور یہی اقتصادی مساوات ہے - جو کچھ خداوند تعالیٰ نے زمین میں پیدا کیا ہے وہ سب کے لئے ہے ، کسی فرد واحد کے لئے نہیں - جہاں تک اس بجٹ کا تعلق ہے - کسی اکانومسٹ نے یہ کہا تھا کہ

Income per capita is the most essential part of the Budget to be described.

یہ ہو سکتا ہے میں مانتا ہوں کہ **Income per capita** صوبائی بجٹوں میں نہیں ہوا کرتا بلکہ وفاقی بجٹ اور وفاقی حکومت کا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ اعداد و شمار کے مطابق بتائیں کہ پچھلے سال **Income per capita** کا کیا تھی اور اس سال کیا ہوا ہے - لیکن ہم اپنے **Income per capita** بجٹ میں صوبائی بجٹ میں اس وقت ہی اس کو داد دے سکتے ہیں جب یہ سمجھیں کہ پچھلے سال سے **Income per capita** جو ہے وہ اتنے عشر یہ

اتنے تھی اور اس سال ہمارے ہر شخص کی آمدنی اتنے فیصد بڑھ گئی ہے ۔ جس سے ہمارا ملک بھی خوشحال ہوگا اور جس سے کہ ہمارے ملک میں خوشحالی پیدا ہونے کا امکان ہے ۔ اب اس کے بعد میں عرض کروں گا استحصال کی دوسری مثال اگرچہ دوسرے اصحاب نے بھی اس کی طرف ہاؤس کی توجہ دلائی لیکن اس کو بالتفصیل نہیں بتایا گیا ۔ اس سال 1973ء میں وفاقی حکومت نے چاول کی قیمت خرید 62 روپے فی من مقرر کی تھی اور کاشتکار اور زمیندار سے مونجی آڑھتی کس بھاؤ خریدتا ہے ۔ پچھلے سال اس کا بھاؤ 37 روپے سے 40 روپے فی من تھا۔ یعنی 62 کا اور 40 میں بائیس روپے فی من کا فرق تھا ۔ یہاں اگر 37 روپے اس کو لیتے ہیں جس وقت کھلیانوں میں ہوتی ہے تو اس وقت مونجی تھوڑی سی نمدار ہوتی ہے اور یہ کچھ عرصہ کے بعد سوکھ جاتی ہے تو اسے 40 روپے فی من خریدتے ہیں تو 22 روپے کا فرق ہے ۔ پچھلے سال 1974ء میں جب حکومت نے چاول کی قیمت 90 روپے من کر دی تو آڑھتی اور مل اونر نے کاشتکاروں سے وہ مونجی سینتالیس روپے تک خریدی ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ 1973ء میں جو فرق 22 روپے کا تھا ۔ وہ 1974ء میں چالیس روپے تک پہنچ گیا ہے ۔ کہاں 22 اور کہاں 40 لیکن اس کے باوجود ہم یہ الزام نہیں دیتے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ چاول جس وقت سٹیشن پر بک کیا جاتا ہے ۔ تو اس وقت کوئی مل اونر یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہم چاول بالکل صحیح باسمتی گورنمنٹ کو سپلائی کر رہے ہیں ۔ اس میں ملاوٹ ضرور ہوتی ہے ۔ خواہ وہ ڈیپارٹمنٹ کے عملے سے مل کر ہو یا وہ اپنے طور پر کر رہے ہوں ۔ لیکن ملاوٹ اس میں ضرور ہوتی ہے اور پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا جاتا ۔ کاشتکار اور زمیندار کو چھ چھ ماہ تک اس کو مونجی کی قیمت ادا نہیں کی جاتی ۔ میں خود اس کا شکار ہوں ۔ ہر شخص جو زمیندار ہے یا کاشتکاری کرتا ہے وہ اس کو محسوس کر رہا ہے کہ ہمارا استحصال اب بھی ہو رہا ہے اور استحصال کون کر رہا ہے ۔ بڑا سرمایہ دار نہیں کر رہا بلکہ وہ لوگ جنہوں نے shellers خرید رکھے ہیں ۔ حکومت سے امداد لے کر انفرادی طور پر یا آڑھتی کر رہے ہیں ۔ جو اس وقت منڈیوں پر چھائے ہوئے ہیں ۔ ہم نے جاگیردار طبقہ 22 خاندان تو ختم کر دیئے ہیں ۔ لیکن اب ہم نے ہر منڈی میں چھوٹے چھوٹے آڑھتی سرمایہ دار کی حیثیت میں پیدا کر دیئے ہیں ۔ جناب وزیر خزانہ نے جہاں تک 85 فیصدی آبادی جو کہ دیہات میں رہتی

ہے کے استحصال کا تعلق ہے وزیر خزانہ نے اس بے بجٹ کا یہ مداوا پیش کیا ہے کہ collective cooperative farming یعنی اجتماعی کاشتکاری ہونی چاہئیے - جہاں تک اجتماعی کاشتکاری کا تعلق ہے - میں اس کے اصول سے انحراف نہیں کرتا میں خود اس کا initiative لینے والا ہوں کہ اگر آپ نے کسی جگہ پر بھی کوئی کام کرنا ہے یا ملک کو سوشلزم کی طرف لے کر جانا ہے تو ڈنمارک کی طرح سویڈن کی طرح اور میکسیکو کی طرح آپ تمام علاقے میں تمام ملک میں کوآپریٹیو فارمنگ کی بنیاد رکھ دیں اور میں کم از کم اپنے ضلع کے بارے میں انتہائی وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ جتنی سال ہولڈنگ ہمارے ضلع میں ہے کسی ضلعے میں نہیں ہے - اس لئے یہ ضروری ہے کہ سیالکوٹ ضلع سے کام شروع کیا جائے - لیکن اس کے لئے وہ طریقہ استعمال کریں - جو وہاں کے زمیندار پسند کریں اور کم از کم اس مشاورت میں زمینداروں سے مشورہ لیا جائے - کوآپریٹیو فارمنگ کے لئے جو بائی لاز آپ بنانا چاہتے ہیں - ان کے متعلق کم از کم ہم سے مشورہ لیں - وہاں کے زمینداروں سے مشورہ لیں - جنہوں نے اس میں حصے دار بننا ہے - آپ جب تعداد مقرر کرتے ہیں کہ دو سو یا ڈھائی سو یا پانچ سو ایکڑ سے کم کے فارم نہیں ہونے چاہئیں کیوں کہ یہ economically feasible نہیں ہے یا economically یہ holding بہتر نہیں رہے گی - یہ ٹھیک ہے کہ آپ اپنے دفتر میں بیٹھ کر اپنی میزوں پر بیٹھ کر تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ دو سو ایکڑ سے کم کا فارم economically feasible نہیں ہوگا - لیکن جو لوگ یہ سمجھ سکتے ہیں کہ اس وقت پنجاب میں کم از کم ملکیت کا جو تصور ہے - اس کو ختم کرنے کے لئے بلکہ میں تو یہاں تک کہوں گا - جیسا کہ بریگیڈئیر صاحب نے ایک جلسے میں فرمایا تھا کہ اگر پچاس ایکڑ کے بھی کوآپریٹو فارم بنائے جائیں گے - تو ہم اسے خوش آمدید کہیں گے - لیکن آج پھر وہی قصہ چل رہا ہے کہ نہیں دو سو ایکڑ سے کم نہیں ہوگا - شیخ رشید صاحب کہتے ہیں کہ پانچ سو ایکڑ سے کم نہیں ہوگا - لیکن آپ یہ نہیں سوچتے کہ ہمارے ہاں زمیندار کا یا مالک کا زمین سے جس قسم کا لگاؤ ہے - اس کو ختم کرنے کے لئے کم از کم کچھ عرصہ چاہئیے - آپ پچاس سے شروع کریں سو سے شروع کریں - جتنا بھی کوآپریٹیو فارم جس شکل میں بھی بن سکتا ہے اس کو بنائیں چند سال میں وہ amalgamate ہو کر بڑے سے بڑا فارم بن سکتا ہے - ابھی

ہم دیہاتی لوگ کوآپریٹیو فارمنگ یا محکمہ امداد باہمی کے نام سے گھبراتے ہیں ۔ کیونکہ انجمن امداد باہمی کے قرضہ جات اور کفایت شعاری کے سلسلے میں بڑا تلخ تجربہ ہے اور آپ دیکھیں گے کہ بجٹ میں بھی اس کی مثال سامنے آ گئی ہے کہ سب سے بڑی کنزیومر کوآپریٹیو سوسائیٹی گھاٹے میں جا رہی ہے ۔ جس کو کہ نقصان کا کہیں خلشہ بھی نہیں ہونا چاہئے ۔ اس کو بھی آپ پندرہ لاکھ روپے قرض اس بجٹ میں دے رہے ہیں ۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ اس کو چھوٹی سے چھوٹی ہولڈنگ سے شروع کرکے اس کو بعد میں بڑی سے بڑی ہولڈنگ میں تبدیل کر سکتے ہیں ۔ جہاں تک ہمارے محترم وزیر زراعت نے یہ فرمایا تھا کہ اب آلو اتنا سستا ہوگیا ہے کہ لوگوں نے کھانا چھوڑ دیا ہے ۔ بھائی چھوڑنے کا تعلق نہیں ہے ۔ جو کاشتکاری ہمارے پنجاب میں رائج ہے ۔ اس کی کوئی پلاننگ نہیں ۔ پلاننگ ہو بھی نہیں سکتی یہ حکومت کے بس کا روگ نہیں ہے اور نہ آپ کے بس کا روگ ہے ۔ آپ اس کو پلاننگ میں نہیں لے جا سکتے ۔ کیونکہ جب آلو کی قیمت بڑھ جاتی ہے ۔ تو زمیندار خاص طور پر یہ خواہش رکھتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ میں میں زیادہ سے زیادہ آلو کاشت کروں اور جس وقت آلو منڈی میں زیادہ آ جاتا ہے ۔ تو اس کی قیمت گر جاتی ہے ۔ یہی حال پیاز کا ہے ۔ یہی حال دوسری سبزیوں کا ہے اور یہی حال اب خربوزوں کا اس وقت ہوگیا ہے ۔ پچھلے سال خربوزے دیہات میں ایک روپے فی سیر بکتے رہے ہیں اور آج وہاں چار آنے سیر بک رہے ہیں اور زمیندار جب کسی بھی چیز کی قیمت بڑھتے دیکھتا ہے ۔ تو وہ وہی کچھ کاشت کرنا شروع کر دیتا ہے ۔ جس کے نتیجے میں گندم کم کاشت ہوتی ہے ۔ اگر پلاننگ ہو تو پھر کم از کم کسی پلان کے تحت فصل ہوگی ۔ گندم کے لئے بھی سبزیوں کے لئے بھی ۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ اس طرف کوئی دھیان نہیں دیا جاتا ۔ میں جناب اب اپنے علاقے کے چند ایک مسائل کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ نئی سکیمیں جو سڑکوں اور بلڈنگوں کے متعلق اس وقت نیو ایکسپنڈیچر میں دی گئی ہیں ۔ اس میں 11 کروڑ روپے کی اس طرح سے تقسیم کی گئی ہے اور میں اس کی تفصیل عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ لاہور سول ڈویژن کو ایک کروڑ چھپن لاکھ اور پچاس ہزار روپے راولپنڈی ڈویژن میں 1 کروڑ 75 لاکھ اور 55 ہزار ۔ سرگودھا ڈویژن میں 2 کروڑ 18 لاکھ اور ملتان ڈویژن کو 2 کروڑ 10 لاکھ بہاولپور ڈویژن کو 2

کروڑ 50 لاکھ ۔ جناب والا ! اس سلسلے میں میں صرف ایک بات کے متعلق عرض کرتا ہوں ۔ جو کہ پسرور سے تعلق رکھتی ہے ۔ اس سے پہلے بلیو پرنٹ میں 25 لاکھ روپے رکھے گئے تھے ۔ دوسرے بلیو پرنٹ میں 25 لاکھ سے 10 لاکھ ہوگئے ۔ اب بجٹ میں صرف 5 لاکھ روپے آئے ۔ گیارہ میل کی سڑک کے لئے میں متواتر کوشش کر رہا ہوں ۔ متواتر وزراء سے مل رہا ہوں کہ پبلک ورکس پروگرام میں وہ درج کروا لیں ۔ پانچ لاکھ روپے سے گیارہ میل میں سے صرف ایک میل سڑک بنے گی ۔ تو جناب والا ! اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہ کتنے سالوں میں مکمل ہوگی ۔

جناب والا ! جہاں تک صوبہ میں امن عامہ کا تعلق ہے میں عرض کروں گا کہ اس کے لئے بھی جناب وزیر خزانہ صاحب نے یا وزیر اعلیٰ صاحب نے 500 کنسٹیبل مزید بھرتی کرنے کو کہا ہے اور دو سو نئے جوڈیشل مجسٹریٹ ، دو ہائی کورٹ کے ججز ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ انصاف نہ ہو ۔ انصاف ضرور ہو لیکن جو انصاف دیر سے ہوتا ہے ۔ وہ انصاف نہیں ہوتا جس انصاف میں دیری ہو جائے وہ انصاف نہیں کہلاتا ۔ جناب والا ! اس کے بارے میں انگریزی کی ایک کہاوت ہے جو اس وقت مجھے یاد نہیں آ رہی ۔ لیکن آپ مہربانی فرمائیں گے یہ ہائی کورٹ کی کارکردگی پر نکتہ چینی نہیں ہے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ 65-1964 سے وہ criminal revision جس کے ماتحت فرض کر لیں کہ ایک شخص کو دو سال کی سزا ہوتی ہے اور سیشن کورٹ میں بھی اس کی سزا بحال ہوتی ہے ۔ وہ ہائی کورٹ میں پہنچ جاتا ہے وہاں اس کی ضمانت ہو جاتی ہے 1965 سے لے کر 1975 تک اس کی باری نہیں آئی اور وہ مجرم جسے دو سال سزا ہو چکی ہوتی ہے وہ اس دس سال میں کیا اور کچھ نہیں کرے گا اگر وہ اس وقت قید ہو جاتا تو کم از کم اس کو نصیحت آ جاتی لیکن اس کے بعد اس دس سال کے عرصے میں وہ اور بھی کچھ کرے گا ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : یعنی یہ جو ضمانت کا اختیار ہے ۔ اس کو آپ واپس لینا چاہتے ہیں ۔

شیخ عبداللہ امین : جناب والا ! ضمانت تو صرف حاضری کے لئے مقرر ہے ورنہ امن عامہ رکھنے کے لیے تو ضمانت نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں نے تو یہی کہا ہے کہ آپ کی اس کے بارے میں کیا دلیل ہے اگر آپ کا مقصد واضح ہو تو پھر ۔ ۔ ۔ ۔

شیخ عزیز احمد : جناب والا ! میرا مقصد صرف اتنا ہے کہ جو revision ہو - - -

مسٹر سپیکر : اس کے دو پہلو ہیں ایک تو یہ ہے کہ آپ قانون میں کوئی تبدیلی کرانا چاہتے ہیں وہ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر یہاں بحث ہو سکتی ہے لیکن ہائی کورٹ کی functioning کے متعلق آپ کو اجازت نہیں دے سکتا ۔

شیخ عزیز احمد : جناب والا ! میں تو پہلے عرض کر چکا ہوں کہ میں ان کی کارکردگی پر نکتہ چینی نہیں کرنا چاہتا ۔ جناب والا ! میں تو یہ کہتا ہوں اور میرا مقصد یہ ہے کہ انصاف بہت جلدی ملے خواہ وہ قانون میں ترمیم کی شکل میں ہو یا کم از کم ججز کی اتنی تعداد مقرر کر دی جائے کہ وہ caes جو pending پڑے ہوئے ہیں ان کا کم از کم ایک سال میں فیصلہ ہو جائے ۔

جناب والا ! جہاں تک پولیس کی کارکردگی کا تعلق ہے ۔ وہ تو بہت سارے حضرات کہہ ہی چکے ہیں ۔ میں اس میں کوئی مزید اضافہ نہیں کرنا چاہتا ہوں ۔ لیکن میں یہ ضرور عرض کروں گا کہ پولیس کی کارکردگی کا جہاں تک تعلق ہے آپ کو علم ہوگا کہ ایک کیس اس ہاؤس میں آیا اور پرولیجز کمیٹی میں بھی گیا ۔ جناب والا ! 1973ء میں میری مزدا کار چوری ہو گئی ۔ آج تک اس کا سراغ نہیں لگ سکا تو جناب والا ! کیا اس کارکردگی کو بہتر کہا جائے کہ یہ کارکودگی بہتر ہو گئی ہے کہ جو کار 1973ء میں چوری ہوئی تھی اور اب 1975ء جاری ہے اور آج تک اس کی برآمدگی نہیں ہو سکی اور اسی طرح سے میرا خیال ہے کہ وزیر خوراک کو بھی علم ہو گا کہ 1973ء میں ایک کیس شوگر سکینڈل کا تھا وہ آج تک پولیس کی تفتیش میں پڑا ہوا ہے اس کی ابھی تک تفتیش مکمل نہیں ہو سکی ۔ وہ کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے ایک سال اور گزر جائے گا ۔ پارٹی چلے جائے گی ۔ نئے انتخابات ہوں گے ۔ دیکھا جائے گا ۔ اس کو پڑا رہنے دو ۔

مسٹر سپیکر : مسٹر انور علی بٹ ۔ (ایوان میں موجود نہیں ہے) ۔ خان محمد شفیق خان ۔ میں اس بات کا پھر اعلان کر دینا چاہتا ہوں کہ جب کسی

فاضل ممبر کا نام تقریر کرنے کے لئے لیا جائے گا اور وہ موجود نہیں ہوگا تو اس کو دوبارہ موقع نہیں مل سکے گا۔ میرے پاس ایک طویل لسٹ موجود ہے ۔

خان محمد شفیق خان : جناب سپیکر ! بجٹ 76-1975ء جس پر آج یہ بحث جاری ہے ۔ اس کی ہر مد پر تفصیل وار بحث ہوئی ہے ۔ ہر طریقہ سے روشنی ڈالتے ہوئے جناب وزیر خزانہ کو مبارک باد پیش کی گئی ہے ۔ اس لحاظ سے کہ اس میں نیا ٹیکس بھی نہیں لگایا گیا ۔ اس کے باوجود کہ ہر مد میں تقریباً پہلے کی نسبت دوگنی تگنی رقومات مہیا کی گئی ہیں۔ جناب والا ! اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس بجٹ کو پنجاب کے مسائل حل کرنے کے لئے اور ان پسماندہ علاقوں کی ڈیویلپمنٹ کرنے کے لئے خاص طور پر رقومات مختص کی گئی ہیں ۔ اس کے لئے میں جناب وزیر اعلیٰ کو جو وزیر خزانہ بھی ہیں ۔ مبارک باد پیش کرتا ہوں اس کے ساتھ ساتھ میں عرض کرتا ہوں کہ آج سے پہلے ہمارے ملک کے معاشرہ میں جو برائیاں جنم لیتی رہی ہیں اور جو جنم لے رہی ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان برائیوں کو ختم کرنے کے لئے ہمیں مدلل طریقہ اختیار کرنا پڑے گا اور کرنا چاہئے۔ کسے معلوم نہیں کہ وہ کونسی برائی ہے جو ہمارے معاشرہ میں جال کی طرح چھائی ہوئی ہے اور دن بدن ہمیں اسمیں جکڑ رہی ہے ۔ حضور والا ! میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ وہ قانون وہ اصول ۔ وہ سنہری اصول جن کو پہلے وقتوں میں حضورؐ کے وقت میں اپنایا جا چکا ہے اور جن کے ذریعہ سے ہر برائی کو ختم کیا گیا ہے اگر ان اصولوں کو آج بھی ہم اپنا لیں اخبار کے ذریعہ مشتہر کر کے ریڈیو اور ٹیلیویژن کے ذریعے اشتہار کے طور پر عوام ان کو دیکھیں ۔ اگر جناب والا ! ہم ایک نیکی بھی روزانہ کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے وہ پھل پا لیا ہے اور گمراہی کو ختم کرنے میں انشاء اللہ تعالیٰ کامیاب ہو جائیں گے ۔ گلی ۔ کوچوں میں دیکھئیے ۔ بسوں میں دیکھئیے ۔ گھروں میں دیکھئیے اندر اور باہر ہماری آنکھ ۔ ہمارے کان اس برائی کو دیکھتی ہے ۔ کان میں آواز بھی آتی ہے ۔ پاؤں ہمارے برائی کی طرف اٹھتے ہیں ۔ ۔ ۔

(اس مرحلہ پر میاں خورشید انور کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)۔

۔۔۔۔ ہاتھ ہمارے نیکی سے محروم ہیں تو جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ اس نیک کام کے لئے جس سے کہ ہمارا معاشرہ تقریباً تمام ملک مسلمان قوم گمراہی کی طرف جا رہی ہے اسے بچانے کے لئے بجٹ میں خاص طور پر رقوم مہیا کی جائیں تاکہ ہم لوگ بھی مسلمان ہونے کی حیثیت سے یہ مثال پیش کر سکیں کہ ہم اس طرف قدم بڑھا رہے ہیں ۔ جس طرف ہمیں اسلام نے پہلے موقع بھی دیا تھا مواقع فراہم بھی کئے تھے وہ سنہری اصول پہلے بھی مرتب تھے۔ آج بھی موجود ہیں لیکن صرف عمل کی ضرورت ہے ۔ جناب والا! میں ضلع گوجرانوالہ کی سب تحصیل نوشہرہ ورکاں سے تعلق رکھتا ہوں جو کہ ایک پسماندہ علاقہ ہے ۔ نوشہرہ ورکاں کی آبادی 15 سے بیس ہزار نفوس پر مشتمل ہے ۔ جناب والا ! اس سے پہلے بھی میں اپنے علاقہ کی پسماندگی پر کافی روشنی ڈال چکا ہوں ۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں پھر چند مسائل کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں ۔ جناب والا ! 70 سال سے سب تحصیل نوشہرہ ورکاں موجود ہے ۔ اب تک اس کی پسماندگی ختم نہیں ہو سکی ۔ جناب والا ! اس سلسلہ میں میں جناب محمد حنیف رامے صاحب اور حکومت سے اپیل کرتا ہوں کہ اس سب تحصیل کو تحصیل کا درجہ دیا جائے ۔ کیونکہ سب تحصیل نوشہرہ ورکاں ضلع شیخوپورہ اور گوجرانوالہ کے درمیان 20 میل پر واقع ہے ۔ اس کے ساتھ میں عرض کروں گا کہ تحصیل حافظ آباد اور تحصیل وزیر آباد کی آبادی کو شامل کرکے دیکھا جائے تو تحصیل گوجرانوالہ کی آبادی اور رقبہ دو چند ہے ۔ اس لحاظ سے کہ تمام گوجرانوالہ میں اور کوئی سب تحصیل نہیں ہے ۔ اس لئے اس کا یہ حق بنتا ہے کہ وہاں کے عوام کو ان کے حقوق ملیں اور اس کے بعد جناب جو تحصیل لیول پر ڈویلپمنٹ ہو وہ وہاں بھی ہونی چاہیے ۔ اس کے بعد جناب والا ! میں عرض کروں گا کہ اتنی آبادی ہونے کے باوجود وہاں کوئی سڑک نہیں ہے ۔ کوئی راستہ نہیں ہے ۔ اور سڑک نہ ہونے کی وجہ سے لوگ مفلوک الحال ہیں ۔ میں اس بارے میں عرض کروں گا کہ گوجرانوالہ براستہ نوشہرہ ورکاں بڈھا دریا جو کہ ہائی وے کو منتقل ہو چکا ہے ۔ جس کا اسٹیمیٹ بن کر محکمہ کو دیا جا چکا ہے ۔ براہ مہربانی اس کے لئے بجٹ میں رقم مہیا کی جائے ۔ تاکہ کام شروع کیا جا سکے ۔ علاوہ ازیں جناب تلکے والی سے کاسونکی ساڑھے چار میل ایک سڑک ہے ۔ آپ اسے ہائی وے کو دے دیں ، اگر اس سڑک کو بنا دیا جائے تو نوشہرہ ورکاں پہنچنے کے لئے لاہور جانے

کے لئے بیس تیس میل کا فاصلہ کم ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ جناب نوشہرہ براستہ سنگو کی بیل پور روڈ ، گوجرانوالہ آب تارہ روڈ براستہ قلعہ میاں سنگھ۔ ان سڑکات کے گرد بہت آبادی ہے اور ان کے باوجود عوام کو کوئی سہولت میسر نہیں ہے۔ گوجرانوالہ تحصیل کے لئے کسی قسم کی ٹریفک میسر نہیں ہے۔ راستہ ہی نہیں ہے ٹریفک کا تو مسئلہ ہی بعد میں ہے۔ اس لئے میں عرض کروں گا کہ اس سڑک کو ہائی وے کو دیا جائے۔ تاکہ عوام کے لئے سہولت مہیا ہو سکے۔ اور پسماندگی کا ازالہ ہو سکے محکمہ زراعت کے بارے میں ، میں عرض کروں گا کہ ٹھیک ہے حکومت باہر سے گندم منگواتی ہے جتنی رقم حکومت زرمبادلہ پر خرچ کرتی ہے۔ اگر اس گندم کی بجائے ان ذرائع پر خرچ کی جائے جس سے گندم کی پیداوار میں اضافہ ہو سکے تو زیادہ بہتر ہوگا۔ مثلاً کھاد ، بیج ، ڈیزل ، جو کہ عام طور پر ٹیوب ویلوں میں چلتا ہے۔ آج جناب ڈیزل کے ڈرم کی قیمت 210 روپے ہے۔ کھاد کی قیمت 75 روپے فی بوری ہے۔ اور پھر کھاد مل نہیں رہی۔ ان حالات میں ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ آئندہ ہم گندم کے بارے میں خود کفیل ہو جائیں گے۔ اگر اس پر جناب غور کیا جائے کہ ٹریکٹر کی مشینری اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی ، جب تک پرزہ جات نہیں ملیں گے ، جب تک ان کے لئے ورکشاپ مہیا نہیں ہوگی۔ میں عرض کروں گا کہ سرکاری طور پر پسماندہ علاقوں میں ورکشاپ قائم کی جائیں۔ تاکہ مشینری کی بروقت مرمت ہو سکے۔ یہاں جناب میں عرض کرنا چاہتا ہوں اس کو نوٹ فرمایا جائے۔ ڈسکہ کو جناب وزیر اطلاعات صاحب نے سرفراز فرمایا اور خاص طور پر اس پسماندہ علاقہ میں تشریف لائے۔ میں ان کا اپنی طرف سے اور وہاں کی عوام کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جناب والا ! انہوں نے اپنے دورہ کے موقع پر ٹاؤن کمیٹی کو میونسپل کمیٹی کا درجہ دیا۔ میں جناب مشکور ہوں وزیر تعلیم صاحب کا بھی کہ انہوں نے مڈل سکولوں کو ہائی سکولوں کا درجہ دیا۔ جناب والا ! جہاں کے سکول کی عمارت تعمیر کرنے کے لئے بھی 5 لاکھ روپیہ فراہم کیا جائے۔ جناب والا ! یہ سکول جب تک دوسری جگہ منتقل نہیں ہوگا یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ اس کے چاروں طرف جوہڑ ہیں۔ بلڈنگ نہیں ہے۔ اس لئے میں دوبارہ آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ سکول کی عمارت تعمیر کی جائے۔ حضور والا ! محکمہ صحت کے بارے میں ، میں عرض کروں گا

نوشہرہ ورکاں کی بیس ہزار آبادی ہے اور اس کے ارد گرد کے عوام اس ڈسپنسری سے کافی مستفیض ہو رہے ہیں - لیکن جناب یہ ڈسپنسری اس قابل نہیں کہ عوام کی صحیح طور پر خدمت کر سکے - اس لئے میں عرض کروں گا کہ سکول بھی بن گیا ہے میونسپل کمیٹی بھی ہو گئی ہے - تھانہ بھی موجود ہے - وہاں غلہ منڈی بھی ہے آبادی بھی کافی بڑھ چکی ہے - اس لئے یہاں سول ہسپتال قائم کیا جائے - تاکہ روز مرہ کی تکالیف ختم ہو سکیں -

جناب والا! ٹرانسپورٹ کے بارے میں میں عرض کرتا ہوں کہ ٹرانسپورٹ نہ ہونے کی وجہ سے ہمیں گوجرانوالہ میں جانا پڑتا ہے اور اکثر جانیں ویسے ہی ضائع ہو جاتی ہیں - ایک دس میل کا ٹکڑا مکمل طور پر تعمیر کیا جائے - جناب اس وقت چار پانچ بسیں چل رہی ہیں اور ہزاروں آدمی سفر کرتے ہیں - بچوں کو تعلیم کے سلسلہ میں بڑی دشواری اٹھانی پڑتی ہے - ان کا بہت سا وقت ایسے ہی ضائع ہو جاتا ہے - اس لئے میں عرض کروں گا کہ دو بسیں نوشہرہ ورکاں تک اور دو بسیں گوجرانوالہ سے قلعہ دیدار سنگھ تک چلائی جائیں - جناب والا ! محکمہ خوراک کے بارے میں میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ کھاد - تیل اور بیج یہ چیزیں سستے داموں مہیا کی جائیں - اس سے میرا خیال ہے کہ جو زرمبادلہ آپ خرچ کرتے ہیں اس کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی اور اگر یہ اشیاء سستی ہو جائیں - تو میں یہ بات دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ زمیندار دلچسپی لے گا اور وہ فخر محسوس کرے گا اور کوشش کرے گا - کہ فصل دگنی ہو جائے - ایک غریب کاشت کار کے پاس رقم ہی نہیں ہے - کھاد کی قیمت زیادہ ہے - تیل کی قیمت زیادہ ہے یہ اشیا سستے داموں فراہم ہی نہیں ہو رہی ہیں - انہوں نے پیدا کیا کرنا ہے - ہر چیز مہنگے داموں مل رہی ہے - اگر اسی نے ایک مربع پر کاشت کرنی ہے تو وہ کھاد اور تیل کی زیادہ قیمت ہونے کی وجہ سے بمشکل دس ایکڑ کاشت کر لے گا اور بقیہ 15 ایکڑ اراضی بے کار پڑی رہے گی - اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ کھاد بیج - ڈیزل کا تیل سستا کیا جائے - اور چونکہ نوشہرہ ورکاں میں دو منڈیاں کام کر رہی ہیں - گورنمنٹ کی فروخت اور خریداری وہاں سے ہوتی ہے - وہاں پر کم از کم گورنمنٹ کی خرید کردہ گندم سٹاک کرنے کے لئے گودام مہیا کیا جانا بہت ضروری ہے - لہذا میں وزیر خوراک صاحب سے یہ التماس کروں گا کہ وہاں پر گودام تعمیر کئے جائیں - تا کہ گورنمنٹ کا غلہ ضائع نہ ہو -

جناب والا ! اس علاقہ میں کسی بھی قسم کی کوئی انڈسٹری نہیں ہے۔ وہاں پر زیادہ تر گنے کی کاشت ہوتی ہے ۔ کیونکہ گوجرانوالہ اور نوشہرہ ورکاں کے درمیان 22 میل کا فاصلہ ہے اور شوگر مل نوشہرہ ورکاں سے 30 میل کے فاصلہ پر ہے ۔ شوگر مل کا ایریا 8 اور 12 میل تک محدود ہے۔ لہذا شوگر کی قلت کو دور کرنے کے لئے نوشہرہ ورکاں میں شوگر مل لگائی جائے ۔ جناب والا! میں نے جناب وزیر اعظم صاحب سے بھی کہا تھا ۔ وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی کہا ہے اور اس ہاؤس میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ کیونکہ یہ ایک پس ماندہ علاقہ ہے ۔ جو کچھ کاشت ہوتا ہے ۔ وہ ضائع ہو جاتا ہے ۔ کیونکہ وہاں کوئی مل نہیں ہے ۔ لہذا میں یہ عرض کروں گا کہ وہاں پر ایک شوگر مل قائم کی جائے ۔ اس سے جناب والا ! تین چار مفادات حاصل ہوں گے ۔ پہلی چیز تو یہ ہے ۔ کہ شوگر کی کمی پوری ہوگی ۔ دوسری چیز یہ ہے کہ مل لگ جانے سے بیروزگاری دور ہو جائے گی ۔ اور مزدور طبقہ وہاں پر کام کرے گا ۔ تیسری بات یہ ہے کہ زمیندار دلچسپی لیں گے اور چوتھی اور سب سے آخری چیز یہ ہے کہ پس ماندگی دور ہو جائے گی ۔ اس لحاظ سے وہ جگہ شوگر مل قائم کرنے کے لئے کافی موزوں ہے ۔ حضور والا ! ان الفاظ کے ساتھ میں دوبارہ اس ہاؤس کا اور جناب وزیر اعلیٰ صاحب کا جو کہ وزیر خزانہ بھی ہیں ۔ اور ارکان اسمبلی کا اور ان کی کابینہ کا مشکور ہوں ۔ لہذا ہمیں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : چودھری شوکت علی ۔ (ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔) میاں محمد افضل حیات ۔

میاں محمد افضل حیات : جناب سپیکر ! گزشتہ 25 سال سے سارے ماہر اقتصادیات اس چیز پر زور دیتے آئے ہیں ۔ کہ پاکستان کی معیشت کی بنیاد زراعت پر ہے ۔ جب تک اس پر پوری توجہ نہ دی گئی ۔ اس وقت تک ہماری اقتصادی حالت درست نہیں ہو سکتی ہے ۔ جناب والا ! 76-1975 کے میزانیہ میں جس طریقہ سے وزیر اعلیٰ نے زراعت کو اہمیت دی ہے ۔ ان کا یہ اقدام واقعی قابل تعریف ہے ۔ اور میں ان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ جناب والا ! جہاں زراعت کو اتنی اہمیت دی گئی ہے ۔ وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ زراعت پیشہ لوگوں کی بھی اہمیت ہونی چاہئیے اور ان کی تکالیف اور مشکلات کا ازالہ کیا جائے ۔ جناب والا ! دیہی علاقوں میں صحت کی

سہولتوں کا فقدان ہے اور کئی کئی میل تک ہسپتال نہیں ہیں - جو ہسپتال ہیں - وہاں پر جو ادویات ہیں - وہ ناکافی ہوتی ہیں اور وہاں پر کئی جگہ تو ڈاکٹر ہی میسر نہیں ہوتے ہیں - اور یہی حال تعلیم کا ہے - جناب والا ! پچھلے دو سال ہوئے حکومت نے سکول نیشنلائز کئے ہیں - لیکن جو سکول نیشنلائز ہوئے ہیں - ان کی عمارتوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے - اور اگر ان کو وقت پر ٹھیک نہ کیا گیا - تو یہ ڈر ہے کہ اس سے کئی جگہوں پر جانی نقصان نہ ہو جائے - جناب والا ! اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی گزارش کروں گا - کہ دیہی علاقوں میں جو تعلیم دی جاتی ہے - اس میں زرعی تعلیم کو بھی شامل کیا جائے - تاکہ جو دیہاتی بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں - وہ اپنے آباؤ اجداد کے پیشہ کو صحیح طریقہ سے اپنا سکیں اور کام کر سکیں - جناب والا ! حکومت نے سیڈ کارپوریشن قائم کرنے کا وعدہ فرمایا ہے - میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ جلد از جلد قائم کر دی جائے - تاکہ اگلی بیجائی کے موقع پر کاشتکاروں کو صحیح بیج مل سکے - کیونکہ اس دفعہ جو بیج وہ استعمال کرتے رہے ہیں - وہ خاصے ناقص ہیں - جناب والا ! اب زراعت کے اخراجات بہت بڑھ گئے ہیں - لوگ بنکوں سے قرضہ جات لیتے ہیں - کھاد وغیرہ اس سے ڈالتے ہیں - مشینری کی قیمت بہت بڑھ گئی ہے - ڈیزل اور دیگر اشیاء کے اخراجات بھی بڑھ گئے ہیں - اس لئے جناب والا ! اس crop insurance رائج کی جائے - تاکہ اگر بارش نہ ہونے سے یا بارش کے زیادہ ہو جانے سے یا سیلاب کی وجہ سے یا کسی بھی دیگر وجہ سے نقصان ہو جائے - تو اس crop insurance کی وجہ سے وہ زمیندار لوگ مالی نقصان سے بچ سکیں - جناب والا ! پچھلے سال باسمتی چاول کی قیمت گورنمنٹ نے 60 روپے سے بڑھا کر 90 روپے مقرر کی تھی - لیکن مجھے یہ بات بڑے افسوس سے کہنا پڑتی ہے - کہ ریٹ بڑھانے کا فائدہ آڑھتیوں کو ہوا ہے اور اس سے عام زمیندار کو ایک پیسے کا بھی فائدہ نہیں ہوا ہے - وہ بیچارہ اب بھی 47 روپے پر مونجی بیچتا ہے - جناب والا ! بہتر یہ ہے اور زمینداروں کا بھلا اس میں ہے کہ مونجی کی قیمت مقرر کی جاوے - تاکہ وہ اس مونجی کا نرخ بڑھنے سے کوئی فائدہ اٹھا سکیں - چاول کی قیمت بڑھانے سے ان کو فائدہ نہیں ہوا - بلکہ اس سے صرف اور صرف آڑھتیوں کو ہی فائدہ ہوا ہے - اس لئے مونجی کی قیمت بڑھائی جائے تاکہ آڑھتی اس سے فائدہ نہ اٹھا سکیں - جناب والا ! پچھلے سال کچھ عرصہ کے لئے کھاد کی قیمت

ہوگا ۔ جب بھی کوئی عملی طور پر کچھ نہ کر سکتا ہو تو نوکر شاہی کا سہارا لیا جاتا ہے ۔ جب ہمارے موجودہ وزیر اعلیٰ پنجاب صوبے میں تشریف لائے تو انہوں نے نوکر شاہی کو ڈھیل دی اور یہ ان کی بنیادی غلطی تھی کیونکہ تین طاقتوں کے بغیر کام نہیں چل سکتا ۔ پہلے نمائندگان اور دوئم سیاسی ورکر ہوتے ہیں اور عوام کا ان دونوں طبقوں سے اعتماد اٹھ جائے تو پھر نوکر شاہی پر انحصار کرنا پڑتا ہے ۔ اس کی مثال میں عرض کروں گا کہ انہوں نے ایک سرکلر جاری کیا کہ سیاسی مداخلت برداشت نہیں کی جائے گی ۔ جب یہ سرکلر جاری ہوا تو نوکر شاہی کو پتہ چل گیا کہ وزیر اعلیٰ اس خیال کے آدمی ہیں تو وہ میدان میں آ گئے ۔ سیاسی ورکر ۔ عوام ۔ نمائندگان بے بس ہو گئے ۔ جناب والا ! اس کے بعد انہوں نے ایک دفعہ یہ بھی فرمایا کہ پنجاب کا کام ٹھیک ہو جاتا حالات درست ہو جاتے ۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ گیارہ آدمی بھی نہیں ملتے تا کہ میں حالات کو درست کر سکوں ۔ جب یہ چیز پیدا ہوئی تو وہ زیادہ مصیبت بن گئی کہ ان میں تو گیارہ آدمی بھی نہیں ہیں ۔ سب کچھ ہم کرنے والے ہیں تو نوکر شاہی اپنے کام میں زیادہ شدومد سے مصروف ہو گئی اور ایک موقع آیا کہ جب صحافی وزیر اعلیٰ نے صحافی انداز میں عوام سے خطاب کیا کہ مصیبت یہ ہے کہ یہاں کی رسم ہے اور کچھ قبائل ایسے ہیں کہ جب تک کوئی چوری نہ کرے اس کی شادی نہیں ہوتی ۔ مجھے بڑا دکھ ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے ہر خیال سے واقف ہیں ۔ وہ قبائل جنہوں نے محنت کر کے اس پنجاب کو کامیاب بنایا ہے ۔ ان کے متعلق ایک صحافی وزیر اعلیٰ کا یہ جواب کہ لوگوں میں ایسی رسوم ہیں میں اعلانیہ طور پر چیلنج کرتا ہوں کہ وہ ایک بھی گھر کا حوالہ دے دیں۔ جہاں بغیر چوری کئے شادی نہیں ہوتی تو ہم اس کے ذمہ دار ہیں۔ پنجاب کے سادہ ان پڑھ لوگوں کو جن کی 85 فیصد آبادی ہے ۔ انگریزوں نے انتقامی طور پر تاریخی طور پر پیچھے رکھ کر یہ چیز پیدا کی ۔ یہاں یہ وزیر اعلیٰ کے شایان شان نہیں ہے ۔ اس طرح عوام کے حوصلے پست ہوتے ہیں اور یہ ان کے ساتھ زیادتی ہے اس طرح وہ سرکاری کاموں میں دخل دینا اور تعاون کرنا چھوڑ دیتے ہیں ۔ اس کے بعد جناب والا ! آپ

کے توسط سے عرض کروں گا کہ ایک اور بیان ہم نے اخبار پڑھا کہ سیاسی لوگ اور ارکان اسمبلی کسی افسر کی تنزلی اور ترقی میں دخل نہیں دے سکتے۔ جناب والا ! آپ سے بہتر اس بارہ میں کون سوچ سکتا ہے کہ جب افسران کو یہ پتہ چل جائے کہ میں اچھا ہوں اور میری اچھائی کے لئے کوئی پروٹیکشن نہیں ہے ۔ جب افسران کو یہ پتہ چل جائے کہ میں برا ہوں اور پوچھنے والا کوئی نہیں تو افسر شاہی کی لگام کون کھینچ سکتا ہے جب یہ بیان آیا تو یہ بھی ان کے لئے protection ہو گئی ۔ ایک بیان اور آیا کہ جب کہیں غنڈوں پر ہاتھ ڈالا جائے تو وزرا صاحبان ارکان صوبائی اسمبلی ارکان قومی اسمبلی کی سفارشوں کی بھرمار ہو جاتی ہے اور کہتے ہیں کہ یہ تو ہمارا تابع فرمان ہے ۔ جب ضرورت محسوس ہوتی ہے اس کی خدمت کر لی جاتی ہے ۔ جناب والا ! جب حالات اور واقعات اس قسم کے ہوں تو نوکر شاہی کیسے قابو میں رہ سکتی ہے اور وہ عوام کے کام کیسے کر سکتی ہے ۔ ہمارے پیپلز پارٹی کے دوست اور اسمبلی کے ممبران کس طرح کھل کر عوام کے سامنے جا سکتے ہیں ۔ حالت یہ ہوئی ہے اور اس کے بعد بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کام نہیں کرتے ۔ میں کہتا ہوں کہ ہم شکایت کرتے ہیں تو وہ گلہ تصور ہوتا ہے اگر اس کے بعد کہیں جا کر سمجھ آئی تو کیا فائدہ ۔ 13 جون کو بیان آیا کہ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے ممبران کی بات سنی جائے اور مسئلے حل کئے جائیں ۔ اس سے پہلے تو کچھ حال نہ تھا ۔ وزیر اعلیٰ صاحب کو بس یہ خیال نہ آیا کہ عوام کی یا ان دوستوں کی طاقت کیا ہے ۔ جناب والا ! اس بارے میں میں یہ کہوں گا کہ . . .

اب پچھتائے کیا ہووت جب چڑیا چگ گئیں کھیت

تو اب حضور کے بیان کا کیا فائدہ ۔ جناب والا ! یہ مسئلہ بیورو کریسی کی وجہ سے یہاں تک پہنچا ہے ۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ مصیبت یہ ہے کہ جب ایک آدمی کے پاس اتنے لمبے چوڑے اختیارات ہوں اور کئی لوگوں نے مایوسی کا اظہار کیا ۔ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ جس کام میں کسی کا اپنا تجربہ نہیں تو میں مایوسی کا اظہار نہیں کروں گا اور

نہ ہی مجھے کوئی دکھ ہے - دکھ تو اس بات کا ہوتا ہے - جیسے تجربہ ہو - جیسے سمجھ ہو اور جو ایگزیکٹو پاورز کو جانتا ہو اور پھر اس سے کمزوریاں ہو جائیں تو کہتے ہیں کہ ہمیں آپ سے تو یہ امید نہ تھی - جو صحافی بھائی ہو - جو فنکار وزیر اعلیٰ ہو - جناب والا ! یہ بھی پنجاب کی بد قسمتی ہے کہ ساری زندگی میں صرف اس دفعہ ہمیں فنکار وزیر اعلیٰ میسر آیا ہے - ہمیں فنکار کی ضرورت نہیں - ہمیں تو زمیندار بھائی کی ضرورت ہے - ہمیں انصاف پسند بھائی کی ضرورت ہے - ہمیں ان غریب عوام جو چار کروڑ ہیں اور جن کے بارے میں وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا ہے کہ وہ صرف ہمارے جواب دہ نہیں بلکہ ان چار کروڑ عوام کے سامنے جواب دہ ہیں جو ان کی بات سن رہے ہیں - تو میں یہ عرض کر دینی چاہتا ہوں اور ان کی یہ غلط فہمی دور کر دینی چاہتا ہوں کہ جب یتیم بچے اور بیوہ عورتوں کی اور غریب عوام کی بات کرتے ہیں - تو آپ بھی ان کے سامنے بلبلا کر روتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدارا ہمارے پاس چھوڑا ہی کیا ہے - اس سلسلے میں ہم سارے مسائل حل کرنا چاہتے ہیں اب تو ہماری جان بخشی کریں - یہ ان غربا کا حال ہے - جب چار کروڑ عوام کی آواز پر وہ ان کی تکالیف پر کان دھرتے ہیں - تو پھر بازاروں میں اور گلیوں میں جا کر دیکھیں کہ ان غریبوں کی حالت کیا ہے - میں یہ عرض کروں گا کہ کافی دوستوں نے انہیں وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ اور سب کچھ کہا ہے اور بھی پانچ سات عہدے ان کے پاس ہیں تو میں تو یہ بھی کہوں گا کہ اگر انہیں وزیر تقاریر بھی کہا جائے تو سب سے مناسب ہوگا - جناب والا ! حالت یہ ہے - ہم کیا کرتے - ہمارے پاس کیا تھا - کابینہ کیا کرتی - کابینہ کے پاس کیا تھا - لیکن صحیح طور پر سوچا جائے تو اختیارات کی وجہ سے وزیر اعلیٰ لائلپور کا گھنٹہ گھر بن رہے ہیں اور جس طرف سے بھی ہم آتے تھے ہمیں وزیر اعلیٰ صاحب ہی نظر آتے تھے - اس لئے اگر ہمیں مورد الزام ٹھہرایا جائے تو پنجاب کی کیا حالت ہے - غریب کی کیا حالت ہے - اگر مسائل حل نہیں ہوتے تو ہم اس میں بے بس ہیں - اس کے بعد میں امن عامہ کے بارے میں کچھ عرض کرتا ہوں - بات تو اتنی ہے کہ چند آدمیوں کو چھوڑ کر - - - -

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر نے وقت ختم ہونے کی گھنٹی بجائی)

۔ ۔ ۔ جناب والا ! یہ مسئلہ کچھ لمبا ہے ۔ پہلے پانچ مقررین نے جتنا وقت لیا ہے اسے تقسیم کرکے مجھے بھی وقت دیں اور مجھ پر بھی مہربانی فرمائیں ۔ آپ ہی انصاف کریں ۔ انصاف کی بات ہو رہی ہے جناب والا ! باہر کے انصاف کی بات ہو رہی ہے ۔ میں یہاں انصاف چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : صرف ان پانچ مقررین کے انصاف کی بات نہیں ۔ آپ کے بعد جن 40-42 ممبران نے بولنا ہے یہ ان کے انصاف کی بات ہے ۔

رائے میاں خان کھرل : حضور والا ! میری آپ سے اپیل ہے کہ جب انصاف کی بات ہو رہی ہے تو بجٹ کے پیش نظر اور دوسرے لوگوں کے وقت کے پیش نظر مجھے آپ سے انصاف کی توقع ہے ۔ لہذا آپ نرم دلی سے اور فراخ دلی سے میری بات سنیں اور مجھے تھوڑا سا وقت دیں ۔ جناب والا ! جہاں تک امن عامہ کا معاملہ ہے اس سلسلہ میں میں یہ عرض کروں گا کہ ایک لطیفہ ہے ۔ ایک بادشاہ وقت نے ایک مشاعرہ کا انتظام کیا اور کہا کہ میں بھی نظم کہوں گا ۔ لوگوں نے کہا کہ آپ کو نظم نہیں آتی ۔ آپ نے کیا پڑھنی ہے ۔ اس نے ضد کی جیسا کہ بادشاہ ہوتے تھے ۔ اس نے کہا کہ میں نے بھی نظم پڑھنی ہے اور اپنے استاد کو کہا کہ جہاں غلطی ہوگی وہاں ہاتھ رکھ دینا اور مجلس میں کھلے بندوں نہ کہنا تاکہ مجھے شرم نہ آئے ۔ استاد نے کہا کہ اچھا جناب ایسے ہی کروں گا ۔ تو جب انتظام ہوا اور لوگ اکٹھے ہوئے سب نے نظمیں پڑھیں اس کے بعد بادشاہ وقت نے بھی نظم پڑھی جو ساری کی ساری غلط تھی ۔ استاد کھڑا ہوگیا اور ساری نظم پر ہاتھ پھیر دیا ۔ وہ غصے سے کہنا لگا کہ آپ نے یہ کیا کیا ہے ۔ آپ نے چند لفظوں پر ہاتھ پھیرنا تھا ۔ اس نے کہا کہ آپ نے کہا تھا کہ غلطی پر ہاتھ پھیرنا اگر کوئی صحیح ہوتا تو میں ہاتھ نہ پھیرتا ۔ لیکن یہ تو سارا مصرعہ ہی ایسا ہے ۔ جناب والا ! میں امن عامہ کے بارے میں عرض کرتا ہوں کہ کیا بات کہوں اور کیا نہ کہوں ۔ پولیس کے بارے میں یہ عرض کروں گا کہ وہ صرف دو

گروہوں کی محافظ ہے ۔ نمبر ایک تو وہ ٹاؤٹ جن سے وہ پیسے لیتے ہیں اور دوسرا وہ طبقہ جن سے وہ ٹاؤٹ پیسے لے کر پولیس کو دلاتے ہیں ۔ تو ان دونوں طبقوں کے علاوہ پولیس اور کسی کی حفاظت نہیں کرتی ۔ معاشرہ میں صرف یہی دو طبقے ہیں جن کی وہ حفاظت کرتی ہے ۔ جناب والا ! جب حالات یہ ہوں تو کیا ہو سکتا ہے ۔ میں اس کی مثال دیتا ہوں کہ یہ سماج دشمن مہم چلی ہے ۔ میرے ضلع ساہیوال میں جا کر دیکھیں ۔ پنجاب میں 7900 کی گنتی نفری آئی ہے ۔ لوگ خوش ہوگئے ہیں ۔ ہمارے شہری بھائی سمجھتے ہیں کہ دیکھو سماج دشمن کے ساتھ ایسا سلوک ہوا ہے اور ہماری پولیس کتنی ہوشیار ہے ۔ اب دیکھیں کہ وہ کیسے برائی کرتے ہیں ۔ لیکن ان بھائیوں کو پتہ نہیں کہ جو لوگ جیلوں میں گئے ہیں وہ کون ہیں ۔ جناب والا ! اگر آپ ارکان اسمبلی پر مشتمل ایک کمیٹی بنا دیں اور وہ ہر ضلع میں جا کر دیکھیں تو آپ کو 99 فیصدی وہ لوگ نظر آئیں گے جو بے گناہ ہیں جن کا پولیس نے چالان کیا ہے ۔ جب حالات یہ ہوں تو پارٹی کی کیا عزت ہوگی اور حکومت کی کیا عزت ہوگی ۔ یہاں مصیبت یہ ہے کہ جو بھی پولیس کے سامنے آیا نہ اس کا گناہ دیکھا اور نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ اس کا چالان کر دیا ۔ تو اس سے حالات صحیح نہیں ہو سکتے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ضرورت تو یہ تھی کہ لوگوں کی جان و مال اور عزت کی حفاظت ہوتی ۔ لیکن یہ تو مثال اور ہے ۔ پہلے بھی دوستوں نے کہا ہے اور آپ ویسے بھی اخبارات میں پڑھتے ہیں ۔ میں نے تو کم از کم اپنی زندگی میں نہیں دیکھا کہ انسانی جانیں اس طرح تلف ہو رہی ہوں جیسے کیڑے مکوڑے تلف ہو رہے ہوں ۔ جناب والا ! جب حالات یہ ہوں ۔ جب یہ کہا جائے کہ بات صحیح کرو اور جب ہم صحیح بات کریں تو ناراضگی ہوتی ہے ۔ کم از کم میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم آپ کی شان میں قصیدے پڑھنے والے بھانڈ یا میراثی نہیں کہ یہاں جو کچھ ہو رہا ہے اسے دیکھتے جائیں اور تالیاں بجاتے جائیں ۔ ہمارے اس طرز عمل سے نقصان کس کا ہوگا ۔ ہمارا ہوگا ۔ ہمارے عوام کا ہوگا ۔ ہمارے ملک کا ہوگا ۔

جناب والا ! یہ باتیں ہمیں آپ کے گوش گزار کرنی پڑتی ہیں اور ہم اسی طرح سے سرخرو ہو سکتے ہیں ۔ اب ہم سیاسی جماعتوں کی طرف بھاگتے ہیں ۔ ہم چوہدر

بنے ہوئے ہیں کہ یہ کیا کہے گا وہ کیا کہے گا ۔ میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ اگر ہم اقبال کے مرد مومن بن جائیں ۔ اگر ہم سچے مسلمان بن جائیں ۔ اگر ہم اسلام کو اپنی روح میں اتار لیں تو پھر ہم دیکھتے ہیں کہ کون تنقید کرتا ہے ۔ کون پیپلز پارٹی کا اقتدار چھین سکتا ہے ۔ حضور والا ! ساری بات کردار سے ہوتی ہے ۔ جب ہم خود سچے ہوں گے جیسے کہ سرور جوڑا صاحب نے چند ایک باتیں بیان کی ہیں تو کون آدمی ہمیں شکست دے سکتا ہے اور کون ہمیں صحیح راستے سے ہٹا سکتا ہے ۔ ہمارے چار کروڑ عوام کے وزیر اعلیٰ کے بیان کے مطابق ۔ جب ہمارا کردار صحیح ہوگا تو انشاء اللہ پاکستان بھی ترقی کرے گا ۔ پنجاب بھی ترقی کرے گا اور عوام بھی خوشحال ہوں گے لیکن یہ کام باتوں سے نہیں ہو سکتا جیسا کہ وزیر اعلیٰ کر رہے ہیں ۔ یہ ایک بات صحیح ہے ۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کیا بنا ہوا ہے ۔ پولیس کی اتنی نفری ۔ مجسٹریٹوں کی اتنی نفری اور اگر آپ ترقیاتی بجٹ کے اعداد و شمار اٹھا کر دیکھیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ بھی ترقیاتی بجٹ کے ضمن میں ہی آتا ہے ۔ حضور والا ! یہ جتنا کچھ بھی ہم کر رہے ہیں جب تک ہم حقیقت پر نظر نہیں رکھیں گے اور صحیح طور پر ان کی سرکوبی نہیں کریں گے تب تک کچھ نہیں ہوگا ۔ اس کا اصل حل یہ ہے جیسے کہ دوسرے دوستوں نے فرمایا ہے کہ ان کی ایک چوری کو پکڑ لیں اور چور کے ہاتھ کاٹ دیں ۔ اس کے بعد آپ کی 3/4 پولیس گھر بیٹھ جائے ۔ مجسٹریٹ صاحبان جہاں ہو وہاں بھی جو کچھ ہو رہا ہے ہم دیکھ رہے ہیں ۔ کیا کہیں ۔ وہ بھی گھر جا کر بیٹھ جائیں ۔ پھر دیکھیں کہ پاکستان اور عوام کی حالت کیسے نہیں سدھرتی ۔ کون چوری کرتا ہے ۔ کون قانون کی بالا دستی نہیں مانتا اور کون قانون کا مذاق اڑا کر عوام کو کیڑوں مکوڑوں کی طرح اپنے پاؤں تلے کچلتا ہے ۔ اسی طرح زنا کے بارے میں بھی لوگوں نے کہا ہے ۔ میں بھی اس کی تائید کرتا ہوں ۔ آپ اسلامی قوانین لائیں ۔ آپ کو رکاوٹ کیا ہے ۔ آپ کو کون سا مسئلہ درپیش ہے ۔ مصیبت کیا ہے ۔ جب اسلامی قوانین سے سارے مسائل حل ہوتے ہیں اور اخراجات بھی کم ہوتے ہیں تو یہ اخراجات کم کرکے آپ ملک میں صنعتیں لگائیں ۔ جہاں غریب عوام کام کریں گے ۔ ہر آدمی کو

روزگار ملے گا ۔ پھر کون گناہ کرے گا ۔ کون چوری کرے گا ۔ کون حکومت کا گلہ کرے گا ۔ جناب والا ! جب حالات درست ہو جائیں گے تو یہ سلسلہ نہیں رہے گا ۔ میں تو عرض کروں گا کہ جب وزیر اعلیٰ صاحب تشریف لائے تھے تو ان کی پہلی تقریر یہ تھی کہ یہ شریفوں کی حکومت ہے ۔ اگر شریفوں کی حکومت کا یہی عکس ہے جو ہم نے سوا سال میں دیکھا ہے تو پھر ہم اُن سے باغی ہیں اور اس پر جائز اعتراض کرتے ہیں ۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ میری حکومت میں جو مظلوم ہے اس کا ہاتھ میری گردن پر ہوگا اور میرا ہاتھ ظالم کی گردن پر ہوگا ۔ جناب والا ! ہم نے اس دور میں مظلوم کے ہاتھ کو اتنا چھوٹا دیکھا ہے کہ وہ ظالم کی اکڑی ہوئی گردن تک پہنچ ہی نہیں سکتا ۔ کیا ان حالات میں انصاف مل سکتا ہے ۔ کم از کم جو کچھ کہا گیا ہے اس پر تو عمل ہوتا اور پھر دیکھتے کہ لوگ وفادار ہیں یا نہیں ۔ اب کیا کیا جائے ۔ حالات کے تحت اصلی بات دل سے نکل ہی جاتی ہے اور ہمیں کرنی پڑتی ہے ۔

جناب والا ! اس کے بعد میں فلیٹ ریٹ کے بارے میں یہ عرض کروں گا کہ اس سلسلے میں ہمیں حقیقت پسندانہ رویہ اختیار کرنا چاہئے ۔ میں اس میں تحصیل اوکاڑہ کی مثال دیتا ہوں ۔ ایک ہوتا ہے چک تشخیص وار اور ایک ہوتی ہے زمین کی درجہ بندی ۔ لیکن وزیر اعلیٰ نے آتے ہی فرمایا تھا کہ میں وہ وزیر اعلیٰ ہوں جس کے پاس ایک مرلہ زمین نہیں ہے ۔ گویا انہوں نے زمیندار نہ ہونے کا ثبوت دیا ۔ اسی دن سے پنجاب کے زمینداروں کا رونا شروع ہوگیا تھا کہ ایک غیر زمیندار آدمی 80 فی صد لوگوں کے مسائل کیسے سمجھے گا ۔ فلیٹ ریٹ کے بارے میں انہوں نے عملی طور پر یہ ثبوت دے دیا ہے ۔ جناب والا ! تحصیل اوکاڑہ کے تشخیص وار چک چار ہیں اور درجہ وار ہر تشخیص وار چک میں درجہ بندی ہوتی ہے اور اس سے سارا معاملہ اور آبیانہ لگایا جاتا ہے ۔ اس طرح سے دیکھیں تو اوکاڑہ کے نزدیک کی زمین تو بڑی زرخیز ہے ۔ وہاں بڑی پیداوار ہوتی ہے ۔ اس پر بھی وہی فلیٹ ریٹ ہے ۔ اس سے بیس میل دور جو بنجر ، کراٹھی اور مختلف بیماریوں میں مبتلا زمین ہے ۔ وہاں بھی وہی فلیٹ ریٹ ہے ۔ چک تشخیص وار کا کوئی خیال نہیں کیا

گیا اور زمین کی درجہ بندی کا کوئی خیال نہیں کیا گیا ۔ اس سے مجھے اس مکھو مجسٹریٹ کی بات یاد آ جاتی ہے ۔ جب اُس کے پاس مقدمات زیادہ ہو گئے اور بوریوں میں بند ہو گئے تو لوگوں نے کہا کہ آپ کام نہیں کرتے ۔ مجسٹریٹ نے سوچا کہ کام زیادہ آ گیا ہے تو اس نے ریڈر سے کہا کہ آؤ آج فیصلہ کر دیتے ہیں ۔ فیصلہ اس نے یوں کیا کہ ایک بوری کو ٹھوکر لگا کر اس نے کہا کہ یہ سارے بری اور دوسری کو ٹھوکر لگا کر کہا کہ یہ سارے سزا ہو گئے ہیں ۔ اس طرح کا فیصلہ عوام پہ اثر انداز ہوتا ہے اور اس سے بڑی تکلیف ہوتی ہے ۔ جناب والا! فلیٹ ریٹ میں آپ نے سندھ کی نقل کی ہے۔ سندھ میں ہزار ایکڑ پر گیارہ کیوسک پانی دیا جاتا جب کہ پنجاب میں ہزار ایکڑ پر 3.50 کیوسک پانی دیا جاتا ہے ۔ یہ کیا انصاف ہے ؟ یہ کیا اصول کار فرما ہے ؟ اس کے بارے میں آپ کو غور سے دیکھنا ہو گا ۔ اگر یہی حال رہا تو غریبوں کی کمر ہمت جو پہلے ہی ٹوٹی ہوئی ہے ۔ بے روز گاری ، مہنگائی اور کئی دوسری مصیبتیں ہیں ۔ ان میں مزید اضافہ ہو جائے گا لہذا اس پر ہمدردانہ غور کرنا چاہئے ۔

جناب والا ! اب میں رجسٹریشن فیس کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ میں اس کے بارے میں زمینداروں کے پاس گیا ہوں ۔ لوگ کہتے ہیں کہ ٹیکس نہیں لگا ۔ میں کہتا ہوں کہ ٹیکس زمینداروں پر لگا ہے ۔ اگر آپ صحیح طور پر دیکھیں گے تو یہ چیز آشکارا ہو جائے گی ۔ میں نمبردار کا لڑکا ہوں ۔ مجھے انتقال اور اس سارے کاروبار کا علم ہے ۔ زمیندار پٹواری کے پاس جاتا ہے ۔ انتقال درج کرانے کے بعد ریونیو افسر گاؤں میں آ کر اس کی تصدیق کر دیتا ہے ۔ انہوں نے بہانہ یہ بنایا ہے کہ وہاں فراڈ ہو سکے گا ۔ غلط آدمی کے پاس ہو جاتا تھا ۔ پٹواری رشوت لیتا تھا ۔ چاہئے تو یہ تھا کہ ظالم کا ہاتھ کاٹا جاتا ۔ پٹواری کو رشوت سے روکا جاتا ، فراڈ کا تدارک کیا جاتا ، لیکن عمل الٹا ہی ہوا ۔ پہلے سے بھی بڑی مصیبت لائی گئی ۔ کہتے ہیں کہ بڑی مصیبت سر پر ڈالو ، چھوٹی تو لوگ قبول کرتے ہی ہیں ۔ ہوا کیا ؟ سب سے پہلے تو یہ کیا کہ بغیر کسی تمیز کے ساری

زمینوں پر رجسٹریشن فیس لگا دی ۔ لوگ بلبلانا شروع ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ کیا مصیبت آ گئی ہے ۔ یہ کیا دور آ گیا ہے ۔ ہمارے بارے میں تو یہ کہا گیا تھا کہ ظلم کی رات ڈھل گئی ہے ۔ لیکن اس کا آغاز تو اب ہو رہا ہے ۔ جناب والا ! اس سے 80 فی صد آبادی متاثر ہوئی ۔ پہلے تو کوئی آدمی جا کر رجسٹری کراتا تھا ۔ عام لوگ بیع زبانی کراتے تھے اور ان پر کسی قسم کا دباؤ نہیں ہوتا تھا ۔ لیکن اس بار ساری زمینوں کے بارے ہیں یہ اصول مرتب کر لیا گیا ہے ۔ عوام چیخنے لگے ہیں ۔ تین ماہ کے بعد انہوں نے کہا کہ بڑی مصیبت کو آدھا کر دو لوگ خوش ہو جائیں گے ۔ اب اس مصیبت کو آدھا کر دیا ہے ۔ جناب والا ! آپ خود کیا نہیں جانتے کہ پٹواری سے فرد لیں گے تو کیا ہو گا ۔ فرد لے کر خزانے میں پہنچیں گے تو محرر رجسٹری کیا کرے گا ۔ اس کے بعد تحصیل دار صاحب کیا کریں گے ۔ تحصیل دار صاحب موقع پر آئیں گے تو پھر کیا عمل ہو گا ۔ ساڑھے سات روپے ڈسٹرکٹ کونسل فیس ہے ۔ تیس روپے سٹیمپ ڈیوٹی ہے ۔ اس کے علاوہ تحصیل میں جو لکھنے والے بیٹھے ہوتے ہیں ان کا حساب کتاب ہوتا ہے ۔ کم از کم اسی روپے سینکڑہ یہ بن جاتے ہیں ۔ جہاں پہلے ایک ٹیڈی پیسہ بھی نہیں دینا پڑتا تھا ۔ چاہئے تو یہ تھا کہ عوام کی تکالیف میں کمی ہوتی اور زیادہ سہولت ہوتی ۔ رشوت کو روکتے۔ پٹواری کو دھاندلیوں سے روکتے ۔ فراڈ بازی کو روکتے ۔ یہ مسئلہ صحیح کیا جاتا ۔ لیکن اسی روپے سینکڑہ یہ آپ نے لگا دیا ہے ۔ یہ تو آپ کی تسلی ہے کہ روپے کی کوئی قیمت نہیں رہتی ۔ لیکن اس حد تک تو ظلم نہ کیا جائے ۔ اس سٹیمپ ڈیوٹی اور اس اصول سے دنیا تباہ ہو جائے گی ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : سردار رب نواز کھتران ۔

رائے میاں خان کھرل : اس کے بعد میں عرض کروں گا ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : اب تو آپ نے پورے تیس منٹ لے لئے ہیں ۔

رائے میاں خان کھرل : بڑی مختصر سی عرض ہے ۔

مسٹر سپیکر : جو باقی فاضل اراکین نے آپ سے مختصر تر کرنی ہے ، ان کا کیا کیا جائے۔

رائے میاں خان کھرل : مجھے صرف دو مسائل عرض کرنے ہیں ۔ فلیٹ ریٹ اور رجسٹریشن فیس کے بارے میں آپ جو کام کر رہے ہیں ، اگر ان کے بارے میں تھوڑا سا کیا جائے گا تو دو منٹ لوں گا ۔ اگر زیادہ سختی ہوگی تو شاید لمبا نہ چلا جاؤں ۔ میں جناب کی بات سمجھ گیا ہوں ۔ میں بات ختم کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : وہ بات نہیں ۔ میرے پاس دو صفحوں کی لسٹ ہے ۔ دوست ہفتے کی چھٹی بھی کرنا چاہتے ہیں اور وقت بھی زیادہ لینا چاہئے ہیں ۔ دو کام تو نہیں ہو سکتے ۔

رائے میاں خان کھرل : آپ زیادہ ٹائم دے دیں ۔ میں عرض کرتا ہوں ۔ جناب والا ! میں دیہات میں رہتا ہوں اور دیہاتی زندگی سے پوری طرح روشناس ہوں ۔ یہ جو میرے غریب دوست ہیں ، اس میں ان کے بارے میں بھی کچھ کیا گیا ہے اور زمیندار کے بارے میں بھی کچھ کیا گیا ہے ۔ لیکن آپ کے نوٹس میں ایک بہت ضروری بات لانا چاہتا ہوں ۔ وہ یہ ہے کہ ایک زمیندار جو گزارہ یونٹ سے بھی کم زمین کا مالک ہے ، اس کے گھر کے افراد دس پندرہ ہوتے ہیں ۔ کھیت میں جا کر ایک یا دو آدمی کام کرتے ہیں ۔ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ باقی آدمی تو ٹیکنیکل کام سیکھ لیں گے ، کئی لوگ ملازمت میں چلے گئے اور کئی کارخانوں میں ۔ جو غریب زمیندار پر دس افراد کا بوجھ ہے اور کام ایک دو ہی کرتے ہیں کیونکہ اس سے زیادہ کام کی گنجائش ہی نہیں ۔ باقی لوگوں کے لئے کوئی انتظام کیا جائے تا کہ وہ لوگ کہیں جا کر صحیح طور پر محنت مزدوری کر سکیں۔ اس طرح وہ برے کاموں میں بھی نہیں پڑیں گے اور عزت کی زندگی بسر کر سکیں گے ۔ آخر یہ پنجاب کا بجٹ ہے ۔ اس لئے میں اپنے علاقے سے ذرا دور نکل کر عرض کرتا ہوں ۔ میں نے مشاہدہ کیا ہے ۔ مجھے ذاتی طور پر علم ہے ۔ سید والا

مغلیہ دور میں پرگنہ کی حیثیت رکھتا تھا ۔ ماشاء اللہ یہ تو ہمیں آپ سے توقع ہے کہ آپ پرگنہ کا مفہوم تو جانتے ہی ہوں گے ۔ پرگنہ بڑا ترقی یافتہ علاقہ ہوا کرتا تھا ۔ اس میں زندگی کی تمام سہولتیں اور ادارے ہوا کرتے تھے ۔ اس کی حالت یہ ہے کہ انیس سو کچھ میں پرائمری سکول تھا اب صرف ہائی سکول ہے ۔ اگر آپ پرانی تاریخ کو اٹھا کر دیکھیں تو یہ بڑا اہمیت کا شہر ہے ۔ سید والا سے لے کر تاندلیانوالہ تک ایک سڑک جاتی ہے ۔ اگر اسے پکا کر دیا جائے تو اس علاقے کے کافی مسائل حل ہو جائیں گے ۔ بڑا زرخیز علاقہ ہے ۔ یہاں آپ زرعی انقلاب لا سکتے ہیں ۔ اس کے بعد گوگیرہ ہے ۔ اس کے بارے میں میں کئی بار کہہ چکا ہوں ۔ پھر ایک رسم پوری کرتا ہوں ۔ گوگیرہ تا جیوکہ بڑی اہم سڑک ہے ۔ سید والا سے اگر پتن تک پختہ ہو جائے تو عوام کو بڑا فائدہ پہنچے گا ۔ گوگیرہ کالج کے بارے میں بھی تھوڑی سی گزارش کر رہا ہوں کہ یہ بہت بڑا اہم مسئلہ ہے ۔ میں چار سال سے عرض کر رہا ہوں کہ ضلع شیخوپورہ اور ساہیوال کی حد پہ ٹیوب ویل نصب کیے گئے ہیں ۔ ان ٹیوب ویلوں کو چار سال سے بجلی نہیں ملی ۔ لاکھوں روپے کا خرچ ہے ۔ یہ لوگ دامن چھڑا جاتے ہیں کہ مرکز کا کام ہے اور مرکز تک ہماری رسائی نہیں ۔ جناب والا ! اصل پیسہ تو قوم ، ملک اور عوام کا ہے ۔ کوئی صاحب بھی ، اب تو میں سینیئر وزیر صاحب کو عرض کروں گا کہ اس بات کا نوٹس لیں ۔ ایک ٹیم بھیجیں ۔ لاکھوں روپے خرچ ہو گئے ہیں اگر کنکشن ملتا ہے تو زمینداروں کو فائدہ ہوگا یا اپنا سامان اکھاڑ کر لے جائیں تا کہ کہیں دوسری جگہ نصب کر دیا جائے ۔ میں چار سال سے اس مسئلے پر کہہ رہا ہوں ۔ مگر آج تک اس پر عمل نہیں ہوا ۔ جیسا کہ شیخ عزیز صاحب نے کہا تھا ، پتا نہیں کہ یہ مسئلہ کب حل ہو گا ۔ حضور والا ! میں ان گزارشات کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔ ہمارے ملک معراج خالد کے مطابق احترام آدمیت کو ہم برقرار رکھیں اور اسلام صحیح طور پر اپنائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ مسائل حل ہو جائیں گے ۔

مسٹر سپیکر : سردار رب نواز کھتران ۔ (فاضل رکن موجود نہ تھے) ۔

سردار محمود خان لغاری - (موجود نہ تھے) - چوھدری محمد نواز - (موجود نہ تھے) ملک شاہ محمد محسن - آپ کی تقریر شروع ہونے سے پہلے میں ایک اعلان کرنا چاہتا ہوں جو کافی عرصے سے میرے پاس پڑا ہوا ہے جو کہ بڑا ہی خوش گوار اعلان ہے - نواب احمد بخش تھہیم نے اراکین اسمبلی اور پریس نمائندوں کو 28 جون کو چائے کے وقفے کے دوران جو کہ ان دنوں ساڑھے گیارہ بجے ہوگا ، ایک عظیم مینگو پارٹی دینے کا اعلان کیا ہے - ملک شاہ محمد محسن -

ملک شاہ محمد محسن : جناب والا ! میری جو تقریر تھی وہ کچھ اور تھی- لیکن اپنے فاضل دوست رائے میاں خان صاحب کی تقریر سننے کے بعد میں نے اپنی تقریر کچھ بدل دی ہے - جناب والا ! جب قوم اپنا نصب العین بھول جاتی ہے ، اپنی منزل کو چھوڑ دیتی ہے ، اپنے نظریے کو جس پر پاکستان قائم کیا گیا ہے - اس کو نظر سے اوجھل کیا جائے اور خاص کر پاکستان پیپلز پارٹی اور اپنے ساتھیوں کو آگاہ کرنے کے لئے یہ عرض بھی کروں گا کہ جب ہم پارٹی کے منشور کو ، پارٹی کے پروگرام کو ، پارٹی کی لائن کو اور پارٹی کے نظریے کو چھوڑ دیں تو اس کا رد عمل یہی ہوگا کہ قوم ، عوام ، معاشرہ اور اس کے افراد گروہ بندی کا شکار ہوں گے - شخصی وفاداری کا شکار ہوں گے ، مفاد پرستی کو اپنائیں گے اور ان پارٹیوں کے تابع ہو کر ہر مسئلے پر جو رائے دیں گے - وہ آزاد نہیں ہو گی subjective ہو گی اور اپنی اسی سوچ کے تابع ہو گی - مجھے اپنے دوست رائے میاں خان کھرل صاحب سے یہ سن کر بڑا افسوس ہوا کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب زمیندار نہیں ہیں - میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ہم زمینداروں کے ووٹ لے کر اس ایوان میں آئے ہوئے ہیں ؟ کیا ہمیں زمینداروں نے ووٹ دیئے تھے ؟ ہمیں جاگیرداروں نے ووٹ دیئے تھے یا ہماری انھوں نے مخالفت کی تھی ؟ اس لحاظ سے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان غریب ووٹروں نے جو زمیندار نہیں تھے - جن کو ہم 'کمی' کہتے آئے ہیں - جن کو ہم 'کمین' کہتے آئے ہیں جن کو ہم ذلیل لوگ سمجھتے رہے ہیں - پھر ان کا اس ایوان میں میرے خیال کے

مطابق کوئی حق نہیں ہے اور میرے خیال میں حکومت میں ان کا بھی کوئی دخل نہیں ہے ان کے فارمولے کے پیش نظر کیونکہ وہ زمیندار نہیں ہیں ۔ اس لئے ہم اس منشور کی روح کے مطابق ، میں بڑے افسوس سے کہتا ہوں کہ ہم اپنے منشور کو چھوڑ رہے ہیں اپنے پروگرام کو چھوڑ رہے ہیں اپنی پارٹی کی سوچ کو چھوڑ رہے ہیں ۔ اپنی پارٹی کی نظر سے دور جا رہے ہیں ۔ اس لئے نصب العین جو ہے اس کو سامنے رکھیں ۔ اس کے بغیر ہم اپنے منشور کی روح کو کسی صورت میں نہیں پا سکیں گے ۔ نصب العین کا بھولنا یہ کسی قوم کے لئے بڑی بد قسمتی کی بات ہوا کرتی ہے ۔ اور میرے خیال میں پچھلے پچیس سال میں یہی کچھ ہوتا رہا ہے کہ مسلم لیگ کی تحریک ایک بڑے جوش اور ولولے سے اٹھی ۔ ایک پروگرام تھا جو قائداعظم رح نے قوم کو دیا ۔ مسلمانوں کو دیا برصغیر کے مسلمانوں کو دیا اور اس پروگرام کے مطابق اس پروگرام کو مد نظر رکھتے ہوئے ۔ ۔ ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر (جناب شمیم احمد خان)
کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

۔ ۔ ۔ ہم نے پاکستان کو حاصل کیا ۔ لیکن قائد اعظم رح کی وفات کے بعد ہم اس نظریے کو بھول گئے ۔ ہم نے اس نظریے کی عجیب عجیب تشریحات کیں اور اس طرح گروہ بنے اور شخصی وفاداری اور مفاد پرستی کا شکار ہوئے اور مسلم لیگ کا جو انجام ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ ملک کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ بھی آپ صاحبان کے سامنے ہے ۔ اس لئے میں بڑے دکھ سے یہ عرض کروں گا کہ خدا کے لئے ہم اپنے نصب العین کو نہ بھولیں ۔ اپنے نصب العین کو سامنے رکھیں اپنے پروگرام کو سامنے رکھیں پاکستان کے اغراض و مقاصد کو سامنے رکھیں اور اپنے پارٹی منشور کو سامنے رکھیں اور اپنے آپ کو اس کسوٹی پر پرکھیں اور اس معیار سے پرکھیں کہ ہم میں سے غلط کون ہے اور ہم میں صحیح کون ہے ۔ اس کے بعد جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے بہت سے ساتھیوں نے میزانیے کی عام بحث میں حصہ لیا ہے اور بے شمار اپنی معقول تجاویز سے ایوان

کو مستفیض کیا ہے ۔ لیکن جو سب سے مایوس کن بات ہے اور کافی افسوس ناک بات ہے کہ حزب اختلاف جو اسمبلی کے معزز ایوان کی روح ہوا کرتی ہے اور پارلیانی جمہوریت میں جن کا ہونا ایک لازمی امر ہے اور اگر حزب اختلاف کی تنقید تعمیری اور بامقصد ہو تو وہ ان معزز ایوانوں کی روح ہوتی ہے اور انہیں زندگی بخشتی ہے اور برسراقتدار پارٹی اگر کہیں اپنی اکثریت کے بل بوتے پر غلط کام کرے تو اس کی راہنمائی میں حصہ دار بنتی ہے اور اپنی اچھی تجاویز سے ایوان کو مستفیض کرتی ہے ۔ ہم نے یہ جمہوریت کافی طویل سفر طے کرنے کے بعد حاصل کی ہے بلکہ میں یہ کہوں گا کہ یہ سفر کوئی ایک صدی سے زیادہ عرصہ جاری رہا جس میں بیشمار مفکرین اور راہنماؤں نے حصہ لیا ۔ اس جدوجہد میں بے شمار قربانیاں دیں ۔ آخر میں قائد اعظم کی راہنمائی میں ہمیں ملک ملا اور جمہوریت کا آغاز ہوا ۔ لیکن قائداعظم کی وفات کے بعد ایک لنگڑی لولی جمہوریت 1958 تک پنپتی رہی جس پر ایک خاص گروہ قابض تھا اور 1958 کے بعد ایک آمرانہ حکومت ملک پر مسلط کی گئی جس کے گھناؤنے سائے اتنی تیزی سے بڑھے کہ ملک کے دو حصے ہو گئے ۔ اس گھناؤنے سائے میں جناب ذوالفقار علی بھٹو نے آواز حق بلند کی عوام ۔ نے اس پر لبیک کہا اور غریب عوام کے اکٹھ سے آج ہم پھر جمہوریت کی منزل پر پہنچے ہوئے ہیں اور ہم نے جمہوریت حاصل کی ہے ۔ لیکن ان قربانیوں کے باوجود اور اس آمرانہ حکومت کے جو نتائج سامنے آئے جس سے ملک تباہ ہوا ملک کے دو ٹکڑے ہوئے ۔ اگر آج بھی ہم اس کا احساس نہ کریں اور ان جمہوری اداروں میں آنے سے انکار کریں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس جمہوریت کو اس جمہوری عمل کو قبول نہیں کرنا چاہتے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ ان کے پاس ایسا کوئی جواز ہے ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد جو قائد حزب اختلاف ہیں وہ بجٹ کی بحث میں شریک ہوئے انہوں نے خاص کر ایک دو باتیں کہیں کہ یہاں جمہوریت کا قتل ہو رہا ہے ۔ اسلام کے خلاف لادینی نظام لایا جا رہا ہے ۔ اس لئے ہم اس کارروائی میں اس کے بعد شامل نہیں ہوں گے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ سیاسی اختلاف اسمبلی کی

کارروائی کا بائیکاٹ کرنے کا کوئی جواز نہیں ہیں ۔ اگر ان کا کوئی استحقاق اسمبلی کے اندر مجروح ہوتا تو ان کے پاس کوئی جواز ہو سکتا تھا لیکن صرف اس بنا پر میں کہوں گا کہ اگر آپ اس کا تاریخی پس منظر دیکھیں کہ یہ بائیکاٹ کب سے شروع ہوا تو آپ دیکھیں گے کہ جب سے نیپ پر پابندی عاید کی گئی ہے اور ولی خان اور ان کے حواریوں کو ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت نظر بند کیا گیا ہے اس وقت سے یہ اسمبلی کا بائیکاٹ شروع ہوا ہے ۔ اس لئے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اصل میں یہ تمام باتیں جو جمہوریت کی ہیں جو اسلام کی ہیں یہ دھوکا دینے کے لئے کی جا رہی ہیں ۔ در حقیقت وفاداری جو ہے ان لوگوں کا ساتھ دینے کے مترادف ہے جو اس ملک کے ٹکڑے کرنا چاہتے ہیں اور میں یہاں اس موقع پر پنجابی کا ایک محاورہ دھراؤں تو بے جا نہ ہوگا کہ ”روندی بیٹھی یاراں نوں تے لیندی ناں بھراواں دا“ ۔ اس لئے میں حزب اختلاف کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے اس فعل سے ان آمرانہ قوتوں کو پھر دعوتیں دے رہے ہیں جن کی وجہ سے اس ملک میں تباہی آئی ۔ جن کی وجہ سے ملک ٹوٹا اور اس کے ساتھ ساتھ ان کو میں اس بات سے بھی آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ آئین جس آئین کا ہم نے یہاں حلف وفاداری لیا ہوا ہے اس کے بھی احترام کے منافی ان کا عمل ہے ۔ یہ آئینی ادارہ ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے ووٹروں کی طرف سے اور پنجاب کے عوام کی طرف سے ان پر ایک بڑا بھاری فرض عاید ہوتا ہے کہ وہ اسمبلیوں کی کارروائی میں حصہ لیں ۔ اس میں آپ کا بھی فائدہ ہے ملک کا بھی فائدہ ہے اور صوبے کا بھی فائدہ ہے اور خاص کر اس وقت جو اس صوبے کے غریب عوام کے خون پسینے کی کمائی ہوئی رقم کے اخراجات کا تعین کرنا ہے اور جو سال میں ایک دفعہ ہوتا ہے اور سال کے بعد ان اخراجات کو ان منصوبوں پر خرچ کرنا ہوتا ہے اس کا صحیح جائزہ لینا مقصود ہوتا ہے اس بحث کے ذریعے تو میرے خیال میں انہوں نے اسمبلی میں نہ آ کر اپنے عوام کے ساتھ قطعی طور پر ایک غداری کی ہے ۔ اور انہوں نے اپنے عوام کو betray کیا ہے ۔ اگر وہ خاص ہیں چاہتے ہیں کہ جمہوریت اس ملک میں پھلے پھولے پروان چڑھے اور اگر ان

کا یہ خیال ہے کہ اسمبلیوں میں جمہوریت نہیں ہے ۔ اسمبلیوں میں وہ اپنے حقوق کا تحفظ نہیں کر سکے اگر وہ ایسا نیک نیتی سے چاہتے تھے تو بجائے بائیکاٹ کے وہ استعفے دے دیتے اور فارغ ہو کر باہر میدان میں جاتے اور بتاتے کہ ہمارا استعفے دینے کا یہ مقصد ہے یہاں مراعات بھی لے رہے ہیں یہاں تمام کی تمام اور سہولیات جو ہیں وہ بھی حاصل کر رہے ہیں ۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ اصل میں ان کو اپنے فیصلے پر شبہ ہے اور اگر ان کو اپنے فیصلے پر شبہ نہ ہوتا تو یہاں نیم دروں نیم بیروں والی بات نہ کرتے ۔ جس طرح جناب والا ! یہ رجسٹر میں حاضری بھی لگاتے ہیں لابی میں بھی آتے ہیں اور جاتے ہیں بیٹھتے بھی ہیں اور سٹینڈنگ کمیٹی جو اس اسمبلی کا حصہ ہے اور جب سیشن نہیں ہوتا تو اس کمیٹی میں جو مراعات ہوتی ہیں ان کو حاصل کرنے کے لئے وہ شامل ہوتے ہیں ۔ بہر حال میں ان سے مؤدبانہ استدعا کروں گا کہ جمہوریت کی آبیاری کرنے کے لئے جمہوریت کو ہمیشہ قائم و دائم رکھنے کے لئے حزب اختلاف والے اپنے فیصلے پر نظرثانی کریں ۔ موجودہ حالات میں پاکستان کی جو ایک عجیب سی پوزیشن ہے اس کے پیش نظر پاکستان کی سلامتی اور بقا کے پیش نظر میں فاضل دوستوں سے جو حزب اختلاف سے تعلق رکھتے ہیں درخواست کروں گا کہ وہ اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کریں اور اس معزز ایوان کی کارروائی میں حصہ لیں ۔

دوسرا جواب جو ان میں ڈھونڈا گیا وہ یہ تھا کہ یہاں اسلام کے سوا کسی چیز کو نہیں آنے دیں گے ۔ ہماری پیپلز پارٹی کا منشور ہے اور جو بنیادی بات ہے اس میں ہم نے یہ کہا ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے اور اس لئے ہم کہتے ہیں کہ سوشلزم ہماری معیشت ہے اور یہ معیشت اسلام کے تابع ہے ۔ لیکن ہمارا اسلام وہ نہیں ہے کہ جس اسلام میں مظلوموں کا خون ہو جس اسلام میں اجارہ داریاں قائم ہوں جو اسلام انصاف عوام کو نہ دے سکے ۔ ہمارا اسلام کمبلی والے کا اسلام ہے اسلام کوئی ساکت چیز نہیں ہے ۔ اسلام کوئی رسومات کا مجموعہ نہیں ہے اسلام رہتی دنیا تک ایک متحرک تحریک

ہے ۔ اسلام نے اپنی اس انقلابی روشنی سے دنیا کو ہمیشہ کے لئے نوازتا ہے اسلام طاقتوں میں رکھنے کے مترادف نہیں ہے ۔ اسلام مظلوموں کی emanicipation کے لئے آیا تھا جب بھی کوئی نبی آیا ، کوئی رسول آیا تو آپ تاریخ پڑھ کر دیکھیں کہ اس وقت ان کے ساتھ کون ہوتے تھے وہی مظلوم غریب راندے ہوئے لوگ جو اس وقت کے سرداروں فرعونوں اور بڑے بڑے جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے بوجھ تلے کچلے جاتے تھے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نبی ان مظلوم انسانوں کو ان کمزور انسانوں کو ان انسانوں کو جن کو طبقوں میں تقسیم کر کے جن کو ذات پات میں تقسیم کر کے ان کا خون چوسا جاتا تھا ان کو انسانیت کا درجہ دینے کے لئے احترام آدمیت دینے کے لئے نبی آتے رہے ۔ اور آخر میں نبی کریمؐ ایک مکمل دین لے کر دنیا کے سامنے آئے اور جو انہوں نے نقشہ دیا اس نقشہ کو ہم سامنے رکھیں اس کے پیش نظر ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اسلام انہیں اپنی انقلابی تاریخ میں اور جو اس کی انقلابی روح ہے اس کے پیش نظر انسان کو گہرائیوں سے اٹھا کر برابری پر لایا اور اگر کوئی طاقت اس کے برعکس کام کرتی ہے تو میں کہتا ہوں کہ وہ غیر اسلامی ہے ۔ جب ہم یہ قرآن حکیم میں پڑھتے ہیں کہ خداوند کریم خود فرماتے ہیں کہ میں نے اے انسان تمہارے لئے یہ نعمتیں دیں ۔ تمہارے لئے یہ سہولتیں پیدا کیں ان نعمتوں کا ذکر کیا جاتا ہے جن نعمتوں میں پھل بھی آئے ہیں سواریاں بھی آتی ہیں خوراک بھی آتی ہے ۔ سب کچھ آتا ہے تو جناب والا ! منشاء یہ ہے کہ اس دنیا کی جو نعمت ہے وہ ہر انسان کے لئے ہے نعوذباللہ من ذالک ۔ خدا جھوٹ تو نہیں بولتا ایک غریب آدمی کہتا ہے کہ اللہ میاں تو جھوٹ بولتا ہے یہ تمام نعمتیں تو مجھے نہیں مل رہیں یہ پھل وغیرہ تو مجھے نہیں مل رہے یہ چیزیں تو میرے کام نہیں آ رہیں یہ تو خاص طبقہ ہے جو یہ چیزیں استعمال کر رہا ہے تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ خدا کا کہنا ایک حقیقت ہے اور جو انسان ان نعمتوں کو اللہ میاں کی مرضی کے بغیر استعمال کرتا ہے تو وہ عملی اسلام کے خلاف ہے وہ اسلام کے

مطابق نہیں ہو سکتا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ ان دکھوں کو دور کرنا چاہتے ہیں جن دکھوں کا یہاں بار بار ذکر کیا گیا ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اگر آپ معاشرتی سماجی اور معاشی انصاف لانا چاہتے ہیں تو آپ کو اسلام کو اس کے اصلی رنگ میں جو کملی والے نے پیش کیا تھا ۔ اس کو عملی شکل دینا ہوگی ۔ جب قائد اعظم رح پاکستان کو معرض وجود میں لائے تو ان کا نظریہ یہ تھا ۔ کہ ہم یہاں اسلام کو نافذ کریں گے ۔ لیکن بے جان اسلام نہیں ۔ اسلام تو ایک جیتی جاگتی چیز ہے ایک متحرکہ چیز ہے اور انسانی تکلیفوں کا مداوا ہے تو اس لئے اگر ہم اس اسلام کو نہیں لاتے تو میرے خیال میں ہم اپنے مفاد کے پیش نظر اسلام کی تشریح اپنے آپ کے لئے کرتے ہیں ۔ یہاں تو 1956ء کے آئین کو بھی بڑے جذبے سے بڑے زور سے اسلامی آئین کہا گیا ۔ 1962ء کے آئین کو جو ایک آمر نے اسلامی آئین بنایا تھا اس کو بھی مجیب الرحمن کے چھ نکات کو بھی اسلام کا نام دیا گیا ۔ بلکہ یہاں تک کہا گیا کہ یحییٰ خان اسلامی آئین بنا رہا ہے ان کے سامنے وہ ہر چیز اسلامی ہے ۔ کیونکہ یہ اس کا تاثر لینا چاہتے ہیں جو ان کے مفادات کی حفاظت کرتا ہے تو اس لئے کہ وہ تمام چیزیں ان کے مفادات کی حفاظت کرتی تھیں ۔ سرمایہ داروں کے مفادات کی حفاظت کرتی ہیں ۔ جاگیرداروں کے مفادات کی حفاظت کرتی ہیں۔ اس لئے ان کا معیار یہ ہے کہ ان سے ان کے مفادات کا تحفظ ہوتا ہے تو اس لئے ہم کہتے ہیں کہ یہ اسلامی آئین ہے یہ بھی کہا گیا کہ یہاں بڑا انتشار ہے ۔ اور یہ ہے وہ ہے یہ کہتے ہیں کہ عوام کو افیون دے کر سلا دیا جائے ۔ بھنگ پلا کر سلا دیا جائے تاکہ ان میں شعور نہ آئے ۔ ان میں اپنے حقوق کا احساس نہ ہو ان کو اپنے حقوق کی شناخت نہ ہو ۔ جناب والا ! اگر عوام اپنے حقوق مانگتے ہیں اور غریب عوام کو اپنے حقوق کا احساس ہو گیا ہے تو یہ ایک حقیقت ہے ۔ کیونکہ اسلام ہمیں برابری سکھاتا ہے ۔ اسلام میں سرمایہ داری کی کوئی گنجائش نہیں ہے ۔ اگر ان سرمایہ داروں سے حقوق کی بات کی جائے تو انہیں انتشار نظر آتا ہے ۔

ان کے سامنے انتشار کی یہ تشریح ہے کہ لوگ جاگ اٹھے ہیں - اور اپنا حق مانگ رہے ہیں - جناب والا ! جو جواز یہاں اپوزیشن کی طرف سے پیش کیا گیا ہے وہ بالکل مفاد پرستی کے تابع ہے اور یہ ایک خاص طبقہ کی مفاد پرستی کے لئے کہا گیا ہے - جناب والا ! ہمیں اگر اپنی قوم کو اپنے ملک کو ، اپنے صوبہ کو عظیم بنانا ہے - یہ بڑے دکھ اور تکلیف کی بات ہے - کہ عوام رشوت اور انتظامیہ کی زیادتی سے تنگ ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے - جناب والا! میں عرض کروں گا کہ جب تک یہ استحصالی نظام قائم ہے اس وقت تک اس کا مکمل حل ناممکن ہے - استحصالی نظام میں عوام دشمن قوتیں سرگرم رہتی ہیں - جناب والا ! چھبیس ستائیس سال اس ملک قائم ہوئے گزر چکے ہیں - مگر یہ عوام دشمن قوتیں پے درپے رکاوٹیں پیدا کر رہی ہیں - بنیادی طور پر ہمارے ذہن مفلوج ہو چکے ہیں ، اور مسائل اب رات رات میں حل نہیں ہو سکتے - اگر ہم اس میں کسی کو ذمہ دار ٹھہرانا چاہیں تو وہ یہ نظام ہے اور یہی نظام ہی ترقی کی راہ میں رکاوٹ پیدا کر رہا ہے - جناب والا! پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت قائم ہوئے ابھی ساڑھے تین سال ہوئے ہیں - میں ان اصلاحات کو نہیں دھرانا چاہتا جو اس حکومت نے کی ہیں ، میرے فاضل دوست کافی تفصیل سے اس پر پہلے ہی روشنی ڈال چکے ہیں اور ان پر تو بحث پہلے بھی ہوتی رہتی ہے اور ہوتی رہے گی - اگر آپ تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو کسی پارٹی کسی سیاسی جماعت نے اس مختصر عرصہ میں ان حالات میں جس میں پاکستان پیپلز پارٹی کو حکومت ملی اصلاحات نہیں کیں - لیکن جناب والا! اس کے باوجود جو سامراجی اور استحصالی قوتیں ہیں ان روشنیوں پر دھول چھڑکتی رہتی ہیں - ان کو ہٹانے میں وقت لگے گا -

جناب والا ! اس کے ساتھ ساتھ میں عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ کسی ملک کی بنیاد اس کا آئین ہوتا ہے - میں بڑے دکھ کے ساتھ یہ عرض کرتا ہوں کہ ہم نے اس کے باوجود اپنے آئین پر مکمل طریقہ سے کام نہیں کیا جتنا کہ ہونا چاہیے تھا - آئین کے اندر رہتے ہوئے ہمیں اپنے فرائض منصبی ادا کرنے چاہیں - مگر مجھے افسوس ہے کہ ان پر کچھ کوتاہیاں ہوئی ہیں - اور یہ کوتاہیاں ملک اور قوم کے لیے نیک فال نہیں ہیں -

جناب والا ! اب آخر میں میں اپنے علاقہ کے کچھ مسائل عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ صرف چند معروضات ہیں ، معزز ارکان اسمبلی کا شاید یہ تاثر ہے کہ میری تحصیل لاہور میں واقع ہے اس لئے مسائل کی مصیبت یہاں نہیں ہو گی ۔ جناب والا ! میں معزز ایوان کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ میری تحصیل ہندوستان کے بارڈر کے ساتھ ملحقہ ہے اور دوسری طرف دریائے راوی ہے اور بی ۔ آر ۔ بی نہر کی زد میں بھی آتی ہے ۔ جناب والا ! مشرقی کنارے پر پچاس دیہات ہیں جو کافی عرصہ سے پانی کی وجہ سے پریشان ہیں ۔ جناب والا ! وہاں عارضی طور پر ٹیوب ویل نصب کئے گئے تھے ۔ جو دس سال میں بہت پرانے ہو چکے ہیں اور اب ان کی مشینری بھی کام نہیں کر رہی ہے ۔ اور بجلی کی پوزیشن یہ ہے کہ بعض اوقات تو ہفتوں بجلی نہیں پہنچتی ۔ اور لوگوں کی حالت بہت خراب ہے ۔ اس کے علاوہ جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ مطالبہ خاص طور پر کرتا ہوں کہ تھانہ چوہنگ میں یہاں سے سات آٹھ میل دور لینڈ ریفارم کے تحت اوقاف نے پچاس مربع زمین حاصل کی ہے اور قانون کے مطابق مارشل لاء کے مطابق یہ زمین ان لوگوں میں بانٹنی تھی ۔ مگر جناب مجھے یہ حیرانگی ہوئی ہے کہ بدقسمتی سے دھاندلی کر کے مفاد پرستوں کی وجہ سے اس کا ریکارڈ کافی تبدیل ہو چکا ہے ۔ اور اندراج نہیں ہیں ، کھاتہ گرداریوں میں اندراج ہے لیکن وہ لوگ نہیں ہیں جو کاشت کرتے ہیں ، بلکہ وہ لوگ ہیں جو انہیں کے ایجنٹ ہیں جو ان کے بٹھو ہیں ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرح حق دار لوگ اس میں استفادہ نہیں اٹھا سکیں گے ۔ جناب والا ! اس بات کی اچھی طرح سے انکوائری کی جائے ۔ اس کے ساتھ جناب والا ! میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ پچاس مربع زمین جو بڑی زرخیز زمین ہے وہاں نہری پانی ہے ۔ اگر اسے vegetable belt قرار دے دیا جائے ۔ بانٹی نہ جائے جہاں شہری آبادی ہے اور آبادی روز بروز بڑھ رہی ہے ۔ تاکہ یہ صحیح فائدہ ہو سکے ۔ ایسا نہ ہو کہ اسے بھی چور لے جائیں ۔ حکومت کو الاٹ کی جائے اور vegetable belt قرار دیا جائے اور حکومت کے پاس ہی رہے ۔

جناب والا ! تعلیم کے سلسلہ میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ

سکولوں کی حالت بھی میری تحصیل میں مجموعی طور پر بہت خراب ہے ۔ سب سے پہلے میں ہائی سکول کی حالت بتاتا ہوں ۔ سکول کی عمارت ۔ جناب والا! وزیر تعلیم صاحب نے دیکھی ہے جو نہایت خستہ حالت میں ہے استعمال کے قابل نہیں ہے ۔ سکول میں کمرے نہیں ہیں ان کی دیواریں ٹوٹی ہوئی ہیں ۔ فرنیچر جو ہے وہ بھی سارا ٹوٹا ہوا ہے کچھ طالب علم ڈیسک پر بیٹھتے ہیں اور کچھ ٹاٹ پر ۔ جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے وزیر تعلیم کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس پر فوری طور پر توجہ دیں ۔ جناب سپیکر! کاہنا ۔ لاہور اور قصور کے درمیان واقع ہے اور اس کو مرکزی حیثیت حاصل ہے ۔ لاہور اور قصور کے درمیان انٹر کالج نہیں ہے ۔ کاہنا تحصیل لاہور کا مرکز ہے ۔ اور وہاں ہائی سکول میں بھی تقریباً آٹھ سات سو طلباء زیر تعلیم ہیں ۔ جناب سپیکر ! میں آپ کی وساطت سے استدعا کرتا ہوں کہ یہاں ایک انٹرمیڈیٹ کالج قائم کیا جائے ۔ جناب والا ! لڑکیوں کا سکول ڈیڑھ کنال کے احاطے میں واقع ہے اس کے ساتھ ہی جو کاشت کی زمین ہے میں وزیر تعلیم سے استدعا کروں گا کہ وہ پراونشل ٹرسٹ کی زمین ہے سکول کو جتنی ضرورت ہے منتقل کر دی جائے ۔ تاکہ سکول کی مشکلات کا ازالہ ہو سکے ۔ اس کے علاوہ جناب بجلی کی مشکلات کا حل کرنا بھی ضروری ہے ۔ آخر میں جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ تمام متعلق کا حل اس طرح سے جلدی ممکن نہیں ہو سکتا جب تک ہم نظام نہیں بدلیں گے ۔ جن کے لئے عوام نے ہمیں اس ایوان کے لئے منتخب کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : مہر اختر عباس بھروانہ ۔ سید طاہر احمد شاہ ۔ (ایوان میں موجود نہیں ہیں) رانا ۔ کے ۔ اے ۔ محمود ۔

رانا کے ۔ اے ۔ محمود خان : جناب والا ! بعض لوگ بجٹ کو صرف اعداد و شمار کا دکھاوا اور گورکھ کا دھندہ سمجھتے ہیں ۔ جناب والا ! یہ غلط تاثر اس لئے پیدا ہوا ہے کہ ماضی میں بجٹ بنانے والے اقتصادیات مسلمات کتابی کی مار دے کر کچھ اس طرح سے مظاہرہ کرتے تھے کہ سادہ لوح انسان تو کجا ۔ دانا سے دانا آدمی بھی اعداد و شمار کے چکا چوند

میں مطمئن ہو کر بیٹھ جاتے کہ ان لوگوں پر کوئی بھی بوجھ نہیں پڑ رہا ہے - مگر جناب والا ! فی زمانہ اس بات سے اتفاق نہیں کیا جا سکتا ہے - اس سائنسی ترقی کے دور میں - اس قیل و قال کی دنیا میں - اس برق رفتار زمانہ میں ایسا ہر گز ممکن نہیں ہیں - کیوں کہ جناب والا ! اگر بجٹ میں نظم و ضبط نہ ہو گا - اگر اس کی تمام چولیں ٹھیک نہ ہوں گی - اگر یہ بجٹ حقیقت پسندی سے عاری ہوگا - اگر اس میں کوئی صداقت نہ ہو گی - جناب والا ! وہ بجٹ کسی ادارے - کسی کمپنی - کسی فرم یا کسی بھی حکومت کا بجٹ ہو - وہ بالآخر فلاپ ہو کر رہے گا اور وہ نہ صرف گھناؤنی دشواریاں پیش کرے گا - بلکہ مہلک بھی ثابت ہو گا - جناب والا ! پنجاب کا موجودہ بجٹ ایسی ہی قباحتوں سے بالکل پاک و صاف نظر آتا ہے - یہ ایک متوازی یا متوازن بجٹ ہے - ہمارے فاضل وزیر خزانہ صاحب اور ان کے معاونین جنہوں نے اس بجٹ میں کافی محنت اور کاوش سے اور عرق ریزی سے کام کیا ہے - ہماری داد و تحسین کے مستحق ہیں - جناب والا ! پنجاب کے بجٹ کی روشنی میں یہ جاننا - یہ جانچنا اور یہ پرکھنا اور اس بات کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ اس کے خد و خال کیا ہیں - اس کی سمت کیا ہے - اس کا رخ کیا ہے اور اس حکومت کی پالیسی کے مقاصد کیا ہیں - جناب والا ! جناب وزیر خزانہ کا فکر و فلسفہ جو کہ انہوں نے اس بجٹ میں سمویا ہے - وہ پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور کا آئینہ دار ہے - اور اس کے پیش نظر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ حکومت دیانتداری سے یہ کوشش کر رہی ہے کہ اس سے استحصالی قوتوں کی گرفت کو ڈھیلا کر دیا جائے - جیسا کہ ہم نے اپنے دستور کے آرٹیکل 3 میں یہ واضح طو پر وعدہ کیا ہوا ہے کہ

"From each according to his ability to each according to his work."

اس وعدے کے مطابق جناب والا ! اس بجٹ میں اس کی نشاندہی ملتی ہے - چنانچہ جناب والا ! اس بجٹ میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ امیر اور غریب کے درمیان جو دیواریں حائل ہیں - ان کے درمیان جو خلیج ہے -

ان میں جو یہ بعد اور دوری ہے اس کو دور کیا جائے۔ گردش دوراں کے مارے ہوئے لوگ۔ چرخ نیلی فام کے ہتھکنڈوں کے ستائے ہوئے لوگ۔ آبادی کے نچلے ،متوسط طبقہ کے لوگوں کا معیار زندگی ہم بلند کرنا چاہتے ہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ لوگ اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں اور اپنا سر اونچا کر کے چلیں۔ جناب والا! ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ لوگ روزگار اور رہن سہن کے معاملہ میں احتیاج سے نجات حاصل کریں۔ جناب والا! یہ کام کافی کٹھن ہے۔ جناب والا! اس استحصالی نظام کی جڑیں کافی گہری ہیں۔ اس استحصالی نظام کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ جناب والا! آپ نے حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹوں کا واقعہ پڑھا اور سنا ہوگا۔ ہابیل نے قابیل کو قتل کر دیا اور جناب والا! اسی تاریخ سے اس دنیا میں استحصالی نظام کی داغ بیل پڑ گئی ہے۔ جناب والا! برصغیر پاک و ہند میں ایک نامور فلسفی منوجی نے سوسائٹی کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ ایک کو اس نے برہمن کا نام دیا تھا۔ جس کے سپرد پیشوایت اور روحانیت تھی۔ دوسرے کو اس نے کھشتری کا نام دیا۔ یہ طبقہ سوسائٹی کا دست و بازو تھا اور یہ لوگ سوسائٹی کا دفاع کرتے تھے تیسرا فرقہ ویش کہلایا۔ ان کے ذمہ پیٹ کا دوزخ بھرنا اور سوسائٹی کو خوراک مہیا کرنا تھا۔ چوتھے فرقے کو شودر کہتے تھے جن کے ذمہ تمام سوسائٹی کی امداد اور ان کے متعلق کام کرنا تھا۔ اب جناب والا! ان چاروں طبقات میں سے برہمن کے پاس چونکہ پیشوایت اور روحانیت تھی۔ وہ اس چیز کے بل بوتے پر اور کھشتری جن کے پاس کہ تیر و کمان تھے۔ جن کے پاس تلوار تھی۔ وہ اس کے بل بوتے پر یہ دونوں طبقے ویش اور شودر طبقے پر حاوی ہو گئے اور انہوں نے ان دو کا استحصال شروع کر دیا۔ جناب والا! تاریخ شاہد ہے کہ دونوں اوپر والے طبقے آج تک دوسروں کا استحصال کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اور وہ استحصال جاری ہے حالانکہ جناب والا! ہندوستان تو تیں لکیر کا فقیر ہے۔ وہ اپنے رسوم و رواج جلدی ترک نہیں کر سکتا ہے۔ یہاں تک کہ مسلمانوں نے بھی جناب والا! پاک و ہند پر 700،600 سال تک حکومت کی۔ ان کی حکمرانی کے دوران بہت سے راسخ العقیدہ حکمرانوں کا ہندوستان پر تسلط رہا۔

ہے ۔ خاص طور پر جناب والا ! اورنگ زیب عالمگیر کے متعلق مشہور ہے کہ وہ اپنے ذاتی اخراجات کے لئے بیت المال سے کچھ نہ لیتے تھے اور وہ کلام پاک لکھ کر یا ٹوپیاں بنا کر گھریلو اخراجات پورے کرتے تھے ۔ جناب والا ! ایسے ایسے مسلمان حکمران زمانے کے ہاتھوں مجبور ہو کر محمود و ایاز کا فرق مٹانے میں کامیاب نہ ہو سکے ۔ جناب والا ! اسلام کا پیغام احترام آدمیت ہے ۔ جناب والا ! وہاں پر تو نہ کوئی بندہ رہا تھا نہ کوئی بندہ نواز رہا تھا ۔ جب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے ریگزاروں میں شمع رسالت روشن کی تو اس وقت عرب پر استحصالی نظام کا غلبہ تھا ۔ آپ نے بیواؤں، یتیموں اور بیکسوں کی دستگیری کی ۔ آپ نے غلاموں کو نہ صرف آزاد کرایا بلکہ انہیں اعلیٰ درجات دیئے ۔ یہاں تک کہ آپ نے ایک غلام کو اپنا سپہ سالار مقرر کر کے بھیجا ۔ اب جناب ایک مشہور واقعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا پیش کرتا ہوں ۔ وہ رض ایک دفعہ ایک مسافت میں تھے ان کے ساتھ ایک ملازم تھا اور سواری ایک تھی ۔ جناب خلیفہ وقت کچھ مسافت طے کرنے کے بعد اپنی سواری سے اتر کھڑے ہوئے اور اپنے غلام کو حکم دیا یعنی اپنے ملازم کو حکم دیا کہ اب وہ گھوڑے پر سوار ہو ۔ تو ملازم سوار ہو گیا اور جناب خلیفہ وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، گھوڑے کی لگام پکڑ کر آگے آگے چلے ۔ جناب والا ! اس طرح سے انہوں نے تمام مسافت باری باری طے کی ۔ تو جناب یہ تھا ۔ اس استحصالی نظام کا خاتمہ اور مساوات محمدی کی مثال ۔ جناب والا ! پاکستان پیپلز پارٹی جناب قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں اس کوشش میں مصروف ہے کہ ہم آہستہ آہستہ استحصالی نظام کو کھوکھلا کر دیں اور یہاں پر مساوات محمدی کا دور دورہ ہو ۔

جناب والا ! اس بجٹ میں اس بات کی جھلک نظر آتی ہے کہ ہماری بیشتر آبادی یعنی 85 فیصد آبادی گاؤں میں بستی ہے ۔ جناب یہ آبادی کا حصہ جو میں سمجھتا ہوں اور جیسے میں نے پہلے مثال دی تھی کہ ویش اور شودر کی بگڑی ہوئی شکل کہ یہ لوگ محرومی کا شکار ہیں ۔ جناب والا ! ان کی محرومی اور ان کی بے کسی کو دور کرنے کے لئے

زراعت کی مد میں 27 کروڑ 20 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ جناب والا! اس سے انہیں فائدہ مکمل تو شاید نہیں ہو سکتا لیکن کافی حد تک میں سمجھتا ہوں کہ ان کو زندگی کی سہولیات میسر ہو سکیں گی کیونکہ جیسے میرے فاضل وزیر اعلیٰ نے فرمایا تھا کہ اب جو زراعت پیشہ لوگ ہیں وہ کھاد اور بیج کے سلسلے میں کھلے بندوں پیسے لے سکتے ہیں اور انہیں قرضوں میں سہولتیں دی گئی ہیں۔

مسٹر سپیکر : رانا صاحب آپ کے پانچ منٹ اور ہیں۔ آپ کو تقریر کرتے ہوئے سولہ منٹ ہو گئے ہیں۔

رانا کے ۔ اے ۔ محمود خان : جناب والا! میں نے ابھی بہت باتیں کرنی ہیں۔

مسٹر سپیکر : ٹائم تو پندرہ منٹ مقرر ہے اگر آپ کھینچ کے لے جاتے ہیں۔ اگر آپ لڑنا چاہتے ہیں تو آپ کو دس منٹ مل جائیں گے۔ لڑنا نہیں چاہتے تو آپ تین چار منٹ میں ہی ختم کیجیئے۔

رانا کے ۔ اے ۔ محمود خان : جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ زراعت کے میدان میں نہ صرف زمینداروں اور کاشتکاروں کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کی گئی ہے بلکہ ان مددگار لوگوں کو جن کو ہم معین کہتے ہیں۔ ان کے لئے بھی اس میں پرووبژن رکھی گئی ہے کہ وہ ایسے آلات یا دوسری چیزیں جو ان کی ضرورت ہے اس کے لئے بھی وہ قرضے لے سکتے ہیں۔

جناب والا! اب میں شعبہ تعلیم کے متعلق کچھ باتیں عرض کروں گا جو ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کی توجہ کے مستحق ہوں گی۔ جناب والا! ہمارے وزیر اعلیٰ نے اپنی تقریر کرتے ہوئے یہ کہا تھا "سن لو ایک بار پھر سن لو میں تعلیم پر ایک ارب 3 کروڑ روپے خرچ کر رہا ہوں۔" جناب والا! جب میں نے یہ سنا تو میرا دل بلیاں اچھلنے لگا۔

مسٹر سپیکر : بلی نہ ہو بلی تو ضرور اچھل سکتی ہے۔

رانا کے ۔ اے ۔ محمود خان : ضرور اچھل سکتی ہے ۔

جناب والا ! تو یہ ایک بڑی کثیر رقم ہے ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بجٹ میں ایسی پروویژن رکھی گئی ہیں کہ ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر ہر ایک انٹر کالج لڑکوں کا اور لڑکیوں کا اور اسی طرح ضلع میں ایک ڈگری کالج لڑکوں کا اور ایک لڑکیوں کا ہو گا ۔ تو جناب یہ بھی ٹھیک ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ انہیں وہ بتائیں جو انہوں نے آپ کے لئے نہیں کیا ۔

رانا کے ۔ اے ۔ محمود خان : جناب والا ! سکول کھل رہے ہیں اور بڑا کچھ ہو رہا ہے لیکن میں جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ ہماری جتنی تعلیم ہو رہی ہے یہ با مقصد تعلیم نہیں ہے ۔ اس کا کوئی لائحہ عمل نہیں ہے اور اس کی منزل کا کوئی پتہ نہیں ہے ۔ ہر آدمی تعلیم حاصل کر رہا ہے ۔ ہمارے پاس لوگ آتے ہیں ۔ بہت سے بی ۔ اے کئے ہوئے ہیں ۔ کئی آدمیوں نے تین تین ایم ۔ اے کئے ہوئے ہیں ۔ اب جناب کوئی منصوبہ بندی نہیں ہے کہ ان لڑکوں کو ان پڑھے ہوئے لوگوں کو کہاں کھپانا ہے ۔ جناب والا ! ہمارے زمانے میں تو ایک ایم ۔ اے کافی ہوتا تھا اور آج تین تین ایم ۔ اے کئے ہوئے مارے مارے پھر رہے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری منصوبہ بندی کا فقدان ہے کیونکہ تین تین ایم ۔ اے کرنے سے آدمی ایک چیز کا ماسٹر نہیں ہو سکتا ۔ وہ تو جیسے jack of all trades لیکن ماسٹر کسی کا نہیں ہوتا ۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ منصوبہ بندی کیوں نہیں کی جا رہی کیونکہ ہم جو کالج کھول رہے ہیں سکول کھول رہے ہیں اور یہ سارے کام کر رہے ہیں ۔ اس کے لئے آئندہ کے لئے کوئی لائحہ عمل اور کوئی منصوبہ بندی لازمی چاہئے ورنہ اس کے اچھے نتائج نہیں ہوں گے۔ جناب والا ! محکمہ تعلیم میں ایک بات جو کام کی کی گئی ہے اس کی میں تعریف کرتا ہوں کہ تقریباً 11 سو سکولوں میں فنی مراکز کھولے جا رہے ہیں یہاں پر ہمارے بچے دستکاری کی تعلیم اور ٹیکنیکل شعبوں میں تعلیم حاصل کریں گے ۔ جناب والا ! اس سلسلے میں

عرض ہے کہ اگر صبح کا بھولا شام کو گھر آ جائے تو اس کو بھولا نہیں کہتے یہ بہت اچھی بات ہے مجھے مولانا حالی کا شعر یاد آ گیا ہے ۔

کمال کف دوزی علم افلا طون
یہ وہ نقطہ ہے جو اہل علم نہیں سمجھے

جناب والا ! یہ بڑی خوش آئندہ بات ہے کہ ہمارے بچے دستکاری سکولوں میں پڑھ کر ٹیکنیشن ثابت ہوں گے اور انہیں اچھی ملازمتیں جلد مہیا ہوں گی ۔ جناب والا ! محکمہ تعلیم میں ایک طبقہ استاد اور استانیوں کا ہے بلاشبہ وہ مظلوم لوگ ہیں ۔ ان کی تنخواہوں کا مطالبہ ہوتا رہتا ہے اور دست بستہ گذارش ہے کہ ان کی تنخواہیں بڑھا دیں لیکن اس بات کا بھی علاج فرما دیں ۔ میرے محتاط اندازے کے مطابق 30 سے 40 فیصد سے زائد استاد اور استانیاں سکول جاتی ہی نہیں اگر جاتے بھی ہیں تو حاضری لگا کر آ جاتے ہیں ۔ جناب ڈاکٹر خالق صاحب خالق اور مخلوق میں پردہ رکھنے کے قائل نہیں ہیں میں ان کی خدمت میں گذارش بھی کروں گا کہ وہ جب اپنے دوروں پر جائیں تو اپنے افسران کو ہدایت کریں کہ وہ خود ان کی surprise checking کریں تا کہ استاد اور استانیاں جن کو ہم نے بہت ہی اہم کام کے لئے مقرر کیا ہے وہ سکول سے غیر حاضر نہ ہوا کریں ۔ اور اپنی قوم کا نقصان نہ کیا کریں ۔ میں اب کچھ محکمہ صحت کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : جلدی کریں بریگیڈیر صاحب کو 12 بجکر 5 منٹ کا وقت دے رکھا ہے ۔

رانا کے ۔ اے ۔ محمود خان : جناب والا! محکمہ صحت کے متعلق پنجاب میں اس دفعہ 15 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں ۔ جناب والا ! محکمہ صحت میں سمجھتا ہوں کہ تمام محکموں سے افضل ہے ۔ جناب والا ! اس میں انسانی جانوں کو بچایا جاتا ہے ۔ اب جناب والا ! ایک آدمی ایک گاؤں سے چلتا ہے اس کے لواحقین اس کے ساتھ ہیں وہ راستے میں سوچتے آتے ہیں کہ ہم نے

ہسپتال جانا ہے وہاں کوئی نہ کوئی واقفیت ہے شاید وہاں کوئی کمرہ مل جائے۔ نا معلوم کیا ہو وہ اس قسم کی باتیں سوچتے آتے ہیں پریشان ہوتے ہیں۔ میں خاص طور پر صاحب داد صاحب کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں۔ کہ جہاں تک ہسپتالوں کی سہولتوں کا تعلق ہے میں عرض کروں گا کہ وہ اس طرح کا انتظام کریں۔ ایمرجنسی beds لگوائے جائیں اور جتنی ضرورت ہو اتنے ہی beds لگا دیے جائیں اور وہاں پر ڈاکٹر بھی ہو جو ہر وقت ڈیوٹی پر موجود ہو۔ کیونکہ اخبارات میں پڑھنے میں آتا ہے کہ کسی مریض نے برآمدے میں دم توڑ دیا ہے اور اسی قسم کے دل دوز واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے وزیر صحت کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ دوسرے وہ ہسپتالوں میں خود جا کر دیکھیں اور میرا اپنا تجربہ ہے کہ صفائی کا کوئی انتظام نہیں ہوتا وہاں وارڈ میں جانا تو درکنار آپ ہسپتالوں کے برآمدوں میں کھڑے نہیں ہو سکتے۔ وزیر صحت صاحب سے عرض ہے کہ وہاں صفائی کا خاطر خواہ انتظام ہونا چاہئے۔ اب جناب والا! وقت کی کمی کی وجہ سے میں مختصر کرتا ہوں۔ میرا ضلع شیخوپورہ ہے اس ضلع میں جتنے ٹیوب ویل لگائے تھے انہوں نے یا تو کام کرنا چھوڑ دیا ہے یا ان کا ڈسچارج کم گیا ہے۔ میں یہ گذارش کروں گا کہ حکومت کا جو کافی سرمایہ اس پر لگا ہے لہذا ان ٹیوب ویلوں کو درست حالت میں کیا جائے۔ میرا تمام ضلع سکارپ کا ضلع ہے اب دھرا آبیانہ ختم ہو گیا ہے اس سے میرے لوگ مطمئن ہو گئے ہیں۔

مسٹر سپیکر : آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

رانا کے۔ اے محمود خان : جناب والا! آخر میں میں آپ کی بھی تعریف کرتا ہوں کہ آپ واحد شخصیت ہیں جو ہر ممبر کی تقریر سنتے ہیں۔

مسٹر سپیکر : میری تعریف رہنے دیں۔ بریگیڈیر صاحب داد خان۔

وزیر صحت : مسٹر سپیکر میں اپنی تقریر کو تین حصوں میں تقسیم کروں گا۔ پہلے تو میں کچھ گذارشات بائیکاٹ کے متعلق عرض کروں گا۔ پھر میں ایک مسئلہ جو اسمبلی میں الجھ گیا ہے اس کے متعلق کہوں گا۔

حقیقت میں ایسا نہیں ہونا چاہئے اور پھر میں اشتراکیت کے متعلق کچھ عرض کروں گا اور بعد میں محکمہ صحت اور ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے متعلق عرض کروں گا۔ جناب سپیکر! وقت کی سب سے زیادہ اور اہم ضرورت ہے کہ سیاسی عمل کو جاری رکھا جائے اگر کسی وجہ سے سیاسی عمل رک گیا اور سیاسی عمل کو ناکام کیا گیا یا شیرازہ بندی ٹوٹ گئی تو اس قوم یا اس ملک کو خوفناک نتائج کا سامنا ہو گا۔ اس قوم کے لئے اور پاکستان کی ترقی کے لئے اور پاکستان کی تکمیل کے لئے سب سے زیادہ ضرورت ہے کہ سیاسی عمل کو جاری رکھا جائے اور اپنے آئین کی حفاظت کریں اور سیاسی عمل کو آئین کے ماتحت صحیح خطوط پر چلائیں اور یہ مقدس فریضہ جو اسمبلیوں کو سونپا گیا ہے اور ہمارا سب سے اہم کام یہ ہے کہ یہاں آ کر آئین کی حفاظت کریں۔ ہم میں سے ہر معزز رکن نے حلف اٹھایا ہے کہ ہم اس آئین کی حفاظت کے لئے ہر قربانی دیں گے۔ جناب والا! یہ سیاسی عمل صرف اور صرف اس وقت جاری رہ سکتا ہے جس وقت تک حزب اقتدار اور حزب اختلاف اپنے اپنے فرائض پورے کریں۔ حزب اختلاف کو اس معزز ایوان میں ان تین سالوں میں ہر مراعات دی گئی ہر بات سنی گئی ہر قانون افہام و تفہیم کی بنا پر پاس کیا گیا اور آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ ان کی بطور ایک معزز رکن کے اس ایوان کے اندر اور اس ایوان کے باہر ہر طرح سے عزت کی گئی۔ مجھے یہ معلوم ہے کہ جمہوریت چلانے کے لیے کچھ طریقے ہیں۔ احتجاج کا طریقہ ہے۔ تنقید کا طریقہ ہے اور جھنجھلاہٹ کے اظہار کا بھی طریقہ ہے۔ اس میں واک آؤٹ بھی ہے اور بائیکاٹ بھی ہے۔ لیکن بائیکاٹ کو بطور پالیسی اختیار کر لینا یہ سیاسی عمل کے لئے کہیں بھی نہیں اور یہاں سیاسی عمل کو دانستہ نہیں تو نادانستہ فیل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جب ہم نے حلف اٹھایا تھا کہ ہم آئین کی حفاظت کے لئے ہر قربانی کریں گے تو یہ حفاظت عمل سے ہو سکتی ہے۔ آئین کی اگر مجھے بحیثیت اس ملک کے شہری یا اس ملک کی افواج کو یہ کہا جائے کہ اس ملک کی حفاظت کریں تو یہ عمل سے ہی ہو سکتی ہے۔ مثبت عمل سے ہی ہو سکتی ہے۔ یہ کبھی بائیکاٹ سے نہیں ہوئی۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بائیکاٹ احتجاج کی حد سے تجاوز کر چکا ہے اور یہ آئینی جرم کی

حیثیت اختیار کر گیا ہے اور یہ سیاسی عمل کو روکنے کے لئے ایک سازش کے مترادف ہے - دونوں مثالیں جو اس ایوان میں دی گئی ہیں کہ یہ پہلی دفعہ قائد اعظم کے 1946ء کے بائیکاٹ کی مثال اور قائد عوام کے بائیکاٹ کی مثال جسے انہوں نے لاہور کی تقریر کے دوران کہا تھا یہ دونوں مثالیں اس موجودہ بائیکاٹ پر صادق نہیں آتیں اور نہ ہی یہ روایت بن سکتی ہیں - دونوں وقت یہ اس وقت کیا گیا تھا جب آئین بننا تھا - جب وہ چاہتے تھے کہ آئین اس طرح کا نہ دیا جائے جس میں اقلیت کی یا مسلمانوں کی حفاظت ہو جائے - اب آئین بن گیا ہے - یہ متفقہ آئین ہے - اب اس کا بائیکاٹ کرنا یہ سیاسی عمل کے خلاف ہے - اس لئے میں ان بھائیوں سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ اس ایوان میں واپس آئیں اور سیاسی عمل کو جاری رکھیں ورنہ وہ گناہ کے مرتکب ہوں گے - وہ سیاسی عمل کو ختم کرنے کے لئے تقریریں بھی کر رہے ہیں اور اس ایوان سے باہر اپنا مقام سنبھال رہے ہیں - وہ اپنی ذمہ داری پوری کریں اور اس آئین کو چلائیں جس کے لئے انہیں اس معزز ایوان میں ممبر بنا کر بھیجا گیا ہے - اس کے علاوہ وہ حق جو انہیں ان کے ووٹروں نے دیا ہے کہ وہ ان کی نمائندگی کریں ادا کرنا چاہئے - اگر وہ یہ حق ادا کرنا نہیں چاہتے تو اس کا جواب تو ووٹر خود مانگیں گے - لیکن سیاسی عمل کو روکنے کا ان کے پاس کوئی جواز نہیں - اس لئے اگر یہ بائیکاٹ کا طریقہ اور یہ منفی رویہ جاری رہا تو کوئی ادارہ بھی ایسا نہیں رہے گا جس کی عزت وہ جانے - کیا یہی طریقہ ہے کہ ہمیں کہا گیا تھا کہ آپ آئندہ انتخابات سپریم کورٹ کے تحت کرائیں اور آج سپریم کورٹ کا بھی بائیکاٹ کیا جا رہا ہے - کیا اس طرح اس ادارے کو تقویت پہنچائی جا رہی ہے - میں پر زور اپیل کرتا ہوں - - -

Mr. Speaker : I would request the Hon'ble Minister not to make any comments about the proceedings in the Supreme Court. It is for the Supreme Court to consider it.

وزیر صحت : بہت اچھا جناب - دوسری چیز جو طے شدہ ہے یہ ہے کہ

آئین بن چکا ہے اور بہ متفقہ ہے ۔ آئین کی دفعہ 3 میں جس سے کہ میرے دوست رانا صاحب نے کہا یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ :

"From each according to his ability and to each according to his work."

آئین کی دفعہ 230 میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ تمام قوانین جو اس ملک میں بنائے جائیں گے وہ قرآن و سنت کے مطابق ہوں گے ۔ آئین کے دفعہ آرٹیکل 230 (4) میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ تمام قوانین کا سات سال کے اند جائزہ لیا جائے گا اور ان کو اسلامی قوانین کے مطابق ڈھالا جائے گا اور اس کے دو سال کے بعد وہ قوانین نافذ کئے جائیں گے ۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے ۔ آج پھر اشتراکیت اور اسلام کا سوال لانا کہ اخبار کی سرخیاں بن جائیں یہ طریقہ غلط ہے ۔ یہاں کوئی قانون نہیں بن سکتا خواہ وہ جمہوریت یا کسی بھی پارلیمانی طرز کا ہو جو اسلام یعنی قرآن و سنت کے خلاف ہو ۔ جمہوریت کو تو مان لیا ۔ یہ بھی مان لیا کہ اس اسلامیہ جمہوریہ پاکستان میں اس سے اختلاف کی گنجائش نہیں ہے ۔ انتخابات کی بات کو بھی مان لیا لیکن اس کے باوجود جو نمائندے یہاں آئیں گے تو وہ کوئی قانون نہیں بنا سکیں گے جو قرآن و سنت کے مطابق نہ ہو ۔ خدا نہ کرے اگر ہم کوئی ایسا قانون بنائیں کہ دو مردوں کے درمیان شادی جائز ہے ایسا قانون اگر ہم نافذ بھی کر دیں تو یہ کامیاب نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ اسلام کے خلاف ہے ۔ اس میں یہ بھی موجود ہے کہ کیسے ہم اسلام کو ڈیفائی defy کریں گے ۔ کوئی ایسا قانون جو اشتراکیت کی روح کے موافق ہو وہ بھی یہاں نہیں چل سکتا جب تک وہ اسلام کے مطابق نہ ہو ۔ اس لئے یہ مسئلہ جو آج سوشلزم اور اشتراکیت کا چل نکلا ہے ۔ میرے خیال میں بے وقت کے بعد شروع ہوا ہے کیونکہ آئین بن چکا ہے اور اس کی حفاظت کے لئے ہمیں ہر قسم کی قربانی دینے سے گریز نہیں کرنا چاہئے ۔ اس کے بعد یہ مسئلہ کہ اسلام اور اشتراکیت میں کیا فرق ہے ۔ یہ ختم ہونا چاہئے کیونکہ آئین اسے نہایت اچھی طرح سے اور متفقہ طور پر حل کر چکا ہے ۔ اب میں بجٹ کی طرف آتا ہوں ۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ملک میں پیپلز پارٹی کے بعد یہ چوتھا بجٹ پیش ہوا ہے اور صوبہ پنجاب میں

ایک ہی وزیر خزانہ نے چوتھا بجٹ پیش کیا ہے اور یہ پنجاب کے استحکام کا ایک بہت بڑا ثبوت ہے ۔ یہ بجٹ بہر حال ایک budget of survival ہے ۔ اس میں وہ ساری باتیں اور وہ سارے فلسفے آگئے ہیں جس کے تحت پنجاب کو ترقی کے سلسلے میں آگے بڑھانا ہے ۔ اس میں وہ تمام ترجیحات واضح کر دی گئی ہیں ۔ پیداوار میں زراعت کو ترجیح دی گئی ہے ۔ اس کے بعد معاشرتی میدان میں میڈیکل تعلیم اور اس کے بعد تعلیم ہے اور اس کے بعد صحت کو ترجیح دی گئی ہے ۔ میرے خیال میں تعلیم کے بعد ہی صحت کو ترجیح دینی چاہئے تھی کیونکہ صحت کا نمبر بعد میں آتا ہے ۔ میں اعداد و شمار نہیں بتانا چاہتا لیکن میں یہ کہوں گا کہ اس دفعہ جو رقوم خدماتی اور ترقیاتی کاموں کے لئے بجٹ میں مختص کی گئی ہیں وہ 30 کروڑ روپے سے زیادہ بنتی ہیں ۔ 1970-1971 میں یہ رقم 21 کروڑ تھی ۔ صحت کا مسئلہ صرف ڈاکٹروں کا مسئلہ نہیں ۔ یہ ہم سب کا مسئلہ ہے ۔ اس سلسلے میں ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اہم چیز جو ہوگی وہ حفاظتی تدابیر ہوں گی اور میڈیکل کی تعلیم اس طریقے سے دی جائے گی کہ لوگ خود یہ محسوس کریں کہ ان کا صحت مند ہونا ان کے لئے ان کے خاندان کے لئے اور ملک کے لئے ضروری ہے ۔ ان سب باتوں کو سوچ کر ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ہم کوئی کام بھی صحیح نہیں کر سکیں گے جب تک ڈاکٹروں کی تعداد نہ بڑھائی جائے ۔ جب تک لائق ڈاکٹر پیدا نہ کئے جائیں اور جب تک ڈاکٹر پورے ملک میں نہ پھیل جائیں ۔ اس وقت تک تمام تجاویز اور صحت پر خرچ کرنے سے کوئی استفادہ صحیح طور پر نہیں ہو سکے گا ۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ کس طرح ڈاکٹروں کی تعداد اور ان کے ساتھ جو دوسرا سٹاف ہے ان کی تعداد بڑھائی جائے تاکہ ڈاکٹروں کی موجودہ کمی کو پورا کیا جا سکے ۔ جناب والا ! جب قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے پنجاب کا تفصیلی اور طویل دورہ کیا تو ہر جگہ تین مطالبات ان کے سامنے آئے ۔ پہلا سکول ۔ دوسرا ہسپتال اور ڈسپنسریاں اور تیسرا تھا ڈاکٹروں کا ۔ سوال یہ ہے کہ اب عوام صرف بیدار ہی نہیں ہوئے بلکہ ان کی سوچ کا انداز بھی بدل چکا ہے ۔ وہ صحت کی اہمیت کو سمجھ چکے ہیں ۔ وہ ہسپتال چاہتے ہیں ۔ وہ مریض کا علاج چاہتے ہیں ۔ وہ یہ

بھی چاہتے ہیں کہ مریض کا علاج موجودہ طب سے ہو اور اس کے لئے اچھے ڈاکٹر مہیا کئے جائیں ۔ اب میں ایک بات کی نشان دہی کرنا چاہتا ہوں تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ یہ مسائل کتنے بڑے اور کتنے اہم ہیں ۔ تقسیم کے وقت پنجاب کی آبادی تقریباً دو کروڑ تھی ، یعنی ایک کروڑ نوے لاکھ کے قریب ۔ اس وقت پنجاب کی آبادی چار کروڑ ہے ۔ ستائیس سال میں آبادی دگنی ہو گئی ہے ۔ اس کے علاوہ لوگ بیدار ہو چکے ہیں ۔ اس وقت لوگ زیادہ حکیموں کے پاس یا کچھ پیروں کے پاس جانا بھی پسند کرتے تھے ۔ ہر آدمی اپنے بچوں اور رشتہ داروں کا علاج اچھے ڈاکٹر سے کروانا چاہتا ہے ۔ وہ تمام سہولتیں مانگتے ہیں جس سے انہیں اچھی خوراک ، اچھی ہوا اور اچھا پانی میسر آئے ۔ آپ نے اس معزز ایوان میں سب تقاریر سنی ہوں گی ۔ ان کا لب لباب یہی ہے کہ ہر دیہاتی اور ہر شہری پاکستان کا چاہے وہ کہیں بھی ہو ، یہ چاہتا ہے کہ اس کے لئے اچھی ہوا جو کہ polluted نہ ہو ، اچھی خوراک اور اچھے پانی کا بندوبست کیا جائے ۔ اب اس بڑھتی ہوئی آبادی کے لئے ، اگر میں یوں سمجھوں کہ آبادی دگنی ہو گئی ہے ، دیکھیے ، ہم نے صحت کی پلاننگ اور صحت کے معاملے میں کیا کیا ہے ؟ تقسیم کے وقت یہاں مریضوں کے لئے تقریباً آٹھ ہزار بستر ے تھے ۔ اب 76-1975 ء کا پروگرام مکمل ہونے کے بعد بستروں کی تعداد سولہ ہزار ہو گئی ، حقیقت میں یہاں کوئی ترقی نہیں ہوئی ۔ ابھی ہم وہیں کھڑے ہوئے ہیں جہاں 1948ء میں تھے ۔ آبادی دگنی اور بستر ے بھی صرف دگنے ہوئے ہیں اور چاہنے والے لوگ بہت زیادہ ۔ پہلے جو لوگ ہسپتالوں میں نہیں جایا کرتے تھے آج سب اچھے ہسپتالوں اور سپیشلسٹ کے پاس جانا چاہتے ہیں ۔ یہ مسائل کس طرح حل ہوں ؟ اگر ہمیں یہ مسائل حل کرنے ہیں تو اس کے لئے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ زیادہ سے زیادہ اور اچھے ڈاکٹر پیدا کریں ۔ اور پھر ان کے لئے وہ مواقع اور سہولتیں میسر کریں کہ وہ یہاں کام کر سکیں ۔ افسوس کی بات ہے ۔ میں کسی کو موردالزام نہیں ٹھہراتا ۔ لیکن پنجاب میں پہلا کالج 1861ء میں قائم ہوا ۔ حالانکہ صحت ایک اہم اور ضروری چیز تھی ، دوسرا کالج ملتان میں نوے سال کے بعد شروع کیا گیا جو آج تک بن رہا ہے ۔ نوے سال گزرنے کے بعد دوسرا

کالج بنایا گیا ۔ اور اس وقت کے لوگوں نے اس کالج کی مخالفت کی کہ یہ کیا ہوگیا ۔ لاہور کے باہر کالج بنا تو ڈاکٹر کہاں سے آئیں گے ؟ تیسرا کالج بڑی شد و مد کے بعد انیس سال گزرنے پر بہاول پور میں قائد اعظم میڈیکل کالج کھولا گیا ۔ ان تین کالجوں میں کل سیٹیں تقریباً ساڑھے چار سو کے قریب تھیں ۔ اگر فاطمہ جناح میڈیکل کالج کو بھی لیا جائے جس کے لئے آدھے پیسے سنٹر اور آدھے ہم دیتے ہیں تو وہ چوتھا ۔ کالج تھا 109 سال میں چار کالج اور ایک preventive انسٹی ٹیوٹ ۔ کبھی نہیں سوچا گیا تھا کہ کالجوں کی تعداد بڑھائی جائے اور نہ کوئی فیصلہ کیا گیا کہ جہاں سے پروفیسر پیدا ہو سکیں ، سپیشلسٹ پیدا ہو سکیں ۔ ان کو ٹریننگ کے لئے باہر جانا پڑتا تھا اس کا کیا حل ہو اور نہ یہ تعداد جو سکول اور کالجوں میں بڑھائی جاتی ہے ۔ کس طریقے سے بھی مفید ثابت ہو سکتی تھی ۔ اگر ہم ایک ہزار کے لئے ایک ڈاکٹر لگائیں تب بھی کمی پوری نہیں ہو سکتی تھی اور اگر دس ہزار کے لئے ایک ڈاکٹر لگائیں تب بھی نہیں ہو سکتی تھی ۔ اس میں بنیادی نقص پلاننگ کا تھا ۔ مجھے یہ فخر سے کہنا پڑتا ہے کہ پیپلز پارٹی کی حکومت نے اس مسئلے کو اچھی طرح سے سمجھا اور تین سالوں میں چار کالج کھولے گئے (نعرہ ہائے تحسین) ۔ لائل پور ، راولپنڈی اور اب ایک لاہور میں اور ایک پوسٹ گریجویٹ کالج جس میں وہ ڈاکٹر داخل ہوں گے جو سپیشلسٹ بنیں گے ۔ پڑھانے کے لئے پروفیسر بنیں گے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ 488 سیٹوں سے بڑھ کر اب 1832 سیٹیں ہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ میں یہ بڑے فخر سے کہہ سکتا ہوں ۔ مجھے وزیر اعلیٰ نے بلا کر کہا :

Money is no limit. Money is no concern.
I will provide the hard cash.

اگر آپ پڑھانے کے قابل ہیں ۔ چنانچہ میں اپنے بھائیوں اور خاص طور پر ڈاکٹروں سے اپیل کرتا ہوں کہ انہیں تعاون کرنا چاہیے ۔ ہم تمام وہ لوگ لائیں جو پنجاب میں ڈاکٹری پڑھنا چاہتے ہیں یا ڈاکٹر ہونے کے قابل ہیں ۔ تاکہ صرف پنجاب نہیں ، سنٹرل سروسز اور آرمی میں بھی اپنا حصہ

رکھیں ۔ اگر ہم دوسرے مسلمان ملکوں کی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ان کی بھی مدد کریں ۔ کیونکہ ہم یہ مدد دے سکتے ہیں ۔ اس سے بہتر پڑھے ہوئے نوجوان کہیں نہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کی حکومت نے تین سالوں میں چار کالج کھول کر اور 450 سیٹوں سے 1832 سیٹیں کر کے ابھی ایک قدم اوپر اٹھایا ہے ۔ راہ صاف نظر آرہی ہے اور منزل ہمارے سامنے ہے ۔ اس کو اس وقت تک بڑھانا پڑے گا جس وقت تک ہمارے ہر گاؤں اور ہر گلی میں ایک ڈاکٹر پیدا نہیں ہو جاتا ۔ ہمیں سمجھ تھی کہ ایم ۔ بی ۔ بی ۔ ایس کو پڑھانے کے لئے اور ان کی ملک کے اندر اور باہر ضرورت کو پورا کرنے کے لئے وقت درکار ہے ۔ چنانچہ ہم نے ایک کورس شروع کیا ہے جو صرف اس صوبے میں ہے اور وہ ہے کہ ایف ۔ ایس ۔ سی لڑکوں کو میڈیکل اسسٹنٹ دو سال کے کورس کر کے ڈاکٹر بنانا جو کہ دیہاتوں میں جا کر اپنا فرض ادا کر سکیں ۔ وہ کوئی نیم ڈاکٹر نہیں ہوں گے ۔ بلکہ اس طرح کے ڈاکٹر ہوں گے جیسے پرانے زمانے میں ایل ۔ ایس ۔ ایم ۔ ایف تھے اور پانچ سال کے بعد ان میں سے جو لائق ہوں گے ، ان کو موقع دیا جائے گا کہ وہ ایم ۔ بی ۔ بی ۔ ایس پاس کر سکیں ۔ پہلا کورس پانچ سو لڑکوں کا ہے اور ایک سو ڈسپنسر جو کہ پانچ سالہ تجربہ رکھتے ہیں ۔ ہم نے چھ سو ڈاکٹروں کو اس لئے تیار کیا ہے تا کہ وہ دو سال کے بعد آپ کے ہسپتالوں کو man کر لیں گے اور اب ہم آگے گئے ہیں ۔ یہ دیکھتے ہوئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمام ڈاکٹر شہر سے آنا شروع ہو جائیں یا ایسے خطہ سے آنا شروع ہو جائیں جن کی کالجوں کی مراعات دوسروں سے اچھی ہیں ۔ میرٹ کے ساتھ اس دفعہ ہم نے بیس سیٹیں ، دس لڑکوں کی اور دس لڑکیوں کی ڈویژن میرٹ پر کیں ۔ چار سیٹیں ، تین لڑکوں اور ایک لڑکی کی ان نو اضلاع میں کیں جو پسماندہ قرار دئے گئے ہیں ۔ اسی طرح جو میڈیکل اسسٹنٹ کا کورس ہے ، یہ سارے کے سارے ضلعی میرٹ پر آئے ہیں جن میں سے تین شہر ، بارہ گاؤں ، پانچ لڑکیوں اور پانچ وہ ریزرو سیٹیں ہیں جو آپ اقلیت کے

لئے مخصوص کرتے ہیں ۔ یہ فیصلہ کیا کہ اگر مجھے ان ضلعوں میں تھرڈ ڈویژن ایف ۔ ایس سی بھی ملیں تو ہم ان کو لیں بشرطیکہ وہ اس ضلع کے ہوں ۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ میڈیکل اسسٹنٹ کا اور خدمت کا کورس کر کے ڈاکٹر تمام ضلعوں میں پھیل جائیں ۔

کرنل محمد اسلم خاں نیازی : میانوالی میں بہت تھرڈ ڈویژن ہیں ۔

وزیر صحت : جو منتخب ہوتے ہیں ان کا معیار بہت اچھا ہے ۔ ڈاکٹروں اور پروفیسروں کو سکھانے کے لئے ترجیح دی گئی ہے ۔ یہ ساری تفصیلات اس میں ہیں ۔ پہلے مرحلے میں 250 بیڈ اور بڑھائے جائیں گے اور چھتیس ٹی ۔ بی بیڈ کے لئے مکان تیار ہو چکے ہیں ۔ رورل ہیلتھ سنٹر پہلے سے دگنے ہو جائیں گے ۔ پچاس ہیلتھ سنٹر اور بڑھیں گے ۔ لیکن میں اس کام پہ فخر نہیں کرتا ۔ وہ تو گارے اینٹوں کا کام ہے ۔ جب تک وہاں ڈاکٹر نہیں لگیں گے ۔ اس وقت پنجاب میں ایک ہزار ڈاکٹروں کی کمی ہے ۔ کورس ہمارے پاس ہیں ، ڈاکٹر نہیں ہیں ۔ ہم نے بہت سوچا ہے کہ کس طرح سے ان کو باہر جانے سے روکا جائے ۔ لیکن اصلی حل یہی ہے کہ ڈاکٹر زیادہ سے زیادہ پیدا کئے جائیں اور لائق ڈاکٹر ہوں ۔ انشاءاللہ اس کورس کے نکلنے کے بعد بہت سے ڈاکٹر ہمیں مل جائیں گے ۔ جو ابھی پاس ہو رہے ہیں ۔ اگلے سال ڈاکٹروں کی کمی اور خاص طور پر لیڈی ڈاکٹروں کی کمی دور ہو جائے گی ۔ لیڈی ڈاکٹروں کے متعلق یہ عرض ہے کہ ہم نے یہ محسوس کرتے ہوئے کہ ان کی کمی پوری کرنی چاہیئے ۔ یہ نیا کالج جو لاہور میڈیکل کالج کے نام سے کھولا گیا ہے ۔ اس میں دو سو لڑکوں اور ایک سو لڑکیوں کو داخلہ میرٹ پر دیا گیا ہے ۔ لیکن اس پر بھی میں نے سنا ہے کہ رٹ ہو گئی ہے کیونکہ لڑکوں نے کہا ہے کہ لڑکوں کی تعداد بہت زیادہ ہے تو اس کا تو خیر فیصلہ ہو جائے گا ۔ اگر کروڑوں کا موازنہ کیا جائے تو یہ ہے کہ جس وقت آپ کی حکومت برسراقتدار آئی تھی ۔ تو اس وقت اس مد میں صرف 11 کروڑ روپے رکھے گئے تھے ۔ خدماتی اور تعمیراتی مد میں اس دفعہ دونوں رقمیں ملا دیں ۔

تو وہ 30 کروڑ سے تجاوز کر گئی ہیں ۔ لیکن جناب والا ! جہاں تک صحت کا تعلق ہے اور اس کے دوسرے لوازمات کا جو کہ بہت ضروری ہیں ۔ یہ رقم حقیقت میں وسائل کے لحاظ سے بہت اچھی ہے ۔ لیکن میرے لئے یہ کم ہے اور میں ضرور اس وقت جناب وزیر اعلیٰ سے اپنے وزیر خزانہ سے اپنے دوستوں سے عرض کروں گا کہ اگر کہیں سے اور پیسہ ملے تو اس مد میں یہ ضرور دیں ۔ بات یہ ہے کہ صرف یہ نہیں ہے کہ ہم نے ڈاکٹروں پر ہی توجہ دی ہے ۔ ڈاکٹروں کو ہی ترجیح دی ہے اس کے بعد دوسرے جو ٹیکنیکل اسسٹنٹ ہیں ۔ اس کے لئے کورس کلاسیں کھول دی گئی ہیں ۔ نرسنگ جو کسی زمانے میں یہاں صرف پچاس کے قریب کو سکھائی جاتی تھی ۔ اب اس سال ان کے داخلے کی تعداد بڑھا کر 882 کر دی گئی ہے اور میں جانتا ہوں کہ preventive institutions میں بھی لوگ آ رہے ہیں اور لوگ آئے ہیں ۔ تاکہ ہماری پبلک ہیلتھ میں توسیع کی جائے اور اس دفعہ اس کی تعداد بڑھا کر 110 کر دی گئی ہے ۔ ان ساری چیزوں کی میں اس لئے تفصیلات بیان کر رہا ہوں کہ میں بتا سکوں اس معزز ایوان کو آپ کی وساطت سے کہ جو قدم اٹھائے جا رہے ہیں وہ تیزی سے اور صحیح سمت میں ہیں اور یہ ہو نہیں سکتا کہ ہم اپنے مسائل کو اس طرح حل نہ کریں ۔ جس طرح کہ ہمارے عوام چاہتے ہیں ۔ کیونکہ عوام کا مطالبہ ہی حقیقی مطالبہ ہوتا ہے ۔ جو کہ پورا کیا جائے گا ۔ جناب والا ! مجھ سے بعض دوستوں نے یہ کہا ہے کہ وہاں ڈسپنسریاں ہونی چاہئیں ۔ جہاں تک پالیسی کا تعلق ہے ہم چاہتے ہیں کہ کوئی ایسی جگہ نہ رہ جائے جہاں دس ہزار کی آبادی کے لئے کوئی نہ کوئی ڈسپنسری یا پبلک ہیلتھ سینٹر یا کوئی نہ کوئی ایسا ادارہ ہو ۔ جو ان کی بیماریوں کا علاج کر سکے ۔ جو کہ بڑے ہسپتالوں میں ریفر کرنے سے پہلے ہوتی ہیں ۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ بات بھی آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ لوگوں نے مجھے کہا ہے کہ چار ایکڑ زمین کا آپ نے جو قانون بنایا ہے ۔ وہ زمین کہیں نہیں بھی ہوتی ۔ لیکن جناب والا ! میں یہ چاہتا ہوں کہ پہلو سے وسائل موجود ہونے کے ساتھ ساتھ وہ مخیر حضرات وہ لوگ جو اس کار خیر

میں حصہ لے سکتے ہیں ۔ وہ آگے آئیں اپنی زمین دیں مکان دیں اور یہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ جہاں مجھے وہ ہسپتال بنا کر دیں گے ۔ میں وہاں ڈاکٹر مہیا کروں گا ۔ لیکن دونوں ہاتھ مل کر یہ کام کریں گے ۔ آپ دیکھیں میں کوئی موازنہ یا مقابلہ نہیں کرنا چاہتا ۔ لیکن ایک آدھ مثال دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہاں گلاب دیوی ہسپتال ہے ۔ گنگا رام ہسپتال ہے میری یہ استدعا ہے کہ ہمارے مخیر حضرات بھی آگے بڑھیں اور اس کارخیر میں حصہ لیں ۔ جیسے یہ جو باغبانپورہ والا پانچ سو بستروں کا ہسپتال ہے یا اور اس قسم کے ہسپتال ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں دیا ہے ۔ انہوں نے خدمت خلق کے جذبے سے یہ کام سر انجام دیا ہے ۔ میں ان سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں ان کے ہسپتالوں کو بااحسن طریق پر چلاؤں گا ۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میں آپ کی وساطت سے اس ہاؤس سے اپیل کروں گا کہ جو لوگ صاحب ثروت ہیں ۔ وہ اس کام میں ہماری امداد کریں اور مجھے یقین ہے کہ وہ اس کار خیر میں ضرور حصہ لیں گے اور ہماری موثر طور پر معاونت کریں گے ۔

اس کے بعد جناب والا ! ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے محکمے کے بارے میں بہت کم ذکر ہوا ہے ۔ میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ 1974-75 ء کا یہ جو سال گزر گیا ہے اور اس سے پچھلے سال میں کسی ٹیکس میں اضافہ نہیں ہوا اور جو بجٹ ہمارے ذمہ لگایا گیا تھا ۔ وہ تھا 33 کروڑ اور جو روپیہ ہم نے بغیر کسی مزید ٹیکس کے سوائے ایک شراب کے اور جو تھوڑا سا مزید ٹیکس تھا اور جس سے کل آمدن 50 لاکھ ہوئی تھی ۔ پانچ کروڑ بجٹ سے زیادہ حاصل کی گئی ۔ تو اس لئے میں تو یہ چاہتا ہوں کہ وہ اپنی کارکردگی کو اور بڑھائیں اور یہ جو قابل قدر کام ہے ۔ اس کو آگے بڑھائیں اور اس سے بہتر محاصل حاصل کر کے اس صوبے کی مدد کریں ۔ کیونکہ سب سے زیادہ محاصل ایکسائز سے ملتے ہیں ۔ میں صرف چند ایک الفاظ میں پاپولیشن پلاننگ کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ روپیہ کہیں باہر سے آتا ہے اور یہ یونہی ادھر ادھر ہو جاتا ہے ۔ اس کا مصرف صحیح طور پر نہیں ہو رہا ۔ جناب والا ! اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ ہم پاپولیشن پلاننگ کی کارکردگی کو اور

آگے لے جانا چاہتے ہیں - لیکن صحیح خطوط پر اور اس کے لئے یہ کوشش کر رہے ہیں اور حکومت اس میں دلچسپی لے رہی ہے - یہاں تک کہ یہ جو کمپلیکس ہے یہ خود وزیر اعظم نے پنڈی میں اپنی چیئرمین شپ کے نیچے لے لیا ہے - تاکہ ہم اس کو صحیح خطوط پر چلا سکیں - جیسا کہ میں نے پہلے نشان دہی کی ہے کہ ستائیس سال میں پاپولیشن دو گنا ہو گئی ہے۔ اس کا صحیح حل ڈھونڈنے کے لئے ہم جدوجہد کر رہے ہیں اور اس کے بعد کبھی مجھے وقت ملا - جس وقت کہ ہم اس کو صحیح خطوط پر دوبارہ منظم کر سکے - تو میں ہاؤس کو بتاؤں گا کہ کس طرح سے عوام اس سلسلے میں ہماری مدد کر سکتے ہیں -

جناب والا ! آخر میں میں بجٹ کے متعلق یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تمام حالات کو اگر مدنظر رکھا جائے تو جو بجٹ وزیر اعلیٰ جناب محمد حنیف رامے نے پیش کیا ہے - ان حالات میں میں ان کو مبارک باد دیتا ہوں اور اس سے بہترین بجٹ پیش نہیں کیا جا سکتا تھا - مجھے یقین ہے کہ اس پر اس طرح عمل ہوگا جیسے کہ انہوں نے یا حکومت نے توقع کی ہے اور ان کی خواہش اور امنگوں کے مطابق ہوگا - اس کے ساتھ ہی میں شکریہ ادا کرتا ہوں ہاؤس کا جناب کا اور ان معزز اراکین کا جنھوں نے ہمیشہ میرے ساتھ تعاون کیا ہے - شکریہ -

مسٹر سپیکر : چودھری عبدالعزیز ڈوگر اور جیسے کہ آپ نے کہا تھا کہ آپ اپنی تقریر پانچ منٹ میں ختم کر لیں گے - میں توقع کرتا ہوں کہ آپ اپنے وعدے کو پورا کریں گے -

چودھری عبدالعزیز ڈوگر : میں کوشش کروں گا جناب -

سید ناظم حسین شاہ : جناب والا ! مجھے بھی تھوڑا سا ٹائم مل جائے گا -

مسٹر سپیکر : آپ نے اپنا نام لکھوایا ہی نہیں -

سید ناظم حسین شاہ : کم از کم اس ہاؤس کے ممبر تو ہیں جناب والا! جناب ہمیں آدھا منٹ ہی عطا فرما دیں -

مسٹر سپیکر : اچھا جی ابھی تو جنہوں نے پانچ روز سے نام دے رکھے ہیں اور تقریر کے لئے انتظار کر رہے ہیں ان کو سنئے - کرنل صاحب آپ کا نام لکھا ہوا ہے - لیکن آپ سے پہلے سردار عطا محمد خان لغاری ، اس کے بعد مسٹر رؤف طاہر پھر سید فدا حسین پھر خان محمد ارشد خان لودھی پھر ڈاکٹر عبدالحلیم رضا اس کے بعد آپ کا نام ہے -

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جناب والا ! میں اپنے پوائنٹ آف پرولیج پر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں اس دن حاضر تھا -

مسٹر سپیکر : میں نے آپ کی کب غیر حاضری لگائی ہے -

کرنل محمد اسلم خان نیازی : مجھے پرائم منسٹر صاحب نے یاد فرمایا تھا - میں ملتان گیا تھا اگر میرا نہیں تو ان کا ہی احترام کریں - آپ نے تو مجھے غیر حاضروں کی لسٹ میں رکھ لیا ہے -

مسٹر سپیکر : نہیں نہیں آپ بالکل حاضروں میں ہیں -

سید کاظم حسین شاہ : جناب والا ! میرا نام بھی لکھ لیں -

مسٹر سپیکر : میں نے آپ کا نام لکھ لیا ہے - ابھی سینتیس ممبر آپ سے پہلے ہیں اگر وقت مل سکا تو ٹھیک ہے آپ کو وقت دیا جائے گا -

چوہدری عبدالعزیز ڈوگر : جناب والا ! 76-1975 کا جو بجٹ پیش کیا گیا ہے - اس میں اس دفعہ تعلیم اور صحت کے لئے کافی رقوم مختص کی گئی ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ جو رقوم جو مختلف کاموں کے لئے مثلاً تعلیم اور صحت کے لئے مختص کی گئی ہیں - اگر ان کا صحیح استعمال ہو - صحیح طریقے سے اس پر عمل ہو تو پھر کوئی سکیم کامیاب ہو سکتی ہے - اب حسب معمول جو بجٹ پیش کیا جاتا ہے - ہر سال وہ یہاں ممبران کی میزوں پر ایک لمبے چوڑے میزانیے کی صورت میں موٹی موٹی کتابوں کی صورت میں رکھ دیا جاتا ہے - میری تجویز یہ ہے کہ کم از کم جو بجٹ ہر سال پیش کیا جاتا ہے اس میں جو عوامی نمائندے ہیں ن کا مشورہ تو شامل ہونا چاہئے جیسے کہ یونائیٹڈ

کنگڈم انگلینڈ میں یہ ہوتا ہے کہ وہاں علاقے کی ضروریات کے پیش نظر رقوم مختص کی جاتی ہیں اور علاقے کی ضروریات کو پیش نظر رکھا جاتا ہے اور ان کا مشورہ اس بجٹ میں شامل ہوتا ہے - جناب والا! اس کے علاوہ جو فلیٹ ریٹ لگایا گیا ہے - اس میں گزارش یہ ہے کہ سبز چارہ جو کہ جانوروں کے لئے ضروری ہے یہ فلیٹ ریٹ ختم ہونا چاہئے- کیونکہ یہ نہ صرف زمینداروں بلکہ چھوٹے چھوٹے کاشتکاروں پر بھی جو دس ایکڑ کے مالک ہیں یا اس سے بھی کم کے مالک ہیں ان پر بھی یکساں طور پر اثر انداز ہوگا - (نعرہ ہائے تحسین) اس کے علاوہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جناب وزیر علیٰ نے اپنی لمبی چوڑی ادبی تقریر میں سرخ سویرے کی نوید سنائی ہے اور کمبوڈیا اور ویت نام کی جنگ آزادی کا ذکر کیا ہے - مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ کم از کم انہوں نے اسلام کا نام لیا ہوتا - کیونکہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے - کیونکہ اس ملک کی اساس اسلامی نظریے پر قائم ہے - جناب والا! اب میں اپنے علاقے کی بات کروں گا - جناب والا! وہاڑی کے عوام کا کافی دیرینہ مطالبہ ہے کہ اس کو ضلع کا درجہ دیا جائے - جناب والا! میں اس کے لئے گزارش کروں گا کہ وہاڑی کو ضلع بنا دیا جائے اس میں بورے والا - میلسی کی تحصیلوں کو شامل کر لیا جائے - یہ ہمارا کافی دیرینہ مطالبہ ہے -

اس کے علاوہ میرے علاقہ کے جو مسائل ہیں وہ یہ ہیں کہ بورے والا کی کافی اضافی بستیاں ہیں جن کی آبادی آٹھ آٹھ - دس دس ہزار کے قریب ہے لیکن ان اضافی بستیوں کے مکینوں کو ابھی تک مالکانہ حقوق نہیں دیئے گئے - ان کو مالکانہ حقوق دینا انتہائی ضروری ہے - حالانکہ انہوں نے اضافی بستیوں میں ڈیویلپمنٹ کا کام بھی کروایا ہے اور سولنگ کا کام بھی کروایا ہے لیکن ان کو ابھی تک مالکانہ حقوق نہیں دیئے گئے -

اس کے علاوہ جناب والا! للن روڈ کو وسیع کیا جائے - یہ نہایت خستہ حالت میں ہے اور سنگل روڈ ہے ہمارے علاقہ میں گندم اور کپاس کافی مقدار میں ہوتی ہے اور اس وجہ سے بورے والا سے للن تک کا جو پھس

تیس میل کا ٹکڑا ہے اس کو وسیع کیا جانا چاہئیے کیونکہ زمینداروں کو اور عام آدمیوں کو آنے جانے میں کافی دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ علاوہ ازیں بورے والا کی آبادی وہاڑی سے تین گنا ہے اور وہاں کوئی گرلز کالج نہیں ہے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ بورے والا میں ایک گرلز ڈگری کالج قائم کیا جائے ۔ کیونکہ آج کل کے زمانے میں وہاں کی آبادی کے لحاظ سے اور غریب لوگوں کے لئے یہ بڑا مشکل ہے کہ وہ اپنی بچیوں کو تعلیم کے لئے باہر بھیجیں ۔ وہ اخراجات برداشت نہیں کر سکتے ۔ اس لئے ضروری ہے کہ وہاں کالج قائم کیا جائے ۔

اس کے علاوہ جناب والا ! پیپلز ورکس ڈسٹرکٹ کونسل کے تحت جو تعمیراتی کام دیہات کی سڑکوں کا یا الیکٹریفیکیشن کا ہوا ہے ۔ اس کی صورت حال یہ ہے کہ 74-1973ء میں جو منصوبہ دیہات کو الیکٹریفکشن کرنے کا تھا ۔ ابھی تک مکمل نہیں ہو سکا ۔ اب جب کہ 76-1975ء بجٹ بنا ہے تو جناب والا ! اس کے بارے میں عرض ہے کہ ابھی جو پچھلے منصوبے زیر تکمیل ہیں اور مکمل نہیں ہوئے ہیں ۔ ان کا مکمل کیا جانا ضروری ہے ۔ ہمارے علاقہ میں ابھی تک صرف ایک سڑک بنی ہے اور وہ بھی دیوان صاحب سے لے کر تھانہ سہوکا تک ابھی تک مکمل نہیں ہوئی اور اس کے علاوہ کوئی بھی سڑک نہیں بن رہی ہے ۔ علاوہ ازیں میں گزارش کروں گا کہ ہمارے ڈسٹرکٹ کونسل میں ہمارے علاقہ کو کوئی نمائندگی نہیں دی گئی ہے اس سے پہلے جو ڈسٹرکٹ کونسل کا ممبر تھا اس کو اظہار وجوہ کا نوٹس دیئے بغیر اور کوئی وجہ بتائے بغیر اس کو نکال دیا گیا ۔ تو جناب والا ! نہ تو بورے والا سے کوئی نمائندگی ہے اور نہ ہی سہوکا سے ۔ حالانکہ میرے علاقہ میں دو تھانے ۔ تھانہ سہوکا اور تھانہ بورے والا ہیں اور یہ میاں صاحب کی کارکردگی ہے کہ انہوں نے وہاڑی سے ایک تو اپنے بھائی کو ڈسٹرکٹ کونسل کا ممبر بنایا ہے اور دوسرے صاحب خاص وہاڑی سے تعلق رکھتے ہیں ۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! میں ذاتی نقطہ وضاحت پیش کرنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : جی -

میاں خورشید انور : جناب والا ! گزارش یہ ہے کہ اس وقت میرا کوئی بھائی پیپلز ورکس کونسل کا ممبر نہیں ہے اور نہ ہی میرا کوئی رشتہ دار ہے - باقی رہا للّٰن کا - تو جناب والا ! چودھری صاحب کو غلط فہمی ہوئی ہے - ایک صاحب وہاڑی کے ہیں اور دوسرے للّٰن کے - اور جہاں تک ممبر بننے کا تعلق ہے - میں نے ان کی خدمت میں پہلے بھی عرض کی تھی کہ ممبر میں نے نہیں بنائے ہیں - ممبر حکومت کی طرف سے بنے ہیں اور وزیر اعلیٰ صاحب جو متعلقہ محکمہ کے وزیر ہیں - وہ ممبر نامزد کرتے ہیں -

مسٹر سپیکر : آپ کا ذاتی نقطہ وضاحت ہو گیا ہے -

سید کاظم حسین شاہ : جناب والا ! ابھی جو الزام فاضل رکن چودھری عبدالعزیز ڈوگر صاحب نے میاں خورشید انور صاحب پر لگایا ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی کو نامزد کیا ہے - جناب والا ! اس ضمن میں میری یہ استدعا ہے کہ اس بات کی انکوائری کرائی جائے - جناب والا ! یہ روش نہیں ہونی چاہئے کہ جس کا جی چاہے کسی ممبر پر corruption کا الزام لگا دے - اس کو یہاں پر ہی روک دینا چاہئے - اس کی انکوائری کرائی جائے یہ واقعی صحیح بات ہے تو پھر میاں صاحب اس کی وضاحت کریں گے - اگر انہوں نے غلط الزام لگایا ہے - تو پھر ان کو اپنے الفاظ واپس لینے چاہئیں -

مسٹر سپیکر : سید صاحب - اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ بڑے اچھے پارلیمنٹرین ہیں اور ہر شخص اس کو تسلیم کرتا ہے - میں آپ کے لئے کوشش کروں گا کہ آپ کو تقریر کا موقع ملے -

سید کاظم حسین شاہ : جناب والا ! اس غلط روش کی وجہ سے اس ایوان کے ممبران کی کوئی تمیز نہیں رہی اور نہ ہی ان کی باہر کوئی عزت کرتا ہے - جب کسی کا جی چاہتا ہے بغیر تصدیق کئے ہوئے یہاں پر الزام لگا دیتا ہے - آخر ہم یہاں ملک و قوم کی خدمت کرنے آتے ہیں - یہ نہیں ہے کہ غلط الزام جس کا جی چاہے وہ لگا دے - تو جناب والا ! میں نے متعلق بات کی ہے

کہ اگر ان کا الزام صحیح ہے ۔ تو پھر میاں صاحب وضاحت فرمائیں گے اور اگر ان کا الزام غلط ہے ۔ تو پھر چودھری صاحب اپنے الفاظ واپس لے لیں ۔

چودھری عبدالعزیز ڈوگر : جناب والا ! آپ اس کی تحقیقات کرا لیں میں ان کا چیلنج قبول کرنے کے لئے تیار ہوں (قطع کلامی)

مسٹر سپیکر : چودھری عبدالعزیز ڈوگر صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں ۔

چودھری عبدالعزیز ڈوگر : جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے ملک کی معیشت کا دارومدار زراعت پر ہے ۔ ہمارے ملک کی 80 - 85 فیصد آبادی دیہات پر مشتمل ہے اور زراعت اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے ۔ جناب والا ! دیہات کی طرف زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے ۔ وہاں سڑکوں کی تعمیر وقت پر ہونی چاہئے اور اس کے علاوہ بھی جو تعمیراتی کام ہیں وہ بھی ہونے چاہیں ۔

اس کے علاوہ جناب والا ! ڈاکٹروں کا مسئلہ ہے تو اس سلسلہ میں میں یہ عرض کروں گا کہ کوشش کی جائے کہ دیہات میں زیادہ سے زیادہ ڈاکٹر تعینات کئے جائیں ۔ جناب والا ! دیہات میں جو یونین کونسلیں ہیں ان کے متعلق بھی میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو آپ پہلے ہی اتفاق کر گئے ہیں ۔ اب تو اس کو دھرانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے ۔

چودھری عبدالعزیز ڈوگر : جناب والا ! یونین کونسلوں میں ملحقہ دیہات ملا کر کافی آبادی بنتی ہے ۔ وہاں کم از کم ایک ڈسپنسری ہونی چاہئے ۔

اس کے علاوہ جناب والا ! ڈیزل اور کھاد کی قیمتیں بہت زیادہ ہیں اور بیج کی بھی قیمت بہت زیادہ ہے ۔ جناب والا ! اس کے بارے میں کوشش ہونی چاہئے کہ ان کی قیمتیں کم ہو جائیں اور یہ مسئلہ حل ہو جائے ۔

مسٹر سپیکر : نواب زادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔

نواب زادہ سردار عطا محمد خان لغاری : جناب سپیکر ۔ میں آپ کی وساطت سے جناب فنانس منسٹر صاحب اور چیف منسٹر کی خدمت میں انہیں الفاظ کے ساتھ ہدیہ تبریک پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ جو میں نے 74-1973ء کے بجٹ سیشن میں کہے تھے کہ انہوں نے پنجاب کی شہری آبادی پر بوجھ ڈالے بغیر اس قدر رقومات ترقیاتی منصوبہ جات کے لئے فراہم کی ہیں ۔

(اس مرحلہ پر میاں خورشید انور صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔)

کاش کہ میں ان کو ہدیہ تبریک دیہاتی آبادی کی طرف سے بھی دے سکتا ۔ مگر جیسا کہ میں بعد میں ظاہر کروں گا کہ پہلے سے دیہاتی آبادی کے اوپر 5 کروڑ روپے کا خطیر بوجھ رجسٹری لازمی قرار دے کر دسمبر 1974ء میں بلا منظوری اسمبلی کے یا اس کو کمیٹی کے ڈالا گیا اور اس سال اس مد میں تقریباً 17 کروڑ سے بھی زیادہ رقم وصول ہو رہی ہے ۔ اس کے علاوہ آبیانہ کی شرح میں 8 کروڑ زیادہ لیا جا رہا ہے اور کاٹن فیس جو کہ سندھ میں ہم سے بہت کم ہے ۔ اسے بھی 4 کروڑ سے بڑھا کر 4 کروڑ 75 لاکھ آئندہ سال میں لی جا رہی ہے یعنی کل رقم جو دیہاتی آبادی سے وصول ہو رہی ہے وہ تقریباً 18 - 20 یا 22 کروڑ کے قریب بنتی ہے ۔

جناب والا ! میں نے اپنے بھائیوں سے پتا کیا کہ یہ دھڑے بازی کیسے چل رہی ہے ۔ قائد عوام کو آلو دس دن کے لئے کیوں یہاں بلایا جا رہا ہے ۔ یہ استعفوں وغیرہ کی وبا ہماری پارٹی میں کہاں سے پھیلی ہے ۔ جس سے کہ یک جہتی خراب ہو جائے ۔ تو پتا چلا کہ اس کی وجہ یہی ہے کہ دیہاتی آبادی چونکہ زیادہ شور نہیں کرتی زیادہ منظم نہیں ہے ۔ اس لئے ان کا پرسان حال کوئی نہیں رہا اور ان کے نمائیندگان کو بھی وقت نہیں دیا جاتا ۔ یہ حب علی نہیں بغض معاویہ ہے ۔ یہ رو چلی تو ریزولیوشن تک پر دستخط کئے گئے ۔ ایسے قائد عوام نے نہایت نا پسند کیا ہے ۔ جناب والا ! قائد عوام نے تاکید کی کہ اس ملک میں جمہوریت کو صحیح معنوں میں قائم کرنا چاہئے ۔

جناب والا ! یہ نہایت نازک پودا ہے - نرم پودا ہے - اس کی آبیاری وہ ہمیشہ کرتے رہے ہیں اور کرتے رہیں گے - میں نے چند دن ہوئے ضمنی بجٹ کے دوران یہ نقطہ پیش کیا تھا کہ اگر اسمبلی سیشن میں نہیں ہے اور آپ نے آرڈیننس پیش کرنے ہیں - تو ہاؤس میں پیش کرنے سے دو چار دن پہلے اسمبلی کی جو گیارہ رکنی متعلقہ کمیٹی ہے - اس میں پیش کیا جائے - تاکہ اس پر غور کیا جائے - اس طرح جمہوری نظام کے پودے کی آبیاری ہوگی - مجھے بتایا گیا ہے کہ آئین میں ایسی کوئی بات نہیں ہے - تو میں نے عرض کیا کہ یہ بھی نہیں ہے کہ اس طرح سے رائج کیا جائے - میں نے کہا قرآن حکیم میں شان بینھم کا جو حکم ہے وہ ہم سب پر جاری ہے - چونکہ ہم سب مسلمان ہیں اور اس کے پیرو کار ہیں - امید ہے میری ان گزارشات پر آئیندہ عمل کیا جائے گا - تاکہ ہماری پارٹی میں یک جہتی رہے - کہیں ایسا نہ ہو شہری آبادی دیہاتی آبادی پر سبقت لے جائے اور مسئلہ نہ پیدا ہو جائے کہ ہم دیہاتیوں پر تو بوجھ ڈال دیا گیا ہے اور شہری آبادی پر کوئی بوجھ نہیں ڈالا گیا - جناب والا ! مجھے افسوس ہے کہ پچھلے بجٹ سیشن میں میں بیمار تھا اور 19 مئی کو کینسر کے آپریشن کے سلسلے میں لندن جانا پڑا اور پانچ مہینے تک آپ کی مہربانی سے چھٹی ملی تھی اور جب میں واپس آیا - میری طبیعت اس وقت نا ساز تھی convalescence سے واپس آیا تھا - وہاں سردی بہت پڑ رہی تھی -

جناب والا ! ہمارا ضلع ڈیرہ غازی خان پنجاب کے سب زیادہ پسماندہ اضلاع میں سے ہے اور اس کا قبائلی علاقہ جسے De excluded علاقہ کہتے ہیں - وہ میرے خیال میں سارے پاکستان کے پسماندہ ترین علاقوں میں شامل ہوتا ہے - جناب والا ! یہ ہمارے علاقہ کی خوش قسمتی تھی کہ 2 دسمبر کو قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب وہاں تشریف لائے اور ان کے ساتھ جناب چیف منسٹر اور گورنر صاحب تشریف لائے اور انہوں نے ہمارے علاقہ کے مسائل سنے اور 2 دسمبر کو ہمارے ڈیلیگیٹ سے بھی ملاقات فرمائی - وہاں کھلی کچہری میں وہاں کے عوام کے مسائل کو سنا - 3 دسمبر کو

فورٹ منرو کے قبائلی علاقہ میں انہوں نے پہلی دفعہ ورود مسعود فرمایا اور وہاں کے حالات انہوں نے سنے اور ہمارے چیف منسٹر صاحب چند دن پہلے ہی وہاں آئے تھے ۔ انہوں نے دیکھا کہ یہاں کے مسائل اس قدر ہیں ۔ وہ حیران رہ گئے اور انہیں معلوم ہوا کہ اس ضلع میں اس قدر معدنیات ہیں ۔ جن میں سب سے زیادہ iron ore ہے اور تیل کے ذخائر بھی موجود بتائے جاتے ہیں ۔ مگر جناب والا ! ان کو حاصل کرنے کے لئے کوئی کوشش نہیں کی گئی ۔ اب امید کرتا ہوں کہ جب قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب اور دوسرے اکابرین کو پتہ چل چکا ہے ۔ تو اس کی طرف زیادہ توجہ دیں گے ۔ تمام دولت جو چھپی ہوئی ہے ۔ وہ ہماری ترقی کے کام آئے گی ۔ جناب والا ! مجھے پرائم منسٹر صاحب نے حکم دیا تھا کہ میں ڈویلپمنٹ سکیم علیحدہ علیحدہ کاغذ پر ٹائپ کروا کر انہیں بھیجوں ۔ اوائل جنوری میں میں نے ان کی خدمت میں یہ سکیمیں پیش کر دی تھیں اور چیف منسٹر صاحب سے پتہ چلا کہ وہ بہت سی سکیمیں ان کے پاس آئی ہیں اور کچھ مرکزی وزرا اور دوسرے محکموں کے پاس آئی ہیں اور ان پر جلد ہی امید ہے عمل کیا جائے گا ۔ انہوں نے دو دفعہ مجھے اس سلسلہ میں ٹائم بھی دیا تھا کہ ان مسائل پر جا کر بات چیت کروں اور ان کو نقطہ نظر پیش کر سکوں ۔ مگر افسوس کہ وہ اپنی گوناگوں مصروفیات کی وجہ سے وہ مجھ سے نہ مل سکے ۔

مسٹر چیئرمین : سردار صاحب ۔ آپ اپنے علاقہ کے مسائل بیان فرمائیں ۔ پھر وقت ختم ہو جائے گا ۔

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری : جناب میں اسی لئے بتا رہا ہوں کہ بجٹ میں ان منصوبوں کا ذکر نہیں ہے ۔ سپیکر صاحب نے تو مجھے چالیس منٹ دیا تھا ۔

مسٹر چیئرمین : آپ اپنے علاقہ کے مسائل بیان کریں ۔ پھر وقت ختم ہو جائے گا ۔ آپ نے دس منٹ تو تمہید پر گزار دئے ہیں ۔

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری : جناب والا ! تمہید تو اس لئے کی ہے کہ اس بجٹ میں ان منصوبوں کا ذکر نہیں کیا گیا اور اس دفعہ بھی

سکیمیں کم آئی ہیں ۔ اگر یہ بجٹ میں آ جاتیں تو مجھے تمہید کی کوئی ضرورت نہیں تھی ۔ وہ مسائل ابھی سرد خانے میں پڑے ہیں ۔ خدا کرے اس سیشن کے بعد ان کی طرف توجہ دی جائے اور پھر میں کچھ عرض کر سکوں ۔

جناب والا ! جہاں تک مسائل کا سوال ہے میں یہ عرض کروں گا کہ اسلام میں عدل و انصاف ہے اور یہ اسلام کا اولین اصول ہے ۔ شہروں میں تو سول کورٹ اور ہائی کورٹ موجود ہیں ۔ مگر وہاں پر انصاف میسر نہیں ہو سکتا ۔ میں نے کچھ عرصہ ہوا تجویز پیش کی تھی کہ بورڈ آف ریونیو کی بجائے ہائی کورٹ میں بھی ممبران صاحبان جن کا تجربہ ہے ۔ ان کا الگ ایک ریوینیو ڈویژن کھول دیا جائے اور ریوینیو کورٹ سول کورٹ کے مطابق چلیں ۔ تو اس صورت میں انصاف کی امید ہو سکتی ہے ۔ ورنہ باہر کی مداخلت اور سفارشوں سے دیہی آبادی کو انصاف میسر نہیں آ سکے گا ۔ میری اس گذارش پر ضرور غور کیا جائے ۔ تا کہ 85 فیصد دیہی آبادی کو انصاف میسر آ سکے ۔ جیسا کہ شہری آبادی کو سول کورٹ اور ہائی کورٹ کی سہولتیں میسر ہیں ۔

جناب والا ! ہمیں مجبور نہ کیا جائے پر غلط آرزو کو خواہ وہ کہیں سے بھی ہو خواہ وہ شیخ محمد رشید صاحب کی تجویز ہو اس پر عمل کیا جائے ۔ ایسا نہ ہو کہ ہم خوار ہو کر ہائی کورٹ سے آرڈر لیتے پھریں ۔ میں چاہتا ہوں کہ ہماری اس گزارش پر ضرور عمل کیا جائے ۔ جناب والا ! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ رجسٹریشن ایکٹ ایک نوٹیفیکیشن کے ذریعے نافذ کیا گیا ۔ 41 سال پہلے یہاں رجسٹریشن ایکٹ لاگو کیا گیا ۔ چاہیے تو یہ تھا کہ بہاولپور ڈویژن کو وہ مفاد پہنچایا جاتا جو باقی پنجاب کی دیہی آبادی کو حاصل ہے ۔ مگر جو مصیبت بہاولپور میں نافذ تھی اس کو ہمارے ہاں نافذ کر دیا گیا ۔ جناب 1973ء کو جب پرائیویٹ ممبر ڈے میں یہ بل یہاں پیش ہوا تھا ۔ اس کو پیش کرنے کی بھی اس ایوان میں اجازت نہیں ملی تھی ۔ مگر اب یہ چپکے سے کر دیا گیا ۔ اور 5 کروڑ روپے کی

رقم اب تک بٹور لی گئی ہے - 17 کروڑ روپے کے قریب آئیندہ ملے گی -

جناب والا! پرائم منسٹر صاحب کے نوٹس میں یہ باتیں بھی کھلی کچہریوں میں لائی گئیں - اور ایسوسی ایشن نے بھی یہ معاملہ پیش کیا - مجھے وزیر مال صاحب نے بتایا ہے کہ ہمارے قائد کی منشأ نہیں ہے اور وہ لوگوں کو اس مصیبت سے نجات دلانا چاہتے ہیں - میری یہ درخواست ہے کہ جب تک ہماری عرض داشت قبول نہیں ہوتی - اتنا تو کر لیا جائے - جس طرح سندھ میں رائج ہے - ویسٹ پاکستان ریوینیو ایکٹ کے دفعہ 43 سے 47 تک جس میں گولڈ پروویژن ہیں کہ غریبوں کو نہیں لوٹا جائے گا - اگر اس پر عمل کیا جائے - تو پٹواری کو رشوت نہیں مل سکتی - جس کی مرضی ہے وہ اپنا ہبہ یا تملیک یا دیگر قسم کے جو ٹیکس لازمی قرار دئے گئے ہیں - اس کے مطابق کریں - مثلاً کوئی آدمی اپنے ٹیکسوں میں شریعت کے مطابق کرنا چاہتا ہے تو کوئی ضرورت نہیں کہ اسے مجبور کیا جائے - مثلاً ایک پردہ نشین خاتون ہے - اس کو کیوں مجبور کیا جائے کہ وہ در بدر شہروں کی خاک چھانتی پھرے - اور دس دس دن عدالتوں میں پیش ہوتی پھرے اور اس کے ساتھ ساتھ نمبردار ہو جو کہ تصدیق کرے کہ یہ فلاں ہے اور وثیقہ پر اس کے انگوٹھے ثبت ہوں - اگرچہ اس کو کوئی پتہ بھی نہ ہو کہ یہ کیا ہو رہا ہے - تو جناب والا ! نہ صرف ٹیکس سے بلکہ اس مصیبت سے بھی ہماری دیہاتی آبادی کو بچایا جائے - وہ فی الحال اس قابل نہیں ہے کہ یہ بوجھ برداشت کر سکے اور یہ جو انتقالات کا سلسلہ ہے - اس میں 20.15 دن کی تگ و دو کے بعد ہم نے یہ سیکشن 42 سے لے کر سیکشن 47 تک ویسٹ پاکستان لینڈ ریوینیو ایکٹ میں پروویژن رکھوایا تھا - جناب والا! ان پروویژن میں سے کسی پر بھی عمل نہیں ہو رہا ہے اور یہ پھر کہتے ہیں کہ پٹواری رشوت لے رہے ہیں - اس کا وہ علاج کرتے ہیں - جیسے میں نے یہ کہا تھا کہ ایک دفعہ ایک وزیر مال نے ایک رجسٹریشن کلرک کی جیب سے 2650 روپے نکالے تھے اور اس کو معطل کر دیا تھا - جناب والا ! یہ مصیبت ہم پر نہ ڈالیں - جناب والا ! اس کے علاوہ جو آبیانہ کی شرح ہے - 7 - 8 کروڑ کا میزانیہ دیا گیا ہے - اگر یہ آبیانہ لگایا جاتا

ضروری ہے اور اس کے بغیر اخراجات پورے نہیں ہوتے ہیں - تو بے شک یہ رقم وصول کی جائے- مگر جناب خدا کے لئے یہ اس طرح وصول نہ کریں کہ دیہاتی آبادی کچلی جائے اور ہمارا جو دیہاتی آبادی کا پروگرام ہے - خصوصاً پیداوار کا پروگرام کہ گندم کی پیداوار کو بڑھایا جائے - مگر جناب والا ! یہ جو تجویز ہے کہ 25 روپے فی فصل آبیانہ وصول کیا جائے گا - دو فصل پر 50 روپے اور 3 فصل پر 75 روپے وصول ہوں گے - جناب والا ! اس سے ہماری معیشت تباہ ہو جائے گی - جناب والا ! میرے پاس پچھلی گورنمنٹ کا ایک نوٹیفیکیشن ہے - جو کہ انہوں نے 1969ء میں جاری کیا تھا - جناب والا ! اس سے پہلے 10 سال میں 86 فیصدی آبیانہ بڑھایا گیا ہے اور اس موجودہ گورنمنٹ نے صرف ایک سال میں 67 - 68 فیصد آبیانہ بڑھا دیا گیا ہے - جناب والا ! گنے کی کاشت پر کہیں 33 روپے اور کہیں 32 روپے- کہیں 24 روپے اور کہیں پر 25 روپے آبیانہ ہے - ان کے لئے کوئی مصیبت نہیں ہے - مگر 25 روپے اس فصل کا لگا دیں - یہ ان غریبوں کے لئے ایک مصیبت ہے - مثلاً گندم پر دس روپے آبیانہ ہوتا تھا - مکئی پر 8 روپے جوار پر 6 روپے باجرہ پر 5.80 روپے اور کپاس پر 12-14.13 روپے اجناس پر لگا تھا - تو ان اجناس کو کون لوگ بوئیں گے - ان سے اگر آپ نے 25 روپے لے لئے - عام طور پر فصلوں کو تو گورنمنٹ اور محکمہ زراعت کو encourage کرنا چاہئے - ان کو چاہئے کہ حوصلہ بڑھائیں - جناب والا ! اب آپ دیکھیں کہ چاول کے بعد چنا کاشت کیا جاتا ہے - دونوں ہی خوردنی اجناس ہیں - ان کے اوپر اب 50 روپے ہو گئے - ویسے ان پر پہلے 16 روپے لگتا تھا - جناب والا ! اس طرح سے تو لوگ گنے کی کاشت کی طرف رغبت کریں گے - میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ مناسب سمجھیں - تو دیہاتی آبادی پر چھوڑ دیں اور پچھلے طریقہ سے جتنی رقم 10 یا 50 فیصدی جتنی ضرورت ہو - وہ قبول کر لیں - جناب والا ! یہ جو بجٹ تقریر میں کہا گیا تھا کہ چھوٹے زمینداروں کے لئے آسانی پیدا کی جائے گی - ان کا بوجھ گھٹایا جائے گا - میرے پاس جناب والا ! اعداد و شمار موجود ہیں - مگر وقت نہیں

ہے کہ میں اس کو بیان کروں - یہ ٹیکس اور آبیانہ کا بوجھ ان پر ہی پڑے گا اور میں کہتا ہوں کہ خدارا شہری عینکوں سے اس بجٹ کو نہ دیکھیں - ہمارے انڈسٹریلسٹ اور ہمارے اکونامسٹ جن پر کہ ہم ہزاروں روپیہ خرچ کرتے ہیں اور وہ ایسی تحریریں کرتے ہیں کہ جناب دیہاتی آبادی پھل پھول رہی ہے - اس پر ٹیکس لگایا جائے - ان صنعت کاروں پر ٹیکس لگایا جائے - جو کہ دو دو سال کے ٹیکس ہالیڈے ہوتے ہیں - اس عرصہ میں وہ اور ملیں لگا لیتے ہیں اور ایک بونس میں سے مل لگا لیتے ہیں - ان پر ٹیکس لگایا جائے - جناب والا ! میری رائے میں تو کوئی بھی زمیندار ایسا نہیں ہے - جس نے کہ بغیر اپنی زمین بیچے اپنا گھر پورا کیا ہو - جناب والا ! میں کاشتکاروں کی کیفیت کو جانتا ہوں - میں نے پہلے بھی کئی دفعہ کہا ہے کہ پارٹی میں منافرت پیدا نہ کریں - آپ قانون زمیندار کے حق میں بنائیں اور زمیندار کے فائدہ کے لئے بنائیں - صرف چند ایک خاندانوں کو جو کہ پرانے زمیندار ہیں - جناب والا ! 1953ء کے بعد کوئی بھی زمیندار نہیں ہوا ہے - ان کو جاگیردار کہہ کر بھڑکایا جا رہا ہے - کیونکہ یہاں پر انہیں سائنٹیفک سوشلزم کا سبق دیا گیا ہے -

جناب والا ! مجھے یاد ہے کہ میرے ولایت جانے سے قبل پاکستان ایڈمنسٹریٹیو سٹاف کالج جس کے اندر ہمارے آئندہ ہونے والے آفیسر تربیت پا رہے ہیں - وہاں پر ہمارے قائد سائینٹفک سوشلزم جنھیں کیمونزم تو ہم نہیں کہتے ہیں - مگر دوسرا نام ان کا سائنٹیفک سوشلزم لگایا گیا ہے - وہ شیخ رشید صاحب اور جناب خورشید حسن میر صاحب وہاں گئے - انہوں نے وہاں پر جا کر ان لوگوں کو کہا - کہ ہماری پارٹی کا منشور جو ہے - وہ سائنٹفک سوشلزم پر ہے - اور جو کہتا ہے کہ سائینٹیفک سوشلزم نہیں ہے وہ ایک مفاد پرست ہے - جناب والا ! میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ مفاد پرستی کی بھی کوئی تعریف ہونی چاہئے - جناب والا ! میں اپنا کیس پیش کرنا چاہتا ہوں - جب پہلے پہل لینڈ ریفارم ایوب خان کے دور میں شروع کی گئی تھی - اس وقت میں نے اپنی جائیداد کا تین چوتھائی حصہ بغیر ایک

آنسو کا قطرہ بہائے گورنمنٹ کو دے دیا تھا ۔ اس وقت میں نے یہ سوچا تھا کہ کیوں نہ ساڑھے بارہ ایکڑ کسی غریب کو ملیں ۔ اس لئے میں نے اس پر آنسو نہیں بہائے تھے ۔ اور جناب والا ! اس وقت جو قیمت ملی تھی وہ بھی آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ وہ سو میں سے ایک حصہ کے برابر تھی ۔ اس کے بعد جناب والا ! اب جو قائد عوام نے لینڈ ریفارم کی ہے ۔ بلکہ میں اس وقت گورنمنٹ سروس میں تھا ۔ اس میں ہمیں بالکل کوئی معاوضہ نہیں دیا گیا ہے ۔ جناب والا ! مجھے بڑی خوشی ہوئی ۔ اگر میں پارٹی میں ہوتا ۔ میں اس وقت پارٹی میں نہیں تھا ۔ اس وجہ سے میں اس وقت منشور بنانے میں شامل نہیں ہو سکا ۔ اگر میں اس وقت شامل ہوتا ۔ تو میں اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مثال دیتا ۔ جس طرح انہوں نے عراق کے فتح ہو جانے پر یہ کہا تھا ۔ یعنی لوگوں نے ان پر بہت زور دیا کہ جناب اس کو یعنی عشر کو بند کر دیا جائے ۔ لیکن انہوں نے کہا کہ میں آئندہ پشتوں کے لئے اس کو جاری رکھوں گا ۔ اور جو اس سے آمدنی ہو گی ۔ وہ غریبوں کے کام آئے گی ۔ اور مختلف اصلاحات کے کام آئے گی ۔ تو میں اگر اس وقت پارٹی میں ہوتا ۔ تو میں یہ پیش کرتا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! ہماری جو زمین لے لی گئی ہے ۔ میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ انہوں نے میرے لڑکے کو بلا کر کہا ۔ کہ تم زمین ہمیں دے دو ۔ ہم تمہیں تین چوتھائی قیمت دے دیتے ہیں ۔ لاکھ روپے سے زیادہ قیمت تھی ۔ وہ زمین لے رہے تھے ۔ ہم نے پٹواری سے حساب کر لیا ہے ۔ ساڑھے بارہ ایکڑ ہمارے بھانجے بھتیجے سب کے نام ہو جائے گی ۔ تمہارے یونٹ بچ جائیں گے ۔ اور ہمیں یہ زمین بغیر حق شفع کے مل جائے گی ۔ مگر اس نے کہا کہ میں قانون کا پابند ہوں ۔ میں تمہارے ساتھ سودا کرنے کو تیار نہیں ہوں ۔ جناب والا ! کیا یہ مفاد پرستی ہے ۔ جناب والا ! میں ان بزرگوں سے جو کہ اسلام کی وجہ سے ہمیں مفاد پرست کہتے ہیں ۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا آپ 9/10 حصہ اپنی جائیداد کا اپنی قیمتی جائیداد کا جو کہ کروڑوں روپے کی مالیت کی ہو گی بخوشی اس لئے دے دیں گے کہ یہ غریب لوگوں کے پاس جائے اور آپ آنسو بھی نہ بہائیں ۔ جناب والا ۔ میں یقیناً

کہتا ہوں کہ بہت کم آدمی ایسے ہوں گے جو کہ اپنی جائیداد کا 1/10 حصہ قربان کریں ۔ جناب والا ! مجھے افسوس ہے کہ 1973ء کی بجٹ تقریر میں یہ الفاظ دہرائے گئے تھے کہ قرآن حکیم میں جو قل العفو لکھا ہے اس کا مطلب خزالعفو ہے ۔ ہم نئی تعبیر کیوں کر رہے ہیں ۔ جب خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں ۔ خدارا کچھ خیال کرو ۔ علامہ نے کہا تھا ۔ کیا کوئی سند ایسی ہے ۔ ہاں بے شک ضرورت ہو تو ٹیکس دیں ۔ مگر وہ بھی اسلام کے اصولوں کے مطابق وہ جو اصول ہیں وہ سائنٹیفک سوشلزم یا کیمونسٹ نظام سے ہزار گنا بہتر ہیں ۔ جناب والا ! رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن پاک میں فرمایا گیا اے یہود و نصاری آؤ ہدایت کے راستہ پر چلو ۔ حضرت ابراہیم کے راستہ پر چلو اس لئے کہ وہ حنیف تھے ۔ اور جب حنیف کا نام میں رامے صاحب کے نام میں دیکھتا ہوں تو وہ بھلا معلوم ہوتا ہے ۔ وہ حنیف تھے ۔ اس دعوت کے بعد جناب ہمیں کوئی ضرورت نہیں کہ یہودی کارل مارکس کے پیچھے بھاگیں یا سٹالن یا اینتن کے پیچھے بھاگیں یا وہ ہوچی من جن کے لئے ہمارے دل میں عزت ہے اور وہ عزت اس لئے ہے کہ اس میں بہت سی خوبیاں پائی جاتی ہیں ۔ جیسے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور اسوہ حسنہ خلفاء راشدین میں تھیں ۔ اس میں ایک بات مشہور تھی کہ وہ دو پتلونیں اور دو بشرٹیں رکھتا تھا اور چٹائی پر بیٹھتا تھا ۔ ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہے کہ ہم ان کے سرخ نور سے منور ہوں ۔ وہ جانتے ہیں اور اگر انہوں نے اپیل کی ہوتی کہ آپ سب دست بدعا ہوں کہ یا اللہ کمبوڈیا اور ویٹ نام کی حالت کے پیش نظر تو ان پر رحم فرما ۔ وہ بے چارے بھوکے مر رہے ہیں ۔ وہ خانہ جنگی میں ایسے مارے ہوئے ہیں کہ خدا معلوم کب تک ان کی یہ حالت ہو گی ۔ ان کے اوپر دو امپیرلزم ہیں دو سپر پاور ہیں ۔ وہ خدا اور آسمان کی طرف پکار پکار کہتے تھے کہ یا خدا یہ ماجرا کیا ہے ۔ تیس چالیس سال کی جنگ و جدل اور خون بہا کے بعد بھی کچھ نہیں ہو رہا ۔ جنگلات میں ان کے اوپر ایسے ایسے بم وغیرہ ڈالے گئے کہ درختوں کے سارے پتے جھڑ گئے اور وہ تباہ ہو گئے ۔ آبادیاں تباہ ہو گئیں ۔ خدا نہ کرے اس ملک میں جس کے لئے ہم نے کافی قربانیاں دی ہیں ۔ اس

میں بھی اس قسم کی جنگ و جدل اور خونریزی اور خون بہا ہو ۔ 1973ء کے بجٹ میں یہ کہا گیا تھا ۔ سرمایہ دار جاگیردار سمجھ جائیں ورنہ خنجر عوام کا ہوگا اور گردنیں ان لوگوں کی ہوں گی ۔ اب خدا نہ کرے ایسی خون کی پیداوار اس ملک میں ہو ۔

جناب والا ! اسلامک سوشلزم کا میں آکسفورڈ کے زمانے کا قائل ہوں ۔ وہاں راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں حضرت علامہ اقبال علیہ رحمت تشریف لائے تھے اور چودھری رحمت علی صاحب بھی تشریف لائے ۔ مسلم سوسائٹی کا میں فاؤنڈر ممبر تھا ۔ ان کے ساتھ مل کر ان موضوعات پر بات ہوئی تھی کہ اسلامک سوشلزم کیا ہے ۔ اگر آپ لوگ سوشلزم سے بدکتے ہیں ۔ آپ جو بھی اسے کہیں سوشلزم یا معاشرتی نظام یا مساوات محمدی لیکن میں اس کا صلہ جناب محمد حنیف رامے کو دوں گا ۔ الیکشن جیتنے میں انہوں نے مساوات محمدی کا نام لیا تھا اور دین کے ساتھ جو یہ کہا جیسا کہ علامہ اقبال علیہ رحمت نے کہا ہے :

؎ زندہ ہے ملت بیضا غربا کے دم سے

غریبوں نے مساوات محمدی کو لبیک کہا نہ کہ وہ جن کو میرے دوست کہہ رہے تھے کہ جاگیردار اور زمیندار نے کوئی ووٹ نہیں دیا تھا ۔ ہم نے کمیوں کے ووٹ لئے تھے وغیرہ وغیرہ ۔ مساوات محمدی پر ہم سب فدا ہیں اور مساوات محمدی کے بارے میں میں نے سوسائٹی کی تصنیفات وغیرہ پڑھی ہیں ۔ اس میں جی ڈی ایچ کول ہمارے ماسٹر آف بیلل تھے ۔ انہوں نے ہسٹری آف لیبر کلاس انڈر انڈسٹریل ریگولیشن 1760 لکھی تھی ۔ وہ میں نے تمام پڑھی تھی ۔ آکسفورڈ میں میرے مضامین اکنامکس وغیرہ تھے ۔ میں نے ان تمام میں عبور حاصل کیا ۔ جارج گومل جو اپنے زمانے کے بہترین مفکر تھے اس نے کہا کہ کاش محمد صلی اللہ علیہ وسلم آج آ جائیں تو وہ تمام مصیبتوں کا حل پیش کریں گے ۔ جناب والا ! آپ نے پڑھا ہوگا کہ چند دن ہوئے لندن سکول آف اکنامکس جو یورپ کی ایک بہترین درسگاہ گنی جاتی ہے وہاں کے دو پروفیسروں نے

لیکچر دیا کہ کہ موجودہ دنیا کی مصیبتوں کا واحد حل یہ ہے کہ ہم اسلام کے نظام زکواۃ اور اسلام کے قوانین کو اپنا لیں تو ہماری ہر مصیبت ٹل سکتی ہے ورنہ کبھی نہیں ٹلے گی۔ جو اکنامکس کے پڑھے لکھے ہیں وہ جانتے ہیں کہ ہر آٹھ دس سال کے بعد یہ depression اور unemployment آتے رہتے ہیں اور دنیا مصیبتوں میں رہتی ہے۔ جناب اگر آپ اس کو سوشلزم کہتے ہیں آپ اس کا مقابلہ سائنٹیفک سوشلزم سے کر لیجئے۔ اسلامی سوشلزم میں کیا ہے؟ مساوات brother hood اس کے علاوہ ڈسپلن کے لئے علامہ اقبال علیہ رحمت نے کہا روزہ صلواۃ "نماز پڑھنا" روزے کے بعد انہوں نے فرمایا خیبر تن پروری گشتن بہ خیبر تن کو توڑتا ہے اور امیر کو سمجھاتا ہے اور اس کو محسوس کراتا ہے کہ غریب کے اوپر کیا گزرتی ہے۔ اس ڈسپلن کے علاوہ زکواۃ کے بارے میں فرمایا کہ یہ جو بچت ہے جو حلال اور حرام میں تفریق کرتا ہے جب کہ سائنٹفک سوشلزم میں اس کی بالکل تفریق نہیں ہے۔ حلال کی جو کمائی ہے وہ کسی سے کوئی نہیں چھین سکتا اور حلال کی کمائی کی بچت پر جو زکواۃ ہے وہ اسے پاک اور حلال کرتی ہے۔ جو اڑھائی فیصد اس پر زکواۃ دے گا اس کا خزانہ کم ہی ہوتا رہے گا۔ بڑھے گا نہیں۔ انشاء اللہ اگر آپ یہ نظام رائج کریں اور آپ کو جناب اچھی طرح پتہ ہے تواریخ میں مشہور ہے کہ اسلامی نظام میں جس کی مثال حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت کی میں پیش کرتا ہوں کہ جب بچہ پیدا ہوتا تو اس کے لئے مشاہرہ مقرر ہو جاتا تھا تاکہ کوئی بھوکا ننگا نہ رہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا کہ جس شخص کے تن کے اوپر کپڑا نہیں اور جس پیٹ میں روٹی نہیں اس کا ایمان خطرے میں ہے۔ جناب والا! یہ چند باتیں میں بتا رہا ہوں کیونکہ وقت تنگ ہے۔ جناب والا! جب 22 اکتوبر 1972ء کو میں پارٹی میں شامل ہوا۔ دراصل قائد عوام میرے مہربان تھے۔ انہوں نے حکم دیا تھا کہ عطا محمد خان لغاری کے خلاف کسی پارٹی کا سمبل نہیں دیا جائے گا۔ مگر اس حکم عدولی میں اور افسوس کہ پارٹی دھڑا بندیاں قائد عوام کی عدولی کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہیں۔ اس حکم کی عدولی میں باوجود مصطفیٰ کھر صاحب نے اس حکم کی

تعمیل کی ۔ جنرل سیکرٹری اور پنجاب پیپلز پارٹی کے چیئرمین شیخ رشید صاحب نے تحریراً بھیج دیا ۔ اس چیز سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہ قائد عوام اس وقت پیرس میں تھے ۔ انہوں نے تلوار کا نشان معراج خالد کے نام دے دیا ۔ جب قائد عوام واپس تشریف لائے اور دو دن کے لئے وہاں ٹھہرے تو انہیں یہ پتہ چلا اور انہوں نے تار کے ذریعہ وہ نشان واپس کرایا ۔

مسٹر سپیکر : یہ لاہور کا واقعہ ہے ؟

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری : جناب والا ! یہ ڈیرہ غازی خاں کا واقعہ ہے ۔ خالد کورمانی کی ضمانت ضبط ہوئی وہ شیخ رشید کے چاقو کے ساتھ ہمارے ساتھ لڑا اور اس دو شکست فاش ہوئی اس کی ضمانت ضبط ہوئی۔ جناب یہی وجہ ہے کہ پارٹی میں دھڑے بندیاں ہو جائیں اور ہر کوئی منکار بادل کی طرح کہے کہ سائنٹیفک سوشلزم تو یہ ہے اور ہمارا یہ ہے ۔ چار اصول جو ہیں وہ مساوات محمدی دین اسلام پر مبنی ہیں ۔ اور آئین کے بعد تو کہا ہے کہ Islam will be the State religion. ہماری سٹیٹ پاکستان کا مذہب اسلام ہوگا اور تمام قوانین قرآن اور سنت کے مطابق ڈھالے جائیں گے ۔ تیسرا قانون علماء کا objective resolution تھا جو پہلے ہماری نیشنل اسمبلی نے پاس کیا تھا ۔ اور چوتھی شق یہ تھی کہ عدلیہ انتظامیہ سے علیحدہ ہوگی ۔ ان سب کے اوپر تمام طاقتوں نے اجتماع کے لئے اس کو مانا اور اس کی مطابق نئی constitution ڈھالی گئی اور اسی constitution کی ہم پابند ہیں ۔ ہمارے مینی فیسٹو میں اگر کوئی چیز سائنٹفک سوشلسٹ جو اپنے آپ کو کمیونسٹ کہنے سے گھبراتے ہیں ۔ اگر ان حضرات کو نہیں بھاتی تو نیا الیکشن آنے والا ہے ۔ ہر پارٹی اپنے نئے الیکشن کے ٹائم پر اپنے دستور میں ترامیم کر سکتے ہیں ۔ ساڑھے تین سال کا تجربہ ہمارے پاس ہے ۔ میں کہوں گا کہ جو چیزیں میں نے بتائی ہیں ہم نے اس کا عشر عشیر حاصل کیا ہے ۔ ساڑھے تین سال میں یہ نہیں کہ کوئی ننگا بھوکا نہیں ہے ۔ جو اس ملک کے اندر موجود ہو ۔ جناب والا ! میں اگلے دن عزیز فخر ڈیرہ غازی خان ۔ جناب نصراللہ دریشک صاحب سے تفصیل پوچھی تھی

کہ ضلع میں سخت قحط سالی ہے اور آپ نے میری اتنی درخواست نہیں مانی کہ ہمیں راشن کارڈ کے مطابق جیسے لاہور کے شہریوں کو راشن دیا جاتا ہے ۔ ویسے ہمیں بھی دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : سردار صاحب 35 منٹ ہو گئے ہیں ۔

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغازی : جناب والا ! جب تک تفریک نہ کریں کام نہیں ہوتا ۔ مگر ان میں چھ مہینے سے گیہوں نہیں مل رہا ۔ سانگھڑ اور میر پور خاص میں جہاں جہاں قحط سالی ہے ۔ وہاں چھ چھ ماہ کے لئے گیہوں دے دیا گیا ہے ۔ یہاں قبائلی علاقے ہیں کچھ ارکان نے یہ بات کہی کہ ہمیں پانی نہیں دیا گیا ۔ حالانکہ اس سلسلے میں ہم نے قائد عوام کو کہا ۔ لیکن اس کے باوجود پانی نہیں ملا ۔ جناب والا ! ان حالات میں وہ نظام جو اسلامی نظام ہے ۔ وہ بہت زیادہ بلند نظام ہے ۔ ہمیں کسی کارل مارکس کے نظام کی ضرورت نہیں ہے ۔ ہمیں گنبد خضرا کی ضرورت ہے ۔ جہاں سے چودہ سو سال سے نور درخشاں ہے ۔ مجھے سب سے زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب بو مدین کے پاس گئے تھے اور عرب سوشلسٹ یونین گئے تھے ۔ ہمارے ملک کے نمائندے ہو کر گئے تھے ۔ انہوں نے یہاں تک دیکھا کہ اسلامی قسم کا سوشلزم آ رہا ہے ۔ انہوں نے دیکھا کہ معمر قذافی خدا اس کو عمر دے ۔ اس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح کا اسلامی سوشلزم لانے کا تہیہ کر رکھا ہے اور ہمارے مصر کے انور سادات ہیں ۔ وہ بھی اسلامی سوشلزم لا رہے ہیں ۔ اگر انہیں کسی سویرے کی نور کی ضرورت تھی ۔ تو انہیں وہ نور ان مسلمان ممالک سے ہی مل سکتا ہے اور ہمیں روسی یا کسی اور نظام کی ضرورت نہیں ہے ۔ پچھلے سال ہمارے بجٹ میں گیارہ کروڑ روپے جو زلزلے کی شکل میں آئے تھے ۔ 5 فیصد ملوی دنیا کے ملکوں نے امداد دی تھی اور باقی تمام اسلامی ملکوں نے ہمدردی کا اظہار کیا تھا ۔ چنانچہ ہمیں اس نور کی ضرورت ہے ۔ ہم مسلمان ہیں اور

ہم نے قربانی دے کر پاکستان حاصل کیا ہے اور ہماری بہتری اسی جھنڈے کے نیچے ہے - علامہ اقبال رحمتہ فرماتے ہیں -

دیکھ کر رنگ چمن ہو نہ پریشان مالی
خس و خا شاک سے ہوتا ہے گلستان خالی

یہاں ہمارے پانچ لاکھ مہاجرین کے خون سے نالیاں بہی تھی - جناب والا ! مجھے اجازت دیں کہ میں اپنے پسماندہ ضلع کے متعلق کچھ پیش کروں گا -

مسٹر سپیکر : سردار صاحب آپ کے کہنے کے مطابق 40 منٹوں میں سے 37 منٹ ہو گئے ہیں -

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری : جناب والا ! جہاں تک محکمہ زراعت کا تعلق ہے - تو مجھے خوشی ہے کہ اتنی رقومات فراہم کی گئی ہیں - مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ Integrated] Rural Development Programme. شاداب کے جو یہاں دکھاوا کر رکھا ہے جیسے برین - بقراط ان لوگوں کے وقت میں ایک دو villages کو دکھایا جاتا تھا جہاں افسران سب کسی کو لے جایا کرتے تھے - Rural Reconstruction کا کرشمہ دیکھنے اسی طرح سے بہتر ہے کہ یہ رقم جن دیہات میں خرچ کی جا رہی ہے - ان دیہات کو چھوٹے چھوٹے حلقوں میں تقسیم کر دیا جائے - تاکہ ان کو آسانی سے امداد دی جا سکے - دوسرے میں بجٹ میں دیکھتا ہوں کہ 91 لاکھ اور 72 ہزار روپے صرف replacement اور وہیکاز وغیرہ کے لئے اور 16 ہزار روپے موٹر سائیکل اور سائیکل خریدنے کے لئے ہے - جس کا ٹوٹل ایک کروڑ اور 16 ہزار کے قریب ہوتا ہے - جناب والا ! یہ رقم زیادہ معلوم ہوتی ہے - پتہ نہیں جو ہماری قومیائی گئی موٹریں ہیں وہ ان سے بک نہیں سکتیں - شائد انہوں نے اس قسم کا کوئی داؤ چلا ہو کہ ان کی موٹریں بک جائیں کیونکہ آئندہ موٹریں نہیں منگائی جائیں گی - شاید اس کو خسارے سے بچانے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اس طرف نظر ثانی کی جائے - دوسرے جناب فوڈ گرین کے متعلق عرض ہے - ہم نے مطالبہ کیا تھا کہ

ہمیں 45 روپے من دیا جائے تو ہم گارنٹی دیتے ہیں کہ نہ صرف یہ ملک فوڈ گرین میں خود کفیل ہو جائے گا - بلکہ سمگلنگ بھی بند ہوجائے گی اور دوسرے اسلامی ممالک کی امداد بھی کر سکیں گے ۔ افسوس کہ ہمیں تو 35 روپے دیا جا رہا ہے اور میں یہاں دیکھ رہا ہوں کہ 45 روپے بھی incidentals معیار پر حکومت کو پڑ رہے ہیں ۔ subsidise کر کے یہ رقم پوری کی جا رہی ہے اس کے لئے آئی - یو - خان جو کبھی کمشنر تھے اور ایڈیشنل چیف سیکرٹری کسی زمانے رہے ہیں ۔ ان کو بلا کر دکھایا جائے - کیونکہ باہر سے منگانے میں پانچ روپے لگتے ہیں گندم جو یہاں سے خریدی جاتی ہے - اس پر 20-8 روپے incidental margin ہے - جناب والا ! اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا - قانون جسے parkinson law کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ گورنمنٹ کے پاس اس قسم کے اختیارات ہیں وہ بڑھتے ہی جا رہے ہیں - محکمہ زراعت کے کئی ایک سیکریٹری اتنے ہیں - جتنے ویسٹ پاکستان میں نہیں تھے - اس کے علاوہ جو ڈائیریکٹر تھے ۔ وہ ڈائیریکٹر جنرل بن گئے ہیں - میں عرض کروں گا کہ جس طرح قائد عوام نے ہر ایک محکمہ میں آرڈر کیا ہے کہ وہ 20 فیصد اپنا بجٹ کم کریں اور اسے ترقیاتی کاموں پر خرچ کیا جائے - میری گزارش یہ ہے کہ اس پر عمل کیا جائے - حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ جو مشاہرہ بیت المال سے دئے جاتے تھے - اگر ان میں سے بچ گئے - تو ان کی بیوی نے کہا کہ بچوں کے لئے آج شیرینی لے لوں - تو انہوں نے کہا کہ نہیں - بیت المال میں واپس کرو - یہ سائنٹیفک سوشلسٹ کے جو اصول ہیں - کیا یہ ان پر پورے اتر سکتے ہیں ؟ اس لئے میں عرض کروں گا کہ ہمارے اکابرین 20 فیصد کر لیں - جیسے ہندوستان نے 20 فیصد کٹوتی لگائی ہوئی ہے - وہاں وزراء کو 1500 روپے ماہوار مل رہا ہے - مہربانی کرکے اس طرف توجہ کر لیں اپنی ایثار اور قربانی کریں ۔ تاکہ ہم میں اخوت اسلامی ہو اور ہمارے سوشلسٹ جو چیز ہر طرف پھیلا رہے ہیں - خدا کے لئے ان کو بند کرو ۔ یہ قانوناً جرم ہو - لیکن چونکہ یہ سائنٹیفک سوشلسٹ نے ہماری پارٹی کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے - اس کو کوئی پوچھتا نہیں ہے ۔ جناب والا ! میں اپنے ضلع کی دو چار باتیں عرض کرتا

چاہتا ہوں کہ 1973-74 میں ڈیڑھ کروڑ روپے کا پرو ویژن تھا ۔ ایک لاکھ بجٹ میں رکھا تھا ۔ لیکن اس سال بجٹ میں کچھ نہیں رکھا گیا ہے اور سیم وہ مرض ہے کہ بہترین علاقے کو بھی ایک قسم کا ٹی بی ہے ۔ جناب والا ! چشمہ بیراج سے ایک نہر ہے ۔ اس کے لئے کچھ بھی نہیں رکھا گیا ۔ پہلے ایک لاکھ روپیہ رکھا گیا تھا اور جو نہر کشمور کی طرف جاتا ہے ۔ اس کے لئے 9 کروڑ روپے کے بجٹ میں سے ایک لاکھ روپے رکھا گیا ہے ۔ جناب اس کا مطلب کیا ہے ۔ مجھے تو اس کی سمجھ نہیں آتی یہ ایسی چیزیں جو پیداوار بڑھانے کی ہیں ۔ ان کی طرف زیادہ توجہ کرنی چاہئے اور ہمارے وزراء صاحبان کو اچھی طرح علم ہے کہ اور بھی پروجیکٹ تھے ۔ جیسا کہ تونسہ بیراج ہے ۔ ایک لیہ میں ہوتا تھا ۔ ایک ڈیرہ غازی خان بھی ۔ مگر جب ملک قادر بخش صاحب وزیر تھے اور ہمارے ضلع کا کوئی وزیر نہیں تھا اور نہ ہی کوئی نمائندہ تھا اور ہم لوگوں کا بھروسہ تھا کہ وہ لوگ ہماری نمائندگی فرمائیں گے ۔ انہوں نے ڈیرہ غازی خان کا جو سکارپ پروجیکٹ تھا ۔ وہ علی پور لے گئے اور ہر ایک ڈسٹری بیوٹری پر دو ہزار کیوسک رہا یعنی 4 ہزار کیوسک پانی اوپر آ رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر : مسٹر ایس ۔ ایم مسعود ۔

مسٹر ایس ۔ ایم مسعود : جناب آپ میرا نام پکار رہے ہیں ۔ لیکن سردار صاحب اپنی تقریر ختم نہیں کر رہے ہیں ۔

نواب زادہ سردار عطا محمود خان لغاری : آپ نے جناب والا ! بجلی کے پنکھے جیلوں میں مہیا کر دئے ہیں ۔ لیکن آپ نے میرے کہنے کے باوجود ہمارے ہسپتالوں میں اور سکولوں میں بجلی کے پنکھے عطا نہیں کیے ہیں ۔ براہ کرم سکولوں اور ہسپتالوں کے لئے یہ پنکھے عطا کر دیں ۔ اس کے لئے بھی کوئی پروویژن کر دیں ۔ اس کے علاوہ میں نے ابھی کچھ اور باتیں کرنا تھیں ۔ لیکن آپ وقت نہیں دے رہے ہیں ۔ اس لئے میں درخواست کروں گا

کہ ان سائینٹیفک سوشسلسٹوں کو جو کمبوڈیا دیکھ رہے ہیں ۔ وہ اس کو اس طرح دیکھیں :

خویش را بمصطفیٰ برساں کہ دیں ہمہ اوست
گر باو نہ رسیدی تمام بولہبیست

مسٹر سپیکر : مسٹر ایس ۔ ایم ۔ مسعود ۔

مسٹر ایس ۔ ایم ۔ مسعود : جناب سپیکر ! جس وقت وزیر خزانہ نے موجودہ بجٹ اسمبلی کے سامنے رکھا ۔

مسٹر سپیکر : مجھے بتایا گیا ہے کہ کسی فاضل رکن نے یہ بتایا ہے کہ یہ اجلاس 12 بجے ختم ہو جائے گا ۔ ایسی بات نہیں کیونکہ ہم غیر معینہ وقت تک بیٹھ رہے ہیں ۔ (قطع کلامیاں) مسٹر ایس ۔ ایم ۔ مسعود اپنی تقریر جاری رکھیں ۔ ان کی تقریر کے بعد بقایا وقت کا فیصلہ کیا جائے گا ۔ ابھی میرے پاس 28-27 نام باقی ہیں ۔ کل گیارہ بجے سینئر وزیر تقریر کریں گے اور ساڑھے گیارہ بجے جناب وزیر اعلیٰ تقریر کریں گے ۔ اگر کل آپ ایک ایک منٹ تقریر کرنا چاہتے ہیں تو میں اجازت دے دیتا ہوں کہ اجلاس جلدی ختم کر لیں ورنہ میں تو آپ کو معقول وقت دینا چاہتا تھا ۔

D **مسٹر ایس ۔ ایم ۔ مسعود :** جناب سپیکر ! جس وقت وزیر خزانہ موجودہ بجٹ اسمبلی کے سامنے پیش کر رہے تھے تو انہوں نے کمبوڈیا اور ویتنام سے آزادی اور حریت کی فضاؤں کا ذکر کیا ۔ اس سے نہ صرف بعض دانشوروں کی جبینوں پر شکنیں پڑیں بلکہ ہمارے کچھ دوستوں نے بھی اسے باد سموم سے تشبیہ دی اور اس کی طرف اشارہ کیا گیا ۔ جناب والا ! میں ان دوستوں سے اور ان دانشوروں سے پوچھتا ہوں کہ کیا آزادی اور حریت کسی قوم کی ملکیت ہوتی ہے ۔ کسی فرد کی یا کسی خطے کی ملکیت ہوتی ہے اور کیا اس آزادی اور حریت سے دوسری قومیں سبق حاصل نہیں کر سکتیں ؟ بعض لوگوں نے یہ شکایت کی کہ وہ آزادی اور حریت کی فضائیں جن کا وزیر خزانہ نے ذکر کیا وہ مغرب سے کیوں نہیں اٹھیں ۔ جناب والا ! مغرب سے بھی بعض

اوقات چنگاریاں اٹھتی ہیں - وہ اری ٹیریا کے مجاہدوں کی ہوں - وہ فلسطین کے مجاہدوں کی ہوں یا سویز کے کنارے پر ہوں یا قبرص میں ہوں - لیکن وہ چنگاری جو اٹھتی ہے اگر وہ شعلہ نہ بنے تو وہ دوسری قوموں کو تمازت نہیں دیتیں - جس گرمی و تمازت کا ذکر وزیر خزانہ کر رہے تھے آج وہ شعلے کی طرح بھڑک اٹھی ہے - آج وہ چنگاری نہیں - وہ چنگاریاں جو مغرب کے ریگستانوں میں اٹھ رہی ہیں وہ بھی اگر شعلہ بنیں گی تو اس کی تمازت اور اس کی حدت تمام دنیا میں محسوس ہوگی - ہمارے دوست سمجھتے ہیں کہ شاید ریگزاروں سے تیل کی دولت سے تمام دنیا منور ہوگی - وہ غلط سمجھتے ہیں - امپیریلزم نہیں آسکتی اور تیل کی دولت سے آج جو نئے رجحانات ابھر رہے ہیں یہ دنیا میں کوئی نئی لہر نہیں لائیں گے - اگر نئی لہر آئے گی - اگر کوئی حریت کا جذبہ ابھرے گا تو وہ قوموں میں نئے شعور نئی بے داری اور نئے حریت کے جذبے سے ابھرے گا اور تیل سے کبھی وہ چنگاری نہیں ابھر سکتی - جناب لغاری صاحب کہہ رہے تھے کہ جب زلزلہ آیا تو مغرب کے کئی ممالک نے ہماری امداد کی اور اس نے ہمیں جذبہ دیا - میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری قوم کے لئے باعث ننگ اور باعث شرم ہے کہ جب ہماری قوم پر ابتلا آئے تو ہمیں دوسری قوموں کی طرف ہاتھ پھیلانے پڑیں - آپ کیوں مشرق کی طرف نظریں اٹھا کر نہیں دیکھتے - ہم بھی اپنی زمین اور اپنی دھرتی سے فائدے اٹھائیں اور اس دھرتی سے سونا اگلیں اور اس دھرتی سے ایک نئی زندگی تعمیر کریں تاکہ اگر ہمیں ابتلا آتی ہے تو ہمیں دنیا کے کسی ملک کی طرف دیکھنے کی ضرورت نہ پڑے - - - -

(نعرہ ہائے تحسین)

یہ وہ حریت کا جذبہ ہے جس کی طرف آج مشرق ہمیں پیغام دے رہا ہے اور مغرب ابھی خاموش ہے اور کیا مشرق ایک قوم کی ملکیت ہے - میں انہیں بتاتا ہوں کہ اگر وہ سمجھتے ہیں - وہ خدا کے رسول کو ماننے والے ہیں تو کیا رسول اللہ نے مشرق کی طرف منہ پھیر کر نہیں کہا تھا کہ آج مجھے مشرق کی طرف سے ٹھنڈی ہوائیں آ رہی ہیں - کیا اسی کفرستان ہندوستان سے

رسول خدا کو ٹھنڈی ہوا نہیں پہنچی تھی جس کی طرف علامہ اقبال نے اشارہ کیا تھا کہ:

میر عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

۔ ۔ ۔ کیا میر عرب کو ٹھنڈی آنے والی ہوائیں اس کفرستان سے آنے والی ہوائیں نہ تھیں ۔ وہ کون سی ہوائیں تھیں ۔ وہ نور کا کوئی شعلہ تھا ۔ وہ نور کا کوئی چشمہ تھا ۔ جو اس سر زمین کفرستان سے ابھرا اور رسول خدا نے اسے قبول کیا ۔ انہوں نے اس سے انکار نہیں کیا ۔ انہوں نے کبھی نہیں کہا کہ یہ نور ہدایت چونکہ مشرق سے اٹھی تھی تو ہمیں قبول نہیں ۔ لیکن آج مسلمان اس دھرتی سے اس ملک میں جنہوں نے ایک نئی سلطنت بنائی ہے ۔ جنہوں نے اسلام کے نام پر بنائی ہے وہ تمام دنیا سے نور ہدایت اور روشنی ابھرنے کو قبول کرنے سے انکار کر رہے ہیں ۔ جناب والا ! کوئی قوم تاریخ اور ماضی کے سہارے پر زندہ نہیں رہ سکتی ۔ اگر کوئی قوم ماضی اور تاریخ کے سہارے زندہ رہ جاتی ہے تو وہ مٹ جاتی ہے ۔ سپین کی مثال لے لیجیے ۔ جب تک سپین میں مسلمانوں نے فکر اور علم کے فنون کو آگے لے جانے کی کوشش کی ۔ مسلمان تابناک سلطنت کی حیثیت میں وہاں جگمگاتے رہے ۔ جب ان میں انحطاط آیا ۔ جب انہوں نے فکر کو آگے لے جانے سے روکا وہ ختم ہو گیا اور اس وقت مسلمانوں کی وہ سلطنت بھی ختم ہوگئی ۔ کیا ہم آج اس سے سبق حاصل نہیں کر سکتے اس لئے کہ وہ مشرق سے کوئی نور کی ہدایت ہوتی ہے ۔ جناب والا ! میں ان دانشوروں سے اور ان دوستوں سے کہوں گا ۔ کہ خدارا 27 سالوں میں مسلمان پہلے سے کم تر سے کم تر ہوتے چلے جا رہے ہیں ۔ ہماری حالت پھر سپین کے مسلمانوں والی ہونے والی ہے ۔ اگر ہم نے اپنی قوم کو صرف نظریات کی الجھنوں میں الجھائے رکھا اور قوم میں نئے عمل اور نئی امنگ کو روکے رکھا تو پھر اس قوم کا حشر تاریخ بتانے کی ہمیں کچھ نہیں بتا سکتا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

رائے میاں خان کھرل : پوائنٹ آف انفارمیشن ۔ جناب والا ! پوزیشن یہ ہے کہ تاریخ ہمارے سینوں میں زندہ ہے اور جو شعلہ چنگاری سے بنے وہ ہمیشہ گرم رہتا ہے وہ کبھی سرد نہیں ہوتا ۔ ہم اپنی تاریخ سے زندہ ہیں ۔ ہم قرآن کریم سے زندہ ہیں اور تا قیامت زندہ رہیں گے ۔ آزادی کی مثال ہم مسلمانوں ہی کی ہے ۔ یہ باہر سے نہیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ ان کی رائے سے اختلاف کو پوائنٹ آف انفارمیشن کا رنگ نہیں دے سکے ۔

نواب زادہ سردار عطا محمد خان لغاری : پوائنٹ آف آرڈر ۔ ۔ ۔

مسٹر ایس ۔ ایم ۔ مسعود : میں لغاری صاحب سے نہایت ادب سے گزارش کروں گا کہ اگر انہیں ضرورت محسوس ہو تو میری تقریر کے بعد کہہ لیں ۔ پہلے انہوں نے اتنی عالمانہ باتیں کی ہیں ۔ کہ اگر میں ان کی تقریر پر بحث کرتا تو ایک ایک بات کا جواب دے سکتا تھا ۔

نواب زادہ سردار عطا محمد خان لغاری : میں نے بومدین اور بن باللہ کا ذکر کیا ہے ان لوگوں نے پانچ لاکھ فرانسیسی فوج کو جو نیٹو سے لیس تھی شکست دے کر آزادی حاصل کی ہے ۔

مسٹر سپیکر : مسٹر ایس ۔ ایم ۔ مسعود اپنی تقریر جاری رکھیں ۔

مسٹر ایس ۔ ایم مسعود : جناب والا ! موجودہ بجٹ جو وزیر خزانہ نے اس ایوان کے سامنے رکھا ہے کئی لحاظ سے نمایاں ہے ۔ گو میرے اس کے بارے میں ملے جلے تاثرات ہیں ۔ جناب والا ! نیا ٹیکس جو موجودہ آبیانہ کی شرح میں تبدیلی کے باعث لگایا گیا ہے ۔ اس پر خاص نکتہ چینی کی گئی ہے ۔ لیکن اس میں دو باتیں نہایت نمایاں اور واضح ہیں ۔ ایک تو یہ کہ اس میں ساڑھے بارہ ایکڑ کے مالکوں اور دوسرے مالکوں کو بڑی رعایت دی گئی ہے ۔ یہ ایک ترقی پسند قسم کا ٹیکس ہے جو ہمیشہ بہتر سمجھا جاتا ہے اور موجودہ صورت حال میں یہ بات خاصی نمایاں ہے ۔ دوسری بات اس میں یہ

ہے کہ اس میں کوآپریٹو کی طرف ترغیب دی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ممکن ہے کہ اس سے کوآپریٹو کی جو آئندہ ضرورت ہے اسے زیادہ تقالیہ نہ پہنچ سکے۔ لیکن یہ ترغیب کہ چھوٹے مالکان یا دوسرے مالکان مل جل کر کھیتی باڑی کریں جو آئندہ کے وقت نہایت اہم ضرورت ہے۔ اس کے لئے گنجائش رکھی گئی ہے۔ یہ ایک بہت بڑا نمایاں پہلو ہے۔ میرے دوست کہتے ہیں اور خاص طور پر لغاری صاحب نے کہا کہ اس سے بہت بڑا بوجھ دیہاتی آبادی پر پڑ گیا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اتنی بڑی تفریق اس ایوان میں شہری اور دیہاتی آبادی میں کیوں کی جارہی ہے۔ کیا شہری آبادی کے عوام زیادہ خوشحال ہو گئے ہیں۔ کیا وہ زیادہ بہتر ہو گئے ہیں اور پھر اگر پچھلے دو تین سالوں سے حکومت کی fiscal policy کو مد نظر رکھا جائے تو جتنا افراط زر اور جتنی سب سیڈیز ہیں وہ زرعی سیکٹر میں دیہاتیوں تک پہنچ گئی ہیں۔ اگر افراط زر پر قابو پانا ہے۔ اگر آپ نے افراط زر کے رجحانات کو محدود کرنا ہے تو روپیہ کہاں سے آئے گا ؟ شہری آبادی سے نہیں۔ یہ انہی کونوں سے واپس آئے گا۔ جہاں یہ افراط زر پہنچ چکا ہے اور اس ٹیکس کی یہ بہت بڑی خوبی ہے کہ اس میں وہاں ہی سے روپیہ واپس لانے کی کوشش کی گئی ہے۔ جہاں یہ افراط زر پہنچ چکا ہے اور اگر افراط زر پر قابو پا لیا جائے تو اس سے قیمتوں کی سطح ہموار ہو جائے گی۔ جو اس صوبے کے لئے آئندہ بہتر ثابت ہوگی۔ لوگ کئی سالوں سے کہہ رہے ہیں کہ زرعی سیکٹر پر ٹیکس نہیں۔ کیا شہری آبادی کے لوگوں پر جو انکم ٹیکس لگایا جاتا ہے وہ حکومت کے زیادہ پروردہ ہیں۔ کیا دیہاتی آبادی جن کے لئے کئی سالوں سے یہ شور مچ رہا ہے۔ کہ ان پر بھی انکم ٹیکس لگے۔ ان کو اتنی رعائتیں ہیں تو تھوڑا سا ان پر بھی ٹیکس لگا دیا جائے۔۔۔

نواب زادہ سردار عطا محمد خان لغاری : پوائنٹ آف انفارمیشن۔ جناب سپیکر۔۔۔

مسٹر ایس۔ ایم۔ مسعود : جناب والا ! میرے خیال میں تو یہ

پوائنٹ آف آرڈر ہے اور نہ ہی پوائنٹ آف انفارمیشن ہے ۔ لغاری صاحب خواہ مخواہ مداخلت کر رہے ہیں ۔ تو میں کہہ رہا تھا کہ اس ملک میں جو افراط زر ہو چکا ہے اس پر قابو پانا تو اب ماہر معاشیات کا کام ہے اور یہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ جہاں جہاں افراط زر رہے ہیں وہیں وہیں اسے واپس لیا جائے اور سب سیڑیز زرعی سیکٹر کر دی گئی ہیں ۔ اگر ہم ان کے لئے بیٹھ کر رونا شروع کر دیں تو میرا خیال ہے کہ تمام دن شہری آبادی کے نمائندے اس پر بحث کر سکتے ہیں ۔ ۔ ۔

مسٹر میکر : آپ کب سے زراعت پیشہ نہیں رہے مجھے یہ بتائیں؟

مسٹر ایس ۔ ایم ۔ مسعود : میں تو صرف یہ گزارش کر رہا تھا کہ یہ شہری اور دیہاتی آبادی سارے صوبے کے مشترکہ مفاد میں ہے ۔ کیونکہ اس ملک کی اکانومی کا دارومدار دیہاتی آبادی پر ہے ۔ لیکن افراط زر کے رجحانات کے اثرات جو ہیں اس سے وہ بھی اثرانداز ہوتے ہیں اور ہم بھی ۔ اگر قیمتیں بڑھتی چلی جائیں تو یہ ملک و قوم کے لئے فائدہ مند نہیں ہوتا ۔ اس لئے ٹیکسیشن میں بہتر تجویز یہی ہوتی ہے کہ جن جگہوں پہ افراط زر پہنچ چکا ہے ، وہاں سے اس کو واپس لائیں ۔ اس ٹیکسیشن میں ، آبیانے میں ایک اور خوبی یہ ہے کہ لوگوں کے ذہن میں جو عدم یقینی کی کیفیت تھی ، وہ ختم ہو جائے گی ۔ اب ایک چھوٹے مزارع کو پتہ ہے کہ اسے اتنا آبیانہ دینا ہے ۔ وہ پٹواری کے چکر میں نہیں پڑے گا ۔ جو رقوم جناب لغاری صاحب پیش کر رہے تھے کہ اس میں اتنا اتنا ہے ۔ اس میں انہوں نے وہ شامل نہیں کی جو پٹواری ہیرا پھیری کرتے تھے ۔ اس سے زیادہ فائدہ ہوگا ۔ اس لئے کہ آبیانے کی رقم یقینی ہوگئی ہے ۔ ہر شخص کو پتہ ہے کہ اسے اتنی رقم دینی ہے ۔ اس میں اگر کوئی مشکلات اور تکالیف ہوں تو اسے مزید بہتر بنایا جا سکتا ہے ۔ لیکن محض اس بات پر تنقید کرنا کہ یہ بجٹ میں ایک نئی تجویز ہے ، مناسب نہیں ۔ لیکن ایک بات کی طرف میں اشارہ کرنا چاہتا ہوں جو مجھے کھٹکتی ہے ۔ اس میں بہت سی مرکزی حکومت اور بیرونی امداد کی بوی

گنجائش رکھی گئی ہے ۔ اگر ہم اس صوبے کی معیشت کو صحیح بنانا چاہتے ہیں ۔ تو ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہم اپنے وسائل سے بجٹ کی تعمیر کریں ۔ اگر ہم دیر تک وفاقی یا دوسری امداد پر انحصار کرتے رہیں گے تو ہمارے لئے زیادہ فائدہ مند نہیں ہوگا ۔ کیونکہ میں محسوس کرتا ہوں کہ اس میں جتنے منصوبے ہیں ، ان میں خاص طور پر انڈسٹریل سیکٹر پر اتنا زور نہیں دیا گیا ۔ گو وائٹ پیپر میں بتایا گیا ہے کہ انڈسٹریز میں پچھلے سالوں کی نسبت 1.85 فی صد اضافہ ہوگا ۔ لیکن یہ بہت کم ہے ۔ جناب والا ! وزیر تعلیم صاحب موجود ہیں ۔ میں ان کی خدمت میں دست بستہ گزارش کروں گا کہ جہاں نئے سکول اور کالج کھولے جا رہے ہیں ۔ وہاں لاہور میں خاص طور پر کھولنے ضروری ہیں ۔ اس لئے کہ ابتدائی تعلیم کی زیادہ تر ذمہ داری لاہور کارپوریشن پر ڈالی گئی ہے ۔ صوبائی حکومت لاہور کارپوریشن میں ابتدائی تعلیم کے لئے قطعی طور پر نئے سکول نہیں کھول رہی ۔ لاہور کی آبادی جس تیزی سے بڑھ رہی ہے اگر اس کے اعداد و شمار دیں ، تو ہزارہا بچے ایسے ہیں جنھیں ابتدائی تعلیم نہیں مل رہی ۔ ان کے نام ڈائرکٹوریٹ میں موجود ہیں ۔ ایم ۔ پی ۔ اے صاحبان کے پاس لوگ آ رہے ہیں ۔ بے شمار بچے داخلے سے محروم رہ گئے ہیں ۔ نئے کالجوں اور سکولوں کی ضرورت ہے ۔ اس کے لئے لاہور میں زیادہ زور دینے کی ضرورت ہے ۔ جس طرح سکول رورل ایریاز اور دوسرے ضلعوں میں پھیلائے جا رہے ہیں اس طرح لاہور میں بھی سکولوں کی سہولتوں کی ضرورت ہے ۔ اس کی آبادی کے تناسب کے لحاظ سے ضرورت ہے ۔ یہاں بھی نئے سکول کھولے جائیں ۔ کارپوریشن کے پاس اتنے فنڈ نہیں کہ تعلیم کے میدان میں وہ پوری طرح سرگرمی دکھا سکے ۔ اس کے لئے وزیر تعلیم سے درخواست کروں گا کہ خدارا ، اس طرف توجہ دیں ۔ کہیں یہ نہ ہو کہ یہ لاوا کسی دن اس طرح ابلے کہ پھر سنبھالنا مشکل ہو جائے پھر جو ڈسٹرکٹ کے نئے سکولوں کی حالت ہے ، اس کے بارے میں میں کچھ نہیں کہوں گا ۔ میں اس کمیٹی کا ممبر ہوں جو چیف منسٹر صاحب نے مقرر کی تھی ۔ میں کمیٹی کے رکن کی حیثیت سے سکولوں کے حالات ان کی خدمت

میں بھی کر رہا ہوں لیکن اگر واقعات اور وہ ریکارڈ باہر آ گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں اس سے بڑے سیکنڈل کم ہوئے ہوں گے جتنا بڑا سیکنڈل سکولوں کی حالتوں کے سلسلے میں پچھلے تین چار سال ہو رہا ہے - اس لئے میں گزارش کروں گا کہ براہ کرم اسی طرف زیادہ توجہ دیجئے - کیونکہ اگر ہم نے اس ملک میں صحیح طور اپنی پالیسیوں کو نافذ کرنا ہے تو یہ صرف روپے کے دے دیئے جانے سے نافذ نہیں ہوتیں بلکہ ان پر صحیح طور پر عمل ہونے سے - اگر آپ ہزار سکول کھولتے ہیں اور اس میں سے پانچ سو یا چھ سو سکول برائے نام کاغذ پر ہوں تو کیا پالیسیاں ہوں گی ؟ حکومت اور عوام کا پیسہ بھی ضائع ہوگا اور سکول بھی نظر نہ آئیں گے تو ان کے فوائد کس کو ہوں گے - ہمارے دشمن اس سے فائدہ اٹھائیں گے جو باہر اور ہر جگہ موجود ہیں - کیوں نہ ہم اپنی پالیسیوں کو صحیح طور پر نافذ کریں -

جناب والا ! دوسری بات جس کی طرف مجھے توجہ دلانی ہے ، ترقیاتی منصوبے ہیں - بہت سی رقم غیر ترقیاتی منصوبوں میں رکھی گئی ہے لیکن وہ درحقیقت انڈسٹریز اور ترقیاتی منصوبوں پر خرچ کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور قیمتوں کی سطح کو برقرار رکھنے کی کوشش کی گئی ہے - اس طرح نان ڈویلپمنٹ اخراجات کو بھی صحیح چینلائز کیا جا سکتا ہے - لیکن پھر میں وہی کہوں گا کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان اخراجات کو صحیح خرچ کیا جائے جیسا کہ سڑکوں پر ، پیپلز ورکس کے پروگرام پر بے شمار روپیہ ہم خرچ کر رہے ہیں - ان کے فوائد بھی عوام کو ملنے چاہییں - لاہور کارپوریشن میں اس وقت ہم جو ترقی کر رہے ہیں - پاکستان کی تاریخ میں اتنی ترقی آج تک نہیں ہوئی - حکومت کے وسائل سے نہیں ، اپنے وسائل سے لاہور کارپوریشن میں کرنے کی ہم کوشش کر رہے ہیں - لیکن پھر بھی ، اتنے بڑے منصوبے ہیں - یہ شہر کسی خاص لوگوں کی ملکیت اور میراث نہیں - یہ غریب نواز شہر باہر سے آنے والے ہر شخص کو اپنی حدود میں جگہ دینے پر مجبور ہے - اس کے کالجوں

میں نئے شاز بھی باہر سے آئے ہوئے ہیں۔ اسی طرح اس کی یونیورسٹیاں اور دوسرے ادارے ہیں جو باہر سے آنے والے لوگوں کو اپنے اندر جذب کئے ہوئے ہیں۔ اس کی ترقی صوبے کے تمام لوگوں کی ذمہ داری ہے۔ قائد عوام کے سامنے اس کے ترقیاتی پروگرام کی جو تفصیل رکھی تھی، وہ ابتدائی تقریباً تقریباً بیس کروڑ روپے بنتی ہے جو کارپوریشن کے وسائل سے بہت اونچی ہے اور ہم اس کو پورا نہیں کر سکتے۔ میں خاص طور پر وزیر خزانہ سے اور ان کی معرفت مرکزی حکومت سے درخواست کروں گا کہ انہوں نے اس شہر کی حالت کو بہتر بنانے اور ایک تہذیب اور ثقافت کا مرکز بنانے کے لئے جو وعدے کئے تھے وہ جلد جلد پورے کئے جائیں۔ بہت بہت شکریہ۔

مسٹر سپیکر : کرنل محمد اسلم خان نیازی۔

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری : مجھے ایک منٹ دیجئے۔ مجھے جلدی میں ختم کرنا پڑا تھا۔ تاکہ میں وضاحت کر سکوں۔ ایک میری تجویز یہ ہے کہ جو ہمارا چاول لیا جا رہا ہے جس کی سبسڈی کا انہوں نے ذکر کیا ہے وہ ہماری حکومت خود انہیں بھیجے اور اس سے جو اربوں روپیہ آتا ہے اس سے دیہاتی علاقوں میں چاول کی قیمت بڑھے۔ دوسری تجویز یہ ہے کہ ایگریکلچرل ایسوسی ایشن کے ایکسپورٹ وغیرہ نے سارا دیکھ کر یہ سفارش عرصے سے کی ہے کہ کہ ہمارا روپیہ 25 فی صد ری۔ ویلیو کر دیا جائے تاکہ سری لنکا کے ساڑھے سات روپے اور ہندوستان کے سات ساڑھے سات روپے ڈالر کے برابر ہو۔ پھر ہمیں کسی قسم کی سبسڈی کی ضرورت نہیں ہے۔ ساڑھے بارہ فی صد سبسڈی ہمیں شیخ رشید صاحب نے ایک دو مہینے کے لئے مرحمت فرمائی تھی اور وہ بڑی ایک قسم کی سبسڈی دے رہے تھے۔ اگر یہ ہو تو ہمیں 25 فی صد فوراً اس کی کم قیمت ملے گی۔ ہر چیز سستی ہو گی۔ مشینری سستی ہو گی، ٹریکٹر سستے ہوں گے، پٹرول سستا ہوگا، گرانی جس کا وہ ذکر کر رہے ہیں، وہ بھی

ختم ہو سکتی ہے۔ میں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ شہری آبادیوں کو اکیس روپے فی من سبسڈائز کر کے دیا جاتا ہے۔۔۔

مسٹر سپیکر : آپ تو شہری بھی ہیں اور دیہاتی بھی۔ لاہور میں بھی رہتے ہیں اور ڈیرہ غازی خان میں بھی۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جناب سپیکر : سب سے پہلے تو میں وزیر خزانہ اور چیف منسٹر صاحب کی خدمت میں مبارک باد پیش کروں گا۔ جنہوں نے پنجاب کی تاریخ میں ہمیں سب سے عظیم بجٹ دیا ہے۔ اس کے علاوہ محب وطن ہونے کی حیثیت سے اپنی مرکزی حکومت اور مرکزی وزیر خزانہ، وہ بھی حنیف صاحب ہیں، انہیں بھی آپ کی وساطت سے مبارک باد پیش کرتا ہوں جنہوں نے ایک ریکارڈ بجٹ پاکستان کی تاریخ میں اس سال پیش کیا ہے۔ یہ ہمارے لئے بڑی مسرت کا مقام ہے اور اس سے کافی امید بندھتی ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہمارا پاکستان پھلے اور پھولے گا۔ ہمارے چیف منسٹر اور وزیر خزانہ صاحب نے اپنی تقریر کا آغاز یوں کیا :

آج افق پر جمی ہوئی میری نگہ خبر دے رہی ہے
کہ بحرانوں کا منہ پھر گیا ہے۔ اور امید پروان
چڑھ آئی ہے۔ ظلمت سے نور کی جانب اس سفر میں
بقا کی جدوجہد جاری ہے۔ تو اس میں شعر یہ
یاد آیا کہ

ہزار بار نمود سحر ہوئی لیکن
کسی غریب کی دنیا میں روشنی نہ ہوئی

(نعرہ ہائے تحسین)

تو جناب والا ! جیسے میرے پیش رو فرما گئے ہیں کہ آخر طبقات ہیں۔ ہمارے عوام کا طبقہ ہے جب ان کو ایک چیز پوری میسر نہیں آئے گی تو اس میں اور پھر میں نے بہت ورق گردانی کی ہے اس بجٹ کی تو اس میں ماشاء اللہ ہاؤسنگ کے لئے یہ جو پانچ مرلہ سکیم ہے اس کے لئے کافی رقم رکھی گئی ہے۔ مگر کیا خوب تھا اگر انہیں کچی جھگیاں بنا کر دے دی جاتیں۔

یہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ پانچ مرلے پر وہ بھی پچاس فیصد سے زیادہ لوگ نہیں ہوں گے جو کہ اتنی جگہ پر تعمیر کر سکیں گے۔ ہاں یہ علیحدہ بات ہے کہ ایک دور سے ادھر ادھر سے کوئی سفارش سے کوئی دوست نوازی سے پہنچ گئے ہوں اور اچھے خاصے لوگ ہوں۔ پانچ مرلے بڑے باموقع کہیں شادمان کالونی کی بغل میں یا گلبرگ کی بغل میں انہوں نے لے لئے ہوں۔ وہاں پانچ مرلے کے اوپر تو وہ چھ منزلیں کھینچ سکتے ہیں۔ مگر جناب والا! جو واقعی ایک غریب آدمی ہے اس کے پاس تو وہاں جھونپڑی ڈالنے کے لئے بھی وسائل میسر نہیں ہوں گے تو اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ میرے پاس ایک سکیم ہے جو میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ دیہات کے اندر جہاں بھی مزارعین اور معین بستے ہیں۔ زمین مالک کی ہے۔ وہاں اور اس کے اندر کوٹھا یا جھونپڑی یا ملبہ ان لوگوں کا ہے جو وہاں مزارعین اور غریب لوگ اور معین بس رہے ہیں۔ اس میں میرے پاس سکیم اور تجویز یہ ہے کہ مالکان کو گورنمنٹ زمین کی قیمت ادا کر دے اور ان غریبوں کو اس سے چھٹکارا حاصل ہو جائے کیونکہ یہ ایک ایسا رشتہ ہوتا ہے کہ غالباً مالک یہ کہے کہ میں اسے بے دخل کروں اور وہ کہے کہ میں بے دخل نہیں ہوں گا۔ نہ اسے سکون ہے نہ مالک کو سکون ہے۔ نہ غریب کسان کو سکون ہے اگر اس کو زمین گورنمنٹ لے کر دے دے جو کہ ایک عام قیمت کی ہوگی۔ دیہات میں تو اس میں مالک کو پیسے مل جائیں گے اور اس کو اس کی زمین کا معاوضہ مل جائے گا اور وہ بے چارہ بے سہارا جس کے پاس صرف ملبہ ہے اور زمین اس کی نہیں ہے اس کا وہ مالک بن جائے گا۔ تو یہ ایک سکیم میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ یہ قابل غور ہو گا۔ اس کے علاوہ حضور والا! ایک شعر عرض کرتا ہوں۔۔۔

حسن کے کھلے پھول ہمیشہ بے دردوں کے ہاتھ جلے
چاہت کے دردمندوں کو دھول ملی ویرانوں کی

(نعرہ ہائے تحسین)

تو جناب والا! یہ اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ وہ غریب لوگ ہیں ان کا

وہی بھول نصیب ہے ۔ جناب والا ! پھر اب میں اپنے ضلع پر آ جاتا ہوں ۔ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لیتا اور میں ڈائریکٹ آتا ہوں کہ میرے پسماندہ ضلع کو کیا کچھ دیا گیا ہے اور پھر آپ کی وساطت سے اس ہاؤس میں میں یہ رونا کب سے رو رہا ہوں کہ جناب والا ! قائد عوام نے جب یہ ہدایت کی تھی کہ پسماندہ اضلاع کی ترقی کے لئے ان کو زیادہ موقع دیا جائے ۔ مگر اس کے باوجود جناب والا ! گزارش یہ ہے کہ بجٹ میں سو صفحے الٹنے کے بعد جیسے اس دن بھی میں نے عرض کیا تھا کہ 94 نمبر صفحے پر پانچ سو ایک صفحے کا اینول ڈیویلپمنٹ پروگرام ہے ۔ اس کے سو صفحے کی ورق گردانی کرنے کے بعد 94 صفحے کے اوپر ایک ڈولومائیٹ کی mineral ہے ۔ جس کی کان کنی کی ترقی کے لئے کچھ روپے مختص کئے گئے ہیں ۔ میرے علاقے میں تو ڈولومائیٹ وہ چیز ہے جو آپ نے دیکھا ہوگا کہ چاک مٹی سی ہوتی ہے اور جیسا کہ آپ نے یہ بھی دیکھا ہو گا کہ سائیکلوں کی ٹیوبوں، کاروں کی ٹیوبوں کے اوپر جو پاؤڈر سا لگا ہوتا ہے ۔ وہ ڈولومائیٹ سے بنتا ہے تو اس کی ترقی کے لئے ایک معمولی سی رقم رکھی گئی ہے ۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ عرض کر دوں کہ میرے پاس خزانے بھرے پڑے ہیں پہاڑ بھرے پڑے ہیں ۔ آئیے آپ ان کی excavation کیجئے میں یہاں آپ کو بالکل ایک سیکنڈ میں گن کر سناتا ہوں کہ ہمارے پاس چائینا کلے ہے، ہمارے پاس اس کے علاوہ سلیکا کلے ہے، فائر کلے ہے ۔ چائینا کلے سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ چینی کے برتن بنائے جاتے ہیں ۔ فائر کلے ہے جس کی فائر برکس بنتی ہیں لوہا پگھل جاتا ہے وہ برکس نہیں پگھلتیں ان کی بھٹیاں بنائی جاتی ہیں ۔ جناب والا! سلیکا سینڈ ہے اور اس سے شیشہ بنتا ہے ۔ جناب والا ! ہمارے پاس لوہا ہے کالا باغ میں ہمارے پاس سب سے بڑی کوئلے کی کانیں ہیں مکڑوال میں سلطان خیل کے مقام پر ان کو ترقی دی جائے ۔ ہمارے پاس سب سے بڑی نمک کی کانیں ہیں ۔ کالا باغ میں ۔ اس کے علاوہ جناب والا ! ہمارے پاس جپسم ہے جس سے کہ کھاد بنتی ہے ۔ آئیے دس کارخانے لگائیے اور کھاد بنائیے آپ کے صوبے میں کھاد کی کمی ہے ۔ آپ کی 85 فیصدی آبادی کو کھاد کی ضرورت ہے بلکہ آپ کی معیشت جو ہے زراعت کے اوپر اس کا دارومدار

ہے۔ اس کے لئے کھاد چاہیے جس کا فقدان لگتا ہے۔ جناب والا! ہمارے پاس پہاڑوں میں اتنے ذخائر ہیں کہ وہ پورے پاکستان کے لئے کافی ہیں۔ میں یہ پوچھتا کب تک روتا رہوں گا۔ اس کے متعلق یہ ہے۔ ڈولومائیٹ کسی کی لیبارٹری کے اوپر کسی کی کاروں پر لگا لینے سے اور ایک ڈولومائیٹ کی ترقی کا ہی سوال ہے اور کسی چیز کی ترقی آپ کو مقصود نہیں ہے آخر ایسا کیوں ہے؟ جناب والا! اس میں ذکر آیا ہے مکڑوال کالری کا تو 80 لاکھ روپیہ پی۔ آئی۔ ڈی۔ سی۔ کے پاس جمع تھا اور پی۔ آئی۔ ڈی۔ سی کسی طرح اسے لے کر ہضم کر گئی بعد میں پاکستان منرل ڈیویلپمنٹ کارپوریشن بنی تو جناب والا! ان کو وہ روپیہ نہیں ملا۔ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ مکڑوال کالری کو 80 لاکھ روپیہ ملنا چاہیے اس کے علاوہ جب پاکستان منرل ڈیویلپمنٹ کارپوریشن بنی تو انہوں نے پانچ لاکھ روپیہ دینا منظور کیا۔ اسی طرح میں پانی کے منصوبہ کے سلسلے میں اسی رقم کو بانٹ کر انہوں نے پیش کیا ہے کہ دس لاکھ کی سکیم ہے اس میں پچاس فیصد ہم دیتے ہیں پچاس فیصد آپ لگائیے۔ اب جناب ہمارے پاس پانچ لاکھ بھی نہیں اور جناب کی دعا سے میں فلڈز ورکس پروگرام کا چیئرمین ہوں۔ میرے پاس ضلع میں اتنا فنڈ نہیں ہے کہ میں پانچ لاکھ روپیہ فراہم کر سکوں اور وہ پانچ لاکھ جو پاکستان منرل ڈیویلپمنٹ والے مجھے دیتے ہیں۔ اسے avail کر سکوں۔ تو جناب والا! یہ سکیم تھی اور میں یہ بھی آپ کو بتانا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ وہاں لوگ دس دس میل سے پانی لاتے ہیں اور وہاں یہ عالم ہے کہ ہم یہاں باتھ روم میں جائیں اور ٹونٹی بند ہو تو خدا جانے ہم تو اسمبلی کو اٹھا دیں کہ ہمیں غسل خانے کی ٹونٹی نہیں چل رہی او بتلاؤ تم کدھر گئے ہوئے تھے ہو یا چپڑاسی ہو کہ یہ کیوں بند ہے۔ جناب ہم لوگ دس دس میل سے پانی لاتے ہیں اور لوگ پانی کے لئے عجیب حالت زار میں مبتلا ہیں۔ جناب والا! اس کے علاوہ جیسے کہ یہاں ایک صاحب نے فرمایا ہے کہ دو آدمی ہل چلاتے ہیں تو ایک کاشتکار کی فیملی میں سے باقیوں کو روزگار مہیا کیا جائے۔ جناب والا! میرے علاقے میں تو یہ حال ہے کہ آدھا گھر آدھی فیملی تو جناب

پانی لانے لے جانے پر اونٹ رکھنے پر گدھے رکھنے پر مشکیں رکھنے پر ان بے چاروں کی عمر گزر جاتی ہے اور پھر جناب اگر کچھ بارشی پانی چھپڑ میں آ گیا تو وہیں سے مویشی پیتے ہیں وہیں سے انسان پیتے ہیں ۔ یہ میں آپ کو عرض کر رہا ہوں اگر ہم نہ آپ کو عرض کریں اور تمام ایم پی اے صاحبان اپنے اپنے علاقوں کے مسائل نہ بتائیں تو یہاں دفتروں میں بیٹھ کر ایرکنڈیشنوں میں بیٹھ کر اگر بجٹ بنے تو وہ کیا بجٹ ہو گا ۔ جب کہ ہم سے کسی نے مشورہ تک نہیں کیا ۔ ۔ ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ہمارے ساتھ مشورہ ہونا چاہئے یہ ہمارا بنیادی حق ہونا چاہئے کہ تمام ممبران اسمبلی سے پوچھا جائے کہ تمہارے علاقے کی کیا ضروریات ہیں ۔ کیا مطالبات ہیں ۔ پھر حضور آپ ان کو priority دیں اگر آپ ان سب کو منظور نہیں کر سکتے تو ان کو priority دے دیں ان کو کہیں کہ آپ میاں اس کو اگلے بجٹ میں رکھ دیں تو میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ چیز بہت اہم ہے ۔ اب میں تھوڑا سا یہ عرض کر دوں کہ annual development programme کے صفحہ 160 کے اوپر ہمارا دیرینہ مطالبہ پورا کیا گیا ہے جس کے لئے ہم نہایت شکر گزار ہیں ۔ میں اپنے علاقے کی طرف سے جناب وزیر خزانہ کا اور تمام ایوان کا آپ کی وساطت سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ہماری نہر جو اڑھائی سو سال پرانی تھی اور وہ اس ایم کے زمانے میں ہیراجز کے زمانے میں وہ اس شکل میں تھی کہ ہم ریت کے بند بنا کر پانی موڑتے تھے ۔ اب جناب والا ! 31 لاکھ روپیہ منظور کیا گیا ہے میں اس کے لئے مشکور ہوں کہ اب اس کا ایک پتھر کا دھانہ بن جائے گا اور ہم پانی صحیح طریقہ سے حاصل کر سکیں گے ۔ ہم انشاء اللہ احسان فراموش نہیں ہیں ہم اس کے لئے شکریہ ادا کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ بجٹ میں ہے یا بجٹ کے بغیر ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : اب جناب والا ! میانوالی ضلع کی تیسری چیز آتی ہے حضور والا ! annual development programme کے صفحہ نمبر 304 پر واٹر سپلائی سکیم ہے ۔ جناب والا ! اسے میں surrender کرنے کے لئے تیار ہوں اگر آپ کے پاس اور کوئی فنڈز نہیں ہیں تو یہی فنڈز اٹھا کر ان دیہات کو دے دیں جو 20-10 میل سے پانی لاتے ہیں تو جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا ۔ یوں تو ہم شکر گزار ہیں کیونکہ عیسیٰ خیل کا برا حال تھا اب ان لوگوں کو پانی تو مہیا ہو جائے گا ۔

جناب والا ! اس کے بعد میری یہ گزارش ہے کہ بارانی ایگریکلچر کا حوالہ دیا گیا ہے اس میں روپے مختص کئے گئے ہیں ۔ جناب والا ! میانوالی

کو بھی جیسے ریلوے کی بریک سب سے پیچھے ہوتی ہے اور بیچ میں کوڑا کھڑا ہوتا ہے اسی طرح ہے اس کو کہیں اور جگہ مل گئی ہے اور میانوالی کا نام بھی رکھا گیا ہے تو جناب والا ! میں یہ استدعا کروں گا کہ میانوالی بڑا بارانی ضلع ہے اور لوگ بیچارے کافی محنتی ہیں پانی کی سخت قلت ہے اگر بارانی لینڈز lands کی ڈیویلپمنٹس کے لئے یہ روپیہ ہے مثلاً کہیں سے پانی لانا ، کسی نہر یا کوئی اور پروگرام ہے تو اس کے لئے میں عرض کروں گا کہ میانوالی کا کافی حصہ رکھنا چاہیئے ۔

اب میں جناب ڈائریکٹ ......

مسٹر میکر : تو کیا ابھی تک آپ ان ۔ ڈائریکٹ ہی تھے ۔

(قہقہہ)

کرنل محمد اسلم خان نیازی : تو جناب والا ! گزارش یہ ہے کہ میرے پاس کروڑوں روپے بلکہ شاید اس پر اربوں روپے لگیں ۔ جناح بیراج کالا باغ کے مقام پر موجود ہے جس میں سے تھل کی نہر تھل پروجیکٹ نکلتی ہے جو مظفر گڑھ تک جاتی ہے اور شرقی کنارے سے آ رہی ہے ۔ میرا علاقہ غربی کنارے پر ہے جب کروڑوں روپے کا ہیڈ موجود ہے تو جناب والا ! اس سے بڑھ کر اکانومی اور کیا ہوسکتی ہے ۔ کوئی اکانومسٹ میرے ساتھ بات کرے مجھے رد کرے یا میں اس کو رد کرکے دکھاتا ہوں کروڑوں اربوں کا ہیڈ بنا ہوا ہے اور نہر صرف کھودنی ہے اور اگر نہ کھودی جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سخت کمزوری ہے ۔ جناب والا ! اگر ایک ہی نہر کھود دی جائے تو اس سے بیشتر حصہ آباد ہو جائے گا ۔ اس کے علاوہ گزارش ہے کہ کالا باغ سے اوپر تربیلہ کے برابر یا اس سے چھوٹا وہاں بھی ایک ڈیم بن رہا ہے ۔ جناب والا ! اس کا سروے ہو چکا ہے اور صرف سروے کے لئے 20 لاکھ روپے منظور ہوئے ہیں تو وہ بھی کروڑوں اور اربوں کا ڈیم ہوگا ۔ جناب والا ! اس کے بارے میں میری یہ گزارش ہے کہ میانوالی تحصیل کے لئے اگر اس میں سے ایک نہر میانوالی ہائی ٹریکس high tracks ادھر دے دی جائے تو مہربانی ہوگی ۔ وہ ہائی ٹریکس اس لئے بنائے جا رہے ہیں کیونکہ میانوالی کی کم از کم ساڑھے سات سو فٹ سطح سمندر سے بلندی پر ہوگی تو ہمارا ایریا 600 یا 670 فٹ ہوگا تو جناب والا ! by flow پانی مل سکتا ہے ۔

اب جناب میں یہ گزارش کروں گا کہ چشمہ بیراج جو پہلے بن چکا ہے اس کی وجہ سے میرے علاقہ میں جو مواضعات اوپر رہ گئے ہیں وہ جناب والا !

کالا بیم زدہ ہو گئے ہیں وہ اگر گورنمنٹ لے لے اور گورنمنٹ ان کو compensate کرے تو وہ لوگ بچ سکتے ہیں ورنہ وہ بالکل اجڑ جائیں گے ۔

اب جناب والا ! سڑکوں کے متعلق میں عرض کروں کا میرے مہربان ملہی صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ۔ انہوں نے جناب پہلے مہربانی فرمائی ہے ہمارے ہاں کا دورہ کیا تھا اور اب ہماری اس سڑک کی حالت بہت اچھی اور درست ہو رہی ہے اور ابھی بھی بن رہی ہے تو جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ عیسیٰ خیل سے چشمہ دس میل کی سڑک ہے چشمہ پر تو کروڑوں روپے کا پل بنا ہوا ہے اور ہیڈ بھی بنا ہوا ہے تو جناب والا ! وہ صرف دس میل کی سڑک ہے نصف فرنٹیئر میں ہے اور نصف پنجاب میں ہے فرنٹیئر سے بھی گفتگو ہو چکی ہے ۔ میں نے جناب وزیر اعظم صاحب کی خدمت میں عرض کی تھی انہوں نے مہربانی فرما کر میری درخواست گورنر فرنٹیئر کو بھیجی ہے ۔ امید ہے کہ اس کے متعلق کچھ ہو جائے گا۔ کیونکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کی وساطت سے یہ چیز بھی نوٹ کی جانی چاہیے ۔ جناب ہمیں 45 میل for سرگودھا اور ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز ۔ for لاہور یا ملتان ۔ مظفر گڑھ وغیرہ کے سفر میں بہت ہوتی ہے ۔ اب جناب والا ! فلیٹ ریٹ flat rate کے متعلق میں نے عرض کرنی ہے وہ جناب یونٹیں ہو رکھنا چاہئے جن کی زمین کمزور ہے وہ تو فلیٹ ریٹ کی وجہ سے مر جائے گا اور جن کی زمین لائق ہے ان کے تو مزے ہو جائیں گے ۔ تو جناب والا ! اس سلسلہ میں میری یہ گزارش ہے کہ جن کی زمین نالائق ہے اور کمزور ہے ان کے اوپر کم ریٹ لگنا چاہئے ۔

جناب والا ! کھاد کے متعلق گزارش ہے ۔ مل والے سوا پانچ یا ساڑھے پانچ روپے من کھاد ہم سے لے رہے ہیں ۔ اس کا رس اور چینی نکال کر جو پھک نکلتی ہے مل والے اس کو نو روپے بیچتے ہیں تو جناب والا ! میں یہ گزارش کروں گا کہ کاشت کار غریب کو مد نظر رکھ لیں ہمیں نہ دیں غریب کاشت کار کو تو دیں ان کو کم از کم آٹھ روپے من دیا جانا چاہیئے ۔

مسٹر سپیکر : خان محمد ارشد خان ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : جناب والا ! مونجی کے بارے میں کئی صاحبان نے عرض کیا ہے کہ مونجی کی قیمت بڑھائی جائے ۔ ۔ ۔

خان محمد ارشد خان : جناب والا ! میرا نام دوبارہ پکارا جائے تاکہ کرنل صاحب کو پتا چل جائے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی: جناب والا ! بس میری یہ آخری عرض ہے کہ ہمارے ہاں ایک تھانیدار نے زیادتی کی اس نے ایک لڑکی کو ننگا کرکے تھانہ میں پیٹا اور ہم لوگوں نے بڑا جلوس نکالا اور بڑا احتجاج کیا تمام شہریوں نے تمام walks of life کے لوگ جتنے شہری تھے یا کاشت کار تھے مزدور طبقہ سے تھے یا طالب علم تھے ۔ جناب والا ! ان سب نے جلوس نکالا ۔ یہ واقعہ اپریل کے شروع کا ہے مگر آج تک اس بدکار تھانیدار کا چالان نہیں ہوا ۔ سمجھ نہیں آئی کہ وہ اس غریب کو ننگا کرکے اس کو گرا کر اس پر بیٹھ گیا ۔ تو جناب والا ! یہ وہ حکم فرعونیت جتلا رہا تھا وہ چینگیزی ثابت کر رہا تھا اور وہ بالکل بے گناہ ہے ۔ اس سلسلہ میں ہمارے شہریوں کی انجمن کے ممبر پیر شیش دین شاہ صاحب اور وہاں کے شمشاد علی شاہ صاحب نے اس تھانیدار کو کیفر کردار تک پہنچانے کی کوشش کی ہے مگر جناب والا ! ابھی تک یہ کیس نہیں چلا تو جناب والا ! میں یہی عرض کروں گا کہ مہربانی کرکے اس کا پورا چالان کیا جائے ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر: سید فدا حسین ۔ (فاضل ممبران ایوان میں موجود نہیں تھے) مسٹر طاہر احمد شاہ ۔ (فاضل ممبر ایوان میں موجود نہیں تھے) خان محمد ارشد خان ۔

خان محمد ارشد خان: جناب سپیکر ! 76-1975ء کا میزانیہ پیش ہو چکا ہے سب سے پہلے تو میں قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کو اس بات پر مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے پنجاب کو آبادی کے لحاظ سے ترقیاتی پروگراموں کے لئے فنڈز عطا فرمائے اس کے بعد وزیر خزانہ جناب محمد حنیف رامے صاحب کو بھی ایک ترقیاتی بجٹ پیش کرنے پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اس کے بعد جناب والا ! میں عرض کروں گا کہ ہم کل سے یہاں تقریریں سن رہے ہیں ۔ کوئی مشرق کی بات کرتا ہے ۔ کوئی مغرب کی بات کرتا ہے ۔ اصل بات کوئی نہیں کرتا ۔ جناب والا ! پاکستان اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا تھا اور اسلام کے نام پر ہی ہمارے بھوں اور ہماری بہنوں اور بوڑھوں نے قربانی دی تھی اور یہ ملک اس لئے ہی بنا تھا کہ اسلام کا نظام ہو گا ۔ اسلامی تعلیم ہوگی ۔ اس لئے جناب والا ! کوئی آدمی یہاں یہ تاثر دینے کی کوشش کرے گا کہ پاکستان کی مانگ کو سرخی سے

بھرا جائے گا - جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ پاکستان کی مالک کو قرآن حکیم کی روشنی سے منور کیا جائے گا - اور اس کے بعد جناب سپیکر قائد حزب اختلاف جس دن تقریر فرما رہے تھے - تو انہوں نے جمہوریت کی بات کی تھی اور کوشش کی تھی کہ پاکستان میں یہ تاثر دیا جائے کہ شائد قائد حزب اختلاف جمہوریت کے بڑے علمبردار ہیں - جناب میں ان کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ جب قائد ملت جناب لیاقت علی خان کی موت واقع ہوئی تو اس کے بعد جمہوریت کی بیڑی ٹھپ ہو گئی - اور آمریت کا دور دورہ شروع ہو گیا اور پھر جناب والا! اس کے بعد ایوب خان اور یحیوٰ خان کی آمریت مسلط ہو گئی - جناب والا! میں ان کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ جب میکلوڈ روڈ پر ایک معمر سیاست دان کی غنڈوں کے ذریعے بے عزتی کی گئی ، صرف جمہوریت کو دبانے کے لئے کیا گیا - میں پوچھتا ہوں اس دن قائد حزب اختلاف کہاں تھے اور پھر اسی ایوان کے ایک معزز رکن کی زبان گولیوں سے بند کر دی گئی - جس نے جمہوریت کا نعرہ لگایا تھا - اس دن قائد حزب اختلاف کہاں تھے اور پھر جب ایک قابل احترام صحافی جن کی قلم جمہوریت کے لئے چلتی تھی - جب ان لوگوں کو نشانہ بنا دیا گیا اس وقت حزب اختلاف والے کہاں تھے ؟ جناب سپیکر! طلباء کے سروں پر اس مال روڈ پر آمریت کے زمانہ میں ڈنڈے پڑے تھے - اس وقت اپوزیشن کہاں تھی ؟ جناب سپیکر! اس وقت ہمارے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے یہ تحریک شروع کی اور اس ملک میں جمہوریت قائم کی گئی اور جمہوری ادارے آج باقاعدگی کے ساتھ کام کر رہے ہیں - میں پوچھتا ہوں کہ اس وقت اپوزیشن کہاں ہے - ہم جمہوری اداروں کو چلا رہے ہیں اور ہمارے اپوزیشن کے دوست باہر تشریف فرما ہیں - جناب والا! ان کو جمہوریت کا اتنا ہی خیال ہے تو آئیں اور ہاؤس میں آ کر بیٹھیں اور یہاں نکتہ چینی کریں -

جناب والا! یہ تو جمہوریت کی بات تھی اس میں اپنی پنجاب گورنمنٹ کی خدمت میں آپ کی وساطت سے عرض کرتا ہوں کہ کوئی مشرق کی بات کرتا اور کوئی مغرب کی بات کرتا ہے - مگر منشور کی بات کوئی نہیں کرتا - غریبوں کی بات کوئی نہیں کرتا - پھٹے پرانے کپڑے والوں کی بات کوئی نہیں کرتا - مزدوروں اور کسانوں کی بات کوئی نہیں کرتا جو اس وقت بھی نوکر شاہی کا شکار ہو رہے ہیں - جن پر اب بھی ظلم و تشدد

ہو رہا ہے۔ ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ جناب والا ! ایسے ایسے کیسز موجود ہیں۔ سرمایہ داروں نے ان لوگوں کو نکال دیا ہے۔ جنہوں نے آمریت کے زمانہ میں ہمارا ساتھ دیا تھا۔ ان کسانوں کو بے دخل کر دیا گیا جنہوں نے ہمارا ساتھ دیا۔ اب ان کے پاس جناب والا ! اتنا پیسہ بھی نہیں ہے کہ وہ مقدمہ لڑ سکیں۔ جناب والا ! وہ لوگ کوڑی کوڑی کے محتاج ہو چکے ہیں۔ جناب والا ! ہمیں ان کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ جناب والا ! چوریاں ہو رہی ہیں، یہ ٹھیک ہے کہ چوریاں آمریت کے دور میں بھی ہوتی تھیں، مگر جناب والا ! اگر ہم بھی انہیں کی طرح کرتے رہے تو پھر ان میں اور ہم میں کوئی فرق نہیں رہ جائے گا۔ ہم نے تو عوام سے وعدہ کیا تھا کہ ہم اس نظام کو بدل کر رکھ دیں گے ہم استحصال سے پاک معاشرہ قائم کریں گے۔ جناب والا ! اب تو ہماری حکومت ہے ہمیں اپنے منشور پر عمل کرنا چاہئے اور اگر اس میں کوئی رکاوٹ بنتا ہے تو پارٹی ورکروں کے ذریعہ سے ایم۔ پی۔ اے کے ذریعہ سے اس پر کنٹرول کرنا چاہئے۔ جناب والا ! میرے فاضل دوست جو ساہیوال سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے یہاں قتل کا ذکر کیا تھا۔ جناب والا ! ہمیں خود بھی اس کا نہایت افسوس ہوا ہے۔ یہ قتل واقعی بڑا درد ناک قتل تھا۔ مقتول جناب ہمارے اس ہاؤس کے سابق رکن بھی تھے۔ تاہم جناب والا ! ہماری پولیس نے اس کی تحقیقات میں بڑا مثالی کام کیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آئندہ بھی اگر کوئی اس قسم کا واقعہ ہو تو اس قسم کی مثالی تحقیقات ہونی چاہئے۔ اس دفعہ تمام ایڈمنسٹریشن نے بڑا اچھا کام کیا ہے تمام تر توجہ انہوں نے یہاں مرکوز کر دی تھی۔ یہ آئندہ کے لئے ایک اچھی مثال بن گئی ہے۔ اسی طرح سے جناب والا ! اگر کوئی غریب آدمی بھی ہو تو اس کے ساتھ بھی پورا انصاف کیا جانا چاہئے۔ کیونکہ جب غریب آدمی قتل ہوتا ہے تو اس کا بھی سرخ خون بہتا ہے اور جب کبھی امیر آدمی قتل ہوتا ہے اس کا بھی خون سرخ ہوتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہوتا ہے کہ جب غریب آدمی قتل ہوتا ہے تو اس کے پھٹے پرانے کپڑے خون میں بھیگتے ہیں اور جب کبھی امیر آدمی قتل ہوتا ہے تو اس کے ریشمی کپڑے خون آلود ہوتے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ تحقیقات اعلیٰ درجہ کی ہوئی ہے۔ آئندہ بھی اس پر عمل ہونا چاہئے۔ تاکہ ہم بھی باہر جا کر کہہ سکیں کہ ہماری پارٹی لوگوں کو انصاف

فراہم کر رہی ہے ۔ ہمارے سینئر منسٹر صاحب یہاں موجود ہیں اور چیف منسٹر صاحب یہاں تشریف نہیں رکھتے ۔ میں یہ گزارش کروں گا آپ کی وساطت سے کہ ہماری ان عرضداشت پر عمل کیا جائے ۔ جناب والا ! میرے سامنے ایسے ایسے واقعات بھی ہیں کہ گناہ گار لوگ جنہوں نے قتل کئے ہوئے ہیں ۔ وہ تو بری ہو گئے اور جو بے گناہ لوگ تھے ان کو سزائیں ہو گئیں ۔ جناب والا ! یہ تو تھیں میری معروضات جو میں نے عرض کر دیں ۔ جناب والا ! یہاں پر کارکنوں کی اور وزراء کی بھی بات ہوئی ، میری یہ گزارش ہے کہ تمام غریب لوگوں کے کام وزراء صاحبان کو کرنے چاہئیں ۔ جناب والا ! میں یہ بھی نہیں کہتا کہ یہاں پر جو لیجسلیشن ہوئی ہے ۔ وہ عین آئین کے مطابق ہوئی ہے یا ہماری حکمت عملی عین منشور کے مطابق ہوئی ہے ۔ لیکن جناب والا ! جب یہ قانون سازی ہو جاتی ہے تو پھر یہ ایک ایسے طبقہ کو دی جاتی ہے جو نوکر شاہی ہے وہ اس پر عمل درآمد اپنی مرضی سے کرتے ہیں ۔ میں نے خود اپنے وزراء صاحبان کے آرڈروں کو disobey ہوتے دیکھا ہے ۔ جناب والا! اس کا محاسبہ ہمیں کرنا چاہئے ۔ جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے اس ایوان میں یہ گزارش کروں گا کہ انتقال پوری طرح نہیں مل رہا ان کا ازالہ کرنا چاہئے ۔ کیونکہ یہ ہمارا کام ہے ۔ جناب والا ! جب 5 مرلہ سکیم کا اعلان ہوا ۔ تو عوام میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی ۔ ہماری پارٹی کا یہ منشور تھا او جب اس کا اعلان ہوا ۔ تو ہمیں بہت خوشی ہوئی ۔ لیکن جب اس کو چلایا گیا ۔ وہاں پر نقشے وغیرہ بن گئے ۔ دستخط وغیرہ ہو گئے اور جب عملی طور پر وہاں پر نشاندہی کرنے کا کام آیا ۔ تو جناب والا ! نوکر شاہی نے زمینداروں سے مل کر ان کو کہا کہ یہاں پر کاشت کر لو ۔ جناب والا ! گورنمنٹ کی زمین ۔ آپ کی کالونی لینڈ قائد عوام نے اپنے ووٹرز کو اور غربا کو دینی ہے ۔ لیکن نوکر شاہی نے کہا کہ یہاں کاشت کر لو ۔ جناب والا ! میں آج بھی واضح طور پر ان کی کاشتہ کی گئی جگہوں کی مثال دے سکتا ہوں ۔ اس سے ان کے دو مقاصد تھے ۔ ایک تو یہ کہ اگر غربا اٹھ کر لڑ پڑے تو اس سے سر پھٹیں گے ۔ امن عامہ ہی گڑ بڑ ہوگی ۔ تب بھی گورنمنٹ کی بدنامی ہوگی اور ان کو 5 مرلے کے پلاٹ نہ ملے تب بھی گورنمنٹ کی بدنامی ہو گی ۔ جناب سپیکر ! میں آپ کی وساطت سے اپنے قابل احترام وزیر اعلیٰ سے کہتا ہوں ۔ بلکہ ہر روز التجا کرتا ہوں

کہ وہ اس پر بھی جلد از جلد عمل درآمد کریں ۔ جناب سپیکر! حسب معمول ہم ہر سال اپنے مطالبات پیش کرتے ہیں ۔ آپ بھی ہمیں وقت عنایت کرتے ہیں ۔ یہاں ہم چیخ و پکار کر کے چلے جاتے ہیں اور پھر ہم سال بھر یہ دیکھتے رہتے ہیں کہ کب ہماری باری آتی ہے ۔ لیکن جناب والا! کرنل صاحب کی تو باری آ گئی ہے اور انہوں نے تو آپ کا شکریہ بھی ادا کر دیا ہے ۔ کچھ نہ کچھ ان کا ہو گیا ہے ۔ لیکن ہم ساہیوال والے ویسے کے ویسے رہ گئے ہیں ۔ جناب سپیکر! جب قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو ساہیوال تشریف لے گئے ۔ انہوں نے بڑی شفقت اور مہربانی سے ایک ٹیکسٹائل مل ہمیں عنایت فرمائی تھی اور انہوں نے جلسہ عام میں یہ اعلان فرمایا تھا کہ ہڑپہ کے مقام پر ایک ٹیکسٹائل مل لگائی جائے گی ۔ لیکن خدا جانے کہ اس ٹیکسٹائل مل کو کیا ہوا ۔ آج تک ہم دیکھ رہے ہیں کہ کوئی اینٹ لگے ۔ کوئی بنیاد رکھی جائے ۔ لیکن آج تک ہمیں کوئی علم نہیں ہے کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہے ۔ پھر ہم نے مطالبہ کیا ہے کہ ٹھیک ہے ہمیں شوگر مل دے دی جائے ۔ تو یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ جناب یہ تو کاٹن ایریا ہے ۔ اس لئے آپ کو شوگر مل نہیں ملے گی ۔ آخر ہمیں جناب والا! کچھ نہ کچھ عنایات کریں ۔ اگر شوگر مل نہیں تو کم از کم ٹیکسٹائل مل ہی دے دیں ۔ جس کا قائد عوام نے جلسہ عام میں اعلان کیا تھا اور وعدہ کیا تھا ۔

وزیر خزانہ : اس کے لئے جناب والا! جگہ کا انتخاب کر لیا گیا ہے ۔

خان محمد ارشد خان : بڑی مہربانی جناب والا! ہم یہاں پر کہلوانا چاہتے تھے ۔

مسٹر سپیکر : کرنل صاحب تو لاکھوں میں ٹرخا دیئے گئے اور آپ کروڑوں روپیہ لے کر بھی شکریہ ادا نہیں کرتے ہیں ۔

خان محمد ارشد خان : جناب والا! دوسری ایک اہم بات جو کہ میں نے گزشتہ سال کی تھی اور جسے میرے صحافی بھائیوں نے بھی کافی اہمیت دی تھی ۔ کہ اس پنجاب میں ۔ اسی پنجاب کے ضلع ساہیوال میں ایک تاریخی مقام موجود ہے ۔ اس کا نام ہے ہڑپہ جس کی شہرت اور جس کی اہمیت اتنی زیادہ ہے کہ بیرونی ممالک سے لوگ کھنچ کھنچ کر وہاں تشریف لے آتے ہیں ۔ وہ جب وہاں پر آتے ہیں ۔ تو وہاں پر کچھ بھی موجود نہیں ہوتا ۔ نہ تو وہاں پر کوئی ریسٹ ہاؤس ہے نہ کینٹین ہے ۔ نہ کوئی ہسپتال ہے ۔

نہ کوئی دیگر انتظام ہے ۔ میں نے پچھلے سال بھی کہا تھا کہ ٹھیک ہے کہ اس کو موہنجوداڑو یا دوسرے مقامات کی طرح ڈویلپمنٹ نہیں کر سکتے ہیں تو کم از کم حکومت پنجاب ہی دو تین لاکھ روپیہ مختص کر دے ۔ تا کہ جو کچھ کھدائی ہو چکی ہے اور جو قیمتی چیزیں وہاں پڑیں ہیں ۔ وہ ضائع ہونے والی ہیں ۔ ان کو سیم اور تھور کھائے جا رہا ہے ۔ اس کو بچائیں ۔ وہ آپ کا اثاثہ ہے ۔ اگر آپ اسے ڈیویلپ کر لیں گے ۔ تو آپ اس سے زرمبادلہ کما سکتے ہیں ۔ پچھلے سال جناب وزیر اعلیٰ صاحب نے بڑی مہربانی سے ٹورزم کے ایک ڈائریکٹر کو ٹیلی فون کئے تھے ۔ ان کی میٹنگ ہوئی تھی ۔ پھر انہوں نے وعدہ بھی کیا تھا ۔ کہ ٹھیک ہے ۔ یہاں پر ہسپتال بنے گا ۔ سب کچھ بنے گا ۔ جناب والا ! ہم سال بھر دیکھتے رہے ۔ آج تک اس کی ایک اینٹ بھی نہ لگی ۔ جناب سپیکر ایک بیرونی وفد آسٹریلیا سے یہاں آیا ۔ وہاں کا ایک آدمی سخت بیمار پڑ گیا ۔ جناب والا ! وہاں پر ڈسٹرکٹ کونسل کی رورل ڈسپنسری ہے ۔ جہاں پر ایک ڈسپنسر رہتا ہے ۔ جب انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر کو بلاؤ ۔ تو ان لوگوں نے کہا کہ یہاں ڈاکٹر واکٹر نہیں ہوتا ۔ ایک ارشد لودھی ہیں ۔ ایم پی اے ۔ انہوں نے کہا کہ ان کو بلاؤ ۔ جب میں وہاں آیا تو انہوں نے کہا کہ یہ عجیب بات ہے ۔ ہم کتنی دور سے آئے ہیں ۔ آپ پنجاب اسمبلی کے ممبر بھی ہیں ۔ اور لیجسلیٹر ہیں ۔ اور یہاں پر ڈاکٹر نہیں ہے ۔ تو جناب والا ! میں خدا کے لئے یہ التجا کرتا ہوں کہ وہ پنجاب کا ایک حصہ ہے ۔ اگر کسی اور جگہ سے پیسے نہیں ملتے ہیں ۔ تو ہماری پنجاب گورنمنٹ تو کر سکتی ہے ۔ دوسرا جناب والا ! میرے حلقہ نیابت میں چیچہ وطنی شہر ہے ۔ میں نے ڈاکٹر صاحب سے متعدد بار ذکر کیا ہے ۔ کہ وہاں پر 45000 کی آبادی ہے ۔ اس شہر کو یہ شرف حاصل ہے ۔ کہ یہاں قائد عوام کئی دفعہ تشریف لائے ہیں ۔ اور بھی کئی لیڈران وہاں پر آتے رہے ہیں ۔ وہ ایک سیاسی شہر ہے ۔ وہاں پر ایک گرلز کالج ہے ۔ جو کہ ایک کریسنٹ گھی مل اور شہریوں کی وساطت سے چل رہا ہے ۔ انہوں نے زمین بھی لے لی ہے ۔ بلڈنگ بھی بنائی ہے اور انہوں نے اسے ڈگری تک چلانا شروع کر دیا ہے ۔ جناب والا ! وہاں پر اساتذہ بھی موجود ہیں بچیاں بھی موجود ہیں ۔ اس کے تمام دیگر اخراجات گھی ملز والے اٹھاتے تھے ۔ لیکن جب سے وہ نیشنلائز ہو گیا ہے ۔ اس کالج کا تمام خرچہ بند ہو گیا ہے ۔

تو ان ڈیمانڈز میں ایک یہ ڈیمانڈ بھی رکھوائی گئی تھی - وزیر تعلیم اور وزیر اعلیٰ صاحبان نے ایک میٹنگ بھی کرائی - جس کے نتیجہ میں ہمیں یہ بتایا گیا کہ کیوں کہ یہ کالج رجسٹرڈ نہیں تھا - اس لئے یہ کالج نیشنلائز نہیں ہو سکتا ہے - بہر حال امید ہے کہ انہوں نے امید دلائی کہ ہم قائد عوام کے وعدہ کے مطابق ایک کالج آپ کو دے دیں گے - جناب والا ! جب میں وہاں اپنے حلقہ نیابت میں جاتا ہوں - تو وہ 45000 آدمی میرا گھیراؤ کرتے ہیں - میں متعدد بار ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں بھی حاضر ہوا ہوں - وہ ہمارے ساتھ وزیر اعلیٰ کے کمرے تک تشریف لے گئے - لیکن وہ چونکہ مصروف تھے - انہوں نے ہمیں ٹائم نہ دیا - اور وہاں تک ہماری رسائی نہ ہو سکی - لہذا میں آپ کی وساطت سے اور ان شہریوں کی طرف سے یہ اپیل کرتا ہوں - کہ خدارا وہاں کے لئے گرلز کالج دے دیں - وہاں بلڈنگ موجود ہے - اساتذہ بھی ہیں - لڑکیاں بھی موجود ہیں - سب کچھ موجود ہے - آپ کے صرف ہونٹ ہی ہلنے ہیں - ان کا کام بن جائے گا - جناب والا ! ہمیں جناب چیف منسٹر صاحب نے بڑی مہربانی سے انجینئرنگ کالج دے دیا ہے اور اب آپ بھی کسی دوسری جگہ شفٹ کرنے کا پروگرام ہے - میری تمام ساہیوال کے عوام کی طرف سے دست بستہ التجا ہے کہ یہ کالج یہیں رہنے دیا جائے اور نئی جگہ ایک اور کھول دیا جائے تو کیا فرق پڑے گا -

مسٹر سپیکر : سید فدا حسین شاہ -

خان محمد ارشد خان : جناب سپیکر ! میں آخر میں یہ عرض کروں گا کہ میں آپ کا بڑا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا -

مسٹر سپیکر : میں تو کئی دن سے کوشش کر رہا تھا کہ آپ کو وقت مل جائے - کیونکہ آپ اتنی باقاعدگی سے یہاں موجود ہوتے ہیں - سید فدا حسین شاہ صاحب کے بعد سید طاہر احمد شاہ ہیں - پھر میاں غلام فرید چشتی ہیں اور پھر کلیم اللہ صاحب ہیں -

سید فدا حسین : جناب والا! اس کا مطلب ہے کہ سیشن شام تک چلے گا ؟

مسٹر سپیکر : نہیں - بس آپ تین بجے سے پہلے تقریر ختم کریں اور وہ دونوں معزز اراکین ساڑھے تین بجے تک ختم کر دیں گے -

سید فدا حسین : بہتر جناب -

مسٹر سپیکر : یعنی آج رات تک بیٹھنا پڑے گا ۔ یا کل رات تک بیٹھنا پڑے گا ۔

رائے سخاوت علی خان : جناب والا ! شام کو سیشن کر لائیں ۔

مسٹر سپیکر : جی اب شام کہاں ۔ اب تو شام ہونے والی ہے ۔

E **سید فدا حسین :** جناب سپیکر ! ہم جناب چیف منسٹر صاحب کو 1975-76ء کا میزانیہ پیش کرنے پر مبارک باد پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے مختلف علاقوں اور مختلف مسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے فنڈز کی صحیح تقسیم کی ۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں گلہ ضرور کروں گا کہ میری تحصیل حافظ آباد جو کہ چاول پیدا کرنے والی تحصیل ہے جس سے کئی ارب زرمبادلہ کمایا جاتا ہے اسے کچھ نہیں دیا گیا ۔ ہمیں صرف 30 لاکھ روپیہ دیا گیا ہے اور وہ بھی گوجرانوالہ کی تحصیل کو اور ہماری تحصیل کے لئے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی ۔ وہاں فیکٹری بن رہی ہے جس کو **rice husking plant** کہتے ہیں اور اس فیکٹری کے متعلق وہاں کے تمام تاجران کا یہ خیال ہے کہ گورنمنٹ وہ ایک سفید ہاتھی بنا رہی ہے ۔ اس کی اسٹیبلشمنٹ اتنی زیادہ ہے اور اس پر اخراجات اتنے زیادہ ہیں کہ وہ فیکٹری گھاٹے میں جائے گی ۔ اس کے ساتھ ساتھ میں عرض کروں گا کہ ہمارے علاقے کے لوگوں کی بڑی مدت سے یہ خواہش رہی ہے کہ حافظ آباد کو شیخوپورہ سے ملا دیا جائے ۔ لیکن آج تک وہ ہماری خواہش پوری نہیں ہو سکی ۔ جناب والا ! لڑکیوں کے لئے ساری حافظ آباد تحصیل میں صرف ایک سکول ہے ۔ عمارت اتنی کم ہے کہ وہاں لڑکیاں بیٹھ بھی نہیں سکتیں ۔ کچھ دھوپ میں بیٹھتی ہیں اور کئی کو داخلہ ہی نہیں ملتا لہذا اس کا کوئی سد باب کیا جائے ۔ E

جناب والا ! اس کے بعد میں گزارش کروں گا کہ اس اسمبلی میں بجٹ پر بحث کے دوران ایک ایسی رو چل ہے کہ جس میں اسلام اور سوشلزم کو آپس میں ٹکرانے کی کوشش کی گئی ہے ۔ جناب سپیکر ! پچھلے تین بجٹوں میں یہ بحث حزب اختلاف کی طرف سے چلی تھی کہ اس ملک میں ہم سوشلزم نہیں آنے دیں گے ۔ لیکن اس دفعہ بد قسمتی سے ہماری پارٹی میں ہی یہ بحث چل نکلی ۔ اس سلسلہ میں جناب گزارش یہ ہے کہ پاکستان معرض وجود میں آیا تھا تو یہ ایک صحیح اور خالصتاً اسلامی اور معاشرتی تحریک تھی ۔ معاشرتی

تحریک اس طرح تھی کہ ہندو سرمایہ دار یہاں کے مسلمانوں کو بری طرح لوٹ رہے تھے اور جناب قائد اعظم محمد علی جناح رح نے مسلمانوں کی دکھتی ہوئی رگ پر ہاتھ رکھا اور اس تحریک کو آگے بڑھایا یہ تحریک بڑھی ، پھلی پھولی اور پاکستان معرض وجود میں آیا ۔ اس کے ساتھ جناب قائد اعظم محمد علی جناح رح کی ولولہ خیز قیادت اور اس کے ساتھ ان کی فراست نے بھی اپنا لوہا منوایا اور یہ پاک خطہ ہمیں نصیب ہوا ۔ پاکستان چونکہ مسلم لیگ کی بدولت معرض وجود آیا تھا اور جناب قائد اعظم رحمت اللہ علیہ کے بار بار ارشادات ہیں کہ میری جیب میں کھوٹے سکے ہیں ۔ کون تھے وہ لوگ ؟ وہ تھے جاگیردار ، سرمایہ دار ۔ یہ لوگ اکٹھے ہو چکے تھے اور اگر جناب قائد اعظم رح کو یہ پتہ ہوتا کہ اس ملک کے غریب عوام پر بھی ظلم رسم کا یہی ستم ہوگا جو انگریز اور ہندو کرتا ہے تو قائد اعظم رح کبھی بھی پاکستان نہ مانگتے اور نہ بناتے ۔ انہوں نے چٹاگانگ کے میدان میں اور بمبئی میں بار بار کہا کہ میرے ملک کی معیشت اسلامک سوشلزم ہوگی ۔ خان لیاقت علی خان نے یونیورسٹی گراؤنڈ میں فرمایا کہ میرے ملک کی معیشت اسلامک سوشلزم ہوگی ۔ محترم مادرملت نے 1964ء کے الیکشن میں اپنے منشور میں کہا کہ ہماری معیشت اسلامی سوشلزم ہے ۔ اسی طرح سے 1970ء کے آغاز میں جس وقت ہم الیکشن لڑ رہے تھے ہماری پارٹی نے سوشلزم کو defend کیا اور آج وہی پارٹی ہے جو سوشلزم کو کنڈم کر رہی ہے ۔ سوشلزم کیا ہے ؟ سوشلزم یہی ہے کہ عوام کو بنیادی حقوق دیئے جائیں ۔ حقوق کیا ہیں ؟ وہ یہ کہ ان کو روٹی دی جائے ۔ ان کو کپڑا دیا جائے ۔ ان کو مکان دیا جائے ۔ ان کو علاج دیا جائے ۔ ان کو تمام بنیادی سہولتیں دی جائیں ۔ اس کا نام سوشلزم ہے اور یہ لڑائی اسی لئے چل پڑی ہے ۔ سوشلزم کی مخالفت کون سے لوگ کر رہے ہیں ۔ یہ مخالفت آج نہیں ہو رہی ۔ بلکہ 1967ء میں ہوئی تھی ۔ 1968ء میں یہ مخالفت ہوئی تھی اور 1970ء کے بعد آج تک یہ مخالفت چل رہی ہے ۔ جاگیر دار اس کی مخالفت کر رہے ہیں ۔ سرمایہ دار اس کی مخالفت کر رہے ہیں اور ان کے ایجنٹ اس کی مخالفت کر رہے ہیں ۔ uncle sam اس کی مخالفت کر رہے ہیں ۔ سامراج کا مطلب کیا ؟ لینن سے پہلے سامراج کا یہ مطلب لیا جاتا تھا کہ کسی کے علاقے کو بزور الحاق کر لیا جائے ۔ جبر و تشدد اور لوٹ کھسوٹ کی جائے ۔ لینن نے کہا ۔ نہیں ۔ جبر و تشدد کی بنا حکومت اپنے

عوام پر جبر و تشدد کے ذریعے حکومت کرتی ہے ۔ اس کو سامراج کہتے ہیں ۔ سرمایہ دار اس ملک میں بھی سامراج کی حکومت کو چلانا چاہتے ہیں ۔ status quo قائم کرنا چاہتے ہیں ۔ لیکن یہاں اب زمانہ بدل چکا ہے اور جس سماج میں ہم رہ رہے ہے ۔ اس کو زبردست کا گھونسہ اور اس کو کسی پادری کا وعظ یا ملاں کا وعظ بالکل نہیں روک سکتا ۔ یہ بدلنے والا ہے اور ضرور بدلے گا اور اس کے ساتھ ساتھ میں عرض کروں کہ آج سے ایک سو دس سال پہلے امریکہ کے نائب صدر مسٹر ویگ نے کہا تھا کہ غلامی کا دور ختم ہو چکا ہے ۔ اب او جاگیر دار اور سرمایہ دار طبقہ تم ہوش کرو ۔ دوسری زد جاگیر داروں پر زمینداروں پر اور دولت مندوں پر پڑنے والی ہے ۔ یہ ایک متحرک سماج ہے ۔ سرمایہ داری نظام کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ محنت کرنے والے کو اس کی ملکیت سے علیحدہ کر دیا جائے اور سرمایہ دار اس کی محنت پر بیٹھ جائے اور خود کہے کہ میں مالک ہوں ۔ اب جو باری آنے والی ہے ۔ جو اس وقت کا سماج ہے ۔ وہ لوگ جو محنت کشوں کو اور مزدوروں کو ان کی محنت سے علیحدہ کر کے خود مالک بن بیٹھے ہیں ۔ یہ خود آج بے دخل ہونے والے ہیں ۔ پاکستان میں جب تک سرمایہ داری اور جاگیر داری کو ختم کر کے آپ یہاں پر صحیح سوشلزم نہیں لائیں گے ۔ اس وقت تک ملک کی بقا خطرے میں ہے ۔ سوشلزم کیا ہے ؟ ہم نے بار بار کہا ہے کہ غریب عوام کو ان کے حقوق واپس کرو ۔ کہیں پر صوبائیت پیدا ہو رہی ہے ۔ کہیں پر قومیت پیدا ہو رہی ہے ۔ ہم صوبائیت اور قومیت کو ایک حد تک مانتے ہیں ۔ کہاں تک ؟ کہ کسی کے حقوق ۔ کسی اقلیت کے حقوق اس لئے نہ دبائے جائیں کہ اکثریت اس پر ظلم کرے ۔ قومیت پر بھی صرف یہی اصول ہے کہ کسی قوم کو اقلیت سمجھ کر اس لئے نہ دبایا جائے کہ وہ اقلیت ہے ۔ لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ تمام قومیں امن کی زندگی بسر کریں ۔ چاروں صوبوں میں یہی ہمارا اصول ہوگا اور اسی اصول ہی کے تحت ہم پاکستان میں صحیح نظام صحیح معاشی نظام اور صحیح حقوق عوام کو دے سکیں گے ۔ باقی رہا یہ کہ ہم بنیادی طور پر مسلمان ہیں ۔ قرآن پاک ہماری کتاب ہے ۔ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نبی ہیں اور ان کی کتابوں سے ہی

ہمیں بار بار سبق ملتا ہے ۔ ایک قصہ میں آپ کو بتاتا ہوں ۔ وہ یہ کہ طبقات قرآن میں موجود ہیں کہ کن لوگوں نے طبقات بنائے ۔ یہ فرعون کا قصہ ہے :
ان فرعون علا فی الارض و جعل ۔ اہلہا شیعا یستضعف طائفۃ منہم یذبح ابناءھم و یستحی نساءھم ۔ انہ کان من المفسدین ۔

یہ ہے قرآن پاک کا قصہ کہ کس نے طبقات بنائے ۔ تاریخ قرآن میں یہ فرعون ہے ۔ جو زمین پر بڑا بن بیٹھا ۔ اس نے طبقات پیدا کئے ۔ ایک طبقے کو اتنا کمزور کر دیا کہ اس کی بیٹی کو زندہ رکھا جاتا اور اس کے بیٹے کو ذبح کر دیا جاتا تھا ۔ بیشک وہ تھا ۔ مفسدین ۔ فساد کرنے والوں میں سے کون تھا ۔ وہ فرعون تھا ۔ فرعون ایک جاگیر دار تھا ۔ جس نے تمام زمینوں پر قبضہ کیا ہوا تھا ۔ جو اس کے قریبی تھے ۔ ان کو ہر قسم کی مراعات دیتا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قبیلے کو ہر قسم کی مراعات سے محروم رکھا گیا ۔ جس وقت طبقات کے درمیان کشمکش ہوئی اور کمزور طبقات متحد ہوگئے اور طاقتور طبقے پر غلبہ حاصل کیا ۔ جس کی مثال ہمارے سامنے ہے ۔ ویٹ نام کی اور کمبوڈیا کی مثال ہمارے سامنے موجود ہے ۔ یہ مثال کیوں دیتے ہیں ۔ یہ مثال اس لئے دیتے ہیں کہ جناب رسول پاک ص نے چودہ سو سال پہلے فرمایا تھا :

اطلب العلم و لوکان بالصین

تم علم حاصل کرو چاہے تمہیں چین جانا پڑے ۔ چین کا ہم اسلحہ لے سکتے ہیں ۔ چین کا ہم ایٹم بم لے سکتے ہیں ۔ چین کا اسلحہ جنگ میں استعمال اس لئے کرتے ہیں کہ اس سے دشمن کو مارنا مقصود ہوتا ہے ۔ لیکن چین کے اعلیٰ اخلاق ہم استعمال نہیں کر سکتے ۔ اسلحہ اس لئے استعمال کرتے ہیں کہ ہمیں دشمن پر چلانے میں لطف آتا ہے ۔ لیکن صحیح نظام کو لاگو کرنے سے گریز اس لئے کرتے ہیں کہ اس سے جاگیر دار اور سرمایہ دار اپنی من مانی کارروائیاں کرنے سے محروم ہو جائیں گے ۔ ہم جانتے ہیں کہ قائد اعظم محمد علی جناح پر کفر کا فتویٰ لگا دیا تھا ۔ کس جماعت نے لگایا تھا ؟ وہ جماعت جو اب جمعیت العلمائے اسلام میں تبدیل ہو چکی ہے ۔ جماعت اسلامی نے فتوے

لگائے کہ یہ کافر اعظم ہے ۔ مجلس احرار نے کہا کہ یہ کافر ہے ۔ اس قوم کا حافظہ اتنا کمزور نہیں ہے کہ ان لوگوں کو بھول جائیں ۔ اگر حافظے کمزور ہوتے ۔ تو 1970ء میں اسلام کے نام پر کامیاب ہوتے ۔ وہ اس لئے کامیاب نہیں ہوئے تھے کہ وہ جانتے تھے کہ یہ لوگ وہی ہیں ۔ جو کانگریس کے پٹھو ہیں ۔ جو انگریز کے پٹھو ہیں ۔ یہ وہی نظام قائم رکھنا چاہتے ہیں ۔ جو انگریز نے قائم کر رکھا ہوا ہے ۔ ہمارے معاشرہ میں بالکل کوئی طبقہ نہیں ہے ۔ یہ طبقات ہندو کے معاشرہ میں ہیں ۔ انگریز کے معاشرہ میں طبقات ہیں ۔ ہمارے معاشرہ میں کسی طبقے کی کوئی اجازت نہیں ہے اور صرف ایک طبقہ ہے ۔ جو مسلمان کا طبقہ ہے اور جو سب آپس میں بھائی بھائی ہیں :

کل مسلم اخوۃ ،

"تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں ۔ یہ مسلمان ایک طرف تو دس دس کھانے کھاتے ہیں ۔ دوسری طرف ایک غریب مسلمان کو ایک ٹکڑا بھی نہیں ملتا یہ کیوں ؟ ایک مسلمان عیاشی کرتا ہے ۔ رات کو ہر قسم کے عیب کرتا ہے اور صبح کو پھر اسلام کا نام لیتا ہے ۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ اسلام کے نام پر اس بازار میں جس بازار میں راتیں جاگتی ہیں اور دن سوتے ہیں ۔ اس سے ان کے بستر باہر پھینکے جاتے ہیں ۔ پھر صبح آ کر کہتے ہیں کہ اسلام خطرے میں ہے ۔ اسلام خطرے میں نہیں ہے ۔ خطرے میں ہیں ان کی کرتوتیں ۔ خطرے میں ہیں ان کی جاگیریں ۔ جائیدادیں اور خطرے میں ہیں ان کی بری عادات اسلام بالکل خطرے میں نہیں ہے ۔ قرآن صاف کہتا ہے :

انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحفظون

ہم نے ہی قرآن نازل کیا اور ہم ہی قرآن کے محافظ ہیں ۔ یہ کون لوگ ہیں ۔ اسلام کے محافظ ؟ قرآن کا محافظ اللہ تعالیٰ ہے ۔ قرآن کی حفاظت اللہ تعالیٰ خود کرتے ہیں اور تا قیامت کرتے رہیں گے ۔ ابد سے ازل تک ۔ اسلام کے معنی ہیں ۔ تسلیم کرنا اور اصولوں کو تسلیم کرنا ۔ اصول ہمیشہ رہے ہیں ۔ اصول ازل سے ابد تک رہیں گے ۔ لہذا ہر موقع پر سچ کہا کرو ۔ چاہے

مدینہ منورہ ہو چاہے ۔ مکہ معظمہ ہو چاہے ۔ پیکنگ ہو چاہے ۔ واشنگٹن ہو سچائی سچائی ہے ۔ سچی بات اچھی ہوتی ہے ۔ دو اور دو چار ہوتے ہیں ۔ آج سے چار ہزار سال پہلے بھی جب سے دنیا آباد ہوئی ۔ اس وقت سے لے کر آج تک دو اور دو چار ہوتے ہیں اور مستقبل میں بھی چار ہی رہیں گے ۔ یہ کہتے ہیں کہ جاگیر دار اور سرمایہ دار اس طبقے کا تحفظ کرتے ہیں ۔ اس لئے کہ یہ جماعت اسلام کے خلاف چل رہی ہے ۔ یہ جماعت اپنی جاگیروں اور مفادات کو بچانے کے لئے اس ملک میں غربت اور اس ملک میں جہالت کو قائم رکھنے کے لئے status quo کو جاری رکھنا چاہتے ہیں ۔ لیکن اس وقت پاکستان کے عوام محنت کش مزدور جو 1970ء سے لے کر آج تک ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں ۔ متحد ہو چکے ہیں ۔ اگلے سال تک جب الیکشن ہوں گے ۔ ان کا اتحاد اور مضبوط ہوگا اور جس طرح ایوب خان 1958ء میں گھٹیا سوانگ سے پاکستان کی مسند پر بیٹھا تھا ۔ آپ سامنے ملاحظہ کر لیں ۔ اسی گھٹیا سوانگ سے ان کو یہاں سے نکالا گیا ۔ اگر یہ لوگ پھر اپنے گھٹیا سوانگ سے بھی کسی طرح گھٹیا حرکت کر کے انہوں نے پاکستان کی مسند کو سنبھالا ۔ تو اس کا عجیب حشر ہوگا ۔ اس لئے محنت کشو ۔ مزدورو ۔ اکٹھے ہو جاؤ اور جاگیرداری اور سرمایہ داری کا طبل بجا کر اس کی موت کا نقارہ بجاؤ ۔ اسلام علیکم ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ۔ اس معزز ایوان میں موجودہ بجٹ کی عام بحث میں حصہ لیتے ہوئے معزز ارکان نے مختلف نظریات کی بات کی ہے ۔ اسلام کی بات کی ہے ۔ سوشلزم ، کیمونزم ، سائنٹیفک سوشلزم پر بات ہوتی رہی ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ تمام نظریات کا ہر شخص کو اپنے عقیدے کے مطابق پرچار کرنے کا حق ہے ۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ ہمارا سب سے بڑا مقصد پاکستان کو قائم و دائم رکھنے میں ہے ۔ اگر پاکستان قائم ہے اور عوام پاکستان قائم ہیں ۔ جن لوگوں کے بھائیوں نے ، بزرگوں نے ، ماؤں نے ، جنہوں نے بیش بہا قربانیاں دی ہیں اور قربانیاں دے کر یہ ملک حاصل کیا تھا ۔ اس ملک کی سب سے زیادہ اہمیت اس بات پر دی جانی چاہئے کہ یہ ملک قائم رہے ۔ اس کے بعد نظام معیشت کے سلسلے میں اس ملک کے عوام کے جو

بھی نظریات ہیں ۔ وہ نظام اس ملک میں قائم ہو کر رہے گا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ عوام اس ملک میں class-less سوسائٹی چاہتے ہیں ۔ عوام اس ملک سے استحصال کو ختم کرنا چاہتے ہیں ۔ اس ملک سے بھوک افلاس ۔ ناداری اور غربت کو مٹانا چاہتے ہیں ۔ وہ چاہتے ہیں کہ اس آزاد خطہ میں ان کو بنیادی حقوق حاصل ہوں ۔ جناب والا ! موجودہ بجٹ میں آئندہ مالی سال کے لئے عوامی حالات کے لئے ترقیاتی بجٹ جس کا میں حکومت پنجاب اور جناب قائد عوام چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو کو صحیح معنوں میں مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔ جنہوں نے موجودہ حکومت پنجاب کو یہ اعزاز بخشا اور یہ اختیارات سونپے کہ انہوں نے موجودہ حالت میں ایک ترقیاتی بجٹ پیش کیا ہے ۔

جناب والا ! اس کے بعد موجودہ بجٹ میں ناہموار زمینوں کو ہموار کر کے قابل کاشت بنانے کے لئے 600 بل ڈوزر درآمد کرنے کی گنجائش رکھی گئی ہے ۔ حضور والا ! اس سے پہلے بھی پاکستان میں بل ڈوزر درآمد ہوتے رہے ہیں اور یہ زمینوں کو ہموار کرنے کے لئے بڑی کارآمد مشینری ہے ۔ مگر جہاں تک میں سمجھتا ہوں اور یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ گزشتہ دور میں جو روسی بل ڈوزر درآمد کئے گئے ۔ وہ اس ملک میں زیادہ کارآمد ثابت نہ ہوئے اور ان کی جتنی زندگی تھی ۔ وہ اس سے قبل ہی شکستہ ہوگئے ۔ اس پر مزید یہ کہ پاکستان میں روسی بل ڈوزروں کے سول ایجنٹ جو ان کے فاضل پرزہ جات مہیا کرنے کے ذمہ دار تھے ۔ انہوں نے صحیح معنوں میں دلچسپی نہ لی اور یہ دیکھا گیا کہ جب روسی ساخت کے بل ڈوزروں کے فاضل پرزہ جات کی درآمد کے سلسلے میں لیٹر آف کریڈٹ کھول دیئے گئے ۔ تو ان لوگوں نے مدت میعاد میں ان کی سپلائی نہ کی ۔ اس طرح سے میں سمجھتا ہوں کہ قوم کا بڑا قیمتی زرمبادلہ ضائع ہوا ۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اگر روسی ساخت کے بل ڈوزروں کی درآمد سے پرہیز کیا جائے تو یہ بہتر ہوگا ۔ اس ملک میں فئیٹ ، کیٹرپلر اور دوسرے بل ڈوزروں کا تجربہ کیا جا چکا ہے ۔ وہ ان بل ڈوزروں سے بہت زیادہ بہتر ہیں ۔ اس کے علاوہ اگر حکومت چاہے اور اگر انتظام ہو سکے ۔ تو جاپان یا چین کے بنے ہوئے بل ڈوزر بھی درآمد کئے

جا سکتے ہیں ۔ تجربہ شاہد ہے کہ یہ ممالک اپنی مشینری کے فاضل پرزہ جات بر وقت مہیا کرنے میں پابندی کا مظاہرہ کرتے رہے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سے قوم کو بہت فائدہ ہوگا ۔ جناب والا ! اس کے علاوہ یہ بات بھی ریکارڈ پر ہے کہ جب پچھلے سال فئیٹ بل ڈوزروں کا آرڈر مقامی ایجنٹ کو دیا گیا ۔ تو انہوں نے نہایت چالاکی سے اس میں ایک شق رکھ دی کہ فاضل پرزہ جات بھی صرف وہی ادارہ دے سکے گا ۔ اس طرح سے اس لائن میں اس فرم کی اجارہ داری قائم ہوگئی ہے ۔ جب وہ اس طرح سے اپنی اجارہ داری قائم کرتے ہیں ۔ تو ان کے باہر کے ملک میں جو پرنسپل ایجنٹ ہیں ۔ وہ ان سے مل کر فاضل پرزوں کی قیمت جو زرمبادلہ میں ہوتی ہے **over-invoicing** کر کے زیادہ وصول کرتے ہیں اور اسی طرح سے بالواسطہ طور پر ہمارے ملک کا زرمبادلہ باہر بھیجنے کا ذریعہ بنتے ہیں ۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے گزارش کروں گا کہ اس بات کا خیال کیا جائے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : غالباً حکومت پنجاب تو بل ڈوزر درآمد نہیں کرتی ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے مرکزی حکومت سے یہ اپیل کروں گا کہ اس بات کا خیال رکھا جائے کہ اس چیز پر اجارہ داری نہیں ہونی چاہئے ۔ کیونکہ یورپین ممالک میں کھلا مقابلہ ہے ۔ وہاں بہت سی فرمیں ہیں ۔ جو فالتو پرزہ جات بناتی ہیں ۔ اس طرح سے ملک کا قیمتی زرمبادلہ ضائع ہونے کا زیادہ امکان نہیں رہے گا ۔ اس کے بعد یہ بات بڑے فخر سے کہی گئی ہے کہ پنجاب میں ہاؤسنگ فلیٹ بنائے جا رہے ہیں اور یہ کہ کئی سو فلیٹ لائل پور ۔ لاہور اور مختلف مقامات پر تھوڑی آمدنی والوں کے لئے بنائے جا رہے ہیں ۔ میری اپنی دانست میں اگر ان ہاؤسنگ فلیٹ کی بجائے اسی روپیہ سے شہروں میں رہائشی قطعات اراضی ڈویلپ کر کے قطعات کی شکل میں بے گھر عوام کو دے دیئے جاتے ۔ تو وہ زیادہ بہتر تھا ۔ یہ فلیٹ ہمارے معاشرے کے لئے جو دیہاتی قسم کا معاشرہ ہے ۔ یہ فلیٹ اس کے لئے موزوں نہیں ۔ بہتر یہ ہے کہ یہی روپیہ جو اس سکیم پر لگایا جا رہا ہے ۔ اسی روپیہ سے زیادہ سے زیادہ اراضی حاصل کر کے قطعات کی شکل میں بے گھر

لوگوں کو دے دیئے جائیں ۔ اس ضمن میں میں یہ بھی عرض کروں گا کہ لائل پور میں بہت سے ہاؤسنگ فلیٹ اور ہاؤسنگ کالونیاں بنائی جا رہی ہیں اور امپروومنٹ ٹرسٹ کی بھی کالونی ہے ۔ مگر بڑے افسوس کی بات ہے کہ ان کی الاٹمنٹ کے سلسلے میں کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں کیا گیا ۔ جب سے عوامی حکومت معرض وجود میں آئی ہے ۔ کسی باضابطہ طریقے سے یہ الاٹمنٹ شروع نہیں کی گئی ۔ ایک الاٹمنٹ کمیٹی بنتی ہے ۔ امپروومنٹ ٹرسٹ کے ٹرسٹی بنتے ہیں ۔ مگر حکومت کے کوٹہ کے پلاٹ ہیں ۔ وہ الاٹ کر دیئے جاتے ہیں لیکن جو بے گھر شہری ہیں ۔ جو عوام ہیں ان لوگوں کو ابھی تک باقاعدہ الاٹمنٹ شروع نہیں ہوئی اور وہ لوگ در بدر پھر رہے ہیں ۔ لاہور میں ہاؤسنگ کا اتنا مسئلہ نہیں ۔ کراچی اور راولپنڈی میں بھی ہاؤسنگ کا مسئلہ نہیں ۔ وہاں مکانات با آسانی کرایہ پر مل جاتے ہیں ۔ لیکن لائل پور میں بڑی دقت ہے اور وہاں مکانات کرایے پر بھی نہیں ملتے ۔ اس لئے میں آپ کی وساطت سے حکومت سے استدعا کروں گا کہ جو بھی طریق کار اپنانا ہے ۔ اس کے تحت لائل پور میں جلد از جلد جتنے بھی پلاٹ ہاؤسنگ کالونیوں کی شکل میں بنائے گئے ہیں ۔ وہ مستحق اور جائز افراد میں تقسیم کرنے شروع کر دیئے جائیں ۔ تاکہ رہائش کے مسئلہ پر لائل پور میں قابو پایا جا سکے ۔ جناب والا ! بروقت الاٹمنٹ کرنے سے ایک اور بہت بڑی دقت ہوتی ہے کہ لوگ محکمہ کے بددیانت اہکاروں کے ساتھ مل کر جو سماج دشمن عنصر ہے اور جو راتوں رات امیر بننے کا خواہش مند ہوتا ہے ۔ ان سے مل کر راتوں رات قبضہ کر لیتے ہیں اور پھر اس کی الاٹمنٹ کے لئے جعلی کاغذات تیار کرتے ہیں اور دوسرے دن سول کورٹ سے حکم امتناعی حاصل کر لیتے ہیں اور محکمہ کی ملی بھگت سے اس قسم کے ہزاروں پلاٹوں پر لائل پور میں ناجائز encroachment ہو گئی ہے ۔ کیا اس سے یہ بہتر نہ تھا کہ وہ پلاٹ مستحق افراد میں تقسیم کر دیئے جاتے اور ان کا بھی اپنے بال بچوں کا سر چھپانے کے لئے کوئی اپنا مکان بن جاتا ۔ جناب والا ! اس کے بعد میرے علاقے کا ایک اور اہم مسئلہ کچی آبادی کا ہے ۔ یہ کچی آبادی غریب پورہ کے نام سے میرے علاقے میں ایک بستی تھی ۔ جہاں لوگ کچے گھروں میں رہتے تھے ۔ انتظامیہ نے حکومت کی ہدایت

پر یہ فیصلہ کیا کہ ان کو گرا کر جدید کالونی کی شکل دے دی جائے - یہ تو بڑی خوش آئند بات ہے اور ان کے لئے حکومت مبارکباد کی مستحق ہے - ہم لوگوں نے ان لوگوں کو بے گھر کیا پھر کالونی بنا دی - لیکن اگر اس کو کچی آبادی کی فہرست میں شمار کیا جاتا - تو ان لوگوں کو تقریباً دو تین ہو - ڈیڑھ سو یا سوا سو روپیہ مرلہ کے حساب سے جگہ منتقل کر دی جاتی - اب مسئلہ یہ ہے کہ ڈویلپمنٹ چارجز ڈال کر ان کی قیمت نو سو روپیہ مرلہ لگا دی گئی ہے - ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں - ٹھیک ہے عوام کی بہتری اور بہبود کے لئے اخراجات ہوتے ہیں اور وہاں کے عوام یہ دینے کے لئے تیار ہیں - لیکن اس پر جو سود لگا دیا گیا ہے - اس کے خلاف بہت احتجاج ہوا ہے - میں نے ابھی جناب چیئرمین بھٹو صاحب کی خدمت میں لاہور کے موجودہ دورے کے وقت درخواست دی تھی اور میری دانست کے مطابق انہوں نے جناب سردار صغیر احمد صاحب جو قانون اور پارلیمانی وزیر ہیں کو حکم دیا تھا کہ ان کا سود معاف کر دیا جائے اور ان سے میری بات ہوئی تھی - بلکہ انہوں نے میری درخواست بھی لے لی تھی - تو میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ وزیراعظم کے حکم کے مطابق حکومت پنجاب سے اس سود کی معافی کا جلد از جلد بندوبست کر دیں اور اگر یہ سود کا سلسلہ برقرار رہا - تو آپ یقین جانیں وقت بتا دے گا کہ وہ لوگ بے چارے سود ادا نہیں کر سکتے اور پھر وہ اپنے اپنے پلاٹ بیچ کر کہیں اور سر چھپانے پر مجبور ہوں گے -

جناب والا ! یہ باتیں حکومت کے نوٹس میں لانی ہیں - آپ نے بڑی مہربانی کی ہے - میں آپ کا تہ دل سے ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا ہے - چند باتیں ہیں - میں اختصار سے کام لیتا ہوں - بہرکیف عوامی کالونی لائل پور کے مکین غریب اور مزدور لوگ ہیں - ان پر جو سود ہے وہ جلد از جلد معاف کر دیا جائے - اس سے دس سال کی اقساط میں وصولی کا معاہدہ کیا گیا تھا - ان سے دس سال کی اقساط میں واجبات وصول کئے جائیں - اس کے علاوہ میرے علاقے میں ارجن پورہ سے لے کر شیر سنگھ والا کے درمیان ایک راستہ گزرتا ہے - میں نے پچھلے سال بھی میونسپل کارپوریشن کے بجٹ پر اس

میں سڑک کے لئے فنڈ مختص کروائے تھے ۔ لیکن اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے نواوبجکشن سرٹیفکیٹ نہ ملنے کی وجہ سے وہ فنڈ liability میں ڈال دیئے گئے ۔ اس سال ہم نے اس سڑک کے لئے مزید فنڈ رکھے ہیں ۔ میں آپ کی وساطت سے اریگیشن منسٹر سے گزارش کروں گا کہ اس کا این ۔ او ۔ سی جاری کروا دیا جائے ۔ تاکہ میرے حلقے کے عوام شہر میں رہتے ہوئے سڑک کے استعمال سے استفادہ کر سکیں ۔

جناب والا ! لائل پور شہر میں پینے کا پانی بڑا ناقص ہے ۔ صحت کے اصولوں کے مطابق مصفا نہیں ۔ اس کا کیمیکل تجزیہ بھی کیا گیا ہے ۔ میونسپلٹی کے میڈیکل ہیلتھ افسر اس بات کو مانتے ہیں ۔ لیکن عمل درآمد کرنے سے وہ اپنے آپ کو بے بس بتاتے ہیں ۔ اس کے علاوہ پانی کی کمی ہے ۔ مشینری بے پناہ ہے ۔ اس کو استعمال میں نہیں لایا جاتا ۔ اس کو کاغذوں میں تو دکھایا جاتا ہے کہ مشینری چلتی ہے ۔ اس کا تیل کھا لیا جاتا ہے ۔ اس کو بیچ دیا جاتا ہے ۔ مگر عملی طور پر کارکردگی نہیں ہے ۔ میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کروں گا کہ اس بات کی تحقیقات کی جائے ۔ یہ قومی چوری ہے ۔ اس کے ذمہ دار اہل کاران اور افسران کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے اور عبرت ناک سزا دی جائے ۔ تاکہ وہ باز آ جائیں ۔

جناب والا ! لائل پور شہر کے اور بھی بڑے مسائل ہیں ۔ لائل پور میں خواتین کے لئے ایم ۔ اے اور ایم ۔ ایس ۔ سی کلاسوں کا علیحدہ کوئی انتظام نہیں ۔ یہ ہمارا بڑا دیرینہ مطالبہ ہے ۔ ایک محفل میں جناب وزیر اعلیٰ نے بھی اتفاق کیا تھا کہ لائل پور میں خواتین کے کالج میں ایم ۔ اے اور ایم ۔ ایس ۔ سی کلاسوں کا اجرا کیا جائے ۔ اس کے علاوہ لائل پور میں green beits پر ناجائز قبضے ہوتے ہیں ۔ encroachments جاری ہیں ۔ کل اتوار کا دن تھا ۔ مجھے کل بھی اطلاع دی گئی ہے کہ لوگوں نے بلدیہ کے بد دیانت اہل کاروں اور افسروں سے مل کر اور ناجائز یا پرانے دستخط کروا کے الاٹمنٹیں کر کے ان پر قبضہ کر لیا ۔ لائل پور میں ہر اتوار یہ وارداتیں ہو رہی ہیں ۔ یہ سماج دشمن عناصر کرتے ہیں ۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ایوبی دور میں بھی

وہ لوگ اسی طرح دندناتے تھے ۔ رات کو قبضہ کرتے تھے اور صبح بیچ دیتے تھے ۔ بھٹو کے دور میں بھی ایسا ہی ہوتا رہا اور آج کے عوامی دور میں بھی اسی طرح غنڈوں کی عملداری ہے ۔ آج بھی غنڈہ ٹیکس چلتا ہے ۔ بے شک اس بات کی تحقیقات کرا لی جائے ۔ میں یہ بات بالکل ثابت کر سکتا ہوں ۔ آج بھی ان غنڈوں کی پشت پناہی نام نہاد سفید پوش اور با اثر افراد کرتے ہیں ۔ ان کا ہماری عوامی حکومت میں بھی بڑا عمل دخل ہے ۔ قومی اسمبلی کے ایک رکن بھی ان کی پشت پناہی کرتے ہیں ۔ اس طریقے سے ان کے حوصلے بڑھے ہوئے ہیں ۔ وہ غریب عوام اور شرفا پر ظلم کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : سید صاحب ۔ آپ نے قومی اسمبلی کے ممبر کا ذکر کیا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح وہاں صوبائی اسمبلی کے ممبران کا ذکر ہونا شروع ہو سکتا ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ : اگر آپ مناسب نہیں سمجھتے تو میں یہ الفاظ واپس لے لیتا ہوں ۔ حضور والا ! وزیر خزانہ صاحب نے بجٹ دستاویز میں ذکر کیا ہے کہ روڈ کارپیٹنگ مشینیں درآمد کی جا رہی ہیں ۔ تاکہ بہترین اور اچھی قسم کی سڑکیں جلدی بنیں ۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ لائل پور میں لاکھوں روپے کا ایسفالٹ پلانٹ درآمد کیا گیا تھا ۔ پہلے تو کراچی ایر پورٹ پر پتا نہیں کتنے لاکھ کا ڈیمرج اور wharfage پڑتا رہا اور اس کے بعد وہ لائل پور میں آیا ۔ میں یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ وہ تقریباً ایک سال سے پڑا ہے اور اس کو آج تک حرکت میں نہیں لایا گیا ۔ اس سے کسی قسم کا کام نہیں لیا گیا ۔

مسٹر سپیکر : آپ کی تقریر کے تیس منٹ ہوگئے ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ : میں ختم کرنے والا ہوں ۔ وہ ایسفالٹ پلانٹ میں مانتا ہوں کہ بہترین مشینری ہے ۔ بہترین سڑک بناتی ہے ۔ ہر صوبے میں وہ سڑک بنا سکتی ہے ۔ مگر کارپوریشن کے افسران اس وجہ سے اس کو استعمال میں نہیں لاتے کہ اس میں سے انہیں کمیشن نہیں ملے گی ۔ وہ اتنا بڑا ایسفالٹ پلانٹ ہے ۔ اتنی بڑی روڈ کارپیٹنگ مشینری ہے ۔ اس سے ایک سال میں جتنی بھی سڑکیں بنیں ۔ وہ بڑی durable ہوں گی اور ہر سال قوم کا سرمایہ خواہ مخواہ ایک ہی قسم کی سڑکوں پر صرف کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی ۔ جناب والا ! میں ہسپتال میں مریضوں کی زبوں حالی کا ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ۔ لائل پور میں ہسپتال کیا ہیں ، بھیڑ خانے بنے ہوئے ہیں ۔ ڈاکٹر صاحبان ،

اچھے ڈاکٹر بھی ہیں ۔ میں سب کو برا نہیں کہتا ۔ مگر یہ بات سب لوگ جانتے ہیں کہ انہوں نے لوٹ مچا رکھی ہے ۔ ناجائز میڈیکل سرٹیفیکیٹ دیتے ہیں ۔ پرچہ لینے کی خواہش ہے جب وہاں کوئی مضروب جاتا ہے ۔ تو اس سے پوچھتے ہیں کہ آپ کو زیر تعزیرات پاکستان 323 کا ریزلٹ چاہئے ۔ یا 324 کا یا 325 کا یا 307 کا ۔ برف توڑنے والے سوئے سے اس کی ٹانگوں میں چھرے ڈال کے اس کا ایکسرے کر کے اس طرح جھوٹے سرٹیفیکیٹ دیتے ہیں اور اس طرح وہ بے پناہ زتم حاصل کرتے ہیں ۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے یہ گزارش کروں گا کہ ان باتوں کی تحقیقات کی جائے ۔ ہمارے ہسپتالوں کے جو شفا خانے ہوتے ہیں ۔ ان میں انسان کتے اور بلیوں کی طرح مر جاتے ہیں ۔ وہ بے چارے سسک سسک کر پڑے رہتے ہیں ۔ ان کی بات کوئی نہیں سنتا ۔ محض پیسے لینے کی خاطر ان کے ساتھ زیادتی کی جاتی ہے ۔ اذیتیں تک دی جاتی ہیں ۔ تا کہ ان کے لواحقین پیسے دیں ۔ ادویات مارکیٹ میں فروخت کر دی جاتی ہیں ۔ مستحق مریضوں کو ادویات نہیں دی جاتی ۔ ان سب باتوں کا کچھ نہ کچھ بندوبست ضرور ہونا چاہئے ۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : چودھری کلیم اللہ ۔

چودھری کلیم اللہ : جناب والا ! میں سب سے پہلے وزیر خزانہ صاحب کی خدمت میں مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے پنجاب کی تاریخ میں سب بڑا ترقیاتی بجٹ پیش کیا ہے ۔ اب میں اپنے علاقے کے مسائل کے بارے میں کچھ عرض کروں گا ۔ سب سے پہلے تو میں یہ عرض کروں گا کہ ایسی تحصیل سے تعلق رکھتا ہوں جس کا نام خان پور تحصیل ہے جو 1973 کے سیلاب میں سب سے زیادہ تباہی کا شکار بنی تھی اور جس کی تباہی کو دنیا نے ٹی ۔ وی پر دیکھا اور اس ملک کو اربوں روپے کی امداد باہر کی دنیا سے ملی ۔ اس شہر کے لئے حکومت نے معمولی سی امداد دی ہے ۔ اس کے لئے میں گذارش کروں گا کہ میں نے جناب وزیر اعلیٰ کی خدمت میں عرض کیا تھا جس پر انہوں نے از راہ کرم کمشنر صاحب بہاول پور کو سروے کے لئے کہا ۔ انہوں نے ڈپٹی کمشنر سے سروے کروا کر وہاں کے منصوبہ جات کے لئے کاغذات منگوائے ۔ اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ کاغذات ، وہ سروے اور وہ منصوبہ جات سیکرٹری صاحب کی میز پر ہی پڑے ہیں ۔ میں گذارش کروں گا کہ ان کاغذات اور ان منصوبوں پر جو وزیر اعلیٰ صاحب نے از راہ کرم بنوائے ہیں ۔ ان پر عمل کروایا جائے اور اس شہر کے حالات کو بھی

سدھارہ جائے جس کی بربادی کو دیکھ کر دنیا نے امداد دی۔ دوسرا میں یہ عرض کروں گا کہ جناب وزیر تعلیم صاحب اس وقت موجود ہیں کہ اس شہر میں خان پور شہر میں جس کی آبادی 80 ہزار کے قریب ہے ایک کالج پرائیویٹ طور چل رہا تھا نیشنلائز کرتے وقت اس کالج میں ڈگری کلاسز کا اجراء ہو چکا تھا ۔ لیکن اس کالج کو نیشنلائز کرتے وقت صرف انٹرمیڈیٹ ہی تسلیم کیا گیا ۔ اس کے ساتھ والی تحصیل میں اس وقت کوئی کالج نہیں تھا وہاں انٹرمیڈیٹ کالج قائم کیا گیا اور اس کے اگلے سال اس کو ڈگری کالج کا بھی درجہ دے دیا گیا ۔ مگر اس شہر میں جس میں ڈگری کلاسز کا اجراء ہو چکا تھا اور کلاسز کئی سالوں سے چل رہی تھیں اس کو آج تک ڈگری کا درجہ نہیں دیا گیا ۔ میں گذارش کروں گا وزیر تعلیم صاحب کی خدمت میں بھی اور وزیر اعلیٰ کی خدمت میں بھی کہ اس کالج کو ڈگری کالج کا درجہ دیا جائے ۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ خان پور تحصیل میں تقسیم سے پہلے دو ہائی سکول تھے ۔ جب کہ آبادی ایک لاکھ کے قریب تھی اس وقت چار لاکھ کے قریب آبادی ہے اور چار ہائی سکول ہیں ۔ بد قسمتی سے پچھلے سال بھی رحیم یار خان کی تینوں تحصیلوں کو ایک ایک ہائی سکول ملا ۔ لیکن خان پور تحصیل کو پھر بھی نہیں مل سکا۔ میں وزیر تعلیم کی خدمت میں گذارش کروں گا کہ وہ اس سال خان پور تحصیل کو بھی اس کے حقوق دلائیں ۔ اس کے بعد میں جناب کی خدمت میں خان پور تحصیل کے اس علاقے کو جس کو چولستان کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اس کے لئے عرض کروں گا ۔ تقسیم سے پہلے اس چولستانی علاقے میں جو کہ ایک بڑا وسیع و عریض علاقہ ہے نہریں اور بنگلے بنائے گئے اس وقت کے چیف انجینیئر جو ایک انگریز تھے نے انہوں نے نہروں کو کھدوانے کے بعد بھی اس علاقے کے حقوق بیکانیر کے پاس فروخت کر دیئے ۔ اس وقت سے لے کر آج تک وہ نہریں اور بنگلے موجود ہیں اور اس علاقے کی سر زمین جس میں آج تک نہریں کھدی ہوئی ہیں ویران پڑی ہوئی ہیں ۔ پھر اب جب کہ تربیلا ڈیم تیار ہو چکا ہے اور اس کے پانی کی تقسیم عنقریب ہونے والی ہے ۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں گذارش کروں گا کہ بہاولپور ڈویژن کے اس علاقے کے حقوق کا خیال رکھا جائے اور اس کو ہرگز نظر انداز نہ کیا جائے جس علاقے کا پانی ہندوستان کو مل چکا ہے اور اس کے مقابلے میں یہ ڈیم بہ لنکیں یہ سب کچھ بن رہا ہے۔ میں وزیر اعلیٰ اور وزیر آبپاشی کی خدمت میں اس بارے میں پرزور اپیل کروں گا کہ وہ اس تقسیم میں ہرگز اس علاقے کو نہ بھولیں ۔ اس کے بعد میں جناب وزیر اعظم صاحب کے دورے کے احکامات جو انہوں نے موقع

پر صادر فرمائے تھے ۔ ان کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک تو سب سے پہلے انہوں نے فرمایا تھا کہ بہاولپور ڈویژن میں ہر مقام پر عنقریب سوئی گیس بہاولپور ڈویژن میں پہنچا دی جائے گی ۔ اس وقت صرف رحیم یار خان شہر میں سوئی گیس ہے اور سوئی گیس کی اصل لائن اس رحیم یار خان اور بہاولپور دو اضلاع میں سے گزر رہی ہے۔ خانپور شہر سے صرف 13 میل کے فاصلے سے وہ سوئی گیس کی لائن گزر رہی ہے لیکن آج تک خانپور شہر یا بہاولپور شہر کو سوئی گیس نہیں دی گئی ۔ میں گذارش کروں گا کہ صوبائی وزیر اعلیٰ کے فرمان کے مطابق وزیر اعلیٰ صاحب سنٹرل گورنمنٹ سے اس بارے میں کوئی سفارش فرمائیں یا ان سے کوئی مطالبہ کریں تو وہ ان علاقوں میں سوئی گیس بہم پہنچائیں۔ اس کے بعد میں بجلی کے لئے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ خانپور تحصیل میں دو لائنیں بجلی کی دو سال سے لگی ہوئی ہیں ایک خانپور سے نواں کوٹ 12 میل کا علاقہ اور ایک خانپور سے ماچھا آٹھ میل کا علاقہ ہے ۔ دونوں لائنیں معلوم نہیں کہ کیوں بند پڑی ہیں ان کو بجلی کی سپلائی فراہم نہیں کی جاتی۔ میں گذارش کروں گا کہ واپڈا والوں سے کہ وہ دونوں لائنوں کو بجلی فراہم کر دیں تا کہ اس علاقے کے لوگ جو کہ غیر مستقل علاقہ ہے جہاں پر سینکڑوں ٹیوب ویلز لگے ہوئے ہیں اس سے ملک کو بھی فائدہ ہوگا اور اس علاقے کے لوگوں کو بھی فائدہ ہوگا کہ وہ اپنی آبادی صحیح طور پر کر سکیں گے اور صحیح طور پر اور مستقل طور پر آباد ہو سکیں ۔ اس کے بعد میں ایک اور گزارش کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ خانپور کے علاقے میں پچھلے سال بجٹ میں سڑکوں کے لئے کوئی خرچہ نہیں دیا گیا اور نہ اس سال دیا گیا پہلی سڑکیں جو تھیں وہ سیلاب نے تباہ کر دی ہیں ان کی مرمت ابھی تک پوری نہیں ہوسکی ۔ اور نئی سڑکوں کے لئے جن کا میں عرصے سے مطالبہ کر رہا ہوں کوئی سڑک اس بجٹ میں نہیں رکھی گئی ۔ میں وزیر تعمیرات و مواصلات کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اگر کوئی فنڈ ان کے پاس بقایا ہوسکے تو وہ خان پور تحصیل کو بھی برابر کا حصہ دیں جس طرح دوسری تحصیلوں کو دیا گیا ہے۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : اب ہاؤس کی کارروائی کل صبح آٹھ بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اسمبلی کا اجلاس 24 جون 1975ء بروز منگل آٹھ بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہوگیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا پندرھواں اجلاس

منگل — 24 جون 1975ء

(سہ شنبہ ۔ 13 جمادی الثانی 1395ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۗ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۪
وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۭ وَ
مَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا ۚ
بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ۭ
وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

پ ۲ س ۲ رکوع ۱۰ آیات ۲۱۳

ابتدا میں لوگ ایک ہی جماعت تھے (جب اختلاف ہونے لگا) تو اللہ نے نبیوں کو بھیجا جو ایمان والوں کو خوشخبری سناتے تھے اور (شرپسندوں کو) ڈراتے تھے اور ان کو حق و راستی کے ساتھ کتاب دی تاکہ لوگوں کے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کریں جن میں وہ اختلاف رکھتے تھے ۔ یہ اختلاف پیدا کرنے والے وہی لوگ تھے جنہیں کتاب ملی تھی بعد اس کے کہ انہیں واضح احکام پہنچ چکے تھے محض باہمی ضد اور مخالفت کی بنا پر (اختلاف کیا) پس اللہ نے اپنے فضل سے ایمان والوں کی اُس سچی بات میں رہنمائی کی جس میں وہ اختلاف کرتے تھے اور اللہ جسے چاہتا ہے راہ راست پر چلنے کی توفیق عطا کر دیتا ہے

وما علینا الا البلاغ

ارکان اسمبلی کا حلف

رسم حلف وفاداری

مسٹر عمر حیات سیال ۔

پنجاب کا میزانیہ بابت سال 76-1975

پر عام بحث (جاری)

مسٹر سپیکر : میں فاضل اراکین سے استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ وہ مختصر تقاریر کریں ، کیونکہ گیارہ بجے جناب سینیئر منسٹر اور ساڑھے بارہ بجے جناب وزیر اعلیٰ نے تقریر کرنی ہے ۔ میاں غلام فرید چشتی ۔

میاں غلام فرید چشتی : جناب سپیکر ! میں وزیر اعلیٰ کو نیا بجٹ پیش کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ اس بجٹ میں عوام پر کم از کم بوجھ ڈالا گیا ہے ، اس لئے حقیقت میں یہ ایک متوازن بجٹ کہا جا سکتا ہے ۔ جس وقت بجٹ پیش ہونے والا تھا ملک میں افواہیں پھیل رہی تھیں کہ اشیائے ضروری کی قیمتیں بڑھ جائیں گی ۔ مگر عوامی حکومت نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ کسی صورت اشیائے ضروری کی قیمتیں بڑھانا نہیں چاہتی یہ افواہیں دشمنوں کی پھیلائی ہوئی تھیں ، مگر انہیں منہ کی کھانی پڑی ۔

جناب والا ! پچھلے دنوں جو قیمتوں میں بحران تھا وہ عالمی تھا ، اس لئے ہم بھی اس کی زد میں آگئے خدا کا شکر ہے کہ اب پھر ہماری اقتصادی حالت مستحکم ہوگئی ہے اور ہم ترقی کی راہ پر گامزن ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف اور صرف ایک شخصیت جناب ذوالفقار علی بھٹو کی محنت کا نتیجہ ہے اور ان سے عوام کی بے پناہ وابستگی ، عقیدت اور مقبولیت نے ناممکن کو ممکن کر دیا ہے اور اب ملک کا معاشی ڈھانچہ پھر سے مضبوط ہوگیا ہے ۔ اب پرائیویٹ صنعتوں میں بھی اضافہ ہوا ہے ۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو کو اس ملک سے اس قدر دلچسپی ہے کہ وہ اس کی ترقی کے لئے تمام وسائل کو بروئے کار لانے میں شب و روز مصروف ہیں اور عوام نے پرائیوٹ سیکٹر میں روپیہ لگانا شروع کر دیا ہے ۔

جناب والا ! وزیر اعلیٰ نے بجا طور پر فرمایا تھا کہ ہماری معیشت کی بنیاد زراعت اور صرف زراعت پر ہے اور یہی اس کی ریڑھ کی ہڈی ہے ۔ انہوں نے اس رائے کا بھی اظہار کیا کہ قومی ترقی کے وسائل شہروں کی بلندیوں کی بجائے دیہات کی طرف موڑ دیئے گئے ہیں ۔ جناب والا ! میں یہ کہنے کی جسارت

کروں گا کہ ہم دیہاتیوں کے متعلق خوبصورت فقرے کہنے اور خوبصورت باتیں کرنے سے کوئی حقیقت وقوع پذیر نہیں ہو سکتی - ہمارے وزیر اعلیٰ نہایت اچھے ادیب ہیں اور خوبصورت الفاظ اور زبان استعمال کرتے ہیں مگر یہ روایتی عاشقوں کی طرح محبوب کے لئے ستارے توڑ لانے کے مترادف ہے - جناب والا ! جب تک کوئی عمل نہ کیا جائے اس وقت تک کوئی حقیقت حقیقت نہیں بنتی - جو رقم دیہات کے لئے اس بجٹ میں مختص کی گئی ہے ، مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس کا استعمال افسر شاہی کے سپرد کر دیا گیا ہے اور افسر شاہی بھی آج کل کے زمانے کی - جناب والا ! ایوب خان مرحوم کے وقت بھی قوم کے ساتھ یہی ٹریجیڈی ہوئی تھی کہ عوامی نمائندوں کو اختیار نہیں دیا گیا تھا - ان کے پاس کوئی اختیار نہ تھا مگر جب عوامی حکومت برسراقتدار آئی تو عوامی نمائندوں کو اختیارات دیئے گئے جس سے دیہات کے لوگوں کو کچھ فائدہ ہوا - مگر مجھے ایک بات بڑے دکھ سے کہنی پڑتی ہے کہ بد قسمتی ہے (میں تو اس کو بد قسمتی ہی سمجھتا ہوں) جب سے ہمارے وزیر اعلیٰ نے اختیارات سنبھالے ہیں انہوں نے تمام تر اختیارات افسر شاہی کو دے دیئے ہیں - میں اس سے زیادہ اور کیا کر سکتا ہوں کہ ایسی حکومت کبھی مستحکم نہیں ہو سکتی - جس کی بنیاد افسر شاہی پر رکھی گئی ہو مجھے شاعر کا نام تو یاد نہیں - لیکن ان کا شعر یاد ہے :

جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا نا پائیدار ہوگا -

جناب والا ! اگر دیہات کو ترقی دینا ہے تو کسان کو اس کی فصل کی قیمت دیجئے - جناب والا ! حکومت شہروں کے چند لاکھ مزدوروں سے خائف ہے ، کیونکہ وہ منظم ہیں - لیکن کسان غیر منظم ہیں - وہ قناعت پسند ہیں اور یہی ان کا گناہ ہے ، جو انہیں ان کی فصل کی صحیح قیمت لے کر دینے میں حائل ہے - جناب والا ! دنیا کے کسی ملک میں ایسی معیشت نہیں جس میں شہری اور دیہاتی میں اتنا فرق ہو - پچھلے دنوں ہمارے وزیر زراعت جناب خاکوانی صاحب نے مرکزی حکومت سے درخواست کی کہ کپاس کی قیمت ایک سو روپیہ من مقرر کر دی جائے اور اس ضمن میں اخبارات میں خبریں چھپیں کہ خاکوانی صاحب نے پیداواری لاگت کا خود تخمینہ لگوایا یا کسی اور سے لگوایا جو 120 روپے فی من بنا - اب وہ مصلحت میری سمجھ سے بالا تر ہے کہ پیداواری لاگت تو 120 روپے فی من ہے اور قیمت فروخت 100 روپے فی من لگوائی جائے - پچھلے سال جب تک کپاس کاشتکار کے پاس رہی اس وقت تک کراچی تک اس کے نرخ پر کنٹرول کیا گیا اور جب یہ کاشتکار سے نکل

کر مڈل مین یا کارخانہ دار کے پاس چلی گئی تو اس کی قیمت بڑھ گئی اور اس کا مفاد کاشتکار کی بجائے دوسرے لوگ اٹھا گئے ، حالانکہ اس کا حق کسان کو ملنا چاہیئے تھا ۔ لیکن وہ یا تو کارخانہ دار لے گیا یا پھر مڈل مین لے گیا ۔ جناب والا ! میں نے وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش کی تھی کہ کیا وہ ان ہاتھوں کی نشان دہی فرما سکتے ہیں جو کسان کو زخمی کر رہے ہیں اور اس کا گلا کاٹ رہے ہیں ، اور کیا وہ ان ہاتھوں کو کاٹ سکتے ہیں ؟

جناب والا ! کسان کے لئے ایک اور ٹریجیڈی ہے کہ اب چاول کی قیمت مقرر کر دی گئی ہے جو کہ 90 روپے فی من کے قریب ہے حالانکہ دھان کی قیمت مقرر کی جانی چاہیئے تھی جس سے کاشتکار کو بھی کچھ فائدہ پہنچتا ۔ لیکن اسے بھی فائدہ مڈل مین لے گیا ۔ محنت کسان نے کی اور فائدہ مڈل مین لے گیا ۔

جناب والا ! وزیر اعلیٰ صاحب نے اجتماعی کاشت اور دوسرے بڑے منصوبوں کے متعلق فرمایا ہے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ فی الحال وہ تو دور کی بات ہے بے چارے کسان کو ان خفیہ ہاتھوں سے بچایا جائے جو اسے لوٹ رہے ہیں اور جن کی وجہ سے انہیں اپنی پیداوار کا حق نہیں مل رہا ۔ کسان سے صرف خوبصورت الفاظ میں ہمدردی جتائی جاتی ہے ۔ جیسے ڈاکٹر مریض کو دوائی نہ دے اور الفاظ سے بہلانے کی کوشش کرے ۔

جناب والا ! ساڑھے بارہ ایکڑ یا 25 ایکڑ زمین کے مالک کی آمدنی لاہور کے مولا بخش پان والے سے بھی کم ہے (قہقہہ) ۔ جناب والا ! وزیر اعلیٰ نے فلیٹ ریٹ مقرر کر کے کسان کی کوئی خدمت نہیں کی ۔

جناب والا ! وزیر اعلیٰ نے یہاں تک تو ٹھیک فرمایا کہ ہم قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں استحصال کے خلاف جدوجہد کر رہے ہیں ۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک شخصیت کی عظمت کا نتیجہ ہے کہ ہم میں سے آج کوئی ایم ۔ پی ۔ اے یا کوئی ایم ۔ این ۔ اے اور کوئی وزیر اعلیٰ بن گئے ہیں ۔ لیکن اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ قائد عوام ہی ہمارے سب کچھ ہیں تو پھر ہم ان کے نظریات کے خلاف کیوں ہیں ۔ بجٹ تقریر میں وزیر اعلیٰ نے آخر میں اپنے قائد کے نظریات سے اختلاف کیا ہے ۔ ان کا نعرہ اور ہمارا نعرہ مساوات محمدی ہے نہ کہ سوشلزم ۔ ہمیں ویت نام اور کمبوڈیا کے عوام کی آزادی کی بڑی خوشی ہے ۔ مگر ان کے اور ہمارے نظریات میں فرق

ہے ۔ جناب والا ! میں یہاں بڑی جرأت سے اعلان کرتا ہوں کہ ہمارا سورج تو آج سے چودہ سو سال پہلے بطحاؑ کی وادیوں سے طلوع ہوا اور وہ آج تک بنی نوع انسان کو منور کر رہا ہے ۔ جناب والا ! ہمیں اپنی مانگ میں ادھار مانگی ہوئی سرخی بھرنے کی ضرورت نہیں ۔ کیونکہ ہمارے پاس تو اپنا ایک لائحہ عمل ہے ۔ سرخی تو شام کے وقت ہوتی ہے ۔ جب اندھیرے پھیلنے والے ہوتے اور سپیدہ سحر تو صبح کے وقت نمودار ہوتا ہے ۔ جناب والا ! سرخ سامراج نے مشرقی پاکستان میں ہمارے ساتھ کیا کیا ؟ کیا بھارت ہمارا ایک بازو کاٹ سکتا تھا ؟ کیا وزیر اعلیٰ اس حقیقت سے ناواقف ہیں ۔ جناب والا ! ہماری ڈوبتی ہوئی معیشت اور ڈولتی ہوئی کشتی کو 1971 جنگ کے بعد جناب قائد عوام کی فراست ، شاہ فیصل جیسے مرد مومن کی اسلامی اخوت اور اسلامی ملکوں کی زبردست مالی امداد نے باقی ماندہ پاکستان کو بنیا بھارت اور سرخ سامراج کے جبڑوں میں جانے سے بچا لیا ۔ میں تو یہ بھی عرض کروں گا کہ پاکستان کی بقا کسی سرخ یا سفید سامراج کی کاسہ لیسی میں نہیں ، بلکہ محمد مصطفیٰؐ کی غلامی میں ہے ۔ جناب سپیکر ، ہمیں رجعت پسندی نہیں ، انسان کی آزادی عزیز ہے ۔

جناب والا ! بجٹ میں سڑکوں کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ دو سو میل نئی سڑکیں بنیں گی ۔ میں گزارش کروں گا کہ منچن آباد اور پاکپتن شریف پر بوٹ برج بنایا جائے میں نے پچھلے سال بھی گزارش کی تھی مگر کسی وجہ سے اس پر عمل درآمد نہ ہو سکا ۔ یہ دریائے ستلج پر برج بوٹ بنایا جائے کیونکہ یہ دو اضلاع کو آپس میں ملاتی ہے اور فاصلہ بہت ہی کم کرتی ہے ۔ دفاعی لحاظ سے بھی اس کی بڑی اہمیت ہے ۔ اس کو ترجیح دی جائے ۔ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے جب ساہیوال کا دورہ کیا تو اس سڑک کے متعلق وعدہ فرمایا تھا ۔ لہٰذا اس کے وعدے کا احساس کرتے ہوئے اسے ترجیح دی جائے ۔

جناب والا ! تحصیل ہیڈ کوارٹر پر لڑکیوں کے انٹرمیڈیٹ کالج کا مطالبہ تسلیم کر لیا گیا ہے ۔ جس کے لئے میں وزیر اعلیٰ کا شکر گزار ہوں ۔ جناب والا ! ضلع ساہیوال کے ساتھ ہمیشہ ناانصافی ہوتی رہی ۔ وہاں پہ ایک انجینرنگ کالج کھولا گیا ہے ۔ اس کو ٹیکسلا میں بھیجا جا رہا ہے ۔ ساہیوال کو تجربہ گاہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور فائدہ دوسری جگہ پہنچ جاتا ہے ۔ میں گزارش کروں گا کہ کالج ساہیوال میں ہی رکھا جائے ، کیونکہ اسے بھی اس کی ضرورت ہے ۔ لائل پور کو انڈسٹریل اسٹیٹ بنانے سے کیا فائدہ ؟

لائل پور تو پنجاب کا کراچی ہے۔ ساہیوال میں انڈسٹریل اسٹیٹ بنائی جائے۔ ساہیوال بھی پاکستان کا ایک ضلع ہے۔ اسے کسی حالت میں بھی نظر انداز نہ فرمایا جائے۔ میں ان گزارشات کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے تیسری دفعہ میرا نام پکار کر مجھے وقت دیا۔

مسٹر سپیکر : سید مہتاب احمد شاہ۔

چوہدری عبدالعزیز ڈوگر : میں نے ایک تحریک استحقاق دی ہوئی تھی۔

مسٹر سپیکر : آپ کو جواب مل گیا یا نہیں ؟ میں اس کو یہاں اس لئے take up نہیں کرنا چاہتا کہ اس سے شاید آپ کو کچھ نقصان ہو۔ آپ کو جواب مل جائے گا۔ پرولیج موشنز کے لئے ایک ضابطہ ہے۔ اس ضابطے کے معیار پر اگر تحریک استحقاق پوری اترتی ہو تو یہاں پیش ہو جاتی ہے۔ میں نے آپ کو چٹھی لکھی ہے کہ میرے پاس تشریف لائیں اور آ کر میری تسلی کریں کہ آیا یہ پرولیج بنتی ہے۔ میں ایک بات دوسرے فاضل اراکین کے بھی گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ ہر وہ کام جو کوئی سرکاری افسر یا سرکاری اہل کار ضابطے یا قانون کے مطابق نہیں کرتا اور اس میں کوئی اسمبلی کا رکن متعلق ہو جاتا ہے تو لازمی نہیں کہ وہ تحریک استحقاق بنے۔ اس کے لئے اور راستے بھی کھلے ہو سکتے ہیں۔ یہ کام ایک سرکاری اہل کار کو نہیں کرنا چاہئے تو اس کی تحریک التوائے کار بھی ہو سکتی ہے کہ ایسی اہم بات ہے جو ایک سرکاری اہل کار یا سرکاری افسر کو نہیں کرنی چاہئے تھی۔ اس کے لئے فوجداری عدالت کے دروازے بھی کھلے ہیں اور دیوانی عدالت کے بھی۔ torts کا قانون بھی بعد میں ان کا مد و معاون ہو سکتا ہے۔ آپ ان کو دیکھیں۔

چوہدری عبدالعزیز ڈوگر : گزارش ہے کہ مجھے کسی قسم کا کام نہ تھا۔۔۔

مسٹر سپیکر : اسمبلی کا کام بھی آپ وہاں نہیں کرنے گئے تھے۔ میں نے آپ کو لکھ کر بھیجا ہے کہ آپ میرے پاس تشریف لائیں۔ آپ اس کو پڑھ لیں۔ میں نے اس پر کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ میں نے آپ سے کہا ہے کہ آپ آئیں اور مجھے بتائیں کہ یہ آپ کی تحریک استحقاق کس طرح بنتی ہے۔ کیونکہ اس سے زیادہ اہم واقعات پر پہلے تحریک ہائے استحقاق آ چکی ہیں۔ پہلی وزارت کے خلاف اور اس وزارت کے خلاف بھی ایسے الزامات لگائے

جا چکے ہیں کہ اسمبلی کا کام روکنے کے لئے اس قسم کی بات کی گئی ہے ، مگر وہ تحاریک استحقاق نہیں بنیں ۔ آپ تو کہتے ہیں کہ آپ سے کوئی افسر ناراض ہو گیا یا اس نے بدتمیزی کی ۔ یہاں ایسے فاضل اراکین موجود ہیں جو گرفتار ہوئے ، حوالات میں رہے اور پھر ضمانتوں پر رہا ہوئے۔ لیکن انہوں نے یہ محسوس نہیں کیا کہ اس سے تحریک استحقاق بنتی ہے ۔ کیونکہ غالباً انہوں نے اس قانون اور ضابطے کو پڑھ لیا تھا ۔

چودھری محمد انور سمہ : میں نے تو اس لئے تحریک نہیں دی کہ آج کل گورنمنٹ کا یہی موڈ ہے تو کوئی بات نہیں ۔ تحریک کیا پیش کرنی ہے ۔

چودھری عبدالعزیز ڈوگر : اس کا مطلب تو یہ ہے کہ کوئی افسر ہمیں گالیاں دے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : اس کے متعلق آپ اب قانون بنائیں ۔ قانون تو مجھے نہیں بنانا ۔ پرولیجز تو اسمبلی کے اراکین نے ہی بنانی ہیں ۔ آپ اپنی پرولیجز بنا لیجئے اگر وہ پرولیج اس میں نہیں آتی ۔ تو یہ پرولیج آپ کے قانون کے مطابق ہو گی ۔

چودھری عبدالعزیز ڈوگر : کوئی افسر بلا وجہ گالیاں دے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا استحقاق ہی نہیں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : میں اس میں آپ کو کیا بتا سکتا ہوں ؟ استحقاق تو وہی ہے ۔ جو کتاب میں دیا ہوا ہے ، آئین میں دیا ہوا ہے ۔ آپ نے یہاں پر پرولیجز کا جو اپنا قانون پاس کیا ہے ۔ اس میں دیا ہوا ہے ۔ ان دونوں میں دیکھ لیجئے ۔ اگر یہ آتا ہے تو اس میں آجاتا ہے ۔ اگر نہیں آتا ہے تو آپ سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی کمی ہے ، کوتاہی ہے یا کوئی خامی ہے ۔ تو اس کو دور کر لیجئے ۔ لیجسلیٹر آپ ہیں ۔ آپ دور نہیں کریں گے تو کون کرے گا ؟ پیر مہتاب احمد شاہ ۔

سید مہتاب احمد شاہ : جناب والا ! میں جناب وزیر خزانہ کو ترقیاتی بجٹ پیش کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ اور اس کے بعد میں چند معروضات پیش کرنی چاہتا ہوں ۔

جناب والا ! بجٹ میں جو فلیٹ ریٹ لگایا گیا ہے ، وہ کم ترقی یافتہ اور پسماندہ ضلعوں کے لئے ادا کرنا مشکل ہے ۔ میرا حلقہ تحصیل لیہ ضلع

مظفر گڑھ ہے ۔ وہاں تھل کے علاقے جب پہلے ہی بہت ٹیکس ہیں ۔ 100 روپے فی ایکڑ ہے ۔ کسان پہلے ہی بہت مشکل سے ادا کر رہے ہیں ۔ پانی کم ہے ۔ لوگوں کے لئے فلیٹ ریٹ ادا کرنا بہت مشکل ہوگا۔ نتیجہ یہی نکلے گا کہ ان کو اپنی زمین بیچ کر یہ فلیٹ ریٹ ادا کرنا پڑے گا۔ اس کے بغیر وہ قطعاً ادا نہیں کر سکتے ۔ تھل میں سیٹلمنٹ کا کام شروع ہے ۔ ستائیس سال سے ٹی ۔ ڈی۔اے کا محکمہ کام کر رہا ہے لیکن ابھی تک کسی کے پاس حقوق ملکیت نہیں ۔ کسی کو پتا نہیں کہ اس کی زمین کہاں ہے۔ قبضہ مالک اور ہے اور کاغذاتی مالک اور۔ اب تک ریکارڈ تیار نہیں کیا گیا ۔ اب جناب وزیر مال نے جو عملہ مقرر کیا ہے ، وہ واقعی بہت بہتر ہے اور میں اس کی تعریف کرتا ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ لیکن ابھی بہت چستی کی ضرورت ہے ۔ ان کو تیز کیا جائے تاکہ لوگوں کے حقوق ملکیت صحیح ہو سکیں ۔ اور وہ لوگ سکھ کا سانس لے سکیں ۔

دوسری عرض یہ ہے کہ تھل کے چکوک میں سرکاری زمین سیٹلمنٹ حکام نے ٹنڈر پر لوگوں کو دی ہوئی ہے ۔ چکوک کا وہ رقبہ غریب لوگوں میں بطور پلاٹ تقسیم کر دیا جائے ۔ میں یہ خصوصاً عرض کرونگا کہ ان لوگوں میں تقسیم کیا جائے جو سیلابی علاقوں میں رہتے ہیں اور جن کے پاس کوئی جگہ نہیں ۔ جب پچھلے دنوں جناب وزیر اعلیٰ وہاں گئے تھے تو ان کی خدمت میں بھی عرض کیا گیا تھا اور انہوں نے حکم فرما دیا تھا کہ سیلاب زدہ علاقے کے لوگوں کو پندرہ ایکڑ تھل میں دیے جائیں اور ان کو پلاٹ بھی دیے جائیں ۔ لیکن ابھی تک اس پر عملدر آمد نہیں ہوا ۔ اس پر غور فرمایا جائے اور ان کی مشکل حل کی جائے۔

تیسری گزارش یہ ہے کہ دریائے سندھ نے کئی نالے بنائے ہیں اور اس کے کٹاؤ کی وجہ سے کافی رقبے بالکل ختم ہو چکے ہیں ۔ اگر ان نالوں کو بند نہ کیا گیا اور ان پر بند نہ باندھے گئے تو لیہ شہر بھی خطرے میں ہے ۔ لیگر نالہ بڑا مشہور نالہ ہے ۔ میں جناب وزیر اعلیٰ کی خدمت میں بھی کئی دفعہ بذریعہ خط عرض کر چکا ہوں کہ اسکی وجہ سے ہزاروں ایکڑ اس وقت تباہ کاری کی زد میں ہیں ۔ فصل ربیع کاشت نہیں ہو سکتی ہے نہ اٹھائی جا سکتی ہے ۔ جو کاشت کر لیتے ہیں وہ اٹھا نہیں سکتے ۔ اس لئے اس پر غور فرمایا جائے۔

میں یہ بھی عرض کروں گا کہ لیہ میں لیڈی ڈاکٹر بالکل نہیں ۔ اس کے لئے چھ ماہ سے میں عرض کر رہا ہوں ۔ اس کا بھی ضرور تقرر فرمایا جائے اور

مجھے جناب وزیر صحت سے یہ گلہ بھی ہے کہ سینئر کلاس سروس میں مظفر گڑھ کا کوئی آدمی نہیں لیا گیا ۔ جہاںتک اس علاقے کا تعلق ہے اس میں سے کوئی آدمی نہیں آیا بے شک میرا آدمی نہ آئے کسی اور ایم پی اے کا جائے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ۔ لیکن مظفر گڑھ سے تو ہونا چاہئیے ۔ جناب والا ! وزیر صحت کی خدمت میں یہ بھی عرض کروں گا کہ لیہ میں نیا ہسپتال بن چکا ہے اور پرانے ہسپتال کو ختم کر دینے کی سکیم ہے ۔ لیکن پرانا ہسپتال بالکل لیہ شہر ہی میں ہے ۔ اگر اسے ختم کر دیا گیا تو لوگوں کو پانچ روپے ٹانگے کا خرچہ کرنا پڑے گا جو غریب لوگ بالکل نہیں ادا کر سکتے ، اس لئے وہ دوسرے عطائیوں کے پاس جاتے ہیں جو ان کی کھال اتار لیتے ہیں ۔ مہربانی فرما کر اس پر غور کیا جائے اور ایک میں یہ بھی گزارش ساتھ ہی کر دوں کہ ایک ایم۔بی۔بی۔ایس یا ایل۔ایس۔ایم۔ایف ڈاکٹر لیہ کو پرانے ہسپتال میں مل جائے تو بڑی مہربانی ہو گی تاکہ غریب لوگ وہاں علاج کرا سکیں ۔

جناب والا ! میں یہ بھی عرض کروں گا کہ لیہ کو ضلعی ہیڈ کوارٹر بنایا جائے۔ لیہ کی آبادی بھکر اور تحصیل کوٹ ادو سے بھی زیادہ اور پھر یہ 1878 میں ڈویژنل ہیڈ کوارٹر رہ چکا ہے ۔ اس وقت اس کی آبادی پانچ لاکھ سے زیادہ ہے ۔ پانچ لاکھ سے قریباً چوبیس ہزار اوپر ہے ۔ رقبہ بھی اس کا سب سے زیادہ ہے اور پھر ضلعی ہیڈ کوارٹر رہ چکا ہے ، اس لئے اس کو ترجیح دی جائے اور بھکر کی بجائے تحصیل لیہ کو ضلعی ہیڈ کوارٹر بنایا جائے بڑی مہربانی ہوگی ۔ یہ عوام کا مطالبہ ہے جو پورا ہو جائے گا ۔ ان گزارشات کے ساتھ میں اجازت چاہتا ہوں ۔ شکریہ۔

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر سید غلام ہلال ۔ میاں محمد رفیع ۔ (فاضل اراکین تشریف نہ رکھتے تھے) مس ناصرہ کھوکھر ۔

مس ناصرہ کھوکھر : جناب سپیکر ! آج پنجاب کے بجٹ پر بحث کا پانچواں اور آخری روز ہے ۔ بجٹ پر کافی بحث ہو چکی ہے اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ پنجاب کا سب سے بڑا ترقیاتی بجٹ ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ میرے خیال میں یہ انقلابی بجٹ بھی ہے ۔ ہماری حکومت کا عوام کے ساتھ وعدہ تھا اور ہم ایک انقلاب کی نوید لے کر آئے تھے ۔ اس لحاظ سے اس بجٹ کو ترقیاتی بجٹ کے ساتھ ساتھ انقلابی بجٹ بھی کہا جا سکتا ہے ۔

جناب والا ! اس سال کے بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس عاید نہیں کیا گیا اس سے عوام میں سکون پیدا ہوا ہے اور انہوں نے سکھ کا سانس لیا ہے ، کیونکہ

بجٹ پیش ہونے سے پہلے ہر طرف یہی تاثر تھا کہ نہ جانے اس مہنگائی کے بعد مزید کتنی مہنگائی ہوگی۔ لیکن اس بجٹ نے یہ ثابت کر دیا کہ اب اور زیادہ قیمتیں نہیں بڑھائی جائیں گی اور کوئی نیا ٹیکس عاید نہیں کیا جائے گا۔

جناب والا! جب میں انقلاب کی بات کرتی ہوں تو بہت سی جبینوں پر شکنیں پڑ جاتی ہیں۔ انہیں اس لفظ سے کچھ الرجی ہے اور انہوں نے ہمارے اس انقلاب کو غلط رنگ دینے کی کوشش کی ہے اور اس ایوان میں اب اسلام اور سوشلزم کی ایک بے معنی سی بحث شروع کی گئی ہے جناب والا! ہمارے منشور میں یہ کہیں نہیں کہ ہم اسلام کی نفی کرتے ہیں یا ہم اسلام کے خلاف کوئی قانون نافذ کریں گے۔ ظاہر ہے کہ ہم میں سے سب سو فی صد مسلمان ہیں اور کوئی بھی مسلمان اس بات پر رضا مند نہیں ہوگا کہ اس ملک یا اس صوبے میں کوئی غیر اسلامی قانون نافذ کیا جائے۔ مسئلہ صرف اقتصادی حل کا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ پنجاب بھر میں کیا بلکہ سارے ملک میں پہلے جو نظام رہا ہے، وہ لوٹ کھسوٹ کا، سرمایہ داری کا اور جاگیرداری کا نظام رہا ہے۔ ہمیں تو اس کے خلاف جدوجہد کرنی ہے اور ہماری لڑائی صرف انہی لوگوں کے ساتھ ہے۔ ہماری اسلام کے ساتھ کوئی تکرار نہیں۔ ہمارا اسلام کے ساتھ کوئی جھگڑا نہیں اور ہم خدا کے فضل سے یہاں سب مسلمان بیٹھے ہیں۔

جناب والا! ہماری بنیادی ضرورت اس وقت میرے خیال میں تعلیم ہے۔ کیونکہ جب کوئی بھی انقلاب لانا مقصود ہوتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ عوام کو پہلے سے ذہنی طور پر اس انقلاب کے لئے تیار کیا جائے۔ انقلاب چاہے معاشی ہو چاہے سیاسی، اس کے لئے ضروری ہے کہ پہلے ذہنی انقلاب لایا جائے۔ تو اس ذہنی انقلاب کی تیاری کے لئے تعلیم جیسی بنیادی ضرورت کو ہمیں سب سے پہلے اپنے خیال میں رکھنا چاہئے۔ اس لحاظ سے تعلیم پر 103 کروڑ روپے جو رقم خرچ کی گئی ہے وہ بالکل مناسب ہے۔ لیکن میں یہاں پر یہ ضرور کہوں گی کہ ہم نے یہ بڑے فخر سے اعلان کر دیا ہے کہ صوبے میں ایک ہزار پرائمری سکول کھولے جائیں گے۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ اس سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ آپ شہروں میں جا کر دیکھئے کہ کے۔ جی کلاسز میں بچوں کو داخلہ کس قدر تکلیف اور کتنی سفارشوں سے ملتا ہے۔ یہاں تک کہ ان کا انٹرویو بھی

لیا جاتا ہے - آپ ذرا اندازہ فرمائیے کہ چار پانچ سال کے بچوں سے آپ کیا توقع کر سکتے ہیں کہ وہ کیا انٹرویو دیں گے - اس لئے ضروری ہے کہ موجودہ سکولوں ہی میں پرائمری کلاس کے بچوں کے داخلے کے لئے توسیع کی جائے - وہاں پر اور کلاسیں بڑھائی جائیں - کون سے وہ بی - اے یا پوسٹ گریجوایٹ میں داخلے کے لئے جاتے ہیں جہاں پر ان کا انٹرویو لیا جاتا ہے - میری رائے تو یہی ہے کہ موجودہ سکولوں ہی میں دو دو تین تین کمروں کی توسیع کر دی جائے - یہ ان کے مطالبات بھی ہیں کہ انہی میں کلاسز بڑھائی جائیں - اس طرح سے موجودہ سکولوں ہی میں یہ سارا انتظام ہو تو زیادہ بہتر رہے گا - انہی سکولوں میں توسیع کر دی جائے یہ مسئلہ کسی نہ کسی حد تک حل ہو جائے گا -

جناب والا ! یہ بھی کہا گیا ہے کہ دو نئے میڈیکل کالج کھولے گئے ہیں اور تعلیم میں فنی اور زرعی نصاب لگا دیا گیا ہے - بڑی خوشی کی بات ہے کہ تعلیم کو اب بامقصد بنایا جا رہا ہے - جناب والا ! میڈیکل کالج لائلپور راولپنڈی میں منتقل کر دیا گیا ہے - لیکن ابھی تک وہاں پر ہوسٹل کے لئے کوئی انتظام نہیں کیا گیا - اس سے پہلے بھی ایک دفعہ گزارش کر چکی ہوں خواتین جن کی آبادی پچاس فی صد ہے ، انہیں میڈیکل کالجوں میں آبادی کے لحاظ سے نشستیں نہیں دی جاتیں اس وقت سارے پنجاب میں خواتین کے لئے صرف ایک فاطمہ جناح میڈیکل کالج ہے - جب یہ نئے دو کالج کھلے تھے تو میں نے اس وقت بھی یہ کہا تھا کہ اس میں سے یا تو ایک خواتین کے لئے مخصوص کر دیا جائے ، یا پھر اس میں کم از کم پچاس فی صد نشستیں خواتین کے لئے مخصوص کی جائیں -

جناب والا ! زراعت کے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ ہماری ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے - ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں اور ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ واقعی زرعی شعبے میں اس سے بھی زیادہ خرچ کرنا پڑے تو اس سے بھی دریغ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ہماری آبادی کا پچاس فی صد حصہ دیہاتوں میں رہتا ہے - دیہاتی علاقوں پر زیادہ توجہ دینے سے وہاں کے لوگوں کا شہر کی طرف آنے کا رحجان کم ہو جائے گا - کیونکہ دیہات سے اکثر وہی لوگ شہروں کی طرف آتے ہیں جنہیں وہاں روزگار مہیا نہیں ہوتا ، یا جن کے لئے تعلیم کا کوئی بندوبست نہیں ہوتا یا جو یہ سمجھتے ہیں کہ دیگر مراعات شہروں میں گاؤں کی نسبت زیادہ ہیں ، اس لئے ہمیشہ سے یہی ہوتا رہا ہے کہ لوگ گاؤں سے شہروں کی طرف آتے

رہتے ہیں۔ اس لحاظ سے زراعت پر جو رقم خرچ کی گئی ہے اس سے ہمیں اطمینان ہے۔

جناب والا! اب میں اپنے علاقے کی چند مشکلات کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں۔ جناب والا! راولپنڈی ڈسٹرکٹ ہسپتال کے متعلق میں نے ایک دفعہ پہلے بھی یہاں ذکر کیا تھا، تو اس وقت بھی وزیر موصوف نے اس کے جواب میں یہ اعتراف کیا تھا کہ واقعی وہ ہسپتال ڈسٹرکٹ کی ضروریات پوری نہیں کرتا۔ وہاں پر عملہ بھی کم ہے نرسیں بھی کم ہیں۔ ہمارا ڈسٹرکٹ ہسپتال، جو آج کل سنٹرل گورنمنٹ ہسپتال ہے، وہ اصل میں ڈسٹرکٹ کی ضرورت کے لئے بنا تھا اور کچھ روز کے لئے ڈسٹرکٹ ہسپتال وہاں پر منتقل بھی کر دیا گیا تھا۔ لیکن نا معلوم وجوہ کی بنا پر اس کو دوبارہ پرانی جگہ پر لایا گیا۔ جناب والا! جو ہسپتال دس سال پہلے ڈسٹرکٹ کی ضروریات پوری نہیں کر سکتا تھا، اب خود ہی غور فرمائیں کہ آج کل کے دور میں اتنی آبادی بڑھنے اور اتنی ترقی ہونے کے بعد وہی ہسپتال کہاں تک ڈسٹرکٹ کی ضروریات پوری کر سکتا ہے۔ اس سلسلے میں میں یہ عرض کروں گی کہ یا تو ڈسٹرکٹ ہسپتال فوراً تعمیر کیا جائے، یا اس میں کمرے بڑھائے جائیں یا پھر اس کو اس کی اصل جگہ پر منتقل کیا جائے۔ جتنی جلدی ہو سکے اس کو سنٹرل ہسپتال کی جگہ پر منتقل کیا جائے۔ جناب والا! سنٹرل گورنمنٹ ایمپلائز کے لئے اسلام آباد میں ایک ہسپتال بن چکا ہے۔ تو اب کوئی جواز نہیں کہ ڈسٹرکٹ کے لوگوں کی تکالیف کا احساس نہ کیا جائے۔ وزیر صحت سے میں درخواست کرتی ہوں کہ وہ ذرا جا کر دیکھیں کہ اس ہسپتال کی کیا حالت ہے اور کتنے لوگوں کو وہاں سے فائدہ حاصل ہو رہا ہے یا کتنے مریضوں کو وہاں پر treatment مل رہی ہے۔ ضروری ہے کہ اس ہسپتال کو وہاں سے شفٹ کر کے سنٹرل گورنمنٹ ایمپلائز کے لئے جو ہسپتال بنا ہے وہاں پر شروع کرایا جائے۔

جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ منڈی بہاؤالدین میں لڑکیوں کا ایک ہائی سکول ہے۔ اس میں سائنس کی کلاسز نہیں ہیں۔ وہاں پر لڑکیوں کا ایک انٹر کالج ہے جہاں ایف۔ ایس۔ سی کی کلاسز ہیں۔ وہاں کی لڑکیاں بھی چاہتی ہیں کہ میڈیکل کالج میں آئندہ داخلہ کے لئے تیاری کریں۔ وہ اسی صورت ممکن ہو سکتا ہے کہ گرلز ہائی سکول میں سائنس کی کلاسز ہوں۔ اس کے بغیر وہ آگے ایف۔ ایس سی میں داخلہ نہیں لے سکتیں۔ یہ اس علاقے

کی لڑکیوں کا مطالبہ ہے ۔ منڈی بہاؤالدین میں سکول تو ہے ! صرف اتنی سی بات ہے کہ وہاں سائنس ٹیچر دی جائے ، لیبارٹری دی جائے اور سائنس کی کلاسز شروع کی جائیں ۔

جناب والا ! اسی طرح سے راولپنڈی میں بہت عرصے سے گریٹر واٹر سپلائی سکیم کا نام سنتے آ رہے ہیں ۔ لیکن ابھی تک چھاؤنی میں بہت سے علاقے ایسے ہیں جہاں پر آج کل کے زمانے میں لوگ پانی کی ایک ایک بوند کو ترس رہے ہیں ۔ لوگ اپنے اپنے علاقوں کی پسماندگی کا بیان ذکر کرتے ہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ میرا علاقہ بھی پسماندہ ہے ۔ میرے خیال میں تو پنجاب میں شاید ہی کوئی حصہ ہو جسے ترقی یافتہ کہا جا سکے ۔ کچھ نہ کچھ مسئلہ ہر ایک علاقے میں ہوتا ہے ۔ میں یہ نہیں چاہتی کہ میرے علاقہ کو پسماندہ قرار دیا جائے اور جتنی developments ہوں ، میرے علاقے میں ہوں ۔ میں سمجھتی ہوں کہ جہاں جہاں پر ضرورت ہو وہاں فوری طور پر توجہ دی جانی چاہئے ۔ اس کے ساتھ ساتھ میں سمجھتی ہوں کہ اگر حکومت کے پاس اتنے فنڈز نہیں اور اتنا خرچ نہیں کر سکتی تو اس سے پہلے بھی یہ ایک تجویز تھی کہ سکولوں میں ڈبل شفٹ کر دی جائے ۔ جناب والا ! بہت سے سکولوں کی کمی ہے جس کی وجہ سے ہر طرف سے یہ مطالبہ ہوتا ہے کہ ہمارے سکولوں کو بڑھایا جائے ۔ آپ نئے سکول کب تک کھولتے جائیں گے ۔ آپ انہی سکولوں سے دھرا فائدہ اٹھا سکتے ہیں ۔ ایک تو ہمارے ملک میں اتنی بے روزگاری ہے اور بہت سارے ٹرینڈ ٹیچرز بیکار پھر رہے ہیں ۔ ان کو نوکری نہیں ملتی ۔ ڈبل شفٹ کرنے سے ایک تو آپ کے سکولوں کی وہی عمارات وہی لیبارٹریز کام میں آ جائیں گی اور دوسرے اساتذہ جو بے روزگار پھر رہے ہیں انہیں بھی روزگار مہیا ہو جائے گا ۔ نئے نئے سکول کھولنے سے یہ مسئلہ اتنی جلدی حل نہیں ہو سکتا جتنا کہ ڈبل شفٹ کرنے سے یہ مسئلہ حل ہو گا ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : مسٹر رؤف طاہر ۔

مسٹر رؤف طاہر : جناب سپیکر ! قائد حزب اختلاف نے اپنی تقریر میں جمہوریت اور بائیکاٹ کا ناطہ جوڑنے کی کوشش کی ہے ۔ آپ جانتے ہیں کہ 1947ء کے بعد 1956ء تک پاکستان میں انگریزوں کے بنائے ہوئے قوانین کے ذریعے سے حکومت ہوتی رہی اور 1956ء سے پہلے ، 1956ء اور 1947 کے درمیان جو نئی صوبائی اسمبلیاں معرض وجود میں آئی تھیں یا جو آئین ساز اسمبلی تھی

جو پاکستان بننے کے بعد معرض وجود میں آئی اس میں بھی حزب اختلاف تھی اور برسراقتدار لوگ تھے اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ ان اسمبلیوں میں اپوزیشن کی کیا حیثیت ہوتی تھی - پہلی آئین ساز اسمبلیوں میں سوائے دو یا تین ممبران کے اپوزیشن کا وجود تک نہ تھا - لیکن انہوں نے کبھی یہ گوارا نہ کیا وہ اسمبلیوں کا بائیکاٹ کریں - حالانکہ ان کے پاس یہ جواز ہو سکتا تھا کہ اس ملک میں انگریزوں کے بنائے ہوئے قانون کے تحت حکومت نہیں ہونی چاہیئے - پاکستان کا آئین بننے کے بعد اگر وہ بائیکاٹ کرتی تو کسی حد تک ان کا سیاسی یا اخلاقی جواز ہو سکتا تھا اس کے بعد 1956ء کا آئین بنا - لیکن اس پر عمل درآمد نہیں ہو سکا - جناب والا ! آپ جانتے ہیں کہ 7 اکتوبر کو آمریت نے پاکستان میں جڑیں پکڑیں اور 1958ء میں اور اس کے چار سال کے بعد پھر ایک نئے آئین کے ذریعے ، جو لوگوں کا نہیں ، ایک شخص کا دیا ہوا آئین تھا ، عوام کے پاس جا کر ووٹ لے کر اسمبلیوں میں پہنچے تھے - وہ فرد واحد کا آئین تھا - جناب سپیکر ! آپ جانتے ہیں کہ 1962ء کے آئین کے بعد مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے مختلف حصوں سے کافی لوگ حزب اختلاف کے بینچوں پر بیٹھے - لیکن انہوں نے اس اسمبلی کا کبھی بائیکاٹ نہیں کیا جو ایک فرد واحد کے تحت قائم ہوئی تھی - حالانکہ ان کے پاس بھی اخلاقی جواز ہو سکتا تھا کہ وہ اسمبلی لوگوں سے براہ راست منتخب ہو کر نہیں آئی ، میری مراد ہے کہ بالغ رائے دہی کی بنیاد پر نہیں آئی - لیکن اب جس آئین کے تحت اسمبلی معرض وجود میں آئی ہے ، وہ فرد واحد کا دیا ہوا نہیں ہے - ان ممبران نے کبھی اس قسم کی روش اختیار نہ کی تھی - آپ جانتے ہیں کہ ان اسمبلیوں کو بجٹ پاس کرنے کی اجازت نہ ہوتی تھی - 90 فی صد بجٹ کی منظوری کے لئے ان اسمبلیوں کے پاس جانے کی ضرورت نہ تھی - لیکن اس کے باوجود حزب اختلاف نے وہ روش اختیار نہ کی جو موجودہ حزب اختلاف نے اختیار کی ہے - قائد حزب اختلاف نے یہ کہا کہ ڈھاکہ میں جو اسمبلی کا اجلاس طلب کیا گیا تھا ہماری پارٹی اس میں شریک نہ ہوئی تھی اور قائد عوام نے اس کا بائیکاٹ کیا تھا - جناب سپیکر ! آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جب اس اسمبلی کا اجلاس بلایا گیا اس وقت اس ملک میں کوئی آئین موجود نہ تھا ، اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ فیڈریشن کے مسلمہ اصولوں کے تحت ایک اکائی کی اکثریت کو تمام اکائیوں پر اکثریت کے بل بوتے پر حکومت کی اجازت نہیں ، اس لئے وہ بائیکاٹ نہ تھا افہام و تفہیم کی راہ تھی - جناب سپیکر ! اس کے بعد جو کچھ مشرقی پاکستان میں ہوا تو انہیں متحدہ محاذ

میں شامل بیشتر جماعتوں نے اس وقت کے حکمران ٹولے سے سازش کی اور وہاں کے الیکشنز کو کالعدم قرار دیا جس میں جماعت اسلامی پیش پیش تھی۔ جناب سپیکر ! آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ کس طرح سے وہاں راؤ فرمان علی کے کے ذریعے سے جعلی طریقہ سے الیکشن کروایا ، جیسے قائد عوام نے اس وقت کہا تھا کہ گنگا رام کے بسکٹ تقسیم کئے گئے ۔ ان الیکشنز کی حیثیت فوج کے ایک ٹولے سے زیادہ نہ تھی ۔ لیکن چونکہ مغربی پاکستان کی ان جماعتوں نے مغربی پاکستان میں قائد عوام کے ہاتھوں جو شکست کھائی تھی اس کو وہ قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھیں ، اس لئے انہوں نے وہاں پر اس وقت کے فوجی حکمران ٹولے کے ساتھ مل کر ایک سازش کی اور قائد عوام کی اکثریت کو جعلی طریقہ سے اقلیت میں بدلنے کے لئے ایک غلط الیکشن پر انحصار کیا ۔ جناب سپیکر ! یہ تاریخ ہے اس متحدہ محاذ کی جس کے تحت یہاں علامہ رحمت اللہ ارشد نے جو قائد حزب اختلاف ہیں بائیکاٹ اور جمہوریت کا ناطہ جوڑنے کی کوشش کی ہے ۔

جناب سپیکر ! آپ سے زیادہ شاید کوئی واقف نہ ہو کہ آخر یہ بائیکاٹ ہے کیا ۔ یہ چیز کہاں سے آگئی ۔ اس کا اسلامی جواز ہے کیا ۔ تاریخ میں کبھی مسلمانوں نے مسلمانوں کا بائیکاٹ کیا ہے ؟ کیا کبھی تاریخ میں ایک آزاد ملک کے باشندوں نے اس طریقے سے ایک دوسرے کا بائیکاٹ کیا ہے ؟ جناب والا ! تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں ۔ ہاں ، بائیکاٹ ہوئے ہیں ۔ بائیکاٹ ہوئے ہیں قومی آزادی لڑنے کے لئے ، بائیکاٹ ہوئے ہیں اپنے نیشنل انٹرسٹس کو بچانے کے لئے ، جیسا جنوبی افریقہ میں ہوا ہے ۔

(اس مرحلہ پر میاں خورشید انور صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اس کے علاوہ سب سے زیادہ بائیکاٹ انگریزوں ، جاپانیوں اور امریکیوں کا ہوا ۔ اس کی دو مثالیں ہیں ۔ انڈیا میں کانگرس نے غیر ملکیوں کا بائیکاٹ کیا ۔ اپنے ہم وطنوں کا کسی نے بائیکاٹ نہیں کیا ۔ جناب سپیکر ! جیسا کہ میں نے شروع میں کہا اس کا اسلام اور جمہوریت میں کوئی جواز نہیں ۔ اگر ہم بائیکاٹ کی تاریخ پر نظر دوڑائیں تو سب سے پہلے بائیکاٹ آئرلینڈ میں ہوا جو اپنے ملک اور زمینوں کے لئے کر رہے تھے ۔ بائیکاٹ کا تصور وہیں سے نکلا ہے ۔ جناب سپیکر ! کیپٹن بائیکاٹ ایک غیر مسلم تھا ۔ میں پوچھتا ہوں کیا وہ کوئی اسلام کا علمبردار تھا ؟ بائیکاٹ کا تصور ایک آئرش تصور ہے ۔ ایک مغربی تصور تھا ۔ یہ اسلام کا تصور ہرگز نہیں ہو سکتا ۔ جناب سپیکر ! جہاں

تک جمہوریت کا تعلق ہے ، میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان جیسے ملک میں جمہوریت اور قومی آزادی کا چولی دامن کا ساتھ ہے ۔ ایسی جمہوریت ہمیں نہیں چاہیئے کہ جس سے پاکستان دو لخت ہوا ۔ یہ آپ نے دیکھا ہے ۔ اس وقت پاکستان کی آزادی ، نیشنل انڈیپنڈنس اور جمہوریت کا چولی دامن کا ساتھ ہے ہم ایسی آزادی جو اس کی قومی آزادی کو ختم کرے یا جس کا نتیجہ یہ ہو کہ پاکستان پھر بٹ جائے نہیں چاہتے ۔

جناب سپیکر ! میں اس وقت اسلام اور سوشلزم کی بحث میں بھی نہیں پڑنا چاہتا ۔ لیکن میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ سیکولرزم نیپ کے منشور میں شامل ہے ۔ جمیعت العلمائے اسلام کے قائد جناب مولانا مفتی محمود صاحب نے تقسیم پاکستان سے پہلے کانگرس کی اور پاکستان بننے کے بعد نیشنل عوامی پارٹی کی حمایت کی تھی ۔ انہوں نے پاکستان بننے کے بعد سیکولرزم کا ساتھ دیا اور نیشنل عوامی پارٹی اور جمیعت العلمائے اسلام نے مل کر فرنٹیر میں کولیشن گورنمنٹ بنائی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو کچھ کرنا چاہتے ہیں ، وہ کوئی جمہوریت کی خدمت نہیں ، بلکہ جمہوریت کو ختم کرنے کی ایک سازش ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے) ۔

جناب سپیکر ! آخر میں میں یہ کہوں گا کہ اگر اس وقت بھی جمہوریت کو ناکام بنایا گیا تو اس کے نتائج بہت خطرناک ہوں گے ۔ اس وقت ملک میں سول گورنمنٹ قائم ہے ، اسمبلیاں اپنا کام کر رہی ہیں میں ان سے ، جو اسمبلیوں پر یقین نہیں رکھتے ، پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر وہ کس قسم کا نظام لانا چاہتے ہیں ۔ کیا وہ سول گورنمنٹ کا تختہ الٹنا چاہتے ہیں ؟ کیا وہ بالغ رائے دہی کی بنیاد پر قائم ہونے والی حکومت کو ختم کرنا چاہتے ہیں ؟ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا جمہوریت سے کوئی تعلق نہیں ۔ در اصل انہوں نے یہ بائیکاٹ جمہوریت کو ختم کرنے کے لئے کیا ہے ۔ جناب سپیکر ! اگر کوئی جمہوری حکومت انڈیا میں ناکام ہو جائے ، اگر کوئی جمہوری حکومت جاپان میں ناکام ہو جائے تو وہاں اتنے خطرات نہیں جتنے اس وقت پاکستان میں موجود ہیں ۔ پاکستان کی بقا ہی اس جمہوریت میں ہے ۔ اس ملک کی بقا ہی قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کے ساتھ ہے ۔ جناب سپیکر ! میں سمجھتا ہوں کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو اور پاکستان ایک چیز کے دو نام ہیں ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : اس سے پہلے کہ چودھری صاحب تقریر کریں ۔ چار وزراء صاحبان نے مجھے تقریر کے لئے اپنے نام دیے ہیں ۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ بمع چیف منسٹر صاحب کے کتنا وقت لیں گے تا کہ میں اس حساب سے وقت کا تعین بھی کر سکوں کیونکہ میرے پاس ابھی 12 نام اور ہیں ۔

چودھری محمد اشرف : جناب سپیکر ! میں آپ کا شکر گذار ہوں کہ آپ نے مجھے دوبارہ ٹائم دیا ۔ میں بھی دوسرے معزز ارکان کی طرح آج اپنے وزیر خزانہ کو مبارک باد پیش کرتا ۔ لیکن وہ صوبے کا وزیر خزانہ ہونے کے ساتھ ساتھ وزیر اعلیٰ بھی ہیں ۔ جناب والا ! وزیر خزانہ ہونے کی حیثیت سے تو میں انہیں مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ لیکن وزیر اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے جو ان پر ذمہ داریاں عائد ہوتی تھیں ، اس لحاظ سے میں مبارک باد پیش نہیں کر سکتا ۔ جناب وزیر اعلیٰ صاحب وزیر خزانہ ہونے کی حیثیت سے پہلے بھی تین بجٹ پیش کر چکے ہیں اور یہ چوتھا بجٹ ہے ۔ میں آج بھی انہیں وزیر خزانہ ہونے کی حیثیت سے مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ جہاں تک وزیر اعلیٰ ہونے کا تعلق ہے ، اس پر ہمیں بہت سے اعتراضات اور اختلافات ہیں کیونکہ بہت سے مسائل جو پنجاب ، ہمارے ملک ، ہمارے علاقے کے لئے اور ہمارے عوام کے مفاد کے لئے ہونے چاہیں تھے ، وہ حل نہیں ہو سکے ۔ جس طرح انہوں نے اس عہدے کو سنبھالنے کے بعد اس پر عمل کرنے کی کوشش کی ہے وہ زیادہ اچھی نہیں ۔

جناب والا ! وزیر اعلیٰ صاحب نے فرمایا کہ ہماری حکومت نے ترقیاتی پروگراموں کا دھارا شہروں کی بجائے دیہاتوں کی طرف موڑ دیا ہے ۔ میں برملا کہنے دینے کو تیار ہوں کہ جب سے میں اس ہاؤس کا ممبر بنا ہوں اس ایوان میں تین بجٹ پیش کئے گئے اور اب چوتھا بجٹ پیش کیا گیا لیکن آج تک میرے علاقے میں صرف 4 لاکھ روپے ترقیاتی پروگراموں پر خرچ کئے گئے ہیں ۔ آپ خود اندازہ کیجیئے کہ چار سالوں میں 4 لاکھ روپے سے سکول بھی کھولے گئے ، سڑکیں بھی بنائی گئیں اور ویٹرنری سنٹر بھی کھولے گئے ۔ اب آپ خود ہی سوچیں کہ 4 لاکھ روپے سے کیا کیا منصوبے پایہ تکمیل تک پہنچ سکتے ہیں ۔ ہم اپنے علاقے میں کیا جا کر کہیں کہ ہمارے چیف منسٹر صاحب نے ، ہماری گورنمنٹ نے ہمارے علاقے کے لئے اب تک کیا کیا ہے ۔ میں موجودہ چیف منسٹر سے ، شائد اب کوئی نیا چیف منسٹر آنے والا ہو ، اس سے بھی میں درخواست کروں گا کہ ہمارے علاقہ کے لئے کوئی ترقیاتی منصوبے بنائیں اور عوام کو تسلی دیں ، خوشی دیں ۔

(قہقہہ)

مسٹر سپیکر : خوشی دینے کا مطلب میں نہیں سمجھ سکا ۔

چوھدری محمد اشرف : جناب سپیکر ! میرا مطلب یہ ہے کہ وہاں کے لوگوں کو بھی احساس ہو سکے کہ ہماری حکومت ہمارے علاقے کے لئے کچھ کر رہی ہے -

جناب والا ! ساہیوال ایک ترق یافتہ ایریا قرار دیا گیا ہے - لیکن وہ صنعتی لحاظ سے مظفر گڑھ ، کیمل پور ، بہاولپور اور ڈی - جی - خان کے تمام پسماندہ علاقوں سے بھی پسماندہ ہے - آج تک وہاں پر کوئی صنعت نہیں لگائی گئی ، حالانکہ بجٹ میں سب سے زیادہ آمدنی ہمارے ملک کو ساہیوال سے ہوتی ہے -

جناب والا ! جہاں تک انجینیرنگ کالج کا تعلق ہے ، 10 سال پہلے وہاں پر ایک کیڈٹ کالج بنایا گیا تھا - اس کے بعد وہ کالج حسن ابدال شفٹ کر دیا گیا اور آج بھی وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ انجینیرنگ کالج بھی ساہیوال سے شفٹ کر دیا جائے گا - میں آپ کو اور تمام دوستوں کو یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ ساہیوال کے نمائندے اور عوام اتنے کمزور نہیں - ہم نے وزیر اعلیٰ اور قائد عوام کو بتا دیا تھا کہ ہم ساہیوال کے نمائندے کسی صورت میں بھی ساہیوال کے ساتھ کسی قسم کی سیاسی ، سماجی ، اور اقتصادی زیادتی برداشت نہیں کریں گے - آپ کو یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ ہم کسی صورت میں بھی وہ انجینیرنگ کالج وہاں سے شفٹ نہیں ہونے دیں گے -

جناب والا ! تین سال ہوئے کہ ہم نے ساہیوال کے لئے سوئی گیس کا مطالبہ کیا تھا - جو بھی منسٹر صاحبان اور وزرائے اعلیٰ صاحبان وہاں تشریف لائے - ہم نے ان سے کئی بار مطالبہ کیا - یہاں ہاؤس میں بھی کئی بار ریزولیوشن پاس کیا گیا کہ ساہیوال کو سوئی گیس دی جائے - لیکن یہ پتہ نہیں کہ آپ کو ساہیوال سے کیوں نفرت ہوگئی ہے - آپ ملتان اور لاہور کے درمیان ساہیوال کو کیوں چھوڑ دیتے ہیں - یہ دوبارہ مطالبہ پیش کرتے ہیں کہ ساہیوال کو لازمی طور پر سوئی گیس دی جائے تا کہ وہاں کے عوام کا یہ دیرینہ مطالبہ پورا ہو سکے -

جناب والا ! جہاں تک تعلیم کا تعلق ہے ، میں اپنی بہن ناصرہ کھوکھر سے اتفاق کرتا ہوں ، کہ مزید پرائمری سکول کھولنے کے بجائے پہلے سے موجود سکولوں میں آپ توسیع کر دیں اور اساتذہ کی تعداد کو بڑھا دیا جائے تا کہ پہلے سے موجود سکولوں کی حالت بہتر ہو سکے - دیہاتوں میں یہ حال

ہے کہ ایک ایک سیکشن میں سو سے زیادہ طلبہ تعلیم پا رہے ہیں اور ایک استاد کے لئے یہ نہایت مشکل ہے کہ وہ ان پر کنٹرول کرے ۔ آپ خود اور جناب وزیر تعلیم صاحب یہ بات سوچ سکتے ہیں ۔

جناب والا ! جناب وزیر اعلیٰ صاحب نے ساہیوال میں یہ فرمایا تھا کہ میں زیادہ سے زیادہ توجہ کواپریٹیو ڈیپارٹمنٹ پر دے رہا ہوں اور اس لئے میں نے اس محکمے کا تمام کنٹرول اپنے پاس رکھا ہوا ہے ۔ میں یہ استدعا کرتا ہوں کہ کواپریٹیو بنک کواپریٹیو ڈیپارٹمنٹ اور اس قسم کی تمام تحریکوں کے لئے نہایت ہی موزوں کام کر رہے تھے ۔ پہلے ان بنکوں کی شہری شاخیں کمرشل کام بھی کیا کرتی تھیں ۔ وہ بنک گولڈ لون دیا کرتے اور ان کے پاس کھاد کا کاروبار بھی تھا ۔ لیکن یہ تمام چیزیں بند ہو جانے سے یہ خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ یہ بنک دن بدن گھاٹے میں جا رہے ہیں ۔ اس لئے میں یہ استدعا کروں گا کہ ان کے لئے اس قرضے کی دو بار اجازت دی جائے ۔ اور کھاد کی تقسیم میں ان کی شرکت کی دوبارہ اجازت دی جائے۔

جناب والا ! جہاں تک زراعت کا تعلق ہے ، وزیر زراعت نے بتایا تھا کہ ہم نئے نئے بیج اور دیگر ادویات زمینداروں میں تقسیم کرنے کے لئے لاتے ہیں ۔ میں ہاؤس کو بتانا چاہتا ہوں کہ تمام نئے بیج غریبوں کو سال کے بعد مہیا ہوتے ہیں ۔ پہلے سال تو وہ وزیروں اور مشیروں میں تقسیم ہوتے ہیں ۔ اس کے بعد یہ بڑے بڑے زمینداروں میں تقسیم ہوتے ہیں اور تیسرے سال پھر ہماری باری آتی ہے ۔ اس لئے میں وزیر زراعت کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ بیج جو باہر سے منگوائے جاتے ہیں ۔ ان میں غریب کسانوں کا بھی کوئی خیال رکھا جائے ۔

جناب والا ! جہاں تک صحت کا تعلق ہے ۔ میں وزیر موصوف سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ زیادہ سے زیادہ بجٹ ہمیں صحت کے لئے دیں ۔ کیونکہ پہلے جو بجٹ صحت کے لئے دیا گیا ہے ۔ وہ ناکافی ہے ۔ آپ دیہاتوں کا حال اچھی طرح جانتے ہیں ۔ میرے حلقے کسرواں میں آج تک کوئی لیڈی ڈاکٹر یا ایل۔ایچ وی، تعینات نہیں ۔ ہسپتالوں میں ڈاکٹر موجود نہ ہوں ۔ تو ہسپتال کا کوئی فائدہ نہیں ۔ ایسے ہسپتالوں کی کوئی ضرورت نہیں ۔ پھر ان کو بند کر دیا جائے تا کہ گورنمنٹ یا عوام کی رقم فضول خرچ نہ ہو ۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اجازت چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مسٹر منور خان ۔

مس ناصرہ کھوکھر : پوائنٹ آف آرڈر سر ۔ جناب والا ! کل اس ہاؤس میں خواتین پر کچھ الزام لگائے گئے ہیں ۔ ایک فاضل ممبر نے اپنی تقریر میں گورنر ہاؤس کی دعوت میں خواتین سے کچھ غلط باتیں منسوب کی ہیں ۔ ہم اس بات پر احتجاج کرتے ہیں ۔ اور یہ درخواست کرتے ہیں کہ جو غیر ضروری باتیں کی گئی ہیں ، اس ہاؤس کی کاروائی سے حذف کر دی جائیں ۔

مسٹر سپیکر : اس مقرر کا نام بھی بتائیں تا کہ میں چیک کر سکوں ۔

چودھری امان اللہ لک : جناب والا ! اس کا نام بتائیں اور پھر وہ الفاظ بھی بتائیں ۔ جو انہوں نے کہے تھے ۔

بیگم آباد احمد خان : جناب سپیکر ! سرور جوڑا صاحب نے کچھ الفاظ کہے تھے ۔ اس وقت صرف میں اور حسینہ بیگم موجود تھیں ۔ یا تو ان کا نام لیں ، یا پھر وہ اپنے الفاظ واپس لیں ۔

چودھری امان اللہ لک : کون سے الفاظ واپس لیں ؟ وہ الفاظ تو بتائیں ۔

مسٹر سپیکر : غالباً کسی فاضل رکن کی طرف سے اس قسم کا oblique reference تھا کہ گورنر ہاؤس میں خواتین نے کھانے پر کچھ حرکات کی ہیں ۔ غالباً اس قسم کے الفاظ تھے ۔ وہ الفاظ کہتے ہوئے انہیں بہت شرم آتی تھی ۔ خواتین کا یہ احتجاج ہے کہ ان الفاظ نے تمام خواتین کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے ۔ یہ پتہ نہیں کہ وہ کیا حرکت ہے ۔ جس کا انہیں ملزم ٹھہرایا گیا ہے ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا : جناب والا ! میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا......

مسٹر سپیکر : مگر آپ نے تو ذکر کیا تھا ۔ یعنی ۔

ذکر جب چھڑ گیا قیامت کا
بات پہنچی تیری جوانی تک

(نعرہ ہائے تحسین)

آپ یہ بات کر کے اب بھاگ تو نہیں سکتے ہیں ۔

بیگم بلقیس حبیب اللہ : جناب سپیکر ! وہ الفاظ واپس لیں تو بات ختم ہو سکتی ہے ورنہ اس خاتون کا نام بتائیں ۔ جس پر انہوں نے یہ الزام لگایا ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو تردید کر رہی ہیں ۔ کہ ایسی بات نہیں ہوئی ۔

بیگم بلقیس حبیب اللہ : پوائنٹ آف آرڈر سر ۔ جناب والا ! میں فاضل ممبر سے یہ کہوں گی کہ انہوں نے ''جنوں" کے نام سے یہ بات ہم پر تھوپ دی ہے ۔ اس لئے میں یہ کہوں گی ۔ کہ اگر بھائی اتنا غیرت مند ہوتا تو یہاں تک بات نہ آتی ۔

مسٹر سپیکر : یہ بات تو نہیں ۔ آپ تائید کرتی ہیں یا تردید ؟

بیگم بلقیس حبیب اللہ : جناب سپیکر ! یہ اس بات کا ثبوت دیں ، یا الفاظ واپس لیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ بھی کسی پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں یا کسی point of personal explanation پر ؟

چوہدری محمد حیات گوندل : جناب والا ! میں point of personal explanation پر ہوں ۔

مسٹر سپیکر : فرمائیے ۔

چوہدری محمد حیات گوندل : جناب والا ! میری عدم موجودگی میں کل سرور جوڑا صاحب نے کہا ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس طرح نہیں کہتے ۔ ''فاضل رکن محمد سرور جوڑا" کہتے ہیں ۔

چوہدری محمد حیات گوندل : جناب والا ! فاضل رکن محمد سرور جوڑا صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا ہے کہ گجرات پیپلز ورکس پروگرام میں 6 لاکھ روپے کا غبن کیا گیا ہے ۔ میں چونکہ گجرات میں ڈسٹرکٹ پیپلز ورکس کا چیئرمین ہوں ، اس لئے میں اس کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے ایک بات آگے بھی کہی تھی ۔ شاید کچھ گرفتاریوں یا ضمانتوں کا ذکر کیا تھا ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا : جناب سپیکر ! جتنا عملہ ہے ، وہ سارا on bail ہے۔ آپ ہمارے سیکرٹری ڈی سی شیخ ذوالفقار علی صاحب سے بھی اس بات کے متعلق دریافت کر سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : مجھے کیا دریافت کرنا ہے۔ دریافت تو آپ نے ہی کرنا ہوتا ہے ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا : جناب والا ! یہ حقیقت پر مبنی ہے اور اس وقت چوہدری محمد حیات گوندل صاحب چیئرمین نہ تھے ۔

چوہدری محمد حیات گوندل : میں آپ کی حقیقت ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ آپ انتظار کریں ۔ جناب والا ! میں تقریباً ایک سال سے ڈسٹرکٹ پبلز ورکس کا چیئرمین ہوں اور اس سے پہلے بھی ڈسٹرکٹ پبلز ورکس کا ممبر تھا ۔ میں یہ گزارش کرونگا کہ اگر گجرات پبلز ورکس میں میری موجودگی میں کوئی غبن ہوا ہے تو وہ میری ذمہ داری ہے ۔ اگر کوئی چھ لاکھ روپے کا غبن ہوا ہے تو میں اسے اپنی جائیداد میں سے پورا کرنے کا ذمہ دار ہوں ۔ اس لئے میں گزارش کرتا ہوں کہ ایک پائی کا غبن پبلز ورکس میں سرور جوڑا صاحب ثابت کریں اور پوری ذمہ داری سے اس ایوان میں بات کیا کریں ، کیونکہ یہ ذمہ دار لوگوں کا ایوان ہے

* * * * * * * * *

* * * * * * * * *

* * * * * * * * *

* * * * * * * * *

* * * * * * * * *

* * * * * * * * *

بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا

چوہدری محمد حیات گوندل : جناب والا ! میں یہی گزارش کروں گا......

مسٹر سپیکر : میں سمجھ گیا ہوں ۔ آپ کا explanation ہو گیا ہے ۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ ایسا نہیں ہے ۔ باقی غالباً personal explanation میں کہنے کی ضرورت نہیں ہوتی کہ وہ کس دنیا میں رہتے ہیں ۔

مس ناصرہ کھوکھر : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! آپ نے اس بات کا کیا فیصلہ کیا ہے ؟ معزز رکن نے جو نازیبا الفاظ استعمال کیے تھے وہ واپس لیں ۔

مسٹر سپیکر : چونکہ آپ نے بھی اور محترمہ (بیگم آباد احمد خان) نے بھی ان کی تردید کی ہے اور ان کی allegation چونکہ specific نہ تھی اس لئے وہ expunge کر دیا جائے گا ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں یہ گزارش کرونگا کہ ابھی ابھی جناب محمد حیات گوندل صاحب نے اپنی personal explanation دی ہے ۔ اس کا ایک حصہ کارروائی سے اس لئے حذف کیا گیا ۔ تو واقعی میں اس بات کی تصدیق کرتا ہوں کہ انہوں نے چوہدری محمد حیات صاحب کا نام نہ لیا تھا ۔ جس وقت ڈسٹرکٹ پیپلز ورکس میں غبن ہوا ہے ۔ عملہ معطل ہے انکوائری شروع ہے ۔ بے شمار سٹاف وہ لگا ہوا ہے ۔ انکوائری میں ثابت ہوتا ہے یا نہیں ہوتا انہوں نے یہ تو نہیں کہا کہ غبن چوہدری محمد حیات گوندل کی موجودگی میں ہوا تھا ۔

مسٹر سپیکر : ان کی personal explanation ہو گئی ۔ اس میں غالباً اس بات کا احتمال تھا ، اور جائز احتمال تھا کہ شاید یہ سمجھا جائے گا کہ ان کی چیئرمین کے زمانے میں ہوا ہے اور انہوں نے اس کی وضاحت کر دی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! سرور جوڑا صاحب کے متعلق جو الفاظ انہوں نے کہے ہیں میں استدعا کروں گا کہ وہ سارے کے سارے واپس لیں ، کیونکہ وہ حد سے تجاوز کر گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : میں یہ الفاظ حذف کرتا ہوں ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا : جناب سپیکر ! میں اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتا لیکن یہ بھی محمد حیات گوندل کو بتاؤں گا ۔

مسٹر سپیکر : "فاضل رکن" کہیے - میں نے انہیں آپ کا نام اس طرح لینے سے منع کیا تھا -

چوہدری محمد سرور جوڑا : جناب والا ! میں فاضل رکن کہوں گا - میں یہ بات بھی آپ کو بتاؤں گا کہ آپ کی چیئرمین شپ میں کتنی کرپشن تھیں -

چوہدری محمد حیات گوندل : جناب والا ! میں یہ کہوں گا کہ اگر یہ ایک پائی کا غبن ثابت کر سکیں تو میں چھ لاکھ روپے جو آپ نے الزام لگایا ہے.........

چوہدری محمد سرور جوڑا : میں نے اس وقت بھی ذکر کیا تھا کہ آپ اس وقت چیئرمین نہ تھے جب یہ چھ لاکھ کی کرپشن ہوئی تھی - میں اب بھی کہتا ہوں کہ اس وقت آپ چیئرمین نہ تھے جس وقت یہ کرپشن ہوئی -

چوہدری محمد حیات گوندل : جناب والا ! اگر میں یہ ثابت کر دوں کہ آپ نے لاکھوں روپے سینما ٹیکس نہیں دیئے تو وہ آپ ادا کریں گے ؟

Mr. Speaker : That is not relevant.

چوہدری محمد سرور جوڑا : اگر ٹیکسوں کی بات ہے تو میں اب بھی کہتا ہوں کہ میں حکومت کو ہر سال پانچ چھ لاکھ روپے ٹیکس دیتا ہوں اور جتنا پراپرٹی ٹیکس ضلع گجرات میں میں دیتا ہوں - میرے خیال میں 16 لاکھ کی آبادی میں شاید ہی کوئی دیتا ہوں - لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ مجھے حکومت کی کچھ رقم ادا کرنی ہے - اگر میں لاکھوں روپے حکومت کو دیتا ہوں اور میرے ذمے کوئی پچاس ہزار روپے ٹیکس تھا یا کوئی واپڈا کا ٹیکس ہے تو وہ قسطوں میں ادا کر رہا ہوں -

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker : The House is called to order.

The House is called to order. یہ دونوں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں
Members may please resume their seats.
یہ جو ساری controversy ہوئی ہے اور مباحثہ ہوا ہے ، یہ آج کی کارروائی سے حذف کیا جائے -

رانا پھول محمد خان : پوائنٹ آف آرڈر - جناب سپیکر ! میں یہ گزارش

کروں گا کہ آپ کے قواعد و ضوابط اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ کوئی رکن کسی رکن کی ذات پر حملہ کرے۔

مسٹر سپیکر : اس لئے میں نے اس کو حذف کرنے کا حکم دے دیا ہے۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا ! آپ بحث کی اجازت نہ دیا کریں۔ آپ کے پاس اختیارات ہیں۔ یا تو آپ ہمیں لڑتا دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اگر کوئی ممبر پیپلز ورکس پروگرام کے متعلق کچھ کہتا ہے تو اس میں ذاتیات نہیں آتیں اور پھر آپس میں ذاتی جھگڑے نہیں ہونے چاہیں، کیونکہ یہ پارلیمانی روایات کے منافی ہے۔

مسٹر سپیکر : رانا صاحب ! میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں۔ بہرحال یہ بحث میری اجازت کے بغیر ہو رہی تھی۔ میں دو فاضل اراکین کو ایک وقت میں اجازت نہیں دے سکتا۔ مس ناصرہ کھوکھر صاحبہ ! میں آپ کی آخری بات نہیں سن سکا کہ آپ کیا کہہ رہی تھیں۔

مس ناصرہ کھوکھر : جناب والا ! وہ تو آپ نے رولنگ دے دی ہے کہ وہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں۔

مسٹر سپیکر : وہ تو میں نے کہہ دیا ہے۔

مس ناصرہ کھوکھر : جناب والا ! وہ اپنے الفاظ واپس لیں جو انہوں نے خواتین کے لئے کہے ہیں۔

مسٹر سپیکر : اصل میں یہ protest تو اسی وقت ہو جانا چاہئے تھا، مگر کسی نے کیا نہیں۔ اب تو میں expung ہی کرا سکتا ہوں۔

مس ناصرہ کھوکھر : جناب والا ! ہم ہاؤس میں موجود نہ تھیں۔ ہمیں یہ بعد میں بتایا گیا کہ معزز ممبر نے اس قسم کی کوئی بات خواتین کے بارہ میں کہی ہے۔

بیگم آباد احمد خان : جناب والا ! اس وقت تصدیق نہیں ہوا تھا۔

چوہدری محمد سرور جوڑا : جناب والا ! اس وقت میں نے تمام بہنوں کے متعلق ذکر نہیں کیا تھا۔ آخر میں ایک مسلمان ہوں اور مسلمان کے گھر پیدا ہوا ہوں۔

مسٹر سپیکر : .No speeches are required آپ withdraw نہیں کر رہے then it is alright

چوہدری محمد سرور جوڑا : جناب والا ! میں withdraw نہیں کر رہا ۔

Mr. Speaker : I have expunged those remarks.
منور خان صاحب ! آپ اپنی تقریر کریں ۔ No speeches are called for

مسٹر منور خان : جناب سپیکر ! میں جناب وزیر خزانہ صاحب کو اس ہاؤس میں یہ بجٹ ، جو کہ مالیت کے لحاظ سے سب سے بڑا بجٹ ہے ، پیش کرنے پر مبارکباد دیتا ہوں لیکن اس کے اندر جو نا انصافیاں اور غلطیاں ہیں وہ میں جناب کی خدمت میں عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں ۔ جہاں تک بجٹ کا تعلق ہے یہ ایک بہت بڑی رقم کا بجٹ ہے لیکن جہاں تک اس کی تقسیم کا تعلق ہے ، میں یہ عرض کروں گا کہ کہاں کہاں اور کس کس حلقے کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے ۔ ایک ایم ۔ پی ۔ اے کے حلقے کو نو کروڑوں روپے دے دیئے جائیں اور دوسرے ایم ۔ پی ۔ اے صاحبان کے حلقوں میں میرا خیال ہے کہ سینکڑوں کا بھی سوال پیدا نہیں ہوتا یہ بہت بڑی ناانصافی ہے ۔ آج سے بہت پہلے جب یہ اسمبلی ظہور پذیر ہوئی اس وقت کے چیف منسٹر اور فنانس منسٹر نے بیٹھ کر کچھ علاقے پس ماندہ قرار دیئے تھے ۔ کچھ ضلعوں کی حالت زار دیکھ کر یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ فلاں فلاں پسماندہ ضلع کی اصلاح کی جائے گی اور اس کو دوسرے ضلعوں کے ساتھ ملایا جائے گا لیکن افسوس کی بات ہے جب سے ہم چلے ہیں اور جو منزل طے کی ہے اس کے ہمیں کوئی آثار نظر نہیں آتے ۔

جناب سپیکر ! میں ضلع کیمبل پور تحصیل فتح جنگ سے تعلق رکھتا ہوں جہاں تک اس ضلع کا تعلق ہے ، پہلے تین سال میں جو مختصر سا کام شروع کیا گیا تھا ، اب چوتھا سال جا رہا ہے ، ہمارا ضلع اسی حد تک محدود رکھا گیا ہے ۔ جو کام شروع کئے گئے تھے ان کو منزل تک پہنچانا گوارا نہیں کیا گیا ۔ جب بھی کوئی وزیر یا وزیر اعلیٰ یا وزیر اعظم صاحب تشریف لے گئے ہم نے کیمبل پور میں پینے کے پانی کے بارے میں ذکر کیا اس میں شک نہیں کہ ہماری حکومت نے چند ایک منصوبے کیمبل پور کے اندر شروع کئے جو ابھی چل رہے ہیں ۔ ان کی تکمیل گوارا نہیں کی گئی اور پنجاب کی ضروریات کو دیکھتے ہوئے ہم حق بجانب ہیں جو منصوبے جاری ہیں ان کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے ۔ کہ کم از کم

مل چکا ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ تھوڑی سی کمی بھی ہے کہ ہمیں پانی نہیں ملتا ۔ ہمیں سوئی گیس ضرور ملنی چاہیئے جو صرف دس بارہ میل کے فاصلے سے گزرتی ہے ۔ میں سمجھوں گی کہ اس طرف فوری توجہ دی جائے گی ۔ اس کے علاوہ رحیم یار خان میں بہت سی مراعات اور ملیں پہلے ہی ہیں اور کچھ اب لگائی جا رہی ہیں ۔ لیکن تحصیل لیاقت پور میں کوئی مل نہیں اور لڑکیوں کے لئے کوئی انڈسٹریل سکول بھی نہیں جو از حد ضروری ہے ۔ میں یہ گزارش کروں گی کہ ان دونوں چیزوں پر توجہ دی جائے ۔

جناب والا ! میں اپوزیشن کے واک آؤٹ کے متعلق یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جب بھی بجٹ میں رقم مخصوص ہوتی ہے تو بہاول پور پبلز ورکس پروگرام کے لئے اس میں سب سے زیادہ حصہ ، میں سید تابش الوری صاحب کا نام لے کر کہوں گی ، کہ ان کے حلقہ نیابت میں خرچ ہو جاتا ہے ۔ باقی شہر منہ دیکھتا رہ جاتا ہے ۔ لیکن پھر بھی سید صاحب کا کشکول خالی ہی رہتا ہے ۔ کیونکہ یہ ان کے الفاظ ہیں ، کہ میرا کشکول خالی ہے ۔ ہمیں کچھ مراعات دینی چاہیں ۔ لیکن میں یہ ضرور عرض کروں گی کہ بہاول پور میں جہاں ان کا حلقہ نیابت ہے ، مثلاً کوثر کالونی ہے ، مہاجر کالونی ہے اور بانگہ بستی ہے ، اس طرح جو بستیاں ہیں ، وہاں مکان اتنے نیچے بنائے گئے ہیں کہ سڑکیں مکانوں کے روشن دانوں تک بنائی گئی ہیں ۔ صرف پیسہ خرچ کرنا مقصود ہے تا کہ آئندہ کے لئے ووٹ مل سکیں ۔ ان کا واک آؤٹ صرف پریس میں دینے یا یہ دکھانے کے لئے ہے کہ ہم خدا پرست اور جمہوریت کے قائل ہیں ۔ لیکن لوگ نہیں مانتے ۔ ہم تو اسمبلی میں بیٹھے ہیں اور اسمبلی میں بات کرتے ہیں ۔ لیکن میں یہ کہوں گی کہ میرے علاقے کی اپوزیشن زیادہ ہے ۔ میں یہ ضرور کہوں گی کہ وہاں کی اپوزیشن کی وہاں ایک تنکے کے برابر بھی اہمیت نہیں ۔ کیونکہ لوگ جان چکے ہیں کہ پہلے کس بنیاد پر انہوں نے ووٹ حاصل کئے ۔ صوبہ نہ بنا جیسا کہ پرائم منسٹر صاحب نے واضح طور پر اعلان کر دیا کہ میری زندگی میں یا میری حکومت میں یہ نہیں ہوگا ۔ اس کے بعد یہ کس بنیاد پر اور کس اعتماد سے وہاں ووٹ مانگنے جائیں گے جب کہ وہ نہ اسمبلیوں کے اندر کام کرتے ہیں اور نہ باہر ۔ صرف دھرنا مار کر پیپلز ہاؤس کے کمروں میں بیٹھے ہیں ۔

جناب والا ! آخر میں میں آپ کی وساطت سے سرور جوڑا صاحب سے یہ کہوں گی کہ انہوں نے اپنے الفاظ واپس لینے سے انکار کر دیا ہے ۔ میں انہیں یہ بتا دینا چاہتی ہوں کہ یہ عورتوں کا عالمی سال ہے اور بیگم نصرت بھٹو

اس عالمی سال میں تمام دنیا میں عورتوں کی نائب صدر مقرر ہو چکی ہیں ۔ اس لئے میں تمام خواتین کی طرف سے درخواست کروں گی کہ ہمارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اور ہم ان پر جناب پرائم منسٹر کے حضور مقدمہ چلائیں گے ۔ اگر وہ اس طرح نہیں مانیں گے تو ہم انہیں مجبور کر دیں گے کہ اپنے الفاظ واپس لیں یا اپنی سیٹ چھوڑ دیں ۔ ہم یہاں اپنی ماؤں بہنوں پر الزام اور ایسی بے ہودہ باتیں سننے کے لئے نہیں آتے ۔ ہمارے بھی خاوند ہیں ، ہمارے بھی بھائی ہیں ، ہمارے بھی باپ ہیں ، ہمارے بھی بچے ہیں ۔ ان کے ان الفاظ سے وہ ہمیں کیا سمجھیں گے ۔ میں آپ کی وساطت سے بار بار ان سے یہ گزارش کروں گی کہ اگر انہوں نے اپنے الفاظ واپس نہ لئے تو جوڑا صاحب ، میں آپ کو بتا دوں کہ ہم زبان کھینچنی بھی جانتے ہیں ۔ ہم زبان کھینچ کر انہیں بتا دیں گے کہ کس طرح کس عورت پر بے ہودہ الزامات لگائے جاتے ہیں ۔ یہ عوامی حکومت ہے اور وزیر اعظم نے ہر ایک کو زبان دی ہے ، ہمارے قائد نے ہر ایک کو کہا ہے کہ تم اپنا حق چھین لو ۔ ہم حق چھیننا جانتے ہیں ۔ جو گندی زبان نکل سکتی ہے ، اس زبان کو کھینچ سکتے ہیں ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ! اس سے پیشتر بھی دو ارکان نے میرے متعلق باتیں کیں ۔ مس ناصرہ کھوکھر صاحبہ نے بھی باتیں کیں ۔ میں نے تو ایسی کوئی بات نہیں کی ۔

مسٹر سپیکر : آپ اپنی تقریر پڑھ لیں ۔ آپ کو یاد نہیں کہ آپ نے کیا کہا ہے ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا : جناب سپیکر ! یہ آپ مجھے ذلیل کر رہے ہیں اور آپ کا اس میں ہاتھ ہے ۔ جب آپ خود کہتے ہیں کہ رولز اور ریگولیشنز کے مطابق کوئی ایسی بات کسی ممبر کے خلاف نہیں ہونی چاہیئے اور آپ سنتے رہتے ہیں اور ان سے کچھ نہیں کہتے ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے خود یہ بات چھیڑی ۔ میرا اس میں کیا قصور ہے ؟

چوہدری محمد سرور جوڑا : میں نے کہاں چھیڑی ہے ؟

مسٹر سپیکر : میں نے تو کہا ہے کہ آپ اپنی تقریر دیکھ لیجئے ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا : میں تو صبح سے یہاں بیٹھا ہوں اور صبح سے خاموش ہوں ۔ میں نے تو کوئی ایسی بات نہیں کی ۔

ہمیں پینے کا پانی تو مہیا کیا جائے۔ یہ بہت افسوس ناک بات ہے کہ ہم بار بار اس بات کو دہرا رہے ہیں۔ ایک طرف تو یہ حالت ہے کہ کئی لوگ کہیں سے کہیں جا چکے ہیں اور ہمارے کیمبل پور کے لوگ پینے کے پانی کے لئے ترس رہے ہیں۔ یہ بہت افسوس ناک بات ہے۔ ایسی حالت میں پنجاب کو ترقی یافتہ کہنا درست نہیں۔ ایک طرف حالت یہ ہے کہ کبھی لاہور یا پنڈی کا رونا روتے ہیں تو ہمیں احساس ہوتا ہے۔ ان شہروں میں رہنے والوں اور ان کے بچوں کے لئے کالج میں تعلیم کے لئے فری بسیں تک سپلائی کی جاتی ہیں۔ اور اسی طرح دیگر سہولتیں ہیں۔ کیمبل پور کو دور افتادہ علاقہ کہنا درست نہیں۔ آپ راولپنڈی اور میانوالی کے کسی کونے کو مد نظر رکھیں تو یہ کتنا بڑا فرق ہے۔ ایسا کہنا کہ راولپنڈی پسماندہ ہے، لاہور پسماندہ ہے۔ ملتان پسماندہ ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے۔ لیکن میں عرض کروں گا کہ جب تک اس فرق کو بند نہ کیا گیا۔ ان لوگوں کو کامیاب زندگی مہیا نہ کی گئی تو میرے خیال میں آنے والے وقت میں کہیں یہ لوگ کچھ اور سوچنے پر مجبور نہ ہو جائیں۔ اس لئے انہیں ان کا حق ملنا چاہئے۔ تحصیل فتح جنگ جو تحصیل ہیڈ کوارٹر ہے۔ وہاں کے لوگ پینے کے پانی کے لئے ترس رہے ہیں۔ اور اگر میل دو میل چار میل دس میل کے فاصلے پر بھی پانی مل جائے تو ہم وہ اپنے سروں پر اٹھا کر لانے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن افسوس تو یہ ہے کہ وہاں قریب ترین پانی کہیں مہیا نہیں ہوتا اور لاہور میں جہاں زمین کھودیں، پانچ چھ گز پر پانی مہیا ہوتا ہے۔ ہمیں تو میلوں تک پینے کا پانی میسر نہیں آتا۔ جو منصوبہ چلایا گیا ہے۔ اس کی رفتار یہ ہے کہ آنے والے لوگ اسے پایہ تکمیل تک پہنچا دیں تو میں نہیں کہہ سکتا، اس دور میں نا ممکن ہے۔ 25 لاکھ کا منصوبہ ہے۔ دو لاکھ پچھلے سال رکھے گئے تھے۔ حالانکہ وزیر اعلیٰ کو میں نے خود جا کر کہا تھا کہ وقت بہت قریب آ رہا ہے۔ اور تو کچھ نہیں، کم از کم لوگوں کے سامنے ایک آدھ بات تو کہہ سکوں کہ آپ کا اتنا کام ہو گیا ہے۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ محکموں کے ہیڈوں سے براہ راست التماس کی۔ اس کے بعد وزیر اعلیٰ اور فنانس منسٹر سے درخواست کی۔ لیکن اس کے باوجود ہمیں دو لاکھ روپے کہیں جا کر نصیب ہوئے۔ یہ بے حد افسوس ناک بات ہے۔ اس کے علاوہ جب وزیر اعظم اور اس سے پہلے وزیر اعلیٰ ہمارے ضلع میں گئے تو میں نے میٹنگ میں درخواست کی کہ ہمارے ضلع کی چار تحصیلیں ہیں۔ فتح جنگ،

پنڈی گھیب ، تلہ گنگ اور کیمبل پور - جہاں تک تعلیمی معیار کا تعلق ہے - ان تینوں تحصیلوں میں بارہ تیرہ ہائی سکول ہیں - لیکن فتح جنگ کی بد نصیب تحصیل میں صرف دو ہائی سکول ہیں - ایک ہائی سکول ایک تحصیل کو پورا کرتا ہے جو ناکافی ہے اور ایک کی عمارت بہت خستہ حالت میں ہے اور وہ ڈسٹرکٹ کونسل کی عمارت میں ہے - آج کی حکومت نے ان کو ہائی سکول نہ بنایا تھا ، بلکہ پہلی حکومتوں نے بنایا تھا اور اس میں دس ہزار روپے لوگوں نے جمع کر کے دیئے تھے - اس کے بعد اس کو ہائی کا درجہ دیا گیا تھا - اس کی عمارت بھی خستہ حالت میں ہے - محکمے کو اس کے بارے میں رپورٹ دے چکا ہوں - کوئی بعید نہیں کہ کسی وقت محکمے کو یہ اطلاع پہنچے کہ اتنے بچے چھت گرنے سے ہلاک ہو گئے ہیں - اس کی حالت ایسی ہے اور دوسرا سکول ہمارا گورنمنٹ ہائی سکول فتح جنگ ہے - اس سکول کے علاوہ تحصیل میں کوئی اور سکول نہیں - باقی چند ایک مڈل سکول ہیں - جن کے بچے پاس ہوئے تو آئندہ داخلے کے لئے ہم وہاں کے ہیڈ ماسٹر صاحب سے ملے - انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس نہ عملہ ہے اور نہ ہی جگہ - ہم تو داخلہ نہیں دے سکتے - وہ لوگ میرے پاس آئے - میں نے جناب ڈائرکٹر صاحب سے راولپنڈی [میں رابطہ قائم کیا تو انہوں نے کہا کہ آپ راولپنڈی میں داخل کرا دیں - آپ حکومت میں ہیں - آپ بندوبست کریں - ہمارے پاس تو اس کے علاوہ اور کوئی بندوبست نہیں - سوائے اس کے کہ آپ انہیں راولپنڈی میں لا کر داخل کرا دیں - اس کے علاوہ کوئی جگہ نہیں - اس کے بعد میں نے جناب وزیر تعلیم کی طرف رجوع کیا - جنہوں نے مہربانی فرمائی - انہوں نے خاص ہدایات دیں - پھر وہاں پر داخلہ ہوا - داخلہ تو ہو گیا - اس میں کوئی شک کی بات نہیں - لیکن ان لوگوں کو جو پریشانی ہوئی اور اور جو تاثر ان لوگوں میں پیدا ہوا اس کی مثال اب میں کیا دے سکتا ہوں کہ کم از کم ڈیڑھ مہینہ تک بچے کبھی اپنے گھر فتح جنگ کبھی پنڈی اور کبھی لاہور - تو یہ بڑی افسوس ناک بات ہے - ان حالات کے تحت میں نے جناب وزیر اعلیٰ سے درخواست کی کہ وہاں کم از کم ایک ہائی سکول ہی دے دیں تو انہوں نے کہا کہ ایک سکول تو کم ہے- ہم دو دے دیں گے - لیکن وہ وعدہ وہیں کا وہیں رہا اور مجھے نہیں معلوم کہ وہ سکول کہاں گیا - وعدہ یہ کیا گیا تھا کہ سپلیمنٹری بجٹ میں ہم اس رقم کو فائنل کریں گے اور سکول کا مسئلہ بھی فائنل کریں گے - میں نے ان دونوں باتوں کے لئے کے لئے خاص طور پر درخواست کی تھی - لیکن درخواست کرنے کے باوجود

وہ وعدہ وعدہ ہی رہا ۔ ہم تو یہی کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ انکی خوش رکھے ، آباد رکھے ۔ یہی ہماری دعا ہے ۔ لیکن چونکہ ہم اس خلقے سے منتخب ہوئے ہیں، اس لئے مجبور ہیں ۔ کام بھی نہ ہو ۔ کام بھی ہم نہ کرا سکیں اور پھر ہم بات بھی نہ کریں تو پھر بھی مشکل ہے کہ ہم جائیں کہاں ۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ جو وعدہ کیا گیا ہے اسے پورا کیا جائے ۔

جہاں تک اس بجٹ کی تقسیم کا تعلق ہے ۔ اس سے پہلے تو میں نے سنا تھا کہ جب کوئی ممبر اپنے علاقے کے مسائل بجٹ تقریر میں سامنے لائے تو ان کی اصلاح کی جاتی ہے ۔ اس کے اگر اس بجٹ میں یہ اصلاح نہ ہو سکے تو اگلے بجٹ میں تو کم از کم ضرور اسے شامل کیا جاتا ہے ۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ ہم چار سالوں سے ان باتوں کو دھرا رہے ہیں ۔ نہ تو اس بجٹ میں کوئی اصلاح کا امکان پیدا ہوا اور نہ ہی اگلے بجٹ میں ہمیں کچھ ملا ۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ وہ کونسا طریقہ ہے ۔ جس پر ہم عمل کرنے سے رہ گئے ہیں کہ ایک طرف تو ایک ایک فاضل ممبر کے حلقہ میں کروڑوں روپے کے حساب سے رقم دی گئی ۔ اب بھی اگر وزیر خزانہ اس بجٹ پر ٹھنڈے دل سے نظر دوڑائیں تو وہ دیکھیں گے کہ ضلع وار کہیں پر تو اتنا پیسہ دیا گیا اور ضلع کی ہر تحصیل میں پیسہ دیا گیا ۔ آخر کون سا پیمانہ ہے ، کون سا طریقہ ہے اسے تقسیم کرنے کا ؟ کیا یہ علاقے کے مطالبات یا ضروریات کو مد نظر رکھ کر دیا جاتا ہے یا کوئی ذاتیاتی بنیاد ہے ؟ ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ یہ کون سا طریقہ ہے ۔ میں تو یہ کہوں گا کہ جناب وزیر خزانہ کو تو اس بجٹ پر نظر دوڑانے کا وقت ہی نہیں ملا ہو گا ۔ ہمارے افسر صاحبان نے مہربانی کی ۔ جیسے بنا دیا ۔ جیسے ان کے ذہن میں آیا ویسے ہی بن گیا ۔ ہو گیا ۔ فائنل ہو گیا اور اس پر عمل شروع ہو گیا ۔ یہ باتیں جمہوری روایات کے بالکل خلاف ہیں ۔ اس اسمبلی کے اوپر پنجاب کے تمام لوگوں کا حق ہے ۔ انہیں اس سے امیدیں ہیں اور وہ حق بجانب ہیں کہ یہاں سے کچھ مانگیں ۔ یہاں سے کچھ لیں ۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ ایک طرف تو آنکھیں بند کر کے اتنا بہایا گیا کہ پیچھے کی طرف دیکھا ہی نہ گیا اور دوسری طرف بالکل ہی نظر انداز کر دیا گیا ۔ یہ بہت ہی افسوس ناک بات ہے ۔ میں تو اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔ باتیں تو اتنی ہیں کہ ہم کرتے رہیں تو یہ ختم نہیں ہوں گی ۔ لیکن چونکہ کوئی فائدہ نظر نہیں آتا ۔ اس لئے میں اپنی تقریر کو یہیں ختم کرتا ہوں ۔ بہت بہت شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : مسٹر منظور حسین جنجوعہ (فاضل رکن تشریف نہیں رکھتے) ۔ بیگم بلقیس حبیب اللہ ۔

بیگم بلقیس حبیب اللہ : جناب سپیکر ! آج بجٹ پر بحث کا پانچواں دن ہے ۔ معزز اراکین نے اپنے اپنے علاقے کے لئے اور مختلف موضوعات پر جو اظہار خیال کیا ہے ۔ اس سے متفق ہونا یا نہ ہونا ضروری نہیں ۔ بجٹ ہر سال ہر ملک میں ضرور آتا ہے اور بجٹ کے دوران ہر ایک کو حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنی اپنی رائے کا اظہار کرے ۔

جناب والا ! یہ چوتھا بجٹ آ رہا ہے ۔ جس کا اگر ہم پہلے سے اب تک کے بجٹوں کا مقابلہ کریں تو وہ پس ماندگی جو پاکستان بننے کے بعد شروع ہوئی تھی اور وہ آخر میں اس حد تک ہم پر حاوی کر دی گئی تھی کہ سارا پاکستان ہی پسماندہ نظر آ رہا تھا ۔ لیکن قائد عوام کی قیادت اور عوامی حکومت میں بجٹ میں ہر سال ترقی کرنے کے بعد آج ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے ملک کے اکثر حصے اس پسماندگی سے دور ہو چکے ہیں اور میں امید رکھوں گی کہ آئندہ بھی یہ دو ہوتی ہی رہے گی ۔

جناب والا! میں وزیر خزانہ کو اتنی بڑی مبارکباد تو نہیں دے سکتی ۔ کیونکہ ابھی تک پنجاب کے اکثر حصے اس پسماندگی کا شکار ہو رہے ہیں ۔ لیکن یہ امید ضرور کروں گی کہ اگر اسی طرح سے بجٹ بنتے رہے اور ہم اسی طرح ترقی کی منازل طے کر کے منزل کو اپناتے رہے تو ہم ضرور ایک بہت بڑی مبارک باد کے مستحق سمجھیں گے اور ضرور مبارکباد دیں گے ۔ لیکن میں انہیں اب بھی خراج تحسین ضرور پیش کروں گی ۔

جناب والا ! اس کے بعد میں اپنے علاقے کے متعلق بھی کچھ کہنا چاہتی ہوں ۔ بہاول پور ڈویژن کی تمام تحصیلوں میں کسی حد تک پس ماندگی دور ہو چکی ہے ۔ لیکن کہیں کہیں ایسی جگہیں بھی ہیں جو اس بات کی مستحق ہیں کہ ان پر غور کیا جائے اور انہیں بھی اس پس ماندگی سے نکالا جائے ۔ جناب والا ! میں یہ گزارش کروں گی کہ بہاول پور میں قائد عوام نے سب سے پہلے اپنا دورہ رکھ کر بہاول پور کے لوگوں کو یہ بتا دیا ہے کہ بہاول پور ڈویژن بھی قائد عوام اور عوامی حکومت کی نظروں سے دور نہیں اور اس دورے کے دوران جو کچھ مراعات یا اس پس ماندگی کو دور کرنے کے متعلق کہا گیا اس پر بہت کچھ عمل درآمد ہو چکا ہے ۔ بہاول پور کو سابقہ سٹیٹ کے علاقے میں تین ملیں لگائی جا رہی ہیں اور یہیں ریڈیو سٹیشن بھی

مسٹر سپیکر : میں اس کو resolve کرتا ہوں ۔

وزیر قانون : میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ فاضل رکن کے ان الفاظ سے کہ اس میں آپ کا ہاتھ ہے اور آپ مجھے ذلیل کروا رہے ہیں ، سارے ایوان کی توہین ہوئی ہے ۔ اگر چیئر پر اعتماد نہیں ۔ یہ الفاظ کہنا ہاؤس کی توہین ہے ۔ اسے کارروائی سے حذف کیا جائے اور ممبر کو مجبور کیا جائے کہ وہ اپنے یہ الفاظ واپس لیں ۔ کیونکہ سپیکر کو کسی صورت میں ایسے القابات نہیں دیے جا سکتے اور نہ کوئی ایسی بات کی جا سکتی ہے ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا : وہ خود ہی کہہ رہے تھے کہ کسی رکن کے کے متعلق ایسی باتیں نہیں کرنی چاہییں ۔

مسٹر سپیکر : میں تو اس بات کا آج بھی قائل ہوں اور ہمیشہ قائل تھا ۔ اور رولز کے مطابق اس بات کا قائل ہوں ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا : جب وہ میرے خلاف باتیں کر رہے تھے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے لوگوں کے خلاف باتیں کی ہیں ۔

ملک محمد اعظم : انہوں نے سارے ایوان کے خلاف باتیں کی ہیں اور ہم ان کی باتیں سنتے رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ خواتین کی بات سننے کے لئے تیار نہیں ۔ اب اس میں کیا کیا جائے ؟ فاضل رکن ٹیپ سن لیں ۔ یا تو انہیں یاد نہیں کہ انہوں نے کل کیا تقریر کی ہے جس پر یہ احتجاج ہو رہا ہے ۔ آپ نے کل خواتین کی بے عزتی کی ہے ۔ میں خواتین کو جواب دینے سے کس طرح منع کر سکتا ہوں ؟ آپ نے اپنے الفاظ واپس لینے سے اس ایوان میں انکار کر دیا ہے ۔ میں انہیں کیسے منع کر سکتا ہوں کہ وہ اپنا استحقاق استعمال نہ کریں ۔ وہ احتجاج کر رہی ہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ آپ ٹیپ سن لیں ۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ آپ کو اس بات کا احساس نہ ہوا ہو کہ آپ نے کل کیا بات کہی ہے ، اس لئے آپ ٹیپ سن لیں تاکہ اگر آپ اس کے بعد یہ سمجھیں کہ وہ الفاظ آپ کو نہیں کہنے چاہئیں تھے تو واپس لے لیں ۔ اس کے باوجود اگر آپ سمجھیں کہ وہ الفاظ آپ کو کہنے چاہییں تھے تو یہ آپ کا اختیار ہے ۔ میں آپ کو منع نہیں کر سکتا ۔

چوہدری محمد حیات گوندل : پوائنٹ آف آرڈر ۔ انہیں ٹیپ سنا دی جائے تاکہ انہیں یقین آ جائے ۔ انہیں جوش خطابت میں معلوم نہیں ہوتا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں ۔ (قہقہے)

چوہدری محمد سرور جوڑا : مجھے معلوم ہے کہ رامے صاحب نے آپ کے بیٹے کو تحصیل دار بنایا ہے ۔ یہ آپ نہیں آپ کے پیچھے کوئی پلے بیک پر بول رہا ہے ۔ مجھے علم ہے کہ رامے صاحب نے آپ کے بیٹے کو جو میرا خیال ہے ۔ ایف ۔ اے پاس بھی نہیں تحصیل دار بنایا ہے ۔ (قطع کلامیاں) مجھے معلوم ہے کہ آپ کے پیچھے کوئی اور آواز بول رہی ہے ۔ میں جانتا ہوں کہ آپ کے پیچھے کوئی بول رہا ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! فاضل رکن غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں ۔ کسی شخص کو جو ایف ۔ اے سے کم تعلیم یافتہ ہو ، نائب تحصیل دار یا تحصیل دار بھرتی نہیں کیا جا سکتا ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا : میں اپنے بھائیوں پر یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ محاذ بنا ہے ۔ میں نے تو جو میرے ایمان میں تھا ' جو باتوں کی ہیں چاہے سچی تھیں یا جھوٹی ، یا میرے اپنے ضمیر کی آواز تھی اگر میں نے کچھ کہا ہے تو ارکان اسمبلی نے بھی جو کہا ہے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ میں نے کسی کے خلاف بات کی ہے ۔

ڈاکٹر غلام ہلال شاہ : جناب والا! ایک معزز رکن کے لئے "بے ہودہ" کا لفظ استعمال ہوا ہے جو غیر پارلیمانی ہے ۔

مس ناصرہ کھوکھر : انہوں نے معزز رکن کے لئے 'بے ہودہ' کا لفظ استعمال نہیں کیا ، بلکہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ "بے ہودہ الفاظ استعمال کئے گئے ہیں" اور ابھی ابھی معزز رکن نے میرا نام لے کر کہا ہے کہ میں نے ان سے متعلق کوئی بات کی ہے ۔ میں نے ان کے متعلق اس ایوان میں نہ کبھی پہلے کوئی بات کی ہے اور نہ آج ۔ البتہ میں نے ان کی بات کا جواب دیا ہے جو انہوں نے ہم خواتین سے منسوب کی ہے جو الزامات انہوں نے لگائے ہیں ۔ میں نے اس کے لئے کہا ہے ۔ میں نے اپنی تقریر میں ان کا کوئی ذکر نہیں کیا ۔

مسٹر سپیکر : یہ ٹیپ آج فاضل وزیر اعلیٰ کی تقریر کے پندرہ منٹ بعد میرے کمرے میں چلائی جائے گی ۔ میں جناب سرور جوڑا اور جو خواتین

اس میں موجود ہونا چاہیں ، انہیں اور وزیر قانون کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ تقریر سن لیں ۔

سید ناظم حسین شاہ : پوائنٹ آف آرڈر ۔ سرور جوڑا صاحب نے جو تقریر کی ہے ، وہ ٹھیک ہے ۔ انہوں نے ضمیر کی آواز بلند کی ہے ۔ بڑی خوشی کی بات ہے ۔ ہر ایک کو اپنے ضمیر کی آواز بلند کرنی چاہئے ، مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ اپنی ضمیر کی آواز بلند کرتے ہوئے دوسروں کو بے ضمیر بنا دیا جائے ۔ سب لوگ یہاں بیٹھے ہیں ۔ آپ کا بھی فرض ہے کہ ہر معزز ممبر کے استحقاق کا تحفظ کریں ۔ یہ کیا طریق کار ہے کہ ایوان کے تمام ممبر کورپٹ ہیں اور ایک شخص ایماندار ہے ۔ جب کسی کے اوپر کورپشن کا الزام لگاتے ہیں تو آپ میں بھی اتنی جرأت کردار ہونی چاہئے ۔ ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا : پوائنٹ آف آرڈر ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : وہ آپ سے پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں ۔ پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آرڈر نہیں ہو سکتا ۔

سید ناظم حسین شاہ : جناب انہیں یہ بھی سمجھا دیں کہ پوائنٹ آف آرڈر پر کون سا نقطہ اعتراض اٹھایا جا سکتا ہے ۔ اگر کسی ممبر کو یہ پورا یقین ہو کہ کوئی فاضل ممبر بدعنوانی کا مرتکب ہوا ہے تو وہ اس کی انکوائری کی ڈیمانڈ کر سکتا ہے ۔ جناب والا ! یہ کیسا طریقہ کار ہے کہ یہاں پر آن دی فلور آف دی ہاؤس کھڑے ہو کر سب کو کہہ دیں کہ یہ corrupt ہیں ، بد عنوان ہیں ، پرمٹ لیتے ہیں ، ٹریکٹر کا لیتے ہیں ، کار کا لیتے ہیں ۔ تو اس لئے میں گذارش کروں گا یہ جو ٹیپ آپ اپنے کمرے میں چلوا رہے ہیں ، یہ اس ہاؤس میں سنایا جائے تاکہ سب لوگوں کو پتہ چل سکے کہ معزز رکن نے کیا تقریر کی ہے ، ان کا کیا نظریہ تھا اور ان کی تقریر کا متن کیا تھا ۔ انہیں خود بھی پتہ چلنا چاہئے کہ انہوں نے کل کیا کہا ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں ۔ فاضل وزیر اعلیٰ کی تقریر کے پندرہ منٹ بعد اس ایوان میں یہ ٹیپ چلایا جائے گا ۔ جو فاضل اراکین چاہیں ، موجود رہ سکتے ہیں ۔ سردار صغیر احمد ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! فاضل وزیر اعلیٰ کے ان ارشادات کے بعد

بلکہ جو گائیڈ لائن اقتصادیات میں ضروری ہے وہ ہم اسلام سے حاصل کریں گے ، اس مسئلے کو بہت زیادہ موضوع بحث بنانا مناسب نہ تھا ۔ لیکن کل کی بحث میں ایک فاضل رکن نے کچھ اس قسم کی بات کہی ہے کہ جیسے جناب وزیر اعلیٰ نے اسلام کے خلاف کوئی بات کی ہو اور اس سوشلزم کی بات کی ہو جو اسلام کے منافی ہو ، جو اسلام کی حدود سے تجاوز کرتا ہو اور اس قسم کا تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ حکومت اسلام کے حق میں نہیں اور اس ملک یا اس صوبے میں ایسا نظام لانا چاہتی ہے جس کا تعلق لادینیت سے ہو - جناب والا ! ایسے الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے کہ نظریہ پاکستان کا اور پاکستان کے لئے قربانیوں کا ذکر کیا گیا ۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ ہم جانتے ہیں کہ پاکستان کے لئے قربانیاں کن لوگوں نے دی ہیں ۔ نظریۂ پاکستان کیا تھا ۔ یہ وہ لوگ جانتے ہیں جن کے ماں باپ بھائی اور بیٹے شہید ہوئے ہیں - جنہوں نے اس ملک کے لئے صحیح معنوں میں قربانیاں دی ہیں انہیں پتہ ہے کہ نظریہ پاکستان کیا تھا اور کیا ہے اور پاکستان کی قیمت کیا ہے اور قائد اعظم محمد علی جناح رح اور اس وقت کے مسلمان اس ملک میں کیا کچھ چاہتے تھے ۔ جناب والا ! اس میں شک نہیں کہ پاکستان ہم نے اسلام کے نام پر حاصل کیا ۔ لاالہ الا اللہ کے نام پر حاصل کیا اس کا مقصد یہی تھا کہ ہم اس ملک میں ایک ایسا معاشرہ اور ایک ایسی معاشرتی زندگی حاصل کرنا چاہتے تھے ایک ایسا معاشرہ قائم کرنا چاہتے تھے جس کی اقتصادیات انصاف پر مبنی ہو - ۔

جناب والا ! آپ اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ ہندو جو اس ملک کے اس برصغیر کی تجارت پر اور اقتصادیات پر چھایا ہوا تھا وہ مسلمان کا استحصال کرتا تھا ۔ جناب والا ! آپ اس دور کے حالات سے ناواقف نہیں پاکستان کی تحریک اور نظریۂ پاکستان کے پیچھے بھی اسلامی سوشلزم کا ہاتھ تھا اور اس ملک کے غریب مسلمانوں نے اس لئے اس تحریک کا ساتھ دیا تھا کہ ہم ایک ایسا ملک چاہتے ہیں جہاں ہم ہندو کے استحصال سے نجات حاصل کر سکیں ۔ ہم ایک ایسے نظام سے جو ہندو نے صدیوں سے قائم کر رکھا تھا ، چھٹکارا حاصل کر سکیں ۔ یہ بات بھی اس تحریک کا ایک حصہ تھی ۔ میں آپ کی وساطت سے اس فاضل رکن سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ 1970 میں جب یہ ن پنجاب کے پاکستان کے مسلمانوں نے اجماع عامہ کے ذریعے ، انتخاب کے ذریعے اس بات کا فیصلہ کیا تھا اور یہ نشست جو میرے فاضل بھائی کو ہمارے فاضل رکن کو اس اسمبلی میں ملی ہے یہ

اس بنیاد پر ملی ہے کہ قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے قوم کو ایک نصب‌العین دیا - جس میں کہا کہ اسلام ہمارا دین ہے اور سوشلزم ہماری معیشت ہے اور جمہوریت ہماری سیاست ہے - جناب والا ! میں جانتا ہوں کہ کتنے فاضل اراکین ہیں جو اس سے پیشتر لوکل کونسلوں کے ممبر منتخب نہ ہو سکتے تھے - یہ قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کی ذات تھی - جس کو لوگوں نے ووٹ دیئے ہیں - جس کو لوگوں نے قبول کیا ہے - جس پر لوگوں نے اعتماد کیا ہے - یہ قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کا منشور تھا - جس میں یہ بات بنیادی طور پر شامل ہے کہ ہماری معیشت اسلام کے خلاف نہیں بلکہ دین کے اندر رہتے ہوئے سوشلزم پر مبنی ہوگی - اگر کوئی آدمی آج قائد عوام کی اعانت سے اس ایوان میں بیٹھ کر سوشلزم اسلام اس منشور اور اس نصیب العین کی مخالفت کرتا ہے - جس کا اس نے عوام کے سامنے چرچا کیا تھا اور جس کے لئے اس نے پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر تقریریں کی توہین تو پھر یہ منافقت ہے - اور کچھ نہیں -

(نعرہ ہائے تحسین)

رائے میاں خان کھرل : پوائنٹ آف آرڈر سر - - - -

مسٹر سپیکر : میں یہ سمجھتا ہوں کہ ظاہری طور پر یہ غیر پارلیمانی لفظ معلوم ہوتا ہے -

وزیر قانون : جناب والا ! "منافقت" غیر پارلیمانی لفظ نہیں یہ لفظ استعمال ہو سکتا ہے - اس کے معنی یہ ہیں کے انسان کے دل میں کچھ ہو اور زبان پر کچھ - - - -

مسٹر سپیکر : ان کا پوائنٹ آف آرڈر ہے - آپ ذرا تشریف رکھیں -

رائے میاں خان کھرل جناب والا ! میرے محترم اور قابل احترام وزیر قانون نے میری کل کی تقریر پر اعتراض فرمایا ہے - - - -

مسٹر سپیکر : پوائنٹ آف آرڈر کریں - ایکسپلینیشن نہیں ہو سکتی -

وزیر قانون : میں نے فاضل رکن کا نام نہیں لیا - ان کا اعتراض داڑھی میں شہتیر کے مترادف ہے -

رائے میاں خان کھرل : جناب والا ! میں نے قائد عوام کے بارے میں کل بھی یہی معروضات پیش کی تھیں کہ جہاں تک ان کے کام کا یا ان کے منشور کا تعلق ہے ۔ میں ان کے ساتھ ہوں ۔ لیکن وہ جو سوشلزم کی انہوں نے بات کی ہے میں اپنے وزیر قانون کی خدمت میں ان کی اطلاع کے عرض کرتا ہوں کہ پنجاب کے عوام اگر ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ۔

وزیر قانون : یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ۔ فاضل رکن نے کل لمبی چوڑی تقریر کی ہے ۔کسی نے مداخلت نہیں ۔ اب انہیں اپنی بات کا جواب بھی سن لینا چاہیئے ۔ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بات ان کے متعلق کہی جا رہی ہے ۔ ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : One cannot stop him from saying.

رائے میاں خان کھرل : پنجاب کے عوام نے مساوات محمدی پر ووٹ دیئے ہیں ۔ اگر سوشلزم کا لفظ شامل ہوتا تو ۔ ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : That you have already said. Law Minister to please continue. Others may resume their seats. That is not point of order.

Chaudhri Muhammad Yaqoob Awan : Point of explanation, if you kindly allow me.

مسٹر سپیکر : تقریر کے بعد ۔ تقریر کے دوران نہیں ۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان : نہیں جناب ۔ اسی کے متعلقہ ہے ۔ میں زیادہ وقت نہیں لوں گا ۔ آپ مجھے اجازت دے دیں ۔

مسٹر سپیکر : فرمائیے ۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان : وزیر قانون نے جو کچھ کہا ہے میں بسر و چشم تسلیم کرنے کے لئے تیار ہوں ۔ لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ ہماری کیبنٹ کے ممبران traditionally اور conventionally ہمیشہ متفقہ طور پر ایک لائن اختیار کرتے ہیں ۔ تو کیا انہوں نے دریشک صاحب سے سوشلزم کے حق میں اس طرح تقریر کرنے کی اجازت لے لی ہے کیونکہ وہ تو اس کو

condemn کرتے ہیں ۔ انہوں نے سوشلزم کی مخالفت کی ہے ۔ بلکہ انہوں نے کہا ہے کہ یہ بالکل فضول بحث ہے ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ انہوں نے تو یہ کہا ہے کہ یہ controversy نہیں ہونی چاہئے ۔

رائے میاں خان کھرل : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! گزارش یہ ہے کہ مجھے 'منافقت' کے لفظ پر اعتراض ہے ۔ فاضل وزیر نے یہ لفظ استعمال کیا ہے ۔ اب مجھے بھی اجازت دی جائے کہ ۔ ۔ ۔ ۔

وزیر قانون : 'منافقت' کا لفظ مجھے استعمال کرنا پڑے گا ۔ جب میرے قول ۔ میرے کردار اور میرے فعل میں تضاد ہو ۔ میں لوگوں سے ووٹ تو اس بات کے لیتا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : میں سمجھتا ہوں کہ شاید یہ لفظ زیادہ سخت ہے ۔

وزیر قانون : سر ! اگر آپ اسے سخت سمجھتے ہیں تو میں اسے نرم کئے دیتا ہوں ۔

خان محمد ارشد خان : آپ اپنے الفاظ واپس لیں ۔

وزیر قانون : میں انہیں واپس لینے کے لئے تیار ہوں ۔

رائے میاں خان کھرل : تیار ہونے کی کیا بات ہے ۔ آپ واپس لیں ۔

مسٹر سپیکر : واپس ہو گئے جی ۔

وزیر قانون : جناب والا ! یہ کسی فاضل ممبر کے لئے مناسب نہیں کہ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : میں نے تو آپ کے اعتراض سے قبل ہی ٹوک دیا تھا ۔

میاں ظہور احمد : جناب والا ! پھر اس کی جگہ کون سا لفظ استعمال ہوگا ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں یہ بات ضرور کہوں گا کہ یہ بات مناسب نہیں کہ ہم عوام کے سامنے جائیں تو اور اس ایوان میں آئیں تو کوئی اور بات کریں ۔ تو اس 'منافقت' کے لفظ کی میں یہ وضاحت کرتا ہوں ۔

رائے میاں خان کھرل : جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ ہم نے عوام سے جو وعدے کئے تھے - ہم ان سے پھر گئے ہیں - منافقت ہم نے نہیں ان لوگوں نے کی ہے -

مسٹر سپیکر : یہ بڑی غلط بات ہے - آپ نے چالیس منٹ تک تقریر کی ہے اور اس دوران کسی نے مداخلت نہیں کی -

رائے میاں خان کھرل : انہیں کہیں کہ غلط بیانی سے کام نہ لیں -

Mr. Speaker : You don't agree with him, that is all. You are entitled to that, but that does not entitle you to make another speech.

وزیر قانون : جناب سپیکر ! افسوس تو اس بات کا ہے کہ جب ہم اسلام کا نام لیتے ہیں تو اسلام کے ساتھ بھی ظلم کرتے ہیں - میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے معاشرے میں اسلام ہی سب سے زیادہ مظلوم ہے - آپ وزیر اعلیٰ کی تقریر نکالیں - اگر اس میں یہ بات درج نہ ہو کہ ہمارا سوشلزم نہ چین سے ہوگا اور نہ رشیا سے ہم تو قرآن کریم سے اپنے لئے راہ ہدایت تلاش کریں گے - مگر اس بات کا ذکر فاضل رکن نے اس طرح اپنی تقریر میں کیا ہے - ایسے سوشلزم کو جو اسلام کے منافی ہے جو لادینیت پر مبنی ہے انہوں نے اس ایوان کو یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ یہاں کی حکومت جو صحیح معنوں میں پیپلز پارٹی کی حکومت ہے جس کی قیادت ذوالفقار علی بھٹو کے ہاتھ میں ہے اور جس کی قیادت ذوالفقار علی بھٹو کا دستور ہے جس کا بنیادی ستون اس کا نصب العین ہے - اس ملک میں لادینیت لانا چاہتی ہے ، حالانکہ ہماری پارٹی کا جزو ایمان ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے ہم کوئی ایسا - - -

رائے میاں خان کھرل :

* * * * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * * * *

Mr. Speaker : This is very unfair. That is no point of order. This is expunged.

---

*بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا -

چوہدری محمد اشرف : پوائنٹ آف آرڈر ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : فرمائیے ۔

چوہدری محمد اشرف : جناب والا ! معزز وزیر نے فرمایا ہے کہ ہم نے ممبران کو عزت نفس دی ہے ۔ ان تمام جذبات و احساسات کا اظہار تو ہم وزیر اعظم تک کر چکے ہیں ۔ ہمیں جتنی عزت نفس دی گئی ہے اس کے متعلق تو تمام لوگوں کو پتا ہے ۔ اس ایوان میں اس کو بیان نہیں کرنا چاہئے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ۔ وزیر قانون ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کا ذکر کر رہا تھا جو اس پارٹی کے قائد ہیں ۔ میں پہلے اپنی مثال دیتا ہوں ۔ میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ اگر میرے پاس اس پارٹی کا ٹکٹ نہ ہوتا تو میں کسی صورت میں بھی اس ایوان تک نہ پہنچتا ۔ آپ اور میں کوئی بھی آدمی ان کرسیوں کا خواب تک نہ دیکھ سکتا تھا ۔ اگر پنجاب میں کچھ طبقات یہ چاہتے ہیں کہ وہ یہاں سابقہ حالات لے آئیں گے اور اس طرح چند خاندانوں کی اس صوبے کی حکومت اور سیاست پر اجارہ داری ہوگی تو وہ خواب غفلت کا شکار ہیں ۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس صوبے کے عوام اب جاگ چکے ہیں ۔ اس صوبے کے غریب عوام ، کسان ، مزدور اور غریب لوگ جنہیں کمی کہا جاتا ہے ، اب وہ باشعور ہو گئے ہیں ۔ اب وہ ان خاندانوں کو ٹھیکہ داری دینے کے لئے تیار نہیں ۔ ہم کسی صورت میں بھی پنجاب کو ان ٹھیکیداروں کے حوالے کرنے کے لئے تیار نہیں ۔ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے ہمیں وہ شعور دیا ہے ۔

ڈاکٹر حاہم رضا : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ! میں وزیر موصوف......

مسٹر ڈپٹی سپیکر : ڈاکٹر صاحب ! میں آپ سے اور باقی تمام معزز اراکین اسمبلی سے یہ اپیل کروں گا کہ جو بھی پوائنٹ آف آرڈر کریں وہ legally پوائنٹ آف آرڈر ہونا چاہئے ۔ اس کو تقریر کا بہانہ نہ بنایا جائے ۔

چوہدری محمد انور سمہ : جناب والا ! اس بات کا فیصلہ تو آپ کو کرنا ہے ۔ کہ آیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے یا نہیں ۔ آپ ہم سے فیصلہ لینا چاہتے ہیں !

مسٹر ڈپٹی سپیکر : میں یہ عرض کروں گا کہ جب سے میں بیٹھا ہوں ، میں نے دیکھا ہے اس ہاؤس میں یہ پریکٹس بنی ہوئی ہے کہ جیسے تقریر کرنی ہوتی ہے پوائنٹ آف آرڈر کہہ کر کھڑا ہو جاتا ہے اور تقریر شروع کر دیتا ہے ۔ جس کو میں یہاں پر بیٹھ کر **condmen** کرتا ہوں ۔ یہ پریکٹس غلط ہے کہ پوائنٹ آف پر تقریر کی جائے ۔

ڈاکٹر حلیم رضا : جناب سپیکر ! میں تقریر نہیں کروں گا ۔ مجھے تو آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے عرض کرنا ہے کہ میں محسوس کرتا ہوں کہ وزیر موصوف جس انداز سے تقریر کر رہے ہیں اور جن ممبران کی طرف ان کا اشارہ ہے وہ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے کہ ان کا تعلق جماعت اسلامی سے ہے یا تحریک استقلال سے ۔ حالانکہ وہ لوگ بھی پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں ۔ وہ لوگ بھی قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت کو تسلیم کرتے ہیں ۔ یہ غلط طریقہ کار ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ۔ وزیر قانون ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں کسی ممبر کی طرف اشارہ نہیں کر رہا ، نہ ہی مجھے یہ حق پہنچتا ہے کہ میں اس ہاؤس کے کسی ممبر کی طرف اشارہ کروں ۔

خان محمد ارشد خان : جناب والا ! کل چوھدری محمد سرور جوڑا صاحب نے تقریر کی تو جو ممبران یہاں موجود تھے ان میں کسی نے بھی اعتراض نہ کیا ۔ لیکن بعد میں جن لوگوں کو پتا چلا ، انہوں نے آج اعتراضات یہاں اٹھائے اور سپیکر صاحب نے یہ فرمایا کہ ٹیپ چلائی جائے گی ۔ لیکن وزیر موصوف ہمارے سامنے غلط بیانی کر رہے ہیں اور ہمیں غلط طور پر ملوث کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اگر کوئی غلط بیانی ہے تو تحریک استحقاق لے آئیں لیکن یہ کوئی طریقہ نہیں کہ آپ ان کی تقریر میں مداخلت کریں ۔ میں افسوس سے کہتا ہوں کہ ممبران کا یہاں.........

(قطع کلامیاں)

مسٹر ڈپٹی سپیکر : پلیز ، پلیز ۔ آپ میری بات سنیں ۔ میں آپ کی مشترکہ پراپرٹی ہوں ۔ (قہقہہ) میں بڑے افسوس کے ساتھ کہہ رہا ہوں

کہ آپ کا یہ رحجان افسوس ناک ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر کی جائے یا کسی فاضل مقرر کی تقریر کے دوران ایسے دیدہ و دانستہ interrupt کیا جائے۔ یہ پارلیمانی روایات کے بھی خلاف ہے۔

Now I would request the honourable member to continue his speech.

چوھدری محمد سرور جوڑا : پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن۔ جناب والا! کل جب میں تقریر کر رہا تھا تو جو میرے بھائی اراکین اسمبلی اس معزز ایوان میں موجود تھے ان کا حافظہ اتنا کمزور تو نہیں ہوگا اور نہ ہی ان کی یادداشت کمزور ہو گی کہ جب میں اپنی تقریر کو wind up کر چکا تو میں نے اپنے بھائیوں کو، اراکین اسمبلی کو مخاطب کیا تھا کہ بھائیو! عزیزو! اور میرے بزرگ بھائیو! آپ قابل احترام ہیں، بھائی ہیں۔ اگر مجھ سے تقریر میں ایسی بات ہوئی ہو جو میں نے غلط بیانی کی ہو تو آپ اس کا برا نہ منائیں۔ جناب والا! اس کے لئے میں نے معذرت کی تھی۔ یہ معافی کا سوال نہ تھا۔ میں اب بھی کہتا ہوں کہ میں کوئی عالم نہیں، نہ منشی فاضل ہوں اور نہ ہی ادیب عالم۔ اور نہ ہی تقریر کرنا میرا پیشہ ہے۔ لیکن مجھے اس بات کا رنج ہے.........

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ ذرا رک جائیں آپ کے اس پوائنٹ آف ایکسپلینیشن کے دوران چوھدری جمیل حسن خان منج نے پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے تو مجھے پہلے ان کے پوائنٹ پر توجہ دینی ہوگی۔ آپ تشریف رکھیں (قطع کلامیاں) رولز کے مطابق جس وقت سپیکر بولتا ہے، اس وقت ممبران کو بات کرنے سے احتراز کرنا چاہئے۔ میں واضح کرتا ہوں کہ اس ھاؤس کی روایات اور اس کا تقدس سب سے بالا تر ہے اور میں.........

مسٹر جمیل حسن منج : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! جناب محمد سرور جوڑا صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر یہ تھا کہ - - - -

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

رانا پھول محمد خان : پوائنٹ آف آرڈر۔ سر میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس ہاؤس کا تقدس برقرار رکھنا چاہئے اس ہاؤس کے تقدس کو ضائع نہیں ہونا چاہیئے۔ یہاں اپوزیشن موجود نہیں تمام ارکان پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایسا رویہ اختیار نہیں کرنا چاہیئے کہ باہر کے لوگ آپس کا تماشہ دیکھیں۔

جناب سپیکر ! آپ اس بات کا خیال رکھیں کہ کوئی وزیر ہو یا اسمبلی کا رکن ، سب کے ساتھ ایک جیسا سلوک کرنا چاہیئے ۔ کیونکہ وزیر صاحب بھی پہلے اس ہاؤس کے رکن ہیں ، بعد میں وزیر جو تقریریں یہاں ہو رہی ہیں ، یہ سوچی دروازے میں ہونی چاہییں ۔ یہاں ان کا کوئی فائدہ نہیں اور آپ ہی کو دیکھنا ہے کہ تقریر متعلقہ ہے یا نہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : رانا صاحب ! آپ تشریف رکھیں ۔ آپ کے پوائنٹ آف آرڈر میں وزن ہے ۔ دوسری بات آپ نے یہ کہی ہے کہ مجھے اس ہاؤس کے تقدس کا خیال رکھنا چاہیئے ۔ تو میں عرض کردوں کہ مجھے اس ہاؤس کا وقار وزراء کے وقار سے زیادہ عزیز ہے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ کوئی فاضل رکن relevant ہے یا نہیں ، اس بات کا میں تقریر سننے کے بعد اندازہ کر سکوں گا ۔

میاں ظہور احمد (لائل پور) : جناب سپیکر ! وزیر قانون نے اپنی تقریر میں ''منافق'' کا لفظ استعمال کیا تھا ۔ سپیکر صاحب نے وہ حذف کر دیا تھا ۔ اسی طرح لودھی صاحب نے فرمایا ہے کہ وزیر قانون صاحب غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں ۔ میری استدعا ہے کہ یہ الفاظ بھی حذف کر دیئے جائیں ۔ کیونکہ وزیر موصوف صاحب اس ہاؤس میں ایک اعلیٰ عہدے پر فائز ہیں ۔

خان محمد ارشد خان : جناب والا ! ''غلط بیانی'' کا جو لفظ استعمال ہوا ہے ، اس میں کوئی ایسی بات نہیں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر ! اس سے پہلے کہ میں اپنی بات جاری رکھوں ، میں یہ وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ میرا اشارہ کسی خاص طرف نہ تھا ۔ میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ تمام ممبران قائد عوام کے ساتھی اور سب ان کے سپاہی ہیں ۔ میں تو ان لوگوں کا ذکر کر رہا ہوں جو 25 سال سے اسلام کا نام لے رہے ہیں ۔ لیکن اسلام کا کام کوئی نہیں کیا ۔ جناب والا ! آپ تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں ، ان لوگوں نے اسلام کا کوئی کام نہیں کیا ، اسلام کی کوئی خدمت نہیں کی ۔ یہ صرف اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے اسلام کا نام استعمال کرتے ہیں ۔ جناب سپیکر ! اسلام میں حقوق اللہ اور حقوق العباد ضروری ہیں ۔ ہمارے حقوق العباد بھی ہمارے منشور کے تابع ہیں ۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس ملک کے لوگوں کو حقوق العباد ادا کرنے پر مجبور کر دیا جائے ۔ اس کو ہم دوسرے لفظوں میں سوشلزم کہتے ہیں ۔ اسلام کا

وزیر قانون: فاضل ممبر میں اتنی جرأت ہونی چاہئیے کہ وہ حقائق سننے کے لئے تیار رہیں۔ جب انہوں نے بات کی ہے تو اس کا جواب بھی سننے کے لئے تیار رہیں۔ ہم نے خندہ پیشانی سے ان کی بات سنی ہے۔

رائے میاں خان کھول: آپ اپنے پارٹی منشور کو چھوڑ گئے ہیں۔ آپ اپنے وعدوں سے انحراف کر گئے ہیں۔

مسٹر سپیکر: Please no polemics. رائے صاحب یہ کوئی طریقہ نہیں۔ آپ نے چالیس منٹ تقریر کی اور کسی نے آپ کی تقریر کے دوران مداخلت نہیں کی۔ یہ بڑی غلط بات ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کم از کم وزیر موصوف کی تقریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایوان میں ایک فرد تو ایسا تھا جو آپ کی تقریر سے متفق نہ تھا۔ لیکن اس کے باوجود آپ کی تقریر کو کسی نے interrupt نہیں کیا۔ وزیر قانون۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ان کی تقریر میں کسی نے مداخلت کی تھی؟ انہوں نے اپنا نام خود لے لیا ہے، ورنہ میں ان کا نام نہ لینا چاہتا تھا۔ میں یہاں ایک جنرل تقریر کرنا چاہتا تھا۔

مسٹر سپیکر: آپ بہرحال پارلیمانی پریکٹس کو ملحوظ خاطر رکھیں۔

وزیر قانون: حضور والا! یہ مجھے بتائیں کہ یہ کہاں کا اسلام ہے جو مسلمانوں کو زمینداروں اور غیر زمینداروں، کمیوں اور لینڈ لارڈوں میں تقسیم کرتا ہے (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب والا! فاضل ممبر کی تقریر کے اقتباسات یہ ہیں کہ ہمیں غیر زمینداروں کی حکومت نہیں چاہئیے۔ ہمیں زمیندار چاہئیں۔ کیا یہ بات اسلام کے منافی نہیں؟ کیا یہ منافقت نہیں؟ میں دوبارہ کہوں گا اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ مسلمانوں کو طبقات میں تقسیم کرے، زمینداروں اور غیر زمینداروں میں تقسیم کرے۔ بات اسلام کی کرتے ہیں اور کرتے ہیں اسلام کی نفی۔ جناب والا! یہ سراسر غلط بات ہے۔ انہوں نے امن عامہ کا ذکر کیا ہے۔ ہم نے کسی کی پگڑیاں نہیں اچھالیں۔ ہم نے کسی ممبر کی بیٹی کا جہیز نہیں لٹوایا۔ ہم نے کسی کے گھر کو آگ نہیں لگوائی۔ ہم نے کسی کی فصلوں کو تباہ نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ فاضل ممبران آزادی کے ساتھ یہاں تقریر کر سکتے ہیں (نعرہ ہائے تحسین)۔

چوھدری محمد انور سمه : جناب والا ! کیا یہ ضروری ہے کہ فاضل ممبر اتنا زور لگا کر تقریر کریں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں سچی بات سننے کے لئے تیار ہوں ۔

چوھدری امان اللہ لک : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! میں وزیر موصوف سے عرض کروں گا کہ جو کچھ وہ بے نوائی کے عالم میں کر سکتے تھے انھوں نے کیا میں اس کی ایک زندہ مثال موجود ہوں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں ایک واقعہ بتانا چاہتا ہوں ۔ جب ان کے بھائی کی اس صوبے میں حکومت تھی تو ان کے خاندان کے ایک معزز فرد کو تھانیدار نے بے عزت کیا ۔ انھوں نے اسمبلی کے ممبران سے اس بات کی استدعا کی کہ ہم حاکم اعلیٰ کے پاس جائیں ۔ میں بھی اس وفد میں شامل تھا ۔ ہم نے جا کر منت کی تو اس کے بعد تھانیدار کو ایک دفعہ معطل کرنے کے بعد صبح کو بحال کر دیا گیا ۔ اس پر فاضل رکن نے کہا کہ ہماری بے عزتی ہوئی ہے ۔ میں نے کہا کہ تھانیدار کو اب یہ کہو کہ ہم نے تمہیں بحال کرایا ہے ۔ عزت بچانے کا یہی ایک طریقہ ہے ۔ جناب والا ! یہ زمیندار حکومت کا کام تھا ۔ فاضل رکن اس وقت احتجاج کرتے تھے اور میں اس میں شامل تھا ۔ دوسری دفعہ میں پھر ان کے ساتھ وزیر اعلیٰ کے پاس گیا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : میں سمجھتا ہوں کہ آپ اپنی تقریر کو پرسنل نہ بنائیں کیونکہ زیر بحث بجٹ ہے ، ممبر نہیں ۔ وزیر قانون ۔

وزیر قانون : جناب والا ! آپ اس صوبے کے حالات سے بے خبر نہیں آپ ایک اعلیٰ منصب پر فائز ہیں ۔ حکومت کی کارگزاری امن عامہ کے متعلق آپ دیکھ سکتے ہیں ۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے ہم نے اس صوبے کے عوام کی عزت نفس کو بحال کیا ہے ۔ ہم نے اس ایوان کے ممبران کی عزت نفس کو بحال کیا ہے ۔ ہم نے لوگوں کو آزادی رائے کا حق دیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ایک گھنٹہ تک لمبی چوڑی تقریر ایک فاضل رکن جس طرح چاہے کر سکتا ہے ۔ جناب والا ! صوبہ میں crisis آئے جن کا تعلق امن عامہ سے تھا ۔ ہم نے جس خوش اسلوبی کے ساتھ انہیں حل کیا اس کی مثال پنجاب کی کسی تاریخ میں نہیں ملتی ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

نام تو ہم 25 سال سے لے رہے ہیں ۔ پرانے مذہبوں میں لوگوں نے اپنا تعلق اللہ تعالیٰ سے پرائیوٹ طریقے سے منسلک کر لیا تھا ۔

مسٹر لذر حسین منصور : پوائنٹ آف آرڈر سر ۔ جناب والا ! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ حقوق العباد جس طرح قرآن حکیم میں آیا ہے ۔ اس کا تحفظ جب ہم یہاں کرتے ہیں تو اس کو سوشلزم کہتے ہیں ۔ جب اس میں کوئی فرق نہیں تو سوشلزم کا نام لینے کی کیا ضرورت ہے ؟

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر : یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر ! میں عرض کر رہا تھا کہ ہمارا تعلق پرانے مذہبوں میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ منسلک کر دیا جاتا تھا ۔ اسلام میں ایسا نہیں ۔ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے ۔ اسلام ایک دین ہے ۔ اس میں پیدائش سے لے کر لحد میں جانے وقت تک کا ذکر ہے ۔ اس میں حقوق اللہ سے زیادہ حقوق العباد کو اہمیت دی گئی ہے ۔ یہ ممکن نہیں ہو سکتا کہ ہم حقوق العباد ادا نہ کریں ۔ ایک آدمی تو نان جویں کے لئے ترستا رہے اور دوسرے آدمی کے کتے بھی ڈبل روٹی کھاتے رہیں ۔ ایک آدمی تو محل میں زندگی گزارے اور دوسرا آدمی سر چھپانے سے بھی رہے ۔ جناب والا ! میں اپنے بھائیوں کے لئے آپ کی وساطت سے عرض کر رہا تھا کہ ہمارے قائد کے بتائے ہوئے چار اصول بھی ہمارا جزو ایمان ہیں ۔ اسلام ہمارا دین ہے ، سوشلزم ہماری معیشت ہے ، جمہوریت ہماری سیاست ہے اور طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں ۔ اگر ہم ان اصولوں پر عمل نہیں کرتے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم اپنے قائد کی قیادت پر اعتماد نہیں رکھتے ۔ ہم اسلام اور سوشلزم کی معیشت پر ایمان نہیں رکھتے ۔ یہ قائد کے دیئے ہوئے اصول ہیں ۔ کوئی بھی آدمی ان کی مخالفت نہیں کر سکتا ۔ اگر کوئی شخص دوسری جماعتوں کی طرح اس کی پارٹی کے اندر مخالفت کرتا ہے تو اس کو منہ کی کھانی پڑے گی ۔ وہ اس ملک میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتا ۔ خاص طور پر اگر قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب ہوں ۔ جناب والا ! 1970ء کے عام انتخابات میں کوئی شخص اپنی حیثیت سے کامیاب ہو کر نہیں آیا ، بلکہ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب اور پارٹی کے منشور کی وجہ سے کامیاب ہو کر آئے تھے ۔ میں آپ کو اپنے متعلق ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں کہ وہاں کے کچھ ان پڑھ لوگ الیکشن رزلٹ

کے بعد کہنے لگے کہ ہم نے تو ووٹ بھٹو کو دیے تھے یہ سردار صغیر احمد کسی طرح سے کامیاب ہو گیا ۔ جناب والا ! ہمیں حقیقت کو تسلیم کرنا چاہیئے ۔ ہمیں قائد پر مکمل اعتماد کرنا چاہیئے ۔ اگر ہم ان کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل نہیں کرتے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم امانت میں خیانت کر رہے ہیں ۔ عوام سے دھوکہ کر رہے ہیں ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم اپنا کام خوش اسلوبی سے سر انجام نہیں دے رہے ۔ جناب والا ! قائد ایک ہے ۔ قائد کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا میری پارٹی کا ایک قائد ہے ۔ اختیارات ہمارے پاس ہیں اور ہمیں معلوم ہے کہ یہ اختیارات ہمیں کس کی وجہ سے ملے ہیں ۔ اگر ہم اپنا فرض خوش اسلوبی سے سر انجام نہیں دیں گے تو یہ بھی اسلام کے نزدیک نہیں ۔ اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا ۔ اسلام میں خیانت نہیں ۔ اسلام سختی سے ان چیزوں کو منع کرتا ہے ۔ اسلام کہتا ہے کہ کسی کی امانت میں خیانت نہ کرو ۔ جناب والا ! میرے ان بھائیوں کو بھی اسلام سے میری طرح ہمدردی ہے ۔ مجھے بھی امید ہے کہ یہ لوگ اپنا فرض خوش اسلوبی سے نبھائیں گے اور اپنے فرض کو پورا کریں گے ۔

جناب والا ! اس حکومت کے دور میں پنجاب میں 18 لاکھ ایسے خاندان ، ایسے کنبے اور ایسے انسان ہیں جن کے پاس اپنے رہائشی مکان کے لئے زمین نہیں ۔ یا جن مکانوں میں وہ رہتے تھے وہ مکانات اور ان کی زمین ان کی اپنی ملکیت نہ تھی ۔ جناب والا ! تکلیف اس بات کی ہے کہ ابھی چند آستینوں میں بت باقی ہیں ۔ جیسے ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کہتے ہیں ، جب ہم انہیں کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ہاتھ اٹھا کر "اللہ اکبر" کہو تو انہیں اپنے بتوں کے گرنے کا خطرہ نظر آتا ہے ۔ جناب والا ! یہ بت اب گر رہے ہیں اور یہی انہیں سب سے بڑی پریشانی ہے ۔ میں آپ کو اس کی تاریخ بتاتا ہوں ۔ جو رہائش سہولیات پنجاب میں ہماری موجودہ حکومت پنجاب نے بے گھر عوام کو دی ہیں ، ان ایک کروڑ انسانوں کی تاریخ ہندوں اور آریوں بلکہ اس کے بعد انگریزوں کے زمانے میں کیا تھی ؟ ہمارے ہاں دیہات میں یہ رواج تھا کہ جو شخص زرعی زمین کا مالک تھا ، جو شخص شاملات دہ میں حصہ دار نہ تھا ، اگر وہ گاؤں میں رہائش رکھتا تھا اور صدیوں سے اس نے اپنی گرہ سے مکان بنایا ہوا ہوتا تھا تو وہ اپنے مکان کی زمین کا مالک نہ ہوتا تھا ۔ اس لئے شرط واجب العرض میں یہ لکھا ہوا تھا کہ اگر یہ شخص نقل مکانی کرنا چاہے تو اپنا ملبہ اٹھا سکتا ہے ، اپنے مکان کو بیچ نہیں سکتا ۔

پنجاب سے تعلق رکھنے والے سارے فاضل اراکین جانتے ہیں کہ پنجاب ایک کروڑ انسان ایسے بستے ہیں - جو اپنے مکانوں کی زمینوں کے مالک نہیں - اس کا اثر کیا تھا ؟ وہ لوگ زمینداروں کی رعیت کہلاتے تھے اور ہم زمیندار انہیں رعیت کہنے میں فخر محسوس کرتے تھے - جناب والا ! ہم ان کے مال مویشیوں کا بوٹ تک اپنی زمینوں میں ڈالتے تھے - ہم ان سے بے گار لیتے تھے اور انہیں گالیاں دیتے تھے - ہم نے اللہ کی اس مخلوق کو جسے ہم مسلمان کہتے ہیں اور جس کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں - ہم نے ایسے ایسا مسلمان بنایا ہوا ہے - جناب والا ! یہ ہمارے اس اقتصادی نظام ہی کا ایک حصہ ہے جو کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں پیپلز پارٹی نے انقلاب شروع کیا ہے - ہم نے انہیں ان کے مکانوں کی زمینوں کا مالک بنایا ہے - اس سے بعض لوگوں کو بڑی تکلیف ہوئی ہے - وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ انہیں یہ رعیت نہ ملے گی - میں نے اپنی تقریر کے آغاز میں ذکر کیا تھا کہ نظریہ پاکستان میں بھی یہی بات بضمر تھی - جناب والا ! وہ طاقتیں جو کہ آج اقتصادی نظام کی مخالفت کرتی ہیں ، انہوں نے پاکستان کی بھی مخالفت کی تھی - انہوں نے مسلمان ہوتے ہوئے ، خود کو اسلام کا دعویدار کہتے ہوئے اور چند نام نہاد علما کو اپنے ساتھ ملاتے ہوئے پاکستان کی مخالفت کی تھی - انہوں نے اس وقت پاکستان کی تحریک کو بھی حرام قرار دیا تھا - قائد اعظم کے خلاف فتوے دیئے گئے تھے - اس میں شک نہیں کہ وہ لوگ بھی اسلام ہی کا نام لیتے تھے - وہ نہ چاہتے تھے کہ یہ خطہ زمین پاکستان کی شکل اختیار کر لے - جناب والا ! وہ کون لوگ تھے ؟ وہ یہی جاگیر دار تھے - وہ یہی لوگ تھے جنہوں نے انگریزوں کے ساتھ مل کر پنجاب کی زمین پر قبضہ کیا تھا - وہ وہی لوگ تھے جو اپنے آپ کو یونینسٹ کہلاتے تھے - یہ لوگ اول تو انگریزوں کو جانے نہ دینا چاہتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر انگریز جائیں تو ہمیں متحدہ ہندوستان کے ساتھ رہنا چاہئے - ان کے ساتھ اسلام کے وہ نام لیوا بھی تھے جو اپنے آپ کو جید کہلاتے تھے اور یہ لوگ اسلام کے بڑے دعویدار تھے - یہ لوگ شکل و صورت سے مسلمان تھے - ان کے ساتھ وہ لوگ تھے جو پاکستان اور نظریہ پاکستان کی مخالفت کرتے تھے - وہ کیوں کرتے تھے ؟ اس لئے کہ وہ لوگ سمجھتے تھے کہ پاکستان بننے کے بعد ہمارے مفادات کی حفاظت نہیں ہو گی - وہ سمجھتے تھے کہ اگر صحیح پاکستان بنا ، اس میں صحیح اقتصادی نظام رائج ہوا تو ہمارے مفادات کی حفاظت نہ ہو گی - اس لئے وہ لوگ مخالفت کرتے

تھے - آج بھی جب ہم ان غریب دیہاتیوں کے ان بے گھر لوگوں کو مکانات دینا چاہتے ہیں تو اس بات کی مخالفت ہوتی ہے - لیکن اس مخالفت کی پروا کئے بغیر یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس اقتصادی پروگرام پر سختی سے عمل کریں گے اور صحیح معنوں میں اس ملک میں ایک اسلامی معاشرہ بنائیں گے - ہم تمام لوگوں کو چھوٹے یا بڑے زمیندار کی تخصیص کئے بغیر بھائی بھائی کی حیثیت دیں گے اور ہمیں یہ حیثیت دینا ہو گی - (نعرہ ہائے تحسین) - اگر کوئی شخص اس کے لئے تیار نہیں تو میں اسے یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو نے انہیں ایک ایسا نسخہ بتا دیا ہے کہ وہ اپنی حیثیت آپ سے زبردستی چھین لیں گے اور آپ انہیں کسی صورت میں بھی اس سے روک نہیں سکتے - یہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے جو میرے قائد نے ہمارے ملک میں سر انجام دیا ہے - انہوں نے لوگوں کو یہ شعور بخشا ہے - - -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! پوائنٹ آف آرڈر - وزیر قانون صاحب بے گھر لوگوں کے بارے میں جو واقعات بیان کر رہے ہیں ، وہ بالکل بے بنیاد ہیں - - -

مسٹر سپیکر : وہ ایک تقریر کر رہے ہیں اور بیان دے رہے ہیں - یہ آپ کی مرضی ہے کہ آپ اس سے اتفاق کریں یا نہ کریں - یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں -

وزیر قانون : جناب والا ! ہم نے پنجاب میں ایک کروڑ افراد کو مفت مکانات دیئے ہیں -

مسٹر سپیکر : فاضل اراکین سے استدعا ہے کہ ایک وقت میں ایک آدمی بولے - انہوں نے کچھ اعداد و شمار بیان کئے ہیں - آپ اس سے اتفاق نہیں کرتے اور اسے مبالغہ سمجھتے ہیں -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! یہ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں - واقعات اور حالات کچھ اور ہیں - جو قائد عوام کا کارنامہ بیان کیا جا رہا ہے - یہ غلط ہے - - -

وزیر قانون - جناب والا ! جن کے دلوں پر مہر لگ جائے - وہ کسی صورت میں بھی راضی نہیں ہوتے - اقتصادی انصاف آ کر رہے گا - چاہے کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے ، اور انہیں اسی طرح قبول کرنا ہوگا - لیکن یہ

زبان سے ہاں نہیں کہیں گے ۔ بہت سے لوگوں نے رسالت مآبؐ کے زمانے میں محض ضد کی بنا پر ہاں نہ کہی ۔ حالانکہ وہ سمجھتے تھے کہ بات سچی ہے تسلیم کر لینی چاہئے لیکن ساتھ یہ بھی کہتے تھے کہ اس میں ہماری توہین ہے ۔ اس لئے وہ ہاں نہ کرتے تھے ۔ ایسے لوگ آج بھی معاشرے میں موجود ہیں ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : I have not allowed such controversy. Please continue with your speech.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں سردار صاحب کی غلط بیانی کی ایک مثال پیش کرتا ہوں ۔ جناب بریگیڈیر صاحب جانتے ہیں کہ میرے علاقے میں سندات تقسیم کی گئیں ۔ لیکن اب وہ ان سے واپس لے لی گئی ہیں اور سردار صاحب کے ذاتی علم میں یہ واقعات ہیں ۔ ۔ ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں نے اعلان نہیں کیا کہ یہ کام مکمل ہو گیا ہے اور فاضل ممبر نے جو شکایت کی ہے ، میں نے اس کا سدباب کر دیا ہے ۔ بحیثیت ایک منسٹر کے یہ میری ذمہ داری ہے کہ کسی فاضل رکن پنجاب کے کسی شہری کی طرف اگر کوئی شکایت موصول ہو تو میں اس کا سدباب کروں ۔ میں فاضل ممبر کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ خود بریگیڈیر صاحب نے مجھ سے یہ شکایت کی تھی اور میں نے اس کا سدباب کر دیا ہے ۔ انشا اللہ تعالیٰ انہیں پلاٹ دیئے جائیں گے اور مناسب جگہ پر دیئے جائیں گے ۔ میں یہی بات تو کر رہا ہوں ۔ ہم سب کو کوشش کرنی چاہئے کہ اس پروگرام پر سختی اور دیانتداری سے عمل کریں ۔

چوہدری امان اللہ لک : شکریہ جناب والا !

مسٹر سپیکر : انہوں نے اس بہانے آپ سے بہت commitment لے لی ہے ۔ جہاں ان فاضل اراکین نے آپ کو interrupt کیا ہے ۔ وہاں میں بھی آپ کو تھوڑا سا interrupt کرتا ۔ آپ کتنا وقت اور لینا چاہتے ہیں ؟

وزیر قانون : جناب والا! آپ جتنا وقت دیں گے ۔ میں ضد تو نہیں کرتا ۔

مسٹر سپیکر : میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ گیارہ بجے ختم کر لیں ۔ کیونکہ ابھی مزید 13 ممبران کو بولنا ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! اگر آپ چاہیں تو میں پہلے ختم کر دوں گا.

جناب والا ! یہ عرض کر رہا تھا کہ پنجاب کی موجودہ حکومت نے اس مسئلے کو پہلی دفعہ حل کیا ہے ۔ میں ان لوگوں کا ذکر کر رہا تھا جو نظریہ پاکستان کے خلاف تھے ۔ وہ لوگ آج بھی مخالف ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ کوئی تبدیلی نہ آئے ۔

جناب والا ! جب انگریز اس ملک میں آئے اور انہوں نے کالونی ایریا کو آباد کیا تو انہوں نے ایک ایکٹ "ایکٹ کالونی" کے نام سے پاس کیا ۔ انہوں نے اس میں یہ شق رکھوائی کہ جس شخص کو زرعی زمین کی گرانٹ نہیں ملتی ہے ۔ وہ رہائش کے لئے احاطہ داخل نہیں کر سکتا ۔ اگر اسے احاطہ حاصل کرنا ہوگا تو اسے کسی نہ کسی زمیندار کے احاطے میں رہائش اختیار کرنا ہوگی تا کہ وہ دوسری پرانی آبادیوں کی طرح غلام اور رعیت بن جائے ۔ انہوں نے انگریزوں کو بھی یہ پٹی پڑھائی تھی کہ اگر آپ خوش اسلوبی کے ساتھ ان عوام پر حکومت کرنا چاہتے ہیں تو ہم آپ کو طریقہ بتاتے ہیں ۔ وہ یہ کہ ان لوگوں کو مکان کی زمین کی ملکیت نہ دی جائے ، ورنہ ان کی عزت نفس بحال ہو جائے گی ۔ یہ اپنے آپ کو برابر کا شمار کرتے رہیں گے ۔ انہیں زمیندار اور جاگیردار کا خوف نہیں رہے گا اور اس طرح سے آپ کی حکومت نہ چل سکے گی ۔

جناب والا ! یہ کالا قانون 1912ء میں پاس ہوا ۔ اسی صدی میں پاس ہوا تھا ۔ افسوس کی بات ہے کہ پاکستان بن گیا ہے ۔ میں ڈھول بجا کر اسلام کا نام لینے والوں سے سوال کرنا چاہتا ہوں کہ آیا 25 سال تک انہوں نے کوئی غور کیا کہ اللہ کی زمین میں ان ایک کروڑ افراد کا بھی کوئی حق ہے ؟ کم از کم صدیوں سے یہ قبیلے آباد ہیں ۔ محنت مزدوری کرتے ہیں اور زمین کا سینہ شق کر کے اناج پیدا کرتے ہیں ۔ ان کے لئے رہائش کا بندوبست کیا جائے ۔ جناب والا ! پاکستان میں کسی بھی حکومت نے جو اسلام کی دعویدار ہے ، کبھی ایسا کام کرنے کی کوشش نہیں کی یہ قائد عوام کی قیادت میں جناب محمد حنیف رامے کی حکومت کو یہ شرف حاصل ہوا ہے کہ اس نے پہلی مرتبہ پنجاب کے ایک کروڑ عوام کو مالکانہ حقوق دیئے ہیں اور ان کی عزت نفس بحال کی جا رہی ہے ۔ انہیں زمینداروں کے چنگل سے ہمیشہ کے لئے نجات دلائی جا رہی ہے ۔ یہ اس حکومت کا بہت بڑا کارنامہ ہے جس کے لئے جناب ذوالفقار علی بھٹو نے مجھے ذاتی طور داد دی ہے اور مجھے اس بات پر فخر ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

جناب والا ! دوسرا سوال محکمہ رجسٹریشن کے متعلق تھا ۔ یہ میرا محکمہ ہے ۔ اس کے متعلق ممبران نے ملے جلے تاثرات کا اظہار کیا ہے ۔ کچھ فاضل اراکین نے اس کو سراہا ہے کہ اس صوبہ میں رجسٹریشن کا قانون لازمی ہونا چاہئیے ۔ کچھ ممبران نے اعتراض کیا ہے کہ اس سے عوام کو تکلیف ہوگی ۔ جناب والا ! ہم حقائق کا صدق دل سے جائزہ لیتے ہیں ۔ ہم کسی بات کو عزت کا مسئلہ نہیں بناتے ۔ میں اس بات کو محسوس کرتا ہوں کہ جب ہم نے اس فیصلے کو اس صوبے میں نافذ کیا تو اس کے لئے ضروری تھا کہ کچھ اور اقدامات کئے جاتے ۔ تاکہ اس سے لوگ صحیح طور پر استفادہ حاصل کر سکیں ۔ لیکن یہ فیصلہ اپنی جگہ درست اور مستحسن ہے ۔ چنانچہ اس بجٹ میں ، جیسا کہ آپ نے محسوس کیا ہوگا ، پہلی مرتبہ کسی حکومت نے ٹیکس میں کمی کی ہے تو وہ بھی اس بجٹ میں موجود ہے کہ سٹیمپ ڈیوٹی پچاس روپے ہزار سے گھٹا کر تیس روپے ہزار کی گئی ہے sales کے سلسلے میں تملیک ، ایکسچینج ہبہ اور اس قسم کے انتقالات کے لئے ، پارٹیشن کے لئے ، سٹیمپ ڈیوٹی صرف ایک روپیہ فی سینکڑہ کی گئی ہے ۔ اس میں پانچواں حصہ کمی کی گئی ہے ۔

جناب والا ! ایک رکن کی طرف سے یہ اعتراض ہوا تھا کہ پہلے زیادہ فیس ڈال کر بعد میں کمی کر دی گئی ہے ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اسی بجٹ میں کمی کی گئی ہے اور کسی صورت میں پہلے کی رجسٹریشن فیس اور سٹیمپ ڈیوٹی کو زیادہ نہیں کیا گیا ۔ یہ سٹیمپ ڈیوٹی کئی سال سے چلی آ رہی تھی جس میں ہم نے کسی کسی جگہ اسی فی صد تک اور کہیں نصف تک کمی کر دی ہے ۔

جناب والا ! جہاں تک اس سسٹم کو کامیاب کرانے کا تعلق ہے ، جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے توقع ہے کہ وہ آج اپنی تقریر میں ضرور اس بات کا اعادہ کریں گے کہ کسی طرح اس فیصلے کو زیادہ سہل اور زیادہ موثر بنایا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر : آپ ان کی تقریر ان پر چھوڑیں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! مجھے توقع ہے کہ جو شکایت اس سلسلے میں ہے وہ بھی یقیناً دور ہو جائے گی ۔

جناب والا ! یہاں پٹواریوں ، قانون گو ، پولیس اور عمال کے خلاف باتیں کی گئی ہیں - مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی عار نہیں کہ یہ سارے لوگ ہمارے ہی معاشرے کے فرد ہیں - یہ سب لوگ ہمارے بھائی بیٹے اور ہمارے عزیز رشتہ دار ہیں اور اسی معاشرے سے تعلق رکھتے ہیں جس سے ہم تعلق رکھتے ہیں - جناب والا ! یہ نظم و نسق ، جیسا کہ پہلے ہم کہتے رہتے ہیں ، ہم نے ورثے میں حاصل کیا ہے - اس میں اگر آپ اصلاح چاہتے ہیں تو آپ کو اپنے اقتصادی نظام میں پھر دوبارہ یہ بات کرنی پڑے گی اور وہ بنیادی تبدیلی لانی پڑے گی - اگر آپ تبدیلی نہیں لائیں گے تو یہ شکایت آپ کو صدیوں تک رہے گی اور کسی صورت میں اس مسئلے کا حل نہیں ہو سکتا - جناب والا ! میں اپنی ذمہ داری سے راہ فرار اختیار نہیں کرنا چاہتا - میں آپ کو دعوے اور فخر کے ساتھ یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر میرے محکمہ مال میں کسی بد دیانت شخص کی بات میرے نوٹس میں آئی ہے تو میں نے اسے معاف نہیں کیا - لیکن ایک طرف تو یہ رونا رویا جاتا ہے کہ محکمہ مال کی اصلاح کی جائے ، درستی کی جائے اور دوسری طرف ، یہ میرا تجربہ ہے ، جب ان لوگوں کو ، جنہیں بد دیانت کہتے ہیں ، جن کے متعلق ہم کہتے ہیں کہ وہ ہمارا خون چوس رہے ہیں اور عوام کا استحصال کر رہے ہیں ، جب انہیں حمایت کی ضرورت ہوتی ہے تو انہیں ہماری ہی حمایت حاصل ہوتی ہے - میں نے پہلے بھی کہا کہ یہ ہمارے بھائی ، ہمارے رشتہ دار ہیں - جب یہ پکڑے جاتے ہیں تو تب بھی یہ ہماری حمایت حاصل کرتے ہیں - جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے فاضل اراکین کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر ہمارا یہ پولیٹیکل ونگ اس بات کا تہیہ کر لے کہ ہمیں اپنی انتظامیہ کی تطہیر کرنی ہے تو پھر ہمیں اس بات کا بھی عہد کرنا ہوگا کہ اگر کوئی بد دیانت ملازم پکڑا جائے تو ہم اس کی سفارش نہیں کریں گے - لیکن یہ فیصلہ سوچ سمجھ کر کرنا ہوگا - میں نے اس پر عمل ہوتے ہوئے نہیں دیکھا - زبانی تو ہم کہیں گے کہ ہم ایسا کریں گے - لیکن اس عہد کی انہیں کوئی ضرورت نہیں - اسے بھی سیاسی طور پر حمایت حاصل ہو جاتی ہے - تاہم جیسے میں نے عرض کیا ہے ، میں اس سے فرار اختیار نہیں کرتا اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور انشاء اللہ جہاں تک انسانی بس کی بات ہے ، اس محکمے میں بنیادی تبدیلیاں لانے اور اس کی اصلاح کرنے کی پوری پوری کوشش کی جائے گی - سال بھر میں پوری کوشش

کی گئی ہے اور توقع ہے کہ اس وقت پہلے کی نسبت حالات میرے محکمے کے بہتر ہیں اور توقع ہے کہ اس میں مجھے کامیابی ہوگی - شکریہ -

(نعرہ ہائے تحسین) -

رائے میاں خان کھرل : point of explanation - جناب والا ! محترم وزیر قانون کی میں ذاتی طور پر قدر کرتا ہوں - میں صرف ایک پوائنٹ کی وضاحت کے لئے عرض کر رہا ہوں - انہوں نے ایک تھانیدار اور ایک آدمی کا ذکر کیا ہے - میں صرف اتنی تھوڑی سی وضاحت کرنی چاہتا ہوں کہ وہ آدمی اس ملک کا ایک شریف شہری تھا اور مدعی کی حیثیت سے تھانے میں گیا تھا اور تھانیدار نے اپنی روش آمرانہ طور پر استعمال کی -

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! ان کی بات درست ہے کہ ان کے ساتھ ظلم ہوا - وہ نہایت شریف انسان تھا اور اس کے ساتھ تھانیدار نے زیادتی کی تھی -

مسٹر سپیکر : اس میں آپ پر کوئی reflection نہ تھا -

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں نے آپ کی بات کی تائید کی ہے - میں نے خود محسوس کیا ہے کہ اس کے ساتھ ایسا نہیں ہونا چاہیئے - میں کہہ رہا ہوں کہ آج کل ایسے واقعات نہیں ہوتے -

چوہدری محمد ارشاد : جناب والا ! میں پوائنٹ آف آرڈر پیش کرنا چاہتا ہوں -

مسٹر سپیکر : آپ ان کی تردید کرنا چاہتے ہیں ؟

چوہدری محمد ارشاد : جناب والا ! میں وزیر قانون کی خدمت میں آپ کی وساطت سے یہ کہوں گا کہ انہوں نے جو یہ فرمایا ہے کہ ایک کروڑ پلاٹ تقسیم کرنے کا ہم نے یعنی محمد حنیف رامے صاحب نے فیصلہ کیا ہے -

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں نے ایک کروڑ پلاٹ اور 18 لاکھ خاندانوں کا ذکر کیا ہے -

چوہدری محمد ارشاد : جناب والا ! انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ حنیف رامے صاحب نے یہ فیصلہ کیا ہے - تو میں ان کے نوٹس میں صرف یہ لانا چاہتا

ہوں کہ ان کی کابینہ بننے سے پہلے قائد عوام نے ایک جلسہ عام میں اس کی announcement پہلے ہی کر دی تھی ۔ لہذا یہ فیصلہ انہوں نے نہیں کیا ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں ان کے فیصلے کے مطابق جناب وزیر اعلیٰ محمد حنیف رامے صاحب کی حکومت نے یہ قانون پاس کیا اور اس پر عمل درآمد کیا ۔ اور کسی کو اس کا شرف حاصل نہیں ہوا ۔ یہ شرف صرف ہمیں حاصل ہے ۔ یہ ہمارا کریڈٹ ہے اور کسی صورت میں ہم اسے ضائع نہیں ہونے دیں گے ۔

مسٹر سپیکر : آپ غالباً اس کی تردید کر رہے ہیں ۔

چوہدری محمد ارشاد : جی ہاں ۔

مسٹر سپیکر : صرف اسی وزارت کے حصے کی ؟

چوہدری محمد ارشاد : جناب والا ! انہوں نے یہ فیصلہ نہ کیا تھا ۔

مسٹر سپیکر : وہ کہہ رہے ہیں کہ جب وہ وزیر تھے تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا تھا ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! یہ بات سراسر غلط ہے ۔ 20 دسمبر 1973ء کو قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے راولپنڈی کے جلسہ عام میں یہ اعلان کیا کہ پنجاب کے بے گھر دیہاتیوں میں پانچ پانچ مرلے کے پلاٹ مفت دیئے جائیں ۔ اس وقت کی پنجاب کی حکومت کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا ۔ یہ صرف ہماری حکومت کو شرف حاصل ہوا ہے کہ ہم نے یہ پلاٹ دیئے ہیں یہ تو سال تک اس فیصلے کو لٹکاتے رہے جو جناب قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے صادر کیا ۔

مسٹر سپیکر : سردار صاحب ! آپ تو اس کابینہ میں نہ تھے ۔ وہ تو اپنی کابینہ کی بات کر رہے ہیں ۔

چوہدری محمد ارشاد : جناب والا ! ڈاکٹر خالق صاحب اس کابینہ میں موجود تھے اور ڈاکٹر صاحب اس بات کے گواہ ہیں کہ یہ فیصلہ ان کی کابینہ آنے سے پہلے ہو چکا تھا اور قائد عوام نے اس کا جلسہ عام میں اعلان کیا تھا ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں اس چیز کی واضح طور پر تردید کرتا ہوں ۔ یہ فیصلہ ہمارے عہد میں ہوا ہے ۔ قانون ہمارے عہد میں پاس ہوا ہے ۔ سکیم ہمارے عہد میں بنی ہے اور اس پر عمل درآمد ہم نے کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں تو اس کابینہ میں expected نہیں ۔ (قطع کلامیاں)

چوہدری محمد یعقوب اعوان : .point of explanation Sir اس بارے میں میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ پنجاب کی سب سے پہلی کابینہ ، جس میں میں بھی اور جناب بھی ایڈوائزر تھے ' آپ اخبارات نکال کر دیکھ لیں کنڈیاں والا میں میں نے اس بارے میں سٹیٹمنٹ دیا کہ دیہاتیوں کو ، جن کے پاس گھر نہیں پلاٹ دئیے جائیں گے ۔ اس کے بعد اس تجویز پر غور کیا گیا اور جناب قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے اس کی باقاعدہ چھان بین کر کے اس پالیسی کا اعلان کیا ۔ لیکن عملدر آمد اس حکومت کے وقت میں ہوا ۔ یہ صحیح بات ہے ۔

مسٹر محمد اشرف : جناب والا ! یہ تمام کابینائیں پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتی ہیں ۔ انہیں کیا اندیشہ ہے کہ قائد عوام کو چھوڑ کر خود اپنے سر پر سہرا لینا چاہتے ہیں کہ یہ کام ہم نے کیا ہے ؟ وزیر موصوف یہ بات یہاں پر کیوں بتانا چاہتے ہیں جب کہ وہ حکومت بھی پیپلز پارٹی کی تھی اور یہ حکومت بھی پیپلز پارٹی کی ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا ! میں عرض کروں گا کہ یہ فاضل رکن بھی دوسرے فاضل اراکین کی طرح غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں ۔ میں یہ ضرور کہوں گا کہ انہوں نے میری تقریر کو نہیں سنا ۔ فیصلہ قائد عوام کا ہے اور ایک کارکن کی حیثیت سے عملدر آمد کرنا ہمارا فرض ہے ، اور یہ فخر ہمیں حاصل ہے کہ قائد عوام کے فیصلے پر ہم نے عمل کیا ۔

چوہدری محمد ارشاد : جناب والا ! آپ کی اجازت سے میں صرف اتنی اصلاح کرنی چاہتا ہوں کہ قائد عوام کے ہر حکم کی تعمیل ہر رکن کرنے کے لئے تیار ہے اور کرتا رہا ہے ۔ لیکن یہ جو کریڈٹ قائد عوام کا اپنی جیب میں ڈال رہے ہیں ، یہ انہیں کو نہیں ملنا چاہئے ۔ یہ فیصلہ محمد حنیف رامے صاحب نے نہیں کیا ، بلکہ ان سے پہلے ہو چکا تھا ۔

Mr. Speaker : No controversy. Your statement has come on the record. Dr. Haleem Raza.

ڈاکٹر ملک حلیم رضا : جناب سپیکر! میرے وقت کا تعین کر دیا جائے۔

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر حلیم رضا اور ڈاکٹر بلال شاہ کے لئے دس منٹ کا وقت ہے اس کے بعد کے آنے والے فاضل اراکین کے لئے ساڑھے سات منٹ۔

وزیر قانون : ڈاکٹر صاحب کے وقت کا تعین فرما دیں۔

ڈاکٹر ملک حلیم رضا : وقت کا تعین ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر! سال رواں کے بجٹ کا خیر مقدم کرنے سے پہلے میں ایک بات عرض کرنی چاہتا ہوں۔ جیسا کہ مجھ سے پہلے فاضل رکن چوہدری محمد ارشاد نے کیا، وزیر قانون بار بار قائد عوام کا ذکر کرتے ہیں۔ اصلاحات ہوئی ہیں۔ ان تمام کا سہرا قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کے سر ہے۔

جناب سپیکر! پاکستان کے قیام کے سلسلے میں آپ بخوبی جانتے ہیں کہ لاتعداد جانوں کی قربانیاں دینی پڑیں ہزاروں بچیوں کی عصمتیں، آبروئیں قربان کی گئیں۔ آج جو لوگ حزب اختلاف میں موجود ہیں، جن کا تعلق متحدہ محاذ سے ہے، یہ وہی لوگ ہیں جو کانگریس کے ہم نوا تھے۔ مجھے اس بات کا انتہائی دکھ ہے کہ چند دن ہوئے، لاہور میں متحدہ محاذ کانفرنس ہوئی۔ اس میں بہت ہرزہ سرائی کی گئی۔ میں اس ایوان میں کھڑے ہو کر پر زور الفاظ کے ساتھ اس کی مذمت کرتا ہوں۔ جو لوگ پچیس سال تک اس ملک میں اسلام کا نام بیچتے اور انگریزی استبداد کے حق میں نعرے لگاتے رہے آج وہ کس منہ سے اس ملک میں جمہوریت کی بات کرتے ہیں۔ جمہوریت کی بات کرنے کی حق دار تو ہے پیپلز پارٹی سب سے پہلے جمہوریت کے علمبردار قائد عوام ہیں۔ چنانچہ ہمارے منشور میں واضح طور پر درج ہے کہ جمہوریت ہماری سیاست ہے۔ اگر جمہوریت نہ ہوتی تو آج یہ جماعت اسلامی، تحریک استقلال، نیپ اور اس قسم کے قبیح لوگ بر سر عام قائد عوام اور پیپلز پارٹی کے خلاف ہرزہ سرائی نہ کرتے۔ انہیں ایسی باتیں کہنے کی جرأت نہ ہوتی۔ جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو اس ملک کے کروڑوں عوام کے محبوب رہنما ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ جس وقت قائد عوام نے اس ملک کی باگ دوڑ سنبھالی

تھی ' مشرقی پاکستان الگ ہو چکا تھا ۔ خزانہ خالی ہو چکا تھا ۔ پچانوے ہزار جنگی قیدی ہندوستان کی جیلوں میں پڑے سڑ رہے تھے ۔ پانچ ہزار مربع میل کا علاقہ ہندوستان کے قبضے میں تھا ۔ اس سے بڑھ کر قائد عوام کی حکومت کا ہم پر احسان کیا ہوگا کہ انہوں نے بغیر جنگ و جدل کے پچانوے ہزار جنگی قیدی ' پانچ ہزار مربع میل کا علاقہ واپس لے لیا اور اس سے بڑھ کر انہوں نے سمجھوتہ کیا اور اس کے بعد اسلامی سربراہی کانفرس منعقد کرائی ۔ جناب والا ! مسئلہ ختم نبوت کا سہرا بھی قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کے سر ہے ۔ قائد عوام آج قومی یکجہتی کی علامت بن چکے ہیں ۔ قائد عوام اس ملک کی سالمیت اور استحکام کیلئے گنبد خضرا بن چکے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو آج پاکستان کی قیادت میں اقوام عالم میں ممتاز حیثیت کے حامل ہیں ۔ جناب سپیکر ! آج جو لوگ پاکستان کی سالمیت کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں میں انہیں کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ۔

کیا اس لیے تقدیر نے چنوائے تھے تنکے
بن جائے نشیمن تو کوئی آگ لگا دے

جناب سپیکر ! جب تک پاکستان پیپلز پارٹی میں ہم جیسے سر پھرے لوگ موجود ہیں انشاء اللہ پاکستان کی سالمیت اور استحکام کے خلاف کسی جانب سے کوئی بھی قدم اٹھالو ہم قائد عوام کی قیادت میں اپنی جانیں قربان کریں گے اور ملک کی بقا اور سالمیت کے لئے کام کریں گے ۔

جناب والا ! کچھ مقامی مسائل ہیں ۔ جیسا کہ عرصہ تین سال پہلے بھی ہم گذارشات کرتے رہے ہیں ۔

ہمیں معلوم ہے دل کا کوئی گوشہ نہ چمکے گا
چلو جھگڑا ہی کیا لے کر چراغاں ہم بھی چلتے ہیں

ہمیں سے بزم گلستان ہمیں سے رنج و بہار
ہمیں کو بزم گلستاں پہ اختیار نہیں

حالت یہ ہے کہ میرے حلقہ انتخاب میں ایک علاقہ ہے ' سمن آباد اس کا ڈسپوزل چار سال سے بند پڑا ہے ۔ میں نے اس سے پہلے بھی حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کرائی تھی ۔

مسٹر سپیکر: ڈسپوزل سے آپ کی کیا مراد ہے؟

ڈاکٹر ملک غلیم رضا: جناب والا! یہ پانی کی نکاسی کی ایک مشین ہوتی ہے - وہ عرصہ چار سال سے بند پڑی ہے حالت یہ ہے کہ اب تک سینکڑوں مکان منہدم ہو چکے ہیں - پانی کا اجتماع ہے جس کی وجہ سے وہاں لوگ بیمار ہیں - وزراء صاحبان اس بات کے دعویدار ہیں کہ ہماری حکومت نے یہ کیا اور وہ کیا - میں ان سے بصد التماس عرض کرتا ہوں کہ خدا کے بندو، جہاں اتنی اصلاحات کی ہیں وہاں یہ تو دیکھو کہ سمن آباد کے لوگ بیماری کا شکار ہیں اور گندے پانی کی وجہ سے عجیب و غریب مرضوں میں مبتلا ہیں - میں چاہتا ہوں کہ وزرء صاحبان اس طرف توجہ دیں -

جناب والا! ایک ڈی ٹائیپ کالونی ہے - یہ میرے حلقہ انتخاب میں ہے - وہاں پر ایک ہزار کوارٹر ہیں جو 1957 میں غریبوں کو دیے گئے تھے - محکمے کی اپنی غفلت کی وجہ سے اقساط کی ادائیگی نہ ہو سکی - بد قسمتی یہ ہوئی کہ ان پر ایک ایک ہزار روپیہ جرمانہ لگا دیا گیا ہے - میں سمجھتا ہوں کہ یہ غریب عوام کے ساتھ سنگین قسم کا مذاق ہے - متعلقہ محکمے کے وزیر کو اس طرف بھی توجہ کرنی چاہئیے - پوری ڈی ٹائیپ کالونی میں کوئی مڈل سکول نہیں - میں چاہتا ہوں کہ وزیر تعلیم اس طرف توجہ فرمائیں - میرے علاقے میں برکت پورہ، وارث پورہ، اقبال نگر اور یاسمین آباد میں قرون اولیٰ والی حالت ہے کہ رات کو لوگ جا کر بالٹیاں اور گھڑے رکھ کر چلے جاتے ہیں اور صبح کو میری بہنیں اور بیٹیاں پانی لینے آتی ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ آج اس ترقی یافتہ دور میں جہاں اور اصلاحات ہوئی ہیں وہاں لائل پور جیسے صنعتی شہر میں پانی کا مسئلہ حل کیا جائے - میں کسی دیہات کی بات نہیں کر رہا ہوں - لائل پور جیسے شہر میں پانی کا عالم یہ ہے کہ وہاں لوگ رات کو گھڑے رکھ کر چلے جاتے ہیں - وہاں پانی نہیں - خدا کے لئے لوگوں کے حال پر رحم کرو اور انہیں پانی فراہم کرو -

دوسری گذارش یہ ہے کہ فیکٹری ایریا میں ایک لاکھ افراد کی ایک کچی آبادی ہے - میں قائد عوام کا بہت شکر گذار ہوں کہ جب وہ لائل پور گئے تو انہوں نے یہ اعلان کیا کہ یہ کچی آبادی اسی جگہ رہے گی - ورنہ وزیر اعلیٰ نے تو اعلان کر دیا تھا کہ اس کو مسمار کر دیا جائے اور یہاں سے اٹھا کر کسی اور جگہ لے جایا جائے لیکن قائد عوام نے ان پر مہربانی

کی اور انہیں اس جگہ پر رہنے دیا ۔ آپ کی موجودہ کابینہ سے گذارش ہے کہ ڈیڑھ لاکھ کی یہ آبادی بنیادی سہولتوں سے محروم ہے ۔ اسے بنیادی سہولتیں فراہم کی جائیں ۔ نہ وہاں پانی ہے ، اور نہ ہی بجلی اس کا بندوبست کیا جائے ۔ اس کے علاوہ وہاں کوئی ڈسپنسری ہے ، نہ ہی کوئی ہسپتال اور نہ کوئی زچہ بچہ کا سنٹر ۔ اس کے علاوہ وہاں ایک پرائمری سکول ہے جس کی حالت ناگفتہ بہ ہے ۔ اگر ایک اور بارش ہوگئی تو محلہ عباس پورہ کے پرائمری سکول کی چھتیں گر جائیں اور بچوں کی جانوں کا نقصان ہو گا ۔

جناب سپیکر ! میں وزیر خوراک سے عرض کروں گا کہ لائل پور میں آٹا بہت ناقص قسم کا مل رہا ہے اور مجھے اس بارے میں کل وہاں سے فون بھی آیا ہے ۔ لاتعداد لوگ بیماریوں میں مبتلا ہیں ۔ پیچش اور ڈائیریا کے مرض میں مبتلا ہیں ۔

جناب سپیکر آخر میں میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ کہ آپ نے وقت دیا ۔

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر غلام ہلال شاہ ۔

ڈاکٹر غلام ہلال شاہ : جناب سپیکر ! سب سے پہلے میں جناب وزیر اعظم اور وفاقی حکومت کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس بجٹ میں پنجاب کو آبادی کے لحاظ سے فنڈ دیئے ہیں ۔

جناب والا ! بات چھڑی ہے پانچ مرلے پلاٹ کی ۔ یہ وہ سکیم تھی جو قائد عوام نے غریب عوام کے لئے جاری کر کے وہ کارنامہ انجام دیا جس سے بے گھر اور غریب لوگ اور اس ملک کا وہ باشندہ جو اپنی مرضی سے ووٹ نہیں دے سکتا تھا اور اگر وہ اپنی مرضی سے ووٹ استعمال کرتا تھا تو وہاں کا جاگیر دار ایک رات کے اندر اسے اس کے گھر سے نکال دیتا تھا ۔ اب لوگ جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اس سکیم کو انہوں نے پیش کیا اور انہوں نے منظور کرایا ۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اس سکیم کو قائد عوام نے غریب عوام کے فائدہ کے لئے اس ملک میں لاگو کیا تھا ۔ اب یہ لوگ جو آج اس کا دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ ان کا کارنامہ ہے انہی کی وجہ سے وہ سکیم فیل ہو رہی ہے ۔ میں آپ کو دعوے سے عرض کرتا ہوں کہ وہ لوگ جو ابھی دعوے کر رہے تھے ان لوگوں نے اس

سکیم کو اس طریقے سے لاگو کیا ہے کہ جو لوگ کسی بستی میں 30 یا 50 سالوں سے رہتے ہیں انہوں نے ان کی حد بندی کر دی ہے ۔ جناب والا ! انہوں نے کچھ رقبہ تو شاملات قرار دے دیا ہے اور ان لوگوں نے پانچ مرلے کے پلاٹ الاٹ کر دیئے ہیں ۔ لیکن جو لوگ 20 یا 30 سالوں سے کسی بستی میں مکان ڈال کر بیٹھے ہیں ، ان کے متعلق پٹواری صاحبان نے کہا ہے کہ یہ مزروعہ علاقہ ہے اور یہ پلاٹ انہیں الاٹ نہیں ہو سکتے ۔ ان کے لئے اب حکم ہو گیا ہے کہ وہ لوگ ان پلاٹوں کو چھوڑ کر ان دیہات سے جہاں ان کے والدین آباد ہیں اور جہاں ان کے آباؤاجداد کی قبریں ہیں انہیں وہاں سے دو دو تین تین میل دور جا کر پلاٹ دیئے جا رہے ہیں ۔

وزیر قانون : نکتہ ذاتی وضاحت ۔ جناب والا ! فاضل رکن نے کہا ہے کہ میں نے اس قسم کا کوئی تاثر دیا ہے کہ یہ سکیم ہم نے بنائی ہے یا ہم نے مرتب کی ہے ۔ میں اس کی وضاحت کرنی چاہتا ہوں کہ اس کا حکم 30 دسمبر 1973 کے راولپنڈی کے جسلہ عام میں قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے کہا تھا اور اس حکم کی تعمیل کا فخر ہمیں حاصل ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ کچھ اور کہہ رہے ہیں ۔ آپ نے سنا نہیں ۔ انہوں نے یہ بات تو by the way کی ہے ۔

ڈاکٹر غلام ہلال شاہ : جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اگر اس سکیم پر صحیح طریقے سے عمل درآمد کیا جاتا تو لاکھوں لوگوں کو فائدہ ہوتا ۔ لیکن میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ موجودہ حکومت نے جس طریقے سے یہ سکیم لاگو کی ہے اس سے تو لوگ پہلے سے زیادہ بے گھر ہو گئے ہیں ۔ ایک بستی میں سے آدھی بستی کو شاملات قرار دے کر اس کی الاٹمنٹ کر دی ہے اور جو لوگ وہاں پانچ دس سالوں سے آباد ہیں انہیں کہتے ہیں کہ یہ مزروعہ علاقہ ہے اسے چھوڑ دیا جائے اور آپ لوگ باہر جا کر مکان لیں تو میں تجویز پیش کرتا ہوں ۔ ۔ ۔

وزیر قانون : اگر فاضل رکن کسی گاؤں کی کوئی ایسی مثال دیں تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ پنجاب کے دیہات میں کوئی شخص بھی جس کے پاس زمین ملکیتی نہیں ، وہ بغیر ملکیت کے نہیں رہے گا اور اسے ہر صورت میں پلاٹ دیا جائے گا ۔ اسے کسی صورت میں بھی اس سے محروم نہیں کیا

جا سکتا ۔ انہیں شائد غلط فہمی ہوئی ہے ۔ اگر کسی جگہ مقامی سطح پر کوئی غلطی ہوئی ہے تو ہم اس کا ازالہ کرنے کے لئے تیار ہیں ۔

ڈاکٹر غلام ہلال شاہ : جناب والا ! معلوم ہوتا ہے کہ وزیر موصوف میری بات سمجھ نہیں سکے ۔ میں پھر عرض کرتا ہوں ۔ مسئلہ یہ ہے کہ دیہاتوں میں جو لوگ بیس بیس تیس تیس سالوں سے آباد ہیں ، ان میں سے جو رقبہ شاملات قرار دے دیا گیا ہے ان پر جو لوگ آباد ہیں انہیں تو وہ پلاٹ الاٹ کر دیئے گئے ہیں اور جو لوگ شاملات سے باہر آج سے دس بیس سال پہلے سے آباد ہیں ۔ وہ رقبہ کاغذات میں مزروعہ قرار دیا گیا ہے ، چاہئے تو یہ تھا کہ انہیں وہی مزروعہ رقبہ الاٹ کر دیا جاتا اور ان سے ان کی قیمت لے لی جاتی ۔ لیکن ہوا یہ کہ میرے تمام حلقہ انتخاب میں ہر گاؤں میں بستیوں کو دو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے ۔ ایک حصہ وہ ہے جو شاملات تھا ۔ وہ الاٹ کر دیا ہے ۔ باقی کے جو پلاٹ بچ گئے ہیں وہاں جو لوگ دس دس سالوں سے آباد ہیں انہیں یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ مزروعہ رقبہ ہے ۔ یہ آپ کا نہیں ۔ آپ کو دوسری جگہ پلاٹ الاٹ کئے جائیں گے ۔ میں کسی کو برا بھلا کہنے کے لئے حاضر نہیں ہوا ۔ میری تجویز یہ ہے کہ مہربانی فرما کر ان لوگوں پر رحم فرمایا جائے جو وہاں آٹھ آٹھ دس دس سالوں سے آباد ہیں انہیں ہر حالت میں وہ پلاٹ الاٹ کئے جائیں ۔

وزیر قانون : ڈاکٹر صاحب ! جہاں بھی کوئی ایسی تکلیف پائی گئی ہے یا جہاں بھی کوئی زیادتی ہوئی ہے ، اسے دور کر دیا جائے گا ۔

ڈاکٹر غلام ہلال شاہ : جناب والا ! اس کے بعد میں اپنے حلقہ انتخاب کی کچھ تکالیف کی طرف آپ کی توجہ دلاؤں گا ۔

جناب والا ! میں ہمیشہ سے اپنی تحصیل کے متعلق یہ کہتا رہا ہوں کہ میری تحصیل شاہ پور میں ایک نہر شاہ پور برانچ ہے ۔ یہ ایک ششماہی نہر ہے ۔ اس کے لئے کوئی اس قسم کا انتظام کیا جائے کہ اسے ششماہی سے سالانہ کر دیا جائے یا کم از کم اس قسم کا انتظام کیا جائے کہ اس میں پانی کچھ دنوں کے لئے بڑھا دیا جائے ۔ جب فصل کاشت کرنے کا موسم آتا ہے تو اس وقت پانی زیادہ دیا جائے ۔

جناب والا ! اس کے علاوہ تحصیل شاہ پور میں کوئی صنعت نہیں ۔ کوئی شوگر مل یا کوئی ٹیکسٹائل مل نہیں ۔ حالانکہ تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا

کا پہلے صدر مقام تھا - یہاں ایک کالج ہوا کرتا تھا جو یہاں سے سرگودھا منتقل کر دیا گیا ہے - اس کے بعد آج تک وہاں کوئی کالج نہیں - وہاں پر کسی قسم کی کوئی صنعت نہیں - کوئی شوگر مل نہیں - میں درخواست کروں گا کہ وہاں پر بھی کوئی صنعت یا کوئی شوگر مل لگائی جائے تاکہ جن لوگوں کو روزگار مہیا نہیں ہوتا ، وہ روزگار حاصل کر کے اور محنت مزدوری کر کے اپنا پیٹ پال سکیں -

حضور والا ! قصبہ ساہیوال جو ضلع سرگودھا میں ہے اس کی آبادی 25 ہزار ہے - وہاں بچوں کے لئے مڈل سکول تو ہے لیکن ہائی سکول نہیں - میں وزیر تعلیم سے درخواست کروں گا کہ وہ اس طرف توجہ دے کر وہاں بچوں کا سکول قائم کریں - میں یہ بھی عرض کروں گا کہ پورے تھانہ ساہیوال میں بچیوں کا ایک بھی ہائی سکول نہیں اور وہاں کے لوگ اپنی بچیوں کو سرگودھا نہیں بھیج سکتے اور نہ ہی کہیں اور تعلیم دلا سکتے ہیں - تو براہ مہربانی قصبہ ساہیوال میں بچیوں کے لئے ہائی سکول بنایا جائے -

جناب والا ! اس کے علاوہ پوری تحصیل سوائے شاہ پور کے جہاں ریلوے لائن نزدیک سے گزرتی ہے اور کہیں بھی ریلوے لائن کا کوئی انتظام نہیں - میں نے پہلے بھی یہ سکیم عرض کی تھی کہ ملک وال سے بھیرہ تک گاڑی رک جاتی ہے اور اس کے بعد پھر ملک وال جاتی ہے - بھیرہ سے چک رمداس اور چک رمداس سے جھاوریاں اور وہاں سے شاہ پور ، شاہ پور سے ساہیوال اور ساہیوال سے فاروقہ اور فاروقہ سے سلانوالی کے راستے لائلپور سے ملا دیا جائے تو پوری تحصیل میں ریلوے لائن بچھ سکتی ہے - یہ میری پہلے ہی تجویز ہے - مہربانی فرما کر شاہ پور تحصیل میں اس سکیم پر عمل درآمد کرایا جائے تاکہ - - -

مسٹر سپیکر : کیا ریلوے اب پنجاب گورنمنٹ کے پاس آ گئی ہے ؟ آپ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ مرکزی حکومت سے سفارش کی جائے - مگر یہاں پر اس پر عمل درآمد کرایا جائے - یہ صوبائی حکومت کا کام نہیں -

ڈاکٹر غلام ہلال شاہ : جناب والا ! اس کے لئے مرکزی حکومت سے سفارش کی جائے - اس کے علاوہ مجھے زمینداروں کی تکالیف کے متعلق بھی تھوڑا سا یاد آ گیا ہے - حضور والا ! عرض یہ ہے کہ زمیندار جو در اصل زمینداری کرتا ہے اسے ٹریکٹر میسر نہیں آ رہے - چاہیئے تو یہ تھا کہ پرانی ٹریکٹر سکیم ہی جاری رہتی جس کے تحت زمیندار زرعی بنک کی معرفت قرضہ منظور

کرایا کرتا تھا اور اس کے نمبر کے مطابق اس کی زمین کی نوڈ دیکھ کر ٹریکٹر دیئے جاتے تھے ۔ لیکن اس وقت ہو یہ رہا ہے کہ اس سکیم کے تحت تو ہم نے ٹریکٹروں کی بہت تھوڑی سی percentage کر دی تھی ۔ باقی پرمٹ سسٹم کے متعلق میں آپ سے یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس نے صحیح آدمیوں کو ٹریکٹر نہیں ملتے اور ہر جگہ بلیک میں ساٹھ پچھتر ہزار روپیہ میں ٹریکٹر مل رہے ہیں اور زمیندار بلیک میں لے رہے ہیں اور جس آدمی کو ٹریکٹر کی ضرورت نہیں وہ پرمٹ پر ٹریکٹر حاصل کر رہا ہے ۔ لہذا اس سسٹم کو ختم کر کے کوئی صحیح طریقہ رائج فرمایا جائے ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : مسٹر نذر حسین منصور (فاضل ممبر تشریف نہ رکھتے تھے) اب ان ارکان کی لسٹ شروع ہو رہی ہے جنہوں نے اپنے نام کل دیئے تھے ۔ وہ صرف اس وعدے پر تقریر کر رہے ہیں کہ پانچ منٹ لیں گے ۔ پہلے تو پانچ منٹ کا وعدہ تھا ۔ اب میں نے اس میں اڑھائی منٹ کا اضافہ کر دیا ہے ۔ اب میں انہیں ساڑھے سات منٹ دے رہا ہوں ۔ سید ناظم حسین شاہ ۔

سید ناظم حسین شاہ : جناب سپیکر ! آپ نے ساڑھے سات منٹ وقت کی پابندی لگا دی ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں نے اضافہ کیا ہے ۔ پانچ کی بجائے ساڑھے سات کیا ہے ۔

سید ناظم حسین شاہ : میرے ساتھ تو خصوصی طور پر یہ ہوتا ہے ۔ یہ چوتھا بجٹ ہے اور ہر دفعہ یہی ہوتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے کل آکے نام لکھوایا ۔

سید ناظم حسین شاہ : جناب سپیکر ! چونکہ وقت کی قلت ہے ، اس لئے سب سے پہلے میں اپنے حلقۂ نیابت کے مطالبات اور تکلیفوں کے بارے میں گزارشات پیش کروں گا جس کے لئے ہم منتخب ہو کر یہاں پہنچے ہیں ۔ ڈاکٹر خالق صاحب بیٹھے ہیں ۔ ماشاء اللہ ، پچھلے سال بھی یہ سینیئر منسٹر تھے اور اس سال بھی ہیں ۔ ہمارا چار سال سے یہ مطالبہ چلا آرہا ہے کہ ملتان میں ایک شوگر مل چلائی جائے ۔ یہاں کی گنے کی بیجائی کو اگر ضلع کے حساب سے دیکھا جائے تو پنجاب بھر میں تیسرے نمبر پر آتی ہے اور ڈویژن کے حساب سے دوسرے نمبر پر ۔ ہمیشہ یہ کہہ کر ٹال دیا جاتا ہے کہ ملتان کاٹن ایریا ہے ، وہاں شوگر مل نہیں لگائی جا سکتی ۔ جناب والا ! شوگر مل کے قیام سے

گنے کی بیجائی ہی زیادہ نہیں ہوگی ، بلکہ بے روزگاری بھی دور ہو سکتی ہے ۔ اس لئے میں آپ کی وساطت سے گزارش کرتا ہوں کہ جہاں آپ اتنی ترقی کر رہے ہیں اور اتنی اصلاحات نافذ ہو رہی ہیں ، وہاں ہم پر بھی مہربانی کی جائے اور ملتان میں شوگر مل لگائی جائے ۔

جناب والا ! اب میں دوسری گزارش پیش کروں گا ۔ ڈاکٹر خالق صاحب جو وزیر تعلیم بھی ہیں ، ان سے میں یہ گزارش پہلے بھی کر چکا ہوں ۔ میرے حلقہ نیابت میں ایک قصبہ مظفر آباد ہے جس کی آبادی تقریباً پچاس ہزار ہے ۔ وہاں صرف لڑکوں کا ایک ہائی سکول ہے ۔ میری گزارش ہے کہ اسے انٹرمیڈیٹ کا درجہ دیا جائے ۔ نیز مہربانی فرما کر وہاں ایک لڑکیوں کے ہائی سکول کی بھی منظوری دی جائے ۔ وہاں حکومت کی زمین بھی پڑی ہوئی ہے ۔

جناب والا ! میری تیسری گزارش وزیر صحت سے ہے ۔ وہاں کی پچاس ہزار آبادی کے لئے نہ کوئی ڈسپنسری ہے اور نہ کوئی ہسپتال ۔ یہ بڑی افسوس ناک صورتحال ہے ۔ ابھی کل ہی وزیر موصوف فرما رہے تھے کہ ہم ہر دس ہزار افراد کے لئے ایک ہسپتال یا ڈسپنسری بنائیں گے ۔ میری مودبانہ گزارش ہے کہ اس پچاس ہزار کی آبادی کے لئے ایک رورل ہیلتھ سنٹر ہونا چاہیئے ۔

جناب والا ! کل یہاں جو تقریریں ہوئیں ، ان سے محسوس ہوتا تھا کہ اسلام کو ایک بہت بڑا خطرہ لاحق ہو گیا ہے ۔ یہاں بہت سے دوستوں نے تقاریر کیں اور اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا ۔ ایک دوست نے یہ بھی فرمایا کہ ہم اپنے ضمیر کی آواز بلند کر رہے ہیں ۔ جناب والا ! ہم بھی اس امر سے منکر نہیں کہ اسلام ہمارا دین ہے ۔ اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا ۔ لیکن میں ان حضرات کو آپ کی وساطت سے بتا دینا چاہتا ہوں کہ اسلام میں لوٹ کھسوٹ کی کہاں اجازت ہے ؟ کیا یہی اسلام ہے کہ آپ اپنا پیٹ تو بھر لیں لیکن آپ کا ہمسایہ بھوکا ہو ؟ ہم نے 1970 کے انتخابات میں واضح طور پر اعلان کیا تھا کہ سوشلزم ہماری معیشت ہے ۔ یہ بات بھی اسلام کے ضابطہ حیات میں سے ایک ہے ۔ آپ کو بھی اس سے انکار نہیں ہونا چاہیئے ۔ جب ہم یہ وعدہ کرکے آئے ہیں کہ سوشلزم ہماری معیشت ہے تو ہم اس سے کیسے انکار کر سکتے ہیں ۔ ہم اس لئے تو منتخب نہیں ہوئے تھے کہ وہاں پر تو ہم سوشلزم کی بات کریں اور یہاں آ کر اس سے منکر ہو جائیں ۔ یہ ٹھیک ہے کہ اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے لیکن اسلام میں ذات برادری اور طبقات کی

قطعاً اجازت نہیں ۔ کیا یہ ملک اس لئے معرض وجود میں آیا تھا کہ آپ اس کے خالق و مالک بن کر دوسرے لوگوں کو اسلام کے نام پر اپنی غلامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیں گے ؟

جناب والا ! یہاں پر بات کی گئی کہ نظم و نسق کی حالت بڑی خراب ہے اور اس کی ذمہ داری موجودہ حکومت پر ہے ۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ کسی چیز کے اثرات ہمیشہ بعد میں واضح ہوا کرتے ہیں ۔ میرے کچھ دوستوں کا ضمیر اس وقت کہاں گیا تھا جب اس ایوان کے معزز اراکین پر سراسر ظلم اور زیادتیاں ہو رہی تھیں اور ان کے خلاف مقدمے بنائے جا رہے تھے ؟ اس وقت سب خاموش تھے ۔ کوئی بھی بات نہ کرتا تھا ۔ آج یہ ضمیر کی آواز بلند کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں ۔ پہلے بھی یہاں پر اس لئے زیادتیاں ہوتی رہیں کہ اس وقت بھی کچھ دوستوں نے خاموشی اختیار کی ۔ ان کی خاموشی کے نتیجے میں یہ رسم چل نکلی کہ جب کسی پر زیادتی ہو تو دوسرا یہ سمجھتا ہے کہ میرا اس میں کیا ہے ۔ کسی اور پر زیادتی ہو رہی ہے ۔ میری ذات پر تو نہیں ہو رہی ۔ اس لئے میں یہاں پر برملا اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ ہم سوشلزم کے نام پر منتخب ہوئے اور قائد عوام کی وجہ سے منتخب ہوئے ۔ ہم سوشلزم کو اپنی معیشت بنائیں گے اس سے قطعاً انکار نہیں ہو سکتا ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ یہ تاثر دینے کی کوشش نہ کی جائے کہ ہم اسلام پر یقین نہیں رکھتے ۔ اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے ۔ اسلام میں یہ بھی ہے کہ جس مال پر زکواۃ نہ نکالی گئی ہو وہ حرام ہے ۔ اسلام کہاں اجازت دیتا ہے کہ جو زمین آپ خود کاشت نہ کریں اور مزارعوں کو دیں ، اس کی آمدنی آپ اپنے گھر میں لے جائیں ؟ اسلام نے یہ اجازت کہاں دی ہے کہ آپ حرام کا مال کھا سکتے ہیں ؟ اسلام میں تو یہ ہے کہ جو بات کرو اس پر عمل بھی ہونا چاہئے ۔ اسلام کی بات تو کرتے ہیں لیکن عمل میں تضاد ہے ۔

جناب والا ! وقت کی قلت ہے ۔ آپ نے گھنٹی بجا دی ہے ۔ پورے ایوان سے میری ایک گزارش ہے کہ ایک مہینے کے لئے مجھے مواصلات کا وزیر بنا دیا جائے اس لئے کہ مواصلات کے وزیر ڈاکٹر صادق سلہی صاحب میاں چنوں سے ہیں اور وہاں ساری سڑکیں بن گئی ہیں ۔ اس ایوان میں ڈاکٹر صادق سلہی صاحب نے ہاری سڑک کے بارے میں وعدہ کیا تھا ۔ چار میل کی ایک لنک روڈ ہے ۔ انہوں نے پچھلے سال وعدہ بھی کیا تھا اور اسمبلی

کے سوال کے جواب میں بھی یہ کہا تھا کہ آپ میرے کمرے میں تشریف لائیں ، وہاں پر سڑک تعمیر ہو جائے گی ۔ اور پھر کھلی کچہری میں قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے بھی وعدہ فرمایا ۔ لیکن آج تک چار میل کی وہ سڑک جو شیر شاہ پھاٹک سے لے کر شجاع آباد کو ملاتی ہے ۔ جس سے مظفر گڑھ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : ملک خان محمد کھوکھر ۔

سید ناظم حسین شاہ : میں ڈاکٹر صادق ملھی صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ سڑک ضرور بنائی جائے ۔ اس سے پچاس میل کی مسافت گھٹ کر بیس میل ہو سکتی ہے ۔ اس پر توجہ دی جائے اور اسے اپنی ذاتی انا کا مسئلہ نہ بنایا جائے ۔

ملک خان محمد کھوکھر : جناب سپیکر ، 76-1975ء کے موجودہ بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا اور یہ عوام کی امنگوں کے مطابق ہے ۔ اس لئے وزیر خزانہ مبارک باد کے مستحق ہیں ۔

جناب والا ! اس بجٹ میں سب سے زیادہ رقم ترقیاتی منصوبوں کے لئے رکھی گئی ہے ۔ اس لحاظ سے یہ بجٹ بہت اچھا ہے اور میں یہ سفارش کروں گا کہ اس بجٹ کو منظور کیا جائے ۔

جناب والا ! آپ کے علم میں ہے ، میں میلسی تحصیل سب ڈویژن ٹبہ سلطان سے تعلق رکھتا ہوں ۔ وہاں کے چند مسائل میں جناب کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں ۔ وہاں گڑھا موڑ ہے ۔ آپ حیران ہوں گے کہ یہ گڑھ موڑ کیا نام لیا جاتا ہے ۔ وہاں ایک پرانا موضع گڑھ قائم سنگھ ہے اس لئے اس کا نام گڑھا موڑ رکھا گیا ہے ۔ گڑھا موڑ ایک اہم قصبہ ہے ۔ جہاں کاٹن فیکٹریاں ، آئل ملز اور غلہ منڈی ہے ۔ کافی آبادی ہے دس پندرہ ہزار کا وہ قصبہ ہے ۔ جناب والا ! سب سے پہلے میں یہ عرض کروں گا کہ وہاں میں نے اپنا رقبہ دے کر 1968ء میں ایک ہائی سکول چلایا تھا ۔ جو بعد میں عوامی حکومت کی مدد سے اب نیشنلائز ہو چکا ہے جہاں پانچ چھ سو طلبہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں ۔ وہاں یہ تکلیف ہے کہ اس سکول کے صرف تین چار کمرے ہیں ۔ اس کی عمارت کی اشد ضرورت ہے ۔ میں نے ڈائریکٹر صاحب کو بلوایا تھا ۔ انہوں نے وہاں دورہ کیا تو کہا تھا کہ یہاں رقبہ نہیں ، اس

لئے اس کی عمارت نہیں بنائی جاتی - میں یہ گزارش کروں گا کہ میں نے ساڑھے نو ایکڑ رقبے کا انتقال اس سکول کے نام کرا دیا ہے - اس کی عمارت کی اشد ضرورت ہے، اس لئے میں وزیر تعلیم سے گزارش کروں گا اور پچھلے تین چار سالوں کے بجٹوں میں بھی میں نے یہی کہا ہے کہ اس کی عمارت بنائیں - لیکن آج تک نہیں بنی - اب میں امید کرتا ہوں کہ اس بجٹ میں اس کے لئے پیسے رکھے جائیں - میرے حلقے میں بیس میل کے اندر کوئی ہائی سکول نہیں - اس کے ساتھ ایک چک نمبر 88 ڈبلیو - بی میں ایک اور مڈل سکول ہے جو قیام پاکستان سے پہلے کا ہے - جب تک اس کو ہائی سکول نہیں بنایا جاتا - عوام کی ضروریات پوری نہیں ہو سکتیں - میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ اس سکول کو بھی ہائی سکول بنایا جائے -

جناب والا ! گڑھا موڑ سے ایک سڑک خانیوال کو جاتی ہے - اس پر تین میل ہم نے سولنگ پیپلز ورکس پروگرام کے تحت لگائی ہے اور دس میل خانیوال سے گڑھا موڑ کی طرف پہلے ہی پختہ ہے - یہ بھی میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ وہ وزیر مواصلات جناب ڈاکٹر صادق ملیمی صاحب کی تحصیل میں واقع ہے - میں ان سے بھی دو تین سال سے گزارش کر رہا ہوں کہ اس میں دلچسپی لیں اور خانیوال والی سڑک پختہ کی جائے - ایک اور سڑک جو ٹبہ سلطان پور سے دنیا پور جاتی ہے - اس کے لئے بھی گزارش کروں گا کہ دنیا پور کے لئے ہم نے پیپلز ورکس پروگرام میں کچھ اس سال پیسے رکھے ہیں - جو سولنگ لگے گی اس کو بھی پانچ میل چک 265 تک پختہ کیا جائے -

جناب والا ! ٹبہ سلطان پور اور گڑھا موڑ پندرہ پندرہ دس دس ہزار کی آبادی ہے - وہاں پانی اچھا نہیں - واٹر سپلائی کے محکمے نے ان کا دو سال سے سروے کیا ہوا ہے - میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ وہاں واٹر سپلائی کی سکیم نافذ کی جائے - اس طرح دیہاتوں میں شہروں کی طرح پیسہ لگایا جائے - اس سے یہ بھی فائدہ ہوگا کہ دیہاتوں میں ترقی ہو گی اور جو لوگ دیہات چھوڑ کر شہروں میں صرف اس لئے آتے ہیں کہ یہاں پانی اچھا ملتا ہے یا بچوں کے لئے ہوسٹل بن گئے ہیں یا اور سہولیات ہیں - وہ شہروں میں نہیں آئیں گے اور عوام کو بھی ہم منہ دکھلا سکیں گے کہ ہماری عوامی حکومت نے پہلی مرتبہ یہ کام دیہاتوں میں کیا ہے اس سے کئی فائدے حاصل ہوں گے -

جناب والا ! ایک میری گزارش یہ بھی ہے کہ جہاں کاشتکاری کے معاملے میں کھاد اور دوسری چیزیں مہنگی ہیں - وہاں ڈیزل آئل بھی بہت مہنگا

ہے ۔ اس کی بھی جو ایجنسیاں ہیں وہ سب شہروں میں بنائی جاتی ہیں ۔ میرا یہ مطالبہ ہے اور رائے ہے کہ جیسے زرعی کارپوریشن بیج اور کھاد سپلائی کرتی ہے ایسے ہی یونین کونسل بھی ڈیزل آئل سپلائی کرے تا کہ زمینداروں کو دقت پیش نہ آئے ۔

جناب والا ! ہمیں ایک تکلیف یہ بھی ہے کہ گڑھا موڑ کا بجلی کا سیکشن خانیوال ہے ۔ وہاں تقریباً ایک سو ٹیوب ویل ہیں جو بجلی کے رحم و کرم پر ہیں ۔ وہاں کا ایکسیئن پتا نہیں کس مزاج کا آدمی ہے ۔ وہ کبھی ان کو بجلی نہیں دیتا ۔ کافی کسان اور زمیندار جنہوں نے ٹیوب ویل لگا رکھے ہیں ، آ کر میرا گھیراؤ کرتے ہیں ۔ میں نے اسے کئی بار کہا ہے ۔ لیکن وہ رشوت مانگتا ہے ۔ وہ انہیں بالکل بجلی نہیں دیتا ۔ عوام کو سخت پریشانی ہے ۔ میری یہ گزارش ہے کہ آپ کی اور ایوان کی مدد سے اس کی انکوائری کرائی جائے تا کہ وہ ایسی حرکت نہ کرے جس سے بجلی کا بھی نقصان ہو رہا ہے اور فصل کا بھی ۔

جناب والا ! ایک میری گزارش یہ بھی ہے کہ متور موضع میری وارڈ میں آتا ہے ۔ وہاں بھی پندرہ ہزار کی آبادی ہے ۔ وہاں کوئی علاج معالجے کی سہولت نہیں ۔ وہاں ایک ڈسپنسری کا قائم ہونا لازمی امر ہے ۔ گڑھا موڑ میں میں نے اپنا ہی رقبہ دے رکھا ہے ۔ وہاں جو ڈسپنسری ہے اس میں وہی پرانا نظام ہے ۔ وہاں کوئی ڈاکٹر نہیں ۔ میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ وہاں پر بھی ایک ایم ۔ بی ۔ بی ۔ ایس ڈاکٹر تعینات کیا جائے اور ایک ہیلتھ سنٹر منظور کیا جائے ۔ میں وزیر صحت سے اپیل کروں گا کہ وہ اس کو نوٹ کر لیں اور ہماری امداد کریں ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : رانا اقبال احمد خان ۔

وزیر محنت و سماجی بہبود : (رانا اقبال احمد خان) جناب سپیکر ! آج بجٹ پر بحث کا آخری دن ہے ۔ کچھ دوستوں نے بجٹ کی تعریف کی اور کچھ نے کھل کر مخالفت کی ۔ تعریف اور مخالفت کرنے والے دونوں پاکستان پیپلز پارٹی کے تھے ۔ دونوں ہی کہتے ہیں کہ ہم قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کے وفادار اور ساتھی ہیں ۔ ان کے ساتھ مریں گے اور ان کے ساتھ جئیں گے ۔ لیکن میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کے وفادار ہیں ، ہم ان کے ہر حکم کی تعمیل کرتے ہیں ۔ ہم ان کے اشاروں کی طرف دیکھتے ہیں اور ہم ان کے ہر حکم کی تعمیل اس وقت تک

کرتے رہیں گے ۔ جب تک کہ وہ خود نہ کہہ دیں کہ مجھے تم پر اعتماد نہیں تو پھر آج یا سابقہ دو روز سے اس ہاؤس میں چیف منسٹر صاحب پنجاب کے خلاف تقریریں کرنا ، ذات برادری کا نام لینا اور زمینداری کا حوالہ دینا اور بے چارے اسلام کا نام استعمال کرنا کہاں جائز ہے ؟ مظلوم سوشلزم کے حوالے بھی اس ایوان میں کئی طریقوں سے سنے گئے ۔

جناب والا ! اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا ۔ پاکستان نہ پنجاب کے نام پر بنا تھا ، اور نہ ہی سندھ سرحد بلوچستان یا بنگلہ دیش کے نام پر بنا تھا ۔ پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا اور کلمہ حق کہنے والوں نے بنایا تھا ۔ اور پاکستان بنا ۔ پاکستانیوں کے لئے حضور والا ! پاکستانیوں کے لئے بے پناہ قربانیاں دی گئیں ۔ ان قربانیوں کو کون نظر انداز کر سکتا ہے ۔ اگر 1947 کو یاد کریں کہ اس وقت مہاجر گھر سے بے گھر ہوئے ، در سے بے در ہوئے ۔ معصوم بچوں کو ذبح کیا گیا ۔ ہماری معصوم اور مسلمان بیٹیوں اور بہنوں کی عصمتیں دن دھاڑے لوٹی گئیں اور آج تک ہمارے مسلمانوں کی عصمتیں ہندوستان میں سکھوں اور ہندوؤں کے چنگل میں رو رو کر پیٹ پیٹ کر چیخ چیخ کر یہ فریاد کر رہی ہیں کہ تم اس وقت تو کہتے تھے کہ پاکستان بنے گا ، پاکستان میں انسانیت کا احترام ہوگا ' پاکستان میں استحصال نہیں ہوگا ۔ پاکستان میں ظلم نہیں ہوگا ۔ پاکستان میں طبقات نہیں ہوں گے اور پاکستان میں ہر ایک کے ساتھ انصاف ہوگا ۔ پاکستان میں کبھی زمینداری کی بات نہیں کریں گے ۔ پاکستان میں کبھی جاگیرداری کی بات نہیں کریں گے اور پاکستان بنا تھا پاکستانیوں کے لئے اور ہماری یہ بد قسمتی ہے کہ پاکستان بننے کے بعد آج تک ہم پاکستانی نہیں بن سکے ۔ اگر آج ہم پاکستانی ہوتے ہم میں نیشنلزم ہوتی ہم قوم پرست اور وطن پرست ہوتے اور صرف اور صرف پاکستانی ہوتے ۔ نہ کوئی سندھی ہوتا اور نہ کوئی سندھ کا نعرہ لگاتا ۔ نہ کوئی بلوچستان کا نعرہ لگاتا اور نہ کوئی پختونستان کا نعرہ لگاتا اور نہ نئے کاغذی لیڈر پنجاب کا حوالہ دے دے کر اپنی چودھراہٹ اور لیڈر شپ کو قائم کرنے کی ناکام کوشش کرتے اور یہ بد قسمتی ہے اس مادر وطن کی ہے (نعرہ ہائے تحسین) حضور والا ! یہی لوگ دس سال تک پاکستان کی بد قسمت تاریخ پر جاگیرداری اسلام اور زمینداری کے نام پر چھائے رہے اور اس قوم پر ظلم کرتے رہے ۔ غریب غریب تر ہوتا گیا اور امیر امیر تر ۔

غریب عوام پستے رہے ۔ پاکستان میں طوائف الملوکی آئی ، انارکی آئی اور جمہوریت کے نام پر راتوں رات ری پبلکن پارٹی بنی ۔ جناب والا ! یہ ہاؤس ، یہی ایوان ، یہی درو دیوار اس بات کے گواہ ہیں کہ ری پبلکن پارٹی ، جس کا دنیا میں کوئی وجود نہ تھا ، جس کا کسی ضلعے میں کسی شہر میں کوئی دفتر نہ تھا ، کوئی اس کا منشور نہ تھا ۔ صرف چند جاگیرداروں نے اکٹھے ہو کر راتوں رات اپنی وفاداریاں تبدیل کیں ۔ ری پبلکن پارٹی بنائی ۔ ری پبلکن پارٹی میں ایسے لیڈروں کی اکثریت تھی جنہوں نے پاکستان ، نظریۂ پاکستان اور قائد اعظمؒ کی مخالفت کی ۔ وہ لوگ اس صوبے ، اس پاکستان کے حکمران بنے جس کے نتیجے میں ایوب خان کا مارشل لاء ہمارے سامنے آیا ۔ ۔ ۔ ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں جناب کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ گزارش کروں گا کہ پورے پاکستان کا بجٹ پاس نہیں ہو رہا ۔ پنجاب کا بجٹ پاس ہو رہا ہے انہیں پنجاب کے نام سے کیوں چڑھ ہوتی ہے ۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں پنجاب کا بجٹ پاس کیا جا رہا ہے ، اس لئے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : آپ اپنی تقریر جاری رکھیں ۔

وزیر محنت و سماجی بہبود : حضور والا! ایوب خان کے دور میں جاگیردار سرمایہ دار اور ڈکٹیٹر مل کر دس سال تک اس صوبے اور پاکستان پر حکمرانی کرتے رہے ، عوام کا استحصال کرتے رہے ، ظلم و ستم کرتے رہے اور یہی وجہ ہے کہ ہماری قوم میں آج یہ جو دوڑ لگ چکی ہے اور ہر انسان راتوں رات امیر ہونے کے ، راتوں رات کاریں خریدنے کے خواب دیکھ رہا ہے ، طوطا چشمی ، خود غرضی ، بے ایمانی ، ریاکاری ، ایک دوسرے کی پگڑی اچھالنا اور انسان کی تذلیل کرنا اپنا منشور بنا رکھا ہے ، ہر آدمی اخلاقیات کا لیکچر دے رہا ہے لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتا ۔ یہی وجہ ہے کہ ہم خواہ 207 کروڑ 68 لاکھ کا بجٹ پیش کریں ، خواہ دو ہزار کروڑ کا ان سے کچھ نہیں بن سکتا جب تک کہ ہمارا اندر اور باہر ایک نہ ہو ۔ جب تک ہم پاکستانی نہ بنیں ۔ جب تک ہم قوم پرست نہ بنیں ۔ جب تک ہم پاکستان کو صحیح معنوں میں پاکستان نہ بنائیں جب تک ہم انسانیت کا احترام نہ کریں ۔ ظلم اور جھوٹ کی مخالفت نہ کریں ، خود غرضی ، ریاکاری اور منافقت کے جتنے بھی بت ہیں ان سب

کو سب سے پہلے ذبح کرنا ہو گا - پھر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ آج ہم پاکستانی بنے ہیں اور اے دنیا والو ! آ کر دیکھو ، اس پنجاب کو - ورنہ پنجاب کا نام لینے سے پنجاب کی کوئی خدمت نہیں ہوتی - پنجاب کا نام لینے سے کوئی وزیر اعظم نہیں بن سکتا - پنجاب کا نام لینے سے کوئی گورنر یا وزیر نہیں بن سکتا - آپے وزارت نہیں مل سکتی ، صدارت نہیں مل سکتی - ملے گی تو پھر پاکستان کے نام پر ملے گی - اس لئے ہمیں یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ ہم صرف اور صرف پاکستانی ہیں (نعرہ ہائے تحسین) - اس کے علاوہ ہم کچھ بھی نہیں - ہم مسلمان ہیں اور پاکستانی ہیں -

جناب والا ! بحث چل رہی تھی سوشلزم اور اسلام کی - چونکہ وزیر اعلیٰ صاحب کی تقریر پر بحث اور تنقید ہوئی ، میں بھی اس بحث اور تنقید میں شامل ہوتا ہوں - ہم کہتے ہیں کہ اسلام ہمارا دین ہے جب ہم یہ کہتے ہیں تو کوئی بیرونی طور پر نہیں کہتے - ہم کوئی منافقت کی بنا پر نہیں کہتے ، بلکہ جس وقت پاکستان پیپلز پارٹی بنی اس وقت کیا ہو رہا تھا ؟ ایک طرف کمیونزم اور سوشلزم تھا جس میں مذہب کا نام تک نہ تھا - جب مذہب کا نام نہ ہو تو لوگ خدا اور مذہب کے منکر ہو جاتے ہیں - جناب والا ! جمہوریت کے نام پر پاکستان میں سازشیں ہو رہی تھیں کہ وہ قوانین جو جمہوریت اور اسلام کے خلاف ان کو اسمبلی کے ذریعے سے منظور کرایا جائے - اس وقت آپ کو یاد ہو گا کہ برٹش پارلیمنٹ نے sodomy کو جائز قرار دیا تھا کہ ایک مرد دوسرے مرد کے ساتھ بد فعلی کر سکتا ہے - یہ اسمبلی نے جائز کر دیا تھا اور اس قسم کی باتیں اس ملک میں بھی ہو رہی تھیں - اس وقت ہم نے یہ کہا تھا کہ اسمبلی میں یہ کہیے کہ اسلام ہمارا دین ہے ، جمہوریت ہماری سیاست ہے ، سوشلزم ہماری معیشت ہے - ہماری جمہوریت اور ہمارا سوشلزم اسلام کے تابع ہے - اسلام کے خلاف کوئی قانون ، کوئی بل جو سارا ایوان پاس کرنا چاہے تو وہ نہیں پاس کر سکتا وہ نہیں بنا سکتا -

(نعرہ ہائے تحسین)

حضور والا ! آج کی جمہوریت میں اگر آپ کا ہاؤس یہ فیصلہ کرے ، یہ بل پیش کر دے یا قانون بنا دے یا ریزولیوشن پاس کر دے کہ مولانا مودودی کو آپ نبی تسلیم کر لیں تو کیا ہم کر سکتے ہیں ؟ نہیں کر

سکتے ۔ اس لئے کہ اسلام ہمارا دین ہے ۔ مرزائیوں کو اقلیت قرار کیوں دیا گیا ؟ اس لئے کہ ہم نے 1967 میں کہا تھا کہ اسلام ہمارا دین ہے اور دین اسلام کہتا ہے کہ محمد ﷺ ہمارے آخری نبی ہیں ۔ ان کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا ۔ جناب والا ! وہ تھا اسلام کے تابع فیصلہ ۔ وہ بھی اس حکومت نے کیا ۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے کیا ۔ جس نے کہا کہ جمہوریت ہماری سیاست ہے ۔ جناب والا ! اگر آج یہ ایوان یہ فیصلہ کرنا شروع کر دے کہ ہم تو جمہوریت کے بڑے علمبردار ہیں ۔ ہمارے پاس تو متحدہ محاذ ہے ۔ ہم اکٹھے ہیں ، قرآن پاک کی کوئی آیت ، کوئی لفظ ، کوئی زیر زبر بدل سکتے ہیں تو نہیں تبدیل کر سکتے ' کیونکہ اللہ تبارک تعالیٰ نے کہا یہ میری کتاب آخری ہے ۔ میرا دین مکمل ہے ، کامل ہے ۔ اس میں تم ھیر پھیر نہیں کر سکتے ، ردو بدل نہیں کر سکتے ۔ اس کے مقابلے کی کوئی آیت لائیں ' سورہ لائیں ' کوئی لفظ لائیں ۔ کوئی نہیں لا سکتا ۔ کوئی نہیں کر سکتا ۔ ایسا ریزولیوشن اور قانون بھی کوئی اسمبلی پاس نہیں کر سکتی ۔ اس لئے ہم نے کہا کہ اسلام ہمارا دین ہے ۔ جو جماعت یہ کہے کہ اسلام ہمارا دین ہے ، وہ اس سوشلزم کو اپنی معیشت تسلیم نہیں کرے گی جس میں نظریۂ پاکستان کی مخالفت ہو ' جس میں اسلام کی نفی ہو' جس میں خدا کی نفی ہو' جس میں رسول کی نفی ہو اور جس میں پاکستان کے عوام کی آزادی کی نفی ہو تو وہ سوشلزم پاکستان پیپلز پارٹی نے نہیں کہا ۔ ہمارا سوشلزم اسلام کے تابع ہے جیسے جمہوریت ہماری سیاست ہے ۔ سیاسی جمہوریت اس بات کا نام تو نہیں کہ Government of the people by the people, for the people یہ definition کسی زمانے میں ہو گی ۔ آج تو اس کا ترجمہ یہ ہے کہ sense of participation کہ قوم کا ہر فرد یہ سمجھے کہ میں سیاسی حکومت میں برابر کا حصہ دار ہوں ۔ میرے مشورے سے ، میرے قول سے ' میرے فعل سے اسی قوم کو فائدہ پہنچ سکتا ہے ۔ اسی طرح جس وقت تک اقتصادی جمہوریت یا سوشلزم اس ملک کی پیداوار میں یا پروڈکشن میں سب کو حصہ دار نہ بنائے اس وقت تک سیاسی جمہوریت صحیح طریقے سے نہیں چل سکتی ۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا ! تب سیاسی جمہوریت کو چلانے کی غرض سے اس ملک کو بچانا اور اس قوم کی خدمت کرنا ہے ۔ اس ملک کے غریب عوام جن کے نعرے سب نے لگائے ۔ کہ اے مجبورو ، اے مظلومو ، اے محنت کشو ! اٹھو ۔ تو جناب والا !

ان کا نام لینے کے لئے ضروری ہے کہ ہم کہیں کہ سوشلزم ہماری معیشت ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور ہمیں سوشلزم کو اپنی معیشت قرار دینا ہوگا جو ہم نے دی ہے اور ہم سوشلزم کے نام پر منتخب ہو کر آئے ہیں اور ہمیں اس بات پر فخر ہے ، ہمیں اقتصادی جمہوریت سب سے پہلے لانی ہوگی ، اصلاحات اس سے زیادہ کرنی ہوگی اور سرمایہ دار گروپ ، جاگیردار گروپ اور برادری سسٹم ، ان سب چکروں کو ختم کرنا ہوگا ۔ حضور والا ! کیا کبھی آپ نے دیکھا کہ کسی امیر راجپوت نے کسی غریب راجپوت کو یا کسی امیر جاٹ نے کسی غریب جاٹ کو یا کسی امیر کشمیری نے کسی غریب کشمیری کو رشتہ دیا ہو ؟ اسی پنجاب میں پاکستان کے ایک بہت بڑے سوشلسٹ اور سرمایہ دار کی لڑکی کی شادی ایک کشمیری لیڈر کے لڑکے سے ہوئی ہے جو قوم کا آرائیں ہے ۔ اس کی جماعت مختلف ، اس کے نظریات مختلف ، اس کی قوم مختلف لیکن امیر لوگوں کی ایک برادری ہے ، سرمایہ دار اور جاگیردار ، اور امیر لوگوں کا ایک علیحدہ طبقہ ہے اور غریبوں کا علیحدہ ۔ اس کے خلاف غریب لوگ اٹھے ہوئے ہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) جب تک آپ اقتصادی جمہوریت اور سوشلزم کے ذریعے سے جو اوپر بیٹھے ہوئے ہیں ، انہیں نیچے نہیں اتاریں گے اور جو دبے ہوئے ہیں ان کو اوپر نہیں اٹھائیں گے اس وقت تک یہ سیاسی جمہوریت نہیں چل سکتی ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

حضور والا ! آج ہم کیا ہے ؟ ہماری وفاداریاں راتوں رات تبدیل ہوتی ہیں ۔ ہمارا کوئی اصول نہیں رہا ۔ ہماری خود غرضی کے بت اندر بیٹھے ہوئے ہیں اور ہم صبح اٹھ کر خود غرضی کے بتوں کو کہتے ہیں کہ السلام علیکم تو میرا خدا ہے ۔ میں نے تجھ سے ہی کچھ مانگنا ہے تو مجھے بتا کہ میں کیسے وزیر بن سکتا ہوں ۔ تو مجھے بتا کہ میں کیسے پارلیمانی سیکرٹری بن سکتا ہوں ۔ تو مجھے بتا کہ میں کیسے گورنر بن سکتا ہوں ۔ تو مجھے بتا کہ میں کیسے وزیر اعلیٰ بن سکتا ہوں ۔ تو مجھے بتا کہ میں کیسے بھٹو صاحب کے خلاف سازش کر کے کامیاب ہو سکتا ہوں ، کیونکہ پھسلانا اور ورغلانا تو شیطان کا کام ہے وہ کہتا ہے کہ ہو سکتا ہے تو پھر ٹھیک ہے ڈٹ جا ۔ قائد عوام کے خلاف ۔ وہ جب قائد عوام کے خلاف اپنی مجلسوں میں محفلوں میں بات کرتے ہیں تو اس وقت قوم کہتی ہے کہ یہ لوگ بد دیانت ہیں ، بے کار ہیں ، بے ایمان ہیں ، غدار ہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ہم

ان کے ساتھ نہیں ۔ قائد عوام کے نام پر منتخب ہونے والو ! آپ کو تو نائی استرا نہ دیتا تھا ۔ تو اس حقیقت کو تسلیم کیجئے ۔ جب آپ حقیقت تسلیم نہیں کریں گے ۔ تو پھر بات نہیں بن سکتی ۔ اس ملک میں فیشن ہو گیا ہے کہ جو سب سے زیادہ corrupt اور بے ایمان ہوگا وہ سب سے زیادہ شور مچائے گا ۔ چور کو پکڑو ۔ چور کو پکڑو ۔ اس لئے کہ کہیں میری طرف نہ آ جائیں ۔ جناب والا ! مجھے ایک آدمی نے بات بتائی کہ وہ طوائف کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ ہمارے ضلع کا ایک وزیر ہے ، اس کے خلاف تاریں بھی دی ہیں اور درخواستیں بھی ۔ لیکن بنتا کچھ نہیں ، کیونکہ وہ بد دیانت نہیں ۔ کسی طریقے سے اس کی شہرت کو خراب کر دو ۔ اس طرح کرو کہ اذان کے وقت صبح صبح تم اس کی کوٹھی پر چلی جاؤ اور اس کی کوٹھی کے باہر چیخنا چلانا شروع کر دو کہ یہ وزیر ساری رات میری عصمت دری کرتا رہا ہے ۔ اس لئے کہ Character assasination ہو ۔ جناب والا ! پتہ ہے وہ کنجری کیا کہنے لگی ؟ کہنے لگی ، میں عصمت فروش ضرور ہوں لیکن ضمیر فروش نہیں ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب والا ! ہم اس کے خلوص کے بہت مشکور ہیں ۔

وزیر محنت : حضور والا ! ہمیں اس کا مشکور ہونا چاہئے کم ازکم جہاں سے اچھی بات ملے ، ہمیں اس پر عمل کرنا چاہئے اور اس اچھائی کو پلے باندھ لینا چاہئے۔ پاکستان کے ، پنجاب کے لوگوں سے محنت کشوں سے ، غریبوں سے کہیں کہ قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کی پنجاب میں حکومت ہے ۔ اس سے پہلے بھی جو حکومت تھی وہ بھی پاکستان پیپلز پارٹی کی تھی ۔ ہم انہیں قائد عوام کی وجہ سے تسلیم کرتے تھے اور آج بھی کرتے ہیں ۔ وہ پتا نہیں تسلیم کرتے ہیں یا نہیں ۔ اگر تسلیم کرتے ہیں تو پھر ٹھیک ہے اور وہ قائد عوام کی صحیح خدمت کر رہے ہیں ۔ ورنہ وہ غدار ہیں ۔ اب بھی قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو جو فیصلہ کریں گے ، وہ ہمیں قبول ہوگا ۔ جناب والا ! ایک طرف قائد عوام ایم ۔ پی ۔ اے اور ایم ۔ این ۔ اے کی میٹنگ بلا رہے تھے اور دوسری طرف یہ اپنے ایم۔ این ۔ اے اور ایم ۔ پی ۔ اے کی میٹنگ بلا رہے تھے۔ قائد عوام اگر ہمیں کہیں ، کھڑے ہو جاؤ تو ہم کھڑے ہو جائیں گے ۔ اگر وہ کہیں ، بیٹھ جاؤ تو ہم بیٹھ جائیں گے ۔ میں یہ بات اس لئے کہہ رہا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے چیرمین جناب

ذوالفقار علی بھٹو پاکستان کا سمبل ہیں ۔ قائد عوام پاکستان کی شخصیت ہیں ، پاکستان کا وقار ہیں ، پاکستان کا احترام ہیں ۔ اس لئے ان کی ہم بہت عزت و احترام کرتے ہیں کیونکہ ہمیں پاکستان کو بچانا ہے ۔

جناب والا ! یہاں پنجاب کی باتیں بھی کی گئی ہیں ۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ پنجاب کی بات کون کر سکتا ہے ۔ دکھ کی بات یہ ہے کہ کسی بھی شہر میں چلے جائیں ، وہ لوگ پنجاب کی بات کر رہے ہیں جن پر پچاس پچاس مقدمات بنے ہوئے ہیں ۔ اس لئے ہمارے ایم ۔ پی ۔ اے اور ایم ۔ این ۔ اے حضرات کو چاہئے کہ لوگوں میں جائیں اور وہاں جا کر ان کے مسائل دریافت کریں ۔ ہمارے ایم ۔ پی ۔ اے اور ایم ۔ این ۔ اے صاحبان پیپلز ہاؤس اور گورنمنٹ ہوسٹل میں ٹھہرے رہتے ہیں ۔ اس طرح عوام کی خدمت نہیں ہو سکتی ۔ یہ لوگ جو کیچڑ اچھال رہے ہیں ، میں انہیں سب سے پہلے یہ پیشکش کرتا ہوں کہ میرے خلاف انکوائری کروائی جائے ۔ یہ بھی اس بجٹ کا حصہ ہے ۔ سابقہ کردار بھی دیکھنا چاہئے ، سابقہ چال چلن ، آمدنی ہر چیز دیکھنی چاہئے ۔ اس کے لئے کوئی فارمولا تیار کر لیا جائے ۔ اس لئے آج میں اس ہاؤس میں ساری باتیں کر رہا ہوں ۔

اس کے بعد میں جناب چیف منسٹر صاحب کو ، جو اس صوبے کے وزیر خزانہ بھی ہیں ، اس صوبے میں ایک ترقیاتی بجٹ پیش کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ پاکستان اور بالخصوص پنجاب کے عوام کو بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں کیونکہ جب پنجاب خوشحال ہوگا تو پنجاب کے عوام خوشحال ہوں گے ، اسلام اور سوشلزم کا دور ہوگا ۔ پنجاب میں اس وقت مساوات ہوگی جب پنجاب میں غیر طبقاتی سسٹم ہوگا ۔ پھر یہ تحریک پنجاب سے سندھ میں بھی جائے گی ۔ سرحد میں بھی جائے گی ۔ بلوچستان میں بھی جائے گی ۔ اور مشرقی پاکستان میں بھی تحریک جائے گی ۔ پاکستان زندہ باد ۔

ڈاکٹر غلام ہلال شاہ : جناب یہ لوگوں پر کیچڑ اچھال رہے ہیں انہوں نے گورنمنٹ ہاؤس اور پیپلز ہاؤس کا بھی نام لیا ہے ۔ جو لوگ پیپلز ہاؤس میں بیٹھے رہتے ہیں ان کا نام لیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری غلام احمد باجوہ ۔

چوہدری غلام احمد باجوہ : (پنجابی) جناب سپیکر ! پچھلے سال بھی بجٹ پیش ہوا تھا تو اس کا بڑا خیر مقدم ہوا تھا ۔ اس سال بھی مرکزی

حکومت نے پنجاب کو جو روپیہ دیا ہے اس پر ہمیں خوشی تو بہت ہے۔ لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے حلقے میں کوئی رقم خرچ نہیں کی گئی۔ گزشتہ سال بھی سکولوں اور سڑکوں کی سکیمیں شروع تو ہیں۔ لیکن عملاً کچھ نہیں ہوا۔ پیپلز ورکس پروگرام کے تحت جتنا روپیہ خرچ کیا گیا، حکومت کا وہ تمام روپیہ ضائع ہو گیا۔

جناب والا! میری محکمہ نہر سے ایک گزارش ہے۔ مکیسر اوئر جہلم سے ایک لاکھ نو ہزار ایک سو ترانوے برجی پر ایک راجباہ نکلتا ہے۔ مواضعات اللہ آباد، خضر آباد، مکیسر، ماڑی، راستے میں ہیں۔ یہاں بڑے بڑے زمیندار ہیں جو آگے چکوک 53،54،55 اور 56 میں پانی نہیں جانے دیتے۔ میں نے جناب چیف انجنیئر سے گزشتہ برس بھی عرض کیا تھا کہ اس راجباہ پر برجی نمبر 36754 پر ہیڈ بنا دیا جائے۔ لیکن کچھ نہیں ہوا۔ ان بڑے زمینداروں کے کئی کئی مربعے کماد کے ہیں چکوک 53،54،55 اور 56 کے باشندوں کو تو اپنے مویشیوں کے لئے چارہ تک نہیں ملتا۔ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ مذکورہ راجباہ پر ایک ہیڈ تعمیر کیا جائے اور اسی برجی پر بنایا جائے جس کا میں نے ذکر کیا ہے تاکہ عوام کی تکلیف ختم ہو جائے۔ ماڑی موضع کے متعلق میں نے پچھلے سال بھی عرض کیا تھا کہ اس علاقے میں جراح، مکیسر، بونگا، لک، ماڑی، دھریمہ یہ سب چکوک میرے حلقے میں آتے ہیں۔ ان میں سیم کا زور ہے۔ ماڑی کے قریب اس کا رخ چک 55 شمالی کی طرف کر دیا گیا ہے، حالانکہ ماڑی سے یہ چکوک 56، 58 اور 59 تک جاتا تو لوگوں کا رقبہ خراب ہونے سے بچ جاتا۔ ماڑی میں لوگوں کا رقبہ دو سو ستر مربع پر مشتمل ہے۔ اس میں سے میرا خیال کہ ایک سو دس ایک سو پندرہ مربع بچ گئے ہیں۔ باقی سارا رقبہ تباہ ہو گیا ہے۔ یہ اس لئے تباہ ہوا ہے کہ موجودہ افسران نے جو سروے کیا ہے اس وقت با اثر زمینداروں نے اپنی زمین کو بچانے کے لئے وہ ٹیڑھا کرا دیا۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ سیم نالے کو وہاں ڈھلوان سے بچا کر سیدھا لے جائیں تاکہ لوگوں کو سہولت میسر ہو۔

جناب والا! ایک موضع دھریمہ میرے حلقے میں ہے وہاں سے کئی وزراء اور جناب وزیر اعلیٰ صاحب بھی گزرے۔ لیکن کسی نے اس کی طرف نظر التفات نہ کی۔ اب وہ لوگ بے حس ہو کر بیٹھ گئے ہیں۔ ان کا کوئی مکان نہ ہے۔ نہ ہی کوئی دیگر جائیداد۔ ان کا کھانے پینے کا کوئی ذریعہ بھی

نہیں - ان کی مفلوک الحالی دور کرنے کا ایک طریقہ ہے کہ سنگی برانچ سے نیچے ایک نالا بنا کر دوسرے راستے سے سیم نالے کے نیچے سے گزار دیا جائے - چیف انجنیئر صاحب سے اس کے متعلق میں نے کہا تھا -

جناب والا ! ایک اور گزارش یہ ہے کہ سلاں والا روڈ سے جھال 85 اور وہاں سے پنڈی اصول تک سڑک کا سات میل کا ایک ٹکڑا ہے - یہ تین سال سے بن رہا ہے - پچاس ساٹھ ہزار روپیہ اس پر لاگت آئی ہے - گزشتہ یا موجودہ بجٹ میں کوئی پیسہ نہیں دیا گیا اس کی سکیم مکمل کرائی جائے -

جناب والا ! دھریمہ سے 58 شمالی سکیم رکھی گئی تھی - اس پر بھی بڑا خرچ آیا تھا - اگر اس پر مزید خرچ نہ کیا گیا تو یہ سکیم بھی ضائع ہو جائے گی - جھال 85 سے 85 شمالی اور جھال 90 تک سڑک دی گئی تھی - جس پر کچھ رقم لگی ہے - مزید رقم نہ دی گئی تو وہ بھی ضائع ہو جائے گی -

جناب والا ! 89 شمالی شہر سے کافی دور ہے - اس میں ایک ہائی سکول کا ہونا بہت ضروری ہے - ایک ماڑی پنڈ ہے جو کہ بھلوال اور سرگودھا کے درمیان ہے - دونوں طرف کافی فاصلہ ہے - یہ ماڑی پنڈ بھلوال اور سرگودھا کو جاتا ہے - ماڑی میں ہائی سکول کی بڑی ضرورت ہے - ماڑی کے مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دیا جائے - بھلوال سے سرگودھا تک کوئی سکول نہیں -

جناب والا ! میرے حلقہ نیابت میں 73-1972 میں ایک ہیلتھ سکیم منظور ہوئی جس میں سب سینٹر بنانے تھے - اس کے تحت سرگودھا میں نو بھلوال میں چھ شاہ پور میں چار اور خوشاب میں سات سینٹر قائم ہونے تھے - سرگودھا کے نو میں سے ایک چک 19 شمالی نزد بنگلہ بیری والا کے لئے ہے - ڈی سی صاحب اور ڈی ایچ او صاحب موقع پر گئے تھے - انہوں نے کہا کہ سیم ہے - بھلوال کے زمیندار اٹھے کہ یہ ہمیں دیا جائے - اس ہیلتھ سینٹر سے کئی چکوک کو فائدہ ہے - اس لئے اس ہیلتھ سینٹر کو یہاں رہنے دیا جائے - یہ بیریاں والے بنگلے پر بن جائے تو اس سے کئی غریب لوگوں کو فائدہ ہوگا جو کہ شہر نہیں آ سکتے ہیں اور نہ بھلوال پہنچ سکتے ہیں - کیونکہ وہاں پر کوئی پکی سڑک ہے اور نہ کوئی ریلوے لائن ، جس کے ذریعے غریب آدمی اپنے بیمار بیوی بچوں کو بھلوال یا سرگودھا پہنچا سکیں -

جناب والا ! میرا چک سرگودھا سے چار میل کے فاصلے پر ہے ۔ اس سکیم میں وہاں پر ایک ہیلتھ سینٹر قائم ہونا تھا ۔ بعد میں چیئرمین پیپلز ورکس پروگرام ، حفیظ اللہ چیمہ صاحب اور دوسرے لوگوں نے اپنے اثر و رسوخ سے اس کو بھی منتقل کرا لیا ۔ میری استدعا ہے کہ سرگودھا سے چار میل دور واقع میرے چک میں ہیلتھ سینٹر کا ہونا نہایت ضروری ہے ۔ اس کے آس پاس کئی دیگر چکوک ہیں ۔ اور ان سب کو فائدہ ہوگا ۔ لوگوں کو شہر جا کر رہائش وغیرہ کی دوسری سہولتوں کے لئے پریشان ہونا پڑتا ہے ۔ اس لئے یہاں سے یہ ہیلتھ سنٹر شفٹ نہ کیا جائے ۔

جناب والا ! پلاٹوں کے متعلق یہاں پر باتیں ہوتی رہی ہیں ۔ میں عرض کروں گا کہ جراح ، سکیسر ، دھریمہ ، ماڑی ، کوڑووال ، یہ تمام پرانی آبادیاں ہیں ۔ شاملات دیہہ ہیں ۔ وہاں زمینداروں نے اپنے فائدے کے لئے حویلیوں پر قبضہ کر رکھا ہے ۔ کسی غریب کو وہاں پر رہائش کی سہولت نہیں دی گئی انہیں جواب دیا جاتا ہے کہ تم نے بھٹو کو ووٹ دیئے تھے ۔ ان سے جا کر قلعے لے لو ۔ لیکن طریقہ وہاں پر یہ ہے کہ وہاں سب کام پولیس کے ذریعے ہو رہا ہے ۔ مزارع بھی پولیس کے ذریعے بے دخل ہو رہا ہے ۔ پولیس پانچ دس دن انہیں تھانے رکھتی ہے اور اس عرصے میں زمیندار وہاں پر زمین کاشت کر لیتا ہے ۔ یہاں پنجابی کی وہ ضرب المثل صادق آتی ہے ۔ "گھسن نیڑے یا خدا نیڑے" ۔ میرے حلقہ نیابت میں پولیس کا نظام بہت خراب ہے ۔ وہ غریبوں کو پکڑ کر لے جاتے ہیں ۔ کسی پر بندوق ، کسی پر کھوتی اور کسی پر کسی اور چیز کا الزام لگا دیتے ہیں ۔ زمیندار نے بے دخلیاں بغیر دعووں کے پولیس کے ذریعے سے شروع کر رکھی ہیں ۔ ان لوگوں نے پاکستان پیپلز پارٹی کو ووٹ دیئے تھے اور بڑی جد و جہد کی تھی ۔ میں نے دیکھا کہ الیکشن کے بعد جب وہ غریب آدمی کسی زمیندار کے گھر لسی لینے گیا تو اس نے اس کے برتن پھینک دیئے کہ جاؤ تم نے بھٹو کو ووٹ دیئے تھے ۔ تم لسی بھی بھٹو سے ہی جا کر لو ۔ وہ مظلوم ، غریب اور بے نوا لوگ ہیں ۔ ان کی آواز تک کوئی نہیں سنتا ۔ نوکر شاہی بھی اپنے عزیز و اقارب یا اپنے کلاس فیلو کو ہی نوازتی ہے ۔ ان کا کوئی عزیز و اقارب ہے اور نہ ہی کوئی کلاس فیلو ۔ وہ محض غریب لوگ ہیں ۔ ان کی آواز کوئی نہیں سنتا ۔ اگر میں ان کے ساتھ تھانے یا ایس پی کے پاس جاتا ہوں تو کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے ۔ ہم نیچے سے رپورٹ منگوائیں گے ۔ سب ٹھیک ہو جائے گا ۔ موقع پر سب ٹھیک ہو جائے گا ۔ جناب والا ! ان خلاف قانون بے دخلیوں کو روکیں ۔ میں

وزیر مال سے یہ کہوں گا کہ کوئی مؤثر قانون بنائیں ۔ تاکہ ان غریبوں کی مشکل حل ہو جائے ۔

علاوہ ازیں قائد عوام نے یہ اعلان کیا تھا کہ بیج اور کھاد مالک دے گا ۔ زمینداروں نے یہ طریقہ کار اپنایا ہے کہ گندم بوئے مزارع ، رکھوالی کرے ، مزارع کاٹے مزارع اور پھر جب وقت آتا ہے تو تمام فصل زمیندار لے جاتا ہے اور اسے بیج وغیرہ بھی نہیں دیتا ۔ زمیندار کچھ بھی مزارع کو نہیں دے رہا ۔ نہ ہی مزارع کو کوئی تحفظ مل رہا ہے ۔ جناب والا ! یہ بڑے دکھ کی بات ہے ۔ ان لوگوں نے بھی پاکستان پیپلز پارٹی کو ووٹ دیئے تھے اور اب گورنمنٹ بھی پاکستان پیپلز پارٹی کی ہے ۔ ان بے آواز لوگوں کی تکالیف کا کوئی نہ کوئی مناسب سد باب کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری عبدالغنی ۔

چوہدری عبدالغنی : جناب والا ! میں عوامی وزیر اعلیٰ کو عوامی تاریخ میں سب سے بڑا بجٹ پیش کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ جبکہ افراط زر کی وجہ سے مہنگائی کا دور دورہ ہے ۔ جس کا اثر خصوصاً افریقہ اور ایشیا کے دور افتادہ اور پس ماندہ ممالک پر بھی ہو چکا ہے ۔ ہمارا صوبہ پنجاب قلیل ذرائع پیداوار اور بڑھتی ہوئی آبادی کے دباؤ کے نیچے آ چکا ہے ۔ ایسے حالات میں یہ بجٹ پیش کیا گیا ہے ۔ اس سے خاص طور پر جاری ترقیاتی منصوبوں میں خاصا اضافہ ہوا ہے ۔ جو بغیر ٹیکس لگائے ہوا ہے ۔ یہ اس بجٹ کی سب سے بڑی خوبی ہے ۔

جناب سپیکر ! بجٹ میں ٹیکس عاید نہ کرنے کے باوجود مجھے ایک شکایت ہے ۔ وہ یہ کہ کاشت کاران پر جو فلیٹ آبیانہ قائم کیا گیا ہے وہ بہت زیادہ ہے ۔ اگر اس کی بجائے کوئی اور ٹیکس عاید کر دیا جاتا ، مثلاً شراب پر ، جو مسلمانوں کے لئے حرام قرار دی گئی ہے ، یہ ٹیکس قائم کرکے فلیٹ ریٹ قائم نہ کیا جاتا جس سے کم از کم حکومت کو 15 کروڑ روپے کی آمدنی آ رہی ہے ۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ اس کا بوجھ زمینداروں اور ان کاشتکاروں پر پڑا ہے جن کی ملکیت آدھ مربع ، مربع دو مربعے تک ہے ۔ اگر فلیٹ ریٹ پر آبیانہ مقرر کرنا ہے تو کم از کم دس بیس روپے مقرر کرنا چاہیئے جس سے زمینداروں کو فائدہ پہنچے ، ورنہ یہ سراسر زمینداروں اور خصوصاً چھوٹے زمینداروں پر تشدد ہو رہا ہے ۔ کیونکہ ان کا ایک آدھ مربع ہوتا ہے اور اسی سے اسے اپنے بال بچوں کا گزارہ کرنا ہوتا ہے ۔ اس کے سوا

اس کا اور کوئی ذریعہ معاش نہیں ہوتا ۔ اس لئے میں گزارش کرتا ہوں کہ فلیٹ آبیانے کو کم کر دیا جائے ۔

جناب والا ! اس کے علاوہ محکمہ نہر ہے ۔ محکمہ نہر کا جو تقسیم وارہ ہے وہ غلط ہے کیونکہ ہر جگہ پر بڑے بڑے زمیندار کٹ کرا دیتے ہیں اور اپنی فصلوں کو پانی دیتے ہیں اور آبپاشی کرتے ہیں اور اس کو کٹ نہیں سمجھا جاتا بلکہ اسے کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ کٹ نہیں ہوا ، یہ ویسے ہی breach ہوگیا ہے ۔ جناب والا ! یہ نا انصافی ہے ، کیونکہ ان لوگوں نے افسروں کو گائے بھینسیں اور گندم وغیرہ رشوت میں دی ہوئی ہوتی ہیں ، اس لئے غریب ہمیشہ ترستا رہتا ہے اور اسے پانی تک میسر نہیں ہوتا ۔ لہذا اس کا انسداد ہونا لازمی ہے ۔

Mr. Speaker : I would again remind the limitation of time which is of 7½ minutes.

ملک مختار احمد اعوان ۔

ملک مختار احمد اعوان : جناب سپیکر! ہم پاکستان پیپلز پارٹی کے ممبران پنجاب اسمبلی ، جو بنیادی طور پر نظریاتی کارکن ہیں ، آج اس بحث میں الجھ گئے ہیں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کا منشور کیا تھا اور قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اس ملک کے 95 فی صد غریب اور دکھی انسانوں کو جو شعور بخشا تھا اس کی نوعیت کیا تھی ؟ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایک ایسی بجٹ تقریر جس میں ہر لحاظ سے جناب وزیر اعظم کے افکار کی جھلک نظر آتی ہو ، جس میں ہر لحاظ سے پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور کی عکاسی کی گئی ہو اور اس پوری تقریر میں اگر ایک یا دو بار لفظ سوشلزم استعمال کیا گیا تو اس پر چند دوستوں کو تکلیف ہوئی ۔ جناب والا ! کل اور آج کی تقاریر میں اس بحث پر تبصرہ کیا گیا ۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس وقت پنجاب کے غیور کسانوں ، مزدوروں اور نوجوانوں نے اس منشور کے حق میں ووٹ دیئے تھے اور دوسری تمام جماعتوں کے منشوروں کو رد کر دیا تھا تو اس دن یہ فیصلہ طے پا چکا تھا کہ پاکستان میں کون سا نظام معیشت نافذ کیا جائے گا ۔ جناب والا ! اسی ایک mandate کے تحت ہم ممبران اسمبلی آج یہاں پر موجود ہیں ۔ اگر آج عوام کے ساتھ کئے گئے ان وعدوں سے ملک کے ایسے لوگ انحراف کرنا چاہیں گے جن کے اپنے ذاتی مفادات ہیں ، اگر وہ لوگ جو جیے بھٹو کا نعرہ بلند کرتے تھے ، آج پنجاب

کے ایک کونے یا دوسرے کونے یا شہر لاہور میں بیٹھ کر جیے پنجاب کا نعرہ بلند کرتے ہیں تو اس نعرے کی پشت میں ان کا ذاتی مفاد پنہاں ہے ۔ لیکن آج جس شعور کی وجہ سے کسان اپنے اور مزدور اپنے حقوق کی بات کرتا ہے اور وہ اگر پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور سے روشناس ہوا تو اس کی جیے پنجاب کی سیاسی تحریک کے پیچھے نہیں لگیں گے ، بلکہ یہاں صرف اور صرف اسلام کے سنہری اصولوں کے مطابق سوشلسٹ معیشت نافذ ہو گی ۔

جناب والا ! یہ ملک جو بیش بہا قربانیوں کے بعد حاصل کیا گیا تھا ۔ قائد اعظم علیہ‌الرحمۃ نے جو جماعت مسلم لیگ کے نام سے بنائی تھی ، اس منشور کو تحریر کرنے میں جن دانشوروں نے حصہ لیا ۔ ان میں دانیال لطیفی کا نام سرفہرست ہے ۔ وہ اس وقت کے برصغیر کا مانا ہوا سوشلسٹ تھا ۔ کیا قائد اعظم علیہ‌الرحمۃ اس کے نظریات سے ناواقف تھے ؟ کیا وہ یہ نہ سمجھتے تھے کہ دانیال لطیفی ان انقلابی دانشوروں میں سے ایک ہے جو ایسی معیشت کی بات کرتے رہیں ۔ جس معیشت میں انصاف پر مبنی معاشرے کا قیام عمل میں لایا جاتا ہے ۔ جناب والا ! مسلم لیگ کے منشور کو اگر یہاں پر نافذ کیا گیا اور اس کے کچھ عرصے بعد تمام بنیادی اصولوں سے انحراف کر کے استحصالیوں نے اگر سیاست پر غاصبانہ قبضہ جمایا تھا تو پھر پاکستان کے سیاسی افق پر ایک خدشہ لاحق ہوا ۔ یہاں کے دیہاتی خدا نخواستہ، کوئی بلڈ شیڈ نہ ہو ، یہاں مزارع اور زمیندار یا مزدور اور کارخانہ دار کے درمیان کوئی کشمکش کھڑی نہ ہو جائے اور یہ طبقاتی منافرت اس حد تک آگے نہ بڑھے کہ 1947ء میں جو خون بہا کر بیش بہا قربانیاں دی تھیں ، اس کے بعد پھر یہاں کوئی اور خون بہہ جائے اور یہاں پر پھر گلی کوچوں ، کھیتوں اور کھلیانوں سے مفلوک‌الحال انسانوں کے خون کی بو آئے ۔ جناب والا ! جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اس ملک پر یہ ایک بہت بڑا احسان کیا تھا کہ انہوں نے اس تمام طبقاتی کشمکش کو ایک logical conclusion پر پہنچایا اور تمام منافرتوں کو ختم کرتے ہوئے یہ درس دیا کہ کشتکار ہو ، کسان ہو ، مزدور ہو یا کارخانہ دار ، اگر ملک کی معیشت کو استوار کرنا ہے تو سب بھائی چارے کے جذبے سے مل بیٹھ کر سوشلسٹ اصولوں پر عمل پیرا ہوتے ہوئے یہاں ایک ایسا معاشی ڈھانچہ کھڑا کریں جس سے ملک کی تعمیر نو ہو سکے اور پاکستان عالم اسلام کا ایک ناقابل تسخیر قلعہ بن سکے ۔

جناب والا ! میں آخر میں صرف یہ عرض کروں گا کہ آج ہم پنجاب اسمبلی میں صرف پیپلز پارٹی کے اراکین اسمبلی یہاں موجود ہیں ، کچھ لوگ بنیادی کارکن ہیں - کچھ الیکشن کے نزدیک پارٹی میں شامل ہوئے اور کچھ الیکشن کے بعد - آج ہم بھائیوں کی طرح یہاں بیٹھے ہیں - ہمیں اس بحث میں بالکل نہیں الجھنا چاہئے ، بلکہ ہمیں اپنے قائد کی قیادت میں اس صوبے میں ایک ایسا تعمیری کام کرنا ہے - جس سے ہم اس صوبے کو تمام تر تعصبات سے پاک رکھتے ہوئے یہاں ایک ایسا منصفانہ معاشی نظام نافذ کر سکیں - جس میں اسلام کے بنیادی اصولوں کے تابع سوشلسٹ معیشت کی عکاسی ہو اور اس کی reflection باقی تمام صوبوں پر پڑے اور پاکستان بھر ایک ایسا پاکستان بن سکے جو قائد اعظم علیہ الرحمۃ کے افکار میں پیش کیا گیا تھا -

Mr. Speaker: Mr. Shamim Ahmad Khan, I hope that you know the limitation of time.

مسٹر شمیم احمد خان : جناب سپیکر ! میں وزیر خزانہ کو جو وزیر اعلیٰ بھی ہیں : اس بجٹ کے پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور چوہدری عبدالغنی سے اتفاق کرتا ہوں کہ اس بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا اور ترقیاتی منصوبوں کے سلسلے میں مزید اضافہ ہوا ہے - حالانکہ یہ بات عیاں ہے کہ یہ مہنگائی کا دور ہے تمام دنیا میں مہنگائی ہے - یہ بات ماہرین اقتصادیات بہت اچھی طرح سمجھتے ہیں اور وہی اس بجٹ کی تعریف کر سکتے ہیں -

جناب والا ! کل سے اس ایوان میں جو بحث چل نکلی ہے ، اس سے یہ محسوس ہوتا ہے ، جیسے پیپلز پارٹی کی صفوں میں انتشار ہے - لوگ ایک دوسرے سے نظریات کی جنگ میں الجھ رہے ہیں طعنہ زنی اور ذاتیات تک یہ بات چلی گئی ہے - میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس صورت حال کا تجزیہ کرنا پڑے گا کہ یہ کہاں سے پیدا ہوئی ہے ، کس نے پیدا کی ہے اور کن حالات میں پیدا ہوئی ہے ؟ جناب والا ! معاملہ بالکل صاف اور واضح ہے کہ جب سے اس ملک میں عوامی تحریک جناب قائد عوام کی زیر قیادت ہم نے چلائی اور لوگوں میں ایک سیاسی شعور پیدا کیا ، آپ محسوس کریں گے کہ آج بھی پاکستان کے تمام فرقوں کسانوں ، مزدوروں اور محنت کشوں میں یہ سیاسی شعور پیدا ہو چکا ہے کہ وہ پاکستان میں سرمایہ داری نظام اور سرمایہ دار کو نہیں دیکھنا چاہتے ۔ وہ استحصالی نظام کو نہیں دیکھنا چاہتے -

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پاکستان میں سرمایہ داری غیر محفوظ ہے ۔ اس ملک میں جب سے عوامی حکومت آئی ہے اس کے اور عوام کے سیاسی شعور کے خلاف مختلف قسم کی سازشیں وہ سرمایہ دار کر رہے ہیں ۔ اور ان کی یہ سازشیں مختلف محاذوں پر مختلف رنگ اختیار کر گئی ہیں ۔ کبھی فرقہ وارانہ فسادات ہو رہے ہیں اور کبھی پولیس کی ہڑتال ۔ کبھی مزدوروں میں حکومت کو انتظامی طور ناکام کرنے کی کوشش ہو رہی ہے اور کبھی حزب اختلاف کو یہ کہہ دیتے ہیں کہ اسمبلیوں میں مت جاؤ ۔ یہ حزب اختلاف کا بائیکاٹ کا حربہ جمہوریت کے خلاف ایک سازش ہے ۔ جمہوریت کا یہ تقاضا ہے کہ بحیثیت ممبر ان کا اخلاقی فرض ہے کہ وہ اس ایوان میں آ کر بیٹھیں ۔ لیکن اس کے بر عکس چاروں صوبوں اور مرکز میں بائیکاٹ کیا گیا ہے ۔ حقیقت میں یہ ان طاقتوں کی طرف سے ہے جو جمہوریت میں ایمان نہیں رکھتی ۔ وہ یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ پاکستان جمہوریت کے قابل نہیں اور یہاں جمہوریت پنپ نہیں سکتی ۔ یہ طاقتیں آمریت پر یقین رکھتی ہیں ۔ انہوں نے اس ملک میں آمریت کا تجربہ کیا ہے اور وہ اس ملک میں آمریت کے خواب دیکھتی ہیں ۔ یہ ان طاقتوں کی طرف سے دعوت دی گئی ہے کہ ان اسمبلیوں کا اس طرح بائیکاٹ کیا جائے اور یہاں آمریت لائی جائے ۔ جو عوام کے سیاسی شعور کو پیچھے کی طرف لے جائے اور رجعت پسندانہ کام ہوں ۔ جب انہیں کوئی اور راستہ نظر نہیں آتا تو وہ پاکستان پیپلز پارٹی کی صفوں میں انتشار اور گروپ بندی پیدا کرنے کی وہ سازشیں کرتے ہیں کہ کسی طرح یہ پارٹی دو حصوں میں تقسیم ہو جائے اور یہ ملک انتشار کا شکار ہو جائے اور یہاں جمہوریت ختم ہو جائے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ کل سے اسلام اور سوشلزم کی بحث پیپلز پارٹی کی اپنی صفوں میں جو پیدا ہوئی ہے ، وہ حقیقت میں یہ ان سرمایہ داروں نے پیدا کی ہے جو اس ایوان میں موجود نہیں ہوتے اور باہر بیٹھے ہوئے اپنے آلہ کاروں اور ایجنٹوں کے ذریعے یہ تحریک چلوا رہے ہیں اور اس ملک کے سیاسی نظام اور جمہوریت کو تباہ کر رہے ہیں ۔ یہ صورت حال بالکل واضح ہے کہ یہ اراکین اسمبلی، جو پیپلز پارٹی کے ٹکٹ سے منتخب ہو کر آئے ہیں، انہوں نے ووٹ اسلام کے نام پر نہ لئے تھے ۔ انہوں نے جمہوریت کے نام پر لیا اور سوشلزم کے نام ووٹ لئے تھے ۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ کیا انہوں نے ووٹ اسلام کے نام پر لیا تھا ؟ کیا انہوں نے ووٹ جمہوریت کے نام پر نہ لیا تھا ؟ میں یہ محسوس کرتا ہوں ان لوگوں کے اخلاق کا دیوالیہ

نکل گیا ہے اور وہ جان بوجھ کر اس صورت حال کو پیدا کر رہے ہیں کہ پیپلز پارٹی کی اپنی ہی صفوں میں سوشلزم کے خلاف بات کی جاتی ہے ۔ میں یہ بات بڑے دکھ اور درد کے ساتھ کہتا ہوں کہ میرے یہ دوست عوام کے پاس گئے اور سوشلزم کے نام پر آئے ۔ اگر آپ کو سوشلزم ناپسند ہے تو یہ آپ کا اخلاقی فرض ہے کہ آپ اس اسمبلی کی نشست کو چھوڑ کر سوشلزم کی مخالفت کی بنیاد پر ووٹ حاصل کریں اور واپس ایوان میں آئیں اور اپنے نظریات کو لے کر آگے چلیں ۔ لیکن جب تک اس mandate پر یہاں بیٹھے ہیں تو آپ اس کی مخالفت نہیں کر سکتے ۔ سرمایہ داروں نے یہ سازش کی اور انہوں نے یہ دیکھ لیا ہے کہ یہاں پر انہیں ناکامی ہوئی ہے ۔ وہ جمہوریت کو ختم نہیں کر سکتے تو وہ پاکستان پیپلز پارٹی کو بھی پوری طرح انتشار کا شکار نہیں کر سکتے ۔ کیونکہ اس کے پاس مرکز میں ایک مضبوط قیادت ہے ۔ جب یہاں پر مایوس ہوتے ہیں تو پاکستان کے خلاف سازشیں کرتے ہیں ۔ جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ پنجاب میں پنجاب کے نام پر یہ سازش چلائی جا رہی ہے تو مجھے کچھ سمجھ نہیں آتا ۔ ہم لوگ جو پنجاب میں بیٹھے ہیں اگر ہم دوسرے صوبوں کو دیکھیں ۔ صوبہ سندھ اقتصادی اور جغرافیائی طور پر سیاسی اعتبار سے ایک الگ اور زندہ ملک کی حیثیت سے رہ سکتا ہے ۔ یہی صورت حال این ۔ ڈبلیو ۔ ایف ۔ پی کی ہے اور یہی صورت حال بلوچستان کی ہے کہ وہ ایک انڈیپنڈنٹ یونٹ کی حیثیت رہ سکتے ہیں ۔ لیکن پنجاب جغرافیائی، اقتصادی اور سیاسی طور پر پاکستان کا مرہون منت ہے ۔ جو آدمی پنجاب کا نام لے کر پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتا ہے وہ حقیقت میں پنجابی ہونے کی حیثیت میں پنجاب کے ساتھ سب سے بڑی غداری کرتا ہے ۔

چوہدری غلام قادر : جناب والا ! میں فاضل دوست کی اس بات پر اعتراض کرتا ہوں کہ وہ صوبے علیحدہ رہ سکتے ہیں ۔ یہ غلط ہے ۔ وہ علیحدہ نہیں رہ سکتے ۔ وہ اکٹھے رہیں گے.........

مسٹر شمیم احمد خان : بالکل وہ اکٹھے رہیں گے ۔ میرا مقصد یہ ہے کہ ۔

(قطع کلامیاں)

میں کسی کی تقریر میں مداخلت نہیں کرتا ۔ میری دو تین سال کی اس اسمبلی کی تاریخ گواہ ہے کہ میں نے کبھی

کسی معزز رکن کی تقریر میں مداخلت نہیں کی ۔ اس لئے مجھے اپنی بات کرنے دیں ۔

ڈاکٹر حلیم رضا : پوائنٹ آف آرڈر! جناب والا ! اس سے پہلے بھی فاضل رکن نے بار بار کہا ہے کہ پنجاب میں کوئی سازش ہو رہی ہے اور پنجاب کا نام لیا جا رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ۔

مسٹر شمیم احمد خان : جناب والا ! میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ پنجاب کے نام پنجابیوں کو exploit کرنا چاہتے ہیں اور پنجاب کے نام پر سازش کی جا رہی ہے ۔ تاریخ اسے کبھی معاف نہیں کرے گی ۔ کوئی پنجابی اسے معاف نہیں کرے گا ۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ سرمایہ دار پاکستان میں جمہوریت کے خلاف سازش کر رہے ہیں ۔ کبھی حزب اختلاف کا اسمبلیوں سے بائیکاٹ کراتے ہیں ، کبھی پاکستان پیپلز پارٹی کے خلاف سازش کرتے ہیں اور گروپ بندی پیدا کرتے ہیں پاکستان کے اتحاد کے خلاف سازش کرتے ہیں ۔ یہاں پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان کے نام وہ نقطہ نظر پیش کیا گیا ہے جو میں نے عرض کیا ۔

جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس سرمایہ دار کا جو پس دیوار بیٹھا ہوا سازشیں کرتا ہے علاج کرنا ہوگا ۔ کسی کنوئیں میں ایک کتا گر گیا تھا ۔ وہاں کے لوگوں نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ اس کو پاک کرنے کے لئے کیا کرنا چاہئے ۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ سو ڈول پانی نکال دیں ۔ لوگ پانی نکال کر دوبارہ مولوی صاحب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم نے سو ڈول نکال دیے ہیں تو مولوی صاحب نے پوچھا کہ کیا کتا بھی نکال دیا ہے ، تو انہوں نے کہا کہ کتا تو اسی میں ہے ۔ جب تک یہ سرمایہ دار یہاں کی اقتصادی سیاسی زندگی میں موجود ہے ، یہ سازشیں ہوتی رہیں گی ۔ تو میں پاکستان پیپلز پارٹی کے معزز اراکین سے جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں یہی عرض کروں گا کہ خدا کے لئے ان غریب لوگوں کے لئے جنہوں نے آپ کو ووٹ دے کر یہاں بھیجا ہے ، مزدوروں ، کسانوں، بیواؤں کے لئے جو آپ کے لئے دن رات کام کرتے رہے ہیں ۔ میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ اپنی صفوں میں گروپ بندی ختم کر دیں ۔ آپ اپنے منشور اور اپنے کئے ہوئے وعدوں کے لئے اپنے آپ کو متحد اور مضبوط بنائیں اور اپنے وعدوں کو پورا کریں ۔

رانا پھول محمد خان : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے نہایت ادب کے ساتھ جناب ڈپٹی سپیکر صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ کارروائی سے اپنے وہ الفاظ حذف کرا دیں جن میں انہوں نے کہا ہے کہ وہ صوبے کی حیثیت اختیار کر سکتے ہیں ، کیونکہ یہ ریکارڈ پر آ گیا ہے اور ممکن ہے کہ آئندہ کوئی ایسی تحریکیں چلیں اور وہ یہ مثال پیش کریں کہ ایک صوبے کی اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر نے یہ کہا تھا......

مسٹر شمیم احمد خان : میں نے اپنا موقف واضح کر دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے واضح طور پر یہ کہہ دیا ہے کہ ان کا وہ مطلب نہیں ہے ۔ کنور محمد یاسین خان ۔

کنور محمد یاسین خان : جناب والا ! ہر فاضل ممبر نے گزشتہ دو تین روز میں موجودہ میزانیہ پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے اور میں بھی موجودہ میزانیہ پر وزیر اعلیٰ پنجاب جو وزیر خزانہ بھی ہیں کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا اور اتنا ترقیاتی بجٹ پنجاب کے لئے پیش کیا ہے ۔ اس میں ایک ارب تین کروڑ روپے تعلیم کے لئے مختص کیے گئے ہیں اور اس ایوان کے ذریعے سے یہ خوش خبری سارے عوام کو کر دی گئی ہے کہ تمام تحصیلوں میں ، پنجاب کی تمام تحصیلوں کے ہیڈ کوارٹرز پر ایک انٹرمیڈیٹ کالج لڑکیوں اور ایک انٹرمیڈیٹ کالج لڑکوں کے لئے قائم کیا جائے گا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑا قدم ہے ۔ پہلے تعلیم کے سلسلے میں تمام تحصیلیں اور تمام ممبر صاحبان ایک ایک کالج کے لئے ترستے تھے اور اب کہ تمام تحصیلوں میں ایک ایک انٹرمیڈیٹ کالج لڑکیوں اور لڑکوں کے لئے کھولا جا رہا ہے ۔ اس پر بھی میں وزیر اعلیٰ صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ یہ ایک بہت بڑا انقلابی قدم ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! پیپلز پارٹی کے دور میں اس مالی سال میں جتنے بھی کار ہائے نمایاں ہوئے ہیں وہ بھی تمام معزز ممبران کو پتہ ہے ۔ تنقید برائے تنقید کی پالیسی غلط ہے ۔ حکومت نے ، پیپلز پارٹی نے جو اچھے کام عوام کے لئے کئے ہیں ان کی تعریف کرنا بھی ہمارا اتنا ہی فرض ہے جتنا میں سمجھتا ہوں کہ صحت مند تنقید کرنا ۔ یہ جو اٹھارہ لاکھ خاندانوں کو پانچ پانچ مرلے کے پلاٹ الاٹ کیے جا رہے ہیں یہ بھی ایک بہت بڑا انقلابی قدم ہے ۔ وہ غریب لوگ جن کے پاس زمین نہیں ، جن کے پاس گھر نہیں ، در نہیں ،

انہیں پانچ پانچ مرلے کے پلاٹ دینا بھی ایک بہت بڑا انقلابی قدم ہے ۔ اب انہیں سر چھپانے کے لئے اپنا گھر مل گیا ہے ، پلاٹ مل گیا ہے۔ یہ بھی پیپلز پارٹی کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے ۔

جناب والا ! یہاں پر تقریباً تمام مسائل پر تفصیلاً گفتگو ہوئی ہے لیکن ایک مسئلہ ایسا ہے جس پر بہت کم لوگوں نے غور کیا یا کم توجہ دی ۔ وہ ہے کپاس کا مسئلہ ۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کی ، بلکہ پورے پاکستان کی خوش حالی کا تعلق کپاس سے ہے ، کیونکہ یہ فصل نقد معاوضہ دینے والی ہے ۔ اس سے ہم زرمبادلہ کماتے ہیں ۔ اس سے ہم ٹیکسٹائل مل کی صنعت چلاتے ہیں اور اس سے لاکھوں کروڑوں مزدور روزی کماتے ہیں ۔ جو کاشت کار کپاس پیدا کرتے ہیں ان کا دارو مدار بھی اسی پر ہے ۔ اس ضمن میں میں یہ عرض کروں گا کہ گزشتہ سے پیوستہ سال جب حکومت نے روئی کی تجارت کو قومی تحویل میں لیا تھا اس سے پہلے ہماری حالت نہایت ناگفتہ بہ تھی۔ اس وقت بریگیڈیر صاحب داد خان صاحب وزیر زراعت تھے۔ انہیں پتا ہے کہ ٹیکسٹائل ملوں کے مالکوں نے تقریباً چودہ کروڑ روپے کپاس کے کاشتکاروں کے غصب کئے ہوئے تھے اور باوجود بارہا مطالبات کے اور پوری کوشش کی انہوں نے ایک پیسہ بھی ادا نہ کیا تھا ۔ جب قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے پنجاب کا وسیع تر دورہ کیا تو سب سے پہلے بریگیڈیر صاحب نے نہایت محنت سے پوری کوشش کی اور ان بنک کے مالکوں کو بلایا اور میں پنجاب کی حکومت کو مبارک باد دیتا ہوں کہ اس نے ان بنکرز کے ذریعے سے ٹیکسٹائل ملوں کے غاصب اور ظالم مالکوں سے گیارہ کروڑ روپیہ کاشت کاروں کو دلایا ۔ اس کے باوجود تین کروڑ روپیہ اب بھی گزشتہ سے پیوستہ سال کا کاشت کاروں کا بقایا ہے اور ٹیکسٹائل ملوں کے مالک باوجود کوشش کے نہیں دے رہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ جاؤ ، دیوانی عدالتوں میں مقدمے کر دو ۔ جائیں ہمارے خلاف ڈگری لے آئیں ۔ لیکن چھوٹے چھوٹے کاشت کار ڈگریاں نہیں لا سکتے ۔ وہ لڑائی نہیں کر سکتے ۔ ان کے پیسے ضائع ہوتے ہیں ۔ میں صوبائی حکومت کی وساطت سے مرکزی حکومت سے یہ اپیل کروں گا کہ یہ جو تین کروڑ روپیہ کاشتکاروں کا مل مالکوں نے غصب کیا ہے وہ کاشت کاروں کو دلایا جائے ، کیونکہ وہ پیسہ ان کا ہے ۔ اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ اس سلسلے میں میں چند ایک تجاویز پیش کرنی چاہتا ہوں ۔ حکومت نے ایک کاٹن ایکسپورٹ کارپوریشن بنائی ہے جو سارے ملک سے روئی خرید کر برآمد کرتی ہے ۔ اس

نے پچھلے سال کام کیا ہے اور اس کی کارکردگی نہایت تسلی بخش ہے ۔ اس کے ذمے پچھلے سال کا کوئی پیسہ بقایا نہیں ۔ لیکن اس کے ریٹ بہت کم ہیں ۔ اس نے روئی کا ریٹ 200 روپیہ من مقرر کیا ہے اور بنولے کے تیل کا بھاؤ بھی 200 روپیہ من مقرر کیا ہے جس سے پچھلے سال کاشت کار کو کپاس کا بھاؤ 85-86 روپے من ملا جو اس مہنگائی کے دور میں نہایت ہی کم ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ 75 روپے بوری کھاد کا بھاؤ ہے ۔ ڈیزل آئل بھی بہت مہنگا ہے ۔ لیبر بھی بہت مہنگی ہے ۔ تو میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ کاشت کار کو کم از کم 120 روپے من کپاس کا ریٹ ملنا چاہیئے اور وہ اسی شکل میں مل سکتا ہے جب روئی کا بھاؤ 200 روپے من سے بڑھا کر مرکزی حکومت 250 روپے من کر دے ۔ تیل کے نرخ میں بھی اضافہ کرے ۔ اس شکل میں ڈالڈا کا نرخ بھی زیادہ نہیں بڑھے گا ۔ اس طریقے سے کاشت کاروں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے ۔

اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ میرے حلقہ نیابت کے مسائل کیا ہیں ۔ اس سلسلے میں میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ ایک سڑک دنیا پور ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : What is the parliamentary practice in this House. Is a Parliamentary Secretary considered to be a member of the Ministry or not ? If there is a convention, does he state these matters to the Chief Minister or does he state these matters in the House ?

وزیر قانون : جو آپ نے فرمایا ہے درست ہے ۔

کنور محمد یاسین خان : ٹھیک ہے جناب ۔ میں یہ باتیں وزیر اعلیٰ صاحب سے ہی کروں گا ۔

رانا پھول محمد خان : جناب سپیکر ! میں جناب کی خاص اجازت سے صرف ایک ، بلکہ آدھا منٹ لینا چاہتا ہوں ۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ کی تقریر سے پہلے وزیر آبپاشی میری تقریر کے وقت یہاں موجود نہ تھے ۔ میں ان کے نوٹس میں ایک بات لانا چاہتا ہوں ۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے آبیانہ کے فلیٹ ریٹ کے متعلق کسی کمیٹی کو یا ممبران اسمبلی کو یقین دلایا ہے کہ اس میں کچھ رقم ترمیم کر دی جائے گی ۔ میں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس ترمیم کے ذریعے کچھ اضلاع کو صرف اس لئے

رعایت نہ دی جائے کہ وہ پس ماندہ ہیں ۔ ہر موگہ سے پانی کیوسک کے حساب سے ملتا ہے ۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ہمارے مرکزی اضلاع کو نظر انداز کیا جا رہا ہے ۔ اس میں سکارپ کا علاقہ بھی شامل کیا گیا ہے لیکن ضلع لاہور کا راجباہ نیاز بیگ اس میں شامل نہیں کیا جا رہا ۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ جب موگہ سے کیوسک کے حساب سے پانی جاتا ہے تو پس ماندہ اور غیر پس ماندہ کا سوال نہ پیدا کیا جائے ۔ اگر کوئی ایسا فعل کیا گیا تو وہ ناقابل برداشت ہوگا اور پھر نہ پچھتائیں کہ یہ کیا ہوا ہے ۔ یہ رعایت پس ماندہ علاقوں کو بھی ملنی چاہیئے اور ہمیں بھی ۔

مسٹر سپیکر : اب وہ فاضل ممبر تقریر کریں گے جن کے وقت کا تعین دو سے تین منٹ تک ہے ۔ میاں ظہور احمد ۔

میاں ظہور احمد : جناب والا ! مجھ سے پہلے سیاسی اور معاشرتی مسائل پر سیر حاصل تبصرہ ہو چکا ہے ۔ چونکہ وقت کم ہے اس لئے میں صرف اپنے علاقے کے مسائل ہی پیش کروں گا ۔ سب سے پہلا مسئلہ آئی ۔ آر ۔ ڈی ۔ پی مرکز ہے جس کی تجویز ماموں کانجن ضلع لائل پور میں کی گئی تھی ۔ لیکن بعض وجوہات کی بنا پر یہ مرکز وہاں سے دوسری جگہ منتقل کیا جا رہا ہے ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ماموں کانجن پس ماندہ علاقہ ہے اور وہاں کے کاشت کار اتنی سوجھ بوجھ نہیں رکھتے ۔ تو ایسے مراکز ان مقامات پر جاری کئے جانے چاہئیں جہاں علاقہ زراعت کے لحاظ سے پس ماندہ ہو ۔ لہذا اس سلسلے میں پر زور گزارش کروں گا کہ وہ مرکز ماموں کانجن سے تبدیل نہ کیا جائے ، کیونکہ متعلقہ مقامی محکمے نے بھی سفارش کی ہے ۔ لیکن پتا نہیں ، اسے وہاں سے کیوں تبدیل کیا جا رہا ہے ۔

اس کے بعد تعلیم کا مسئلہ ہے ۔ میرا علاقہ دو حصوں میں تقسیم ہے ۔ ایک لوکل ہے جو دریائے راوی کے کنارے واقع ہے ۔ وہاں تعلیم کا بری طرح فقدان ہے ۔ وہاں پرائمری سکول تک بھی پورے نہیں ۔ میں وزیر تعلیم سے گزارش کروں گا کہ وہاں کی تعلیمی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے وہاں مڈل سکول اور کم از کم دو ہائی سکول کھولے جائیں ۔ کمالیہ سے لے کر تاندلیانوالہ تک کہیں کہیں شاید آپ کو ایک دو مڈل سکول تو نظر آئیں لیکن ہائی سکول کوئی بھی نہیں ۔ میرے گاؤں میں ایک گرلز ہائی سکول قائم کیا گیا ہے ۔ دو سال ہوئے ، اس کی عمارت تعمیر ہو چکی ہے لیکن چار دیواری ابھی تک تعمیر نہیں ہو سکی ۔ اس کے لئے میں نے وزیر تعلیم سے

بھی گزارش کی تھی اور وزیر اعلیٰ سے بھی دونوں حضرات نے احکام بھی صادر فرما دیئے لیکن آج تک چار دیواری تعمیر نہیں ہو سکی ۔ دو سال سے اس سکول میں طالبات منتقل نہیں ہو سکیں ۔ میری گزارش ہے کہ اس کی چار دیواری فوری طور پر تعمیر کرنے کے احکام صادر فرمائے جائیں ۔ نیز سائنس کی تعلیم کا اجرا کیا جائے اور سائنس ٹیچر گرلز ہائی سکول میں دی جائے ۔ بی ٹی آئی بھی وہاں نہیں ۔ وہ بھی دی جائے ۔

جناب والا ! ہیلتھ سنٹر ماموں کانجن میں ایکسچینج ہے ، لیکن متعدد کوششوں کے باوجود ابھی تک ٹیلی فون کا کنکشن نہیں ملا ۔ اس ہیلتھ سنٹر میں ٹیلی فون ضروری ہے ۔

جناب والا ! سڑک کا مسئلہ ہے ۔ میرے حلقے میں کوئی بھی سڑک اے ۔ ڈی ۔ پی میں نہیں آ سکی ۔ حالانکہ 1972-73 میں پیپلز ورکس کونسل پروگرام کے تحت جو لائل پور میں ہوئی تھی ، محکمہ اے ۔ ڈی ۔ پی نے سفارشات منگوائی تھیں ۔ وہاں سے سفارش ہو کر آیا تھا کہ سمندری سے ماموں کانجن کو ایک سڑک دی جائے ۔ مرید والا سڑک سمندری روڈ کے ساتویں میل سے گزر کر ماموں کانجن پہنچتی ہے ۔ اس طرح ماموں کانجن کا گیارہ میل فاصلہ کم ہو سکتا ہے ۔ یہ بہت اہم سڑک ہے اور اس سے کم از کم تیس دیہات کو فائدہ پہنچے گا ۔

جناب والا ! اس کے علاوہ وصولی رقوم کپاس کا مسئلہ ہے جس کی طرف کنور یاسین صاحب نے اشارہ کیا ہے ۔ ماموں کانجن کاٹن فیکٹری کا ابھی تک 1973-74 کا بقایا راولپنڈی کی ایک مل کی طرف ہے ۔ اس نے دیدہ دلیری سے کہہ دیا ہے کہ جاؤ ، جو کچھ کرنا ہے ، کر لو ۔ میں نے وزیر زراعت سے بھی عرض کیا تھا ۔ لیکن اس کے باوجود وہ رقم نہیں مل رہی ۔ کاشت کار حضرات بڑے پریشان ہیں ۔ میں گزارش کروں گا ۔ کہ ماموں کانجن کاٹن فیکٹری کی ادائیگی کروائی جائے ۔ اس کے علاوہ واٹر ورکس کے لئے بھی میں نے چیف منسٹر صاحب سے گزارش کی تھی انہوں نے احکام بھی صادر فرمائے لیکن اس پر کوئی توجہ نہیں دی گئی ۔ وہاں واٹر ورکس بڑا ضروری ہے ۔

مسٹر سپیکر : مسٹر نذر حسین منصور ۔

مسٹر نذر حسین منصور : جناب والا ! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا ہے ۔ بات مختصر ہے ۔ اسمبلی میں پنجاب کا ذکر کرنے کی

ضرورت نہ تھی ۔ دوستوں نے پنجاب کے مسئلے پر کچھ باتیں کرتے ہوئے پنجاب کی بات کو سازش قرار دے دیا ۔ ایک صاحب نے یہ کہا کہ پنجاب کے نام پر سازش ہو رہی ہے ۔ میں ان دوستوں کی فراست اور کم فہمی پر سخت حیران ہوں جو پنجاب کا نام لینے نہیں دیتے ۔ جب پنجاب کا نام لیا جاتا ہے تو اس کو سازش کہہ دیتے ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کا ہر کارکن ، وزیر ، ایم ۔ پی ۔ اے ، ایم ۔ این ۔ اے 1970ء سے پہلے اور انتخابات کے بعد پنجاب کے عوام اس بات کا ثبوت دے چکے ہیں کہ پنجاب ذوالفقار علی بھٹو کے ساتھ ہے ۔ اور ذوالفقار علی بھٹو نے خود کہا ہے کہ وہ سب سے پہلے پنجابی ہیں اور اس کے بعد کوئی اور ۔ (نعرہ ہائے تحسین) جب ذوالفقار علی بھٹو خود سب سے بڑے اور سب سے پہلے پنجابی ہیں اور وہ پنجاب کی بات کرتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ جب پنجاب کا کوئی نام لیتا ہے ، تو وہ پنجاب کا عظیم لیڈر ہے ، کارکن ہے ۔ اگر گورنر اور وزیر اعلیٰ ہے تو وہ ذوالفقار علی بھٹو کے احساسات و جذبات کی ترجمانی کرتا ہے ۔ اس مسئلے کو اس طریقے سے لیں ۔ پنجاب کو غلط طریقہ سے exploit نہ کریں ۔ جو بھی پنجاب کی اور پنجاب کے مفادات کی بات کرتا ہے وہ ذوالفقار علی بھٹو کے احساسات و جذبات اور بھٹو کے وقار کی بات کرتا ہے ۔ کیوں آپ پنجاب کے نام سے اتنا ڈرتے ہیں ؟ وزیر محنت رانا اقبال صاحب نے کہا ہے کہ لوگوں نے قائد عوام کے نام پر اور پیپلز پارٹی کے منشور پر ووٹ دیئے ہیں ۔ اس میں پیپلز پارٹی کا کوئی ممبر اسمبلی ان سے اختلاف نہیں کر سکتا ۔ یہ ان کی اپنی غلط فہمی ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ لوگ اب منشور اور ذوالفقار علی بھٹو سے باغی ہو رہے ہیں ۔ یہ ان کی اپنی گمراہی اور فراست سے بعید کی ہے ۔ وہ بتائیں کہ جب ان کو پہلی دفعہ وزیر نہ بنایا گیا تھا تو کس نے گوجرانوالہ میں پیپلز پارٹی کے جھنڈے اکھاڑے تھے اور قائد عوام کی فوٹو کو آگ لگائی تھی ؟ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ اس وقت رانا صاحب کو پیپلز پارٹی کا منشور اور قائد عوام کی تابع داری اور فرماں برداری کیوں یاد نہیں آئی ؟ اصل میں المیہ یہ ہے کہ جب کسی شخص کے مفادات کو ٹھیس پہنچتی ہے اور اس کا وقار اور سیٹ خطرے میں ہوتی ہے تو وہ بھاگ کر

قائد عوام کا سہارا لیتا ہے ، **personal exploitation** کی بات کرتا ہے یا منشور کی بات کرتا ہے یا اسلام کو بیچ میں لاتا ہے ۔ میرے دوستو ! سخت افسوس کی بات ہے کہ پیپلز پارٹی میں نظریاتی بحث چھڑ گئی ہے ۔ جو بحث آج ایوان میں چھڑ گئی ہے ۔ یہ مقابلہ جماعت اسلامی اور رجعت پسند جماعتوں کا 1970ء کے انتخابات میں ہمارے ساتھ تھا ۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ جو لوگ اسلام اور سوشلزم کو پیپلز پارٹی کی صفوں میں لا کر زیر بحث لا رہے ہیں ، میں ایمان سے کہتا ہوں کہ وہ رجعت پسند جماعتوں کا کردار ادا کر رہے ہیں ۔ میں کسی دوست کو سپورٹ نہیں کرتا اس لئے کہ نہ کوئی گروپ ہے اور نہ کوئی پنجاب کی سازش ۔ میں آج کا اخبار آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں ۔ اگر پنجاب کا نام غلام مصطفیٰ کھر لیتا ہے تو وہ بھٹو کا سب سے عظیم سپاہی ہے اور بھٹو کے مشن کی تکمیل کرتا ہے ۔ جس کی تعریف و تحسین خود قومی اسمبلی میں قائد عوام نے کی ہے ۔ وہ اس کا عظیم لیڈر ہے اور ہر اول دستے میں رہا ہے ۔ پنجاب کے لوگ اسے عظیم لیڈر مانتے ہیں اور جہاں تک بھٹو اور اس کی **confrontation** کا تعلق ہے ، میں نے قائد عوام سے کہا تھا کہ پیپلز پارٹی کے جو ایم ۔ پی ۔ اے یا کارکن یہ کہتے ہیں" وہ آپ کو گمراہ کرتے ہیں ، پیپلز پارٹی سے غداری کرتے ہیں اور حالات کو صحیح طور پر پیش نہیں کرتے شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : مسٹر محمد حنیف نارو ۔

D

مسٹر محمد حنیف نارو : جناب والا ! جو بجٹ ٹیکسوں سے پاک ہو اور جس میں ترقیاتی رقوم زیادہ سے زیادہ رکھی گئی ہوں اور جو تمام علاقوں پر مساوی طور پر تقسیم کی گئی ہوں ، وہ بجٹ قابل تحسین ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت پنجاب مبارک باد کی مستحق ہے جس نے ایسا بجٹ تیار کیا ہے جو بڑا مثالی ہے ۔ کئی دنوں سے ایک ناخوشگوار بحث چل رہی ہے جو سوشلزم اور اسلام کی ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس بحث میں پڑنے کی بجائے عوام کی خدمت کرنی چاہئے ۔ اسلامی اصولوں کی بنیاد پر ، اسلامی مساوات کی بنیاد پر ، اپنی پارٹی کے منشور کی بنیاد پر اور قائد عوام کی ہدایت کے مطابق (نعرہ ہائے تحسین)۔ اس میں انفرادی مسائل بھی آتے ہیں اور اجتماعی مسائل بھی ۔ ہمیں اپنے منشور سے کسی طور پر بھی انحراف نہیں کرنا چاہئے ۔

جناب والا ! اب اپوزیشن کے بائیکاٹ کی بات آتی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کا کوئی بھی ممبر جسے عوام منتخب کر کے ایوان میں بھیجتے

ہیں ، اگر وہ یہاں آ کر اپنے عوام کی نمائندگی نہیں کرتا اور اپنے علاقے کے مسائل کی بات نہیں کرتا تو وہ بد دیانتی اور جمہوریت کے خلاف ایک سازش کا مرتکب ہو رہا ہے ۔ وہ اسلام اور جمہوریت کا بار بارنام لیتے ہیں ۔ لیکن میں یہ کہے بغیر نہیں رہوں گا کہ اسلام میں کہاں جمہوریت ہے؟ مجھے بتائیں کہ حزب اللہ کا وجود تو ہے ، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اور نہ ہی خلفائے راشدین کے دور میں کبھی حزب اختلاف رہی ہے ۔ وہ کس منہ سے اسلام اور سوشلزم کی بات کرتے ہیں کہ یہ اس ملک میں ضروری نہیں ۔

باقی مسائل کی بات ہے ۔ حال ہی میں بلڈنگز اور ہائی ویز کا محکمہ جو بہاول پور میں موجود تھا ، اس کو توڑا گیا ہے ۔ لیکن اب اس کے دو سو ملازمین بہاول پور basis پر absorb کئے جا رہے، یہ بالکل غلط ہے ۔ ان دو سو ملازمین کو پنجاب basis پر absorb کرنا چاہئے جو surplus ہوئے ہیں ۔ ورنہ بے انصافی ہو گی ۔ اور وہاں جو دو سو نئے ملازمین بھرتی ہوئے ہیں ، ان کی حق تلفی ہو گی اور بہاول پور کے ساتھ بھی بے انصافی کی بات ہو گی ۔ اور اس طرح بہاول پوری ملازمین جو مغربی پاکستان بننے کے بعد پورے صوبے میں ضم کئے گئے تھے، ان کی ترقی کا مسئلہ بھی بہت اہمیت رکھتا ہے ۔ وہ قابل بھی ہوتے ہیں اور اہل بھی ، لیکن انہیں ابھی تک ترقی نہیں دی جاتی ۔ یہ بڑی بے انصافی کی بات ہے ۔ اس طرح سیم اور تھور کا مسئلہ ہے ۔ قائد عوام نے وہاں ایک منصوبہ نافذ کرنے کا حکم دے دیا تھا کہ سیم اور تھور کا خاتمہ کیا جائے ۔ اس پر ابھی تک عمل درآمد شروع نہیں ہوا ۔ ابتدائی کاروائیاں ہو رہی ہیں ۔ یہ جلد شروع ہونا چاہئے ۔ اس طرح لیاقت پور اور خان پور کے پاپولیشن پلاننگ بورڈ کے بارے میں میری یہ درخواست ہے کہ اسے بھی پروجیکٹ ایریا بنایا جائے تا کہ وہاں کے بہت سے بے روزگار لڑکے روزگار حاصل کر سکیں ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : وزیر تعلیم ۔

وزیر تعلیم : بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب سپیکر ! ہمارے ایوان میں جو بحث ہو رہی ہے وہی بحث باہر بھی جاری ہے اور کچھ لوگوں کو

تعجب بھی ہوا کہ ایسی بحث یہاں کیوں ہوئی ؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بحث ازل سے جاری ہے ع

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بو لہبی

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اور یہ امروز کے بعد بھی ختم نہیں ہوگی - جب تک کہ انسان دنیا میں قائم ہے اور کچھ انسانوں کا مفاد وسیع تر انسانیت کی فلاح و بہبود سے ٹکراتا ہے اس وقت تک یہ ٹکراؤ جاری رہے گا اور تاریخ اس کی گواہی دیتی ہے - میں یہاں پر تاریخ پیش کروں گا - کسی تاریخ دان کے حوالے سے نہیں ، قرآن کریم سے میں آپ کو تاریخ پیش کروں گا کہ جب سے دنیا بنی ہے آج تک یہ کس طرح سے ٹکراؤ ہوتا رہا ہے - میرے پاس 1970ء کا انٹرنیشنل پریس کراچی کا چھپا ہوا منشور ہے - اس کے اصول میں پہلے پڑھ دوں کہ ہماری پارٹی کا منشور کیا ہے - یہ انگریزی میں چھپا ہوا ہے - یہاں لکھا ہے - Islam is our faith اس پر میں بعد میں بات کروں گا کہ religion کا لفظ کیوں استعمال نہیں کیا گیا - یہ نہیں کہا گیا کہ اسلام ہمارا religion ہے - یعنی اردو میں اگر اس کا ترجمہ کیا جائے تو یہ ہوگا کہ اسلام ہمارا دین ہے اور میں قرآن کریم سے بتاؤں گا کہ دین کیا ہے اور مذہب کیا ہے - دوسرا اصول یہ ہے :

Democracy is our polity.

اور تیسرا اصول یہ ہے :

All power to the people. Socialism is our economy.

جناب والا ! میں پہلے اصول سے شروع کرتا ہوں کہ جب ہم پیپلز پارٹی والے لوگ اسلام کہتے ہیں تو اس کا مفہوم کیا لیتے ہیں ، اور پھر ہم اس کے بعد اسلام ہی کے ایک نظام العدل الاجتماعیہ social justice کا نام لیتے ہیں جو سب سے پہلے دنیا کو دیا گیا ہے - آج کبھی مارکس نے ، والٹیر نے یا روسو نے لکھا ہوگا اورلینن کی تحریک چلی ہوگی یہ تو بعد کی باتیں ہیں - یہ اس وقت پیدا بھی نہیں ہوئی تھیں جب وحی کے ذریعے سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اسلام کو قرآن کریم کی صورت میں نازل فرما کر العدل الاجتماعیہ مکمل شکل میں اس دنیا میں دے دیا - باقی سارے افکار بعد کے ہیں خواہ والٹیر نے

شعروں میں لکھ دیئے ہوں ، کارل مارکس نے کسی اور manifesto میں لکھ دیئے ہوں ، بلکہ ابن خلدون نے بھی جب کتاب لکھی ہے جس کو کہ ہٹی Hitti نے جو تاریخ کا بہت بڑا پروفیسر ہے اس نے بھی تسلیم کیا ہے کہ ابن خلدون نے قرآن کریم سے خیالات اخذ کئے ہیں ۔ ابن خلدون نے جو خیالات پیش کئے ہیں ، ان کے حامل سوشلسٹ سائنٹسٹ ، سوشل ورکر یا سوشل جسٹس پر لکھنے والے ، سوشل ڈیموکریسی پر لکھنے والے یورپ میں یا کسی بھی جگہ ابھی پیدا نہیں ہوئے ۔ ہٹی نے کچھ الفاظ انگریزی میں کہے ہیں ۔ میں آپ کو ان کا اردو ترجمہ سناتا ہوں ۔ جو کہ کبھی کبھی بڑا controversial بھی ہو جاتا ہے ۔ اس نے کہا ہے کہ اگر ایک سو سال ابن خلدون کی قبر پر بیٹھے رہیں تو تب بھی یہ وہ بات نہیں کہہ سکتے جو ابن خلدون نے کہی ہے اور اس نے یہ بھی کہا کہ ابن خلدون نے وہ بات کہی ہے جو قرآن کریم میں موجود ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا میں یہ بات اس لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس ضمن میں کچھ باتیں پیش کروں گا جو قرآن کریم کی آیات ہوں گی ۔ میں اہل سنت والجماعت سے تعلق رکھتا ہوں ۔ میں مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کا قرآن کا ترجمہ ان کی تفسیر اور شیخ الہند محمود الحسن صاحب کا ترجمہ اور اس پر شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی نے جو تفسیر لکھی ہے اس میں سے چند ایک باتیں پیش کروں گا اور اس سے بھی بڑھ کر ، جیسا کہ میں عربی کے واسطے سے قرآن کریم کو براہ راست بھی کافی سمجھتا ہوں اور میں نے نہ صرف پاکستانیوں سے سیکھا ہے بلکہ خود عربستان میں رہ کر عربوں سے جو اس کی interpretation اور مفہوم سیکھا ہے اور میں وہ مفہوم بھی روز پڑھتا ہوں جو کرنل قذافی صاحب جو ایک عظیم مجاہد مسلمان انسان ہیں جن سے میں بے حد متاثر ہوں ان کے نظریات روزانہ اخبارات میں آتے رہتے ہیں پھر ان کی جتنی نظریاتی کتابیں جو انہوں نے لکھی ہیں النظریہ الثالثہ ، العدال الجتماعیہ ، اور ندوۃ بارییس جتنی بھی ان کی کتابیں ہیں ان کا میں طالب علم ہوں ۔ سب سے بڑھ کر جس سے میں متاثر ہوں اگرچہ انہوں نے کوئی باضابطہ ترجمہ یا تفسیر نہیں لکھی وہ ہیں جناب علامہ اقبال رحمۃ انہوں

نے نہ صرف قرآن اور اسلام کو سمجھایا بلکہ فارسی اور اردو شعر کی زبان میں شعر کے پیرائے میں سمجھایا تاکہ یہ بات اچھی طرح سے سمجھ میں آ سکے۔ اور اس میں کسی چیز کا ابہام نہ رہے اور یہ بڑے پیارے طریقے سے لوگوں کو سمجھ آئے کیونکہ علامہ اقبالرہ کو یہ بات معلوم تھی اٹھتے بیٹھتے، قبول کرنے، انکار کرنے، کھانا کھانے، ہاں کھانے شعر میں جواب دیتے ہیں، اس لئے انہوں نے اس طرح سے سمجھایا کہ۔

شائد کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات اور میں یہ بات اس لئے بھی کر رہا ہوں کہ قرآن کریم مبہم طریقے سے کوئی بات نہیں سمجھاتا اور نہ ہی لوگوں کی عقلوں کو کسی عجیب خارق العادات معجزے سے ماؤف کرنے کے بعد سمجھاتا ہے بلکہ قرآن پاک تو بار بار کہتا ہے کہ

ھذہ سبیلی ادعو الی اللہ علوا بصیرہ۔

یہ میرا طریقہ ہے، میرا طریقہ کار اور اسلوب ہے کہ میں لوگوں کی بصیرت کی بنا پر قرآن کریم کی طرف دعوت دیتا ہوں، کیونکہ اگر کسی معجزے سے فرض کیا ہم کہتے ہیں کہ وہ پہاڑ چل کر حضور اکرم صلعم کے پاس آ جائے گا جیسا کہ مغرب کے مستشرقین جن کو میں مشرکین بھی کہا کرتا ہوں الاماشاءاللہ انہوں نے بنا رکھا ہے کہ کسی وقت حضور نے کہا کہ یہ جو پہاڑ ہے کل میرے پاس آ جائے گا اور نہیں آیا تو آپ نے کہا کہ اچھا If the mountain will not come to Mohammad, Mohammad will go to the mountain. نعوذ باللہ من ذالک۔ یہ بات غلط ہے۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ کوئی خارق العادات معجزہ دکھا کر قرآن پاک کو قبول نہیں کرایا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں عقل و بصیرت سے بات کو قبول کرواتا ہوں کیونکہ اگر ایک بار لوگوں کو، دس ہزار لوگوں کو، ان کی عقل ماؤف کر کے قرآن کریم پر اگر اعتبار کرا لیا جاتا تو اس کے بعد اس نے تمام دنیا کے لئے ضابطہ حیات رہنا ہے اور سارے عالموں کے لئے سارے وقت کے لئے، وہ لوگ کیسے مانتے؟ ہم آج یہاں اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ خارق العادات معجزہ ہم نے تو نہیں دیکھا ہوگا۔ اس لئے قرآن کریم خود ایک جیتا جاگتا حضور کا معجزہ ہے۔ یہ ایک سب سے بڑا ان کا معجزہ ہے اور میں اس انداز سے اس لئے ذکر کر رہا ہوں کہ میں ایک بات شروع کرنا چاہتا ہوں۔ قرآن کریم کی سورہ السباء میں ہے کہ ایک

دفعہ حضور نے یہ کہا کہ بھئی یہ بات ہے کہ میں تمہیں لمبا چوڑا لیکچر نہیں دینا چاہتا میں کیا کہنا چاہتا ہوں کہ ''انمااعظکم بواحدہ ۔ ان تقومو للہ مثنیٰ و فرادیٰ ثمہ تتفکروا ایک ہی وصیت کرنا چاہتا ہوں ایک ہی بات کرنا چاہتا ہوں کہ" تتفکرو "آپ سوچو" ۔ یہی چیز ہے جو میں آج stimulate کرنا کہ "تتفکرو" سوچیں آپ کہ حضور نے جو ہمیں پیغام پہنچایا ہے اس کا اصل چاہتا ہوں میں مطلب کیا ہے ۔ جناب والا ! اس کو شروع کرنا چاہئیے تخلیق آدم سے جس سے کہ انسان کی آبادی ہوئی اس دنیا میں اور میں یہاں پر چاہتا ہوں کہ میں بتا دوں کہ پہلے انسانوں کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے بخیا کیا مراعات دی تھیں ۔ کیا کیا چیزیں دی تھیں ۔ ان کو یہ کہا گیا جب ان کی پہلی جنت کی زندگی شروع ہوئی فراوانی کی ، شادمانی کی ان کو یہ کہا گیا کہ ان لک الا تجوع فیھا ولا تعریٰ ۔ و انک لا تظمؤا فیھا ولاتضحیٰ ۔ کہ تمہیں نہ بھوک یہاں پر تنگ کرے گی ۔ نہ تمہیں یہاں پر لباس کی کمی تنگ کرے گی نہ تمہیں یہاں پر ہوا کی تنگی ہوگی اور نہ تمہارے سر پر چھانے کی یعنی مکان کی تنگی ہوگی ۔ جناب والا ! یہ تھیں وہ معاشی 'مراعات' یہ تھیں وہ معاشی ضروریات کی فروانی جو کہ انسان کو دی گئیں اور ساتھ ہی دوسری بات یہ بھی کہی گئی ۔

"وکلا منھا رغدا حیث شئتما"

کہ کھاؤ جہاں سے تمہارا جی چاہے تو معاشی ضروریات کی فراوانی اور آزادی ۔ یہ دو combination ہیں یہ دو چیزیں ہیں جن سے انسان نے اپنی زندگی کی ابتدا کی اور برابری اور مساوات میں شروع کی کسی کو یہ نہیں کہا گیا کہ تم کو فلاں زمین الاٹ کر دی ہے یا فلاں کارخانہ الاٹ کر دیا ہے جہاں سے جی چاہو کھاؤ ۔ زمین اللہ کی ہے ۔ سارے محتاجوں سارے سوال کرنے والوں کے لئے یکساں ۔ جو آدمی اس کی ضروریات چاہے ، اس کے لئے کھلی پڑی ہے اور اس پر سید نا علی ابن ابو طالب علیہ السلام نے عربی زبان کا شعر کہا ہے

الناس من وجھةالتمثال اکفاء
ابو ھم آدم و أمھم حواء

یہ مسئلہ دو مصرعوں میں ختم کر دیا ہے کہ سارے انسان برابر ہیں ۔ سب کا ایک باپ ہے اور سب کی ایک ماں ہے ۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی ہدایت کر دی گئی تھی کہ اس جنت کی زندگی میں اس وقت تک رہو گے ۔

اس وقت تک آرام سے رہو گے جب تک کہ تم شیطان کے وسوسے میں نہیں آؤ گے ۔ لیکن آپ کو معلوم ہے ، میں اس میں زیادہ تفصیل سے نہیں جانا چاہتا ، پھر اس کے بعد شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا ۔ صرف یہ بات بتا دینا چاہتا ہوں کہ شیطان نے کیا وسوسہ ڈالا ۔ شیطان نے یہ کہا :-

قال یا آدم هل ادلک علیٰ شجرۃ الخلد و ملک لا یبلیٰ ۔

دو چیزوں کا اس نے خواب دکھایا کہ کیا میں تمہیں حیات جاوداں کی نشانی بتاؤں اور دوسرا یہ کہ ایسے مال و دولت کی بادشاہی اور ایسے ملک جو کبھی ختم نہ ہوں ۔ تو دو چیزوں کا انہوں نے کہا کہ میں تمہیں حیات جاوداں کا کوئی راز بتاؤں دوسرا یہ راز بتاؤں تمہارے پاس مال ہو دولت ہو جو کہ سلطنت میں ملک میں مملکت میں کسی کے ہوتے ہیں جو کبھی بھی ختم نہیں ہونے والے ہیں ۔ لازوال ہیں ۔ یہ دو چیزیں تھیں ۔ تو اس کے بعد آپ کو معلوم ہے جو ہوا اور اللہ سبحانہ تعالیٰ نے جب توبہ قبول کی جب کہ شیطان نے توبہ نہیں کی ۔ ابلیس نے توبہ نہیں کی بلکہ اس نے اللہ سبحانہ تعالیٰ کو الزام دیا فبمااغویتنی کہ تو نے تو مجھے اغوا کر لیا تم ہی نے تو مجھے الٹی طرف لگایا ہے کہ میں نے یہ سجدہ نہیں کیا ۔ لیکن آدم نے توبہ کی اور جب توبہ قبول ہو گئی تو اس کے بعد یہ کہا گیا کہ اب آپ کا کیا حال ہوگا ۔

بعضکم لبعض عدو

کہ تم جاؤ اب دنیا میں تم میں سے کچھ لوگ دوسروں کے دشمن ہوں گے اور چونکہ اللہ سبحانہ تعالیٰ جب توبہ قبول کر لیتا ہے تو اس کو ایک راستہ بتا دیتا ہے کہ بھئی یہ ایک راستہ ہے ۔ پہلے تو تو نے ایک غلطی کی تھی ۔ اگر ٹھیک راستہ پر ہو جاوے تو پھر تم فائدے میں رہو گے ، نہیں تو نقصان میں ۔ تو کہا

کہ فاما یا تیینکم منی ھدی

میرے پاس سے تمہیں ھدائتیں آئیں گی ۔ اس کے بعد پھر نوح آئے گا ، ابراہیم آئے گا سارے پیغمبر جد تک آئیں گے تو تم کیا کرنا :

فمن تبع ھدای فلا یضل ولا یشقیٰ

جو میری ان ھدایتوں پر جو میں مختلف پیغمبروں کے ہاتھوں بھیجتا رہوں

گا ، عمل کریں گے ، نہ تو وہ گمراہ ہوں گے اور نہ ہی محنت ، مشقت اور مصیبت میں پڑیں گے ۔ یہ بات واضح کر دی ہے اور دو راستے دکھا دیئے جیسے قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔

هدینا النجدین

دو راستے تمہیں دکھا دیئے ہیں ۔ اب تم جس راستے پر مرضی چلو ۔ یہ تو تھا کہ اگر تم میری ہدایات پر عمل کرو گے تو نہ تم گمراہ ہو گے نہ تمہیں مشقت آنے گی لیکن اگر یہ کہا ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشہ
ضنکا و نحشرہ یوم القیمہ اعمی

اس آیت میں اتنی بڑی چیز ہے کہ اگر ہم ساری دنیا کے راز جو انسانوں کی خواہشات ہیں جو ہم چاہتے ہیں جو ہم نے مسئلہ تقدیر کے بنا رکھے ہیں اور الٹی پلٹی چیزیں اسلام میں داخل کر رکھی ہیں وہ اس میں سارا راز ہے کہ

"و من اعرض عن ذکری فان لہ معیشہ"

اور جو میرے احکام سے ہٹے گا اسے معیشت کی تنگی دوں گا ۔ اب یہ ایک ٹیسٹ ہے جو اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا ہے کہ جو میرے احکام سے ہٹے گا اسے معیشت کی تنگی دوں گا ۔ بلکہ اس میں کوئی ابہام نہیں ۔ شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کا ترجمہ قرآن دیکھ لیں ۔ محمودالحسن کا ترجمہ قرآن دیکھ لیں جو شیخ الهند تھے ۔ مولانا شبیر احمد عثمانی کا ترجمہ دیکھ لیں جو شیخ الاسلام تھے ۔ ان سب کا ایک ہی ترجمہ ہے ۔

ونحشرہ یوم القیمہ اعمی

ایک تو اسے زندگی میں تنگی ہو گی معیشت کی اور دوسرے یہ بھی کہا کہ قیامت کے دن بھی اسے اندھا اٹھایا جائے گا ۔ اب ہمیں اگر کوئی تقدیر کا سبق بھی پڑھائے کہ بس غریب ہوتے ہیں امیر ہوتے ہیں فقیر ہوتے ہیں تم جو یہاں غریب ہو دوسری دنیا میں اچھے ہو گے آپ دیکھیں کہ کیا

اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ میری ہدایات پر جو چل رہا ہو گا اسے تو میں نہ تکلیف میں ڈالوں گا اور نہ وہ گمراہ ہو گا جو میری ھدایات اور قوانین سے ہٹے گا اسے معیشت کی تنگی دوں گا۔

" معیشہ ضنکا "

کوئی ابہام نہیں چھوڑا اس میں اور اسے قیامت کے دن بھی یعنی اس دنیا میں وہ اللہ تعالیٰ کے احکام سے ہٹنے کی سزا برداشت نہیں کرے گا بلکہ قیامت کے دن بھی اس کو یہی برداشت کرنا پڑے گا۔ جناب والا ! یہ جو چند ہدایات آپ کے آنے سے پہلے عرض کی ہیں اور اب جو میں نے آپ کی موجوگی میں عرض کی ہیں یہ اتنی واضح تھیں کہ ان میں کوئی شک و شبہ نہ تھا۔ لیکن اس کے باوجود جب انسانوں کی تعداد بڑھی اور انسانوں کے مفاد ایک دوسرے سے ٹکرائے اور جو طاقتور تھے جن کا خاندان بڑا تھا آپ نے جناب والا۔ "The theories of the origin of states" پڑھی ہو گی کہ کیسے ایک سوسائٹی patriarchal تھی matriarchal تھی میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ لیکن جوں جوں ڈویلپ ہوا تو عقل عیار جو ہے جو کہ وحی کے تابع نہیں، میں عقل کے خلاف نہیں، میں نے خود قرآن سے حوالہ دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔

ھذہ سبیلی ادعو الی اللہ علیٰ بصیرۃ

اللہ تعالیٰ نے تو خود عقل کی بصیرت کی، تفکر کی، فکر کرنے کی تاکید کی ہے۔ لیکن وہ عقل وہ عقل عیار جس کے متعلق علامہ اقبالؒ نے فرمایا ہے کہ۔

عقل عیار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے
عشق بیچارہ نہ ملاں ہے، نہ زاہد نہ حکیم

تو یہ جو عقل عیار تھی اس نے جو حال شروع میں انسانیت کا کیا وہ یہ تھا جیسا کہ میں نے بتایا کہ جو لوگ تگڑے تھے، زور آور تھے، بڑے خاندان سے تھے، طاقتور تھے انہوں نے جو رزق کے سرچشمے تھے خواہ شروع میں جھاڑیاں تھیں جب زمین سے پیدا ہونا شروع نہ ہوا تھا تو پھل تھے۔ جو لوگ کھاتے تھے پھر جب زمین سے پیدا کرنا شروع کیا تو زمین پر انہوں نے زیادہ سے زیادہ اپنی ملکیت جتا لی اور اس گروپ کو ہم

جس کے لئے سرمایہ دار ، جاگیردار مالدار اور امیر ، کا لفظ استعمال کرتے ہیں اللہ سبحانہ تعالیٰ کا لفظ ہے مترفین ۔ مترفین کا ایک گروہ ہے ۔ میں اس لئے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے بعد جو بھی بات ہوگی ، مترفین کے حوالے سے ہوگی ۔ تو ایک گروہ مترفین کا بن گیا ۔ دوسرا جو نان شبینہ کا محتاج تھا ، جو غریب تھے مفلوک الحال تھے ان کو مختلف ناموں سے یاد کیا گیا اور فرعون کے زمانے میں مستضعفین کا لفظ اللہ تعالیٰ نے استعمال کیا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہم پاکستان میں اگر ان کو صرف محتاج سمجھ لیں تو بس کافی ہے ۔ عقل خود بیں جس سے متعلق علامہ اقبال نے فرمایا ہے کہ ۔

عقل خود بیں غافل از بہبود غیر
سود خود بیند نہ بیند سود غیر

اس عقل نے کچھ انسانوں کو ہر چیز کا مالک بنا دیا اور کچھ انسانوں کو اس کا محتاج کر دیا اور اس کے بعد میں ایئر کنڈیشنڈ ہال میں بیٹھے ہوئے وہ نظارہ آپ کے سامنے لانا چاہتا ہوں کہ جب پہلے انسان اس دنیا میں آئے ہوں گے تو اس وقت یہ راوی کا بند نہ تھا اور یہ راوی کا پل نہ تھا ۔ اس وقت یہ کتنا بھیانک نظارہ ہوگا ۔ اس کو بڑے بڑے پہاڑ نظر آئے ہوں گے ، بڑی بڑی برف کی چوٹیاں نظر آئی ہوں گی ، سورج ایک دم سے صبح دھکتا ہوا نکلتا ہوگا ۔ اور چمکتا ہوا چاند ایک دم سے رات کو آتا ہوگا ۔ آندھی طوفان اور زلزلے آتے ہوں گے ۔ یہ چیزیں ہزاروں سال کے علم کے بعد یہاں بیٹھے ہیں اور سمجھتے ہیں ، لیکن اگر آپ شروع کے انسان کا اندازہ کریں کس قدر لوگ ڈرتے ہوں گے ۔ جناب والا ! انسان کے اس جذبے کو پھر ایک اور طبقہ نے exploit کیا انہوں نے کہا دیکھو یہ چاند سورج یہ دریا سورج یہ ستارے یہ دریا یہ پہاڑ ہیں ، ہم ان کے آپ کو راز بتاتے ہیں ۔ ہم تمہیں ان سے معاف لے دیں گے ۔ تمہاری زمین کو ہم خراب نہیں ہونے دیں گے ۔ تمہارے گھروں پر زیادہ بارش نہیں ہونے دیں گے ۔ یہ زلزلہ ہم نہیں آنے دیں گے ۔ جناب والا ! انہوں نے ان کی تمثیل کے لئے بت بنائے خود عربی میں بھی لفظ تمثیل اور تمثال بت کے لئے استعمال ہوتا ہے ۔ کیونکہ وہ چیزیں چاند سورج ہر وقت تو موجود نہ ہو سکتے تھے ۔ بالکل اس طرح جس طرح ہم پنجابی میں کہتے ہیں کہ

"بت بن کے بیٹھا اے" اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہے تو وہی آدمی مگر حرکت نہیں ہو رہی - تو انہوں نے اپنی طاقت کے لئے جو مہیب طاقتیں تھیں، ان کے بت بنالیے اور لوگوں کو یہ کہا دیکھو یہ بت ہمارے ساتھ علیحدگی میں بات کرتے ہیں - یہ کوئی ایسی بات نہیں جو قرآن میں نہیں لکھی ہوئی - یہ جو ڈائیلاگ ہیں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے کاہنوں کے ساتھ ہیں - میں نے ان کے لئے برہمن کا لفظ سوچا تھا - پھر میں نے سوچا ہندو بھی ہمارے ملک کے شہری ہیں - تو اس کو کاہن ہی کہا جائے - یہ قرآن کریم کا لفظ ہے - لیکن اس کو سمجھنا مذہبی پیشوا کے لئے ذرا مشکل ہے - بہرحال یہ کاہن جو ہیں انہوں نے کہا ہم ان بتوں کا راز جانتے ہیں - اور اگر تم خوشحالی چاہتے ہو تو ہمارے پاس آؤ پیسے دو ہم بت سے علیحدگی سے بات کریں گے - تمہارے لئے بات کریں گے - تمہارے لئے علیحدہ کام بنا دیں گے - اس طرح نہ صرف یہ کہ مترفین کا قبضہ رزق کے سر چشموں پر قائم رہنے دیا بلکہ اس کا جواز ڈھونڈ لیا کہ یہ تو بت نے میں نے پوچھا تھا کہ تم تو غریب ہی رہو گے - اور یہ امیر ہی رہے گا - اس لئے اس سے جواز پیدا کر لیا - پہلی بار یہ جواز پیدا ہوا اور اس کے بعد جب اسی قسم کی فساد والی سوسائٹی تھی تو اس میں حضرت نوح علیہ السلام تشریف لائے - پہلا پیغام خراب سوسائٹی کے لئے - پہلے تو حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا کے راز بتائے گئے تھے - علم ادم الا سماء کلھا وہ تو ضروری تھا کہ انہیں قدرت کے راز بتائے جائیں - لیکن خراب اور فاسد سوسائٹی کو دنیا میں جو پہلا پیغام آیا ہے وہ جناب نوح علیہ السلام لائے تھے - جناب والا ! میں آپ کو بہت زیادہ بور نہیں کرنا چاہتا - صرف ایک آدھ پیغام سے جو بات میں نے اخذ کی ہے - بیان کرنا چاہتا ہوں - کیونکہ پیغمبروں کا سلسلہ تو بہت لمبا ہے - اس میں اب یہ آپ دیکھیں کیا کہتے ہیں حضرت نوح علیہ السلام جب وہ تشریف لائے - قال یاقومی ! انہوں نے کہا اے میری قوم اعبدوالله مالکم من الٰه غیره - اور یہ کہا کہ یہ تم نے جو اپنے قانون بنا لئے ہیں اور اپنے اپنے جو دستور بنا لئے ہیں - (بعض اوقات جناب مروجہ ترجمہ میں اللہ کی عبادت سے مقصود اللہ کی پرستش سمجھ لی جاتی ہے -

گویا کہ اللہ کے نام کا ورد پڑھنے سے کام ہو جائے گا ۔ اس لئے کہ میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کی بات کر رہا ہوں ۔ اللہ سبحانٗ تعالیٰ نے دنیا میں احکام نافذ کئے تو حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا ۔ یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے ؟ کیا تمہاری مت ماری گئی ہے ؟ تمہارے مختلف لوگوں نے اپنے قانون بنا لئے ہیں ۔ کوئی کہتا ہے کہ اس لئے جواز ہے کہ یہ فلاں رزق کے سر چشموں پر فائز ہو گیا ۔ کوئی کہتا ہے غربت کے بارے میں میں نے پتہ ہے پوچھا ہے کہ اس حالت میں رہنا چاہئیے ۔ یہ غلط ہے ۔ تم ایک اللہ کا قانون اس دنیا میں مانو اور اب جناب والا ! اس کا جو جواب ہے آپسے جو جواب دیا گیا اور جس نے جواب دیا قرآن کریم کی آیت کو میں پیش کرتا ہوں ۔ جس نے جواب دیا اور کیا جواب دیا (قال الملا) کس نے جواب دیا ؟ سرداروں نے ۔ میں مولانا شاہ عبدالقادر دھلوی صاحب کا اور محمود الحسن صاحب کا اور مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب کا مستند ترجمہ پیش کر رہا ہوں ۔ میں کوئی اپنی طرف سے بات نہیں کر رہا ۔ اس لئے بار بار quote کر رہا ہوں ۔ سرداروں نے بڑے آدمیوں نے ، امیروں نے جو رزق کے سر چشموں پر فائز تھے ۔ انہوں نے کہا ۔ کیا کہا انہوں نے ؟ انہوں نے کہا ۔ قال الملا یا نوح انا لنراک فی ضلل مبین ۔ ہم تو تمہیں صاف گمراہی میں دیکھتے ہیں ۔ ہم تو صاف دیکھتے ہیں کہ تو گمراہ ہو گیا ۔ یہ تھا جواب ۔ جواب انہوں نے دیا ۔ (قال الملا) اور کیا جواب دیا ۔ جواب دیا انا لنراک فی الضلال المبین کہ ہم تو تمہیں گمراہ دیکھتے ہیں ۔ یہ تھا پہلا پیغام جو آیا ۔ لوگوں کے مختلف قانون جو انہوں نے بنا رکھے تھے ۔ ان کی بجائے اللہ کا قانون اپنانے کے لئے ۔ اور اس کوجواب ملا، اور کس نے جواب دیا ؟ تقریباً میری باتوں سے سمجھ لیں ۔ بالاجمال یہ پیش کر رہا ہوں ۔ ہر پیغمبر کا اس میں ذکر آیا ہے ۔ سورۃالاعراف میں اس کے تقریباً دو تین صفحوں میں (قال الملا) ۔ نواں (9) پارہ ۔ جناب والا ۔ قوم عاد کی طرف ہود آیا ۔ ثمود کی طرف صالح آیا ۔ مدین کی طرف شعیب آیا اور جتنے بھی پیغمبر آئے ان کا بہت تھوڑی جگہ پر سورۃ الاعراف میں ذکر آیا ہے" اور ہر ایک میں جواب کس نے دیا ہے قال الملا) ہر ایک کو

جواب جو دینے والے تھے وہ یہی تھے سردار ۔ اور کہتے کیا تھے ؟ اور جو جواب سیدنا شعیب کو ملا وہ بہت ہی دلچسپ جواب تھا ۔

یا شعیب اصلوتک تامرک ان نترک ما یعبد اباؤنا
او ان تفعل فی اموالنا ما نشاء

یعنی پیغمبر جب آتے اور اللہ کے حکم کی جب بات کرتے تو یہ لوگ پتہ ہے کیا کہتے ؟ کہتے تھے یار ، ہمارے بھی سو بت ہیں ۔ ایک بت رکھ لو اور اس کو ہی پوجتے جاؤ ۔ اس میں کیا جھگڑا ہے ؟ لیکن شعیب نے کہا نہیں ، میری صلواۃ یہ نہیں ۔ اور صلواۃ کا لفظ قرآن حکیم میں بہت دفعہ استعمال ہوا ہے ۔ کہیں اس کا مطلب صرف نماز ہے ۔ جو پہلوی زبان نے بند کر کے رکھ دیا ہے وہ صرف نماز ہے ۔ حالانکہ اس کا صرف یہ ہی مطلب نہیں ۔ اس کا مطلب دعا بھی ہے اور اس کا اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے تمام احکامات کو نافذ بھی کرنا ہے ۔ نظام الصواۃ صرف نماز نہیں) ۔ یہ فارسی کا لفظ ہے جس نے ہمیں صرف یہ بتا دیا ہے کہ جو آدمی رکوع اور سجدہ میں چلا جائے اور یہ جو فزیکل ایکٹ ہے ۔ مقصود بالذات ہو گیا ۔ حالانکہ اس سے مراد ایک دعا ہے ۔ ایک تمنا ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ سے عاجزی ہے ۔ اور اس کے احکام کی اطاعت کرنے کی ایک مخصوص شکل ہے ۔ کیونکہ جب آپ اطاعت کرتے ہیں ، آپ کا سر بھی جھکتا ہے آپ رکوع میں بھی جائیں گے ، آپ سجدہ میں بھی جائیں گے ۔ یہ ایک مخصوص شکل ہے اللہ تعالیٰ کے سامنے اطاعت کرنے کی مقصود بالذات نہیں ۔ تو انہوں نے کہا ۔ یہ جو بات میں نے عرض کی ہے ۔ کمال ہے شعیب کیا تمہاری نماز یہ چاہتی ہے کہ ہم اس بات کو چھوڑ دیں ، جس پر ہمارے آباو اجداد تھے ۔ اور تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے مال کے سلسلے میں وہ نہ کریں جو ہم کرنا چاہتے ہیں ؟ تم بھی اپنی نماز پڑھتے جاؤ اور ایک بت اور رکھ لو ۔ یا سو بت اور رکھ لو یہ گڑ بڑ کیوں کرتے ہو ؟ تم ہمیں یہ کہتے ہو کہ ہم وہ نہ کریں جو ہمارے آباو اجداد کرتے آئے ہیں ۔ اور یہ چیز ہے انسانیت کے لئے جو کہ علامہ اقبال نے بڑے خوبصورت الفاظ میں ترجمہ کیا ہے ۔ (شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات)

جناب والا! مجھے اس سے زیادہ خوبصورت ترجمہ اورکہیں نظر نہیں آیا ۔ سوائے علامہ اقبال رحمتہ علیہ کے ۔ انہوں نے قرآن کریم کی اس بات کا ترجمہ کیا ہے ۔

طرز کہن پہ اڑنا آئین نو سے ڈرنا
منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

یہی وہ اعتراض تھا اُن تمام لوگوں کا جو مذہب کی شکل بگاڑ چکے تھے ۔

جناب والا ! میں یہاں پر ختم کرنا چاہتا ۔ میں آپ کا بہت زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا ۔ کیونکہ تعلیم اور صنعت پر بھی مجھے کچھ گزارشات کرنی ہیں ۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ جو مذہب پیغمبر لے کر آیا ، مترفین کے طبقے میں سرداروں نے اس کی مخالفت کی ۔ لیکن جب آئے انہوں نے اپنی مرضی سے ، اپنی مرضی کے مطابق بگاڑ لیا ۔ اس کو اپنی مرضی کے مطابق بنا لیا ۔ پھر اس کو سامنے رکھا اور پھر اس کے سب سے بڑے محافظ بن گئے ۔ پھر یہاں تک ہوا ، نبی بھی آیا تو کہا کہ کمال ہے ۔ شعیب تم بھی عجیب بات کرتے ہو ۔ تمہاری نماز ہم سے یہ مطالبہ کرتی ہے کہ ہم اپنی جان و مال کو اس تصرف میں نہ لائیں جس طرح ہمارے آباو اجداد کرتے آئے ہیں ۔ بس میں conclude کرنا چاہتا ہوں کہ جب تک دین مذہب اللہ تعالیٰ کا پیغام اپنی اصل شکل میں آیا تو سب سے بڑھ کر مخالفت ان لوگوں نے کی جن کا رزق کے سر چشموں پر کنٹرول تھا ۔ جب انہوں نے مذہب کو اپنی مرضی ، اپنے مفہوم کے مطابق بنا لیا تو پھر سب سے بڑے محافظ وہ سردار بن گئے ۔ میرا جناب یہاں تک conclusion یہ ہے ۔ البتہ میں نے بات ختم نہیں کی ۔ اس کے بعد مجھے اور ذکر بھی کرنا ہے ۔ چونکہ اس کے بعد ایک اور پیریڈ ہے ۔ قرآن حکیم میں جس میں اللہ تعالیٰ نے ہیٹرک HAT-TRICK کی ۔ تین لوگوں کی ایسی combination کر دی ہے ۔ فرعون ، قارون اور ہامان ۔ جناب والا ! یہ تین لوگوں کا ایسا combination ہے ۔ فرعون جو کہ ایک تمثیل ہے ظالم بادشاہ کی ۔ ظالم اور مستبد بادشاہ کی ۔ دوسری قارون کی ۔ یہ بہت مالدار آدمی تھا ۔ اس کے متعلق کہا گیا کہ اس کے خزانے کی چابیاں بہت سے اونٹوں کے جتھے بھی نہ اٹھا سکتے تھے ۔ لطف کی بات یہ ہے کہ قارون موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے ہی تھا ۔ قارون جوکہ سرمایہ دار تھا ۔ قارون جو تھا ۔ قرآن کے الفاظ میں

کان من قوم موسیٰ فبغی علیہم" اس نے اپنی قوم کے خلاف سرمایہ دار ہو کر لوگوں کا مال اکٹھا کر کے بغاوت کی تھی ۔ تو یہ دوسرا combination تھا ۔ combination نہایت خوبصورت ہے ۔ مجھے ایسا خوبصورت combination کہیں بھی نظر نہیں آیا ۔ تیسرا ہامان کا تھا جس کا ذکر آپ نے کہیں سنا ہو گا ۔ آپ نے بڑے بڑے خطبے سنے ہوں گے ۔ میں نے بھی بڑے خطبے سنے ہیں ۔ لیکن ہامان کا ذکر کہیں نہیں سنا یہ ایک کاہن شخص تھا ۔ اس کے بعد جناب والا ! آپ ابھی مصر میں دیکھ کر آئے ہیں ۔ میں بھی ان معابد کو دیکھ کر آیا ہوں ۔ جو کہ آج ٹوٹے پڑے ہیں ۔ ان معابد میں پرستش کرنے والا ! یہ سب سے بڑا جو مقابلہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا تھا ۔ وہ اسی کاہن نے کیا تھا ۔ اور یہی لوگوں کو بہکاتا تھا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا جو پیغام ہے اسے جھٹلایا جائے ۔ تو یہ ہے خوبصورت combination جو کہ آپ کو کہیں نہیں ملے گا ۔ ایک ظالم بادشاہ کی ۔ ایک سرمایہ دار کی ۔ اور ایک کاہنوں کے سب سے بڑے نمائندے کی ۔ اور انہوں نے کیا کیا ؟ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جو میں آپ کو بتاتا ہوں ۔ جب فرعون سے سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تم کیا ظلم و ستم کر رہے ہو کہ اصل رب تو وہ ہے جو کہ اللہ تعالیٰ ہے ۔ تو اس نے کیا جواب دیا ۔ اس نے جواب دیا ۔ انا ربکم الاعلیٰ میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں ۔ اس کا ثبوت کیا ہے ۔ آپ جب قرآن کی آیت پڑھیں گے ۔ تو اس میں یہ ہوگا ۔ کہ "للہ ما فی السموات والارض" یا "تجری تحتها الانہار" اور اس کے نیچے نہریں بہتی ہیں ۔ فرعون نے کہا ؟ اس نے کہا ۔ "أليس لی ملک مصر" کیا میرے پاس مصر کا ملک نہیں ، اور تحتها الانہار" اور اس میں بھی نہریں بہتی ہیں ۔ تو وہ کہتا تھا ۔ کہ میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں ۔ تو یہ ہے ایک مثال جو میں نے آپ کے سامنے بیان کی ہے ۔

جناب والا ! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا اور اب میں سیدھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پر آ جاتا ہوں ۔ کیونکہ یہ سارے پیغامات جو کہ یکے بعد دیگرے پہنچائے گئے ۔ اور ایک لاکھ اور کئی ہزار

سے اوپر نبی آئے اور ان سب پر ہم سب مسلمانوں کا ایمان ہے ۔ امنت باللہ وملائکتہ و کتبہ و رسولہ ۔ جناب والا ! یہ سارے رسولوں کے متعلق جتنی باتیں تھیں وہ out of context نہ تھیں ۔ جو حضرت شعیب کو جواب ملا ۔ یا موسیٰ علیہ السلام نے کہا ۔ حضرت نوح نے کہا ۔ اور ان کو کیا جواب ملا ۔ یہ ساری out of cnotext نہیں ہیں ۔ ہم ان سب پر ایمان رکھتے ہیں ۔ اسی طرح سے اللہ تعالیٰ نے کہا ۔ بلکہ میر نظریہ میرا view یہ ہے ۔ ایک اسلام کے متعلق اللہ تعالیٰ کا نظریہ ہے جس طرح کرنل قذاق کہتا ہے ۔ کہ اسلام کا view اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک تو ہوتا ہے ہمارا view ایک ہے اللہ تعالیٰ کا view آپ جانتے ہیں کہ تمام پیغمبر مسلمان تھے ۔ آپ کو معلوم ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بہت باتیں کی گئیں ۔ اور کہا ۔ "اسلم" اطاعت میں آجا ۔ surrender کر دے میرے احکامات کے سامنے تو اس نے کہا ۔ اسلمت یا ربی ۔ میں نے اطاعت قبول کی surrender کیا ۔ this what Islam is کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کے سامنے اطاعت قبول کریں ۔ اور یہ ہے اسلام کا لفظی معنی ۔ اور یہ "سلام" سے مختلف ہے ۔ "سلام" is peace ۔ "اسلام" is surrending کیونکہ بعض لوگ اس کا یہ ترجمہ کرتے ہیں ۔ جناب والا ! میں نے مغرب میں بہت سی کتابیں پڑھی ہیں ۔ انہوں نے اس طرح سے پیش کیا ہے ۔ کیا religion of peace ہے اور بعد میں جو لڑائیاں ہوئی ہیں ۔ وہ انہوں نے نعوذ باللہ خود اپنے مذہب کے خلاف اور لالچ میں کی ہیں ۔ جس طرح کہ انہوں نے کہا ۔ تو اسلام یہ ہے ۔

Surrendering before the laws of God. Surrendering before the commandments of God.

جناب والا! حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر آ جاتا ہوں ۔ ان کو جو کہا انہی لوگوں نے کہا ۔ "قال الملا" کسی اور شخص نے نہیں کہا ۔ سرداروں نے کہا ۔ ان کی تعریف بتا دی کہ وہ کون تھے ہو سکتا ہے کہ ان میں اچھے بھی ہوں ۔ "الذین کفرو من قوم" وہ لوگ جو اس قوم میں کافر تھے ۔ اور جھٹلاتے تھے انہوں نے کہا "ما نراک الا بشر مثلنا و ما نراک اتبعک الاالذین ھم اراذلنا بادی الرای" ۔ میں بہت سی باتوں کا ترجمہ نہیں کرتا ۔ انہوں نے کہا کہ یہ پیچھے تمہارے کون لوگ ہیں ۔ یہ رذیل لوگ ہیں اور "بادی

الرای" جس طرح ہم بادی‌النظر کہتے ہیں ۔ یعنی سطحی نظر رکھنے والے ۔ جن کی سطحی رائے ہے اور جو کہ ہماری سوسائٹی کے سب سے رذیل لوگ ہیں ۔ اور جو سب سے ذلیل اور حقیر لوگ ہیں ۔ یہ تمہارے پیچھے لگے ہوئے ہیں ۔ تو تم پر ہم نے فضل کیا ۔ "وما نری لکم علینا من فضل" ہم اس وجہ سے تم کو کچھ نہیں سمجھتے ۔ کہ تم ہم پر فضیلت رکھتے ہو ۔ "بل نظنکم کذبین" بلکہ ہمارا یہ گمان ہے ۔ کہ جھوٹے ہو ۔ نعوذباللہ من ذالک" ۔ لیکن تقریباً تقریباً یہی جواب تھا ۔ جب بھی کوئی ٹھیک شکل میں مساوات پیدا کرنے والا جس کو سیدنا حضرت علی نے شعر کی زبان میں بیان کیا ہے ۔ "الناس من وجھة التمثال‌اکفاء ابوھم آدم و ابوھم حوا"۔ جب یہ مساوات کسی نے آکر پیدا کرنی شروع کی ۔ تو مترفین کی طرف سے سخت مخالفت ہوئی ۔ جب اس مذہب کو اپنی مرضی کے مطابق تبدیل کر لیا ۔ تو پھر اس کے سب سے بڑے محافظ اس طبقے کے لوگ بن بیٹھے یہ بات تھی جو کہ میں آپ کو قرآن حکیم سے پیش کرنا چاہتا تھا ۔ اور جواز یہ بتاتے تھے ۔ جو کہ قارون نے کہا تھا ۔ لوگوں نے قارون سے کہا کہ یہ کیا مذاق ہے کہ تم نے یہ ساری دولت اکٹھی کر لی ہے ۔ اس کو خرچ کرو ۔ یہ تو تمہیں اللہ تعالیٰ نے دی ہے ۔ وہ کہتا ہے کہ نہیں ۔ "اوتیتہ علی علم عندی" یہ تو مجھے میری ہنر مندی سے ملی ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ نہیں دیا ۔ قارون کے منہ سے یہ الفاظ نکلے تھے ۔ میں نے یہ صرف مثال دی ہے ۔ آپ جس کے منہ سے مرضی آئے یہ الفاظ نکلوا دیں جس طرح کہ علامہ اقبال‌رح نے تمثیل پیش کی ہے ۔ کبھی وہ ابلیس کے منہ سے کوئی چیز کہلواتا ہے ۔ کہ "پختہ تر کر دو مزاج خانقاہی میں اسے" کبھی وہ بات جبرئیل سے کہلواتا ہے ۔ کبھی وہ لینن کو خدا کے حضور میں اس طریقہ سے اس کے الفاظ کہلواتا ہے ۔ کبھی کسی طرح جس کے منہ میں ڈال دیتا ہے قارون کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں دیا "علی علم عندی" ۔ بلکہ یہ میری ہنر مندی سے مجھے ملی ہے ۔ یہ تھا انسانوں کا جواب ۔ اس پر اللہ تعالیٰ کیا جواب دیتے ہیں ۔ جو میں علامہ کے خوبصورت الفاظ میں پیش کروں گا ۔ مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔ "اللہ الذی خلق السموات والارض وانزل من‌السماء ماء فاخرج بہ من‌الثمرات

رزق لکم" ۔ اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمان بنائے ہیں ۔ اور آسمان سے پانی بھی بھیجا ہے زمین سے اللہ تعالیٰ نے پھل بھی پیدا کئے ہیں تا کہ تم اس سے فائدہ اٹھا سکو ۔ یہی بات یعنی یہی قرآن کریم کا ترجمہ علامہ اقبال نے اپنے الفاظ میں بڑے خوبصورت پیرایہ میں بیان کی ہے ۔

پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون
کون دریاؤں کی موجوں سے اٹھاتا ہے سحاب

کون لایا کھینچ کر پچھم سے یہ باد سازگار
خاک یہ کس کی ہے کس کا ہے یہ نور آفتاب

کس نے بھر دی موتیوں سے خوشہ گندم کی جیب
موسموں کو کس نے سکھلائی یہ خوئے انقلاب

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہارا اس میں کیا ہے ۔ اگر آسمان میں پانی نہ ہو ۔ اگر ہم تمہیں پانی نہ دیں ۔ زمین سے یہ میوے اور پھل نہ نکلیں تو تم کسی کام کے نہ رہو گے ۔ میں جب قرآن کا شروع شروع میں طالب علم بنا تو مجھے حیرانی ہوئی ۔ ہر چار چھ آیات کے بعد اللہ تعالیٰ یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے زمین اور آسمان پیدا کئے ۔ ہم نے سورج اور چاند پیدا کئے ان کو کام پر لگایا ۔ ہم نے دن بنایا ۔ ہم نے رات بنائی ۔ ہم نے زمین سے پودے نکالے ہیں ۔

جناب والا ! بات یہ تھی کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ انسانوں کو جواں کے ارد گرد ہو رہا ہے اس کی رو سے سمجھاتا تھا کہ یہ چیزیں تو میں نے کیسے اچھے نظام سے بنائی ہیں ۔ اب یہ نظام تم اپنے آپ پر کیوں نہیں رائج کرتے ۔ کئی بار یہ سوال کیا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے پوچھا بتاؤ یہ زمین و آسمان کس نے بنائے ہیں ؟ کہتے ہیں جی اللہ نے ۔ اچھا اگر یہ اللہ نے بنائے ہیں ۔ بڑا اچھا نظام ہے ۔ دن آتا ہے ، رات ہے ، بڑا اچھا بندوبست ہے ۔ پھر اسی نظام کو تم اپنے اوپر کیوں نہیں فرض کرتے ؟ لیکن وہاں پر آ کر اعتراض ہو جاتا اور جواب کیا آتا تھا کہ بھائی ، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ، بلکہ ہم نے اس کو پیدا کیا ۔ اب میں اس مسئلے کی طرف آتا ہوں کہ یہاں صرف جواز ڈھونڈا جاتا ہے کہ زمین پر یا سرمائے پر کسی کی جتنی مرضی ہے ملکیت ہو سکتی ہے ۔ تو میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ سبحان تعالیٰ نے کیا فرمایا ؟ یہ بارہا

جگہ پر ہے ۔ اگر آپ اسے دس ہزار سے ضرب دیے لیں تب بھی ٹھیک ہے ۔ یہ میں قرآن پاک کے متعلق جھوٹ نہیں کہنا چاہتا لیکن ہزاروں مرتبہ ہوگا کہ وللہ میراث السماوات والا رض اللہ الذی خلق السماوات وما بینھما کہ جو کچھ بھی جتنے کرے زمین اللہ نے پیدا کی ہے اور اللہ کی ہے ۔ اور یہ جو ہمیں لوگوں نے کہا جیسے پہلے ہمارا نکاح توڑا کہ جو سوشلزم میں یقین رکھتے ہیں ان کا نکاح ٹوٹ گیا اور وہ کافر ہو گئے ۔ اس طرح سے چاند پر آرمز سٹرانگ جان اترا تو اس نے وہاں جا کر جب دایاں پاؤں رکھا تو اس نے اپنے زمینی سٹیشن کو یہ پیغام بھیجا جو کہ تقریباً تقریباً سورہ رحمان میں ہے کہ الشمس و القمر بحسبان ۔ کہتا ہے کہ بڑے حساب کتاب کے ان کے اندازے ہیں جو مجھے نیچے سے کہا گیا تھا کہ تمہارا دایاں پاؤں وہاں ہوگا exactly میرا دایاں پاؤں وہاں آیا ۔ لیکن ہمیں کیا بتایا گیا ۔اور جو لوگ یقین رکھتے ہیں جیسے یہ کوہاٹ کے کچھ لوگوں کا مسئلہ تھا کہ جو لوگ اس میں یقین رکھتے ہیں کہ چاند پر کوئی انسان اترا ہے وہ کافر ہیں وہ ان کا نکاح فوراً خارج کر چکے ہیں ۔ کیونکہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ آدمی کا بڑا کمزور پوائنٹ ہے لہذا ان کا نکاح ختم ۔ حالانکہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے خود کہہ دیا سخرلکم مافی السماوات وما فی الارض کہ یہ سب چیزیں جو کچھ بھی زمین ہے اور جو اوپر کروں میں ہے (یہ بھی ہمیں غلط بتایا گیا سات آسمان ہیں) ۔ آدمی جب سائنس پڑھتا ہے تو کہتا ہے کہ یار، نعوذ باللہ یہ تو جھوٹ ہے سات آسمان تو اوپر کوئی نہیں اوپر تو خلا آ جاتی ہے اور پھر البتہ سیارے ہیں تو یہی مطلب ہے خلق سبع سماوات کہ سات آسمان نہیں پیدا کیے ، کرے پیدا کیے ۔ اور جن کا نام خود مسلمانوں نے دیا جیسے عطارد ۔ 'ثریا' اور جتنے یہ نام ہیں یعنی اجرام فلکی یا جو بڑے اجرام ہیں یہ مسلمانوں کے دئیے ہوئے نام ہیں ۔ اس لئے وہ مسلمان تھے جو یہ سمجھتے تھے سخرلکم مافی السموات وما فی الارض کا کیا مطلب ہے؟ تو جناب والا اب یہ جب کہا گیا وللہ میراث السموات وما فی الارض ۔ اللہ تعالیٰ نے میراث کا لفظ استعمال فرمایا اور کہیں ابہام نہیں چھوڑا ۔ غیر واضح بات نہیں کی ۔ کہیں اس میں ambiguity نہیں ۔

تو میراث السماوات ۔ میراث کا لفظ ہر آدمی جانتا ہے ورثے کا کیا مطلب ہے ؟ جو بھی زمین پر ہے وہ صرف اللہ تعالی کا ہے لیکن فالتو کس لئے ؟ جو سوالی ہوگا جو محتاج ہوگا ، جو استعمال کرنا چاہئے گا اس کے لئے برابر ملے ملے گا ۔ کسی کو اس میں فضیلت نہیں دی گئی کیونکہ زمین ہی ایک پیداوار کا ذریعہ نہیں اور بہت سے ذرائع ہیں ۔ اور دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی کرنسی ایجاد ہو چکی تھی اور وسائل کو hoard کرنے کا مطلب گندم یا جو کو hoard کرنا نہ تھا ، بلکہ پیسہ سونا چاندی جیسی چیزیں بھی چل گئی تھیں تو اس لئے یہ حکم ہوا جناب والا ! یہاں پر میں کچھ ان نکات کا بھی جواب دوں گا جو یہاں کہے گئے ہیں) اور آپ خرچ کیا کریں ۔ یہ بنیاد ہے کیونکہ آپ کے پاس جمع تو تب ہوگا جب آپ خرچ کے متعلق سوچیں گے ۔ اللہ سبحان تعالی کیا فرماتے ہیں ۔ تو سوال تھا یسئلونک ماذا ینفقون قل العفو ۔ مسئلہ ختم کر دیا ۔

ملک مختار احمد اعوان : جناب والا ! یہ کلام پاک کی آیات کریمہ کا حوالہ دیا جا رہا ہے اور کچھ ممبران سوئے ہوئے ہیں ۔ معلوم نہیں سب باوضو ہیں یا نہیں ۔ تو یہ گناہ کس کے سر ہوگا ؟

وزیر تعلیم : مختار احمد اعوان صاحب ! آپ نے اسلام اور قرآن سے سے اس قدر لاعلمی کا ثبوت دیا ہے ۔ کہ میں نہیں جانتا کہ آپ یہ سمجھیں گے ۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہوئی ۔

مسٹر سپیکر : میں interrupt کر کے فاضل ممبران کو ایک اطلاع دینا چاہتا ہوں ۔ اس کا اعلان میں نے کل ہی کر دیا تھا کہ بجٹ کے باقی دن یعنی کل اور بجٹ کے باقی دنوں میں ٹائم کی پابندی ان معنوں میں نہیں ہوگی کہ ڈیڑھ بجے سیشن ختم نہیں ہوا کرے گا ۔ جب میں adjourn کروں گا اس وقت یہ ہاؤس adjourn ہوا کرے گا ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ سوال یہ ہوا ویسئلونک ماذاینفقون قل العفو جو فالتو ہے ' surplus ہے ۔ کوئی اس میں ابہام نہیں چھوڑا کہ جو فالتو ہے اس کو دے دو ۔ تو یہاں پر یہ سوال کیا گیا تھا ' اس وقت چیف منسٹر صاحب موجود نہ تھے ۔ یہاں میں کسی کا حوالہ نہیں دینا چاہتا کیونکہ میرے خیال کے مطابق جب میں conclude کروں گا تو میں یہ بتا دوں گا ۔ ممکن ہے میں لوگوں سے اس

خیال میں اختلاف کروں کہ میرے خیال میں ولن villain اور ہیرو hero میں تقسیم نہیں - میرا خیال ہے کہ جب لوگوں کو آپ ان کو ہدایت کی طرف لائیں اور ان کو یہ یقین دلا دیں کہ آپ پھر حکومت کیسی قائم کریں گے تو سب لوگ اس پر قائل ہو جائیں گے - میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کوئی دو فرقے ہیں - میں آپ کو آخر میں بتاتا ہوں - آج بغیر سنائے ہوئے آپ کو چھوڑوں گا نہیں - تو یہ جو قل العفو کا لفظ تھا اس کو پھر میرے نزدیک عظیم ترجمان القرآن علامہ اقبال علیہ رحمت کے الفاظ میں بیان کرتا ہوں - انہوں نے یہ فرمایا -

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مرد مسلمان
اللہ کرے تجھ کو عطا ہو جدت کردار

جو لفظ قل العفو میں پوشیدہ ہے اب تک
اس دور میں شاید وہ حقیقت ہو نمودار

تو یہاں کہا یہ گیا تھا اور یہاں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا جا رہا ہے اس کا وحی کے ذریعے سے جواب آیا حضور اپنی طرف سے تو نہیں کہتے کہ سب کا جو فاضل ہے فالتو ہے دے دو - یہ کہا گیا تھا کہ دے دو - لے لو نہیں - فاضل ممبر نے لفظ استعمال کیا تھا - خذ العفو - خ پیش ز و مطلب تھا لے لینا چھین لینا جھپٹ لینا کسی سے کوئی چیز لے لینا - خذ العفو نہیں کہا گیا - یہ کہا گیا ہے خرچ کرو - العفو انفاق فی سبیل اللہ کہا گیا - تو میں اس Commandment of God کو اس طرح invoke کرتا ہوں - اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اگر آپ کو کچھ کہا تھا اور وہ آپ نے خرچ نہیں کیا تو اب نہ صرف یہ کہ آپ واپس کریں بلکہ ساتھ معافی بھی مانگیں تو یہ بھی اس کی قبول ہوگی - تب ہی واپس ہوگا - کیونکہ اگر کسی انسان کا جھگڑا ہوتا ہے اور آپ نے کسی انسان کا نہیں دیا ہوتا اور وہ کہتا ہے کہ سود کے ساتھ دو فلاں نہ کرو ڈھینگڑا نہ کرو - لیکن اللہ تعالیٰ نے صرف اتنا کہا ہے کہ بس توبہ کر لو تو میں توبہ قبول کروں گا - اس لئے دو بھی واپس - خذ العفو کی ضرورت نہیں - اس لئے جو شخص اللہ تعالیٰ کے کلام پر احکام پر ایمان رکھتا ہے اس کے چھینے جانے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی اسلام یہاں پر کچھ چیزوں سے مختلف ہو جاتا ہے اور یہیں پر بہت سی چیزوں سے اختلاف کا پتا چلتا ہے - اس میں چھینے جانے کا سوال نہیں -

سید ناظم حسین شاہ : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! میں آپ کی توجہ اس مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ کیا جناب عمر حیات صاحب اس ہاؤس کے ممبر declare ہو گئے ہیں اور انہوں نے حلف لے لیا تھا ؟

مسٹر سپیکر : آپ صبح یہاں موجود نہ تھے ۔ دیر سے آنے والوں کو جواب نہیں دیا جا سکتا اس ایوان میں کوئی فاضل رکن بغیر حلف اٹھائے نہیں بیٹھ سکتا ۔

وزیر تعلیم : تو یہ تھے اللہ سبحانہ تعالیٰ کے احکام کہ میں دنیا میں جو دین آپ کو دے رہا ہوں وہ دین صرف مذہب نہیں کہ آپ چند رسومات ادا کر دیں ۔ جس کو جناب کرنل قذافی کہتے ہیں ۔

الاسلام لیس طقوساً فقط بل لہ تطبیق فعلاً

کہ اسلام practical application ہے ۔ یہ صرف رسم و رواج نہیں ، پوجا پاٹ نہیں ، بلکہ اس لئے قذافی یہاں آ کر ہمارے پڑوسیوں کو کہہ گیا تھا کہ مجتمع الوثنین ۔ جہاں پر اس نے مسلمانوں میں اور ان میں اب فرق کیا تھا کہ وہ بت پرست ہیں وثنین ۔ اوثان کو پوجتے ہیں اور یہ مسلمان ہیں جن میں اب میں بیٹھا ہوں ۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ آج اسلام کو بھی ایک مذہب کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے ۔ یہ concept دوسرے مذہبوں سے متاثر ہو کر لیا ہے جس طرح سے کہ بہت سی قرآن کریم میں آپ تفاسیر دیکھیں گے اور یہاں پر کل پرسوں ایک صاحب نے ہابیل قابیل کا ذکر بھی کیا تھا اور اس طرح سے ان کی عورت پر لڑائی ہوئی ۔ یہ جناب والا! قرآن کریم کا ذکر نہیں بلکہ بائبل کا ذکر ہے اور یہ اس بائبل کا بھی نہیں ، جس کو ہم اپنی کتاب مانتے ہیں ۔ آمنت باللہ و ملئکتہ و کتبہ ۔ ہم تو اس کتاب کو مانتے ہیں یعنی اصلی انجیل کو ۔ لیکن یہ اس بدلی ہوئی کتاب سے قصے لے کر ۔ اگر آپ قرآن شریف پڑھیں تو اس میں بہت سی چیزیں جو ہیں وہ پوری details میں نہیں بتائی گئیں کہ کون آدمی تھا اس کا نام کیا تھا اور جب نام نہیں بتایا جاتا تو یہ لوگوں کی غلطی ہے جس کی میں تصحیح کرنا چاہتا ہوں ۔ جب نام نہیں بتایا جاتا تو اس وقت قرآن کریم کوئی تاریخ کی کتاب کی غلطی نہیں کر رہا ہوتا کہ وہ تاریخ کی کتاب لکھے اور نام لکھنا بھول جائے کہ ہابیل تھا یا قابیل تھا ۔ مقصد تو ایک

چیز کو illustrate کر کے دکھاتا ہوتا ہے۔ قرآن کریم سے آپ تاریخ اخذ کر سکتے ہیں۔ میں تو علاوہ بھی اخذ کر چکا ہوں۔

مسٹر سپیکر : principle of interpretation کی بجائے آپ براہ راست interpretation پر آ جائیں تو یہ زیادہ بہتر ہو گا۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! یہ کہ جو کچھ آپ کے پاس فالتو ہو وہ خرچ کریں جب فالتو خرچ ہو جائے گا اور اس کا ضابطہ حیات یہ دیا کہ یہ جو تمہاری زندگی ہے اس میں تم نے طبقی تقاضے بھی پورے کرنے ہیں۔ لیکن جنت جنتی علامہ اقبال نے حیات جاودان کے نام سے پکارا ہے تو اتنی زندگی کی بنیاد پر وہ بھی انسانوں کے لئے عظیم incentive ہے آپ مجھ سے پوچھیں گے کہ آدمی جتنا کمائے اور اپنی ضروریات کے مطابق رکھ کر فالتو دوسروں پر خرچ کر دے ایسے کیا incentive ہے ؟ یہ incentive ہے ایسے حیات جاودان۔ ان دو میں سے ایک چیز کا لالچ جو حضرت آدم کو دیا گیا تھا حیات جاودان۔ یہ ایک بہت بڑی چیز ہے جو ہم چاہتے ہیں اور یہ ہے اسلام میں incentive العفو کیوں خرچ کریں یہ فاضل خرچ ؟ اس لئے کریں کہ آپ اپنے لئے حیات جاودان خریدیں یہ بھی اعتراض کیا گیا ہے کہ معاشی مساوات ، اقتصادی مساوات غیر فطری چیز ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے نعوذباللہ لوگوں کو بڑا چھوٹا بنایا ہے۔ اس کو لوگ کس چیز سے اخذ کرتے ہیں جو تقدیر پرستی کا موجب بنی ہے قرآن کریم میں بہت جگہ لکھا ہے۔

اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب
(آل عمران)

اب یہاں دو الفاظ ہیں جو ضروری ہیں ایک ”یشاء“ چاہنے کا (ترجمہ) اللہ جس کو چاہتا ہے اتنا رزق دیتا ہے بے حساب دیتا ہے۔ یہ تو لفظوں کا اردو میں ترجمہ ہے۔ اب سوال پیدا ہوا ہے کہ قرآن مجید میں اس کا کیا اسلوب ہے۔

نحن نصرف الایت لعلکم تعقلون

ہم ایک چیز کو بار بار بیان کرتے ہیں۔ جو ہمارے مسلمان دوسرے ملکوں کے ہوتے ہیں ان کے پاس انگریزی ترجمے ہوتے ہیں۔ وہ بعض اوقات شروع

شروع میں بڑے پریشان ہوتے ہیں کہ قرآن کریم میں بار بار یہ بات کیوں درج کی جا رہی ہے - انہیں سمجھانا پڑتا ہے اس طریقے سے اللہ تعالیٰ اپنی بات کی وضاحت کرتا ہے من یشاء جس کا مقصد مشیت سے ہے - اردو میں مشیت ایز دی - مشیت خدا وندی استعمال کرتے ہیں - سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ جو چاہتا ہے کیا اللہ کی کسی شخص نے یہ مراد ہے کہ وہ irrational طاقت ہے - اس کا کوئی پرنسپل نہیں - جیسے شیخ سعدی نے کہا تھا (مطلق العنان بادشاہوں کے متعلق) :

گاہے بسلامے بر نجند
و گاہے بہ دشنامے خلعت ببخشند

کبھی سلام کیا ، ناراض ہو گئے ، گردن زدنی کا حکم دے دیا اور کبھی گالی دی تو خوش ہو گئے اور خلعت بخش دی - اللہ سبحانہٗ تعالیٰ ایسا نہیں کرتے - جیسا میں نے قصہ آدم میں بتایا ہے جو میری ہدایت پر چلے گا -

من تبع ھدای فلا یضل ولا یشقیٰ و من اعراض عن ذکری فان لہ معیشہ ضنکا و نحشر یوم القیمہ اعمیٰ -

یہاں بات واضح کر دی کہ جو ہدایت میں آئے گا نہ گمراہ ہوگا ، نہ مشقت میں پڑے گا - جو میرے احکام سے پھرے گا اُسے معیشت کی تنگی اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور اسے قیامت میں اندھا کر کے اٹھایا جائے گا - تو یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے - جو آدمی ٹھیک کام کرے گا اسے میں ٹھیک پھل دوں گا اور یہ لفظ سمجھنے والا ہے کہ بغیر حساب کا کیا مطلب آیا یہ آدمی کا حساب ہے یا اللہ کا حساب ہے اس لئے کہ اللہ کا حساب بغیر حساب نہیں ہوتا آدمی کا حساب ہے جو بغیر حساب کے ہوتا ہے - ایک آدمی بیج ڈالتا ہے ، فرٹیلائزر ڈالتا ہے پانی دیتا ہے - اس کا خیال تھا کہ 35 من فی ایکڑ ہو گی - لیکن وہاں 50 من فی ایکڑ ہو جاتی ہے - یہ حساب غلط ہے لیکن اللہ کا حساب غلط نہیں ہو سکتا - وہ تو کہتا ہے -

ذالک تقدیر العزیز الحکیم

(یہ تو بڑا زبر دست عقل والا اور حکمت والا ہے) یہ اس کے اندازے ہیں - ہمیں بہت غلط سمجھایا گیا - تقدیر تو ایک اندازہ کرنے کا طریقہ ہے ،

appreciation کا طریقہ ہے ۔ ماپنے کا طریقہ ۔ ہمارے ہاں تقدیر کا الٹا پابند بنا دیا گیا جو غریب ہے اس کی تقدیر میں غربت ہے ۔ اس چیز کو علامہ اقبال نے کہا ہے ع

تقدیر کے پابند نباتات و جمادات
مومن فقط احکام الٰہی کا ہے پابند

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

اگر تو اپنی ذات کی ، خود اپنی شخصیت کی تعمیر ان احکام الٰہی پر پابندی سے کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اندازہ لگانے سے پہلے انسان سے پوچھے گا کہ اے میرے بندے ' تیری رضا کیا ہے ۔ یہ جو میں نے کی ہے جیسے آپ نے مجھے interpretation کرنے کے لئے ٹوک دیا آپ نے میری بہتری چاہی ۔ میں آپ کا شکر گذار ہوں ۔ قرآن کریم کو جس شخص نے ، میں تو بہت ادنیٰ سا انسان ہوں اور اس کا ادنیٰ سا طالب علم ہوں ' میں نے تو ساری عمر سائنس اور ڈاکٹری پڑھی ہے ' تو میں تو اس کا نہایت ادنیٰ سا انسان ہوں ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ بڑے بڑے ظالم جو اس دنیا میں ہوئے ہیں جب انہوں نے قرآن کریم کی کوئی خاص interpretation سمجھوانی چاہی بلکہ وہ دوسروں کو تو کیا سمجھاتے اس میں ایک فرقے کا اضافہ ہو گیا ۔ یہ جو فرقے بنے ہیں حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے 23 سال تک نماز پڑھی ۔ اب یہ ایک پرکٹیکل عمل ہے ۔ جو وہ روزانہ پانچ مرتبہ کرتے تھے ۔ اس کے باوجود کتنے فرقے ہیں جن کی ایک دوسرے سے نماز مختلف ہے ۔ صاف ظاہر ہے حضور نے ایک طریقے سے نماز پڑھی ہو گی ۔ باقی سارے طریقے غلط ہیں ۔ میں قرآنی معلومات پر عبور نہیں رکھتا ۔ خود ان لوگوں میں سے ہوں کہ میں ددھیال کی طرف سے اہل سنت و الجماعت ہوں اور ننھیال کی طرف سے شیعہ ہوں ۔ لیکن میں نے اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت سے متعلق رکھا ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جو کسی کا فرقہ ہے ' جو کسی کا مذہب ہے وہ اسی پر چلتا رہے لیکن میں ایک گزارش کرتا ہوں ۔ خود وہ قرآن جس کے متعلق لوگ اختلاف کرتے ہیں ۔ خود اس قران نے اپنے متعلق کہا ہے جس قرآن کے مطابق یہ سب لوگ اختلاف کرتے ہیں وہ

قرآن کیا کہتا ہے کہ میرا مفہوم ٹھیک ہے ۔ وہ قرآن کیا کہتا ہے تاکہ آپ کو پتا چلے کہ یہ کہتا ہے

افلا یتدبرون القرآن

اے مسلمانوں کیا تم سوچتے نہیں ہو قرآن کیا کہتا ہے ؟ قرآن اپنا ثبوت کیا دیتا ہے جب کافر یہ کہتے تھے کہ یہ تو باتیں گھڑ لاتے ہیں جیسے علامہ اقبال نے کہا ہے

خوب می دانم کہ سلمان مزد کی است

انہوں نے ابوالجہل کے منہ سے کہلوایا ہے کہ وہ یہ کہتا ہے ۔ علامہ اقبال کی یہ خوبی ہے کہ کس طریقے سے وہ قرآن کو، اسلام کو بیان کرتے ہیں ۔ انہوں نے ابوجہل کے منہ سے کہلوایا

ایں مواخات ایں مساوات اعجمی است

یہ تو سلمان فارسی ہیں جو باہر سے آئے ہیں اور اس نے مزدکیت اس کو سکھا دی ہے ۔ جناب یہ حضور پاک کے اوپر سب سے پہلے الزام لگایا گیا آپ یہ مساوات کی بات کرتے ہیں یہ تو مزدکیت کی بات ہے ۔ یہ لفظ سوشلزم اور کمیونیزم کے لئے تھا ۔ یہ پہلوی زبان کا لفظ ہے جو آج کل استعمال نہیں ہوتی ۔ بلکہ ماڈرن فارسی بولی جاتی ہے ۔ تو اس قرآن نے اپنے متعلق کیا کہا ہے ۔ کیا ثبوت ہے کہ یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے ؟ ثبوت یہ ہے ۔

افلا یتدبرون القرآن ولوکان من عند
غیراللہ لوجدوافیہ اختلافاً کثیراً

اگر یہ اللہ کے سوا غیر کا ہوتا تو کیا ہوتا ؟ اگر یہ اللہ کے علاوہ کسی اور کا ہوتا تو اس میں بہت سے تضادات ہوتے یہ 23 سال میں نازل ہوا ہے ۔ کوئی انسان کس طرح یاد رکھ سکتا ہے کہ میں نے 23 سال پہلے کیا آیت کہدی تھی اور میں نے کیا بات بتائی تھی کہ اللہ آسمان سے بارش کرتا ہے پھل پیدا کرتا ہے 21 سال کے بعد اس کا الٹ ہوتا ہے ۔ چار سال کے بعد الٹ ہو جاتا ہے ۔ اگر انسانی ذہن ہوتا تو کبھی 23 سال تک اس کا تسلسل برقرار نہیں رہتا ۔ یہ ثبوت تھا اس کا چونکہ یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے

ہے ، اس لئے اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا ۔ اس کے باوجود اختلاف کیا ۔ یہ ذکر میں نے اس لئے کیا ہے کہ میری بات پر بھی میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اس کے بعد یہ ضروری تھا کہ یہ بحث یہ مباحثہ یہ مناظرہ ، یہ مقابلہ ، یہ مجادلہ ختم ہو جائے ، لیکن یہ ختم نہیں ہو سکتا یہ میں نے شروع میں کہا تھا کہ ستیزہ کاررہا ہے ازل سے تا امروز ۔ یہ امروز سے بھی آگے چلتی رہے گی ۔ میں ان ممبران کو کہہ رہا ہوں جو لوگ حیران ہیں کہ یہ کیوں یہاں پر بحث شروع ہوئی ۔ چونکہ یہ بحث ازل سے امروز تک جاری ہے اور امروز کے بعد بھی جاری رہے گی اور ہمیشہ تک انسانوں کو دو راستے ''نجدین'' دکھا دیئے گئے ہیں ۔

فمن تبع ھدای فلا یضل ولا یشقیٰ و من اعرض عن
ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا و نحشرہ یوم القیمۃ اعمیٰ

جناب والا ! میں یہ بات کر کے ختم نہیں کرنا چاہتا میں اسے ایک نتیجے پر پہنچانا چاہتا ہوں ۔ میں نے یہ ذکر کیا ہے کہ قرآن کریم آیا ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ۔ اس میں کوئی اختلاف بھی نہیں ۔ لیکن لوگوں نے اس میں بھی اختلاف کر لیا ہے ۔ تو اب کیا نقطہ اجماع ممکن ہو سکتا ہے ؟ concensus کا کیا پوائنٹ ہو سکتا ہے ۔ میں نے concensus کے دو تین پوائنٹس نکالے ہیں جن پر اگر آپ ایک سوالنامہ جاری کریں جیسے ہم کہتے ہیں کہ رائے عامہ کے لئے متداول کرایا جائے ۔ اگر آپ اسے متداول کرائیں تو آپ کو ان تینوں باتوں کا جواب تقریباً 'ہاں' میں مل جائے گا ۔ ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ ہر مسلمان ۔ میں مسلمان مومن کی بات کرتا ہوں ۔ وہ جب چاہتا ہے ۔ ہر آدمی خواہ وہ کونسے ذرائع استعمال کرے ۔ اللہ تعالیٰ کا ذریعہ بھی ہے اور دنیا کے بتائے ہوئے ذرائع بھی ہیں ۔ وہ کوئی بھی ذریعہ استعمال کرے وہ جنت چاہتا ہے ۔ تو concensus کا پوائنٹ نمبر ایک یہ ہے کہ وہ جنت چاہتا ہے ۔ دوسرا پوائنٹ یہ ہے کہ اگر کسی آدمی کو پوچھا جائے کہ بتاؤ یہ سورج ، یہ زمین، چاند اور ستارے کس نے بنائے ہیں تو جواب ہو گا کہ اللہ نے ۔ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والے آدمی سے آپ پوچھیں وہ اسے پرمیشور کہہ دے یا ایشور ، ایل کہہ دے یا اللہ ۔ یہ

سارے عبرانی کے نام ہیں ۔ بلوچی کے اور دوسری زبانوں کے اللہ تعالیٰ کے لئے ۔ اور نہ جانے اور کتنے نام ہوں گے ۔ میں تو زیادہ زبانیں نہیں جانتا ۔ تو وہ کہیں گے کہ یہ اللہ نے بنائے ہیں ۔ تو دو باتوں پر concensus ہو گیا کہ ہر آدمی جنت چاہتا ہے اور ہر آدمی یہ مانتا ہے کہ یہ زمین اللہ نے بنائی ہے ۔ اب تیسری بات یہ ہے کہ لوگ یہ بھی مانتے ہیں کہ جب پہلے انسان دنیا میں آئے تھے ۔ انہیں جنت کا جو نقشہ دیا گیا تھا ۔ اس میں کیا تھا ۔ اس میں کسی چیز کی الاٹمنٹ نہیں ہوئی ۔ ۔ ۔ یہ کہ

ان لک الا تجوع فیہا ولاتعری
و انک لا تظمئو فیہا ولا تضحی

کہ تمہیں بھوک بھی نہیں ستائے ۔ تمہیں لباس کی بھی تنگی نہیں ہو گی اور تو وہاں پر سائے کے بغیر بھی نہیں رہے گا ۔ بابا بلھے شاہ والی گلی ، جلی اور کلی ۔ یہ تینوں چیزیں وہاں مہیا ہوں گی ۔ اور خاص آزادی دی ۔ ۔ ۔ وکلا حیث شئتما رغدآ ۔ ۔ ۔ ۔ اب اگر ان تینوں چیزوں پر concensus ہو جائے کہ ہم سب جنت چاہتے ہیں ۔ ہم سب مانتے ہیں کہ یہ زمین اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے اور ہم سب مانتے ہیں کہ جو پہلے انسان تھے ۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے رزق کی فراوانی دی تھی ۔ جناب والا ! ان تینوں چیزوں کی concensus کے بعد اگر ہم سوچ میں پڑ گئے جیسے کہ میں نے پہلے ذکر کیا تھا عقل عیار کا جب وہ اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں مانتی تو عقل اس قسم کی باتیں سکھا دیتی ہے جس سے آدمی مخمصے میں پڑ جاتا ہے اور سوچ میں پڑ جاتا ہے اور عمل نہیں کرتا ۔ تو میں نے اس کا نتیجہ یہ نکالا ہے کہ جس دن ان تینوں باتوں کے questionnaire کا جواب آئے تو ہم اپنے آپ سے یہ فیصلہ کریں ۔ یہ انفرادی طور پر نہیں ہو سکتا ۔ یہ اجتماعی عمل ہے ۔ اسلام اجتماعی عمل ہے ۔ سورۃ عصر میں اللہ تبارک تعالیٰ نے فرمایا ہے ۔ ۔ ۔

والعصر ان الانسان لفی خسر الاالذین آمنوا وعملو
الصلحت وتواصو بالحق و تواصوابا الصبر

میں صرف آخری دو آیتوں کا مطلب لیتا ہوں ۔ اگر یہ نصیحت ایک آدمی کی دوسرے آدمی کو ہوتی تو لفظ تواصو نہ آتا یہ تواصو یا تواصی ہوتا ۔ تو اس کا مطلب ہے با ہم دگر ۔ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کرنا ۔ کہ سارے لوگ حق پر ہیں ۔ سارے لوگ محنت اور استقامت سے اور ہمت سے ۔ صبر کا

مطلب یہ نہیں ہوتا جو ہم اردو میں سمجھتے ہیں ۔ صبر کا مطلب محنت اور ہمت اور استقامت سے مقابلہ کرنا ۔ یعنی یہ اجتماعی چیز ہے یہ انفرادی نہیں ۔ تو ہم کیا کریں ؟ ایک دن فجر کی نماز کے بعد دعا پڑھ کر کہیں کہ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ روٹی ، کپڑا اور مکان رکھ کے باقی سارا قل العفو ۔ باقی سارا سٹیٹ کے حوالے کر دیں ۔ اور اگر اس میں ہم نے یہ سوچا کہ یہ قل العفو کی بات نہیں ۔ یہ تو اللہ سبحانہ' تعالیٰ کی جانب سے جس دن بھی کسی کو ہدایت ہو جائے ۔ اس کے لئے کوئی تاریخ تو مقرر نہیں ہوتی کہ فلاں تاریخ کے بعد کوئی ہدایت نہیں ۔ قیامت تک جو شخص بھی ہدایت حاصل کرنی چاہئے ۔ حاصل کر سکتا ہے ۔ میں نے اس کے متعلق یہ کہا ہے کہ اس کے لئے بھی ہمیں وہی عظیم مفسر قرآن کا نسخہ استعمال کرنا پڑے گا ع

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشا لب بام ابھی

اب اگر عقل عیار سے کام لیا تو وہ کہے گی نہیں ۔ پہلے تحفظ خویش کی بات کرو ۔ عقل کیا سکھاتی ہے کہ تحفظ خویش کی بات کرو ۔ اپنے لئے بچاؤ ۔ اپنے لئے کرو ۔ کل کو تمہارے بچے ہوں گے ۔ کل کو تمہارا فلانا ہوگا ۔ سورۃ التغابن میں فرمایا ہے ۔ ۔ ۔ انما اموالکم واولادکم فتنۃ واللہ عندہ اجر عظیم جو مال و دولت کی لالچ ہیں ۔ جو مالی اور گروہی مفاد ہیں ۔ اولاد کا ترجمہ کا صرف ایک آدمی کی اولاد نہیں ہوتا ۔ عربی زبان میں اس کا بہت وسیع ترجمہ ہے ۔ تو تمہارے گروہی مفاد اور تمہارے مالی مفاد یہ سب سے بڑا فتنہ ہیں ۔ اب یہ فتنہ ایک ایسی چیز ہے کہ اگر مجھے پنجابی سے کوئی پوچھے کہ اس کا مطلب کیا ہے تو ہم کہیں گے کہ فتنہ و فساد ۔ ہم نے فقرے رٹے ہوئے ہیں ۔ جب ہم ہسٹری کا جواب دیتے تھے تو کہتے تھے کہ گھمسان کا رن پڑا اور کشتوں کے پشتے لگ گئے اور خون کی ندیاں بہہ گئیں ۔ ہم پنجابیوں نے یہ لفظ رٹے ہوئے تھے اور وہاں استعمال کرتے تھے ۔ فتنہ کا کیا مطلب ہے ۔ فتنہ و فساد حالانکہ فتنے کا مطلب ہے attraction towards evil ۔ سوء کی طرف جاذبیت ۔ خرابی کی طرف کشش ۔ جب اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے ۔ "انما اموالکم واولادکم فتنۃ" ۔ یہاں فتنہ کا مطلب برائی کی طرف کشش اور سوء کی طرف جاذبیت اور کشش ہے ۔ اب جو تین اصول میں نے بتائے ہیں جن پر ہر آدمی کا concensus ہے اور کوئی آدمی اس سے اختلاف نہیں کر سکتا ۔ ۔ ۔

چوہدری غلام قادر : پوائنٹ آف انفارمیشن - - -

مسٹر سپیکر : یعنی اتنی انفارمیشن کے بعد بھی پوائنٹ آف انفارمیشن موجود ہے -

چوہدری غلام قادر : جناب - میری اہم عرض ہے کہ یہاں فتنہ سے مطلب آزمائش ہے -

وزیر تعلیم : آزمائش بھی ہے - اگر آپ ڈکشنری دیکھیں تو آزمائش بھی ہے - ہی نہیں - بھی ہے - قرآن میں کہیں کہیں یہ بھی لکھا ہوا ہے - جس کے معنی آزمائش کے ہیں - اس کا صرف ایک ہی مطلب نہیں - بہت سے مطالب ہیں - وہ میرے پاس آئیں - میں انہیں دکھاؤں گا کہ اس لفظ کے کم از کم دس مطالب لکھے ہوئے ہیں -

مسٹر سپیکر : آزمائش بھی اس وقت ہوتی ہے جب آدمی برائی سے بچتا ہے -

وزیر تعلیم : جی - آپ نے بالکل درست فرمایا - اب میں اسی موضوع کی طرف آتا ہوں - یہاں روزانہ یہ کوشش ہوتی ہے اور ہوتی رہے گی کہ ایک ایسا ماحول پیدا کر دیا جائے - جیسے یہ بتا دیا جائے کہ ہمارا یہ کہنا کہ "اسلام ہمارا دین ہے اور سوشلزم ہماری معیشت ہے" اس میں کوئی ٹکراؤ ہے اور خدانخواستہ ہمیں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جائے کہ ہم کافر ہیں اور دین پر نہیں - اس میں سب سے پہلی غلطی ان لوگوں کی ہے جنہیں دین کا لفظ سمجھ نہیں آیا اور جو دین کو مذہب سمجھتے ہیں - حالانکہ مذہب کا لفظ قرآن میں کہیں لکھا ہوا نہیں - مجھے کوئی شخص دکھا دے کہ قرآن میں مذہب کا لفظ لکھا ہوا ہے - عرب مذہب سے مراد فرقہ لیتے ہیں یا school of thought جب وہ آپ سے پوچھیں گے کہ آپ کا مذہب کیا ہے تو مقصد ہے کہ آپ کا school of thought کیا ہے - تو کہیں گے کہ میں مالکی ہوں - حنبلی ہوں - حنفی ہوں - شافعی ہوں - تو اس سے ان کی مراد school of thought ہے - پورے دین کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں لفظ دین استعمال کیا ہے اور دین ہی ایک مکمل ضابطہ حیات ہے - جس کے متعلق میں نے تھوڑا سا نسخہ آپ کی خدمت میں پیش کیا ہے - کیونکہ

آپ کے پاس وقت کم ہے ورنہ میں اس سے زیادہ بھی کہہ سکتا ہوں ۔ تو دین ہر جگہ اور ہر چیز کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے ۔ ہمارا منشور چونکہ انگریزی میں ہے اس لئے میں یہ انگریزی میں پڑھتا ہوں ۔

> The substance and spirit of the Party's programme demands and activates obeyance theteachings of Islam.

یہ وہی منشور ہے جو 1970ء میں انٹرنیشنل پریس کراچی میں چھپا ۔ دوسرا فقرہ یہ ہے ۔ یہاں لفظ positive پر خاص زور دینا چاہئے ، negative نہیں ۔

> "The Party's positive proposals derive from the spirit and principles which are contained in the injunctions of the faith".

جہاں بھی religion کا لفظ استعمال نہیں کیا اس کا ترجمہ انگریزی میں کیا ، تو یہ کہا ہے کہ Islam is our faith ۔ تو جو لوگ اس مغالطے میں پڑتے ہیں ۔ جو لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم معیشت کے علاوہ اور چیزوں کو اپنا لیں گے وہ ان کی اپنی کم فہمی ہے ۔ اگر وہ یہ نہیں سمجھتے کہ ہم اسلام کو faith سمجھتے ہیں یعنی دین سمجھتے ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ کہیں کہ آپ بات تو کرتے ہیں مگر ہمیں آپ کی نیت پر اعتبار نہیں ۔ میں اس پر بھی آ رہا ہوں ۔ انماالاعمال بالنیات ۔ میں عمل سے ثابت کروں گا کہ انماالاعمال بالنیات ۔ عمل سے ثابت ہو جائے گا کہ ہماری نیتیں کیا ہیں ۔ کوئی ابہام کی بات نہیں ۔ اب میں لفظ سوشلزم کی طرف آتا ہوں اور ساتھ ہی میں جمہوریت کو بھی لیتا ہوں ۔ اول تو میں شروع ہی میں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے ہاں جمہوریت کے لفظ کا استعمال ہی غلط ہے ۔ ہم کہتے ہیں Islamic Republic of Pakistan اور ترجمہ کرتے ہیں "اسلامی جمہوریہ پاکستان" ۔ یہ ٹھیک ہے ۔ یہاں جمہوریت ٹھیک ہے ۔ لیکن democracy کا ترجمہ جمہوریت کرنا غلط ہے ۔ democracy کے ترجمے کے لئے عربی میں کوئی لفظ نہیں ۔ انہوں نے اس کو "دیمقراطیہ" بنا دیا ۔ Jamhuriyyat is republic ڈیموکریسی کا ترجمہ اول تو غلط ہے ۔ بہر حال جو کچھ بھی لفظ انہوں نے لے لیا ہے ۔ یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اشتراکیہ کو بھی یہاں کیمونزم کہہ کے بتایا گیا ہے ۔ کیونکہ اردو زبان میں الفاظ بعض اوقات اتنے نہیں ہوتے جتنے عربی زبان میں ہیں ۔

چوہدری غلام قادر : جناب والا ! سورہ اعراب میں آتا ہے کہ جو شخص کلمہ پڑھ لے ، وہ مسلمان ہو جاتا ہے ، مومن نہیں - مومن اس وقت ہوتا ہے جب مال اور جان کی قربانی ویسے ہی دے ، جیسے کہ اس کے لئے حکم ہے - کیا پھر مسلمان اور مومن دو بن جائیں گے -

وزیر تعلیم : آپ میرے موقف کی تائید کر رہے ہیں - میں اب اس پر آتا ہوں کہ یہ لفظ کہاں سے آیا - میں یہ بار بار آپ کی طرف ریفر کر رہا ہوں کیونکہ آپ عظیم جمہوریت پسند ہیں - آپ نے Theories of the origin of state پڑھی ہوں گی - تو اوریجن آف سٹیٹ میں انسان اگر شروع سے trace کرے ، کہ اس نے اپنے لئے کیا کیا سسٹم بنانے تو مختلف صدیوں میں یہ بدلتے رہے ہیں - کیونکہ عقل کا طریق تجرباتی ہے ، وحی کا نہیں ، قرآن نازل کر دیا او بس ، مکمل کتاب ہوگئی ۔ یہ تو بہترین طریق تھا - لیکن عقل کے طریق سے مختلف صدیوں میں مختلف آدمیوں نے تجربے کئے ہیں اور اس میں انہوں نے غلطیاں کی ہیں - پہلے قبائلی نظام تھا ، اس کے بعد شہر کا نظام ہوگیا جب پلاٹو اور ارسطاطل کی باری تھی - وہ زمانہ ایک metropolis کا زمانہ تھا ، ایک چھوٹی ، سٹی سٹیٹ کا زمانہ تھا اور انہوں نے demos کا نظام چلانے کے لئے ڈیموکریسی کا لفظ نکال لیا ، populist نظام چلانے کے لئے - اس کا پریکٹیکل کیا تھا ؟ زیادہ سے زیادہ دس فی صد لوگوں کی اس میں شرکت ہوتی تھی - کیونکہ اس ڈیموکریسی میں غلام شامل تھے ، اجنبی اور غیر مذہب والے شامل نہ تھے - اور بہت ساری قید تھی - اس پلاٹو اور ارسطاطل والی اور پیریکلز والی ڈیموکریسی میں زیادہ سے زیادہ 10 فی صد لوگ شامل ہوتے تھے - اس کے بعد عقل نے بہت سے تجربے کئے - کبھی وہ اس بات پر راضی ہوگئی کہ بادشاہ بڑا اچھا ہے کیونکہ یہ سارے علاقوں کو اکٹھا رکھتا ہے اور چوروں سے بچاتا ہے - چور بھی دو ہو سکتے ہیں - چھانگا مانگا کے بھی ہو سکتے ہیں اور یاجوج ماجوج بھی - جہاں پر یاجوج ماجوج پیدا ہوتا ہے ، وہاں اللہ تعالیٰ ذوالقرنین بھی پیدا کر دیتا ہے - اس طرح انسان نے تجربے سے سوچ سوچ کر بڑے طریقے نکالے - اگر آپ لٹریچر کا

مطالعہ کریں تو سترھویں صدی کے بعد ڈیموکریسی کی سوچ لوگوں کے دماغ میں پھر سے ابھری اور یہ مغربی دنیا میں ابھری ۔ اب جو ڈیموکریسی یہاں لائی گئی اور جس کے لئے اردو میں ٹھیک لفظ بھی نہیں ۔ جمہوریت ریپبلک کا ترجمہ ہے۔ بہر حال جو ڈیموکریسی مغرب سے آئی ہے وہ ایک طریقے سے پہنچی ہے ۔ کبھی وہ بادشاہ پر راضی تھی ۔ اب بھی کئی جگہ پر وہ بادشاہ پر راضی ہے ۔ لیکن بہت سے مفکروں نے یہ سوچنا شروع کیا کہ ڈیموکریسی کا اور مطلب ہے ۔ ابراہم لنکن نے اسے ایک خاص definition دی جو آج بھی یہاں quote ہوئی ۔ Government for the people, by the people, of the people یہ اس کا ایک طریقہ تھا ۔ اس کے باوجود وہاں کالے لوگ اس میں شریک نہیں تھے ۔ اب بھی ایک حد تک نہیں ہیں باوجود اس کے کہ ان کے آئین میں لکھا ہے ۔ ڈیموکریسی کا لفظ ۔ مغربی مفکر خود عقل کی نا تجربہ کاری کی وجہ سے اور غلط تجربے کرنے کی وجہ سے ایک جگہ پر ڈیموکریسی پر پہنچے ۔ اور یہ کوئی عجیب بات بھی نہیں کہ عقل کا تجربہ آخری ہو ۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے بعد بدل جائے ۔ اس طرح سے سوشلزم کا لفظ بھی پچھلی صدی میں مفکروں نے سوشل جسٹس ، جو بھی ان کے خیال میں تھا ، اس کی تعبیر کرنے کے لئے استعمال کرنا شروع کیا ۔ اب میں مغربی مفکرین سے فوراً مسلمان مفکروں پر آ جاتا ہوں تا کہ آپ کا زیادہ وقت نہ لوں ۔ پھر قائداعظم نے اسلامی سوشلزم کا لفظ استعمال کیا اور اسی فقرے میں انہوں نے کہہ دیا کہ میرا مطلب کیا ہے ۔ مسلمانوں میں سوشل جسٹس کا جو نظام ہے میں اس کی بات کر رہا ہوں ۔ اور اس طرح علامہ اقبال نے جن کی فضیلت تفہیم قرآن کریم کے سلسلے میں میں نے آپ کو بتائی ہے ۔ جو بات میں اب کروں گا وہ کسی ایسے معمولی آدمی کی بات نہیں ۔ وہ ایک عظیم مسلمان تھا جو قرآن فہم تھا ، حدیث جانتا تھا اور مسلمانوں کی تاریخ سے واقف تھا ۔ اس نے جب سر فرانسس ینگ ہسبنڈ کو خط لکھا تو اس میں الجبرے کے طریقے میں لکھا ۔ اگر وہ essay کے طریقے میں لکھتے تو شائد لوگ اس میں بھی intepreta-tion کر کے آج کوئی اور بات نکال لیتے ۔ الجبرے کے طریقے میں لکھا جس کا کوئی بدل نہیں ہو سکتا ۔ A+B=C ۔ انہوں نے کہہ دیا کہ سوشلزم (یا

بولشوزم یا کمیونزم ، مختلف ترجموں میں اس کے کئی نام ہیں) + خدا = اسلام - یہ کس نے کہا ؟ میں نے آپ کو بتایا ہے کہ جس نے قرآن کا شعروں میں ترجمہ کر دیا تھا - جس کی آج تک کسی شخص کو توفیق نہیں ہوئی یا جس کی کسی کو فضیلت نہیں ہوئی - تو علامہ اقبال رح جیسے شخص نے اپنے کلام میں لکھا جیسا کہ میں نے آپ کو ان کے ڈائیلاگ سنائے ہیں جو انہوں نے ابلیس سے کہلوایا اور جو جبریل اور لینن سے کہلوایا اور جو انہوں نے باتیں کہیں - جب اتنا اسلام فہم شخص یہ بات کہتا ہے - میں یہ بات زور سے کہنا چاہتا ہوں کہ جب علامہ اقبال رح جیسا اسلام کو جاننے والا شخص یہ کہتا ہے - ہمارے متعلق تو کہہ سکتے ہیں کہ یہ اسلام کو نہیں جانتے ، داڑھی موچھ منے لوگ ہیں ، انہوں نے مغربی تعلیم حاصل کی ہے - لیکن علامہ اقبال کے متعلق تو کوئی انگلی نہیں اٹھا سکتا - وہ تو مسلمانوں کی سند ہیں اور وہی شخص تھا - کسی عالم کو یہ جرأت نہیں ہوئی - حالانکہ قرآن کریم میں سورہ حج میں نظریہ پاکستان لکھا ہوا ہے - قرآن کریم میں لکھا ہوا ہے :

الذین ان مکنھم فی‌الارض اقاموا الصلوۃ واتواالزکوۃ
و امروا بالمعروف ونھوا عن‌المنکر و للہ عاقبۃ‌الامور

حالانکہ وہاں سارا نظریہ پاکستان لکھا ہے کہ جب ان کو کبھی تمکن‌فی‌الارض - ان مکنھم فی‌الارض - یہ نہیں کہا کہ ہندو سوسائٹی کے ساتھ ساتھ رہو گے تو تم یہ سارے کام کر سکو گے : ان مکنھم‌فی‌الارض - اگر ارض پر انہیں تمکن ملے - تسلط ملے ، ان کی اپنی حکومت ہو تو پھر یہ صلوٰۃ کا ، پھر یہ زکوٰۃ کا نظام قائم کریں گے - پھر یہ قرآن کے مطابق حکم دیں گے اور قرآن کے خلاف باتیں منع کریں گے - کوئی نیا تقاضا آ جائے تو کیا کریں گے ؟ للہ عاقبۃ‌الامور - وہ ہر بات اللہ تعالیٰ کے قوانین سے اخذ کریں گے کہ اس مسئلہ کا کیا جواب ہے - یہ جو ہمیں نئی مصیبت آ گئی ہے اس کا کیا علاج نکالیں - قرآن کریم میں لکھا ہوا تھا - کسی عالم کو یہ نہیں توفیق ہوئی - میں یہ نہیں کہتا علامہ اقبال رح عالم نہیں تھے - اس لئے کہ عالم سے بڑھ کر علام اور علام سے بڑھ کر علامہ - عربی میں یہ فضیلت کی تیسری ڈگری ہے - عالم ، علام ، علامہ - تو علامہ اقبال نے یہ بات الجبرے کی زبان میں کہہ دی جو بدل نہیں

سکتی - جس کا کوئی مفہوم ، ترجمہ تاویل نکال نہیں سکتا - کیونکہ مجھے معلوم ہے :

ولے تاویل شاں در حیرت انداخت
خدا و جبریل و مصطفیٰ را

مجھے معلوم ہے کہ ایسی تاویلیں بھی لوگوں نے کی ہیں کہ اللہ بھی حیران ہوگا کہ میں نے کیا کہا ، جبریل بھی حیران ہوگا کہ میں کیا لایا اور حضور (ص) بھی حیران ہوں گے کہ میں نے کیا کہا - مجھے ایسی تاویلوں کے بارے میں معلوم ہے - جب علامہ اقبال نے یہ بات کہی تو یہ بغور کسی سمجھ کے نہیں ہو سکتی تھی - اس کے بعدمیں انہی سرمایہ پرستوں کے گھر میں آتا ہوں جنہوں نے اس کی مخالفت کرنی شروع کی - مسلمانوں نے ، قرآن سمجھنے والے مسلمانوں نے ، اخوان‌المسلمین کے مسلمانوں نے سب سے پہلے العدالۃالاجتماعیہ ، اسلام کے سوشل جسٹس کو سمجھانا چاہا تو کیا لفظ استعمال کیا ؟ میں یہ لوگوں کو لکھانا چاہتا ہوں : مصطفیٰ السباعی - الف لام سین بے عین ی (ا ل س ب ع ی) مصطفیٰ السباعی مرشدالعام - ڈائرکٹر جنرل آف دی اخوان‌المسلمین شام میں - جس کو ہم مرشد کہتے ہیں ، وہ ارشاد کرتا ہے ، ڈائرکٹ کرتا ہے ہدایتیں دیتا ہے - مرشد عام ، اخوان‌المسلمین کی شان میں - اب وہ فوت ہو چکے ہیں ، اللہ تعالیٰ انہیں جنت نصیب کرے ، انہوں نے پہلی بار اپنی ایک کتاب میں جو عربی میں لکھی ہے ، چھپا دی گئی ہے - اگر آپ وہ کتاب ڈھونڈنا چاہیں تو نہیں ملے گی - اس کتاب میں اس وقت اس مرد مومن نے یہ بات لکھی ، العدالۃالاجتماعیہ کو سمجھانے کے لئے : اشترا کیہ‌الاسلام - یہ لفظوں میں ذرا پھیر ہے میں آپ کو سمجھاؤں گا - مضاف اور مضاف الیہ کی کنسٹرکشن ہے ، possessive کیس ہے - جیسے ہم کہیں , Hamid's pen اشترا کیہ الاسلام ، اسلام کی سوشلزم اسلامک سوشلزم بھی اس سے بن سکتا ہے - صفت موصوف بہر حال جو اس کا exact ترجمہ ہے ، وہ ہے اشترا کیۃالاسلام - مضاف ، مضاف الیہ کی کنسٹرکشن - تو اسلام کی سوشلزم - یہ خود ایک جید عالم تھے ، مرشد عام تھے ، ڈائرکٹر جنرل نے کہی - ڈائرکٹر جنرل شام کا کوئی ایسے نہیں بن جاتا ہوگا - وہ تو بڑا عالم ہوگا جس نے یہ بات استعمال کی -

اور اس نے یہ کوئی غلط بات نہیں کی ۔ جناب والا ! میں تو صرف یہ بتاتا ہوں کہ ان سرمایہ پرستوں کے گھر سے یہ بات ایجاد ہوئی ہے ۔ بات غلط نہیں ۔ اس لئے کہ جب آپ کسی کو بھی سمجھانا چاہتے ہیں اسلام کاالعدالۃالاجتماعیہ ، اور وہ کسی جگہ پر کسی مسلمان ملک میں ہو نہ رہا ہو تو آپ کیا اس کی مثال دیں گے کسی دوسرے آدمی کو ۔ اگر ہم کہتے ہیں کہ وہاں پر کسی دوسرے ملک میں اصلی اسلام کیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ نہیں ہم تو جو اسلام دیکھتے ہیں وہ تو یہ ہے کہ بڑے بڑے امیر آدمی ہوتے ہیں اور چار چار بیویاں کرتے ہیں ۔ طنز اور طعنے ہمیں ملتے ہیں ۔ جب میں مغرب میں تھا ، کئی سال وہاں ڈاکٹری کی تعلیم کے سلسلے میں رہا ہوں تو یہ باتیں وہاں پر ملتی ہیں تو جب اس شخص نے یہ سمجھانا چاہا ماڈرن زبان میں ، عصری زبان میں اگر آپ تیرہ سو سال پہلے کی زبان کی کوئی بات کرتے کہ کبکیوں کے فلاں قبیلے میں جو نظام تھا وہ میری مراد ہے اسلام کے اجتماعی نظام سے ، تو آپ اس کو کیا سمجھا سکتے ہیں ، تو مصطفیٰ صباعی نے بالکل ٹھیک کہا ۔ اس نے جب اس لفظ کے ذریعے سے سمجھانا چاہا "اشتراکیۃ الاسلام" کہ اسلام کی سوشلزم لفظ اس نے استعمال کیا تو میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں کیونکہ یہ ان کو اپنی سند مل جانے کی کسی اور اعتبار سے سند نہیں ۔ اول تو علامہ اقبال رح نے جو کہ اتنے دبنگ آدمی تھے پنجابی میں کہوں گا کہ وہ ایسے ایسے زبردست شعر چھوڑ گئے ہیں کہ ستیاناس کرکے رکھ دیا ہے ان لوگوں کا جو اسلام پر اس قسم کی غلط باتیں کرتے ہیں اور تاویلیں کرتے ہیں اور اس میں سے سرمایہ داری جاگیرداری کا جواز نکالتے ہیں ایک ایک شعر میں فنا کر گئے ہیں وہ ان لوگوں کو لیکن علامہ اقبال کے متعلق بھی کہہ دیں گے کہ وہ بھی مغرب سے تعلیم یافتہ تھے حالانکہ میں نے ان کی فضیلت آپ کو بتائی ہے ۔ کوئی علامہ بتائے کہ جس نے پہلے یہ کہا ہو کہ قرآن کریم میں سورہ الفجر میں نظریہ پاکستان لکھا ہوا ہے ۔ لوگ تو یہی کہتے تھے کہ ہندو کے ساتھ رہو تو تم مسلمان رہ سکتے ہو کیونکہ یہ اسلام کو مذہب سمجھتے تھے ۔ مذہب تو پریکٹس ہو سکتا ہے ۔ آپ نماز بھی پڑھ سکتے ہیں اور سب چیزیں بھی کر سکتے ہیں دین نہیں کر سکتے اور جو حکم ہوا

الذین ان مکنھم فی الارض اقاموالصلوٰۃ واتوالذکوٰۃ
امروا بالمعروف ونھوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور

وہ بھی وثینین کی سوسائٹی کے ساتھ ایک بت پرست سوسائٹی کے ساتھ نہ ہو سکتا تھا۔

جناب والا ! اب تک میں نے جو بات کہی ہے وہ یہ ہے کہ نہ تو سوشلزم کا لفظ استعمال کرنا ، اسلام کو دین کہنے کے بعد ، کوئی اسلام سے انحراف نہیں اور یہ لفظ خود علامہ اقبال رح نے استعمال کیا ہے جن سے میں کسی کو بڑا نہیں سمجھتا ۔ ممکن ہے کوئی کہے کہ میں ان سے بڑا ہوں جو ایک عظیم مفکر قرآن تھے ۔ جو قرآن کے ایک عظیم ترجمان تھے : جو اسلام کے ایک عظیم ترجمان تھے اور جو ایک عظیم نبض شناس تھے ۔ وہ جانتے تھے کہ اسلام کو کیا روگ اور مرض لگ گیا ہے اور تمام کے تمام بتان عجم کے پجاریوں کا ذکر کر دیا ۔ اس سے پہلے کا مصرع پڑھوں گا تو اس سے اور بھی بہت سے اصحاب ناراض ہو جائیں گے ۔ تو اس طرح سے میں نے مختصراً یہ بتانا چاہا ہے کہ سوشلزم کا لفظ کہنا اسلام سے انحراف نہیں ۔ اگر آپ اس کو انعدالاجتماعیہ میں دیکھیں ۔ اس میں پہلا مصرع یہ ہے :

شریعت ، طریقت ، تصوف کلام
بتان عجم کے پجاری تمام

اس نے جتنے غلط نظریات تھے اور جتنے غلط نظریات ہمیں بتائے جاتے ہیں ان کو توڑ کر رکھ دیا ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کوئی شخص قرآن پڑھ کر اور سمجھ کر اس کے بعد کسی اور نتیجے پر نہ پہنچ سکتا تھا سوائے اس کے کہ وہ اس بات کو اس خوبصورت طریقے سے لکھ دیتے کہ

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

جناب والا ! ہمارے ہاں ڈیموکریسی بھی مغرب سے آئی ہے ۔ اگر یہ مشرق سے پیپلز کی ڈیموکریسی لیں تو وہ تو یہ کبھی قبول ہی نہیں کریں گے ۔ جو مغرب سے ڈیموکریسی آئی ہے اس کے لئے آپ کوئی پولیٹیکل سائنس کی کتاب دیکھیں ۔ میرے پاس تین کتابیں ہیں انگریزی ، برطانوی امریکن اور پاکستانی ۔ تینوں میں attributes لکھے ہوئے ہیں کہ

What are the attributes of Democracy.

جمہوریت میں درا کیا ہوتا ہے ۔ لیکن ہمیں پاکستان میں حالات کے مطابق

857

سب اس کے اندر آ گئے اور ہم نے اپنے حالات کے مطابق کہا کہ نہیں جناب وہ پریذیڈنٹ ہوگا جو مسلمان ہو۔ اب میں پوچھتا ہوں ان آدمیوں سے جو ڈیموکریسی کی بات کرتے ہیں کہ یہ سب کیا ہے ؟ کون سی ڈیموکریسی میں یہ ہے ، یا کوئی کتاب مجھے ان میں سے اچھا پڑھا لکھا آدمی دکھا دے۔ ڈیموکریسی میں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے بھی بی اے پاس کیا ہے اکنامکس ، پولیٹیکل سائینس کے ساتھ ۔ میں قرآن میں کوئی ڈگری نہ لے سکتا تھا لیکن میرے ساتھ یہ کوئی کتاب سامنے لا کر پڑھیں اور مجھے یہ دکھائیں کہ ڈیموکریسی میں کہاں ہے ؟ کہاں یہ attribute لکھا ہوا ہے کہ یہ لکھ دیا جائے کہ ایک مذہب کا آدمی اس ملک کا پریذیڈنٹ ہوگا جب کہ یہاں عیسائی بھی بستے ہیں ، ہندو بھی رہتے ہیں ، سکھ بھی رہتے ہیں ، پارسی بھی رہتے ہیں ، بدھ بھی رہتے ہیں تو یہ ہم نے اسلام کی وجہ سے رکھا ہے ، کیونکہ اسلام دین ہے ۔ یہ سب پر محیط ہے ۔ omni-potent اور omni-scient ہے ۔ اس لئے ہم نے اپنے اسلامی ملک میں یہ کیا ۔ میں نہیں کہتا کہ یہ غلط بات تھی یہ بالکل ٹھیک بات تھی ۔ اگر یہ نہ لکھا جاتا تو اس دستور کو آپ اسلامی نہ کہہ سکتے تھے ، اس لئے کہ کیسے "تمکن فی الارض" حاصل ہوگا آپ کو تو اس لئے ہم نے وہ چیز جو مغرب سے آئی تھی ، وہ لفظ جو مغرب سے آیا تھا ڈیموکریسی کا ، آسے ہم نے اسلام کے تابع رکھا ۔ چونکہ دین اسلام ہر چیز پر محیط ہے ہر چیز پر قادر ہے تو اس لئے ہم نے جمہوریت میں بھی یہ کیا کہ ہمارا جو صدر ہوگا وہ مسلمان ہوگا اور اسی طرح سے ہم نے ۔۔۔

چوھدری غلام قادر : جناب والا ! ہمارے لئے تو یہ حکم ہے کہ تم میں سے اگر پانچ بھی بچ جائیں تو اپنا ایک امیر چن لیا کرو ۔ تو ظاہر بات ہے کہ صدر تو ہم میں سے ہی ہوگا ۔

وزیر تعلیم : تو جناب والا ! ڈیموکریسی کے متعلق بھی میں نے بہت سی باتیں کہی ہیں ۔ لیکن مجھے اس بات کا احساس ہے کہ میں بہت زیادہ وقت لے رہا ہوں اور زیادتی کر رہا ہوں ۔ لیکن جناب والا ! یہ بڑا ضروری ہے کہ اس کی اچھی طرح سے سمجھ آ جائے ۔ تو ہم نے بہت سی اس میں تبدیلیاں کی ہیں اور ہم ابھی اور تبدیلیاں وقت کے مطابق ، حالات کے مطابق کریں گے اور

اگر کوئی آدمی باہر سے آکر یہ کہے جیسے مجھے ایک بڑے مفکر ، لبرل اور ڈیموکریٹ مغربی آدمی نے یہ کہا کہ دیکھو پاکستان میں تم نے فلاں آدمی کو قید کر لیا ہے تو میں نے کہا کہ اگر میں ہوتا میں اسے قتل کر دیتا ختم کر دیتا کیونکہ مجھے پتہ ہے کہ 'تمکن فی الارض' کس طرح سے حاصل ہوتا ہے - کس طرح سے سیدنا عمر ابن خطاب نے حکومت قائم کی تھی - اسلام کے اصولوں کے مطابق سختی سے عمل کرنے سے اس کے بغیر نہیں - انہوں نے یہ کہا تھا کہ میرے لئے اللہ کی کتاب کافی ہے - اگرچہ اس میں لوگوں نے اور بھی بہت سی تاویلیں نکا لی ہیں کہ وہ فلاں چیز کے منکر تھے - یہ بات نہ تھی - انہوں نے کہا کہ ہر چیز پر "حسبنا کتاب اللہ" مقدم ہے ، تو اس لئے ڈیموکریسی میں جو تبدیلیاں ہم نے کی ہیں اگر آپ دستور نکال کر دیکھیں اس میں بہت سی تبدیلیاں ہم نے کی ہیں - بہت سے ایسے attributes لگائے ہیں جو کہ حقیقت میں ڈیموکریسی کے خلاف ہیں - یعنی اس جمہوریت کا جو western concept ہے وہ ہمارا concept نہیں ہے - ہم اسلام کے اندر رکھنا چاہتے ہیں - اسی طرح سے اگر آپ اسلام کی رو سے دیکھیں مثلاً جب آپ کسی ممبر کو نامزد کرتے ہیں تو آپ نے صرف اس میں یہ لکھا ہے کہ پچیس سال کا ہو اور پاکستانی ہو - اگر ہم اسلام کی رو سے دیکھیں تو یہ غلط ہے - یہ ہونا چاہئے کہ وہ مسلمان ہو اور یہ کہ فلاں فلاں کتاب اور قرآن اور تفسیر جانتا ہو تو وہ کہیں جا کر "امر ہم شوریٰ بینھم" میں حصہ لے گا - ورنہ "شوریٰ بینھم" میں کس چیز کے لئے حصہ لے گا ؟ تو اس لئے اس میں دونوں طرح سے اعتراض ہو سکتا ہے - اگر میرے پاس زیادہ وقت ہوتا تو میں بتا سکتا کہ اسلام کی رو سے ابھی مغربی طرز کی ڈیموکریسی میں کیا کیا گڑ بڑیں ہیں ، کیا کیا خرابیاں ہیں ، کیا کیا ہمیں ابھی اور ٹھیک کرنی ہیں - اگر کوئی کہے کہ آج جو مغربی طرز کی جمہوریت ہے وہ مکمل طور پر مسلمان بن گئی ہے ، نہیں بنی - میرے سامنے کوئی بیٹھ جائے - میں اسے بتاتا ہوں کہ ابھی کیا خرابیاں ہیں - اگر وہ قرآن اور اسلام کی بات کرتا ہے یہ بھی میں کہتا ہوں کہ مجھے جب مغرب میں کئی بار یہ طعنہ دیا جاتا تھا کہ اسلام کا نظام جو ہم نے دیکھا ہے دنیا میں اس قسم کا ہے تو میں

ان کو جواب یہ دیتا تھا کہ قرآن کے نظام کی میں بات کرتا ہوں جب وہ مشکل ہوگا ۔ اس وقت یا اس طرح سے نقشہ نظر آنے گا اسلامی سوشلزم کا دونوں لفظوں سے ہم نے سوشلزم اور جمہوریت کو اسلام کے انہی اصولوں کو واضح کرنے کے لئے لائے ۔ آج عصر حاضر میں لوگ اس بات کو سمجھتے ہیں ۔ اگر آپ ان کو یہ بتائیں کہ افریقہ میں ایک بانٹو قبیلہ ہے اور بانٹو قبیلے کی عادت ہے اتا وٹہ تو وہ کیا سمجھے گا کہ اتا وٹہ کیا ہے ۔ آپ اس کو کوئی ایسی چیز بتائیں گے کہ جو اس وقت کہیں بشکل موجود ہو ، جو کہیں نظر آئے یا جو کہیں سامنے نظر آ رہی ہو ، جس کو دیکھ کر دوسرا کہے کہ ہاں یار کمال ہے ۔ جس طرح کہ ہمارے ایک لیڈر جب چین سے واپس آئے تو انہوں نے کہا کہ اگر وہ لوگ کلمہ پڑھ لیں تو مسلمان ہو جائیں گے ۔ جیسا کہ غلام قادر صاحب M.P.A. بھی کہہ رہے تھے ۔ تو ہمارے چین میں اسلامی نظام ہوگا کہ اگر وہ کلمہ پڑھ لیں اور مسلمان ہو جائیں ، اور ٹھیک کہا تھا اس لیڈر نے ۔ تو اس لئے عرض کیا میں کسی بھکر سے پوچھتا ہوں ، کہ آپ مجھے قرآنی نظام دکھائیں کسی ملک میں اگرچہ کچھ اسلامی ممالک ہیں ، میں نام نہیں لیتا ، پھر فارن پالیسی پر بات چلی جاتی ہے ، ان میں سے کسی میں یہ نظام بننے کی کوشش کر رہا ہے اور ممکن ہے کہ آپ کچھ عرصے کے بعد ان کی مثال دے سکیں کہ قرآن کا کیا نظام ہے ، اگر پاکستان میں نہیں ہوگا اس وقت تک ۔ تو اب اگر یہ کہیں پر قائم نہیں تو آپ اس کی کوئی تصویر دکھانا چاہتے ہیں ، illustration کرنا چاہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کہا ہے میں کہتا ہوں جناب والا ! کہ اللہ تعالیٰ شرم نہیں کرتا مثال دینے میں ۔ خواہ وہ مچھر کی مثال بھی کیوں نہ ہو ۔ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ جب مجھے کوئی چیز illustrate کرنی ہو ، تمثیل کرنی ہو تو خواہ مچھر کی بھی مثال ہو تو میں اس کی مثال بھی دے سکتا ہوں ۔

جناب والا ! اب میں امروز پر آتا ہوں ۔ امروز تعلیم پر بہت تنقید کی گئی ہے ۔ ایک تو یہ کہ نئے سکول نہ کھولے جائیں ۔ یہ ایسے لوگوں نے کہا ہے جو دیہاتی حلقوں سے نہیں ۔ جناب والا ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ

گاؤں کے لوگوں کے ساتھ زیادتی ہوگی ، بے انصافی ہوگی اگر ہم ہر سال نئے سکول نہ کھولیں ۔ جناب والا ! میں گاؤں کے ایم ۔ پی ۔ اے کو دعوت دیتا ہوں کہ مجھے وہ بتائیں کہ کون سی جگہ پر وہ سکول کھلوانا چاہتے ہیں ۔ فرض کیا کہ ان کے حلقہ نیابت میں دس سکول ان کے حصے میں آتے ہیں مجھے وہ یہ بتائیں کہ (الف) گاؤں میں یہ کامیاب رہے گا اور (ب) میں نہیں تو ۔ میں (الف) گاؤں میں قائم کر دوں گا اور ان سکولوں کو کامیاب کرنے کے لئے ہر فاضل رکن کو میں دعوت دیتا ہوں کہ وہ کوئی طریقہ مجھے بتائیں ۔ میں وہ طریقہ اختیار کرنے کے لئے تیار ہوں تاکہ وہ کامیاب ہو ۔ اس میں بچے آئیں اور پڑھیں ۔

جناب والا ! یہاں پر یہ کہا گیا ہے کہ ان کی عمارات نہیں ، فلاں نہیں ۔ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ میں جب سکول میں پڑھتا تھا تو میرے سکول میں کوئی کمرہ نہ تھا ۔ ہم درختوں کے نیچے بیٹھتے تھے اور مجھے اس سکول پر فخر ہے کہ اس نے مجھے پہلی جماعت کی تعلیم دلوائی اور میں اسے اوپن ایئر (open air) سکول کہا کرتا تھا ۔ جب میں برطانیہ میں تھا تو میں اوپن ائر سکول کہہ کر وہاں کے لوگوں کے منہ میں پانی لایا کرتا تھا اور وہ خوش ہوتے تھے کہ جی اوپن ائر سکول کمال ہوگا ، بڑا فرسٹ کلاس ہوگا اس میں کنٹری سائٹ (country sight) کی آب و ہوا ہوگی ۔ میں کہتا تھا کہ جھیل بھی ہوتی تھی ۔

جناب والا ! دوسرا ان کا یہ اعتراض ہے کہ داخلے نہیں ملتے ۔ داخلے کی بات یہ ہے کہ جو سکول شہرت حاصل کر چکے ہیں مثلاً لاہور میں سنٹرل ماڈل سکول اور کوئین میری سکول اور شاید کوئی ایک اور سکول ہوگا یہ شہریت حاصل کر چکے ہیں اور ہر آدمی یہ کہتا ہے کہ میرے بچے کو اس سکول میں داخلہ دو ۔ تو داخلہ نہ ملنے کا مطلب یہ ہے کہ اس سکول میں داخلہ نہیں ملتا ۔ ورنہ اس کے سامنے سلیم ماڈل سکول ہے اور

اس کے سامنے ہی مسلم ماڈل سکول ہے ۔ اس کے پاس ہی کئی اور سکول ہیں ۔ ان میں ایک ایک کلاس میں نو نو دس دس بچے ہیں ۔ جناب والا! جب ہم نے یہ بندوبست کیا تو ہم نے دیکھا کہ بہت سارے سکول خالی پڑے تھے ۔ بچوں کو وہاں accommodate کر دیا ۔ اس کے باوجود بھی یہاں کچھ فاضل ارکان نے ڈبل شفٹ کے بارے میں کہا ہے ۔ میں ان کو جواب دیتا ہوں کہ جہاں پر بھی وہ ڈبل شفٹ کھلوانا چاہیں ، ہم اس کو کھول دیں گے ۔ جناب وزیر اعلیٰ صاحب اس کی پہلے ہی اجازت دے چکے ہیں ۔ جہاں ڈبل شفٹ کی ضرورت ہوگی ان کو یا تو نئے ٹیچرز دے دئیے جائیں گے یا پہلے والوں کو الاؤنس دے دیں گے ۔ تو یہ تو ہو گیا ڈبل شفٹ کا بندوبست ۔

جناب والا ! اس کے بعد ہمارے تین اصول ہیں ، تعلیم کو عام اور مفت کرنا اور یہ تو ہم میٹرک تک دو مرحلوں میں کر چکے ہیں ۔ دوسرا تعلیم کا معیار بلند کرنا ۔ اور تیسرا تعلیم کو فنی اور زرعی تعلیم دے کر بامقصد بنانا ہے ۔ اس کے لئے اس سال کوئی 1130 سکولوں میں زراعتی فنی تعلیم دینا شروع کریں گے ۔ 120 سکولوں کو ہم نے پرائمری سے مڈل بنایا ہے 40 سکولوں کو مڈل سے ہائی بنایا ہے اور ایک ہزار نئے پرائمری سکول کھولنے ہیں اور کوئی گیارہ سو سکولوں کو فرنیچر مہیا کیا ہے ۔ اس پر اکثر لوگوں نے کہا تھا کہ فلاں سکول میں چارٹ نہیں اور فلاں فلاں چیز نہیں ۔ ان گیارہ سو سکولوں کو ہم یہ چیزیں فراہم کریں گے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اڑھائی کروڑ روپیہ طالب علموں کو وظیفوں کے طور پر دیا جائے گا ۔

بیگم آباد احمد خان : جناب والا ! میں یہ عرض کروں گی کہ سوشل ویلفیئر کے اداروں کے سکول چلا رہے ہیں اگر یہ دیہاتی علاقوں کے سکولوں کی شکل اختیار کر جائیں تو یہ ٹھیک کام ہوگا ۔ کیونکہ سوشل ویلفیئر کے سارے فنڈز

وزیر تعلیم : جناب والا ! سوشل ویلفیئر کا محکمہ میرے پاس نہیں ۔

جناب والا ! صنعت میں ہمیں چھ شوگر ملیں قائم کرنی ہیں اور تین ٹیکسٹائل ملیں اور چھ جدید رائس شیلرز کھولنے ہیں ۔ یہ رائس شیلرز شیخوپورہ ، حافظ آباد ، ایمن آباد ، فیض آباد ، شیرانوالی اور مبارک پور میں اس سال کے آخر تک جب چاول کی نئی فصل آئے گی ، کام کرنا شروع کر دیں گے یہ ہماری چھ رائس ملیں زمینداروں اور کاشتکاروں سے چاول براہ راست خریدیں گی اور اپنے علاقے میں اس کی quality کو بہتر بنانے کی کوشش کریں گی ۔ اس پر کسی صاحب نے یہ اعتراض کیا کہ یہ سفید ہاتھی ہوگا ۔ تو ممکن ہے کہ انہیں سفید ہاتھی نظر آتا ہو ۔ اس کے لئے کمرشل فرمز ہیں ۔ جو صاحب چاہے جس دن بھی چاہے میں ان کو اس فرم کا آڈیٹر بنا دوں گا ۔ وہ حساب لگا کر بتائیں کہ یہ فرم گھاٹے میں ہے یا فائدے میں ۔ جناب والا ! یہ پروپیگنڈا ان لوگوں کا ہے جو وہاں رائس ملیں قائم کرنے کو اچھا نہیں سمجھتے ۔ کیونکہ گورنمنٹ کی رائس مل کے قائم ہونے سے جو ان لوگوں کی چلنے کی اجارہ داری ختم ہوتی ہے ۔ سب چھوٹے کاشتکار جانتے ہیں کہ ان کی کتنی اجارہ داری ہوتی تھی ۔ وہ اب ٹوٹ جائے گی ۔ یہ ان کا پروپیگنڈا ہے ۔

جناب والا ! شوگر ملوں کے متعلق ہر صاحب نے پوچھنا چاہا ہے کہ ان شوگر مل کا کیا بنا تو اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ پسرور والی شوگر مل کے لئے پہلے جو site سیلیکٹ ہوئی تھی اس کے نیچے پانی نہیں ملا اب ایم ۔ آر ۔ لنک کے پاس نئی site سیلیکٹ ہو رہی ہے ۔ 14 کروڑ 78 لاکھ روپے کی یہ مل ہوگی ۔ ٹیکسلا ایچ ۔ ایم ۔ سی میں یہ مل بن رہی ہے ۔ اسکی ٹرائل پروڈکشن trial production مارچ 1977ء میں انشاء اللہ تعالیٰ شروع ہو جائے گی ۔ پتوکی شوگر مل کا آغاز بھی مارچ 1977ء میں ہوگا ۔ 14 کروڑ روپے لگیں گے اور اس کے لئے سائٹ سیلیکٹ ہو گئی ہے اور لینڈ acquire ہو گئی ہے ۔ کمالیہ

والی مل کے لئے ابھی قرضے کا بندوبست کیا جا رہا ہے۔ وہ اٹھارہ کروڑ روپے کی مل ہو گی کوٹ ادو کے لئے سائٹ سیلیکٹ ہو گئی ہے اور Land acquisition proceedings جاری ہیں۔ ابھی مکمل نہیں ہوئیں۔ اور مل وہاں ایچ۔ ایم۔ سی کی لگے گی اور ٹرائل پروڈکشن مارچ 1977ء میں کرے گی۔ سمندری اور احمد پور شرقیہ کی ملیں بھی 1977ء میں کام کریں گی۔ ان کے لئے ابھی قرضے ہمیں negotiate کرنے ہیں۔

جناب والا! اب سمال انڈسٹریز ہیں جن کا بنیادی طور پر تو کام یہ ہے کہ 20 لاکھ روپے سے کم پیسے لگانے والے سرمایہ کار کو سرمایہ لگانے کے لئے مدد دی جائے۔ انہیں advice دی جائے۔ feasibility تیار کی جائے پلانٹس تیار کئے جائیں۔ اسے ہر قسم کی مارکیٹنگ قرضے کی سہولتیں دی جائیں۔ لیکن چونکہ کارپٹس انڈسٹری پاکستان کے لئے بہت اہم انڈسٹری بن گئی ہے۔ 72-1971 میں اس انڈسٹری نے دس کروڑ روپیہ سرمایہ کمایا تھا اور اس سال پچاس کروڑ روپیہ۔ اس لئے ہم اس پر زیادہ توجہ دے رہے ہیں۔ ہمارے پاس پہلے 66 کارپٹ سنٹر موجود ہیں دس اس سال قائم کریں گے۔ ان میں سے زیادہ تر بارانی اور غیر ترقی یافتہ علاقوں میں ہوں گے ہر سنٹر میں تقریباً تیس بچے تعلیم حاصل کریں گے اور ساٹھ روپے ماہانہ ان کو معاوضہ ملے گا اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس سال سے ہم اس بچے کو جو ایک سال کی ٹریننگ حاصل کر لے گا اڑہائی ہزار روپے ایک کھڈی کی صورت میں اور ایک کارپٹ کے را میٹریل (raw material) کی صورت میں فراہم کریں گے تاکہ وہ اپنا علیحدہ طور پر کاروبار کر سکے اور دوسرے اس کا استحصال نہ کر سکیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اس کے علاوہ وزیر اعلیٰ صاحب کی خاص دلچسپی کی وجہ سے جو دیہاتی مزدور ہیں آج زمانہ ان سے آگے نکل گیا ہے آج ٹریکٹر آ گئے ہیں، ٹیوب ویل آ گئے ہیں اور مشینری آ گئی ہے تو جناب والا! انہیں یہ چیزیں

سکھانے کے لئے 80 ورکشاپیں قائم کی جائیں گی جن میں اس قسم کے دیہاتی مزدور اپنے نئے زمانے کی تعلیم حاصل کر سکیں اور اس طرح سے وہ ملک کے بہتر شہری بن سکیں -

اس مالی سال کے آخر میں معدنیاتی ترقیاتی کارپوریشن بنانی ہے - میں اس کا ذکر اس لئے کر رہا ہوں کہ یہاں پر کرنل صاحب نے ذکر کیا تھا یہ کارپوریشن دربالہ براٹن کے ڈیلومائٹس کی exploration کرے گی جس پر کہ کرنل صاحب نے اتنے زور اور اتنی تفصیل سے کہا تھا اور آئرن اورز (iron ores) کے جو ڈیپازٹس (deposits) کالا باغ میں اور ڈیرہ غازی میں ہیں ان کو بھی discover کرے گی اور یہ سالٹ رینج کی deep boring کرے گی ، کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ اس نے ہمارے لئے کیا کیا چیزیں چھپا کر رکھی ہوئی ہیں اور یہ feasibility بھی غور کرے گی کہ آیا مائیننگ سٹیل ملز ڈیرہ غازی خان میں قائم کی جائے اور اس کی feasibility پر بھی یہ معدنیات کی کارپوریشن غور کرے گی - ملتان میں جو انڈسٹریل سٹیٹ موجود ہے ، یہ ناظم حسین شاہ کے لئے ہے ، وہاں سیوریج سسٹم کے لئے چالیس لاکھ روپے رکھے گئے ہیں - اس سال وہاں کی شہری آبادی کو بڑی تنگی تھی ، کیونکہ شہر والے گندا پانی باہر چھوڑتے تھے اور کھیتوں اور لوگوں کو بھی نقصان ہوتا تھا - یہ پیسے اس لئے رکھے گئے ہیں کہ وہاں پر سیوریج سسٹم ٹھیک بن جائے اور انہیں کوئی تکلیف نہ ہو -

جناب والا ! بناسپتی گھی کی ہمارے پاس چودہ ملیں ہیں - دو اور ملیں چکوال میں اور لیاقت پور میں قائم کرنے کا جائزہ لے رہے ہیں - خاص کر چکوال میں مونگ پھلی کی بنیاد پر ، اور اس کی بنیاد پر ہم بارانی علاقہ میں مونگ پھلی کی کاشت پر غور کر رہے ہیں - یہ ہماری کچھ ابتدائی تجاویز ہیں جو وزیر اعلیٰ صاحب اور جناب وزیر اعظم صاحب نے ، جب وہ پنڈی ڈویژن کے دورے پر تشریف لے گئے تھے ، یہ کام ہمیں دیا - ہم اس چیز کی گہرائی

میں جا رہے ہیں کہ کتنی سونگ بھلی اور ہو سکتی ہے اور یہ مل اس ہر بن سکتی ہے یا نہیں اور اگر قائم ہوگی تو چکوال میں ہوگی ، دوسرے لیاقت پور میں ہوگی - جو چودہ گھی کی ملیں اس وقت ہیں ان میں نیشنلائزیشن کے وقت ایک لاکھ پندرہ ہزار ٹن گھی بنتا تھا - اب ایک لاکھ اسی ہزار ٹن گھی بنانے کی capacity ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے گھی کی کوئی کمی نہیں اور پنجاب میں ہر جگہ پر وافر مقدار میں مہیا ہے -

جناب والا! میں آپ کا ، فاضل اراکین کا اور وزیر اعلیٰ صاحب کا بہت ہی شکر گزار ہوں اور میں معافی چاہتا ہوں کہ انہیں انتظار کروائے رکھا -

(نعرہ ہائے تحسین) -

جناب والا ! میں شکریہ ادا کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر : شیخ محمد اقبال -

شیخ محمد اقبال : نحمدہ و نصلی علی رسولہالکریم -

تندی باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

جناب سپیکر ! گلے کی خرابی کی وجہ سے میں اپنا وقت بھی پورا نہ لے سکا - آپ کی مہربانی سے دو تین منٹ مل گئے ہیں - جناب سپیکر ! جیسا کہ آپ کو علم ہے ، میں جمیعت العلمائے اسلام کے ٹکٹ پر منتخب ہوا تھا - جب میں اس ہاؤس میں پہنچا تو دیکھا کہ پیپلز پارٹی ایک قائد کی قیادت میں کام کر رہی ہے - میں سوچنے پر مجبور ہوگیا کہ مجھے پاکستان پیپلز پارٹی میں شامل ہوجانا چاہئے -

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! ہمیشہ جب کوئی وزارت بنائی جاتی ہے ، ممبران اسمبلی کی اکثریت جن کے ساتھ ہوتی ہے ، اسے وزیر اعلیٰ بنا دیا جاتا ہے ۔ لیکن پیپلز پارٹی نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ حکم قائد عوام دیں گے اور ہم اس پر عمل کریں گے ۔ اس طرح سب سے پہلے وزیر اعلیٰ معراج خالد آئے ۔ اس کے بعد جناب ملک غلام مصطفےٰ کھر صاحب وزیر اعلیٰ ہوئے اور اب جناب محمد حنیف رامے صاحب موجودہ وزیر اعلیٰ ہیں ۔ جناب والا ! مجھے بھی اب ایک پارٹی کا ادنیٰ کارکن ہونے کی حیثیت سے اب یہ حق پہنچتا ہے کیونکہ میں اس میں شریک ہوں ۔ دو چار دن سے بجٹ پر جو بحث ہو رہی ہے ، دھڑے بندی اور مخالفت برائے مخالفت ہو رہی ہے ۔ میں نے بھی کچھ محسوس کیا ہے کہ یہ اچھی بات نہیں ۔ معزز ارکان اسمبلی کو یہ دیکھنا چاہئے کہ کون اچھا ہے کون برا ہے ۔ جناب والا ! شراب پینا اور جوا کھیلنا بری بات اور گناہ ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اچھے کو اچھا نہ کہنا بھی گناہ ہے ۔ وزیر اعظم پاکستان جب لاہور تشریف لائے اور ہمارے ڈویژن کے ممبران کو ملاقات کا موقع دیا ۔ تو میں نے عرض کیا کہ آئے دن کی تبدیلی پنجاب کے لئے اچھی نہیں ۔ موجودہ وزیر اعلیٰ جناب محمد حنیف رامے صاحب کو اتنا وقت نہیں دیا گیا کہ وہ آرام سے کام کر سکیں ۔ پہلے وزیر اعظم پاکستان کا دورہ رہا ۔ چار ماہ سرزائیوں کی موومنٹ رہی ۔ ایک دو ماہ ہوگئے ہیں ۔ اب انہیں وقت دیا جائے ۔ میں جناب معزز ارکان اسمبلی سے آپ کی وساطت سے استدعا کروں گا کہ بقایا مدت موجودہ وزیر اعلیٰ ہی کو رہنے دیا جائے ۔ ہمیں یہ قرارداد پیش کرنی چاہئے اور قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کو لکھنا چاہئے ۔ باقی جو کچھ بھی قائد کریں گے وہ ہمیں قبول ہوگا ۔ لیکن اگر ہم یہ نہیں کریں گے تو یہ ہماری طرف سے کوتاہی ہوگی ۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! یہاں کوئی ایسی بات نہیں ہونی چاہئے ۔

شیخ محمد اقبال : جناب والا ! اس کے بعد میں اپنے علاقے کے چند مسائل پیش کرتا ہوں ۔ جناب وزیر خزانہ صاحب جو اس صوبے کے وزیر اعلیٰ بھی ہیں ، ترقیاتی بجٹ پیش کرنے پر مبارک باد کے مستحق ہیں ۔ انہوں نے ہر

شعبہ زندگی کے لئے کافی رقم مخصوص کی ہے ۔ لیکن شائد میرا ڈسٹرکٹ جناب وزیر اعلیٰ کی نظر سے اوجھل ہوگیا ۔ جناب والا ! آپ کو یاد ہوگا کہ جب وزیر اعظم جھنگ تشریف لائے تھے ، میں نے اس وقت بھی مطالبہ کیا تھا کہ ایک کروڑ روپیہ ہمیں سیوریج سسٹم ٹھیک کرنے کے لئے دیا جائے۔ سوئی گیس اور انڈسٹری کے لئے بھی مطالبہ کیا تھا ۔ سوئی گیس تو چلو سنٹرل گورنمنٹ کا محکمہ ہے ۔ جناب والا! آپ اپنے فیصلہ پر نظرثانی کریں ۔ جھنگ کی میونسپل کمیٹی کے لئے دس لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے ۔ سیوریج کے لئے ایک لاکھ روپیہ چاہئے ۔ تو جناب 40 لاکھ روپیہ جناب وزیر اعلیٰ صاحب کسی اور مد سے حاصل کرکے جھنگ کو عنایت فرمائیں ۔ اور یہ رقم واٹر سپلائی سکیم اور سیوریج سسٹم کے لئے عنایت فرمائیں ۔ پیپلز ورکس پروگرام میں جتنے پیسے بھی ملے ہیں وہ کم ہیں ۔ جھنگ کی میونسپل کمیٹی کی حالت بہت خراب ہے ۔ میں استدعا کروں گا کہ اسے ہر حال سپیشل گرانٹ دی جائے تاکہ ترقیاتی منصوبہ جات مکمل کر سکے ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : مسٹر محمد حنیف رامے ۔

وزیر اعلیٰ : اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

4

رب اشرح لی صدری و یسرلی امری
واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی

جناب والا ! اس ایوان میں ہمارے دور اقتدار میں یہ روایت رہی ہے اور میں نے اس روایت کو آج تک نبھایا ہے کہ جب بھی اس صوبے کا بجٹ پیش ہوا ، اسے عوامی واقعہ ثابت کیا اور میں نے کہا صوبہ کے متعلق لوگ اپنی معیشت پر غور کریں ، فکر کریں ۔ اس پر بحث کریں ، اس پر مناظرہ کریں۔ اور اس سلسلے میں میں نے روایت کو بہت حد تک آگے بڑھایا اس سال تو اپوزیشن بھی موجود نہیں ، ہمارے اپنے پیپلز پارٹی کے ارکان یہاں موجود ہیں ، انہوں نے اس بات کو قبول کیا اور سینہ کھول کر ، دل کھول کر قبول

کیا ہے - جو کچھ آپ کو اس بجٹ کے بارے میں کہنا ہے ، اپنے علاقے کے مسائل کی روشنی میں برملا محسوس کرکے کھلے بندوں کہیں - جیسا کہ میرے ایک فاضل دوست نے ابھی کہا کہ تنقید برائے تنقید نہ کرنی چاہئے تھی - میں کہتا ہوں نہیں - میں ان کا حق سمجھتا ہوں - یہ ان کا فرض تھا - یہ ان کا حق تھا

(نعرہ ہائے تحسین)

اور خاص طور پر جنھوں نے میری ذات کے خلاف زیادہ شدت سے جو باتیں کیں اور خیالات کا اظہار کیا ہے - میں کہتا ہوں ٹھیک ہے اگر وہ ہم سے نہیں کہیں گے تو اور کس سے کہیں گے -

غیروں سے کہا تم نے ، غیروں سے سنا تم نے

کچھ ہم سے کہا ہوتا ، کچھ ہم سے سنا ہوتا

جناب والا! ہم کہنے اور سننے کے لئے تیار ہیں - جنھوں نے کہا ہے وہ اپنے ہی تو ہیں - لیکن ساتھ ہی میں جانتا ہوں کہ آپ اپنی معیشت پر جب بحث کریں گے جب اپنی معیشت کی طرف رخ کریں گے - یہ ملک جس کو ہم نے مسلمانوں کی خوشحالی اور ترقی کے لئے حاصل کیا تھا ، جناب والا! میرے فاضل دوست جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے بڑی تفصیل سے اور مفصل انداز سے اس پر روشنی ڈالی ہے - اس پاکستان کے لئے ، جس کے لئے ہم نے اپنی جانوں اور عزتوں کی پروا نہیں کی - پاکستان میں اس لئے تو آئے تھے اس لئے تو بنایا تھا کہ بندۂ خدا ، خدا کا نظام قائم کرے - تاکہ اس کا کوئی بندہ کسی کا محتاج نہ رہے - جناب والا! جب ہم بجٹ پر بحث کرتے ہیں تو لازم آتا ہے کہ ہم اس مسئلہ پر غور کریں - ہم آج چھبیس ستائیس سال میں یہاں تک پہنچے ہیں - اب کل گزر چکی ہے اور ہم آج تک آ چکے ہیں - ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہم اس منزل کو کس حد تک پورا سکے ہیں ، یا ہم اس کو کس حد تک ملیامیٹ کر چکے ہیں - جناب والا ! کیا ہم یہ کہنے کے قابل

ہوگئے ہیں کہ جو معاشرہ ہم نے برپا کیا ہے کیا اس میں خدا کا قانون نافذ کیا ہے ؟ اس لئے جب ہم اس کو ایک واقعہ ، ایک عوامی حادثہ بنانا چاہیں گے - جب بجٹ پیش کیا جا رہا ہے جس میں کہ آپ کے صوبے کے چار کروڑ عوام کی زندگی کا مسئلہ پیش کیا جائے گا تو یقیناً اس پر لے دے ہوگی - جناب والا ! مجھے اس بات کا اندازہ تھا کہ جب میں یہ سب کچھ کہوں گا ، جب میں ان سے ، جیسا کہ میرے فاضل بھائی نے جس کو قرآن کی زبان میں "مترفین" کہا گیا ہے ، جب میں "Haves" میں ان کی بات کروں گا ، جنہیں انہوں نے محتاج کہا ہے - جنہیں قرآن مترفین کہتا ہے ، جنہیں انگریزی میں "Have not" کہتے ہیں - وہ جو "Haves" ہیں اور وہ جو "Haves" کے ایجنٹ ہیں ، انہیں کو بہت تکلیف ہوگی -

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! مجھے اس کیفیت کا اندازہ تھا -

کیا میرا تذکرہ جو ساقی نے بادہ خواروں کی انجمن میں
تو پیر میخانہ سن کے کہنے لگا کہ منہ پھٹ ہے خوار ہوگا

جناب والا! مجھے پتا تھا کہ پیر میخانہ ، "Haves" ، وہ طبقہ جو اس معاشرے کی تمام تر اجارہ داری رکھتا ہے - جس کے ہاتھ میں رزق کے تمام تر وسائل ہیں - جس نے کہ ستائیس سال میں غریب کو غریب کر کے ، اس کو نچوڑ کر چھوڑ دیا ہے - جس نے اس ملک کا خون نچوڑ دیا ہے - جس نے اس ملک کے دستور کے اندر اس ملک کے ابتدائی فلسفے اور نظریے سے وہ روح چھین لی ہے - جس کے لئے یہ ملک بنا تھا - مجھے پتا ہے کہ وہ پیر میخانہ میرے بارے میں یہی کہے گا کہ منہ پھٹ ہے خوار ہوگا - مجھے پتا تھا کہ وہ میرے بارے میں کیا پیشین گوئی کرے گا - مجھے یہ بھی پتا ہے کہ میں کون ہوں مجھے یہ بھی پتا ہے کہ میں کس گردوں کا ٹوٹا ہوا تارا ہوں - مجھے یہ بھی پتا ہے کہ ہم نے کس کے جھنڈے تلے جد و جہد شروع کی

تھی - مجھے یہ بھی پتا ہے کہ کس قائد کا میں ادنیٰ کارکن ہوں - اس لئے کہ مجھے علم ہے کہ جو کوئی بھی خدا کے بندوں کے لئے اٹھے گا ، وہی خداوند تعالیٰ کو عزیز ہوگا - اس لئے میں اس "خواری" کی پیش گوئی پر اقبال کا وہ ایک شعر پڑھ کر اور مسکرا کر چپ ہو رہا - ع :

خدا کے عاشق تو ہیں ہزاروں بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہوگا

اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ میرا کام کیا ہے - میرا کام یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ ، جس نے کہ تمام جہان اور تمام زمان پیدا کئے ہیں ، وہ خدا میری قربانیوں کا محتاج نہیں - وہ میری بندگی کا محتاج نہیں آسے میری قربانی کے گوشت کی ضرورت نہیں وہ تو بے نیاز ہے - آسے نہ میری قربانی کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ میری قربانی سے بہایا ہوا خون - وہ خداوند تعالیٰ اپنے لئے قرض نہیں مانگتا - وہ تو اپنے بندوں کے لئے قرض مانگتا ہے - جس کے بارے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ کل قیامت کے روز جب بندہ اس کے سامنے جائے گا - تو وہ اس سے پوچھے گا کہ ایک دن میں تیرے پاس آیا تھا - میں نے تم سے روٹی مانگی تھی ، تو نے روٹی دینے سے انکار کر دیا تھا - بندہ کہے گا کہ اے رب العزت ، یہ کیسے ممکن ہے - اور میرا رب فرمائے گا کہ اے میرے بندے یاد کر فلاں دن ، فلاں وقت ، فلاں بندہ تیرے پاس روٹی مانگنے کے لئے آیا تھا اور تو نے انکار کر دیا تھا - وہ میں ہی تو تھا - اس لئے کہ خداوند تعالیٰ جو کچھ چاہتے ہیں - وہ اپنے لئے نہیں چاہتے - وہ تو بے نیاز ہیں - اور آپ یہ جانتے ہیں کہ خدا کا نبیؐ اپنے لئے کیا کچھ چاہتا ہے - وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو اس وقت قیامت کے دن جب کہ تمام نبی اپنی نجات کے لئے یہ اعلان کرتے ہوں گے کہ اے خداوند تعالیٰ ہمیں نجات دے دے - ہمیں بخش دے ، ہمارے نبی سب کے نبی ، سارے جہانوں کے نبی ، عالمین کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم - اپنی نہیں ، اپنی امت کی فکر میں ہوں گے - اس وقت وہ اپنی شفاعت کی فکر میں نہیں اپنی

امت کی شفاعت کی فکر میں ہوں گے اور یہی فکر انہیں ساری عمر رہی - جب تک کہ وہ انسانوں کے درمیان زندہ رہے انہیں یہی فکر رہی تھی - وہ اپنی جان ہلکان کر رہے تھے - خداوند کریم ان سے کہیں گے کہ کیا آپ ان کے وکیل ہیں ؟ کیا آپ ان کے داروغہ ہیں ؟ آپ کیوں ان کی فکر میں ہیں ؟ آپ کیوں ان کا غم کھاتے ہیں ؟ میں جسے چاہوں گا ، ہدایت دوں گا - لیکن انہیں فکر یہی تھی کہ کسی طرح سے یہ لوگ راہ ہدایت پر آ جائیں - وہ اسی لئے اپنی بیوی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہتے ہیں کہ دھیان رکھنا ، کہیں گھر میں کوئی ایسی چیز نہ ہو کہیں سونے چاندی کا کوئی ایسا ذرہ نہ رہ جائے ، کہیں رزق کا کوئی ایسا ٹکڑا نہ رہ جائے جسے ہمارے پاس پڑے رات گزر جائے - اور کسی ایسے حاجت مند کو اس کی ضرورت ہو جس سے کہ اس کی حاجت پوری ہوتی ہو - وہ ہمیشہ خدا کے بندوں کے لئے فکر مند رہتے تھے - ہماری روش بھی یہی ہے اسی لئے تو ہم کہتے ہیں کہ جتنا وہ کہیں گے کہ بڑا منہ پھٹ ہے خوار ہوگا ، ہمیں خدا کے بندوں سے اتنا ہی پیار ہوگا - جناب والا ! یہی صحیح اسلام ہے اور یہی اسلام ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی روش تھی -

جناب والا ! جب یہ بجٹ کی بات ہوتی ہے تو ترقیات کو گنا جاتا ہے - اور ترقیات کا حالات سے بہت تعلق ہے - میں عرصے سے ایک بات کو محسوس کر رہا ہوں کہ پنجاب کے حالات کچھ اس طرح سے ہوگئے ہیں - ہر شخص سوائے ایک بات کے کسی بھی ، بات میں مبتلا نہیں کہ کون آ رہا ہے اور کون جا رہا ہے - لوگ آتے رہتے ہیں اور جاتے رہتے ہیں اور انہیں جاتے رہنا چاہیئے - کوئی بھی آنے والا ہمیشہ کے لئے نہیں آتا - تبدیلی ہوتی رہتی ہے - تبدیلی ایک بہتے ہوئے دریا کی مانند موجوں کی صورت میں ہوتی رہنی چاہیئے - خس و خاشاک کناروں پر پھکتا رہنا چاہیئے - صحت مند اور توانا پانی ، زندگی کی موجوں کا پانی رواں دواں رہنا چاہیئے - اسے آگے کھیتوں تک جانا چاہیئے - تبدیلی نہ ہو تو یہ عمل کیسے ہوگا ؟ تبدیلی ہونی چاہیئے - لیکن یہ کیا ہے کہ سوائے اس بات کے کہ کون آرہا ہے ، کون جا رہا ہے ، کوئی دوسری

بات ہی نہ ہو اور اس کے علاوہ پنجاب کے ہر شخص کو کسی اور بات میں دلچسپی نہ ہو ۔ اس لئے میں نے یہ ضروری جانا ہے کہ اس مرتبہ اس کو بجٹ کا ایک واقعہ بنایا جائے ۔ تاکہ عوام کو ایسے پلیٹ فارم پر سوچنے پر مجبور کرنے کی راہ اختیار کی جائے کہ ان کے صوبے کے کیا حالات تھے ۔ آج ہم کہاں تک پہنچ چکے ہیں اور ہمیں کہاں تک آگے جانا ہے ۔ اسی لئے میں اس بات کو مبارک سمجھتا تھا کہ قائد عوام پنجاب میں آئیں ۔ وہ دورہ کریں جو کہ اڑھائی سال سے پتہ نہیں کیوں ملتوی ہو رہا تھا ۔ شاید اس لئے کہ پہلے پنجاب کے حالات اس قابل نہ تھے ۔ لیکن ہم نے اسے ایک دن کے لئے بھی ملتوی کرنا مناسب نہ سمجھا ۔ اس لئے کہ مجھے اس دورے میں ایک برکت محسوس ہوتی تھی ۔ وہ آئیں گے ، پنجاب کو دیکھیں گے ۔ جس پنجاب نے انہیں قوت بخشی ہے وہ اس پنجاب کو ضرور قوت بخشیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس پنجاب کے مسائل ضرور حل کریں گے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! وہ آئے ۔ گلی گلی اور کوچے کوچے میں آئے ۔ کھیتوں اور کھلیانوں میں آئے ۔ ساری سر زمین کو انہوں نے دیکھا ۔ ان کے قدم بقدم ان سے پہلے اور پھر ان کے بعد ہم نے بھی اس پاک سر زمین کی خاک کو اپنے سروں میں ڈال دیا ۔ جناب والا ! ہم اپنے ساتھ اپنے پورے سیکرٹریٹ کو لے گئے اور ان علاقوں میں جا کر ان علاقوں کے مسائل کی تفتیش کی ۔ ان کو define کیا ۔ ان کو منضبط کیا اور دیکھا کہ اصل مسئلہ کیا ہے ۔ جب مسئلہ تعریف میں ڈھل جائے ، منضبط ہو جائے ، اس کی definition ہو جائے تو وہ آدھے سے زیادہ تو وہیں پر حل ہو جاتا ہے ۔ جب یہ پتا چل جائے کہ سوال کیا ہے ۔ پھر سوال ایک بیج بن جاتا ہے اور اس سے جواب پودے کی طرح سے پھوٹ پڑتا ہے ۔ اس لئے جب وہ سوال سمجھ میں آگئے ۔ تو کچہریوں میں ان کے جواب دیئے گئے اور اس صورت کو ہم بجٹ میں اٹھا لائے ہیں کہ کیا کیا ہوا ۔ ہم اس سے گریز نہیں کرتے ہیں ۔ ہم جانتے ہیں کہ جو کچھ

ہوا ۔ وہ کافی نہیں ہوا ۔ لیکن وہ ضروری تھا ۔ لیکن اس کے علاوہ بھی بہت کچھ ہوگا ۔ لیکن جب تک اس مقام تک گاڑی نہ پہنچتی ، یہ نہ ہوتا ۔ جب تک کاروان اس منزل پر نہ آتا ، تو وہ کاروان آگے جانے کے لئے راستہ نہ پاتے ۔ اس لئے ہم نے بتایا کہ ہم کہاں سے چلے ہیں اور اب کہاں پر پہنچ گئے ہیں اور کہاں جانا ہے ۔ ان عوام کو جنہیں مخمصے میں ، مغالطے میں اور واہمے میں گرفتار کرنے کی کوشش کی گئی تھی ۔ ہم نے انہیں اس مخمصے سے نکالا ۔ اور کہا کہ فکر نہ کرو کہ کون آرہا ہے اور کون جا رہا ہے ۔ لوگ آتے اور جاتے رہیں گے ۔ پارٹی موجود رہے گی ۔ پارٹی کی قیادت موجود رہے گی ۔ پارٹی کا منشور موجود رہے گا ۔ وہ منشور جو ہمارے بنیادی اصولوں سے ابھرا ہے ۔ وہ اصول ایسے ہیں کہ جن کی حفاظت کے لئے ہمیں اپنی جان دینی پڑے تو اس سے ہم دریغ نہ کریں گے ۔ ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! ہم نے کوشش کی ہے کہ اس دھول اور گرد سے عوام کو نکالیں ۔ انہیں سوچنے کا ایک نیا رخ دیں ۔ مجھے کہا گیا کہ صاحب آج کل موسم سوشلزم کی بات کرنے کا نہیں آپ نے یہ کیا کر دیا ۔ آپ نے بہت بڑی مخالفت مول لے لی ہے ۔ غیر تو غیر ، وہ بھی ، اس پارٹی میں جن کی جڑیں ابھی جمی نہیں ، جن کی آستینوں میں ابھی بہت بت ہیں' وہ جو انقلاب کے وقت بھی کہتے تھے کہ ہاں اسلام ہمارا دین ہے جمہوریت ہماری سیاست ہے اور ساتھ تیسرا اصول بھی کہتے تھے کہ سوشلزم ہماری معیشت ہے ۔ آج انہیں سوشلزم سے حجاب آنے لگا ہے اور وہ سوشلزم سے پردہ کرنے لگے ہیں ۔ میں نے کہا ، نہیں ۔ اس مخمصے میں سے ، اس دھول گارے مٹی میں سے اپنے لوگوں کو نکالنے کے لئے ضروری ہے کہ پھر ان کے سامنے ان کے منشور کو اجاگر کیا جائے ۔ اب اس سیاسی لائن کہ جس کے بغیر کوئی سیاسی عمل ممکن ہی نہیں ، پھر سے واشنگ کرکے ایک چراغ ، ایک مشعل کی صورت میں پھر لوگوں کے سامنے ایک سورج کی طرح کھڑا کر دیا گیا ہے ۔ جناب والا ! یہ

ایک سیاسی عمل ہے - جب لائن دھندلا جاتی ہے تو عمل خود بخود دھندلا جاتا ہے - ہر عمل کے پیچھے ایک ایمان ہوتا ہے - اگر آپ صحیح جگہ پر ایمان نہیں رکھتے تو آپ کا عمل کسی غلط ایمان کی بنا پر پھوٹے گا اور وہ عمل صالح نہیں ہوگا - جب بھی خداوند قدوس نے عمل صالح کا ذکر کیا تو اس سے پہلے ایمان کا ذکر کیا - آپ دیکھ لیجئیے ، والذین آمنو و عملوالصالحت - جب بھی ان لوگوں کا ذکر آیا جنہوں نے صالح عمل کیا اس سے پہلے بتایا کہ وہ صاحب ایمان ہیں - اس لئے لائن clear کرنا ایمان clear کرنے کی بات ہے - جب تک آپ کی لائن clear نہیں ، جب تک آپ کا نظریہ clear نہیں ، آپ کا عمل بھی واضح اور دو ٹوک نہیں ہو سکتا - اس لئے جو عمل میں منافقت کرنا چاہتے ہیں وہ لائن میں بھی منافقت کرنا چاہتے ہیں - یعنی جو عمل میں دو عملی کرنا چاہتے ہیں - وہ دو ٹوک بات بھی نہیں کرنا چاہتے تھے - ان کی بات دو ٹوک ہو چکی ہے - بات تو اسی دن دو ٹوک ہو گئی تھی - یعنی سات اور سترہ دسمبر 1970ء کو پنجاب ہی نے اور مغربی پاکستان جو آج پاکستان ہے اس کی تمام تر اکثریت نے جناب ذوالفقار علی بھٹو کی پاکستان پیپلز پارٹی کے اس انقلابی منشور کی بات تسلیم کر لی تھی جس کے مقابلے میں تمام نام نہاد اسلام پسندوں نے اتنا شور کھڑا کیا تھا - ایک افسانہ طرازی کی تھی - صحافت اور خطابت کے دریا بھی بہا دیے تھے - کون اس سارے طوفان کے مقابلے میں ؟ ایک جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت اور وہ ایک معمولی سا ناچیز قلم جو اس وقت آپ کے خادم کے ہاتھ میں تھا جس نے " نصرت " اور " مساوات " کی صورت میں اور پمفلٹوں اور اپنے کتابچوں کی صورت میں آپ تمام دوستوں کی انتخابی مہموں میں حصہ لیا - اور جب ہم منزل پر پہنچ جائیں تو یہ کہیں کہ نہیں ہمیں اس منشور ، اس قائد اور اس نظریے نے نہیں بلکہ اس نظریے نے یہاں تک پہنچایا ہے جو مودودی صاحب کا نظریہ ہے - پھر سبحان اللہ - اللہ تعالی آپ پر رحم کرے - تاریخ اگر آپ کو معاف کر سکتی ہے ، تو معاف کرے - لیکن تاریخ بہت سفاک ہے اور خدا کی رسی دراز ہونے کے باوجود ایک وقت کھینچ لی جاتی ۔

ہے اور جب کھینچ لی جاتی ہے تو خدا کہتا ہے پھر وہ ایک اجل مسلمہ بن جاتی ہے ، پھر وہ ایک متعین موت بن جاتی ہے جس سے نہ فرعون کو گریز ہو سکتا تھا نہ ہم جیسے لوگوں کو جو اپنے وقتوں میں اور باتوں سے تو کامیاب ہیں اور آج اور چیزوں کو اپنی آستینوں کے بت بنا کے انہیں پوجنا شروع کر دیں - اس لیے یہ انتہائی ضروری سیاسی عمل تھا کہ ہم اپنی لائن clear کریں - یہی کچھ میں نے بجٹ تقریر کی صورت میں کرنے کی جسارت کی -

جناب والا - یہاں ایک اور بات بے حد شد و مد کے ساتھ کی جا رہی ہے کہ پنجاب میں ایک خوفناک بحران آیا ہوا ہے - پنجاب میں لوگوں نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے ، دکانیں بند ہو گئی ہیں ، دفتر بند ہو گئے ہیں - کوئی شخص کام نہیں کر رہا - کسان نے ہل چلانا چھوڑ دیا ہے - مزدور نے پہیہ گھمانا چھوڑ دیا ہے - کیونکہ پنجاب میں ایک زبردست سیاسی بحران آیا ہوا ہے - کیا ہو رہا ہے ؟ اس بحران کے نتیجے میں کیا ہو رہا ہے ؟ میں پوچھتا ہوں کہ یہ اسمبلی جس کے حوالے سے یہ بحران کی بات کی جا رہی ہے گروپ بندیاں گٹھ جوڑ کے نام لے کر کچھ لوگ پنجاب کا منہ کالا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ، حالانکہ میرے قائد نے یہاں سے جاتے ہوئے لاہور کے ایئر پورٹ پر یہ کہا تھا کہ میں نے اتنے دن یہاں رہ کر مطالعہ کیا ہے کہ پنجاب میں کوئی گہرا کوئی بنیادی بحران نہیں - لیکن اس کے باوجود جس کا دل چاہتا ہے جس کے ہاتھ میں قلم ہے جس کے ہاتھ میں کوئی سیاہی ہے وہ یہ سیاہی پنجاب کے منہ پر مل رہا ہے کہ پنجاب ایک سیاسی بحران کی گرفت میں ہے - اور تو اور وہ اخبار جس کے ساتھ میرے قائد کا نام وابستہ ہے ، جسے ان ناچیز ہاتھوں نے اپنے ناخنوں سے بنایا تھا ، اس کے اداریوں میں کسی پیر فاسدی نے یہ بھی لکھا کہ پنجاب کی تاریخ ہی ایسی ہے - اس کے مزاج کو شائد جمہوریت راس نہیں -

آوازیں - شیم - شیم -

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ پیر فاسدی تو اس پس منظر میں یہ کہتا ہے کہ صوبہ پنجاب کی سیاسی تاریخ بھی موجود ہے جس سے چشم پوشی کرنا درست نہیں پنجاب میں اقتدار کی بنیاد شخصی رہی ہے ۔ سیاسی پارٹیوں کی تشکیل و تحلیل میں مختلف دور میں مختلف شخصیتوں کے گرد گھومتی رہی ہے ۔ لہذا صوبہ پنجاب مزاج کے اعتبار سے جمہوریت کی روح سے بعید رہا ہے ۔

آوازیں ۔ شیم ۔ شیم ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جب تحریک چلی تو کون سی شخصیتوں کو پنجاب نے تسلیم کیا ؟ کس خضر حیات کی اس نے مانی ؟ کس بڑے زمیندار کی اس نے سنی ؟ اس وقت ضلعوں میں بڑے بڑے طرے باز تھے ۔ کس کی سنی ؟ قائد اعظم محمد علی جناح رح کی سنی ۔ مسلم لیگ کی سنی جس نے صوبہ پرستی کی بات کی جس نے اس کے مزاج میں بات کی۔ کیا یہ جمہوریت کا عمل نہ تھا ؟ اس سے بڑھ کر جمہوریت کا عمل کیا تھا ؟ جس کے نتیجے میں پاکستان بنا ؟ جب ایوب خان کی آمریت آئی جب یحیی خان کی آمریت آئی اور میرے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو نے جمہوریت کا جھنڈا بلند کیا تو کسی نے ان تمام بتوں کو جو پنجاب کے گوشے گوشے میں بیٹھے ہوئے تھے ۔ سنگھا سنوں سے نیچے کھینچ کر منہ کے بل گرا دیا ۔ ان کو پاش پاش کر دیا ۔ تاج و تخت لنڈھائے گئے ۔ بڑے بڑے تاج ۔ بڑے بڑے تخت ' بڑے بڑے کلاہ گر گئے اور چودھری اللہ دتہ جیسے انسان اس معزز ایوان میں آ کر بیٹھ گئے ۔ کیا یہ معمولی بات تھی ؟ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ تم پنجاب کا مزاج ہمیں بتاؤ گے ؟ پنجاب کا مزاج یہی ہے کہ جب کوئی قومی تحریک اٹھی ، جب کوئی جمہوری تحریک اٹھی پنجاب نے ساری برصغیر کے عوام سے بڑھ کر ، تمام صوبوں کے وسط میں پیش خیمہ کے طور پر ہراول دستے کے طور پر کام کیا اور آج تم اس بات کا بہانہ بنا کر ہمیں یہ کہتے ہو کہ پنجاب کا

مزاج جمہوریت سے بعید ہے - نہیں ، پنجاب کا مزاج جمہوریت سے بہت قریب ہے - ذرا پنجاب کو قریب سے آ کر دیکھو - دور بیٹھے ہوئے پنجاب کا مزاج تمہیں اور نظر آتا ہے - آؤ ہم نے ہمیشہ دشمنوں کو سینے سے لگایا ہے - آؤ قریب آؤ - ہم تمہیں بھی سینے سے لگانے کے لئے تیار ہیں - لیکن ذرا سینہ کھول کے آؤ - کہتے ہیں کہ یہ جو آپس میں اختلاف ہو گیا ہے اس کی وجہ سے وہ لوگ جو گورنر صاحب اور آپ کے ناچیز وزیر اعلیٰ کے بارے میں اور ان کی کشمکش کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس سے یہ ہوا ہے کہ انہوں نے اپنے طرز عمل سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ انہیں ملک کے مستقبل یا صوبے کی ترقی سے کوئی سروکار نہیں - انہیں جمہوریت کے قیام کے لیے مقرر کیا گیا تھا - لیکن انہوں نے جمہوریت کو اپنے ذاتی اثر و سوخ اور اقتدار میں محدد کر دیا ہے اور اس کا رد عمل پارٹی میں دھڑے بندی کی شکل میں نمودار ہوا ہے - پنجاب کے عوامی نمائندوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ اس منشور کو سبوتاژ کرنے پر تلے ہوئے ہیں - پارٹی کے نمائندے منصب اور عہدے حاصل کرنا اور پنجابی سیاست کو اور اپنی قدیمی روایات کو زندہ کرنا چاہتے ہیں - وہ روایات ختم ہو گئی ہیں ، وہ روایات 1945 میں ٹوٹ گئی تھیں ، جب مسلم لیگ نے بھاری اکثریت سے انتخاب جیتا تھا - آپ اس صبح کے بارے میں کہتے ہیں اور میرے قائد نے کل ہی اپنی تقریر میں کہا ہے کہ پنجاب طاقت کا گڑھ ہے اور اب بھی ہے - انتخاب لڑوں تو پہلے پنجاب کے عوام مجھے اکثریت دیں گے ، انشا اللہ ضرور دیں گے - لیکن تم چور دروازوں سے گھس آئے ہو جو نہ تو پارٹی کے مزاج کو جانتے ہیں اور نہ پنجاب کے عوام کو سمجھتے ہیں - اور میرا قائد یہ کہتا ہے کہ ایسے یہ مقام پنجاب نے بخشا اور اس لئے یہ توقع کرتا کہ خواہ اقتصادی معاملہ ہو یا سیاسی وہ ہمیشہ پنجاب کا ساتھ دے گا اور پنجاب کے عوام کی تذلیل کو اس طرح سے کبھی پسند نہیں کرے گا - یہ چند فاسد لوگ کر رہے ہیں جو اپنے آپ کو راشد بنا کر پیش کرتے ہیں - میں ان

لوگوں سے کہتا ہوں کہ اس کشمکش میں دیکھتے ہو کیا ہوا اس دھڑے بندی کا نتیجہ ؟ میرے قائد آتے ہیں اور میرے ساتھوں سے ملتے ہیں ۔ اس بجٹ سیشن میں کتنے لوگوں نے فساد مچایا ؟ کتنے لوگوں نے بغاوت کی ؟ کتنے قوانین بنے اور کتنے قوانین میں رکاوٹیں ڈالیں ؟ تو پھر جان بوجھ کر لوگوں کو غلط راستے پر ڈالنا چاہتے ہو ۔ کتنے لوگ تعاون کے لیے ساتھ دے رہے ہیں ۔ اگر کسی دوست کو گلہ ہے تو میں سننے کے لیے تیار ہوں ۔ یہ پنجاب کو کیا ہو گیا ہے ؟ کل ایک میرے دوست کراچی سے تشریف لائے ۔ کہنے لگے کہ میں بچے لا رہا تھا تو لوگوں نے مجھے کہا کہ آپ ان دنوں میں پنجاب جا رہے ہیں ۔ وہاں تو گڑ بڑ ہے ۔ کیا گڑبڑ ہے پنجاب میں کیا ہو گیا ہے پنجاب میں ؟ اللہ کے فضل و کرم سے سب ٹھیک ٹھاک ہے ۔ آپ کے دماغ میں فتور آ گیا ہے ۔ میں یہ بھی کہنا چاھتا ہوں کہ اس بات کو ذاتیات تک بڑھایا گیا اور ذاتیات کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے ۔ جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے ان تمام ساتھیوں سے پوچھنا چاھتا ہوں جس دھڑے بندی کا ذکر کیا جاتا ہے ' مجھے نہیں پتا ، دوسرے کیا کر رہے ہیں ۔ اگر مجھ پر الزام ہے کہ میں نے گروپ بنایا ہے تو میرا گریبان پکڑو ۔ خدا کے لیے پنجاب کے منہ کو کالا کرنے کے لیے تم بار بار تہمت لگا رہے ہو ۔ اس لئے میں اس موقع پر کہنا چاھتا ہوں کہ ذاتی اختلاف ہوتے ہیں اور ذاتی اختلاف کی بڑی مثالیں دیکھی ہیں ۔ ایک مثال یہ کہ مجھ سے پہلے جو وزیر اعلیٰ تھے جب نئے وزیراعلی بنے لاہور گئے ایک باغ میں گئے لوگوں نے ان کا سواگت کیا تھا ۔ آپ کو یاد رہے کہ جو صاحب گورنر تھے وہ بعد میں وزیراعلیٰ بن گئے اور پھر گورنر کا یونیورسٹی میں سواگت ہوا اور کچھ ایسی مثال ہوتی تو تب بات تھی ۔ کون سی ایسی مثال ہے ؟ کہاں ایسا واقع ہوا ؟

کہاں ایسی کوئی بات ہوئی ہے ؟ آپ اکثر دیکھتے ہیں ، مختلف موقعوں پر دیکھتے ہیں اور ہمارے قائد جب آتے ہیں تو لینے جاتے ہیں ، رخصت کرنے جاتے ہیں ، کون سی ایسی بات ہے ذاتی اختلاف کی ؟ میرے قائد نے کہا کہ یہ سب کچھ نا تجربہ کاری کی بنا پر ہے ۔ جب انہوں نے اس بحران کے اندر جھانک کر دیکھا تو نا تجربہ کاری اور کچھ ذاتیات کے معاملات نظر آئے جن کے سلسلے میں بیٹھ کر بات کی جائے تو درست ہو جائے گی ۔ اس لئے اس بارے میں کھل کر بات کرتا ہوں کہ میری ذات میں عیب ہیں اور یقیناً ہوں گے مجھے وہ عیوب بتا تو دیے جائیں ۔ میں اصلاح کرنے کے لئے تیار ہوں میری یہ پارٹی ذوالفقار علی بھٹو کا گھرانہ ہے ، ایک کنبہ ہے ۔ میں بالکل اس بات کے لئے تیار ہوں جیسے ایک جہاز ڈوب رہا ہوتا ہے اس کا بوجھ کم کرنے کے لیے بعض اوقات اس قسم کی قربانی دینی پڑتی ہے ۔ خود اپنے آپ کو سمندر میں پھینک دیا جاتا ہے ۔ آپ کو یاد ہے ، آپ قرآن کریم کے طالب علم ہیں ، حضرت یونس علیہ السلام کا واقعہ ہے کہ جب جہاز تلاطم میں آ گیا تو انہیں سمندر میں گرا دیا تو ، میں یہ پیش کش کرتا ہوں کہ اگر پیپلز پارٹی کی کشتی کو متوازن رکھنا پڑے ، اس بات کی ضرورت ہو ، اس کا بوجھ بھی بڑھ گیا ہو تو سب سے پہلے میں اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں ۔ میں سمندر میں گرنے کے لیے تیار ہوں لیکن اس ملک کی کشتی کو جس میں اس ملک کے 8 کروڑ انسان بیٹھے ہیں اور جن کے ساتھ ان کی آرزوئیں ، ان کی امنگیں ، ان کی امیدیں وابستہ ہیں خدا کے لیے اس کھیون ہار کو ، اس ذوالفقار علی بھٹو کو موقع دو کہ وہ اس کشتی کو ساحل تک کامیابی کے ساتھ پہنچا دے ۔

جناب والا ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر کسی طرح کا کوئی اختلاف

ہو جو سامنے آیا ہو تو وہ محض اس بات کی وجہ سے ہے کہ آئین کیا چاہتا ہے اس صوبے میں آپ تمام دوست رہ رہے ہیں اور اس آئین کے تحت جو اس صوبے میں نافذ ہے ایک وزیر اعلیٰ اور ایک گورنر تھا ۔ تمام دنیا نے محسوس کیا کہ اختیارات جہاں ہونے چاہئیں ، وہاں نہیں ۔ جہاں نہیں ہونے چاہئیں ، وہاں ہیں میں نے کیا کیا سوائے اس لیے کہ جہاں اختیارات ہونے چاہئیں ، وہاں اختیارات کو لا کر اکٹھا کر دیا ہے ۔ اگر میں نے یہ گناہ کیا ہے تو میں سزا وار ہوں ۔

جناب والا ! میں نے ابھی کہا تھا کہ نظریے کی لائن کی وضاحت کرنے کا عمل بے حد اہم ہوتا ہے ۔ اس لیے میں نے بجٹ کی تقریر میں اس بحث کو چھیڑا تھا ۔ آج میرے فاضل دوست ڈاکٹر خالق نے کمال وضاحت کے ساتھ تفسیر کے ساتھ بیان کیا ہے ۔ میں اس لئے اس میں زیادہ گہرائی میں اترنا نہیں چاہتا ۔ لیکن چونکہ قصور وار میں ہوں اس لئے میں یہ بھی کہلوانا نہیں چاہتا کہ بھس میں چنگاری ڈال جمالو دوڑ کھڑی ۔ مجھ پر بھی کچھ ذمہ داری ہے ۔ میں بھی اس سلسلے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ آج "نوائے وقت" کے اداریے میں علامہ اقبال کا ذکر کرتے ہوئے میرا ایک حوالہ دیا گیا ہے وہ ذکر درست ہے یا نہیں ؟ وہ قول کیا ہے کہ اشتراکی جمہوریت ، جو اس زمانے میں لینن کے نظریات کا نام تھا ، اور لینن کی پارٹی کا نام سوشل ڈیمو کریٹک پارٹی تھا ، تو اقبال نے کہا کہ اشتراکی جمہوریت کو اپنا لینا اسلام سے انحراف نہیں بلکہ اسلام کے اصولوں کو پاکیزگی کی طرف لوٹانے کے مترادف ہے ، اور جناب معزز معاصر "نوائے وقت" آپ جو پاکستان کے بہت بڑے ٹھیکیدار بنتے ہیں آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اقبال نے یہ کس جگہ کہا تھا ۔ یہ اقبال نے اپنے ان خطوط میں سے

ایک خط میں کہا تھا جو اس نے بستر مرگ سے قائد اعظم کو لکھے تھے کہ پاکستان بنانا چاہتے ہو ۔ 21 جون 1937ء کے خط میں یہ عبارت موجود ہے اور تم کہتے ہو کہ یہ موہوم ، غیر مستند حوالہ نہ جانے کہاں سے دے دیا ۔ تمہیں پتا ہونا چاہئیے کہ پاکستان کی تاریخ میں اور اس کی بنیادوں میں کیا اینٹ گارا لگا ہوا ہے ۔ تم اگر ان عمارتوں کو کھودو کہ جو انہوں نے بعد میں خود استوار کی ہیں تو تمہیں پتا چلے گا کہ جن لوگوں نے پاکستان کے لئے قربانیاں دی تھیں انہوں نے اس نظرے کو سامنے رکھ کر دی تھیں ۔ اس لئے میں انہیں ایک اور حوالہ بتانا چاہتا ہوں ۔ ہمارے دوست فاضل جج ہائی کورٹ ، علامہ اقبال کے فرزند ارجمند ڈاکٹر جاوید اقبال ، جو ہمارے دائیں بازو کے دوستوں کو بہت پسند ہیں اور ہر سال جب وہ حضرت علامہ اقبال کا عرس مناتے ہیں تو ڈاکٹر جاوید اقبال کی تقریر اس میں ضرور کراتے ہیں ۔ جناب ڈاکٹر جاوید اقبال اپنی کتاب میں جو ان کے نسبتی والد Father-in-Law جو فیروز سنز کے مالک تھے ، نے شائع کی ۔ اس میں فرماتے ہیں : "A revolution of which Iqbal was the prophet, was an Islamic Democratic Socialistic revolution."

وہ انقلاب جس کے داعی اقبال تھے وہ کیسا انقلاب تھا ؟ وہ ایک اسلامی جمہوری ، سوشلسٹ انقلاب تھا ۔ میں پوچھتا ہوں ڈاکٹر جاوید اقبال ، ایم۔اے ، پی۔ایچ۔ڈی ، جج ہائی کورٹ ، فرزند ارجمند ڈاکٹر علامہ اقبال ، جن کے بارے میں علامہ کو بڑی امیدیں اور آرزوئیں تھی ، انہوں نے ان کے نام پر "جاوید نامہ" لکھا ، ان سے بڑا تو آپ کسی کو نہیں سمجھتے ۔ وہ کہتے ہیں کہ اقبال جس انقلاب کے داعی تھے وہ اسلام ، جمہوریت اور وشلزم پر مبنی تھا ۔ تو آج جناب کو پیپلز پارٹی کے ان تین بنیادی اصولوں سے کیا اختلاف ہو سکتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اسلام ہمارا دین ہے ، جمہوریت ہماری سیاست ہے اور سوشلزم ہماری معیشت ہے ۔ کیا جناب ذوالفقار

علی بھٹو جس انقلاب کے داعی ہیں وہ بھی ایک اسلامی ، جمہوری سوشلسٹ انقلاب نہیں ؟ کیا اقبال کو تو ایسے انقلاب کی اجازت ہے اور ہم پر اس سے پرہیز لازم ہے ؟ تو اے میرے دائیں بازو کے دوستو ، نہیں ، ایسا نہیں ، اس لئے کہ اقبال نے قرآن حکیم پر گہرا غور کیا ۔ ان کی پورے زمانے پر نظر تھی ۔ وہ مشرق اور مغربی علوم پر حاوی تھے ۔ وہ آفاق کے علاوہ انفس ، یعنی اندر کی ، باطنی سر زمین کا بھی بڑا مسافر تھا ۔ اس نے من کی دنیا میں ڈوب کر کتاب کائنات میں خدا کی نشانیاں تلاش کیں ۔ اس نے دریافت کیا کہ جب تک اس طرح کا انقلاب نہیں آتا ، تب تک ایسی ریاست جنم نہیں لے سکتی جو 'امربالمعروف' اور 'نہی عن المنکر' کر سکے ۔ ایسی ریاست نہیں چاہئے جو نیکی کی تلقین کرے اور برائی نہ کرنے کی سفارش کرے ۔ نہیں جناب ، ایسی ریاست چاہئے جو اچھائی کا حکم کرے، اور یہیں میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں جمہوریت کے پرستارو ، سوشلزم سے تمہیں بہت ڈر آتا ہے ۔ جمہوریت جس کے بارے میں آپ نے ابھی ڈاکٹر صاحب سے سنا کہ اس کی بنیاد قرآن حکیم کی ان دو نہایت مختصر آیات پر ہے ۔ یہ آیۃ کا ٹکڑا ہے جس میں مشورے کا ذکر ہے ۔ "والذین شاورۃ بینھم" کہ وہ لوگ ہیں کہ جو باہمی مشورہ کرتے ہیں اجتماعی معاملات میں ۔ اس کے مقابلے میں ، یہ تو ان کی صفت بیان کی ہے پابندی نہیں ، لیکن جن اصولوں سے سوشلزم مشتق ہے وہ عدل اور انصاف کے اصول ہیں ۔ ڈاکٹر صاحب ' ان کے بارے میں کیا صیغہ استعمال ہوتا ہے ۔ یامر بالعدل والاحسان ۔ اللہ امر کرتا ہے ۔ حکم دیتا ہے بابا ، سوشلزم کے لئے تو حکم آیا ہے ۔ وہ ایک اور بات کہتے ہیں ۔ وہ کہتے ہیں کہ آئین میں سوشلزم غالب ہو گیا ہے ۔ لہذا سوشلزم کی بات کرنا غیر آئینی بات ہے ۔ آئین کی دفعہ 3 کیا کہتی ہے جو کارل مارکس نے "Principles of Gotha & Communist Manifesto" میں کہا کہ ہر شخص سے اس کی صلاحیت کے مطابق کام لیا جائے اور اسے اس کے کام کے مطابق اجر دیا جائے ۔ کیا کہتا ہے آپکا منشور ؟ کیا کہتا ہے آپکا دستور ؟ اس کی دفعہ 3 کیا کہتی ہے ؟ پاکستان میں ایسا نظام بنایا جائے

کا جس میں ہر شخص سے اس کی صلاحیت کے مطابق کام لیں گے اور ہر شخص کو اس کے کام کے مطابق اجرت دیں گے ۔ کیا فرق ہے دونوں میں لفظوں کے پجاریو ، لفظوں سے خوف کھانے والو ، ڈرپوکو ، لفظ کی بات پر جاتے ہو ؟ لفظوں کا کیا ہے ۔ لفظوں کے اندر چھپے ہوئے معنی میں جاؤ ۔ تم نے قرآن کو وظیفہ بنا دیا وہ قرآن کی روح ، جو انسانوں کے اندر اور باہر سے تبدیل کرنے آئی تھی ، جو پہاڑوں پر نازل کی جا رہی تھی تو پہاڑ خوف سے ریزہ ریزہ ہو رہے تھے کہ ہم اس ذمہ داری کو نبھا سکیں گے یا نہیں ۔ جب قرآن حکیم میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا تھا تو اس کے اندر چھپے ہوئے معنی کے بوجھ سے حضور فرمایا کرتے تھے کہ میرے اوپر جیسے پہاڑوں کا بوجھ پڑ جاتا ہے اور ساتھی حضور کے اوپر چادر دے دیا کرتے تھے ۔ یہ وحی کی ہیبت تھی ۔ اس وحی کو تم یوں اٹھاتے ہو ۔ سروں اور آنکھوں پر لگاتے ہو اور کہتے ہو کہ اس کا حق ادا کر دیا ! خدا کہتا ہے کہ پہاڑوں کا سینہ شق ہو جاتا ہے لیکن یہ سنگ دل ایسے ہیں کہ اگر انہیں سناؤ تو خدا کا کلام سننے سے بھی ان کے دل نہیں پگھلتے ۔ تم جو اسلام کے ٹھیکیدار بنے ہو ، تم ہو وہ سنگدل جنہوں نے قرآن کو سروں پر اٹھایا ہوا ہے ۔ لیکن مجال ہے کہ قرآن کے پیغام کو کبھی تم اپنے دل کے آمنے سامنے ہونے دو ۔ ہونے دیتے ہو تو تمہارا شیشہ دل اب تک چکنا چور نہ ہو چکا ہوتا ہم عاشقوں کی طرح ؟ نہیں ، جنہوں نے قرآن کو اپنے روبرو دیکھا ہے ان کی یہ صفت ہے کہ ان کے دل اس کی ہیبت سے چور چور ہو جاتے ہیں اور اسی لئے جب وہ قرآن کی ہیبت سے چور چور ہوتے ہیں ۔ تو جب آپ ہنس کر یا چلا کر حملہ کرتے ہیں تو تب بھی اس دل پر کوئی خاص اثر نہیں ہوتا ۔ اس لئے میں اپنے ان دوستوں کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں ، نہ وہ خلاف اسلام ہے نہ وہ خلاف قرآن ہے ، نہ وہ خلاف رسول ہے اور نہ وہ خلاف آئین ہے ، بلکہ جو بات ہم نے یہاں اٹھائی ہے وہ وہی ہے جس کے لئے پاکستان بنایا گیا تھا اور جس کے لئے ذوالفقار علی بھٹو نے یہ تحریک اٹھائی تھی ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! بہت وقت ہو چکا ہے ۔ بہت باتیں ہو چکی ہیں ، اس لئے میں کوشش کروں گا کہ میں بہت زیادہ تفصیلات میں نہ جاؤں اور باتوں کو نظریاتی سطح ہی پر رہنے دوں ۔ جب بجٹ پیش ہوتا ہے تو ، میں نے کہا تھا ، ترقیات کا بھی ذکر ہوتا ہے ۔ ترقیات کا ایک اور چیز سے تعلق ہے ۔ وہ یہ ہے کہ حالات کیسے ہیں ۔ اگر حالات اچھے نہ ہوں تو ترقیات پر اثر ہوتا ہے ۔ لیکن میں ہمیشہ ایک بات کہتا رہتا ہوں ۔ وہ یہ ہے کہ یاد رکھو ، اگر ترقی نہیں ہوگی تو حالات بھی بہتر نہیں ہوں گے ۔ اگر نظم و نسق کی فکر کرتے ہو تو نظم و نسق اس لئے بھی بگڑتا ہے کہ کچھ زبردست ہوتے ہیں اور کچھ زیردست۔ اگر یہ تفریقات نہیں مٹاؤ گے تو یہ لوٹ کھسوٹ جاری رہے گی ۔ اگر اس نظام کو نہیں بدلو گے ۔ اور یہ نظام قائم رہے گا جس میں فضیلت اس کو ہے جس کے پاس زیادہ زر اور زیادہ زمین ہے تو پھر کبھی تم اپنی معیشت یا اپنی معاشرت میں امن اور آشتی نہیں پیدا کر سکتے ۔ نظم و نسق اور ترقی کا ایک رشتہ ہے ۔ نظم و نسق اس وقت خراب ہوتا ہے جب مساوات نہیں ہوتی ۔ جب دولت کی صحیح تقسیم نہیں ہوتی ۔ جب ترقی بڑے بڑے شہروں تک محدود ہو جاتی ہے اور دریاؤں کے پانی کی طرح نیچے کھیتوں پر نہیں پہنچتی ۔ اس لئے ہم نے کیا کیا ؟ ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ ترقی کو ہم دور دیہات میں لے جائیں ۔ ہم نے اسے بڑے شہروں تک محدود نہیں رکھا ۔ آپ کو ابھی نظر نہیں آتی ، اس لئے کہ ابھی اس کی فصل کا بیج بویا گیا ہے ۔ ابھی تو بمشکل اس پر سہاگہ پھیرا گیا ہے ۔ ابھی تو اس کو پہلا پانی بھی نہیں ملا ۔ ابھی تو بیجوں نے آنکھیں بھی نہیں کھولیں ۔ اس لئے میرے بہت سے دوست اس کسان کی طرح جو مٹی کی تاریکی میں بیج کو چھوڑ کے آ گیا ہے اور اس مخمصے میں ہے کہ کون اسے پالے گا ، ابھی وہ بھی اسی مخمصے میں ہیں ۔ لیکن یاد رکھیے ، ایک رب ہے ، جس کا کام ہی پالنا ہے۔ اگر کسی نے محنت سے ، دیانت سے ، اخلاص سے ترقی کے بیج بوئے ہیں تو اس کی فصل ضرور اگے گی ۔ انشاء اللہ پاکستان میں یہ فصل اگتی رہے گی ، کیونکہ قائد عوام اور ان کے ساتھیوں نے اس

فصل کو بونے کے لئے اپنا خون جگر تک صرف کر دیا ہے۔
(نعرہ ہائے تحسین) ۔

جناب والا! بہت سے دوستوں نے یہ کہا ہے کہ آپ کو چاہئے کہ آپ غیر ترقیاتی بجٹ کو کم کریں ۔ میں نے اس دفعہ وضاحت کرنے کی کوشش کی کہ غیر ترقیاتی بجٹ دراصل خدماتی بجٹ ہوتا ہے ۔ تعلیم کے شعبے کو لیں ۔ استادوں کی جتنی بھی تنخواہیں ہیں وہ غیر ترقیاتی بجٹ سے دی جاتی ہیں ۔ آپ لوگ اپنی میونسپلٹیوں کو جانتے ہیں ۔ عملہ صفائی ہے ۔ اس بجٹ سے اس کو تنخواہ دی جاتی ہے ۔ ڈاکٹروں کو اسی بجٹ سے تنخواہ دی جاتی ہے ۔ آپ اس کو گھٹانا چاہتے ہیں تو کیا آپ ڈاکٹر گھٹانا چاہتے ہیں ؟ کیا آپ استاد گھٹانا چاہتے ہیں ؟ کیا آپ صفائی کے عملے کو کم کرنا چاہتے ہیں ؟ سوچیں ! کیا آپ پولیس کو کم کرنا چاہتے ہیں ؟ کیا تھانوں کی حالت بہت اچھی ہے ؟ کیا تھانے اصطبل سے زیادہ برے نہیں ؟ کیا تھانے کے سازو سامان کی یہ حالت نہیں کہ ایف ۔ آئی ۔ آر لکھنے کے لئے وہاں کاغذ بھی نہیں موجود ہوتا ؟ کیا یہ تمام اخراجات کم کرنا چاہتے ہیں ؟ ضرور کم ہوں گے ۔ اس کے لئے میں اعلان کرتا ہوں کہ ایک بچت کمیٹی فنانس منسٹر اور اس کے تحت اے ۔ سی ۔ ایس ، چیف سیٹلمنٹ کمشنر اور فنانس سیکرٹری پر مشتمل بنا دی جائے گی اور جیسے میں نے پہلے بجٹ میں ایسی ہی ایک کمیٹی بنا کر دو کروڑ اکسٹھ لاکھ کا جو اس بجٹ میں خسارہ تھا ، اس کو پورا کیا تھا ، انشاء اللہ تعالیٰ مجھے یقین ہے ، کہ جب یہ کمیٹی صحیح طریقے پر کام کرے گی تو اگلے سال دو کروڑ اکسٹھ لاکھ روپے کے مقابلے میں کم از کم پانچ کروڑ روپے کی ضرور بچت کر سکے گی ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

آپ نے اپنی تقریروں میں بجٹ پر اور اپنے علاقوں کے منصوبوں کے بارے میں بہت سی باتیں کی ہیں ۔ مجموعی طور پر شکایت ایک ہی ہے ۔ سڑکیں کم ہیں ، رورل واٹر سپلائی سکیمیں اور ہونی چاہییں ، ہاؤسنگ کی سکیمیں کم ہیں ، صنعت کو اور زیادہ پھیلاؤ میں آنا چاہئے ۔ میرے علاقے میں بھی

— صنعت لگنی چاہئے ، میڈیکل پیشے سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹر نرسیں کم ہیں ' اساتذہ کی کمی ہے - یہ جنرل باتیں ہیں جو کی گئیں - گزارش یہ ہے کہ بجٹ آپ کے سامنے ہے - ہم نے کوشش کی ہے کہ بڑے منصفانہ انداز سے پنجاب بھر کے تمام علاقوں کے لئے اسے تقسیم کیا جائے - یہ تقسیم ہمارے لئے اس لئے بھی لازم ہو گئی تھی جب جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اور میں نے ، میرے ساتھیوں نے اور حکومت کے عمال نے پنجاب کے مختلف علاقوں کا دورہ کیا تو ہر علاقے میں مسائل کی فہرستیں بنیں - اور ان تمام فہرستوں کے سلسلے میں جناب قائد کے باقاعدہ احکام صادر ہوئے اور احکام کے لئے کوشش کی ہے ، وہ کسی بھی علاقے کے تھے ، کہ ان پر منصوبے بنائے جائیں - اس لئے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کسی علاقے کو خاص طور پر نظر انداز کیا گیا ہو - اس لئے اگر کوئی منصوبہ رہ گیا ہے تو وہ اس لئے رہ گیا ہے کہ آپ کے پاس اتنی ہی رقم تھی - اگر اس سے زیادہ رقم ہوتی تو وہ منصوبہ بھی بن جاتا - پھر بھی ' میں نے کہا ہے ، بہت زیادہ منصوبے بنانے کی نسبت یہ زیادہ بہتر پالیسی ہے کہ جو منصوبے بنے ہیں ان کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کی جائے - بجائے اس کے کہ چار سڑکیں ایک علاقے میں ایک ساتھ شروع کر دی جائیں ، آدھ آدھ میل ہر سڑک پر مٹی کا کام ہو ، ایک پانی کا ریلا آئے ، ایک بارش آئے اور سب مٹی کا کام بہا کر لے جائے - اس سے زیادہ بہتر ہے کہ آپ کے علاقے میں جو ایک سڑک شروع ہوئی ہے وہ اول سے لے کر آخر تک مکمل ہو جائے ، آپ کی فلیک ٹاپنگ ہو جائے تاکہ کم از کم جو رقم آپ نے اس پر خرچ کی ہے وہ محفوظ ہو جائے اور ایک منصوبہ واقعی پایۂ تکمیل تک پہنچ جائے - اس لئے اس سال ہم نے بہت سے نئے منصوبے شروع کرنے کے بجائے زیر تکمیل منصوبوں کو تکمیل تک پہنچانے کی پالیسی اپنائی ہے اور یہ پالیسی جناب قائد نے ہمیں دی اور مرکزی حکومت نے ہمیں دی اور ہم نے کوشش کی ہے کہ آپ کے علاقوں میں ' جب اگلے سال آپ یہاں بیٹھے ہوں تو بجائے یہ کہنے کے کہ تمام منصوبے اسی طرح ادھورے پڑے ہیں ، اب ہمیں یہ نوید دے سکیں کہ

کم از کم ان میں سے آدھے پورے مکمل بھی ہو گئے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ پالیسی پہلی پالیسی کے مقابلے میں زیادہ جان دار اور موثر ثابت ہوگی۔

ایک بات بعض دوستوں نے خاص طور پر کہنی ضروری سمجھی۔ اس میں میری ذات کا بھی ذکر کیا گیا۔ میں اسے کسی بھی اونچے پیڈسٹل پر بیٹھ کر بیان نہیں کرنا چاہتا۔ میں یہ نہیں کہنا چاہتا کہ جن لوگوں نے جمہوریت کے بارے میں سوچا اور حکمرانوں کے بارے میں سوچا انہوں نے ازل سے یہ اصول سامنے رکھا کہ وہی شخص بہترین حکمرانی کر سکتا ہے جو بے غرض ہے۔ جس کی اپنی اغراض نہیں۔ اس لئے جب میں یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے فضل و کرم سے سوائے اللہ کے نام کے، اللہ کی زمین اور اللہ کے آسمان کے نیچے کچھ نہیں، تو یہ کہنے کا مطلب صرف ایک ہے کہ خدا کے فضل و کرم سے میں اپنے ذاتی مفادات اور اغراض سے ایک حد تک بے نیاز ہو سکتا ہوں۔ اس لئے کہ میں اس کو نہ تو افلاطون کے حوالے سے بتانا چاہتا ہوں کہ اس نے فلاسفر کنگ کے بارے میں کیا کہا تھا کہ وہ ایسا آدمی ہونا چاہئے جو خود اس کا خواہش مند نہ ہو۔ اس کو لوگ جا کر کہیں کہ آپ آئیں اور آپ یہ کام کریں اور اس کی کوئی غرض اس معاملے میں شامل نہ ہو۔ میں اس سطح پر اس مسئلے کو نہیں چھیڑنا چاہتا۔ لیکن چونکہ اس ملک کے خالق کا نام لیا گیا ہے۔ قائد اعظم کی تصویر کی جانب اشارہ کر کے کہا گیا ہے تو میں یہی عرض کروں گا کہ قائد اعظم! آج آپ زندہ ہوں اور آپ یہ محسوس کریں یا پنجاب کے عوام یہ محسوس کریں کہ آپ کو پنجاب کا وزیر اعلیٰ ہونا چاہئے تو میرے کچھ دوست آپ کو وزیر اعلیٰ دیکھنا پسند نہیں کریں گے، کیونکہ آپ بھی زمیندار طبقے سے نہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

ہم نے ناچیز سی کوشش کی ہے کہ ترقی کا رخ دیہات کی جانب جائے اور شائد اس لئے کیا ہے کہ میں جانتا ہوں کہ دیہات کی ضروریات کیا

ہیں اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ شہروں کی ضروریات کیا ہیں ایک فاضل دوست نے یہ بھی کہا تھا کہ صاحب ، آپ شہروں میں سستا آٹا کیوں دیتے ہیں - ایک طرف آپ کہتے ہیں گندم کی قیمت بڑھا دو ، گنے کی قیمت بڑھا دو ، آٹھ روپے کر دو ، دو روپے سے آٹھ روپے چار گنا اور یہ کتنے فی صد ہوا؟ چار سو فی صد ، اور دوسری طرف کہتے ہیں کہ مہنگائی بہت ہو گئی ہے - مہنگائی کا خاتمہ ہونا چاہئے - جب سے پیپلز پارٹی کی حکومت آئی ہے مہنگائی بہت ہو گئی ہے - قبلہ ، گنے کی قیمت بڑھے گی ، گندم کی قیمت بڑھے گی ، چاول کی قیمت بڑھے گی تو شہروں میں بھی مہنگائی کی صورت یہی ہوگی - صنعتی مال بھی جو زرعی مال سے خام مال سے بنایا جاتا ہے اس کی قیمت بھی اسی طرح بڑھے گی - یعنی یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کپاس کی قیمت بڑھ جائے اور کپڑا سستا ہو ؟ نہیں قبلہ ، یہ نہیں ہو سکتا اور اگر آپ کئی کئی گنا اپنی اجناس کی قیمتیں بڑھائیں گے تو وہ غریب لوگ جو شہروں میں بیٹھے ہیں جن کی تنخواہیں اتنے گنا نہیں بڑھیں ، کیا ہم انہیں سستا آٹا دینے سے بھی گریز کریں؟ نہیں قبلہ ، انہیں ہی دیکھیں گے اور ہم اس بات کا بھی خیال رکھیں گے کہ دیہات کی ترقی ہو - یہی مساوات ہے - طبقات اور علاقوں کے درمیان یہ مساوات بھی ہونی چاہئے اور اس مساوات کو بھی انشاءاللہ تعالیٰ ہم پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور کے مطابق ، اس کی روشنی میں اور جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں عمل میں لائیں گے ۔ اس لئے زراعت کے سلسلے میں ہمارا رویہ ایک معتدل رویہ ہونا چاہئے - اگر ہم افراط زر پر قابو پانا چاہتے ہیں اور ہمارے قائد نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اب deficit financing نہیں ہوگی - کاغذی نوٹوں سے کام نہیں چلایا جائے گا - اب ٹھوس بنیادوں پر معیشت کو استوار کیا جائے گا - تو پھر اس کے لئے لازمی ہے کہ معیشت میں استحکام لایا جائے اور استحکام کی ضرورت ہے لوگوں کو قیمتوں کے بڑھنے کی ضرورت نہیں ہے اور اب موقع ہے کہ ساری دنیا میں ایک معیشی استحکام کی فضا پوری ہو رہی ہے - اس لئے اس موقع پر ہمیں یہی دیکھنا ہے - ذرا اپنی خواہشوں کو

تھوڑی تھوڑی لگام دینی ہے ۔ جو تنخواہ دار ہیں انہیں تنخواہ بڑھانے کے مطالبے کے سلسلے میں ، جو پیدا کار ہیں انہیں اپنی پیداوار کی قیمتوں کی صورت میں ، جو صنعت کار ہیں انہیں صنعتوں کی صورت میں سب کو اپنے منافقوں پر تھوڑی تھوڑی گرفت کرنی ہوگی تاکہ آپ کی معیشت استحکام پائے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ آنے والے دور میں یہی معیشت کا بنیادی نکتہ ہونا چاہئے اور اب قیمتوں کے بڑھانے پر نہیں ، ان کو ایک توازن پر لا کر ان کے استحکام پر بات کرنی چاہئے اور مجھے یقین ہے کہ ہمارے تمام فاضل بھائی اس ایوان کے معزز اراکین اپنی اپنی سطح پر اپنے ملک اور اپنے صوبے کی معیشت کو استحکام دینے کے لئے جناب قائد عوام کا ساتھ دیں گے ۔

جناب والا ! پیپلز ورکس کے بارے میں بہت باتیں کی گئیں ۔ اول تو بھائی ، آپ دوست خود اس کے کرتا دھرتا ہیں ۔ آپ لوگ اس میں بیٹھیں ، اس میں حصہ لیں ۔ آپ لوگ اگر مجھ پر اتنی خوشی سے تنقید کرتے ہیں تو اپنے ساتھیوں پر بھی تھوڑی سی تنقید کریں اور اگر میں آپ کی تنقید خندہ پیشانی سے برداشت کرتا ہوں تو ہمارے ان ساتھیوں کو بھی جو پیپلز ورکس کے سربراہ ہیں یہ تنقید خندہ پیشانی سے برداشت کرنی چاہئے اور جہاں کہیں گھپلا ہے بتائیں ۔ اول تو آپ خود ان پر ہاتھ ڈالیں ۔ ورنہ مجھے بتائیں اور میں نہ ڈالوں تو مجھ پر ہاتھ ڈالیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

تمام دوستوں نے سپاہ خدمت کی بے خدمتی کی بات کی ہے ۔ اگر آپ کو یہ پکی طرح علم ہے کہ یہ لوگ کوئی خدمت انجام نہیں دے رہے تو انہیں خدا حافظ کہنے کی اجازت ہے ؟

آوازیں : اجازت ہے ۔

قائد ایوان : تو پھر ٹھیک ہے ، خدا حافظ ۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس طرح سے آپ کو پبلک ورکس پروگرام کی مد میں دو کروڑ روپے اور مل جائیں گے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! دو اور اہم موضوع ہیں جن کے سلسلے میں یہاں بڑی تفصیل سے بات جیت ہوئی ہے ۔ ایک ہے ۔ رجسٹریشن اور دوسرا آبیانہ ۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب کوئی فنانس منسٹر ٹیکس proposals پیش کرتا ہے تو بمیشہ یہ تجاویز بہت نامقبول ہوتی ہیں ۔ لیکن رجسٹریشن کے بارے میں جو تجاویز اس بجٹ میں آئی تھیں ، اول تو وہ نیا ایک ٹیکس لگانے کی حد تک نہیں ، بلکہ اس ٹیکس میں جو لگ چکا تھا اس میں کمی کے مترادف ہے ۔ اس لئے مجھے علم ہے کہ بہت سے دوستوں نے اسے پسند بھی کیا ۔ لیکن اس کے باوجود جیسے میں نے کہا کہ فنانس منسٹر کی بھی ایک انا ہوتی ہے اور جب وہ ایک ٹیکس لگاتا ہے تو اس کا جی چاہتا ہے کہ اب یہ ٹیکس لگا رہے ۔ اس میں کوئی بھی کمی کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا لیکن خوش قسمتی سے یا بیچارے فنانس منسٹر کی بد قسمتی سے جو شخص فنانس منسٹر ہے وہ ساتھ ہی چیف منسٹر بھی ہے ۔ اس لئے چیف منسٹر ہوتے ہوئے اسے یہ بھی پتا چل جاتا ہے کہ کہیں کہیں یہ جوتا لگ رہا ہے ۔ اس لئے اس اعتبار سے ہم نے فنانس منسٹر کو منوایا ہے کہ وہ کچھ دائروں میں اور زیادہ رعائت کرے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) چنانچہ عزیزان من ، ہم نے رجسٹریشن کے سلسلے میں ٹیکس کو بالکل کم کر دیا ہے ۔ پانچ سے ایک کر دیا ہے اور اس صورت میں کچھ ادارے ایسے ہیں جن کو ہم رجسٹریشن کے سلسلے میں اب exemption دے دیں ۔ یہ اس طرح کے ادارے ہیں جن کے وراثت کے کیسز ہیں ۔ ان کو رجسٹریشن کی کوئی ضرورت نہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) پھر تملیک کے سلسلے میں ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ پچیس ایکڑ تک ، خواہ وہ بارانی ہو یا خواہ

کیسی ہو ، تملیک کے جتنے بھی کیسز ہوں گے ان کو بھی رجسٹریشن سے بری کر دیا جائے گا ۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا ! اسی طرح ایکسچینج کے سلسلے میں ، زمین کی جو تبدیلی ہوتی ہے اس کے سلسلے میں بھی چھ ایکڑ تک کی تمام transactions کو لازمی رجسٹریشن سے نکال لیا ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا ! تقسیم کے جتنے بھی کیسز ہوتے تھے ، خواہ وہ کتنی زمین پر اس میں ایکڑوں کی قید نہیں ، تقسیم کے جتنے بھی کیسز ہیں ان کو بھی لازمی رجسٹریشن سے نکال لیا گیا ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا ! consolidation یعنی اشتراکی ملکیت کے بھی جتنے کیسز ہیں ان کو بھی لازمی رجسٹریشن سے نکال لیا ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور اس کے ساتھ ہی ہم نے وہ وعدہ بھی نبھایا ہے کہ ہم اس کے طریقہ کار کو آسان کریں گے ۔ اس پر بھی غورو فکر کر کے ہم نے چند قوانین اور رولز اس کے لئے بنائے ہیں ۔ بورڈ آف ریونیو نے ہدایات جاری کر دی ہیں کہ اگر کسی کو اپنی رجسٹریشن کی فرد فوری طور پر مہیا نہ کی گئی ہو تو متعلقہ پٹواری یا اہلکار کے خلاف ضابطے کے مطابق فوری کارروائی کر کے اسے ملازمت سے علیحدگی یا برخواستگی کی سزا دی جائے گی ۔ (نعرہ ہائے تحسین) یہ اجازت بھی دے دی گئی کہ اگر یہ پٹواری یا نیچے کا عملہ کوئی ہیچ پیچ کرتا ہے تو اراضی کی فرد تحصیل کے دفتر سے بھی حاصل کی جا سکتی ہے ۔ اس وقت اشٹام فروش صرف ایک سو روپے کا اشٹام ایک شخص کو فروخت کر سکتا ہے ۔ اس کی وجہ سے بھی لوگوں کو رجسٹری کرانے کے لیے بڑے بڑے دفتروں کے چکر کاٹنے پڑتے ہیں ۔ تو جناب والا ! اس حد کو بڑھا کر ایک ہزار روپے کے اشٹام تک اونچا کر دیا گیا ہے ۔ اس طرح 33 ہزار روپے کی اراضی کی transaction نیچے کے اشٹام فروش کے لیول تک ہو سکتی ہے اور چونکہ دیہاتی علاقوں کی بیشتر آبادی ناخواندہ ہے اس لیے انہیں دستاویزات وثیقہ نویسوں سے لکھوانی پڑتی ہیں ۔ اللہ کے فضل و کرم سے سنا ہے کہ تحصیلداروں سے زیادہ یہ لوگ کماتے ہیں ۔ اس کے لیے ہم نے یہ کیا ہے کہ جتنی تحریریں ہوتی ہیں ، ان تمام کو فارموں کی شکل دے

دی گئی ہے اور یہ فارم نہایت معمولی قیمتوں پر مثلاً ایک ایک دو دو تین تین چار چار آنے پر مل سکیں گے ۔ نعرہ ہائے تحسین فیس انتقال کی ادائیگی بذریعہ کورٹ فیس کی جائے گی جو تحصیل بھیجنے والی نقل پر چسپاں کر دی جائے گی۔ اس صورت میں اب یہ ذمہ داری حلقہ کے ریونیو آفیسر پر ہو گی کہ وہ رجسٹری دستاویز انتقال کر کے اسے منظور کرے اور اس پر عمل درآمد کرے۔ امید ہے، اس طریقے سے ان دوستوں کو جو دیہات میں رہتے ہیں اور رجسٹریشن کے نئے قوانین کے تحت کوئی دقت محسوس کرتے تھے ، انہیں بقول آپ کے بڑا آرام ہو جائے گا ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! آبیانہ کی بھی بات کی گئی۔ آبیانے کا مسئلہ ایسا ہے کہ اس میں بہت سے مغالطے ذہنوں میں ہیں۔میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ تھوڑے صبر کا مظاہرہ فرمائیں تو میں ان مغالطوں کو دور کرنے کی کوشش کروں۔ کہا گیا ہے کہ جب زمینوں کی قوت برداشت (intensity) جدا جدا ہے اور پانی کی مقدار بھی مختلف علاقوں میں مختلف ہے، ہر نہر پر الگ الگ intensity ہے تو پھر آبیانے کی شرح یکساں کیوں رکھی گئی ہے؟ جناب والا ! آبیانہ اس بنا پر نہیں لیاجاتا کہ آپ کی دس ایکڑ زمین ہے اور ہر ایکڑ پر آپ کو دو کیوسک پانی ملتا ہے ۔ اس بات پر ہم آبیانہ نہیں لیتے کہ آپ کے دس ایکڑ ہیں ۔ اگر آپ ہر ایکڑ کو پانچ کیوسک پانی دینا چاہتے ہیں ، اس صورت میں پانی جو آپ کو ملتا ہے وہ اگر فرض کیجیے تھوڑا ہے آپ نے اپنے پانی سے فصل پکانی ہے ۔ آپ نے کھیتوں میں چھڑکاؤ تو نہیں کرنا ۔ فصل جتنے پانی میں پکے گی اتنا ہی پانی آپ اس کو دیں گے ۔ اس لیے جتنے کھیتوں میں پانی آپ لگاتے ہیں اور اس میں فصل کاشت کرتے ہیں ۔ اور وہ فصل آگتی ہے اور آپ اسے برداشت کرتے ہیں ۔ اس کھیت پر ہم آبیانہ نہیں لیتے ۔ اگر آپ کے دس مربعے ہیں ۔ آپ ایک مربعے میں پانی لگاتے ہیں ۔ کیونکہ آپ کے ہاں پانی کم ملتا ہے ۔ باقی آپ کھلا چھوڑ دیں تو ہم تو آپ کے صرف ایک مربعے پر جو آپ نے کاشت کیا ہے اس پر آبیانہ لگائیں گے ۔ باقی آپ کے نو مربعوں پر تو آپ سے آبیانہ نہیں مانگیں گے ۔ اس لئے کسی کو پانی فرض کیجیے کہ

دس کیوسک ملا ہے اور اس نے صرف دو کھیتوں میں وہ دس کیوسک پانی دے دیا تو اس کی مرضی ۔ اس نے تین کھیتوں میں وہ دس کیوسک پانی لے کر وہ فصل آگائی تو اس کی مرضی ۔ اس نے دو کھیتوں میں پانی لگایا کم تھوڑا تھا اور صرف دو ایکڑوں میں اس کی فصل پک سکتی تھی تو اس صورت میں ہم دو پر ہی آبیانہ لگائیں گے ۔ کہتے ہیں کہ ہماری زمین اچھی نہیں ۔ اس پر فصل ہی نہیں آگتی پانی بھی دیں تب بھی تو جناب والا ! اب کوئی مغالطہ نہیں ہونا چاہیے ۔ جس کھیت میں پانی لگایا گیا جس میں آپ فصل بوئیں گے ' اول تو اس پر آبیانہ لگے گا ۔ اگر وہ فصل ٹھیک نہیں تو آپ کو باقاعدہ اس کا خرابہ دیا جائے گا ۔ اور اس کا آبیانہ بھی نہیں لیا جائے گا ۔ (نعرہ ہائے تحسین ۔) جناب والا ! بہت سے علاقوں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ صاحب وہاں بڑی بڑی زرخیز زمینیں ہیں ۔ وہاں بھی اتنا ہی آبیانہ اور لائلپور میں بھی اتنا ہی آبیانہ ہے ۔ ساہیوال میں بھی اتنا ہی آبیانہ ہے ادھر جھنگ اور ڈیرہ غازی خان میں بھی اتنا ہی آبیانہ ! تو قبلہ ذرا ملاحظہ فرمائیے کہ سالانہ نہروں میں سے ملتان ، لائلپور ، لاہور ، شیخوپورہ وغیرہ نہروں میں پانی کی شرح کیا ہے ؟ یہاں پانی کی شرح تین یا اس سے بھی کم کیوسک فی ہزار ایکڑ ہے ۔ ان علاقوں میں اور ان کے مقابلے میں وہاڑی ، پاکپتن ، بہاول نگر وغیرہ نہروں میں 3·6 ، پنجنند عباسیہ کی نہروں میں 4·2 ششماہی نہروں میں ۔ سرگودھا گجرانوالہ کے اضلاع میں 4·3 ستلج کی نہروں میں 5·5 اور ڈیرہ غازی خان کی نہروں میں 6.36 اور مظفر گڑھ کی نہروں میں 9 کیوسک پانی کی intensity ہے ۔ اگر وہاں زمین نہیں اچھی اور خشک ہے تو وہاں اس کے پانی کی intensity بھی زیادہ رکھی گئی ہے اور اس بات کا بھی خیال رکھا گیا ہے اور اس کے باوجود ہم نے یہ دیکھ کر کہ یہ علاقے پسماندہ ہیں ششماہی نہریں ہیں ان کو دقت ہوتی ہے اس لیے ہم نے یہ سوچا کہ باقی جگہوں پر چونکہ باقی لوگوں کے مقابلے میں ان کو خریف میں زیادہ پانی ملتا ہے تو اس کا ریٹ تو برابر رکھا 6:36 یا 9 یا 3 کیوسک سے بھی کم بعض علاقوں میں ہے ' میں نے بتایا ہے کہ لائل پور

ایریا میں ۔ اس کے مقابلے میں تین گنا لیکن ریٹ برابر کہ بھئی پسماندہ علاقہ ہے اور ربیع میں کیا گیا ؟ ربیع میں یہ کیا کہ ششماہی نہریں ہیں ۔ ربیع میں صرف ایک کیوسک پانی ملتا ہے اور اس کے بعد جتنا پانی ملتا ہے ان کو الگ الگ چارج کیا جاتا ہے ۔ ہم نے ان سب کو ملا کر باقی علاقوں میں ربیع کا ریٹ 25 رکھا ۔ لیکن اب علاقوں میں ریٹ کیا رکھا ؟ ساڑھے بارہ ۔ لیکن آج میں انتہائی خوشی سے یہ اعلان کرتا ہوں کہ ہم نے اس پر مزید غور کیا ہے اور ہم نے ششماہی نہروں کے علاقوں میں جہاں پہلے ہی پچیس کے مقابلے ہیں ساڑھے بارہ ریٹ تھا اس کو مزید گھٹا کر ہم نے ساڑھے بارہ کے بجائے دس کر دیا ۔ (نعرہ ہائے تحسین ۔) اور اس طرح سے جو ساڑھے بارہ ایکڑ سے کم کے مالک تھے اور جن کا دس روپے ریٹ تھا ان کے ریٹ کو آٹھ روپے کر دیا ۔ (نعرہ ہائے تحسین ۔) جس سے آپ کے صوبے اور آپ کے بیچارے غریب وزیر خزانہ کو کروڑ یا ڈیڑھ کروڑ روپے کے ضیاع کا آج ہاتھ لگ گیا لیکن آپ دوستوں اور آپ کے علاقوں کی ضروریات کے سامنے یہ کروڑ یا ڈیڑھ کروڑ کوئی حیثیت نہیں رکھتا اور اس کا اعلان کرتے ہوئے مجھے بڑی خوشی ہے ، کیونکہ یہی ہمارے قائد کی خوشی ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین ۔)

رانا پھول محمد خان ۔ جناب سپیکر ! میں نکتہ وضاحت پیش کرتا ہوں ۔ جناب وزیر اعلیٰ صاحب یہ خیال نہ فرمائیں کہ میں ان کی تقریر میں کوئی مداخلت کر رہا ہوں ۔ لیکن ضلع لاہور کا معاملہ تو چراغ تلے اندھیرے والا معاملہ ہے ۔ آپ نے سکارپ ایریا میں جو رعایت دی ہے کہ ٹیوب ویل اور نہری آبیانہ ایک کر دیا ہے اس میں آپ نے میرے علاقے کو محروم رکھا ہے ۔ راجباہ نیاز بیگ پر ٹیوب ویل او نہر دونوں کا آبیانہ الگ الگ لگا دیا ہے تو جناب والا ! میں گزارش کروں گا کہ اس کو بھی اس میں شامل کر لیا جائے ۔ میں مشکور ہوں گا ۔ یہ میں آپ کے نوٹس میں اس لیے لایا ہوں کہ وہ سکارپ ایریا میں شامل نہیں اور اس کا حساب اب سکارپ والا ہے ۔ اس لیے آپ اس پر غو فرمائیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ آپ کل میرے پاس تشریف لائیں ....

رانا پھول محمد خان - جناب والا ! وٹو صاحب کو میں عرض کر دوں ؟

وزیر اعلیٰ - انہیں میرے پاس آنے میں کیا پرہیز ہے ؟ میرے پاس آ جائیں -

رانا پھول محمد خان - میں وزیر آبپاشی سے اپنے علاقے کی بات کر رہا ہوں -

وزیر اعلیٰ - تو اچھا ، وہ آپ سے بات کر لیں گے -

جناب والا میں نے ایک نظریہ کے متعلق کہا تھا اور میں اس پر واپس آنا چاہتا ہوں - جس حکیم پاکستان کے حوالے سے آج یہاں بہت سی باتیں ہوئیں میں اپنی تمام گزارشات اس کے افکار سے ختم کرنے کی اجازت چاہتا ہوں - جناب والا ! یہ علامہ اقبال تھے جنہوں نے ”بال جبرائیل“ میں لینن کو خدا کے حضور میں پیش کیا اور پہلے تو یہ بتایا تھا کہ لینن بڑا زندہ دل انسان تھا - اس کی اگلے جہان میں جا کر آنکھیں کھل گئی ہیں اور اس نے پہچان لیا کہ کلام حق صرف اتنا نہ تھا کہ صرف اتنا کہہ دیا جائے کہ لاالہ - بلکہ کلام حق اس وقت پورا ہوتا ہے جب لاالہ الااللہ کہا جائے - جناب والا ! ہم بھی اسی نظریہ کے حامل ہیں - جب ہم اکیلے سوشلزم کی بات کرتے ہیں اور جو لوگ اکیلے سوشلزم کی بات کرتے ہیں دراصل وہ کلمہ کا ایک حصہ لا اللہ کہتے ہیں - لیکن چونکہ یہ کلمے کا حصہ ہے کہ کوئی خدا نہیں ، اور اس لئے یہ بھی حق ہے ، اسے آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا - الا اللہ کی باری بعد میں آنے گی جب تک آپ لا اللہ نہیں کہیں گے ، الا اللہ نہیں ہو گا - اس طرح کلمہ پورا نہیں ہو گا - اس لئے کیا کیا جائے کہ اگر اسلام کا کلمہ پڑھنا ہے تو سوشلزم کا کلمہ پڑھنا پڑے گا - پہلے کہنا پڑے گا لا اللہ کوئی سرمایہ دار ، جاگیردار کوئی خدا نہیں بن سکتا - کوئی فرعون خدا نہیں بن سکتا - کوئی قارون خدا نہیں بن سکتا - اور ڈاکٹر صاحب ، کوئی ہامان بھی خدا نہیں بن سکتا - ہامان اس زمانے

میں لمبی لمبی داڑھیوں والوں، جبوں والوں اور عماموں والوں کا نام ہوتا تھا۔ تو کوئی ہامان بھی خدا نہیں بن سکتا۔ اور ان سب پر اس کے بعد ضرب کلیم لگائی جاتی تھی الا اللہ کہہ کر ہم بھی اس کلمہ کے حامل ہیں۔ اور ہم جانتے ہیں کہ جب تک ایک نبی کا کلمہ اور جب تک تمام چھوٹے خداؤں کا بتلام نہیں کیا جاتا، جب تک ان تمام قارونوں، ان تمام فرعونوں، ان تمام ہامانوں کا سر نہیں کچلا جاتا۔ اس وقت تک کلمے کے دوسرا حصے الا اللہ کی ضرب بھی نہیں لگائی جا سکتی۔ (نعرہ ہائے تحسین) اقبال نے لینن کو خدا کے حضور میں پیش کیا، اور جب لینن خدا کے حضور میں سر بسجود ہو گیا۔ اس کا قلب مومن، خدا کو تسلیم کرنے لگ گیا۔ تو اقبال نے اس وقت لینن کے منہ سے دو شعر کہلوائے ع

تو قادر و عادل ہے مگر تیرے جہاں میں
ہیں تلخ بہت بندۂ مزدور کے اوقات

کب ڈوبے گا سرمایہ پرستی کا سفینہ
دنیا ہے تیری منتظر، روز مکافات

اور اگلے ہی صفحے پر "بال جبریل" میں فرشتوں کا گیت شروع ہو جاتا ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ارشاد ہوتا ہے "فرشتوں سے فرمان خدا" اقبال کے لفظوں میں ہیں۔ اسی دو شعروں کے ٹکڑوں کے فوراً بعد جب لینن خدا سے یہ سوال کرتا ہے تو گویا خدا لینن کو جواب دیتا ہے کہ اب میں نے تیری بات سن لی ہے۔ میں نے اس عالم میں اپنی حیثیت جو کچھ بھی مقرر کی ہے وہ ان لفظوں میں مقرر کی ہے کہ میں نے فرشتوں کو حکم دے دیا ہے ع

اٹھو میری دنیا کے غریبوں کو جگا دو
کاخ امرا کے درو دیوار ہلا دو

سلطانی جمہور کا آتا ہے زمانہ
جو نقش کہن تم کو نظر آئے مٹا دو

جس کھیت سے دہقان کو میسر نہیں روزی
اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو

جناب والا ! میرے محترم دوست جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے قل العفو کا بہت ذکر کیا ہے اور بھول گئے کہ قرآن میں خذالعفو کا لفظ بھی آیا ہے - کہاں ہیں لا فاروقی صاحب ، ابھی بتائیں گے ۔ جناب والا ! قرآن مجید میں موجود ہے - لیکن میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا ۔ اس پر بھی کچھ دلائل دیں گے - لے لینے کا بھی اس میں ذکر موجود ہے ۔ جناب والا ! میں نے اقبال کے حوالے سے اس کی مشہور نظم اشتراکیت ، جس آج کے دور میں مسلمانوں نے ، مصر ، شام ، عراق ، لیبیا نے الاشتراکیت اپنایا ہے - جناب والا ! آپ جس کی باتیں کرتے ہیں ، کہتے ہیں امداد تو غریب لوگ دیتے ہیں اور آپ لوگ اسلام کی وضاحت سوشلزم سے کرتے ہیں ۔ جناب والا ! ہم اسلام کی بجائے سوشلزم کی بات نہیں کرتے ہیں ، ہم اسلام کی بات کرتے ہیں - مصر نے جمہوریت بھی سکھائی ہے اور اسلام بھی سکھایا ہے ۔ اگر تم اسلام اور جمہوریت کی بات کر سکتے ہو اور صرف یہ جانتے ہو کہ اسلام نے صرف بولنے کی اجازت دی ہے - نہیں جناب ، اسلام نے کھانے کی بھی اجازت دی ہے اور روٹی کھانے کی بھی اجازت دی ہے ۔ بولنے کی آزادی کا نام جمہوریت ہے اور روٹی کھانے کی آزادی کا نام سوشلزم ہے ۔ اگر تم کہتے ہو کہ تمہارے تین خدا ہیں تو ہم مانتے ہیں ۔ چلو ہم اسلام جمہوریت اور سوشلزم کی باتیں کرتے ہیں - تم دو کی بات کرتے ہو ، تم دو خدا کو مانتے ہو ، تم اسلام اور اس کے فوراً بعد جمہوریت کی بات کرتے ہو ۔ تو اس لیے دو خداؤں کے ماننے والے بھی کافر اور تین خداؤں کے ماننے والے بھی - مگر جناب والا ! خدا ایک ہے ، اور خدا ہی نے حکم دیا ہے - "یامر بالعدل والاحسان" - اس کے حکم کے مطابق آج اتنی تمام مسلمانوں کی سرزمینوں نے اشتراکیت کا جھنڈا بلند کیا ہے ، اسلام کے بنیادی منشور اور ہدایت کے مطابق - خدا کے اس حکم کے مطابق تمہیں امر کیا جاتا ہے کہ عدل و انصاف کرو ۔ "عدل" جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی مقدور بھر کوشش کرے

اور صرف اتنا لے جتنے کے لئے وہ کوشش کرتا ہے ، اور "احسان" جس میں انسان اپنی صلاحیتوں کے مطابق کام کرتا ہے ۔ لیکن لیتا صرف اتنا ہے جتنا اسے ضرورت ہے ۔ اور باقی جتنا بھی ہو وہ حاجت مندوں میں تقسیم کر دیا جائے ۔

جناب والا ! جب اقبال اشتراکیت کی بات کرتا ہے ، جب میرا قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو اشتراکیت کی بات کرتا ہے ، جب قذافی اشتراکیت کی بات کرتا ہے جب ناصر اشتراکیت کی بات کرتا ہے تو وہ سب اسلام ہی کی حمایت میں بات کر رہے ہیں ۔ عدل و احسان ہی کی بات کر رہے ہیں ۔ اس لئے کہ ، آج کے دور کے الفاظ ہیں ، یہ "پارلیمانی" لفظ بھی آج کل کا لفظ ہے ۔ قرآن اور حدیث میں یہ لفظ موجود نہیں ۔ میں پوچھتا ہوں کہ نماز کا لفظ کہاں سے آیا ؟ اگر قرآن مجید میں دیکھیں تو یہ الفاظ نہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ بتائیں یہ الفاظ ہیں حدیث میں ؟ یہ جمہوریت کا لفظ کہاں ہے ؟ یہ سارے لفظ بعد میں ملے ہیں ۔ یہ مختلف زبانوں کے لفظ ہیں ۔ عربی میں تو ان کے لئے مختلف اصطلاحیں ہیں ۔ اس لئے ان اصطلاحوں کے لئے آج کے دور میں جو اصطلاحیں ملتی ہیں ۔ آج کے دور میں انسان ان اصطلاحوں میں ان ہی بنیادی اصولوں کو سمجھنے کے لئے کرتا ہے ۔ اس لئے جب آپ اشتراکیت کے متعلق اقبال کی نظم سنیں تو اسے اس حوالے سے سنیں ۔ خود عالم اسلام میں اتنے بڑے بڑے ملکوں میں اشتراکیت کا جھنڈا بلند ہے ، اشتراکیت الا سلام کا اور کسی دوسرے عرب ملک میں ان مسلمان ملکوں سے جو اب اشتراکیت الاسلام پر عمل کر رہے ہیں ۔ جن میں سنگل پارٹی کی حکومت ہے جن کی پارٹی کا نام عرب سوشلسٹ یونین ہے ۔ اس سے تعلقات ختم نہیں کئے گئے ۔ انہیں امداد بند نہیں کی گئی ۔ انہیں تو وہ اپنا بھائی سمجھتے ہیں ۔ پاکستان کو کیوں نہیں اپنا بھائی سمجھیں گے ۔ عرب اگر امریکہ کو امداد دے سکتے ہیں تو پاکستان کو کیوں نہیں دے سکتے ؟ کیا امریکہ پاکستان سے زیادہ مسلمان ہے ؟ جناب والا ! یہ بات نہیں ۔ امداد دینے والا اکثر اپنے فائدے کی بات کرتا ہے ۔ اس لئے ہمیں اس غم میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے ۔

اس لئے بڑے آرام سے لیکن بڑے یقین کے ساتھ علامہ اقبال کے یہ پانچ شعر سن لیں - ع

قوموں کی روش سے مجھے ہوتا ہے یہ معلوم
بے سود نہیں روس کی یہ گرمیٔ رفتار

یہ روس کا ذکر ایک ملک کی وجہ سے نہیں ، بلکہ اس وقت انقلاب روس کا زمانہ تھا ۔ اس لئے روس کا ذکر اشتراکیت کے حوالے کے طور پر آیا ہے - ع

اندیشہ ہوا شوخیٔ افکار پہ مجبور
فرسودہ طریقے سے زمانہ ہوا بے زار

انسان کی ہوس نے جنہیں رکھا تھا چھپا کر
کھلتے نظر آتے ہیں بتدریج وہ آثار

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مرد مسلمان
اللہ کرے تجھ کو عطا جدت کردار

جو حرف قل العفو میں پوشیدہ ہے اب تک
اس دور میں شائد وہ حقیقت ہو نمودار

(نعرہ ہائے تحسین)

اے خدا وند تعالیٰ ! میری جبین نیاز میں بھی ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں - اس حقیقت کو بھی کبھی مجاز میں آنے کا شرف بخش ۔ اس سورج کو بھی طلوع ہونے کا حسن دے ۔ جس کے انتظار میں تیرے بندے صدیوں سے تیری جانب ہاتھ اٹھائے دیکھ رہے ہیں - اے خدا ! تیرے اس ملک کو ، جو تیرے اور تیرے قانون کے لئے بنا تھا ، جو تیرے بندوں کو محتاج و غنی میں بانٹنے کی بجائے انہیں ایک صف میں کھڑا کر دینے کے لئے بنا تھا ۔ اے خدا ! ہمیں توفیق دے کہ ہم اس قانون مساوات کو تیری

بخشی ہوئی اس سر زمین پر نافذ کریں - اے خدا ہمیں شرف دے کہ ہم اپنی آنکھوں سے اس قانون کو نافذ ہوتے ہوئے دیکھیں - اور اگر ہم تاریک راستوں میں جد و جہد کرتے ہوئے مارے بھی جائیں تو اے خدا ! ہماری آئندہ نسلوں کو یہ شرف عطا کر کہ وہ اس دن کے لئے جئیں اور اس ملک کی حفاظت کریں - اس کے لئے جینے اور مرنے کے لئے تیار ہیں - خدا حافظ

Mr. Speaker : The House is adjourned till 8 a.m. to morrow.

(اسمبلی کا اجلاس 25 جون 1975 بروز بدھ 8 بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا ۔)

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا پندرھواں اجلاس

بدھ ۔ 25 جون 1975ء
(چہارشنبہ ۔ 14 جمادی الثانی 1395ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 8 بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ
عَلَى الْاِيْمَانِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ قُلْ اِنْ كَانَ
اٰبَاۗؤُكُمْ وَاَبْنَاۗؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ
اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ
مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ
بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ○

(قرآن حکیم : پ ۱۰ س ۹ رکوع ۹ آیات ۲۳-۲۴)

اے ایمان والو اگر تمہارے ماں باپ اور بہن بھائی ایمان کے مقابل کفر کو پسند کریں تو ان سے دوستی نہ رکھنا اور جو بھی ان سے دوستی رکھیں گے وہ ظلم و زیادتی کرنے والے ہیں۔ کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ دادا بیٹے بھائی اور عورتیں اور خاندان کے لوگ اور وہ مال جو تم کماتے ہو اور تجارت جس کی کساد بازاری سے ڈرتے ہو اور تمہارے شاندار و خوشنما مکانات تمہیں اللہ اور اس کے رسول سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہوں تو ٹھہرے رہو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم بھیجے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

مہر دوست محمد لالی

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست مہر دوست محمد لالی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں ہاؤس کمیٹی کی میٹنگ منعقدہ 14-4-75
و 15-5-75 کو حاضر نہیں ہو سکا - براہ مہربانی
ان ایام کی رخصت عطا کی جاوے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

سردار محمد عاشق

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست سردار محمد عاشق صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

Respectfully I beg to request for the grant of leave for 16-6-1975 as I was not feeling well on that day.

Please oblige.

Thanks.

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

بیگم سیدہ عابدہ حسین

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست بیگم سیدہ عابدہ حسین صاحبہ

صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

I would like to request leave of absence from the House for the Session of the 47th as Lhad to go to Jhang in connection with some urgent work.

Thanking you.

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

قاضی محمد اسماعیل جاوید

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست قاضی محمد اسماعیل جاوید صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

میں علالت کی وجہ سے 18-6-75 ، 19-6-75 کو اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا۔ رخصت عطا فرمائی جاوے۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مہر منیر علی ہرل

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست مہر منیر علی ہرل صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

میں مورخہ 18-6-1975 کو بوجہ خرابی صحت اجلاس اسمبلی میں شرکت نہ کر سکا۔ مہربانی

فرما کر ایک یوم رخصت عطا فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری حمیداللہ

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست چوہدری حمیداللہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں مورخہ 18-6-75 کو بوجہ خرابی صحت اجلاس اسمبلی میں شرکت نہ کر سکا ۔ مہربانی فرما کر اس دن کی رخصت عطا فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں منظور احمد موہل

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست میاں منظور احمد موہل صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ گذشتہ اجلاس اسمبلی میں مجھے ایک جھوٹے مقدمے میں گرفتار کیا گیا جس کی بنا پر میں اجلاس منعقدہ 10-2-75 تا 14-2-75 اور مورخہ 5-3-75 میں شمولیت نہ کر سکا ۔ یہ غیر حاضری میں نے دیدہ دانستہ نہیں کی ۔ بلکہ مجھے صوبہ پنجاب کی انتظامیہ

نے گرفتار کر کے اجلاس میں شمولیت کرنے
سے روکا ۔ لہذا اسمبلی سے ان دنوں کی
غیر حاضری کو رخصت شمار فرمایا جائے ۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔
(تحریک منظور کی گئی)

میاں محمد اسلام

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد اسلام صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ میں بوجہ بیماری آئندہ سے
اجلاس میں شرکت کرنے سے معذور ہوں ۔
ازراہ کرم (موجودہ) اجلاس کے آئندہ ایام
کے لئے میری رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔
(تحریک منظور کی گئی)

پیر محمد شاہ

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست پیر محمد شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ میں بیماری کی وجہ سے مورخہ
17 جون ، 18 جون اور 20 جون کو اسمبلی
کے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا ۔ ان دنوں

کی رخصت عنایت فرمائی جاوے۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری عبدالعزیز ڈوگر

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست چودھری عبدالعزیز ڈوگر صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I could not attend the Assembly session from 11th June to 22nd June due to illness.

Leave may kindly be granted.

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر نذر حسین منصور

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست مسٹر نذر حسین منصور صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

Respectfully I beg to request for the grant of leave for 3 days i.e. from 18-6-1975 to 20-6-1975 as I was not feeling well during these three days.

Please oblige.

Thanks.

اراکین اسمبلی کی رخصت

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر محمد حنیف خان

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست مسٹر محمد حنیف خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I could not attend the Assembly session on 19th and 20th instant.

It is requested that leave for these two days may be granted to me.

Thanks.

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک خان محمد کھوکھر

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست ملک خان محمد کھوکھر صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں بیماری کی وجہ سے 18 جون تا 20 جون تک اسمبلی سیشن میں حاضر نہ ہو سکا - ان ایام کی ایوان سے رخصت منظور فرمائی جاوے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

راؤ مراتب علی خان

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست راؤ مراتب علی خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

جناب والا - میں دل کی بیماری کا مریض ہوں عرصہ سے بیمار ہوں ان دنوں گرمی کی شدت کے باعث قدرے تکلیف زیادہ محسوس کرتا ہوں - میڈیکل آفیسر ڈونگہ بونگہ اور میڈیکل سپرنٹنڈنٹ بہاولنگر کے زیر علاج ہوں - حالیہ اجلاس صوبائی اسمبلی میں شمولیت سے قاصر ہوں - براہ کرم رخصت از 19-6-75 تا 30-6-75 ایوان سے منظور فرمائی جاوے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر رب نواز نون

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست مسٹر رب نواز نون صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ بندہ بخار اور نزلہ زکام میں مبتلا ہونے کی وجہ سے مورخہ 16-6-75 تا 20-6-75 اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا - براہ کرم ان ایام کی رخصت عطا فرمائی جاوے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر خالد نواز خان وٹو

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست مسٹر خالد نواز خان وٹو صاحب ممبرصوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

جناب میں مورخہ 22-6-75 کو بوجہ بیماری اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا ۔ رخصت عطا فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں خان محمد

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست میاں خان محمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں بوجہ بیماری مورخہ 23-6-75 کو اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر رہا ہوں ۔ براہ نوازش اس دن کے لیے میری رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر عبدالمجید خان فقیر

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست مسٹر عبدالمجید خان فقیر صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

بندہ کچھ بیمار ہے - 24 جون سے دس ایام کی رخصت عطا فرمائی جائے - کیونکہ میں ہسپتال میں داخل ہو رہا ہوں اور اجلاس اسمبلی میں حاضر نہیں ہو سکوں گا -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر رب نواز کھتران

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست مسٹر رب نواز کھتران صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

بندہ بوجہ بیماری حاضر اسمبلی ہونے سے قاصر ہے - براہ مہربانی 23-6-75 / 24-6-75 اور 25-6-75 کی رخصت دے کر مشکور کریں -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر صاحبہ

ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

کل مورخہ 24-6-75 کو میری طبیعت نا ساز
تھی اس لیے حاضر اسمبلی نہ ہو سکی ۔ لہذا
کل کی رخصت عنایت فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔
(تحریک منظور کی گئی)

مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

چوہدری غلام قادر ۔ جناب والا ۔ میں رانا پھول محمد خان رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 10 کے بارے میں مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ رانا پھول محمد خان رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 10 کے بارے مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

آج مطالبات زر پر ووٹنگ ہونی ہے اور اس سلسلے میں وہ دعوت دھرانا چاہتا ہوں جو نواب احمد بخش تھیم رکن صوبائی اسمبلی نے اراکین اسمبلی کو دی ہے ۔ 28 جون کو چائے کے وقفے کے دوران ساڑھے گیارہ بجے فاضل اراکین ایوان اور پریس گیلری کے اراکین کو انہوں نے آم کھانے کی دعوت دی ہے اور ساتھ لسی پلانے کا وعدہ بھی کیا ہے اور یہ سوچ رہے ہیں کہ آئس کریم کھلائی جائے یا نہ ۔

نواب احمد بخش تھیم ۔ جناب ۔ آموں کے ساتھ کچی لسی ہی اچھی رہتی ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ آئس کریم بھی ہونی چاہیئے ۔

مسٹر سپیکر ۔ لیکن آج تو صرف مطالبات زر پر ہی ووٹنگ ہو سکتی

ہے دودھ کی لسی اور آئس کریم کے مسئلے پر ووٹنگ نہیں ہو سکتی ۔

(قہقہے)

نواب احمد بخش تھیم ۔ چلیے جناب آئس کریم بھی کھلا دوں گا ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ جناب والا ۔ کیا میں یہ پوچھنے کی جسارت کر سکتا ہوں کہ یہ اجلاس آپ کب تک چلائیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تو آپ نے چلانا ہے ۔ 28 جون تک کا پروگرام تو چھپا ہوا ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ سانوں کیہہ پتہ ، سالیاں نوں وی نہیں پتہ ۔

پنجاب کا میزانیہ بابت سال 76-1975
(مطالبات زر پر رائے شماری)

مسٹر سپیکر ۔ اب مطالبات زر پر رائے شماری شروع ہوتی ہے ۔ اخراجات بابت سال 76-1975ء پر کٹ موشنیں ہیں ۔ مطالبہ زر نمبر 1 ۔ وزیر تعلیم ۔

(مطالبہ نمبر 1)

وزیر تعلیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 3041600.00 (تیس لاکھ اکتالیس ہزار چھ سو) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مدافیون برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 3041600.00 (تیس لاکھ

اکتالیس ہزار چھ سو) روپے سے متجاوز نہ ہو
وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ
30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد الیون
برداشت کرنے پڑیں گے -

حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب کی طرف سے اس میں تخفیف کی تحریک ہے -

چوہدری محمد یعقوب اعوان - وہ ایوان میں موجود نہیں -

مسٹر سپیکر - اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 3041600.00 (تیس لاکھ
اکتالیس ہزار چھ سو) روپے سے متجاوز نہ ہو
وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ
30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد الیون
برداشت کرنے پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر - 2)

مسٹر سپیکر - مطالبہ زر 2 - وزیر تعلیم -

وزیر تعلیم - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 37156700.00 (تین کروڑ
اکہتر لاکھ چھپن ہزار سات سو) روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے
جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976 کے دوران
بسلسلہ مد مالیہ برداشت کرنے پڑیں گے

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 37156700.00 (تین کروڑ اکہتر لاکھ چھپن ہزار سات سو) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - - - - موجود نہیں -

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 37156700.00 (تین کروڑ اکہتر لاکھ چھپن ہزار سات سو) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976 کے دوران بسلسلہ مد مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر - 3)

مسٹر سپیکر - مطالبہ زر نمبر 3 - وزیر تعلیم -

وزیر تعلیم - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں -

کہ ایک رقم جو 5339500.00 (ترپن لاکھ انتالیس ہزار پانچ سو) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون

1976ء کے دوران بسلسلہ مد صوبائی آبکاری
برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 5339500.00 (ترپن لاکھ
انتالیس ہزار پانچ سو) روپے سے متجاوز نہ ہو
وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ
30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد صوبائی
آبکاری برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ۔ ۔ ۔ موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 5339500.00 (ترپن لاکھ
انتالیس ہزار پانچ سو) روپے سے متجاوز نہ ہو
وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ
30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد صوبائی
آبکاری برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ میں سینیئر منسٹر صاحب سے ایک استفسار کرنا چاہتا ہوں ۔ اس سال بھی بہت سی تخفیف زر کی تحاریک آئی ہیں ۔ عام طور پر conventions یہ ہیں کہ دو تین items پر تخفیف زر کی ترامیم پر فیصلہ ہو جاتا ہے اور انہی پر تقاریر ہوا کرتی ہیں ۔ کیا اس سال بھی اس قسم کی convention آپ نے follow کی ہے ؟

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ اس ہاؤس میں میری پارلیمنٹری ہسٹری

مختصر سی ہے - ہم نے تو ہمیشہ ساری demands پیش کی ہیں - اگر اس سال - - - -

مسٹر سپیکر - نہیں یہ بات نہیں -

وزیر تعلیم - اگر میں غلط ہوں تو جناب والا - میری تصحیح کر دیں -

مسٹر سپیکر - نہیں ، قانونی طور پر یہ درست ہے لیکن ہمیشہ ہوتا یہ رہا ہے کہ آپوزیشن ہر آئیٹم پر کٹ موشن دیا کرتی ہے - لیکن فاضل وزیر اعلیٰ یا وزیر خزانہ اور آپوزیشن کے درمیان افہام و تفہیم سے ایسا ہوتا ہے کہ دو تین مدات کو لیے جاتا ہے اور ان پر کھل کر لی بحث کی جاتی ہے -

وزیر تعلیم - جناب والا - آپوزیشن تو موجود نہیں -

مسٹر سپیکر - آپوزیشن ان معنوں میں تو موجود نہیں کہ انہوں نے بالیکاٹ کیا ہوا ہے۔ مگر میرے پاس کم از کم 9 تخفیف زر کی تحاریک ایس آئی ہیں جو اس ایوان میں موجود اراکین نے دی ہیں -

وزیر تعلیم - جناب والا - میں تو یہی عرض کروں گا بلکہ میری درخواست ہوگی کہ اگر کوئی صاحب اپنا موقف بیان کرنا چاہیں اور رولز اجازت دیں تو کوئی اعتراض نہیں - میں سننے کے لیے تیار ہوں -

دیوان سید غلام عباس بخاری - جناب والا - میں یہاں ایک بات کی وضاحت کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ 9 تخفیف زر کی تحاریک میری طرف سے دی گئی ہیں ، میں چونکہ آپوزیشن حصہ نہیں لے رہی تو میں نے یہ 9 تحاریک ایسی اہم مدات پر دی ہیں جن کے متعلق میں چاہتا تھا کہ تجاویز کم از کم میری طرف سے حکومت کو مل جانی چاہئیں اور بالکل خاموشی بھی مناسب نہیں رہے گی ان نو کی نو تحاریک پر میں بولوں گا اور تعمیری تجاویز پیش کرنے کی کوشش کروں گا -

مسٹر سپیکر - رولز کے مطابق پونے بارہ بجے گلوٹین شروع ہو جائے گا -

(مطالبہ نمبر - 4)

2/11/07

مسٹر سپیکر - مطالبہ زر نمبر 4 - وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 1142000.00 (گیارہ لاکھ
بیالیس ہزار) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ
کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے
عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون
1976ء کے دوران بسلسلہ مد اسٹامپ برداشت
کرنے پڑیں گے -

مسٹر سپیکر - یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 1142000.00 (گیارہ لاکھ
بیالیس ہزار) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ
کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے
عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون
1976ء کے دوران بسلسلہ مد اسٹامپ برداشت
کرنے پڑے گے -

حاجی محمد سیف‌اللہ خان - - - - موجود نہیں -

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 1142000.00 (گیارہ لاکھ
بیالیس ہزار) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ
کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے
عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون
1976ء کے دوران بسلسلہ مد اسٹامپ برداشت
کرنے پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر - 5)

مسٹر سپیکر زر نمبر 5 - وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 61520500.00 چھ کروڑ
پندرہ لاکھ بیس ہزار پانچ سو) روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے
جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے
دوران بسلسلہ مد جنگلات برداشت کرنے
پڑیں گے -

(اس مرحلہ پر مسٹر محمد حنیف نارو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے -)

مسٹر چیئرمین - یہ تحریک پیش کی گئی :

کہ ایک جو رقم 61520500.00 (چھ کروڑ
پندرہ لاکھ بیس ہزار پانچ سو) روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے
جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے
دوران بسلسلہ مد جنگلات برداشت کرنے
پڑیں گے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - - - - موجود نہیں -

مسٹر چیئرمین - اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 61520500.00 (چھ کروڑ
پندرہ لاکھ بیس ہزار پانچ سو) روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو

مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران
بسلسلہ مد جنگلات برداشت کرنے پڑے گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر - 6)

مسٹر چیئرمین - مطالبہ زر نمبر 6 - وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 573800.00 (پانچ لاکھ تہتر
ہزار آٹھ سو) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ
کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے
عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون
1976ء کے دوران بسلسلہ مد رجسٹریشن
برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر چیئرمین - یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 573800.00 (پانچ لاکھ تہتر
ہزار آٹھ سو) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ
کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے
عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون
1976ء کے دوران بسلسلہ مد رجسٹریشن
برداست کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ۔ ۔ ۔ موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 573800.00 (پانچ لاکھ تہتر
ہزار آٹھ سو) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ
کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے
عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون

1976 کے دوران بسلسلہ مد رجسٹریشن
برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر - 7)

مسٹر چیئرمین - مطالبہ زر نمبر 7 ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم- جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 3255300.00 (بتیس لاکھ
پچپن ہزار تین سو) روپے متجاوز نہ ہو
وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون
1976ء کے دوران بسلسلہ مد مصارف دوبارہ
عملدرآمد بر قوانین موٹر گاڑی ہائے برداشت
کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر چیئرمین - تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 3255300.00 (بتیس لاکھ
پچپن ہزار تین سو) روپے متجاوز نہ ہو
وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ
30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد مصارف
دوبارہ عملدرآمد بر قوانین موٹر گاڑی ہائے
برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ۔ ۔ موجود نہیں ۔

مسٹر چیئرمین - اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 3255300.00 (بتیس لاکھ
پچپن ہزار تین سو) روپے سے متجاوز نہ ہو

وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ
30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد مصارف
دوبارہ معذرآمد بر قوانین موٹر گاڑی ہائے
برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر ۔ 8)

مسٹر چیئرمین ۔ مطالبہ زر نمبر 8 ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 8569100.00 (پچاسی لاکھ
انہتر ہزار ایک سو) روپے متجاوز نہ ہو
وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ
30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد دیگر
ٹیکس محصولات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 8569100.00 (پچاسی لاکھ
انہتر ہزار ایک سو) روپے سے متجاوز نہ ہو
وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ
30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد دیگر
ٹیکس و محصولات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ۔ ۔ ۔ ایوان میں موجود نہیں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 8569100.00 (پچاسی لاکھ
انہتر ہزار ایک سو) روپے سے متجاوز نہ ہو

وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ
30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد دیگر
ٹیکس و محصولات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر - 9)

مسٹر چیئرمین - مطالبہ زر نمبر 9 - وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 412035100.00 (اکتالیس
کروڑ بیس لاکھ پینتیس ہزار ایک سو) روپے
سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت عطا کی جائے جو مالی
سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ
مد مصارف آبپاشی بشمول مصارف عملہ آبپاشی
وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر چیئرمین - یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 412035100.00 (اکتالیس
کروڑ بیس لاکھ پینتیس ہزار ایک سو) روپے
سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو
مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران
بسلسلہ مد مصارف آبپاشی بشمول مصارف عملہ
آبپاشی وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان - - - - موجود نہیں ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری !

دیوان سید غلام عباس بخاری - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ 412035100.00 (اکتالیس کروڑ بیس لاکھ

پنتیس ہزار ایک سو) روپے کی کل رقم بسلسلہ
مد 17 (1) مصارف آبپاشی جہاز رانی پشتہ
بندی تعمیرات نکاس آب جن کے لیے حسابات
سرمایہ رکھے جاتے ہیں بشمول مصارف عملہ
آبپاشی وغیرہ میں تخفیف کر کے اسے صرف
ایک روپیہ کر دیا جائے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ تحریک پیش کی گئی ،

کہ 412035100.00 (اکتالیس کروڑ بیس لاکھ
پنتیس ہزار ایک سو) روپے کی کل رقم بسلسلہ
مد 17 (1) مصارف آبپاشی جہازرانی پشتہ
بندی تعمیرات نکاس آب جن کے لیے حسابات
سرمایہ رکھے جاتے ہیں بشمول مصارف عملہ
آبپاشی وغیرہ میں تخفیف کر کے اسے صرف
ایک روپیہ کر دیا جائے ۔

Minister for Education. Opposed.

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ جناب سپیکر ۔ مجھے بڑی مسرت حاصل ہوتی اگر آج کٹ موشن پر اپوزیشن کے حضرات بھی موجود ہوتے ۔ وہ ہر محکمہ پر تبصرہ کرتے اور تعمیری تنقید کرتے ہماری حکومت پنجاب کو کوئی تعمیری تجاویز پیش کرتے ۔ ۔ ۔

مسٹر چیئرمین ۔ آپ براہ راست اس تحریک تخفیف زر پر بحث کریں غیر متعلقہ باتیں نہ کریں ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ ۔ جناب سپیکر ۔ آج مجھے پنجاب کے نظام آب پاشی پر کچھ کہنا ہے ۔ جناب والا ۔ جیسا کہ ہر دوست کو یہ معلوم ہے دیہات کی آبادی کا زیادہ انحصار زراعت پر ہے اور زراعت کا

5-11-91

انحصار آبپاشی پر ہے - جناب والا - ہمارے ملک کی 85 فیصد آبادی کا انحصار آبپاشی پر ہے - جناب والا - آبپاشی بھی ایسی ہی ضروری ہے جیسے انسان کے وجود کے لئے خون کی ضرورت ہے - جناب والا - زمین کے بعد آب پاشی کا نمبر آتا ہے - آبپاشی کا سب سے زیادہ موثر طریقہ جو پنجاب میں اختیار کیا گیا ہے وہ ہماری انہار ہیں - مجھے یہ بتاتے ہوئے حیرت محسوس ہوتی ہے کہ پنجاب کی انہار کا نظام دنیا کے پانچ بڑے نظاموں میں شمار ہوتا ہے - جناب والا - اس اعلیٰ ارفع نظام کی موجودگی میں جو نقائص انتظامیہ کی وجہ سے کاشت کاروں کے سامنے آئے ہیں اگر ہماری حکومت ان نقائص کو دور کر دے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس اعلیٰ ارفع نظام سے بہترین حد تک استفادہ کیا جا سکتا ہے - جناب والا - ترقی یافتہ ممالک میں نظام کچھ اس طرح ہوتا ہے کہ نہریں ریلوے اور اسی قسم کے دوسرے پروجیکٹ سرکاری محکموں کے سپرد نہیں کئے جاتے بلکہ ان کے مختلف مراحل مختلف اداروں کے ذریعے سپروائز کئے جاتے ہیں - جناب والا - نہریں بنانا اور ان کا (estimate) اسٹیمیٹ ترتیب دینا یہ سب کچھ محکمہ نہر کرتا ہے - جناب والا - نہروں کی نگرانی کرنا اور ان کو صحیح طور پر رکھنا ان کی ڈیوٹی ہے - جناب والا میں نہیں کہتا کہ محکمہ نہر کے سو فیصد اہل کار بددیانت ہیں میں نہیں کہتا کہ تمام اہل کار حصہ مانگتے ہونگے مگر جناب والا - ہر محکمہ میں جس طرح کالی بھیڑیں موجود ہیں اسی طرح محکمہ نہر میں بھی موجود ہیں - جہاں کہیں نہر ٹوٹ جائے اس کی مرمت کرنا ان کا کام ہے - محکمہ نہر (estimate) اسٹیمیٹ مانگتا ہے - اس (estimate) اسٹیمیٹ کو (higher) ہائر اتھارٹی کے پاس جانا ہوتا ہے - پھر جناب والا - یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ حصے رقم کے لحاظ سے اور (estimate) اسٹیمیٹ کے لحاظ سے لئے جاتے ہیں - جناب والا - میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی اپنی دلچسپی ہو جاتی ہے کہ نہر ٹوٹے پھر (estimate) اسٹیمیٹ بنے پھر نہر ٹوٹے پھر (estimate) اسٹیمینٹ بنے - میں سمجھتا ہوں کہ یہ چکر اس طرح چلتا رہتا ہے اور قومی خزانہ پر بہت بڑا بوجھ پڑتا ہے اور پھر جناب والا - اس قوم کو جس کا بال بال مقروض ہے بے پناہ ٹیکس

ادا کر کے ان سب کے الٹے تلٹے برداشت کرتے ہوتے ہیں اور یہ نا روا عمل جاری رہتا ہے ۔ جناب والا ۔ میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ اس نظام کو مختلف شعبوں میں تقسیم کر دیا جائے اور محکمہ نہر کے مختلف شعبوں کو مختلف طریقوں سے deal کیا جائے ۔ میرے خیال میں سکیمیں اور اسٹیمیٹ حکومت محکمہ کو تیار کر کے دے اور پھر باقی کام پرائیوٹ کمپنیوں کو دے دیا جائے پھر محکمہ کے لوگ دیکھیں کہ آیا اس پر صحیح طریقہ سے کام ہو رہا ہے یا نہیں ۔ محکمہ اس کی دیکھ بھال کرتا رہے ۔ مثال کے طور پر پچاس میل کا ایک ٹکڑا ہے ۔ اسے معاہدے کے تحت پرائیوٹ کمپنی کو دے دیا جائے اور پھر محکمہ یہ دیکھتا رہے کہ کہیں سے نہر ٹوٹی تو نہیں ۔ اس طرح پرائیوٹ ٹھیکے والے یہ دیکھتے رہیں گے کہ کہیں سے نہر ٹوٹ نہ جائے تاکہ خرچ کم ہو اس طرح وہ اپنی دلچسپی کے لئے نہر کی زیادہ حفاظت کریں گے اور نہر کو خراب نہ ہونے دیں گے ۔ محکمہ پھر چیکنگ کرے اور کہیں سے نہر ٹوٹے تو اس کی انکوائری کرے ۔ میں سمجھتا ہوں اس طرح نگرانی کے عملے کی بھی بچت ہو گی اب اس پر بھی کافی خرچ کرنا پڑتا ہے ۔ اس طرح کمپنی کو کم رقم ادا کرنی پڑے گی اور آبیانے کی بھی صحیح طور پر دیکھ بھال ہو سکے گی ۔ اب تو آبیانے کی شرح فلیٹ ریٹ پر کر دی گئی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ریکارڈ پٹواری نہر رکھے اور پھر پٹواری مال کے پاس بھی نقل ہو اس دو عملی کو ختم ہونا چاہیے یہ بھی خواہ مخواہ خزانے پر بوجھ ہے ۔

جناب والا ۔ یہ بھی اکثر دیکھا ہے کہ نہر کی حالت خراب ہوتی ہے اور اس کو ٹھیک کرنے میں بھی کئی کئی سال لگ جاتے ہیں نہریں silt up ہو جاتی ہیں ان کی صحیح طور پر کلیرنس نہیں ہوتی ۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہروں کے موگے خصوصاً جو tail پر واقع ہوتے ہیں ان کو پانی صحیح طور پر نہیں ملتا اور پھر محکمہ نہر کے اہل کار ڈسچارج نوٹ کرنے میں بھی غلط بیانی سے کام لیتے ہیں ۔ میرے اکثر رقبہ جات tail پر واقع ہیں ۔ اگر ٹیل پر پانی ڈیڑھ فٹ چلنا چاہیے تو ایک فٹ یا پون فٹ چلتا ہے لیکن ڈیڑھ فٹ دکھا دیا جاتا ہے ۔

جناب والا ۔ یہ بڑا ظلم ہے ۔ ایک ٹیکسی جس کا کرایہ پانچ یا دس روپے ادا کرنا پڑے اس کا بھی ایک میٹر ہوتا ہے ۔ وہ جتنی مسافت طے کرے اس کے مطابق اسے حق ادا کرنا پڑتا ہے ۔ اس طرح بجلی جتنی خرچ ہوگی اس خرچ شدہ بجلی کے مطابق اس کا بل ادا کرنا پڑتا ہے ۔ ٹیلیفون کے بھی باقاعدہ میٹر ہوتے ہیں ۔ جتنا میٹر چلے گا اتنا بل ادا کرنا پڑے گا ۔ یہ ظلم اور ناانصاف جناب والا ۔ صرف نہر کے محکمہ میں دیکھی گئی ہے کہ پانی ایک سال یا چھ ماہ یا 9 ماہ چلے جو اس کی مقرر کردہ مقدار ہے اس کے مطابق چلے یا نہ چلے موگہ پورا چلے یا نہ چلے ٹیل تک پانی پورا پہنچے یا نہ پہنچے آدھا پہنچے یا ایک چوتھائی پہنچے مگر اب فلیٹ ریٹ اور فکس ریٹ کے ذریعے سے گورنمنٹ جو آبیانہ لے گی وہ بے پناہ ظلم اور سراسر ناانصاف ہوگی ۔ جناب والا ۔ کاشت کا سوال کہ کتنا رقبہ کاشت ہوا کتنا ہونا چاہیئے وہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ پانی فل چلے اس کی مقدار پوری ہو ۔ جتنے عرصے کے لیے دیا جاتا ہے ۔ اتنے عرصے تک دیا جائے ۔ یہاں یہ حالت ہے کہ بعض دفعہ کپاس کی بیجائی ہو رہی ہوتی ہے اور ہمیں بیجائی کے وقت جب کہ پانی کی اشد ضرورت ہوتی ہے نہر بند کر دی جاتی ہے اور ان ایام میں جب کہ گندم کے مرنے اور جینے کا سوال ہوتا ہے نہریں بند کر دی جاتی ہیں ۔ تو جناب والا ۔ میں یہ عرض کروںگا کہ یہاں بھی ترقی یافتہ ممالک کی طرح موگہ جات پر میٹر سسٹم رکھا جائے تاکہ جس قدر پانی حکومت مہیا کرے اس قدر اس حلقہ سے آبیانہ وصول کیا جائے ۔ جناب والا ۔ میں اپنے پوائنٹ کو دہراتا ہوں اور بڑے درد سے کہتا ہوں کہ جب سے نہروں کی امدادی یا مرمت کے (estimate) اسٹیمیٹ بنائے جاتے ہیں ۔ ۔ ۔

مسٹر چیئرمین ۔ دہرانے کی ضرورت نہیں ہے آپ اپنی بات کو emphasize کریں ۔

Sheikh Aziz Ahmad. Sir, I beg to draw your attention to rule 116 of the Rules of procedure, which says:

116. A motion may be moved to reduce the amount of a demand in any of the following ways:—

(*a*) That the amount of the demand be reduced to Re. 1.00 representing disapproval of the policy underlying the demand. such a motion shall be known as Disapproval of policy Cut. A member giving notice of such a motion shall indicate in precise terms the particulars of the policy which he proposes to discuss.

ان کا موشن پالیسی کٹ ہے ۔ اس میں یہ نہیں بتایا گیا کہ وہ کسی خاص پالیسی کو زیر بحث لانا چاہتے ہیں یا وہ ساری پالیسی پر بحث کرنا چاہتے ہیں ۔

A member giving notice of such a motion shall indicate in precise terms the particulars of the policy which he proposes to discuss. The discussion shall be confined to the specific point or points mentioned in the notice and it shall be open to members to advocate an alternative policy.

اب پوزیشن یہ ہے ۔ جناب والا کہ فاضل ممبر اگرچہ بڑے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں اور انہوں نے اس ڈیمانڈ پر جو کہ نہروں کے متعلق ہے یہ تجویز پیش کی ہے مصارف ، آبپاشی ، جہازرانی ، پیشہ بندی ، تعمیرات ، نکاس آب , حسابات سرمایہ رکھے جاتے میں , بشمول مصارف عملہ آبپاشی وغیرہ میں تخفیف کر کے اسے صرف ایک روپیہ رکھا جائے ۔

لیکن انہوں نے جناب والا ۔ مصارف آبپاشی میں نہروں کی مرمت ، پٹواریوں کی دھاندلی ، پانی کی مقدار ، آبیانہ اور ہر وہ چیز جو کہ 71 سے 73 تک آتی ہے اس پر بحث کرنا شروع کر دی وہ precise point جو کہ انہوں نے دیا ہے ، پر بحث کر سکتے ہیں لہذا میں فاضل ممبر سے یہ کہوں گا کہ وہ دیکھ لیں کہ precies point کیا ہے ۔

ڈیوان سید غلام عباس بخاری ۔ جناب والا ۔ اس میں آپ دیکھ لیں جہاں کہیں اسٹیمیٹ کے بنانے یا عملے کی تنخواہوں کا ذکر ہے ۔ مجھے اس پر بولنے کی اجازت ہے ۔

مسٹر چیئرمین - انہوں نے اپنا پوائنٹ discuss کرنا ہوگا - ویسے بھی شیخ صاحب speaks briefly.

دیوان سید غلام عباس بخاری - شیخ صاحب ایک تو ہمارے اپوزیشن کے دوست ایوان میں موجود نہیں دوسرا یہ کہ میں نے جرات کی ہے کہ کوئی تعمیری تجویز دوں ،

In favour of Irrigation, Agriculture and police.

اگر آپ اس طرح سے مجھے interrupt کریں گے تو میں بے دل ہو جاؤں گا۔ let me say something آپ کے لیے بڑا وقت ہے اور آپ آئندہ بڑی تقاریر کر سکتے ہیں - جناب والا - مجھے تعمیری تجاویز پیش کرنے دیں اور یہ تجاویز میں اس آبادی کے لیے دے رہا ہوں جو دیہات کی 85 فیصدی آبادی ہے - اس کا تعلق زراعت سے بھی ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں کیے جا سکتے - شیخ صاحب آپ ذرا اس رولز کی کتاب کو ایک گھنٹے کے لئے بند کردیں تاکہ میں اپنی تعمیری تجاویز بتا سکوں -

جناب والا - میں یہ عرض کر رہا تھا کہ مجھے بڑے درد کے ساتھ یہ چیز پیش کرنا پڑی کہ جو اسٹیمیٹ بنتے ہیں ان کی مقدار کے مطابق اب بھی 28 سال کے بعد بھی ان میں حصے مقرر ہوتے ہیں - اب بھی جب کہ عوامی حکومت کو چارج لیے تین سال ہو گئے ہیں اور یہ حکومت جو کہ عوام میں سے ہے اور عوام کے تمام درد اور تکالیف کو خصوصاً کاشتکار طبقہ کی تکالیف کو اچھی طرح جانتی ہے اور وہ یہ بھی جانتی ہے کہ estimates پر اب بھی باقاعدہ حصے لئے جاتے ہیں - جناب والا - میں نے کئی بار ٹھیکیداروں سے بات کی ہے - وہ بتاتے ہیں کہ ہم کو جس قدر حصہ اسٹیمیٹ سے دینا پڑتا ہے جس قدر رقم ہمیں اسٹیمیٹس سے دینی پڑتی ہے اگر ہم سیمنٹ کی بجائے تمام ریت استعمال کریں تو بھی ہمیں کوئی بچت نہ ہو گی - جناب والا - میں عوامی حکومت سے اپیل کروں گا کہ اس مسئلہ پر غور کرے - چاہے ہماری حکومت کو انجینئروں کی تنخواہیں تین گناہ بڑھانی پڑیں تو بڑھا دیں اس کمیشن اور ان حصص سے عوام کو بچالیں - جب وہ حصہ کم رکھیں

گے تو ٹھیکیدار ٹھیک کام کر سکیں گے اور صحیح estimates نکالیں اور صحیح سیمنٹ اور صحیح سیہ استعمال کریں گے ۔ ۔ ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر تشریف لائے ۔)

جناب والا ۔ نہر ایک ایسا راستہ ہے جس پر ہم بڑی آسانی سے درخت کاشت کر سکتے ہیں ۔ اس وقت تک میں نے دیکھا ہے کہ غیر پھل دار درخت تو کاشت کئے جاتے ہیں نہروں کے کناروں پر کاشت تو ہو جاتی ہے لیکن ان کی صحیح نگرانی نہیں ہوتی اور وہ پھل پھول نہیں سکتے ۔ ایک تو اس وجہ سے کہ کچھ درخت تو کوئی کاٹ کر لے جاتا ہے کچھ پروان ہی نہیں چڑھتے اور کچھ destroy ہو جاتے ہیں ۔ میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ جب نہر کے پانی کی نم اس کے کناروں میں موجود ہوتی ہے تو کیوں نہ ہم کیکر اور شیشم کی بجائے وہاں سایہ دار اور پھل دار درخت جیسے آم وغیرہ ہیں کاشت کریں جس سے ہماری نہری پراپرٹی میں بڑی اضافہ ہوگا اور ہماری قومی economy پر بھی اثر پڑے گا ۔ میرا علاقہ ملتان آموں کا علاقہ ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہاں ایک ایک آم کا درخت 2-3 اور پانچ سو روپے تک آمدن دیتا ہے جب کہ کیکر اور شیشم کی آمدنی پانچ یا دس روپے ہوتی ہے ۔ باقی رہی یہ بات کہ یہ آم لوگ لے جائیں گے ان کا نقصان ہوگا تو اس منشا کے لیے میں اپنی مثال پیش کروں گا ۔ میں اپنا باغ contractor کو دے دیتا ہوں اور وہاں سے پھر اپنے ذاتی استعمال کے لیے آم خرید کرتا ہوں contractor کا اپنا interest ہوتا ہے کہ وہ باغ کو اجڑنے نہ دے ۔ تو میں یہ عرض کرونگا کہ نہروں پر جو سایہ دار اور پھلدار درخت ہوں وہ پچاس میل یا دس میل یا پانچ میل تک contractor کو دے دیا کریں وہ ان کی نگرانی کرے اور گورنمنٹ اس سے contract money وصول کرے ۔ جناب والا ۔ میں اپنے ذاتی حلقے کی مثال دیتے ہوئے یہ وثوق سے عرض کرتا ہوں کہ پنجاب کی اکثر نہریں remodelling طلب ہیں ۔ ان میں کافی حد تک سلٹ پڑی رہتی ہے ۔ کاغذوں میں ان کی remodelling دکھائی جاتی ہے ۔ ان کی silt clearance دکھائی جاتی ہے مگر 85 فیصد موقع پر نہ

remodelling ہوتی ہے اور نہ ان کی silt clearance ہوتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کاشتکاروں کو صحیح طور پر پانی نہیں پہنچتا اور آبپاشی صحیح نہیں ہوتی ۔ جناب والا ۔ یہ بھی عموماً دیکھا گیا ہے کہ کاشتکار اکثر تکالیف میں مبتلا رہتے ہیں ۔ جب کاشت کا وقت ہوتا ہے تو چاہے وہ ربیع کی فصل کا وقت ہو یا فصل خریف کا اس وقت نمبروں کا بے وقت بند کرنا ایسے ہے جیسے کاشتکار کے سینے میں گولی مار دی جائے ۔ جناب والا ۔ اس کے متعلق میری یہ اپیل ہے کہ خصوصاً ربیع اور خریف کی کاشت کے دنوں میں پانی دیا جانا کاشتکار کے لئے اور فصلات کے لئے زندگی اور موت کا سوال ہوتا ہے ۔ اس لئے یہ مسئلہ گورنمنٹ کی خصوصی توجہ کا مستحق ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ دیوان صاحب Excuse me for the interruption یہ تحریک تخفیف زر آپ نے ضمن 116 (اے) کے تحت پیش کی ہے ۔ اس کی ایک requirment آپ نے comply with نہیں کی ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ جناب والا ۔ اس پر میرا آخری پوائنٹ ہے ۔ میں اسے ختم کر رہا ہوں

مسٹر سپیکر ۔ بہر حال یہ میری ذمہ داری ہے ۔

116-A motion may be moved to reduce the amount of a demand in any of the following ways:

(*a*) That the amount of the demand be reduced to Re. ..00 representing disapproval of the policy underlying the the demand. Such a motion shall be known as "Disapproval of policy Cut". A member giving notice of such a motion shall indicate in precise terms the particulars of the policy which he proposes to discuss. The discussion shall be confined to the specific point or points . . .

It has been repeated twice.

"... mentioned in the notice and it shall be open to members to advocate an alternative policy.

The Minister doesn't have notice as to which particular point or points you propose to discuss in this House. No doubt, you will deliver a speech but what would have the Minister to say.

چونکہ کٹ موشن کا پرائمری object یہ ہوتا ہے اور presumption یہ ہوتی ہے کہ every budget will be passed اور invariably یہی ہوتا ہے اگر بجٹ پر منسٹریاں ٹوٹتی ہیں تو نئی منسٹریاں بھی پرانے بجٹ کو interim period کے لئے منظور کرتی ہیں چاہے آرڈیننس کی صورت میں کریں موجودہ آئین میں تو پوزیشن یہی ہے -

Unless a total majority of members of the House votes against a budget provision, the budget to have been passed.

Constitution کی دس سال کے لئے یہ requiremedt ہے - یہ کٹ موشن تو اس لئے ہوتی ہے کہ کسی specific پر وزرا آپ کی تسلی کرا سکیں یا سارے ملک کے عوام کو اپنے اعتماد میں لے سکیں اور جو نکات اٹھائے گئے ہیں ان پر ہم نے غور کر لیا ہے یا ہم ان پر غور کر لیں گے اور ان کے پیش نظر ہم اپنی پالیسی تبدیل کریں گے یا ہماری پالیسی ٹھیک ہے - آپ کی تقریر تو جنرل قسم کی ہو گئی ہے لیکن یہ مجھے یہ بتا دیں کہ محترم وزیر کیا کرے گا جس نے آپ کی تقریر کا جواب دینا ہے -

He doesn't have the proper notice on which points you propose to hold a discussion in this House.

آپ کی سہولت کے لئے تو بالکل ٹھیک ہے اور میرے سننے کے لئے اور غالباً باقی اراکین کے سننے کے لئے بہت اچھی تقریر ہے لیکن جس محترم وزیر نے آپ کی بات کا جواب دینا ہے اس کو میں کیا جواب دونگا -

دیوان سید غلام عباس بخاری - جناب والا - میں جو کٹ موشن کی روایات دیکھتا رہا ہوں -

مسٹر سپیکر - نہیں - اس طرح نہیں -

دیوان سید غلام عباس بخاری - جناب والا - روایت یہ ہے کہ جب اس فارم میں کٹ موشن دی جاتی ہے - - -

مسٹر سپیکر - میں نے صبح اس لیے عرض کیا تھا کہ یہ ایک بین الاقوامی convention ہے ورنہ تو پھر ہر کٹ موشن پر جیسے حاجی محمد سیف اللہ خاں نے ہر مطالبہ زر پر کٹ موشن دی ہوئی ہے بحث شروع ہو جائے - اس طرح نہیں ہوتا - دنیا بھر میں یہ ہوتا ہے کہ کٹ موشن کے جتنے بھی موشن دلیے جائیں دو تین کٹ موشن select کر لی جاتی ہیں کہ جنرل ڈسکشن میں یہ چیزیں • گئی ہیں - ان پر نہ کسی وزیر نے اور نہ ہی کسی فاضل رکن نے روشنی ڈالی ہے - اس لئے ہم ان items کو زیر بحث لانا چاہتے ہیں - اس کا specific notice ہوتا ہے معترم وزیر پہلے سے تیار نہیں ہوتا - جب دو دن پہلے آپ کا موشن آتا ہے تو وہ تیاری کر کے آتے ہیں کہ انہوں نے آپ کی خدمت میں کیا عرض کرنا ہے - اب وہ کیا عرض کریں گے - آپ کی تقریر تو ہو گئی لیکن مجھے یہ بتائیے کہ معترم وزیر کیا کریں گے - وہ اٹھ کر غالباً یہی کہیں گے کہ جناب والا یا جناب عالی ہم اس کا کیا جواب دے سکتے ہیں - ہمیں تو پتہ ہی نہ تھا کہ انہوں نے کیا تقریر کرنی ہے - میں ان کو کیا جواب دونگا -

دیوان سید غلام عباس بخاری - جناب والا - مجھے یہ guidance چاہیے کہ جب میں نے کسی محکمہ پر اس فارم میں کٹ موشن دیا ہے تو کیا مجھے یہ حق پہنچتا ہے -

مسٹر سپیکر - یہ تو آپ نے جنرل ڈسکشن کا موشن دے دیا ہے -

دیوان سید غلام عباس بخاری - جناب والا - مجھے یہ حق حاصل ہے اور میں اس محکمے کے ہر شعبے اور ہر مد پر روشنی ڈال سکتا ہوں -

مسٹر سپیکر - دیکھیے رولز میں یہ لکھا ہوا ہے اور اس لئے یہ رولز بنے ہیں کہ اس کو جنرل ڈسکشن میں convert نہ کیا جائے اس کو specific discussion کے اندر رکھا جائے -

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ جناب والا ۔ اس میں شہر کا بھی اور عملے کا بھی ذکر ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے آپ کو رولز پڑھ کر سنا دئیے ہیں ۔

You have to indicate the points.

دوسرے لفظوں میں یہ ہے کہ ایک summary notice ہونا چاہیے تھا ۔ میں دوبارہ پڑھتا ہوں ۔

> . . . . A member giving notice of such a motion shall indicate in precise terms the particulars of the policy which he proposes to discuss. The discussion shall be confined . .

It has been repeated for the sake of emphasis.

> . . . to the specific point or points mentioned in the notice and it shall be open to members to advocate an alternative policy.

تاکہ وزیر متعلقہ آپ کو جواب دے سکیں ان کو پتہ ہو اور وہ آپ کے prior notice پر particular points پر specifically تیار ہو کر جائیں تاکہ جو تقریر آپ کر رہے ہیں اس سے آپ کا بھی فائدہ ہو ۔ تقریر سے آپ کا یہ مقصد حل نہیں ہوتا اور آپ اس محکمہ کو اس بات پر مجبور نہیں کر سکتے کہ جو نشاندہی آپ کر رہے ہیں کہ ان کی پالیسیوں میں یہ خامیاں ہیں یہ کوتاہیاں ہیں ان کی بجائے یہ پالیسیاں ہونی چاہئیں اس پر وزیر متعلقہ تیار ہو کر آئیں گے ۔ وہ آپ کی بات کو مانیں گے یا آپ کو قائل کرنے کی کوشش کریں گے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ جناب والا ۔ اس کٹ موشن کو دیتے وقت جو میں نے وضاحت کی ہے ۔ اس میں میں نے کچھ دیا ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے یہ لکھا ہے "مسئلہ جسے زیر بحث لانا مقصود ہے ۔ مطالبہ ھذا کے تحت کارفرما حکمت عملی کو زیر بحث لانا ہے" ۔ وہ تو انہوں نے بھی لکھا ہوا ہے کہ حکمت عملی کو آپ زیر بحث لائیں گے ۔ لیکن

آپ نے یہ ڈسکس کرنا ہے کہ کون کون سے پوائنٹ ہیں جو آپ اس میں لانا چاہتے ہیں۔ یہ تو آپ کو لکھنے کی ضرورت نہیں یہ تو انہوں نے اسی رول میں لکھا ہوا ہے کہ حکمت عملی کو زیر بحث لایا جائے گا لیکن پھر انہوں نے آپ سے مطالبہ کیا ہے کہ جن نکات پر آپ بحث کرنا چاہتے ہیں اور جن مسائل کو آپ زیر بحث لانا چاہتے ہیں اس کو جنرل ڈسکشن میں آپ convert نہیں کریں گے۔ آپ اپنی بحث کو specific اور مخصوص مسائل اور مطالبات کے متعلق محدود رکھیں۔ جس طرح آپ نے فرمایا ہے کہ آپ پانچ منٹ اور تقریر کریں گے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ حکومت آپ کو کیا جواب دے گی جس کو prior notice نہیں کہ آپ کیا مسئلہ زیر بحث لانا چاہتے ہیں۔

دیوان سید غلام عباس بخاری - جناب والا - میں نے یہ کٹ موشن دیا ہے - نوٹس نہیں دے سکتا اس کے لئے میں نے جو constructive تجاویز لکھی ہوئی ہیں وہ میں اب پیش کر سکتا ہوں۔

مسٹر سپیکر - جنرل ڈسکشن تو کل ختم ہو گئی - بہر حال آپ تقریر ختم کریں - اس کے بعد جب آپ کی کوئی کٹ موشن introduce ہوتی ہے تو It will be seen on merits.

شیخ عزیز احمد - جناب سپیکر - میں یہ عرض کرونگا کہ ان کا پوائنٹ charges of irrigation and Establishment کے متعلق ہے۔

مسٹر سپیکر - ضابطے کے مطابق جو میں نے پڑھا ہے وہ تو یہی ہے جو یہاں دیا ہوا ہے۔

شیخ عزیز احمد - جناب والا - میں عرض کرتا ہوں کہ یہ مصارف صفحہ 81 سے 171 تک درج ہیں۔

مسٹر سپیکر - دیوان صاحب میرے حساب سے آپ کا یہ حق نہیں بنتا۔ آپ اپنی تقریر ختم کریں۔

شیخ عزیز احمد - جناب والا - اس میں بے شمار مصارف ہیں - اس میں throughout سارا عملہ ہے۔

مسٹر سپیکر - اس پر کوئی پابندی نہیں کہ اگر اس میں سو پوائنٹ ہیں تو وہ سو پوائنٹ کو ڈسکس کرنا چاہیں گے لیکن انہیں لکھنا پڑے گا کہ یہ سو پوائنٹ وہ زیر بحث لانا چاہتے ہیں -

Sheikh Aziz Ahmed. Exactly Sir.

مسٹر سپیکر - کتنے صفحات cover ہوتے ہیں -

That is not the question. That is not the problem The problem is this that he has to specify and notify that these are the points which he is going to discuss.

دیوان سید غلام عباس بخاری - جناب والا - وہ پوائنٹ مجھے پہلے بھیج دینے چاہیئیں ؟

مسٹر سپیکر - اس نوٹس کے ساتھ آپ کو بھیج دینے چاہیئیں تا کہ اس مسئلے پر محکمہ تیار ہو سکے - آپ ایک کے بجائے دو سو نکات دے سکتے ہیں -

you may please continue.

دیوان سید غلام عباس بخاری - جناب والا یہ جو کتاب -

"Estimates of Charged Expenditures - - - Demand for Grant."

کی ہے اس میں جو مصارف دکھائے گئے ہیں ان کے متعلق میں کچھ ذکر کرنا چاہتا ہوں جس پر میں نے کٹ موشن دی ہے -

مسٹر سپیکر - آپ ذکر کریں - مگر آپ نے جو ایک روپے کی کمی کا مطالبہ کیا ہوا اس کے پیش نظر تو غالباً یہ آئٹم admit نہ ہو سکتی تھی - مگر چونکہ یہ admit ہو چکی ہے اور آپ اپنی بحث کے آخری حصے پر آ چکے ہیں - اس لیے میں آپ کو روکنا نہیں چاہتا -

دیوان سید غلام عباس بخاری - میں نہر کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کر چکا ہوں اور اب آپ نے جو رولنگ فرمائی ہے میں اس پر عمل کروں گا -

مسٹر سپیکر - میں باقی فاضل اراکین کی اطلاع کے لیے عرض کردوں کہ رول 116 صفحہ 43 پر ہے - اس کا مطالعہ بہت ضروری ہے کیونکہ ہر سال

بجٹ زیر بحث آیا کریں گے رول 116 میں ہے :

116-A motion may be moved to reduce the amount of a demand in any of the following ways :—

(a) That the amount of a demand be reduced to Re. 1.00 representing disapproval of the policy underlying the demand. Such a motion shall (please note this shall) be known as "Disapproval of Policy Cut". A member giving notice of such a motion shall (again 'shall') indicate in precise terms the particulars of the policy which he proposes to discuss. The discussion shall be confined to the specific point or points mentioned in the notice and it shall be open to members to advocate an alternative policy.

Now we come to its part (b) which reads :—

(b) That the amount of the demand be reduced by a specified amount "representing the economy that can be effected. Such specified amount may be either a lump sum reduction in the demand or omission or reduce of an item in the demand. The motion shall be known as "Economy Cut" The notice shall indicate briefly and precisely that particular matter on which discussion is sought to be raised and speeches shall be confined to the discussion as to how economy can be effected.

Then (c) :—

(c) That the omount of the demand be reduced by Rs. 100.00 in order to

ventilate a specific grievance which is within the spher of the responsibility of the Government. Such a motion shall be known as "Token Cut" and the discussion there on shall be confined to the particular grievance specified in the motion.

اس کے بعد رول 117 ہے ۔

117. (1) The Speaker shall decide whether a cut motion is or is not admissible under rules and may disallow any cut motion when, in his opinion, it is an abuse of the right of moving cut motions or is calculated to obstruct or prejudicially affect the procedure of the House or is in contravention of these rules.

(2) When notices of several motions relating to same demand or given, the motions shall be discussed in the order in which the heads to which they relate appear in the Budget.

Dewan Syed Ghulam Abbas Bukhari. 116. (a) That the amount of the demand be reduced to Re. 1.00 The discussion shall be confined to the specific point or points mentioned in the notice and it shall be open to members to advocate an alternative policy.

میں نے جو کٹ موشن دی ہے میں اس پر بحث کر سکتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے تو لکھا ہی کچھ نہیں ۔ آپ نے رول کے 100A دھرا دیئے ہیں کہ حکمت عملی پر بحث کریں گے ۔

This is not what is required.

حکمت عملی پر بحث کرنے کے لیے ایک requirement ہے وہ یہ ہے کہ آپ بیان کریں گے کہ کن پوائنٹس کو زیر بحث لانا ہے تاکہ وزیر متعلقہ تیار ہو کر آئے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ حکمت عملی میں تمام چیزیں آ جاتی ہے ۔

مسٹر سپیکر- ساری نہیں آتی ، اس لیے یہ رول بنانے ورنہ اس رول کی کیا ضرورت تھی

(*a*) That the amount of the demand be reduced to Re. 1.00 representing disapproval of the policy underlying the demand. . . .

باقی نو لائنوں کی کیا ضرورت تھی -

دیوان سید غلام عباس بخاری - یہاں پر ممبر صاحبان کٹ موشن کے ذریعے تبصرہ کرتے رہے ہیں ، تمام محکموں پر تبصرہ کرتے رہے ہیں -

مسٹر سپیکر - ہو سکتا ہے- رواز کی خلاف ورزی نہ ہوئی ہو - لیکن عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ جتنی کٹ موشنز ہوتی ہیں ان میں سے دو تین سے زائد پر بحث نہیں ہوتی اس کے بعد گلوٹین کی جاتی ہے یعنی حزب اختلاف اور حزب اقتدار میں فیصلہ ہو جاتا ہے کہ دو تین ضروری ضروری آئٹمز پر بحث ہوگی اور معزز ممبران ان پر دل کھول کر بولیں گے - جو بھی پالیسی ہو اس پر پوری وضاحت کے ساتھ بات کریں گے اور جوابات دیئے جائیں گے -

دیوان سید غلام عباس بخاری - میری یہ کٹ موشن کس حد تک اور کس صورت میں آئے گی ؟

مسٹر سپیکر - اس میں آپ ٹھیکیدار کی کمیشن اور ملازمین کی تنخواہوں کے متعلق لکھ سکتے ہیں -

These are the points on which you are going to discuss.

شیخ عزیز احمد - جناب والا - میں آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ اس میں وہ نہر کے عملے اور نہر کے ڈائیریکٹوریٹ کے متعلق کہہ سکتے تھے -

مسٹر سپیکر - اس میں آپ کہہ سکتے تھے کہ یہ اتنا بڑا محکمہ ہے ، اتنا ہونا چاہیے اتنا عملہ نہیں ہونا چاہیئے جس طرح آپ نے کہا ہے کہ

کے کنارے درختوں کو ٹھیکہ پر دے دیا جائے اس وقت میرے پاس دو تین ممبر بیٹھے ہوئے تھے ، وہ کہنے لگے کہ اگلی کٹ موشن یہ آئے گی کہ اس ملک کو ٹھیکے پر دے دیا جائے ۔

شیخ عزیز احمد : جناب وہ کہہ سکتے تھے کہ ہر ڈویژن میں چیف انجینئر نہیں ہونا چاہیئے ۔

مسٹر سپیکر - اتنا عملہ نہیں ہونا چاہیئے ، ان کا چیف انجینئر نہیں ہونا چاہیئے وغیرہ تو جو بھی پالیسی ہو اس کو واضح ہونا چاہیئے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری - جناب والا - ترق یافتہ ملک میں تو یہاں تک ہوتا ہے کہ ریلوے بھی ٹھیکہ پر دی ہوئی ہے ۔

مسٹر سپیکر - وہ پرائیویٹ کمپنی نے بنائی ہوگی اور وہی چلواتی ہوگی ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری- گورنمنٹ بنا کر دے دیتی ہے اور کمپنی اس کو چلاتی ہے ۔

مسٹر سپیکر - اس پر نوٹس ہونا چاہیئے کہ یہ پوائنٹس ہیں تاکہ وہ تیار ہو کر آئیں اور اس کا جواب دے سکیں ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری - جناب والا - یہ کہ نہر کو اگر ٹھیکے پر دیا جا سکتا ہے تو ملک کو بھی ٹھیکے پر دیا جا سکتا ہے - میں آپ کی معلومات میں اتنا اضافہ کروں گا کہ جو چیز پرائیویٹ سیکٹر میں صحیح چل رہی ہے وہی جب افسران کو دے دی جاتی ہے تو ان کو تجربہ نہیں ہوتا - اس لیے وہ خراب ہو جاتی ہے ۔

مسٹر سپیکر - آئیٹم نمبر 5 پر کٹ موشن admit ہو چکی ہے - اس کا جواب دینا مناسب سمجھتے ہیں یا نہیں ۔

وزیر تعلیم - جناب والا - پہلے بھی فاضل ارکان نے بہت بڑی تعداد میں تقریر میں حصہ لیا ہے اور سارے محکموں کے لیے یہی تجویز دی گئی ہے - میں نے بھی اسے نوٹ کیا ہے اور متعلقہ وزیر صاحب نے بھی نوٹ

کیا ہے ۔ میں خود وزیر زراعت رہا ہوں ۔ بہت سے ایسے نقائص ہیں جو ہمارے نظام کا حصہ ہیں ۔ ان کا تو جواب یہی ہے کہ سارے ملک کے نظام میں تبدیلی کی جائے ۔ مثلاً ایک فاضل رکن نے رشوت کا ذکر کیا ہے اسے ایک اور لحاظ سے دیکھیں ۔ حضور اکرم کی حدیث بھی ہے کہ جو رشوت دیتا ہے اور جو رشوت لیتا ہے دونوں برابر کے مجرم ہیں ۔ راشی والمرتشی دونوں برابر کے مجرم ہیں بلکہ راشی کا مطلب رشوت لینے والا نہیں ہوتا ۔ ہمارے ہاں الٹ سمجھا جاتا ہے ۔ راشی کا مطلب ہے رشوت دینے والا اور مرتشی کا مطلب ہے رشوت لینے والا ۔ بہر حال ہمارے ہاں الٹ ہے ۔ ہم راشی اسے سمجھتے ہیں جو رشوت لیتا ہے ۔ تو یہ دونوں برابر کے مجرم ہیں ۔ دنیا میں دو طریقوں سے اس کا حل کیا گیا ہے ۔ ایک حل تو یہ ہے کہ ملک میں معاشی نظام بہتر ہو ۔ ملک میں انصاف ہو ۔ اگر تو وہ مغربی طریقے سے ہو تو آج سود سو سالوں کے بعد مغرب کے لوگ اس سٹینڈرڈ پر پہنچے ہیں کہ ان میں ایمانداری کا سٹینڈرڈ کچھ بہتر ہے لیکن اور بھی کئی تجربے کیے گئے ہیں اور 20-25 سالوں میں لوگ اسی جگہ پر پہنچے ہیں سب سے اچھا نظام جس کا میں نے کل ذکر کیا تھا جو سب سے اول اور سب سے آخر اور سب سے دائم نظام ہے وہ اسلام کا نظام ہے ۔ جب وہ مکمل طور پر متشکل ہو جائے گا تو پھر یہ نقائص دور ہو سکیں گے ۔ اس لیے یہ مسئلہ صرف آبپاشی سے ہی تعلق نہیں رکھتا بلکہ یہ ساری قومی زندگی سے تعلق رکھتا ہے ۔ یہ محکمہ اس کا ایک حصہ ہے ۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ آبپاشی کا محکمہ ایک جزیرہ بن جائے ۔ یہ بالکل صاف ستھرا ہو جائے اور باقی سوسائٹی نہ ہو ، خاص طور پر جب کہ رشوت دینے والے بھی موجود ہوں ۔ مجھے معلوم ہے کہ جو لوگ رشوت دیتے ہیں وہ کسی دوسرے کا حق چھیننے کے لیے دیتے ہیں ، اپنا حق حاصل کرنے کے لیے نہیں بلکہ کسی دوسرے کا حق چھیننے کے لیے ۔ جب بھی افسران سے مل کر پانی کی چوری ہوتی ہے تو آخر کوئی آدمی دوسرے کا حق چھینتا ہے ۔ اسی لیے tail پر پورا پانی نہیں ملتا ۔ جب میں وزیر آبپاشی تھا تو نصراللہ دریشک صاحب کے علاقے میں غلام عباس گادھی صاحب کے علاقے میں گیا اور جس صاحب

نے بھی مجھے شکایت کی میں خود tail پر گیا اور وہاں کے زمینداروں کی کمیٹیاں مقرر کیں ۔ ہوتا یہ ہے کہ کچھ دنوں تک تو اس کا اثر رہتا ہے اور اس کے بعد نہیں رہتا۔ میں اس کا اعتراف کرتا ہوں کہ tail پر پورا پانی نہیں پہنچتا لیکن وہ اس لیے نہیں پہنچتا کہ جو ہیڈ کے نزدیک رہنے والے لوگ ہیں وہ اپنے حق سے زیادہ پانی لیتے ہیں ۔ اگر وہ لوگ اپنے حق سے زیادہ پانی نہ لیں ، خواہ وہ اس کے لیے کوئی دیگر ذرائع استعمال کریں ، تو tail پر زیادہ پانی پہنچے گا ۔ اس لیے جس فاضل رکن نے یہ بات کہی ہے میں انہیں یہ عرض کروں گا کہ جتنی تجاویز انہوں نے دی ہیں ہم کوشش کریں گے کہ ان پر عمل کرکے ان کی کارکردگی کو بہتر بنایا جائے ۔ لیکن وہ بھی اپنے طور پر کوشش کریں کہ جو لوگ رشوت دے کر یا کسی اور ذریعے سے دوسرے کا حق چھینتے ہیں وہ نہ چھینیں تو tail والوں کو ضرور پانی ملے گا ۔ آپ کوئی نہر دیکھیں ۔ ایسا نہیں کہ کسی ڈسٹری بیوٹری یا مائینر کا ہیڈ تو امرتسر میں ہو اور اس کی tail پاکستان میں ہو ۔ اس لیے ایک علاقے کے لوگ ہی دوسرے علاقے پر ظلم کرتے ہیں ۔ ہم مسلمان لوگ مثلاً زمیندار ۔ جاٹ ۔ اوائیں وغیرہ ہی ان علاقوں میں رہ رہے ہیں ۔ چونکہ یہ لازمی امر ہے کہ ہیڈ والے لوگ زیادہ پانی لے لیتے ہیں ۔ اس لیے tail پر پورا پانی نہیں پہنچتا ۔ میں اپنی طرف سے فاضل رکن کو یقین دہانی کراتا ہوں اور میں اپنے زمانے میں اس کی کوشش بھی کرتا رہا ہوں ۔ لیکن جب تک حق چھیننے والے لوگ موجود ہیں تب تک tail پر رہنے والوں لوگوں کو ان کا حق نہیں ملے گا ۔ اور یہی وجہ ہے کہ آپ کسی علاقے میں بھی دیکھیں جو بارسوخ آدمی ہوں گے ان کی زمینیں tail پر نہیں ہوں گی اور اگر ہوں گی تو وہ انہیں بیچ کر ہیڈ کے نزدیک زمین لے لیتے ہیں ۔ بہر حال میں فاضل رکن کی خدمت میں مختصر گزارش کرتا ہوں کہ اگر وہ کسی خاص نہر کے بارے میں بتا دیں کہ فلاں جگہ پر tail پر یہ ہو رہا ہے تو میں جناب وزیر آبپاشی کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا ۔ میں خود بھی جایا کرتا تھا اور کئی بار موقع پر جاکر میں نے ایم پی اے صاحبان کو اور علاقوں کے زمینداروں کو ساتھ لے کر tail پر خود معائنہ کیا کہ

رجسٹر میں ریڈنگ کیا لکھی ہوئی تھی ۔ میں نے اپنے ایک دورے میں چار آدمیوں کو معطل کیا اور ابھی میں انہیں معطل کرکے گھر بھی نہیں پہنچا تھا کہ میرے گھر نہ اپنے ساتھیوں کے ٹیلیفون آ چکے تھے کہ یہ بڑا ظلم ہے کہ یہ چاروں کے چاروں معطل کر دیئے ہیں ۔ اگر آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں تو ہم بہتر طور پر آپ کی خدمت کرنے کے لیے تیار ہیں اور میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کروں گا کہ جن فاضل اراکین نے مزید تقریریں کرنی ہیں ان کا جواب بھی یہی ہے کہ جو نقائص وہ بتائیں گے اس سلسلے میں ، ان حالات میں جتنی بھی بہتری ہو سکتی ہے وہ ہم کریں گے اور جب بھی آپ ہمیں کسی نہر کے متعلق یا کسی سکول کے متعلق کوئی بھی اور بہتری کا طریقہ بتائیں گے ، خواہ وہ کسی جگہ کا بھی ہو ، ہم اس پر پوری توجہ دیں گے ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ غالباً آپ اس وقت یہاں موجود نہ تھے ۔ ان کی شکایت مخصوص نہیں ، ان کی شکایت تو پالیسی کے متعلق ہے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ جناب والا ۔ میں جناب وزیر کی تقریر کے ایک دو نکات کے متعلق کچھ کہنے کی اجازت طلب کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ بخاری صاحب ۔ یہ اسمبلی ہے کوئی مجلس نہیں کہ آپ کچھ کہیں اس کے بعد وہ جواب دیں اور اگر وہ جواب آپ کو نا پسند ہو تو آپ اس کا پھر جواب دیں ۔ تو میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا ۔ اب دیوان سید غلام عباس بخاری کی تحریک برائے تخفیف زر ایوان میں پیش ہوتی ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ 41203510 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد 17 (I) مصارف آبپاشی جہاز رانی پشتہ بندی تعمیرات نکاس آب جن کے لیے حسابات سرمایہ رکھے جاتے ہیں بشمول مصارف عملہ آبپاشی

وغیرہ میں تخفیف کرکے اسے صرف ایک روپیہ
کر دیا جائے۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر - اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 412035100.00 روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو
مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران
بسلسلہ مد مصارف آبپاشی بشمول مصارف عملہ
آبپاشی وغیرہ برداشت کرنے پڑے گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر - 10)

مسٹر سپیکر - مطالبہ زر نمبر 10 - وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 3107000 روپے سے متجاوز
نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی
کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1972ء کے دوران بسلسلہ مد
دیگر اخراجات آبپاشی جنہیں عام محاصل سے
پورا کیا جائے گا برداشت کرنے پڑیں گے -

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 310700 .00 روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیراعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران سلسلہ مد
دیگر اخراجات آبپاشی جنہیں عام محاصل سے
پورا کیا جائے گا برداشت کرنے پڑیں گے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - - - موجود نہیں -

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 3107000.00 روپے سے متجاوز
نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی
کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد
دیگر اخراجات آبپاشی جنہیں عام محاصل سے
پورا کیا جائے گا برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر ۔ 11)

مسٹر سپیکر ۔ مطالبہ زر نمبر 11 ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 93296300 روپے سے متجاوز
نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی
کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد
نظم و نسق عامہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ ایک رقم جو 93296300 روپے سے متجاوز
نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی
کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد
نظم و نسق عامہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ موجود نہیں دیوان سید غلام عباس بخاری ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ میں پیش کروں جی ؟

مسٹر سپیکر - اس پر مجھے فیصلہ کرنا پڑے گا -

شیخ عزیز احمد - جناب والا - میں گزارش کروں گا کہ یہ آؤٹ آف آرڈر ہے۔ یہ 116 (اے) کے تحت آ ہی نہیں سکتی۔ ضمن هذا کے تحت کار فرما حکمت عملی کو زیر بحث لایا جائے جب کہ اس میں کوئی مخصوص پوائنٹ نہیں دیا گیا -

مسٹر سپیکر - بڑا واضح طور پر آؤٹ آف آرڈر ہے - اس میں کوئی مخصوص پوائنٹ نہیں دیا گیا -

دیوان سید غلام عباس بخاری - میں کچھ عرض کروں ؟

مسٹر سپیکر - فیصلے کے بعد تو تقریر نہیں ہو سکتی - اگر آپ تقریر کرنا چاہتے ہیں تو ایک کٹ موشن بھیج دیتے -

اب سوال یہ ہے :

> کہ ایک رقم جو 93296300.00 (نو کروڑ بتیس لاکھ چھیانوے هزار تین سو) روپے سے متجاوز نہ ہو ، وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976 کے دوران بسلسلہ مد نظم و نسق عامہ برداشت کرنے پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر - 12)

مسٹر سپیکر - مطالبہ زر نمبر 12 - وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ ایک رقم جو 21419100.00 (دو کروڑ چودہ لاکھ انیس هزار ایک سو) روپے سے

نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی
کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی
سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران
بسلسلہ مد معدالت گستری برداشت کرنے
پڑیں گے۔

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی :

کہ ایک رقم جو 21419100.00 (دو کروڑ
چودہ لاکھ انیس ہزار ایک سو) روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت عطا کی جائے جو مالی
سال مختتمہ 30 جون 1976 کے دوران بسلسلہ
مد معدلت گستری برداشت کرنے پڑیں گے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان - - - - موجود نہیں ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔

شیخ عزیز احمد - اس کٹ موشن کی بھی وھی پوزیشن ہے ۔

مسٹر سپیکر - اس میں ہے کہ مطالبہ ھذا کے تحت کار فرما حکمت عملی کو زیر بحث لانا مقصود ہے ۔ اس میں بھی کوئی خاص پوائنٹ نہیں دیا گیا ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 21419100.00 (دو کروڑ
چودہ لاکھ انیس ہزار ایک سو) روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو
مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران

بسلسلہ مد معدلت گستری برداشت کرنے
پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر - 13)

مسٹر سپیکر - مطالبہ زر 13 - وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں -
کہ ایک رقم جو 33676500.00 (تین کروڑ
چھتیس لاکھ چھہتر ہزار پانچ سو) روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو
مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران
بسلسلہ مد جیل خانہ جات و بستی ہائے سزا
یافتگان برداشت کرنے پڑیں گے -

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے :
کہ ایک رقم جو 33676500.00 (تین کروڑ
چھتیس لاکھ چھہتر ہزار پانچ سو) روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو
مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران
بسلسلہ مد جیل خانہ جات و بستی ہائے سزا
یافتگان برداشت کرنے پڑیں -

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

مسٹر ڈپٹی سپیکر - حاجی محمد سیف اللہ خان - - - - موجود نہیں -
دیوان سید غلام عباس بخاری -

شیخ عزیز احمد - جناب سپیکر - اس میں بھی میرا وہی اعتراض ہے

جو میں پہلے کر چکا ہوں ۔ اس میں کوئی مخصوص پوائنٹ نہیں دیا گیا جس پر وہ بحث کرنا چاہتے ہیں ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ میں نے تو صاف لکھا ہوا ہے کہ مطالبہ ھذا کے تحت کار فرما حکمت عملی پر بحث کرنا چاہتا ہوں ۔

شیخ عزیز احمد ۔ تمام حکمت عملی زیر بحث نہیں لائی جا سکتی جب تک کہ کٹ موشن میں مخصوص پوائنٹس نہ دیئے گئے ہوں کہ فلاں پوائنٹ پر آپ بحث کرنا چاہتے ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اس پر جناب سپیکر نے ابھی رولنگ دی ہے ۔ سی کے تحت میں بھی اسے رول آؤٹ کرتا ہوں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 336765500.00 (تین کروڑ چھتیس لاکھ چھہتر ہزار پانچ سو) سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد جیل خانہ جات و بستی ہائے سزا یافتگان برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر ۔ 14)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ مطالبہ نمبر 14 ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 204245000.00 (بیس کروڑ بیالیس لاکھ پنتالیس ہزار) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال

مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد
پولیس برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی :

کہ ایک رقم جو 204245000.00 (بیس کروڑ
بیالیس لاکھ پنتالیس ہزار) روپے سے متجاوز
نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی
کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد
پولیس برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ۔ ۔ ۔ موجود نہیں ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری !

شیخ عزیز احمد ۔ اس کٹ موشن کی بھی وہی پوزیشن ہے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ میں دیکھتا رہا ہوں کہ اس قسم کی کٹ موشن پر اپوزیشن کی بحث ہمیشہ سنی جاتی رہی ہے مگر اب رولنگ دے دی گئی ہے جس سے میری ساری محنت ضائع ہو گئی ہے اور میں اپنے خیالات پیش نہیں کر سکتا ۔ لہذا احتجاج کے طور پر میں واک آؤٹ کرتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میں آپ کو واک آؤٹ سے تو نہیں روک سکتا لیکن رولز میں جو ایک فیصلہ دیا ہوا ہے ، اس سے ہم مجبور ہیں ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ میں چاہتا تھا کہ حکومت کو تعمیری تجاویز مل جائیں مگر مجھے افسوس ہے کہ وہ اس سے وہ گریزاں ہے ۔ اس لیے میں واک آؤٹ کرتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اس صورت حال پر سینئر وزیر کچھ کہنا چاہیں گے ۔

وزیر تعلیم - جناب والا - میں سمجھتا ہوں کہ رولز اینڈ ریگولیشنز کے مطابق جناب نے جو فرما دیا ہے ، وہ صحیح ہے - دیوان صاحب بھی سن لیں کہ جو قسم ہم یہاں اٹھاتے ہیں - ابھی کل ہی ایک فاضل رکن نے قسم اٹھائی ہے ، اس میں اس اسمبلی کے رولز اینڈ ریگولیشنز کے مطابق جو جناب فیصلہ کریں اس کی پابندی اور احترام کرنا بھی ہر فاضل ممبر کا فرض ہے -

دیوان سید غلام عباس بخاری - اسی احترام کی وجہ سے تو میں خاموش ہوں ورنہ جب حکمت عملی کا لفظ آ گیا ہے تو اس ڈیپارٹمنٹ پر بحث کی اجازت ہونی چاہیے تھی -

وزیر تعلیم - رولز انگریزی میں بھی ہیں اور اردو میں بھی ، اور وہ بڑے واضح ہیں - جناب سپیکر نے آپ کو یاد بھی دلایا ہے - آپ بزرگ ہیں ، جیسے مناسب سمجھیں کریں -

دیوان سید غلام عباس بخاری - جناب سپیکر صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ آپ فلاں فلاں چیز کا ذکر کر سکتے ہیں اور ان کو زیر بحث لا سکتے ہیں - اب آپ کی رولنگ یہ کہہ رہی ہے کہ میں بالکل بات ہی نہیں کر سکتا - کم از کم آپ میری بات سنتے - جناب سپیکر نے میری پہلی تقریر پر کہا تھا کہ اگر آپ فلاں بات کہتے تو ٹھیک تھی اور فلاں بات آپ نے ٹھیک کہی - لیکن جو دوسری باتیں آپ نے کہی ہیں وہ نہیں کہنی چاہیئے تھیں کیونکہ ان کا ذکر ڈیمانڈ میں نہیں - تو آپ کم از کم میری تقریر حکمت عملی کی بنا پر سنتے اور جو ڈیمانڈ کے مطابق تعمیری تجاویز ہوتیں وہ سپیکر صاحب مجھے کہنے دیتے اور اگر ڈیمانڈ کے مطابق نہ ہوتیں تو مجھے روک دیتے - میں وہ چھوڑ کر آگے چلا جاتا - اب شیخ (عزیز احمد) صاحب کے ایک پوائنٹ کو لے کر آپ نے میری زبان کو بند کر دیا ہے - میں پولیس پر بولنا چاہتا تھا ، میں عدلیہ اور زراعت پر بولنا چاہتا تھا ، ہاؤسنگ پر میں نے بڑی اعلیٰ تجاویز لوٹ کی ہوئی تھیں - اب نتیجہ یہ ہے کہ حکومت کو کوئی بھی بتانے والا نہیں کیونکہ اپوزیشن موجود نہیں اور

میرے دوست حکومتی پارٹی کے ممبر بول نہیں سکتے ۔ ان تجاویز سے آپ محروم ہو جائیں گے ۔ مجھے تو کوئی خسارہ نہیں ، آپ تک عوام کی آواز نہیں پہنچ سکے گی ۔ میں اس رولنگ کے خلاف واک آؤٹ کرتا ہوں ۔

(اس مرحلہ پر فاضل رکن ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 204245000.00 (بیس کروڑ بیالیس لاکھ پنتالیس ہزار) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر ۔ 15)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ مطالبہ زر نمبر 15 ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 604000.00 (چھ لاکھ چار ہزار) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد سائنسی محکمہ جات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی :

کہ ایک رقم جو 604000.00 (چھ لاکھ چار ہزار) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا

کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء
کے دوران بسلسلہ مد سائنسی محکمہ جات
برداشت کرنے پڑیں گے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - - - - موجود نہیں -

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 604000.00 (چھ لاکھ چار
ہزار) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو
ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا
کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء
کے دوران بسلسلہ مد سائنسی محکمہ جات
برداشت کرنے پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر - 16)

مسٹر ڈپٹی سپیکر - مطالبہ زر نمبر 16 - وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 788110300.00 (اٹھہتر
کروڑ اکیاسی لاکھ دس ہزار تین سو) روپے
سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے
جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء
کے دوران بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنے
پڑیں گے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 788110300.00 (اٹھہتر
کروڑ اکیاسی لاکھ دس ہزار تین سو) روپے

سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ، دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ دونوں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 788110300.00 (اٹھہتر کروڑ اکیاسی لاکھ دس ہزار تین سو) روپے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر ۔ 17)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ مطالبہ زر نمبر 17 ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 154792000.00 (پندرہ کروڑ سینتالیس لاکھ اناسی ہزار دو سو) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد ہیلتھ سروسز برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر - یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 154759200.00 (پندرہ کروڑ سینتالیس لاکھ انسٹھ ہزار دو سو) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد ہیلتھ سروسز برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان - - - - موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 154759200.00 (پندرہ کروڑ سینتالیس لاکھ انسٹھ ہزار دو سو) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد ہیلتھ سروسز برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر - 18)

مسٹر ڈپٹی سپیکر - مطالبہ زر نمبر 18 - وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 12670700.00 (ایک کروڑ چھبیس لاکھ ستر ہزار سات سو) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے

جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے
دوران بسلسلہ مد صحت عامہ برداشت کرنے
پڑیں گے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 12670700.00 (ایک کروڑ
چھبیس لاکھ ستر ہزاو سات سو) روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو
مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران
بسلسلہ مد صحت عامہ برداشت کرنے پڑیں
گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ۔ ۔ ۔ موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 12670700.00 (ایک کروڑ
چھبیس لاکھ ستر ہزار سات سو) روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو
مالی سال مختتمہ 30 جون 1976 کے دوران
بسلسلہ مد صحت عامہ برداشت کرنے پڑیں
گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر ۔ 19)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ مطالبہ زیر نمبر 19 ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 124333400.00 (بارہ کروڑ

تینتالیس لاکھ تینتیس ہزار چار سو) روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو
مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران
بسلسلہ مد زراعت برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی :

کہ ایک رقم جو 124333400.00 (بارہ کروڑ
تینتالیس لاکھ تینتیس ہزار چار سو) روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو
مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران
بسلسلہ مد زراعت برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ ۔ ۔ ۔ دونوں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 124333400.00 (بارہ کروڑ
تینتالیس لاکھ تینتیس ہزار چار سو) روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو
مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران
بسلسلہ مد زراعت برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر ۔ 20)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ مطالبہ زر نمبر 20 ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 2652600.00 (چھبیس لاکھ
باون ہزار چھ سو) روپے سے متجاوز نہ ہو
وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ
30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد ماہی
پروری برداشت کرنے پڑیں گے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 2652600.00 (چھبیس لاکھ
باون ہزار چھ سو) روپے سے متجاوز نہ ہو
وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ
30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد ماہی
پروری برداشت کرنے پڑیں گے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - - - - موجود نہیں -

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 2652600.00 (چھبیس لاکھ
باون ہزار چھ سو) روپے سے متجاوز نہ ہو
وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ
30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد ماہی
پروری برداشت کرنے پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر 21)

مسٹر ڈپٹی سپیکر - مطالبہ زر نمبر 21 - وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم - جناب والا - میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 31493500.00 (تین کروڑ
چودہ لاکھ ترانوے ہزار پانچ سو) روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو
مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران
بسلسلہ مد امور حیوانات برداشت کرنے
پڑیں گے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 31493500.00 (تین کروڑ
چودہ لاکھ ترانوے ہزار پانچ سو) روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو
مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران
بسلسلہ مد امور حیوانات برداشت کرنے
پڑیں گے -

حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب موجود نہیں ، اس لیے -

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 31493500.00 (تین کروڑ
چودہ لاکھ ترانوے ہزار پانچ سو) روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو
مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران
بسلسلہ مد امور حیوانات برداشت کرنے
پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر - 22)

مسٹر ڈپٹی سپیکر - مطالبہ زر نمبر 22 - وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 11206800.0 (ایک کروڑ بارہ لاکھ چھ ہزار آٹھ سو) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد امداد باھمی برداشت کرنے پڑیں گے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - تحریک پیش کی گئی -

کہ ایک رقم جو 11206800.0 (ایک کروڑ بارہ لاکھ چھ ہزار آٹھ سو) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد امداد باھمی برداشت کرنے پڑیں گے -

حاجی محمد سیف اللہ خان موجود نہیں - - - - اس لیے -

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 11206800.00 (ایک کروڑ بارہ لاکھ چھ ہزار آٹھ سو) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976 کے دوران بسلسلہ مد امداد باھمی برداشت کرنے پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر - 23)

مسٹر ڈپٹی سپیکر - مطالبہ زر نمبر 23 - وزیرتعلیم !

وزیر تعلیم - جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 22984900.00 (دو کروڑ انتیس لاکھ چوراسی ہزار نو سو) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976 کے دوران بسلسلہ مد صنعت و حرفت برداشت کرنے پڑیں گے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 22984900.00 (دو کروڑ انتیس لاکھ چوراسی ہزار نو سو) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد صنعت و حرفت برداشت کرنے پڑیں گے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - - - - موجود نہیں -

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 22984900.03 (دو کروڑ انتیس لاکھ چوراسی ہزار نو سو) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد صنعت و حرفت برداشت کرنے پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر - 24)

مسٹر ڈپٹی سپیکر - مطالبہ زر نمبر 24 - وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 25685800.00 (دو کروڑ
چھپن لاکھ پچاسی ہزار آٹھ سو) روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی
سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران
بسلسلہ مد متفرق محکمہ جات برداشت کرنے
پڑیں گے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 25685800.00(دو کروڑ
چھپن لاکھ پچاسی ہزار آٹھ سو) روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی
سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران
بسلسلہ مد متفرق محکمہ جات برداشت کرنے
پڑیں گے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - ایوان میں موجود نہیں -

اب سوال یہ ہے -

کہ ایک رقم جو 25685800.00 (دو کروڑ
چھپن لاکھ پچاسی ہزار آٹھ سو) روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی
سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران

بسلسلہ متفرق محکمہ جات برداشت کرنے
پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی ۔)

(مطالبہ نمبر 25)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ مطالبہ زر نمبر 25 وزیر تعلیم :

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 32451000.00 (تین کروڑ
چوبیس لاکھ اکاون ہزار) روپے سے متجاوز نہ
ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی
کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد
سول ورکس ماسوائے اخراجات عملہ برداشت
کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 32451000.00 (تین کروڑ
چوبیس لاکھ اکاون ہزار)روپے سے متجاوز نہ
ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی
کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد
سول ورکس ماسوائے اخراجات عملہ برداشت
کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خاں ۔ ۔ ۔ ۔ ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

ایک رقم جو 32451000.00 (تین کروڑ
چوبیس لاکھ اکاون ہزار) روپے سے متجاوزنہ

ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی
کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ
مد سول ورکس ماسوائے اخراجات عملہ برداشت
کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی ۔)

(مطالبہ نمبر ۔ 26)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ مطالبہ ز رنمبر 26 ۔ وزیر تعلیم :

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ ایک رقم جو 24971300.00 (دو کروڑ
انچاس لاکھ اکہتر ہزار تین سو) روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1976 کے دوران بسلسلہ مد
سول ورکس اخراجات عملہ برداشت کرنے
پڑیں گے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 24971300.00 (دو کروڑ
انچاس لاکھ اکہتر ہزار تین سو) روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو
مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران
بسلسلہ مد سول ورکس اخراجات عملہ برداشت
کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ۔ ۔ ۔ ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 24971300.00 (دو کروڑ انچاس لاکھ اکہتر ہزار تین سو) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد سول ورکس اخراجات عملہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر ۔ 27)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ مطالبہ زر نمبر 27 ۔ وزیر تعلیم :

وزیر تعلیم ۔ جناب والا : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 62511000.00 (چھ کروڑ پچیس لاکھ گیارہ ہزار) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد مواصلات ماسوائے اخراجات عملہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 62511000.00 (چھ کروڑ پچیس لاکھ گیارہ ہزار) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال

مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ
مد مواصلات ماسوائے اخراجات عملہ برداشت
کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 62511000.00 (چھ کروڑ
پچیس لاکھ گیارہ ہزار) روپے سے متجاوز نہ ہو
وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ
30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد
مواصلات ماسوائے اخراجات عملہ برداشت
کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر ۔ 28)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ مطالبہ زر نمبر 28 ۔ وزیر تعلیم :

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 35765300.00 (تین کروڑ
ستاون لاکھ پینسٹھ ہزار تین سو) روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے
جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے
دوران بسلسلہ مد مواصلات اخراجات عملہ
برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 35765300.00 (تین کروڑ
ستاون لاکھ پینسٹھ ہزار تین سو) روپے سے

متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے
جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے
دوران بسلسلہ مد مواصلات اخراجات عملۃً
برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 35765300.00 (تین کروڑ
ستاون لاکھ پانسٹھ ہزار تین سو) روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو
مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران
بسلسلہ مد مواصلات اخراجات عملہ برداشت
کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی ۔)

(مطالبہ نمبر ۔ 29)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ مطالبہ زر نمبر 29 ۔ وزیر تعلیم ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 8769100.00-(ستاسی لاکھ
انہتر ہزار ایک سو) روپے سے متجاوز نہ ہو
وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ
30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد ہاؤسنگ
اینڈ فزیکل پلاننگ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 8769100.00 (ستاسی لاکھ انہتر ہزار ایک سو) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ۔ ۔ ایوان میں موجود نہیں ۔ دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ ۔ ۔ ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 8769100.00 (ستاسی لاکھ انہتر ہزار ایک سو) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976 کے دوران بسلسلہ مد ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر ۔ 30)

مسٹر سپیکر ۔ مطالبہ زر نمبر 30 ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 1180300.00 (گیارہ لاکھ اسی ہزار تین سو) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی

کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد امداد (ریلیف) برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 1180300.00 (گیارہ لاکھ اسی ہزار تین سو) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد امداد (ریلیف) برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ۔ ۔ ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے ۔

کہ ایک رقم جو 1180300.00 (گیارہ لاکھ اسی ہزار تین سو) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد امداد (ریلیف) برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر ۔ 31)

مسٹر سپیکر ۔ مطالبہ زر نمبر 31 ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 58154000.00 (پانچ کروڑ اکیاسی لاکھ چون ہزار) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی

کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد مواجب پیرانہ سالی و پنشن برداشت کرنے پڑیں گے -

مسٹر سپیکر - یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 58154000.00 (پانچ کروڑ اکیاسی لاکھ چون ہزار) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو اپنے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد مواجب پیرانہ سالی و پنشن برداشت کرنے پڑیں گے -

حاجی محمد سیف اللہ خان ایوان میں موجود ہیں -

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 58154000.00 (پانچ کروڑ اکیاسی لاکھ چون ہزار) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو اپنے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد مواجب پیرانہ سالی و پنشن برداشت کرنے پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر - 32)

مسٹر سپیکر - مطالبہ زر نمبر 32 - وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 19600000.00 (ایک کروڑ چھیانوے لاکھ) روپے سے متجاوز نہ ہو

وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ
30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد معاوضہ
پنشن جن کے لئے سرمایہ عام محاصل سے فراہم
کیا جائے گا ۔ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر - یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 19600000.00 (ایک کروڑ
چھیانوے لاکھ) روپے سے متجاوز نہ ہو
وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ
30 جون 1976 کے دوران بسلسلہ مد معاوضہ
پنشن جن کے لئے سرمایہ عام محاصل سے فراہم
کیا جائے گا برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان معزز ممبر ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 19600000.00 (ایک کروڑ
چھیانوے لاکھ) روپے سے متجاوز نہ ہو
وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ
30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد معاوضہ
پنشن جن کے لئے سرمایہ عام محاصل سے
فراہم کیا جائے گا برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر - 33)

مسٹر سپیکر - مطالبہ زر نمبر 33 - وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 34170000.00 (تین کروڑ اکتالیس لاکھ ستر ہزار) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976 کے دوران بسلسلہ مد سامان تحریر اور طباعت برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 34170000.00 (تین کروڑ اکتالیس لاکھ ستر ہزار) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد سامان تحریر اور طباعت برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ معزز ممبر ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 34170000.00 (تین کروڑ اکتالیس لاکھ ستر ہزار) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد سامان تحریر اور طباعت برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر ۔ 34)

مسٹر سپیکر ۔ مطالبہ زر نمبر 34 ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 223883200.00 (بائیس
کروڑ اڑتیس لاکھ تراسی ہزار دو سو) روپے
سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے
جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے
دوران بسلسلہ مد متفرقات برداشت کرنے
پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 22383200.00 (بائیس
کروڑ اڑتیس لاکھ تراسی ہزار دو سو) روپے
سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو
مالی سال مختتمہ 30 جون 1976 کے دوران
بسلسلہ مد متفرقات برداشت کرنے پڑیں گے

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ معزز ممبر اس وقت ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 223883200.00 (بائیس
کروڑ اڑتیس لاکھ تراسی ہزار دو سو) روپے
سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو
مالی سال مختتمہ 30 جون 1976 کے دوران
بسلسلہ مد متفرقات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر ۔ 35)

مسٹر سپیکر ۔ مطالبہ زر نمبر 35 وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

که ایک رقم جو 2975400.00 (انتیس لاکھ
پچھتر ہزار چار سو) روپے سے متجاوز نہ
ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی
کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1976 کے دوران بسلسلہ
مد شہری دفاع برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

که ایک رقم جو 2975400.00 (انتیس لاکھ
پچھتر ہزار چار سو) روپے سے متجاوز نہ ہو
وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ
30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد
شہری دفاع برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ معزز ممبر اس وقت ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

که ایک رقم جو 2975400.00 (انتیس لاکھ
پچھتر ہزار چار سو) روپے سے متجاوز نہ ہو
وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ
30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد شہری
دفاع برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر ۔ 36)

مسٹر سپیکر ۔ مطالبہ زر نمبر 36 وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 2574448100.00 (دو ارب ستاون کروڑ چوالیس لاکھ اڑتالیس ہزار ایک سو) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976 کے دوران بسلسلہ مد سرکاری تجارت کی صوبائی سکیموں پر صرف سرمایہ (غلہ اور چینی) برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 2574448100.00 (دو ارب ستاون کروڑ چوالیس لاکھ اڑتالیس ہزار ایک سو) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد سرکاری تجارت کی صوبائی سکیموں پر صرف سرمایہ (غلہ اور چینی) برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : معزز ممبر ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 2574448100.00 (دو ارب ستاون کروڑ چوالیس لاکھ اڑتالیس ہزار ایک سو) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے

عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون
1976ء کے دوران بسلسلہ مد سرکاری تجارت
صوبائی سکیموں پر صرف سرمایہ (غلہ اور
چینی) برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر ۔ 37)

مسٹر سپیکر ۔ مطالبہ زر نمبر 37 ۔ وزیر تعلیم !

وزیر اعلیٰ ۔ جناب سپیکر ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 83817300.00 (آٹھ کروڑ
اڑتیس لاکھ سترہ ہزار تین سو) روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو
مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران
سرکاری تجارت کی صوبائی سکیموں پر صرف
سرمایہ (میڈیکل سٹور اور کوئلہ) برداشت
کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 83817300.00 (آٹھ کروڑ
اڑتیس لاکھ سترہ ہزار تین سو روپے) سے متجاوز
نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی
کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران سرکاری
تجارت کی صوبائی سکیموں پر صرف سرمایہ
(میڈیکل سٹور اور کوئلہ) برداشت کرنے
پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ معزز ممبر ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 83817300.03 (آٹھ کروڑ اڑتیس لاکھ سترہ ہزار تین سو) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد سرکاری تجارت کی صوبائی سکیموں پر صرف سرمایہ (میڈیکل سٹور اور کوئلہ) برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر ۔ 38)

مسٹر سپیکر ۔ مطالبہ زر نمبر 38 ۔ وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم ۔ جناب سپیکر ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 5500000.00 (پچپن لاکھ) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی :

کہ ایک رقم جو 5500000.00 (پچپن لاکھ) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے

دوران بسلسلہ قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین
برداشت کرنے پڑیں گے -

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ معزز ممبر ایوان میں موجود نہیں -

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 5500000.00 (پچپن لاکھ) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین برداشت کرنے پڑیں گے

(تحریک منظور کی گئی -)

(مطالبہ نمبر - 39)

مسٹر سپیکر - مطالبہ زر نمبر 39 - وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم - جناب سپیکر ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ،

کہ ایک رقم جو 712808000.00 (اکہتر کروڑ اٹھائیس لاکھ آٹھ ہزار) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد ترقیات برداشت کرنے پڑیں گے -

مسٹر سپیکر - یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 712808000.00 (اکہتر کروڑ اٹھائیس لاکھ آٹھ ہزار) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال

مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ
مد ترقیات برداشت کرنے پڑیں گے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - معزز ممبر ایوان میں موجود نہیں -

اب سوال یہ ہے -

کہ ایک رقم جو 712808000.00 (اکہتر
کروڑ اٹھائیس لاکھ آٹھ ہزار) روپے سے متجاوز
نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ
مد ترقیات برداشت کرنے پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر - 40)

مسٹر سپیکر - مطالبہ زر نمبر 40 - وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم - جناب سپیکر - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 242672500.00 (چوبیس
کروڑ چھبیس لاکھ بہتر ہزار پانچ سو) روپے
سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو
مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران
بسلسلہ مد تعمیرات آبپاشی برداشت کرنے
پڑیں گے :

مسٹر سپیکر - یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 242672500.00 (چوبیس
کروڑ چھبیس لاکھ بہتر ہزار پانچ سو) روپے
سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر

اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو
مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران
بسلسلہ مد تعمیرات آبپاشی برداشت کرنے
پڑیں گے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ۔ ۔ مخدوم حمید الحق ایوان میں موجود نہیں -

مسٹر سپیکر۔ اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 242672500.00 (چوبیس
کروڑ چھبیس لاکھ بہتر ہزار پانچ سو) روپے
سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو
مالی سال مختتمہ 30 جون 1976 کے دوران
بسلسلہ مد تعمیرات آبپاشی برداشت کرنے
پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر 41)

مسٹر سپیکر - مطالبہ زر نمبر 41 - وزیر تعلیم !

وزیر تعلیم - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 96908000.00 (نو کروڑ
انہتر لاکھ آٹھ ہزار) روپے سے متجاوز نہ ہو
وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ
30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد زرعی
ترقی اور تحقیق پر سکیموں پر صرف سرمایہ
برداشت کرنے پڑیں گے -

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 96908000.00 (نو کروڑ
انہتر لاکھ آٹھ ہزار) روپے سے متجاوز نہ ہو
وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ
30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد زرعی
ترقی اور تحقیق کی سکیموں پر صرف سرمایہ
برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 96908000.00 (نو کروڑ
انہتر لاکھ آٹھ ہزار) روپے سے متجاوز نہ ہو
وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت
کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ
30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد زرعی
ترقی اور تحقیق کی سکیموں پر صرف سرمایہ
برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر 42)

مسٹر سپیکر ۔ مطالبہ زر 42 ۔ سینئر منسٹر !

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 21185000.00 (دو کروڑ
گیارہ لاکھ پچاسی ہزار) روپے سے متجاوز نہ
ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی
کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال

مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد
صنعتی ترقی پر صرف سرمایہ برداشت کرنے
پڑیں گے -

مسٹر سپیکر - یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 21185000.00 (دو کروڑ
گیارہ لاکھ پچاس ہزار) روپے سے متجاوز نہ
ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی
کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد
صنعتی ترقی پر صرف سرمایہ برداشت کرنے
پڑیں گے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - - - ایوان میں موجود نہیں -

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 21185000.00 (دو کروڑ
گیارہ لاکھ پچاسی ہزار) روپے سے متجاوز نہ
ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی
کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد
صنعتی ترقی پر صرف سرمایہ برداشت کرنے
پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر 43)

مسٹر سپیکر - مطالبہ نمبر 43 - سینئر منسٹر -

وزیر تعلیم - جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 120188000.00 (بارہ کروڑ ایک لاکھ اٹھاسی ہزار) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد ترقیاتی منصوبہ جات برائے قصبہ جات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر - یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 120188000.00 (بارہ کروڑ ایک لاکھ اٹھاسی ہزار) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد ترقیاتی منصوبہ جات برائے قصبہ جات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان - - - ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 120188000.00 (بارہ کروڑ ایک لاکھ اٹھاسی ہزار) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد ترقیاتی منصوبہ جات برائے قصبہ جات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر 44)

مسٹر سپیکر ۔ مطالبہ زر نمبر 44 ۔ سینئر منسٹر !

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 466906200.00 (چھیالیس کروڑ انہتر لاکھ چھ ہزار دو سو) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد حسابات سرمایہ ماسوا حسابات محاصل مواصلاتی تعمیرات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 466906200.00 (چھیالیس کروڑ انہتر لاکھ چھ ہزار دو سو) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد حسابات سرمایہ ماسوا حسابات محاصل مواصلاتی تعمیرات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ۔ ۔ ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 466906200.00 (چھیالیس کروڑ انہتر لاکھ چھ ہزار دو سو) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30

جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد حسابات سرمایہ ماسوا حسابات محاصل مواصلاتی تعمیرات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر 45)

مسٹر سپیکر ۔ مطالبہ زر نمبر 45 ۔ میننٹر منسٹر !

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ ایک رقم جو 334467000.00 (تینتیس کروڑ چوالیس لاکھ سڑسٹھ ہزار) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد حسابات سرمایہ ماسوا حسابات محاصل سول ورکس برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 334467000.00 تینتیس کروڑ چوالیس لاکھ سڑسٹھ ہزار) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد حسابات سرمایہ ما سوا حسابات محاصل سول ورکس برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ۔ ۔ ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 334467000.00 (تینتیس

کروڑ چوالیس لاکھ سڑسٹھ ہزار) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد حسابات سرمایہ ماسوا حسابات محاصل سول ورکس برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ نمبر - 46)

مسٹر سپیکر - مطالبہ زر نمبر 46 - سینئر منسٹر !

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 52000000.00 (پانچ کروڑ بیس لاکھ) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیراعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد متفرق معاملات میں صوبائی حکومت کی طرف سے سرمایہ کاری برداشت کرنے پڑیں گے -

مسٹر سپیکر - یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 52000000.00 (پانچ کروڑ بیس لاکھ) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے دوران بسلسلہ مد متفرق معاملات

میں صوبائی حکومت کی طرف سے سرمایہ کاری
برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 52000000.00 (پانچ کروڑ
بیس لاکھ) روپے سے متجاوز نہ ہو وزیراعلیٰ
کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے
عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون
1976ء کے دوران بسلسلہ مد متفرق معاملات
میں صوبائی حکومت کی طرف سے سرمایہ کاری
برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کر لی گئی)

(مطالبہ نمبر - 47)

مسٹر سپیکر ۔ مطالبہ نمبر 47 ۔ سینئر منسٹر !

وزیر تعلیم ۔ میں یہ تحریک پیش کررہا ہوں :

کہ ایک رقم جو 225365000.00 (بائیس
کروڑ ترپن لاکھ پینسٹھ ہزار) روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے
جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1996ء کے
دوران بسلسلہ مد قرضہ جات برائے میونسپلٹی
پورٹ فنڈز وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 225365000.00 (بائیس

کروڑ ترپن لاکھ پینسٹھ ہزار) روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے
جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1976ء کے
دوران بسلسلہ مد قرضہ جات برائے میونسپلٹی
پورٹ فنڈز وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ایوان میں موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے ۔

کہ ایک رقم جو 225365000.00 (بائیس
کروڑ ترپن لاکھ پینسٹھ ہزار) روپے سے
متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر
اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو
مالی سال مختتمہ 30 جون 1976 کے دوران
بسلسلہ مد قرضہ جات برائے میونسپلٹی پورٹ
وغیرہ فنڈز برداشت کرنے پڑیں گے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ مطالبات زر پر رائے شماری ہو چکی ہے اور بجٹ منظور ہو گیا ہے لہذا جیسے کہ پہلے اعلان کیا گیا تھا اب شام کا اجلاس نہیں ہوگا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

The House is therefore adjourned till 8 a. m. tomorrow, the 29th June, 1975.

(اسمبلی کا اجلاس 26 جون 1975 بروز جمعرات 8 بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا پندرھواں اجلاس

جمعرات ۔ 26 جون 1975ء
(پنجشنبہ 15 جمادی الثانی 1395ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 8 بجے صبح منعقد ہوا ۔
مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۚ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۞ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ۭ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۞

قرآن حکیم : پ ۲۵ س ۴۲ رکوع ۳ آیت ۱۲

آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اس کے ہاتھ میں ہیں وہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے ۔ بلاشبہ وہ ہر چیز سے واقف ہے ۔ اس نے تمہارے لئے دین کا وہی راستہ مقرر کیا جس کے اختیار کرنے کا نوحؑ کو حکم دیا گیا تھا اور جس کی (اے پیغمبر) ہم نے تمہاری طرف وحی کی ہے اور جس کا ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو حکم دیا تھا وہ یہ کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ و پھوٹ نہ ڈالنا جس چیز کی طرف تم مشرکوں کو بلاتے ہو وہ ان کو دشوار گزرتی ہے ۔ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی بارگاہ کا برگزیدہ کر لیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرے اسے اپنی طرف کا راستہ دکھا دیتا ہے ۔ وما علینا الا البلاغ

اراکین اسمبلی کی رخصت

سید محمد تقی شاہ

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست سید محمد تقی شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں مورخہ 16-17 جون بوجہ بخار اجلاس
میں حاضر نہیں ہو سکا لہذا دو دن کی رخصت
عطا فرمائی جاوے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری علی بہادر خان

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست چوہدری علی بہادر خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I could not attend session on 20th June, 1975 due to illness. Kindly grant leave.

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

میاں اسماعیل ضیاء

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست میاں اسماعیل ضیاء صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I sprained my ankle during last week, therefore I could not attend the sittings of the assembly on 20, 23 and 24 of this month.

Kindly grant leave for these days
and oblige.

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر محمد اشرف

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست مسٹر محمد اشرف صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ بوجہ بیماری 23-6-75 کو
اجلاس میں شرکت نہیں کرسکا ۔ ایک یوم کی
رخصت عطا فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک مختار احمد اعوان

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست ملک مختار احمد اعوان ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I could not attend the Assembly
Session on 17-6-1975 due to not
feeling well. Kindly grant me
leave.

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں لیاقت حسین مڑل

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست میاں لیاقت حسین مڑل صاحب صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

> میں بوجہ بیماری 16-6-1975 تا 20-6-1975 اور 23-6-1975 کو اجلاس میں حاضر نہ ہوسکا ۔ لہذا ان ایام کی رخصت منظور فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

کرنل محمد اسلام خان نیازی

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست کرنل محمد اسلام خان نیازی ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

> I had to go to Peshawar for the interview of the Governor for at important business of Inter Provincial matter. So I request for leave from the 26th to 28th instant.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری علی محمد خادم

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست چوہدری علی محمد خادم ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

> میں 16 جون کو بوجہ علالت شریک اجلاس

نہ ہو سکا ۔ لہٰذا کرم مہربانی فرما کر رخصت عطا کی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید مہتاب احمد شاہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست سید مہتاب احمد شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :—

گزارش ہے کہ میں بوجہ بیماری 25-6-1975 کو اجلاس سے غیر حاضر رہا ہوں ۔ رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

حافظ علی اسداللہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست حافظ علی اسداللہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :—

جناب عالی ! گزارش ہے کہ میرے خلاف جو بہت مقدمات قائم کئے گئے تھے ۔ ان میں سے پانچ ابھی تک باقی ہیں ۔ ان کی تاریخ کے سلسلے میں مورخہ 23 تا 25 جون اجلاس میں شرکت نہ کر سکا ۔ رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر ـ میں فاضل وزیر قانون کی توجہ دلانا چاہتا ہوں ـ میرے پاس مسٹر عبدالعزیز ڈوگر کی طرف سے دو تحریک ہائے استحقاق آئی ہیں جس میں انہوں نے allege کیا ہوا ہے کہ انہوں نے افسر کو یہ کہا کہ میں یہ معاملہ اسمبلی میں پیش کروں گا ، تو انہوں نے کہا کہ اسمبلی کیا ہے ؟ ڈھونگ ہے ـ مجھے اسمبلی کا کیا رعب دکھاتے ہو ـ میں نے بہت سی اسمبلیاں دیکھی ہوئی ہیں ـ I would like to hear him tomorrow on this point before I make any decision.

وزیر قانون ـ ٹھیک ہے ، میں ان کا پتا کرا لیتا ہوں ـ

مسٹر سپیکر ـ اور اسی اثنا میں اگر آپ ریلیف دلا سکیں ـ

وزیر قانون ـ اگر اس نے واقعی کہا ہوگا تو اس کے خلاف ضرور تادیبی کارروائی ہوگی اور ایکشن لیا جائیگا ـ اگر یہ بات درست نہ ہوئی تو آپ کے نوٹس میں لاؤں گا ـ

مسٹر سپیکر ـ اگر ان کی شکایت واجب اور معقول ہو تو اس کی طرف توجہ دی جائیگی ـ ـ ـ ـ

وزیر قانون ـ جی ہاں ـ

Mr. Speaker. It will come up tomorrow-Now we take up the Punjab Finance Bill.

مسودہ قانون

مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ 1975

وزیر تعلیم ـ جناب والا ـ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب فنانس بل 1975ء کو فی الفور زیر غور لایا جائے ـ

مسٹر سپیکر ـ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ دی پنجاب فنانس بل 1975ء کو فی الفور زیر غور لایا جائے ـ

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Speaker. It comes up for immediate consideration.

(کلاز ۔ 3)

مسٹر سپیکر ۔ اب فنانس بل کی کلاز 3 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز 3 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 4)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 4 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز 4 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 5)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 5 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز 5 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 6)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 6 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز 6 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 7)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 7 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز 7 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 2)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 2 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز 2 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 1)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 1 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز 1 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

پری ایمبل

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کا Preamble زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ بل کا Preamble بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر - اب بل کا Long Title زیر غور ہے چونکہ اس میں کوئی ترمیم نہیں ہے - اس لئے یہ بل کا حصہ بنتا ہے - اب ہم بل کی تیسری خواندگی پر آتے ہیں -

وزیر تعلیم - جناب والا ، میں اس کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں - پتہ نہیں یہ proper stage ہے بھی یا نہیں -

مسٹر سپیکر - آپ فرمائیں - کیا کہنا چاہتے ہیں -

وزیر تعلیم - جناب والا ، اس بل میں صرف دو تبدیلیاں ہیں ایک تو لینڈ رجسٹریشن میں ہے - - - -

چوہدری امان اللہ لک - اب تو تقریر نہیں کرسکتے -

مسٹر سپیکر - مجھے سننے تو دیں کہ وہ کہنا کیا چاہتے ہیں -

وزیر تعلیم - جناب والا - بل کے objects and reasons بیان کرنا چاہتا تھا اس کی اگر ضرورت نہیں یا یہ proper stage نہیں تو ٹھیک ہے -

مسٹر سپیکر - اب تو آخری سٹیج ہے -

وزیر تعلیم - تو پھر ٹھیک ہے - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ دی پنجاب فنانس بل 1975ء منظور کیا جائے -

مسٹر سپیکر - اس پر کافی بحث ہو چکی ہے لاز گورنمنٹ کی طرف سے جو بھی فنانس بل میں آنا تھا اس کی وضاحت ہوچکی ہے آخر چھ دن آپ یہی کچھ کرتے رہے ہیں -

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

> کہ دی پنجاب فنانس بل 1975ء منظور کیا جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر - اب ہم ایجنڈے کی دوسری آئٹم پر آتے ہیں۔

قرارداد

(مفاد عامہ سے متعلق)

وزیر قانون - جناب والا - فنانس بل سے ہی متعلقہ دو قراردادیں ہیں - مجھے ان میں سے ایک قرارداد کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر - وہ کون سی ہے ؟

وزیر قانون - سر وہ ایزاد نامے کے پہلے نمبر پر ہے -

مسٹر سپیکر - کیا مفاد عامہ کے متعلق قرارداد ہے ؟

قانون انتقال جائیداد مصدرہ 1882 کے متعلق قرارداد

وزیر قانون - جی سر - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ؛

> کہ جہاں تک اس قرارداد کا تعلق ہے کہ "صوبائی اسمبلی پنجاب پارلیمنٹ سے یہ سفارش کرتی ہے کہ قانون انتقال جائیداد مصدرہ 1882 (قانون چہارم بابت 1882) اور قانون رجسٹریشن مصدرہ 1908 میں اس طریق پر مناسب ترمیم کر دی جائے۔ کہ تقسیم اور اشتمال کی دستاویزات بلا لحاظ حدود ، اور پچیس ایکڑ تک کے تبادلوں اور تملیک کے لئے رجسٹریشن لازمی نہ ہو" قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ نمبر 92 (2) کی مقتضیات سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

مسٹر سپیکر - یہ 92 (2) کی مقتضیات کیا ہیں ؟ نوٹس ہونا چاہئے -

وزیر قانون - جی سر - اس کا نوٹس ہونا چاہئے -

مسٹر سپیکر - اس کی مقتضیات کو کیوں معطل کیا جائے ؟

وزیر قانون ۔ سر میں اس میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جیسا کہ جناب والا کو یاد ہوگا کہ عین جس وقت وزیر خزانہ ، وزیر اعلیٰ پنجاب بجٹ کا جواب دے رہے تھے بجٹ پر انہوں نے کچھ رعایتیں دی تھیں اس سلسلے میں تو ان کا اعلان اس وقت کیا گیا تھا ۔ جناب والا ۔ کہ رجسٹریشن کے سلسلے میں جہاں تک تملیک اور تبادلے کا تعلق ہے پچیس ایکڑ تک کے انتقالات زبانی کئے جا سکتے ہیں اور ان پر کوئی سٹیمپ ڈیوٹی اور فیس رجسٹری چارج نہیں کی جائے گی ۔ ایک یہ رعایت بھی دی گئی تھی اور اس سلسلے میں اشتراک ملکیت کے متعلق اور تقسیم کے متعلق جو انتقالات ہیں وراثت کے متعلق جو انتقالات ہیں ان کو بھی زبانی کرنے کی اجازت دی گئی تھی اور ان کے لئے رجسٹریشن کو لازمی نہیں رکھا گیا تھا ۔ ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker. This is the maximum notice which under the circumstances could be given, therefore, the exemption sho: ld be given under Rule 92 (2). Longer notice could not be given under the circumstances. The decision has been taken in view of the various opinions expressed in this House and this was on the last day when the Chief Minister was winding up the debate.

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ جہاں تک اس قرارداد کا تعلق ہے ۔
"کہ صوبائی اسمبلی پنجاب پارلیمنٹ سے یہ سفارش کرتی ہے کہ قانون انتقال جائیداد مصدرہ 1882 (قانون چہارم بابت 1882) اور قانون رجسٹریشن مصدرہ 1908 میں اس طریق پر مناسب ترمیم کر دی جائے کہ تقسیم اور اشتمال کی دستاویزات بلا لحاظ حدود اور پچیس ایکڑ تک کے تبادلوں اور تملیک کے لئے رجسٹریشن لازمی نہ ہو" قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قاعدہ

نمبر 92 (2) کی مقتضیات سے مستثنیٰ قرار دیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ اب آپ قرارداد پیش کریں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں :

کہ صوبائی اسمبلی پنجاب پارلیمنٹ سے یہ سفارش کرتی ہے کہ قانون انتقال جائیداد مصدرہ 1882 (قانون چہارم بابت 1882) اور قانون رجسٹریشن مصدرہ 1908ء میں اس طریق پر مناسب ترمیم کر دی جائے کہ تقسیم اور اشتمال کی دستاویزات بلا لحاظ حدود ، اور پچیس ایکڑ تک کے تبادلوں اور تملیک کے لئے رجسٹریشن لازمی نہ ہو ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ صوبائی اسمبلی پنجاب پارلیمنٹ سے یہ سفارش کرتی ہے کہ قانون انتقال جائیداد مصدرہ 1882 (قانون چہارم بابت 1882) اور قانون رجسٹریشن مصدرہ 1908 میں اس طریق پر مناسب ترمیم کر دی جائے کہ تقسیم اور اشتمال کی دستاویزات بلا لحاظ حدود ، اور پچیس ایکڑ تک کے تبادلوں اور تملیک کے لئے رجسٹریشن لازمی نہ ہو ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں ، میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جیسا کہ آپ کو اور فاضل اراکین کو یہ معلوم ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ نے فاضل اراکین کی تقاریر سننے کے بعد اس سلسلے میں کچھ رعایتیں دی تھیں اور ان کا اعلان کیا تھا ۔ میں یہاں ایک شک رفع کرنا چاہتا

ہوں ۔ جناب والا ۔ یہ دو قوانین مرکزی لیجسلیشن سے تعلق رکھتے ہیں ۔ ان میں ترمیم صرف مرکزی حکومت ہی کر سکتی ہے ۔ لیکن وزیر اعلیٰ کے اس فیصلے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس وقت تک جب تک ان قوانین میں پارلیمنٹ کی طرف سے ترمیم نہ ہو اس وقت تک ان کی رجسٹریشن پر نہ ہی کوئی سٹیمپ چارج کی جائے گی اور نہ ہی کوئی فیس رجسٹریشن حاصل کی جائے گی ۔ اور ان کی رجسٹریشن ترمیم ہو جانے تک free of cost ہوتی رہے گی ۔ چونکہ وزیر اعلیٰ نے اس ایوان میں اس فیصلے کے متعلق کہا تھا ۔ اس لئے ان کے اس فیصلے کا احترام کرتے ہوئے حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس پر فوری طور پر عملدرآمد کیا جائے تاکہ اشتراک ملکیت کی دستاویزات پر اور تقسیم کی دستاویزات پر چاہے وہ کسی حد ملکیت تک ہوں کتنا ہی رقبہ ان میں شامل ہو ان پر نہ ہی اشٹام چارج کیا جائے گا اور نہ ہی کوئی فیس رجسٹری لی جائے گی اس طرح جناب والا ۔ اس وقت تک جب تک پارلیمنٹ اس قانون میں ترمیم نہیں کرتی ۔ 25 ایکڑ تک کے جتنے تبادلے ہیں اور تملیک کے واقعات ہیں ان پر کوئی سٹیمپ ڈیوٹی اور فیس نہیں لی جائے گی ۔ اس لئے اس فیصلے کا اطلاق جس کا اعلان جناب وزیر اعلیٰ نے اس ایوان میں کیا تھا اس پر یکم جولائی سے اس صورت میں عملدرآمد شروع ہو جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ شیڈول تو پنجاب گورنمنٹ بناتی ہے ۔

وزیر قانون ۔ جی ۔

Mr. Speaker. That is within the domain of the Central Government.

وزیر قانون ۔ نہیں ۔ جناب والا ۔ اس ایکٹ میں صوبائی حکومت کے اختیار میں صرف یہ ہے کہ وہ اس قانون کی دفعات کو اس صوبہ کے کسی علاقہ پر من و عن نافذ کر سکتی ہے اور ان کی پروویژن میں کوئی ترمیم نہیں ہو سکتی ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ فیس کون مقرر کرتا ہے ۔

وزیر قانون ۔ یہ جناب والا ۔ صوبائی حکومت کے اختیار میں ہے اس

لئے میں نے کہا ہے کہ وہ free of cost ہوں گے - اس پر کوئی سٹیمپ ڈیوٹی نہیں ہوگی اور کوئی رجسٹریشن نہیں ہوگی -

شیخ عزیز احمد - آپ نے تو اس کا فیصلہ کر دیا ہے - لیکن سوال یہ ہے کہ

Unless amendment is made in the Registration Act . . . .

وزیر قانون - جناب والا - میرے فاضل دوست کو دراصل غلط فہمی ہوئی ہے Registration, Transfer of Property Act میں پارلیمنٹ کی ترمیم کے بعد خود بخود یہ مسئلہ حل ہو جائے گا - لیکن اس وقت تک جب تک پارلیمنٹ اس میں ترمیم نہیں کرتی سٹیمپ ایکٹ کے تحت صوبائی حکومت کو یہ اختیار ہے کہ اس کے متعلقہ سٹیمپ کو مستثنیٰ کر سکتی ہے - اس لئے ہم سٹیمپ ایکٹ کے تحت - - - -

Mr. Speaker. This is what Mr. Jamil Hassan Khan Manj has said. This is exactly what he has said.

تو پارلیمنٹ کو کہے بغیر بھی یہ کام کیا جا سکتا ہے This is what he intends to say. مگر بہر حال شاید آپ زیادہ توجہ سے روشنی ڈالنا چاہتے ہیں-

وزیر قانون - جناب والا - اس پر ہم نے exercise کی ہے کہ جہاں ہم اس فیصلہ پر عملدرآمد یکم جولائی سے چاہتے تھے اس کا ایک ہی راستہ ہے کہ ہم ایکٹ کے تحت سٹیمپ دستاویزات پر معاف کر دیں یا چھوڑ دیں - ہم نے یکم جولائی سے اس پر عملدرآمد کا اعلان کر دیا ہے اور اسی معزز ایوان میں حکومت کے اس فیصلے کا واضح اعلان کر رہے ہیں کہ کوئی سٹیمپ ڈیوٹی چارج نہیں کی جائے گی -

Mr. Speaker. I hope that Mr. Jamil Hassan Khan Manj is not satisfied.

شیخ عزیز احمد - جناب والا - میری پوزیشن بھی یہی ہے کہ کیا سٹیمپ ایکٹ کی ترمیم کو اس فنانس بل میں شامل کیا جا رہا ہے -

مسٹر سپیکر - وہ probably Govt. can do it by notification. بہر حال غالباً اس لئے کہ اس میں کوئی غلطی نہ ہو جائے اور اس میں کوئی

کمی رہ جائے That is probably why this resolution is being moved.

اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

> کہ صوبائی اسمبلی پنجاب پارلیمنٹ سے یہ سفارش کرتی ہے کہ قانون انتقال جائیداد مصدرہ 1882 (قانون چہارم بابت 1882) اور قانون رجسٹریشن مصدرہ 1908 میں اس طریق پر مناسب ترمیم کر دی جائے کہ تقسیم اور انتقال کی دستاویزات بلا لحاظ حدود اور پچیس ایکڑ لکھ کے تبادلوں اور تملیک کے لئے رجسٹریشن لازمی نہ ہو ۔

(تحریک منظور کی گئی)

اب یہ گوشوارے کا مسئلہ ہے :

منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ بابت سال 1974-75

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں پیش کر دیتا ہوں ۔

جناب والا ۔ میں منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ بابت سال 1974-75 ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ بابت سال 1974-75 ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ۔

منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ بابت سال 1975-76

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ بابت سال 1975-76 ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ بابت سال 1975-76 ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے ۔

قرار داد

آئین کے آرٹیکل نمبر 8 میں مندرج قوانین کے بارہ میں مقررہ میعاد میں توسیع

مسٹر سپیکر - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ جہاں تک اس قرارداد کا تعلق ہے کہ صوبائی اسمبلی پنجاب اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل نمبر 8 کی ضمن نمبر (4) کے جملہ شرطیہ کے تحت آئین مذکور کے جدول نمبر 1 میں مندرجہ قوانین جن کو آئین مذکور کے حصہ دوم کے باب نمبر I کے تحت مفوضہ حقوق کے مطابق بنانا صوبائی اسمبلی پنجاب کے احاطہ اختیار میں ہے کی دو سالہ میعاد مندرجہ آرٹیکل نمبر 8 ضمن نمبر (4) مذکور میں 14 - اگست 1975ء سے چھ ماہ کی توسیع کرتی ہے - قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ (2) 104 کی مقتضیات سے مستثنیٰ قرار دیا جائے -

مسٹر سپیکر - یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ جہاں تک اس قرار داد کا تعلق ہے کہ صوبائی اسمبلی پنجاب اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل نمبر 8 کی ضمن نمبر (4) کے جملہ شرطیہ کے تحت آئین مذکور کے جدول نمبر 1 میں مندرجہ قوانین جن کو آئین مذکور کے حصہ دوم کے باب نمبر 1 کے تحت مفوضہ حقوق کے مطابق بنانا صوبائی اسمبلی پنجاب کے احاطہ اختیار میں ہے کی دو سالہ میعاد مندرجہ آرٹیکل نمبر 8 ضمن نمبر (4)

مذکور میں 14 ۔ اگست 1975ء سے چھ ماہ
کی توسیع کرتی ہے ۔ قواعد انضباط کار صوبائی
اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ (2) 104 کی
مقتضیات سے مستثنیٰ قرار دیا جائے ۔

یہ (2) 104 کیا ہے ؟

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ یہ notices سے متعلقہ ہے کہ ریزولیوشن کے متعلق نوٹس سات دن کا ہونا چاہیئے ۔ تو اس سلسلے میں ہم یہ رعایت چاہتے ہیں کیوں کہ یہ قرار داد جو ہے ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ تو اسکا مقصد یہ ہے کہ 28 جون کو شاید اجلاس ملتوی ہو جائے اور یہ بڑی اہم آئینی بات ہے جو آپ کرنا چاہتے ہیں in view of this statement اس کو آپ نے suspend کروانا ہے یا ھاؤس سے اجازت لینی ہے ؟

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ ایوان سے اجازت لے لیں یا خود ہی suspend فرما دیں ۔

Mr. Speaker. I give my consent and put it to the House.
اس کو میں ایک مرتبہ تو پڑھ چکا ہوں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ یہ تحریک منظور کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ یہ قرار داد کہ صوبائی اسمبلی پنجاب
اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آرٹیکل نمبر 8
کی ضمن نمبر (4) کے جملہ شرطیہ کے تحت
آئین مذکور کے جدول نمبر 1 میں مندرجہ
قوانین جن کو آئین مذکور کے حصہ دوم
کے باب نمبر 1 کے تحت مفوضہ حقوق کے
مطابق بنانا صوبائی اسمبلی پنجاب کے احاطہ

اختیار میں ہے کہ دو سالہ میعاد مندرجہ
آرٹیکل نمبر 8 ضمن نمبر (4) مذکور میں
18 ۔ اگست 1975ء سے چھ ماہ کی توسیع
کرتی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایوان سے یہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی گئی ہے ۔

کہ صوبائی اسمبلی پنجاب اسلامی جمہوریہ
پاکستان کے آرٹیکل نمبر 8 کی ضمن نمبر (4)
کے جملہ شرطیہ کے تحت آئین مذکور کے جدول
نمبر 1 میں مندرجہ قوانین جن کو آئین مذکور
کے حصہ دوم کے باب نمبر 1 کے تحت مفوضہ
حقوق کے مطابق بنانا صوبائی اسمبلی پنجاب
کے احاطہ اختیار میں ہے کہ دو سالہ میعاد
مندرجہ آرٹیکل نمبر 8 ضمن نمبر (4) مذکور
میں 14 ۔ اگست 1975ء سے چھ ماہ کی توسیع
کرتی ہے ۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا ایوان اس قرارداد کو پیش
کرنے کی اجازت دیتا ہے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں :

کہ صوبائی اسمبلی پنجاب اسلامی جمہوریہ
پاکستان کے آرٹیکل نمبر 8 کی ضمن (4) کے
جملہ شرطیہ کے تحت آئین مذکور کے جدول
نمبر 1 میں مندرجہ قوانین ، جن کو آئین
مذکور کے حصہ دوم کے باب (1) کے تحت

مفوضہ حقوق کے مطابق بنانا صوبائی اسمبلی
پنجاب کے احاطہ اختیار میں ہے کہ دو سالہ
میعاد مندرجہ آرٹیکل نمبر 8 ضمن (4) مذکور
میں 14 ۔ اگست 1975ء سے چھ ماہ کی توسیع
کرتی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ صوبائی اسمبلی پنجاب اسلامی جمہوریہ
پاکستان کے آرٹیکل نمبر 8 کی ضمن نمبر (4)
کے جملہ شرطیہ کے تحت آئین مذکور کے جدول
نمبر 1 میں مندرجہ قوانین جن کو آئین مذکور
کے حصہ دوم کے باب نمبر (1) کے تحت
مفوضہ حقوق کے مطابق بنانا صوبائی اسمبلی
پنجاب کے احاطہ اختیار میں ہے کہ دو سالہ
میعاد مندرجہ آرٹیکل نمبر 8 ضمن (4) مذکور
میں 14 ۔ اگست 1975ء سے چھ ماہ کی توسیع
کرتی ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر دینا چاہتا ہوں ، جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ پاکستان کی تاریخ کا طویل حصہ آمریت کے دور سے بھرا پڑا ہے ۔ بد قسمتی سے اس ملک میں طویل عرصہ تک آمروں کا تسلط رہا ۔ اس لحاظ سے یہاں کے عوام بنیادی حقوق سے محروم رہے ہیں ۔ پہلی مرتبہ جناب قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے جمہوری تحریک شروع کی اور اس ملک میں جمہوری حکومت اور جمہوری معاشرہ قائم کیا ۔ اور پھر متفقہ طور پر اس ملک اور اس قوم کو ایک اسلامی اور وفاقی آئین عطا کیا ۔ جناب والا ۔ عوام کو بنیادی حقوق تفویض کئے گئے ۔ جناب والا ۔ آپ جانتے ہیں کہ پچھلے آمریت کے دور میں عوام کے حقوق کا خیال نہیں کیا جاتا تھا ۔ جناب والا ۔ وہ بنیادی حقوق جو پیدائشی طور پر انسان کو ملنے چاہئیں وہ پہلی مرتبہ قائد عوام جناب ذوالفقار علی

بھٹو کی وجہ سے انہیں ملے - اور انہیں کی قیادت میں یہ حقوق انہیں واپس کئے گئے - بہت سے قوانین اس اصول کو سامنے رکھے بغیر بنائے جاتے تھے اور یہ انسان کے پیدائشی حقوق سے متصادم ہوتے تھے -

جناب والا - ہماری حکومت نے ان قوانین کو درست کرنے کے لئے 14 اگست 1973ء آخری میعاد مقرر کی تھی - حکومت نے اپنی استطاعت کے مطابق بے شمار ایسے قوانین اس ایوان میں پیش کئے گئے اور ان کو درست کیا گیا ، یہ کسی صورت میں بھی عوام کے حقوق سے متصادم نہیں تھے - تاہم پھر بھی ابھی کچھ کام کرنا باقی ہے - جناب والا - اس غرض سے وہ تمام قوانین جو آرٹیکل (8) میں درج ہیں ان کو آئین کے بنیادی حقوق کے مطابق بنائے جانے ہیں ، میں جناب والا - آپ کی وساطت سے اس ایوان سے درخواست کروں گا اس میں توسیع کرنے کی اجازت دی جائے - اور تمام قوانین کو انسانوں کے بنیادی حقوق کے مطابق بنایا جائے - جو انسان کے پیدائشی حقوق سے ہم آہنگ ہوں -

مسٹر سپیکر - اب سوال یہ ہے -

کہ یہ قرارداد کہ صوبائی اسمبلی پنجاب اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آرٹیکل نمبر (8) کی ضمن (4) کے جملہ شرطیہ کے تحت آئین مذکور کے جدول نمبر (1) میں مندرجہ قوانین جن کو آئین مذکور کے حصہ دوم کے باب (1) کے تحت مفوضہ حقوق کے مطابق بنانا صوبائی اسمبلی پنجاب کے احاطہ اختیار میں ہے کہ دو سالہ میعاد مندرجہ آرٹیکل نمبر (8) ضمن نمبر (4) مذکور میں 14 اگست 1975ء سے چھ ماہ کی توسیع کردی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Speaker. This resolution stand adepted by the House.

مسودات قانون

مری کہوٹہ ہل ایریاز ڈویلپمنٹ اتھارٹی بل 1975

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ دی مری کہوٹہ ہل ایریاز ڈویلپمنٹ اتھارٹی بل 1975ء (مسودہ قانون ترقیاتی ادارہ برائے پہاڑی علاقہ جات مری کہوٹہ مصدرہ 1975) فی‌الفور زیر غور لایا جائے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر محمد حنیف تارو صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر چیئرمین ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

> کہ دی مری کہوٹہ ہل ایریاز ڈویلپمنٹ اتھارٹی بل 1975ء (مسودہ قانون ترقیاتی ادارہ برائے پہاڑی علاقہ جات مری کہوٹہ مصدرہ 1975) فی‌الفور زیر غور لایا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 3)

مسٹر چیئرمین ۔ اب بل کی کلاز نمبر 3 زیر غور ہے ۔ اب سوال یہ ہے :

> کہ بل کی کلاز نمبر 3 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 4)

مسٹر چیئرمین ۔ اب بل کی کلاز نمبر 4 زیر غور ہے ۔ اب سوال یہ ہے :

> کہ بل کی کلاز نمبر 4 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 5)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی کلاز 5 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 5 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 6)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی کلاز نمبر 6 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 6 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 7)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی کلاز نمبر 7 زیر غور ہے

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 7 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 8)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی کلاز نمبر 8 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 8 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 9)

مسٹر چیئرمین ۔ اب بل کی کلاز نمبر 9 زیر غور ہے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 9 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 10)

مسٹر چیئرمین ۔ اب بل کی کلاز نمبر 10 زیر غور ہے ۔

اس میں ترمیم پیش کی گئی ہے ۔

There is an amendment in Clause 10 by Mr. Munammad Hanif Khan.

Mr. Muhammad Hanif Khan. Sir, I move the amendment :—

> That for Clause 10 of the Bill, the following be substituted, namely :—
>
> 10. The memebrs of the Authority shall meet in permanent offices located in Murree.

Mr. Chairman. The amendment moved is :

> That for Clause 10 of the Bill the following be substituted, namely :—
>
> 10. The members of the Authority shall meet in permanent offices located in Murree.

Minister for Law. I opposed it.

مسٹر محمد حنیف خان ۔ جناب والا ۔ میں اپنی ترمیم واپس لیتا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 10 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 11)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی کلاز نمبر 11 زیر غور ہے۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 11 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 12)

مسٹر چیئرمین - اب کلاز نمبر 12 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 12 بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 13)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی کلاز 13 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 13 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 14)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی کلاز نمبر 14 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 14 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظلو کی گئی)

(کلاز - 15)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی کلاز نمبر 15 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 15 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 16)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی کلاز نمبر 16 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 16 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 17)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی کلاز 17 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 17 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 18)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی کلاز نمبر 18 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 18 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 19)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی کلاز نمبر 19 زیر غور ہے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 19 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 20)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی کلاز نمبر 20 زیر غور ہے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 20 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 21)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی کلاز نمبر 21 زیر غور

اب سوال یہ ہے -

کہ کلاز نمبر 21 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 22)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی کلاز نمبر 22 زیر غور ہے

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 22 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 23)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی کلاز نمبر 23 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 23 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 24)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی کلاز نمبر 24 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 24 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 25)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی کلاز نمبر 25 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 25 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 26)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی کلاز نمبر 26 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 26 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

21.12.91

(کلاز ـ 27)

مسٹر چیئرمین ۔ اب بل کی کلاز نمبر 27 زیر غور ہے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 27 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ـ 28)

مسٹر چیئرمین ۔ اب بل کی کلاز نمبر 28 زیر غور ہے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 28 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ـ 29)

مسٹر چیئرمین ۔ اب بل کی کلاز نمبر 29 زیر غور ہے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 29 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ـ 30)

مسٹر چیئرمین ۔ اب بل کی کلاز نمبر 30 زیر غور ہے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 30 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 31)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی کلاز نمبر 31 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 31 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 32)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی کلاز نمبر 32 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 32 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 33)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی کلاز 33 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 33 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 34)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی کلاز نمبر 34 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 34 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 35)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی کلاز نمبر 35 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 35 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 36)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی کلاز نمبر 36 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 36 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 37)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی کلاز 37 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 37 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 38)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی کلاز نمبر 38 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 38 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظلو کی گئی)

(کلاز - 39)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی کلاز نمبر 39 زیر غور ہے۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 39 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 40)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی کلاز نمبر 40 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 40 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 41)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی کلاز نمبر 41 زیر غور

اب سوال یہ ہے -

کہ کلاز نمبر 41 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 2)

مسٹر چیئرمین - اب بل کی کلاز نمبر 2 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 2 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 1)

مسٹر چیئرمین - اب بل کلاز نمبر 1 زیر غور ہے - مسٹر محمد حنیف خان -

مسٹر محمد حنیف خان - جناب والا - میں اپنی ترمیم پیش نہیں کرنا چاہتا -

مسٹر چیئرمین - اب سوال یہ ہے -

کہ کلاز 1 بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

پری ایمبل

مسٹر چیئرمین - اب بل کا پری ایمبل زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ پری ایمبل بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر چیئرمین - اب بل کا لانگ ٹائٹل زیر غور ہے - چونکہ اس میں کوئی ترمیم نہیں ہے اس لئے یہ بل کا حصہ بنتا ہے

وزیر قانون و پارلیمانی امور - جناب والا - پیشتر اس کے کہ میں فاضل ایوان سے یہ درخواست کروں کہ اس بل کو منظور کیا جائے - میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کو بخوبی علم ہے کہ جب قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی زیر قیادت آمریت کے خلاف استحصال کے خلاف ظلم کے خلاف اس ملک میں عوامی تحریک چلائی گئی تو اس میں میری پارٹی نے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم انسانوں کے ہاتھوں انسانوں کا استحصال اور علاقوں کے ہاتھوں علاقوں کا استحصال ختم کریں گے -

جناب والا - جیسا کہ آپ جانتے ہیں میری پارٹی کے نظریات کے مطابق پاکستان ایک اکائی کی حیثیت رکھتا ہے - اس کے ایک کونے سے

دوسرے کونے میں کوئی فرق نہیں ہے ۔ آج تک چھبیس ستائیس سال کے عرصہ میں کسی حکومت نے اس ملک میں اس بات کی کوشش نہیں کی کہ جو غیر ترقی یافتہ علاقے ہیں وہ محروم ہیں وہاں کے بسنے والے لوگوں کی ترقی کے لئے کچھ کیا جائے یا اس سلسلے میں کوئی نہ کوئی کوشش کی جائے ۔ چنانچہ آج بھی آپ پاکستان میں یہ دیکھیں گے کہ ایک علاقہ ایسا ہوگا جہاں کے لوگ پینے کے پانی کو بھی ترستے ہیں ۔ دوسرے علاقے میں آپ کو ترقی کے آثار نظر آئینگے لیکن اب پہلی مرتبہ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں اس طرف قدم بڑھایا جا رہا ہے کہ وہ علاقے جو آج تک ترقی سے محروم ہیں ان کو ترقی دی جائے تاکہ وہ ترقی کے مشغلے میں دوسرے علاقوں کے ساتھ اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے ہو سکیں ۔ جناب والا ۔ اسی نظریہ اور اسی فلسفہ کی تعمیل اور تکمیل میں مسودہ قانون ترقیاتی ادارہ برائے پہاڑی علاقہ جات اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے ۔ مری اور کہوٹہ کے اس پسماندہ علاقے کو جو قدرت کی رعنائیوں سے تو بھر پور ہے لیکن اس علاقے میں بسنے والے انسانوں کی ترقی کے لئے آج تک کوئی اقدام نہیں کیا گیا ۔ جناب والا ۔ اس قانون کے تحت اس علاقے کی ترقی کے لئے ایک خود مختار ادارہ قائم کیا جا رہا ہے تاکہ اس علاقے کو ترقی دیکر اس علاقے کے عوام کی محرومی کو دور کیا جائے ۔ ان معروضات کے ساتھ میں معزز ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ اس مفید قانون کو منظور کیا جائے تاکہ وہ ہمارے بھائی بھی ہمارے شانہ بشانہ کھڑے ہو سکیں ۔ اس لئے میں تحریک پیش کرتا ہوں :—

> کہ مسودہ قانون ترقیاتی ادارہ برائے پہاڑی علاقہ جات مری کہوٹہ مصدرہ 1975 منظور فرمایا جائے ۔

mm

مسٹر چیئرمین ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

> کہ مسودہ قانون ترقیاتی ادارہ برائے پہاڑی

علاقہ جات مری کہوٹہ مصدرہ 1975 منظور
کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر جلوہ افروز ہوئے)

دی پنجاب منسٹرز (سیلریز - الاؤنسز اینڈ پرولیجز) بل 1975

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

که مسودہ قانون (مشاہرات ، مواجب و
استحقاقات) وزرائے پنجاب مصدرہ 1975 کو
فی‌الفور زیر غور لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

که مسودہ قانون (مشاہرات ، مواجب و
استحقاقات) وزرائے پنجاب مصدرہ 1975ء کو
فی‌الفور زیر غور لایا جائے ۔

اب سوال یہ ہے :

که مسودہ قانون (مشاہرات ، مواجب و
استحقاقات) وزرائے پنجاب مصدرہ 1975ء کو
فی‌الفور زیر غور لایا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 3)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 3 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

که بل کی کلاز 3 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 4)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز نمبر 4 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 4 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 5)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز نمبر 5 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 5 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 6)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز نمبر 6 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 6 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 7)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز نمبر 7 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 7 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 8)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز نمبر 8 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 8 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 9)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز نمبر 9 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 9 بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 10)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز 10 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 10 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 11)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز نمبر 11 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 11 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظو کی گئی)

(کلاز - 12)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز نمبر 12 زیر غور ہے،

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 12 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 13)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز نمبر 13 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 13 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 14)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز نمبر 14 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے -

کہ کلاز نمبر 14 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 15)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز نمبر 15 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 15 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 16)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز نمبر 16 زیر غور ہے۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 16 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 17)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز نمبر 17 زیر غور ہے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 17 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 18)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز نمبر 18 زیر غور ہے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 18 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 19)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز نمبر 19 زیر غور ہے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 19 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 20)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز نمبر 20 زیر غور ہے۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 20 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 21)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز نمبر 21 زیر غور ہے۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 21 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 22)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز 22 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 22 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 23)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز نمبر 23 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 23 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 24)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 24 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز 24 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 2)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 2 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز 2 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 1)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 1 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 1 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

پری ایمبل

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کا پری ایمبل زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ پری ایمبل بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کا لانگ ٹائٹل زیر غور ہے ۔ چونکہ اس پر کوئی ترمیم پیش نہیں کی گئی اس لئے یہ بل کا حصہ بنتا ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ پیشتر اس کے کہ بل کو منظور کرانے کے لئے تحریک پیش کروں اس سلسلے میں چند ایک گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ کہ یہ وزرا کی تنخواہوں اور مراعات کا بل محض اس لئے ہاؤس میں پیش کیا گیا ہے کہ اس کے آئینی تقاضے پورے کئے جا سکیں کیوں کہ آئین کے تحت یہ لازمی ہے کہ 13 اگست 1975ء سے پہلے یہ قانون اسمبلی سے منظور کرایا جائے۔ آج سے 25 اور 30 سال پیشتر سے وزرا کی وہی تنخواہیں ہیں جو اس میں پیش کی گئی ہیں ۔ لیکن میں یہ بھی عرض کردیتا ہوں کہ اب بھی ایسے افسران موجود ہیں ۔ جن کی تنخواہ وزیر اعلیٰ سے زیادہ ہے ۔ حالانکہ وزیر اعلیٰ انتظامیہ کا سربراہ ہوتا ہے ۔ لیکن افسران سے کم تنخواہ لیتا ہے۔ وزرا نے اپنی تنخواہ بڑھانے کی کوئی کوشش نہیں کی ہے ۔ یہ محض ایک آئینی تقاضا پورا کرنے کے لئے اس کو ایوان میں پیش کیا گیا ہے ۔ اگر اس کی یہ ضرورت نہ ہوتی تو اس کو پیش نہ کیا جاتا ۔ جناب والا ۔ ان معروضات کے ساتھ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ دی پنجاب منسٹرز (سیلریز الاؤنسز اینڈ پرولیجز) بل 1975 منظور کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

> کہ دی پنجاب منسٹرز (سیلریز الاؤنسز اینڈ پرولیجز) بل 1975 منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

اب یہ بل پاس ہوتا ہے ۔

پنجاب پروانشل اسمبلی سپیکر (سیلری الاؤنسز اینڈ پرولیجز) بل 1975

وزیر قانون ـ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ دی پنجاب پروانشل اسمبلی سپیکر (سیلری

الاؤنسز اینڈ پرولیجز) بل 1975 کو فی الفور
زیر غور لایا جائے -

مسٹر سپیکر - یہ تحریک پیش کی گئی ہے -

کہ دی پنجاب پرونشل اسمبلی سپیکر (سیلری
الاؤنسز اینڈ پرولیجز) بل 1975 کو فی الفور
زیر غور لایا جاتا ہے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 3)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز 3 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 3 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 4)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز 4 زیر غور ہے

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 4 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 5)

مسٹر سپیکر - اب بل کی 5 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 5 بل کا حصہ بنے -

تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 6)

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اب بل کی کلاز نمبر 6 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 6 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 7)

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اب بل کی کلاز نمبر 7 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 7 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 8)

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اب بل کی کلاز نمبر 8 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 8 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 9)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز 9 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز 9 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 10)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز 10 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 10 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 11)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز نمبر 11 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 11 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 12)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز نمبر 12 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 12 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 13)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز نمبر 13 زیر غور ہے

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 13 بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 14)

مسٹر چیئرمین ۔ اب بل کی کلاز نمبر 14 زیر غور ہے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 14 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 15)

مسٹر چیئرمین ۔ اب بل کی کلاز نمبر 15 زیر غور ہے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 15 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 16)

مسٹر چیئرمین ۔ اب بل کی کلاز 16 زیر غور ہے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 16 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 17)

مسٹر چیئرمین ۔ اب بل کی کلاز نمبر 17 زیر غور ہے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 17 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 18)

مسٹر چیئرمین ۔ اب بل کی کلاز نمبر 18 زیر غور ہے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 18 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 19)

مسٹر چیئرمین ۔ اب بل کی کلاز نمبر 19 زیر غور ہے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 19 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 20)

مسٹر چیئرمین ۔ اب بل کی کلاز نمبر 20 زیر غور ہے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 20 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 21)

مسٹر چیئرمین ۔ اب بل کی کلاز نمبر 21 زیر غور ہے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 21 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 22)

مسٹر چیئرمین ۔ اب بل کی کلاز نمبر 22 زیر غور ہے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 22 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 23)

مسٹر چیئرمین ۔ اب بل کی کلاز نمبر 23 زیر غور ہے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 23 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 24)

مسٹر چیئرمین ۔ اب بل کی کلاز نمبر 24 زیر غور ہے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 24 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 2)

مسٹر چیئرمین ۔ اب بل کی کلاز نمبر 2 زیر غور ہے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 2 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 1)

مسٹر سپیکر - اب کلاز نمبر 1 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 1 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

پری ایمبل

مسٹر سپیکر - اب بل کا پری ایمبل زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ پری ایمبل بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر - اب بل کا لانگ ٹائیٹل زیر غور ہے - چونکہ اس میں کوئی ترمیم پیش نہیں کی گئی - اس لئے یہ بل کا حصہ بنتا ہے - اب ہم تیسری خواندگی شروع کرتے ہیں -

وزیر قانون - جناب والا - اس بل کی منظوری کی تحریک پیش کرنے سے پیشتر میں یہ وضاحت کر دینی ضروری سمجھتا ہوں کہ جس طرح میں نے وزراء کی تنخواہوں کے قانون کے متعلق عرض کی ہے کہ یہ بل ایک آئینی تقاضا پورا کرنے کے لئے اسمبلی میں لایا گیا ہے - جناب سپیکر کی تنخواہ میں کسی قسم کا کوئی اضافہ نہیں کیا گیا اور یہ وہی تنخواہ ہے جو آج سے تیس سال پیشتر سپیکر کو ملا کرتی تھی - اور یہ بھی صرف ایک آئینی تقاضا پورا کرنے کے لئے اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے -

مسٹر سپیکر - اگر میں وہاں موجود ہوتا اور مجھ سے پوچھا جاتا تو میں بتاتا کہ یہ تنخواہ اس تنخواہ سے 500 روپے کم ہے جو آج سے تیس سال پیشتر تھی -

وزیر قانون - جناب والا - یہ درست ہے لیکن ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ نہ تو وزیروں کی تنخواہوں میں اضافہ کیا جائے اور نہ ہی سپیکر

صاحب کی تنخواہ میں اضافہ کیا جائے ۔ ہم اسی تنخواہ پر کام کرتے رہیں گے جو کہ پہلے ہوا کرتی تھی ۔

(قہقہہ)

یہ تو فاضل اراکین کا فرض تھا کہ وہ ہمارا اور آپ کا خیال کرتے اور یہ ترمیم پیش کرتے یہ ہمارے لئے بڑا مشکل کام تھا کہ ہم اپنی تنخواہوں میں اضافہ کر لیں حالانکہ یہ ہمارا جائز حق تھا اور یہ ضروری ہے کیونکہ آج کے مہنگائی کے زمانے میں جہاں دیگر ملازمین کی تنخواہوں میں تین تین گنا تک اضافہ ہو گیا ہے ۔ گزشتہ تین سالوں میں وزراء اور سپیکر کی تنخواہوں میں ایک پائی کا بھی اضافہ نہیں ہوا ۔ اس لئے یہ تو فاضل ارکان کے لئے ضروری تھا اور یہ ان کی فیاضی تھی کہ وہ یہ تحریک پیش کرتے اور اگر وہ یہ کرتے تو ہم قبول کر لیتے کیونکہ یہ ان کے دائرہ اختیار میں ہے ۔

جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (مشاہرہ مواجب و استحقاقات)
سپیکر صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1975ء
منظور کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (مشاہرہ مواجب و استحقاقات)
سپیکر صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1975ء
منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

دی پنجاب پروونشل اسمبلی ڈپٹی سپیکر (سیلریز الاؤنسز اینڈ پرولیجز) بل 1975

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون (مشاہرہ مواجب و استحقاقات) سپیکر صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1975 منظور ہو گیا ہے ۔ اب مسودہ قانون (مشاہرہ مواجب و استحقاقات) ڈپٹی سپیکر صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1975ء پیش ہے ۔

وزیر قانون ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

که مسوده قانون (مشاهره مواجب و استحقاقات) ڈپٹی سپیکر صوبائی اسمبلی پنجاب مصدره 1975ء فی‌الفور زیر غور لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

که مسوده قانون (مشاهره مواجب و استحقاقات) ڈپٹی سپیکر صوبائی اسمبلی پنجاب مصدره 1975ء فی‌الفور زیر غور لایا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 3)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز نمبر 3 زیر غور ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں اس میں ایک ترمیم پیش کرنی چاہتا ہوں ۔

That in Clause 3 of the Bill the words "one thousand and five hundred" occurring in lines 1-2, be substituted by the following :—

"Two thousand"

Mr. Speaker. The amendment moved is :--

That in Clause 3 of the Bill, the words "one thousand and five, hundred" occurring in lines 1-2, be substituted by the following :

"Two thousand"

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ صرف جناب ڈپٹی سپیکر کی تنخواہ میں 500 روپے کا یہ اضافہ اس لئے کیا جا رہا ہے کہ ہمارے پارلیمانی سیکرٹری کی تنخواہ بھی 1500 روپے ہے اور انہیں 75 روپے یومیہ الاؤنس بھی ملتا ہے ۔ اسی طرح جناب قائد حزب اختلاف کی تنخواہ بھی 2000 روپیہ ہے

اور اس کے علاوہ انہیں 75 روپے یومیہ الاؤنس بھی دیا جا سکتا ہے - اس کے علاوہ وہ 25 روپے یومیہ اور الاؤنس بھی لے سکتے ہیں اگر وہ "ہیلز" میں رہائش نہ رکھیں - اس طرح سے قائد حزب اختلاف اور پارلیمانی سیکرٹریوں کو ڈپٹی سپیکر کی نسبت زیادہ فائدہ پہنچتا ہے - جناب والا - ڈپٹی سپیکر ایک مقدس عہدہ ہے اور وہ جناب سپیکر کے بعد اس فاضل ایوان کی صدارت کرتے ہیں اس لئے اس فرق کو ختم کرنے کے لئے ان کی تنخواہ میں صرف 500 روپے کا اضافہ تجویز کیا گیا ہے - کیونکہ انہیں اور کوئی الاؤنس نہیں ملتا - اس لئے یہ ترمیم پیش کی گئی ہے - میں استدعا کرتا ہوں کہ یہ ترمیم منظور کی لی جائے -

Mr. Speaker. The question is :

> That in Clause 3 of the Bill, the words "one thousand and five hundred" occurring in lines 1-2, be substituted by the following :—
>
> "Two thousand".

(The motion was carried)

مسٹر سپیکر - اب سوال یہ ہے :

> کہ بل کی کلاز 3 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 4)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز 4 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

> کہ بل کی کلاز 4 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ـ 13)

مسٹر سپیکر ـ اب بل کی کلاز 13 زیر غور ہے ـ

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 13 بل کا حصہ بنے ـ

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ـ 14)

مسٹر سپیکر ـ اب بل کی کلاز نمبر 14 زیر غور ہے ـ

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 14 بل کا حصہ بنے ـ

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ـ 15)

مسٹر سپیکر ـ اب بل کی کلاز نمبر 15 زیر غور ہے ـ

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 15 بل کا حصہ بنے ـ

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ـ 2)

مسٹر سپیکر ـ اب بل کی کلاز نمبر 2 زیر غور ہے

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 2 بل کا حصہ بنے ـ

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 9)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز 9 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز 9 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 10)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز 10 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز 10 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 11)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز نمبر 11 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 11 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 12)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز نمبر 12 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 12 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 13)

مسٹر چیئرمین ۔ اب بل کی کلاز نمبر 13 زیر غور ہے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 13 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 14)

مسٹر چیئرمین ۔ اب بل کی کلاز نمبر 14 زیر غور ہے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 14 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 15)

مسٹر چیئرمین ۔ اب بل کی کلاز نمبر 15 زیر غور ہے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 15 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 2)

مسٹر چیئرمین ۔ اب بل کی کلاز نمبر 2 زیر غور ہے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 2 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 1)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز نمبر 1 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 1 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

پری ایمبل

مسٹر سپیکر - اب بل کا Preamble زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ پری ایمبل بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر - اب بل کا لانگ ٹائیٹل زیر غور ہے - چونکہ اس میں کوئی ترمیم پیش نہیں کی گئی - اس لئے یہ بل کا حصہ بنتا ہے - اب ہم تیسری خواندگی شروع کرتے ہیں -

وزیر قانون - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں !

کہ دی پنجاب پروونشل اسمبلی ڈپٹی سپیکر
(سیلری ، الاؤنسز اینڈ پرولیجز) بل 1975ء
منظور کیا جائے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب پروونشل اسمبلی ڈپٹی سپیکر
(سیلری ، الاؤنسز اینڈ پرولیجز) بل 1975ء
منظور کیا جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر - آئیٹم نمبر 18 دی پنجاب بورڈز آف انٹر میڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن -

وزیر قانون - جناب والا - میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ یہ بل ڈیفر کر دیا جائے کیونکہ اس میں ہم کچھ ضروری ترامیم پیش کرنا چاہتے ہیں -

مسٹر سپیکر - یہ بل ڈیفر کیا جاتا ہے - اگلی آئیٹم پیش کریں -

دی پنجاب ہاؤسنگ فسیلیٹیز فار نان پروپرائٹرز ان رورل ایریاز (امنڈمنٹ) بل 1975

وزیر قانون - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ دی پنجاب ہاؤسنگ فسیلیٹیز فار نان پروپرائیٹرز ان رورل ایریاز (امنڈمنٹ) بل 1975ء کو فی الفور زیر غور لایا جائے -

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

مسٹر ڈپٹی سپیکر - یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

> کہ دی پنجاب ہاؤسنگ فسیلیٹیز فار نان پروپرائیٹرز ان رورل ایریاز (امنڈمنٹ) بل 1975ء کو فی الفور زیر غور لایا جائے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - سوال یہ ہے :

> کہ دی پنجاب ہاؤسنگ فسیلیٹیز فار نان پروپرائیٹرز ان رورل ایریاز (امنڈمنٹ) بل 1975ء کو فی الفور زیر غور لایا جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 2)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اب بل کی کلاز نمبر 2 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 2 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 3)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اب بل کی کلاز نمبر 3 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 3 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 1)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اب بل کی کلاز نمبر 1 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 1 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

پری ایمبل

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اب پری ایمبل زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ پری ایمبل بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اب بل کا لانگ ٹائٹل زیر غور ہے - چونکہ اس میں کوئی ترمیم نہیں ، اس لیے یہ بل حصہ بنتا ہے -

وزیر قانون - جناب والا - پیشتر اس کے کہ میں اس بل کی منظوری کے لیے استدعا کروں میں وضاحت کرنی چاہتا ہوں - جیسا کہ اس فاضل ایوان کے فاضل اراکین کو یاد ہے ، کہ اس اسمبلی میں ہم نے بنیادی قانون اسی غرض کے لیے پیش کیا تھا کہ دیہات میں بسنے والے بے گھر افراد نے مکان شاملات دیہہ میں یا اگر سرکاری زمین پر مکان بنائے ہوئے ہیں اور ان کی اپنی زمین نہیں تو ان کو مالکانہ حقوق دے جائیں اور ایسے لوگ جو دوسرے زمینداروں کی رعیت کے طور پر ان کی زمینوں یا مکانوں میں رھائش پذیر ہیں ان کو پانچ پانچ مرلے کے پلاٹ مفت تقسیم کیے جائیں - جناب والا - یہ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کے احکام کے مطابق پنجاب کی حکومت نے فیصلہ کیا تھا کہ ایسے بے گھر افراد کو رھائشی سہولتیں مہیا کی جائیں - جناب والا - آپ کو علم ہے ، اس صوبے میں اٹھارہ لاکھ خاندان ایسے ہیں جن کے پاس دیہات میں اپنے مکانات کی زمین ان کی ملکیت نہیں تھی - یا جن کو اس قانون کی تعریف میں بے گھر افراد کہا جا سکتا ہے - اتنے بڑے کام کو نمٹانے کے لیے یہ ممکن نہ تھا کہ سب ڈویژن کا ایک اسسٹنٹ کمشنر یا اتنے بڑے علاقوں میں ایک ایک آدمی اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچائے -

جناب والا - جہاں اس غرض کے لیے زمین موجود نہ تھی - وہاں زمین حاصل کرنے کے لیے ہم نے ہاؤسنگ ایکوزیشن ایکٹ کا سہارا لیا تھا - اس ایکٹ میں ڈپٹی کمشنر کو اختیارات حاصل تھے کہ وہ اس غرض کے لیے زمین حاصل کرے - چنانچہ جب ہم نے یہ دیکھا کہ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو یہ چاہتے ہیں کہ بے گھر افراد کو طوالت اور تساھل کے بغیر فوری طور پر ان کو رھائشی پلاٹ مہیا کر کے ان کی رھائشی تکالیف کو رفع کیا جائے - تو ہم نے بہت سارے افسران کو ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنرز اور اضلاع میں دوسرے تحصیل داروں کو کلکٹر کے اختیارات تفویض کیے جو اختیارات ڈپٹی کمشنر کو زمین حاصل کرنے کے متعلق اس ایکٹ میں تھے - وہ بھی ہم نے ان افسران کو دے تاکہ یہ کام بہت جلد پایہ

تکمیل کو پہنچ جائے ۔ جناب والا ۔ آپ یہ سن کر خوش ہوں گے کہ اس وقت تک صوبہ پنجاب میں بارہ لاکھ بے گھر افراد کو رہائشی سہولتیں میسر آچکی ہیں ۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جن کے آبا و اجداد نے صدیوں سے زمانہ تاریخ کے قبل سے آج تک غیر منقولہ جائیداد کی ملکیت نہیں دیکھی تھی ۔ دنیا نے پہلی مرتبہ ان خاندانوں کو غیر منقولہ جائیداد کا مالک دیکھا ہے ۔ ہم سب لوگ سنتے رہتے ہیں کہ زمین اللہ تعالیٰ کی ہے اور مخلوق بھی سب اللہ تعالیٰ کی ہے ۔ لیکن یہ ایسی مخلوق تھی جس کا اللہ تعالیٰ کی زمین میں کوئی حصہ نہ تھا ۔ لیکن پاکستان میں پہلی مرتبہ قائد عوام کی قیادت اور بصیرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی زمین میں انہیں حصہ مل رہا ہے ۔ جناب والا ۔ ہم نے اس کام کو 31 جولائی تک ختم کرنے کا منصوبہ بنایا ہے کہ تمام اٹھارہ لاکھ بے گھر افراد کو یہ سہولتیں ہر صورت میں مہیا کر دی جائیں ۔ اس لیے ہم نے یہ اختیارات جو ڈپٹی کمشنر کے ہاتھ میں تھے ۔ دوسرے افسران کو تفویض کرنے کے لیے یہ ترمیمی بل ایوان میں پیش کیا ہے ۔ مجھے توقع ہے کہ یہ ایوان بڑی خوش دلی کے ساتھ اسے قبول کرے گا ۔

میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب ہاؤسنگ فیسیلیٹیز فار نان پروپرائیٹرز ان رورل ایریاز (امنڈمنٹ) بل 1975ء منظور کیا جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب ہاؤسنگ فیسیلیٹیز فار نان پروپرائیٹرز ان رورل ایریاز (امنڈمنٹ) بل 1975ء منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

دی تھل ڈویلپمنٹ (پنجاب امنڈمانٹ) بل 1975

وزیر قانون ۔ جناب سپیکر ۔ منج صاحب یہ کہنا چاہتے تھے کہ خانہ بدوشوں کو بھی یہ سہولت مہیا کی جائے ۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس قانون میں ان کے لیے بھی گنجائش موجود ہے اور خانہ بدوش بھی اپنے پلاٹ لے کر کسی مناسب جگہ پر اپنے مکان بنا سکیں گے ۔ ان لوگوں کو جو صدیوں سے ادھر آدھر پھر رہے ہیں ۔ گھر اور مکانوں میں آباد ہو سکیں گے ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی تھل ڈویلپمنٹ (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1975ء کو فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ دی تھل ڈویلپمنٹ (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1975ء کو فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 2)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اب بل کی کلاز نمبر 2 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز نمبر 2 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 3)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اب بل کی کلاز نمبر 3 بل کا حصہ بنے ۔

سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز نمبر 3 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 1)

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اب بل کی کلاز نمبر 1 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز نمبر 1 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

پری ایمبل

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اب بل کا پری ایمبل زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ بل کا پری ایمبل بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر ڈپٹی سپیکر - چونکہ شارٹ ٹائٹل میں کوئی ترمیم نہیں ہے ----

(کلاز - 2)

شیخ عزیز احمد - جناب سپیکر - میں کلاز نمبر 2 میں ترمیم پیش کرنا چاہتا ہوں - میرے خیال میں پرنٹنگ کی غلطی ہے -

وزیر قانون - جناب والا - یہ ترمیم قبول فرما لی جائے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - شیخ عزیز احمد -

Sheikh Aziz Ahmad : Sir, I move the amendment :

> That in Clause 2 of the Bill between the words "shall" and "have" the word "no" be inserted.

Mr. Deputy Speaker. The amendment moved is :

> That in Clause 2 of the Bill between the words "shall" and "have" the word "no" be inserted.

Minister for Law. Accepted Sir,

Mr. Deputy Speaker. The question is :

That in Clause 2 of the Bill between the words "shall" and "have" the word "no" be inserted.

(The motion was carried).

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اب بل کی کلاز نمبر 2 ترمیم شدہ صورت میں زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز نمبر 2 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اب بل کا شارٹ ٹائٹل زیر غور ہے چونکہ اس میں کوئی امنڈمنٹ نہیں ہے - اس لیے یہ بل کا حصہ بنتا ہے -

وزیر قانون - جناب والا - اس سے پہلے کہ میں اس بل کی منظوری کے لیے تحریک پیش کروں - میں مختصراً یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تھل میں 1949ء میں تھل ڈیویلپمنٹ اتھارٹی قائم کر کے حکومت نے رقبہ حاصل کیا تھا اور اس علاقے کو ترقی دینے کے لیے کچھ اقدامات کئے - جناب والا - اس میں کچھ اس قسم کی سکیم تھی کہ لوگوں سے رقبہ حاصل کرنے کے بعد انہیں کچھ رقبہ ڈیویلپ شدہ صورت میں واپس لوٹایا جائے - جناب والا - اس سے پیشتر بھی پاکستان بننے سے قبل وہاں کچھ کام شروع کرنے کی کوشش کی گئی تھی - چنانچہ ضمن تھل کی زمین سے متعلقہ کاغذات بڑی بھیانک صورت میں ورثے میں ملے ہیں - جناب والا - 1942ء سے لے کر آج تک ریونیو ریکارڈ میں کسی ٹرانسفر پر عمل نہیں ہوا اور یہ مسئلہ 1949ء سے لے کر اس وقت تک لٹکتا چلا آ رہا تھا اور اس کو ختم کرنے کے لیے کسی کی طرف سے کوئی دیانتدارانہ کوشش نہیں کی گئی تھی - چنانچہ جناب والا - ہم نے یہ ترمیمی آرڈیننس جاری کرکے یہ کوشش کی ہے کہ اس کام کو جو پچھلے تیس سال سے بقایا پڑا ہے اور لوگ بھی چاہتے ہیں اور اس علاقے کے زمیندار اور کاشت کار مارے مارے پریشان پھر رہے تھے -

جناب والا ۔ ہم نے ان کی پریشانی دور کرنے کے لیے یہ ایک مختصر سا ترمیمی قانون اس ایوان میں پیش کیا ہے تاکہ اس کام کو ہم اپنے پروگرام کے مطابق چار ماہ میں پایہ تکمیل تک پہنچا سکیں اور انشاء اللہ مجھے توقع ہے کہ اب اس قانون کے آنے کے بعد litigation کم ہوگی اور کسی آدمی کے لیے جو وہاں جائیداد پر ناجائز قابض ہے یہ ممکن نہیں ہوگا کہ وہ stay order کا سہارا لے کر اسے لٹکائیں یا اس میں litigation کو لمبا کریں جس طرح کہ لسی میں پانی ڈال کر اسے بڑھا لیتے ہیں جیسا کہ پنجاب میں مثل مشہور ہے اور مجھے توقع ہے کہ یہ کام جو گزشتہ تیس سال سے معروض التواء میں چلا آ رہا تھا اس قانون کے بعد یہ کام موثر طور پر پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گا ۔ اس لیے جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ دی تھل ڈویلپمنٹ (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1975ء منظور فرمایا جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

سوال یہ ہے :

> کہ دی تھل ڈولپمنٹ (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1975ء منظور فرمایا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

دی یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور (امنڈمنٹ) بل 1975

وزیر تعلیم ۔ جناب والا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ دی یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور (امنڈمنٹ) بل 1975ء کو فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

سوال یہ ہے :

> کہ دی یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی

لاھور (امنڈمنٹ) بل 1975ء کو فی‌الفور زیر غور لایا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 2)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اب بل کی کلاز نمبر 2 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز نمبر 2 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 3)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 3 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے ۔

کہ بل کی کلاز نمبر 3 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 1)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 1 زیر غور ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب ۔ میں اس میں تھوڑی سی ترمیم پیش کرنا چاھتا ھوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ ھاں ھاں آپ کریں ۔

Minister for Law. Sir, I move the amendment :

> That in sub-clause (1) of Clause 1, for the word and brackets "(Amendment)" the words and brackets "(Third Amendment)" be substituted.

Mr. Deputy Speaker. The amendment moved and the question is :

> That in sub-clause (1) of Clause 1, for the word and brackets "(Amendment)" the words and brackets "(Third Amendment)" be substituted.

(The motion was carried)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اب بل کی کلاز نمبر 1 ترمیم شدہ صورت میں زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز نمبر 1 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

پری ایمبل

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اب بل کا Preamble زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ بل کا Preeamble بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ چونکہ شارٹ ٹائٹل میں کوئی امنڈمنٹ نہیں ہے ۔ اس لیے یہ بل کا حصہ بنتا ہے ۔

شیخ عزیز احمد ۔ جناب اگر ہم کلاز ایک میں "تھرڈ" کر رہے ہیں تو یہاں پر بھی تھرڈ ہی ہونا چاھئیے ۔ اس لیے اس میں ترمیم ہونا لازمی ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ ٹھیک ہے یہاں بھی تھرڈ ہی ہوگا ۔

Mr. Deputy Speaker. Yes, this will be read as "Third Amendment"

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی یونیورسٹی آف انجینیرنگ اینڈ ٹکنالوجی

لاہور (تھرڈ امنڈمنٹ) بل 1975ء منظور کیا جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

اور سوال یہ ہے :

کہ دی یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور (تھرڈ امنڈمنٹ) بل 1975ء منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

دی ویسٹ پاکستان فوڈ سٹفس (کنٹرول) (پنجاب سیکنڈ امنڈمنٹ) بل 1975

وزیر خوراک ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ دی ویسٹ پاکستان فوڈ سٹفس (کنٹرول) (پنجاب سیکنڈ امنڈمنٹ) بل 1975ء کو فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ دی ویسٹ پاکستان فوڈ سٹفس (کنٹرول) (پنجاب سیکنڈ امنڈمنٹ) بل 1975ء کو فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 2)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اب بل کی کلاز نمبر 2 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 2 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 3)

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اب بل کی کلاز نمبر 3 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 3 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 4)

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اب بل کی کلاز 4 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز 4 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 5)

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اب بل کی کلاز نمبر 5 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 5 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 6)

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اب بل کی کلاز نمبر 6 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز نمبر 6 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی گئی)

(کلاز - 1)

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اب بل کی کلاز نمبر 1 بل کا حصہ بنے -

سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز نمبر 1 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

پری ایمبل

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اب بل کا پری ایمبل زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ پری ایمبل بل کا حصہ بنے -

6—5

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اب بل کا لانگ ٹائٹل زیر غور ہے - چونکہ اس میں کوئی ترمیم نہیں ہے اس لئے یہ بل کا حصہ بنتا ہے -

وزیر خوراک - جناب والا - کافی عرصہ سے ہم یہ ضرورت محسوس کر رہے تھے کہ محکمہ خوراک کا قانون کافی عرصہ سے بنا ہوا ہے اور اس میں حالات کی تبدیلی کو پیش نظر رکھتے ہوئے کافی گنجائش تھی کہ اس میں کچھ تبدیلیاں لائی جائیں - ہوتا یہ رہا ہے کہ عام کورٹس اس قسم کے کیسز کو نظر انداز کرتی تھیں اور ان کو priority نہیں دیتی تھیں - نتیجہ یہ نکلتا تھا کہ دو - تین - چار - سال تک محکمہ خوراک کے کیسز generally by default ختم ہو جاتے تھے- اور اس قسم کے عناصر جو معاشرہ کو خراب کرتے ہیں اور جن سے لوگوں کو کافی تکلیف ہوتی تھی اس سے ان عناصر کی حوصلہ افزائی ہوتی تھی -

جناب والا - ہوتا یہ تھا کہ ٹرک پکڑا جاتا تھا اس سے کسی قسم کی چیز لے کر فوری طور پر سپرداری پر دے دیا جاتا تھا - ٹرک کی سپرداری کے بعد جو چیزیں اس پر ہوتی تھیں وہ بھی سپرداری پر دے دی جاتی تھیں - فرض کریں کہ گندم کا ایک ٹرک پکڑا جاتا ہے تو دو - تین سال تک جب اس کے فیصلے کی نوبت پہنچے گی اس وقت تک گندم بھوسے میں تبدیل ہو جاتی تھی اس وجہ سے جرائم پیشہ قسم کے لوگ ڈپو ہولڈرز یا ذخیرہ اندوزی کرنے والے - ملاوٹ کرنے والے یا جو بھی اس قسم کی حرکتیں کرنے والے تھے ان پر حکومت کے سخت محاسبے کی پوزیشن نہیں ہوتی تھی اور ان کی ہمیشہ حوصلہ افزائی ہوتی تھی اور عوام کی طرف سے ہمیشہ حکومت کو مورد الزام ٹھہرایا جاتا تھا کہ حکومت ان کی تکالیف کا

ازالہ کرنے میں کامیاب نہیں ہے اور کوئی دلچسپی نہیں لے رہی ہے اس لئے یہ ضرورت محسوس کی گئی ۔ میں آپ کی وساطت سے اس ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس بل کے پاس ہو جانے کے بعد انشاءاللہ ہمارے محکمے کا کنٹرول اس قسم کے شرپسند عناصر پر اتنا بڑھ جائے گا اور اس کی وجہ سے ہماری بہت ساری تکالیف رفع ہو جائیں گی ۔ ان الفاظ کیساتھ میں جناب تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ دی ویسٹ پاکستان فوڈ سٹفس (کنٹرول) (پنجاب سیکنڈ امنڈمنٹ) بل 1975ء منظور کیا جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ دی ویسٹ پاکستان فوڈ سٹفس (کنٹرول) (پنجاب سیکنڈ امنڈمنٹ) بل 1975ء منظور کیا جائے ۔

سوال یہ ہے ۔

کہ دی ویسٹ پاکستان فوڈ سٹفس (کنٹرول) (پنجاب سیکنڈ امنڈمنٹ) بل 1975ء منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

دی یونیورسٹی آف ایگریکلچرل لائلپور (تھرڈ امنڈمنٹ) بل 1975

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی یونیورسٹی آف ایگریکلچرل لائلپور (تھرڈ امنڈمنٹ) بل 1975ء کو فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ دی یونیورسٹی آف ایگریکلچرل لائلپور (تھرڈ امنڈمنٹ) بل 1975ء کو فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

اب سوال یہ ہے -

کہ دی یونیورسٹی آف ایگریکلچرل لائلپور (تھرڈ اسنڈمنٹ) بل 1975ء کو فی‌الفور زیر غور لایا جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر ڈپٹی سپیکر - میں مختلف پارٹیوں کے لیڈر صاحبان جو ہاؤس میں موجود ہیں سے یہ کہونگا کہ وہ اپنی اپنی پارٹی کے اراکین سے یہ کہیں کہ وہ جب لابی میں تشریف رکھیں تو وہ ہاؤس کو distrub نہ کریں -

وزیر قانون - جناب والا - لابی تو ڈائریکٹ سپیکر صاحب کے چارج میں ہے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - ابھی تو میں گروپوں کے لیڈر صاحبان کے ذریعے سے درخواست کر رہا ہوں -

---

(کلاز - 2)

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اب بل کی کلاز نمبر 2 زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز نمبر 2 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 1)

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اب بل کی کلاز نمبر 1 زیر غور ہے -

سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز نمبر 1 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

پری ایمبل

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اب بل کا پری ایمبل زیر غور ہے -

اب سوال یہ ہے :

کہ بل کا پری ایمبل بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر ڈپٹی سپیکر - چونکہ شارٹ ٹائٹل میں کوئی ترمیم نہیں ہے اس لئے یہ بل کا حصہ بنتا ہے -

وزیر تعلیم - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں -

کہ دی یونیورسٹی آف ایگریکلچرل لائلپور (تھرڈ امنڈمنٹ) بل 1975ء منظور کیا جائے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے -

کہ دی یونیورسٹی آف ایگریکلچرل لائلپور (تھرڈ امنڈمنٹ) بل 1975ء منظور کیا جائے -

اب سوال یہ ہے -

کہ دی یونیورسٹی آف ایگریکلچرل لائلپور (تھرڈ امنڈمنٹ) بل 1975ء منظور کیا جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

دی پنجاب ہاؤسنگ فیسیلیٹیز فار نان پروپرائٹرز ان رورل ایریاز (سیکنڈ امنڈمنٹ) بل 1975

وزیر قانون - جناب والا - میں دی پنجاب ہاؤسنگ فیسیلیٹیز فار نان پروپرائیٹرز ان رورل ایریاز (سیکنڈ امنڈمنٹ) بل 1975ء ایوان میں پیش کرتا ہوں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - دی پنجاب ہاؤسنگ فیسیلیٹیز فار نان پروپرائٹرز ان رورل ایریاز (سیکنڈ امنڈمنٹ) بل 1975ء ایوان میں پیش کر دیا گیا -

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

وزیر قانون - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں -

کہ جہاں تک دی پنجاب ہاؤسنگ فیسیلیٹیز

فار نان پروپرائیٹرز ان رورل ایریاز (سیکنڈ
امنڈمنٹ) بل 1975ء کا تعلق ہے قواعد
انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء
کے قواعد نمبر 77 و 78 (2) کی مقتضیات کو
معطل کر دیا جائے ۔

جناب والا ۔ مجھے محسوس ہوتا ہے کہ آپ ان قواعد کی معطلی کے بارے میں کچھ justification چاہتے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں پہلے آپ سے عرض کر چکا ہوں کہ جناب قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کے احکام کے تحت پنجاب کے صوبہ میں بسنے والی اٹھارہ لاکھ فیمیلز جن کے کنبے کے افراد کی تعداد ایک کروڑ سے زیادہ بنتی ہے انہیں رہائشی سہولتیں مہیا کرنے کے لئے یہ قانون اس اسمبلی کی منظوری سے نافذ کیا گیا تھا ۔ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی یہ خواہش ہے کہ اس کام کو جلد از جلد پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے ۔ جناب والا ۔ اس لیے ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے ۔ کہ ان اٹھارہ لاکھ کنبوں کو جن کے افراد کی تعداد ایک کروڑ سے زیادہ ہے ۔ ہم 31 جولائی 1975ء تک یہ تمام سہولتیں مہیا کر دیں گے ۔ جناب والا ۔ کیونکہ یہ کام ہنگامی صورت میں کیا جا رہا ہے ۔ کہیں کہیں ایسی غلطیاں اور پیچیدگیاں پائی جاتی ہیں جن کو دور کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے ۔ ہم یہ نہیں چاہتے کہ یہ معاملہ عدالتوں کی litigation میں چلا جائے اور اس میں طوالت ہو اور یہ لوگ جو صدیوں سے اپنے اس حق سے محروم رہے ہیں وہ اس طوالت کا شکار ہوتے رہیں ۔ اس لیے اس قانون کو موثر بنانے کے لیے ضروری ترامیم لائی جا رہی ہیں ۔ جناب والا ۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہر بجٹ سیشن کے بعد ممبران کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اجلاس جلدی ملتوی کر دیا جائے ۔ اس لیے مجھے یہ خدشہ تھا کہ اگر یہ قانون اس اجلاس میں پاس نہ ہوا تو میرے لیے یہ ممکن نہیں ہوگا کہ میں 31 جولائی تک جناب قائد عوام کے حکم کے مطابق ان افراد کو رہائشی سہولتیں مہیا کر سکوں ۔ اس لیے میری خواہش ہے کہ یہ ایک مفید قانون بنے اور یہ ان لوگوں کے لیے ہے ۔ جنہوں نے صدیوں سے کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی اس زمین میں غیر منقولہ جائیداد کی ملکیت نہیں دیکھی تھی

اور پہلی مرتبہ جناب ذوالفقار علی بھٹو کی وجہ سے انہیں یہ حق مل رہا ہے ۔ اس لیے ان کو یہ حق دینے میں دیر نہیں کرنی چاہیے ۔ اس لئے میں استدعا کرتا ہوں کہ اس قانون کو فوراً زیر غور لانے کے لئے ان ضوابط کو معطل کرکے ہم اس قانون کو فوری طور پر منظور کریں ۔ اس لئے میں قاعدہ مذکور کی معطلی کی استدعا کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ جہاں تک دی پنجاب ہاؤسنگ فیسلیٹیز فار نان پروپرائیٹرز ان رورل ایریاز (سیکنڈ امنڈمنٹ) بل 1975ء مسودہ قانون (ترمیم ثانی) رہائشی سہولیات برائے دیہی غیر مالکان پنجاب مصدرہ 1975ء کا تعلق ہے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قواعد نمبر 77-78 (2) کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے ۔

کہ جہاں تک دی پنجاب ہاؤسنگ فیسلیٹیز فار نان پروپرائیٹرز ان رورل ایریاز (سیکنڈ امنڈمنٹ) بل 1975ء مسودہ قانون (ترمیم ثانی) رہائشی سہولیات برائے دیہی غیر مالکان پنجاب مصدرہ 1975ء کا تعلق ہے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1973ء کے قواعد نمبر 77-78 (2) کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ دی پنجاب ہاؤسنگ فیسلیٹیز فار نان

پروپرائیٹرز ان رورل ایریاز (سیکنڈ امنڈمنٹ)
بل 1975ء فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب ھاؤسنگ فسیلیٹیز فار نان
پروپرائٹرز ان رورل ایریاز (سیکنڈ امنڈمنٹ)
بل 1975ء فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 2)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز نمبر 2 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 2 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 1)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز نمبر 1 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز نمبر 1 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

پری ایمبل

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کا پری ایمبل زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے ۔

کہ پری ایمبل بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر اسپیکر۔ اب بل کا لانگ ٹائیٹل زیر غور ہے ۔

چونکہ اس میں کوئی ترمیم نہیں ہے اس لئے لانگ ٹائیٹل بل کا حصہ بنتا ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ دی پنجاب ہاؤسنگ اسکیمز اینڈ لینڈ
پروپرائیٹرز ان رورل ایریاز (سیکنڈ امنڈمنٹ)
بل 1975ء منظور کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

سوال یہ ہے ۔

کہ دی پنجاب ہاؤسنگ اسکیمز اینڈ لینڈ
پروپرائیٹرز ان رورل ایریاز (سیکنڈ امنڈمنٹ)
بل 1975ء منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

قرار داد

تمام صوبوں میں کوآپریٹو فارمنگ سوسائٹیز قائم کرنے اور چلانے کے لئے قرار داد

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ کوآپریٹو
فارمنگ سوسائیٹیز قائم کرنے کے لئے اور
چلانے کے لئے وفاق مقننہ تمام صوبوں کے
لئے یکساں قانون وضع کرے ۔ ایسا کرنے
کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

اور سوال یہ ہے :

کہ اس ایوان کی رائے ہو کہ کوآپریٹو

فارمنگ سوسائیٹیز قائم کرنے کے لئے اور
چلانے کے لئے وفاق مقننہ تمام صوبوں کے
لئے یکساں قانون وضع کرے۔ پیش کرنے
کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

که اس ایوان کی رائے ہے کہ کواپریٹو
فارمنگ سوسائیٹیز قائم کرنے اور چلانے کے
لئے وفاق مقننہ تمام صوبوں کے لئے یکساں
قانون وضع کرے۔

مسٹر سپیکر۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

که اس ایوان کی رائے ہے کہ کواپریٹو
فارمنگ سوسائیٹیز قائم کرنے اور چلانے کے
لئے وفاق مقننہ تمام صوبوں کے لئے یکساں
قانون وضع کرے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا۔ آج کے دور میں ہماری اقتصادی مشکلات کا حل زرعی پیداوار میں اضافہ سے ہے۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے جواب ملتا ہے کہ کواپریٹو سوسائیٹیز قائم کی جائیں۔ اور کاشت مشینی طریقہ سے کی جائے۔ اس طرح ہم خوراک کے معاملہ میں خود کفیل ہو سکتے ہیں۔ اور ہماری زمینیں گل گلزار بن سکتی ہیں۔ جناب والا۔ اس سلسلہ میں وفاق مقننہ سے گزارش کی جائے کہ اس سلسلہ میں کوئی قانون وضع کرے۔ تاکہ ہم اپنی اقتصادی مشکلات پر قابو پا سکیں۔ قرار داد اس لئے پیش کی گئی ہے کہ وفاق حکومت کوئی یکساں قانون وضع کر سکے۔ اس لئے میں استدعا کروں گا کہ اس قرار داد کو منظور کیا جائے۔

شیخ عزیز احمد۔ پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب سپیکر۔ میں یہ وضاحت چاہتا ہوں کہ اگر کسی صوبہ نے اس کی سفارش نہ کی تو کیا ہمارا صوبہ

بھی اس سہولت سے محروم رہ جائے گا حالانکہ یہ مسئلہ تو صوبائی حکومت کا ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میرے فاضل محترم بزرگ دوست جناب شیخ عزیز احمد نے جو اعتراض اٹھایا ہے میں اس کے متعلق عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ چاروں صوبائی حکومتیں ایسا کریں گی ۔ کیونکہ چاروں صوبوں میں ہماری اپنی حکومت ہے پیپلز پارٹی کی حکومتیں ہیں ایک ہی قائد ہے اور وہاں بھی جناب ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت ہے ۔ مرکز میں بھی جناب ہماری اپنی حکومت ہے ۔ اس لئے ہمیں امید ہے کہ یہ ضرور ہو جائے گا ۔ اس کے باوجود میں معزز ممبر کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر کسی صوبائی حکومت نے ایسا نہ کیا تو ہم اپنے طور پر کریں گے ۔ معزز رکن کو اس بارے میں تسلی رکھنی چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ قرارداد پیش کی گئی ہے :

> کہ اس ایوان کی یہ رائے ہے کہ کواپریٹیو فارمنگ سوسائیٹیز قائم کرنے اور چلانے کے لئے وفاقی مقننہ تمام صوبوں کے لئے یکساں قانون وضع کرے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

> کہ اس ایوان کی یہ رائے ہے کہ کواپریٹیو فارمنگ سوسائیٹیز قائم کرنے اور چلانے کے لئے وفاقی مقننہ تمام صوبوں کے لئے یکساں قانون وضع کرے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ کچھ کام باقی ہے ۔ میں وزیر قانون سے یہ کہوں گا کہ میرے پاس ایک پرولیج موشن آئی ہوئی ہے ۔ اگر ان کے پاس وقت ہو ۔ تو وہ میرے پاس تشریف لائیں ۔ اس سلسلہ میں کچھ تبادلہ خیال کریں گے ۔

وزیر قانون - کہاں جناب - آپ کے چیمبر میں حاضر ہوں -

مسٹر سپیکر - جی ہاں آج کا کام ختم ہو گیا ہے یا کوئی بقایا ہے -

وزیر قانون - جناب والا - میری یہ خواہش تھی - کہ بجٹ تو پاس ہوگیا ہے - فاضل ممبران سے یہ پوچھ لیں کہ آیا وہ اجلاس جاری رکھنا چاہتے ہیں یا چھٹی کرنا چاہتے ہیں - حکومت کی طرف سے کھلی پیشکش ہے کیا وہ چھٹی کرنا چاہتے ہیں یا پرائیویٹ ممبر ڈے کا حق استعمال کرنا چاہتے ہیں -

مسٹر سپیکر - انہوں نے پرائیویٹ ممبرز ڈے کے نوٹس دیئے ہوئے ہیں۔ notes are there میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب ہے -

وزیر قانون - جناب والا - مجھے کچھ ممبران ملے تھے وہ چاہتے تھے - -

مسٹر سپیکر - میرے پاس بھی کچھ ممبران آئے تھے - ان کا تاثر یہ تھا کہ آئین کے مطابق ہم نے 70 دن پورے کرنے ہیں - ابھی ہم نے تیس دن پورے نہیں کئے اور چھ ماہ سے زیادہ عرصہ گزر گیا ہے - تو یہ اجلاس جاری رہے -

وزیر قانون - ٹھیک ہے جناب ہمیں کوئی اعتراض نہیں - ہم تو چاہتے ہیں کہ سارا سال اسمبلی چلے -

مسٹر سپیکر - نہیں ان کے نوٹس آئے ہوئے ہیں - یا تو وہ فاضل ممبران withdraw کریں -

The House is adjourned till 8.00 A.M. tomorrow the 27th June, 1975.

(اسمبلی کا اجلاس 27 جون 1975ء بروز جمعۃالمبارک 8 بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا -)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا پندرھواں اجلاس

جمعۃالمبارک ۔ 27 جون 1975ء
(جمعۃالمبارک ۔ 16 جمادی الثانی 1395ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 8 بجے صبح منعقد ہوا ۔
مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ
وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا
رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○ وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ
وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ
ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

(قرآن حکیم پ ۷ س ۶ رکوع ۱۳ آیات ۵۹ تا ۶۰)

اور اسی اللہ کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اس کے سوا کوئی اور نہیں جانتا اور اسے تو جنگلوں اور دریاؤں کی تمام چیزوں کا علم ہے اور کوئی پتا نہیں جھڑتا مگر وہ اس کو جانتا ہے اور زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانا نہیں پھوٹتا اور کوئی ہری یا سوکھی چیز نہیں ہے مگر وہ کتاب روشن میں لکھی ہوئی ہے اور وہی تو ہے جو رات کو سونے کی حالت میں تمہاری روح قبض کر لیتا ہے اور جو کچھ تم دن میں کرتے ہو اس کی پوری خبر رکھتا ہے پھر تمہیں دن کو اٹھا دیتا ہے تاکہ یہی سلسلہ جاری رکھ کر زندگی کی مدت معینہ پوری کر دی جائے پھر تم سب کو اسی طرف لوٹ کر جانا ہے پھر وہ تم کو تمہارے عمل جو تم کرتے رہے ہو ایک ایک کر کے بتلائے گا ۔ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

اراکین اسمبلی کی رخصت

مسٹر سپیکر - درخواست ہائے رخصت -

شیخ محمد اصغر

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست شیخ محمد اصغر صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ میں مورخہ 20-3-1975 ، 13-3-1975 اور 7-4-1975 سٹینڈنگ کمیٹی آف انفارمیشن کی میٹنگ میں شرکت نہ کر سکا ۔ برائے مہربانی ان ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

خان غلام احمد خان وردگ

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست خان غلام احمد خان وردگ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں مورخہ 9-6-1975 کو طبیعت کی خرابی کی وجہ سے حاضر اسمبلی اجلاس نہ ہوسکا ۔ براہ کرم ایک یوم کی رخصت دی جاوے ۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

خان غلام احمد خان وردگ

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست خان غلام احمد خان وردگ

صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

جناب عالی - گزارش ہے کہ بندہ کی طبیعت خراب تھی ۔ اس وجہ سے مورخہ 16-6-1975 تا 20-6-1975 اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہ ہوسکا ۔ برائے مہربانی 5 یوم کی رخصت عنایت فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

خان غلام احمد خان وردگ

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست خان غلام احمد خان وردگ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

بندہ مورخہ 23-6-1975 اور 24-6-1975 کو بوجہ علالت اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا ۔ دو یوم کی رخصت عنایت فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

قاضی محمد اسماعیل جاوید

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست قاضی محمد اسماعیل جاوید صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

بندہ علالت کی وجہ سے مورخہ 24-6-1975 اور 25-6-1975 کو اسمبلی کے اجلاس میں

حاضر نہیں ہو سکا اور مورخہ 25-6-1975 کو
سٹینڈنگ کمیٹی برائے استحقاقات کی میٹنگ میں
بھی حاضر نہ ہوسکا ۔ رخصت عطا فرمائی
جائے ۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک سرفراز احمد

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست ملک سرفراز احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں مورخہ 27-6-1975 کو کاروائی اسمبلی کے
اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا ۔ اس دن کی
غیر حاضری معاف فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید کاظم علی شاہ کرمانی

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست سید کاظم علی شاہ کرمانی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں بوجہ کام ضروری مورخہ 24-6-1975 اور
25-6-1975 مصروف رہا ہوں ۔ اور ان دو
دنوں میں ، میں حاضر اجلاس اسمبلی نہیں
ہو سکا ۔ لہذا ان دو دنوں کی رخصت منظور
فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر محمد انور علی بٹ

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست مسٹر محمد انور علی بٹ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں بوجہ بیماری مورخہ 26-6-1975 کو اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا ۔ رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر - کچھ تحریک ہائے استحقاق آئی ہوئی ہیں جن کا پہلے کل ذکر کیا تھا ان کی کیا پوزیشن ہے ؟

وزیر قانون - جناب والا - جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ تحریک ہائے استحقاق وہاڑی سے متعلق ہیں ۔ ہم جواب منگوانے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ میرا خیال ہے کہ گھنٹے یا ڈیڑھ گھنٹے تک ان کا صحیح جواب مل جائے گا ۔

جناب والا ۔ قطع نظر اس کے کہ یہ تحریک ہائے استحقاق ٹیکنیکلی پیش نہیں ہو سکتیں انہیں admit نہیں کیا جا سکتا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر کسی فاضل رکن کو کوئی تکلیف ہوئی ہے یا ان کے ساتھ کسی سرکاری ملازم نے بدسلوکی کی ہے تو اس کو نظر انداز نہیں کیا جائے گا ۔ جناب والا ۔ میں ان طور پر ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر واقعات پوچھے جائیں تو ان لوگوں کے

خلاف ضرور کارروائی کی جائے گی تاکہ ایسے واقعات آئندہ رونما نہ ہوں ۔ میری یہ خواہش ہے کہ آپ انہیں ملتوی کر دیں لیکن میں اپنا یہ حق محفوظ رکھتا ہوں کہ یہ تحریک ہائے استحقاقات ٹیکنیکل بنا پر پیش نہیں ہو سکتیں admit نہیں ہو سکتیں ۔

چوہدری محمد اشرف ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر قانون کو یہ حق ہے کہ وہ اس کے متعلق رولنگ دیں کہ وہ ٹیکنیکل بنا پر پیش نہیں ہو سکتیں؟

مسٹر سپیکر ۔ نہیں ۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں اپنا اعتراض کرنے کا حق محفوظ رکھتا ہوں ۔ یہ ہر رکن کو حق ہے کہ وہ اعتراض کرے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ فاضل رکن کو پہلے قطع نظر کے معنی سمجھا دیں تاکہ وہ میری بات سمجھ جائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ ٹھیک ہے ۔

چوہدری جمیل حسن خان منج ۔ جناب والا ۔ وزیر قانون صاحب یہ فرمائیں کہ یہ کس بنا پر admit نہیں ہو سکتیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس لئے کہ وہ اس پر بحث نہیں کرنا چاہتے ۔ وہ چاہتے ہیں کہ میرٹس پر ان کا فیصلہ ہو جائے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں اپنے فاضل اراکین اسمبلی کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر یہ تحریک ہائے استحقاقات قانوناً admit نہیں ہو سکتیں تب بھی جس افسر نے کسی فاضل رکن کی شان میں گستاخی کی ہے اس کے خلاف ہم ایکشن لینا چاہتے ہیں ۔ اس لئے میں یہ بات نہیں کرنا چاہتا ہوں کہ کس بنا پر یہ تحریک ہائے استحقاقات پیش نہیں ہو سکتیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ٹھیک ہے میں سمجھتا ہوں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ وہ میری بات کو سمجھنے کی کوشش کریں ۔

Mr. Speaker. I can well appreciate.

چوہدری عبدالعزیز ڈوگر ۔ جناب والا ۔ یہ صرف میری ہی بات نہیں ہے ۔ بلکہ یہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ ان افسران نے

یہ کہنا ہے کہ اسمبلیاں صرف ایک ڈھونگ ہیں ۔ تو جناب والا ۔ یہ پورے ایوان کا استحقاق بنتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ پرولیج ڈسکس کرنا چاہتے ہیں تو پھر He may have raise an objection جو انہوں نے avoide کیا ہے ۔ لیکن آپ پھر invite کر رہے ہیں کہ وہ objection raise کریں ۔

چوہدری عبدالعزیز ڈوگر ۔ جناب والا ۔ گزارش یہ ہے کہ پہلے میں نے موشن پیش کی تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہی ان کا اعتراض ہے جو انہوں نے صبح آ کر مجھے کہا ہے کہ These facts have already been brought by way of a motion.
اور اس میں کچھ واقعات درج نہیں ہیں ۔ تو کیا ان کی بنا پر کوئی نئی موشن پیش کی جاسکتی ہے He has already com to my chamber and raised this objection.

چوہدری عبدالعزیز ڈوگر ۔ جناب والا ۔ میرا خیال یہ تھا کہ میں ہاؤس میں اس کی وضاحت کر دونگا ۔ اس وجہ سے میں نے صرف تھوڑا لکھا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ پھر ان کا objection invite کر رہے ہیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میری تو التجا صرف اتنی ہے کہ فاضل رکن تھوڑا سا صبر کرلیں ۔ اگر ان کی حق رسی اور داد رسی نہ ہو تو پھر یہ ضروری واقعات بھی پیش کر سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے صبح آپ کو چیمبر میں بھی بتایا تھا کہ وزیر قانون صاحب میرے پاس چیمبر میں تشریف لائے ہیں اور وہ دو technical objections مجھے بتا گئے ہیں جن کی بنیاد پر یہ رد ہو سکتی ہیں مگر ان کی خواہش یہ ہے کہ technical objections کی نوبت نہ آئے ۔

چوہدری عبدالعزیز ڈوگر ۔ تو پھر جناب والا ۔ آپ اس کو ملتوی فرما دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اچھا ۔

چوہدری محمد ارشاد - جناب والا - میں نے پوائنٹ آف آرڈر raise کیا تھا - میری گزارش صرف اتنی ہے کہ وزیر قانون صاحب نے ذو معنی بات کی ہے - انہوں نے فرمایا ہے کہ technical objections ہیں لیکن ہم حالات کا پتا کر کے بتائیں گے - جناب والا - اس میں میں صرف یہ گزارش کرونگا کہ وزیر قانون اپنے آپ کو clear کریں کہ وہ technical objections چھوڑ کر اس کو ایوان میں ڈسکس ہونے دیں گے -

مسٹر سپیکر - انہوں نے ٹیکنیکل اعتراضات کے متعلق مجھے بتا دیا تھا -

وزیر قانون - جناب والا - میں اس کو clear کرتا ہوں -

جناب والا - میں نے یہ عرض کی ہے کہ قطع نظر اس کے کہ یہ تحریک ہائے استحقاقات قانونی طور پر admit نہیں ہو سکتیں لیکن اگر تحریک میں مندرج واقعات درست ہیں تو ان افسران کے خلاف کارروائی یقیناً ہوگی -

مسٹر سپیکر - انہوں نے اپنے متعلق کہا ہے - اور اس کی وضاحت بھی کر دی ہے These are kept pending -

---

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودات قانون

(جو ایوان میں پیش کئے گئے)

مسٹر سپیکر - اب مسودات قانون پیش کئے جائیں گے -

وزیر قانون - جی جناب والا -

مسٹر سپیکر دی پنجاب ڈیکلیریشن آف ایسٹس (ممبرز پروونشل اسمبلی) بل 1975ء ـــــ حاجی محمد سیف اللہ خان (حاجی صاحب ایوان میں موجود نہیں تھے) -

راجہ محمد افضل خان - جناب والا - ان مسودات قانون کو ملتوی فرما دیں -

مسٹر سپیکر - آپ کب سے حاجی صاحب بن گئے ہیں -

راجہ محمد افضل خان ۔ جناب والا ۔ میں ابھی تک حاجی تو نہیں بنا ، نہ ہی میں نے حج کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی تو شاید ہوں ہی لیکن میرا مطلب ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

راجہ محمد افضل خان ۔ جناب والا ۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ جیسا کہ جناب کو بھی علم ہے کہ اپوزیشن والے کچھ فیصلہ کر رہے ہیں کہ وہ ہاؤس میں قائد حزب اختلاف کی رہنمائی میں ایوان میں تشریف لے آئیں تو جناب والا ۔ یہ جو مسودات قانون ہیں ان کے محرک یہاں موجود نہیں ہیں کیونکہ وہ بھی حزب اختلاف سے تعلق رکھتے ہیں ۔ لہذا ان کو کل تک کے لیے ملتوی فرما دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دیکھئیے جی ۔ ملتوی کرنا تو شاید میرے اختیار میں نہیں ہے اس کے لیے تو پھر ہاؤس کی اجازت لوں گا ۔

راجہ محمد افضل خان ۔ جناب والا ۔ پھر میں ایک تحریک پیش کر دیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ پھر میں ہاؤس کی اجازت لیتا ہوں کہ کیا ایوان اس اس کی اجازت دیتا ہے کہ اس بل کو ملتوی کر دیا جائے ۔

آوازیں ۔ ہاں ۔

شیخ عزیز احمد ۔ جناب والا ۔ وہ خود تو یہاں موجود نہیں ہیں ۔

Mr. Speaker. I have received a request. The motion is that it be deferred.

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ فاضل رکن یہ معلوم کر لیں کہ آیا ان کو مختار نامہ دیا گیا ہے کہ کیا وہ ایوان میں تشریف لانے کے لیے تیار ہیں اگر ان کے آنے کی امید ہے تو ہم ملتوی کرنے کے لیے تیار ہیں ۔ اگر انہوں نے تا حیات بائیکاٹ کیا ہوا ہے تو پھر ملتوی کرنے کا کیا فائدہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب تو بہر حال ایوان نے اس موشن کے حق میں اجازت دے دی ہے ۔

راجہ محمد افضل خان - جناب والا - میری گزارش ہے کہ دلیا پر امید قائم ہے - اور پھر کل پرائیویٹ ممبر ڈے بھی ہے -

مسٹر سپیکر - نہیں یہ نہیں ہے کہ میں نے اس کو کل کے لیے رکھ دیا ہے - میں نے تو اس کو ملتوی کیا ہے یہ تو ہماری اب اسمبلی کی functions کے مطابق ہوگا کہ اب یہ کب آئے گا - - - محمد حنیف نارو -

---

دی ویسٹ پاکستان لینڈ ریوینو (پنجاب امینڈمنٹ) بل 1974ء

مسٹر محمد حنیف نارو - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ دی ویسٹ پاکستان لینڈ ریوینو (پنجاب امینڈمنٹ) بل 1974ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے -

مسٹر سپیکر - یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

> کہ دی ویسٹ پاکستان لینڈ ریوینو (پنجاب امینڈمنٹ) بل 1974ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر محمد حنیف نارو - جناب والا - میں دی ویسٹ پاکستان لینڈ ریوینو (پنجاب امینڈمنٹ) بل 1974ء پیش کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر - دی ویسٹ پاکستان لینڈ ریوینو (پنجاب امینڈمنٹ) بل 1974ء پیش کر دیا گیا ہے -

It is referred to the concerned Standing Committee. The report to come within 45 days.

دی ویسٹ پاکستان موٹر و ہیکلز (پنجاب امینڈمنٹ) بل 1974ء

چوہدری عبدالعزیز ڈوگر - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز (پنجاب

امینڈمنٹ) بل 1974ء پیش کرنے کی اجازت
دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے ۔

کہ دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز (پنجاب
امینڈمنٹ) بل 1974ء پیش کرنے کی اجازت
دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری عبدالعزیز ڈوگر ۔ جناب والا ۔ میں دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز (پنجاب امینڈمنٹ) بل 1974ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی ویسٹ پاکستان موٹر وہیکلز (پنجاب امینڈمنٹ) بل 1974ء پیش کر دیا گیا ہے ۔

It is referred to the concerned Standing Committee, the report to come within 30 days.

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ (دی پنجاب پروہیبیشن آف ڈالسنگ بل 1975ء) ۔

مرزا فضل حق ۔ جناب والا ۔ حاجی صاحب نہیں ہیں اس کو defer کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ٹھیک ہے ۔ اسے defer کر دیا جاتا ہے ۔

دی پنجاب ڈاوری اینڈ میرج گفٹس (ریسٹرکشن) بل 1975ء

مرزا فضل حق ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ دی پنجاب ڈاوری اینڈ میرج گفٹس
(ریسٹرکشن) بل 1975ء پیش کرنے کی اجازت
دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب ڈاوری اینڈ میرج گفٹس

(ریسٹرکشن) بل 1975ء پیش کرنے کی اجازت
دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

مرزا فضل حق - جناب والا - دی پنجاب ڈاوری اینڈ میرج گفٹس (ریسٹرکشن) بل 1975ء پیش کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر - دی پنجاب ڈاوری اینڈ میرج گفٹس (ریسٹرکشن) بل 1975ء پیش کر دیا گیا ہے -

It is referred to the concerned Standing Committee, the report to come within 30 days.

مسٹر سپیکر - دی پنجاب میرج اینڈ ڈاوری گفٹس (ریسٹرکشن) بل 1975ء حاجی محمد سیف اللہ خان - (معزز ممبر ایوان میں موجود نہیں ہیں) -

مرزا فضل حق - جناب والا - ایسے ہی defer کر دیا جائے -

مسٹر سپیکر - میں ایک بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب کی تحریک کو defer کیا گیا ہے - لیکن آئندہ ایسا نہیں ہوگا - کیونکہ معزز ممبر اس وقت واک آؤٹ کیے ہوئے ہیں اور مجھے امید ہے کہ وہ ایوان میں آئیں گے اور اپنی قرارداد کو پیش کریں گے -

---

قرارداد

(مفاد عامہ سے متعلق)

تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا کو پسماندہ تحصیل قرار دیا جانا

ملک محمد اعظم - جناب والا - میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ تحصیل
خوشاب ضلع سرگودھا کو پسماندہ تحصیل
قرار دیا جائے -

3.4.2

قرارداد

مسٹر سپیکر - یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا کو پسماندہ تحصیل قرار دیا جائے -

ملک محمد اعظم - جناب والا - میں اس ایوان میں تحصیل خوشاب کے متعلق پہلے بھی کئی دفعہ گزارشات کر چکا ہوں - بجٹ تقریر میں بھی میں نے تحصیل خوشاب کی پسماندگی کا ذکر کیا تھا - جناب والا - تحصیل خوشاب باقی دو تحصیلوں سے بڑی ہے - ضلع سرگودھا کے پچاس فیصد سے بھی بڑی ہے - لیکن بد قسمتی سے اسے باقی تحصیلوں کی طرح ترقی یافتہ سمجھا جاتا ہے - جناب والا - میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس تحصیل کے کئی حصے ہیں - جو پہاڑ کے دامن کا حصہ ہے وہاں پینے کا پانی نہیں ملتا - بہت تکلیف ہے میلوں پانی نہیں ملتا - دوسری طرف ریگستان اور تھل کا علاقہ ہے - جناب والا - اگر آپ وہاں دیکھیں تو یوں معلوم ہوگا کہ انسان اور حیوان ایک جگہ پانی پیتے ہیں -

جناب والا - اس کے بعد میں عرض کرتا ہوں کہ تعلیمی اداروں کی بہت کمی ہے - عمارت کا نام و نشان تک نہیں ہے - آپ اندازہ فرمائیں کہ وہاں جوہر آباد کا کالج ہسپتال کی ایک عمارت میں چل رہا ہے - جو کلاسیں وہاں لگتی ہیں ان کے لیے کلاس روم نہیں ہیں - بچے درختوں کی چھاؤں میں بیٹھ کر پڑھتے ہیں - آندھی اور بارش ہو تو کالج تقریباً بند ہو جاتا ہے - وہاں ہوسٹل تک نہیں ہے - اور طالبات کا جو کالج ہے - اس کی بلڈنگ نہیں ہے - موجودہ عمارت دو تین کمروں پر مشتمل ہے - اسی طرح اتنی بڑی تحصیل کے لیے جوہر آباد کا ایک کالج نا کافی ہے - میں حکومت سے یہ گزارش کروں گا کہ وہاں نور پور کے علاقے میں کالج قائم کریں - جناب والا - جو فنڈز مہیا کیئے جاتے ہیں - وہ ناکافی ہیں - اس طرح سے جو ترقی کی رفتار ہے - وہ بہت سست ہے - اور جب تک اس پر خصوصی توجہ نہ دی جائے اس وقت تک اس کی ترقی کے کوئی امکانات نظر نہیں آئیں گے - جناب والا - آپ کو یاد ہوگا - میں نے پچھلے سال بھی یہ گزارش کی تھی - کہ اتنی بڑی تحصیل کو ضلع کا درجہ دیا

جائے - نہ صرف ضلع کا درجہ دیا جائے - بلکہ اس کو پسماندہ ضلع قرار دیا جائے - تاکہ اس کی ترقی کی کوئی صورت نکل سکے - جناب والا - تحصیل خوشاب کے لوگوں کی ملکی دفاع میں جو قربانیاں ہیں - وہ بہت عظیم ہیں - مشرقی پاکستان میں جو ان کی فوجی خدمات ہیں - وہ ان گنت بیشمار ہیں - آج تک ان کے والدین اپنے نور نظر کی تلاش میں اپنی آنکھوں سے محروم ہوگئے ہیں اور ہزاروں سہاگنیں بیوہ ہوگئی ہیں - اس علاقے کے ہزاروں بچے یتیم ہوگئے ہیں - ہزاروں بہنیں آج بھی اپنے بھائیوں کی راہ تکتی ہیں - جناب والا - میں زیادہ تقریر نہیں کرنا چاہتا لیکن ان قربانیوں کے نام پر - اس معزز ایوان کی وساطت سے اس حکومت سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس تحصیل کو پسماندہ قرار دیں - شکریہ -

مسٹر سپیکر - رانا کے-اے محمود -

رانا کے-اے محمود خان - جناب والا - میں ترمیم پیش نہیں کرتا - تقریر کروں گا -

مسٹر سپیکر - اچھا جی - رانا صاحب کے علاوہ اب میرے پاس چار نام ہیں - چوہدری غلام قادر - چوہدری محمد اشرف - چوہدری محمد یعقوب اعوان اور رائے محمد حیات خان ان حضرات نے ابھی اپنے خیالات کا اظہار کرنا ہے - رانا کے-اے محمود -

رانا کے-اے-محمود خان - جناب والا - جیسا کہ ملک اعظم صاحب نے فرمایا ہے - اس میں شک نہیں کہ پنجاب کے بعض علاقے اس قدر ترقی کر گئے ہیں کہ وہاں پر ہر قسم کی سہولیات میسر ہیں - لیکن بعض علاقے ایسے ہیں - جہاں بعض سہولیات میسر نہیں ہیں - جیسے خوشاب یا شیخوپورہ ضلع کی تحصیل ننکانہ صاحب اور بعض دیگر علاقے بھی ہوں گے - لیکن میں تحصیل ننکانہ صاحب کے متعلق خاص طور پر جانتا ہوں کہ وہاں پر بھی بالکل خوشاب والی پوزیشن ہے - جناب والا - جیسا کہ ملک صاحب نے فرمایا ہے - خوشاب تحصیل دور دراز کے علاقہ پر واقع ہے - وہاں ریتلی زمین ہے - اور وہ ایک پہاڑی علاقہ ہے - وہاں پینے کے پانی کی دقت ہے - اس طرح سے جناب والا - تحصیل ننکانہ صاحب جو کہ شیخوپورہ کے ضلع

میں واقع ہے ۔ اور لاهور سے تقریباً 55 میل کے فاصلے پر ہے ۔ لیکن جناب والا ۔ اس تحصیل کا اگر ڈی۔جی ۔ خان کی تحصیل جامپور سے موازنہ کریں ۔ تو ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہوگا۔ حالانکہ وہ لاهورسے کافی دور ہے اور یہ صرف لاهور سے 55 میل کے فاصلہ پر واقع ہے ۔ اس میں کوئی انڈسٹری نہیں ہے ۔ کیوں کہ بعض علاقوں میں آج تک کوئی انڈسٹری نہیں لگائی گئی اور بعض علاقے ایسے ہیں ۔ مثلاً جڑانوالہ جوکہ 30 میل کے فاصلے پر ہے ۔ اور وهاں پر بے حساب ملیں لگ رهی ہیں ۔ اب وهاں پر کاغذ کا کارخانہ لگانے کی تجویز زیر غور ہے ۔ اب جناب والا ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ماضی کی حکومتیں ان غلط منصوبہ بندی کی وجہ سے کچھ علاقوں کو بے حساب ترق دے دیتی ہیں ۔

خان محمد ارشد خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میں نے ملک اعظم صاحب کی قرارداد بھی پڑھی ہے ۔ اور رانا صاحب کی ترمیم بھی پڑھی ہے ۔۔۔۔۔

مسٹر سپیکر ۔ ان کی ترمیم تو پیش هی نہیں هوئی ۔

خان محمد ارشد خان ۔ جناب والا ۔ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں وہ بھی میں نے سنا ہے ۔ ان کی تحصیل لاهور سے 55 میل کے فاصلے پر ہے۔ اور وہ لاهور ڈویژن کے ایک ضلع کی ایک تحصیل ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس میں آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے ۔ کیا آپ کو ان کی یہ دلیل پسند نہیں آئی ہے ۔ یا بات کیا ہے ؟ آپ یہی کہنا چاهتے ہیں ۔ کہ آپ کو ان کی دلیل پسند نہیں آئی ہے ۔ مگر یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔

خان محمد ارشد خان ۔ جناب والا ۔ آپ میری بات سن لیں ۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر معزز رکن کی تحصیل پسماندہ تحصیل ہے تو معزز رکن خود کہاں سے اتنے ایڈوانس ہو گئے ہیں ۔ کہ وہ روزانہ کار پر آتے ہیں اور روزانہ کار پر واپس جاتے ہیں ۔ ان کو بھی پسماندہ ہونا چاهئے تھا ۔

مسٹر سپیکر - یہ آپ ملک محمد اعظم صاحب کو کہہ رہے ہیں یا رانا صاحب کو؟ ویسے یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے -

خان محمد ارشد خان - رانا صاحب کے بارے میں کہہ رہا ہوں -

رانا کے-اے محمود خان - جناب والا - انہوں نے جو کچھ کہا ہے وہ بالکل غلط بیانی پر مبنی ہے - میں نہ روزانہ کار پر آتا ہوں - اور نہ روزانہ کار پر جاتا ہوں - تو میں کہہ رہا تھا کہ ماضی کی حکومتوں کی غلط منصوبہ بندی کی وجہ سے بعض علاقے اس طرح ترقی کرتے گئے ہیں - کہ وہاں پر بے حساب ملیں اور بے حساب کارخانے لگتے چلے گئے ہیں مثلاً میری تحصیل شیخوپورہ میں ہے - اور جیسا کہ فاضل ممبر نے یہ کہا ہے اور میں مانتا ہوں کہ لاہور سے شیخوپورہ تمام کا تمام ڈیولپڈ ایریا ہے - اور وہاں پر بہت سے کارخانے لگ گئے ہیں - لیکن جناب والا - میں یہ بات ببانگ دھل کہتا ہوں کہ تحصیل ننکانہ صاحب میں کوئی بھی ایسی انڈسٹری نہیں ہے - وہاں پر - جناب والا - لوگ روزگار کے لئے مارے مارے پھر رہے ہیں - اور در بدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں - جناب والا - وہاں پر لیبر اتنی سستی ہے کہ جب میں اپنے علاقہ میں جاتا ہوں - تو وہاں پر لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تمام تحصیلیں ترقی کر رہی ہیں - لیکن ہمارے ننکانہ صاحب کو کیا ہوا ہے - حالانکہ یہ ایک تحصیل ہیڈکوارٹر ہے - اور جناب والا - یہ شہر ایک بین الاقوامی اہمیت کا حامل ہے - یہاں پر سکھوں کے گوردوارے ہیں - اور تمام دیگر ممالک سے لوگ آئے سال یہاں آتے رہتے ہیں - اور وہ لوگ اس کی پسماندگی اور درماندگی کو دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں - کیوں کہ وہ لوگ لاہور، کراچی، اسلام آباد اور پاکستان کے دیگر شہروں سے ہو کر آتے ہیں وہ ان شہروں کو دیکھتے ہیں ساتھ ہی ان کو یہ خیال ہوتا ہے کہ پاکستان میں ایسے علاقے بھی موجود ہیں - ایسی جگہیں بھی موجود ہیں جہاں پر کوئی ترقی نہیں ہوئی ہے - تو وہ لوگ حیران رہتے ہیں - جناب والا - میں یہ تجویز کرونگا کہ آئندہ حکومت جب بھی منصوبے بنائے تو ایسے غیر ترقی یافتہ جگہوں کے لئے خاص طور پر گنجائش رکھی جائے - ممکن ہے یہ بات گورنمنٹ کے لئے اتنی آسان نہ ہو کہ آج ہم ایک تحصیل کے لئے کہہ رہے ہیں کل

کو ہمیں ایک تھانے کے لئے کہنا ہوگا ۔ پھر یونین کونسل کے لئے کہنا ہوگا ۔ جناب والا ۔ یہ تعین ہو نہیں سکتا لیکن پھر بھی میں گزارش کرونگا سینئیر منسٹر تو ہیں نہیں ، جنا لاء منسٹر سے کہونگا کہ کم از کم اس بات کا خیال رکھا جائے کہ آئندہ جب بھی ڈویلپمنٹ کا کوئی پروگرام ہو تو ان تحصیلوں کا ، ان جگہوں کا جہاں پر کوئی کارخانہ یا انڈسٹری نہیں ہے وہاں پر انڈسٹری ہونی چاہیے ۔ کیونکہ اگر ایک ہی جگہ پر تمام انڈسٹری اکٹھی کر دی جائے تو اس سے ایک تو labour problems ہوتے ہیں کیوں کہ وہاں پر مزدور دستیاب نہیں ہوتا دوسرے یہ کہ لڑائی کے دنوں میں جہاں بھی سارے کارخانے ایک جگہ ہوتے ہیں وہ بھی ملک کے لئے فائدہ مند نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ منصوبہ بندی کچھ اس طریقہ سے ہونی چاہیے کہ ان تمام کارخانوں کو ہر جگہ بکھیر دینا چاہیے تاکہ ہر علاقے کے عوام اس سے استفادہ حاصل کر سکیں ۔

(اس مرحلہ پر میاں خورشید انور کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر چیئرمین ۔ چوہدری غلام قادر ۔

چوہدری غلام قادر ۔ جناب والا ۔ ہمیں ملک اعظم صاحب سے پوری ہمدردی ہے ۔ انہوں نے اپنی تحصیل کے مسائل پیش کئے ہیں اور یہ کہا ہے کہ اس تحصیل کو پسماندہ قرار دیا جائے ۔ لیکن میں اتنی عرض کروں گا کہ بجٹ کی تقریر میں میرے بہت سے فاضل دوستوں نے یہاں پر تقاریر کیں اور اپنے اپنے علاقوں کے مسائل پیش کئے اور اس دوران بتایا کہ بعض علاقے ایسے بھی ہیں جہاں پینے کا پانی تک میسر نہیں ہے اور وہ اتنے پسماندہ علاقے ہیں کہ وہاں پر زندگی کے آثار ہی نظر نہیں آتے ۔ اس طرح سے اگر تحصیل وار یا تھانے وار یا یونین وار ہم نے پسماندہ علاقے قرار دینے شروع کئے یا ڈیمانڈ کیا تو یہ مشکل پیش آئے گی ۔ ضلع سرگودھا پسماندہ ضلع نہیں ہے ۔ وہاں پر جتنی تحصیلیں ہیں ان کے لئے جتنا روپیہ ڈویلپمنٹ کے لئے ملتا ہے اس ضلع کے لوگوں کو چاہیے کہ وہ سارے کا سارا اس تحصیل میں لگائیں اور وہ ضلع ساری توجہ اس تحصیل کی طرف لگا دے تو وہ تحصیل خوشحال ہوسکتی ہے ۔ اب مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہاں پر پانی کا

بندوبست بھی اس تحصیل میں ہے ۔ اب اس تحصیل کے علاوہ بے شمار ایسی تحصیلیں ہیں جو نہ صرف پسماندہ ہیں بلکہ وہاں کے لوگ بالکل جانوروں کی طرح زندگی گزارتے ہیں ۔ مثلاً تحصیل شکر گڑھ ہے ۔ وہاں پر آپ کو یاد ہوگا کہ جنگ کے زمانے میں جو وہاں تباہی آئی ، پھر سیالکوٹ ضلع میں سیلابوں کے ساتھ جو تباہی آئی اس وجہ سے وہ پورے کا پورا ضلع سیالکوٹ پسماندہ ہے اور میں بھی کئی بار یہاں کہہ چکا ہوں کہ اس پورے ضلع کو پسماندہ ضلع قرار دیا جائے ۔ میں نے کبھی نہیں کہا کہ تحصیل وار پسماندہ قرار دیا جائے ۔ اب دیکھا دیکھی رانا کے ۔ اے محمود صاحب نے بھی ننکانہ صاحب اور گورونانک صاحب کا واسطہ دے کر کہا ہے کہ اس تحصیل کو بھی پسماندہ قرار دیا جائے ۔ حالانکہ اس سے بھی بہت زیادہ پسماندہ علاقے موجود ہیں ۔ میں یہ کہونگا کہ پہلے ضلعے پسماندہ قرار دئے جائیں ۔ اور ان کی ڈویلپمنٹ ضلع کی سطح پر کی جائے ۔ اور جو علاقہ ان کے ضلع میں پسماندہ ہے تو وہ اس علاقے کی طرف پورا ضلع توجہ دے اور اس تحصیل کو دوسری تحصیلوں کے برابر لانے کی کوشش کرے ۔ شکریہ ۔

مسٹر چیئرمین ۔ چوہدری محمد اشرف ۔

مرزا فضل حق ۔ جناب والا ۔ میں نے ایک رپورٹ پیش کرنی ہے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ اس قرارداد کے بعد پیش کریں ۔

چوہدری محمد اشرف ۔ جناب سپیکر ۔ میرے معزز دوست نے جو قرارداد پیش کی ہے کہ تحصیل خوشاب کو پسماندہ علاقہ قرار دیا جائے ۔ تو جناب والا ۔ میرا خیال ہے میرے دوست جنہوں نے قرارداد کی مخالفت کی ہے وہ یہ نہیں جانتے انہوں نے صرف یہ دیکھا ہے کہ یہ تحصیل ضلع سرگودھا میں پڑتی ہے ۔ ان کو یہ معلوم نہیں کہ اس کا حدود اربعہ کیا ہے ۔ اور اس تحصیل میں بسنے والے لوگوں کو کیا کیا تکالیف ہیں ۔ جناب والا ۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ تحصیل خوشاب کا بیشتر حصہ تھل کا علاقہ ہے جو ابھی ڈویلپ ہو رہا ہے اور اب تک وہاں پر سکولوں کی ، ہسپتالوں کی ، سڑکوں کی ہر لحاظ سے اتنی ہی کمی ہے جتنی کہ مظفر گڑھ ، میانوالی ، کیمبلپور یا جو بھی دوسرے پسماندہ علاقے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں یہ پر زور سفارش

کرونگا کہ تحصیل خوشاب کو ان علاقوں کی طرح پسماندہ قرار دیا جائے جیسے دوسرے اضلاع ہیں - جناب والا - آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان علاقوں کے لوگ جو اب بھی کہہ رہے ہیں کہ مظفر گڑھ ، ڈیرہ غازیخان ، بہاولپور ، کیمبلپور ، میانوالی کے علاقوں میں بڑے بڑے جاگیردار بستے تھے اور سابقہ حکومتوں میں ان کا کردار یہ رہا ہے کہ وہ جان بوجھ کر ان علاقوں کو پسماندہ رکھتے تھے - اور بڑے زمینداروں ، جاگیرداروں میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جو سابقہ حکومت سے منسلک تھے اور پاکستان بننے سے پہلے میں نام نہیں لونگا کہ وہ کس جماعت سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے جان بوجھ کر اپنے علاقے کو پسماندہ رکھا - جناب والا - میں آپ سے استدعا کرونگا کہ ہم اس ریت کو ہرگز نہ دھرائیں - جناب والا - ہمارے سوشلسٹ پروگرام کے پیش نظر ہماری پارٹی اور ہماری حکومت کا یہ فرض ہے کہ ہم معاشی طور پر ہر لحاظ سے ان کو ان کا جائز حصہ دے کر ان علاقوں کی ڈویلپ کریں - جناب والا - آپ کو پتہ ہے کہ اس علاقے میں ابھی تک پانی کی سخت کمی ہے - وہاں پر صرف بارش پر انحصار کیا جاتا ہے - اگر وہاں بارشیں ہوتی ہیں تو فصلیں ہوتی ہیں - اگر بارش نہ ہو تو وہ لوگ قحط کی نوبت تک پہنچ جاتے ہیں - جناب والا - ان گزارشات کے ساتھ ساتھ میں پھر پر زور سفارش کرتا ہوں کہ تحصیل خوشاب کو پسماندہ علاقہ قرار دیا جائے - شکریہ -

مسٹر چیئرمین - چوہدری محمد یعقوب اعوان -

Chaudhri Muhammad Yaqub Awan. Sir, it is "Awan" and not "Iwan" I would request you to rectify it.

I would like to support this resolution through a brief speech. The resolution, as it has been put before the House, deserves to be recommended by this Assembly on many points. So far as the civilization and culture of this Illaqa is concerned, every-one of us knows that it is decidedly backward. It touches District Mianwali and other Thal areas which have already been declared backward. It is no better than the District of Mianwali and other Thal areas. The land of this Illaqa, although it may be rich otherwise, has no irrigation

facilities and even drinking water is not available easily there. As all of us know, it is inhabited by martial communities and it can rightly be said to be the sword-arm of Pakistan. In view of this, I think we should not grudge in declaring this Illaqa to be a backward one. In my opinion the resolution brought in by Mr. Muhammad Azam should be supported by all of us. There was an amendment by Rana K. A. Mahmud which he has withdrawn. I thank him for withdrawing that amendment because, I think, its purpose was no less than pulling the leg of Mr. Muhammad Azam. That is what I thought of it but my brother has acted very wisely and he has withdrawn it. So far as the education facilities in this Illaqa are concerned, we must proceed and admit that this Illaqa is decidedly lacking these facilities. So I think we will be doing justice not only to the people of that Illaqa, not only to the martial people of that Illaqa but to the entire country in view of the fact that the other backward areas in Pakistan stand on equal footing with this area. I, therefore, whole-heartedly support this Resolution. (Applause)

مسٹر چیئرمین - یہ ایک ترمیم ملک ثناءاللہ کی طرف سے موصول ہوئی ہے - انہوں نے کہا ہے کہ تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا اور ضلع سیالکوٹ کو پسماندہ قرار دیا جائے -

وزیر قانون - جناب والا - جو فاضل اراکین ایوان میں موجود ہی نہیں ہیں تو ان کی عدم موجودگی میں ان کی ترامیم کیسے پیش ہو سکتی ہیں -

مسٹر چیئرمین - یہ رولز کے مطابق نہیں ہے - اس لئے اس کو رول آؤٹ کیا جاتا ہے - چوہدری محمد حیات -

چوہدری محمد حیات گوندل- جناب والا- میں اس سلسلے میں گذارش کرونگا کہ ملک صاحب نے تحصیل خوشاب کے متعلق جو قرارداد پیش کی ہے کہ اس کو پسماندہ قرار دیا جائے - میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ پنجاب کے کئی اضلاع پسماندہ قرار دئے گئے ہیں - کئی علاقے ترقی یافتہ قرار دئے گئے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے - جو ترقی یافتہ اضلاع قرار دئے گئے ہیں ان میں بھی کوئی خاص ترقی نہیں ہوئی - اب یہ پیش کیا گیا ہے

کہ تحصیل خوشاب کو پسماندہ قرار دیا جائے - پہلے تو یہ تھا کہ ضلع کو پسماندہ قرار دیا جائے - اب ملک صاحب نے تحصیل خوشاب کو پسماندہ قرار دینے کے لئے کہا ہے - اس کے بعد تھانہ وار ہوگا کہ فلاں تھانہ کو پسماندہ قرار دیا جائے - میں اس سلسلے میں عرض کرونگا کہ تحصیل جس ضلع میں ہے اس ضلع کو پسماندہ قرار نہ دیا جائے بلکہ تحصیل کو پسماندہ قرار دیا جائے - یہ غلط ہے - تحصیل وار اور تھانہ وار اور اس کے بعد یونین کونسل کو بھی پسماندہ قرار دیا جائے گا - اس لئے ملک صاحب کی قرارداد کی مخالفت نہیں کرتا لیکن یہ ضرور عرض کروں گا کہ جس ضلع میں یہ تحصیل واقع ہے اس ضلع کو پسماندہ قرار دیا نہ جائے تو وہ زیادہ بہتر ہوگا -

مسٹر چیئرمین - رائے سخاوت علی خان -

رائے سخاوت علی خان - جناب سپیکر - معزز ممبر ملک محمد اعظم صاحب نے تحصیل خوشاب کو پسماندہ قرار دینے کا اظہار کیا ہے کہ اس کو پسماندہ قرار دیا جائے یہ بڑی اچھی بات ہے - اچھی حکومتیں ہمیشہ پسماندہ علاقوں کی ترقی کے لئے توجہ دیتی ہیں - تحصیل خوشاب سرگودھا سے 40 میل دور ہے اور یہ چراغ تلے اندھیرے والی بات ہے ملک صاحب نے فرمایا ہے کہ یہاں کا پانی کڑوا ہے - جہاں تک نام کا تعلق ہے - تو اس سے یوں معلوم ہوتا ہے -

آنکھوں سے اندھی نام نور بھری
نہ پیر نہ ڈھو نام شہسوار

یہ ایسی ہی بات ہے کہ نام خوش آب دیا گیا ہے - لیکن وہاں پانی کی کمی ہے اور وہ بھی کڑوا ہے - سابقہ حکومتوں نے بھی اس حصہ کی ترقی کے لئے بہت کچھ خرچ کیا - تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے اتنا روپیہ خرچ کیا یہاں لڑکیوں اور لڑکوں کا کالج ہے یہاں شوگر مل ہے - تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا دفتر ہے - یہاں ہسپتال ہے - یہاں ایک دیہات ہے جو خوشاب سے صرف چار میل دور ہے اس کی پسماندگی کو دور کرنے کے لئے مزید خرچ کر دیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے - جہاں تک دوسرے حصوں کا تعلق ہے وہاں کوئی ترقی نہیں ہوئی یہ صرف تحصیل کو ترقی دینے کے لئے اس کو پسماندہ قرار دلا رہے ہیں - اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے بڑی خوشی کی بات ہے کہ معزز ایوان کے ممبر

کی خواہش کا پورا احترام کیا جائے ۔ لیکن جہاں تک انہوں نے فوجی خدمات کا ذکر کیا ہے تو عرض ہے کہ جہاں تک حریت کا تعلق ہے تحصیل سمندری ایک پسماندہ تحصیل ہے ۔ ویسے ضلع لائلپور کو ایک خوشحال علاقہ کہا جاتا ہے ۔ اس میں تحصیل ہیڈ کوارٹر قائم کیا گیا ہے اس میں شک نہیں بڑی اچھی بات ہے یہاں ترقی ہونی چاہئے۔ لیکن جو راوی کے بیٹ کے ساتھ تحصیل ستیانہ اور جھانورا ہے جو کہ ضلع شیخوپورہ کی ننکانہ کی تحصیل کے ساتھ ساتھ مل جاتا ہے جہاں اس موضع دولوالہ ہے جہاں اس قسم کی پسماندگی ہے جس کی جانب حکومت کی توجہ دلائی گئی ہے ۔ اگر اس طرح ایک ضلع خوشحال ہوتا ہے تو یہ ہمارے لئے ایک راستہ کھل جائیگا ۔

مسٹر محمد اشرف ۔ جناب والا ۔ میں معزز رکن کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ مظفر گڑھ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر چیئر مین ۔ اطلاع لے رہے ہیں یا اطلاع دے رہے ہیں ۔

مسٹر محمد اشرف ۔ اطلاع لے بھی رہا ہوں اور دے بھی رہا ہوں ۔ کہ مظفر گڑھ ملتان سے صرف 22 میل دور ہے اسے بھی پسماندہ قرار دیا گیا ہے یہاں اس کا سوال نہیں پیدا ہوتا ۔

رائے سخاوت علی خان ۔ جناب والا ۔ میں اس کے حق میں بول رہا ہوں میں مخالفت نہیں کر رہا ہوں اس کو ضرور پسماندہ قرار دیا جائے ۔ اور ایسی حکومتوں کا شیوہ ہے یہی ہونا چاہئے ۔ لیکن صرف یہ گزارش کرونگا کہ وہاں کان کنی کا کام ہوتا ہے وہاں شوگر مل ہے ، وہاں ہسپتال ہے ، وہاں سیٹلائٹ ٹاؤن ہے اس کے باوجود وہ ترقی یافتہ نہیں ہے ۔ تو میں کہتا ہوں کہ اس کو ضرور ہونا چاہئے اور انہوں نے پانی کی مثال دی ہے ان کو ضرور میٹھا پانی ملنا چاہئے اور اگر ایسا ہوا تو دوسروں کے لئے بھی رستہ کھل جائے گا ۔ اور میں تحصیل سمندری کے لئے عرض کر رہا تھا کہ اسکا حصہ دریا کے بیٹ کے ساتھ ہے ستیانہ سے لے کر اس میں جھانورا بھی آتا ہے اور یہ دریائے راوی کے ساتھ ساتھ ہے اور جہاں تک حریت پسندوں کا ذکر ہے تو میں گزارش کرونگا کہ حریت پسند مجاہد کے سلسلے میں مغربی پاکستان میں ایک مقام ہے وڈیرہ ۔ یہ علاقہ حکومت برطانیہ سے لکر لیتا رہا

ہے - اور برطانیہ حکومت نے اس حصے کو دیدہ دانستہ ترقی نہیں دی اس لئے میں اس حکومت سے گزارش کرونگا کہ جو پسماندہ حصے ہیں اور جن کو برطانیہ حکومت نے پسماندہ رکھا تھا ان کو آباد کیا جائے اور ان کی پسماندگی کو دور کیا جائے اور سابقہ حکومتوں نے اس طرف توجہ نہیں دی ہے - اگر ہمیں اس دور میں بھی اس طرح گنہگار ٹھہرایا گیا تو ہمیں بہت تکلیف ہوگی اور ہمارے دکھوں اور دردوں میں اضافہ ہوگا - اس لئے میں آخر میں یہ گزارش کرونگا کہ تحصیل خوشاب کو ضرور پسماندہ قرار دیا جائے - لیکن دوسری تحصیلوں کو بھی اسی طرح پسماندہ قرار دیا جائے -

مسٹر چیئرمین - میاں عبدالرؤف -

میاں عبدالرؤف - جناب سپیکر - ملک محمد اعظم صاحب نے جو باتیں ایوان میں پیش کی ہیں کہ ان کے ضلع سرگودھا میں تحصیل خوشاب پسماندہ تحصیل ہے - اگرچہ یہ درست ہوگا - تاہم ان کی پسماندگی کو دیکھ کر ہمیں اپنا گھر یاد آیا ہے - جناب سپیکر - ضلع بہاولنگر میں سب سے پسماندہ تحصیل فورٹ عباس ہے - چونکہ میرا تعلق ضلع بہاولنگر سے ہے تو میں اس قرارداد میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کی پسماندگی کا ذکر بھی کر دوں تاکہ ایوان کے سامنے اس کی پسماندگی بھی واضح ہو سکے -

مسٹر چیئرمین - میاں صاحب - خوشاب اور بہاولنگر میں تو بہت فاصلہ ہے - آپ خوشاب کے متعلق فرمائیں -

میاں عبدالرؤف - جناب والا - ترقی کے زمانے میں فاصلے بہت کم ہو جایا کرتے ہیں -

مسٹر چیئرمین - جب اتنی ترقی ہو چکی ہے تو پھر پسماندگی کا کیوں ذکر ہے ؟

میاں عبدالرؤف - جناب والا - اگر خوشاب کو پسماندہ قرار دیا جائے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں کیونکہ جیسا کہ معزز ممبر نے ایوان میں بتایا ہے کہ وہاں ہر چیز کی کمی ہے - پانی بھی کڑوا ہے - ہمارے حالات بھی اسی طرح کے ہیں - تحصیل فورٹ عباس بارڈر کے نزدیک واقع ہے اور اس کا

بارڈر بھارت سے ملتا ہے ۔ وہ ریگستان ہے ۔ وہاں پانی کی بھی کمی ہے ۔ پہلے تو پانی ملتا ہی نہیں اور اگر ملتا ہے تو بہت دور ملتا ہے ۔ وہاں آبادی موجود ہے جس کا گذر اوقات جنگلی جانوروں ، بھیڑوں اور دوسرے ریوڑوں پر ہے ۔ وہاں لوگ بے آب و گیاہ مارے مارے پھرتے ہیں ۔ اگر وہاں کبھی بارش ہو جائے تو اس پانی کو جمع کر کے سال بھر کا راشن جمع کر لیا جاتا ہے ۔ علاقہ بہت وسیع ہے ۔ صادقیہ کنال سے ایک خالقیہ کنال نکلتی ہے جو اس علاقے کو سیراب کرتی ہے ۔ اور یہ علاقہ اس کے آخر میں واقع ہے ۔ یہ ہندوستان سے ملتا ہے اور اضلاع بہاولپور اور بہاولنگر کے درمیان واقع ہے ۔ یہ اتنا وسیع علاقہ ہے کہ اگر اسے پانی مہیا کیا جائے تو یہ ایک ضلع بن سکتا ہے اور اس کی آمدنی اتنی ہوسکتی ہے جتنی اس کے پورے ضلع کی ہے۔ اگر وہاں پر پانی مہیا کر دیا جائے اور وہاں بکریوں کے ریوڑوں کو اور دوسرے جانوروں کے ریوڑوں کو سہولیات بہم پہنچا دی جائیں تو ملک میں گوشت کی کمی اور اون کی افزائش کے لئے جو نسل پالی جاتی ہے وہ بھی بڑھ سکتی ہے ۔ اور اگر وہاں پر کارخانے لگا دئے جائیں جن میں اون صاف کی جائے ۔ یا وہاں پر قالین سازی کے کارخانے لگ جائیں تو میرا خیال ہے کہ سب سے سستے قالین وہاں بن سکتے ہیں ۔ وہاں کے لوگ بہت غریب ہیں ان کے لئے روزگار مہیا ہو جائیگا اور علاقے کی پسماندگی بھی ختم ہوسکے گی ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ وہاں کے لوگوں کی بہت سی مصیبتیں ہیں ۔ وہاں بارڈر کے قریب کوئی نشان نہیں جس سے کہ لوگ اپنے آپ کو بارڈر سے بچا سکیں ۔ اگر چہ برجیاں دور دور تک بنی ہوئی ہیں لیکن ریگستان اور پانی کی کمی کی وجہ سے وہاں کچھ نہیں ہوتا ۔ وہاں صرف جنگلی خاردار جھاڑیاں ہیں - - - - -

رائے میاں خان کھرل ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ فاضل رکن جو کچھ فرما رہے ہیں وہ ان کے علاقے سے تعلق رکھتا ہے ۔ اور وہ پہلے ہی پسماندہ تحصیل قرار دی جا چکی ہے ۔

میاں عبدالرؤف ۔ میں پسماندہ تحصیل کا ذکر کر رہا ہوں ۔

رائے میاں خان کھرل ۔ جب ضلع پسماندہ ہو تو تحصیل بھی اس میں شامل ہے ۔

میاں عبدالرؤف ۔ میں کہتا ہوں کہ اس ضلع میں یہ تحصیل پسماندہ ہے ۔ میں صرف تحصیل کا ذکر کر رہا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ میاں صاحب ۔ اب آپ کچھ خوشاب کے متعلق کہیں کہ اسے پسماندہ قرار دیا جائے یا نہیں ۔

مسٹر محمد اشرف (ساہیوال ۔ 5) ۔ جناب والا پہلے تو اس قرارداد میں ترمیم منظور کی جائے اس کے بعد دوسری باتیں کی جائیں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ اس میں کوئی ترمیم نہیں دی گئی ۔

میاں عبدالرؤف ۔ میں اصل قرارداد کی طرف آ رہا ہوں ۔ میں تحصیل کی پسماندگی کا ذکر کر رہا تھا ۔ بارڈر پولیس کے متعلق بھی وہاں کچھ شکایت ہے کہ وہ لوگوں کو تنگ کرتی رہتی ہے اور اگر وہاں پر ترقی کی گئی تو یہ حالت بھی درست ہو جائیگی ۔ تو جیسا کہ اس قرار داد میں کہا گیا ہے کہ خوشاب کو پسماندہ قرار دیا جائے ۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کے ساتھ ہی یہ لفظ بھی ثبت کر دیا جائے کہ جہاں پر تحصیل خوشاب ہے وہاں تحصیل فورٹ عباس اور جہاں پر لفظ سرگودھا ہے وہاں پر لفظ بہاولنگر بھی ثبت کیا جائے ۔ یہی کافی ہے ۔ شکریہ ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر ۔ حافظ علی اسداللہ ۔

حافظ علی اسداللہ ۔ جناب سپیکر ۔ ملک محمد اعظم صاحب نے تحصیل خوشاب کو پسماندہ قرار دینے کی قرارداد ایوان میں پیش کی ہے ۔ اس ضمن میں میں یہ عرض کرونگا کہ ہماری عوامی حکومت نے پہلے ہی پنجاب میں نو (9) اضلاع کو پسماندہ قرار دے دیا ہے ۔ اب اگر تحصیلوں کو پسماندہ قرار دیا جائے تو اس میں ذرا مشکل پیش آئیگی ۔ میں یہ تجویز پیش کرونگا کہ صوبہ پنجاب کے تمام اضلاع کی درجہ بندی کی جائے ۔ تمام علاقوں کا تفصیلی جائزہ لیا جائے ۔ اور میرا خیال ہے کہ اس ضمن میں جائزہ لیا گیا ہوگا اور ایسے اضلاع جن کی چند تحصیلیں ترقی یافتہ ہیں اور باقی پسماندہ ہیں ان کے متعلق مجموعی طور پر غور کیا جائے ۔ اگر ہم صوبہ پنجاب میں نگاہ دوڑائیں تو اس

کے کچھ اضلاع پسماندہ قرار دئے جا چکے ہیں - کیمبلپور - جہلم - میانوالی راولپنڈی - مظفر گڑھ - ڈیرہ غازی خان وغیرہ کے علاوہ اور علاقے بھی ہونگے جہاں تک میری نظر نہیں پہنچ سکی - تو اور بھی پسماندہ علاقے موجود ہیں - اس ضمن میں یہ گزارش ہے کہ جن اضلاع کو ابھی تک پسماندہ قرار نہیں دیا گیا ان میں چند مزید اضلاع کو پسماندہ قرار دیا جائے - اور ان پسماندہ اضلاع کو جو رقوم مہیا کی جاتی ہیں ان میں یہ تخصیص کر دی جائے کہ ان پسماندہ اضلاع میں جو تحصیلیں پسماندہ ہیں انہیں زیادہ رقوم دی جائیں - ہر ضلع میں ضلع کونسل بنی ہوئی ہے اور یہ پسماندہ اضلاع کے نمائندوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے اضلاع کی پسماندہ تحصیلوں پر نظر رکھیں اور ترقی یافتہ تحصیلوں کے نمائندے ایثار کا اظہار کریں اور پسماندہ تحصیلوں کو زیادہ رقوم دیں - عملاً ہوتا یہ ہے کہ جس تحصیل سے تعلق رکھنے والا شخص کسی پیپلز ورکس پروگرام کا ضلعی چیئرمین ہو جاتا ہے - وہ اسی تحصیل پر نظر رکھتا ہے - پہلے عام طور پر یہ ہوتا تھا کہ پنجاب کے وزراء کی نظر پورے صوبہ پنجاب پر ہوتی تھی - لیکن اب ہمارے دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ جس ضلع سے کوئی وزیر تعلق رکھتا ہے وہ پورے پنجاب پر نظر رکھنے کی پنجاب یا اس سے ہٹ کر پورے ضلع پر نظر رکھنے کی بجائے صرف اپنی تحصیل پر ہی نظر رکھتا ہے - اس سے میری مراد یہ نہیں کہ میں کسی پر کوئی نکتہ چینی کروں - میں عام سی بات کر رہا ہوں - بعض جگہ میں نے یہ دیکھا ہے کہ کوئی شخص اگر کوئی دوسری تحصیل سے تعلق رکھتا ہے - کوئی وزیر کسی دوسرے ضلع سے تعلق رکھتا ہے اور اس کی رشتہ داری کسی دوسرے ضلع میں ہے تو ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کے سلسلے میں، میں مثال بھی پیش کر سکتا ہوں لیکن یہ موقع نہیں - مد نظر صرف یہ رکھا جاتا ہے کہ فلاں تحصیل کے فلاں علاقے میں میرے رشتہ دار موجود ہیں وہاں کا ترقیاتی منصوبہ مکمل ہو جائے - پتہ نہیں میں وزیر رہوں یا نہ رہوں - اس ضمن میں، میں عرض کروں گا کہ تحصیل خوشاب کے متعلق جیسا کہ ملک محمد اعظم صاحب نے مطالبہ کیا ہے میں اس مطالبہ سے متفق ہوں - اگر اس میں ابھی تک پسماندگی موجود ہے تو مجھے اس پر افسوس ہے کہ باوجود یہ کہ ہماری عوامی حکومت ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کے سلسلے میں

پسماندہ علاقوں کی طرف گہری توجہ دئے ہوئے ہے ۔ لیکن پھر بھی کام تسلی بخش نہیں ہے ۔ جب تک میری تجویز کردہ درجہ بندی نہیں کی جائیگی اس وقت تک کچھ نہیں ہو سکے گا ۔ لیکن اگر چند تحصیلوں کو پسماندہ قرار دے دیا جائے تو اس میں ذرا مشکل پیش آئیگی ۔ میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ اگر کوئی مزید اضلاع پسماندہ ہیں تو انہیں بھی پسماندہ قرار دیا جائے ۔ اور ان پسماندہ اضلاع کے لئے جو رقوم مختص کی جائیں اس ضلع کے عوامی نمائندے اس ضلع کا جائزہ لیں اور پسماندہ تحصیلوں کے لئے زیادہ رقوم مختص کریں اور جو ترقی یافتہ علاقے ہیں ان کے لئے کم رقوم دیں ۔ باقی میں یہ عرض کرونگا کہ پسماندہ قرار دینے سے کچھ نہیں ہوتا جب تک کہ جو رقوم ان پسماندہ علاقوں کے لئے مختص کی جاتی ہیں ان پر کڑی نظر نہ رکھی جائے ۔ اور جب تک انہیں صحیح وقت میں جو وقت ان کے لئے دیا گیا ہے اس میں وہ خرچ نہ کی جائیں ۔ اس وقت تک وہ علاقہ پسماندہ ہی رہے گا ۔ جو ضلع آج سے پندرہ سال پہلے پسماندہ تھے وہ آج بھی پسماندہ رہ سکتا ہے ۔ میں نے یہ دیکھا ہے کہ ہمارے ضلع بہاولنگر اور دوسرے اضلاع کے لئے کافی رقوم مختص کی گئیں لیکن وہ رقوم نااہلی کی وجہ سے خرچ نہیں ہو سکیں اس میں ہماری نا اہلی بھی ہوسکتی ہے اگر ہمارے اختیارات ہوں ۔ نا اہلی کا بھی اس میں کافی حد تک دخل ہے ۔ ہم اسی حد تک کسی کو نا اہل قرار دے سکتے ہیں جس حد تک کسی کو ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں میں تو اس ضمن میں یہ عرض کرونگا کہ جو اضلاع پسماندہ قرار دیئے گئے ہیں ۔ ان کے لئے جو رقمیں مخصوص کی گئی ہیں ۔ نہایت سختی کے ساتھ انہیں بروقت خرچ کرانا چاھئے ۔ خرچ کرانے سے ضائع کرنا مطلب نہیں بلکہ منصوبوں کو معیاری طور پر مکمل کرنا ضروری ہے ۔ ورنہ وہ اضلاع اور علاقے جو پسماندہ قرار دئے گئے ہیں وہ ہمیشہ پسماندہ ہی رہیں گے۔ اس سے پہلے میری بہن بیگم سیدہ عابدہ حسین نے اپنی تقریر میں اس کے متعلق نشان دھی بھی کی تھی میں بھی اس کی تائید کرتا ہوں اور میں یہ کہوں گا کہ ہمارے نمائندگان کو اختیارات دئے جائیں ۔ اگر ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کے سلسلے میں نوکر شاھی کے پاس اختیارات رہنے ہیں تو انہیں کنٹرول کیا جائے اور ان سے مخصوص شدہ رقمیں بروقت خرچ کرائی جائیں ۔ اگر کوئی بروقت خرچ نہ کرا سکے ا

انہیں ملازمت سے علیحدہ کیا جائے ، اس پر جرمانے کئے جائیں اور ایسے ذمہ دار ٹھہراتے ہوئے مناسب سزا دی جائے ۔ جب تک یہ نہیں ہوگا ، اس وقت تک کسی تحصیل یا ضلع کو پسماندہ قرار دینے سے کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہوگا ۔ میرے بعض دوستوں نے کہا ہے کہ فلاں علاقوں میں جاگیرداروں کا راج تھا ۔ اور وہاں زمیندارانہ نظام نافذ تھا اس لئے وہ پسماندہ رہے ۔ کیوں کہ ان کی خواہش ہی یہ تھی کہ وہ پسماندہ رہیں ۔ لیکن اب دور بدل چکا ہے ۔ جاگیردارانہ نظام ختم ہو چکا ہے ۔ جاگیردار اور زمیندار اب پیپلز پارٹی میں شامل ہوچکے ہیں ۔ اس لئے میں کہہ سکتا ہوں کہ انہوں نے پیپلز پارٹی کے منشور کو قبول کرتے ہوئے نئے دور کے نئے تقاضوں کو سمجھ لیا ہے ۔ وہ سمجھ گئے ہیں کہ زمینداری ، جاگیرداری اور سرمایہ داری کا دور لد چکا ہے ۔ میرے دوست ایک طرف تو ہمارے نظام کے اندر زمیندار اور غیر زمیندار کی تشریح کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں فنکاروں کی ضرورت نہیں ، ہمیں زمینداروں کے اقتدار کی ضرورت ہے ۔ ایک طرف یہ کہتے ہیں کہ زمیندار اور جاگیردار انہیں پسماندہ کر دیتا ہے ۔ اور وہ ضلعوں کو پسماندہ قرار دینے کے موجب بنے ہوئے ہیں ۔ میرے خیال میں یہ تضاد خیالی ہے اور تضاد بیانی ہے ۔ جب تک ہم اس تضاد کو دور نہیں کریں گے نہ ہمارا صوبہ ترقی کر سکتا ہے اور نہ ہمارے ذہن سے سیاسی پسماندگی اور سیاسی مایوسی جو پیدا کر دی گئی ہے یا پیدا ہو چکی ہے اور سیاسی احساس کمتری جو بعض لوگوں میں پیدا ہوچکا ہے ، وہ دور ہوسکتا ہے ۔

مسٹر محمد اشرف ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ معزز ممبر کو بتائیں کہ خوشاب بہت دور ہے ۔ جو ریزولیوشن آیا ہے اس کے متعلق بات کریں ۔ یہ بجٹ پر نہیں بول رہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ وجہ بتا رہے ہیں کہ علاقے پسماندہ کیوں ہیں ؟

حافظ علی اسداللہ ۔ میں نے مری کا ذکر کیا ہے ، کیمبل پور اور میانوالی کا ذکر کیا ہے ۔ اور سب سے پہلے میں نے خوشاب کا ذکر کیا تھا ۔ آخر میں ، میں اگر ذکر کرنا بھول جاؤں تو جناب سپیکر ۔ ممبر صاحب آپ کی توجہ مبذول کروا سکتے ہیں ۔ ویسے میں اس بات کو یاد رکھوں گا ۔ میں

یہ عرض کر رہا تھا کہ ایک طرف تو ہم یہ کہتے ہیں کہ جاگیردار اور زمیندار علاقوں کی پسماندگی کے ذمہ دار ہیں اور دوسری طرف ہم یہ کہتے ہیں کہ زمینداروں کو اقتدار ملنا چاہیے - میں کسی پہ ہٹ نہیں کر رہا -

مسٹر سپیکر - مگر ان کا اعتراض تو اپنی جگہ پر موجود ہے کہ یہ بات کیسے متعلق ہو سکتی ہے -

خان محمد ارشد خان - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا ، ایک قرارداد پر بحث ہو رہی ہے - یہاں کسی کے آنے اور جانے پر بحث نہیں ہو رہی - میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کروں گا کہ He is going out of track آپ ان کو سمجھائیں کہ یہ قرارداد ہے -

مسٹر سپیکر - off the track جا رہے ہیں یا out of track جا رہے ؟

حافظ علی اسداللہ - جناب سپیکر - میں اپنی حدود کو پہچانتا ہوں اور جو لوگ مجھے حدود سمجھاتے ہیں ، میں ان کی بھی جانتا ہوں -

مسٹر سپیکر - ان کا اعتراض تو یہ ہے کہ قرارداد تو یہ ہے کہ کسی ایک خاص تحصیل کو پسماندہ قرار دیا جائے - وہ یہ جاننا چاہتے ہیں اور ان کے ساتھ میں بھی کہ آپ کس طرح اپنی تقریر کو اس قرارداد سے ملا رہے ہیں -

وزیر قانون - پوائنٹ آف آرڈر سر - جناب والا - فاضل رکن یہ بتانا چاہتے ہیں کہ کئی ممبر صاحبان نے arguments کی ہیں کہ ان علاقوں کی پسماندگی کی ذمہ داری بڑے زمینداروں پر عاید ہوتی ہے - اس لیے ہمیں یہ مطالبہ نہیں کرنا چاہیے کہ بڑے زمینداروں کو پنجاب کی حکومت دی جائے وہ یہ بات کر رہے ہیں -

مسٹر سپیکر - لیکن مسئلہ یہ نہیں -

حافظ علی اسداللہ - میں تو اس بات کی طرف آ رہا تھا پہلے سے ہی ٹوکنا شروع کر دیا - میں یہ کہہ رہا تھا کہ ہماری پارٹی میں جتنے بھی زمیندار صاحبان موجود ہیں - اگر کوئی جاگیردار بھی موجود ہے -

مجھے تو اس سے انکار ہے۔ کیونکہ جب پیپلز پارٹی کے منشور کو تسلیم کر لیا اور زرعی اصلاحات نافذ ہو گئیں تو کوئی زمیندار اور جاگیردار نہیں ہے تو پھر اس بحث کا کیا مطلب ہے کہ ہم یہ کہیں کہ ہمیں فلاں زمیندار وزیر اعلیٰ کی ضرورت ہے - - -

مسٹر سپیکر ۔ حافظ صاحب ۔ ان کا پوائنٹ اور ہے ۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کی تقریر تو بالکل دلیلوں سے بھری ہوئی ہے ۔ لیکن ان دلیلوں کا خوشاب کے پسماندہ ہونے یا نہ ہونے سے کیا تعلق ہے ؟ یا اس کو پسماندہ قرار دیے جانے یا نہ دیے جانے سے کیا تعلق ہے؟ وہ یہ جاننا چاہتے ہیں اور ان کے ساتھ میں بھی -

حافظ علی اسداللہ - میں عمومی مسائل پیش کر رہا تھا ۔ پہلے خصوصی مسائل بھی پیش کیے ہیں ۔ پھر میں عمومی طور پر تجزیہ کر رہا تھا اور پھر میں خوشاب کی طرف آ رہا تھا ۔ اب میں خوشاب کی طرف آنا چاہتا ہوں ۔ میری بات مکمل ہی نہیں ہونے دی ۔ جناب سپیکر ۔ میرے دوستوں نے قرادادوں میں اپنے نام دے ہوئے ہیں ۔ وہ بھی اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر - نہیں ۔ ان کا اعتراض وزنی معلوم ہوتا ہے ۔ آپ کی دلیل اپنی جگہ پر وزنی ہے اور ہوگی ۔ لیکن وہ پوچھتے ہیں کہ قرارداد سے اس کا کیا تعلق ہے ؟

حافظ علی اسداللہ ۔ ابھی وہ میں بتاتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر - ان کا اعتراض یہی ہے ۔ آپ مجھے بتا دیں تاکہ میں کہہ سکوں کہ آپ متعلقہ بات کر رہے ہیں ۔

حافظ علی اسداللہ - میں یہ واضح کرتا ہوں ۔ ایک تو میں نے یہ بات کہی ۔ ہو سکتا ہے کہ وہ لمبی ہو گئی ہو ۔ وہ یہ ہے کہ تمام صوبہ پنجاب کی پسماندگی دور کرنے کے لیے جن اضلاع کے لیے رقمیں مخصوص کی جاتی ہیں ۔ ان رقموں کو خرچ کرنا بھی ضروری ہے - - -

مسٹر محمد اشرف ۔ جناب والا ۔ کیا معزز رکن بتا سکتے ہیں کہ وہ زمیندار ہیں یا کسی اور طبقے سے تعلق رکھتے ہیں ؟ اور وہ زمینداروں کی مخالفت کر رہے ہیں یا کسی اور طبقے کی ؟

حافظ علی اسداللہ ۔ جناب سپیکر ۔ میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں اس خاندان سے تعلق رکھتا ہوں جو سینکڑوں سال سے کاشتکار ہے۔ میں بیک وقت چھوٹا زمیندار بھی ہوں اور اپنے ہاتھ سے کاشت بھی کرتا ہوں ۔ میرا خیال ہے کہ میں ان چند ممبروں میں سے ہوں جو اپنے ہاتھ سے خود کام کرتے ہیں اور اس لیے خدا کے فضل سے میری صحت ٹھیک ہے ۔

مسٹر محمد اشرف ۔ جناب والا ۔ معزز ممبر کو یہ واضح کرنا چاہیے کہ یہ چھوٹے زمیندار یا بڑے زمیندار کا تعلق ہے ۔ یا یہ صرف زمیندار کی مخالف کریں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہ میں اس ذاتی سوال کی اجازت دے سکتا ہوں کہ وہ خود کیا ہیں ۔

مسٹر محمد اشرف ۔ جناب ۔ ایک طرف تو وہ یہ کہتے ہیں کہ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے تقریر کر لی ہے اب وہ بھی تقریر کر رہے ہیں ۔ تقریر پر تقریر نہیں ہو سکتی ۔

حافظ علی اسداللہ ۔ جناب سپیکر ۔ مجھے آپ جو حکم دیں گے میں اس کے مطابق اس کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے بات کروں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس لیے میں نے تھوڑی سی اس کی نشاندھی کی ہے کہ آپ اس موضوع پر بولیں کہ آیا اس کو پسماندہ قرار دیا جانا چاہیے یا نہیں ، اور اگر پسماندہ قرار دیا جانا چاہیے تو کیوں ، اور اگر نہیں تو کیوں تقریر بھی متعلقہ ہو سکتی ہے مگر وہ مختصر ہو تو ٹھیک ۔

حافظ علی اسداللہ ۔ کبھی کبھی انسان سے ادھر ادھر کی بات نکل ہی جاتی ہے ۔ کیونکہ ہمارے ممبر صاحبان ایسا کرتے رہتے ہیں ۔ میں نے چلتے چلتے اس معاملے کو لیا ۔ ویسے تو میں اس قرارداد کے اندر ہی رہا ہوں

لیکن میں نے ذرا اور الفاظ سے اس قرارداد پر بات کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اگر میرے دوست حساس ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ کسی خاص مسئلے کی طرف بات کر رہے ہیں تو میں اس سے ہٹ جاتا ہوں ۔ لیکن مجھے امید ہے کہ بات تو مجھے کرنے دیں گے ۔ جو بھی آئے گا ۔ جو بھی آیا ہم نے تمام کے ساتھ تعاون کیا ۔ مقدمے تو اب بھی قائم ہو رہے ہیں ۔

(قہقہے)

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے مستقبل کے متعلق نہیں بتایا ۔

حافظ علی اسداللہ ۔ ہمیں پنجاب کے ذرے ذرے سے محبت ہے ۔ ٹکڑے ٹکڑے سے محبت ہے ۔ ایک ایک خطے سے ۔ پاکستان اور پنجاب میں بسنے والی تمام قوموں سے قطع نظر رنگ کے ، قطع نظر زبان کے تمام علاقوں سے ہمیں محبت ہے ۔ ہم نے ایک ہی نعرے اور ایک ہی مقصد کے تحت پاکستان حاصل کیا تھا ۔ ہم اب چھوٹے چھوٹے معاملوں میں الجھے ہوئے ہیں ۔ ہم پارلیمنٹ کے ممبر ہیں ۔ لیکن ہم نے اپنے آپ کو بی ڈی ممبر کی سطح سے بھی نیچے گرا دیا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اپنا معیار بلند کرنے کی ضرورت ہے ۔ میں پارلیمنٹ کے ممبران جنہوں نے اپنے آپ کو بی ڈی ممبر کی سطح سے بھی نیچے گرا دیا ہے سے کہونگا کہ وہ اپنا معیار بلند کریں ۔

مسٹر محمد اشرف ۔ جناب والا ۔ یہ پھر بھٹک گئے ہیں انہیں قرارداد کی طرف واپس لائیں ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ پوائنٹ آف پرولیج ۔ جناب والا ۔ ابھی ابھی میرے بھائی نے یہ فرمایا ہے کہ ہم پارلیمنٹ کے ممبران بی ڈی کے ممبروں سے بھی نچلی سطح پر چلے گئے ہیں ۔ اس سے پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ جناب والا ۔ یہ ان کی اپنی نظر میں ہوگا یہ ضروری نہیں ہے کہ جو یہ خود سمجھتے ہیں وہ دوسروں کے اوپر بھی لاگو کر دیں ۔ میں نے اس دن بھی یہی پوائنٹ آف پرولیج اٹھایا تھا سرور جوڑا صاحب کی تقریر کے دوران اور آج بھی کہ معزز رکن اپنی تقریر کو اپنے موضوع کو چھوڑ کر کسی اور طرف چلے گئے ہیں ۔ انہیں چاہئیے کہ وہ اپنے موضوع پر

وہی اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو وہ خود سمجھتے ہیں کہ ہمارے اوپر پوری ذمہ داری ہے اور ہم اپنے آپ کو اتنے low level پر سوچنے پر مجبور کر دیں اس کے متعلق جناب اپنا فیصلہ صادر فرمالیں ۔

Mr. Speaker. Please be relevant. Hafiz Sahib, I hope that you will be relevant.

سید ناظم حسین شاہ ۔ پورے ایوان کے متعلق انہوں نے کہا ان کو اپنے الفاظ واپس لینے چاہئیں ۔

حافظ علی اسداللہ ۔ میں نے ہاؤس کے متعلق بات نہیں کی ۔ میں نے تو اپنے متعلق کہا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید صاحب آپ نے توجہ سے سنا نہیں انہوں نے ایسا کسی کے متعاق نہیں کہا ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ پھر وہ اس کی وضاحت کر دیں کہ انہوں نے اپنے متعلق کہا ہے ۔

حافظ علی اسداللہ ۔ جناب والا ۔ اگر معزز رکن کو اس سے تسکین ہوتی ہے کہ میں اپنے متعلق کہوں تو جب میں پارلیمنٹ کے ممبران کے متعلق اظہار خیال کرتا ہوں تو کسی ممبر کو اگر اچھا محسوس نہیں ہوتا یا اگر وہ اسے اپنے لیے غیر موافق سمجھتا ہے تو یہ محسوس کرے کہ میں اپنے لئے کہہ رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ محسوس کرنے کی بات نہیں ہے الفاظ کی بات بڑی اہم ہوتی ہے ۔

خان محمد ارشد خان ۔ جناب والا۔ انہوں نے تمام ممبران کے متعلق کہا ہے ۔

حافظ علی اسد اللہ ۔ جناب والا ۔ یہ ایسے ہی فرما رہے ہیں ۔۔۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر ۔ حافظ صاحب جب کوئی پوائنٹ آف آرڈر ہو تو میرے ساتھ اتنا تعاون کریں کہ آپ تشریف رکھیں ۔

خان محمد اشد خان - جناب والا ۔ حافظ صاحب نے تمام ممبران جو اس ھاؤس میں بیٹھے ھوئے ہیں ان کے متعلق کہا ہے کہ ان کا سٹینڈرڈ بی ڈی ممبروں سے بھی کم ھو گیا ہے - حافظ صاحب اگر یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ایسے ھو گئے ہیں لیکن ہم پڑھے لکھے انسان میں ھمارا سٹینڈرڈ ان سے کم نہیں ہے - ھم نے ان کے خلاف تحریک چلائی تھی -

مسٹر سپیکر - میری بات سنیں انہوں نے کہا ہے کہ ممکن ہے بی ڈی ممبر ھم سے زیادہ دولت مند لوگ تھے -

خان محمد ارشد خان - ممکن کیا - ھم نے تو ان کے خلاف تحریک چلائی تھی -

مسٹر سپیکر - ھم سے زیادہ ثروت والے ھوں یا دولت مند لوگ ھوں تو ھمارا معیار دولت کے حساب سے شاید ان کے برابر نہ ھو -

خان محمد ارشد خان - تو وہ پھر اس کی وضاحت کر دیں -

وزیر قانون - جناب والا - یہ ساری بحث خلاف ضابطہ ہے - فاضل رکن نے اس ایوان کے فاضل اراکین کا ذکر نہیں کیا بلکہ پارلیمنٹ کے اراکین کا ذکر کیا ہے تو اس نکتہ استحقاق کو پارلیمنٹ میں ھی اٹھایا جا سکتا ہے -

مسٹر سپیکر - بہر حال اس کی بھی اجازت نہیں دی جا سکتی -

سید ناظم حسین شاہ - یہ پارلیمنٹ نہیں ہے تو اور کیا ہے ؟ جناب سپیکر - جیسے آپ ابھی فرما رہے تھے یہاں پر یہی تو رونا ہے کہ لوگ یہاں پر حیثیت سے متاثر ھوتے ہیں شخصیت سے نہیں ھوتے - کسی کے کردار سے نہیں اور آپ جیسے فرما رہے تھے کہ ھو سکتا ہے کہ بی ڈی ممبر بڑے صاحب ثروت لوگ ھوں یہی تو میں کہتا ھوں کہ یہ بات غلط ہے کسی کی حیثیت سے متاثر نہیں ھونا چاھیے بلکہ اس کے کردار سے متاثر ھونا چاھیئے۔

مسٹر سپیکر - انہوں نے کیا کہا ہے کس لفظ سے یہ مسئلہ پیدا ھو گیا ہے ؟

سید ناظم حسین شاہ - آپ ہی جناب والا یہ رولنگ فرما رہے ہیں کہ صاحب ثروت لوگ جو ہیں چاہے انہوں نے کسی طریقے سے بھی کسی طریقے سے بھی کسی ذریعے سے بھی دولت کمائی ہو چاہے انہوں نے اس ملک کے خلاف غداری کی ہو - - -

مسٹر سپیکر - سید صاحب انہوں نے کہا کیا ہے ؟

سید ناظم حسین شاہ - میں تو آپ کے متعلق عرض کر رہا ہوں کہ آپ نے فرمایا ہے بی ڈی ممبر بہت صاحب ثروت لوگ ہیں -

مسٹر سپیکر - نہیں میں نے یہ نہیں کہا تھا - سید صاحب آپ ذرا تشریف رکھیں جو اعتراض خان محمد ارشد صاحب نے کیا تھا وہ یہ تھا کہ انہوں نے کہا ہے کہ بی ڈی ممبر کا معیار بھی ہم سے اونچا ہے یا ہم ان سے نیچے آ گئے ہیں - کچھ اس قسم کا اعتراض تھا تو اب کئی معیار ہو سکتا ہے ممکن ہے ہم ان سے نیچے ہوں کوئی لوٹ کا معیار ہو سکتا ہے ہم اس معیار سے نیچے ہوں - کوئی استحصال کا معیار ہو سکتا ہے ہم شاید اس میں ان کا مقابلہ نہ کر سکتے ہوں -

سید ناظم حسین شاہ - اس کی وہ وضاحت فرما دیں -

وزیر قانون - جناب والا - پہلے تو یہ تعین کرنا پڑے گا کہ استحقاق بی ڈی ممبر کا مجروح ہوا ہے یا فاضل ممبر کا -

سید ناظم حسین شاہ - جناب والا - وزیر قانون تو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ پارلیمنٹ ہی نہیں ہے یہ پارلمنٹ کے ممبر ہی نہیں ہیں یہ ابھی ابھی انہوں نے فرمایا ہے -

وزیر قانون - میں درست کہہ رہا ہوں اور میں اب بھی کہتا ہوں کہ اس فاضل ایوان کے اراکین صوبائی اسمبلی کے ممبر ہیں پارلیمنٹ کے اراکین نہیں ہیں -

رائے میاں خان کھرل - پوائنٹ آف آرڈر - جناب سپیکر اس معزز ایوان کی عزت تقدس اور احترام برقرار رکھنا آپ کے لیے سب سے زیادہ لازم ہے

مسٹر سپیکر - کیوں نہیں -

رائے میاں خان کھرل - جناب والا - ہمیں ہمیشہ یہ یقین ہے کہ آپ اس ہاؤس کی عزت کے محافظ ہیں تو جناب والا جیسا کہ آپ نے پہلے فرمایا ہے کہ ممکن ہے وہ جاگیردار ہوں یا وہ لوٹ کھسوٹ کرکے اونچے ہوئے ہوں اور کوئی کمی بیشی کر رہے ہوں تو میں یہ کہوں گا کہ "فکر ہر کس بقدر ہمت اوست" - جو ایک انسان کے ذہن میں ہوتا ہے اس کے مطابق وہ ترجمہ کرتا ہے ہر بات کا جو سلسلہ شروع ہوگیا ہے حضور والا - یہ صرف ہاؤس کے سلسلے میں نہیں بلکہ 186 ممبران جو کہ سارے پنجاب سے سیلیکٹ ہو کر آئے ہیں ان کی عزت کا سوال ہے - جناب والا - سب سے زیادہ ذمہ داری آپ پر عاید ہوتی ہے -

وزیر قانون - پوائنٹ آف آرڈر - - -

مسٹر سپیکر - پوائنٹ آف آرڈر میں پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا وہ اپنے پوائنٹ آف آرڈر کی وضاحت کر رہے ہیں -

رائے میاں خان کھرل - جی سر - اس میں جناب والا - یہ ذکر کہ ہم بی ڈی ممبران سے بھی گرے ہوئے ہیں یا ان سے بھی نیچے ہیں تو جناب والا یہ جو دور چل گیا ہے کہ جب ہم اپنی عزت کا خیال نہیں کرتے تو جناب عوام ہماری عزت کیسے کریں گے - جناب آپ اس چیز کو کنٹرول کریں - یہ کہاں کا انصاف ہے - جناب والا - کہ جن لوگوں کو خود ذاتی تکلیف ہوتی ہے وہ سارے ہاؤس کو بدنام کرتے ہیں -

حافظ علی اسداللہ - پوائنٹ آف ایکسپلینیشن سر - - -

مسٹر سپیکر - حافظ صاحب بات یہ ہے کہ میں نے آپ کو دو تین مرتبہ پہلے بھی ٹوکا ہے اور ان کا پوائنٹ آف آرڈر جو ہے میں نے اس کو maintain کیا ہے - اور آپ کو کہا ہے کہ آپ اپنی تقریر کو موضوع کے مطابق رکھیں اور میں نے آپ کو اس کی حدود بھی تعین کردی تھیں کہ آپ کا موضوع جو ہے وہ یہ ہے کہ آیا خوشاب کو پسماندہ قرار دیا جائے یا نہ دیا جائے -

حافظ علی اسداللہ - جناب سپیکر - - -

مسٹر سپیکر - پلیز - میں نے آپ سے پہلے بھی استدعا کی تھی کہ جب فاضل اراکین میں سے کوئی پوائنٹ آف آرڈر پیش کر رہا ہو تو آپ تشریف رکھیں اور یہی استدعا میں اپنے سلسلے میں بھی آپ سے کروں گا کہ جب میں بات کر رہا ہوتا ہوں تو آپ اپنی نشست پر تشریف رکھا کریں - میں آپ کا بہت مشکور ہوں گا میں فاضل رکن سے یہ وضاحت کے ساتھ بیان کر رہا تھا کہ موضوع زیر بحث یہ ہے کہ خوشاب تحصیل کو پسماندہ قرار دیا یا نہ دیا جائے - آپ کو ایسی تمام دلیلیں جو اس کی حمایت میں ہوں یا اس کی مخالفت میں ہوں اور اس کی حمایت اور مخالفت میں اگر آپ تاریخ کا تہذیب کا زبان کا کلچر کا سماج کا معیشت کا سیاست کا کوئی حوالہ دیتے ہیں تو یہ تمام چیزیں relevant ہوں گی - لیکن یہ چیزیں بذات خود قرارداد کا موضوع نہیں بن سکتیں اور اگر وہ الفاظ جس کی طرف ممبران نے اشارہ کیا ہے آپ نے اگر کہے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ مناسب یہی ہے کہ آپ ان الفاظ کو واپس لے لیں -

(نعرہ ہائے تحسین)

جو ایوان کے متعلق اور ایوان کے اراکین کے معیار کے متعلق ہیں کہ اس سے نیچے گر گئے ہیں یہ کوئی موقع نہیں ہے اگر کسی موقع پر کوئی ایسا فقرہ کہا جائے تو وہ relevant ہو سکتا ہے - لیکن خوشاب پسماندہ ہے یا پسماندہ نہیں ہے اس کا غالباً ممبران کی اس حیثیت سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ ممبران ہمارے جو ہیں ان کی حیثیت کیا ہے -

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون - پوائنٹ آف آرڈر جناب والا - فاضل رکن رائے سیال خان کھرل نے - - -

مسٹر سپیکر - سردار صاحب پہلے ایک بات مکمل ہو جائے پھر آپ کا پوائنٹ آف آرڈر بھی سنوں گا - حافظ صاحب میں نے کہا ہے کہ آپ اپنے الفاظ واپس لے لیں -

حافظ علی اسداللہ - جناب سپیکر - کونسا لفظ واپس لینا ہے -

(قہقہے)

مسٹر سپیکر - جو آپ نے بی ڈی ممبروں اور اس ایوان کے ممبران کا تقابل کرتے ہوئے ممبران کے متعلق کہا ہے -

حافظ علی اسداللہ - اس سارے قصے سے میرا مطلب یہی تھا - - -

مسٹر سپیکر - آپ تو پھر ایکسپلینیشن پر آ گئے ہیں -

حافظ علی اسد اللہ - میں وضاحت کر کے اپنے الفاظ واپس لے لوں گا اس سے یہی مطلب تھا کہ جتنی ہماری ذمہ داریاں وسیع ہو گئی ہیں اتنا ہی ہمارا نقطہ نظر وسیع ہو جائے - اگر میرے ان الفاظ سے فاضل ممبران کے جذبات کو کوئی ٹھیس پہنچی ہے اور میں نے یہ کہا تھا کہ اگر میں نے یہ کہا ہے تو میں یہ اپنے لیے سمجھ لیتا ہوں -

مسٹر سپیکر - بہر حال الفاظ تو الفاظ ہی ہوتے ہیں -

حافظ علی اسداللہ - جناب سپیکر - اگر ہمارے ممبر صاحبان یہ باتیں اپنی ذات کے لئے برداشت نہیں کرتے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی ذات کے متعلق میں کہہ رہا ہوں ویسے میں نہیں سمجھتا کہ میں نے کوئی ایسی بات کی ہو جس سے معزز ممبران کے جذبات مجروح ہوئے ہوں اور اگر کوئی ایسے الفاظ جن سے معزز اراکین کے جذبات مجروح ہوئے ہیں تو میں وہ الفاظ واپس لیتا ہوں - (نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر - سردار صغیر احمد - - -

وزیر قانون - جناب والا - فاضل رکن رائے میاں خان کھرل نے اس ایوان کے فاضل اراکین کو یہ کہا ہے کہ "سلیکٹ ہو کر آئے ہیں" یہ بات سرا سر غلط ہے اور اس سے فاضل اراکین کا استحقاق مجروح ہوا ہے -

مسٹر سپیکر - تو اس کا مطلب یہ ہے کہ سیلیکٹ کی بجائے الیکٹ کر دیا جائے -

وزیر قانون - جناب والا - اس کی تصحیح کرنی چاہیئے انہیں اپنے یہ

الفاظ واپس لینے چاہیں ۔

رائے میاں خان کھرل ۔ جناب والا ۔ میں نے تو ایسا لفظ کہا ہی نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے تو ایسا لفظ کہا ہی نہیں۔

(قطع کلامیاں)

رائے میاں خان کھرل ۔ جناب والا ۔ اول تو میں نے ایسا کوئی لفظ کہا ہی نہیں اگر میں نے کہا بھی ہے تو میری مراد ایکٹ سے تھی ۔

رائے سخاوت علی خاں ۔ جناب والا ۔ میں الفاظ کو دھراتا تو نہیں ہوں ۔ پہلے ایک سپیکر نے بھی دھرائے ہیں اور اب رائے میاں خان کھرل نے بھی ذکر کیا ہے یہ الفاظ جو ہیں ان کو ختم کرنا چاہیئے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے تو کہا ہے کہ میں تقریر دیکھوں گا ۔

رائے سخاوت علی خاں ۔ جناب والا ۔ یہ کارروائی سے حذف کرنے چاہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر وہ Out of context ہوئے ۔

رائے سخاوت علی خاں ۔ بالکل جناب ۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ الفاظ آج پھر دھرائے گئے ہیں ۔

ملک خالق داد خان بندیال ۔ جناب والا ۔ پہلے یہ ایکٹ ہوئے ہیں اور بعد میں سیلیکٹ ہوئے ہیں ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب والا ۔ ملک خالق داد خان بندیال صاحب اپنی سیٹ پر نہیں بیٹھے ہوئے ہیں انہیں ہدایت کریں کہ وہ خاموشی سے اپنی سیٹ پر تشریف لے آئیں ۔

Mr. Speaker. Yes, he can not adress the chair.

مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فاضل اراکین چائے پینے کے شوق میں ہیں ۔

آوازیں ۔ جی ہاں ۔

Mr. Speaker. The tea interval will be at 11.30 a. m. not earlier. Hafiz Ali Assadullah.

حافظ علی اسداللہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میں نے وسعت قلبی اور وسعت نظری کا ثبوت دیا ہے اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے میں جست لگا کر خوشاب میں پہنچ گیا تھا اور میں خوشاب کے متعلق بات کر رہا تھا اس طرح پنجاب کے مختلف پسماندہ اضلاع اور علاقوں کا تجزیہ کرتے ہوئے میں نے یہ کہا تھا کہ تحصیلوں کو پسماندہ قرار دینے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا ۔ اگر کوئی تحصیل پسماندہ ہے اور وہ پسماندہ ضلع میں ہے اس ضلع کے ممبران اسمبلی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس تحصیل کے لئے قربانیاں دیں کیونکہ اس سے تو آپ بھی اتفاق کریں گے کہ تحصیلوں ۔ تھانوں ۔ گاؤں کو پسماندہ قرار دینے سے بہت سی آئینی ۔ قانونی ۔ اور انتظامی پیچیدگیاں پیدا ہونگی ۔ اور اس کے علاوہ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں تھا ۔ مجھ سے پہلے بہت سے فاضل ممبران نے زمینداروں اور جاگیرداروں کے الفاظ استعمال کئے تھے جن کا تحصیل خوشاب یا پسماندہ علاقوں سے میرے خیال میں اگر میری باتوں کا کوئی تعلق نہیں تھا تو ان کا بھی تعلق نہیں تھا۔ اس لئے میں نے اس ضمن میں باتیں کی تھیں اور وہ کوئی چوٹ کی حیثیت نہیں رکھتی تھیں ۔ مجھ میں خدا کے فضل و کرم سے میرے باقی ساتھی ممبران کی طرح اتنی اخلاقی جرأت موجود ہے کہ ہم اپنی حدود کے اندر رہتے جو بات کہنا چاہتے ہیں وہ برملا کہہ سکتے ہیں ۔ اس میں ہمیں گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے لیکن ایوان کے تقدس کو ملحوظ خاطر رکھنا ہم سب ممبران کا فرض ہے جس بات پر جناب والا ۔ نے اعتراض کیا ۔ میں نے فراخ دلی سے اسے قبول کر لیا اب میں اس فاضل ممبر کی جو تحصیل ہے اس سے میں مکمل ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے یہ تجویز پیش کروں گا کہ پسماندہ علاقوں کی اور پنجاب کے تمام علاقوں کی درجہ بندی کی جائے اور جو چند اضلاع باقی رہ گئے ہیں انہیں بھی پسماندہ قرار دیا جائے اور بعض ترقی یافتہ اضلاع میں جو پسماندہ تحصیلیں ہمیں اور ان اضلاع کی تحصیلیں جو ترقی یافتہ ہیں انہیں بھی اتنا حصہ دیں اور ان کی پسماندگی دور کرنے کی کوشش کریں ۔ اور رقوم اور فنڈز جو علاقوں کی ترقی کے لئے مختص کئے جاتے ہیں

انہیں بروقت خرچ کرنے کا بندوبست کیا جائے تاکہ ان علاقوں کی پسماندگی دور ہو۔ 14 لاکھ روپے اگر ایک پسماندہ ضلع کے لئے یا خوشاب کے لئے 5 لاکھ روپے ہم مختص کرتے ہیں اور ان میں سے ہم نا اہلی کی وجہ سے صرف 2 لاکھ روپے خرچ کرتے ہیں تو اس طرح سے تین لاکھ روپے کی رقم lapse ہو جاتی ہے تو اس کو پسماندہ قرار دینے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر ۔ آخر میں پنجاب کے تمام پسماندہ اضلاع اور پسماندہ علاقوں اور بشمول خوشاب ان سے ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ نہ صرف پنجاب بلکہ پورے پاکستان کے علاقوں کی پسماندگی اور پسماندہ اضلاع اور تحصیلوں کی پس ماندگی دور کرنے کے لئے جدو جہد تیز تر کر دی جائے ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں اور خاص کر تمام ممبران کا جنہوں نے نقطہ اعتراضات کئے تھے اور مجھے موضوع پر لانے میں موجب بنے تھے ۔ میں شروع سے آخر تک اپنے موضوع پر چمٹا رہا ہوں میں ایک انچ بھی ادھر ادھر نہیں ہوا کیونکہ بات پوری نہیں ہوتی تھی اور سیاق و سباق سے ہٹائے جاتے تھے اس لئے بعض غلط فہمیاں پیدا ہو گئیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ملک محمد اکرم اعوان ۔

ملک محمد اکرم اعوان ۔ جناب والا ۔ تحصیل خوشاب کے سلسلے میں یہ ہمارا پہلا مطالبہ نہیں ہے بلکہ جب سے ہم اس معزز ایوان میں آئے ہیں ہم نے بارہا یہ مطالبہ کیا ہے کہ تحصیل خوشاب کو پسماندہ علاقہ قرار دیا جائے اور اس کی ترقی کے لئے خصوصی انتظام کیا جائے ۔ لیکن بد قسمتی سے آج تک ہمارا یہ مطالبہ منظور نہیں ہو سکا اور جب ہم نے وزراء اعلیٰ یا وزراء اور حکام اعلیٰ سے اس سلسلہ میں بات کی ہے تو یہ جواب ملا ہے کہ ہم تحصیل کو پسماندہ قرار نہیں دے سکتے بلکہ ضلع کو پسماندہ قرار دے سکتے ہیں ۔ لیکن جناب والا تحصیل طول میں سو میل لمبی ہے اور عرض میں 40 میل میں اس کا رقبہ پھیلا ہوا ہے ۔ اس کے رقبہ کو آپ ضلع شیخوپورہ کے برابر شمار کر سکتے ہیں اور یہ تحصیل تین طرف سے پسماندہ اضلاع کے ساتھ ملحق ہے ایک طرف جہلم ہے ایک طرف کیمبلپور ایک طرف میانوالی کا ضلع ہے تین اطراف سے ہم پسماندہ علاقوں کے ساتھ ملحق ہیں اور

یہ بھی اس مرحلہ پر عرض کر سکتا ہوں کہ یہ تحصیل کسی وقت میں ضلع جہلم کے ساتھ منسلک رہی ہے کسی وقت کیمبلپور کے ساتھ منسلک رہی ہے لیکن ان حالات میں اس تحصیل کی پسماندگی اور ان علاقوں کی پسماندگی یکساں ہے ۔ کچھ فرق نہیں پڑا بعد ازاں انگریزوں نے انتظامی سہولتوں کے لئے اس تحصیل کو علیحدہ کر کے سرگودھا کیساتھ شامل کر دیا سرگودھا ضلع چار تحصیلوں پر مشتمل ہے یعنی سرگودھا ۔ بھلوال ۔ شاہ پور اور خوشاب ۔ بھلوال اور خوشاب بارانی علاقے نہیں ہیں بلکہ وہ نہری علاقے ہیں اور ترقی یافتہ ہیں لیکن شاہ پور کے بارے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ بھی پوری طرح سے ترقی یافتہ نہیں ہے بلکہ پسماندہ ہے لیکن تحصیل خوشاب مکمل طور پر پسماندہ ہے اس کا 4/5 حصہ بارانی ہے چھوٹے سے ٹکڑے میں نہر کا پانی لگتا ہے باقی تمام علاقہ بارانی ہے۔ اس میں بندہ نواز تین حصہ علاقہ تھل پر مشتمل ہے ریتلا علاقہ ہے ایک حصہ پہاڑ پر مشتمل ہے یہ تمام علاقے اسقدر پسماندہ ہیں کہ اگر جناب کو صحیح صورتحال بیان کروں تو ان لوگوں کی حالت پر ترس آتا ہے۔ جناب والا ۔ میلوں تک لوگوں کو پینے کا پانی نہیں ملتا آبپاشی کے ذرائع تو آپ چھوڑ ہی دیں ۔ آج تک کچھ ایسے حالات رہے ہیں کہ اس تحصیل کو ترقی نہیں دی جا سکی بعض دوستوں نے یہاں جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کا ذکر چھیڑ دیا ہے ۔ اس لئے تھوڑی سی عرض کرنے کی اجازت فرمائیے یہ حقیت ہے کہ اس تحصیل کو جاگیرداروں نے جان بوجھ کر پسماندہ رکھا تھا اور 1946ء تک ۔ جناب والا ۔ یہ تحصیل جناب ملک خضرحیات ٹوانہ مرحوم کا حلقہ انتخاب شمار ہوتی تھی اور اس وقت تک اس ساری تحصیل میں ۔ جناب والا۔ تین ہائی سکول تھے اور کوئی دس یا 12 مڈل سکول تھے چند ایک پرائمری سکول سہیا تھے اس وقت تک ۔ جناب والا ۔ لوگوں میں جہالت کی انتہا تھی ، پسماندگی کی انتہا تھی بعد ازاں جوں جوں وہ مراحل گزرتے گئے لوگوں میں کچھ بیداری ہوئی اور خاص طور پر جب سے قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے یہ تحریک شروع کی تھی کہ غریب کو اوپر اٹھایا جائے گا امیر کو بھی اپنی جگہ پر رکھا جائے گا اس وقت سے اس تحصیل کے لوگوں نے اپنے آپ کو کچھ انسانیت کے درجے پر لانے کے لئے کچھ اپنی مالی اور

اقتصادی حالت بہتر بنانے کے لئے جدوجہد کر رہی تھی ۔ جناب والا ۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس اسمبلی سے پہلے یعنی 1971-72 سے پہلے اس ہاؤس میں تحصیل خوشاب کی پسماندگی کے متعلق کوئی بات نہیں کی گئی ۔ اور آج اس عوامی دور میں ہم اس کی پسماندگی کی بات کر رہے ہیں جناب والا ۔ اب جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کا دور ختم ہو چکا ہے اب عوامی دور ہے ہم اپنے علاقہ کی بات کر سکتے ہیں ۔ آج ہمیں غریب اور متوسط لوگوں کا احساس ہو چکا ہے ۔ اگر میں یہ کہوں کہ آج سے پہلے سرمایہ داروں کی وجہ سے یہ مسئلہ اس ہاؤس میں نہیں اٹھایا گیا تو یہ کوئی غیر متعلقہ بات نہیں ہوگی ۔ جناب والا ۔ میں اب بھی کہتا ہوں کہ ان جاگیرداروں نے ہمارے علاقہ کو پسماندہ رکھنے کی کوشش کی ۔ جناب والا۔ خوشاب میں معدنی دولت اب بھی موجود ہے ۔ تیل کے آثار اب بھی موجود علاقہ کو بھی وہ سہولیات میسر آ سکیں جو ترقی یافتہ علاقوں کو حاصل ہیں ۔ جناب والا ۔ میں عرض کروں گا کہ ہماری تحصیل خوشاب کو پسماندہ قرار دیا جائے ۔ جناب والا ۔ کہتے ہیں کہ تحصیل کو پسماندہ علاقہ قرار نہیں دیا جا سکتا میں پوچھتا ہوں تحصیل کو کیوں پسماندہ قرار نہیں دیا جا سکتا کیا پھر کہیں آئین میں لکھا ہوا ہے یا قرآن میں لکھا ہوا ہے ۔ جیسے مری کہوٹہ تحصیل کو پسماندہ قرار دیا جا سکتا ہے ۔ جیسے امر کے لئے اتھارٹی قائم کی جا سکتی ہے تو پھر تحصیل خوشاب کے لئے ایسا کیوں نہیں ہو سکتا ۔ اگر جناب والا ۔ ایسی کوئی پابندی موجود ہے تو اس کو دور کیا جائے ۔ جناب والا ۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا اس لئے تحصیل خوشاب کو پسماندہ علاقہ قرار نہیں دیا جا سکتا کہ ہم پسماندہ لوگ بات کر رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ ہم نے تحصیل خوشاب کی ترقی کے لئے عہد کر رکھا ہے اور ظلم اس کی ترقی کے لئے جنگ جاری رکھیں گے ۔ جناب والا ۔ بدقسمتی کی بات ہے لیکن وزیر اعلیٰ آئے اور میں نے سب سے کہا جب کوئی بات ہوتی ہے تو وہ وزیر اعلیٰ صاحب رخصت ہو جاتے ہیں بہرحال ہم اپنا مطالبہ جاری رکھیں گے ۔ اور جناب والا شاید اب کوئی نیا وزیر اعلیٰ آ جائے ۔ ۔

جناب حافظ علی اسماعیل ۔ جناب والا ۔ انہیں یہ الفاظ واپس لینے چاہئیں کہ شاید اب یہ وزیر اعلیٰ صاحب بھی جانے والے ہیں ۔

ملک محمد اکرم اعوان - جناب والا - میں نے کوئی ایسی بات نہیں کی ہے -

حافظ علی اسداللہ - جناب والا - ان کے کہنے کا جو انداز تھا اس کے متعلق میں کہہ رہا ہوں -

مسٹر سپیکر - نہیں یہ اتفاق سے ہوا ہے انہوں نے کسی خاص مقصد کے لئے نہیں کہا -

ملک محمد اکرم اعوان - جناب والا - تحصیل خوشاب کے دو طرف پسماندگی ہے اور اگر ایک طرف تحصیل خوشحال ہے تو اسے آپ ترقی یافتہ نہ کہیں - اور تحصیل خوشاب کی پسماندگی کو دور کیا جائے اور اسے باقی تحصیلوں کے برابر درجہ دیا جائے - جناب والا - آپ ہماری پسماندگی کا اندازہ کیجئے کہ ہم نے چالیس سال کے بعد اب تک ایک نوشہرہ میں کالج قائم کروا سکے ہیں - ہماری پسماندگی کا یہ عالم ہے کہ چالیس سال میں فقط ایک انٹر کالج قائم ہو سکا ہے - تو میں عرض کروں گا کہ ملک کے مفاد کے لئے تحصیل خوشاب کو ترقی دیں اس سے ملک قوم اور عوام کا فائدہ ہے - اور میں اپیل کروں گا کہ اسے پسماندہ علاقہ قرار دیا جائے -

Begum Syeda Abida, Hussain. Mr. Speaker, although coming from a backward area myself, I have sympathy with the resolution that has been presented by Malik Muhammad Azam. However, I feel that before going into further and deeper consideration of this resolution this august Assembly should make some sort of definition bec use unless we make some definition we are talking really in the air and not on the ground. If we really want to tackle the problem of back wardness with any degree of logic and consistency, with a view to obtainaining results, then we must talk on the ground. I would submit that there are many types of backwardness and we must take all these different types of backwardness into cognizance before we give a particular area the general appellation of being backward. In our Province there are some areas that are economically backward, there are other areas which are backward in terms of general education and literacy, there are other areas that are backward in terms of communications let-out and there other areas that are backward in

terms of all these different factors. We have to provide certain yard-stick to guage which is a backward area. According to the definition as it exists of backward districts, it is still applicable to the districts that were determined as backward a decade ago and they still continue to remain backward in comparison with those districts that are a little more advanced. However, this is because the pace of progress has a certain momentum that takes place in an area for a variety of reasons and that takes a certain kind of lead in terms of development and it is likely to maintain that but an area that is backward in comparison has to catch up by making vigorous effort itself. It is not possible for government by allocating the term backward to a particular region to suddenly arrange overnight or within a short period of time for its up-lift because the up-lift of an area is dependent upon the spirit and will of the people of that area.

Mr. Speaker, if we are to examine a little bit the general aspect of backward regions in our Province as compared to more developed regions, we will see that very often, to an extent, there has been very visible and logical reason for the backwardness of particular areas. For instance, one of the most vital factors that has kept certain areas backward in terms of development has been the lack of water. I think the learned member from Khushab, who feels strongly about the backward of his area will agree that one of the pivotal factor in keeping this tehsil backward has been the shortage of water. Since Punjab is an agrarian Province and since it was the one-time granary of undivided India; it is the back-bone of Pakistan. It is vitol that which-ever area has water, it necessarilly becomes a little advanced in terms of agricultural out-put and when it becomes advance in terms of agricultural out-put, it is able to seek the attention of government and also it is able to attract settlers from other parts of the Province. This influx of population, in turn, acts as a stimulant to that area to the extent that the people residing there, through a sense of competition, are able to push their own progressive trend. I take as an example the district of Lyallpur, Lyallpur had certain

geographical and historical conditions which were altered radically with the introduction of canal net-work. With water coming to that region and subsequently with the transmigration of population into this region in rather large number we find a situation where this particular district or certain tehsils of this district, have made very dramatic kind of progress over the last couple of decades and the agrarian progress then got linked up with industrial progress. Because Lyallpur agriculturally began to produce certrin amounts of reserves, therefore, it attracted industries based on agriculture raw material and became a big textile centre of Pakistan which also has sugar industries. Subsequently, this district outstripped its neighbouring regions in terms of development. Now those that have not had the good fortune to have these kind of advantages of sufficient water and the similar that is created by the influx of different population, have to make an effort to understand how they are to meet these shortages. For instance, there are some areas in Punjab where the sub-soil water is good. I do not know whether this applies to Khushab but this does apply to the tehsil that I come from i. e. from Jhang where our sub-soil water is good. Through a massive effort on the part of Government in collaboration with the local population of that area advantage can be taken of those natrual condition. Peoples Government has made an effort to aid large number of tube-wells. The agrarian out-put of our tehsil is bound to go up and as this happens, this automatically can be linked up with a situation where the back-wardness of this region will begin to shed itself. As regards what Government can do to assist an area in over-coming its backward conditions, Mr. Speaker Sir, when the Government composes its fiscal policies, the legislature like our august Assembly that has to determine ultimately what allocations go to each sector. And Sir, it is a matter of some regret that when these allocations are apportioned ; for instance in terms communications or in terms of education the backward areas do not get the amount of attention that the representatives from respective areas expect despite the fact that a certain amount of noise is made in this House. This is perhaps because the population of backward

areas do not have the infra-structural ability or the capacity to absorb the funds on a large scale. I think a speaker pointed this out earlier that within an area you have to have certain amount of facilities, certain infra-structural requirements if you want to absorb funds. We have seen in the last three years that a part of the funds allocated under the Peoples Work Programme could not be absorbed and that portion of the funds lapsed. This is because the people of that area including the people's representatives do not have the kind of vigour and the kind of drive and the kind of self reliance that the people of slightly more developed areas have acquired. For instance, I am sure that in an area like Gujranwala which is an area which rests upon and whose prosperity is linked up with the small enterprise, every second or third person has exercised his own imagination and has resorted to his own ingenuity to get a better deal for himself in his life and consequently a better deal for his area, and if a certain amount of funds were to go for development to Gujranwala they would not lapse because the people of that area have learnt a certain amount of self-reliance. On the other hand when large funds go into the so-called backward areas the number of people that are vigilant enough and forward thinking enough to snap the opportunity and to make the best of it are very limited. The result is that all the provisions Government has made are often not made use of entirely.

Mr. Speaker, Sir, before I am told by the honourable members that I am going off the track, I will move on to say that these definitions of backwardness, the sources of backwardness which we are discussing have to be tabulated in such a way that an august Assembly like the Punjab Assembly is able to make certain targets. We can declare a tehsil backward today. We can declare a division or a district backward today or a thana or a halka council or a village backward but the fact is that this declaration in itself amounts to very little unless we are able to link it up with a programme of certain developmental speed, unless we are able to set out for ourselves a certain track of how this backwardness is to be eliminated and what are the methods that are going to eliminate this

backwardness. For instance there are many areas in Punjab and my tehsil is one of them where the revenue collected by the State from that particular area is bigger than the financial allocations that are made to it and this process is one that has been repeated over a period of 25 to 28 years. Now when one looks at it objectively, this is rather an unfair situation There is absolutely no reason why the growers from Jhang should indirectly be paying for a new street being built in Lahore. But this is going to happen till such time that certain amount of programming is involved and that this programming is then followed by action and not this programming is left merely on the record of this Assembly but it is translated into action.

With these few thoughts, Mr. Speaker Sir, I would like to thank you for giving me the opportunity to express myself and I would like to submit that before defining a particular tehsil as backward, we should obtain all the relevant data from all branches of government offices in which this is invested relating to the exact backwardness in different sectors or different areas of this Province and laying out this definition pass a resolution in accordance with the general consensus of this House. I thank you.

مسٹر سپیکر - چوھدری بشیر احمد (ایوان میں موجود نہیں ہیں) رائے میاں خان کھرل -

رائے میاں خان کھرل - جناب سپیکر - یہ جو قرار داد آج خوشاب کے متعلق دی گئی ہے اس سے مجھے آج پتا چلا ہے کہ خوشاب کا پانی کڑوا ہے - ورنہ میں اب تک یہ سمجھتا تھا - اور جو کچھ میرے علم میں تھا - وہ یہ تھا کہ خوشاب کا مطلب ہے - "خوش آب" یعنی وہاں جو آب ہے وہ خوش ہے - اچھا ہے - لیکن مجھے آج پتہ چلا - جیسا کہ میرے دوستوں نے یہ فرمایا ہے کہ وہ پانی خوش نہیں ہے - کڑوا ہے - وہ تلخ ہے - جناب والا - تحصیل خوشاب کی پسماندگی کی یہ انتہا ہے -

(اس مرحلہ پر میاں خورشید انور کرسی صدارت پر تشریف لائے)

جناب والا ۔ لیکن جب ہم کسی ضلع ۔ علاقہ یا تحصیل کی پسماندگی کے متعلق سوچتے ہیں تو میری بھی یہی رائے ہے ۔ جیسا کہ میرے فاضل دوست حافظ علی اسداللہ صاحب نے کہا ہے کہ ارکان اسمبلی کی ایک کمیٹی بنائی جائے ۔ جو کہ پنجاب کے پسماندہ علاقوں کے متعلق اپنی رپورٹ پیش کرے اور اس رپورٹ کے مطابق اس کا بجٹ مقرر کریں ۔ اور اس کی ترقی اور خوشحالی کے متعلق اقدامات کریں ۔

جناب والا ۔ میری ذاتی رائے یہ ہے کہ جب ہم کسی علاقے کی پسماندگی کے متعلق سوچیں گے تو ہمیں یہ بھی ذہن میں رکھنا ہوگا کہ پسماندگی دو طرح کی ہوتی ہے ۔ ایک قدرتی ہوتی ہے ۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک ضلع ایک علاقہ ایک تحصیل پسماندہ ہے ۔ اور دوسری پسماندگی انسانی امر سے ہوتی ہے ۔ جناب والا ۔ قدرتی پسماندگی میں پہاڑ دریا ۔ ریتلے علاقے اور کڑوا پانی شامل ہے ۔ لیکن جناب والا ۔ جب ہم انسانی پسماندگی پیش نظر رکھیں گے ۔ تو جناب والا ۔ پنجاب کی ہر تحصیل کو ہر حالت میں پیش نظر رکھنا ہوگا ۔ جناب والا ۔ میں ہمیشہ گزارشات پیش کرتا رہا ہوں ۔ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ پنجاب کی پسماندگی انسانی امر کی وجہ سے جو کچھ ہوئی ہے ۔ اگر اس کو نظر انداز کر دیں ۔ تو ان لوگوں کے ساتھ جنہوں نے کہ اس ملک کی خاطر اور اسلام کی خاطر اپنی جانیں تک قربان کر دی ہیں ۔ تو پھر ان لوگوں کے ساتھ انصاف نہیں ہوگا ۔ جناب والا ۔ اگر ہم نے پسماندگی کے متعلق کوئی قدم اٹھانا ہے ۔ تو پھر ہمیں جنگ آزادی 1857ء سے لے کر آج تک کی پسماندگی کا نقشہ سامنے رکھنا پڑے گا ۔ اس میں پھر پنجاب کو دیکھنا ہوگا کہ جہاں پہاڑ اور ریتلے ٹیلے ہیں ۔ ان کا ٹھیک کرنا انسانی طاقت سے باہر ہیں ۔ اور اس کے لیے تو انسان بلڈوزر وغیرہ منگوا لیتا ہے ۔ اور اس کے لیے کوشش بھی کرتے ہیں کہ ملک کا کونا کونا اور چپہ چپہ آباد ہو ۔ لیکن وہ علاقے جو کہ انسانی امر یا کسی انتقامی کارروائی کی وجہ سے پسماندگی کا شکار ہیں ۔ جب تک ہم ان کی پسماندگی دور نہیں کریں گے اور ان لوگوں کو جب تک خوشحال نہ کریں گے اس وقت تک عوامی خوشحالی اور بہتری کا مسئلہ اور بھلائی کا مسئلہ ٹھیک نہیں ہو سکے گا ۔ جناب والا ۔ اس لئے میں یہ عرض

کروں گا اور میں پہلے اپنی تقریر میں بھی عرض کر چکا ہوں کہ صوبہ پنجاب میں جو بہترین علاقہ ہے جہاں نہ پہاڑ ہیں ۔ نہ وہاں ریتلہ علاقہ ہے نہ وہاں کڑوا پانی ہے وہاں باہمت غیور اور محنت کش لوگ بستے ہیں لیکن وہاں انسانی عمل کی وجہ سے پسماندگی ہے اور یہ پسماندگی 1857ء سے لے کر اب تک موجود ہے ۔ جناب والا ۔ میں مثال کے طور عرض کرتا ہوں ۔ سید والا سے لے کر کالیہ تک علاقہ جو ہے وہ زمین کے لحاظ سے پانی کے بلکہ ہر لحاظ سے خوشحال ہے ۔ لیکن یہ علاقہ انگریز سامراج کی انتقامی کارروائی کا نشانہ بنا یہاں تک کہ اس علاقہ میں سید والا سے کالیہ تک پاکستان بننے سے پہلے کوئی ہائی سکول نہیں تھا ۔ لیکن جناب اگر آپ تھانوں کی تعداد کو دیکھیں تو سید والا سے کالیہ تک دریا پر تھانے ہی تھانے نظر آتے ہیں اور اسی وجہ سے میرا خیال ہے وزیر اعلیٰ صاحب نے جب وہ بڑے گھر میں اجلاس عام میں خطاب کر رہے تھے فرمایا تھا کہ کچھ یہاں پر ایسے قبائل ہیں کہ جب تک ان کے افراد چوری نہیں کرتے ان کی شادی نہیں ہوتی ۔ اس بارے میں عرض کروں گا اور میں ان کی تقریر کے حوالے سے اس کا پسماندگی کے طور پر یہ ثبوت پیش کر رہا ہوں کہ جناب وزیر اعلیٰ صاحب اس علاقے کی پسماندگی کے بارے میں یہاں تک رائے رکھتے ہیں تو پھر کیوں نہ اس کی خوشحالی کے لئے قدم اٹھانا چاہیے ۔ جناب والا۔ یہ سید والا جو آپ کے ضلع شیخوپورہ میں شامل ہے یہ ایک پرگنہ کی حیثیت سے مغلیہ دور میں آباد تھا اور اس وقت پرگنہ کی حیثیت آج کل ڈویژن کے طور پر تھی جیسے ملتان ڈویژن سرگودھا ڈویژن لاہور ڈویژن وغیرہ ۔ اب آپ خود اندازہ لگائیں کہ آج کل جو ڈویژن ہیں ان میں تمام سہولیات زندگی ہر شعبے میں ترقی اور سکول کالجز سڑکیں دفاتر کارخانے اور ہر طرح کا کاروبار چلتا ہے ۔ جناب والا ۔ اب آپ کے سامنے میں نے ایک نقشہ رکھا ہے ۔ اس کے مطابق آپ ہی سوچ لیں لیکن سید والا میں 1904ء میں پرائمری سکول تھا پاکستان بننے کے بعد یہاں مڈل سکول اور ہائی سکول بنا ہے تو اس کے آگے گوگیرہ نور شاہ اور کالیہ ہے ۔ اس اسمبلی کے آٹھ دس ایم پی اے اس علاقہ سے منسلک ہیں ۔ ان کے علاقہ میں پاکستان بننے کے بعد کہیں کوئی مڈل سکول یا ہائی سکول نظر آتا ہے ۔ جناب والا۔

جب آپ ایسے حقائق کو بھی نظر رکھیں گے تو یہ آپ کو سوچنا ہوگا کہ گوگیرہ جہاں کا میں ایم پی اے ہوں وہاں کے باہمت اور غیور لوگوں نے وہاں کے حریت پسندوں نے خون جگر دے کر مال و دولت تباہ کر کے اور قربان کر کے اس علاقے میں آزادی کی شمع روشن کی تھی اور اس علاقہ میں اسلام کی سربلندی کے لئے جانیں دیں - جناب والا - آپ تاریخ کے طالب علم بھی ہیں وجہ ہے میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں کہ آپ کو حقائق اور حالات کا علم ہوگا - گوگیرہ کے علاقہ میں جو پرانے قبائل ہیں (میں ایک قبیلے کا ذکر نہیں کرتا) ان میں وٹو - مردانے - ترہانے - بگھیلے - وہی وال اور اس قسم کے جو لوگ ہیں وہ سارے اس میں شامل تھے - رائے احمد خان کھرل شہید کی قیادت میں انہوں نے انگریز سامراج کے ساتھ ٹکر لی - جناب والا - اس وقت کا واقعہ اس وقت کے حالات ایک منٹ کے لئے آپ کی آنکھوں کے سامنے لاتا ہوں - جناب والا - اس وقت کے جو حریت پسند تھے وہ اس علاقے کے مجاہد جوان مرد تھے ان کو کالے پانی بھیج دیا گیا ان کے بعض کو سولی پر چڑھا دیا گیا ان کے دیہات نذر آتش کر دیئے ان کے مال و دولت تباہ کر دیئے گئے - یہ ساری چیزیں کس لئے ہوئی تھیں؟ یہ پاکستان اور مسلمانوں کی آزادی کے لئے ہوئی تھیں - اسلام کی خاطر ہوئی تھیں - جناب والا - اس علاقہ میں گوگیرہ منٹگمری سے پہلے ضلع کا صدر مقام ہوا کرتا تھا اور منٹگمری کے بعد اس کا نام ساہیوال رکھا گیا وہ ساہیوال بھی ایک ماچھی قبیلے کا ایک چھوٹا سا قصبہ تھا تو جناب میں عرض کر رہا ہوں کہ ہم خوشحال کی پسماندگی سے اتفاق کرتے ہیں کہ اس کو خوشحال ہونا چاہیئے - لیکن جناب والا اگر گوگیرہ ضلع ہوتا تو آپ اندازہ لگائیں کہ وہاں کالج نہ ہوتے؟ وہاں فیکٹریاں نہ ہوتیں؟ وہاں سڑکیں نہ ہوتیں؟ وہاں ہسپتال نہ ہوتے؟ کیا چیز ہے جو عوام کی خاطر نہ ہوتی؟ جناب والا - میں عرض کر رہا تھا کہ انگریز کی وجہ سے یعنی انسانی عقل کی وجہ سے یہ علاقہ پسماندگی میں چلا گیا - اس کے بارے میں آپ نے سوچنا ہوگا اب جا کر شہیدوں کے خون سے انصاف ہوگا - جو قوم جو علاقہ جو ملک اپنے شہیدوں کو بھول جاتا ہے اپنی قربانیوں کو بھول جاتا ہے وہ اپنے آپ سے نا انصافی کرتا ہے - تو جناب ان کا مشن ان کی منزل اور ان کا

عزم ان کی قربانی اور ان کی استقامت ؟ زندگی اور دوام بخشنے کے لئے آپ نے اس علاقہ میں بڑھ چڑھ کر کام کرنا ہوگا تاکہ آج بھی انگریز اس علاقہ کی تاریخ کے بارے میں دیکھے اور یہ سمجھے کہ جس علاقہ کو ان پڑھ رکھا تھا جاہل رکھا تھا ۔ جہاں تھانے ہی تھانے تھے اب وہاں سکول ہیں وہاں سڑکیں ہیں ۔ لوگ علم کے زیور سے آراستہ ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ علم کی کمی ہے ۔ یہ جاہلیت ہے کہ اشرف المخلوقات انسان جو ہمارے ملک کا بہترین شہری بن سکتا ہے ۔ فوج میں کام آ سکتا ہے اور کسی محکمہ میں کام آ سکتا ہے محنت کش ہے لیکن جناب والا ۔ اس کو اس حد تک جاہل بنا دیا گیا ہے کہ اس نے بری رسومات اپنا لی ہیں ۔ جناب والا ۔ ملک آزاد ہے ۔ عوامی حکومت ہے اور ہم نے استحصال کو دور کرنا ہے ۔ تو استحصال کو دور کرنے کے لئے ان کی تشخیص کرنی چاہیے ان کی تکالیف دور کرنی چاہیے تھیں جو ان پر ظلم و ستم ہوا ان کو ہٹانا تھا ۔ چاہیے تو یہ تھا لیکن یہ نہیں کہ ہم ان لوگوں کو گالی دیں ۔ اور ایک صحافی کی زبان سے گالی نکلے کہ یہ تو وہ علاقہ ہے کہ جہاں لوگ جب تک چوری نہیں کرتے شادی نہیں ہوتی ۔ میں نے اپنی تقریر میں چیلنج کیا تھا ۔ جناب والا ۔ یہ ہماری عزت کا مسئلہ ہے ۔ یہ ہمارے وقار کا مسئلہ ہے ۔ یہ ہمارے احترام کا مسئلہ ہے ۔ وہ آپ کے ہی بھائی ہیں ۔ جس علاقے میں وہ رہ رہے ہیں وہ پاکستان کا ہی حصہ ہے ۔ وہ اسی ملک کے ہی شہری ہیں ۔ جب آپ ان پر پھبتی کسیں گے اور اس طرح ان کا مذاق اڑائیں گے تو آپ جانتے کہ اتنا بڑا علاقہ اور اس علاقے کے اتنے غیور باعصمت انسان جنہوں نے ملک کی آزادی کی خاطر 1857ء میں قربانیاں دی تھیں ان کے ساتھ اگر ہم یہ حال کرینگے تو پھر کیا ان سے انصاف ہوگا ؟

حافظ علی اسداللہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ جناب وزیر اعلیٰ صاحب جو کہ پنجاب کے قابل فخر اور کسان وزیر اعلیٰ ہیں انہوں نے عمومی بات کی ہوگی کسی خاص قبیلے کے متعلق نہیں کہا ہوگا ۔ یہ تو عام لوگوں کو معلوم ہے کہ بعض قبیلوں کو کوئی اسی طرح کہہ سکتا ہے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ فاضل ممبر نے وزیر اعلیٰ کا نام نہیں لیا ۔آپ خواہ خواہ یہ کہہ رہے ہیں ۔

حافظ علی اسداللہ ۔ جناب والا ۔ فاضل ممبر نے وزیر اعلیٰ کا نام لیا ہے کہ انہوں نے اپنی تقریر میں یہ کہا ہے ۔ ۔ ۔

راجہ سکندر زمان ۔ جناب والا۔ میرے فاضل دوست نے جو باتیں کی ہیں اس سلسلے میں میں کچھ وضاحت کرنی چاہتا ہوں اصل بات یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے بڑے گھر میں جو تقریر کی تھی اس کا حوالہ میرے فاضل دوست بار بار دیتے ہیں ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا ۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے طنز و مزاح میں ایک بات کی تھی کہ یہاں پر بعض قبائل ایسے ہیں ۔

راجہ میاں خان کھرل ۔ جناب والا ۔ کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے ؟

راجہ سکندر زمان ۔ جناب والا۔ میں personal explanation دے رہا ہوں کیونکہ میں بھی وہاں تھا ۔ میں چونکہ اس علاقے سے تعلق رکھتا ہوں ۔ میں اس جلسے میں موجود تھا جہاں وزیر اعلیٰ صاحب خطاب کر رہے تھے تو انہوں نے مزاح پیدا کرنے کے لئے ایک بات کی تھی ۔ انہوں نے کسی قبیلے کا یا کسی قوم کا کوئی نام نہیں لیا تھا بلکہ مذاقاً بات ہوئی تھی اور وہ صرف اسی حد تک تھی کہ وہ خود بھی ہنستے ہوئے یہ بات کہہ رہے تھے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ فاضل ممبر اس بات کو بار بار کیوں دہرا رہے ہیں ۔ پہلی تقریر میں انہوں نے یہ حوالہ دیا اور آج بھی وہی حوالہ دے رہے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں اس میں فاضل ممبر کو غلط فہمی ہوئی ہے کہ وہ خاص کسی قبیلے کے متعلق بات کر رہے تھے ایسی کوئی بات نہیں ۔

راجہ میاں خان کھرل ۔ جناب والا ۔ دکھ تو اسی بات کا ہے جو پھر ہنستے ہنستے لگے اسی پر زیادہ دکھ آتا ہے اگر آدمی ناراض ہو کر اپنی ناراضگی کا صحیح طور پر اظہار کرے پھر تو کوئی بات نہیں کیونکہ پتہ چل جاتا ہے کہ یہ آدمی ناراضگی کے موڈ میں ہے یا خوشی کے موڈ

میں ہے - میں یہ عرض کر رہا تھا کہ وزیر اعلیٰ صاحب بھی اسی پنجاب کے لوگوں کی تھی -

وزیر قانون و پارلیمانی امور - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - فاضل رکن نے جو دس منٹ کی تقریر کی ہے یہ ساری کی ساری irrelevant ہے - انہیں کس بات پر بولنے کی اجازت دی گئی ہے - خوشاب کی پسماندگی کی متعلق قرار داد ہے اب اس پر بات کرنا چاہتے ہیں تو بڑے شوق سے کریں - یہ گھر کا دلدھا انہوں نے یہاں چھیڑ رکھا ہے -

Mr. Speaker. I hope that the Member will be relevant.

رائے میاں خان کھرل - جناب والا - میں پسماندگی کی ایک آئٹم کے ایک حصے کو جو کہ انسانی عمل کی وجہ سے ہوا کے بارے میں ذکر کر رہا ہوں- سردار صاحب جو میرے محترم دوست ہیں میں ان سے یہ عرض کروں گا کہ وہ حالات جو انگریز نے اس علاقے میں پیدا کئے - - -

وزیر قانون و پارلیمانی امور - جناب والا - یہ کون سے علاقے کا ذکر کر رہے ہیں - یہاں تو ذکر خوشاب کی پسماندگی کا ہے اور یہ ذکر کر رہے ہیں - سید والا کا دریائے راوی کا کھرلوں کا احمد خان کا یہ کونسی کہانی ہے جو انہوں نے آج یہاں چھوڑ رکھی ہے یہ کس بات کا ذکر کر رہے ہیں - یہ ساری irrelevant talk ہے جو اسمبلی میں ہو رہی ہے اس طرح بلا وجہ اسمبلی کا وقت ضائع ہو رہا ہے -

Mr. Speaker. I hope that the Member would be relevant

رائے میاں خان کھرل - جناب والا - ان حریت پسندوں نے انگریز کے خلاف کام کیا تھا کوئی ان کے خلاف تو نہیں یہ کیوں ایسے سوچ رہے ہیں -

مسٹر سپیکر - وہ تو خیر ساری قوم کے ہیرو تھے -

وزیر قانون و پارلیمانی امور - جناب والا - وہ ساری قوم کے ہیروں میں سے ہیں - ان کا ان پر کوئی علیحدہ حق نہیں ہے ہم بھی ان پر حق رکھتے ہیں لیکن اب ان کے ذکر کرنے کا کوئی موقع نہیں ہے - یہ کیا

ان کا سہارا لے کر اپنی جان بخشی کروانا چاہتے ہیں [illegible] جیسے۔ اگر وہ ان کے نام پر کچھ امداد لینا چاہتے ہیں تو ہم دینے کے لیے تیار ہیں۔

رائے میاں خان کھرل ۔ جناب والا ۔ [illegible] صاحب یہ سمجھتے کہ یہ جو میری جان بخشی کی بات کر رہے ہیں وہ یہاں تو میرے خدا کے حالہ میں ہے اور انشاء اللہ اسی کے فضل و کرم سے ہم سب کام کر رہے ہیں ۔ یہ جان بخشی والی جو بات کر رہے ہیں اس سلسلے میں میں یہ گزارش کروں گا کہ جب انسان اس بات پر آجاتا ہے تو پھر وہ انسانیت کی حد سے اوپر چلا جاتا ہے ۔ جو لوگ اپنی حد چھوڑ دیتے ہیں اور اوپر چلے جاتے ہیں ان کے نتائج یا جو سزا خدا کے نزدیک ہے وہ سارے لوگ جانتے ہیں تو میں یہ عرض کر رہا تھا ۔ ۔ ۔

حافظ علی اسداللہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ جو لوگ اپنے دور اقتدار میں گولیاں چلواتے رہے ہیں ان کے متعلق بات نہیں ہوتی اور جو آج تعمیری انداز میں بات کرتے ہیں ان کے متعلق بات کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔

رائے میاں خان کھرل ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ پنجاب میں وہ بڑے لوگ تھے جس طرح کہ میرے محترم دوست جناب اعوان صاحب نے خوشاب کا ذکر کیا ہے ۔ کچھ لوگوں نے الیکشن کا بائیکاٹ کیا ان کے علاقہ میں خوشحالی نظر آتی ہے ۔ جس طرح خوشاب کے زمیندار کا انہوں نے حوالہ دیا ہے ۔ اسی طرح یہ عرض کر رہا تھا کہ خوشاب وہ علاقہ ہے جو ان کے ٹوڈی اور خوشامدی نہیں تھے ۔ ان کے حواری نہیں تھے ۔ لیکن جو ان کے ٹوڈی اور خوشامدی تھے ممکن ہے ان علاقوں میں خوشحالی آگئی ہو لیکن وہ لوگ جنہوں نے ان کی خوشامد نہیں کی وہ پسماندہ رہے ۔

حافظ علی اسداللہ ۔ جناب والا ۔ انہوں نے اس علاقے کے لوگوں کو خوشامدی اور ٹوڈی کہا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اس علاقے کی توہین کی ہے ۔

مسٹر اسپیکر :۔ میاں خان کھرل ۔ آپ تشریف رکھیں یہ ٹھیک ۔

حافظ علی احمد اللہ ۔ فاضل محرک براہ راست مخاطب نہیں کر سکتے وہ آپ کی توسط سے کر سکتے ہیں ۔

رائے میاں خان کھرل ۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں ان کے نام لا دونگا جنہوں نے ملک کے ساتھ غداری کی ۔ ان کے نام میں سامنے لاؤنگا ۔

حافظ علی احمد اللہ ۔ جناب والا ۔ ایسی باتوں کا کوئی موقع نہیں ہے لہذا رائے صاحب ایسی باتیں نہ کریں ۔

Mr. Speaker. Let us be relevant to the resolution before the House.

رائے میاں خان کھرل ۔ پسماندگی کے بارے میں عرض کر رہا تھا کہ کسی علاقے کو انتظامی طور پر پیچھے رکھا ۔ جیسے خوشاب ہے اور کمالیہ سید والا تک یہ تمام بارانی علاقے ہیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب فاضل ممبر سید والا اور کمالیہ کا ذکر کر رہے ہیں انہیں کہیں کہ وہ خوشاب کی طرف واپس آ جائیں ۔ جب سید والا کی باری آئیگی تو ہم بات کریں گے ۔

میاں ظہور احمد ۔ پوائنٹ آف ایکسپلینیشن ۔ جناب والا ۔ رائے صاحب کا بار بار کہنے کا مطلب یہ ہے کہ سید والا اور کمالیہ بھی پسماندہ ہے کیونکہ جو علاقے دریائے راوی کے ساتھ ساتھ واقع ہیں وہ تمام پسماندہ ہیں جہاں کسی قسم کی سہولتیں مہیا نہیں ہیں نہ طبی ۔ نہ تعلیمی ۔ نہ رسل و رسائل ہیں ۔ اسی میں خوشاب بھی اور دیگر علاقے بھی اور تحصیلیں بھی شامل ہیں ۔ اس لئے ان کا مداوا کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں آپ کی تقریر کو interrupt کر رہا ہوں ۔ یہ تحریر مرزا طاہر بیگ صاحب نے تحریک استحقاق کے طور پر بھیجی ہے لیکن میں نے اس پر ابھی کوئی فیصلہ نہیں دیا ۔

whether I can take it up or not.

مرزا طاہر بیگ ۔ جناب والا ۔ آپ اسے کب take up کریں گے۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ تو میں موقع پر کرونگا جب موقع آئیگا لیکن یہ ٹھیک آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں ۔ وزیر قانون بھی یہ بات نوٹ کرلیں کہ آج یہ شکایت ہے کہ آج جب 9-35 اور 9-45 کے درمیان چھ حوہ گھر سے اسمبلی آ رہے تھے تو تین مسلح افراد نے جن کے متعلق ان کا کہنا ہے کہ 16 فروری 1975ء کو انہوں نے ان کو للکارا تھا اور زبردستی انہیں اٹھانا تھا ، ان کے ہاتھوں میں پستول تھے ۔ وہ اپنے آپ کو بچانے کے لئے کنٹونمنٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں گھس گئے اور وہ تینوں آدھی باہر انتظار کرتے رہے اور للکارتے رہے انہوں نے ڈی-ایس-پی - اے-ایس-آئی کو فون کیا تو اے-ایس-آئی اور ایک سپاہی آیا ۔ تقریباً ساڑھے دس بجے کا وقت تھا ان کو دیکھ کر وہ تینوں بھاگ گئے ہیں تو بہر حال ایم - پی - اے لاہور میں اور اپنے علاقے میں ایسا ہوا ہے ۔ ایسی بات پر آپ کو فوری کارروائی کرنی چاہئے ۔ فاضل ارکان جو پنجاب کے مختلف ضلعوں سے لاہور میں تشریف لائے ہیں اگر یہ ایک ممبر کے ساتھ ایسا واقعہ ہو سکتا ہے تو کسی اور ممبر کے ساتھ بھی ایسا ہو سکتا ہے ۔

مرزا طاہر بیگ ۔ جناب والا ۔ یہ پہلا واقعہ نہیں ہے ایسے واقعات پہلے بھی ہو چکے ہیں ۔

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔ جناب والا ۔ ایسے حالات میں ممبران اسمبلی کو آرمز ملنے چاہئیں اور retainer کی اجازت ہونی چاہئے تاکہ وہ ایسے حالات کے وقت کچھ کر سکیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار صاحب آپ کی بات صحیح ہے retainer کے لئے حکومت کو تنخواہ ادا کرنا پڑے گی ۔ اور اس بات کا انتظام مجھ جیسا آدمی جو صرف ممبر ہی ہو یہ خرچ برداشت نہیں کر سکتا اور حکومت ایسے مصارف برداشت نہیں کر سکتی ۔ کیونکہ 24 گھنٹے وہاں گارڈ ہوگی ۔ اس لئے اس طرح تو نہیں ہو سکتا ۔

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔ تنخواہ ہم ادا کریں ۔

منظلہ ، بلوچستان میں تمام نمبران کو retainer کی اجازت ہوئے اس سلسلے میں ہمارے ساتھ وعدے کئے گئے تھے اور اس سلسلے میں ریزولیوشن بھی پیش کیا تھا لیکن وہ پیش نہیں ہو سکا ۔

مسٹر سپیکر ۔ تمام ممبران کو پانچ دس لائسنس دینے کی اجازت تھی اور یہ wide opportunity دی گئی تھی ۔ لوگوں کو اسلحہ دینے کے مواقع فراہم کئے گئے تھے ۔

مرزا طاہر بیگ ۔ جناب والا ۔ میں اس سلسلے میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں ۔ گذارش یہ ہے کہ یہ پہلا واقعہ نہیں ہے یہ کارروائی اس دن شروع ہوئی تھی جس دن سے ملک غلام مصطفیٰ کھر پنجاب کے گورنر ہوئے تھے ۔ اسی دن سے لوگوں نے شرابیں پی اور علاقے میں آ کر بڑھکیں مارنے لگے کہ اب گورنر کھر آ گیا ہے اور اب ہم لپیٹ لیں گے اس وقت پولیس کا عملہ بھی موجود تھا ۔

Mr. Speaker. I can't permit you this history.

بات یہ ہے کہ آپ نے اس سے پہلے کبھی ایوان میں اس واقعہ کی بات نہیں کی ہے ؟ وہ یہاں گورنر رہے اور بعد میں چیف منسٹر رہے ۔ اگر آپ کے ساتھ ایسا کوئی واقعہ ہوا

It was never brought to the notice of the House. I would not permit this opportunity to make a political capital out of this incident.

Mirza Tahir Baig. This is not political incident.

Mr. Speaker. Let us not make this wide statement. I hope the member would know what he has to speak and what he does not have to speak.

مرزا طاہر بیگ ۔ آج ڈاکٹر مبشر صاحب نے ان کو فون کیا ہے ۔ کہ ان کو کچھ نہ کہا جائے ۔ مجھے بتایا جائے کہ میں کہاں چلا جاؤں ؟

مسٹر سپیکر ۔ جب فون ہوا آپ موجود تھے ؟

مرزا طاہر بیگ ۔ جی ہاں ۔

K-2. P-14

Mr. Speaker. Let us not abuse the process of the House I can't permit that.

وزیر قانون - جناب سپیکر - فاضل رکن سے درخواست ہے کہ وہ صبر سے کام لیں میں اس واقعہ کی پوری پوری تحقیق کراؤنگا اور ان سے پورا پورا انصاف ہوگا -

مرزا طاہر بیگ - جناب والا - میں ہاؤس سے مشورہ چاہتا ہوں کہ میری حفاظت کس طرح ہو سکتی ہے ؟

وزیر قانون - جناب والا - ہم ان کی جان و مال کی پوری ذمہ داری لیتے ہیں -

مسٹر سپیکر - یہ بڑی زیادتی کی بات ہے جب آپ نے استعفیٰ لیا گیا تو اس وقت آپ نے میری معرفت جو چیف منسٹر تھے اور اس سے پہلے گورنر تھے - ان سے انٹرویو لیا اور ایک ڈیڑھ گھنٹہ بات ہوتی رہی -

مرزا طاہر بیگ - مجھے پوری وضاحت کا موقع نہیں دیا گیا میں یہ نہیں کہتا کہ ملک صاحب اس میں براہ راست ملوث ہیں لیکن جن لوگوں نے ایسا کیا - - - - -

Mr. Speaker. I can't permit this.

مرزا طاہر بیگ - ان لوگوں نے جو للکارتے رہے تھے میں ان کے متعلق کہتا ہوں کہ ان کو سیاسی shelter ہے بھی یا نہیں ؟
This is the belief that they are giving to the people.
سارے علاقے میں خوف و ہراس پھیلا ہوا ہے -

Mr. Speaker. He is not the cheif executive. The chief executive is Mr. Muhammad Hanif Ramay and he is incharge of law and order of this Province. This is very unfair.

سید ناظم حسین شاہ - جناب والا - انہوں نے کہا ہے کہ گورنر صاحب نہیں تھے بلکہ جو للکارا مار رہے تھے - ہو سکتا ہو وہاں کو exploit کر رہے ہوں misuse کر رہے ہوں -

مسٹر سپیکر - وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ جس دن سے وہ گورنر ہوئے ہیں اس دن سے بات شروع ہوئی ہے -

سید ناظم حسین شاہ - جناب والا - گورنر سٹیٹ بنک کا بھی ہو سکتا ہے یہ ہمارے اوپر قدغن تو نہیں لگ سکتی کہ گورنر کا ہم نام نہیں لے سکتے - ٹیوب ویل کا بھی گورنر ہوتا ہے انہوں نے کب کہا کہ ملک غلام مصطفیٰ کھر نے یہ کیا ہے - انہوں نے تو یہ کہا ہے کہ ملک مصطفیٰ کھر کو وہ exploit کر رہے ہیں - ان کا نام غلط طور پر استعمال کر رہے ہیں وہ جو للکارے مار رہے تھے انہوں نے کہا ہے کہ ملک غلام مصطفیٰ کھر اب گورنر آ گیا ہے - انہوں نے یہ نہیں کہا کہ وہ آدمی جس نے ان پر حملہ کیا ہے ملک غلام مصطفیٰ کھر صاحب نے بھیجا ہے وہ ان کا نام لے رہے تھے -

مسٹر سپیکر - سید صاحب آپ نے ان کی بات نہیں سنی -

سید ناظم حسین شاہ - جناب والا - میں موجود تھا میں نے ان کی بات سنی ہے - - - -

مسٹر سپیکر - مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آپ نے ان کی بات نہیں سنی -

سید ناظم حسین شاہ - انہوں نے جناب والا یہ بات کی ہے کہ جو للکارے مار رہے تھے انہوں نے misuse کیا ہے -

(قطع کلامیاں)

رانا پھول محمد خان - تمہیں اس کی سزا بھگتنا پڑے گی -

سید ناظم حسین شاہ - تم کیا ہو میں تمہیں جانتا ہوں -

رانا پھول محمد خان - میں بھی جانتا ہوں -

سید ناظم حسین شاہ - تم کیا جانتے ہو ؟

رانا پھول محمد خان - تم کیا جانتے ہو - تم نے اسمبلی کو تماشا بنا لیا ہے -

رائے بیان خان کھرل - انہیں ٹریکٹروں کے پرمٹ ملے ہوئے ہیں اس لئے بول رہے ہیں -

سید ناظم حسین شاہ ۔ ڈیکٹروں کی بات نہیں ہے انہوں نے گورنر کا نام نہیں لیا ۔

Mr. Speaker. House is called to order. Will the hon'ble members resume their seats.

میں مرزا ظاہر بیگ صاحب کو اجازت دیتا ہوں لیکن صرف آج کے واقع کے متعلق ۔

رائے سخاوت علی خان ۔ جناب والا ۔ یہ ساری باتیں کارروائی سے حذف ہونی چاہئیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ باتیں کوئی ریکارڈ نہیں کرتا یہ تو صرف اخبارات والے ریکارڈ کرتے ہیں اور کوئی نہیں کرتا ۔

خان محمد ارشد خان ۔ جناب والا ۔ مجھے ان کی تقریر پر اعتراض ہے ۔ گورنر کی ذات قابل احترام ہے ۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ گورنر سٹیٹ بنک کا بھی ہوتا ہے اور گورنر لفظ ٹیوب ویل کے انجن کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے بس یہ انہوں نے طنز کی ہے ۔ میں ان سے آپ کی وساطت سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ وہ یہ الفاظ واپس لے لیں ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب سپیکر ۔ مرزا صاحب کی تقریر نکلوا کر سن لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے سنی ہے انہوں نے پہلا لفظ جو استعمال کیا ہے وہ ملک غلام مصطفیٰ کھر کا نام ہے جہاں سے انہوں نے اپنی تقریر شروع کی ہے ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جو جو للکارے مار رہے تھے انہوں نے ان کے الفاظ استعمال کئے ہیں اب یہ تو نہیں ہو سکتا ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے سنا نہیں ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ نہیں جناب میں نے سنا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ شاہ صاحب آپ نے تقریر نہیں سنی مجھے اب افسوس سے یہی کہنا پڑا ہے ۔ ٹیپ کو دوبارہ چلائیں جب مرزا صاحب کی تقریر سنائیں ۔

رانا پھول محمد خان - جناب والا - اس اسمبلی کی بحث کا معیار نہایت ہی پست ہو چکا ہے اور یہ آپ کی صدارت میں ہو رہا ہے - یہ زیادتی ہے میں اس کے خلاف واک آؤٹ کروں گا -

Mr. Speaker. I have directed to replay the tap. The hon'ble Members may please resume their seats.

رائے میاں خان کھرل - جناب سپیکر - یہ ناظم حسین شاہ نہیں بول رہا ٹھیکر بول رہا ہے -

وزیر قانون - جناب والا - قانون کے مطابق گورنر کی ذات کو اس ہاؤس میں زیر بحث نہیں لایا جا سکتا - اس لئے میں فاضل اراکین سے یہ گزارش کروں گا کہ نہ تو ہم مرزا صاحب کی تقریر دوبارہ ہاؤس میں ٹیپ سے سنیں اور نہ ہم ایسے الفاظ دھرائیں کیوں کہ گورنر کی ذات کو اس ہاؤس میں زیر بحث نہیں لایا جا سکتا -

خان محمد ارشد خان - تو پھر وہ اپنے الفاظ واپس لے لیں -

سید ناظم حسین شاہ - - میری humble submission یہی ہے کہ انہوں نے گورنر کا نام نہیں لیا -

مسٹر سپیکر - شاہ صاحب آپ نے نہیں سنا پہلا لفظ جو ہے وہ ملک غلام مصطفیٰ کھر کا نام ہے آپ نے سنا نہیں -

وزیر قانون - جناب والا - میری استدعا ہے کہ اس بحث کو یہیں ختم کر دیا جائے -

سید ناظم حسین شاہ - سر آپ میری بات تو توجہ سے سنیں - انہوں نے کہا کیا ہے - جو آدمی للکارے مار رہے تھے انہوں نے ان کا نام لیا ہے -

مسٹر سپیکر - آپ نے توجہ سے نہیں سنا انہوں نے کہا ہے کہ میری مصیبتیں اس دن سے شروع ہوئی ہیں جب ملک غلام مصطفیٰ کھر صاحب اس صوبے کے گورنر مقرر ہوئے - آپ نے ان کی بات نہیں سنی -

سید ناظم حسین شاہ - وہ جو للکارے مار رہے تھے انہوں نے یہ کہا ہے -

مسٹر سپیکر - انہوں نے کہا ہے کہ جب ملک غلام مصطفیٰ کھر گورنر پنجاب بن گئے - آپ نے ان کی تقریر سنی ہی نہیں اس لئے آپ یہ بات کر رہے ہیں -

حافظ علی اسداللہ - جناب والا - آئینی لحاظ سے گورنر کی ذات پر بحث نہیں ہونی چاہیے -

رانا پھول محمد خان - جناب سپیکر - میں آپ سے گزارش کرونگا کہ سید ناظم حسین شاہ نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں انہیں واپس لینے چاہئیں

مسٹر سپیکر - وہ سارا میں دیکھوں گا اور جو بھی اس کے متعلق ہوا ہے - I will strike that out

راجہ میاں خان گکھڑ - جناب والا - یہاں تو آپ دیکھ لیں گے اور الفاظ واپس ہو گئے لیکن وہاں ان کی کارروائی پڑ گئی ہے -

سید ناظم حسین شاہ - آپ کی بھی کارروائی پڑ گئی ہے آپ کو بھی ان کا الزام بھی لگا دیا جائے گا -

حافظ علی اسداللہ - میرا خیال ہے کہ یہ کیبنٹ میں آنے کے لئے تگ و دو ہو رہی ہے اور یہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ میں فلاں کے حق میں ہوں اور فلاں کے حق میں نہیں ہوں میرا خیال ہے کہ ایسی باتیں یہاں نہیں ہونی چاہئیں -

وزیر قانون - جناب والا - میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں ہر آدمی کی عزت کو ملحوظ رکھنا چاہیئے - اس کا احساس رکھنا چاہیے - میں نے تو یہ محسوس کیا ہے کہ جو لوگ کسی آدمی کی حمایت کرتے ہیں وہ در اصل اس کی بے عزتی بھی کروانا چاہتے ہیں -

مسٹر سپیکر - "بے عزتی کروانا تو نہیں چاہتے" آپ یہ نہ کہیں وہ بھی اٹھ کھڑے ہوں گے -

وزیر قانون - سر میں کسی کا ذکر نہیں کر رہا جب ایک آئینی بات ہے ، قانونی بات ہے کہ ان کی ذات کو یہاں زیر بحث نہیں لایا جا سکتا اس

لئے کیسی کو بھی اسے زیر بحث نہیں لانا چاہیے ۔

(قطع کلامیاں)

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب سپیکر ۔ انہوں نے تو یہ کہا تھا ۔

خان محمد ارشد خان ۔ سر آپ انہیں چپ کیوں نہیں کراتے ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب سپیکر ۔ سپیکر آپ ہیں یا یہ ہیں ۔ گزارش یہ ہے کہ میں نے یہ کہا ہے کہ صرف گورنر کا لفظ کہہ دینے سے یہ نہیں ہے کہ جب تک میں یہ بات نہ attribute کروں کہ ملک غلام مصطفیٰ کھر گورنر پنجاب ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید صاحب اس لئے میں ٹیپ کو منگوا رہا تھا تا کہ آپ کی تسلی ہو جائے ۔ انہوں نے ملک غلام مصطفیٰ کھر صاحب کا نام براہ راست بھی لیا ہے ۔ بغیر للکاروں کا ذکر کئے ہوئے ۔ اس لئے آپ نے تو غالباً ان کی تقریر کا وہ حصہ نہیں سنا ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب سپیکر ۔ میری humble submission یہی ہے کہ صرف گورنر کا نام لینے پر قدغن نہیں ہے اگر میں یہ کہوں کہ "گورنر پنجاب" پھر آئینی طور پر ہمارے اوپر بات لاگو ہوتی ہے کہ ہم بات نہیں کر سکتے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید صاحب ایسا ہی ہوا ہے ۔ آپ تو ایک تھیوری کے طور پر بات کو پیش کر رہے ہیں ۔ یہاں واقعہ کے طور پر یہی ہوا ہے ۔

رائے میاں خان کھرل ۔ جناب والا ۔ یہ وقت ضائع کر رہے ہیں ان کو کہیں کہ اب آرام سے بیٹھیں ۔

مرزا طاہر بیگ ۔ جناب والا ۔ میں معذرت چاہتا ہوں کہ اس ایک لفظ کی وجہ سے ہاؤس میں اتنی زیادہ تلخی پیدا ہو گئی ۔ در حقیقت بات یہ ہے کہ میں جو واقعہ بیان کر رہا ہوں جو لوگ وہاں موجود تھے ، مجھے پستولیں دکھا رہے تھے ان کے یہ الفاظ ہیں میں جو بتا رہا ہوں آپ سی-آئی-ڈی کو ریفر کر دیں اس کی رپورٹ منگوا لیں اگر میری یہ بات درست نہ ہو تو میں اس کا ہر طرح سے ہرجانہ دینے کے لئے تیار ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ منظور وٹو صاحب یہاں موجود ہیں وہ پتا کریں گے کہ کیا واقعہ ہوا ہے آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

مرزا طاہر بیگ ۔ اچھا جناب ۔ آپ نے فرمایا تھا کہ میں واقعہ بیان کروں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں پریس فوٹو گرافر سے استدعا کروں گا کہ

He should leave the premises of the Assembly Chamber, not the building but the chamber only

It is very unfair that when the Speaker is addressing and making request the hon'ble Members should interrupt him. A member is expected to resume his seat.

The House is adjourned. It shall reassemble at 12:50.

(The House adjourned at 11:48 a.m.)

(ہاؤس کی کارروائی 12 بجکر 20 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر دوبارہ شروع ہوئی)

مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

چوہدری غلام قادر ۔ جناب والا ۔ میں مجلس استحقاق کی رپورٹ متعلقہ تحریک استحقاق نمبر 4 پیش کردہ حاجی محمد سیف اللہ خان ایم۔پی۔اے ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مجلس استحقاق کی رپورٹ متعلقہ تحریک استحقاق نمبر 4 پیش کردہ حاجی محمد سیف اللہ خان ایم۔پی۔اے ایوان میں پیش کر دی گئی ہے۔

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مہلت میں توسیع

چوہدری غلام قادر ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ تحریک استحقاق نمبر 72 پیش کردہ علامہ

رحمت اللہ ارشد ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔
سید تابش الوری ممبران صوبائی اسمبلی کے متعلق
مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی
مدت میں 30 ستمبر 1975ء تک توسیع کر
دی جائے ۔

مسٹر سپیکر - کب تک جی ۔ 30 جون تک ؟

چوہدری غلام قادر - جناب والا ۔ 30 ستمبر 1975ء تک ۔

مسٹر سپیکر - میں یہ سمجھا تھا شائد آپ نے 30 جون کہا ہے ۔

چوہدری غلام قادر - جناب والا ۔ 30 جون تو آگئی ہے ۔

مسٹر سپیکر - پھر بھی چار دن تو اس میں باقی ہیں ۔ چار دن کام کرنے کے لئے تو بہت ہوتے ہیں ۔ اگر یہ حساب لگایا جائے کہ آپ نے دو دن میں کتنا کام کیا ہے تو یہ دس بارہ قوانین ہیں جو آپ نے پاس کیئے ہیں ۔

چوہدری غلام قادر - جناب والا ۔ چار پانچ قوانین ہیں جو بڑی مشکل سے پاس کئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر - 31 جولائی کے آخر تک کر لیتے ہیں ۔

چوہدری غلام قادر - ٹھیک ہے جی ۔

مسٹر سپیکر - یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ تحریک استحقاق نمبر 72 پیش کردہ علامہ
رحمت اللہ ارشد ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔
سید تابش الوری ممبران صوبائی اسمبلی کے متعلق
مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی
مدت میں 31 جولائی تک توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مرزا طاہر بیگ - جناب والا ۔ میں ٹیلیفون موشن کے متعلق وضاحت کرنی چاہتا ہوں اور اس میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں ۔

Mr. Speaker. I am not taking it up at this stage as a privilege motion. I have only given the information to the

Minister for Law and Parliamentary Affairs that this is a complaint which is received by me. I have not made up my mind whether it is a privilege motion or not.
اس لئے اس کا جلدی فیصلہ کر کے میں کوئی غلط فیصلہ نہیں کرنا چاہتا ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ یہ کوئی ابھی ابھی تحریک استحقاق پیش ہوئی ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ نہیں نہیں ۔ یہ پرولیج موشن وہی ہے جو انہوں نے مجھے پرولیج موشن کے طور پر بھیجی ہے ۔ اس میں جو factual complaint ہے وہ میں آپ کے نوٹس میں لے آیا ہوں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ یہ مرزا طاہر بیگ کے متعلق ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ ہاں ۔ مرزا طاہر بیگ کے متعلق ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ میں اس کے متعلق دریافت بھی کرا لیتا ہوں ۔ ان کے ساتھ انصاف کیا جائے گا ۔ ہم ان کی جان و مال کے ذمہ دار ہیں ۔ ہم اس ذمہ داری سے فرار اختیار نہیں کریں گے اور ان کے ساتھ پورا پورا انصاف کیا جائے گا ۔

Mr. Speaker. Mr. Law Minister would you be able to make a statement in the House tomorrow.

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ Yes Sir ابھی دریافت کرتا ہوں ۔

قرار داد

(مفاد عامہ سے متعلق) (جاری)

تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا کو پسماندہ تحصیل قرار دیا جانا

مسٹر سپیکر ۔ رانا صاحب آپ تقریر کر رہے تھے ۔ آپ ذرا جلدی ختم کریں ۔ آج کا دن ختم ہونے میں سات منٹ رہ گئے ہیں ۔

رائے میاں خان کھرل ۔ جناب سپیکر ۔ خوشاب کی پسماندگی کے ذکر

میں اس کی ہر لحاظ سے پسماندگی کا ذکر آ سکتا ہے مثلاً تعلیم - زراعت اور رسل و رسائل وغیرہ -

مسٹر سپیکر - اگر آج اس پر بحث ختم نہ ہو تو

Will it go for tomorrow ?

Members. Yes.

رائے میاں خان کھرل - جناب والا - میں خصوصی طور پر زراعت کے بارے میں عرض کروں گا - جب ہم زراعت کی بات کرتے ہیں تو زمیندار اور غیر زمیندار کی بات بھی ہو جاتی ہے - جیسا کہ میرے محترم بھائی حافظ علی اسداللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو اس بارے میں اعتراض ہوگا وہ اپنی تقریر میں جواب دے سکتا ہے - تو جناب والا - میرے ایک لفظ سے کافی مشکوک سی حالت پیدا ہو گئی ہے - اس کے بارے میں میں اتنا عرض کر دینا بہتر سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی پروفیسر ہے تو مجھے اس کی وجہ سے دکھ نہیں ہے کہ وہ پروفیسر ہے اور میں نہیں ہوں - جناب والا - اگر کوئی ڈاکٹر ہے تو مجھے اس وجہ سے دکھ نہیں ہے کہ وہ ڈاکٹر ہے اور میں نہیں ہوں - اگر کوئی صحافی یا فنکار ہے تو مجھے یہ دکھ نہیں ہوتا کہ میں صحافی یا فنکار نہیں ہوں - اسی طرح زمیندار کی بات ہے - جناب والا - ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنی تقریر میں یہ اعتراض فرمایا ہے کہ 1971ء کی جنگ کے بعد زراعت ایک ایسی چیز تھی جو پاکستان کی سالمیت اور بقا کی ضامن بنی اور ہم نے اس کے سہارے پہ ترقی کی - جناب والا - پاکستان اور خصوصی طور پر پنجاب کی جو معیشت ہے اور جو ہماری زندگی کا اقتصادی طور پر انحصار اور دارومدار ہے وہ سارا زراعت پر ہے - جب ہم زراعت کی بات کرتے ہیں تو پھر زراعت پیشہ جتنے لوگ اس صوبہ میں بستے ہیں ان کی بات کرتے ہیں اور اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہوتا کہ ہم غیر زراعت پیشہ یا غیر زمیندار لوگوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ہماری ایسی کوئی نیت نہیں ہوتی - وہ بھی ہم سے خوش ہیں اور یہ زمیندار بھائی دن رات محنت کر کے خود بھی کھاتے ہیں اور ہمیں بھی کھلاتے ہیں اور ملک کو بھی خود کفیل بنانے کی کوشش کر رہے ہیں - انشاءاللہ وہ دن

دور میں جب یہ ملک زراعت کے لحاظ سے اپنی گندم آخر بھیج کر زرمبادلہ کمائے گا ۔ جناب والا ۔ یہ زمیندار یا غیر زمیندار کی بات صرف یہاں تک ہی محدود ہے اور اس سے کوئی مطلب لینا ٹھیک نہیں ہے ۔ چونکہ ہر کسی کے اپنے اپنے پیشے ہوتے ہیں اور اپنا اپنا دائرہ کار ہوتا ہے ۔ صوبے میں زمیندار بھائی اتنی تعداد میں ہیں کہ صوبے کی معیشت کا دارومدار انہیں پر ہے تو اس کو mind کرنے کی یا اس سے غلط معنی لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ میں نے تو صرف یہ عرض کیا تھا کہ جو زمیندار آدمی ہے وہی زمینداروں کے مسائل بخوبی سمجھ سکتا ہے ۔ اس طرح محنت کش آدمی محنت کشوں کے مسائل صحیح طور پر سمجھ سکتا ہے اسی طرح دوسرے پیشوں کے لوگ جو ہیں مثلاً ڈاکٹر ہے ، لنکار ہے ، صحافی ہے وہ اپنے اپنے مسائل اچھی طرح سمجھ سکتا ہے ۔ جناب والا ۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا ۔ اس کے غلط معنی لئے گئے ہیں اور آج بھی اس بارے میں بات ہوئی ہے ۔

حافظ علی اسداللہ ۔ جناب والا ۔ معزز ممبر نے غیر زراعت پیشہ یا زراعت پیشہ کے متعلق کہا ہے تو پنجاب میں بعض مسلمہ اقوام ہیں جنہیں کاشتکار کہا جاتا ہے ۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ایک کاشتکار اور کسان کا بیٹا اگر وکیل ہو جائے تو وہ کاشتکار نہیں رہتا یا وہ کسان نہیں رہتا ۔ میں اس پر اصرار کرتا ہوں کہ پنجاب میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جو کاشتکار ہیں ، جو کسان ہیں ۔ اگر وہ ایک مرلہ بھی زمین رکھتے ہیں یا تقسیم در تقسیم کے چکر میں ان کی زمینیں تھوڑی رہ گئی ہیں پھر بھی وہ سب زراعت پیشہ ہیں ۔

رائے میاں خان کھرل ۔ جناب والا ۔ اصل میں معزز رکن نے میری بات کی تائید کی ہے ۔ میں ان سب کا ذکر کر رہا ہوں ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ایک دن میں یا ایک سال میں ترقی نہیں ہو سکتی ہمیں اپنے قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی بصیرت ، قیادت اور ان کی ولولہ انگیز راہنمائی میں انشاء اللہ یقین ہے کہ ہمارا یہ صوبہ ترقی کرے گا اور خوشاب کی پسماندگی کو دور کرنے کے ساتھ دیپالپور اور پاکپتن جہاں کہ ششماہی باقی ہے اس کو بھی اس میں شامل کیا جائے گا اور سید والا ، گوگیرہ ، نور شاہ ،

ہڑپہ اور کمالیہ تک کو ترقی ملے گی ہمیں امید ہے کہ جب ہماری کمیٹی نے گی یا ہمارے افسران کی معرفت یا کسی اور ذریعے سے اس کی تحقیق کرائی جائے گی تو وہ سارے سابقہ حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس علاقے کی پسماندگی کو دور کرانے کے لئے کوشش کرے گی اور ہماری حکومت بھی اس طرف پوری توجہ دے گی ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ خان صاحب آپ نے تقریر کرنی ہے ۔

خان محمد ارشد خان ۔ جناب والا ۔ ایک منٹ میں اپنی گزارشات پیش کر دونگا ۔

Mr. Speaker. Time is extended by another five minutes. اگر آپ نے مفصل تقریر کرنی ہے تو کل کر لیں اور میں اسے adjourn کر دوں ۔

خان محمد ارشد خان ۔ جناب سپیکر ۔ ہم اسے ابھی put کرانا چاہتے ہیں ۔ جناب والا ۔ ملک اعظم صاحب نے اپنی تحصیل کی پسماندگی کے متعلق قرار داد پیش کی ہے ۔ جناب والا ۔ جب کبھی کسی علاقے کو یا کسی جگہ کو زیر بحث لایا جاتا ہے اس لئے کہ وہ پسماندہ ہے تو سب سے پہلے اس جگہ جو انسانیت بس رہی ہو اس کی زندگی کے حالات دیکھے جاتے ہیں کہ آیا وہ کس حال میں بس رہی ہے ۔ اس کے بعد اس جگہ کی اہمیت کو قومی سطح پر دیکھا جاتا ہے کہ اس جگہ کی اہمیت قومی لحاظ سے یا ملکی لحاظ سے کیا ہے ۔ پھر اس کے بعد اس جگہ کی یہ اہمیت دیکھی جاتی ہے کہ اس کی بین الاقوامی سطح پر کیا اہمیت ہے ۔ جناب والا ۔ جہاں تک تحصیل خوشاب کا تعلق ہے یہاں تجویز یہ کیا گیا ہے کہ کوئی کمیٹی تشکیل کی جائے لیکن میں اس سے اختلاف کرتا ہوں کیوں کہ قابل احترام ایک ممبر نے وثوق سے یہ کہا ہے کہ وہاں پر انسانوں کے پینے کے لئے نہ پانی ملتا ہے اور نہ مویشیوں کے لئے پانی مہیا کیا جاتا ہے ۔ اور نہ ان لوگوں کے چلنے کے لئے سڑکیں ہیں ، نہ ان لوگوں کے لئے سکول ہیں اور نہ ان لوگوں کے علاج کے لئے ہسپتال اور ڈسپنسریاں ہیں ۔ اگر جناب والا ۔ یہی حالات ہیں تو میں اس قرار داد کی مکمل تائید کرتا ہوں اور اس کے بعد

میں آپ کو ضلع ساہیوال میں لیے چلتا ہوں وہاں پر ایک ایسا مقام ہے جہاں کے لوگ بھی اسی اہمیت کے ہیں اور نہ مقام بھی قومی لحاظ سے بڑی اہمت کا حامل ہے ۔ وہ مقام ہڑپہ ہے ۔ ہڑپہ کی اہمیت بین الاقوامی حیثیت کی حامل ہے ۔ میں نے اپنی بجٹ تقریر میں بھی یہ گزارش کی تھی کہ کم از کم اس کو اہمیت دی جائے ۔ گو معاملہ سنٹر کا ہے لیکن وہ مقام تاریخی ہے اور تین ہزار سال پہلے کی تہذیب و تمدن کا گہوارہ تھا یہ ایک تاریخی مقام ہے اور بین الاقوامی حیثیت کا حامل ہے لیکن اس جگہ پر حالات یہ ہے کہ نہ لوگوں کے لئے وہاں پینے کا پانی ہے ، نہ ڈسپنسری ہے ، نہ ریسٹ ہاؤس ہے نہ وہاں کوئی کینٹین ہے ۔ میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں اور میری کوشش ہے اس ریزولیوشن کے ساتھ اس کا بھی نام شامل کر لیا جائے اور سنٹر کی نظر اس طرف مبذول کرائی جائے ۔ موہن جو دڑو اور ٹیکسلا کی ڈویلپمنٹ ہو سکتی ہے تو اس کی بھی اتنی ہی اہمیت ہے ۔ اس لئے اس کی بھی ڈیولپمنٹ کی جائے اس سے قوم کو فائدہ پہنچے گا بلکہ بین الاقوامی طور پر پاکستان کی اہمیت بڑھے گی وہاں پر وفود آئینگے اور ہم ان سے فارن ایکسچینج کما سکتے ہیں اب جو وفود وہاں پر آتے ہیں وہ مایوس ہو کر جاتے ہیں وہاں نہ ان کے لئے کوئی جگہ ہے نہ کوئی ڈسپنسری ہے ۔ اس لئے جناب والا میں آپ کی وساطت سے گذارش کروں گا کہ اس اہم مسئلہ کو اٹھایا جائے اور اگر سنٹر کچھ نہیں کر سکتا تو کم از کم پنجاب میں یہ تاریخی مقام ہے اور ضلع ساہیوال پنجاب کا حصہ ہے تو اگر سنٹر کی نظر اس طرف مبذول نہیں ہوتی تو کم از کم پنجاب گورنمنٹ ہی اس طرف نظر کرے ہم بھی اس گورنمنٹ کے پارٹ اینڈ پارسل (part and parcel) ہیں ۔ اس لئے میری گذارش ہے کہ اس ریزولیوشن کے ساتھ تحصیل خوشاب اور ہڑپہ بھی شامل کر لیا جائے تو میں ممنون ہونگا اس کے بعد اس کو ایوان کے سامنے برائے منظوری پیش کر دیا جائے تا کہ ہم اس ریزولیوشن کو سنٹر کو بھیج سکیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ انہوں نے یہ بطور ترمیم کے پیش کی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں اس کو ایسا نہیں کر سکتا کیوں کہ مجھ سے پہلے جو اس کرسی پر تھے وہ کسی اور ترمیم پر اپنا رولنگ دے چکے ہیں اس

طرح تو ہر ضلع کی تحصیلوں کو جن کی تعداد 30/40 کے قریب ہے پسماندہ کہہ کر ریزولیوشن میں شامل کرنے کے لئے کہا جائیگا ۔

خان محمد ارشد خان ۔ جناب والا ۔ کسی تحصیل کے پسماندہ ہونے کے علاوہ اس کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے کوئی قدم اٹھانا چاہئے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اس کے متعلق ریزولیوشن لے آئیں ۔ یہ ہو سکتا ہے کہ خوشاب تحصیل کو نہیں ، خوشاب کی کسی ایک تحصیل کو کیا جائے یا سرگودھا کی دو تحصیلوں کو کیا جائے یا کسی اور طریقے سے کیا جائے ۔

خان محمد ارشد خان ۔ ہڑپہ کے لفظ کو شامل کر سکتے ہیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ ہڑپہ کو تو زمانہ قبل از تاریخ سے ترقی یافتہ ہونے کا شرف حاصل ہے ۔ جناب والا ۔ مجھے اس بات سے انکار نہیں کہ آج 1975ء میں بھی خوشاب میں ایک ایسا علاقہ ہے جہاں پینے کا پانی میسر نہیں ۔ جناب والا ۔ تحصیل خوشاب اپنے اعتبار سے جہاں قدرتی وسائل سے مالا مال ہے وہاں اس تحصیل کے ایسے خطہ جات بھی ہیں جہاں پسماندگی انتہا تک پہنچی ہے اور آپ جانتے ہیں کہ تحصیل خوشاب کا ایک علاقہ پہاڑی ہے جس میں معدنیات ہیں لیکن ہم ان معدنیات کو ابھی تک نکال کر ملک کی خوشحالی کے لئے اور اس علاقے کی عوام کی خوشحالی کے لئے کام میں نہیں لا سکے اور جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ پانی بھی میسر نہیں آتا لوگ گدھوں پر ، گھوڑوں پر ، اونٹوں پر پانی پینے کے لئے لے جاتے ہیں اور اس کے ساتھ ایک ایسا علاقہ بھی ہے جسے ہم تھل کا علاقہ کہتے ہیں ۔ آج حکومت کی کوشش ہے کہ یہاں کے عوام کی پسماندگی کو گل و گلزار میں تبدیل کیا جائے ۔ جناب والا ۔ جہاں تک اس تحصیل کو پسماندہ قرار دینے کا تعلق ہے میں عرض کرونگا کہ اس کے پسماندہ خطوں کو ضرور ترقی ملنی چاہئے لیکن کچھ حقائق آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ آپ کو یاد ہوگا کہ ہماری پارٹی نے جب قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں عوامی تحریک چلائی تھی تو اس کا روح رواں پروگرام یہ تھا کہ استحصال کو ختم کیا جائے وہ انسانوں کے ہاتھوں انسان کا استحصال تھا ، طبقات کے ہاتھوں طبقات کا استحصال تھا ، علاقوں کا علاقوں کے ہاتھوں استحصال تھا اس سلسلے میں

تحصیل خوشاب کی پسماندگی کو دور کرنے کے لئے حکومت نے تھل ڈویلپمنٹ کا قیام کیا تھا ۔ اس علاقہ کو آباد کیا گیا جوہر آباد ۔ قائد آباد ٹاؤن قائم کرنے کی کوشش کی گئی ۔ شوگر مل ، ٹیکسٹائل ملیں موجود ہیں ان تمام چیزوں کے باوجود بھی آج دنیا کے ترقی یافتہ معیار کے مطابق اس تحصیل کی پسماندگی ختم نہیں ہوئی جس کی میرے فاضل ممبر نے نشاندھی کی ہے ۔ یہاں پہاڑی علاقے ہیں جنہیں سون ویلیز کہا جاتا ہے۔ اس کی پسماندگی دور کرنے کے لئے بہت سے کام کرنے ضروری ہیں ۔ جناب والا ۔ اسی طرح سے تمام پنجاب پر نظر ڈالیں تو آپ کو کہیں نہ کہیں ایسے خطہ جات ملیں گے جو ترقی یافتہ اضلاع ہونے کے ساتھ غیر ترقی یافتہ ہیں ۔ اس سلسلے میں میری گذارش یہ ہے کہ پنجاب کا پلان اس صورت میں تیار کرنا چاہئے کہ جو اضلاع پسماندہ قرار نہیں دئے گئے اور ان کے اندر ایسے خطے ہیں جہاں ترقی کی ضرورت ہے ۔ ان کو دوسرے اضلاع کے مساوی کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ کام ہونا ضروری ہے ۔ بیگم سیدہ عابدہ حسین نے بجا طور پر کہا تھا کہ پسماندگی کی بھی کئی قسمیں ہیں کسی علاقے میں سڑکیں نہیں ہیں ، کسی علاقے میں تعلیمی اداروں کی کمی ہے کسی علاقہ میں اقتصادی حالت اتنی کمزور ہے کسی علاقہ میں صنعتیں نہیں ہیں جس کی وجہ سے وہاں روزگار میسر نہیں آتا یا زمینیں تھوڑی ہونے کی وجہ سے گذر معاش صحیح طریقے سے نہیں کر سکتے۔ اس طرح پنجاب کا تجزیہ کریں گے تو معلوم ہوگا لائل پور کو جیسے صوبے کا زرخیز ترین ضلع کہا جاتا ہے اس میں بہت پسماندگی پائی جاتی ہے جہاں ایسے چکوک میں لوگ آباد ہیں جن کی دو ایکڑ زمین ہے اور ان کے کنبہ کے افراد دس پر مشتمل ہیں اور وہ اپنی روزی صحیح طریقے سے نہیں کما سکتے ان کے لئے بھی مشکلات ہیں ۔ جناب والا ۔ خوشاب کے لوگوں کا یہ مطالبہ ہے کہ ان کی اس سب ڈویژن کو علیحدہ ضلع بنایا جائے حکومت اس پر بھی ہمدردی سے غور کر رہی ہے ۔ آیا خوشاب کو ضلع بنا سکتے ہیں اگر کوئی صورت ہوگی تو اس صورت میں یہ پسماندہ اضلاع میں شمار ہوگا اور اس علاقے کی ترقی کے لئے کام کیا جائے گا ۔ جناب والا ۔ جہاں تک تحصیل کے پسماندہ خطہ جات کا تعلق ہے وہاں پانی کی فراہمی کا بندوبست کیا جائے گا وہاں کانیں موجود ہیں اور ان کی exploitation کا کام کیا جائے گا ۔

آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ حکومت نے تحصیل خوشاب اور ان علاقوں کو جو سکوں کے علاقے کہلاتے ہیں پانی کے سلسلے میں جتنی سکیمیں دو سال کے اندر مرتب کی ہیں ان میں ان کو اولیت دی گئی ہے اور آئیندہ بجٹ میں بھی اس علاقے پر خاص توجہ دی جا رہی ہے تاکہ لوگوں کی یہ دقت دور کی جا سکے ۔ اسی طرح آپ کو معلوم ہوگا کہ پنجاب کی موجودہ حکومت نے منرل ڈیولپمنٹ اتھارٹی قائم کی ہے یقیناً خوشاب کے علاقے میں جہاں زمین کے سینے میں بے شمار قیمتی معدنیات موجود ہیں ان کو explore کرنے کے لئے یہ ادارہ کام کرے گا اور پھر ہم نے اس ادارے کا ہیڈ کوارٹر ہی سرگودھا میں رکھا ہے تا کہ جہاں اس کی ضرورت ہے وہیں اس کا صدر مقام ہونا چاہیے اور خاص طور پر ہم اس سون ویلی کی ترقی کے لئے توجہ دے رہے ہیں ۔ جونہی یہ منرل ڈیولپمنٹ اتھارٹی وہاں اپنا کام شروع کر دے گی مجھے توقع ہے کہ وہاں لوگوں کو روزگار کے مواقع میسر آئیں گے اور وہاں یقیناً ترقی بھی ہوگی ۔ جناب والا ۔ جب وہاں سے معدنیات نکلیں گی تو ظاہر ہے اس معدنیات کے حساب سے وہاں فیکٹریاں اور کارخانے بھی قائم کئے جائیں گے چونکہ ان معدنیات سے جن کارخانوں کی ضرورت ہوگی وہ وہاں قائم کرنے ضروری ہو جائیں گے اور مجھے توقع ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس عوامی حکومت کے دور میں قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں انشاء اللہ ان تمام علاقہ جات کی پسماندگی دور ہو جائے گی ۔ جناب والا ۔ یہ تو ہماری حکومت کا نصب العین ہے ہمارے قائد کا یہ فرمان ہے اور ان کا یہ اپنے عوام سے عہد ہے کہ میں کسی صورت میں بھی کسی جگہ پر بھی استحصال کے نشانات باقی نہیں چھوڑوں گا ۔ ویسے اگر جناب والا ۔ گستاخی نہ ہو تو میں یہ عرض کروں گا کہ آج خوشاب میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جن کے نزدیک سے بھی پسماندگی نہیں گزری ۔ آپ نے ٹوانوں کے خانزادے کے متعلق سنا ہوگا ان کی جائیداد بھی خوشاب میں ہے۔ آپ نے بندیالوں کا سنا ہوگا ان کے کتے بھی دودھ اور ڈبل روٹی کھاتے ہیں یہ ساری چیزیں خوشاب میں موجود ہیں لیکن میرے بھائیوں نے نہایت خوبصورتی کے ساتھ اور نہایت مناسب الفاظ سے بیچارے لوگوں کی پسماندگی کا ذکر کیا ہے جن کے پاس سوائے فوج میں ملازمت کرنے کے نہ تو روزگار کے وہاں مواقع برسر زمین حاصل ہیں اور نہ

ان کی زمین ایسی قابل ہے کہ وہاں وہ کھیتی باڑی کر کے اپنا گزارا کر سکیں اور نہ ہی ان کے پاس ایسے وسائل موجود ہیں کہ وہ آسانی کے ساتھ رقبہ و جائیداد کے ذرائع استعمال کر کے اپنے علاقے کو ترقی دے سکیں - اور جیسے ذکر کیا گیا ہے مجھے اس بات سے اتفاق ہے کہ ممبروں میں اس علاقے میں جہاں تک تعلیم کا تعلق ہے حکومت نے اس ملک کے دوام کے لئے بڑی خدمات سرانجام دی ہیں ان کے بارے میں نے وہاں کوئی کالج ابھی قائم نہیں کیا تھا اور پچھلی مرتبہ اس حکومت نے تونسہ کے مقام پر ایک کالج کے قیام کی منظوری دی ہے - مجھے توقع ہے کہ بہت جلد کالج جاری ہو جائے گا یہ حکومت کا طور پر اس علاقے کی ترقی کے لئے توجہ دے رہی ہے - میں اپنے فاضل ممبر کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ حکومت آپ کی سب تجاویز کو ضلع بنانے کے لئے جو تجویز ہے اس پر بھی ہمدردی سے غور کر رہی ہے اور آپ کے علاقے کی ترقی کے لئے جو تجاویز حکومت کے زیر غور ہیں مجھے توقع ہے کہ ان پر عملدرآمد ہونے سے آپ کی شکایت دور ہو جائے گی - اور میں فاضل صاحب سے درخواست کروں گا کہ اس عرصے تک یہ قرارداد واپس لے لیں - میں واپس لینے کے لئے درخواست کرتا ہوں کہ اگر یہ سلسلہ چل نکلا تو پھر سارے پنجاب کو پسماندہ قرار دینا پڑے گا اور کسی ترقی یافتہ علاقے میں اور پسماندہ علاقے میں کوئی تمیز باقی نہیں رہے گی کیونکہ ہر تحصیل میں کوئی نہ کوئی بیلٹ جیسا کہ میرے بھائی میاں خان محمد اور خان ارشد خان صاحب نے ذکر کیا ہے کہ ان کی تحصیل میں وہ علاقہ جو راوی کے کنارے پر واقع ہے اس میں کھنڈرات بھی ہیں وہاں پسماندگی ہے . انہوں نے سیم والا سے لے کر کمالیہ تک کا ذکر کیا ہے کہ یہاں بڑی پسماندگی ہے - محترمہ سیدہ عابدہ حسین نے جھنگ کی پسماندگی کا ذکر کیا ہے - جناب والا - اگر کسی ایک تحصیل یا ایک خطے کی بنا پر ہم نے کسی سالم ضلعے کو یا سالم تحصیل کو پسماندہ قرار دینا شروع کر دیا اور ان کو پسماندہ قرار دینے کی جانب روایت ڈال دی تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس ایوان کے فاضل اراکین جن کے علاقے جات میں واقعی کسی نہ کسی لحاظ سے پسماندگی ایسی موجود ہے آپ دور کیا جائے گا - جناب والا - ہم تو یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اس ملک کی تہذیب کی طرف جس والہانہ کسی نے توجہ نہیں دی اور کسی نے اس ملک کے عوام

کی حالت سدھارنے کے لئے کوئی کام نہیں کیا کوئی قدم نہیں اٹھایا پہلی مرتبہ اس ملک میں ایک عوامی حکومت قائم ہوئی جو قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں اس ملک کے عوام کی اس ملک کے غریب عوام کی ترقی اور خوشحالی کیلئے یہاں پہلی مرتبہ کام کر رہی ہے اور مجھے توقع ہے کہ ہم اپنا وہ مشن حاصل کر کے رہیں گے جس کے لئے قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے یہ تحریک چلائی تھی اور مجھے توقع ہے کہ وہ کام یقیناً پایۂ تکمیل کو پہنچے گا اور ہم بھی دنیا کی قوموں کے سامنے فخر کے ساتھ سر بلند کر سکیں گے کہ ہمارا ملک بھی ترقی یافتہ ہو چکا ہے ۔ جناب والا ۔ ہم پہلے اپنے اس معاشرے کی اصلاح کر رہے ہیں ۔ ہم اپنے اس معاشرے سے استحصالی نظام کا خاتمہ کر رہے ہیں جب تک آپ کے ملک سے آپ کے معاشرے سے استحصالی نظام کا خاتمہ نہیں ہو گا آپ کی ترقی نہیں ہو سکتی ۔ لائل پور کی ترقی سے لائل پور کے غریب عوام کی ترقی نہیں ہو گی لائل پور کی ترقی سے لائل پور کے غریب عوام کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا ۔ میرے بھائی جنہوں نے اس قرارداد کو پیش کیا ہے وہ اس بات کو تسلیم کریں گے کہ جوہر آباد اور خوشاب میں جو ملیں قائم کی گئی ہیں اور ان کی ترقی سے خوشاب کے عوام کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا اور اسی طرح سے جناب والا ۔ شیخوپورہ کے ضلع کا ذکر کیا گیا ہے لاہور سے لے کر شیخوپورہ تک تمام صنعتیں قائم ہیں لیکن میرے بھائی رانا کے ۔ اے محمود کے علاقے کے لوگوں کو اس علاقے کے عوام کو اس سے کوئی خاص فائدہ نہیں پہنچا ان کی پسماندگی دور نہیں ہوئی ۔ جب تک ہمارے نظام میں وہ بنیادی تبدیلی جس کی طرف قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے قدم بڑھایا ہے جس راستے پر ہم گامزن ہو چکے ہیں جب تک ہم یہ چیز اپنے معاشرے سے ختم نہیں کریں گے عوام خوشحال نہیں ہو سکتے ۔ جناب والا ۔ علاقائی ترقی نہایت ضروری ہے ہم اس سے انکار نہیں کر سکتے اور انشاء اللہ تعالیٰ جہاں تک خوشاب کے پسماندہ علاقوں کی ترقی کا تعلق ہے ۔ میں حکومت کی طرف سے معزز رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ اس علاقے کی ترقی کے لئے کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا جائے گا اور ان کی ضروریات پوری کرنے کے لئے ہر ممکن اقدامات کئے جائیں گے ۔ ہم اس لحاظ سے جب تک ٹھنڈے دل کے ساتھ سنجیدگی کے ساتھ پنجاب کے ان تمام علاقوں کی نشاندہی نہ کر لیں

بکہ علاقائی لحاظ سے کون کون سے علاقہ جات کس تحصیل میں کس ضلع میں پسماندگی کا شکار ہیں اس وقت تک میں اپنے فاضل ممبر سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی قرارداد واپس لے لیں اور اس کے بعد ایک جامع قرارداد اس ایوان میں مشورے کے ساتھ لائیں گے تاکہ تمام پنجاب کے ایسے علاقہ جات جہاں پسماندگی ہے صرف ان کو پسماندہ قرار دیا جائے اور اضلاع کے طور پر پسماندہ قرار نہ دیا جائے بلکہ ان خطوں کو پسماندہ قرار دیا جائے جو صحیح معنوں میں کسی ضلعے میں بھی پسماندہ ہوں اس کے لئے میں حکومت کی طرف سے یقین دلاتا ہوں کہ ہم حکومت کی طرف سے غور کرنے کے لئے تیار ہیں اور ہم ممبران کے ساتھ مشورہ کر کے پنجاب کے بارے میں ایک جامع سکیم اور قرارداد منظور کرنے کے لئے تیار ہوں گے۔ اس لئے مجھے امید ہے کہ میرے بھائی اس وقت تک اپنی قرارداد واپس لے لیں گے۔ میں اس قرارداد کی مخالفت نہیں کرتا انہوں نے جن جائز ضروریات کی نشان دہی کی ہے میں ان کی تائید کرتا ہوں۔ خوشاب کے مسئلے کا حل ہونا چاہیئے اور حکومت کی طرف سے انشاء اللہ تعالیٰ ان مسائل کو حل کرنے میں ہم بھی آپ کے ساتھ بالکل تعاون کریں گے اور انہوں نے بجا طور پر اپنے علاقے کے عوام کی نمائندگی کی ہے اور اسی طرح سے یہ دو سال سے کوشش کر رہے ہیں اور بہت سے کام انہوں نے کئے ہیں۔ اور مجھے توقع ہے کہ اگر علاقے کے لوگ صحیح معنوں میں اسی طرح نمائندگی کریں تو علاقوں کی پسماندگی دور ہو سکتی ہے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں پوری توقع کرتا ہوں کہ میرے بھائی اپنی قرارداد اس وقت تک واپس لے لیں گے اس سے یقیناً ان کو فائدہ ہوگا۔

رائے سخاوت علی خاں ۔ جناب والا ۔ اس سے قبل کہ ملک صاحب اپنی قرارداد واپس لیں میں ان سے اتنی گذارش ضرور کروں گا کہ جب ضلعی سطح پر فنڈز کو تقسیم کیا جاتا ہے جو حصے پسماندہ ہیں ان حصوں کو ضلعی سطح پر یا اگر تحصیلیں ہوں تو تحصیل کی سطح پر فنڈز میں سے وہاں کی آبادی کی ضروریات کے مطابق اور پسماندگی کے لحاظ سے ان کو حصہ دیا جائے۔ مثلاً لائل پور کا جو انہوں نے ذکر فرمایا تھا حالانکہ میں اس سے پہلے تحصیل سمندری کا ایک ممبر ہونے کی حیثیت سے میں نے اپنے علاقے کے پسماندہ ہونے کے متعلق خیالات کا اظہار کیا تھا اس کی طرف کوئی توجہ نہیں

دی گئی اور سردار صاحب نے فرمایا ہے کہ لائل پور کا ضلع سب سے زیادہ خوشحال ہے ۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ خوشحال ضلع ہے لیکن کچھ خطے تاریک ہیں ان کی جانب بھی توجہ دینی چاہئے ۔

ملک محمد اعظم ۔ جناب والا ۔ مجھے بھی اس سلسلے میں کچھ عرض کرنا ہے کہ وزیر قانون صاحب نے تقریر کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ کوئی منصوبہ بنا رہے ہیں تو ان کی خدمت میں میں یہ عرض کر سکتا ہوں کہ

مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن
خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک

بات یہ ہے ۔ جناب والا ۔ کہ انہوں نے جو فرمایا ہے کہ اگر کوئی منصوبہ بنایا جا رہا ہے جس کے تحت جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ اتنی بڑی تحصیل ہے اور اس کا ایک طرح سے استحقاق بھی بنتا ہے کہ اسے ضلع کا درجہ دیا جائے اور نہ صرف ضلع کا درجہ دیا جائے بلکہ بسم اللہ ضلع قرار دیا جائے اگر کوئی اس قسم کا منصوبہ ان کے زیر غور ہے جیسا کہ انہوں نے فرمایا تھا اگر وہ مجھے اس کے متعلق کچھ بتا سکیں تو بڑی مہربانی ہو گی ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ ایک ضلع وہاڑی کے متعلق میٹنگ ہو رہی ہے اس کے متعلق غور کیا جائے گا جن جن جگہوں سے لوگوں نے نئے اضلاع قائم کرنے کے متعلق ذکر کیا ہے ۔ ہم ان کے متعلق نہایت سنجیدگی سے غور کر رہے ہیں اور ان کے مشورے کے ساتھ غور کیا جائے گا ہر چیز میں آپ میرے ساتھ شریک ہوں گے ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کی عدم موجودگی میں کوئی چیز نہیں ہوگی آپ کی شرکت کے ساتھ ہوگی بہت بلکہ ہم آپ کو بھی اس سلسلے میں بلوانے والے ہیں ۔ ایک ایک کر کے ہم تمام علاقوں کا فیصلہ کریں گے کہ آیا وہاں ضلع بننا چاہئے یا نہیں ان تمام چیزوں پر غور کریں گے نفع نقصان پر غور کریں گے ہر چیز پر غور کرنے کے بعد جو عوامی نمائندگان کی مرضی ہوگی انشاء اللہ اس کے مطابق ہوگا آپ تسلی رکھیں اس پر ہم سنجیدگی سے غور کر رہے ہیں ۔

میاں ظہور احمد ۔ جناب والا ۔ وزیر قانون کا ایک بیان آیا ہے کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ وہاڑی اور خوشاب یہ تمام اضلاع یکم جولائی سے کام کرنا شروع کر دیں گے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ آپ مجھے وضاحت کا موقع دیں ۔

میاں ظہور احمد ۔ جناب والا ۔ اخبار میں ان کا بیان آیا ہے کہ یکم جولائی سے یہ اضلاع کام کرنا شروع کر دیں گے ۔ اگر یہ غلط بیان ہے تو انہیں چاہیئے تھا کہ اس کی تردید فرما دیتے ۔ جناب والا ۔ ان کا بیان اخبار میں کیسے آیا ہے ؟

وزیر قانون ۔ جناب سپیکر ۔ میں فاضل رکن کا مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے موقع دیا کہ میں اس ایوان کے سامنے حقائق پیش کروں ۔ جناب والا ۔ واقعہ یہ ہے کہ میں چنیوٹ دورے پر تھا چنیوٹ کے لوگ میرے پاس آئے انہوں نے کہا کہ ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ چنیوٹ تحصیل لائلپور سے صرف ۲۰ میل کے فاصلے پر ہے ۔ اس لئے ہمیں لائلپور میں شامل کر دیں میں نے کہا کہ کل ساڑھے چھ بجے جناب وزیر اعلیٰ کی صدارت میں ہائی لیول کمیٹی کی میٹنگ ہو رہی ہے جس میں تحصیل وہاڑی اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کو ضلع بنانے پر غور کیا جائے گا ۔ میں آپ کا یہ مطالبہ بھی اس کمیٹی میں پیش کر دوں گا ۔ لیکن جناب والا ۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ نوائے وقت نے اور مشرق نے ایسی خبریں میرے حوالے سے شائع کر دیں کہ یکم جولائی سے یہ اضلاع کام کرنا شروع کر رہے ہیں تو جناب والا ۔ میں "پاکستان ٹائمز" اور "امروز" کو داد دیتا ہوں کہ انہوں نے صحیح رپورٹنگ کی تھی اور انہوں نے اس قسم کی کوئی خبر نہیں دی تھی انہوں نے لکھا تھا کہ غور کیا جا رہا ہے ۔ لیکن باقی اخباروں نے ضلع بنا دیا میں نے سوچا کہ ایک ضلع کے بنانے پر 2½ کروڑ روپے خرچ ہوتے ہیں لیکن نوائے وقت نے نہایت آسانی کے ساتھ تین چار ضلعے بنا دیئے ہیں اور ہماری ایک پائی بھی ان پر خرچ نہیں ہوئی اور کوئی تکلیف بھی نہیں اٹھانی پڑی ۔ جناب والا ۔ تردید میں نے اس لئے نہیں کی کہ اکثر رپورٹیں غلط آتی ہیں ہم کس کس کی تردید کرتے رہیں اور کس کس کا تجزیہ کریں یہ [illegible]

لئے بڑی مشکل بات ہے کہ جب ہم تردید کرتے ہیں تو وہ ایک لائن میں آتی ہے اور وہ تردید کسی قاری تک کو نظر نہیں آتی اور جو اس قسم کی غلط خبر ہوتی ہے اس کو حاشیہ آرائی اور فوٹو کے ساتھ شائع کیا جاتا ہے ۔ انہوں نے کبھی بھی اس قسم کی ہمارے ساتھ مہربانی نہیں کی اور ہمیشہ غلط خبروں کے ساتھ فوٹو لگائی لیکن جو ہماری درست خبر ہوتی ہے اس کو اس طرح سے شائع کرتے ہیں کہ وہ کسی کی نظر سے نہ گزرے اس کا میرے پاس علاج نہیں ہے میں ان اخباروں کا بھی احترام کرتا ہوں اور ان صحافیوں کا بھی احترام کرتا ہوں اور ان نامہ نگاروں کا بھی احترام کرتا ہوں جنہوں نے یہ غلط خبریں ان تک پہنچائیں ۔

رانا پھول محمد خان ۔ جناب سپیکر ۔ میں جناب کی وساطت سے وزیر مال سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آیا ضلع لاہور میں کوئی نیا ضلع بنانے کی تجویز زیر غور ہے اور اگر ہے تو وہ کون سا مقام ہے ؟

وزیر قانون ۔ جی ہے ۔ کون سی ہے ۔ یہ میں نہیں بتا سکتا تجویز یہ ہے کہ قصور سب ڈویژن کو اور چونیاں کو علیحدہ ضلع بنایا جائے اب وہ مقام کون سا ہے جو ضلع کا صدر مقام بنے گا وہی کمیٹی یہ فیصلہ کرے گا جس کے سامنے یہ مسئلہ زیر غور ہے ۔

رانا پھول محمد خان ۔ اگر پتوکی بنا دیا جائے تو زیادہ بہتر رہے گا ۔

میاں ظہور احمد ۔ جناب والا ۔ وزیر قانون نے کچھ وضاحت تو فرما دی ہے لیکن بہت لوگ تو مشرق اخبار پڑھتے ہیں اور کچھ لوائے وقت عوام عموماً انگریزی کا اخبار پڑھتے ہی نہیں کیونکہ وہ انگریزی نہیں پڑھے ہوئے لیکن ان کی طرف سے یہ ایک اہم اعلان تھا جو انہوں نے کہا تھا ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب یہ controversy ختم ہونی چاہیے وزیر قانون نے اس کی تردید کر دی ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ اب جو میٹنگ ہوئی تھی اس کی کارروائی جو اخباروں میں آئی ہے اس سے اس بات کی تردید ہو جانی چاہئے تھی ۔ اور میں نے وضاحت کر دی ہے کہ ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا یہ تجویز قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کے دورے پر پیش کی تھی اس پر

ہم غور کر رہے ہیں ۔ ابھی تک کوئی حتمی فیصلہ نہیں ہوا اور جو فیصلہ ہوگا عوامی نمائندوں کو ان کمیٹیوں میں شریک کیا جائے گا اور ان کے مشوروں کے ساتھ اور ان کے دلائل سننے کے بعد سب پہلوؤں پر غور کرنے اور سوچنے کے بعد تب کوئی قدم اٹھایا جائے گا اور کسی صورت میں بھی عجلت کے ساتھ فیصلہ نہیں کیا جائے گا کہ بعد میں پچھتانا پڑے۔

ملک محمد اعظم ۔ جناب والا ۔ جیسا کہ محترم وزیر صاحب نے یہ یقین دہانی کرائی ہے کہ تحصیل خوشاب کو ضلع بنانے کے منصوبے پر غور ہو رہا ہے اور وہ بہت جلد میٹنگ بلائیں گے جس میں ہمیں بلائیں گے تو جناب والا ۔ ان کی اس یقین دہانی کے پیش نظر میں اپنی قرارداد واپس لیتا ہوں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر ۔ اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

کہ یہ قرار داد کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا کو ضلع کا تحصیل قرار دیا جائے کو واپس لینے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

میاں ظہور احمد ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون حق شفع (ترمیم پنجاب) مصدرہ 1974ء مسودہ قانون نمبر 36 بابت 1974ء کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 30 ستمبر 1975ء تک توسیع کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ مسودہ قانون حق شفع (ترمیم پنجاب) مصدرہ 1974ء مسودہ قانون نمبر 36 بابت

1974ء کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی
رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 30 ستمبر
1975ء تک توسیع کی جائے۔

میرے خیال میں 31 جولائی 1975ء تک توسیع کی جانی چاہئے۔

میاں ظہور احمد۔ جناب والا۔ اس میں کچھ دقت ہے کہ یہ مسئلہ ابھی تک کیبنٹ کے پاس رہا ہے۔۔۔

مسٹر سپیکر۔ دیکھئے اس میں آپ کی بات بھی ٹھیک ہے اور میری بات بھی ٹھیک ہے۔ پھر آپ ہر ساتویں دن میٹنگ کیوں رکھتے ہیں تین دن ممبران کے آنے کے اور تین دن ممبران کے جانے کے اور ساتویں دن میٹنگ۔۔ آپ ہر ساتویں دن یا چودھویں دن اس کی میٹنگ کیوں رکھتے ہیں۔

میاں ظہور احمد۔ جناب والا۔ کچھ اور بھی آئیٹمز ہوتی ہیں۔

مسٹر سپیکر۔ نہیں۔۔ ایک ہی آئیٹم ہوتی ہے یا دو آئیٹمز ہوتی ہیں اس لئے اس میں زیادہ توسیع نہیں کی جا سکتی اس لئے 31 جولائی تک کر دیتے ہیں پھر اس کے بعد دیکھیں گے۔

اب سوال یہ ہے :

که مسودہ قانون حق شفع (ترمیم پنجاب)
مصدرہ 1974ء مسودہ قانون نمبر 36 بابت
1974ء کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی
رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی
1975ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

تمام ممبران کو یاد ہوگا کہ نواب احمد بخش تھیم کل ساڑھے گیارہ یا بارہ بجے ''میکنگو پارٹی'' آئس کریم کے ساتھ دے رہے ہیں۔

The House is adjourned and it shall reassemble at 9.00 am tomorrow.

(اسمبلی کا اجلاس 28 جون 1975ء بروز ہفتہ نو بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہوگیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا پندرھواں اجلاس

ہفتہ ۔ 28 جون 1975ء
(شنبہ ۔ 17 جمادی الثانی 1395ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 بجے صبح منعقد ہوا ۔
مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ
وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ
مَتَابًا ○ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ○
وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ○ وَالَّذِيْنَ
يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ○

(قرآن حکیم ۔ پ ۱۹ س ۲۵ رکوع ۴ آیات ۷۰ تا ۷۴)

مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کئے تو ایسے لوگوں کی برائیاں اللہ اچھائیوں سے بدل دیگا اور اللہ تو بخشنے والا بڑا مہربان ہے اور جو بھی توبہ کرتا ہے اور اچھے کام کرتا ہے تو بیشک وہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور وہ ایسے لوگ ہیں جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب بیہودہ چیزوں کے پاس سے گزرتے ہیں تو شریفانہ طور سے گزر جاتے ہیں اور وہ کہ جب ان کے رب کی باتیں انہیں سمجھائی جاتی ہیں تو ان پر وہ اندھے اور بہرے ہو کر نہیں گزرتے بلکہ غور و فکر کرتے ہیں اور وہ جو اللہ سے دعا مانگتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے سکون قلب اور آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنادے ۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

اراکین اسمبلی رخصت

چوہدری محمد انور سمہ

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست چودھری محمد انور سمہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

چونکہ مورخہ 26 جون 1975ء کو مسٹر جسٹس ملک گل باز خان نے مقدمہ نمبر 212 مورخہ 28 مئی 1975 بجرم 365/506—148/149 ت پ تھانہ صدر گجرات میں عبوری ضمانت کنفرم نہ کی ہے اور اسی وقت کمرہ عدالت سے باہر پولیس گجرات نے مجھے مقدمہ مذکور میں گرفتار کر لیا ہے اور اب میں پولیس ریمانڈ پر ہوں - مہربانی فرما کر مورخہ 26-6-1975 تا 28-6-1975 میری غیر حاضری معاف فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Speaker, It is an information from Ch. Badaruddin, Superintendent of Police, Gujrat to the Speaker, Provincial Assembly of the Punjab Lahore.

Place : Gujrat, 27-6-75...Sir, I have the honour to inform you that after the refusal of bail before arrest by Mr. Justice Gul Baz Khan of the Lahore High Court, Ch. Muhammad Anwar Samma, Member of the Provincial Assembly of the Punjab was arrested and taken into custody at about 11.00 a. m. on 26-61975 in case F. I. R. No. 2.4 dated 28-5-75 U ss. 365/506/307/148/149 PPC, Police Station Sadar Gujrat and is

at present lodged at Police Station Sadar Gujrat.

Sd/—Ch. Badar-ud-Din
Superintendent of Police,
Gujrat. 27-6-75.

ملک غلام نبی - جناب والا - میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کل فاطمہ جناح میڈیکل کالج کا ایک وفد میرے پاس آیا تھا - اور کہہ رہا تھا کہ کالج سے ہسپتال اور ہسپتال سے کالج جاتے ہوئے ہمیں سڑک عبور کرنی پڑتی ہے جس سے نہایت دشواری ہوتی ہے - اور سڑک پر کھڑے ہوئے ٹیکسی ڈرائیور رکشہ والے اور دوسرے لوگ غلط طور پر رکیک جملے کستے ہیں اس سے بعض پیریڈ بھی miss ہو جاتے ہیں - برائے مہربانی یا تو وہاں اوور ہیڈ برج بنایا جائے یا انڈر گراؤنڈ راستہ بنا دیا جائے - جس طرح لیڈی ولنگڈن ہسپتال میں انتظام کیا گیا ہے - اگر دونوں چیزیں ممکن نہیں ہیں - تو کم از کم وہاں پر پولیس کا انتظام کیا جائے تاکہ ان طالبات کو گزرنے میں آسانی ہو - جناب والا - اس کے علاوہ جو تکلیف ان جاں بلب مریضوں کو ہوتی ہے - جن کو کالج سے ہسپتال یا ہسپتال سے کسی دوسری جگہ لے جانا ہوتا ہے - ان کو گزارنے میں کافی دشواری ہوتی ہے - اور پھر جس پر گزرتی ہے، وہی جانتا ہے -

مسٹر سپیکر - ایمرجنسی تو ہسپتال میں ہے - ہسپتال سڑک کی دوسری طرف ہے ؟

ملک غلام نبی - جی ہاں - جناب والا - outdoor دوسری طرف ہے وہاں سے مریض کو ہسپتال لانے میں بڑی مشکل پیش آتی ہے - کالج کے ساتھ بس سٹینڈ بھی ہے اور ٹریفک کا یہ عالم ہے کہ خدا کی پناہ -

مسٹر سپیکر - بات تو آپ کی بڑی معقول ہے - مگر میرے ضابطوں میں اس چیز کی گنجائش نہیں ہے -

ملک غلام نبی - جناب والا - کالج کے ساتھ ایک بس سٹینڈ ہے - تین تین چار چار بسیں اکٹھی وہاں پر آ کر رکتی ہیں - اور وہاں اچھے بھلے انسانوں کا چلنا نا ممکن ہو جاتا ہے - اور کالج ایسی جگہ واقعہ ہے - اس

پر فوری توجہ دی جائے ۔ کالج اتھارٹیز نے پہلے انفارم کیا ہوا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مگر یہ بات بغیر ضابطے کے ہو رہی ہے ۔ آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں نے ملک صاحب کے ارشادات سن لئے ہیں ۔ میں بھی اس سے اتفاق کرتا ہوں ۔ میں نے بھی وہ جگہ اچھی طرح سے دیکھی ہوئی ہے ۔ کئی سالوں سے جب میں طالب علم تھا ۔ اس وقت سے میں اس جگہ کو جانتا ہوں ۔ میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ فوری طور پر وہاں پر پولیس کا انتظام کیا جائیگا ، وہاں سپاہی تعینات ہو گا تاکہ جب کسی نے وہاں سے گزرنا ہو وہ آسانی سے گزر سکے ۔

مسٹر سپیکر ۔ لیکن انہوں نے لوگوں کے فقرے کسنے اور آوازے کسنے کی ، ایک بات اور کہی ہے ۔ اس کا بھی بندوبست کرائیں ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ بہر حال میں اس کا بندوبست کرا دونگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اچھا جی ۔ اب قوانین پیش ہونگے ۔ محمد حنیف نارو ۔

مسودات قانون

(جو ایوان میں پیش کئے گئے)

دی ویسٹ پاکستان سمال انڈسٹریز کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1975

مسٹر محمد حنیف نارو ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :۔

> کہ دی ویسٹ پاکستان سمال انڈسٹریز کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1975ء مسودہ قانون (ترمیم) چھوٹی صنعتوں کی کارپوریشن پنجاب مصدرہ 1975ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

> کہ دی ویسٹ پاکستان سمال انڈسٹریز کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1975ء مسودہ قانون

(ترمیم) چھوٹی صنعتوں کی کارپوریشنز پنجاب مصدرہ 1975ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ دی ویسٹ پاکستان سمال انڈسٹریز کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1975ء مسودہ قانون (ترمیم) چھوٹی صنعتوں کی کارپوریشن پنجاب مصدرہ 1975ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ اب یہ ایوان میں پیش ہو سکتا ہے ۔ محمد حنیف لارو ۔

مسٹر محمد حنیف لارو ۔ جناب والا ۔ میں دی ویسٹ پاکستان سمال انڈسٹریز کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1975ء مسودہ قانون (ترمیم) چھوٹی صنعتوں کی کارپوریشن پنجاب مصدرہ 1975ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی ویسٹ پاکستان سمال انڈسٹریز کارپوریشن (امنڈمنٹ) بل 1975ء مسودہ قانون (ترمیم) چھوٹی صنعتوں کی کارپوریشن پنجاب مصدرہ 1975ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے ۔ یہ متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس برائے رپورٹ اندر 30 یوم بھیجا جاتا ہے ۔

دی فیملی کورٹس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1975ء

چوھدری علی بہادر ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی فیملی کورٹس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1975ء مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) عائلی عدالتیں مصدرہ 1975ء) ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ دی فیملی کورٹس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1975ء مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) عائلی قوانین مصدرہ 1975ء ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

اب سوال یہ ہے ۔

کہ دی فیملی کورٹس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1975ء مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) عائلی قوانین مصدرہ 1975ء ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ اب یہ ایون میں پیش ہو سکتا ہے ۔ چوھدری علی بہادر ۔

چوھدری علی بہادر ۔ جناب والا ۔ میں دی فیملی کورٹس (پنجاب منڈمنٹ) بل 1975ء مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) عائلی قوانین مصدرہ 1975ء ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی فیملی کورٹس (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1975ء مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) عائلی قوانین مصدرہ 1975ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے ۔ یہ متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس برائے رپورٹ اندر 30 یوم بھیجا جاتا ہے ۔

دی ویسٹ پاکستان لینڈ ریوینیو (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1975ء

سید فدا حسین ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی ویسٹ پاکستان لینڈ ریوینیو (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1975ء مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مالیہ اراضی مغربی پاکستان مصدرہ

1975ء ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ دی ویسٹ پاکستان لینڈ ریوینیو (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1975ء مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مالیہ اراضی مغربی پاکستان مصدرہ 1975ء) ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

اب سوال یہ ہے :

کہ دی ویسٹ پاکستان لینڈ ریوینیو (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1975ء مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مالیہ اراضی مغربی پاکستان مصدرہ 1975ء ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ اب یہ ایوان میں پیش ہو سکتا ہے ۔ سید فدا حسین ۔

سید فدا حسین ۔ جناب والا ۔ میں دی ویسٹ پاکستان لینڈ ریوینیو (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1975ء مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مالیہ اراضی مغربی پاکستان مصدرہ 1975ء ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی ویسٹ پاکستان لینڈ ریوینیو (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1975ء (مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مالیہ اراضی مغربی پاکستان مصدرہ 1975ء) ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے ۔ یہ متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس برائے رپورٹ اندر 90 یوم بھیجا جاتا ہے ۔

قرار دادیں

مسٹر سپیکر ۔ اب امن عامہ سے متعلقہ قرار دادیں پیش ہونگی ۔

پہلی قرارداد ملک ثناءاللہ صاحب کی ہے ۔ (ایوان میں موجود نہیں ہیں)

دوسری قرارداد شیخ محمد انور صاحب کی ہے ۔ (ایوان میں موجود نہیں ہیں)

تیسری قرارداد چوہدری کلیم‌اللہ صاحب کی ہے ۔ (ایوان میں موجود نہیں ہیں)

چوتھی قرارداد ملک شاہ محمد محسن صاحب کی ہے ۔ (ایوان میں موجود نہیں ہیں)

پانچویں قرارداد سردار امجد حمید خان دستی صاحب کی ہے ۔

(ایوان میں موجود نہیں ہیں)

تمام قراردادوں کے محرک نہ ہونے کی وجہ سے ایوان میں پیش نہ ہو سکیں ۔

مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

مسٹر جاوید حکیم قریشی ۔ جناب والا ۔ میں میاں منظور احمد موہل صاحب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 29 کے بارے میں مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں منظور احمد موہل صاحب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 29 کے بارہ میں مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

چوہدری علی بہادر خان ۔ جناب سپیکر۔ سوالات کافی اکٹھے ہوگئے ہیں ان کا نمبر نہیں آتا ۔ کوئی ایسا طریق کار ہونا چاہئے کہ پرانے سوالات کی disposal ہو سکے ۔ آج آپ کو فرصت ہے کوئی طریق کار مقرر کریں تاکہ جو سوالات pending ہیں ۔ وہ dispose off ہو سکیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کے لئے کوئی باقاعدہ کمیٹی نہیں ہے ۔ میں اپنی امداد کے لئے چوہدری علی بہادر خان ۔ میاں خورشید انور ۔ چوہدری محمد حیات گوندل پر مشتمل کمیٹی بناتا ہوں ۔ آپ تینوں حضرات میرے پاس میرے چیمبر میں تشریف لائیں ۔ ہم تینوں اس پر غور کریں گے ۔ اگر اس میں کسی دیگر فاضل ممبر کی کوئی رائے ہو تو میں وہ بھی قبول کرنے کے لئے تیار ہوں ۔

رانا پھول محمد خان ۔ جناب سپیکر ۔ سینیٹ کے الیکشن کی کوئی تاریخ مقرر ہوئی ہے یا نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرے پاس تو اس قسم کی کوئی اطلاع نہیں ہے اگر آپ کے پاس ہو تو مجھے بتلا دیں ۔ جیسا کہ فاضل اراکین کو اس کی اطلاع ہے کہ آج ساڑھے گیارہ بجے نواب احمد بخش تھیم صاحب آموں کی ایک بڑی خوشیوں سے بھری ہوئی پارٹی اس ایوان کے تمام فاضل ممبران کو دے رہے ہیں اور اس میں وہ آئس کریم بھی کھلا رہے ہیں ۔ اس میں پریس کے تمام دوستوں کو بھی برابر کی دعوت ہے ۔ پیشتر اس کے کہ اجلاس کی کارروائی ختم ہو میں اپنے تمام فاضل اراکین کا بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے اس اجلاس میں میرے ساتھ بہت تعاون کیا ہے ۔ اور یہ اجلاس حسب معمول بڑے ہی خوشگوار ماحول میں ہوتا رہا ۔ پریس کے نمائندگان نے بھی ہمارے ساتھ پورا پورا تعاون کیا ہے ۔ مجھے افسوس ہے کہ اس ایوان میں ہمارے حزب‌اختلاف کے اراکین موجود نہ تھے ۔ ورنہ یہ اجلاس اس سے بھی زیادہ کامیاب رہتا ۔ میں فاضل سینئر منسٹر (ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کے ان جذبات کا جن کا انہوں نے آج میرے چیمبر میں اظہار کیا) سے اتفاق کرتا ہوں ۔ کہ ہم سب منتخب نمائندگان یہاں پر آئے ہیں ہم نے قانون سازی کے اہم فریضہ میں اپنا پورا حصہ ادا کیا ہے اور عوام کی توقعات پوری ہوگئی ہیں ۔ میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ آنے والے اجلاس میں حزب‌اختلاف کے فاضل اراکین بھی حاضر ہو کر اپنے فرائض کو پورے طور پر سر انجام دیں گے ۔

The House is now adjourned 14 till Monday, the 14th July, 1975 when we will meet at 8.00 A.M.

(ایوان کی کارروائی بروز سوموار 14 جولائی 1975 بوقت 8.00 بجے صبح تک کے لئے ملتوی کر دی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا پندرھواں اجلاس

سوموار - 14 جولائی 1975ء

(دو شنبہ - 3 رجب 1395ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 8 بجے صبح منعقد ہوا -
مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے -

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۭ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ○ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۡ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

قرآن حکیم پ ۸ س ۶ رکوع ۷ آیات ۱۶۴ تا ۱۶۵

اے پیغمبر کہدو کہ کیا میں اللہ کے سوا کسی اور پروردگار کو تلاش کروں حالانکہ وہی تو ہر چیز کا مالک ہے ؟ اور جو شخص ناپسندیدہ کام کرتا ہے تو اس کا ضرر اس کو پہنچتا ہے اور کوئی شخص کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا ۔ پھر تم سب کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے تو جن جن باتوں میں تم آپس میں اختلاف کرتے تھے وہ سب کچھ تمہیں بتا دے گا اور وہی تو ہے جس نے سرزمین دنیا میں تم کو اپنا نائب و خلیفہ بنایا اور ایک کے دوسرے پر درجے بلند کئے تاکہ جو کچھ اس نے تمہیں عطا کیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کو بلاشبہ تمہارا پروردگار جلد سزا دینے والا اور بلاشبہ وہ بخشنے والا مہربان بھی ہے ۔

(وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ)

وزیر اعلیٰ پنجاب کے انتخاب کے سلسلے میں کارروائی

مسٹر سپیکر ۔ علامہ صاحب کی ایک تحریک استحقاق ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ وہ ابھی آئے نہیں

مسٹر سپیکر ۔ اگر ان کے آنے میں کچھ دیر ہے تو پھر اسے ابھی رکھ لیتے ہیں ، ورنہ ملتوی کر دیتے ہیں ۔ آج تو صرف ایک اعلان ہونا ہے اور ان کی تحریک استحقاق ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ میرا خیال ہے ، ان کا انتظار کر لیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ بہت اچھا جی ۔ دو چار منٹ انتظار کر لیتے ہیں ۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ پہلے جب اجلاس بلایا گیا تھا تو اس وقت اس ایوان کی معمول کی کارروائی ہونی تھی ۔ لیکن اسی اثنا میں چیف منسٹر صاحب نے اپنا استعفیٰ دے دیا ۔ اب نئے چیف منسٹر کا انتخاب ہونا ہے ۔ آج کے اجلاس کا مقصد آپ کو صرف یہ اطلاع دینا ہے کہ اس انتخاب کے بارے میں اوقات کار اور ضابطہ کیا مقرر کیا گیا ہے ۔ تو میں اس کا اعلان کرتا ہوں ۔ جیسا کہ پہلے ہی اعلان کیا جا چکا ہے ، پنجاب کے وزیر اعلیٰ کے انتخاب کے سلسلے میں کارروائی زیر تکمیل ہے ۔ کاغذات نامزدگی آج سیکرٹری اسمبلی کو بارہ بجے دوپہر تک پہنچائے جا سکتے ہیں ۔ کاغذات نامزدگی کی پڑتال آج ہی ایک بجے بعد دوپہر سیکرٹری اسمبلی کریں گے ۔ امیدوار کل یعنی 15 جولائی کو بارہ بجے دوپہر سے پہلے امیدواری سے دستبردار ہو سکتے ہیں ۔ انتخاب اگر ضروری ہو ، تو 16 جولائی کو ہوگا جس کے بارے میں تفصیل تاریخ مذکور پر اجلاس شروع ہونے پر بتائی جائے گی ۔ کل 15 جولائی کو اجلاس ساڑھے بارہ بجے بعد دوپہر ہوگا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ ساڑھے بارہ بجے سے پہلے اجلاس کیوں نہیں بلایا جا رہا ؟

مسٹر سپیکر ۔ ...

لئے ممکن ہے کہ ... اس وقت تک اس ...

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ آج تک ... کی ...

کیا ہو گی ، کیونکہ آج تو ہاؤس کا کوئی لیڈر ہی نہیں ہے ...

مسٹر سپیکر ۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں ۔ الیکشن ...

... موجود ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ نہیں ، آج اگر کوئی ...

... ہاؤس تو بغیر لیڈر کے ہے ۔ ...

مسٹر سپیکر ۔ نہیں ، ایوان بغیر لیڈر کے تو نہیں ۔

The leader is under resignation. He has resigned, but he is still continuing.

آئین کے مطابق جب تک دوسرے وزیر اعلیٰ کا انتخاب نہیں ہو جاتا ۔

وزیر قانون ۔ ... ہاؤس ... کے بغیر رہے ۔ اگر

لیڈر موجود نہ ہوں تو ان کی بجائے کوئی نہ کوئی قائم مقام سینئر وزیر ...

... ۔ وہ فرائض سر انجام دیتے ہیں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ ... ، میرا سوال ہو تھا کہ کم

کم جانشین کا تو ہمیں علم ہونا چاہئے تا کہ اگر ہم کوئی گفتگو کریں ...

جانشین صاحب کو لیڈر آف دی ہاؤس تصور کر کے ... ان ...

گزارش کی تھی کہ یہ اچھا نہیں لگتا کہ ہاؤس بغیر لیڈر کے ... ۔ ...

ہاؤس یتیم سا معلوم ہوتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کبھی کبھی اس ایوان میں یہ نہیں ...

کے حالات میں زیادہ تکلیفات آ جاتے ہیں ۔ آج یہ تمام اختیارات سپیکر کے ...

میں منتقل ہو گئے ہیں ، تو آج کی کارروائی کرنے کے بجائے آئین اور ...

کے مطابق نئے وزیر اعلیٰ کے انتخاب کے سلسلے میں سوچ بچار کریں ...

کوئی دوسری کارروائی نہیں ہو گی ، ماسوائے اس کے کہ جس کی میں اجازت دوں جیسا کہ کوئی تحریک استحقاق ہو سکتی ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آج آپ لیڈر آف دی ہاؤس بھی ہیں اور سپیکر بھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں ، میں تو اپنے فرائض سر انجام دے رہا ہوں ۔ علامہ صاحب ابھی تک تشریف نہیں لائے ، اس لئے میرا خیال ہے کہ ان کی تحریک استحقاق کو pending رکھ لیا جائے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ وہ آ جاتے ہیں ۔ آپ تھوڑا سا اور انتظار کر لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اچھا جی ، پھر اتنی دیر میں درخواست ہائے برائے رخصت لے لی جائیں ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

راجہ محمد افضل خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست راجہ محمد افضل خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> As I am proceeding to Karachi for medical treatment I will be obliged if leave is granted from 14-7-1975 to 21-7-1975.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

[illegible] نوازش علی [illegible]

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر نوازش علی [illegible] ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :—

گذارش ہے کہ بیماری کی وجہ سے مورخہ 25 جون 1975ء تا 28 جون 1975ء اسمبلی کی کارروائی میں حصہ نہ لے سکا۔ ازراہ کرم ان ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

شکریہ

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر احسان الحق پراچہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر احسان الحق پراچہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :—

Due to indisposition I could not attend the Assembly Session held on 24th and 26th to 28th June, 1975, for which I request to be allowed leave of absence on these days.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر اعلیٰ پنجاب کے انتخاب کے سلسلے میں کارروائی

امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب والا ۔ علامہ صاحب ابھی تک تشریف نہیں لائے ۔ ان کی تحریک کل پر رکھ لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مشکل تو یہ ہے کہ کل یہ نہیں ہو سکتی بہر حال ، جیسا کہ میں پہلے اعلان کر چکا ہوں ، کل 15 جولائی 1975ء کو اجلاس ساڑھے بارہ بجے بعد دوپہر ہوگا ۔ چونکہ اب ایوان کے سامنے کوئی کارروائی نہیں اور نہ ہی کوئی ہو سکتی ہے ، لہذا اجلاس کل ساڑھے بارہ بجے بعد دوپہر تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے ۔

(اجلاس کی کارروائی 15 جولائی 1975ء بروز منگل ساڑھے بارہ بجے تک کے لئے ملتوی ہو گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا پندرھواں اجلاس

منگل ـ 15 جولائی 1975ء

(سہ شنبہ ـ 4 رجب 1395ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے بارہ بجے بعد از دوپہر منعقد ہوا ـ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ـ

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ـ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ○
فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ○
وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا
حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ○ وَقُلْ رَّبِّ
اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ○

(قرآن حکیم ـ پ ۱۸ ـ س ۲۳ ـ رکوع ۶ ـ آیات ۱۱۵ تا ۱۱۸)

کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بے فائدہ پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے ، تو اللہ جو سچا بادشاہ ہے اس کی شان اعلیٰ و ارفع ہے ـ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ـ وہی عرش بزرگ و برتر کا مالک ہے ـ

اور جو شخص اللہ کے ساتھ اور معبود کو پکارتا ہے جس کی اس کے پاس کچھ بھی سند نہیں تو اس کا حساب اللہ ہی کے ہاں ہوگا ـ اس میں کوئی شک نہیں کہ کافر رستگاری نہیں پائیں گے

اور تم تو اللہ ہی سے دعا کرو کہ پروردگار مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے ـ

وما علینا الا البلاغ

وزیر اعلیٰ کا انتخاب

مسٹر سپیکر - اب سیکرٹری اسمبلی چیف منسٹر پنجاب کے انتخاب کے نتیجے کا اعلان کریں گے -

سیکرٹری اسمبلی- وزیر اعلیٰ پنجاب کے انتخاب کے لئے وقت مقررہ تک سولہ کاغذات نامزدگی داخل ہوئے جن میں سے چودہ نواب صادق حسین قریشی صاحب کے حق میں اور دو راجہ محمد افضل خان صاحب کے حق میں تھے یہ تمام کاغذات نامزدگی پڑتال میں درست پائے گئے راجہ محمد افضل خان صاحب دستبردار ہوگئے ہیں لہذا نواب صادق حسین قریشی صاحب بلا مقابلہ وزیر اعلیٰ منتخب قرار دئے جاتے ہیں -

(نعرہ ہائے تحسین)

Mr. Speaker. The Chief Minister is requested to occupy the chair.

(اس مرحلہ پر وزیر اعلیٰ صاحب کرسی پر متمکن ہوئے)

(تالیاں)

مسٹر سپیکر - علامہ رحمت اللہ ارشد -

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب سپیکر - میں کوشش کروں گا کہ میں کھڑے ہو کر اپنی معروضات پیش کر سکوں - جناب والا - نظیری کا ایک پر محض دل آویز اور حسب حال شعر ہے -

سخن طرازی و دانش ہنر نظیری نیست
قبول دوست مگر نالۂ حزیں گردد

آوازیں - اس کا ترجمہ بتایا جائے -

علامہ رحمت اللہ ارشد - جو لوگ ترجمہ کے لئے کہہ رہے ہیں ان سے یہ گذارش ہے کہ وہ فارسی اور عربی کو پڑھنے کی کوشش کریں - اس کے بعد یہ ایک رسم ہے کہ قائد حزب اختلاف کو حزب اختلاف کے خادم کی حیثیت سے قائد ایوان کا خیر مقدم کرنا پڑتا ہے لیکن میں رسمی طور پر نہیں بلکہ صمیم قلب سے اپنی اور اپنے رفقاء کی طرف سے نواب صادق حسین قریشی صاحب کو وزیر اعلیٰ پنجاب منتخب ہونے پر ان کا دلی طور پر خیر مقدم کرتا ہوں - (نعرہ ہائے تحسین) - نواب صاحب اس ایوان میں اجنبی نہیں ہیں وہ پہلے بھی اس ایوان کے رکن رہ چکے ہیں - وزیر بھی رہ چکے ہیں بلکہ یوں

کہنے کہ ان کے خاندان میں وزارت موروثی ہے جو وزیر ابن وزیر ہیں - میں مختصراً چند چیزوں کی طرف ابتداء میں ان کی توجہ مبذول کراؤں کہ پہلی بات یہ ہے کہ صوبے کا نظم و نسق بربادی کے نقطہ عروج پر ہے سب سے پہلے ان کو اس طرف توجہ دینی چاہیئے صوبے کے نظم و نسق کا حال یہ ہے کہ لوگوں کا جان و مال عزت آبرو محفوظ نہیں ہے حکومت کی طرف سے اپوزیشن یا ان کی اپنی پارٹی کے ممبران کے خلاف تخریبی انتقام کا چکر نہ چلایا جائے اور اس روایت کو ہمیشہ کے لئے ختم کیا جائے اور نواب صاحب مجھ سے زیادہ باخبر ہیں - مہنگائی نے عوام کی کمر دوہری کر دی ہے اس سلسلے میں ان کو رقت فکر کے ساتھ پوری کوشش کے ساتھ منصوبہ بندی کرنا پڑیں گی تاکہ مہنگائی کے عذاب سے نجات حاصل کر سکیں - جناب صدر یہ روایت رہی ہے اور نہایت موزوں روایت ہے کہ حزب اقتدار حزب اختلاف سے تعاون کی طالب گار ہوتی ہے اس میں گذارش کر دوں کہ ہمارے لئے جیسا کہ پہلے کہا تھا تعاون کا معیار یہ ہے -

تعاونو علی البرو والتقویٰ ولا تعاونو علی الاثم والعدوان

جمہوریت کو فروغ دینے کے لئے اسلام کی سر بلندی کے لئے قانون کی بالادستی کے قیام میں ہم ہر وقت ممد اور معاون اور بلکہ ہراول دستے ثابت ہوں گے اور جہاں تک ملک کے دفاع کا سوال ہے اگر کسی وقت کوئی حادثہ رونما ہوا کوئی ایسا سانحہ ہماری زندگی میں ہوا تو وہ اپوزیشن کے ارکان کو ہمیشہ پہلی صفوں میں پائیں گے - اور اگر اسلام کی سر بلندی کے لئے - جمہوریت کے فروغ کے لئے اور آئین کی سر بلندی کے لئے میں پیپلز پارٹی کے منشور کی بات نہیں کر رہا میں آئین کی بات کر رہا ہوں - اس کی سر بلندی کے لئے کوئی کوشش کی گئی تو ہم تعداد میں قلیل سہی - مختصر سہی لیکن ہم شدید مزاحمت کریں گے - جناب والا - جہاں دو ایک پرائیں کبھی موزوں ہوں گی رابے گورنمنٹ چلی گئی ہے لیکن کچھ تلخ یادیں چھوڑ گئی ہے اور کچھ اچھی باتیں بھی چھوڑ گئی ہے جب وہ چلی گئی ہے تو ہم اس کی تمام تلخ باتوں کو بھول گئے ہیں اور اس کی اچھی باتوں کو ہی یاد رکھیں گے - اس کے بعد میرے مختصر سے اور آخری فقرے یہ ہوں گے کہ جناب نواب صاحب

کو انتظامیہ کے ردو بدل میں بھی محنت کرنی پڑے گی اسلئے کہ پچھلی گورنمنٹ کے کچھ سرکاری افسران ان کے گرگوں کے طور پر مختلف اضلاع اور ڈویژنوں میں موجود ہیں۔ پچھلی گورنمنٹ آخری وقت میں بہت سے افسران تبدیل کر دیئے تھے اس لئے ان کی فائلوں پر نظرثانی کرنی پڑے گی۔ کچھ تحصیلدار اور نائب تحصیلدار اور اسی قسم کی دوسری آسامیوں کو بھی اندھا دھند پر کر دیا گیا تھا۔ انہیں یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ ضلع وار اور ڈویژن وار ہر ایک کو اس کا حق ملے۔ روایت یہ رہی ہے کہ جب یہ فیصلہ ہو جائے کہ کسی وزارت نے چلے جانا ہے تو پھر وزراء کرام اپنا کام نہیں کرتے۔ وہ صرف روز بروز کی کارروائی یا پہلے سے کئے گئے کسی فیصلہ کے متعلق جس پر ان کے دستخط مطلوب ہوں کارروائی کر سکتے ہیں۔ لیکن بد قسمتی سے ہوتا یہ ہے کہ جتنا کام انہوں نے تمام سال میں کرنا ہوتا ہے وہ دو تین دن میں کر دیتے ہیں اور یہ مختلف اشخاص کو راضی کرنے اور وابستگیاں قائم رکھنے کی خاطر کیا جاتا ہے۔ ان چیزوں پر بھی نظرثانی کرنی ہوگی۔ میں بطور حزب اختلاف کے خادم کے نہیں بلکہ بہاولپور کے ایک نمائندہ کی حیثیت سے کہہ سکتا ہوں کہ جتنے بھی تحصیلدار اور نائب تحصیلدار بھرتی کئے گئے ہیں ان میں بہاولپور کا ایک شخص بھی شامل نہیں۔ ان الفاظ اور ان تجاویز کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور وقتاً فوقتاً جب بھی کوئی ضرورت محسوس ہوگی میں اپنی تجاویز ایوان کے اندر بھی اور ایوان کے باہر بھی ان کی خدمت میں پیش کرتا رہوں گا۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور۔

میاں خورشید انور ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کی وساطت سے نواب صادق حسین قریشی کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ وہ پارٹی کے منشور کو عملی جامہ پہنانے کے لئے قائد عوام کے احکامات کے مطابق اور اس ایوان کے فیصلوں کے مطابق عمل کریں گے اور اس سلسلہ میں سابقہ وزیر اعلیٰ کے تجربوں سے فائدہ اٹھائیں گے۔ میں جب حزب اختلاف میں تھا تب بھی اسی سیٹ سے دو تین دفعہ یہ تجویز پیش کی تھی کہ وزیر اعلیٰ اپنی کابینہ پر زیادہ سے زیادہ انحصار فرمایا کریں اور مشیروں کی اہمیت

ملتوی ہونی چاہیے لیکن افسوس کہ ان باتوں پر کبھی بھی عمل نہیں کیا۔ اب میں نواب صاحب سے درخواست کروں گا کہ جو منشور ان کا منظور کریں ان کے مطابق کم از کم اس ایوان کے ارکان سے بالا نہیں ہونے چاہئیں اور انہیں اس ایوان کے ارکان پر بالا دستی حاصل نہیں ہونی چاہیے۔ ایک دفعہ پھر میں نواب صاحب کو مبارکباد دیتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر ۔ ملک عبدالقیوم ۔

رانا پھول محمد خان ۔ جناب والا ۔ کیا آپ کے پاس مقررین کی کوئی لسٹ ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ مجھے چیف منسٹر اور قائد حزب اختلاف سے لسٹ موصول ہوئی ہے اور میں ان مقررین کو حکماً نہیں کہہ رہا ہوں ۔

ملک عبدالقیوم ۔ جناب والا ۔ میں نواب صادق حسین قریشی کو بلا مقابلہ پنجاب کا وزیر اعلیٰ منتخب ہونے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ہی ساتھ میں پیپلز پارٹی کے تمام ارکان اسمبلی کو بھی مبارک باد پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ جنہوں نے قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کے حکم پر پہلے تو انہیں اپنا پارٹی لیڈر منتخب کیا اور بعد میں انہیں وزیر اعلیٰ کے طور پر منتخب کیا ۔ حضور والا ۔ پنجاب میں حالیہ سیاسی تبدیلیوں سے کچھ حلقے یہ قیاس آرائی کر رہے ہیں کہ شاید پنجاب کی سابقہ حکومت کی پالیسیوں میں کافی تبدیلیاں واقع ہوں گی ۔ لیکن میں پورے یقین کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ جب وفاقی اور صوبائی حکومت ایک ہی پارٹی کے پاس ہے اور اس پارٹی کا ایک ہی قائد ہے اور ایک ہی منشور ہے تو پھر صوبائی سطح پر کسی پالیسی کی تبدیلی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ ۔ ۔ ۔

رانا پھول محمد خان ۔ بہت سی تبدیلیاں کی گئی ہیں ۔

چوہدری محمد انور سمند ۔ معزز ممبر یہ بتائیں کہ وہ کس حیثیت میں یہ کہہ رہے ہیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ وہ اپنا نقطۂ نظر بیان کر رہے ہیں اور انہیں حق ہے کہ وہ اپنی رائے دیں ۔

ملک عبدالقیوم۔ حضور والا۔ نواب صادق حسین قریشی پیپلز پارٹی کے دور اقتدار میں اس صوبے کے وزیر رہ چکے ہیں اور گورنر رہ چکے ہیں اور اس سلسلہ میں اچھا خاصا تجربہ رکھتے ہیں۔ خاص طور پر زرعی مسائل پر ان کا مطالعہ بہت وسیع ہے اور جیسا کہ سابق وزیر اعلیٰ نے اپنی بجٹ تقریر میں فرمایا تھا کہ صوبہ پنجاب کی معیشت کی بنیاد زراعت پر ہے اور صوبے کی ترقی کے لئے زراعت کی ترقی بہت ضروری ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ نواب صادق حسین قریشی صاحب صوبے میں زراعت کی ترقی کی طرف بھرپور توجہ دیں گے کیونکہ یہ نہ صرف پنجاب کی ترقی کی ضامن ہوگی بلکہ پاکستان کی ترقی کی بھی ضامن ہوگی۔ شکریہ

Mr. Speaker. Begum Syeda Abida Hussain.

Begum Syeda Abida Hussain. Mr. Speaker Sir, It is great privilege to welcome Sadiq Hussain Qureshi Sahib as the Leader of the House today. We have now entered our 4th year of people's rule under the able leadership of Janab Zulfiqar Ali Bhutto. At the outset, when this peoples' rule was initiated the aspect of our nation-state was very gloomy because we had suffered moral and physical wounds of a kind that were expected to take a long time to heal. However, when we look around us today, we see that the healing has been sufficiently a rapid process for us to take hope that we are well on our way to prosperity and to the continuation of our integrity as a firm nation that would take its place amongst the enabled nations of the World. Mr. Speaker Sir, these four years have not passed as an uncharted course because the Peoples' Government have a manifesto and have made certain pledges which it has tried its level best to redeem to the people. The fulfilment of these pledges have constituted a series of reforms, has constituted a variety of measures that has brought a balance into our economy and into the social aspect of our daily life. I lay particular stress on what has been done in the agrarian sector and in this sector, we are grateful to Mr. Sadiq Hussain Qureshi for the contribution that he made as Agriculture Minister to activate the agrarian life of the Province and one hopes that as Chief Minister he will continue

to lay stress on that which is the life blood of this country and which can truly make out into a prosperous nation which belong to us.

Mr. Speaker Sir, I extend my whole-hearted congratulations and good wishes to the new Chief Minister and I sincerely hope that he will rise up to all expectations that are invested in him in administering this Province justly and efficiently. Thank you.

مسٹر سپیکر - امیر عبداللہ خان روکڑی -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - جناب سپیکر صاحب ، میں آپ کی وساطت سے نواب صادق حسین قریشی کو مبارک باد پیش کرتا ہوں -

جناب والا - مبارک باد پیش کرنا صحیح معنوں میں ایک رواج بن چکا ہے - ہر ایک کی کوشش ہوتی ہے کہ مبارک بادی میں شریک ہو - لیکن میری مبارک باد پیش کرنے کی ایک خاص وجہ ہے - نواب صادق حسین قریشی کے والد مرحوم نواب عاشق حسین قریشی کی تھوڑی سی ہسٹری بیان کرنی میں نے مناسب سمجھی ، اس لئے میں نے مبارک باد پیش کی - اس روح نے پاکستان بنانے میں نوابی کا خطاب چھوڑا ، پاکستان کے قیام کی خاطر جیل کاٹی ، اور پھر اسی پاکستان کو مضبوط بنانے میں اپنی جان تک کی قربانی دے دی - ہمارے لئے خوشی کا باعث صرف یہ ہے کہ آج پنجاب کی کرسی پر اس کے بیٹے کو بٹھایا گیا ہے جس نے اس ملک کے بنانے میں اپنی جان تک قربان کر دی -

جناب والا - میں اس نوجوان وزیر اعلیٰ سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ ان میں اور باقی وزیر اعلیٰ میں بہت سا فرق ہوگا - اس کے لئے وزارت باعث فخر نہیں ، بلکہ باعث بوجھ ہے - انہیں اُن واقعات و حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس شان ، قربانیوں اور محنت سے وزارت اعلیٰ کو بھگتنا پڑے گا کہ جب بھی اس کا ذکر آئے اس کے سابقہ خاندان کی قیادت ، محنت اور شہرت پر کوئی تحرف نہ آئے - جناب والا - جب بھی کوئی وزیر اعلیٰ بنتا ہے تو ایک مخصوص قسم کا طبقہ جو خوشامد میں سب سے پہلے پہنچ جایا کرتا ہے ، وہ ان کے دروازے پر پہنچنے میں بھی انشاءاللہ تعالیٰ سبقت لے ہی جائے گا -

ہو سکتا ہے کہ چنج بھی گیا ہو - جس طرح پنجاب کے عوام کو ان کی شخصیت اور خاندان کے لحاظ سے ان سے توقعات ہیں ، میں امید کرتا ہوں کہ وزارت بنانے میں بددیانت پر ایماندار کم عقل کو ترجیح دیں گے - میں کسی پچھلی وزارت پر کسی قسم کی نکتہ چینی نہیں کرنا چاہتا - انہوں نے اپنا پیریڈ بہت اچھا گزار دیا ہے - وہ وقت گزر گیا ہے - بہر صورت میں ان کو پھر یاد دلا دوں گا کہ ان میں اور ان میں بہت سا فرق ہے - کیونکہ پنجاب کے عوام جس توقع پہ ان پر نظریں رکھے ہوئے ہیں ، میں یقین سے کہتا ہوں کہ ان دوستوں کی پہلے توقعات اتنی نہ تھی جتنی ان سے ہیں - جناب والا - اس وقت ملک کی خوراک کی صورت حال پر نظر ڈالیں ، تو معلوم ہوگا کہ ہم نہایت مخدوش حالات سے گزر رہے ہیں ، باوجود یہ کہ سابقہ فوڈ منسٹر نے ـــــ خدا جانے آگے ہوں گے یا نہیں ، اس لئے میں نے "سابقہ" کا لفظ استعمال کیا ہے - اس سے کچھ اور نہ سمجھا جائے - بہر صورت ، اس نوجوان منسٹر نے نہایت دیانت داری ، محنت اور جانفشانی سے کام کیا ہے -

(نعرہ ہائے تحسین)

میں ان کو یہ کریڈٹ اس لئے دے رہا ہوں کہ انہوں نے کام کیا ہے اور قابل فخر کام کیا ہے - لیکن ابھی اس میں بہت سی اصلاحات کرنی باقی ہیں - ڈپو ہولڈر تمام کا تمام آٹا اور شوگر اپنے گھروں کو لے جاتے ہیں اور دیہاتیوں کو یہ چیزیں پہنچتے تک نہیں - میری گزارش ہے کہ خدا کے لئے اس کنٹرول کی لعنت سے ہمیں نجات دلائیں اور جرأت سے فیصلہ کریں کہ ان چیزوں پر کنٹرول نہیں ہوگا - میں یقین سے کہتا ہوں کہ ہمیں ایک مہینے سے زیادہ تکلیف نہیں ہوگی - ایک مہینے کے بعد نہ کسی کو شوگر کی تکلیف ہوگی اور نہ کسی کو آٹے کی - چیزیں ہمارے پاس موجود ہیں -

رانا پھول محمد خان - پوائنٹ آف آرڈر - جناب سپیکر - آپ نے اس ایوان کی سابقہ روایات کے خلاف ایک تجربہ شروع کیا ہے - حالانکہ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ اس ایوان کے اراکین آج بہت زیادہ خوش نظر آتے ہیں اور ممکن ہے ، اور بہت سے اصحاب مبارک باد دینے کے لئے بے قرار ہوں - لیکن آپ نے یہ پابندی لگا دی ہے کہ قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کی

منظوری سے آپ انہیں مبارک باد کی اجازت دے رہے ہیں - یہ طریقہ تو کبھی اختیار نہیں کیا گیا -

مسٹر سپیکر - میں نے تو آپ کو یہ نہیں کہا - آپ نے پوچھا کہ یہ نام کہاں سے آئے ہیں -

رانا پھول محمد خان - آپ لوگوں کو اجازت دیں کہ وہ اپنی خوشی کا اظہار کریں -

مسٹر سپیکر - رانا صاحب تشریف رکھیں - آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے - آپ نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جو تقریر کر رہے ہیں تو میں نے آپ کو ایک واقعہ بتایا تھا کہ یہ ناموں کی وہ لسٹ ہے جو چیف منسٹر اور لیڈر آف دی اپوزیشن کی منظوری سے میرے پاس آئی ہے - اس کے علاوہ اگر کوئی ممبر تقریر کرنا چاہتا ہے تو میں نے تو کسی کو منع نہیں کیا - یا تو آپ یہ کہیں کہ آپ نے کہا کہ آپ تقریر کریں گے یا آپ نام میرے پاس آیا اور میں نے آپ کو اجازت نہ دی ہو -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - جناب والا - میں اس پوائنٹ آف آرڈر کی بھی کچھ وضاحت کر دینا چاہتا ہوں - پھول محمد خان شاید یہ بھول گئے ہیں کہ جب چیف منسٹر منتخب ہوتے ہیں تو سب سے پہلے چھوٹے چھوٹے گروپ یا پارٹی کے لیڈر مبارک باد پیش کرتے ہیں - - -

رانا پھول محمد خان - میں آپ کے لئے نہیں کہہ رہا - میں نے تو جنرل بات کی ہے -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - بہر صورت یہ صحیح ہے - گورنمنٹ سائیڈ سے بھی بہت سی تقریریں ہوئی ہیں - مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں - میں نے تو اس اصول کے مطابق شروع کیا تھا جو پہلے بتا تھا - ورنہ ہم اپنے لیڈر کی تقریر کے بعد اس کی ضرورت نہیں سمجھتے - لیکن ان کے مشورے اور اجازت سے ؛ پہلے ہمارا فیصلہ یہ ہوا تھا کہ چھوٹے چھوٹے گروپوں کے لیڈر اپنی اپنی طرف سے اپنے خیالات کا اظہار کریں گے - بہر صورت میں نے جو کچھ کہنا تھا ، وہ مجھے اب بھول گیا ہے - (قہقہے)

یہ ایوان کی خوش قسمتی ہے اور خاص طور پر اپوزیشن والوں کو زیادہ خوشی ہے کہ جس شخص کو اس کرسی پر بٹھایا گیا ہے اس سے انصاف کی توقعات ہمیں بہت زیادہ ہیں ۔ میں اس پر ختم کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ملک مختار احمد اعوان ۔

ملک مختار احمد اعوان ۔ جناب سپیکر ۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو بلا مقابلہ وزیر اعلیٰ پنجاب اور قائد ایوان منتخب ہونے پر دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ میں اپنی بات کا آغاز ان لفظوں سے کروں گا کہ :

رکھی ہے ہم نے یہ تجدید راہ و رسم کی شرط
کہ دوستی نہ بڑھے صرف دشمنی کم ہو

سید تابش الوری ۔ آپ نے شعر کبھی صحیح نہیں پڑھا ۔

(قہقہے)

ملک مختار احمد اعوان ۔ جناب والا ۔ جس آنکھ نے قطرے میں دجلہ نہیں دیکھا وہ آنکھ بینا نہیں کہلا سکتی یہ بہت پہلے غالب نے فرمایا تھا اگر پنجاب ایک ایسا دریا ہے جس کے کناروں کی حفاظت کی ذمہ داری نہ صرف نواب صادق حسین قریشی کے کاندھوں پر ہے بلکہ جناب والا میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس دریا کے اتار چڑھاؤ ، اس کی رفتار ، اس کی سمت ، اس کی منزل کا تعین ان سب قطروں نے مل کر کرنا ہے اور اگر جناب والا کوئی فرد یہ سمجھتا ہے کہ خدا نخواستہ پنجاب کوئی یخ بستہ پانی کا گڑھا ہے اور اس پانی کو یہاں منجمد کر دیا جائے گا یا اس کو یہاں رواں دواں نہیں ہونے دیا جائے گا تو ہم اس کدورت والی آنکھ کو پنجاب کے صوبے پر نہیں اٹھنے دیں گے بلکہ کوشش کریں گے کہ اس آنکھ کے اوپر ہاتھ رکھ دیا جائے ۔ ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker. Let us be a little relevant to today's occasion. No thesis are required today.

چوہدری محمد انور سمہ ۔ یہ ایہہ اکھ کدہ ای دین سدھی طرح ایہہ کیوں نہیں کہندے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرا خیال ہے ۔ ۔ ۔ ۔

چوہدری محمد انور سمہ ۔ اس آلکھ کو ماتھے پر رکھ دیں ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ ان کو وزارت کا کیس پکا کرنے دیں ۔

ملک مختار احمد اعوان ۔ میں یہ بات اس لئے کر رہا ہوں جناب والا کہ ماضی میں پنجاب کی سیاسی فضا میں جو تلخیاں تھیں ان تمام تلخیوں کو ختم کرتے ہوئے ہم نے امن اور دوستی کا جھنڈا بلند کر کے قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں منزل کی جانب رواں دواں ہوتا ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس لئے یہ بات کہنا از حد ضروری تھی جناب والا میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں انسانیت اور شرافت نے اس دور میں ۔ ۔ ۔ ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ یہ الفاظ جو انہوں نے کہے تھے آپ نے کہا تھا کہ یہ کوئی ایسے الفاظ کہنے کا موقع نہیں ہے اور آپ کی رولنگ کو کوئی چیلنج نہیں کر سکتا ان کی تقریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے آپ کی رولنگ کو چیلنج کیا ہے ۔

Mr. Speaker. That is just by way of explanation.

ملک مختار احمد اعوان ۔ جناب سپیکر ۔ ہمیں تاریخ یہ بتلاتی ہے کہ اس دور میں انسانیت اور شرافت کو ایسی تمام قوتوں پر غلبہ حاصل رہا ہے اور ہمیشہ شرافت کی بنیاد پر بڑھنے والی وہی قوتیں اور طاقتیں منزل تک پہنچتی ہیں جن کے راستے میں روڑے اٹکائے گئے ، جن کے راستوں کو روکنے کی کوشش کی گئی ۔ اب اگر آج یہ اجلاس متفقہ طور پر نو منتخب شدہ وزیر اعلیٰ کے حضور خراج تحسین پیش کر رہا ہے تو یہ اس امر کی مثال ہے کہ آج کسی کو اس بات سے اختلاف نہیں ہے کہ نو منتخب شدہ قائد ایوان کو متنازعہ شخصیت ہیں ، آج وہ کسی قسم کا تنازعہ نہیں رکھتے ۔ جناب والا۔ اس لئے میں اپنا فرض منصبی سمجھتا ہوں کہ ایسی خلل پذیر قوتیں جن کی نشاندھی میں پہلے کر چکا ہوں ان تمام کا مقابلہ پنجاب کی فلاح کے لئے ، پنجاب کی بقا کے لئے ، پنجاب کی بہبود کے لئے چونکہ پنجاب پاکستان کا دل

ہے ان تمام باتوں میں پورا اترنے کے لئے ہمیں جناب صادق حسین قریشی سے بھرپور اور مکمل تعاون کرنا ہوگا۔ میں ایک انقلابی کارکن کی حیثیت میں یہ بات اس لئے بھی کہنا چاہتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کا ممبر و کارکن جس سطح پر بھی کام کر رہا ہے اپنے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو کے ساتھ وفادار رہا ہے ، وفادار ہے اور وفادار رہنے کا عزم رکھتا ہے تو ہم تمام کے پیچھے چلنے کے لئے تیار ہیں ۔ ہم پنجاب میں اس کی رہنمائی میں پنجاب کی فلاح و بہبود کے لئے ، پنجاب کی بقا کے لئے کام کرنے کے لئے تیار ہیں ۔ جناب والا ۔ آج ہر مکتب و فکر سے تعلق رکھنے والے ممبران اسمبلی اس بات پر متفق ہیں کہ جو بھی پنجاب میں تبدیلی رونما ہوئی ہے جس سے ہم کوئی ایسا بنیادی ڈھانچہ یہاں پر بنا سکیں جس سے امن اور شانتی کی اطلاع ملے جس سے دوستی کا پیغام ملے ، جس سے طبقاتی منافرت کے خاتمے کا پیغام ملے ۔ آج اگر موجودہ حالات میں پنجاب میں کسی سطح پر کھیت میں کاشتکار اور کسان کے درمیان کوئی منافرت باقی رہ جائے ، اگر فیکٹری میں مزدور اور سرمایہ دار کے درمیان کوئی منافرت باقی رہے تو ہم اپنا معیشی نظام درست نہیں کر سکتے۔ ہم معیشت صحیح لائینز پر وضع نہیں کر سکتے ۔ اس لئے جناب والا میں اس معزز ایوان میں جتنے مکاتیب فکر کے ممبران موجود ہیں ان کی وساطت سے ایک بار پھر یہ کوشش کروں گا ۔۔۔۔

رانا پھول محمد خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ مجھے افسوس ہے کہ میرے فاضل رکن جو کابینہ میں وزیر بھی رہ چکے ہیں انہیں اتنا علم نہیں ہے کہ فاضل اراکین کی وساطت سے نہیں بلکہ جناب سپیکر کی وساطت سے یہ ان کی خدمت میں عرض کر سکتے ہیں ۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر ۔ یہ کوئی پبلک میٹنگ ہے ۔

چوہدری محمد انور سمہ ۔ موچی دروازہ ہے ۔

رانا پھول محمد خان ۔ یہ سر اپنا نام فہرست میں لکھوانا چاہتے وہ تو نواب صاحب نے لکھ لیا ہے ۔

(قہقہے)

مسٹر سپیکر - میں فاضل اراکین سے یہ استدعا کروں گا کہ جس موقعے پر اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہے اس کے پیش نظر وہ تقدس قائم رکھیں جو تقاضا اس موقعے پر ہونی چاہئے -

ملک مختار احمد اعوان - جناب سپیکر - انسانیت کی ابتداء سے لے کر اب تک متضاد عوامل اور متضاد قوتیں بر سر پیکار رہیں - یہ قوتیں تخریب و تعمیر ترقی و زوال انسان دوستی اور انسان دشمنی کی قوتیں ہیں - میں نئے وزیر اعلیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ حق و انصاف کے راستے پر چلتے ہوئے انجان لاوارث لوگوں کا ساتھ دیں گے اور پھر اس بات کا ثبوت بھی مہیا کریں گے کہ جس اعتماد کا اظہار اس ایوان میں ان پر کیا گیا ہے اور جس اعتماد کا اظہار ان کے اوپر ان کے قائد نے کیا ہے وہ اس اعتماد پر پورا اتریں گے تاکہ ہم پنجاب کو مضبوط بنا کر پاکستان کو عالم اسلام کا ناقابل تسخیر قلعہ بنا سکیں - شکریہ -

مسٹر سپیکر - میاں منظور احمد موہل -

میاں منظور احمد موہل - جناب سپیکر - میں آپ کی وساطت سے آج اس موقعے پر اس حق میں تو نہیں ہوں کہ مبارک باد دوں - - - -

آوازیں - آواز نہیں آ رہی -

مسٹر سپیکر - ان کا مائیک ٹھیک کیا جائے -

مسٹر سپیکر - میاں منظور احمد موہل -

میاں منظور احمد موہل - جناب سپیکر - میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کے سامنے چند معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں اور اس کے ساتھ ہی میں اسے خوشی کا موقع نہیں کہوں گا بلکہ یہ بڑے سوچ و بچار اور غور و فکر کا دن ہے کہ اس صوبہ پنجاب میں آئے دن تبدیلیاں کیوں ہوتی ہیں یہ کونسا مرض ہے جس کی ابھی تک تشخیص نہیں ہو سکی یہ کون سا منبع ہے جہاں سے یہ برائیاں پھوٹتی ہیں اور ان کو روکنے کے لئے کیوں پنجاب میں یہ تبدیلیاں رو پذیر ہوتی ہیں تو چونکہ سانحہ ہی یہ

روایتی بات بھی ہے کہ مبارک اور سلامت بھی کہی جاتی ہے لیکن میں - - - -

سید ناظم حسین شاہ - پوائنٹ آف آرڈر - جناب سپیکر - معزز رکن سے آپ یہ فرما دیں کہ وہ relevant رہیں آج جو موضوع زیر بحث ہے وہ یہ نہیں ہے کہ پنجاب میں آئے دن تبدیلیاں کیوں ہوتی رہتی ہیں آج تو انہوں نے وزیر اعلیٰ صاحب کو مبارک پیش کرنا ہے وہ اپنے موضوع کے اوپر relevant رہیں -

مسٹر سپیکر - وہ مبارک ہی دے رہے ہیں مگر ان کا اپنا انداز ہے -

سید تابش الوری - پوائنٹ آف آرڈر - جناب سپیکر - آج مبارک علی اور سلامت علی ہی نہیں کہنا چاہیئے بلکہ ان کی اور جو دوسری گزارشات ہیں ان کو بھی پیش کرنے کی اجازت ہونی چاہیئے -

میاں منظور احمد موہل - جناب والا - میں پاکستانی اور پنجابی ہونے کی حیثیت سے نواب صادق حسین قریشی کے حق میں دعا ضرور کروں گا کہ اللہ تبارک تعالیٰ ان کو وہ طاقت نصیب کرے کہ جن کی وجہ سے یہ تبدیلیاں رونما ہوتی رہتی ہیں اور وہ صورت حال پیدا نہ ہو اور اللہ تعالیٰ ان کو وہ طاقت عطا کرے جس کی رو سے یہ بد عنوانیاں غلط کاریاں - بیورو کریسی کا تسلط اور ایم - پی - اے - صاحبان کی عزت نفس کو مجروح کرنا اس کا اعادہ نہ ہو اس کی repetition نہ ہو پھر ہم یہ کہیں گے کہ یہ صوبے کے صحیح معنوں میں وزیر اعلیٰ ہیں اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ میری جماعت نے nomination paper فائل کیا تھا چونکہ ہماری اسمبلی کی جو متحدہ اپوزیشن ہے اس نے اس سے پہلے یہ فیصلہ قطعاً نہیں کیا تھا - - -

Mr. Speaker. No inter-party proceedings to be discused here. What happened out side the House, is not relevant.

میاں منظور احمد موہل - جناب والا - اس سلسلہ میں جماعت کے حکم سے nomination paper فائل کیا اس کے بعد قائد حزب اختلاف نے میٹنگ کی چونکہ میں یہاں موجود نہیں تھا اور ان کی طرف سے بھی یہ اجتماعی طور پر

فیصلہ ہوا کہ چونکہ یہ روایت نہیں ہے اس لئے واپس لے لینا چاہئیے ۔ جناب والا ۔ اس فیصلے کی روشنی میں اور دوسرے فاضل رکن واجہ محمد افضل صاحب جو امید وار تھے انہوں نے آج کے نوائے وقت میں ایک مفصل بیان دیا ہے کہ وہ کون سے حالات تھے جنہوں نے مجبور کیا کہ ہم روایت کو توڑ کر وزیر اعلیٰ کے مقابلے کے لئے مجبور ہوئے وہ کون سے حالات تھے کہ پارلیمنٹ کے ممبران اہل خانہ اور ان کی مستورات کی بھی بے حرمتی کی جاتی رہی ہے پارلیمنٹ کے ممبران سے تو اختلاف ہو سکتا ہے لیکن اہل خانہ اور اہل کنبہ کو نشانہ ظلم و ستم نہیں بنانا چاہیئے اور اس سلسلہ میں نہایت خوش ہوں کہ نواب صادق حسین قریشی صاحب نے یقین دلایا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ان کے دور میں اہل خانہ سے ایسا کوئی ظلم و ستم نہیں ہوگا ۔ جناب والا ۔ اس کے دو factors تھے ایک تو یہ تھا جو میں نے ابھی بیان کیا ہے اور دوسرا اپوزیشن کے فیصلے کی رو سے ہم نے یہ nomina- tion paper آج واپس لے لیا ہے ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ چونکہ یہ اکثریتی صوبہ ہے اور یہ پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے اس لئے اس صوبہ کے وزیر اعلیٰ پر سب سے زیادہ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور مجھے یقین ہے کہ اگر نواب صاحب اپنے مضبوط ارادوں کے ساتھ فیصلہ کریں گے تو کوئی بھی وجہ نہیں ہے کہ ان کے راستہ میں کوئی مشکل حائل ہو جائے ھاں اگر وہ اپنے حواریوں میں جس طرح کہ سابقہ دور میں ہوتا رہا ہے وہ گھر گئے اور ان ہی کے دائروں میں تنگ ہو کر رہ گئے اور اس ایوان کے معزز اراکین کے ساتھ ملاقات تک بھی نہ کی تو پھر میں بڑے افسوس کے ساتھ کہوں گا کہ اگر پھر بھی اسی طرح کا دور دھرایا جائے گا ۔ جس طرح کہ ہم اس سے پہلے بھی اس طرح کی مبارک باد دے چکے ہیں اور وہ مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ ان دنوں میں یہ ہوتا تھا کہ سبحان اللہ آپ ہی ہیں اور کوئی نہیں ہے اور آج بھی وہی ہو رہا ہے ۔ لیکن جناب والا ۔ یہ ہے کہ برائی کا منبع کہاں سے ہے میری عقل کے مطابق اگر صوبائی مختاری ملتی ہے تو صوبہ کے وزیر اعلیٰ کو اپنے عقل و دماغ سے کام لینا پڑیں گا مرکز سے کوئی ھدایت نہیں لینی پڑیں گی جو کہ صوبہ کے عوام کی بہتری کے خلاف ہوگی اس لئے ۔ جناب والا ۔ مجھے امید ہے

کہ موجودہ وزیر اعلیٰ صاحب کو ۔ ۔ ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada. Sir, Mr. Mohal is locating the breach of the Constitution by saying that he should not take any orders from the Centre.

مسٹر سپیکر - پتہ نہیں کہ انہوں نے یہ پولیٹیکل بات کہی ہے کہ مرکز پارٹی سے مشورہ نہ لیا جائے اور ساتھ ہی انہوں نے اپنے لیڈر کے حکم کے باوجود یہ واپس لے لیا ہے ۔

Probably he does not want to obey the orders of the Central Committee of his own organization.

میاں منظور احمد موہل - جناب والا ۔ چونکہ وقت کم ہے میں نہیں چاہتا کہ تفصیل میں جاؤں یا اس طرح کی باتیں کروں میرا مقصد یہ ہے کہ پنجاب کے عوام میں یہ عام تاثر ہے کہ یہاں کی حکومت قطعاً اپنی مرضی سے کوئی کام نہیں کر سکتی بلکہ اوپر سے ھدایات آتی ہیں اور میں نے اس لئے کہا تھا کہ سچ کڑوا ہوتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ ہم نے ایڈوائزر کی صورت میں پھر وزیر زراعت کی شکل میں بعد ازاں گورنر کی حیثیت میں ان کی کارکردگی کو دیکھا ہے یہ نہایت ہی شریف النفس انسان ہیں ہمیں ذاتی طور پر ان سے قطعاً کوئی اختلاف نہیں ہو سکتا ہاں اصولی اختلاف ہو سکتے ہیں اور جس طرح قائد حزب اختلاف نے یہاں فرمایا ہے کہ اگر کوئی بھی ایسی بات ہوگی جو ہمارے اصول اور یک جہتی کے خلاف ہوگی ہم دوستی کے ساتھ برملا اس کی مخالفت کریں گے اور اسمبلی کے اندر رولز کے اندر اور قانون کے اندر رہتے ہوئے ہم ڈٹ کر مقابلہ کریں گے اور میں آخر میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تبارک تعالیٰ ان نئے وزیر اعلیٰ کو اور جو نئے وزیر بنیں گے مضبوطی سے دیانتداری سے اہل پنجاب کی خدمت کرنے کا موقع دے ۔ (آمین)

مسٹر سپیکر ۔ نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔ جناب عالی ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار صاحب آپ وقت کا ذرا خیال رکھیں کیوں کہ

فاضل اراکین نے یہ کوشش کی ہے کہ چار منٹ کے اندر وہ اپنی اپنی تقاریر ختم کر لیں ابھی میرے پاس گیارہ اور نام ہیں ۔

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔ جناب والا ۔ مجھے افسوس ہے کہ میرا نام لینے سے آپ وقت کی پابندی فرما رہے ہیں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں ۔ مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کیونکہ کل آپ نے مجھے ڈرا دیا تھا اس لئے میں نے کہا ہے ۔

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔ جناب والا ۔ میں نے کوئی نہیں ڈرایا تھا ۔ جناب والا ۔ میں آپ کے توسل سے صدق دلانہ ہدیہ تبریک نواب صادق حسین قریشی صاحب کو پیش کرتا ہوں اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق عطا فرمائے کہ پنجاب کے صوبہ میں ایک مثالی نظام جمہوریت قائم کر سکیں جس کا حال ہی میں وزیر اعظم صاحب نے بتایا تھا کہ ان کا اولین مقصد یہ ہے کہ اس نازک پودے کی آبیاری کی جائے ۔ جناب والا ۔ اللہ تبارک تعالیٰ ان کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ اس کو کامیابی کے ساتھ چلائیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ میں دو تین تجاویز اس موضوع کے اوپر پیش کرتا ہوں اور میں استدعا کرتا ہوں کہ محترم ممبر صاحبان ذرا غور سے سنیں گے کیوں کہ مجھے امید ہے کہ دل سے جو بات نکلتی ہے وہ ضرور اثر رکھتی ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ میں نے سر فضل حسین اور سر سکندر حیات خان کے زمانے میں دیکھا کہ جمہوریت کس طرح چلتی رہی ہے اور اس دور میں کھلی ہوئی آبادی کے لئے ایسے قوانین بنائے گئے تھے ۔ ۔ ۔

مسٹر محمد اشرف ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ ہمیں وہ زمانہ واپس لانے کی ضرورت نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں ۔ ان کی بات تو سنیں ۔ انہوں نے کہاں کہا ہے کہ وہ زمانہ واپس لا رہے ہیں ۔

Please don't interrupt.

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری:- جناب والا - میں تو کہہ رہا ہوں

Usurious Loans Act Money Lenders' Restriction Ordinance

جو قوانین نافذ ہوئے تھے ان کی ساؤتھ امریکہ اور افریقہ میں نقل کر کے کچلی ہوئی آبادی کو ساہو کارہ نظام اور ربا نظام سے نجات دلائی گئی تھی اور ان ہی قوانین کو نوابزادہ کے والد محترم میجر عاشق حسین قریشی صاحب نے حکومت سے نافذ کرایا تھا اور جب انہوں نے دیکھا کہ یہ یونینسٹ پارٹی پاکستان سے غدار ہو گئی ہے تو انہوں نے اس وزارت کو دے مارا اور اس وزارت کو چھوڑ کر پاکستان کے بنانے میں ممدو معاون ہوئے - جناب والا - اس دور کے جو قوانین تھے ان کو مغربی پاکستان کے تمام صوبوں میں بذریعہ لیجسلیشن اس ایوان میں پاس کیا گیا - جناب والا - وہ کیا تھا -

Usurious Loans Act. Money Lender's Restriction Ordinance

جناب والا - راجہ صاحب محمود آباد مرحوم فرماتے تھے کہ ہندوستان میں مسلمان مظلوم ہیں اور پاکستان میں اسلام مظلوم ہے مگر افسوس ہے کہ ان قوانین کے ہوتے ہوئے بھی ہمارے زیادہ تر ممبران صاحبان ان سے ناواقف ہوں گے اور جو ایسے مفید قوانین ہیں ہمارے افسران بھی ان کو نہیں جانتے کہ یہ قوانین موجود ہیں ہماری انفارمیشن سروس بہت بڑھی ہوئی ہے اور جو ان محکموں سے لگی ہوئی ہے -

جناب والا- ربا کا استحصال ہو رہا ہے - ہمارے علاقہ میں ایک آنہ روپیہ 75 فیصد سالانہ کے حساب سے لوگوں سے وصول کیا جا رہا ہے - عوامی حکومت کا فرض ہے کہ اس کا ازالہ کریں - مجھے امید ہے کہ نئے وزیر اعلیٰ صاحب اس پر توجہ فرمائیں گے - ڈیڑھ سال ہوا ہے میں نے ایک تجویز بھی پیش کی تھی اور ترمیم بھی پیش کی تھی ، کہ بنک اور کواپریٹیو سوسائٹی کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے - جناب والا - یہ بنک ریٹ سے 2 فیصد سے زیادہ نہ ہو - اور یہ سب پر لاگو ہونا چاہیے -

"کس نہ شد محتاج کس" جناب والا - اس طرح کا نظام ہونا چاہیے کہ کسی کا استحصال نہ ہو سکے - جناب والا - بجٹ اجلاس میں ایسے حالات نہیں تھے کہ آواز سنائی جا سکے - جناب والا دیہاتی آبادی پر بذریعہ نوٹیفیکیشن - - -

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ جناب سپیکر ۔ سردار صاحب کی باتیں relevant ہیں یا نہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ سردار صاحب کوئی بجٹ تقریر کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایک صاحب صدر ہوتا ہے اور ایک صاحب صبر ہوتا ہے ۔
(قہقہہ)

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔ جناب والا ۔ رجسٹریشن ایکٹ بذریعہ نوٹیفیکیشن چالیس سال پرانا نافذ کیا گیا ۔ جب کہ ویسٹ پاکستان اسمبلی نے ویسٹ پاکستان لینڈ ریونیو ایکٹ پر چودہ دن لگائے تھے ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ اس پر پوری توجہ کی ضرورت ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ میرے فاضل دوست بزرگ بہت جلدی میں آ جائیں میں سیدھا گھر لے جاؤں گا ۔

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری۔ دوسرا جناب آبیانے کا جو نظام رائج کیا گیا ہے وہ ہمارے زراعت پیشہ لوگوں کے لئے ہلاکت مصیبت ہے ۔

وزیر اعلیٰ (نواب صادق حسین قریشی) ۔ جناب والا ۔ میں نے اپنے فاضل بزرگ دوست کو اس لئے ٹائم دیا تھا تاکہ یہاں کسی اور ممبر کو ٹائم مل سکے ۔ میں انہیں یہاں سے سیدھا گھر لے جاؤں گا ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada. Point of order Sir. This is a very solemn occasion for the Government of the Punjab and this occasion is only to be used to advise the Chief Minister to discharge his duties for the betterment of the nation. This occasion should not be used for any other flattery, or for any other political speeches or for any other ideas which may be engineered here. Fortunately this House is going to meet again and every body would be able to find plenty of time to express himself. Sir, I am sure our Chief Minister will make himself accessable to every Hon'ble Member, therefore, to advise him before his resuming of office I think doesn't look nice.

مسٹر سپیکر - سردار صاحب وزیر اعلیٰ صاحب نے آپ کو پیشکش کی ہے - - - -

نوابزادہ سردارعطا محمد خان لغاری - جناب والا - میں صرف ایک منٹ چاہتا ہوں - میں اس لئے عرض کر رہا ہوں تاکہ ایوان کے ممبران بھی میری عرضداشت سن لیں اور اگر وہ تائید کرنا چاہیں تو - - -

چوہدری محمد انور سمہ - جناب والا - میں جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے request کروں گا کہ وہ اپنی offer واپس لے لیں -

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری - جناب والا - اگر ایوان کی یہی رائے ہے اور آپ بھی تائید کر رہے ہیں تو میں دوبارہ جناب نواب صاحب کے لئے دعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب رہیں - اور اللہ تعالیٰ انہیں پنجاب میں مثالی جمہوریت قائم کرنے کی توفیق دے - اور سارے پاکستان میں باقی صوبے بھی ان کی تقلید کریں - میں ان کی کامیابی کے لئے دعا کریں - شکریہ -

مسٹر سپیکر - رانا اقبال احمد خان -

رانا اقبال احمد خان - نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم -

اعوذباللہ من الشیطن الرجیم - بسم اللہ الرحمن الرحیم -

جناب سپیکر - میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نواب صادق حسین قریشی صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ وہ متفقہ طور پر حزب اختلاف اور حزب اقتدار کا اعتماد لے کر اس ایوان میں آئے ہیں - مجھے پوری امید ہے کہ نواب صاحب پنجاب کے عوام اور اس ایوان کے ممبران کے اعتماد پر پورا اتریں گے - جناب والا - میں یہ بات ضرور عرض کروں گا کہ اس سے پیشتر بھی پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت تھی اور اب بھی پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت ہے - اس لئے اس کی بنیادی پالیسی میں کوئی فرق نہیں آ سکتا ہے - جناب والا - اب اس کو مزید فعال بنانا ہوگا - کیونکہ ایک اچھے ایڈمنسٹریٹر کو ایسے طریقے اپنانے پڑتے ہیں ، جو عوام کی بہتری کے لئے ہوں - میں عرض کرونگا کہ وہ ایسے طریقے اپنائیں جس سے صوبے کے عوام

اور اس کے نمائیندوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے ۔ جناب والا ۔ میں اپنی طرف سے اور پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنوں کی طرف سے نواب صاحب کو تعاون کا یقین دلاتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ نواب صاحب عوام کے اعتماد پر پورے اتریں گے ۔ اپنی قابلیت ، ذہانت اور شخصیت سے قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی زیر قیادت پنجاب کے حقوق کی دل و جان سے حفاظت کریں گے ۔ اس کے بعد میں جناب آپ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری امان‌اللہ لک ۔

چوہدری امان‌اللہ لک ۔ جناب سپیکر ۔ میں آج اپنے جذبات کا اظہار اس لئے کر رہا ہوں ، کہ یہ خوشی کا مقام ہے ۔ نواب صاحب کی شرافت اور انسان دوستی اور حالات کا موازنہ کرتے ہوئے کہہ رہا ہوں ۔ جو کچھ میں نے محسوس کیا ہے وہ یہ ہے کہ نواب صاحب نہایت شریف‌النفس آدمی ہیں ۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس وقت ایک مشکل مقام پر ہیں ۔ مبارک باد اس لئے پیش نہیں کرنا چاہتا کیوں کہ پنجاب میں حالات انتہائی سنگین نوعیت کے ہو چکے تھے ۔ بلکہ درپیش ہیں مجھے امید ہے کہ وہ ان پر قابو پا لینگے ۔ نواب صاحب کی شخصیت میں آپ کے سامنے واضح کرنا چاہتا ہوں ، جس کا مجھے ذاتی طور پر تجربہ ہے ۔ اس معاملے کا سردار منیر احمد صاحب اور جناب بریگیڈیر صاحب داد صاحب کو بھی پتہ ہے ۔ جناب والا ۔ یہ رہائیشی سکیم کی پالیسی شروع کی گئی تھی جو ابھی زیر تکمیل ہے اور مشکل کام بھی ہے ۔ غریب عوام نے بہت سی توقعات وابستہ کر لی ہیں ۔ نواب صاحب کو یہ منصوبہ پایہ تکمیل تک پہنچانا ہوگا ۔ نواب صاحب کی ذاتی شخصیت کا پہلو میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں ۔ کہ اس سلسلے میں دو گھروں میں اسناد تقسیم کی گئیں ۔ اس کے بعد سابقہ چیف منسٹر صاحب سے میرے تعلقات ناخوشگوار ہو گئے ۔ اس کے پیش نظر وہ اسناد واپس کر لی گئیں ۔ میں نے اس سلسلے میں سردار منیر احمد صاحب اور جناب بریگیڈر صاحب داد صاحب سے بھی عرض کیا تھا ۔ اس کے بعد جناب ان لوگوں کے پاس کچھ آدمی گئے اور انہیں جاکر پریشان کیا گیا اور ان کو بے دخل کر دیا گیا ۔ جناب والا ۔ یہ غریب عوام تھے ، غنڈوں کی وساطت سے ان پر حملے بھی کئے گئے وہ

لوگ روتے روتے میرے پاس آئے تھیں نے اس سلسلے میں جناب میر بلخ شیر مزاری صاحب کی کوٹھی سے نواب صاحب کو ٹیلیفون کیا اور میں نے پارٹی کی پارلیمانی میٹنگ میں بھی یہ بات پیش کی تھی ، نواب صاحب نے فوراً آئی-جی اور ایس-پی ، متعلقہ تھانیدار کو طلب کیا اور ایک گھنٹے کے اندر اندر پھر ان لوگوں کو restore کروایا ۔ سردار صغیر احمد صاحب کو بھی بلایا ۔ جناب والا ۔ نواب صاحب نے اس وقت بھی یہی کہا کہ میں نہ کسی کا دشمن ہوں نہ مجھے کسی سے عناد ہے ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلی حکومت نے جو جھوٹے مقدمات قائم کئے تھے ان کو بھی ختم کیا جائے ۔ کیونکہ تبدیلی حالات نے ہمیں مجبور کیا ۔ میں ان سے یہ استدعا کرونگا کہ وہ پرانی روایات کو ختم کریں ۔ چند ایم-پی-اے کی عزت اور آبرو پر جھوٹے مقدمات بنوا کر جو حرف آیا ہے ، وہ ان کو ختم کرائیں ۔ کیونکہ یہ پورے ایوان کی توہین ہے ۔ وہ میری یا ممتاز کاہلوں کی توہین نہیں ہے ۔ وہ اس معزز ایوان کے ممبران کی توہین ہے ۔ کیونکہ ممبران کو ڈاکو اور رہزن قرار دیا گیا ہے ۔ جب سابقہ چیف منسٹر کو اس معزز ایوان کے ممبران کا اعتماد متزلزل نظر آیا ۔ تو انہوں نے ایک چٹھی جاری کی - - - -

مسٹر سپیکر ۔ میرے خیال میں فاضل ممبر موجودہ چیف منسٹر کی بات زیادہ کریں ۔ تو یہ زیادہ اچھا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جی ہاں ۔ جناب والا ۔ میں وہی عرض کر رہا تھا ۔ یہ بالکل relevant ہے ۔ تمام اضلاع کے اور تحصیلوں کے president اور سیکرٹری صاحبان کو ایم-پی-اے کے برابر حقوق دینا یہ کہاں کا انصاف ہے ۔ میں پاکستان پیپلز پارٹی کے ورکروں کے خلاف نہیں ہوں ، میں ان حقوق کی یادداشت پیش کر رہا ہوں ، جو مقامی طور پر ایک طرف چٹھی جاری ہوئی کہ ایم-پی-اے کو اور تحصیل کے صدر اور سیکرٹریوں کو ایک سے حقوق حاصل ہیں ۔ اس چٹھی پر بھی جناب والا ۔ نظر ثانی کریں ۔ elected ممبران کا علاقے میں اپنا مقام ہے ۔ یہ ایک آئینی مقام ہے ۔ ایک چٹھی کے ذریعے اسے واپس لے لینا اور دوسرے کو دے دینا میں سمجھتا ہوں ۔ کہ یہ

بھی بات سستی شہرت حاصل کرنے کے مترادف تھی - اس میں پاکستان پیپلز پارٹی اور حزب اختلاف کے اراکین سبھی ملوث ہیں - اس کے بعد جہاں تک مشکلات کا تعلق ہے - سابقہ وزیر اعلیٰ صاحب کے آخری ایام پلاٹوں کی تقسیم ، ٹریکٹروں کے پرمٹ اور تحصیلداروں کی بھرتی میں صرف ہوئے ہیں - - -

مسٹر سپیکر - Let us be relevant میں نے آپ سے پہلے بھی استدعا کی ہے - اور اب دوبارہ کہتا ہوں کہ آج کے موضوع پر جو تقاریر ہو رہی ہیں - ان کو اسی موضوع تک ہی محدود رہنا چاہئیے - میں کسی فاضل رکن کو کہنا نہیں چاہتا ہوں کہ وہ relevant نہیں ہے - مگر کبھی کبھی آپ اشارے سے بھی سمجھ لیا کریں اور اندازہ کر لیا کریں - آپ کو تو زیادہ خیال ہونا چاہئیے کیوں کہ آپ ان فاضل اراکین میں سے ہیں جنہوں نے اس ایوان میں بہت contribute کیا ہے -

چوہدری امان اللہ لک - جناب والا - میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے میری توجہ اس طرف مبذول کرائی ہے - میں عرض کر رہا تھا کہ وہ کتنی تلخیاں چھوڑ کر جا رہے ہیں - جو کہ نواب صاحب کے حصے میں آئی ہیں - آخر میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ میں نواب صاحب سے بہت متاثر ہوا - میں ایک ذاتی مثال دیتا ہوں ، انہوں نے کس طرح میرے معاملے میں دلچسپی لی تھی - وہ سارے ممبران کے لئے باعث فخر ہیں - میرے ساتھ انہوں نے ٹیلیفون پر رابطہ قائم رکھا ، ممبران کی عزت اور آبرو کا انہوں نے خیال رکھا - فاضل ممبران کی طرف سے اور اپنی طرف سے میں نواب صاحب کا تہہ دل سے مشکور ہوں اور میں توقع کرتا ہوں کہ وہ ممبران کی عزت اور آبرو کا تحفظ کریں گے - اس کے بعد جہاں تک رشوت کا تعلق ہے - وہ بھی اس ملک کو ورثہ میں ملی ہے - اب یہ بھی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے - ایم پی اے صاحبان بھی سفارشیں کر رہے ہیں - لیکن پھر بھی انتظامی مشینری corruption کا شکار ہے - وہ مسئلہ بھی ان کو درپیش ہے - بے گھر لوگوں کی settlement کا مسئلہ بھی ہے - اس کے بعد میں جناب کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ نواب صاحب کی ذاتی ، انسانیت اور اخلاقی قابل فخر ہے - ان میں کوئی تصنع اور بناوٹ نہیں ہے - وہ کوئی لمبے دار تقریریں

کر کے کبھی سورج مغرب یا مشرق سے نہیں طلوع کریں گے - وہ ایک سادہ آدمی ہیں - اور ان کی سادگی کی وجہ سے تمام ممبران اور پنجاب کے دیہاتی کاشتکاروں کو آن سے دلی ہمدردی ہے ، یہ اس واقعہ ہے ، یہ کوئی خوشامد نہیں ہے - ان کی ناکامی پوری شرافت کی ناکامی ہوگی - جس دیہاتی آبادی اور جن کاشتکاروں میں سوشلسٹ عنصر نے نفرت پیدا کی ہے ، ان کی اور معزز ایوان کے اراکین کی توقعات ان سے وابستہ ہیں ، انتظامی امور میں بے شمار مشکلات ہیں - میں دعا کرتا ہوں ، میں اپنی طرف سے بھی اور اس ایوان کے فاضل اراکین کی طرف سے ان کو اپنے تعاون کا یقین دلاتا ہوں - شکریہ -

مسٹر سپیکر - مسٹر احسان الحق پراچہ -

میاں احسان الحق پراچہ - جناب سپیکر، میں آپ کی وساطت سے نواب صادق حسین صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں - اور ساتھ ساتھ ان سے ہمدردی کا بھی اظہار کرتا ہوں - ہمارا صوبہ بہت سے مسائل سے دو چار ہے - کئی مسائل ایسے ہیں جو کہ نواب صاحب کی فوری توجہ کے طلبگار ہیں - صوبہ میں نظم و ضبط lowest ebb پر ہے - administration بالکل collapse ہو گئی ہے - صوبے میں اس وقت 50 فیصدی wheat procureme ہوئی ہے - اور 50 فی صد ابھی باقی ہے - صوبے میں زرعی اور صنعتی پیداوار بڑھانے کے لئے نواب صاحب کو کوشش کرنی ہوگی - اس کے لئے میں یہ گزارش کرونگا کہ وہ صوبے کے عوام کی امیدوں پر پورا اتریں - اور اس ضمن میں میں ان کی کامیابی کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا کہ اللہ تعالیٰ انہیں کامیابی سے ہمکنار کرے - شکریہ -

مسٹر سپیکر - سردار امجد حمید دستی -

سردار امجد حمید خان دستی - جناب سپیکر - مجھے اپنے جذبات کے اظہار کا اس پر مسرت اور خوشگوار موقعہ پر جو موقع ملا ہے میں اس پر فخر کرتا ہوں - اس لئے کہ یہ ایک رسمی صاحب سلامت کا موقعہ نہیں ہے - بلکہ مجھے ایک ایسے شخص کو خوش آمدید کہنے کا موقعہ ملا ہے جو کہ تھوڑے دن ہوئے - ہمارے ضلع سے اس ہاؤس کے ممبر بن کر آئے

ہیں ۔ اور میں یہ امید کرتا ہوں کہ جہاں وہ پنجاب کے باقی حصوں کا خیال کریں گے ۔ وہاں وہ اس علاقے کا خاص طور پر خیال کریں گے ۔ جہاں سے انہیں نمائندگی ملی ہے ۔ اور یہ چیز ان کے اپنے ذہن میں بھی ہے کہ وہ علاقہ اس صوبے کے پسماندہ ترین علاقوں میں سے ہے اور اس علاقہ میں تھل کا علاقہ بھی شامل ہے ۔ اور تھل میں ٹی ۔ ڈی ۔ اے کا مسئلہ عرصہ سے بلکہ 20 سال کے عرصہ سے قابل تصفیہ پڑا ہوا ہے ۔ یہ ایک ایسا بد قسمت علاقہ ہے ۔ جہاں جب کاشتکاروں سے 3/4 حصہ زمین لی گئی تھی ۔ اس وقت یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ انہیں سارا سال پانی دیا جائے گا ۔ جناب والا ۔ آپ یہ معزز ایوان اور جناب وزیر اعلیٰ صاحب یہ سن کر حیران ہوں گے کہ سب سے کم پانی per thousand acre اگر ملتا ہے ۔ تو اس بد قسمت علاقے کو ملتا ہے ہمارے لئے یہ خوش قسمتی کا موقعہ ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب اس علاقے کی نمائندگی کر رہے ہیں ۔ جو کہ آج تک اپنے حقوق حاصل نہیں کر سکا ہے نہ صرف یہ کہ تھل کے علاقے کو ہی پانی سے محروم کیا جا رہا ہے ۔ بلکہ عرصہ سے سارے صوبہ میں یہ مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ پنجاب میں پانی کی کمی کو پورا کیا جائے ۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اس کی سعی کریں ۔ نئے وزیر اعلیٰ صاحب زراعت پیشہ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں ۔ نہایت شریف ہیں ۔ اور جیسا کہ ان کا نام صادق ہے ۔ وہ شریف آدمی ہیں اور سچ بولتے ہیں ۔ وہ اس کے لئے موزوں انسان ہیں ۔ وہ اپنے صوبہ کی پوری نمائندگی کریں گے ۔ ہمارے صوبے کو محرومیوں سے نجات دلائیں گے ۔ خاص طور پر اس ضلع کو جس کی وہ نمائندگی کرتے ہیں ان الفاظ کے ساتھ میں یہ دعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے فرائض بطریق احسن سر انجام فرمائیں ۔ ہماری دعائیں ان کے ساتھ ہیں ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ دیوان سید غلام عباس بخاری ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کی وساطت سے نوابزادہ صادق حسین قریشی کی خدمت میں صرف رسمی الفاظ کے طور پر نہیں بلکہ اپنے قلب ذہن اور روح کی گہرائی سے اس دعا کے ساتھ مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ ان کے آنے سے پورا ایوان

ہی خوش نہیں بلکہ پورے پنجاب کے عوام اور ہر فرد خوشی محسوس کر رہا ہے جب ان سے یہ فرائض واپس لئے جائیں تو بھی یہ ان افراد میں سے ہیں جو کہ سرخرو ہوتے ہیں اور جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا کو جیت لیتے ہیں ۔

جناب سپیکر ۔ میں صرف نواب صاحب کو یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ان کا تعلق ان روحانی بادشاہوں سے ہے جو کہ خدائے برتر کی برگزیدہ ہستیاں تھیں ۔ جیسے حضرت بہاوالحق ذکریا رحمت اللہ علیہ ۔ حضرت رکن الدین عالم رحمت اللہ علیہ جن کی یہ اولاد ہیں یہ وہ ہستیاں تھیں جن کی تمام عمر اور ہر منٹ عدل و انصاف اخلاق اور اسلام کی لئے وقف ہیں ۔ جناب والا ۔ میں اس شریف زادے سے پوری توقع رکھتا ہوں اور بقول میرے دوستوں کے ان کی سر پرستی ان کی شرافت اور ان کی زندگی اس معزز ایوان کے معزز اراکین کے لئے نہیں بلکہ پنجاب کے ہر فرد کے لئے اور غریب سے غریب انسان کے لئے وقف رہے گی ۔

جناب والا ۔ میں حضرت شیخ سعدی رحمت اللہ علیہ کے الفاظ میں عرض کرتا ہوں "جب بادشاہ ایک انڈہ ظلم کا روا رکھتا ہے تو عسکری ہزاروں مرغ سیخ پر چڑھا دیتے ہیں" ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہمارے اکابرین اپنی زندگی کو اسلامی اخلاق میں مکمل طور پر ڈھال لیں اور ان کا ہر تحریری اور زبانی حکم انصاف پر مبنی ہو تب کہیں جاکر صوبے کے اندر یا دور دراز علاقوں میں وہ اپنے آفیسرز سے اور اہلکاروں سے پچاس فیصد انصاف کی امید رکھ سکتے ہیں ۔ میں جناب والا کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ اگر وہ چاہتے ہیں کہ ان کے آفیسرز ان کے وزراء اور اس معزز ایوان کے اکابرین اور پھر پورا پنجاب محنت کرے سادگی اپنائے اور ان میں اتحاد کا وہ جذبہ پیدا ہو جس کا نام اخوت ہے ۔ تو میں عرض کروں گا کہ یہ سب چیزیں ان کو خود ہی اپنانی ہوں گی ۔ جناب والا ۔ میں لمبی تقریر کرنا آج پسند نہیں کرتا لیکن آخر میں ایک چیز میں پھر عرض کروں گا کہ جیسے جناب محمد حنیف رامے صاحب وزیر اعلیٰ کے وقت میں رہا ہے وزراء صاحبان وزیر اعلیٰ کے دست راست زور کمر اور زیادہ قریبی رفیق ہوتے ہیں ۔ اس لئے ہر معزز رکن سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ جب وزراء کا انتخاب کیا جائے تو

ہر علاقے اور ہر ضلع کو اس کا حصہ ملنا چاہیے ۔ اس کے علاوہ ہر وزیر کو اس میں اپنا عکس دیکھنا چاہیے ۔ اس کے بعد میں اپنے عزیز محترم بھائی جن کے والد مرحوم کی شکل میرے سامنے ہے وہ میرے دوست بھی تھے منہ بولے بھائی تھے اور محسن بھی تھے میں ان کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں دلی دعا کرتا ہوں ۔ جناب والا ۔ یہ بہت عظیم بار ہے جو انہوں نے اٹھا لیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق دے کہ یہ کسی سے متاثر ہوئے بغیر اس صوبہ کی عظمت انصاف اخلاق اور اسلامی نقطہ نگاہ سے صحیح لائن پر کر سکیں اور عوام کی موجودہ تکالیف جلد از جلد رفع ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ رانا پھول محمد خان ۔

رانا پھول محمد خان ۔ جناب سپیکر ۔ میں اس سے پہلے کہ اس صوبہ کے نئے منتخب ہونے والے وزیر اعلیٰ کو مبارکباد پیش کروں ۔ میرے لئے یہ لازم ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا لاکھ بار شکریہ ادا کروں کہ اللہ نے اس صوبہ کے عوام کی اکثریت دعائیں قبول کرتے ہوئے ان کے مزاج کے مطابق انہیں وزیر اعلیٰ عطا فرمایا ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ جناب والا ۔ میں نوابزادہ صادق حسین قریشی صاحب کی تعریف اس لئے نہیں کرتا کہ یہ کوئی نئے آدمی ہیں ۔ وہ ایک جانی پہچانی شخصیت ہیں ۔ وہ اس سے پہلے اسمبلی میں اس ہاؤس کے رکن رہ چکے ہیں اور اسی اسمبلی میں بطور وزیر زراعت بھی کام کر چکے ہیں ۔ اس صوبہ کے گورنر بھی رہ چکے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں نو منتخب وزیر اعلیٰ کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔ گو ان کے لئے یہ کوئی آسان کام نہیں ہے کیونکہ اس صوبہ کے مسائل بہت زیادہ ہیں اور وسائل بہت کم ہیں ۔ لیکن مجھے قوی امید ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اس صوبہ کے مشکل سے مشکل معاملات پر بھی قابو پا لیں گے اور مجھے یہ بھی امید ہے کہ چونکہ اس معزز ایوان نے انہیں بالاتفاق رائے منتخب کیا ہے وہ اپنے اس اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچنے دیں گے ۔ اور اس ایوان کے وقار کو قائم رکھنے کے لئے ہر مشکل سے مشکل چیز کا مقابلہ کریں گے ۔

جناب والا - اس کے علاوہ میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اپنے آپ کو اس چیز سے محفوظ رکھیں کیونکہ پاکستان میں پنجاب سب سے بڑا صوبہ ہے اور پنجاب کو چلانے کے لئے بڑے غور و خوض کی ضرورت ہے بڑے سوچ و فکر کی ضرورت ہے جذبات کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ خدا کے لئے اس کان گروپ سے اپنے آپ کو محفوظ رکھیں جو کہ چغلخوروں کا کان گروپ ہے میں کسی کی طرف اشارہ نہیں کر رہا - انہوں نے بڑی بڑی بادشاہیوں کو تباہ کیا ہے - اس لئے اس صوبہ کے حاکم کے لئے نہیں بلکہ دنیا کے ہر حاکم کے لئے یہ ملازم ہے کہ وہ کانوں کو اپنے ساتھ سمجھیں اور آنکھوں سے کام لیں - آنکھوں سے کام لینے کے بعد وہ کوئی اقدام کریں گے تو وہ نہایت ہی اچھا اقدام ہوگا لہذا میری ان سے بھی یہی گزارش ہے - اس کے بعد میں جانے والوں کے متعلق کچھ نہیں کہنا چاہتا کیونکہ ہماری پارٹی میں ہمارے قائد جن میں یہ صلاحیتیں ہیں وہ ہر چیز پر نظر رکھتے ہیں۔ پارٹی ایک انجن ہے اور وہ انجن کے جس پرزے کو دیکھتے ہیں کہ وہ اس جگہ کارآمد نہیں کسی اور جگہ اس کو فٹ کر دیا جائے اور اس جگہ کے لئے جو کارآمد پرزہ ہے اسے وہاں فٹ کر دیا جائے - اس لئے اللہ تبارک و تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ نو منتخب وزیر اعلیٰ کو اس صوبہ کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کا جذبہ عطا فرمائے - آمین -

مسٹر سپیکر - کرنل محمد اسلم خان نیازی -

کرنل محمد اسلم خان نیازی - جناب سپیکر - میں آپ کی وساطت سے نواب صادق حسین قریشی کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ساتھ ہی کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس کٹھن ڈیوٹی میں کامیاب کرے - میں اس بات پر زیادہ خوشی کا اظہار کرتا ہوں کہ یہ متفقہ طور پر منتخب ہوئے ہیں اور بالخصوص قائد عوام ہماری پارٹی کے لیڈر کا یہ چناؤ بہت بہترین رہا ہے اور امید ہے کہ ان کی ہدایات پر چلتے ہوئے نواب صاحب انشاءاللہ تعالیٰ بہت کامیاب رہیں گے - جناب والا - ساتھ ہی میں نواب صادق حسین قریشی صاحب کی خدمت میں ایک شعر عرض کرتا ہوں -

آنکھ رکھتا ہے تو دریاؤں کی طغیانی پہ نہ جا
ہم نے دریاؤں کو چڑھ چڑھ کر اترتے دیکھا

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا - یہ دنیا کا ایک طریقہ رہا ہے اور اس سے پہلے میں نے خود ان کی خدمت میں ایک موقع پر ایک قطعہ پیش کر دیا تھا میں دہرانا نہیں چاہتا -

Mr. Speaker. Let us not convert it into o public meeting.

کرنل محمد اسلم خان نیازی - اگر آپ چاہیں اور جیسے دوستوں کا اصرار ہے تو عرض کر دیتا ہوں -

ہاں اے لب راوی بتا کچھ رفتگاں کا ماجرا
کل جو یہ جنگا راج تھا انجام انکا کیا ہوا
ہے اب کہاں نور جہاں حور جناں
عصمت کی جان وہ قمری ہندوستان
تیرے کنارے ہے پڑا ٹوٹا سا جس کا آشیاں
کہنے کو غم کی داستاں پھر رہی ہیں بکریاں

جناب والا- میں یہ عرض کرونگا کہ یہ وزارت عظمیٰ کانٹوں کی سیج ہے اور آسترون کی مالا ہے - اس لئے میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کٹھن منزل میں بطور وزیر اعلیٰ کامیاب کرے لیکن جناب والا میں آپ کی وساطت سے یہ ضرور عرض کرونگا کہ پیپلز پارٹی کے ورکروں کی دھاندلیوں کی وجہ سے پیپلز پارٹی اپنی گراونڈ ، اپنا میدان کھو چکی ہے - اگر کوئی چشم پوشی کرے تو شوق سے کرے لیکن آپ کو اس بات پر نظر رکھنی پڑیگی -

چوھدری غلام قادر - پوائنٹ آف آرڈر- جناب والا - یہ پبلک میٹنگ نہیں ہے - اگر انہوں نے یہ بات criticise کرنا ہے تو وہ relevant وقت پر کریں -

مسٹر سپیکر - یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے -

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ یہ چیز کسی سے مخفی نہیں ہے ۔

Mr. Speaker. Col. Shahib, let us to be more concerned with the occasion.

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ جناب والا ۔ میں تلخ گو ضرور ہوں مگر آپ کو facts کا سامنا کرنا چاہئے ۔ اگر آپ صاحبان شروع سے نظم و ضبط سے چلے آتے اور جی حضوری اور سب اچھا سے مغالطہ نہ کھاتے تو یہ چیز نہ ہوتی اور آج اس سلسلے تک بات نہ پہنچتی ۔ ۔ ۔

(قطع کلامیاں ۔)

میاں محمد ارشد خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ انہوں نے پیپلز پارٹی کے کارکنوں کے متعلق غلط بات کی ہے اگر انہوں نے یہ بات کرنی ہے تو قائد عوام سے کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ میں نے یہ بددیانتوں کے متعلق کہا ہے اس میں میں نے کسی کا نام نہیں لیا جنہوں نے دس دس پرمٹ لئے ہیں میں اُن کی بات کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اپنی تقریر سے نہ ہٹیں ۔

Let us come to the subject. I have not entertained those things.

Colonel Muhammad Aslam Khan Niazi. I have got bundles of points you should know.

Mr. Speaker. Let us come to the subject.

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے اپنے محترم وزیر اعلیٰ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

چوہدری محمد انور سمان ۔ یہ کرنل صاحب نے جو دس دس پرمٹوں کا ریفرنس لیا ہے اس کو کاروائی سے حذف ہونا چاہیئے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ جناب والا ۔ اگر پڑتال کریں تو

آپ کو معلوم ہوگا کہ کتنوں نے لئے ہیں ۔ بلکہ اپنے عزیز نائب تحصیلدار اور تحصیلدار بنوا لئے ہیں کئی پرمٹ لئے ہیں اور ان کو بلیک کیا ہے ۔

چوہدری محمد انور سماں ۔ کرنل صاحب اپنی سیٹ پر نہیں ہیں۔

مسٹر سپیکر ۔ کرنل صاحب اب اپنے موضوع پر واپس آجائیں ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ جناب والا ۔ ان کو کیا تکلیف ہے ؟

I am on my seat. You should mind your own business.

سچ لوں مرچاں نے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کرنل صاحب آج کا جو موقع ہے وہ صرف اپنے خیالات کو اظہار کرنے کا ہے اس لئے آپ اپنے موضوع پر بات کریں ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ جناب سپیکر ۔ میں موضوع کے مطابق کہہ رہا تھا لیکن یہ صاحبان جو تڑپ رہے ہیں آپ ان کو قابو میں رکھیں میں بالکل موضوع کے مطابق عرض کر رہا تھا جناب والا ۔ مزدور نے یہ سمجھا ہے کہ کارخانہ اس کا ہے ۔ مزارع نے یہ سمجھا ہے اور وہ غلط سمجھا ہے کہ وہ زمین کا مالک ہوگیا ہے ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کی وساطت چیف منسٹر کو عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ چیز ان کے دماغ سے نکالنا ہوگی یہ زمین ان کی نہیں ہے وہ مالک نہیں ہیں طالبعلموں نے یہ سمجھا ہے کہ سکول اور کالج ان کے ہیں بسیں ان کی ہیں سکول کے ہیڈ ماسٹر وہ ہیں کالج کے پرنسپل اور پروفیسر وہ ہیں ۔ وغیرہ وغیرہ ان تمام چیزوں کو ختم کرنا ہوگا اور ڈسپلن قائم کرنا ہوگا ۔

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker. I hope that the members would stop interrupting the Hon'ble member who is in possession of the floor.

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ جناب والا ۔ انتظامیہ کو ٹھیک کرنا ہوگا ، رشوت کو بند کرنا ہوگا ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کرنل صاحب نے جس طرح سے دوسروں کی تقاریر سنی ہیں یہ پوائنٹ آف آرڈر کا سلسلہ ان کے وقت میں ختم کر دیا جائے۔ تاکہ وہ اپنے جذبات کا اظہار کر سکیں ۔

مسٹر سپیکر - یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی - جناب والا - میں آپ کی وساطت سے چند معروضات پیش کرنا چاہتا تھا اور یہ میں اپنے خلوص دل سے کہہ رہا ہوں کہ یہ سب اچھا نہیں ہے - اور جو بھی دھاندلیاں ہیں ان کو ختم کرنے میں پارٹی کا فائدہ ہے کیوں کہ آپ نے پبلک کو دوبارہ face کرنا ہے - آپ ان کو اس طرح face نہیں کر سکتے یہ خاطر جمع رکھیں - جناب والا - میں یہ معروضات مودبانہ اپنے وزیر اعلیٰ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا تھا کہ وہ ان چیزوں کا خاص خیال رکھیں تاکہ پارٹی کی کمر مضبوط ہوسکے اور پارٹی کے منشور کو عملی جامہ پہنایا جا سکےاور اپنے قائد عوام کے دوش بدوش ساتھی بن کر ہم پاکستان کو کامیاب کر سکیں - میں آخر میں ان معروضات کے ساتھ اور اپنی نیک تمناؤں کے ساتھ آپ سے اجازت چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر - کرنل راجہ جمیل اللہ خان ۔

کرنل راجہ جمیل اللہ خان - جناب سپیکر ۔

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آب بقائے دوام لے ساقی

جناب والا - میں آپ کی وساطت سے جناب نوابہ صاحب کو اپنے دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں ، میں ان کے آبا و آجداد کی خوبیوں سے واقفیت رکھتا ہوں وہ خوبیاں جو ان کے آبا و اجداد میں تھیں میں اُمید کرتا ہوں کہ وہی خوبیاں ان میں بھی ہوں گی ، لیکن میں ایک بات ان کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہمیں اس ایوان میں غدار کہا گیا ہے ، ایک وزیر نے یہ کہا کہ یہ بک گئے ہیں اور لیبر سے ان کا الحاق نہیں۔ میری آنکھوں میں ان کا بہت تقدس ہے کیوں کہ ان کی آنکھوں نے مکہ مدینہ دیکھا ہے ، لیکن میں ان کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ نوابہ صاحب کی رگوں میں شریفوں کا خون دوڑ رہا ہے اور ان کو یہ احساس ہونا چاہئیے کہ اپوزیشن کی رگوں میں بھی شریفوں کا خون دوڑ رہا ہے ہماری جو priority ہے وہ اسلام ہے ، اسلام جو ہے وہ پاکستان ہے اور پاکستان کی بنیاد جو ہے وہ پنجاب ہے - آج پنجاب کے عوام میں بے اعتمادی ، بے یقینی ایک فضا

ہے جس کا ذکر کرنل صاحب نے اپنی تقریر میں کیا ہے ۔ میں خوش نہیں ۔ ہم تو آپ کو بلا مقابلہ وزیر اعلیٰ کی منزل پر لائے ہیں ، لیکن اس منزل تک پہنچنے میں جن دقتوں اور جس مد و جزر سے آپ گزرے ہیں وہ آپ کو ہی معلوم ہے اور اس میں حزب‌اختلاف کا کوئی ہاتھ نہیں ۔ یہ پنجاب کی بدقسمتی ہے کہ آپ کی پارٹی کے اندر پارٹیاں ہیں اور آپ بھی اس بات سے انکار نہیں کر سکتے ۔ ہمیں اس بات پر خوشی نہیں کہ آپ کی پارٹی میں پھوٹ ہے ۔ پنجابیوں نے عنان حکومت آپ کو دی ہے اور اگر آپ کی پارٹی میں پھوٹ ہے تو اس کا پرتو پنجاب پر پڑے گا اور اگر پنجاب کمزور ہوگا تو پاکستان کمزور ہوگا ۔ میں تو دعا کرتا ہوں کہ آپ میں اتحاد اور اتفاق ، ہو نہ کہ نفاق ہو اور ایک دوسرے سے لڑائی اور گھیراؤ اور جلاؤ کا رویہ ہو ۔ آپ شریف اور خاندانی آدمی ہیں اور ہم آپ سے توقع رکھتے ہیں کہ ان تمام باتوں کی طرف آپ توجہ دیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ جناب چیف منسٹر ۔

وزیر اعلیٰ ۔ (نواب صادق حسین قریشی) جناب قائد حزب‌اختلاف اور معزز اراکین اسمبلی ۔ سب سے پہلے میں اپنے محبوب قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو کا مشکور ہوں اور آپ تمام ارکان کا بھی جن کی وجہ سے میں آج قائد ایوان بنا ہوں ۔ میں سب سے پہلے قائد حزب‌اختلاف اور ان کے تمام رفقاء کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ انصاف ان سے شروع ہوگا ۔ ۔ ۔ ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ ۔ ۔ ۔ آپ بھی ہمارے محبوب نمائندے ہیں ۔ پڑھے لکھے عالم اور حزب‌اقتدار کا یہ فرض ہے کہ جائز کاموں کے لئے انہیں ہمارے پاس نہیں آنا ہوگا ۔ ان کا ہر جائز کام ویسے ہی ہوگا ۔ آج اس اسمبلی میں میں پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور کی وجہ سے آیا ہوں ۔ نہ جانے ہم کیوں بھول جاتے ہیں کہ ہم کسی منشور کی وجہ سے کامیاب ہوئے ہیں ۔ ہمیں یہ تو یاد رہتا ہے کہ ہم ایم۔این۔اے بن گئے ۔ ایم۔پی۔اے بن گئے ہیں ۔ وزیر بن گئے ہیں ۔ وزیر اعلیٰ بن گئے ہیں اور آخر میں گورنر بن گئے ہیں ، لیکن ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ کس وجہ سے بنے ہیں ۔ ۔ ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ ۔ ۔ میں یہ بات بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ صرف اس منشور کی وجہ سے بنے ہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ ہمارا

ایک ہی منشور ہے اور جب تک ہم زندہ ہیں اور جب تک ہم پیپلز پارٹی میں ہیں ہمیں یہ بات یاد رکھنی پڑے گی ۔ شروع میں جب یہ منشور بنا تھا اور جتنے لوگ پیپلز پارٹی ۔۔ شامل ہوئے تھے وہ سب ورکر کہلاتے تھے ۔ آج ان ورکرز کی وہ حیثیت نہیں جتنی ہونی چاہئے ۔ کیوں کہ ان میں سے اکثر ورکرز ترقی کر کے بڑے بڑے اونچے عہدوں پر پہنچ گئے ہیں ۔ میں ان ورکروں کو یقین دلاتا ہوں کہ ایسے پرانے ورکرز جنہوں نے پیپلز پارٹی بنانے میں قربانیاں دیں ، ان کے ساتھ سب سے پہلے انصاف ہوگا ۔ یہ وقت بتائے گا کہ آیا جو میں آج بیان کر رہا ہوں ، یہ حقیقت ہے یا نہیں ۔ ۔ ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ طلبا کے متعلق میں واضح طور پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پچھلے چار سالوں میں شائد لفظ "تعلیم" کے معنی غلط ہوگئے ہیں یا تبدیل ہوگئے ہیں ، میں نہیں سمجھتا کہ اب کوئی لفظ "تعلیم" ہے ۔ آج ہر طالبعلم سمجھتا ہے کہ تعلیم کے علاوہ وہ جو کام بھی کرے وہ ٹھیک ہے ۔ استاد کی کوئی عزت نہیں رہی ۔ بزرگوں کی کوئی عزت نہیں رہی ۔ میں ان طلباء سے اپیل کروں گا کہ وہی پاکستان کی بنیاد ہیں ۔ ان ہی کی وجہ سے پاکستان نے مضبوط ہونا ہے ۔ انہوں نے اس پاکستان کو چلانا ہے ۔ ان میں سے ہی کل کے لیڈر پیدا ہونے ہیں ۔ یہی لوگ کل کو اسمبلی میں آئیں گے ۔ جو وزیر یا وزیر اعلیٰ یا بالآخر گورنر بنیں گے ۔ جہاں بھی وہ جائیں میری دعائیں ان کے ساتھ ہیں لیکن میری اپیل ہے کہ وہ اپنے بنیادی فرض تعلیم کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دیں ۔ جہاں تک لیبر کا سوال ہے یہ ہم پر بہت بڑی ذمہ داری ہے ۔ ایک طرف ہم کہتے ہیں کہ ہم ترقی کر رہے ہیں اور ترقی کے ساتھ ساتھ ہم سٹرائیک پر بھی زور دیتے ہیں ۔ سٹرائیک اور ترقی یہ دونوں چیزیں اکٹھی نہیں چل سکتیں ، یا تو سٹرائیک کریں یا ترقی کریں ۔ اگر لیبر کے ساتھ انصاف نہ ہوا تو مجھے وزیر اعلیٰ رہنے کا کوئی حق نہیں ۔ ۔ ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ ۔ ۔ اگر مزدوروں کے ساتھ اور غریبوں کے ساتھ انصاف نہ ہوا تو یقین کیجئے کہ جو سیٹ مجھے قائد عوام اور آپ لوگوں کی وجہ سے ملی ہے میرا صرف یہ فرض نہیں کہ میں وزیر اعلیٰ کہلاؤں ، میرا فرض ہے کہ میں انصاف کروں جس سے غریب اور مزدور کو فائدہ ہو ۔ بہت کچھ کہا جا چکا ہے ۔ سرکاری ملازمین کے متعلق میں نے بڑی بڑی مختلف رائیں سنی ہیں ۔ کہیں بیوروکریسی ہے

کہیں بیوروکریٹ ہیں - پہلے تو میں یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ کوئی بڑی طاقت اب صوبے میں کسی افسر کو نہیں نکال سکتی جب تک اس میں نقائص نہ ہوں - - - (نعرہ ہائے تحسین) - - - یہ غلط بات ہے کہ آپ ہر ملازم کو برا سمجھیں - یہ غلط بات ہے کہ آپ ہر ملازم کو چور اور بے ایمان سمجھیں اور کہیں کہ یہ کام نہیں کرتا - ہر انسان برا نہیں - اچھے افسران بھی ہیں - ہمارا فرض ہے کہ ہم دیکھیں کہ اچھے افسران کو شاباش ملے - انہیں تحفظ ملے وہ ترقی کریں لیکن جہاں تک برے افسران کا سوال ہے ، میں ایسے افسران کو وارننگ دیتا ہوں اور یہ باتوں کی وارننگ نہیں ہوگی یہ عملی وارننگ ہوگی - - - (نعرہ ہائے تحسین) - - - میں نہیں سمجھتا کہ اس وقت ارکان اسمبلی اور افسران کے تعلقات اچھے ہیں - یہ تعلقات اچھے ہونے پڑیں گے اور میں دکھاؤں گا کہ یہ تعلقات کیسے اچھے نہیں ہوتے ہیں - کبھی کسی نے کسی کے کردار اور عزت کے متعلق زور نہیں دیا اور ہر انسان یہ دیکھتا ہے کہ میں تھوڑے سے وقت میں زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاؤں اور جب کام ہو جائے تو کوشش کی جائے کہ سلام کر کے فارغ ہو جائے - میں سلام نہیں کرنے دونگا - سلام وہ کرے گا جو انصاف کرے گا اور صحیح کام کرے گا - - - (نعرہ ہائے تحسین) - - - ہر انسان میں کمزوریاں ہیں - میں بھی آپ کا بھائی ہوں اور بہت ممکن ہے کہ مجھ میں آپ سے زیادہ کمزوریاں ہوں لیکن جب مجھے وزیر اعلیٰ بنایا گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب سے مشکل وقت ہے - میں اس اسمبلی میں 1944ء میں رہا ہوں - اس زمانے میں بڑے بڑے لیڈر تھے - یہاں دیوان چمن لعل اور میر مقبول محمود جیسے بلند پایہ ممبر دیکھنے میں آئے وہ بڑے با کردار انسان تھے اور ان میں سب سے بڑی چیز ان کا کردار تھا - میں گروپ بندی - پارٹی بندی یا صوبہ بندی جیسی چیزیں برداشت نہیں کر سکتا اور یہ تمام چیزیں ختم کرنی پڑیں گی - - - (نعرہ ہائے تحسین) - - - اگر پنجاب نے ترقی کرنا ہے تو ان چیزوں کو ختم کرنا ہوگا - کیونکہ یہی چیزیں ہمیں نقصان پہنچا رہی ہیں - جب تک ہم انہیں ختم نہیں کریں گے ہمارے اندر مضبوطی پیدا نہیں ہوگی اور پنجاب میں مضبوطی نہیں آئے گی - جس وقت آپ نے پارٹی میٹنگ میں مجھ پر مہربانی کی اور مجھے پارٹی لیڈر منتخب کیا تو میں نے اس وقت بھی کہا

تھا کہ یہ کام بڑا مشکل ہے ۔ آپ اس وقت دیکھیں کہ ہمسایہ ملک میں کیا ہو رہا ہے ۔ ایک طرف جمہوریت کا نام لئے چلے جا رہے ہیں ۔ اور دوسری طرف آپ جانتے ہیں کہ وہ کیا جمہوریت ہے ۔ اس لئے میں اپیل کروں گا کہ یہ کام ختم کریں ۔ ہم ایک ہی پارٹی ہیں ۔ ہم پنجاب اسمبلی کے ممبر ہیں ۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم صوبے کی خدمت کریں ۔ چاہے وہ اپوزیشن ہو ، چاہے ٹریژری بنچز ہوں ۔ ایک ہو کر کام کریں ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میری کسی شخص کے ساتھ ذاتی دشمنی نہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

میں باکردار انسان ہوں ۔ ایک چیز اور بھی آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ اگر میری کسی کے ساتھ رنجش تھی تو آج ختم ہو گئی ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

لا اینڈ آرڈر کے متعلق بہت کچھ کہا گیا ہے ۔ میں جانتا ہوں کہ لا اینڈ آرڈر کی حالت اچھی نہیں ۔ اس کی دو تین وجوہات ہیں ۔ سب سے پہلی وجہ یہ ہے کہ لا اینڈ آرڈر کی ایجنسی میں اور ان کو حکم دینے والوں میں رابطہ نہیں ۔ اگر آج میں کسی ممبر کو کہوں کہ آپ لا اینڈ آرڈر کو کنٹرول کریں تو وہ کنٹرول نہیں کر سکتا ۔ مجھے پولیس ایڈمنسٹریشن کو کہنا پڑے گا ۔ ان سے کام لینا پڑے گا ۔ یہ سب سے بڑی وارننگ ہے ۔ اور آپ اس کے نتائج عنقریب دیکھیں گے ۔ میں ان پولیس والوں کو کہہ رہا ہوں بالخصوص تھانے داروں اور انسپکٹروں کو جہاں مقدمے درج نہیں ہوتے ۔ محض اس ایک وجہ سے کہ اگر ایف۔آئی۔آر کی تعداد کم از کم ہو گی تو اس پولیس تھانے کا ریکارڈ اچھا ہو گا ۔ میں ان تھانیداروں کو موقع پر معطل کروں گا جو ایف۔آئی۔آر نہ لیں گے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

میں اس کے حق میں ہوں کہ دو ہزار ایف۔آئی۔آر ہوں ۔ تھانے میں دو ہزار پرچے رجسٹرڈ ہوں ۔ لیکن حقیقت ہو ۔ یہ نہیں کہ ہم اسمبلیوں میں آ کر کہہ سکیں کہ فلاں فلاں تھانے میں غلط بات ہے ۔ صرف پچیس مقدمے ہیں ۔ غریب عوام کہاں جائیں جب ان کے پندرہ سو مقدمے درج ہی نہیں ہو رہے ۔ یہ ہماری عادت ہو گئی ہے ۔ اس وجہ سے ہم نقصان اٹھا رہے ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ غریب عوام ہم پر اعتبار نہیں کرتے ، ان کے حوصلے ختم ہو گئے ہیں ۔ میں یہ نہیں برداشت کر سکتا کہ کسی شریف زادی کے ساتھ بد سلوکی

ہو ، زیادتی ہو - بچی کو اٹھا لیا جائے - بہو کو اٹھا لیا جائے۔
(نعرہ ہائے تحسین)

میرا سب سے بڑا دشمن وہ ہوگا جو قانون کے دائرے کے اندر عمل نہیں کرے گا - ہمیشہ ہم باتیں کرتے ہیں ، تقریریں کرتے ہیں ، تصویریں کھنچواتے ہیں ، ٹیلی ویژن پر جاتے ہیں ، ریڈیو پر جاتے ہیں ، کوشش کرتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ تصویریں آئیں ، ہر اینگل سے آئیں - لیکن جو حکومت کا اخلاقی اینگل ہے اس سے ہم ہمیشہ بھاگتے ہیں - میں اس اینگل کو سب سے پہلے رکھوں گا - میں پریس والوں سے بھی اپیل کروں گا ، اور آپ ممبر صاحبان سے بھی کہ آپ اس پر عمل کریں - جو حقیقت بیان کرانے سے مت گھبرائیں میں اس ہال میں جب تک آپ کا چیف منسٹر ہوں بیان دوں گا اور جواب دوں گا اور حقیقت بیان کروں گا - (نعرہ ہائے تحسین) -

جہاں تک زراعت کا سوال ہے ، زراعت میرا پیشہ ہے - میں سب سے پہلے اپنے ان کسانوں کو - کسان سے میرا مطلب صادق حسین قریشی کی اولاد بلکہ وہ کسان ہے جو ساڑھے بارہ ایکڑ کا مالک ہے ، اس کو یقین دلاتا ہوں کہ جب تک میں چیف منسٹر ہوں اس کے ساتھ کسی کو زیادتی نہیں کرنے دونگا - جس بات کو انصاف کہتے ہیں ، وہ ہوگا - ٹریکٹر ملیں گے ، کھاد ملے گی ، پانی ملے گا ، ان کو حقوق ملیں گے ، جو ملے ہیں - ان کے پاس جائیں گے ، زرعی کمیٹیاں بنیں گی ، کسان بھی ان کے ممبر ہوں گے - میں سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں کا تجربہ ہم سے زیادہ ہے - میں چاہتا ہوں کہ ہم ان کے تجربے سے فائدہ اٹھائیں - پھر دیکھیں کہ پاکستان زرعی پیداوار بڑھا سکتا ہے یا نہیں - میں صنعت کے خلاف بالکل نہیں ، کہیں آپ سمجھیں کہ زراعت پیشہ ہونے کی وجہ سے صنعت کے خلاف ہوں - میں سمجھتا ہوں کہ صنعت بھی ضروری ہے - لیکن یہاں کی اسی فیصد آبادی کا انحصار زراعت پر ہے - سب سے پہلے ہمیں اپنی زراعت کو مضبوط کرنا پڑے گا - جب تک آپ ساڑھے بارہ ایکڑ کے کاشتکار جو ستر یا پچھتر فیصد ہیں ، کی مدد نہیں کریں گے آپ ترقی نہیں کر سکتے - ایک بات کی میں وارننگ دوں گا - جو جینوئن وارننگ ہوگی ، حقیقت ہوگی ، صداقت ہوگی ، جھوٹ نہیں ہوگا ، کہ جو زمیندار اور کاشتکار کے تعلقات خراب کرنے کی کوشش کرے

گا وہ اس صوبے کا دشمن ہوگا ، وہ میرا دشمن ہوگا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جو صنعتکار اور لیبر کے تعلقات خراب کرے گا وہ صوبے کا اور میرا دشمن ہوگا ۔ جب تک آپ کی زراعت اور صنعت ایک ہوکر نہ چلے گی آپ ترقی نہیں کر سکتے ۔ آج چونکہ میں چیف منسٹر بن گیا ہوں ، میں شام تک حلف بھی اٹھا لوں گا ، جب ہمیں چیف منسٹری کا عہدہ ملتا ہے تو چند مہینوں کے اندر ہم غالب کی حیثیت سے کمزور ہونے لگتے ہیں ۔ کبھی کبھی جب میرے دوست ، میرے بزرگ ، میرے عزیز ، میرے تعلق دار چیف منسٹر صاحب کے پاس پہنچتے ہیں تو چیف منسٹر کو حقیقت بیان کرتے ہوئے گھبراتے ہیں ۔ کبھی وہ "جناب" کا لفظ استعمال کریں گے ۔ چاہے میرے بزرگ ہی کیوں نہ ہوں لیکن مخاطب کرتے وقت لفظ "جناب" استعمال کریں گے یا "سر" پر زور دیں گے ۔ نہ جانے ہمارے "سر" کو کیوں جلدی لیتے ہیں ۔ (قہقہے) ۔ وہ بیان کریں گے کہ جناب والا ، اڑتی اڑتی خبر آئی ہے کہ جناب کے بڑے لڑکے نے آج اتنی رشوت لی ہے ۔ میرا دل تو نہیں مانتا لیکن لوگ کہہ رہے ہیں کہ رشوت لے رہا ہے ۔ جناب کے داماد کی فلاں نوکری سے ترقی ہوکر اس کی ڈبل پروموشن ہو گئی ہے ۔ جناب کے فلاں رشتہ دار نے اتنی زیادتی کی ہے ۔ ہمارے پاس اس چیز کا صرف ایک ہی جواب ہے کہ بھائی ، اولاد جوان ہے ، بچے جوان ہو گئے ہیں کہنا نہیں مانتے ۔ کوشش کروں گا کہ وہ کہنا مانیں ۔ اور کوشش ہوتے ہوتے نوکری سے فراغت ہو جاتی ہے اور وہاں نتیجہ یہ بنتا ہے کہ لاکھوں کی جائیداد بن جاتی ہے ۔ میں بڑا بول نہیں بولنا چاہتا لیکن میں پاکستان پیپلز پارٹی کا ممبر بننے سے پہلے جس طرح ورکر تھا ، اسی طرح ایڈوائزر کی حیثیت سے تھا ، منسٹر اور گورنر کی حیثیت سے تھا ۔ اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اسی طرح چیف منسٹر کی حیثیت سے بھی رہوں گا ۔ میں آپ تمام اراکین سے درخواست کروں گا کہ اگر میری اولاد کا کردار خراب ہو ، غلط ہو ، یا وہ زیادتی کرے تو آپ مجھے دفتر میں یا گھر میں نہ بتائیں بلکہ اس اسمبلی میں بیان کریں ۔ ۔ ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ ۔ ۔ جب تک آپ اس اسمبلی میں بیان نہیں کریں گے ، ہم پرانی روایات پر عمل عمل کرتے رہیں گے ۔ میں ان پرانی روایات کو کچل دینا چاہتا ہوں جس

سے کردار ختم ہوگئے ہیں ۔ میری اپیل ہے ، پریس والے بزرگ دوست بھی سن رہے ہیں کہ میں اکیلے بات نہیں سنوں گا ۔ میں عوام کے اندر سنوں گا تاکہ عوام جانیں کہ ایک انسان ہے جو کردار کو سب سے زیادہ ترجیح دیتا ہے۔ میں ہمیشہ فیملی پلاننگ مانتا رہا ہوں ، میں جانتا ہوں کہ فیملی پلاننگ بڑی ضروری ہے ۔ میری کابینہ کا جو بھی رکن ہوگا اس کے ساتھ بھی ویسے ہی سلوک کروں گا جس طرح اپنی اولاد کے ساتھ کرتا ہوں ۔ میری ہونے والی کابینہ کو خوشی ہونی چاہئے کہ انصاف سے کبھی نہیں ہٹوں گا ۔ میں ہر منسٹر کے کردار کا ذمہ دار ہونگا ۔ میں یہ نہیں کہوں گا کہ فلاں فلاں منسٹر میرے کنٹرول سے باہر ہیں "آؤٹ آف کنٹرول" کوئی نہیں ہوگا ۔ ہر منسٹر کینٹر کے اندر ہوگا ۔ ہر منسٹر میری خواہش کے مطابق کام کرے گا اور آپ کی خواہش کے مطابق کام کرے گا ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ کیونکہ آپ ممبر صاحبان ہیں ۔ پرسوں میں ایم-پی-اے تھا ۔ انسان کو عہدے ملتے رہتے ہیں ۔ اس سے پہلے گورنر تھا ۔ اس سے پہلے منسٹر تھا ۔ اس سے پہلے ایڈوائزر تھا ۔ اس سے پہلے ورکر تھا ۔ ہمیں نہیں بھولنا چاہئے کہ یہ ساری عمر کا رشتہ ہے ، ہم نے ساری عمر کے لئے چیف منسٹری نہیں کرنی ہے ۔ میں سب سے پہلے سمجھتا ہوں کہ میری کابینہ عوام کے سامنے جواب دہ ہوگی ۔ جس کابینہ کو چیف منسٹر کنٹرول نہ کر سکے اس کو حق نہیں کہ وہ چیف منسٹر رہے ۔ اسے استعفیٰ دے دینا چاہئے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

نہ اس چیف منسٹر کو عہدے سے چمٹے رہنے کا حق ہے جو کہے کہ کابینہ آؤٹ آف کنٹرول ہے ۔ اگر وہ آؤٹ آف کنٹرول ہے تو آپ استعفیٰ دیں ۔ مجھے پتا ہے کہ استعفیٰ دینے میں زیادہ وقت نہیں لگتا اور منظوری ہونے میں بھی دیر نہیں لگتی ۔ (قہقہے)

سمگلنگ ، بلیک مارکیٹنگ ، چور بازاری یہ ایسی چیزیں ہیں جو روز کا معمول بن گئی ہیں ۔ لوگ پوچھتے ہیں کہ فلاں صاحب کون ہیں ، جواب ملتا ہے جی سمگلر ہیں ، انہوں نے دو کوٹھیاں گلبرگ میں بنا لی ہیں اب اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم شامل حال ہے ۔ اس لئے سب سے پہلے میں آپ سے اپیل کرونگا کہ اس کی روک تھام کے لئے آپ میری مدد کریں کیونکہ اس معاملہ میں

کیا ہے کہ پنجاب کا صوبہ پنجاب کی حکومت ایک انسان اکیلا نہیں چلا سکتا اور مجھے جس دن یہ غلط فہمی ہو گئی اسی دن سے میرا نقصان ہونا شروع ہو جائے گا ۔ پنجاب کا صوبہ آپ سب نے میرے ساتھ مل کر چلانا ہے چاہے وہ حزب اختلاف ہو چاہے حزب اقتدار ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

سب کو حق ہے کہ مجھے اچھی رائے دیں ، مجھے گائیڈ کریں ، اپنے مشورے دیں اور مجھے صحیح راستے پر لائیں ، اگر میں غلطی پر ہوں تو آپ کہیں کہ آپ غلطی کر رہے ہیں ۔ اگر میں کوئی زیادتی کر رہا ہوں تو آپ کو حق ہے کہ آپ کہیں کہ آپ زیادتی کر رہے ہیں ۔ آپ دیکھیں کہ میں صحیح کام کر رہا ہوں یا نہیں میں ایک بات یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ موجودہ حالات کے متعلق جو کچھ میرے فاضل بھائیوں نے بہنوں نے کہا ہے میں اس پر زیادہ بات نہیں کرنا چاہتا ، میں حالات سمجھتا ہوں کہ یہ اچھے نہیں ہیں اور یہ سدھر سکتے ہیں ۔ میں انہیں جلد از جلد سدھارنے کی کوشش کروں گا ۔ میں لمبی باتیں نہیں کرتا کہ حالات پندرہ دن کے اندر سدھر جائیں گے ۔ جب میں اور آپ مل کر بیٹھیں گے تو یہ حالات سدھر جائیں گے اور آخر میں میں صرف اور صرف ایک ہی بات کہنا چاہتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی میں اور کوئی پارٹی نہیں ہے ۔ پاکستان پیپلز پارٹی ایک ہی پارٹی ہے اس کا ایک ہی منشور ہے ایک ہی لیڈر ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر ۔ جملہ اراکین اسمبلی کی اطلاع کے لئے یہ بیان کرتا ہوں کہ آج شام چھ بجے گورنر ہاؤس میں وزیر اعلیٰ پنجاب اپنے عہدے کا حلف اٹھائیں گے ۔ تمام اراکین اسمبلی کو اس کی دعوت ہے ان سے استدعا ہے کہ پانچ بجکر چالیس منٹ تک گورنر ہاؤس کے دربار ہال میں پہنچ جائیں ۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان ۔ آج کا پروگرام تو آپ نے بتا دیا ہے کل کا پروگرام بھی بتا دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کل کا پروگرام بھی ابھی بتاتا ہوں ۔

(The House is adjourned. It shall re-assemble on the 23rd of July 1975, at 9: 0 A.M.

(اسمبلی کا اجلاس 23 جولائی 1975ء بروز بدھ نو بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا)

اجلاس نمبر 12

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ۹ بجے صبح منعقد ہوا
مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّمَا تُنۡذِرُ الَّذِیۡنَ یَخۡشَوۡنَ رَبَّہُمۡ بِالۡغَیۡبِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ
وَ مَنۡ تَزَکّٰی فَاِنَّمَا یَتَزَکّٰی لِنَفۡسِہٖ وَ اِلَی اللّٰہِ الۡمَصِیۡرُ
یَسۡتَوِی الۡاَعۡمٰی وَ الۡبَصِیۡرُ ○ وَ لَا الظُّلُمٰتُ وَ لَا النُّوۡرُ
وَ لَا الۡحَرُوۡرُ ○ وَ مَا یَسۡتَوِی الۡاَحۡیَآءُ وَ لَا الۡاَمۡوَاتُ اِنَّ اللّٰہَ
یُسۡمِعُ مَنۡ یَّشَآءُ وَ مَاۤ اَنۡتَ بِمُسۡمِعٍ مَّنۡ فِی الۡقُبُوۡرِ

(قرآن حکیم ۔ پ ۲۲ ۔ س ۳۵ ۔ رکوع ۱۵ ۔ آیات ۱۸ تا ۲۲)

(اے پیغمبر) آپ انہی لوگوں کو نصیحت کر سکتے ہیں جو بن دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے
اور نماز ادا کرتے ہیں اور جو شخص پاک ہوتا ہے وہ اپنے ہی لئے پاک ہوتا ہے اور
اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ـــــ اور ظاہر ہے کہ اندھا اور آنکھ والا برابر نہیں اور نہ
تاریکی و روشنی برابر ہو سکتی ہے اور نہ سایہ اور دھوپ برابر ہے اور نہ زندے اور مردے برابر
ہیں۔ اللہ جس کو چاہتا ہے سنا دیتا ہے اور تم ان کو جو قبروں میں مدفون ہیں نہیں سنا سکتے

وما علینا الا البلاغ

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا پندرھواں اجلاس

بدھ ۔ 23 جولائی 1975ء
(چہار شنبہ ۔ 12 رجب 1395ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّمَا تُنذِرُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۚ
وَمَن تَزَكّٰى فَإِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهِ ۚ وَإِلَى اللّٰهِ الْمَصِيرُ ○ وَمَا
يَسْتَوِي الْأَعْمٰى وَالْبَصِيرُ ○ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّورُ ○ وَلَا الظِّلُّ
وَلَا الْحَرُورُ ○ وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۚ إِنَّ اللّٰهَ
يُسْمِعُ مَن يَشَاءُ ۖ وَمَا أَنتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ ○

(قرآن حکیم ۔ پ ۲۲ ۔ س ۳۵ ۔ رکوع ۱۵ ۔ آیات ۱۸ تا ۲۲)

(اے پیغمبر) آپ ان ہی لوگوں کو نصیحت کر سکتے ہیں جو بن دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے اور نماز ادا کرتے ہیں اور جو شخص پاک ہوتا ہے وہ اپنے ہی لئے پاک ہوتا ہے اور سب کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ـــــ اور (ظاہر ہے) کہ اندھا اور آنکھ والا برابر نہیں اور نہ تاریکی و روشنی برابر ہو سکتی ہے اور نہ ہی سایہ اور دھوپ برابر ہے اور نہ زندہ اور مردہ برابر ہو سکتے ہیں اللہ جس کو چاہتا ہے سنا دیتا ہے اور تم ان کو جو قبروں میں مدفون ہیں نہیں سنا سکتے ـــ تم تو صرف ہدایت کرنے والے ہو ۔ وما علینا الا البلاغ

مسٹر سپیکر - ڈاکٹر عبدالخالق صاحب ! آپ کچھ کہنا چاهتے ہیں -

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عبدالخالق) جناب والا - سیلاب سے متاثرہ صورت حال کے پیش نظر فاضل اراکین اس بات کے خواهش مند ہیں کہ وہ سینٹ کے انتخابات کے بعد اپنے اپنے حلقہ انتخاب میں تشریف لے جانا چاهتے ہیں تا کہ وہ سیلاب سے متاثرہ افراد کی امداد کے سلسلے میں اپنے فرائض کو انجام دے سکیں اس لئے جناب والا اجلاس کو غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جائے -

مسٹر سپیکر - یہ فیصلہ میں خود کر سکتا هوں یا ایوان کی اجازت لینا هوگی - صبح بہت سے اراکین میرے پاس تشریف لائے تھے انہوں نے بھی انہیں جذبات کا اظہار کیا تھا اور اکثر فاضل اراکین کی بھی یہی رائے معلوم هوتی ہے -

میاں منظور احمد موهل - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - 24 تاریخ کو سینٹ کے الیکشن هو رہے ہیں اور میرے خیال میں سیلاب کی صورت حال پر ایوان میں بحث کی جائے اور اس کے متعلق انتظامات کو زیر بحث لایا جائے -

مسٹر سپیکر - کیا آپ نے اسکا نوٹس دیا ہے -

No one has give notice for such a substantive motion.

اگر آپ نے اس کا نوٹس دیا هوتا تو غالباً سب آپ کے مشکور هوتے -

میاں منظور احمد موهل - جناب والا- میں نے اس کے متعلق تحریک التوائے کار دی هوئی ہے -

مسٹر سپیکر - یہ ٹھیک ہے کہ آپ نے تحریک التوائے کار دی هوئی ہے - مگر وہ تو سیلاب کے مسئلہ کے ایک مخصوص پہلو سے متعلق ہے اس لئے میں ڈاکٹر صاحب کی اس تجویز سے اتفاق کرتا هوں اور آج کا اجلاس بغیر کسی کارروائی کے ملتوی کیا جاتا ہے -

It is adjourned *sine die*.

(اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی هو گیا)